فہرست مضامین حصہ اول تفسیر فیض الکریم

جزو سیوم

جزء ۴رم

ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء وهدى وبشرى للمسلمين
فيض الكريم تفسير قرآن عظيم
از تاليفات جامع المنقول والمعقول حاوی الفروع والاصول علامۂ زمان محقق دوران
خاتم المحدثين مولانا صبغة الله امام العلما قاضی الاسلام قاضی الملک عليه الرحمة والرضوان
در مطبع عزيزی مدراس طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے اُس ذات پاک کو کہ جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل کی جس نے
سب کو سیدھی راہ بتائی اور نادانوں کو جہل کی تاریکی سے نکال کے روشنی اللہ کی
معرفت کی دکھلائی کہ آیات بینات فصاحت بلاغت کے لاف مارنے والوں کو
داغ عاجزی کا دیا اور معاندوں کو ذلت خواری کی آتش میں جلایا اور صلوۃ و سلام
اس سالار مرسلین پر کہ جنکی سعی سے کفر کی جمعیت پھوٹی اور تیغ سے انکے حکم کے شرک کی
بنیاد ٹوٹی انکی ہدایت سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھلے اور تاریک دلوں میں انوار کے
غنچے کھلے دین نے انکے توریت و انجیل پر قلم نسخ کا کھینچا اور انکے معجزوں کا آوازہ سارے

اکثر لوگ علم سے بے بہرہ اور دین کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں الحق اپنے ملک کی بھاکھے میں کسی نوع کچھ لکھنا عوام کی معرفت کا
سبب ہے تا ہر علی الخصوص عورتیں کہ انکو ہندی زبان کے سوائے دوسری زبانوں سے شناسائی نہیں فضیلت دستگاہ مولوی
محمد باقر آگاہ جعل اللہ الجنۃ مثواہ نے چند کتابیں دینی علوم کی ہندی زبان میں بنائیں کہ جس سے ایک عالم کو فائدہ
عظیم ہوا ان ایام میں حکام کی رغبت اردو زبان کی طرف دیکھ کے بہت سی کتابیں ہندی میں لوگوں نے تصنیف کیں پھر یہہ
عاصی بھی ہندی زبان میں چند کتاب بنایا مگر کوئی ایسی تفسیر کہ جسکے دیکھنے سے خاطر کو تشفی ہو سو نظر نہ آئی اس لئے یہہ عاصی
ایک تفسیر ہندی کہ جس میں شان نزول اور ضروری باتیں ذکر ہوں لکھنا شروع کیا جناب الٰہی میں التجا یہہ ہے کہ اسکی اتمام
کی توفیق دیوے اور اسکے دیکھنے والوں کو نیک راہ بتاوے **مقدمہ** تمام قرآن شریف لوح محفوظ سے
ایکہی دفعہ رمضان کے مہینے میں شب قدر کو پہلے آسمان پر اترا بعد اسکے تیئیس برس کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا بحسب ضرورت
نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جب آیتیں اترتیں تو اسکو خرمے کی شاخوں پر کہ جسکو عربی میں عسیب
کہتے ہیں اور چمڑوں پر اور کاغذوں پر اور پتھروں پر اور تختیوں پر اور چوڑے ہاڑوں پر لکھا کرتے تھے تمام ایک جگہہ جمع نہ تھا
پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سنہ گیارہ ہجری میں مسیلمہ کذاب سے جو دعوی نبوت کا کیا تھا اور اسکے
ساتھ بہت سے عرب مرتد ہو کے جمع ہوئے جنگ ہوئی سو صحابہ میں سات سو آدمی تک شہید ہوئے ایک روز عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لیکر گئے اور کہے اس جنگ میں قاریان بہت سے شہید ہوئے آئندہ جنگوں میں قاریان
مارے گئے تو بہت سی آیتیں قرآن شریف کی جاتی رہینگی بہتر یہہ ہے کہ قرآن کو جمع کریں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کام نہیں کئے اسکو میں کیونکر کروں عمر رضی اللہ عنہ کہے واللہ یہہ کام بہت خوب ہے
غرض بحث و تکرار کرکے دونوں صاحبوں کی رائے متفق ہوئی کہ اسکو جمع کرنا سو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت کاتب الوحی تھے بلوائے اور انسے جو عمر رضی اللہ عنہ کہے سو تقریر کئے اور فرمائے
تم جوان ہوشیار ہو اعتمادی آدمی ہو نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت وحی اترتی تو صاحب لکھا کرتے تھے اب قرآن شریف کو
جمع کرنیکے واسطے اصحاب بھی ہمارے شریک ہو جائے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر مجھکو کوئی پہاڑ اٹھا لو کرکے تکلیف دیتے تو مجھ پر
اتنا گران نہوتا جیسا یہہ مجھی گران نظر آیا پھر میں بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کام نہیں کئے سو آپ کیسا کرتے ہو
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے واللہ یہہ خوب کام ہے پھر مجھ میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بحث ہوئی آخر اللہ تعالی

میرے دلمین بہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح اس بات کا دہیان ڈالا پہر مین آیتونکو جو متفرق اور پراگندہ تہین جمع کرنے
لگا اور جب کوئی آیت لکہی ہوئی نہ ملی تو لوگون سے جو حافظ قرآن تہے تحقیق کر کے لکہتا غرض زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تمام متفرق
آیتونکو جمع کئے اور وہ مسودہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تہا انکے وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا انکو بہی بندوبست
اور کافرون کی جنگون مین اسکو صاف کرنیکی فرصت ہوئی تہی عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی وہ مسودہ ام المومنین بی بی حفصہ
رضی اللہ عنہا کے پاس رہگیا سنہ چوبیس ہجری مین کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تہی حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما جو امینیہ اور
آذربیجان کو فتح کرنے گئے تہے اور وہان لشکر عراق کے اور شام کے جمع تہے سو دیکہے قرآن شریف کی قراءت مین مختلف رہتے ہین
امین دمشقیہ ہو رہے ہین شام والے کہتے تہے ہمکو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی سند ہوئی ہے اور عراق والے کہتے تہے ہمکو ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے یونہی تحقیق ہوئی ہے پہر ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دلمین اس اختلاف سے بہت اندیشہ
پیدا ہوا اور ملک فتح کرکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہے یا امیر المومنین لوگونکو قرآن شریف کی تلاوت مین
بڑا اختلاف کیا ہی یہود و نصارا کے کتب مین جیسا اختلاف ہوا ہماری کتاب مین ہونیکے قبل اسکا بندوبست کیا جائے پہر
عثمان رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورت کرکے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن شریف تہا سو منگوائے
بی بی نے بہیجنے کیواسطے راضی نہوئین پہر انکو کہلا بہیجے کہ اسکو آپ بہیجدو ہم نقل لیکے پہر آپکے پاس بہجوا دینگے بی بی نے
اسکو بہیج دیا سو زید بن ثابت کو اور وہ انصاری تہے اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص بن امیہ اور عبد الرحمن بن حارث کو اور وہ قریش مین تہے
مصحف لکہنے کا حکم فرمائے اور کہے جب زید بن ثابت اور تم لوگونکا لغت مین اختلاف آوے تو قریش کی لغت پر لکہو کیونکہ
قرآن شریف قریش کی لغت پر نازل ہوا ہی بعضی روایتون مین آیا ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ بارہ شخص کو قریش اور انصار کے
قرآن لکہنے کیواسطے مقرر کئے ازانجملہ ابی بن کعب اور مالک بن ابی عامر اور کثیر بن افلح اور انس بن مالک اور عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہم تہے دوسرے لوگونکا نام معلوم نہوا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ پوچہے سب مین خوشخط کون ہے
تو کہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو منشی تہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان پہر کہے قرآن کے الفاظ کو درست کون ادا
کرتا ہی کہے سعید بن العاص کہتے ہین کہ انکا لہجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لہجے سے بہت مشابہ تہا سو عثمان رضی اللہ عنہ
فرمائے سعید الفاظ کو بولا کرے اور زید اسکو لکہے انتہی شاید دوسرے لوگونکو انکی مدد اور نسخے متعدد لکہنے کیواسطے متعین
کئے ہون اور اکثر لوگ جو زمانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کم سن تہے انکو مقرر کئے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر سال ایکبار رمضان کے مہینے میں جبرئیل علیہ السلام کو قرآن شریف سنایا کرتے تھے اور جس سال میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اس سال جبرئیل کو دو بار سنایا سو اس سنانے کو عرضۂ اخیرہ کہتے ہیں پھر صحابہ جو کہ عرضۂ اخیرہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سنتے انکے سننے میں جو آیتیں منسوخ التلاوت تھیں نکل گئیں بخلاف انکے جو پیش از عرضۂ اخیرہ کے سنتے تھے انکی تلاوت میں کہیں کہیں منسوخ آیتیں رہ گئی تھیں القصہ عثمان رضی اللہ عنہ چند مصحف لکھا کے اطراف میں روانہ کئے اور حکم فرمایا کہ اسکے سوا کسی کے پاس کچھ آیتیں یا سورتیں یا مصحف ہو تو اسکو غرق کرے سو بعضے لوگ جنہیں تھا(?) خاطر جمع سے سمجھ کے پھاڑ ڈالے اور اکثر انکو جا(?) بجا پڑھ کے جلائے مشہور یہہ ہے کہ کتنے کون پر روانہ کئے سو پانچ مصحف اور بعضے کہتے ہیں سات مصحف لکھوا کے ایک مکہ کو روانہ کئے اور ایک شام کو اور ایک یمن کو اور ایک بحرین کو اور ایک بصرہ کو اور ایک کوفہ کو اور مدینہ میں اپنے پاس ایک مصحف کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاوت میں وہ مصحف رہا کرتا تھا اب تک وہ مصحف ترکیہ(?) موجود ہے اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کا مسودہ جو منگوایا تھا اسکو پھیر دیا پاس بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے جن دنوں مروان مدینہ کا حاکم ہوا تھا سو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ مسودہ طلب کیا انہوں نے اسکو نہ دیا انکے انتقال کے بعد مروان نے بی بی کے برادر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر تقید کرکے منگوایا اور اوسکو جلا دیا

فائدہ

ف

قرآن شریف کی تفسیر رائے سے کرنا حرام ہے لیکن رائے سے تاویل کرنا جایز ہے تفسیر اسکو کہتے ہیں قرآن کے الفاظ سے ثابت کرنا اور اس لفظ سے مراد کیا ہے سو بیان کرنا تو اسمیں جزم کر دینا ہے کہ اس لفظ سے مراد یہی ہے دوسری نہیں سو اسمیں گویا گواہی دی اللہ تعالی پر کہ اس لفظ سے یہی ارادہ ہے اللہ تعالی کے ارادے پر ہمکو تو اطلاع نہیں پھر اس بات کا جاننا موقوف ہے اسکے سننے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو قرآن نازل ہونیکے وقت حاضر تھے اور مشاہدہ کئے اس حالت کو پھر جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے حاصل نہ کرے اور انسے صحیح نقل ہوتے ہوے ہمکو جو پہنچی ہے اسکو نہ جانے اپنے طرف سے کوئی معنی بیان کرے تو وہ تفسیر رائے سے ہوئی اور جھوٹی شہادت اللہ تعالی پر اس سبب سے وہ حرام ہوئی اور تاویل اسکو کہتے ہیں کہ جملے وغیرہ میں چند احتمال ممکن ہیں انمیں سے کسی احتمال کو بیان کرنا یا ایک احتمال کو دوسرے پر ترجیح دینا سو یہہ جایز ہے کیونکہ اسمیں اللہ تعالی پر شہادت نہیں لیکن یہہ بھی ہر کسیکو جایز نہیں بلکہ جو علما ماہر ہیں قرآن کے علوم اور آلات سے اور جانتے ہیں معانی کو خطابات کے تو انکو تاویل کرنا جایز ہے بشرطیکہ انکی وہ تاویل کتاب اور سنت اور اجماع کے مخالف ہووے

سورة الفاتحة مكّية وهي سبع آيات

سورہ فاتحہ مکی ہے سات آیت کا معلوم ہے جو سورہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش از ہجرت کے نازل ہوئے ہیں اسکو مکی

کہتے ہیں اور جو کہ ہجرت کے بعد نازل ہوئے اُسکو مدنی کہتے ہیں خواہ کہیں نازل ہوں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تعریف اللہ
کو ہے جو صاحب ساری جہان کا عالمین جمع ہے عالم کی اُس سے مراد تمام مخلوقات ہیں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ بہت مہربان نہایت رحم والا مالک انصاف کے دن کا انصاف کے دن سے مراد قیامت کا روز ہے کہ کسیکو
اس روز ملک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے دیکھیے یہاں اللہ صاحب نے اپنے ناموں سے پانچ نام ذکر کئے اللہ رب رحمٰن رحیم
مالک سو اس میں اشارہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے بندے کو میں نے پیدا کیا سو میں اللہ ہوں پھر اسکو اقسام کی نعمت اور
ہزارہا الطاف سے پرورش کیا سو میں رب ہوں پھر بندہ میری نافرمانی کرنے لگا اور میں اسکو ڈھانپا سو میں رحمٰن ہوں
پھر میں نے اسکی نافرمانی پر تعمیل نہیں چھین لیئے میں رحیم ہوں پھر ان نافرمانیوں پر جزا دینا ضرور ہے سو میں جزا کے دن کا مالک ہوں
اِيَّاكَ نَعْبُدُ تجھی کو ہم بندگی کریں وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور تجھی سے مدد چاہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی اس راہ سے مراد راہ حق اور اسلام کی طریقت ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
راہ انکی جن پر تو نے فضل کیا اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا سو وہ لوگ انبیا اور فرشتے اور صدیقین اور شہدا اور
انکے تابعدار ہیں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہ جن پر غصہ ہوا وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور نہ بہکنے والے جن پر
غصہ ہوا اس سے مراد یہود ہیں یا مطلق کافر اور بہکنے والے سو نصاریٰ ہیں یا منافقین معلوم ہے کہ آمین جو کہتے ہیں سو
وہ قرآن میں داخل نہیں لیکن سنت ہے سورہ تمام ہوئے بعد دم لیکے آمین کہنا اور اسکی معنی قبول کر اور مذہب امام شافعی کا
ہی نماز جہریہ میں سورہ فاتحہ پڑھے بعد آمین پکار کے کہنا اور امام ابی حنیفہ کا مذہب آمین آہستہ کہنا ہے بخاری و مسلم روایت کیے
ہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ ملائک بھی آمین
کہتے ہیں پھر جسکی آمین فرشتوں کے آمین کے ساتھ برابر ہو تو اسکے اگلے گناہ بخشے جائینگے اور ترمذی روایت کئے ہیں ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی رضی اللہ عنہ کو فرمائے کیا تجھکو خبر نہ دوں ایک سورت سے
کہ ویسی سورت نہ توریت میں اُتری اور نہ انجیل میں پھر ابی کہے خبر دو یا رسول اللہ سو حضرت فرمائے وہ سورت فاتحہ
ہے وہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا یعنے سورۃ الحجر میں جو آیت آئی ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا
مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ سو وہ یہی سورہ ہے اور اسکو سبع مثانی کہے یعنی سات مکرر اس لیے کہ اس سورت میں

سات آیت ہیں ورنماز کی ہر رکعت میں مکرر پڑھتے ہیں **سورۃ البقرۃ مدنیۃ وھی مائتان وسبع وثمانون آیۃ** سورہ بقرہ مدنی ہے دوسو ستاسی آیت کی اور یہہ

پہلی سورت ہے جو مدینہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٓمٓ**

یہہ حروف جو سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں اسکا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے **ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيهِ** اس کتاب میں کچھ شک نہیں ذالک کا لفظ عربی میں کسی چیز کی طرف اشارہ کے واسطے آتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہہ کتاب یعنے قرآن جو پڑھتا ہے اسمین کچھ شک نہیں مقرر اللہ کے یہاں سے آیا ہے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب نے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ میں تجھ پر ایک کتاب اتارونگا کہ اسکو پانی نہیں مٹاتا اور پھیرنے سے کہنہ نہیں ہوتا جب قرآن نازل ہوا تو فرمایا یہہ وہی کتاب ہے بعضے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ میں بنی اسمعیل سے ایک نبی بھیجونگا اور اس پر کتاب نازل کرونگا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے اور وہاں یہود بہت تھے سو اللہ تعالیٰ یہہ سورت نازل کیا اور انکو یہ فرمایا کہ میں نے جو وعدہ تم سے کیا تھا سو وہ یہی کتاب ہے **هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ** راہ بتاتی ہے ڈر والوں کو جو سچ مانتے ہیں بن دیکھے متقی اسکو کہتے ہیں جو منہیات سے بچ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اموراتکو ادا کرتا ہے اور یہہ کتاب پرہیزگاروں کو راہ بتاتی ہے فرمایا اس لیے کہ متقی اس سے نفع پاتے ہیں جو اللہ نہ ڈرے تو اسکو کوئی نصیحت نفع نہ دیگی اور غیب اسکو کہتے ہیں جو انکے سے پوشیدہ ہے جب غیب پے ایمان لاتا ہو تو اس میں ایمان فرشتوں پر اور گذشتہ انبیا پر اور قیامت اور حساب اور کتاب اور صراط اور میزان اور جنت اور دوزخ تمام داخل ہو **وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ** اور درست کرتے ہیں نماز یعنی نمازوں کو انکے اوقات پر ارکان اور ہیئت کے ساتھ خشوع اور خضوع سے ادا کرتے ہیں **وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ** اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں یعنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں یا کرتے ہیں دینا فرض ہو یا نفل **وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ** اور جو سچ مانتے ہیں جو کچھ اترا تجھ پر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس سے مراد تمام قرآن اور شریعت ہے **وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ** اور جو کچھ اترا تجھ سے پہلے یعنے توریت اور انجیل وغیرہ کتب جو اگلے پیغمبروں پر اترے اللہ تعالیٰ سب کتب جو نازل کیا سو ایک سو چار ہیں انمین شیث علیہ السلام پر سات صحیفے اور ابراہیم علیہ السلام پر تیس صحیفے اور موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کے لگے

دس صحیفے جملہ سو صحیفے ہوے باقی رہے چار انمین توریت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر
اور زبور داود علیہ السلام پر اور قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا معلوم رہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر اور اگلے پیغمبرون پر جو کچھ نازل ہوا تمام پر مجمل ایمان لانا سب لوگون پر فرض عین ہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے پر ہم مامور ہین اسلئے جو کچھ حضرت پر نازل ہوا اسکو تفصیل جاننا بھی فرض ہی لیکن
فرض کفایہ ہی وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور آخرت کو وے یقین جانتے مین یعنی آخرت کا ہونا سچ جانتے
ہین اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اونھون نے پائی ہی راہ اپنے رب کی وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی مراد کو پہنچے یعنی دوزخ سے چھوٹے اور بہشت کو پاے معلوم رہے اللہ صاحب نے
اس سورت کی شروع مین چار آیت مومنون کے حق مین اتارا اور اُنکے خوب صفات کہدیا پھر بعد دو آیت کافرون کے
حق مین کہا اُسکے بعد تیرہ آیت منافقون کی شان مین نازل کیا سو کافرون کے حق مین فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وے جو منکر ہوے سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ برابر ہی تو انکو
ڈراوے یا نہ ڈراوے لَا يُؤْمِنُوْنَ وے نہ مانینگے کفر کی معنی کاف کے زبر سے لغت مین ڈھانپنا اور کاف کے
پیش سے نعمت چھپانے اور ناشکری کرنے مین مستعمل ہی اور اہل شرع پاس اُسکی معنی اُس سے منکر ہونا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لاے ہین کہ یقیناً معلوم ہوا ہی اور کفر کے چار قسم ہین ایک کفر انکار کا وہ اللہ تعالیٰ کو اصلا نہ جاننا اور نہ اسکا
زبان سے اقرار کرنا فرعون کا کفر اسی قسم کا تھا دوسرا کفر جحود اور شرارت کا وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا اور زبان
سے اقرار نہ کرنا کفر ابلیس اور یہود کا اسی قسم کا ہی تیسرا کفر عناد کا وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا اور زبان سے اقرار
کرنا لیکن اُسکو اختیار نہ کرنا اُمیہ بن الصلت اور ابی طالب کا کفر اسی قسم کا تھا چوتھا کفر نفاق کا وہ زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے یقین نہ کرنا اُبی بن سلول کا کفر اسی قسم کا تھا اور ان چار قسم مین کوئی قسم پر مرے تو اسکو چھٹکارا
نہین اور یہہ آیت نازل ہوی حق مین چند لوگون کے جن کی شقاوت علم الٰہی مین مقرر ہو چکی تھی جیسا ابوجہل اور ابولہب
وغیرہ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کہہ دیا کہ اُنکے ایمان کی تو امید نہ رکھ اور اسکا سبب کہا کہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مہر کر دی اللہ نے انکے دلون پر وَعَلٰى سَمْعِهِمْ اور اُنکے کان پر یعنے اونکے دلون پر
اور کانون پر مہر ہو چکی ہی کچھ حق بات کہو تو اوسکو نہین سمجھتے اور نہ سنتے وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اور ہی انکی آنکھون پر پردہ یعنی ان لوگون کی آنکھون پر اللہ تعالی نے پردہ ڈالا ہی سو اللہ تعالی کی توحید کی شان
کو دیکھتے نہین وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ انکے لئے بڑی مار ہی اب اللہ تعالی منافقون کے حق مین فرمایا وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ اور ایک لوگ وے ہین جو کہتے
ہین ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکو یقین نہین یہہ آیت اور اسکے بعد کے چند آیتین احوال مین عبداللہ
بن ابی بن سلول اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس وغیرہ منافقون کے نازل ہوئین کہ یہہ لوگ ظاہر مین ایمان لاتے اور دل
مین اپنے کفر پر تھے سو یہہ لوگ کافرون سے بھی بدتر ہوئے کیونکہ کفر تھا سو تھا اس پر جھوٹھ اور حسد اور بغض اور عداوت
بڑھ گئی اس لئے اللہ تعالی انکی مذمت بہت سی آیتون مین بیان کیا اور فرمایا وہ لوگ منہہ پر بولا کرتے ہین کہ ہم
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے لیکن حقیقت مین وے لوگ مومن نہین کیونکہ باطن مین کفر بھرا ہوا ہی يُخَادِعُونَ
اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والون سے وے لوگ کفر کو چھپا رکھکر اسلام
ظاہر کئے تا اسلام کے سبب انکے مال لوٹے اور خون ہوئے نہ جائین سو گویا اللہ سے دغابازی کرنے لگے وَمَا يُخَادِعُونَ
إِلَّا أَنْفُسَهُمْ اور کسی کو دغا نہین دیتے مگر آپ کو یعنی وہ جو دغا کرتے ہین اسکا وبال انھین پر ہی دنیا مین فضیحت
اور آخرت مین عذاب وَمَا يَشْعُرُونَ اور نہین سمجھتے کہ اس دغا کا وبال انھین پر ہے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
انکے دلونمین آزار ہی یعنی نفاق اور شک ہی فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا پھر زیادہ دیا اللہ نے انکو آزار کیونکہ
اللہ تعالی آیتین ایک کے بعد ایک نازل کیا اور وے لوگ جو آیت آئی تو اسکا انکار کرتے تو انکا کفر اور نفاق بڑھتا
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ اور انکو دکھ کی مار ہی اس پر کہ جھوٹھ کہتے تھے
یعنی وے ہم ایمان لائے کرکے جو جھوٹھ کہتے ہین اس لئے ان پر مار ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ اور جب کہئے انکو یعنی منافقون کو فساد نہ ڈالو زمین مین انکا فساد ڈالنا یہہ تھا کہ مسلمانون مین اور
مشرکون مین لڑائی لگاتے اور کافرونکی اعانت اور مومنون کی دغا مین رہتے قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ
کہین ہمارا کام تو اصلاح ہی انکے دلونمین کفر رہنے سے فساد کو سمجھا کرتے کہ وہ صلاح ہی پھر اللہ تعالی نے انکی رد مین
فرمایا أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ سن رکھو وہی ہین بگاڑنے والے
پر نہین سمجھتے آپ بگاڑنے والے ہین کیونکہ انکو تو یہہ گھمنڈ ہی کہ آپ جو کفر چھپا رکھے ہین سو اسمین صلاح ہے

آیا نہین سمجھتے کہ انکے لئے اللہ تعالی نے عذاب مقرر رکھا ہی وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا اور جب کہئے انکو یعنی منافقین کو ایمان مین آؤ كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جسطرح ایمان لائے سب لوگ یعنی ایمان دل سی خلوص کیساتھ لاؤ جیسا مہاجرین اور انصار لائے ہین یا لوگ سی مراد عبداللہ بن سلام وغیرہ اہل کتاب ہین جو ایمان لائے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کہین کیا ہم اسطرح مسلمان ہون جیسے مسلمان ہوے ہین بیوقوف مسلمانون کو سفیہ کہے کیونکہ منافقون کا ایسا اعتقاد تھا کہ یہہ لوگ جو مسلمان ہوتے ہین سو انکی عقل مین خلل ہی اور منافقون نے یہہ جو کہے سو اپنے دوستون کے روبرو کہے مومنون کے روبرو نہین پھر اللہ تعالی انکی مخفی حالتون سے خبر دیا کیونکہ اگر علانیہ مسلمانون کے روبرو یہہ کہین تو وہ نفاق نہین بلکہ صریح کفر ہی اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ سنتا ہے وہی ہین بیوقوف وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ پر نہین جانتے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور جب ملاقات کرین مسلمانون سے کہین ہم مسلمان ہوے یعنے تم جیسا خالص مومن ہو ہم بھی ویسا ہی ہین وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ اور جب اکیلے جاوین اپنے شیطانون پاس شیطانون سے مراد انکے سردار اور کاہن جو سر کسی مین شیطان کو اپنا غلام بناتھے اور وے پانچ شخص تھے کعب بن اشرف یہودی مدینہ مین اور ابو بردہ بنی اسلم مین اور عبد الدار بنی جہینہ مین اور عوف بن عامر بنی اسد مین اور عبد اللہ بن السود شام مین قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ کہین ہم ساتھ ہین تمھارے اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ہم تو ہنسی کرتے ہین یعنے ہم محمد اور انکے اصحاب کے پاس جو ایمان ظاہر کرتے ہین محض ہنسی کیواسطے ہی واحدی وغیرہ مفسرین شان نزول ان آیتون کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہی کہ ایک روز عبد اللہ ابن اُبَی بن سلول منافق اور اُسکے ساتھ والے بعضے لوگ کہین جاتے تھے سو راہ مین دیکھے چند اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف لاتے ہین عبد اللہ بن اُبَی اپنے ساتھ والون کو بولا دیکھو ان بیوقوفون کو تمھارے سے کیسا پھیرتا ہون پھر جاکر ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا مرحبا صدیق کو بنی تیم کے سردار اور مسلمانون کے پیر اور غار مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق اور خرچ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے اپنا جان و مال بعدہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا مرحبا بنی عدی بن کعب کے سردار اور فرق کرنے والے حق و باطل مین اللہ تعالی کی راہ مین قوی

اور خرچ کرنے والے اپنی جان و مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے واسطے بعدہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بولا مرحبا چچیرے بھائی اور داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور بنی ہاشم کے سردار علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ای عبد اللہ تو اللہ سے ڈر اور نفاق نہ رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندونمین منافق بڑا وہی عبد اللہ بن ابی بولا ابو الحسن ایسا مت فرماؤ ہمارا ایمان تمہارا سا ایمان ہی اور ہماری تصدیق تمہاری سی تصدیق ہی جب سب چلے گئے عبد اللہ بن ابی نے اپنے لوگون سے کہا دیکھو مینے کیا کیا پھر سب اسکی تحسین آفرین کئے اور اللہ صاحب نے اسکی مذمت مین ان آیتون کو نازل کیا اور اوپر کی آیتین اسی کی تمہید کیواسطے ذکر کیا اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اللہ ہنسی کرتا ہے اُنسے یعنی انکی ہنسی کی جزا دیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آخرت مین اللہ تعالیٰ منافقون کے لئے بہشت کا دروازہ کھولیگا وے جب وہان پہنچینگے دروازہ بند کریگا اور انکو دوزخ کی طرف لیجاوے گا وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اور بڑھاتا ہی انکو انکی شرارت مین بھکے ہوئے یعنی انکو انکی سرکشی مین چھوڑتا ہی تا اسی مین متحیر رہین اُولٰٓئِكَ وہی ہین یعنے منافقین اَلَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى جنھونے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی یعنے ایمان اور ہدایت کو چھوڑکر کفر اور گمراہی اختیار کئے خرید و فروخت مین نقد دیکر اسکے بدلے اسباب لیا کرتے ہین دونون مین ایک طور کی مناسبت ہوئی اسواسطے شرا اور تجارت کے الفاظ کو ذکر کیا فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ سو نفع نہ لائی انکو سوداگری وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اور نہ پائی راہ یعنی انکو سوداگری مین نفع نہ ملا اور انکو تجارت کی راہ معلوم نہ ہوئی تجارت مین تو اصل مال باقی رہکر افزود ہوتا ہے منافقون نے ایمان جو اصل تھا اسکو کھودئے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا انکی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ اللہ تعالیٰ پہلے منافقون کی صفت بیان کیا اب اُنکے لئے ایک مثال دیا کیونکہ مثال دیوین تو لوگون کے دلمین بات بہت تاثیر کرتی ہی اور احوال اس چیز کا خوب معلوم ہوتا ہی اسیواسطے اللہ تعالے قرآن مین مثالین اکثر دیتا ہی فَلَمَّا اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ پھر جب روشن کی اُسکے گرد کو یعنے آتش نے سلگانے والے کے گرد روشن کی

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ لے گیا اللہ انکی روشنی وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ
اور چھوڑا انکو اندھیرون مین نظر نہین آتا ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ یہہ مثال منافقون کی ہے انھون کا حال جیسا ایک شخص اندھیری رات مین آتش کو بیابان مین سلگایا
اوسکی روشنائی مین تمام اطراف کو دیکھا اور ڈر والی چیز سے اپنے کو بچایا اسی فکر مین تھا کہ آتش
بجھ گئی اب وہ شخص اندھیرے مین متحیر ہے اور اندیشہ بڑھ گیا سو منافقون کا حال ایسا ہی ہے وسے ایمان
ظاہر کئے اُس سے انکو جان و مال کا امن ہوا عورت بچون سے گئے مسلمانون کے ساتھ نکاح کئے اور غنیمتون
مین شریک ہوسے یہہ تو انھون کا نور ہی جب مرے تو یہہ امن جاچکا اور اول سے زاید اندھیرے مین پھنسے اور
خوف دوچند ہوگیا پھر اللہ تعالی نے منافقون کی صفت مین فرمایا صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ بہرے ہین
گونگے اندھے یعنی وسے منافقین حق بات کو قبول نہین کرتے جب بات قبول نہ کرین تو گویا اُسکو
نہین سنتے جب نہین سنتے تو گویا بہرے ہوسے اور زبان سے حق بات نہین کہتے تو گویا گونگے ہین
اور نہ اونکو عقل کی آنکھ ہے کہ اس سے حق و باطل کا امتیاز کرین جب اُسکو عقل کی آنکھ نہ ہی تو گویا اوسکو
آنکھ ہی نہین پھر وہ اندھا ہے فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ سو وسے نہین پھرینگے یعنے ہدایت جو بیچے ہین یا
گمراہی جو خرید کئے ہین اب اس سے پھرتے نہین اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یا جیسے مینہہ پڑتا آسمان سے
یعنے منافقین کی یہہ مثال ہے کہ چند لوگون کو مینہہ ملایا فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ اس مین
یعنے اس مینہہ مین ہے اندھیری اور گرج اور بجلی يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ
حَذَرَ الْمَوْتِ ڈالتے ہین انگلیان اپنے کانون مین مارے کڑک کے ڈر سے موت کے وَاللّٰهُ
مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ گھیر رہا ہے منکرون کو یعنے اللہ تعالی کافرون کے حال سے دانا
ہے اور اُن پر قادر ہے وسے اللہ تعالی کی قدرت مین سے سرک نہین سکتے يَكَادُ الْبَرْقُ
يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ قریب ہے کہ بجلی اُچک لے انکی آنکھین كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ
جس بار چمکتی ہے اُن پر چلتے ہین اُس مین وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا اور جب اندھیرا پڑا اُن پر
کھڑے رہے اللہ تعالی نے اس مثال مین فرمایا کہ منافقون کا حال اُنکے کفر و نفاق مین کیسا ہے جیسے ایک قوم

انکو بیابان مین شب کے وقت مینہہ ملا یا اوسمین اندھیرے ہین اندھیرا رات کا اور اندھیرا مینہہ کا اور اندھیرا
ابر کا پھر یہہ اندھیرا ایسا ڈھانکا کہ اسمین چلنا ممکن نہین اور ایسا گرجتا ہے کہ لوگ گھبراہٹ سے کانون
مین انگلیان رکھتے ہین اور بجلی بھی ایسی چمکتی ہے کہ اسکی چمک سے آنکھون کی روشنی جاکر اندھے ہوتے ہین
سو اللہ تعالی منافقون کا معاملہ قرآن کے ساتھ ایسا ہی ہے کر کے مثال دیا مینہہ قرآن ہے جیسا مینہہ
بدن کی زندگی ہے قرآن سے دلون کی زندگی ہے اور اندھیرے کفر اور شرک اور نفاق ہین جو قرآن مین
مذکور ہین اور گرج وعید کی آیتین جو قرآن مین آئی ہین اور آتش اور بجلی ہدایت اور خوشخبریان جنت کی ہین
جو قرآن مین مذکور ہین سو کافر اور منافق کے پاس قرآن پڑھین تو کانمین انگلیان رکھتے تھے تا جنت اور
دوزخ اور ڈر کی باتین سنکر دلمین ایمان کا میل نہ ہوا اور بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ مثال اسلام و جماعت کی
ہے مینہہ اسلام ہے اور اندھیری بلا اور محنتین ہین جو لاحق ہوا کرتی ہین اور گرج وعید ہے آخرت کی اور بجلی
وعدہ ہے سو منافقین کانون مین انگلیان رکھتے ہین یعنے اسلام مین کچھ بلا اور سختی دیکھین تو ہلاک کے اندیشے
سے بھاگتے ہین اللہ کافرون کو گھیر رہا ہے انکو بھاگنا نفع نہین دیتا قریب ہے بجلی اُنکی آنکھ کو اُچک لے یعنے اسلام کے
دلایل انکو اسلام پر مضطر کرتے ہین لیکن اُنکے لئے شقاوت جو مقرر ہو چکی ہے آگی مانع ہوتی ہے جیسی باران تیا
منافقین کو بجلی کی چمک دکھتی ہے تو چلتے ہین یعنے حکم راحت کا نکلے یا غنیمت ملے تو اپنی رغبت ظاہر کرتے
ہین اور جب تاریکی پڑی تو ٹھہرتے ہین یعنے حکم شدت کا یا جہاد کا نکلے تو کنارہ کرتے ہین وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ
لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اور اگر چاہے اللہ لیجاوے اُنکے کان اور آنکھین یعنے جیسا کہ انکی
عقل کے کان اور آنکھ گئے ہین ویسا ہی اللہ چاہے تو انکے ظاہر کے کان آواز سے گرج کے اور ظاہر کی آنکھ
بجلی کی چمک سے لیجاوے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنے وہ جو
چاہے سو کرے کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا نہین اللہ تعالی مومن اور کافر اور منافق کے اوصاف بیان کر چکا
اب سبکو خطاب کر کے فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ ای لوگو بندگی کرو اپنے رب کی
الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جس نے بنایا تمکو اور تم سے اگلون کو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ
شاید تم پرہیزگاری کرو یعنے تم بندگی کرو اس امید پر کہ تم پرہیزگارون مین داخل ہو الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ

ورد

ع ۳

الْاَرْضَ فِرَاشًا جس نے بنایا تمھارے لئیے زمین کو بچھونا وَالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو عمارت یعنی آسمان کو بطور قُبّے کے تم پر بنایا وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اتارا آسمان سے پانی یعنی مینھ فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ پھر نکالا اس سے میوے کھانا تمھارا فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سو نہ ٹھہراو اللہ کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو یعنے تمکو علم اور عقل ہے اور جانتے ہو بُت لایق پرستش کے نہیں اور تمام کا خالق وہی اللہ تعالی ہے اور اسکا کوئی برابر نہیں پھر کسواسطے تم توڑ سکتے ہو وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا اور اگر تم شک مین ہو اُس سے جو اُتارا ہمنے اپنے بندے پر پہلے آیتون مین ربوبیت کو ثابت کیا اور خالق آپ ایک ہی اور اسکا کوئی برابر اور ضد نہین اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اور قرآن اپنا کلام ہونے پر دلیل ذکر کیا اور فرمایا یہہ قرآن ہم جو اپنے بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہے اُسمین تمکو اگر کچھ شک ہو تو فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پھر تم لاو ایک سورۃ اس قسم کی وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بلاو اپنے حمایتیون کو اللہ کے سوا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو یعنے تم جو ادعا کرتے ہو قرآن اللہ کا کلام نہین اور محمد اسکو آپ ہی بولا کرتا ہے تو تم بھی فصاحت و بلاغت کی لاف مارتے ہین ویسی ایک سورت کہو اور جس کسیکو چاہتے ہو پھر انسان ہو یا جن یا بُت جسکو تم خدا کہتے ہو اپنی مدد کے واسطے حاضر کرو فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پھر اگر نہ کرو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور البتہ نہ کرسکوگے اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور کفار کی عاجزی مقرر ہوئی اور وے اسکا مثل لا نہ سکے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے امر مین شک ہوتا تو ایسے مبالغہ سے سخن ہرگز نہ کہتے اور اندیشہ رہتا کہ اگر کوئی اُسکا مثل کہے تو اپنی بات دروغ ہوگی اور نخوت والے لوگ جب ایسا سخن سُنے تو اُنکی جد و کد بڑی ہوتی ہے تا اسکے مثل کہین اگر قادر ہوتے تو البتہ کہتے پھر جب نہین کہے تو معلوم ہوا کہ وے ایسا کہنے سے عاجز ہوے اور بیشک معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلا اور وے لوگ بڑی فصاحت و بلاغت والے تھے اور قرآن انکے سخن کی جنس سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور بجھانے اور حضرت کا امر باطل کرنے پر بہت سی کوشش کرتے تھے

باوجود اسکے کسی سے معارضہ نہ ہوسکا زبان کے مقابلے سے گذر کر تلوار پکڑی اور بہت سی ذلت اٹھائی
آخر اپنے دوستون مین کہدئے کہ اسکا مثل ہو نہین سکتا بیشک یہہ اللہ کا کلام ہے جب حال ایسا ہو تو
اب تم عناد چھوڑ دو اور ایمان لاؤ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ تو بچو آگ
سے جس کی چھپٹیان ہین آدمی اور پتھر اکثر مفسرون نے کہا ہے وے پتھر گندھک کے ہین گندھک کے پتھرون
مین گرمی بڑی رہتی ہے اور جلد سلگتے ہین اور بدبو اور دھوان بہت رہتا ہی اور بدن سے چمٹ جاتا ہی اس لیے
اللہ تعالی نے ان پتھرون کو عذاب کے واسطے مقرر کیا ہی اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حاکم اور بیہقی
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین اور بعضے کہتے ہین پتھرون سے مراد بت ہین
جن کو کفار اپنا سفارشی اور حمایتی کہتے ہین اور انکی بندگی کرتے سو اللہ تعالی نے انہین پتھرون کو عذاب
کے واسطے مقرر کیا اور بعضے کہتے ہین اس سے مراد مطلق پتھر ہے أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ
تیار ہے منکرون کے واسطے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور خوشی سنا انکو جو یقین لائے اور کام نیک کئے کہ انکو مین باغ
بہتین نیچے اسکے ندیان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جنتین سات ہین جنت الفردوس
اور جنت عدن اور جنت نعیم اور دار الخلد اور جنت الماوی اور دار السلام اور علیون اور
ان ہر ایک مین مرتبے اور درجے بہت ہین مختلف لوگون کے مرتبون کے موافق اور مسروق سے
روایت ہی کہا ہے کہ جنت کی جو ندیان بہتی ہین گڑہون مین نہین بلکہ اوپر ہی جاری ہین كُلَّمَا رُزِقُوا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا جس بار ملے انکو وہان کوئی میوہ کھانے کو قَالُوا هَٰذَا الَّذِي
رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ کہین یہہ وہی ہے جو ملا تھا ہمکو آگے یعنے دنیا مین اللہ تعالی جنت کے پھلون کی صورت
دنیا کے پھلون کے مشابہ رکھا تاکہ دیکھتے ہی لوگون کو خواہش ہو کس واسطے کہ مالوف چیز پر نفس کا
میل ہوتا ہے جو مالوف نہین اسکی طرف رغبت زیادہ نہین ہوتی وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا
اور لے آوینگے اون کے پاس ایک طرح کا میوہ یعنے وہ میوہ ان کے پاس لے آوینگے دنیا کے میوون کا
سا رہیگا صورت اور رنگ مین لیکن مزہ مختلف ہوگا بعضے کہتے ہین ملا تھا ہمکو آگے یعنے جنت مین

حسن بصری سے منقول ہی کہ لوگون کے پاس رکابی مین میوہ رکھکر لاوینگے اُسکے کھانیکے بعد دوسرا لاوینگے دیکھین تو اول جو آیا تھا ویسی ہی صورت کا ہوگا لوگ کہینگے یہہ وہی ہے جو آگے لاتھا تب فرشتے کہینگے کھاؤ رنگ ایک ہی پر مزہ علاحدہ ہے وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ اور اُنکو مین وہان عورتین ستھری یہہ عورتین وہان جو ہووینگے حورون اور انسانون سے ہین اور ستھری یعنے حیض اور بول اور براز اور رسیل وغیرہ سے پاک رہینگی اور مزاج مین غصہ اور بداخلاق نہ ہوگی بوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر شخص کو جنت مین دو عورتین ہووینگے نہایت حسین گوشت کے اندر سے ہڈی کا گودہ دکھیگا وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور اُنکو وہان سے ہمیشہ رہنا یعنے بہشت مین داخل ہوے بعد نہ مرینگے اور نہ وہان سے نکالے جاوینگے إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً مقرر اللہ کچھ شرماتا نہین کہ بیان کرے مثال ایک مچھر کی عادت ہی کوئی چیز معلوم نہو تو اُسکو معلوم چیز سے مثال دیتے ہین تا خوب سمجھ مین آوے اسی پر کتب الٰہی مین اور فصحا کی عبارات اور حکما کے اشارات مثالین بہت سی آئی ہین پھر جب قرآن مین مکھی اور مکڑی وغیرہ کی مثال مذکور ہوئی یہود شرارت سے کہے یہہ کیا ادنی چیزون کی مثال دیتا ہی اللہ تعالی کی شان تو یہہ نہین کہ اِن چیزون کا ذکر کرے اگر یہہ اللہ کا کلام ہوتا تو اسمین ایسی چیزین مذکور نہوتین پھر مشرکین اُنکا سخن سُنکر کہنے لگے ہم عبادت نہین کرتے ایسے خدا کی جس نے ایسی ہلکی چیزون کا ذکر کر رہا ہے پھر اللہ تعالی اِس آیت کو نازل کیا فَمَا فَوْقَهَا فوق کی معنی عربی مین اوپر اور نیچے دونون آئے ہین جب اوپر کا معنی لیوین تو ترجمہ یون ہوتا ہی یا اس سے اوپر یعنے جو چیز مچھر سے بڑی ہے جیسا مکھی مکڑی یعنے اللہ تعالی مچھر کی مثال سے شرماتا نہین ہے تو اُس سے بڑی چیز کی مثال کیون نہین دیگا اگر نیچے کا معنی لیوین تو ترجمہ یون ہوگا یا اس سے کم یعنے جو چیز مچھر سے بھی چھوٹی ہو تو اللہ تعالی شرماتا نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو مچھر کے پر کی مثال دئے اور فرمائے کہ اللہ تعالی کے پاس دنیا مچھر کے پر کے برابر

ثمن ١

بھی ہوتی تو کافرون کو اس مین ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ پھر جو یقین رکھتے ہین سو جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی انکے رب کا کہا
یعنے مثال وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا
اور جو منکر ہین سو کہتے ہین کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے اب اللہ اسکا فایدہ کہتا ہی يُضِلُّ
بِهٖ كَثِيْرًا گمراہ کرتا ہی اس سے بہتیرے یعنی کفار کو کیونکہ وے اسکی تکذیب کرتے ہین
پھر گمراہی انکی بڑھگئی وَيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا اور راہ پر لاتا ہی اس سے بہتیرے یعنے
مومنین اسکی تصدیق کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ حق ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ
اور گمراہ نہین کرتا مگر انھین کو جو بحکم ہین اس جگہ فاسق سے مراد کافرین ہین یا منافقین یا یہود
سبب انکی گمراہی کا انکا کفر اور حق کو چھوڑ دینا اور باطل پر مُصر ہونا ہے خدا تعالی نے مثال
کی حکمت کو انکی بصیرت سے پوشیدہ کیا مثال کا انکار اور مسخری کئے سو انکی گمراہی بڑھگئی اور
فقہ مین فاسق اسکو کہتے ہین جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہووے یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرے اور
طاعت اُسکے گناہون پر غالب آوے اور فسق کے سبب سے مسلمان ایمان سے نہین نکلتا اَلَّذِيْنَ
يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ جو توڑتے ہین قرار اللہ کا مضبوط کئے پیچھے
اس عہد سے مراد یا وہ عہد ہے جو اللہ تعالی نے سب سے لیا میثاق کے دن الست بربکم کہکے یا
وہ عہد ہے جو یہود کے احبار سے توریت مین لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور
انکی نعت اور صفت نہ چھپانا پہلا عہد یعنے اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار کرنا عقل اس پر دلالت
کرتی ہے اور دوسرا عہد علما کی وساطت ظاہر ہوتا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی کے عہد تین
ہین ایک وہ عہد ہی جسکے لینے پر عقل دلالت کرتی ہے یعنی سب بنی آدم اللہ کی ربوبیت کا اقرار
کرین دوسرا وہ عہد جو فرشتون کی وساطت سے پیغمبرون سے لیا کہ دین کو قایم کرین اور اس
مین کچھ فرق نہ کرین تیسرا وہ عہد جو پیغمبرون کی وساطت سے عالمون سے لیا کہ حق بات کو بتلاویں
اسکو نہ چھپائین وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ اور توڑتے ہین جو جیز اللہ نے

فرمائی جوڑنے اس سے مراد قطع رحم ہے یعنی قرابت کو قطع کرنا جسکے جوڑنے کا اللہ نے حکم کیا ہے سو قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا لی حضرت کی دشمنی دلمین گانٹھی یا مراد کسی چیز کو قطع کرنا جس پر اللہ راضی نہین جیسے قطع رحم یا مومنوکی دوستی سے نفرت یا کسی پیغمبر کی یا کسی کتاب الٰہی کی تکذیب یا ترک کرنا جماعت یا دوسرے تمام خوبیان کو کہ جس سے اللہ تعالی اور بندے کے درمیان سو اصلت منقطع ہوتی وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور فساد کرتے ہین ملک مین یعنی گناہ کرتے ہین اور لوگون کو ایمان لانے سے روکتے ہین أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ انھین کو ایذا نقصان ہے

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ تم کسطرح منکر ہو اللہ سے وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ اور تھے تم مردے پھر اوسنے جلایا تمکو یعنے تم نطفہ تھے باپ کی پشت مین تمکو کچھ حس نتھا پھر مان کے شکم مین زندہ کیا بعد اسکے دنیا مین لایا ثُمَّ يُمِيتُكُمْ پھر تمکو مارتا ہے یعنے جب عمر تمام ہو چکے ثُمَّ يُحْيِيكُمْ پھر جلا دیگا تمکو یعنے صور پھونکنے کے روز یا اس روز اور قبر مین مرے بعد ہی ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پھر اسی پاس الٹے جاؤگے یعنے حساب دینے کو اور اعمال کا بدلا لینے کو غرض تم اپنا حال کیا تھا سو جانتے ہو اور اللہ تعالی دلائل جو قایم کیا ہی اسکو دیکھتے ہو اور جو نعمتین تمہارے لئے مقرر ہین اسکو پاتے ہو با این ہمہ اللہ سے منکر ہونا بڑی تعجب کی بات ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وہی ہے جس نے بنا دیا تمھارے واسطے جو کچھ زمین مین ہے سب یعنے تم کسطرح منکر ہو اللہ سے وہ تو تمھاری منفعت واسطے سب کچھ جو زمین مین ہے جیسے پہاڑ اناج پانی جانور وغیرہ پیدا کیا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ پھر قصد کیا آسمان بنانے کا فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ تو ٹھیک بنایا انکو سات آسمان اس آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول زمین کو بنایا بعد آسمان کو اور والنازعات کی سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول آسمان صاف کیا اسکے پیچھے زمین درست بچھایا اور دونو آیت مین موافقت ہونے کے واسطے تاویل یون کرتے ہین کہ زمین کا جرم بنانا مقدم ہے آسمان کے جرم پر اور زمین کا ہموار کرنا مقدم ہے آسمان کے صاف کرنے پر اس تاویل پر والنازعات مین بعد ذلک جو آیا ہے اس سے اشارہ آسمان کے جرم کی طرف نہین

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ ہر چیز سے واقف ہی وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً اور جب کہا تیرے ربنے فرشتون کو مجھکو بنانا ہی زمین مین ایک نائب معلوم رہے جس آیت کے شروع مین اِذْ قَالَ اور اوسکے مانند آتا ہی تو وہان اُذْکُر یا محمد کا لفظ مقدر لیتے ہین ترجمہ یون ہوتا ہے یاد کر اے محمد کہ جب کہا اور بعضے اذ کے معنی جمہور دیتے ہین اسوقت ترجمہ یون ہوگا اور کہا تیرے ربنے اور ملایکہ کو جسم لطیف نورانی ہے وے قادر ہین جیسی شکل چاہین ویسی لینے پر اور یہہ جو اللہ تعالی کہا سو آسمان و زمین کے تمام فرشتون کو کہا اور سجدے کا حکم جو ہوا سو بھی تمام کو ہوا بعضے مفسرونے کہا ہی کہ یہہ خطاب اور حکم فقط زمین کے فرشتون کو تھا کیونکہ اللہ تعالی نے آسمان و زمین پیدا کیا اور فرشتے اور جنون کو بھی پیدا کیا ملائکہ کو رہنے کی جگہہ آسمان پر دیا اور جنون کو زمین پر رکھا وے ایک مدت تک زمین پر خوبی سے رہے اسکے بعد اُن مین حسد و عداوت پیدا ہوئی آپس مین لڑائی شروع کئے پھر اللہ تعالی نے انکی تنبیہ کے واسطے فرشتون کی ایک جماعت کو روانہ کیا جنکو جان کہتے تھے اور بہشت کی نگاہبانی اُنپر مقرر تھی اور اس جماعت کا بڑا ابلیس تھا اسکا نام عزازیل سب سے بڑھکر علم رکھتا تھا سب سے زیادہ عبادت کرتا تھا اور بارگاہ الٰہی کا مقرب وے آکے جنون سے جنگ کئے جن بھاگ جاکر جزیرے پہاڑ بیابان مین پناہ لئے اور جماعت جان کے ملک مین بسی اور اللہ تعالی ابلیس کو جنت کی داروغگی پر سلطنت زمین کی اور پہلے آسمان کی بھی دیا پھر ابلیس کبھی زمین پر اللہ کی عبادت بجالاتا اور کبھی آسمان پر اور کبھی بہشت مین سو اسکو غرور پیدا ہوا دلمین کہنے لگا مین سب ملائکہ سے افضل ہون نہین تو اللہ تعالی مجھے اتنی سلطنت نہ دیتا اس غرور پر اللہ تعالی نے اُسکو اور اُسکے ساتھ والون کو فرمایا مین زمین مین اپنا ایک خلیفہ بناتا ہون پہلا قول وہی اصح ہی خلیفہ کا معنی نایب اور ایک کے بعد ہونے والا اور اس خلیفہ سے مراد آدم علیہ السلام ہین جسکو اللہ تعالی نے اپنا خلیفہ زمین پر بنایا پھر انکے بعد دوسرے انبیا کو اپنا خلیفہ کرتا گیا تا زمین کو معمور کرین اور لوگون کو اللہ کے احکام سکھاوین اور اس خلیفہ بنانے کی اللہ تعالی کو

کچھ حاجت نہین وہ بے نیاز ہی محض لوگون کے لئے مقرر کیا کیونکہ ہر شخص اللہ تعالی کے فیض کو
حاصل کرنے اور اُسکے احکام کو سیکھنے کی لیاقت نہین رکھتا اس لئے اللہ تعالی انکی زینت کے
واسطے ایک شخص کو واسطہ بناتا ہی تا اسکی معرفت سے کامل بنین اور بعضے کہتے ہین زمین پر
خلیفہ بنانے سے غرض اللہ تعالی کا خلیفہ نہین بلکہ خلیفہ اول کے رہنے والون کا کیونکہ انکے بعد ہوا
قَالُوْا بولے یعنے فرشتے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا کیا تو رکھیگا اس مین جو شخص فساد
کرے وہان وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور ہوئے خون بہے جو ملائکہ عرض کئے سو اللہ تعالی پر اعتراض
کرکے نہین بلکہ انکو حیرت ہوئی کہ ایسے مفسدون کو پیدا کرنا زمین کی اصلاح کیواسطے کیسا ہوگا
اور اللہ کی حکمت اس مین کیا ہے سو معلوم کرنیکو عرض کئے اور یہہ احوال انسان کا فرشتے جو کہے
شاید کہ اللہ تعالی نے انکو خبر دیا یا وے قیاس کئے جنون کے احوال سے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان یعنے ہم کہتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ وَنُقَدِّسُ لَكَ اور یاد کرتے
ہین تیری پاک ذات کو قَالَ کہا اللہ نے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مجھکو معلوم ہی جو
تم نہین جانتے یعنے اس خلیفے کے بنانے مین حکمت جو ہی تمکو معلوم نہین مین جانتا ہون احادیث مین
آیا ہی کہ اللہ تعالی آدم کو بنانے کیواسطے عرش اٹھانے والے فرشتون سے ایک فرشتے کو حکم
کیا کہ جاکر زمین کی مٹی لے آ فرشتہ نے جب مٹی اٹھانا چاہا زمین کہی جس نے تجھے بھیجا اسی کی تجھکو قسم
تو میری کچھ مٹی آج نہ لے کہ کل کو اسمین دوزخ کا حصہ ہوگا پھر وہ فرشتہ چلا گیا اللہ تعالے
نے پوچھا کسواسطے تو میرا حکم بجا نہ لایا وہ بولا زمین مجھے تیری قسم دی سو مین تیری قسم دیکر کہی
کی سو چیز کو رد کرنا بڑی بات سمجھا پھر اللہ تعالی نے دوسرے فرشتہ کو بھیجا اُسنے بھی ایسا
ہی کہا پھر تیسرے کو بھیجا اُسنے بھی ایسا ہی کیا غرض جتنے ملایک تھے اتنون کو بھیجا وے سب
ایسا ہی کئے آخر ملک الموت کو حکم کیا زمین نے اسکو بھی قسم دی اُسنے بولا تیری بات نہ مانونگا
جسنے مجھے بھیجا اسکی اطاعت کرنا مجھکو ضرور ہے اور ساری زمین پر سے ایک مٹھی مٹی لیگیا
اللہ تعالی نے فرمایا تجھکو میری عزت کی قسم تو جو لایا اس سے ایک خلقت بناتا ہون اور اونکا

ورد ۲

روح قبض کرنے کے لیئے تجھی کو مسلط کرتا ہون اور مٹی جو ساری زمین پر سے اٹھائی اس سبب سے
بنی آدم اچھے برے گورے کالے اس اس زمین کی خاصیت پر نکلے پھر اللہ تعالی نے اس مٹی کو
بہشت کی ایک ندی مین چند مدت ڈالا تو وہ بدبو کیچڑ چکنی مٹی سی ہوا پھر اللہ تعالی اپنے
دست قدرت سے اسکا پتلا بناکر چالیس برس تک بہشت کے دروازہ پر رکھا یا اس پتلے
کی نئی صورت دیکھکر ملایک تعجب کرنے لگے کیونکہ اس قسم کی صورت وے کبھی نہین دیکھے تھے
اور ابلیس اس صورت پر سے گذرتا اور کہتا کسی بڑے کام کیوا سطے یہہ بنی ہی اور بجا کر دیکھا تو
پیٹ اسکا خالی تھا اور آواز آتی تھی پھر ابلیس اسکے منہہ کی طرف سے اندر جاکے نیچے سے نکلا
اور اپنی جماعت سے بولا اس سے تم کچھ اندیشہ نکرو کہ وہ اپنے نفس کا مالک نہ رہیگا اور ملایک سے
پوچھا کہ اگر خدای تعالی اس کو تم پر بڑا ین دیوے تو تم کیا کروگے وے کہے ہم پروردگار کی
اطاعت کرینگے ابلیس اپنے دلمین بولا اگر میں اس پر مسلط ہون تو اسکو ہلاک کرونگا اگر وہ میرے
پر مسلط ہو تو مین اسکی اطاعت نہ کرونگا بعد اسکے اللہ تعالی نے روح کو حکم کیا کہ آدم کے جسد مین
جاوے روح دیکھی کہ راستہ بہت تنگ ہی تب عرض کی ای پروردگار اس جسد مین کیونکر جاؤن
پروردگار بولا خوشی سے جا اور نکلتے وقت سختی سے نکل پھر روح ناک کی راہ سے داخل ہوی
اور آنکھون تک جب آئی آدم دیکھنے لگا کہ تمام بدن مٹی کا ہی پھر نتھنے تک آئی آدم علیہ السلام
چھینکے اس مین زبان تلک پہنچی آدم الحمد للہ کہے اللہ تعالی فرمایا ای ابو محمد رحم کرے تجھ پر تیرا
پروردگار ہم نے تجھکو پیدا کیا جب روح گردن تک پہنچی تو جنت کے میوون کو دیکھنے لگا
جب پیٹ مین داخل ہوی کھانیکی اشتہا ہوی گرگون تک پہنچی اچھل کر جلد نکو لینا چاہا پر نہ اٹھ سکا
اللہ تعالی نے فرمایا انسان بنا ہی جلدی کا جب پنڈلیون اور پانون تک پہنچی پورا آدمی ہوکے
کھڑا ہوا پھر اللہ تعالی نے ناخن کا لباس آدم کو پہنایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور
سکھائے آدم کو نام سارے ثُمَّ عَرَضَهُمْ پھر دکھایا وہ یعنے وہ چیزین کہ جسکا نام سکھایا
تھا عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتون کو فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ پھر کہا بتاؤ مجھکو

ن کے نام اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم ہو سچے فرشتون کا یہہ امتحان اس لئے کیا کہ جب
اللہ تعالی نے فرمایا مین زمین پر خلیفہ بناتا ہون فرشتے آپس مین کہے اللہ تعالی کسی کو نباوے پر
ہمارے سے بہتر نہوگا گرہو توبھی ہمکو علم ہم سے زیادہ ہو اور ہم جو جو دیکھے ہین سو وہ نہین دیکھا ہے
ہو اللہ تعالی آدم کی فضیلت ظاہر ہونیکے واسطے یہہ امتحان کیا قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا بولے پاک ذات تیری ہم کو معلوم نہین مگر جیسا تو نے سکھایا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ
الْحَكِيْمُ تو ہی ہے اصل دانا حکمت والا قَالَ کہا یہہ اللہ تعالی نے يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ
بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدم بتادے انکو نام انکے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ پھر جب اُسنے
بتادئے انکو انکے نام قَالَ بولا اللہ نے پھر دوم اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کیا مین نے نہ کہا تھا تمکو تحقیق معلوم ہین تو چھپی چیزین آسمانون اور زمین کے وَاَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور مجھے معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو
ظاہر جو کئے اس سے مراد یہ قول ہے جو کہے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا اور جو چھپایا
[illegible] وہ جو کہے ہم اس سے بہتر ہین اور دانا ظاہر کئے وہ جو فرشتے کہے ہم پروردگار کی اطاعت
کرینگے اور چھپایا وہ جو ابلیس دلمین رکھا تھا نافرمانی وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اور جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو
سجدہ کر پڑے مگر ابلیس جب آدم نے انکو نام بتادئے اور جو معلوم نتھا اسکی تعلیم کی تو آنکے معلم
ہوئے انکی فضیلت کے اقرار کیواسطے اور استادی کے حقوق ادا ہونے کو اور اونکے حق مین
جو باتین کہے سو اسکی معذرت کیواسطے حکم سجدے کا کیا اور بعضے کہتے ہین حکم سجدے کا پیش از
آدم تیار ہونیکے تھا کیونکہ اللہ تعالی دوسری جگہہ فرمایا ہے فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ
فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ یعنے پھر جب ٹھیک بناونگا اسکو اور پھونکونگا اس مین اپنی روح تو گرو
اسکے واسطے سجدے مین پھر یہہ حکم انکی آزمایش اور آدم کی فضیلت کیواسطے تھا اور سجدہ
لغت مین عاجزی سے سرجھکانیکو کہتے ہین اور شرع مین سر زمین پر رکھنا عبادت وامر الہی کو

بجالا نیکے قصد سے یہان سجود کے شرعی معنی مراد ہو تو حقیقت مین سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور
آدم گویا انکے قبلہ تھے جیسا اب نماز مین قبلہ کی طرف سجدہ کرتے ہین ویسا ہی ملایکہ آدم کی
طرف سجدہ کئے اور اس مین آدم کی بزرگی نکلی اگر لغت کے معنی یعنے تواضع مراد ہو تو آدم کو
سجدہ کئے سو سجدہ تحیت کا ہی جیسا یوسف کے بھائیون نے یوسف کو سجدہ کئے تھے آبیٰ
وَاسْتَكْبَرَ قبول نہ رکھا اور تکبر کیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور وہ تھا منکرون
مین کا یعنے اللہ تعالیٰ کے علم مین اول ہی مقرر ہو اتھا کہ وہ کافرون مین ہو اور شقاوت اسکے
ٹھہر چکی ہی وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور کہا ہم نے ای آدم
بس تو اور تیری عورت جنت مین آدم بہشت مین جاکے رہنے لگے تو انکے ساتھ انست کیواسطے
کوئی ہم جنس نتھا سو ایک روز سوتے تھے اللہ تعالیٰ نے انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوّا
کو پیدا کیا آدم ہوشیار ہوکے دیکھے تو انکے سرھانے حوّا بیٹھے ہین نہایت خوبصورت آدم
پوچھے تو کون ہی کہی تمھاری عورت ہون تم ہم ملکر بسنے کیواسطے اللہ تعالیٰ مجھے پیدا کیا ہے
اور آدم جو بہشت مین گئے سو بہشت وہی بہشت جو آخرت کو جاوینگے اور بعضے کہتے ہین
یہہ بہشت باغ تھا فلسطین کی زمین پر یا فارس اور کرمان کے درمیان آدم کی امتحان کو اللہ تعالےٰ
نے پیدا کیا وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا اور کھاؤ اوسمین فراغت سے حَيْثُ شِئْتُمَا
جون چاہو وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے یعنے
اس درخت سے نہ کھاؤ وہ درخت گیہون کا تھا اور بعضے کہتے ہین انجیر کا اور بعضے کہتے
ہین انگور کا فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پھر تم گنہگار ہوگے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا
پھر پھسلا دیا انکو شیطان نے اس سے یعنی جنت سے ابلیس نے چاہا کہ بہشت مین جاکے
آدم اور حوّا کو فریب دیوے جنت کے پہرے والے اسکو جانے سے منع کئے پھر
سانپ کے پاس آیا وہ بہت خوبصورت جانور تھا اسکے چارون پانون اونٹ کے
سے تھی اور جو بہشت کا پاسبان تھا ابلیس کے اور اسکے درمیان بہت دوستی تھی

ہوا اس سے کہا مجھکو بہشت مین لے چل سانپ ابلیس کو اپنے منھہ مین چھپا کر لے گیا دوسرے پہرے
والون کو اس بات کی اطلاع نہ ہوئی پھر آدم کے پاس جاکے رونے لگا پوچھے تو کس واسطے روتا ہے
اونے سمجھے نہین کہ وہ ابلیس ہے بولا تمھارے ہی واسطے مین روتا ہون اب تم مر جاؤگے اور یہہ
نعمتین تم سے چھوٹ جاوینگی یہہ کہکے وہ تو چلا گیا پر ان کے دل مین اس بات کی خلش رہی دوسری
بار پھر آکے بولا ای آدم مین تجھی ایک درخت بتلاتا ہون جہان تو اسکو کھاوے تو سدا جیتے رہے
اور قسم کھایا کہ مین تمھاری خیر خواہی سے کہتا ہون پھر حوا اس درخت کو کھائی اور آدم کو بھی کھلائی
اللہ تعالی نے کہا ای آدم کیا مین نے تجھکو اس درخت سے منع نہین کیا تھا اور تجھے کھانا فراغت سے
نہ تھا جو اسکو کھایا آدم کہے ای پروردگار حوا مجھے فریب دی اور مین سمجھا کہ تیرے نام کی قسم
کوئی جھوٹ نہ کھائیگا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ پھر نکالا ان دونون کو وہان سے جس آرام
مین تھے یعنے بہشت کی نعمتون مین وَقُلْنَا اهْبِطُوا اور کہا ہمنے تم سب اترو یعنے آدم
اور حوا بعضے کہتے ہین مراد اس سے آدم اور حوا اور شیطان اور سانپ ہین پھر آدم ہند مین سرندیپ پر
اور حوا جدے مین اور ابلیس ایلہ مین بصرے کے قریب اور سانپ اصفہان مین گر پڑے بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو یہہ خطاب یا فقط آدم اور حوا کو ہے اسوقت مراد
آدم کی اولاد ہوگی یعنی تمھاری اولاد ایک دوسرے کی دشمن رہیگی یا آدم اور حوا اور ابلیس اور سانپ
کو خطاب ہے اور عداوت انسان اور سانپ اور شیطان مین ہمیشہ ہی روایت کئے ہین ابو داود ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نہ ماریگا سانپون کو اس اندیشے سے
کہ وے بدلا لیوینگے تو وہ ہم سے نہین جب سے ہم اُنکے دشمن ہوے پھر اُنسے دوستی نہ کرے اور مسلم
ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ مدینہ مین کئی جن ہین اسلام لا کر پھر تم اگر اُنسے
کسی کو دیکھو گے یعنے وہ سانپ کی صورت لیکر نکلا سو دیکھین تو تم اسکو تین روز تک اعلام کرو
اُسکے بعد اگر نظر آوے تو اسکو مار ڈالو وہ شیطان ہے ان دونون حدیثون کو دیکھتے علما کہتے ہین
سانپون کو مارنا مندوب ہے مگر گھرون مین جو سانپ بستے ہین اُنکو تین روز اعلام کرنا اگر اسکے بعد

نظر آوے تو اسکو مارنا اعلام یون کرنا کہ مین تجھکو نوح اور سلیمان علیہما السلام کے عہد کی قسم دیتا ہون
تو ہمکو نمود مت ہو اور ایذا مت دے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ
اور تمکو زمین مین ٹھہرنا ہی اور کام چلانا ایک وقت تک یعنی مرے تک فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ
كَلِمَاتٍ پھر سیکھ لیا آدم نے اپنے رب سے کئی باتین یعنی اللہ تعالی آدم کے دل مین بہشت سے نکلے بعد
کئی باتین ڈالا اگر دیسا کہے تو اُسکی تقصیر معاف ہوگی وہ کلمے یہہ ہین ربنا ظلمنا انفسنا فان لم
تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین اسکے سوائے دوسرے طور کے کلمے بھی حدیثون مین آئے ہین
فَتَابَ عَلَيْهِ پھر متوجہ ہوا اُسپر یعنی اللہ تعالی انکی تقصیر معاف کیا إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
مقرر وہی ہی معاف کرنیوالا مہربان قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ہمنے کہا تم اترو یہان سے سارے
پہلے کہہ دیا اترو پھر اب جو کہتا ہی سو تاکید کے واسطے ہی یا پہلے کہا سو بہشت سے نکلنے اور زمین پر بسنے
اور امنین عداوت ہونے کو اور اب کہا سو بہشت سے نکلنے اور احکام الٰہی کی تکلیف دینے کے واسطے ہی
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
پھر کبھی پہنچے تمکو یعنی آدم کی اولاد کو میری طرف سے راہ کی خبر یعنے شریعت تو جو کوئی چلا میرے بتائے
پر یعنے اللہ پر ایمان لایا اور اُسکے حکم کی اطاعت کیا تو نہ ڈر ہوگا اسکو اور نہ غم وَالَّذِينَ كَفَرُوا
اور جو منکر ہوے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جھٹلائے ہمارے نشانیان یعنی ہمارے کتابین یا قرآن أُولَٰئِكَ
أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وے ہین دوزخ کے لوگ وہی اس مین رہ پڑے یعنی وے
دوزخ مین سدا رہینگے وہان سے نہ نکلینگے يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ
عَلَيْكُمْ ای بنی اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو مینے کیا تم پر بنی اسرائیل یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو
کہتے ہین یعقوب کا لقب اسرائیل تھا اس کی معنی عبد اللہ ہین اور نعمت کو یاد کرنے سے مراد نعمت کا شکر کرنا ہی
اور بعضی کہتے ہین وے نعمتین جو انکے آبا و اجداد کو دیا انکو جیسا دریا مین پیرایا اور فرعون سے بچایا اور اسکو اور
اسکی قوم کو غرق کیا اور انکے سرون پر ابر کا سایہ کروایا اور من اور سلوا انپر اتارا سوائے اسکے اور بہت
سی نعمتین دین وَأَوْفُوا بِعَهْدِي اور پورا کرو میرا اقرار یعنے میرا حکم بجا لاو اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ

ع ٥

وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم جو تمھاری کتابون مین ہے اس پر عمل کرو اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ مین
پورا کرون قرار تمھارا یعنے بہشت مین لیجاونگا وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ اور میرا ہی ڈر رکھو
وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ اور مانو جو کچھ مین نے اُتارا سچ بتاتا ہے تمھارے
پاس والی کو یعنے قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہون اور وہ تمھارے پاس کی توریت
کی سچائی پر گواہی اسپر ایمان لاؤ توریت مین جو وحدانیت اور رسالت اور دعائین اور اللہ کی
عبادت کرنا اور گناہون سے بچنا اور گذشتہ لوگون کے قصّے ہین قرآن مین بھی اُسکے مطابق ہے
اور بعضے احکام دونون مین مختلف ہوئے ہین اوقات کے اور لوگون کے سبب سے اُسوقت کے لوگون کے
لئے وے احکام مناسب تھے اسوقت کے لوگون کے واسطے یے احکام مناسب ہین وَلَاتَکُوْنُوْا
اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ اور مت ہو تم پہلے منکر اُسکے یعنی قرآن کے اسکا حاصل تم اہل کتاب تھے تم پر واجب
تھا کہ سب سے پہلے قرآن پر ایمان لاؤ نہ کہ اُسکے منکر ہو جاؤ وَلَاتَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا
اور نہ لو میری آیتون پر مول تھوڑا یعنے دنیا کے ذرا سے فایدے کے واسطے تم محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اوصاف جو توریت مین ہین کو ہین اسکو مت بدلاؤ اور پوشیدہ مت کرو یہود کے علما اپنی قوم
والون سے ہر سال نذر نیاز لیا کرتے تھے جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرین اور لوگ حضرت
پر ایمان لاوین تو انکی منفعت جاتی رہیگی کر کے حضرت کی صفت کو بدل دئے اور نام مبارک کو پوشیدہ
کئے سو حکم ہوا ایسا نکرو دنیا کی نعمتین کتنی ہی بہت ہون پر آخرت کی نعمتون کی نسبت کچھ نہین وَاِیَّایَ
فَاتَّقُوْنِ اور مجھی سے ڈرتے رہو وَلَاتَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور مت ملاؤ صحیح مین غلط یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو صفت توریت مین صحیح ہے اس مین اپنی طرف سے کچھ اختراع کر کے
نہ لکھو وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور مت چھپاؤ حق کو جان کر وَاَقِیْمُوا
الصَّلٰوۃَ اور کھڑے کرو نماز یعنے پانچون نمازون کو انکے وقت پر ادا کیا کرو وَاٰتُوا
الزَّکٰوۃَ اور دیا کرو زکوٰۃ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور جھکو ساتھ جھکنے والون کے
یعنے مسلمان جو نماز پڑھتے ہین انکے ساتھ تم بھی نماز پڑھا کرو نماز پڑھنے کو رکوع بولا کیونکہ یہود کے

ربع الجزو ٣

یہان نماز مین رکوع نہین سو انکو حکم کیا کہ نماز مین جو لوگ رکوع کرتے ہین انکے ساتھ تم نماز پڑھو

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ کیا حکم کرتے ہو لوگون کو نیک کام کا یعنے ایمان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بھولتے ہو آپ کو یعنے تم وہ نیک کام نہین کرتے ہو اور تم پڑھتے ہو کتاب یعنے توریت اور اسمین لوگون کو نصیحت کرکے آپ نہ کرنے والون کے حق مین جو وعید آئی ہی تمکو معلوم ہی اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہین بوجھتے یعنی کیا تمکو عقل نہین جو ایسا کام کرتے ہو یہہ آیت نازل ہوئی مدینہ کے یہود کے علما کے حق مین کیونکہ وے اپنی قرابت والون کو جو مسلمان ہوئے تھے کہا کرتے تھی تم اسلام پر قایم رہو وہ حق ہی اور آپ ایمان نہین لاتے تھے پھر یہہ آیت انکی مذمت مین اُتری اس سے غرض یہہ ہی کہ اپنی نفس کو اوّل درست کرکے بعد لوگون کی درستی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین شب اسرا مین چند لوگون کو دیکھا اُنکے ہونٹون کو آتشی مقراضون سے کترتے تھے مین نے پوچھا جبرئیل سے یہہ کون لوگ ہین کہے یہہ تمھاری اُمت کے واعظ ہین لوگون کو نیک کام کا حکم کرتے تھے اور خود غافل تھے اور وے پڑھتے تھی کتاب اور روایت کئے ہین بخاری و مسلم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے وے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے قیامت کے دن کسی کو لاکر آگ مین ڈالینگے سو اسکی انتڑیان ٹوٹ جاوینگی پھر اسکو دوزخ مین پھراینگے جیسا گدھا چکّی لیکر پھرتا ہی اسے دیکھنے کو دوزخ کے لوگ جمع ہووینگے اور اسکا نام لیکر بولینگے ای فلانے تجھی کیا ہوا تو تو لوگون کو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا وہ کہیگا مین تمکو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور آپ اسکو نہین کرتا تھا اور بد کام سے تمکو منع کرتا تھا اور آپ اسکو کرتا تھا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور قوت پکڑو محنت سہنے سی اور نماز سے یہہ حکم مومنون کو ہی یعنے تم اپنے مقصد حاصل ہونے پر اعانت چاہو صبر اور نماز سے یعنی صبر کروگے اور نماز پڑھوگے تو تمھارے مقصد حاصل ہووینگے۔

امام احمد وغیرہ روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام اہم درپیش ہوتا تو نماز پڑھتے اللہ صاحب نے نماز کا حکم فرمایا کیونکہ نماز اقسام کی عبادتون کو جامع ہے جیسے طہارت

ورستر عورت اور متوجہ ہونا کعبہ کی طرف اور عبادت پر قایم ہونا اور اعضا سے عاجزی ظاہر کرنا اور دل مین اخلاص کرنا اور شیطان سے لڑائی کرنا اور رحمن سے مناجات مانگنا اور تلاوت قرآن اور کلمے تہا دتین پڑھنا اور مومنون کو دعا کرنا اور پیغمبر پر درود بھیجنا اور شہوتون سے نفس کو باز رکھنا بعضے کہتے ہین یہہ حکم یہود کو ہی ہے جب اللہ تعالی یہود کو حکم کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاو اور انکی شریعت پر چلو اور دنیا کے مال وجاہ کو ترک کرو سو اب انکے معاش کی کیا راہ تو فرمایا محنت سہار و اور اگر اُسکے ساتھ نماز پڑھا کروگے تو تم پر ترک کرنا ریاست اور جاہ کی حب اور مال کا آسان ہوگا وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اور البتہ وہ یعنی نماز یا استعانت بھاری ہے اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ مگر اُنھین پر جنکے دل گھلے ہین یعنے اُنکے دل عبادت پر لگے ہین مراد اس سے وے مومن ہین جو اللہ سے ڈرا کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ نماز پڑھنے سے ثواب ملیگا اور اسکے ترک کرنے پر عذاب ہی اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ جنکو خیال ہے کہ انکو ملنا ہی اپنے رب سے یعنے پروردگار کی ملاقات آخرت مین ہونیکا انکو خیال ہی وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اور مقرر انکو اُسی طرف اُٹھے جانا یعنے مرے بعد جی اٹھنا ہی پھر اللہ تعالی اعمال کی جزا دیگا اور نماز ان لوگون پر آسان ہی کیونکہ انکو نماز کی عادت ہوئی ہی اور اللہ تعالی کے جزا دینے کی امید ہی اور عذاب کا اندیشہ ہی اس لئے نماز کی مشقتین ان پر آسان ہوین اور اسکے کرنے پر انکو لذت حاصل ہوتی تھی يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ای اسرائیل کی اولاد یاد کرو احسان میرا جو مین نے تم پر کیا یعنے میرے احسان کا شکر ادا کرتے رہو وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اور مین نے تمکو بڑا کیا جہان کے لوگون پر یعنے انکے زمانے کے لوگون پر اور فضیلت دیا سو انکے اباو اجداد کو دیا جو موسی علیہ السلام کے زمانے مین تھے اور جو انکے بعد ہوے اور اپنے دین کو تغیر نہ دیکے اس پر قایم رہے پھر انکو علم و ایمان اور عمل دیا اور انمین ہی پیغمبر اور سلاطین پیدا کیا آبا و اجداد کو جب یہہ فضیلت ہوئی تو انکی اولاد کو بھی بزرگی ہوئی وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا اور بچو اس دن سے کہ کام نہ آدے کوئی شخص کسی کے

ع ٦

ایک ذرہ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور قبول نہ ہو اُسکی طرف سے سفارش وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ لین اسکے بدلے مین کچھ یعنے کچھ پیسے لیکے چھوڑ دین سو نہین وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ اور انکو مدد پہنچے یعنے کسی کی مدد ہو کر اللہ کے عذاب سے پار نہین ہو سکتے اس آیت سے معتزلہ دلیل لیتے ہین کہ گناہ کبایر والون کو قیامت مین شفاعت نہ ہوگی اہل سنت جماعت اسکا جواب دیتے ہین کہ یہہ آیت مخصوص کافرون کے حق مین ہے دلیل اس پر دوسری آیتین اور احادیث ہین کہ گناہ گارون کے واسطے شفاعت ہوگی یا یہہ آیت یہود کے رد پر اتری ہے وے کہا کرتے تھے ہم کیسا ہی گناہ کرین پر پکڑے نہ جاوینگے ہمارے باپ دادا جو پیغمبر ہین ہمکو چھڑا لینگے سو اُنکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی یا یہہ ہے کہ شفاعت نہ کرینگے مگر اللہ تعالی کے اذن سے وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ اور جب چھڑایا ہم نے تمکو فرعون کے لوگون سے قبط اور عمالقہ کی قوم سے جو مصر کا حاکم ہو اسکو فرعون کہتے ہین جیسا کہ شام اور قسطنطنیہ کا جو حاکم ہو اسکو قیصر کہتے ہین اور موسی علیہ السلام کے وقت فرعون جو تھا اس کا نام ولید وہ بیٹا مصعب کا وہ بیٹا ریان کا چارسو برس سے زیادہ اسکی عمر تھی يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ چکھاتے تھے تمکو بری مار فرعون بنی اسرائیل کو اپنے غلام بنا کے اُنکے ہاتھ سے تمام کام لیا کرتا تھا تھوڑون کے ہاتھ سے گھر بنوایا کرتا اور تھوڑون سے پتھر پھوڑواتا اور تھوڑون سے اینٹان تیار کرواتا غرض تمام خدمتین اُنسے لیا کرتا اور جو کوئی کام نہین کر سکتا اُس سے ہر روز خراج لیتا جو کوئی آفتاب غروب نہ ہوے تک پیسے حاضر نکرے ایک مہینا اسکو طوق زنجیر کرکے قید مین رکھتا يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹے وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور جیتے رکھتے اپنی عورتین اس کا سبب یہہ تھا فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے آتش نکل کے مصر کو گھیر لی ہے اور وہان جتنے قبطیان تھے سب کو جلا دیا اور بنی اسرائیل کو نہ چھوا فرعون اس خواب سے گھبرایا اور خواب کی تعبیر کاہنون سے پوچھا وے کہے بنی اسرائیل مین ایک لڑکا ہوگا تجھے اور تیری قوم والون کو ہلاک کریگا اُس سے تیری سلطنت جاتی رہیگی فرعون جنانے والی دائیون کو بلوا کے تاکید کیا کہ بنی اسرائیل مین کسی کے گھر لڑکا پیدا ہو تو اسی دم اسکو مار ڈالو اور لڑکی پیدا ہو تو اسکو باقی رکھو اور

وائیون پر تقید کے واسطے لوگون کو مقرر کیا بارہ ہزار یا ستر ہزار لڑکے موسی علیہ السلام کی جستجو مین مارے گئے
پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل مین بوڈھے بہت سے مرنے لگے قبطونکے امیرونے فرعون کے پاس جاکر کہے بنی اسرائیل
مین موت بہت آغاز ہوئی بوڈھے بہت مرتے ہین اور بچون کو تو ذبح کرتا ہی آخر چند روز مین تمام خدمتین ہم لوگون
پر پڑینگی پھر فرعون حکم کیا کہ ایک سال کے بچون کو ذبح کرو اور ایکسال کے بچون کو چھوڑدو چھوڑنے کے سال مین موسی کے بھائی ہارون علیہ السلام
پیدا ہوے اور قتل کئے گئے تھے سو سال خود موسی علیہ السلام تولد پائے ولادت کے بعد کا احوال دوسری سورت
مین آئیگا وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ اور اس مین آزمایش تھی تمھارے ربکی
بڑی بلاء کا معنی لغت مین سختی اور آزمایش اور نعمت ہین اور یہان اگر ذلکم سے اشارہ فرعون کی
حرکات یعنی ذبح وغیرہ کی طرف لین تو بلا سے سختی اور محنت مراد ہی یعنے فرعون یہہ ظلم جو کیا کرتا تھا ایمین
تم پر بڑی سختی اور محنت تھی اگر اشارہ انکی نجات کی طرف لین تو بلا سے نعمت مراد ہی یعنے اللہ تعالی تمکو جو
نجات دیا سو وہ تم پر بڑی نعمت ہوئی اور اس آیت مین خدا تعالی تنبیہ کرتا ہی کہ خوبی یا خرابی جو بندے کو ہوتی
ہی سو اللہ تعالی کی طرف سے آزمایش ہی پھر بندے کو لازم ہی کہ خوبی ہو تو اللہ کا شکر کرے خرابی ہو تو صبر کرے
وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ اور جب ہمنے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا فرعون کے ہلاک کا وقت جب
قریب پہنچا اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم کیا تم اپنی قوم بنی اسرائیل کو لیکے شب کے وقت مصر سے
نکلو پھر موسی اپنی قوم کو حکم کئے آج اپنے گھرون مین تمام شب چراغین روشن رکھو اور قبطیون سے زیور مانگ لو
پھر شب کو موسی اپنی قوم کے چھے لاکھ بیس ہزار جنگی آدمیون سے نکلے پھر بیس برسکی عمر والا چھوٹا ہی کرکے اور ساٹھ
برسکی عمر والا بوڈھا ہی کرکے اس حساب مین داخل نہین یعقوب علیہ السلام مصر مین جب آئے تو مرد و عورت
سب انکے ۷۲ بہتر آدمی تھے نکلتے وقت انکی نسل اتنی پھیلی غرض تمام مصر سے روانہ ہوے ایراول پر انکے ہارون تھے
اور چنڈاول پر موسی اور اس شب کو قبطیون کے کنواری لڑکیان تمام مرگئین سو وے انکے گاڑنے مین لگے پھر
فرعون کو خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل بستی سے بھاگ گئے فرعون نے لوگون سے کہا شبکو انکا پیچھا کرینگی حاجت
نہین صبحکو جب مرغ بانگ دیوے تب نکلو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اس شب کو مرغ بانگ
نہ دئیے پھر فرعون صبح کو ایک کرور ساٹھ لاکھ کی جمعیت لیکر نکلا انمین فقط ایک رنگ مشکی گھوڑے

ستر ہزار تھے دوسرے رنگ کو گنا تو شمار نہین اور بعضے لکھتے ہین فقط مشکی گھوڑے لاکھ بھر تھے اور فرعون بھی مشکی
پر سوار تھا اور ایراول پر اُسکے ہامان تھا اور فرعون کے روبرو لاکھ تیر انداز اور لاکھ بھالے والے اور
لاکھ عصابردار تھے اور موسی علیہ السلام جو چلے سو راستہ بھول گئے پھر موسی علیہ السلام بوڈھون کو بلا کے
پوچھے تو کہے یوسف علیہ السلام مرتے وقت اپنے بھائیون سے عہد لئے تھے تم مصر سے نکلتے وقت مجھے بھی نکال لینا
اسلیئے راہ ہمکو دکھتی نہین انکا تابوت نکال کے لے چلین تو راستہ نکلیگا پھر یوسف کہان مدفون تھے سو
دریافت کرنے لگے آخر ایک عورت جو بہت بوڈھی تھی کہنے لگی نیل ندی کے بیچ ہی موسی دعا مانگے پانی
سرک گیا پھر اُنکا تابوت سنگ مرمر کا تھا نکال کے لے چلے دریا پاس جب پہنچے دیکھے پانی بڑے جوش مین ہے
اور فرعون پیچھے سے آپہنچا بنی اسرائیل گھبرا کے موسی سے کہے اب کیا کرنا چاہئے فرعون آن پہنچا ہم سے قریب
ہوتے ہی قتل کرتا ہی اور سامنے دریا ہی اگر ہم اسمین جاوین تو ڈوب جاوینگے ای موسی تم جو وعدہ کئے تھے سو کیا ہوا
پھر موسی پر وحی اتری دریا کو عصا سے مار پھر مارتے ہی دریا کا پانی ٹھہر گیا اور اسمین بارہ راستے ہوے اور تمام
بنی اسرائیل دریا سے پار ہوے اسی قصے کی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کیا اور فرمایا فَاَنْجَيْنٰكُمْ پھر بچا دیا ہمنے
تمکو یعنی فرعون سے وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور ڈبایا فرعون کے لوگون کو سو فرعون جب سمندر کے کنارے پہنچا دیکھا
دریا مین راہ پھٹی ہی لوگون کو بولا دیکھو دریا میری ہیبت سے پھٹگیا ہی اب گھوڑے غلامون کو پکڑنے کے لئے
دریا کے اندر چلو فرعون کے لوگ گھبرا کے کہے تو تو رب ہے اول تو دریا مین جا جیسا موسی گئے پھر ہامان نے فرعون کو
منع کیا فرعون اسی تردد مین تھا کہ جبرئیل علیہ السلام مادیان پر بیٹھکے روبرو آئے فرعون کے لشکر مین کوئی
مادیان نتھی سو جبرئیل اپنی مادیان دریا مین ڈھکیلے اُنکی مادیان کو کوئی نہ دیکھا پھر مادیان کی بو سے فرعون کا
گھوڑا ابھی دریا مین کودا اور فرعون اسکو تھام نہ سکا اسکے پیچھے دوسرے گھوڑے بھی کودے اور میکائیل
گھوڑے پر بیٹھکے سب کے پیچھے سے ہانکنے لگے تا کوئی قبطیو مین سے باقی نرہے جب تمام دریا مین آگئے اور جبرئیل
کی مادیان دریا کے باہر ہوئی فرعون کی ایراول دریا سے نکلنا چاہی کہ اس اثنا مین دریا کو حکم ہوا انکو لے
پھر دریا ملگیا اور فرعون اور اسکی قوم تمام ہلاک ہوئی اور یہہ دریا قلزم کی دریا ہے دونو کنارون مین
چوڑائی چار کوس کی تھی وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم دیکھتے تھے یعنی وے لوگ جو ہلاک ہوے سو

تمہارے روبرو ہوے اور تم اسکو اپنے آنکھون سے دیکھے معلوم رہے یہہ بڑی نعمت ہی جو اللہ صاحب نے بنی اسرائیل
کو دیا اور اس مین بڑی دلیل ہی اُس معبود حقیقی کے وجود اور موسی علیہ السلام کی نبوت پر ایسا معجزہ دیکھنے
پر بھی بچھڑے کو بنا کے اسکی پرستش شروع کئے اور بولے اللہ کو دیکھے بغیر ہم سچ نہ مانینگے سو بنی اسرائیل
کی عقل تیز نہ تھی اور دل کے بھی کھوٹے تھے پیروی موسی کی خوب نہین کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا معجزہ قرآن جو ہی دلالت اسکی اعجاز پر عقلی ہی ذکی لوگ اُسکو سمجھتے ہین سو اس امت مرحومہ کی ذکاوت
اور عقل کا سبب تھا کہ اس عقلی معجزے کو دیکھ کے ایمان لائے اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بخوبی کئے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً اور جب وعدہ کیا ہمنے موسی سے
چالیس رات کا ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر تمنے بنا لیا بچھڑا اُسکے پیچھے وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ
اور تم بے انصاف ہو قصہ اسکا یہہ ہی کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالی جب قبطیون سے نجات دیا اور قبطیون کو
غرق کیا بنی اسرائیل کے پاس کتاب اور شریعت کچھ نہ تھی سو اللہ تعالی موسی سے وعدہ کیا کہ مین توریت
نازل کرتا ہون پھر موسی قوم کو کہے مین اللہ کے وعدہ پر چلہ مین بیٹھتا ہون اور تمہارے لئے کتاب
لاتا ہون جسمین تمام چیزون کا بیان ہی اور رب سے چالیس روز کی رخصت لیکے اپنے بھائی ہارون کو
نیابت دیکے طور سینا کو گئے اور موسی کو لیجانے کے واسطے جبرئیل علیہ السلام آئے سو سامری کو
نظر آیا اور دیکھا جبرئیل کے گھوڑے کا قدم جہان پڑے وہ جگہ سبز ہوا کرتی ہی سو گھوڑے کے قدم کے نیچے
کی مٹی اٹھا رکھا تھا اور وہ سنار تھا سامرہ کے قبیلے والا ظاہر مین مسلمان دل سے کافر تھا اور اسکی قوم
گائی کی پرستش کیا کرتی تھی سو سامری نے بنی اسرائیل کو کہا تم جو فرعون کی قوم کا زیور لائے ہو تمکو حلال
نہ ہوگا گڑا کھود کے اسکو گاڑ دو موسی آئے بعد جو حکم کرنا ہی کرینگے پھر بنی اسرائیل اُسکی بات مانکے
زیور زمین مین دفن کئے بعدہ سامری نے اُس زیور کو نکال کے تین روز کے عرصہ مین گائی کا بچھڑا مرصع کا
بنایا اور جو مٹی اٹھا رکھی تھی اس بچھڑے کے منہہ مین ڈالی وہ پکارنے اور چلانے لگا سامری بنی
اسرائیل کو بولا تمہارا خدا اور موسی کا خدا یہی ہی موسی بھولکے اسکو ڈھونڈنے گئے موسی قوم سے جو
وعدہ کئے تھے اُس پر کچھ دن بڑھ گئے تھے اس کا سبب دوسری سورت مین مذکور ہوگا سو بنی اسرائیل

گو سامری کی بات پسند آئی آٹھ ہزار آدمی نے بچھڑے کی عبادت شروع کی اور بعضے کہتے ہیں ہارون کے ساتھ بارہ ہزار آدمی رہ گئے باقی تمام بنی اسرائیل گوسالے کی پرستش کرنے لگے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ پھر معاف کیا ہمنے تمکو اسپر بھی شاید تم احسان مانو عفو کسطرح سے ہوا سو پچھلی آیت میں فرماتا ہی وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ اور جب دی ہمنے موسی کو کتاب یعنے توریت اور چکوتی یعنے وے جس سے حق و ناحق اور حلال و حرام معلوم ہووے بعضے فرقان سے موسی کے معجزے مراد لیتے ہیں کہ جس سے موسی کی حقیقت اور فرعون کا بطلان معلوم ہو لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ شاید تم راہ پاؤ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور جب کہا موسی نے اپنی قوم کو یعنے وے لوگ جو بچھڑے کو مانتے تھے يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ ای قوم تمنے نقصان کیا اپنا یہہ بچھڑا بنا لیکر فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ اب رجوع کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ سو مار ڈالو اپنی جان ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یہہ بہتر ہی تمکو اپنے خالق کے پاس بنی اسرائیل جو مرتد ہوے انکے گناہ کا توبہ تھی کہ اپنی جان دینا اس طرحسے کہ جو بچھڑے کی پرستش نہیں کئے تھے وے لوگ قتل کریں انکو جو پرستش کئے تھے تا شرک کے گناہ سے پاک ہو جاویں اور حیات ابدی پاویں پھر موسی علیہ السلام انکو یہہ حکم سنا دئے تو کہے اللہ کے حکم ہم بجا لاتے ہیں سو تمام اپنے خیموں کے روبرو گوٹھ باندھ کر بیٹھے پھر ایسا حکم ہوا جو کوئی اپنی چادر کھولیگا یا قاتل کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھیگا یا مار کو اپنی ہاتھ یا نوں پر اوڑ لیگا تو وہ ملعون ہی اور توبہ اسکی مقبول نہیں پھر لوگ خنجر تلوار لیکر آئے دیکھے کسیکا بیٹا کسیکا باپ کسیکا بھائی کسیکا قرابت والا کسیکا آشنا ہی قتل نہ کر سکے اور موسی کو کہے ہم اپنے لوگوں کو آپ کیونکر قتل کریں پھر اللہ تعالی ابر کی سیاہ ٹکڑی بھیجا تا انکو گھیر لیوے اور ایک دوسرے کو نہ دیکھے پھر صبح سے شام تک قتل کئے اس میں بہت سے لوگ رہ گئے یہہ دیکھ کو موسی اور ہارون علیہما الصلوۃ والسلام اللہ سے دعا مانگے اور گریہ و زاری کرنے لگے یا الہ العالمین بنی اسرائیل تمام ہلاک ہوے اب کچھ تو باقی رکھ پھر اللہ تعالی نے حکم کیا اب ہاتھ رکھیو اور ابر کی ٹکڑی جاتی رہی دیکھے ہزاروں مرد پڑے ہیں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مردوں کا شمار ستر ہزار

تھا موسیٰ کو برا لگا تب اللہ تعالیٰ وحی بھیجا اسی موسیٰ کیا تو راضی نہیں میں قاتل اور مقتول دونوں کو بہشت
میں داخل کرونگا پھر جو مرا سو شہید ہوا اور جو بچگیا سو اسکی گناہ معاف ہوے اسی کی طرف اللہ صاحب نے
اشارہ کرکے فرمایا فَتَابَ عَلَيْكُمْ پھر متوجہ ہوا تمپر یعنے اللہ تعالیٰ نے جو حکم کیا سو تم مانے اسواسطے
اللہ تعالیٰ تمپر متوجہ ہوا اور تمہارے گناہوں کو بخشدیا اور توبہ قبول کیا اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
بر حق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اب اللہ صاحب بنی اسرائیل کی دوسری ایک شرارت بیان
فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسٰى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً اور جب تم نے کہا اے
موسیٰ ہم یقین نکرینگے تیرا جب تک نہ دیکھیں اللہ کو سامنے اس کا قصہ یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
کو فرمایا گوسالے کی عبادت جو کئے سو اسکی معذرت کیواسطے بنی اسرائیل کے چند لوگوں کو تم اپنے ساتھ
لیکے آو موسیٰ اپنی قوم کے چنے ہوے ستر آدمی کو حکم کئے روزہ رکھے اور غسل کرکے جو پھر سب کو لیکے
اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر طور سینا کو گئے پھر وے لوگ موسیٰ علیہ السلام سے کہے آپ اللہ تعالیٰ سے چاہو تا ہم
اپنے پروردگار کا سخن سنیں موسیٰ قبول کئے جب پہاڑ کے پاس پہنچے تو اس پر ابر کا کھام سا اترا کہ اس سے
تمام پہاڑ پوشیدہ ہوا موسیٰ ابر میں گئے اور قوم کو بھی اندر بلوالئے پھر سب سجدے میں گرے اور موسیٰ
علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ سخن کرتا تھا تو انکے منہہ پر ایک نور چمکتا کہ کسی انسان کو اسکے دیکھنے کی
طاقت نہیں رہتی سو موسیٰ اپنے اور قوم کے بیچ میں پردہ باندھے پھر اللہ تعالیٰ موسیٰ کو احکام بولا اور
قوم کے سننے میں یہہ آیا میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں سوا میرے میں تمکو بقوت نکالا مصر کی زمین سے
سو میری ہی عبادت کرو دوسرے کی عبادت نکرو جب موسیٰ کو فراغت ہوئی اور ابر جاتا رہا قوم کی طرف
دیکھے قوم کہی ہم اسکو یقین نہ کرینگے جب تک اللہ کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ
پھر لئی تمکو بجلی یعنے ان ستر آدمیوں پر بجلی پڑ کر ایسے کڑکڑاٹ سے سب مرگئے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ
اور تم دیکھتے تھے یعنے وہ ایک کے بعد دوسرا مرتا تھا سو اسکو دوسرے دیکھتے تھے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ
مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر اٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مرگئے پیچھے قوم کا ہلاک ہونا دیکھکے موسیٰ رونے
اور زاری کرنے لگے اور کہے یا الٰہی میں بنی اسرائیل کے چنے ہوے لوگوں کو لایا تو ان سبھوں کو

ہلاک کیا اب مین قوم کو کیا کہو ن پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کے پیچھے ایک سب کو زندہ کیا لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ
شاید تم احسان مانو وَظَلَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْغَمَامَ اور سایہ کیا ہمنے تمپر ابر کا یہہ سایہ جو ہوا سو تیہ مین
یعنے بیابان مین تھا کیونکہ بنی اسرائیل جب مصر کو چھوڑکے نکلے اور فرعون اور اسکی قوم ہلاک ہوی پھر بنی
اسرائیل مصر مین نہین گئے سیدھی شام کی راہ لئے انکے ساتھ خیمے وغیرہ کچھہ نہ تھے سو موسیٰ کے پاس
آکے شکایت کرنے لگے پھر اللہ تعالیٰ پتلا ابر سفید رنگ کا انکے سایہ کے واسطے بھیجا تا دھوپ مین انپر سایہ
کرے اور شب کو جب چاندنی نہ ہو تو انکے لئے نور کا ایک تھام کھڑا ہوتا اور کپڑے انکے میلے پرانے نہین ہوتے
وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی اور اُتارا تم پر من اور سلوا تیہ مین کھانیکے لئے کچھہ نہ تھا سو اللہ
تعالیٰ نے اُن پر من کو اُتارا اکثر لوگون نے کہا من ترنجبین کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین من جو اترتا تھا گوند کے مانند تھا اور ثھا
پر برف کی مثال پڑتا اور اسکا مزہ شہد کی طرح تھا ہر آدمی کیواسطے دو پڑی کے مقدار پھر بنی اسرائیل
نے موسیٰ کو کہے ہم میٹھا کھاتے کھاتے مر گئے اللہ سے ہمارے لئے گوشت مانگو پھر اللہ تعالیٰ انکے لئے
ہر روز ابر کی ایک ٹکری بھیجتا اسسے ایک کوس کے طول اور وتنا ہی عرض اور ایک نیزے کی بلندی کے
موافق صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک ہر روز سلوا جو ایک قسم کے جانور ہین برستے تھے پھر ہر آدمی
رات دن کا اپنے کھانے کے موافق اٹھالیتا اور شنبہ کے روز نہین برستا لیکن جمعہ کے دن دو روز کا قوت
اٹھالیتے پھر ہمنے کہے انکو کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ کہا و ستھری چیزین جو دین ہمنے تمکو اور انکو
حکم تھا گوشت حاجت سے زیادہ نہ لین کل کے واسطے نہ رکھین پھر حکم کے خلاف کئے اور گوشت حاجت سے
زیادہ لیکر اٹھا رکھے وَمَا ظَلَمُوْنَا اور ہمارا کچھہ نقصان نہ کیا وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ پر اپنا
ہی نقصان کرتے رہے کیونکہ جب گوشت حاجت سے زیادہ لئے اور حکم کا خلاف کئے گوشت سڑ گیا اور بدبو
ہوا اور اسمین کیڑے پڑ گئے بخاری نے روایت کئے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوّا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے
مرد سے خیانت کبھی نہ کرتی وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ اور جب کہا ہمنے داخل ہو
اس شہر مین یعنے تیہ سے نکلے بعد شہر مین داخل ہو اس شہر سے مراد بیت المقدس ہے یا اریحا شہر جبارین کا

وہ عاد کی قوم تھی جو بچ گئی اور انکو عمالقہ کہتے تھے انکا بڑا عوج بن عنق تھا فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور کھاتے پھرو اُس مین جہان چاہو محظوظ ہوکر یعنے من مانے سو کھاؤ تمکو اُسمین کچھ رکاوٹ نہین وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو دروازے مین جھکے ہوے اور قریہ جو مذکور ہوا اُس سے مراد بیت المقدس ہے یون بیان ہوا ہے اور دروازہ سے مراد باب الحطہ جو اُس کے ایک دروازہ کا نام ہے مقصود ہوگا اگر قریہ سے اریحا مراد ہو تو اسکو بہت دروازے تھے سو کوئی ایک دروازے سے جانا وَقُولُوا حِطَّةٌ اور کہو گناہ اُتر یعنے ہم اللہ سے گناہ معاف ہونا مانگتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حطہ سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے کہ جسکے کہنے سے گناہ معاف ہوتے ہین نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ بخشین ہم تمکو تمھاری تقصیرین وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور زیادہ بھی دینگے نیکی والون کو اللہ صاحب نے انکے جھکے ہوے جانے اور حطہ کہنے کو گناہ گارون کے حق مین توبہ کیا تھا اور نیکی والون کو انکی نیکی بڑھنا فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پھر بدل لی بے انصافون نے اور بات سوا اسکے جو انکو کہدی تھی ٹھٹھے سے وہ نہ کہکے اسکو بدل دیے بخاری وغیرہ روایت کئے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بنی اسرائیل کو کہے تھے تم جھکے ہوے دروازہ مین جاؤ اور حطہ کہو پھر وے ویسا نہ جاکے سرین پر کھسلتے گئے اور کہے حنطہ فی شعیرۃ یعنی گیہون کا دانہ جو مین فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ پھر اتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان سے انکے بے حکمی پر بعضے کہتے ہین کہ وہ عذاب طاعون تھا سو ایک ساعت کے عرصے مین ستر ہزار یا چوبیس ہزار آدمی انکے مرے وَإِذِ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے بنی اسرائیل جب تیہ مین تھے تشنہ ہوے اور موسیٰ سے پانی مانگا پھر موسیٰ اللہ تعالیٰ سے پانی مانگے سو حکم ہوا فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ تو کہا ہمنے مار اپنے عصا سے پتھر کو موسیٰ کا یہ عصا بہشت کے درخت کا تھا عوسج کی یا مرسین کی لکڑی کا دس ہاتھ کا طول مین موسیٰ کے قد کے برابر اور اسکے دو شاخ تھین تاریکی مین روشن ہوتے اُسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے سو شعیب کو پہنچا تھا پھر موسیٰ علیہ السلام کو دئے اور پتھر کو مار و کر کے حکم ہوا سو وہ پتھر طور سے اٹھا لائے تھے اسکے

ع ۷

چار منھ تھے ہر منھ سے تین فوارے نکلتے تھے اور بعضے کہتے ہین وہ ایک پتھر تھا آدم اسکو بہشت سے
اپنے ساتھ لائے تھے اور شعیب کے پاس تھا سو موسیٰ کو دیئے اور بعضے کہتے ہین وہ پتھر جو موسیٰ کے کپڑون
کو لیکر بھاگا تھا وہ ایک چوڑا پتھر تھا اسکا ایک سر تھا آدمی کے سر کے مانند موسیٰ کو حکم ہوا تھا اس
پتھر کو اٹھا کر رکھو اس سے اپنی ایک قدرت بتاؤنگا اور وہ تیرا معجزہ ہوگا اور بعضے کہے ہین پتھر
معین نتھا جس پتھر کو چاہے اسکو مارتے تھے فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پھر بہہ نکلے
اُس سے بارہ چشمے بنی اسرائیل بارہ بھائی کی اولاد تھے سو موسیٰ عصا سے مارین تو بارہ چشمے نکلتے
ہر ایک بھائی کی اولاد کے واسطے ایک چشمہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ پہچان لیا ہر قوم
نے اپنا گھاٹ یعنی ہر بھائی کی اولاد کے واسطے چشمہ جو نکلتا سو اسی سے وہ پیا کرتے دوسرے لوگ
وہان نہ پیتے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ کھاؤ اور پیؤ روزی اللہ کی یعنے ہم انکو حکم کئے
من اور سلویٰ کھایا کرو اور چشمون کا پانی پیا کرو وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور نہ پھیر
ملک مین فساد مچاتے وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ اور جب کہا تم نے ای موسیٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ
طَعَامٍ وَاحِدٍ ہم نٹھہرینگے ایک کھانے پر یعنی من وسلویٰ کھاتے کھاتے ہم جھک گئے ہمکو دوسرے
کھانیکی خواہش ہے دو چیز تھین انکو ایک ہی کھانا بولے کیونکہ ہر روز اگر کوئی ایک ہی طرح کے
کھاوے اور اسکو نہ بدلے تو عرف مین ایک ہی کہتے ہین بولتے ہین فلانیکے یہان ایک ہی کھانا رہتا ہے
یعنے بدلتا نہین اگرچہ وہ اقسام کے کھانے رہین فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ سو مانگ ہمارے واسطے اپنے
رب سے يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَ
بَصَلِهَا نکال دے ہمکو جو اُگتا ہے زمین سے اسمین کی بھاجی اور ککڑی اور فوم اور مسور اور پیاز ابن عباس
کہے ہین فوم کا معنی روٹی اور عطا کہے فوم ہو گیہون اور کلبی کہے فوم لہسن قَالَ بولا یعنی اللہ تعالیٰ
بولا یا موسیٰ بولا أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ کیا تم چاہتے ہو
ایک چیز جو ادنیٰ ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہے کیونکہ من وسلویٰ کھانیسے مزاج اعتدال پر رہتا ہے
اور اسکو حاصل کرنیکے لئے کچھ محنت تم پر نہین اِهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ اُترو

ثمن

کسی شہر میں تو ملے تمکو جو مانگتے ہو سو مصر سے مراد مطلق شہر ہو اور بعضے کہتے ہیں مصر سے مراد وہ بستی مشہور جس کا نام
مصر ہو جسکو بنی اسرائیل چھوڑ کر نکلے تھے پہلا قول اصح ہو کیونکہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے بعد پھر اسمیں نہ گئے
سیدھی شام کی راہ لئے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اور ڈالی گئی اُنپر ذلت اور محتاجی
اللہ صاحب نے یہود کا کفران نعمت دیکھ کر انکو یہہ سزا دی اسی واسطے اکثر یہود ذلیل و محتاج ہیں اور جو مالدار
ہین تو وہ بھی صورت اپنی ذلیل اور محتاج کی بناتے ہیں تا انپر جزیہ زیادہ نہ لگے اور بعضے کہتے ہیں محتاجی سے
مراد دلکی محتاجی ہو ملت والون مین مال جمع کرنے پر اتنا حریص کوئی نہیں جیسے یہود ہین وَبَاءُوا بِغَضَبٍ
مِّنَ اللَّهِ اور کما لائے غصہ اللہ کا یعنی اللہ تعالی کے غضب ہونیکے لایق ہوئے ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ اسکا سبب یعنی اس ذلت و محتاجی و غضب کا سبب یہہ کہ وے
تھے نہ مانتے حکم اللہ کے یعنی معجزونکو جو اللہ تعالی نے مخصوص انکے لئے دکھایا جیسا دریا کا پہرنا اور ابر کا
سایہ کرنا اور من و سلوا اترنا اور پتھر سے پانی کا فوارہ نکلنا نہ مانتے یا اللہ تعالی انجیل اور قرآن جو نازل
کیا سو انکو نہ مانتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو توریت مین تھی چھپا دیئے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ
بِغَيْرِ الْحَقِّ اور خون کرتے نبیون کا ناحق یہودیوں نے شعیب اور ذکریا اور یحیی کو قتل کیا روایت
کئے ہین ابو داؤد طیالسی اور ابن ابی حاتم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ بنی اسرائیل صبح کے وقت
تین سو نبی کو قتل کئے ہین تو شام کو اپنی ساگ کی دکان لگائے ہین اور یہود کا یہہ کام فقط اپنی لذتون
اور دنیا کی محبت کیواسطے تھا اسی پر اللہ تعالی نے فرمایا ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ
یہہ اس سے کہ بیحکم تھے اور حد پر نہ رہے یعنی اس قتل اور کفر کا سبب یہہ تھا کہ وے اللہ کے حکم کو بجا لاتے
نہ تھے اور حرام کام کیا کرتے تھے سو یہہ کرتے کرتے آخر اللہ کی آیتون کے کافر ہوئے اور انبیا کو قتل کئے
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا مقرر کہ جو لوگ ایمان لائے یعنی سابق کے انبیا پر یہہ آیت نازل ہونیکا
سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے قبل حضرت کے بعثت کے چند نصرانیون
کی صحبت مین جو تھے انکی عبادت اور انکا زہد و تقوی بیان کئے اور پوچھے انکا کیا حال ہوگا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے وے دوزخی ہین سلمان کو یہہ سننے سے نہایت درد ہوا پھر اللہ تعالی یہہ آیت

ع ۸

نازل کیا حضرت نے سلمان کو بلا کر فرمائے تمھارے نصاری کیواسطے یہہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت فرمائے
میری بعثت کا احوال سننے کے آگے دین عیسی پر جو کوئی مو اتو اسکا بھلا ہوا اور جو میری بعثت سنا اور
ایمان نہ لایا تو وہ خراب ہوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِئِيْنَ اور جو لوگ یہودی ہوئے
اور نصارا اور صابیان موسی علیہ السلام کے دین پر جو چلے اُسکو یہودی کہتے ہین انکا نام یہود رکھنے کا
سبب یون ہی کہ وہ کہے اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ یعنے ہم رجوع کئے تیری طرف سو ہدنا سے لفظ بنا کر
انکا نام یہود رکھے یا هاد کے لفظ سے نکالے ہین ہاد کی معنی توبہ کیا سو وہ بچھڑے کی پرستش سے توبہ
کئے سو انکا نام اس سے نکال کے یہود کہے یا یعقوب کے بڑے فرزند کا نام یہودا تھا پھر سبکو اسی نام کی طرف
نسبت کر کے یہودی کہے یا اسکو تہود کے لفظ سے نکالے ہین تہود کے معنی حرکت کیا سو وہ توریت پڑھتے
وقت ہلا کرتے اور کہتے جب اللہ تعالی موسی پر توریت نازل کیا آسمان اور زمین سب حرکت کئے اسواسطے ہم بھی
حرکت کرتے ہین پھر انکا نام اسی نکال کے یہود کہے اور لفظ نصارا کا جمع ہی نصرانی کا اور نصرانی کے آخر
کو یا جو آیا ہی اس سے ارادہ مبالغہ کا معنی ہی سو حواریان کہے ہم اللہ کے انصار ہین اسلئے انکا نام نصارا
رکھے یا وہ لوگ عیسی علیہ السلام کے ساتھ ایک قریئے مین تھے جسکا نام نصران تھا یا ناصرہ سو اسی نام سے انکا
نام رکھا گیا یا عیسی علیہ السلام کے اُس قریئے مین تولد پانے سے اُنکو ناصری پکارتے تھے پھر انکے تابعدار کو
ناصری کی طرف نسبت دیکے نصرانی کہے اور صابئین ایک قوم ہین نصارے کے یا یہود کے یا انکا مذہب نصاری
اور مجوس کے بین بین ہی یا انکا دین اصل مین نوح علیہ السلام کا دین تھا یا وہ ملایک پرست ہین یا ستارہ پرست
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن یعنی قیامت کے روز پر وَعَمِلَ
صَالِحًا اور کام کیا نیک یعنی اِن لوگون سے جو کوئی اپنے دین پر رہیگا آگے منسوخ ہونیکے اور مبدا اور
معاد پر ایمان لایا ہوگا اور اپنی شریعت کے مطابق نیک کام کریگا تو فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ تو
انکو ہی انکی مزدوری یعنی انکے اعمال کا ثواب اپنے رب کے پاس سو اللہ انکو بہشت مین لیجائیگا وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ انکو ڈر ہے اور نہ وے غم کھاوین یعنی کفار پر آخرت مین
جو عذاب ہوگا سو انکو اس سے کچھ خوف نہین وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ

اور جب ہمنے اقرار تمسے اور اٹھایا تمپر پہاڑ موسیٰ علیہ السلام جب توریت لائے بنی اسرائیل اسکے احکام سنکر کہے یہہ احکام بہت سخت ہین ہم اسکو قبول نہ کرینگے پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم کیا فلسطین کے پہاڑون سے ایک پہاڑ جڑ سے اکھاڑ کر انکے اوپر کھڑا کرو پھر جبرئیل نے انکے لشکر کے برابر کا پہاڑ اکھاڑ کے انکے سرون پر آدمی کے قد کی مقدار فرق سے سایہ کی طرح پکڑا اور موسیٰ علیہ السلام کا لشکر اترا تہا میدان ایک کو طول مین ایک کو عرض مین تھا اور بنی اسرائیل کو کہے خُذُوا مَا اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ پکڑو جو ہمنے دیا تمکو زور سے یعنی توریت جو ہمنے دی اس پر جد ہو کے عمل کرو وَاذْکُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اور یاد کرتے رہو جو اسمین ہے شاید تمکو ڈر ہو یعنی اسکو یاد کرو اور اسمین جو احکام مذکور ہین اسپر عمل کرو اور اسکے پند و نصایح مین تامل کرو تو دنیا کے عذاب سے بچوگے اور آخرت کے عذاب سے چھوٹوگے نہین تو یہہ پہاڑ تمپر گرا کے سبکو کچلتا ہون تب بنی اسرائیل دیکھے کہ اب بچاؤ کی کچھ صورت نہین ناچار اسکے احکام کو قبول کئے اور سجدے مین ہی رہکے پہاڑ کی طرف دیکھنے لگے سو یہود کے یہان سجدہ مین یہی طور باقی رہا کہ وے آدھی پیشانی پر سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین ہمارے ایسا ہی سجدہ کرنے سے ہمپر کا عذاب ٹل گیا ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر تم پھر گئے اسکے بعد یعنی تم عہد سے ٹل گئے اور اسکو وفا نہ کئے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ سو اگر نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اسکی مہر تو تم خراب ہوتے یعنی دنیا کی نعمتین تمسے دور ہوتین اور آخرت مین عذاب ہوتا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ اور جان چکے ہو جنھونے تم مین سے زیادتی کی شنبہ کے دن مین تو ہمنے کہا انکو ہو جاؤ بندر پھٹکارے اس کا قصہ یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر شنبہ کے روز شکار کرنا حرام کیا تھا سو داود علیہ السلام کے زمانہ مین شہر ایلہ کے کسی قریئے مین شنبہ کے دن مچھلیان ایک جگہہ جمع ہوتین اتنی کثرت سے نکلتین کہ پانی نہین دکھتا شنبہ کا دن جاتے ہی تمام مچھلیان چلی جاتین پھر شیطان لوگون کے دلون مین یہہ بات ڈالا کہ مچھلی پکڑنا شنبہ کے دن منع ہے دوسرے دنون مین تو منع نہین اگر کچھ تدبیر کرکے انکو دوسرے دن پکڑین تو مضایقہ نہین پھر چند لوگ دریا کے کنارے بڑے بڑے گڑھے

کھودے اور دریا سے ان گڑھون مین نالے کئے سو شنبہ کے دن ان نالون کو کھول دیتے پانی کی موج سے
مچھلیان بہت سی آکر ان گڑھون مین جمع ہوتین پھر وہان سے نکلنے نہ پاتین جب توار کا دن ہوتا ان مچھلیون
کو پکڑ لیتے ایک مدت تک ایسا ہی معمول رہا کچھ عذاب اُنپر نہ اُترا پھر ڈھیٹھ ہو کے کہنے لگے ہم ایسا سمجھے
ہین کہ شنبہ کا دن ہمپر حلال ہوا پھر اُس دن پکڑ کر کھائے نمک لگا کے سکھائے او بیچے اور اُس قریہ مین
ستر ہزار آدمی کے قریب تھے سو بعضے مچھلی نہ پکڑے اور پکڑنے والون کو منع کرنے لگے بعضے مچھلی نہ پکڑے
اور منع بھی نہ کئے اور بعضے اُس دن کی حرمت کچھ باقی نہ رکھے غرض منع کئے سو لوگ بارہ ہزار
آدمی تھے تعدّی کرنے والونکو کہے تم شنبہ کے دن تعدی کرتے ہو ہم تمھارے ساتھ ملکر نہین رہتے
پھر شہر کے بیچ مین ایک دیوار کھینچ کے جدا ہوے ایک روز منع کرنے والے گھرون سے جو نکلے دیکھے
تعدی کرنے والون کا کچھ نشان معلوم نہین ہوتا پھر دیوار پر چڑھکر دیکھے تو نظر آیا کہ وے سب بندر
بنگئے ہین انکو دم نکلی ہے اُچھل رہے ہین پھر تین دن رہکے مرگئے اور اُنکی نسل باقی نہ رہی فَجَعَلْنَاهَا
نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا پھر ہمنے وہ دہشت رکھی اس شہر کے روبرو والونکو اور
پیچھے والون کو یعنی ہم اس عقوبت کو عبرت کا سبب کئے اُس زمانہ کے لوگ اور اُسکے بعد کے لوگون کے
واسطے یا اُس شہر کے نزدیک کے شہر والون کے لئے اور دور کے شہر والون کے واسطے یا اُس شہر کے لوگ
اور اوسکے اطراف کے لوگون کے لئے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ اور نصیحت رکھے ڈر والون کو

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور جب کہا موسی نے اپنی قوم کو إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ
تَذْبَحُوا بَقَرَةً اللہ فرماتا ہے تمکو ذبح کرو ایک گائی اس قصہ کا شروع وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا
فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا کی آیت ہے لیکن اُس سے اسکو جدا کرکے مقدم کیا تا انکی دوسری ایک مذمت
جو حکم کی مسخری اور اسکو جلد بجا نہ لا کے اسمین بحث کئے سو معلوم ہو اس قصہ کی تفصیل یہہ ہے کہ بنی
اسرائیل مین ایک شخص بڑا مالدار تھا اسکا کوئی وارث نہ تھا مگر ایک بھتیجا نہایت محتاج سو وہ بھتیجا
دیکھا کہ اپنا چچا مرتا نہین اسکو جان سے مارڈالا اور اسکو اٹھاکر دوسرے قریہ کے دروازہ پر ڈالدیا
اور اس قریہ والون پر قتل کی تہمت کیا اور اپنے ساتھ چند بدمعاشون کو جمع کرکے موسی علیہ السلام کے

پاس آیا اور خون کا دعوی کرنے لگا اور موسی علیہ السلام سے بجد ہوکے کہا کہ اللہ کے پاس دعا مانگو تا معلوم ہو اسکو کون مارا ہی موسی علیہ السلام جناب الٰہی مین التجا کئے سو حکم ہوا ایک گائی ذبح کرکے اس مردے کو اسکے مارے تو مردہ زندہ ہوکے اپنے قاتل کا نام کہیگا قَالُوٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا بولے کیا تو ہمکو پکڑتا ہی ٹھٹھے مین یعنے تم ہمسے کیا مسخری کرتے ہو ہم تو چاہتے مین کرتا قاتل کون ہی سو معلوم ہو اور تم کہتے ہو گائی ذبح کرو گائی کاٹنے سے قاتل کیونکر ظاہر ہوگا یہہ جو بولے سو موسی علیہ السلام کے قول کو باور نہ کئے اور اس حکم کو ٹھٹھا جانے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ کہا یعنی موسی نے پناہ اللہ کی اس سے کہ مین ہون نادانون سے کیونکہ اللہ تعالی کے احکام مین ٹھٹھا کرنا حماقت اور نادانی ہے پھر قوم کو معلوم ہوا گائی کاٹنا مقرر ہو چکا ہی اس سے ٹلنا امکان نہین دریافت کرنے لگے کہ وہ گائی کیسی ہی اگر اول ہی کیسی ایک گائی ذبح کرتے تو مقصود حاصل ہوتا لیکن وہ قوم تشدد کی اللہ تعالی نے بھی تشدد کیا اور اسمین ایک حکمت تھی کہ بنی اسرائیل مین ایک نیکمرد تھا اسکو ایک لڑکا تھا چھوٹا اور اسکے پاس ایک گائی تھی اس شخص کے مرنیکا وقت پہنچا تو گائی کو جنگل مین لیجا کے چھوڑا اور کہا یا اللہ میرا لڑکا بڑا ہوئے تک یہہ گائی تیرے حوالے کرتا ہون پھر وہ شخص مرگیا اور وہ گائی جنگل مین چرتی پھرتی اور انسان کو جو دیکھتی تو بھاگ جاتی اور وہ لڑکا جوان ہوا سو بڑا نیکبخت ہوا شب کے تین حصے کرکے ایک حصے مین نماز پڑھا کرتا دوسرے حصے مین سوتا تیسرے حصے مین مان کی خدمت کیا کرتا اور دن کو جنگل مین جاکے لکڑیان توڑلاتا اسکو بیچتا قیمت جو ملتی سو اسکے بھی تین حصے کرکے ایک حصہ خیرات کرتا ایک حصہ آپ کھاتا اور ایک حصہ مان کو دیتا ایکدن اسکی مان کہی تیرا باپ تیرے واسطے ایک گائی جنگل مین اللہ کے حوالے چھوڑا ہی تو وہان جاکے ابراہیم اسمعیل اور اسحق کے اللہ سے مانگ تا وہ تیری گائی تجھے دیوے اس گائی کا پتہ مین کہہ دیتی ہون اس کا رنگ پوست کے نیچے سے آفتاب کی شعاع کا سا چمکتا ہی پھر وہ لڑکا جنگل مین جاکے دیکھا گائی چرتی ہی اسکو پکار کے کہا ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے اللہ کی قسم دیتا ہون تو آ پھر وہ گائی دوڑتی آکے اسکے روبرو کھڑی رہی اسکے گلے مین رسی ڈال کے لیچلا پھر وہ گائی اللہ کے حکم سے بات کی اور کہی ای جوان مانکے فرمانبردار

تو مجھ پر سوار ہو کے چل تجھے آرام ہوگا وہ لڑکا کہا میری والدہ مجھے کہی تیری گردن پکڑ کے لاؤن
سوار ہونیکا حکم نہ کی گائی بولی واللہ اگر تو میرے اوپر سوار ہوتا تو پھر مین تیرے ہاتھ نہ لگتی چل اب تو
اگر پہاڑ کو کہے کہ میرے ساتھ چل تو چلیگا کیونکہ تو مان کا فرمانبردار ہے پھر جہ اُس گائے کو مان کے
پاس لے آیا مان کہی تو محتاج ہے رات کو نماز پڑھنا اور دن کو لکڑیان لانا تجھ پر محنت ہی اس گائے
کو لیجا کے بیچ بولا کس قیمت کو بیچون کہی تین دینار کو لیکن قیمت ٹھہری بعد بن پوچھے میرے مت دے
اسوقت گائی کی قیمت تین دینار ہی تھی پھر بازار کو لے گیا اللہ تعالی اسکے پاس فرشتے کو بھیجا تا
اپنی قدرت بندون کو معلوم کرادے اور وہ جوان مان کی فرمان برداری مین کیسا ہی امتحان ہووے
سو فرشتے نے پوچھا اس گائی کی قیمت کیا ہی بولا تین دینار مگر میری مان کو اطلاع کرنا شرط ہے
فرشتہ بولا تجھے چھے دینار دیتا ہون مان کو نہ بول جوان بولا اس گائی کے برابر تو سونا دیگا تو بھی
بے اطلاع مان کے نہ دونگا پھر آکے مان کو اطلاع کیا بولی چھے دینار کو میری اطلاع سے بیچ پھر فرشتہ وہ
قیمت سنکے بولا کہ مین بارہ دینار کو لیتا ہون مگر تو مان کی اجازت نہ لینا جوان اُسکی بات نہ مانکے
مان کو اطلاع کیا مان بولی وہ فرشتہ ہی تیری آزمائش کے واسطے آدمی کی صورت مین آتا ہی
اب وہ آیا تو پوچھ کیا ہم گائی کو بیچین یا نہ بیچین پھر فرشتے سے پوچھا فرشتہ بولا اپنی مان سے کہہ اس گائی
کو رکھ چھوڑ بنی اسرائیل مین ایک قتل ہوگا اسکے واسطے اسکو تیرے پاس سے موسی بن عمران مول لیگا
جب تک اسکا چمڑا بھر کر سونا نہ دین تو مت بیچ پھر اس گائی کو نہ بیچ کے رکھا قَالُوا بولے یعنے
بنی اسرائیل ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کرے
ہمکو وہ کیسی ہے قَالَ کہا موسی اِنَّهٗ يَقُولُ وہ رب فرماتا ہی کہ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ وہ ایک گائی ہی نہ بوڑھی نہ بن بیاہی عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ میانہ ہی
انکے بیچ مین یعنی وہ گائی نہ بڑی عمر کی رہے جو جنتی نہین اور نہ کم عمر جو ہنوز گابھہ نہین ہوتی اسکی
عمر ان دونون کے بیچ رہا چاہئے فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُوْنَ اب کرو جو تم کو حکم ہی یعنی اس
کی گائی لیکر ذبح کرو اور پوچھا پاچھی مت کرو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا

کیجیے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہمکو کیسا ہے اسکا رنگ قَالَ کہا موسی نے اِنَّهٗ
يَقُولُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ وہ یعنے رب فرماتا ہی کہ وہ ایک
گائے ہی زرد ڈہڈہا رنگ اسکا خوش آئی دیکھنے والون کو یعنی اس گائے کی صورت اور رنگ دیکھین تو
پیاری دکھتی ہی اور بعضے صفرا کا معنی اسیاہ کہتے ہین قَالُوا بولے ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا
مَا هِيَ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو بیان کر دے کہ ہمکو کہ کس قسم مین ہی وہ اِنَّ الْبَقَرَ
تَشٰبَهَ عَلَيْنَا مقرر گایون مین شبہ پڑا ہی ہمکو وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ اور ہم
اللہ نے چاہا تو راہ پالینگے روایت کیے ہین ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے بنی اسرائیل اگر انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے انکو نہ ملتی
قَالَ کہا یعنے موسی اِنَّهٗ يَقُوْلُ وہ یعنی رب فرماتا ہی اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ
وہ ایک گائی ہی محنت والی نہین جو نا کرتی ہو زمین کو وَلَا تَسْقِى الْحَرْثَ اور نہ جو پانی دیتی ہو کھیت
کو یعنی اس گائی سے نہ زمین نا گرے ہون اور نہ پانی کھینچے ہون مُسَلَّمَةٌ بدن سے پوری ہی اسمین کچھ
عیب نہو لَّا شِيَةَ فِيْهَا رنگ دوسرا کچھ نہین اسمین قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ بولے یعنی بنی
اسرائیل اب لایا تو ٹھیک بات یعنی گائی کے اوصاف پورے بیان کیا اب ایسی گائی کو تلاش کرتے ہین پھر
گائی کہین نہ ملی مگر اُس جوان کے پاس وہ بولا مین اسکو نہ دونگا جب تک اسکا چمڑا بھر کے سونا ندوگے
پھر وے اُس مقتول کا تمام مال دیکے وہ گائی خرید کیے فَذَبَحُوْهَا پھر اسکو ذبح کیے وَمَا كَادُوْا
يَفْعَلُوْنَ اور چاہتے نتھے کرنے یعنی اس گائی کی قیمت گران رہنے سے اور فضیحت کے اندیشے سے
انکی مرضی ذبح کرنے پر نتھی لیکن لاچاری سے ذبح کیے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا اور جب
تمنے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ
اور اللہ کو نکالنا ہی جو تم چھپاتے تھے یعنی قاتل کون ہی سو چھپاتے تھے اسکو اللہ نے ظاہر کیا فَقُلْنَا
اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا پھر ہمنے کہا مارو اُس مردے پر اُس گائی کا ایک ٹکڑا ابن عباس وغیرہ کہے ہین
اس گائی کی کونلی ہڈی سے مارے اور بعضے کہتے ہین دم کی ہڈی سے اور بعضے کہتے ہین زبان وغیرہ

[illegible marginal handwritten notes]

اور بعضے کہے سیدھی ران سے مارتے ہی وہ مردہ اٹھ کھڑا ہوا اور بولا مجھے فلانا مارا اور وہین مرگیا
پھر اس قاتل کو میراث سے محروم کیئے اور اُسکے بدلے مین اسکو بھی قتل کیئے حدیث مین آیا ہی کہ اس گائے کے قصے
کے بعد قاتل کبھی وارث نہوا کَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ
اُسیطرح جلا دیگا اللہ مردے اور دکھاتا ہی تمکو اپنی قدرت کے نمونے شاید تم بوجھو ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ
مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر سخت ہو گئے تمھارے دل اسکے بعد یعنی ان
معجزون کو دیکھنے کے بعد وے دل مین جیسے پتھر یا اون سے بھی سخت تر یہہ خطاب ہے یہود کو اور انکے دل سخت
ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وے حقبات کو قبول نہین کرتے پتھر سے تشبیہ دیا لوہے سے نہ دیا کیونکہ لوہا آتش مین
ڈالنے سے نرم ہوتا ہی اور داؤد علیہ السلام کے ہاتھ مین لوہا نرم ہوتا تھا بخلاف پتھر کے کہ وہ ہرگز نرم
نہین ہوتا اور اونکے دل پتھر سے بھی بڑھ گئے سو اسکا بیان فرماتا ہی وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ
مِنْهُ الْاَنْهٰرُ اور پتھرون مین تو وے بھی ہین جنسے پھوٹے ہین ندیان اس پتھر سے مراد مطلق پتھر ہے
اور بعضے مفسرون نے کہا کہ اس پتھر سے مراد وہ کہ جب موسیٰ اپنے عصا مارتے تو اس سے بارہ چشمے نکلے
وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ اور انمین تو وے بھی ہین جو پھٹتا ہے اور نکلتا ہی اس سے
پانی یعنی اس سے پانی ٹپکتا ہے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور انمین تو وے بھی ہین جو
گر پڑتے ہین اللہ کے ڈر سے یعنی پتھرون کو بھی اسقدر ڈر اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہی ای یہود تمہارے دل ایتے
سخت بن گئے ہین کہ ہرگز نرم نہین ہوتے اور اللہ کے حکم کو نہین مانتے اور کوئی یہہ گمان نکرے پتھر تو
جماد ہے اسکو سمجھ نہین کیسے ڈریگا کیونکہ اللہ تعالیٰ پتھر کو سمجھ دیتا ہی اور اسکے بیچ مین اپنا ڈر ڈالتا ہی
تو وہ اللہ سے ڈرتا ہی بغوی کہتے ہین مذہب اہل سنت جماعت کا یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانورون کو
اور جمادات کو بھی سمجھ دیا ہی اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو اسپر اطلاع نہین اور وہ نماز اور تسبیح کیا کرتے
ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا وان من شیءٍ الا یسبح بحمدہ یعنے کوئی چیز نہین مگر اسکی خوبیان
پڑھ رہی ہے اور فرمایا الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر
صافات کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ یعنے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو یاد کرتے ہین جو کوئی ہین

سمان اور زمین مین اور پرندے پر کہولے ہر ایک نے جان رکہا ہی اپنی نماز اور تسبیح اور فرمایا الم تران
الله یسجد له من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر الایہ یعنے تونے نہ دیکہا
کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہی جو کوئی آسمانون مین ہے اور جو کوئی زمین مین اور سورج اور چاند اب مومن
ہر ایک کو سچ جانتا اور اسکا علم اللہ کے طرف تفویض کرنا ضرور ہے دیکہو درخت کے اوپر کوئی چیز
آڑی اجاوسے اور اسکو بڑہنے کی جگہ نہ رہے تو درخت تیڑا ہوکے نکلتا ہے اگر اللہ تعالی نے اسکو
شعور نہ دیا ہو تو کاہی کو ایسا نکلتا روایت کئے ہین مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مکہ مین ایک پتہر تہا میرے مبعوث ہونیکے آگے مجہ پر سلام کرتا تہا اب
مین اوس پتہر کو جانتا ہون اور روایت کئے ہین ترمذی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہے کہ مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتہہ مین ایکبار تہا سو جہاڑ اور پہاڑ جو حضرت کے روبرو ہوتے حضرت کو سلام کرتے اور
حضرت خرمہ کے پیڑ کے پاس خطبہ پڑہا کرتے تہے بعد منبر بنانے کے وہ پیڑ رودیا یہہ قصہ مشہور ہی اور
صحیحین وغیرہ مین مذکور ہے اس کے سوا بہت سی روایات اس بیان مین آے ہین وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے اللہ صاحب ونکے ڈرانے کے واسطے
یہہ فرمایا یعنی اللہ تعالی ان سنگدل لوگون کے اعمال پر واقف ہی انکو عبث چہوڑیگا بلکہ آخرت مین
سزا دیگا اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ اب کیا تم توقع رکہتے ہو کہ وے یعنی یہود مانین
تمہاری بات وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ
مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ایک لوگ تہے انمین کہ سنتے تہے کلام اللہ کا پہر اسکو بدل
ڈالتے بوجہ لیکر اور انکو معلوم ہے ان لوگ سے مراد وے یہود ہین جو زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
تہے اللہ کے کلام کو بدل ڈالتے تہے یعنے توریت مین نبی کی جو تعریف تہی اسکو بدل ڈالے اور
رجم کی آیت کا انکار کئے اور بعضے کہتے ہین یہہ وہ لوگ ہین کہ جنکو موسی علیہ السلام پسند کرکے
طور کو لیگئے تہے سو وہ جب اللہ کا سخن سنکے اپنی قوم کے پاس آئے تو انمین جو سچے تہے جسقدر
سنے تہے اتنا ہی بیان کئے اور تہوڑے جہوٹ بات بناکے کہے کہ اللہ نے آخر کو یہہ فرمایا ہے اگر تمکو

نصف ورد ۶

طاقت ہو تو ان احکام کو بجا لاؤ اور اگر چاہو تو نہ بجا لاؤ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا
اور جب ملتے ہین مسلمانون سے کہتے ہین ہم مسلمان ہوئے یہہ حال بیان فرماتا ہی منافق یہود کا کہ جب وے
مسلمانون کے پاس آتے تو کہتے کہ محمد یقیناً اللہ کے رسول ہین اور توریت مین بشارت انکی آئی ہی اور
تم حق پر ہو وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ اور جب اکیلے ہوتے ہین ایک دوسرے پاس قَالُوْٓا
کہتے ہین یعنی منافقون کو انکے بڑے جیسے کعب بن الاشرف اور کعب بن اسد اور وہب بن یہودا
کہتے ہین اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ تم کیون کہدیتے ہو اُنسے یعنی مومنون سے جو کھولا ہے
اللہ نے تمپر یعنے توریت مین اسکا بیان کیا ہی کہ محمد اللہ کے رسول ہین لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ
کہ جھگڑین اُسی سے تمھارے رب کے آگے یعنے تمھارا رب اپنی کتاب مین نازل کیا ہی کرکے انکو جو کہے ہووے
اسکو اپنی دلیل گردانکے تمپر غالب آوینگے اور کہینگے تم تو اقرار کر چکے محمد رسول ہین پھر کسواسطے
اُنکی پیروی نہین کرتے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تمکو سمجھ نہین آپ کی انکار مین اللہ صاحب نے فرمایا
اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ کیا اتنا بھی نہین جانتے کہ
اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ اور ایک اُمّین یعنی یہود ون
مین ان پڑھ ہین یعنے لکھنا پڑھنا نہین جانتے لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ خبر نہین رکھتے
کتاب کی مگر بناوٹ کی باتین یعنی اُن نادانونکو توریت سے خبر نہین مگر اپنے سردارون سے
بناوٹی بات سُنکر یاد رکھے ہین وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور اُن پاس نہین مگر اپنے خیال یعنے
سچی بات وے جانتے ہی نہین فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ سو خرابی ہے
اُنکی جو لکھتے ہین کتاب اپنے ہاتھ سے ویل کی معنی عذاب اور خرابی ہے عرب کا محاورہ تھا کہ جب کوئی
خرابی مین پڑتا تو اسکو ویل ہو کرکے کہتے روایت کئے ہین احمد اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح
مین اور حاکم مستدرک مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے ویل نام ہے دوزخ کے ایک بیابان کا کافر اسمین چالیس برس تک اترتا جاوے تو اُسکا
انت نہ لگے اور ابن جریر نے عطا ابن یسار سے روایت کئے ہین کہ ویل ایک بیابان کا نام ہے دوزخ مین

اگر دنیا کے پہاڑ اسمین ڈال دین تو اسکی گرمی سے پگل جاوین ثُمَّ یَقُولُونَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ
پھر کہتے ہین یہہ ہی اللہ کے پاس سے لِیَشْتَرُوا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیلًا کہ مول لیوین اسپر مول تھوڑا یہہ
آیت یہود کے حق مین ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لاے یہود کے سردارونکو اندیشہ
ہوا کہ اگر ہم صفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توریت مین جو مذکور ہے اُسکو سچ کہدین تو ہماری ریاست باقی
نہین رہتی اور آمدنیون کی جو ہمکو ہے سو بند ہوجاویگی نادانون کو ایمان لانیسے کیا منع کرنا توریت
مین حضرت کی شکل کا بیان تھا اسکو بدل دیے توریت مین یون تھا اس نبی کا نمکین چہرہ خوب بال سرمہ گون
آنکھ میانہ قد سو اسکی جگہ لکھدیے دراز قد کالے ویسے سیدھے بال پھر جو کوئی انسے نبی کی شکل پوچھتا تو
آپ جو لکھ دیے تھے سو پڑھتے اور کہتے الا توریت مین نبی کی یہہ شکل لکھا ہی محمد کی تو یہہ شکل نہین فَوَیْلٌ
لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ سو خرابی ہے انکو اپنے ہاتھ کے لکھے سے وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ
اور خرابی ہے انکو اپنی کمائی سے یعنی وہ مال جو سفلون کو بناوٹ کی باتین کہہ کے دغا سے حاصل
کئے ہین وَقَالُوْا اور کہے یعنے یہود لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ہمکو آگ نہ لگیگی
مگر کئی دن گنتی کے یہود کہتے تھے دنیا کی مدت سات ہزار برس کی ہے سو ہمکو ہر ایک ہزار برسکے
واسطے ایک روز جملہ سات روز دنیا کے سات روز کے برابر ہمکو عذاب دیوینگے بعد اسکے عذاب
موقوف ہوگا سو اُسی پر یہہ آیت نازل ہوی اسکو ابن اسحق اور ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین دوسری ایک روایت مین یون آیا ہے کہ یہود کہتے تھے ہم بچھڑے کی پرستش
چالیس روز کئے تھے سو ہم کو آگ چالیس روز لگیگی اور روایت کئے ہین ابن جریر اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور واحدی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے اہل کتاب دیکھے کہ دوزخ کے دونون
کنارون مین چالیس کا راستہ ہی سو کہے عذاب نہوگا دوزخ والون کو مگر چالیس پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انکو انکی لگام دیکے
لیجاوینگے جب سقر کو یعنی آخری طبقہ کو پہنچے اور عذاب اُن گنتی کے روزون کا جو وے کہتے ہین تمام ہوگا تو انکو دوزخ کے دارو غے کہینگے
ای اسکے دشمنو تم کہتے تھے ہمکو آگ نہ لگیگی مگر گنتی کے کئی دن سو وے دن آخر ہوے اور تم یہان رہ پڑے ہو پھر انہون کو صعود نام پہاڑ
پر منہہ کی طرف سے کھینچے ہوے چڑہاوینگے قُلْ محمد کہہ تو انکو اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ

عہد کیا لیچکے ہو اللہ کے یہان سے اقرار یعنی ہمکو عذاب نہ دیگا تو البتہ خلاف نکریگا اللہ اپنے
وعدیکا أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ یا جوڑتے ہو اللہ پر جو جانتے نہین بَلٰى مَنْ
كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خٰلِدُونَ کیون نہین جسنے کمایا گناہ اور گھیر لیا اوسکو اسکا گناہ سو وہی ہین لوگ دوزخکے اسمین رہ پڑے
ابی ہریرہ اور ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ سے روایت آئی ہی کہ اس آیت مین گناہ سے مراد کفر اور شرک
ہی کیونکہ گناہ کا گھیر لینا کافر کی شان مین ہی ہوتا ہی مومن اگرچہ گناہ بہت کرے پر دلکی تصدیق اور زبان کے
اقرار کے سبب سے گناہ اسکو گھیر نہین لیتے وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ اور جو یقین لاے اور عمل کئے نیک وے لوگ ہین جنت کے وے اسی مین رہ پڑے
وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ اور جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا یعنی توریت مین لَا
تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ بندگی نہ کریو مگر اللہ کی یعنی بندگی کے لایق وہی ہی دوسرا کوئی لایق نہین
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اور مان باپ سے سلوک نیک یعنی اُنپر رحم کرنا اور اُنسے سلوک کیا کرنا اور حکم
اُنکا جسمین امر الٰہی کی مخالفت نہو ماننا اور اُنکے اخراجات روانہ کرنا اور اُنکو نہ ستانا اگرچہ کافر ہین بلکہ
کافر ہون توبھی اُنکی ساتھ نیک سلوک کرنا اور اُنکو نرمی سے ایمان کی دعوت کرنا اور ایسا ہی فاسق ہون
توبھی اُنسے نیک سلوک کرنا اور بد کامون سے نرمی کے ساتھ منع کرنا اللہ نے اپنی بندگی کے بعد مان باپ
کا سلوک ذکر کیا کیونکہ منعم کا شکر بجالانا واجب ہے جبکہ اللہ تعالی نے اپنے بندے کو پیدا کیا اور عدم سے وجود مین
لایا اور اقسام کی نعمتین اسکو مرحمت کیا تو سب سے اول اُسیکا شکر واجب ہوا پھر ہر ہر عضو سے جو شکر ہو
اسکو بجالانا فرض ہوا اور ماں باپ بچہ پیدا ہونیکا سبب ہوئے پالے تربیت کئے سو اُنکا حق بھی ثابت ہی اسلیے
اُنکا شکر بھی ادا کرنا واجب ہوا وَذِي الْقُرْبٰى اور قرابت والے سے قرابت والون سے
احسان کرنا مان باپ کے واسطے سے ہی تو وہ بھی ماں باپ کے احسان کا تابعدار پڑا وَالْيَتٰمٰى اور یتیمون سے
جس بچے کا باپ مرجاوے تو اسکو یتیم کہتے ہین پھر جب بالغ ہوا تو اسکو یتیم نہ کہینگے یتیم پر احسان کرنا
جو واجب ہوا تین چیز کے واسطے ایک تو اسکا بچپن دوسرا اسکے باپ کا گذر جانا تیسرا اسکو پالنے والا

کوئی نہین اور وہ تو اپنا کام آپ نہین کرسکتا وَالْمَسٰکِیْنِ اور محتاجون سے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
حُسْنًا اور کہیو لوگون کو بھلی بات یہہ خطاب یا ان یہود کے حقمین ہے جو زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے تھے اس واسطے آیت کے شروع مین غایب کا صیغہ بولا اور اب حاضر کا صیغہ کہا اس تقدیر
پر مراد اس جملہ سے یون ہے جب کوئی تمسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و شمایل کا سوال کرے تو تم انکے
حقمین سچ بات کہیو اور اسکو چھپاو مت یا یہہ خطاب بھی موسیٰ کے زمانہ کے یہود کو ہے اور انسے عہد
جو لیا گیا تھا اُسیکا تتمہ ہے یعنے انسے یہہ بھی اقرار لئے کہ لوگون سے بھلی بات کہنا یعنے نیک کاموں کا حکم
کرنا اور بُرے کام سے منع کرنا لوگون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا سب سے خوش اخلاق کرنا وَ
اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ اور کھڑی رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکوٰة ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ
پھر تم پھر گئے یعنے اس اقرار پر نہ چلے اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ مگر تھوڑے تم مین کہ وہ عہد کو نبھاے جیسے
عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم منہ موڑنے والے ہو یعنی تم یہودیون کو
عادت ہو گئی ہے کہ عہد کئے بعد اسکے مطابق نکرنا اور اس سے منہ موڑ لینا وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ
لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ اور جب لیا ہمنے اقرار تمہارا کہ نہ کروگے خون آپسمین اس آیت مین بھی خطاب
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیون کو ہے یا سابق کے یہودیون کو وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اور نہ نکال دوگے اپنون کو اپنے وطن سے یعنے ایک دوسرے کو اسکے
وطن سے نہ نکالے دوسرونکو نکال دینے کی تعبیر اپنون کو کرکے کہا کیونکہ سبھو نکا دین یا قوم ایک ہی
تھی جب دوسرے کو نکالا تو گویا اپنے تئین نکالا یا اپنون کو نکال دینے سے مراد یہہ ہے کہ تم کام ایسا
نہ کرو کہ جسکے سبب سے تمکو وطن سے نکال دین بعضے مفسرون نے کہا ہے خون نکرنے سے مراد تم ایسا کام کرو
کہ جسکے سبب سے سدا کی زندگی کا آرام تمکو نہ ملے جسکو آخر کی زندگی کا آرام نہ ملا تو حقیقت مین وہ قتل ہوا اور وطن سے نہ نکالنے
سے مراد تم ایسا کام نکرو کہ جسکے باعث تم سدا بسنے کے گھر سے یعنی بہشت سے نکالے جاؤ سو حقیقت مین وطن سے نکلنا وہی ہے ثُمَّ
اَقْرَرْتُمْ پھر تم نے اقرار کیا یعنی وہ عہد جو تم سے لئے سو حق ہے وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور تم گواہ ہو یعنی انکے
دلائے ہو اس عہد کا تم بھی اقرار کئے ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ پھر تم یہود ایسے ہو کہ خون کرتے ہو آپسمین وَتُخْرِجُوْنَ

فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِہِمْ اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو انکے وطن سے تَظٰھَرُوْنَ
عَلَیْہِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ چڑھائی کرتے ہو انپر گناہ اور ظلم سے وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی
تُفٰدُوْھُمْ اور اگر وے آوین تم پاس کسی کے قید مین پڑے تو انکی چھڑوائی دیتے ہو یعنے مال دیکے
اپنے قیدیکو چھڑوا دیتے ہو وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُھُمْ اور وہ بھی حرام ہے تمپر انکا نکال دینا
یہہ حکم متعلق ہے اوپر کے جملہ سے یعنی وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِہِمْ خلاصہ آیت کا یہہ ہے کہ اللہ
تعالی نے توریت مین بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا تم آپس مین خون نکرنا ایک دوسرے کو وطن سے
نکال ندینا بنی اسرائیل کسی کے اسیر ہون تو اس کی قیمت کچھ ہی ٹھہرے وہ دیکے انکی رہائی کرنا
اور انکو بند سے آزاد کرنا سو مدینہ مین یہود کے دو فرقے تھے یعنی قریظہ اور بنی نضیر اور مدینہ کے
رہنے والے بنی قیلہ جن کا نام اسلام مین انصار ہوا وے بھی دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان
دونون قبیلے والون مین جاہلیت کے وقت بیر تھا ہمیشہ دونون قبیلون مین جنگ ہوا کرتی تھی
بنی قریظہ کو اوس کے قبیلے کی ساتھ دوستی تھی اور بنی نضیر کو خزرج کے ساتھ جب دونون قبیلے
والون مین جنگ شروع ہوتی تو یہود کا ہر فرقہ اپنے دوستونکی کمک کیا کرتا پھر جو غالب آتا
اپنے مخالفون کو وطن سے نکال دیتا اور انکے گھرون کو ویران کرتا اور جب کوئی بند مین آتا تو
اوسکو مال دیکے چھڑواتے پھر عرب انپر طعن کرتے کہ تم کسواسطے قیدیون کو چھڑواتے ہو تو وے
کہتے ہم کو ایسا ہی حکم ہے اگر کوئی انپر اعتراض کرتا کہ پھر قتل کسواسطے کرتے ہو تو کہتے ہمارے
دوستون کو ذلت نہو نا کر کے محض انکی خاطر سے ہم جنگ کرتے ہین اب اللہ تعالی یہود کو سرزنش
کرتا ہے کہ تمسے تو توریت مین چار چیز کا اقرار لیا تھا جنگ نہ کرنا وطن سے نکال نہ دینا اور اونکے
دشمنون کی پشتی نکرنا اور قیدی کو چھڑوا دینا اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ
بِبَعْضٍ پھر کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تھوڑی سے یعنی قیدی کو چھڑا دینیکا حکم تو
مانتے ہو پھر دوسرے تین حکمون کو کیون نہین مانتے فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا
خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا پھر کچھ سزا نہین اسکی جو کوئی تم مین یہہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی

زندگی مین بنی قریظہ کی رسوائی اسطور پر ہوئی کہ انکی عورت بچے بند مین آئے اور انکو قتل کئے اور بنی نضیر
کی رسوائی یون ہوئی کہ انکو شہر بدر کئے تا وے لوگ شام کے علاقہ اذرعات اور اریحات مین جا کے
رہین وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ اور قیامت کے دن پہنچاے جاوین
سخت سے سخت عذاب مین یعنی دوزخ مین انکو بڑا سخت عذاب دیگا کیونکہ انکی نافرمانی بھی سخت ہی
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ بے خبر نہین تمہارے کام سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وہی ہین جنھون نے خریدی دنیا کی زندگی آخرت دیکر یعنی دنیا کی لذت
ورطمع سے آخرت کو برباد کئے دنیا کی لذتین اور آخرت کی نعمتین دونون مل کے حاصل ہونا امکان نہین
جو دنیا کی لذتین حاصل کرنے لگا تو آخرت اسکے ہاتھ سے جاتی رہیگی فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
سو نہ ہلکا ہوگا انپر عذاب وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ انکو مدد پہنچیگی یعنی کسیکی سفارش سے وے
عذاب سے چھوٹینگے سو نہین ان آیتون مین یہود کی عہد شکنی اور دوزخ مین انکا رہ پڑنا ذکر کیا اب
فرماتا ہی کہ یہہ حرکتین جو یہود سے سرزد ہوئین انکی نادانی سے نتھین کیونکہ ہم نے انکو کتاب دی تھی
اور اسکے طرف پیغمبرون کی تار لگایا تھا محض انکی شرارت ہی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
اور بتحقیق ہمنے دی ہی موسیٰ کو کتاب یعنی توریت وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پے درپے
بھیجے اسکے پیچھے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے عیسیٰ کے زمانہ تک ایک کے پیچھے ایک پیغمبر ہوتا
آیا اور سب کا عمل توریت پر ہی تھا مگر عیسیٰ چند احکام نئے توریت کے مخالف لائے اور مشہور پیغمبران
موسیٰ کے بعد یوشع ہین اور اشموئیل اور داؤد اور سلیمان اور ارمیا اور حزقیل اور الیاس اور
یونس اور زکریا اور یحیی وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دئے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو
معجزے ظاہر جیسا مردونکو زندہ کرنا اور اندھے بہرے گونگے کوڑھی کو درست کرنا اور غیب کی خبرین بولنا یا بینات سے
مراد انجیل ہی اور عیسیٰ نام سریانی زبان مین یسوع عربانی عادتکے موافق اسمین تصرف کر کے عیسیٰ ہے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
اور قوت دی ہمنے اسکو روح پاک سے مراد روح القدس سے جبریل علیہ السلام ہین انکو قدس یعنی پاک کہا کیونکہ وے کبھی اللہ کا
گناہ نہین کئے بعضون نے کہا ہی روح جبریل قدس اللہ یعنی روح اللہ جبریل کا نام روح ہوا انکی لطافت سے کیونکہ

وِرد
ع ۱۱

وے روحانی ہین نور سے پیدا ہوے یا وے انبیا پر وحی لے آتے کہ جس سے دلون کو زندگی ہوتی ہو سوانکا
نام روح ہوا اور اللہ تعالی انے جبریل سے عیسیٰ کو قوت دی جبریل کو حکم کیا کہ عیسیٰ کے ساتھ رہا کرین اور
عیسے جہان کہین پھرین تو وے بھی وہان پھرین پھر عیسیٰ کے آسمان پر گئے تک جبریل علیہ السلام ان سے
جدا ہوے اور بعضی کہتے ہین روح وہ ہے جو اللہ تعالی عیسیٰ مین پھونکا اور قدس اللہ عیسیٰ کے روح کو اپنا روح
بولا انکی عزت بڑھانے اور تعظیم کرنیکے واسطے جیسا بیت اللہ او ناقۃ اللہ کہا ویساہی روح اللہ کہا یا
قدس کی معنی پاک سو عیسیٰ کے روح کو پاک بولا کیونکہ وہ پیدایش کے وقت شیطان کے ٹومنے سے پاک
رہے اور بعضی کہتے ہین کہ روح القدس اللہ تعالی کا ایک اسم اعظم ہے کہ جس سے عیسے مردون کو زندہ
کیا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین وہ انجیل ہے کہ جس سے دلونکی زندگی حاصل ہوتی ہے اس معنی سے قرآن
شریف کو بھی روح کہتے ہین مروی ہے کہ یہود جب ذکر عیسیٰ علیہ السلام کا سنتے تو کہتے ای محمد تم عیسیٰ کی تعریف
کرتے ہو پر تم نہ ویسا عمل کئے اور نہ دوسرے انبیا کی خبرین جو کہے سو دیسا کئے اگر سچے سو تو عیسیٰ
کے سو کام ہمکو تم بھی کرو سو اللہ تعالیٰ انکی رد مین یون فرمایا اَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا
تَهْوَىٰ اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ پھر بھلا جب تم پاس لایا کوئی رسول جو نچاہا تمھارے جی نے
تم تکبر کرنے لگے یعنی کوئی رسول تمہاری خواہش کے موافق کچھ چیز نہ لایا تو تم سرکشی کئے اور اسکے حکم
کو نہین مانے فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو
مار ڈالتے یہود کی عادت تھی کہ جب کوئی رسول آوے تو اسکو جھٹلاتے اور قابو پنے تو اسکو قتل کرتے
جیسے زکریا اور یحیی کو قتل کئے عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کئے عیسیٰ کو بھی قتل کرنیکا تہیہ کئے لیکن
اللہ تعالی انکو آسمان پر لے گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کئے اور کھانے مین زہر ملا کر دئے
پر اللہ تعالی حضرت پر اسکی تاثیر پوری نکیا وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ اور کہے یعنی یہودیون نے ہمارے
دلون پر غلاف ہے سو محمد جو حکم لے آتے ہین ہمکو معلوم نہین ہوتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ غلف کا معنی
ظرف اصل مین غُلُف تھا لام کے پیش سے اسکو تخفیف کرکے غلف لام کے سکون سے کہے یعنی ہمارے دل علم کے
ظرف مین تمھارے سے علم کی تحصیل کرنیکے محتاج نہین یا دل ہمارے جو بات سنتے ہین اسکو یاد کر لیتے ہین مگر

تمھاری بات کو یاد نہیں کرتے اگر اسمین خوبی رہتی تو البتہ اسکو یاد کرتے بَل لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
یون نہین بلکہ لعنت کیا ہے انکو اللہ نے انکے انکار سے لعنت کا معنی جھڑک دینا اور خوبیون سے دور کرنا
ہے سو اللہ تعالی انکو لعنت کرنے سے انکے دل حق بات کو قبول کرنیکے لایق نہین رہے فَقَلِيلًا
مَا يُؤْمِنُونَ سو کم یقین لاتے ہین اس جملہ کے دو معنے ہوتے ہین ایک معنی یہہ کہ ان یہودیون مین سے
کم لوگ اسلام لاتے اکثر انکے کافر رہتے ہین برخلاف دوسرے کافرون کے کہ انسے بہت لوگ
اسلام لائے دوسری معنی یہہ ہی یہودیان تھوڑے احکام کو توریت کے مانتے ہین اور اکثر چیزون کو
نہین مانتے اب اس پر اللہ صاحب نے دلیل فرمائی وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتٰبٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ اور جب انکو پہنچی کتاب اللہ کی طرف سے سچا بتاتی انکے پاس والی کو کتاب سے
مراد قرآن شریف اور انکے پاس والی سو توریت ہی سو قرآن شریف سے توریت کا سچاپن ثابت
ہوا وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافرون پر
یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکے آگے کچھ مہم درپیش ہووے تو کہتے یا اللہ نبی آخر الزمان
جسکی صفتین ہم توریت مین پاتے ہین اسکی برکت سے ہمکو فتح دے اور کافرون سے کہتے ایک نبی کے
آنیکا وقت قریب پہنچا ہی وہ نبی آوے تو ہمارے سخن کی تصدیق کریگا اور ہم اسکے شریک رہکے تمکو
قتل کرینگے جیسا عاد اور ارم کا قتل ہوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهٖ پھر جب پہنچا انکو
یعنی یہودیون کو جو پہچان رکھا تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تو اس سے منکر ہوئے انکا یہہ منکر
ہونا نادانی سے نہین تھا محض حسد اور اپنی ریاست کی منقصت کے اندیشے سے تھا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الْكٰفِرِينَ سو لعنت ہی اللہ کی منکرون پر اس جگہ اللہ صاحب نے یون نفرمایا لعنت ہی اللہ
کی یہود پر حالانکہ مقصود وہی تھا کیونکہ علی الکافرین لانے سے اشارہ کیا کہ ان پر لعنت جو ہی سو سبب انکے
کفر کے ہی بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ أَنْفُسَهُمْ برے مول بیچا اپنی جانون کو یعنی وے یہود اپنی جانکے
واسطے بری چیز پسند کئے حقکے بدلے باطل کو اختیار کئے أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا
أَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ کہ منکر ہوئے اللہ کے اتارے کلام سے

اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندون مین سے یعنی وہ یہود قرآن شریف سے جو اللہ کا
اتارا کلام ہی کافر ہوئے سو بری چیز ہے اور اس منکر ہونیکا سبب ضد اور عداوت ہی اللہ سے کہ جس نے
اپنے فضل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا فَبَاءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ سو کما لائے یعنی یہودیون
نے اس تجارت سے غصہ پر غصہ یعنی ان پر اللہ تعالی پہلے سے غصہ مین تھا سو اب تو غصہ زیادہ ہوا پہلا
غصہ اسلئے کہ وے توریت سے بے ادبی کئے اور اسکو بدل دئے یا بچھڑے کی پرستش کئے یا عیسی کے اور انجیل
کے منکر ہوئے دوسرا غصہ اسواسطے کہ وے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوئے وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ
مُّهِیْنٌ اور منکرون کو عذاب ہے ذلت کا گنہ گارون کے واسطے جو عذاب ہے انکو گناہ سے پاک کرنے کے واسطے
ہو اور کافرونکو جو عذاب ہوگا سو انکی اہانت کے واسطے اللہ تعالی یہود کے کفر کی دلیل قایم کر چکا کہ یہودی
جس کتاب سے فتح مانگتے تھے جب اتری اس سے منکر ہوئے سو انکے کفر کی علامت ہی کہ اس سے وے دوزخ مین
رہ پڑنے کے لایق ہوئے پھر اب انکے کفر کی دوسری دلیل بیان کرتا ہی کہ وے اپنی کتاب کو بھی کہان مانتے
ہین سو فرمایا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جب کہئے انکو مانو اللہ کا اتارا یعنی
قرآن شریف یا جو اللہ نے اتارا قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا کہین یعنی یہود ہم مانتے ہین جو اترا ہم پر یعنی
توریت وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور وے نہین مانتے جو اسکے سوا ہی یا نہین مانتے جو پیچھے آیا اس سے وَهُوَ
الْحَقُّ اور وہ اصل تحقیق ہی یعنی قرآن جو توریت کے پیچھے آیا سو وہی حق ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سچ بتاتا ان
پاس والی کو قُلْ کہہ ای محمد فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ پھر کیون مارتے
رہے ہو اللہ کے پیغمبرون کو پہلے سے اگر تم ایمان رکھتے تھے یعنی توریت مین تو قتل سے منع کیا ہی تم توریت
کو مانتے تھے تو پیغمبرون کا خون کسواسطے کئے اور اس آیت مین خطاب ہے ان یہود کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت مین تھے اگرچہ وے قتل نہ کئے لیکن وے اپنے آبا و اجداد کے کام پر راضی تھے اور انکے دلون مین بھی
ویسا ہی کرنیکا عزم تھا اس واسطے انکو خطاب کیا اب اور بھی ایکدلیل انکے کفر پر قایم کی کہ توریت مین اللہ کی تاکیدین
توحید کرنے اور شرک سے دور رہنے پر بہت سی آئی ہین سو وے لوگ موسی علیہ السلام کے وقتمین ہار رہے سامنے
مشرک بنگئے سو فرمایا وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ اور آچکا تم پاس موسی صریح معجزے لیکر

ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظلمون پہر تمنے بنالیا بچہڑا اسکے پیچہے اور تم ظالم
ہو یعنے بے انصاف ہوجانا تمہاری عادت ہی واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور
اور جب ہم نے لیا تمہارا اقرار اور اونچا کیا تمپر پہاڑ خذوا ما اتینکم بقوۃ واسمعوا پکڑو
جو ہمنے تمکو دیا زور سے اور سنو یعنی ہمنے انکو کہا احکام جو نازل کئے ہین انکو قبول کرو اور بجالاؤ قالوا
سمعنا وعصینا بولے سنا ہم نے اور نہ مانا یعنی یہود نے تیری بات کو ہمنے کان سے سنا اور دل سے
نہ مانا اہل معانی کہتے ہین وے یہہ بات زبان سے نہ بولے لیکن جب احکام کا حق سنے اور ان کے برخلاف
عمل کئے تو عمل کو قول سے تعبیر کیا واشربوا فی قلوبہم العجل بکفرہم اور رچ رہا انکے
دلون مین وہ بچہڑا مارے کفر کے یعنی بنی اسرائیل کے دلونمین اس بچہڑے کی محبت اور اسکی پرستش
ایسی کہپ گئی تھی جیسا کپڑا رنگ کو پیتا ہے اتنی محبت ہونیکا سبب انکا کفر ہے کہتے ہین موسیٰ علیہ
السلام انکے بچہڑے کو سوہان کرکے اسکا بورا تمام ندی مین ڈالدیئے اور بنی اسرائیل کو حکم کئے اس
ندیکا پانی پیو سو جسکے دلمین بچہڑے کی محبت تھی اسکی موچھون پر سونے کا برادہ ظاہر ہوا قل بئسما
یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین اے محمد تو انکو کہہ برا کچہ سکہاتا ہے تمکو ایمان تمہارا
اگر تم ایمان والے ہو یعنی اے یہود تم جو دعوی کرتے ہو کہ ہم ایمان لاتے ہین توریت پر اور جو اترا
ہمپر سو ایمان تمہارا یہی ہے بچہڑے کو پرستش کرنا تو وہ برا ایمان ہے اور یہود جو دعوی کرتے تھے
ہم دوزخ مین نرہینگے مگر گنتی کے چند روز سو اس دعوی کے بطلان پر ایک ایسی قطعی دلیل کہا کہ
ہر کسیکو معلوم ہووے اور انکا دعوا جہوٹھ ہوجاوے پہر فرمایا قل محمد تو کہہ ان کانت لکم
الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان
کنتم صدقین اگر تمکو ملنا ہے گہر آخرت یعنی بہشت اللہ کے یہان الگ سوائے اور لوگون کے
تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو کیونکہ بہشت مین جانیکا جسکو یقین ہے تو وہ البتہ بہشت کا
مشتاق رہیگا اور وے نعمتین جلد ملنے کی آرزو کریگا اور انکو حاصل کرنا بغیر موت کے ممکن نہین تو البتہ موت
جلد آنیکی آرزو کریگا تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو تم موت کی آرزو کرو ولن یتمنوہ ابدا

بما قدمت ایدیھم اور یہہ آرزو کبھی نکرینگے جس واسطے آگے بھیج چکے ہین ہاتھ انکے یعنی وے لوگ ایسے کام کر چکے ہین کہ جن سے بہشت جا نہین سکتے اپنی کتاب کو تحریف کئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاے اور بہت سی گناہ اور کفر کے کام انسے سرزد ہوے سو وہ ہرگز موت کی آرزو نکرینگے انسان جو کچھ صنایع و بدایع کرتا ہی اور دوسرون پر غالب ہوتا ہی سو سب ہاتھونکی سبب سے ہی اسلئے اللہ تعالی نے فرمایا بھیج چکے ہین ہاتھ انکے اور اس سے نفس ارادہ کیا بیہقی نے روایت کئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے جب یہی آیت اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودیون کو جمع کئے اور فرماے تم کہتے ہو ہم دوزخ مین رہینگے مگر کئی ایک دن اور بہشت مین نجایگا مگر یہودی سو تم اگر اس دعوی مین سچے ہو تو ایکبار زبان سے کہدو کہ اللہ ہمکو موت دے قسم ہے اسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہی تم مین سے کوئی یہہ دعا کریگا مگر اس کا تھوک اسکے حلق مین اٹک کے مریگا یہودیون نے ڈر کر یہہ دعا نہ مانگے پھر یہہ آیت ولن یتمنوہ کی اتری اور اس آیت مین ایک خبر غیب کی ہی کہ اس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ہے کیونکہ حضرت فرماے وے ہرگز یہہ آرزو نکرینگے سو ویسا ہی یہود موت کی آرزو نکئے اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید وے آرزو کئے ہون لیکن ہمکو معلوم نہوگا تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر وے آرزو کئے ہوتے تو البتہ منقول ہوتا کیونکہ مسلمانون کے مخالف لوگ ہزارون تھے اگر اس دعوی کا خلاف ظاہر ہوتا تو وہی یہود اسکو شہرت دیتے پر کسی سے منقول نہوا کہ وے آرزو کئے قطع نظر اسکے آج کے دن بھی اگر کوئی یہودیون کو کہے کہ تم موت کی آرزو کرو تو وے نہین کرتے پھر اگر کوئی کہے آرزو کرنا دل سے متعلق ہونیکی بات پر تو کسی کو اطلاع نہین شاید وے دل سے آرزو کئے ہون اور ہمکو معلوم نہو تو اسکا جواب یہہ ہی آرزو کرنا دلکا کام نہین بلکہ زبان سے کہنا کہ مجھے اس چیز کی آرزو ہی اگر دل کا کام ہوتا تو وہ معجزہ کے قابل نہوتا بالفرض اگر دل کا کام ہی کر کے کہین تو وے کہتے ہم تو دل سے موت کی آرزو کرچکے اب تمھاری بات سچ نہوی اور یہہ بات بھی البتہ ان سے منقول ہوتی اگر کوئی کہے تم یہودیون پر اعتراض کرتے ہو وہ بھی انکے تمھارے پر یہہ اعتراض کرین تو ہوسکتا ہی ہم جواب دینگے یہودی دو چیز کا دعوی کرتے تھے ایک تو یہہ کہ ہم گنتی کے روز دوزخ مین رہینگے دوسرا یہہ کہ بہشت مین کوئی

نجات دیگا مگر یہودی مسلمان ان دونو باتون کا مکر دعوی نہین کرتے مسلمان کہتے ہین اللہ جنتے دن چاہیگا گنہگارون کو عذاب دیگا اور مسلمان اپنے بدکامون سے ہمیشہ اندیشہ مند رہتے ہین تو انپر اعتراض کا لگاو نہین ہوتا اور جو مسلمان کامل ہوتے ہین انکو موت سے کمال محبت رہتی ہے پروردگار کی ملاقات کی نہایت آرزو رکھتے ہین اسی محبت مین جہاد کیوقت پروانہ کی مانند دشمنون پر گرتے ہین اور اللہ کی راہ مین اپنی جان دیتے ہین انہین کی شان مین اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا یعنے ایمان والون مین کتنے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے انمین کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے انمین راہ دیکھتا اور بدلا نہین ایک ذرہ اور فرمایا ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله اور کوئی شخص بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرتا ہے خوشی اللہ کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے یا اللہ اپنی راہ مین مجھے شہادت دے اور اپنے پیغمبر کے شہر مین مجھے موت نصیب کر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رستم کو جو عجم کا سپہ سالار تھا ایسا خط لکھے تھے میرے ساتھ جو لوگ ہین موت کو دوست رکھتے ہین جیسا تم دوست رکھتے ہو شراب کو غرض صحابہ کا احوال اور سلف صالح کا احوال جو کوئی دیکھے تو معلوم کریگا کہ انکو موت سے کمال محبت تھی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کی آرزو کرنا جایز ہے امام مالک اپنی کتاب موطا مین روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ ایسی دعا کئے یا اللہ میری عمر زیادہ ہوئی اور قوت کم ہو گئی اور رعیت منتشر ہوی اب مجھے اپنے پاس کھینچ اسکے سوا دوسرے صحابہ بھی موت کی آرزو کئے ہین لیکن بہت سی حدیثون مین موت کی دعا نہ مانگنا کر کے آیا ہے جیسی حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بخاری وغیرہ روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے کچھ مضرت ہو پہنچے تم موت کی آرزو ہرگز نکرنا اگر آرزو کیا چاہتے ہو تو یون کہیو یا اللہ جب تک میرا جینا بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور مرنا بہتر ہے تو مجھے موت دے ان دونون باتون مین ظاہر اختلاف ہے لیکن حقیقت مین اختلاف نہین کیونکہ دنیا کی مضرت یا بیماری یا دشمن یا اور کوئی ایسی سبب سے موت مانگنا ممنوع ہے اور مکروہ ہے اسواسطے کہ ایسی سبب کے نظر کرنے موت مانگنا

قضاء آلہی پر راضی نہونے کی دلیل ہے اگر دین مین کچھ فتنہ ہونیکا اندیشہ ہو یا خدا کی راہ مین شہادت پانے کی آرزو ہو تو وہ مکروہ نہین اور منع اس سے نہین آیا ویسا ہی اللہ کی ملاقات کے شوق سے موت کی تمنا کرنے تو بھی مکروہ نہین وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالمون یعنی کافرون کو سو انکو اسکی سزا دیگا وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ اور قسم ہے البتہ محمد تو دیکھیگا انکو یعنی یہود یون کو سب لوگون سے زیادہ حریص جینے پر وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور شریک پکڑنے والون سے یہ جملہ پہلے جملہ سے لگا ہوا ہے اسکا معنی یون ہے اور تو دیکھیگا اُن یہودیون کو حریص جینے پر شریک پکڑنے والون سے بھی یعنی مشرک جو آخرت مین جی اُٹھنے کے منکر ہین سو وہ اور لوگون کی نسبت زندگی کی نہایت آرزو رکھتے ہین لیکن اُن لوگون کی آرزو کرنا عجب نہین کیونکہ وے دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ امید نہین رکھتے اور تم باوجود کتاب رکھنے کے اور معاد کے اور وہان جزا ملنے کا اقرار کرتے پر تم جینے پر حریص رہنا تعجب ہے اور تمکو اسپر بڑی سرزنش کرے تو سزا وار ہے بعضے کہے ہین یہہ جملہ علٰحدہ ہے پہلے جملہ سے تعلق نہین رکھتا اس صورت مین معنی یون ہوگا اور مشرکون سے کئی ایک لوگ ہین کہ وہ بھی جینے پر حریص ہین اس صورت مین اب مراد مشرکون سے مجوس ہین يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ایک ایک اُنسے چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس احدہم کی ضمیر یا یہود اور مشرکون کے تمام اقسام کی طرف پھرتی ہے یا فقط مشرکون کی طرف اس اخیر صورت مین یہودیون کا عمر کی زیادتی چاہنا بطریق اولےٰ ثابت ہوتا ہے اور معنی یون ہوگا یہود جینے پر بڑے حریص ہین انکی حرص مجوسیون سے جو ہزار برس جینے کی آرزو رکھتے ہین بڑھ گئی اللہ صاحب مخصوص ہزار برس بولا کیونکہ مجوسیون کی عادت یہہ تھی کوئی چھینکے تو اسکو کہتے ہزار برس جیتا رہ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ اور کچھ اُسکو سرکا نہ دیگا عذاب سے اتنا جینا یعنی اتنا جیئے پر بھی عذاب اُس پر سے ٹل جاوے سو نہین وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہین

وقف ع

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ محمد تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبریل کا

سو اسنے تو یہہ اتارا ہی یہہ یعنی قرآن شریف تیرے دل پر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر اللہ کے حکم سے
سچ بتاتا اس کلام کو جو آگے ہی یعنی توریت وغیرہ کو اور راہ دکھاتا اور خوشی سناتا ایمان والون کو اس
عبارت مین شرط کو بیان کیا اس کا جواب مقدر ہے اکثر مفسرین یون تقدیر کرتے ہین جو کوئی ہوگا
دشمن جبریل کا تو وہ کافر ہے کیونکہ اس فرشتہ سی دشمن ہونیکو کچھ سبب نہین مگر حسد اس بات کا کہ
اسنے قرآن کو تجھ پر اتارا اور وہ تو اللہ کے حکم سے اتارا ہی اور وہ کتاب تو اگلے کتابون کو سچی
کرتی ہی اور راہ دکھاتی ہی ویسی کتاب کا جو کوئی منکر ہوا تو وہ تمام کتابون کا اور پیغمبرون کا بھی منکر
ہی اور جو کتابون اور پیغمبرون سے منکر ہوا وہ کافر ہے یہہ آیت نازل ہونیکا سبب طیالسی اور فریابی اور
امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابو نعیم اور بیہقی کتاب الدلایل مین
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہود کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور کہی یا ابا القاسم چند باتین ہین انکو نبی کے سوا دوسرا کوئی جانتا نہین ہم تمسے پوچھتے ہین اون
باتون سے ہمکو خبر دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا پوچھتے ہو سو پوچھو لیکن مجھسے اقرار کرو کہ اگر مین
تمکو ان چیزونکی خبر دیون اور وہ تمھاری دانست کے مطابق ہووین تم میری متابعت کرنا وسے
قبول کر لئے اور کہے چار چیزون کا ہم سوال کرتے ہین فرمائے کہ توریت اترنیکے قبل اسرائیل نے اپنے
پر کون سا کھانا حرام کئے تھے اور خبر دو مرد کی منی کا پانی کیسا ہی اور عورت کا پانی کیسا اور عورت
اس سے کیسی ہوتی ہی اور مرد کیسا اور خبر دو نبی امی کی نیند سے کہ وہ کیسی ہی اور خبر دو کونسا فرشتہ
انکا متکفل ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسے اقرار لئے کہ جب مین ان چیزون کی تمھین خبر دون تو تم میری
متابعت کرنا یہود یونے قبول کئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو قسم ہی اسکی جس نے موسیٰ پر
توریت اتاری تم جانتے نہین کہ اسرائیل بیمار ہوئے بیماری انکی طول کھینچی تو انہون نے نذر کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ
مجھے اس بیماری سے شفا دیوے تو مین اپنا مرغوب پینا اور مرغوب کھانا اپنے پر حرام کرونگا سو اونٹ کا گوشت
اور اونٹ کا دودھ انکا مرغوب تھا اسکو اپنے پر حرام کیا یہود بولے یہہ سچ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
یا اللہ تو گواہ رہ پھر فرماے تمکو قسم ہی اسکی جسکے سوای کسی کی بندگی نہین تمکو معلوم نہین مرد کی منی کا

پانی سفید گاڑھا رہتا ہے اور عورت کا پانی زرد پتلا پھر جو اوپر ہوا تو اللہ کے حکم سے بچہ ویسا ہی ہوتا ہے
اگر مرد کا پانی اوپر آوے تو لڑکا ہوگا اللہ کے حکم سے اگر عورت کا پانی اوپر آوے تو لڑکی ہوگی اللہ کے
حکم سے یہودیوں نے کہے آپ سچ فرماتے ہو حضرت کہے اللہ تو گواہ رہ پھر فرمائے تمکو قسم ہے اسکی جسنے موسیٰ
پر توریت اتاری کیا تمکو معلوم نہیں نبی امی کی آنکھ سوتی ہے اور دل نہیں سوتا وے کہے سچ ہے حضرت
فرمائے اللہ تو گواہ رہ بولے اب خبر دو کہ تمہارا متکفل کونسا فرشتہ ہے سو معلوم ہووے پیچھے ہم تمہاری
متابعت کرینگے یا نہ کرینگے حضرت فرمائے میرا متکفل جبریل ہے کسی نبی کو اللہ تعالیٰ بھیجا نہیں مگر اس کا متکفل
جبریل ہی ہوتا ہے کہے اب ہم تمہاری متابعت نہیں کرتے دوسرا فرشتہ ہوتا تو البتہ متابعت کرتے اور
تصدیق کرتے حضرت پوچھے کیا واسطے جبریل کی تصدیق نہیں کرتے ہو تب کہے وہ فرشتہ ہمارا دشمن ہے
اسی پر یہہ آیت ﴿قل من کان عدوا لجبریل﴾ سے ﴿کانہم لا یعلمون﴾ تک نازل ہوئی اور
بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ سوال جو کرتا تھا سو یہودی کا نام عبداللہ بن صوریا تھا اور روایت کئے
ہیں ابن ابی شیبہ مصنف میں اور اسحق بن راہویہ اپنی مسند میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم شعبی سے کہے کہ عمر
رضی اللہ عنہ مدینے میں یہودیوں کے پاس انکی توریت پڑھنے کے دن جایا کرتے سو یہودیوں نے بولے
تمہارے تمام لوگوں میں تم سے زیادہ عزیز ہمارا کوئی نہیں کیونکہ تم ہمارے یہاں آیا کرتے ہو عمر رضی اللہ
عنہ کہے میں جو آتا ہوں سو محض اسلئے آتا ہوں کہ دیکھوں اللہ کی ایک کتاب دوسری کتاب کو کیسا سچ
کرتی ہے توریت قرآن کو سچ کرتی ہے اور قرآن توریت کو سچ کرتا ہے پھر ایکروز نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لیجاتے تھے اور میں یہودیوں سے باتیں کرتا تھا سو انکو بولا تمکو خدا کی قسم اور اس کتاب کی قسم جو تم پڑھتے
ہو کیا تمکو معلوم نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں وے کہے سچ ہیں تب میں بولا تم انکو اللہ کے رسول ہیں
کر کر جانکر ایمان نہ لاؤ تو تم خراب ہوگے بولے ہم خراب ہوونگے کیونکہ ہم انسے سوال کئے تھے کہ
تمہاری نبوت کا متکفل کونسا فرشتہ ہے تو کہے جبریل اور جبریل ہمارا دشمن ہے جنگ اور سختی اور ہلاکی
کے واسطے اترتا ہے میں نے پوچھا تمہارا دوست کونسا فرشتہ ہے تو بولے میکائیل مینہ اور رحمت لیکے
اترتا ہے میں بولا اللہ کے پاس ان دونوں کا مرتبہ کیسا ہے تو بولے ایک اللہ کے سیدھے طرف اور دوسرا

دوسری طرف ہی مین کہا ایسا ہو تو جبریل کو درست نہین کہ میکائیل سے عداوت کرنا اور میکائیل
کو درست نہین کہ جبریل کے دشمنون سے دوستی کرنا اور مین اس بات کی گواہی دونگا کہ جبریل اور میکائیل
اور انکا پروردگار دوست ہوتے ہین اُسکے جو انسے دوستی رکھا اور دشمن ہوتے ہین اسکے جو دشمنی رکھا
پھر بعد اسکے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور چاہا کہ اس قصہ کی خبر دون سو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے دیکھتے ہی فرمائے میرے پر کئی آیتین اوتری ہین سو تمکو سناتا ہون پھر حضرت نے من کان
عدوا لجبریل پڑہی للکافرین تک اس حدیث کی سند صحیح ہو مگر شعبی نے عمر رضی اللہ عنہ کو
نہین دیکھا اور کس سے سُنا سو نہی کہا لیکن عمر سے دوسرے لوگ بھی روایت کیئے ہین سبھونکی روایت
کو ملا کر دیکھین تو اس حدیث کو تقویت ہوتی ہو اور ابن جریر اجماع نقل کرتا ہو کہ یے آیتین اس قصہ
مین اتری اور پہلی روایت مین اور اس روایت مین بھی تامل کرین تو مخالفت نہین شاید کہ یہودیون
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جب ذکر کیئے تو آیت اسوقت نازل نہین ہوئی تھی پھر جب عمر
رضی اللہ عنہ سے یہہ مذاکرہ ہوا تو دو آیتین دو مقدمون مین اتریں اور یہودیونکی جبریل سے عداوت
کرنے کے سبب کو ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہو کہ یہودیون کو اُنکے
کسی نبی نے خبر دی کہ بخت نصر بیت المقدس کو ویران کریگا اور یہودیون کو قتل کریگا سو یہود کسیکو
بھیجے تا اسکو قتل کرے بخت نصر اُن دنون مین جوان تھا مگر بہت ضعیف جبریل علیہ السلام اسکو
قتل کرنے سے منع کیئے اور کہے اگر اللہ تعالی تمھاری ہلاکی اُسکے ہاتھ پر رکھا ہو تو تم اسکو قتل نہ کرسکوگے
اگر وہ نہین ہے تو ناحق اسکا خون کسواسطے کرتے ہو پھر یہود اُسکو چھوڑ دیئے بخت نصر بڑا ہوکے
یہودیون سے جنگ کیا اور انکو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اُس روز سے یہود جبریل کے دشمن

ہوے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ
لِّلْكٰفِرِيْنَ جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اسکے فرشتون کا اور رسولون کا اور جبریل اور میکائیل
کا تو اللہ دشمن ہے اُن کافرون کا جب پہلی آیت مین فرمایا جبریل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن
اُتارا سو کرکے اُس سے جو کوئی دشمن ہو تو وہ شخص اللہ کا بھی دشمن ہو نا ضرور ہے کیونکہ خود اللہ تعالی

اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اس آیت مین فرمایا جو کوئی ان مین سے ایک کا دشمن ہو تو وہ تمام
کا دشمن ہو اور اللہ اسکا دشمن ہے جو انھون کا دشمن ہو تو انکا کچھ بگاڑتا نہین اور انکی عداوت اسکو
ورنہ نیکے عذاب مین مصیبت گرفتار کریگی اور جبریل میکائیل تو فرشتون مین داخل ہین باوجود اسکے انکا
مخصوص نام ذکر کرنا انکی شرف اور بزرگی کے واسطے ہے - اور جبریل کو اول ذکر کیا بعد میکائیل کو کہ واسطے
کہ جبریل کو میکائیل پر فضیلت ہو اور جبریل وحی اتارتے ہین کہ جس سے روح کی غذا ہو اور میکائیل مینہہ کہ
اس سے بدن کی غذا جو غذا روح کی ہو سو وہ افضل ہو بدن کی غذا سے اور جبریل اور میکائیل کا معنی
اللہ کا بندہ ائیل کا معنی اللہ اور جبر اور میک کا معنی بندہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ
بَيِّنٰتٍ اور ہمنے اتارین تیری طرف آیتین واضح اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن اسحق اور
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ عبد اللہ بن صوریا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بولا ای محمد ہم جانتے سو کوئی بات تم نہ لائے اور اللہ تعالی تمپر کچھ واضح آیتین نہین اتارین
پھر اللہ تعالی اسکی جواب مین یہہ آیت اتارا یعنے یہہ آیتین واضح جو ہمنے تجھ پر اتارین اور تو ان آیتونکو
رات دن انپر پڑھا کرتاہے اور تو تو امی ہے کچھ پڑھا نہین اور انکے ہاتون مین جو مخفی ہے اسکو
سچ بتا دیا کرتاہے سو کیا یہہ انکو بس نہین کرتا وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور منکر نہونگے
انسے یعنی ان آیتون سے مگر وے جو بحکم ہین یعنی ہماری اطاعت سے باہر ہین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو اپنے پر ایمان لانیکا جو اقرار اللہ تعالی لیا تھا
سو بیان کئے تو مالک بن صیف یہودی بولا ہم سے تمپر ایمان لانے کا اللہ نے کچھ عہد نہ لیا سو انکے اس
انکار پر اترا اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا اور جس بار باندھینگے ایک اقرار تو نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ پھینک دینگے اس اقرار کو یعنی توڑینگے اس کو ایک جماعت انمین سے یعنی یہودیون سے
یہہ استفہام اَوَكُلَّمَا مین جو آیا سو استفہام انکاری ہے اور واو جو آیا ہے عطف کے واسطے
ہے مقدر پر تقدیر یون ہے اکفروا بہا وکلما عاہدوا اور نبذہ فریق منہا کا جملہ
جواب ہے کلما کا حاصل معنی یون ہے تیرے پر جو آیتین اتارین کیا اسی کے منکر ہین سمجھتا ہے

اُنہین تو وے لوگ ہین جب کوئی عہد کرین اسکو توڑا کرتے ہین اللہ تعالی ایک جماعت کرکے فرمایا کیونکہ
بعضون نے اس عہد کو نہ توڑا جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ اکثر وے
یقین نہین رکھتے یعنی اُنہین کی ایک جماعت تو وہ ہی کہ عہد توڑنے کا فر ہوئی اور اُنہین اکثر نہ ماننے کا فر ہوے
وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جب پہنچا اُنکو رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی
طرف سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ سچ بتاتا اُن پاس والی کو یعنی توریت کو نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ پھینکدی ایک جماعت نے کتاب پانیوالون نے اللہ
کی کتاب یعنی توریت اپنی پیٹھ کے پیچھے یعنی وے لوگ جب توریت پر عمل نہین کئے اور اُسکی طرف کچھ
التفات نہین کیا تو گویا اسکو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکدئے سفیان سے منقول ہی کہ یہودیون نے توریت کو
سونا لگایا اور حریرا ور دیباج کے کپڑون مین لپیٹ کے رکھے لیکن اُس مین جو حلال تھا اُسکو حلال نجانے
اور جو حرام تھا اُسکو حرام نہ کئے كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ گویا اُنکو خبر نہین یعنی تو بھی ہے کرکے اُنکو علم ہے
پر وے عناد سے جاہل بن گئے ہین وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور پیچھے
لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت مین سلیمانکی ابن جریر وغیرہ سدی سے روایت کئے
ہین کہ سلیمان علیہ السلام سحر کی اور کہانت کی تمام کتابونکو جمع کرکے اپنی کرسی کے نیچے دفن کئے تھے
شیطانون کو یہہ طاقت نتھی کہ سلیمان کی کرسی کے نزدیک جاوین جب سلیمان کی وفات ہوئی اور
وے علما جنکو یہہ بات معلوم تھی مرگئے شیطان یہودیون کے پاس انسان کی صورت مین آکر بولا
ایک بڑا گنج جسکا نظیر نہین مین تمکو دکھلاتا ہون سو وہ شیطان کرسی سے دور کھڑا ہوکے بتایا پھر ہانکی
زمین کھودے تو کتابین نکلین شیطان بولا کہ سلیمان اسی کی قوت سے جن اور انسان پر غالب ہوتے تھے تب
یہودیون مین چرچا ہوا کہ سلیمان ساحر تھا جب سلیمان کا ذکر قرآن شریف مین پیغمبرونکی ساتھ ہوا تو یہود
اسپر انکار کئے اور بولے وہ تو ساحر تھا پھر یہہ آیت اتری اور روایت کئے ہین سفیان بن عیینہ اور سعید بن
منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ شیطان
اللہ تعالی اسکے یہان کی چیزین دریافت کرنے کیواسطے آسمان پر جاتے اور وہان کی ایک بات مین

ین اپنے طرف سے ہزار جھوٹھ ملا دیتے اور خلق کو اسکی تعلیم کرتے تو لوگ ان باتون کو جمع کرکے کتابین بنایا کر
سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اسپر مطلع کیا سلیمان اُن تمام دفترون کو جمع کرکے اپنی کرسی کے نیچے
دفن کئے جب سلیمان کا انتقال ہوا شیطان کہنے لگے سلیمان کا خزانہ اِس کرسی کے نیچے ہے اسکو نکالیو کہ ایسا
خزانہ کسی کو حاصل نہوگا پھر اسکو نکالے تو اسمین سحر وغیرہ لکھا تھا لوگ اُسکی تعلیم کرنے لگے پھر سلیمان
علیہ السلام کے عذر مین اللہ تعالی نے نازل کیا واتبعوا ما تتلوا الشیطین الآیہ اور نسائی اور ابن
ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا روایت کئے ہین کہ سلیمان علیہ السلام کے منشی آصف کو
اللہ تعالی کا اسم اعظم معلوم تھا انکو سلیمان جو جو باتین تعلیم کرتے اسکو لکھکے سلیمان کی کرسی کے نیچے دفن
کرتے جب سلیمان علیہ السلام کا وفات ہوا شیطان اسکو نکالے اور اُسکے سطرون کے بیچمین سحر اور کفر
لکھے اور کہے سلیمان اسی پر عمل کیا کرتے تھے یہہ دیکھ کر جاہل یہود سلیمان کی تکفیر کرنے اور گالیان دینے لگے
اور انکے علما سکوت اختیار کئے اسی پر اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا واتبعوا ما تتلوا
الشیاطین الآیہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ اور کفر نہین کیا سلیمان نے یعنی سلیمان نے سحر نہ سیکھا اور
نہ اسپر عمل کیا اللہ تعالی سحر کو کفر بولا تا معلوم ہووے کہ سحر کرنا کفر ہے اور سلیمان تو نبی ہے ایسا کام کیون
کریگا وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا لیکن شیطانون نے کفر کیا یعنے وے سحر کو لکھنا اور اسکو عمل
مین لانا شروع کئے تو وہی کافر ہوئے يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ لوگون کو سکھاتے سحر یعنی سحر کی کتابین
جو لکھے تھے لوگون کو سکھلاتے تا وے گمراہ ہووین اب سحر کا معنی اور اسکا حکم لکھتا ہون سنیئے جو چیز
نادر ہو اور اُسکا سبب مخفی رہے اسکو لغت مین سحر کہا کرتے ہین اور شرع والونکی پاس جس چیز کا سبب
مخفی رہے اور اس چیز کی حقیقت ظاہر نہونے سے اسکے برخلاف خیال مین آوے اور اس عمل مین جناب باری
جلشانہ کی طرف التجا نہ لاوین اور اسکے اسما سے مدد نہ چاہین اور ان اعمال کو اللہ تعالی کی قدرت کی طرف
نسبت نکرکے شیاطین اور کواکب وغیرہ سے منسوب کرین تو اسکو سحر کہتے ہین اور ضرور ہے اسکے کرنیوالے
کو شیطانون کے ساتھ شرارت اور خبث نفس مین مناسبت ہووے نہین تو شیاطین اسکی اعانت اور مدد
نہ کرینگے امام فخر الدین رازی وغیرہ سحر کی آٹھ قسم لکھے ہین اُن قسمون مین بعضے تو اہل شرع کے پاس

سحر کے اقسام مین داخل ہین اور بعضے داخل نہین پہلی قسم سحر کی جو قدیم زمانہ مین تھا کیدانی اور کسدانی کرکے
دو قوم تھین بابل کے شہر مین اسکو کیا کرتے اور ابراہیم علیہ السلام انہین قوم کی ہدایت کیواسطے مبعوث
ہوئے تھے وہ دونون قوم ستارونکی پرستش کرتے اور کہتے یہ عالم ستارون کی تدبیر سے ہوا کرتا ہے نیکی بدی
سعادت نحوست تمام اسی سے ہے اور یہہ سحر یون ہوتا ہے کہ جتنے اجسام ہین افلاک ہون یا عناصر یا موالید
ہر ایک کی ایک روح ہے کہ اس جسم کا مدبر ہے وے ساحران ارواح کو اپنا مسخر کرتے تھے جب ارواح اُسکے
مسخر ہوئے تو گویا وہ شخص تمام جہان کا مالک ہوگیا ان ارواح کو مسخر کرنیکے واسطے انکی تعظیم اور پرستش
کرنا ضرور ہے نہین تو وے اُسکے مسخر ہونگے وہ لوگ اس سحر کو ہاروت ماروت سے حاصل کئے تھے سحر کے
قسمونمین وہ بڑا قسم تھا چنانچہ بابل مین تانبے کی بط بنائے تھے اگر اس شہر مین کوئی جاسوس یا چور آویتو وہ
بط آواز کرتی اور ایک نقارہ بنائے تھے کسیکی کچھ چیز چوری جاوے اور اس نقارہ پر چوب مارین تو آواز
نکلتی کہ وہ چیز فلان شخص نے چوری کی ہے اور فلان جگہ ہے اسی قسم کے بہت سی چیزین بابل مین بنائی
تھین اس قسم کے سحر کو طلسم کہتے ہین دوسری قسم یہہ ہے کہ اپنی خیال اور وہم کیواسطے کرتے ہین سو وہ
ایسا ہے کہ کسی چیز کا تصور کرکے اپنے خیال کو اسکے حاصل کرنیکے واسطے متوجہ کرتے ہین پھر انکے خیال کے
موافق وہ حاصل ہوتا ہے اسکو حاصل کرنیکے واسطے بہت سی ریاضت اٹھانا ضرور ہے اپنے کو
لذتون اور خواہشون سے باز رکھنا اور لوگون سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور کھانا پینا کم کرنا تاکہ انکی
روح کو عالم ملکوت کی طرف کشش ہو اور بدن پر روح غالب آوے اور جب اپنے خیال کو کسی کام کی طرف
متوجہ کرے تو وہ کام حاصل ہوجاوے کسیکو مارنا چاہے تو فی الفور وہ مرجاوے پھر اسکو چیرکے دیکھے تو دل نہین
رہتا ساحر نے سحر کے زور سے اسکا دل کھینچ لیا ہے اس قسم کے سحر کو بعضے جوگی ریاضت کرکے حاصل کرتے
ہین اور بعضون کے روح کو ریاضت کم کرنیکے باعث سے تاثیر قوی نہین ہوتی تو وہ شخص اول تصویر بناکے
اپنے روبرو رکھتا ہے اور اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے تو تاثیر ظاہر ہوتی ہے اس قسم کے سحر کے ساتھ دوسری
قسم بھی ملے تو تاثیر قوی ہوتی ہے تیسرا قسم جنون اور شیطانون کو اپنا مسخر کرنا انہون کو اپنا مسخر بنانیکے لئے
انکا پوجا کرنا اور نرسو ہنومان بھوانی وغیرہ جو انکے بڑے ہین انسے التجا کرنا اور انکے نام سے قربانی

کرنا نذر نیاز اُنکے گذراننا اور اُنکے مناسب عود وگگلو وجلانا ضرور ہی پھر جب وہ مسخر ہوے تو اُنکے وساطت سے عجیب و غریب کام کیا کرتے ہین اس قسم کا سحر آسان ہے تھوڑا منتر اور پوجا کرنے سے حاصل ہوتا ہی اسی قسم مین داخل ہی یہہ بات مُردے کی روح کو کہ جسکا نام ہند مین بیر ہے پوجا کرکے اپنا مسخر کرتے ہین۔ چوتھی قسم لوگون کے خیال کو فاسد کرنا پھر وہ کبھی لوگونکی نظر بند کرنے سے حاصل ہوتا ہی اسکو کرنیکے واسطے خبیث روح کی اور شیطان کی اعانت ضرور پڑتی ہی اسکو نظر بند کہتے ہین یا وہ کبھی ہاتھ کی جلدی سے اور لوگونکا خیال دوسری طرف لگانے سے حاصل ہوتا ہی شعبدہ باز اسکو اکثر کیا کرتے ہین لوگونکو ایک تماشا دکھاتے دکھاتے دوسرا ایسی جلدی کرتے ہین کہ لوگونکو وہ نظر نہین آتا انکا خیال پہلی چیز کی طرف رہتا ہی اسکو ہاتھ پھیر کہتے ہین اسکی مثال جیسی کشتی کوئی اُسمین بیٹھ کے کنارے کی طرف دیکھے تو خیال مین ایسا دیکھتا ہی کہ کشتی کھڑی ہی اور کنارہ چلتا ہی اور جیسی آتش کی لگتی جلد اسکو کوئی پھرائے تو آتش کا ایک ہی دایرہ نظر آتا ہی اگر شعبدہ باز جلدی نکرے اور ڈھول وغیرہ بجا کے لوگونکا خیال دوسری طرف نہ لگا دیوے تو اسکا راز البتہ لوگون پر ظاہر ہوگا پانچوین قسم سحر کی نادر عمل ہین کہ جسکو ہندسی قواعد وغیرہ سے ترکیب دیتے ہین جیسی تصویر دو سوارکی بناتے ہین اور اسکے اندر کل ایسی لگاتے ہین کہ اُسکے کل سے وہ حرکت کرتے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کرتا ہی اور تصویر سوار کی بنا کے اسکے ہاتھ مین نرسنگا دیتے ہین جب ایک گھنٹہ گذرے تو وہ نرسنگا پھونکتا ہی چین والے اور اہل فرنگ تصویرین ایسی بناتی ہین گویا ہنستی ہین یا روتی ہین وہ بھی اسی قسم مین داخل ہین اور فرعون کے وقت موسی سے مقابلہ کرنیکے واسطے ساحر جو آئے تھے سو انکا سحر بھی اسی قسم کا تھا کیونکہ وے چمڑونکے اور رسیون کے ساپنین بنا کر اسمین پارہ بھر دیتے تھے اسکو آفتاب کی گرمی پہنچتے ہی پارہ حرکت کرنے لگا پھر وہ ساپنین دوڑنے لگے اور گھڑیال اور راگ کے صندوق جو اہل فرنگ بناتے ہین اور دخانی گاڑیان جو اب نئی نکالی ہین اور جر ثقیل کے علم کے قواعد سے بوجھ کھینچتے ہین وے سب اسی قسم مین داخل ہین فی الحقیقت یہہ سحر کی قسم مین داخل نہین کیونکہ جو کوئی اُس ہنر سے واقف ہو تو وہ بھی ویسا تیار کرتا ہی لیکن اسکی باریکیون پر مطلع ہونا دشوار ہی ظاہرا دیکھنے والونکو اچنبھا نظر آتا ہی علی الخصوص اگلے زمانہ مین صنایع بدایع بہت نادر تھے اسلیئے اسکو سحر کے اقسام مین داخل کئے ہین چھٹی قسم سحر کی دوائیونکی خاصیت جانکے کسیکو کچھ چیز کھلا دینا پلا دینا کہ اس سے وہ مثلاً دیوانہ ہوجاوے ویسا ہی دوائیون کو کنوین مین یا ندیون مین

ڈالا کرتے ہین یا قبرون مین گاڑ دیتے ہین کہ اسکی تاثیر نمود ہوتی ہے اس قسم کے سحر کو ہندی مین ٹونگا کہتے ہین
یہہ بھی فی الحقیقت سحر کے اقسام مین داخل نہین ساتوین قسم سحر کی دلکو پھیرنا ہے وہ یون ہے کہ لوگون کے پاس اپنی
بڑائی کرنا کہ مین منتر وغیرہ جانتا ہون اور جنات کو حاضر کرتا ہون اور جن میرے مطیع ہین پھر لوگ علی الخصوص
جو کم عقل ہین اسکی بات سچ سمجھکے اسکے معتقد ہوجاتے ہے اور دلمین اسکا خوف آجاتا ہے جب اندیشہ اسکو
غالب ہوا تو اسکی حواس کی قوت کم ہوتی ہے پھر اسکو ساحر جدھر چاہے ادھر پھیرتا ہے یہہ قسم بھی حقیقت مین
سحر کے اقسام مین داخل نہین آٹھوین قسم چغلی کھاکے مکر و فریب کی باتین کرکے لوگون کا دل پھیرنا یہہ بھی
فی الحقیقت سحر کی اقسام مین نہین سحر سے کچھ تاثیر ہوتی ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے اہل سنت وجماعت کا
مذہب یہہ ہے کہ اسکو البتہ تاثیر ہے سحر کی قوت سے ہوا مین اڑنا اور آدمی کو جانور بنا دینا اور بیمار کردینا
اور مار ڈالنا اور دو کے درمیان عداوت ڈال دینا اور دوستی زیادہ کردینا ہوسکتا ہے مگر اسکی تاثیر کا
خالق اللہ تعالی ہے جب ساحر عمل کرے تو اسوقت تاثیر بخشدیتا ہے اسکی تاثیر افلاک یا ستارون سے نہین سحر کا حکم
امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہہ ہے کہ جس سحر مین کسی مخلوق کی پرستش ہو جیسے چاند سورج ستارے
شیطان جن نرسو پری بھوانی وغیرہ یا انکو سجدہ کرین یا انکی تعظیم اللہ تعالی کی تعظیم کی سی ہو یا اسمین کسی
پیغمبر کی یا فرشتے کی منقصت ہووے تو وہ سحر کفر ہے اسکا کرنے والا کافر ہے ایسا ہی اگر کوئی اعتقاد کرے
کہ سحر کی تاثیر ستارون غیرہ سے ہے تو وہ شخص بھی کافر ہوتا ہے پھر ساحر کو توبہ کا حکم کرنا وہ توبہ کیا تو بہتر
نہین تو اسکو قتل کیا چاہئے اور جس سحر مین یہہ نہین ہے جیسے شعبدے اور دوائیونکی خاصیتین اور مکر کی
باتین وغیرہ تو اسکا کرنا کسی کے ضرر کیواسطے حرام ہے لیکن اسکے کرنے سے آدمی کافر نہین ہوتا اور
سحر کرنا بالاتفاق حرام ہے جس نے سحر کرنا جایز سمجھا وہ کافر ہے اور سحر کرنا جیسا حرام ہے اسکا سیکھنا بھی
اکثر علما کے پاس حرام ہے اگر لوگون کا سحر دفع کرنیکے واسطے یا سحر اپنے کو بچانے کیواسطے سیکھا تو بعضو کے نزدیک جایز ہے بشرطیکہ اسکے
سیکھنے مین کفر کے اعتقاد کرنیکی احتیاج نہووے ایسا ہی کہانت سیکھنا اور کاہن کے پاس کچھ پوچھنے کو
جانا اور کہانت کرنا اور تنجیم اور رمل اور شعبدہ سب حرام ہین اور ان کامون کیواسطے پیسے دینا یا لینا
بھی حرام ہے اور مذہب حنفیہ کا یہہ ہے کہ سحر کرنے سے کافر بن جاتا ہے اسکو قتل کیا چاہئے توبہ اسکا

مقبول نہین اور خانیہ مین یون لکھا ہو کہ اگر کسی ساحر کو یہہ اعتقاد تھا کہ سحر کی تاثیر جو ہوتی ہے سو آپ ہی کرتا ہو
پھر اِس عقیدے سے باز آکے توبہ کیا اور اعتقاد کیا کہ سب کا خالق اللہ سبحانہ ہو تو اسکی توبہ مقبول ہوگی اور اسکو
قتل نکرینگے اگر کہتا ہو کہ سحر اپنے تجربہ اور امتحان کی رو سے ہوتا ہو اور اسکو تاثیر ہے کر کے اعتقاد نہین کرتا تو وہ
کافر نہین اسکو قتل بھی نکرینگے اگر ساحر اپنے سحر کا انکار کرتا ہو اور کیون کرتا سو بھی معلوم نہین ہوتا اور اُسکا
اقرار بھی نہین کرتا ہو پھر اُسکا سحر کرنا ثابت ہوا تو اسکو قتل کرینگے اور اس سے توبہ نچاہینگے اور فقیہ ابو اللیث
حنفیہ سے کہتا ہو کہ ساحر نے سپڑ ہینگے آگے توبہ کیا تو مقبول ہو اسکو قتل نکرین گے اگر سپڑے سے بعد توبہ کیا تو
مقبول نہین اسکو قتل کرین گے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور
جو اترا دونون فرشتون پر بابل مین ہاروت اور ماروت پر اس جملہ کا عطف ما السحر پر ہے تو معنی یون ہوگا
سکھاتے لوگون کو جو اترا دونون فرشتون پر یا ماتتلوا پر ہے اب معنی یون ہے پیچھے لگے اُسکے جو اترا دونون
فرشتون پر یعنی انکو اُس سحر کی تعلیم بطور الہام ہوئی اور بابل ایک شہر ہو کوفہ کے علاقہ مین صوبہ عراق کا
اور ہاروت وماروت دونون فرشتون کے نام ہین سریانی زبان مین انکا قصہ مفسرین اسطور سے لکھتے
ہین کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ مین بنی آدم کے بداعمال جب آسمان پر بہت سے جانے لگے تو اُسکو
دیکھکے فرشتے کہنے لگے ای پروردگار آدم اور انکی اولاد کو تمنے پسند کر کے زمین پر جو اپنا خلیفہ بنایا سو
تیری نافرمانی کیا کیا کر رہے ہین تب اللہ تعالی نے فرمایا تمکو اگر مین زمین پر اتارون اور انکی مزاج مین شہوت
اور غصہ جو رکھا ہون سو تمھارے مین مرکب کرون تو تم بھی ویسا ہی گناہ کروگے فرشتے عرض کئے
تجھی کو پاکی ہے ہماری مزاج مین شہوت اور غصہ رکھتے تو بھی ہم سے ہرگز گناہ نہوتا اللہ تعالی نے فرمایا بھلا دو
دو فرشتون کو پسند کر کے نکالو مین انکو زمین پر بھیجتا ہون دیکھین کیسی اطاعت کرتے ہین پھر فرشتون نے دو فرشتونکو
جو عبادت اور صلاحیت مین ممتاز تھے پسند کر کے نکالے اللہ تعالی انمین شہوت اور غصہ مرکب کر کے فرمایا
تمام دن زمین پر جاکے لوگون کے قضیئے چکایا کرو اور میرا شریک کسیکو نہ ٹھہراؤ اور زنا نکرو اور شراب
نہ پیو اور شام ہوتے ہی پھر آسمان پر اسم اعظم پڑھکے آیا کرو پھر یہہ بموجب حکم کے ہر روز اُترکے فیصلے کرتے
اور سر شام آسمان پر جاتے چندروز کے بعد ایک عورت جسکا نام زہرہ اور عرف بیدخت تھا نہایت خوبصورت

قضیہ اپنا رجوع کی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ وہ عورت فاحشہ تھی اور اسکو اسم اعظم سیکھنے کا
بہت شوق تھا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ زہرہ کے ستارہ نے عورت کی صورت بنکے اُنکے پاس
آزمایش کو آئی غرض اسکے حسن و جمال کو دیکھکے یہہ دونون فریفتہ ہوے ایک فرشتے نے دوسریکو بولا اس عورت کو
دیکھکے میرا دل بیقرار ہوا تیرا حال کیا ہی اُسنے بولا میرا حال بھی تجھہ سا ہی پھر یہہ دونو اسکو اپنے پاس بلوائے
وہ نہ آئی اور بولی میرا دین کچھہ اور تمھارا دین کچھہ مین تمسے ہم بستر کیونکر ہونگی اور میرا شوہر بڑا جلاد ہے
اگر مجھے تمھارے پاس دیکھیگا تو میرا خون کریگا اگر تمکو میری دوستی منظور ہو تو مجھے اسم اعظم سکھاؤ اور
میرے شوہر کو قتل کرو اور بت کو سجدہ کرو کہ یہہ تینون باتین ہم سے ہونگے دوسرے بار پھر آئی اور
اور اسیطرح کی گفتگو انمین ہوئی اُس روز بھی چلی گئی تیسرے روز اپنے ساتھ شراب کا پیالہ لے آئی
اور بولی اگر تم وہ تینون کام نہین کرتے ہو تو اس جام کو پیو پھر ایک فرشتے نے بولا یہہ کیونکر پیوین یا
اللہ تعالی نے تو اس سے بھی منع فرمایا دوسرا بولا اللہ غفور رحیم ہے پھر دونون تجویز کئے کہ بت کو
سجدہ کرنا شرک ہی اور خون کرنا بھی بد کام ہے اور اسم اعظم اللہ تعالی کا اسرار ہے اسکو سکھلانا
مناسب نہین سب سے سہل شراب پینا ہی پھر شراب پئے اُسکی نشہ مین اسم اعظم سکھادئے اور اُس سے
ہم بستر ہوے پھر اُسکے شوہر کو مار ڈالے اور بت کو سجدہ کئے بعضے روایتون مین آیا ہی کہ اُس سے
زنا کرنے کے قبل وہ آسمان پر چڑھگئی اور بعضو نمین آیا ہے کہ وہ عورت اپنے ساتھ ایک بچہ لائی تھی
سو وے اُسکو قتل کئے اور بعضو نمین آیا ہی کہ وہ عورت خون کرنیکے واسطے امر نہ کی بلکہ یہہ دونون
جب جانے کہ ایک مرد اِنکو اُس عورت سے ہم بستر ہوتے دیکھا انکے دل مین خوف آیا کہ وہ مرد انکا راز
فاش کریگا اُس اندیشہ سے اسکو قتل کئے جب شراب کا نشہ اُترا اور آسمان پر جانا چاہتے تھے اُنکے پر
یاری نہ دئے اور اسم اعظم بھول گئے اور معلوم ہوا کہ جن چیزون کو اللہ تعالی نے منع کیا تھا سب اُنسے
سرزد ہوئین انکو ندامت ہوی توبہ عاجزی کرنے لگے اور ادریس علیہ السلام کے پاس آکے کہے
اللہ کے یہان ہمارے واسطے سفارش کرو اللہ تعالی انکی سفارش سے دونون فرشتون کو اختیار دیا
کہ دنیا کے عذاب کو قبول کرتے ہو یا آخرت کے عذاب کو پھر دے دونون دنیا کا عذاب قبول کئے

اللہ تعالی بابل کے کوے مین انکو الٹے لٹکایا اور بعضی روایتون مین مذکور ہے کہ انکے سر اور بدن کے
پاؤن کو لوہے کی زنجیرون سے باندھکر کوے مین لٹکا دیا اور اس کوے مین آتش کو روشن کیا اور مقرر
کیا کہ آسمان سے ایک کے بعد ایک فرشتہ اترکے انکو آتشی کوڑون سے مارتا رہے اور فرشتہ انکے مارکے
ہاتھ نہین اٹھانے تک دوسرا فرشتہ اترتا ہے اور تشنگی سے انکے زبان باہر نکلگئے ہین اور انکے منہ کے قریب
پانی کا بہتر چشمہ رکھا ہے کہ انکے منہ اس تلک نہ پہنچے قیامت تک انکو ایسا ہی عذاب دیگا اور اس
عورت کو مسخ کرکے ستارہ کیا بعضی روایتون مین آیا ہی کہ وہ شہاب ہوکے بجھ گئی اور بعضون سے
معلوم ہوتا ہے کہ زہرہ ستارہ مشہور وہی ہے قاضی عیاض اور امام فخر الدین رازی اور قاضی ناصر الدین
بیضاوی وغیرہ متکلمین اس قصہ کا انکار کرتے ہین کہتے ہین کہ قرآن شریف کی آیتون سے اس قصہ کی طرف
کچھ اشارہ بوجھا نہین جاتا اور یہہ قصہ کئی وجہ سے اصول عقاید اور دین کے قواعد کے برخلاف ہے پہلی بات
یہہ ہے فرشتے گناہون سے معصوم ہین گناہ کبیرہ اُنسے کیونکر صادر ہووے دوسری بات یہہ کہ یہ فرشتے
خود عذاب مین گرفتار ہین لوگونکو سحر سکھانیکی فرصت انکو کیسا ہوگی اور اس عذاب کے ملاحظہ کرتے پر بھی
انسانون کو کہان طاقت کہ اُنسے اختلاط کرین اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ درست ہووے تیسری بات
وہ عورت فاحشہ کو باوجود خباثت کے اسم اعظم کے زور سے آسمان جانا ممکن نہین اللہ تعالے
کے اسما کی دعوت کو بہت شرایط ضرور ہین چوتھی صورت مسخ ہونا عذاب کی نشانی ہے اور منظور اس سے
اہانت اُس فاحشہ عورت کو آسمان پر جگہہ دینا اور ایسا روشن ستارہ اسکو بنانا جسکی روشنی ہمیشہ زمین
پر چمکتی رہے اور اسکی کمال عزت پر دلالت متصور نہین ہے پانچوین بات زہرہ مشہور ستارہ ہے
ساتھ سیارون مین سے کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین اسکی قسم کھاکے فرمایا فلا اقسم بالخنس
الجوار الکنس یعنے قسم کھاتا ہون رجعت کرتے سو ستارونکی جو چلتے چلتے آفتاب کی شعاع کے نیچے چھپ جاتے
ہین بالاتفاق ان ستارون سے مراد زہرہ مشتری مریخ زحل عطارد ہین سو انکی خلقت آدم علیہ السلام کے
آگے سے ہی اور اس قصہ کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ستارہ اسکے بعد پیدا ہوا چھٹی بات فرشتون
سے نقل کئے ہین کہ وے جناب الہی مین عرض کئے کہ اگر ہمارے مین شہوت پیدا کیا تو بھی ہم تیری فرمانی نکرینگے

سو اس سے لازم آتا ہی کہ فرشتے اللہ تعالی کے سخن کی تصدیق نہین کئے یہہ تو ایمان کے برخلاف ہی ان
نقلون سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین حقیقت یہہ ہی کہ سحر کا بھی برا علم ہی جناب
باری کو منظور رہوا کہ اپنے بندونکو اسکی تعلیم کرے انبیا علیہ السلام کی شان نہین کہ جس علم کا ضرر بہت ہو اور
نفع کم اسکو تعلیم کرین انکا کام تو یہہ ہی کہ خلق کو خالق تعالی کی طرف بلاوین اور انکو ملکوت اعلی کی طرف متوجہ
کرین اس علم کے جاننے سے لوگون کو خالق سے غفلت ہوتی ہی اور مخلوقات کی تاثیر انکے دلونمین جگہہ کرتی ہی اسلئے
وہ فرشتونکو اتارا تا لوگون کو اسکی تعلیم کرین اسمین حکمت یہہ منظور ہی کہ لوگونکو انبیا کے معجزونمین اور اولیا کی
کرامات مین اور جادوگرون کے سحر اور طلسم اور نیرنجات اور شعبدونمین فرق معلوم ہو اور لوگونکو سحر کی دفع پر
قدرت حاصل رہے اور اس ارادے سے سحر کوئی سیکھے یا سکھلاوے تو اسکے جواز مین علما کے پاس اختلاف ہی
شاید اسوقت جایز تھا اسلئے وہ فرشتے اسکی تعلیم کیا کرتے تھے اور فقط تعلیم ہی نہین کرتے تھے بلکہ اسکے ساتھ
لوگونکو منع بھی کر دیتے اور کہدیتے کہ ہم تو آزمانے کو ہین تم کافر مت ہو اور مفسرین اور مورخین جو قصہ ذکر کرتے ہین
سو غلط ہی رسول اللہ صلی علیہ سلم سے ثابت نہوا فی الحقیقت وہ قصہ یہودیون سے منقول ہی شاید کہ وہ مجرد رموز ہی یعنی عقل
اور نفس مطمئنہ کو دو فرشتے ہین کرکے تعبیر کیا اور نفس امارہ کو زہرہ قرار دیا اور موت کی سبب بدنی مفارقت کرنیکو
آسمان پر جانا بولا متکلمین کا قول یہی ہے اور محدثین کہتے ہین یہہ قصہ بہت طریقون سے منقول ہی اسانید انکے صحیح ہین
اسکو بے اصل کہنا مقبول نہین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری مین لکھے ہین کہ اس قصہ کو امام احمد بن
حنبل نے اپنی مسند مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین اور اسکی سند حسن ہو اور طبری نے اپنی تفسیر مین اس قصہ کو
بہت سے طریقون سے روایت کیا ہی کہ سب طریقونکو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قصہ کی اصل ہی اور حافظ
جلال الدین سیوطی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ اس قصہ کو امام احمد اپنی مسند مین اور ابن حبان اپنی جامع
صحیح مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور ابن جریر اور عبد بن حمید دونون اپنی تفسیر مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
مرفوع اور علی مرتضی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے موقوف روایت کئے ہین
متعدد سندون سے کہ بعضے انکے صحیح ہین اور خطیب شربینی اپنی تفسیر مین اپنے استاد شیخ الاسلام زکریا انصاری
سے اور اونہون اپنے استاد حافظ عسقلانی سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور بولا کہ حافظ عسقلانی نے کہا کہ اس قصہ کی

سندین بہت سی رہنے سے اسکی صحت کا علم حاصل ہوتا ہی نہی اور تمام حدیثون کو جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور مین
بتفصیل لکھا ہو ہمنے اختصار کے واسطے اسکو یہان ذکر کیا اور اون حدیثون کے مطلب مین کہین زیادتی اور کہین کمی
ہی پر سب کا خلاصہ جب دیکھا جاوے تو اتنی بات بالاتفاق نکلتی ہو کہ دو فرشتونکو اللہ صاحب نے آزمایش کیواسطے شہوت سے
مرکب کرکے زمین پر بھیجا اور انکو لوگون کے قضیے چکانیکا حکم کیا کئی روز فیصلے کئے آخر ایک خوبصورت عورت پر
عاشق ہوکے گناہ کئے اللہ تعالی انکو اس گناہ کے بدلے بابل کے کوے مین الٹے لٹکا دیا اور انکو سحر سکہانے
کیواسطے مبتلا کیا پھر جو کوئی سحر سیکہنے کی خواہش کرکے انکے پاس جاتا ہو تو وے اسکو منع کر دیتے اور ڈراتے
ہین جب بجد ہووے تو تعلیم کرتے ہین اور اس عورت کو مسخ کیا جب اصل قصہ حدیثون کی رو سے ثابت ہوا تو اعتراض
جو متکلمین کئے ہین اسکو دفع ممکن ہی بلکہ خلاصہ سب حدیثونکا جو ہمنے ذکر کیا اسپر اکثر اعتراض کا لگاؤ نہین پہلا اعتراض
کا دفعیہ یون ہی کہ ملایکہ جب تلک صرف اپنی ملکیت کی صفت پر رہین عصمت انکی باقی ہے جب انمین شہوت اور
غصہ پیدا کیا تو ملکیت کی صفت سے نکل گئے اب انسے عصمت کی توقع بھی نرہی دوسری بات کا جواب یہ اب مین گرفتار
رہکے سحر کی تعلیم کرنا فرشتون کے حوصلے سے بعید نہین علی الخصوص تاکید و بات کہدینے سے وہ علم حاصل ہووے تو
اسکا بتا دینا دشوار نہین دوزخ مین گنہگار لوگ انواع عذاب مین پڑے ہوے جھگڑا جو کرینگے سو قرآن کی
آیتون سے ثابت ہے اور انسان کا انسے اختلاط کرنا ممکن نہین کرکے جو کہے سو اکثر مردم کے حال پر نظر کرتے ہی صحیح
لیکن بعضے جو شجیع اور قوی دل رہتے ہین انکو ایسی چیزین دیکھنے سے کچھ بھی اسی نہین ہوتی ایسے آدمی سحر
کی تعلیم کے واسطے ادنکے پاس جادین تو بعید نہین چنانچہ بعضے روایتون سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہرکوئی انپاس نہین جاتا اور وے لوگونکی آنکھ سے پوشیدہ رہتے ہین مگر جو سحر سیکہنے کے ارادے سے جاتا ہو تو
اسکو انکا سراغ ملتا ہی ہمنے فرض کیا کہ انسانونکو انسے اختلاط نہین ہوتا لیکن جایز ہے کہ انسانون کے اور انکے
درمیان جن اور شیطان واسطہ کار ہون یہ انسے سحر سیکہکے لوگونکی تعلیم کرین تو کون مانع ہی چوتھی بات کا
جواب عورت اگرچہ فاحشہ ہو لیکن اسکو اسم اعظم کے سیکہنے کا شوق تھا اور اسکو حاصل کرنیکے واسطے زناکو
وسیلہ کی تو اس مین دو فعل ایک قبیح اور ایک حسن جمع ہوے اس بدفعلی پر اسکو جزا مسخ کی ہوی اور نیک
اعتقاد کے بدلے ستارہ بن گئی اور ستارہ کی صورت اگرچہ دوسری صورتون کی نسبت کر شرافت اور عظمت رکھتی ہے

لیکن انسانی صورت کو دیکھنی مقصر ہے تو اس صورت کے دیکھنے البتہ اسکو مسخ ہونیسے حقارت حاصل ہوئی
پانچوین بات کا جواب ستارہ زہرہ کی خلقت آدم علیہ السلام کے قبل ہو کر کے جو کہتے ہین سو اسپر کچھ دلیل نہین اور
یہہ قصہ ادریس علیہ السلام کے زمانہ مین ہوا ہی اور وہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے قبل تھا اہل یونان وغیرہ
ستارونکی رصد باندھکے انکا احوال جو لکھے ہین سب نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد ہی اس سے یقین نہین ہوتا کہ وہ
آدم کے قبل سے ہی اور قرآن مین صراحۃً اسکا نام مذکور نہین ہوا خنس کر کے مذکور ہی وہ شامل ہی ہر ستارے کو
جو آفتاب کی تحت الشعاع مین آوے ہمنے تسلیم کیا کہ وہ آدم علیہ السلام کے قبل سے ہی لیکن ہم نہین کہتے کہ وہ مسخ
ہو کر زہرہ ستارہ ہوئی بلکہ مراد یہہ ہی کہ اس عورت کی روح زہرہ ستارے کی روح کے ساتھ متصل ہوئی چھٹی
بات کا جواب یہہ ہی کہ ملایکہ جو کہے سو جناب باری کے سخن کو جھٹلانے اور اعتراض کی راہ سے نہ کہے بلکہ انکو اپنی اطاعت
کرنے اور گناہ نکرنے پر جو جزم تھا اسکو بیان کئے اور انکے اذہان مین یہہ تھا کہ کسی مخلوق مین شہوت اور غضب
مرکب ہو تو لازم نہین کہ اس سے گناہ صادر ہووے پھر اپنی فہم کے حوصلے پر کہے کہ ہمسے تو گناہ نہوگا یون کہنے سے اللہ تعالی
کے سخن کی تکذیب نہین نکلتی واللہ اعلم بالصواب وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وے نہ سکھاتے کسیکو
حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ جب تک نکہتے کہ ہم تو نہین مگر آزمانیکو سو تو مت کافر ہو
یعنے وے کہتے تو سحر مت سیکھ کیونکہ اگر تو سیکھیگا تو اسپر عمل کریگا جب عمل کیا تو کافر ہوگا بعضے روایات مین
آیا ہی کہ اسکو ساتھ بار منع کر دیتے ہین اور عطا اور سدی سے روایت ہی کہ پھر اوس آدمی نے اگر اصرار کیا تو کہتے ہین
کہ اس راکھ مین پیشاب کر پھر جو بول کرنیکے اس سے ایک نور نکلکے آسمان پر چلا جاتا ہی وہ نور اسکا ایمان تھا کہ جاتا رہا
اور اوسکے عوض کوئی چیز سیاہ دھوین کی سی آسمان پر سے اتر کے اسکے کانونمین گھس جاتی ہی وہ اللہ تعالی کا غضب ہے
اور روایت کیا ہی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ہاروت ماروت زمین پر جو اترے ہین کوئی آدمی
سحر کی تعلیم کیواسطے انکے نزدیک جاوے تو اسکو بہت سختی سے منع کرتے ہین اور کہتے ہین ہم تو آزمایش کے لئے ہین
تو کافر مت ہو جا ایسا کہنے کا باعث یہہ ہے کہ وے نیکی بدی اور کفر ایمان سب جانتے ہین انکو معلوم ہے
کہ سحر کرنا کفر ہے جب کوئی انکی نصیحت نہ مانے تو اسکو کہتے ہین فلانے مقام مین جا جب وہان جاتا ہی تو شیطان
اسکو سحر کی تعلیم کرتا ہے جب وہ آدمی سیکھ چکا تو اس سے ایک نور نکلکے آسمان پر چلا جاتا ہے فَيَتَعَلَّمُوْنَ

مِنْھُمَا مَا یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پھر ان سے سیکھتے ہین جس چیز سے جدائی ڈالتے ہین مرد مین
اور اوسکی عورت مین یعنے لوگ انسے سیکھتے ہین سحر کہ وہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی کا سبب
ہوتا ہی سحر کے تاثیرات بہت سی ہین لیکن اللہ صاحب نے اسکو ذکر فرمایا اسلیئے کہ مرد عورت مین محبت کا
رہنا انسان کی طبیعت کا مقتضی اورجبلی ہی عورت اپنی قرابت والے مان باپ بھائی بند سبکو ترک کرکے مرد کی
رضاجوئی مین رہتی ہے جب اُسکی تاثیر سے طبیعت بدل جاوے تو دوسری تاثیرات بطریق اولی ہونگی اور
یہہ جدائی ڈالنا بہت بڑا کام ہے اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف اور عالم کے فساد کا سبب اسلیئے ابلیس اس کام کو
بہت پسند کرتا ہی روایت کئے ہین مسلم اپنی جامع صحیح مین جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ابلیس ہر روز صبح کو اپنا تخت پانی پر رکھکے لوگون کو اغوا دینے اپنی فوج کو روانہ
کرتا ہی پھر جسنے کونی کام فساد کا بڑھکے کیا ہی تو اسکو اسکے پاس بڑی قدر و منزلت ہوتی ہی پھر تو کوئی آکے
کہتا ہی مین فلانے کو اغوا دیکے فلانا کام کروایا شیطان کہتا ہی تو کچھہ نکیا پھر ایک آکے کہتا ہی مین اتنا کیا کہ فلانے
مین اور اوسکی عورت مین جدائی ڈالا تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہی اور اسکو اپنے پاس بلاکے چھاتی سے لگاتا ہے
اور کہتا ہی تونے بہت خوب کام کیا انتہی اور ہاروت و ماروت کی سحر کی تاثیر بہت سریع ہی جیساکہ سابق سحر کے
اقسام مین اسکا حال بیان کرچکا حدیث سے جو انکی سحر کی تاثیر ثابت ہوئی سو لکھتا ہون روایت کیا ہی ابن جریر
اور ابن ابیحاتم اور حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور حاکم بولا کہ وہ حدیث صحیح ہی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا
سے کہے کہ ایک عورت دومۃ الجندل کی رہنے والی جو سحر سیکھی تھی اور ہنوز اسپر عمل نہین کی تھی سو اسکا علاج
پوچھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھتی ہوی میرے پاس آئی اُسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوچکا تھا
سو اپنا قصہ اسطور سے بیان کی کہ میرا شوہر مجھکو چھوڑکے چلا گیا پھر میرے پاس ایک بڈھیا آئی مین اُس سے اپنے
شوہر کی شکایت کی اُسنے بولی مین کہون سو کام اگر تو کریگی تو تیرا مرد آئیگا غرض شبکو دو سیاہ کتے لیکے آئی
اور ایک پر آپ سوار ہوئی اور دوسرے پر مجھے بٹھاکے لیچلی پھر ایک لمحہ مین ہم بابل کو پہنچے مین دیکھی دو شخص اُلٹے
لٹکتے ہین وے مجھے پوچھے تو کیون یہان آئی وہ عورت تو مجھکو تعلیم کر رکھی تھی سو مین جلد بولی سحر سیکھنے کو آئی ہون
وے بولے ہم تو آزمایش کیواسطے ہین تو مت کافر ہو اور چلی جا مین نہ مانی تب کہے اس تنور مین جاکے پیشاب کر مین تنور کے

پاس گئی سو ڈرکے پھر آئی اور بولی مین اسمین پیشاب کی پوچھے تو کیا دیکھی مین بولی کچھ نہین نظر آیا بولے
تو وہان پیشاب نکی ہوگی اپنے شہر کو جا اور کافر مت ہو پھر مین سکھانے پر بجد ہوئی وے بولے اس تنور مین
پیشاب کرکے آئین وہان جاتے ہی پھر ڈر گئی اور میرے بدن کے بال کھڑے ہوگئے پھر انکے پاس آکے بولی
مین اسمین پیشاب کی ہون پوچھے تو کیا دیکھی تو مین کہی کچھ دکھا نہین بولے تو جھوٹھ کہتی ہے اب بھی کچھ
مضایقہ نہین تو اپنے گھر کی راہ لے اور کافر مت ہو پھر وہ سحر سیکھنے پر اصرار کی بولے اسی تنور مین پیشاب
کر مین جاکے پیشاب کی سو دیکھی ایک سوار لوہے کا مکتر پہنا ہوا میرے دل سے نکل کے آسمان پر چلا گیا پھر
مین آکے انسے یہہ احوال کہی بولے اب ہمکو یقین ہوا ہم جو کچھ سو کام تونے کی سوار تیرا ایمان تھا سو تیرے
دل سے نکل گیا اب جا سحر سیکھ چکی مین اپنے ساتھ والی عورت سے بولی کہ وے کچھ نہ سکھائے اور مجھے کچھ معلوم
نہوا وہ عورت بولی ہو تو سیکھ چکی ہو اب جو چاہے سو کہے دیکھ اس گیہون کو زمین مین بو اور کہہ کر اگے
پھر وہین جھاڑ نکلا پھر کہی خوشے نکلو خوشے پیدا ہوے بولی خشک ہو خشک ہوگئے پھر بولی دانے جدا ہو
دانے جدا ہوئے پھر بولی آٹا ہو آٹا ہوا بولی روٹی ہو روٹی پکی جب مین دیکھی کہ جو کہون سو ہو تا ہی مجھے ندامت
ہوئی واللہ اے ام المومنین مین ابھی کچھ سحر نہین کی ہون اور آیندہ بھی کبھی کچھ نکرونگی اب میرا ایمان گیا
کسطرح آویگا بی بی عایشہ اسکو کچھ جواب ندئے اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم بہت تھے سو ان سب سے پوچھی
کوئی اسکو تدبیر نہ بتایا سبکو یہی اندیشہ ہوا کہ ہمکو معلوم نہین سو مسئلے کا کیا جواب دین مگر ابن عباس رضی اللہ
عنہما یا اُن پاس کوئی تھا اس عورت کو بولا اگر تیرے ما نباپ دونون زندہ ہین یا ایک زندہ ہے تو اُنکی
خدمت کر تجھے بس ہے کہ شاید ایمان پھر آویگا اور روایت کیا ہے ابن المنذر نے اوزاعی کے طریق سے ہارون
بن رئاب سے کہا کہ مین عبد الملک بن مروان کے پاس گیا تھا دیکھا تو اُسکے پاس ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے
لوگ مجھ سے بولے یہہ شخص ہاروت و ماروت سے ملاقات کیا ہے پھر اس سے کیفیت دریافت کیا اُسکی آنکھ
سے اشک نکلنے لگے اور بولا میرا باپ میرے لڑکپن مین موا اور میری مان مجھے بیحساب دیا کرتی تھی
جو کچھ دیتی اسکو مین اُڑا دیتا اور مان نہین پوچھتی کہ تونے ان پیسون کو کیا کیا ایک مدت اسی طور پر گذر گئی
جب مین بڑا ہوا تو اُس سے پوچھا میرا باپ اتنا مال کہان سے جمع کیا تھا بولی بیٹا تجھے جتنا درکار ہے اتنا لے لیکن

مت پوچھ کہ کہان سے یہہ مبلغ آیا ہے اسمین تیری بھلائی ہے پھر مین کد کرنے لگا اُس نے مجھے ایک گھر
مین لیجا کر دکھائی کہ یہہ تیرے باپ کا خزانہ ہے جتنا چاہتا ہے اتنا خرچ کر اور اسکا سبب مت پوچھ پھر
مین اصرار کرنے لگا لاچار ہوکے بولی تیرا باپ ساحر تھا سحر کے زور سے یہہ تمام مال حاصل کیا تھا پھر مین چندے
صرف کیا لیکن مجھے فکر ہوئی کہ چند روز کے عرصہ مین یہہ مال خرچ ہو جایگا پھر گذر اوقات کیا راہ بہتر یہہ ہے کہ مین
بھی وہ سحر سیکھون ماں سے پوچھا میرے باپ کا دوست کون تھا بولی فلانا شخص وہ دوسرے شہر مین رہتا تھا
مین سفر کا اسباب مہیا کرکے اُسکے پاس گیا اُس نے پوچھا تو کون ہے مین بولا فلانا ہون تیرے فلانے دوست
کا لڑکا وہ شخص میری بہت خاطرداری کیا اور بولا تیرا باپ تیرے لئے مال بہت سا چھوڑ گیا تھا کہ تیری زندگی
تک کفایت کرے مین بولا مین سحر سیکھنے کو آیا ہون وہ بولا اسکا سیکھنا تیرے حق مین بہت بُرا ہی ہرگز
تو اُسکا خیال نکر مین اُس سے بیحد ہوا وہ مجھے قسمین دینے لگا کہ اسکو مت سیکھ جب مین بہت اصرار کرنے لگا
تو لاچار ہوکے بولا اب تو جا اور فلانے روز آ پھر مین اسکے وعدے کے دن حاضر ہوا پھر مجھے قسمین دیکے منع
کرنے لگا مین نے اُسکا کہا نہ مانا میرا جد و کد دیکھکے بولا تجھے ایک جگہ لیجاتا ہون تو وہان اللہ تعالی کا کبھی
نام مت لیجے پھر مجھے ایک تہ خانہ مین لیچلا پھر مین زمین کے نیچے تین سو سیڑہی سے زیادہ اُترا مگر دن کی
روشنی ویسی ہی تھی جب اُسکے نیچے پہنچا تو دیکھا ہاروت و ماروت زنجیرون مین معلق لٹکے ہین اور اُنکی آنکھ
ڈہالون کی سی ہین اور سر بھی بہت بڑے ہے اور انکو پر ہین انکے دیکھتے ہی میری زبان سے نکل آیا لا اله الا
اللہ وسے دونون پر مارکے بہت چلائے اور بہت روئے ایکساعت کے بعد خاموش ہوے پھر مین بولا
لا اله الا اللہ پھر ویساہی کئے اور ایک ساعت کے بعد خاموش ہوے مین تیسرے بار بھی بولا تو ویساہی
کئے پھر خاموش ہوے اور مین چپکا ہو رہا بعد میری طرف دیکھکے بولے کیا تو آدمی ہے مین بولا ہان پھر مین نے
پوچھا اللہ کا نام لینے سے تم کیون ایسی بیقراری کئے تو بولے جب سے ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہین اس
نام کو نہین سُنے پھر پوچھے تو کسکی امت مین ہے بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہون پوچھے
کیا محمد مبعوث ہوچکے تو مین بولا ہان پوچھے سب لوگ ایک ہی حاکم کے تابع ہین یا انمین اختلاف ہے
مین بولا ایک ہی کے تابع ہین یہہ سننے سے خفا ہوے پوچھے لوگون کے معاملے آپس مین کسطرح ہین مین بولا

بد طور پر مین یہہ سُنکے خوش ہوے پھر پوچھے آبادی طبریہ کے تالاب تک پہنچی یا نہین تو مین بولا نہین
پھر اس سے خفا ہوکے پھر مین پوچھا لوگ ایک حاکم پر جمع ہین کرکے بولنے سے تم خفا ہوے اور لوگون کے
معاملے آپس مین بد ہین کہنے سے خوش ہوے پھر آبادی طبریہ کے تالاب تک نہین پہنچی کہنے خفا ہوے
اسکا باعث کیا ہی تو کہہ جب تک لوگ ایک ہی شخص کے تابع رہینگے تو قیامت نزدیک نہین اور لوگون کے
معاملے جب بد ہوے تو ہمکو امید ہوی کہ قیامت نزدیک ہی اس سے ہم خوش ہو جب تک آبادی طبریہ کے تالاب تک
نہ پہنچے قیامت نہ آویگی سو آبادی وہان تک نہین پہنچی کرکے سُننے سے ہم ناخوش ہو پھر مین اُنسے بولا
مجھے کچھ وصیت کرو تو بولے اگر تجھے طاقت ہو تو شبکو عبادت کیواسطے جاگتا رہ کیونکہ بڑا مشکل امر در پیش
ہے انتہی جب اللہ تعالی فرمایا کہ سحر کو تاثیر ہے تو مظنہ ہوا کہ کوئی سمجھے اسمین فی نفسہ تاثیر ہے تو
اس گمان کو دفع کرنیکے لئے بولا وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اور وہ
یعنے جادوگر اُس سے یعنی سحر سے بگاڑ نہین سکتے کسی کا مگر اللہ کے اذن سے کیونکہ اسباب کی تاثیر بالذات
نہین جبتک ارادہ الٰہی نہو وے سحر سے جب کچھ تاثیر ہو تو جانئے کہ اللہ کے قضا اور اسکی قدرت اور مشیت سے
ہے وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ اور سیکھتے ہین جس سے انکو نقصان ہے یعنی آخرت مین وَلَا
يَنْفَعُهُمْ اور نفع نہین دیتا انکو یعنے سحر کیونکہ انکا ارادہ سحر کے سیکھنے سے اُسپر عمل کرنا اور لوگونکو
ضرر پہنچانا ہے یا اس علم کا سیکھنا منجر عمل کی طرف ہوتا ہے اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جس علم کے سیکھنے مین
ضرر ہو تو اسکا سیکھنا حرام ہے امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم مین لکھا ہی علم دو قسم پر ہی ایک محمود دوسرا
مذموم پھر محمود شرعی ہی یا غیر شرعی شرعی وہ ہی جو حاصل کیا جاتا ہی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اور اسمین
عقل کی تیزی کو یا تجربے کو یا سماع کو دخل نہین غیر شرعی وہ جو حاصل ہوتا ہی عقل سے جیسے ہندسہ اور
حساب وغیرہ یا تجربے سے جیسے طب یا سماع سے جیسے لغت جو شرعی ہے سو محمود ہی اور غیر شرعی جو وسیلہ
اور سبب ہی شرعی حاصل کرنیکا یا اسمین منفعت عامہ ہی تو وہ بھی محمود ہی اگر مضرت ہونیکا اندیشہ ہی تو وہ
مذموم اور حرام ہی پھر علم محمود یا فرض عین ہی یا فرض کفایہ یا مستحب ہے یا فضیلت یا مباح فرض عین وہ ہی
کہ جسکا جاننا ہر شخص پر فرض عین ہی سو پہلا واجب مکلف پر سیکھنا کلمہ شہادتین ہی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

سیکھنے حرام ہونا اس علم کا جس میں ضرر ہو اور تفصیل عقیدہ اور مذمومہ کی

محمد رسول اللہ اور اسکا معنی سمجھنا اسکو بدلایل حاصل کرنا واجب نہین بلکہ تصدیق اور مضبوط اعتقاد
کہ جسمین شک اور اضطراب کو داخل نہو کافی ہی اگرچہ بتقلید حاصل ہو پھر اسکے بعد نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ
کہ جن کا کرنا فرض عین ہے اور جن چیزونکا ترک کرنا فرض ہے اسکو سیکھنا اور جس چیز کا اعتقاد کرنا فرض ہی
پھر جب مال ہو تو اسکے احکام سیکھنا فرض ہوتا ہی اور حج فرض ہی جب حج کرنا اسپر فرض ہو چکا تو اسکے ارکان
وغیرہ سیکھنا فرض ہوتا ہی اور جن چیزون کا کرنا مستحب ہے انکا جاننا بھی مستحب ہے اور فرض کفایہ وہ علم ہی کہ جسکے
جاننے پر امور دنیا کا قوام ہوتا ہی اگر وہ علم جاننے والا کسی شہر مین نہو تو شہر کے تمام لوگ گناہ گار ہووینگے
اگر ایک شخص نے حاصل کیا تو کفایت کرتا ہی اور دوسرون کے ذمہ سے فرض ساقط ہوتا ہی اور فرض
کفایہ مین جو شرعی ہی سو چار قسم پر ہی پہلا اصول ہی وہ جاننا قرآن کا اور حدیث اور اجماع امت اور صحابہ
کے آثار دوسرا فروع جو ان اصول کے معانے سے علماؤن نے سمجھ کے نکالے ہین اگر وہ فروع دنیا کے
مصلحتون سے تعلق رکھتا ہی وہ علم فقہ ہی اگر آخرت کے مصلحتون سے متعلق ہی تو وہ علم تصوف ہی تیسرا مقدمات
اور آلات مین یعنی اصول کا جاننا انپر موقوف ہی وہ علم نحو صرف اشتقاق لغت معانی بیان بدیع
ہی یہ علوم انکے ذات کی نظر کرتے شرعی نہین لیکن ہماری شریعت عربی زبان مین آئی ہی جبتک کوئی
ان علوم کو نہ جانے وہ زبان معلوم نہین ہوتی اسواسطے ان علوم کا جاننا بمنزلہ آلہ یعنے ہتیار کے ہوا
اور لکھنا سیکھنا بھی آلات مین داخل ہی چوتھا متممات ہین یعنے انکو حاصل کرنیسے اصول پورے ہوتے ہین وہ
علم قرات اور حروف کے مخارج اور تفسیر اور ناسخ منسوخ اور عام خاص اور نص اور ظاہر اور انکو استعمال کرنیکی
راہ کہ جسکو اصول فقہ کہتے ہین جاننا اور حدیثون کے راویون کے نام اور صحابہ کا احوال دریافت کرنا اور
غیر شرعی طب ہے کہ جسپر بدن کی صحت موقوف ہی اور حساب کہ جسپر معاملات اور وصیت اور میراث کی تقسیم
موقوف ہی انکے سوا اور بھی بہت سے علم ہین کہ جسپر امور دنیا کا قوام ہے جیسی فلاحت اور حیاکت اور سیاست
وغیرہ انکا جاننا بھی فرض کفایہ ہی اور وہ علم جو فضیلت کا باعث ہی اور جاننا اسکا فرض نہین جیسی حساب کے
دقایق اور طب کی مخفی باتین اور انکے سوای دوسرے علوم کہ جسپر امور دنیا کا قوام موقوف نہین
لیکن اسکے جاننے سی علم ضروریکو قوت زیادہ ہوتی ہی اور علم جو مباح ہے سو علم تاریخ اور ہندسہ اور ہیئت

اور شعر کا علم کہ جسمین قبیح بات ہووے شعر مین اگر بد باتین ہین یا کسی مومن کی ہجو ہے یا زن معینہ کی یا امرد کی
تشبیب ہے یا مدح مین مبالغہ حد سے زاید ہے تو ویسا شعر کہنا اور پڑھنا حرام ہے اور علم جو مذموم ہے علم سحر
اور طلسمات اور شعبدہ اور تلبیسات اور شعر قبیح وغیرہ اور یہ علوم جو مذموم ہوے سو انکی ذات کے دیکھتے نہین
بلکہ تین سبب سے ہے اگر کوئی ایک سبب اُسمین پایا جاوے تو بندونکے حق مین وہ علم مذموم ہوتا ہے۔ پہلا سبب
اسکے جاننے سے آپکو یا غیر کو ضرر پہنچے سحر اور طلسمات کی حرمت اسی لئے ہے۔ دوسرا سبب اکثر احوال مین ضرر
پڑتا ہے جیسا نجوم کا علم اُسکی ذات کے دیکھتے مذموم نہین کیونکہ نجوم یا حساب ہے روز و شب کا اور بیان ہے
ستارون کی چال کا اسکی طرف تو قرآن شریف مین بھی اشارہ ہے الشمس والقمر بحسبان سورج
اور چاند کو ایک حساب ہے والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم اور چاند
کو ہم نے اندازہ کین منزلین یہانتک کہ پھر ارہا جیسی ٹہنی پرانی یا اسبابکو دیکھکے حوادث پر دلیل پکڑتے ہین
جیسا طبیب نبض دیکھکے بیماری پر استدلال کرتا ہے وہ نوع عادت آلہی کی معرفت ہے جو جاری کیا لیکن وہ علم
مذموم ہونیکا باعث یہہ ہے کہ اُسکا جاننا اکثر لوگون کے حق مین مضر پڑتا ہے اگر کوئی کہہ دیوے ستارونکی اس
حرکت سے یہہ بات ہوگی تو انھون کے دلمین آتا ہے کہ وہی موثر ہین اور سب کا رو بار جہانکا انھین کی تدبیر
ہوا کرتا ہے پھر ان ستارون کی عظمت اُسکے دلمین جگہ کرتی ہے اُسکے دلکی التفات اُنہین کی طرف ہوتی
ہے اور نیکی بدی اُنہین کے جہت سے ہے کر کے دیکھتا ہے اور اُسکے دل سے اللہ تعالی کا نام محو ہوتا ہے کیونکہ
جسکے یقین مین ضعف ہوتا ہے تو اسکی نظر وسایط پر اور اسباب جو قریب پڑتی ہین ہوتی ہے اور مسبب الاسباب
کی طرف نہین دیکھتا اور جو شخص عالم استوار ہے تو دیکھتا ہے کہ سورج اور چاند اور ستارہ تمام اللہ کے حکم کے
مسخر ہین دوسری وجہ نجوم کی حرمت کی یہہ ہے کہ اُسکے احکام محض اٹکل سے ہوا کرتے ہین اُسمین
ظن بھی حاصل نہین ہوتا یقین کا تو کیا دخل ایسے پر حکم کرنا جہل ہوا کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے نجوم کا علم
ادریس علیہ السلام کو عطا کیا تھا اب وہ مندرس ہوا پھر منجم جو کہتا ہے سو اتفاقاً کبھی سچ ہو جاتا ہے اور
اکثر خلاف ہوا کرتا ہے کیونکہ تاثیرات جو کہے ہین انکے حاصل ہونے کو شروط اور موانع رہتے ہین کہ
بشر کو اُسپر اطلاع ممکن نہین تیسری وجہ یہہ کہ اسمین کچھ حاصل نہین محض بیفائدہ چیز ہے اللہ صاحب

جو مقدر کر چکا سو ہوتا ہی اس سے احتراز کرنا ممکن نہین انسان کو اپنی عمر کی پونجی کو کہ اُس سے شریف تر
کوئی چیز نہین فضولی مین بیفایدہ ضایع کرنا بڑا خسارہ ہی ان وجہ سے علم نجوم حرام ہوا تیسرا سبب مذموم
ہونیکا خوض کرنا ایسے علم مین کہ اُسمین اپنے تئین کچھ فایدہ نہین جیسا دقیق علوم پڑھنا پیش از جلی علوم کے
اور جیسا بحث کرنا اسرار الٰہی سے کہ جسکی راہ سوا انبیا اور اولیا کے دوسرے کو معلوم نہین سو ایسے علم
کا بحث کرنا مذموم ہی اور اس سے باز رہنا واجب ہے علم کلام اور منطق دونون علم محمود ہین یہ مذموم اسمین
اختلاف ہی متقدمین کے پاس حرام تھا چنانچہ امام نووی اور ابن الصلاح انکی حرمت پر نص کئے ہین کیونکہ
علم کلام مین عقاید کے دلایل جو قرآن و حدیث مین مذکور ہین اسپر اکتفا کرکے عقلی دلایل سے اسکو ثابت کرنا ہی اور باطل
مذہب والونکی بات لیکے انکے ساتھ جھگڑنا پھر کہین تو محض بیہودہ باتین ہین اور کہین تو ایسی چیزین خوض کرتے ہین
کہ اُسمین دین کی باتون کا دخل نہین اسلئے سابق کے علما اسکو بدعت اور بیفایدہ جانکے نہین سیکھتے تھے متاخرین کے
نزدیک علم کلام پڑھنا جایز ہوا کیونکہ اہل بدعت بہت ہو گئے اور قرآن و حدیث مین شبہے ڈالکے اکثر لوگونکو
گمراہ کرنے لگے اُنکے شبہون کو دفع کرنیکے واسطے علم کلام کو جاننا محمود ٹھہرا اسقدر کہ اگر کوئی بدعتی اپنی
بدعت کی طرف بلانیکا قصد کرے تو اُسکے دفع کیواسطے جتنا ضرور ہو اُتنا جاننا فرض کفایہ ہوا اور اسی علم کلام
کے دلایل کو ترتیب دینے کی راہ علم منطق مین مذکور ہی جب علم کلام کا جاننا بقدر حاجت فرض کفایہ ہوا تو علم
منطق بھی جو اسکے لئے بمنزلہ آلہ کے ہی اُسکا سیکھنا فرض کفایہ ٹھہرا علم فلسفی کو علوم مین شمار نہین کرتے کیونکہ علم مستقل
نہین بلکہ وہ مشتمل ہے چار چیز پر ایک تو ہندسہ اور حساب ہے اسکا حکم مذکور ہوا اور ان سے منع نہین مگر جو شخص
انکو حاصل کرنیسے علوم مذمومہ کا راغب ہو ویگا اسکا اندیشہ ہو تو اُسکے حق مین حرام ہوتے ہین دوسرا
منطق اسکا حکم بھی مذکور ہوا تیسرا الٰہیات ہی اور اسمین بحث کرتے ہین اللہ کی ذات اور صفات سے یہہ علم
کلام مین داخل ہی اور فلاسفہ اُسمین کچھ نئی طرح اختراع نہین کئے بلکہ وے ایک مذہب اختیار کئے ہین کہ بعض اسکا
کفر ہے اور بعض بدعت ہی چوتھا طبیعیات ہے اسکے بعضے بحث شرع کے مخالف ہین وہ جہل ہی علم نہین اور بعضے
بحث تعلق رکھتے ہین اجسام کے صفات سے اور انکے استحالت اور تغیر سے یہہ بحث مشابہت رکھتا ہی طب سے لیکن
طب کے طرف احتیاج ہی اور اِسکی جان جانیکی طرف کچھ احتیاج نہین وَلَقَدْ عَلِمُوْا اور مقرر جان چکے ہین وے

یہہ کہ لَمَنِ اشْتَرٰىهُ جو کوئی اُسکا خریدار ہو یعنی جو کوئی سحر کو اختیار کیا مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ اُسکو آخرت مین کچھ حصّہ نہین یعنی اُسکے نصیب مین جنّت نہین وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ
اَنْفُسَهُمْ اور بہت بُری چیز ہی جسپر بیچا اپنی جانکو یعنی اُنکی جانکو دینداری کے سبب آخرت مین جو حظ تھا اُسکو
سحر اور کفر اختیار کرکے کھو دیا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر اُنکو سمجھ ہوتی پہلی آیت مین اُنکو علم ثابت کیا
اب اُسکی نفی کیا کیونکہ جب وے جانے کہ جو کوئی سحر کا خریدار ہو تو اسکو آخرت مین حصہ نہین باوجود اِس
علم کے جب وے اُسکا خلاف کئے اور سحر مین مشغول ہوے اللہ کی کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دئے اور رسول علیہ الصلوٰة
والسلام نے جو فرمایا سو عناد کی راہ سے ترک کئے تو علم سے نکل گئے وے اور جاہل دونون برابر ہین
جو کوئی علم پر عمل نکرے تو گویا اُسنے علم کو سیکھا ہی نہین یا علم جو پہلے ثابت کیا اُس سے مراد عقل ہی اور
جو نفی کیا سو تفکر کرنا یعنی سحر کی قباحت کو غور سے سوچتے تو اسکو اختیار نکرتے یا ثابت کیا سو علم
اجمالی ہے اور نفی کیا سو علم یقینی یعنی اُنکو اُسکی قباحت کا یقینی علم ہوتا تو اسکو نکرتے یا ثابت کیا سو
علم عذاب مترتب ہونیکا اور نفی کیا سو عذاب کی حقیقت جاننا وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ اور اگر وے یقین لاتے اور پرہیز رکھتے تو بدلا تھا اللہ کے یہان سے بہتر یعنی وے
یہود اگر ایمان لاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور ڈرتے اللہ کے عذاب سے اور کفر اور سحر چھوڑ دیتے
تو البتہ اُنکو اللہ تعالیٰ کے یہان سے بہتر ثواب ملتا اُس سے انہون نے جو حاصل کئے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
اگر اُنکو سمجھ ہوتی یعنی اللہ کے یہان کا ثواب بہتر ہے سو اُنکو سمجھ ہوتی تو ہرگز سحر کو نہ اختیار کرتے
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اَی ایمان والو تم نہ کہو راعنا اِس آیت کے نازل ہونیکا ع ١٣
سبب یہہ ہی کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سخن کرتے تو کہتے راعنا یا رسول اللہ اُسکا معنی ہماری
مراعات کرو ہمارے سخن کی طرف متوجہ ہو یا ہماری مراعات کرو اور سخن آہستہ فرماؤ تا اسکو ہم سمجھین مومنان
یہہ لفظ کہنے کا سبب ابن جریر اور ابن المنذر نے سدی سے روایت کئے ہین کہ دو یہودی مالک بن صیف
اور رفاعہ بن زید جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو باتونمین کہا کرتے راعنا سمعك
واسمع غير مسمع پھر مسلمان سمجھے کہ شاید یہہ لفظ تعظیم کا ہی کہ یہ اپنے انبیا کو کہا کرتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

اس لفظ سے خطاب کرنے لگے اور یہہ لفظ یہود کی زبان مین گالی تھی یہود اسکو مسلمانون سے سنکر خوش ہوے
اور آپسمین کہے ہم محمدؐ کو گالی خفیہ دیا کرتے تھے اب علانیہ کہو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکے کہتے یا محمد راعنا
اور گالی کا ارادہ کرکے ہنستے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو انکی زبان معلوم تھی یہود سے وہ لفظ سنکے انکا غرض
سمجھے اور کہے ای اللہ کے دشمنون تمپر اللہ کی لعنت اگر دوسری بار یہہ لفظ کوئی شخص تمھارے مین کا کہتا ہوا سونگا
تو اسکو مار ڈالونگا یہود کہے تم ہی تو وہی لفظ کہا کرتے ہو پھر ہمکو منع کرنیکا موجب کیا تب اللہ تعالی نے مومنونکو
فرمایا کہ ایسا لفظ مت کہا کرو یہود کو اسکے سننے سے گالی دینے کا ذریعہ ملتا ہی وَقُولُوا انْظُرْنَا
اور کہو انظرنا اسکا معنی ہمارے طرف دیکھ یا ہماری بات سن یا آہستہ بات کرتا ہم سمجھین روایت کیا ہی
ابو نعیم نے دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہہ آیت نازل ہوی بعد مومنون نے کہے اگر کسیکو راعنا
بولتے سنو تو اسکی گردن مارو پھر یہود اس لفظ کے کہنے سے باز آئے وَاسْمَعُوا اور سنتے رہو یعنی
تمکو جو حکم ہوتا ہی اسکو سنکے قبول کرو یہود جو کہتے تھے ہم سنے اور نہ مانے ویسا مت کہو یا سنتے رہو تمکو جو حکم
ہوتا ہے بجد ہوکے اور راعنا کہنے سے جو منع آیا پھر اسکو نہ کہنا اس آیت مین اللہ صاحب نے مسلمانون کو امر کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کیا کرو اور انکے خطاب کے واسطے ایسا لفظ اختیار کرو کہ جس سے
کچھ بے ادبی نہ نکلے اور ایسی بات جس مین یہود وغیرہ کی خوشنودی ہی پیغمبر کے خطاب مین مت کہو وَ
لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور منکرون کو یعنی انکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے ہین
اور گالی دیتے ہین دکھ کی مار ہے یعنے دوزخ ہی مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ دل نہین چاہتا ان لوگون کا
جو منکر ہین کتاب والون مین اور شرک والون مین یہہ کہ اُترے تمپر کچھہ نیک بات تمھارے رب سے یہود کی ایک
جماعت تھی کہ مومنون سے دوستی ظاہر کرتی اور کہتی ہم تمھاری خوبی چاہتے ہین سو اللہ صاحب نے انکی تکذیب کیواسطے
یہہ آیت اُتارا اول کافرونکو عام ذکر کرکے پھر انکی دو قسم بیان فرمایا ایک تو اہل کتاب دوسرے مشرک
یعنے بت پرست وغیرہ اور نیک بات سے مراد یا وحی ہے یعنی وے لوگ تمھارا حسد کرتے ہین اور تمپر کچھہ وحی اُترنی
آرزو نہین کرتے یا مراد علم اور نصرت ہے بغوی نے اس آیت کے نزول کا سبب یون لکھا ہی کہ انصار نے

اپنے خلفا یہہ و جو تھے انکو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ وے بولے ہم جس دین پر ہین اُس سے
تمھارا یہہ دین نیک نہین ہم آرزو کرتے ہین کہ وہ بہتر ہو وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ
اور اللہ خاص کرتا ہی اپنی رحمت سے جسکو چاہے رحمت سے مراد نبوت ہی یا اسلام یعنی اللہ تعالی نبوت اور رسالت
سے خاص کرتا ہی جس بندیکو چاہے اور ایمان اور ہدایت کی راہ بتلاتا ہی جسکو چاہے وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِیْمِ اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہی یعنی جو خوبیان بندون کو پہنچتے ہین دین اور دنیا مین محض اسکا فضل ہی
بندے اسکا استحقاق نہین رکھتے کسیکا حق اللہ تعالی پر کچھ نہین اور کوئی امر اسپر واجب نہین اسکی حکمت جس بات
مقتضی ہو ویسا ہی کرتا ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ جب نسخ کرتے ہین ہم کوئی آیت اس آیتکے نازل ہونیکا سبب
یہہ ہی کہ کافرون نے کہنے لگے محمد اپنے اصحاب کو ایک حکم کرتا ہے پھر اُس سے منع کرکے دوسرا حکم کرتا ہے
آج ایک بات کرکے کل اُس سے پھر جاتا ہی سو یہہ نہین مگر اپنے دلسے کرتا ہے اسی بات کو اللہ تعالی نے
سورہ نحل مین فرمایا واذا بدلنا اٰیة مکان اٰیة واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت
مفتر اور جب ہم بدلتے ہین ایک آیت کی جگہہ دوسری اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اتارتا ہی کہتے ہین تو
جھوٹ بنالاتا ہی پھر اللہ تعالی ناسخ کی آیت اُتارا اور نسخ کی حکمت بیان کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ تعالی کی طرف
سے ہی لغت مین نسخ کی دو معنی ہین ایک نقل کرنا اور پھیرنا اِس معنی سے کہتے ہین کتاب کو نسخ کیا یعنی اسکی
نقل لیا یہہ معنی یہان مراد نہین دوسری معنی زایل اور موقوف کرنا وہی معنی اس جگہہ مراد ہی اور فقہا اپنی
اصطلاح مین اس سے یون تعبیر کرتے ہین کہ ایک حکم شرعی کو دوسری شرعی دلیل سے جو اُسکے بعد ہی موقوف کرنا
اور نسخ مسلمانون کے پاس جایز ہے اور واقع ہوا ہی اور نسخ نہین ہوتا مگر احکام مین اور امر و نواہی مین اخبار مین نسخ
نہین اور قرآن کا نسخ کئی وجہ پر ہے ایک حکم آیت کا منسوخ ہونا اور تلاوت اسکی باقی رہنا جیسی آیت وصیت کی
قرابت والون کو منسوخ ہوئی میراث کی آیت سے اور مرد موا سو عورت ایک برس تک عدہ بیٹھنا موقوف ہوا
چار مہینے دس روز کے عدے سے دوسرا تلاوت موقوف ہونا اور حکم باقی رہنا جیسی آیت الشیخ والشیخة اذا
زنیا فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم شیخ اور شیخہ یعنی محصن اور محصنہ جب زنا کرے
تو تم انکو رجم کرو عقوبت ہی اللہ کی طرف سے اور اللہ زبردست ہی حکمت والا رجم کا حکم باقی ہے لیکن اُس آیت کی تلاوت

ثلاثة ارباع

منسوخ ہوئی تیسرا حکم اور تلاوت دونوں موقوف ہونا جیسے ابو داود نے ناسخ منسوخ کی کتاب مین اور ابن المنذر
اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور ابو ذر ہروی فضایل کی کتاب مین ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے
روایت کئے ہین کہ صحابہ مین ایک شخص شب کی نماز مین ایک سورت پڑھنا چاہا سو اسکو پڑھ نہ سکا دوسرا
چاہا وہ بھی نہ پڑھ سکا تیسرا چاہا وہ بھی نہ پڑھ سکا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دئے تو حضرت فرمائے اس سورت کی
تلاوت اور احکام سب موقوف ہوے انتہی اور احکام جو منسوخ ہوتے ہین کہین اس حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہے جیسا
قبلہ اول بیت المقدس کی طرف تھا پھر وہ منسوخ ہو کے کعبہ کی طرف ہوا اور کبھی اسکے بدلے دوسرا حکم نہین ہوتا
جیسے آیت نجوی کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مخفی بات کرنا چاہے تو حضرت کے پاس اول صدقہ
دھر دینا بعد اسکے سخن کرنا پھر یہہ حکم منسوخ ہوا اور اسکے بدلے دوسرا حکم نہین آیا یہود اور نصاری نسخ کا انکار
کرتے ہین اور کہتے ہین ایک حکم اول کرکے پھر اسکو منسوخ کرنا یا جہل ہے یا عبث کیونکہ اللہ تعالی اول ایک حکم
کرکے پھر اسکو جو موقوف کیا اول اس حکم مین جو حکمت تھی کیا اسکو معلوم نہ تھی پھر بعد معلوم ہوی اسلئے
تازہ حکم کیا تو اس مین جہل لازم آتا ہے اگر اسمین کچھ حکمت نہین تو اسکو منع کرنا عبث ہے اور
محال ہے کہ اللہ تعالی عبث حکم کرے اسکا جواب یہہ ہے اللہ تعالی مالک ہے جو چاہے سو حکم کرے اور جو چاہے
منع کرے حکمت اور مصلحت کا اعتقاد کرنا اسکو اپنے مانند عاجز سمجھنا ہے اگر ہم مصلحت کو
اعتبار کرین تو کہینگے حکمت اور مصلحت نظر کرتے زمانیکے اور جگھہ کے اور لوگون کے مختلف ہوا کرتی ہے جیسی دوا ایک
موسم مین اسکو کھاتے ہین دوسرے موسم مین کھاوین تو ضرر دیگی ویسا ہی احکام اللہ تعالی کے علم ازلی مین تھے
کہ فلانے وقت تک یہہ حکم باقی رہنا بندون کیلئے مصلحت ہے پھر اسکے بعد یہہ حکم موقوف ہونا مصلحت ہے اس تقدیر پر
نسخ ہونے سے جہل لازم نہین ہوتا یہود کا انکار کرنا محض عناد کی راہ سے ہے توریت کے نسخے جو ترجمہ ہوا اب موجود ہین بہت
سے احکام کا نسخ اب انمین پایا جاتا ہے آدم کو حکم تھا اپنے فرزندون سے بھائی اور بہن جو توام نہون نکاح کر دینا
بعد اسکے وہ حکم نرہا اور اللہ صاحب نے ابراہیم کو حکم کیا تو اپنے بیٹے کو میری راہ مین قربانی کر جب ابراہیم علیہ السلام
نے لڑکے کو زمین پر لیٹا کے ذبح کرنا چاہے فرشتہ نے کہا اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑہا اور اسے ذبح مت کر اور اسکے
بدلے ایک گوسپند قربانی کر اور شنبہ کا دن اگلے پیغمبرون پر حلال تھا موسی علیہ السلام نے اسکو تعطیل مقرر کیا اور اللہ تعالی نے

بنی اسرائیل کو امر کیا جبارین کو قتل کرکے تم بیت المقدس مین داخل ہو جب وے لوگ نہ مانے بیت المقدس
مین داخل ہونا اُنپر حرام کیا اور گزشتہ درجہ بی اول اُنپر حلال کیا تھا جب بچھڑے کو پوجنے لگے تو انکے لئے چربی حرام
کیا اور شنبہ کی تعطیل کو نصارانے موقوف کئے اور ختنہ کرنیکا تاکید حکم جو توریت مین ہے اسکو بھی موقوف کئے غرض اسی
قبیل کے بہت سے احکام توریت اور انجیل مین منسوخ ہوئے ہین انکے ذکر کرنیکی یہہ جگہہ نہین اور نسخ کے احکام وغیرہ بہت سے
ہین اصول فقہ مین معلوم کرلو اَوْ نُنْسِهَا یا بھلا دیتے ہین اُس آیت کو یعنی تیرے دل سے اُسکو محو کر دیتے ہین تو
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا لے آتے ہین اُس سے بہتر یعنی اُسمین تمکو نفع بہت ہو اور آسان اور ثواب بڑھکے بہتر سے یہہ
مراد نہین کہ ایک آیت دوسری آیت سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالے کا کلام سبھی بہتر ہے اَوْ مِثْلِهَا یا اُسکے برابر یعنی تکلیف مین اور ثواب مین
اور منفعت مین اُسکے برابر ہے اسوقت اُسکے موقوف کرنے کی حکمت امتحان ہے بندون کا پھر ایک حکم منسوخ
ہوکے دوسرا اُس سے آسان ہوتا ہے تو مومنون کو اُسپر عمل کرنا آسان ہوتا ہے جیسے تہجد کی نماز اول فرض تھی
اُس مین لوگون کو نہایت مشقت تھی بعد اُسکی فرضیت منسوخ ہوئی تو وے مشقت سے چھوٹ گئے اور جب ایک
آسان حکم منسوخ ہوکے دوسرا اُس سے مشکل آتا ہے تو ثواب بڑھکے ملتا ہے جیسے روزے اول چند روز معین کے بھی
مین تھے پھر وے منسوخ ہوکے ایک پورے مہینے کے روزے مقرر ہوئے سو اگرچہ اس مین مشقت بڑھکے ہے لیکن اسکا ثواب
کامل اور بہت ہے اور جو حکم منسوخ ہوکے دوسرا اُسکے مثل ہوتا ہے تو مشقت مین کچھہ تفاوت نہین جیسے کہ زمین بیت المقدس
کی طرف متوجہ ہونا موقوف ہوکے کعبہ کی طرف توجہ کا حکم ہوا سو ادھر منھہ کرکے کھڑے ہونے مین مصلی پر کچھہ مشقت
نہین اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ایک
آیت کو موقوف کرکے اسکی مثل یا اُس سے بہتر لے آنا اُسکو مشکل نہین کیونکہ احکام جو مشروع ہوا اور آیات نازل
جو ہوئے سو بندون کی مصلحت اور انکی نفوس کی تکمیل کیواسطے ہے اور یہہ بابت زمانہ کے اور شخص کے دیکھتے مختلف ہوا کرتی
ہے جیسے معاش کے اسباب ایک وقتمین نفع دی سو چیز دوسرے وقتمین ضرر دیتی ہے اَلَمْ تَعْلَمْ کیا تجھکو معلوم
نہین اس آیت مین اور اوپر کی آیت مین خطاب ہے اُن لوگون کو جو نسخ کے منکر ہین اس تقدیر مین الم کا ہمزہ انکار
کے واسطے ہوگا بعضے کہتے ہین خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مراد اُس سے امت ہے پس ہمزہ تقریر کیواسطے
ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ مقرر اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمانونکی اور زمین کی

یعنی آسمان وزمین مین تصرف کرنا اللہ ہی کو ہے غیر کو نہین جو چاہے سو کرے امر کرے یا نہی نسخ کرے یا تبدیل

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور تمہارے واسطے نہین اللہ کے سوا کوئی حمایتی

اور مددوالا اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ

کیا تم بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے سوال ہو چکے موسی سے پہلے یعنی
موسی سے انکی قوم سوال جو کی تھی کہ اللہ کو سامھنے بتادو اور اسکے سوا دوسرے بہت سی سوال کئے تھے ویسا تم بھی سوال
کرتے ہو اس آیت مین اللہ تعالے نے مومنونکو منع کیا ہے سوالات سے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت معجزون سے اور
روشن دلایل سے ثابت ہوتے پر بھی سوال کرنا محض عناد ہے اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحق اور ابن جریر اور
ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا روایت کئے ہین کہ رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے
کہے اے محمد ہمارے واسطے ایک کتاب لکھی ہوئی لا کے پڑھو یا تم اپنے ساتھ نہرین جاری کرو تا ہم تمہاری پیروی
کرین اور تمہاری تصدیق کرین پھر یہہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ اور جو کوئی لیوے کفر کو ایمان کے بدلے تو وہ بھولا سیدھی راہ سے اس آیت نازل ہونیکا
سبب یہہ ہے کہ یہود نے حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جنگ احد کے بعد بولے اگر تم حق پر ہوتے
تو تمکو ہزیمت نہوتی ہمارے دین مین آؤ تمھارے دیکھتے ہم سیدھی راہ پر ہین عمار رضی اللہ عنہ کہے عہد توڑنا تمہارے
یہان کیسا ہے یہود بولے بہت بد ہے عمار کہے مین اللہ سے عہد کیا ہون کہ جیتے تک محمد کا منکر نہون یہود کہے یہہ
شخص تو صابی ہوا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہے مین راضی ہون اللہ سے کہ رب ہے اور محمد سے کہ رسول ہے اور اسلام
سے کہ دین ہے اور قرآن سے کہ پیشوا ہے اور کعبہ سے کہ قبلہ ہے اور مومنون سے کہ بھائی ہین پھر یہہ دو صاحب آکر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کئے حضرت فرمائے تم خوب کہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا دل چاہتا ہے بہت کتاب والونکا یعنی یہود کا کسی طرح
تمکو یعنی مومنون کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کر دین حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ حسد کر کر
اپنے اندر سے یعنی یہہ حسد اپنی طرف سے کرتے ہین اللہ تعالی نے انکو اسکا امر نہین کیا مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْحَقُّ بعد اسکے کہ کھل چکا انپر حق یعنے توریت مین مذکور ہوا کہ محمد اور انکا دین حق ہے اور انکو امین

کچھ شک نہین فاعفوا و اصفحوا سو تم درگذر دو اور خیال مین نہ لاؤ حتی یاتی اللہ بامرہ جب
تک بھیجے اللہ اپنا حکم اس حکم سے مراد یا قتال اور جزیہ ہی جو آتی مین قاتلوا الذین لا یومنون باللہ
والیوم الاخر الایہ کے آیا ہی یا حکم سے مراد عذاب ہے یعنی قتل اور سبی بنی قریظہ کو اور جلاء وطن بنی نضیر کو
بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ یہہ آیت یعنی فاعفوا و اصفحوا منسوخ ہی قاتلوا
الذین لا یومنون باللہ و الیوم الاخر کی آیت سے اور ایک جماعت مفسرین اور فقہا کی کہتی ہی کہ یہہ آیت
منسوخ نہین کیونکہ حکم عفو کا اور صفح کا مطلقاً نہین بلکہ ایک وقت مقرر تک یعنی اللہ کا حکم ہونے تک ہی جہان کہین
ایسا حکم ہو تو اُسکو نسخ نہ کہینگے یہہ خلاف نظر کرتے اصطلاح کے ہی ان دو نون قول کا مرجع یہی ہی کہ یہہ حکم عفو اور صفح کا
جہاد کے حکم نازل ہونیکے قبل تھا جہاد کی آیت نازل ہوئی بعد یہہ حکم باقی نرہا ان اللہ علی کل شیء قدیر
مقرر اللہ ہر چیز پر قادر ہی واقیموا الصلوۃ اور کھڑی رکھو نماز و اٰتوا الزکوۃ اور دیتے رہو
زکوۃ اللہ صاحب نے اول تو مومنون کو فرمایا تم یہود سے عفو کرو درگذرو اب حکم کرتا ہی اُسکا جس مین صلاح اور
خوبی ہی مسلمانونکی یعنی نماز پڑھا کرنا اور زکوۃ دیا کرنا اسلام کے ارکان سے ہے ان چیزونکے بجا لانے مین لوگ اکثر سستی
کرتے ہین اسلیئے انکو ذکر کیا وما تقدموا لانفسکم من خیر اور جو آگے بھیجوگے اپنے واسطے
بھلائی یعنی جو نیک عمل بجا لاوگے اور اللہ کے حکم کی اطاعت کروگے تو تجدوہ عند اللہ وہ پاوگے
اللہ کے پاس یعنی اللہ اس پر ثواب اور اجر دیگا ان اللہ بما تعملون بصیر اللہ تمھارے کام دیکھتا
ہی یعنی اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین وقالوا اور کہے یعنی یہود اور نصاری اس آیت کے نزول کا سبب ایسا
لکھے ہین کہ نجران کے نصارا اور مدینہ کے یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین جمع ہو کر بایکدیگر بحث و تکرار
کئے یہود کہے بہشت مین نجاوینگے مگر ہم اور ہمارا دین ہی حق ہی اور نصارا کہے بہشت مین نجاوینگے مگر ہم
اور ہمارا دین ہی حق ہے لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصری ہرگز نجاوے
جنت مین مگر جو ہونگے یہود یا نصاری یعنی یہود کہے بہشت مین نجاینگے مگر یہود اور نصاری کہے بہشت مین
نجاینگے مگر نصاری تلک امانیھم یہہ آرزوئین باندھ لین ہین اُنھون نے یعنی یہہ انکی باطل خواہش ہی
بیجا اُسکی آرزو کرتے ہین قل تو کہہ اے محمد ھاتوا برھانکم لاو دلیل اپنی یعنی مخصوص

تمہین کو جنت جو ہی اُسکی دلیل لاؤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو اپنے دعوی مین
کیونکہ بہشت مین جانا غیب کی بات ہی اُسکے ثبوت کیواسطے دلیل چاہیے جس بات پر دلیل نہو وہ بات صحیح نہین
بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کیون نہین جسنے سونپا منہ اپنا اللہ کیواسطے یعنی اللہ کے حکم بجا لایا منہہ کو
مخصوص ذکر کیا کیونکہ انسان کے ظاہر اعضا مین اشرف ہی جب اسکو اللہ کے تابع کیا تو سب اعضا کو تابع کیا جب انسان
نے منہہ کو زمین پر سجدے مین رکھا تو تمام اعضا سجدے مین آتے ہین وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی پر ہی یعنی عمل خلوص کے
ساتھ کرتا ہی فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اُسی کو ہی مزدوری اُسکی اپنے رب کے پاس یعنی نیکی کا ثواب اسکو ملیگا
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ ڈر ہی اُنپر یعنی آخرت مین وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ اُنکو غم جب یہود مدینہ کے
اور نصاری نجران کے بایکدیگر تکرار کیئے یہود بولے تمکو دین کچھ معلوم نہین وے عیسی اور انجیل کے منکر ہوے نصارا بولے
تمکو دین کچھ معلوم نہین وے موسی اور توریت کے منکر ہوے پھر اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ

ع ۱۴

النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ اور یہود کہے نہین نصارا کچھ راہ پر وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ
عَلٰى شَيْءٍ اور کہے نصارا یہود نہین کچھ راہ پر وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اور وے سب یعنی یہود اور نصارا
پڑھتے ہین کتاب انکی کتاب مین اختلاف نہین توریت گواہی دیتی ہے عیسی اور انجیل کی سچائی پر اور انجیل گواہی
دیتی ہے موسی اور توریت کی سچائی پر پھر وے لوگ کتاب کی تلاوت کرنا اور اسکے خلاف کہنا دلالت کرتا ہی انکے کفر
پر اور بطلانِ دعوی پر كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح کہے اُن لوگون نے
جن پاس علم نہین اُنہین کی سی بات یعنی یہود اور نصاری یکدوسرے کی جیسی تکذیب کیئے ویسا ہی بت پرست لوگ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے حق مین کہے کہ وے کچھ راہ پر نہین فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اب اللہ حکم کریگا انمین قیامت کے دن جس بات مین جھگڑتے تھے سو ہر فرقہ
جس عذاب کا مستحق ہی اُسدن اُسکو وہ عذاب دیگا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ اور اُس سے ظالم کون ہی جسنے منع کیا اللہ کی مسجدون مین کہ پڑھے وہان
نام اُسکا وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اور کوشش کیا اُنکے اجاڑنے کو یہہ آیت نازل ہوئی روم کے نصاری کے حق مین
جو بیت المقدس کو ویران کیئے اور اُس مین خنزیر ذبح کیئے اور نجاست وہان ڈالنے لگے مدت تک وہ مسجد ویران تھی

جب اسلام کا دور آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ایلیا کا شہر جسکو اورشلیم کہتے ہین فتح ہوا
اس مسجد کو آباد کئے بعضے کہتے ہین یہہ آیت نازل ہوی مکہ کے مشرکون کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حدیبیہ کے صلح مین مکہ مین جانے سے منع کئے اور اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ خاص ہی لیکن
حکم عام ہے جو کوئی کسی مسجد کو ویران کرے یا اسکو معطل ڈالنے کی سعی کرے تو وہ بڑا ظالم ہی اُولٰٓئِكَ
ایسو کو یعنی منع کرنے والون مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ انکو نہین پہنچتا کہ جاوین
ان مین یعنی مساجد مین مگر ڈرتے ہوئے یعنی نصارا کو بیت المقدس سے بے ادبی کرنیکے سبب سے اُس سے منع کر دیا اب
اسلام ہی ہو بعد مسلمانون کی سطوت کے اندیشے سے وہان جا نہین سکتے مگر ڈرتے ہوے پھر کیا مجال کہ اُس پر غالب
ہو وین یا اسکو ویران کرین یہہ بشارت تھی جو اللہ تعالی نے مسلمانون کو پیش از اسکے فتح کے دی جو لوگ
مسجد سے مراد مسجد الحرام لیتے ہین ڈر وہ ہی جو فتح مکہ کے بعد موسم مین ندا کروائے اس سال کے پیچھے حج نکرے
بیت اللہ کا کوئی مشرک اور طواف نکرے کوئی برہنہ پھر اُسکے بعد کوئی کافر مکہ مین نہ گیا مگر بھیس بدل کے اندیشہ کے
ساتھ کافر کا مسجد مین جانا جایز ہی یا نہین علما کا اس مین اختلاف ہی ابو حنیفہ کہتے ہین جایز ہے اور مالک کہتے ہین
جایز نہین شافعی کہتے ہین مسجد الحرام مین جانا جایز نہین دوسر مسجدون مین اگر مسلمان اجازت دیوے تو جایز ہے
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ انکو دنیا مین ذلت ہی یعنے انکو قتل کرنا اور بند مین لینا یا جزیہ لگانا وَلَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور انکو آخرت مین بڑی مار ہے یعنی دوزخ بسبب کفر اور ظلم کے
وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور اللہ کی ہی مشرق اور مغرب سو جسطرف
منہہ کرو وہان تُمھی اللہ اس آیت کے نزول مین اختلاف ہی ابن عباس سے روایت ہی کہ صحابہ کی ایک جماعت مسافر
کیواسطے نکلی ابر کی سبب سے قبلہ معلوم نہوا ایک جہت ٹھہراکر نماز پڑھی بعدہ ابر جاتا رہا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اس جہت مین
نہ تھا جب سفر سے پھر کر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی بعضے کہتے
کہ یہہ آیت نازل ہوئی مسافر کے حق مین سو اسکو سنت نماز سواری مین پڑھنا اور جانور جدھر پھرے ادھر منہہ کرنا
جایز ہے بعضے کہتے ہین کہ قبلہ جب کعبہ ہوا لوگ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونا ترک کئے تو یہود نے طعن کیا کہ
مومنون کا قبلہ متعین نہین کبھی ادھر منہہ کرتے ہین کبھی ادھر پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین کہ

اوّل اللہ صاحب نے اختیار دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جدہر چاہے اودہر منہہ کرے پھر اس حکم کو منسوخ کرنیکے
لئے **فول وجهك شطر المسجد الحرام** کی آیت نازل کی اور آیت کا معنی یون ہی کہ مشرق اور مغرب
اور جو کچھ اس کے مابین ہی سب اللہ کی ملک اور اسکے بندے ہین سب پر اُسکی اطاعت لازم ہی جو امر کرے
اسکو بجالانا اور منع کرے اس سے باز رہنا وہ جدہر متوجہ ہو کرنے امر کرے وہی قبلہ ہی کیونکہ قبلہ کچھ بالذات قبلہ نہین
بلکہ اللہ تعالی کے قبلہ مقرر کرنیکے سبب سے قبلہ ہوا سو تم جدہر منہہ کرو وہی قبلہ ہی اس صورت مین وجہ اللہ کا معنی
قبلۂ اللہ کا ہوا اور بعضے کہتے ہین فثم وجہ اللہ کا معنی پھر وہان اللہ جانتا ہی اور بعضے کہتے ہین وہان اللہ کی
رضامندی ہی **اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ** بڑی اللہ کنجایش والا ہی یعنی اللہ کی غنی تمام خلق کو بس ہے **عَلِيمٌ** خبردار یعنے
تمہارے اعمال اور نیات کو خوب جانتا ہی اس آیت سے یہہ حکم نکلا کہ اگر کسی پر قبلہ مشتبہ ہووے اور اجتہاد کرکے ایک
جہت کی طرف نماز پڑھے تو اُس پر اعادہ نہین ایسا ہی غریق دریا مین تختے پر ہے یا کسی کو کوئی مشکین باندھ دین
سو قبلے کی طرف متوجہ نہین ہو سکتا تو وہ جس جہت مین ہے اسی جہت مین نماز پڑھے تو اس پر بھی اعادہ نہین
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا اور کہتے ہین اللہ رکہتا ہے فرزند یہہ آیت نازل ہوئی مدینہ کے یہود مین
جو عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے ہین اور نصاریٰ مین جو مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین اور عرب کے مشرکون مین جو ملایکہ کو اللہ
کی لڑکیان کہتے ہین سو انکو اللہ صاحب نے پانچ وجہ سے رد کیا **سُبْحٰنَهٗ** وہ سب سے نرالا ہے یہہ پہلی وجہ ہے
یعنی اللہ فرزند رکہنے سے منزہ ہی کیونکہ فرزند رکہنا چاہتا ہی باپ مین اور فرزند مین مشابہت رہنا اور لازم
کرتا ہی احتیاج اور جلد فنا ہونا اللہ تو سب سے نرالا ہے پھر اُسکو فرزند ہونا محال ہی **بَلْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ** بلکہ اُسکا مال ہے جو کچھہ ہی آسمانون میں اور زمین مین یہہ دوسری وجہ ہے یعنی جو کوئی تمام جہان کا
مالک ہے اور عزیر اور مسیح اور ملایکہ یہہ بھی اُسکی مخلوق مین تو اُسکے فرزند ہونا محال ہین **كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ**
سب اسکے فرمانبردار ہین یہہ تیسری وجہ ہے یعنی تمام لوگ اُسکے حکم اور مشیت مین ہین کسی کو مقدور نہین
اسکی مشیت اور تکوین کے برخلاف کرے اگر اسکے فرزند ہوتے تو البتہ باپ کے ہمسر ہوتے یہہ تو محال ہے
بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نیا نکالنے والا آسمان اور زمین کا یہہ چوتھی وجہ ہے یعنے اللہ نے تو آسمان
و زمین کو نیا ایجاد کیا سابق مین انکے مثل نتھا جو ایسا ایجاد کرنے والا ہے البتہ وہ کسی کا باپ نہوگا

کیونکہ والد۔ولد کا عنصر اور مادہ بڑا ہے کہ ولد اس سے منفصل ہوا اللہ تو سب اشیا کو نیا نکالنے والا ہے جو علی الاطلاق ہو وہ مختیرہ ہی نقصان کے صفات سے تو البتہ والد ہوگا وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ اور جب حکم کرتا ہی ایک کام کو یہی کہتا ہی اُسکو کہ ہو وہ ہوتا ہی یعنے اللہ تعالی کسی چیز کو ایجاد کرنا چاہتا ہی تو بمجرد اسکے ارادے کی وہ چیز وجود مین آتی ہی وہان توقف و امتناع کو راہ نہین یہہ پانچوین وجہ ہی کہ اُنکے قول کے فساد پر دلالت کرتی ہی کیونکہ فرزند کرنا مہلت سے ہوتا ہی اللہ تعالی کا فعل اس سے غنی ہی وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اور کہنے لگے جنکو علم نہین ابن عباس کہتے ہین ان لوگون سے مراد یہود ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مدینہ مین تھے اور مجاہد کہتے ہین کہ مراد نصاری ہین اور قتادہ کہتے ہین کہ عرب کے مشرکین ہین غرض کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے لَوْلَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ کیون نہین بات کرتا ہمسے اللہ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ یا آوے ہمکو کوئی علامت جو تیری صداقت پر نشان دیوے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ اسیطرح کہہ چکے ہین اُنسے اگلے انہین کی سی بات یعنی اگلے امت کے کافر بھی جو باتین کیے ہین سو اب کے لوگ بھی ویسی ہی بات کرتے ہین یہود موسی علیہ السلام سے سوال کیے کہ اللہ کو روبرو بتاوے اور اُسکا کلام سنواوے اور عیسی علیہ السلام سے سوال کیے کہ ہم پر آسمان سے خوان اتارا سکے سواے اور بھی باتین کہ جسکا سوال کرنا لایق نہین تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ایک سے ہین دل بھی انکے یعنے اِسوقت کے اور اگلے زمانہ کا فرون کا دل کفر اور عناد مین باہدیگر مشابہت رکھتا ہی قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ہمنے بیان کردین نشانیان اُن لوگون کو جنکو یقین ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیان جیسے شق القمر اور سخن کرنا پتھر کا اور چل کے آنا درخت کا اور جاری ہونا پانی کا چشمہ انگشتان مبارک سے اِس کے سواے بہت سے معجزے ہم دکھا چکے ہین اُن لوگون کو جو یقین حاصل کرنا چاہتے نہ اُن کو جو محض سرکشی اور عناد سے سوال کرتے ہین اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ہمنے تجھکو بھیجا ٹھیک بات لیکر خوشی اور ڈر سنانے کو حق سے مراد یا راستی ہی یا قرآن یا اسلام اور شریعت کے احکام خوشی سنانے والا اطاعت کرنے والون کو جنت اور اجر عظیم کی اور ڈرانے والا گنہگارون کو دوزخ اور عذاب سے وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ اور تجھ سے پوچھ نہین دوزخ والون کی یعنی لوگون کو خبر سنا دینا تیرا کام ہی تیری دعوت

کہ بعد اگر وے ایمان نہ لاوین تو تجھسے اُنکی پرسش نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کاش مجھ کو شعور ہوتا کہ میرے مان اور باپ کیا کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور حضرت کو کافرون کے احوال سے سوال کرنے کی ممانعت آئی لیکن یہہ روایت ضعیف ہی اور مختار یہہ ہے کہ یہہ آیت اہل کتاب کے کافرون کے حق مین نازل ہوئی وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اور ہرگز راضی نہونگے تجھسے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تابع نہو تو انکے دین کا یعنے یہود تجھسے راضی نہونگے جب تک تو یہودیت کو نہ اختیار کرے اور نہ نصارا جب تک تو نصرانیت کو نہ اختیار کرے اس کے نازل ہونیکا سبب یہہ ہے کہ یہود اور نصارا حضرت سے مصالحت چاہتے اور طمع دلاتے کہ اگر ہمکو مہلت دین تو ہم تابع ہو وینگے پھر اللہ صاحب نے یہہ آیت نازل کی کہ تو انکی اسلام کی آرزو مت کر کیونکہ تو جب تک انکا دین اختیار نہ کریگا یہہ تجھسے راضی نہو وینگے تو تیرے دین کے تابع ہونا ممکن نہین قُلْ تو کہہ ای محمد انکے جواب مین اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى مقرر جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ ہے یعنی اللہ نے جو اسلام کی راہ جو بتائی ہے وہی راہ حق ہے اسکے سوای دوسری کوئی راہ نہین اور اہل کتاب جو اپنی متابعت کرنا چاہتے ہین سو وہ آرزو ہے انکے نفسون کی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ اور کبھی تو چلا اُن کی پسند پر یعنی اُنکی بیہودہ بات پر جو تجھے بلاتے ہین اس جگہ اگرچہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن مراد حضرت کی امت ہی بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اُس علم کے جو تجھکو پہنچا یعنی دین صحیح جو دلایل سے ثابت ہوا مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ تو تیرا کوئی نہین اللہ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جنکو ہمنے دی ہی کتاب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہہ آیت شان مین اہل کتاب کے اتری جو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کشتی مین حبش سے آئے تھے وہ چالیس شخص تھے نصارا کے بتیس شخص حبش کے اور آٹھ شخص شام کے راہبون سے اور بعضے کہتے ہین مطلق اہل کتاب کے حق مین نازل ہوی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسے عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی غیرہما يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ پڑھتے ہین اُسکو یعنی کتاب کو پڑھتے ہین جو حق ہے پڑھنے کا یعنی جیسی نازل ہوئی ویسا ہی پڑھتے ہین اس مین تغیر اور تحریف نہین کرتے اور نعت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہی اُسکو بدل نہیں دیتے اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وے اُس پر ایمان لاتے ہین
یعنی جو کتاب کو پڑھتے ہین حق پڑہنے کا وہی لوگ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہین جب اُسکی تصدیق کئے
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی اُس مین موجود ہو وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ اور جو منکر ہو گا اُس سے
یعنی اُس کتاب سے اور اُسکو بدل دیگا فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ سو انہین کو نقصان ہی کیونکہ انکی
جگہہ دوزخ مین ہی اول اللہ صاحب نے بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا اور اُن پر جو نعمتین دین اُسکو مفصل
ذکر فرمایا اور انکی بدذاتی اور شرارت جو اپنے نبی سے کی تھی کھول دیا اب پھر انکی تنبیہ کرنے اور انکو جو نعمتین دی تھین
وہ یاد دلانے کو فرماتا ہی یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ
عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اَی اسرائیل کی اولاد یاد کرو احسان میرا جو مینے تمپر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تمکو عالم پر یعنی
اُسوقت کے عالم پر وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا اور بچو اس دن سے کہ نہ کام
آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ وَلَا یُقْبَلُ مِنْھَا عَدْلٌ اور نہ قبول ہو اسکی طرف سے بدلا وَلَا
تَنْفَعُھَا شَفَاعَۃٌ اور نہ کام آوے اُسکو سفارش یہہ آیت اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد خاص ہی یعنے
شفاعت کام نہ آویگی جبکہ وہ مستحق ہو چکا فقط عذاب ہی کا یا وہ شفاعت جسکا اذن نہ ہو یا رد ہے یہود کو جو
کہتے تے اپنے آبا اجداد سفارش کرکے عذاب سے بچا لینگے وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ انکو مدد پہنچے یعنے
انکا کوئی مددگار ہو کے اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہین وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ
فَاَتَمَّھُنَّ اور جب آزمایا ابراہیم کو اسکے رب نے کئی باتوں مین پھر اُس نے وے پوری کین ابراہیم علیہ السلام کے
باپ کا نام آزر تھا سورہ انعام مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اور جب کہا
ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو بعضے کہتے ہین آزر باپ نتھے چچا تھے باپ کا نام تارخ تھا چچا کو باپ کہنے کے اصطلاح
باپ فرمایا اور بعضے کہتے ہین تارخ نام تھا عرف آزر اور ابراہیم کی پیدائش سوس شہر مین ہوئی اہواز کا
ضلع بعضے کہتے ہین بابل مین اور بعضے کہتے ہین کوثی مین کوفہ کا ضلع بعضے کہتے ہین حیران مین لیکن انکے والد نمرود
کے ملک بابل کو لے گئے ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف کی سب لوگ اقرار کرتے تھے یہود و نصارا انکی
بزرگی کے قایل تھے اور انکی طرف اپنے نسب کا سلسلہ جو پہنچتا تھا اس سے فخر کرتے تھے اور عرب کا نسب بھی جو

ع ۱۵

ثمن

انکی طرف پہنچا تھا اور ابراہیم جانبے سو وہ گھر یعنے کعبہ کی خدمت پر کرتے تھے اِس سے بڑا فخر کرتے تھے
اسلام کے آنے بعد ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف زیادہ ہوئی سو اللہ تعالی ابراہیم سے چند چیزین
نقل کیا کہ اس سے مشرکین اور یہود و نصارا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو قبول کرنا اور اُنپر ایمان لانا اور
انکی تصدیق کرنا لازم آتا ہی کیونکہ ابراہیم پر جو اللہ تعالی نے واجب کیا ہی وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے
خصایص ہین فقط جزئی احکام مین اختلاف ہی اور ابتلا کے معنی آزمانا اور امتحان کرنا جب کہے فلانے سے مین
آزمایا تو اس سے دو چیز کا ارادہ کرتے ہین ایک تو آزمانے والے کو اس شخص کا حال معلوم ہونا دوسرا وہ شخص
خوب ہے یا خراب ہے سو لوگون کو معلوم ہو اللہ تعالی جب بندون کو آزمایا تو انکا حال اللہ تعالی کو معلوم ہونا
غرض نہین کیونکہ اللہ تعالی کو انکا سب حال معلوم ہے کچھ چیز اس سے پوشیدہ نہین آزمانے سے غرض یہ ہے
کہ بندون کو اُس کا احوال معلوم ہووے کہ وہ بھلا ہی یا برا اور یہ کلمے جن سے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا اُس مین
اختلاف ہی عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتا ہی کہ وہ تیس چیزین ہین شرایع اسلام کے سورت برات کی آیت مین
یعنے التائبون العابدون آخر تک دس کا ذکر ہی توبہ کرنا عبادت کرنا حمد کرنا سیاحت کرنا
رکوع کرنا سجدہ کرنا امر معروف کرنا نہی منکر کرنا اللہ تعالی کے حدود کی محافظت کرنا اور ایمان اور سورت
احزاب کی آیت مین ان المسلمین والمسلمات آخر تک دس کا ذکر ہے اسلام اور ایمان اور قنوت
اور صدق اور صبر اور خشوع اور صدقہ دینا اور روزہ رکھنا اور شرمگاہ کو زنا اور لواطت اور سحاق سے بچانا اور
دل و زبان سے ہمیشہ اللہ تعالی کا ذکر بہت سا کرنا اور سورت المومنین کی آیت مین یعنی الذین ہم علی صلوٰتہم
یحافظون آخر تک دس کا ذکر کیا ایمان اور تصدیق قیامت کی دن کی اور ہمیشہ خوف و اندیشہ عذاب الٰہی
سے اور خشوع نماز مین اور نماز کے آداب اور سنن اور مستحبات کی محافظت کرنا اور لغو اور عبث اور مسخرگی سے
احتراز کرنا اور دل کی خوشی سے زکوۃ دینا اور شرمگاہ کو اپنی منکوحہ اور مملوکہ کے غیر سے بچانا اور عہد کو وفا
امانت کو ادا کرنا اور شہادت پر قایم رہنا اِن دس چیزون کا ذکر سورت سائل سائل مین بھی مذکور ہے
اِن تیس خصلتون مین اگرچہ بعضے مکرر ہین پر انکے قیدون کو اور تخصیصات کو لحاظ کرین تو حکم مین جدی
خصلتین ہوتے ہین اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ اللہ تعالی نے آزمایا سو دس خصلت ہین

فطرت سے پانچ تو سر مین مونچھون کو کترنا اور غرارہ کرنا اور ناک مین پانی لینا اور مسواک کرنا اور سر کے بالون
مین مانگ نکالنا اور پانچ جسد مین ناخن نکالنا اور بغل کے بال چنا اور موی زہار مونڈھنا اور ختنہ کرنا اور
پیشاب کرکے پانی سے طہارت کرنا بخاری اور مسلم روایت کیے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پانچ چیز ہین فطرت مین کے ختنہ کرنا اور استحداد یعنی موی زہار تراشنا اور
مونچھ کترنا اور ناخن لینا اور بغل کے بال چنا اور مسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دس چیز ہین فطرت مین مونچھ کترنا اور داڑھی چھوڑنا اور مسواک کرنا اور ناک
مین پانی لینا اور ناخن نکالنا اور براجم یعنی انگلیون کے گرہین دھونا اور بغل کے بال چنا اور موی زہار
تراشنا اور انتقاص الما یعنی پیشاب کرکے پانی سے پاک کرنا حدیث کا راوی مصعب کہتا ہی دسوین
چیز کو مین بھول گیا شاید کہ غرارہ ہو حدیث مین آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اول اُن مین کے ہین جو
ختنہ کیے اور اول اُن مین کے ہین جو ناخن تراشے اور اول اُن مین کے ہین جسکے سفید بال نکلے پھر جناب الٰہی
مین عرض کیے کہ ای رب یہہ سفید بال کیا ہین بولا وقار ہے یعنی بزرگی کہے ای رب مجھے وقار زیادہ کر اور
قتادہ نے کہا ہے وہ باتین حج کے مناسک ہین اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو
آزمایا ساتھ چیزون کے ستارے اور چاند اور سورج جس مین ابراہیم نے تامل کیا اور جانا کہ پروردگار سب کا
ایک ہی ہمیشہ باقی اور آتش کہ جسپر صبر کیے اور ترک وطن اور ذبح اپنے فرزند کا اور ختنہ کرنا کہ ابراہیم علیہ السلام
نے ان تمام پر صبر کیا اور مجاہد کہتا ہے کہ وہ کلمے وہی ہین جو یہان اس آیت کے بعد فرماتا ہی کہ انی
جاعلک للناس اماما الآیات بعید نہین کہ کلمات سے مراد یہہ سب تکلیفات ہون جو اللہ تعالی
نے انپر لازم کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اُن تمام کو پورا کیا یعنی جو جو باتین اللہ تعالی امر کیا اُن تمام
کو بجا لائے اور اُس پر خوب طرح سے قایم ہوا ابراہیم کے قبل کوئی نبی نے ان تکلیفات سے مامور نہ ہوا قَالَ
فرمایا رب نے اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا مین کرونگا تجھکو سب لوگون کا پیشوا یعنے نیکیون مین
تیری پیروی کرین اور تیرے طریقہ پر چلین امامت ابراہیم علیہ السلام کی عام اور ہمیشہ ہی کیونکہ اُنکے بعد
کوئی نبی نہوا مگر انکی اولاد مین اور مامور ہوا انکی متابعت کرنے پر قَالَ بولا ابراہیم وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

اور میری اولاد مین بھی یعنی میری اولاد مین بھی پیشوا کر کہ لوگ انکی متابعت کرین قَالَ کہا رب نے
لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ نہین پہنچتا میرا عہد یعنی نبوت یا امامت بے انصافون کو اللہ تعالے
نے اس آیت مین اشارہ کیا کہ تیری اولاد مین نیک بد سب ہونگے جو نیک ہین انکو امامت دونگا اور جو بد ہین انکو نہ دونگا۔
اس آیت سے معلوم ہوا کہ فاسق امامت کے لایق نہین فاسق کو حاکم کرنا یا اسکو خدمت قضا کی یا افتا کی یا
احتساب کی یا اور کوئی خدمت دینا جایز نہین وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ اور
جب ٹھہرایا ہمنے یہہ گھر یعنے کعبہ جمع ہونیکی جگہہ لوگونکی یعنی اطراف سے لوگ آکر وہان جمع ہون وَاَمْنًا
اور پناہ کی جگہہ یعنی وہان جو پناہ لیوے اُسکے متعرض نہونا اس سے امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کوئی جنایت کرکے
کعبہ مین چھپے تو اُسکو پکڑنا جایز نہین لیکن اُسکو ایسا روکنا چاہئے کہ وہ عاجز ہوکے آپ ہی نکلے بخاری اور مسلم
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ
پڑھے سو فرمائے اس شہر کو اللہ تعالی نے حرام کیا جس روز سے کہ آسمان و زمین پیدا کیا پھر اللہ کے حکم سے
حرام ہے قیامت تک اور وہان جنگ کرنا کسی کو میرے قبل حلال نہوا اور میرے تئین بھی حلال نہوا مگر ایک دن کی
ایک ساعت سو وہ اللہ کی حرمت سے حرام ہے قیامت تک نہ قطع کرے وہانکے کانٹے اور نہ ہنکارے وہان کے
شکار کو اور نہ اٹھاوے وہان سے پڑی چیز کو مگر جو اسکی تعریف کرتا ہی یعنے اٹھائی ہوئی چیز کے مالک کو ہمیشہ دریافت
کرتا رہے اور نہ اُکھیڑے اُسین کی گھانس وغیرہ عباس رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ مگر اذخر کہ لوہارونکے اور
گھرونکے اور قبور کے واسطے ضرور ہے حضرت فرمائے مگر اذخر اور مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ وہان حد قایم کرنا مطلق
جایز ہے کیونکہ عاصی نے خود اپنی حرمت کو توڑا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى اور کر
رکھو ابراہیم کے مقام کو نماز کی جگہہ مقام ابراہیم سے مراد پتھر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ بنانیکے وقت
اسپر کھڑے ہوتے تھے اور اسپر ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان ہے جہان کہین کہ اب وہ موجود ہے اور
اُسکے پاس نماز پڑھنا مستحب ہے روایت کئے ہین بخاری انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ موافقت کیا مین پروردگار کی تین بات مین یا موافقت کی میری پروردگار نے تین بات مین
یہہ راوی کا شک ہی مین بولا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ کر رکھین تو بہتر ہے سو اللہ تعالی نے

باستغنا کی خلافت اور امامت

اذخر ایک قسم کی گھانس ہے

نازل کیا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى اور مین بولا یا رسول اللہ آپکے یہان اچھے برے
لوگ تمام آتے ہین اگر امہات المومنین کو چھپایا کرین تو بہتر ہے پھر اللہ تعالی آیت حجاب کی نازل کیا
اور مین نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بی بی پر غصہ ہوئے سو مین انکو جاکے بولا اگر تم ان حرکتون سے
باز آتین تو خوب ہے نہین تو اللہ تعالی اپنے رسول کیواسطے تم سے خوب عورتین بدل دیگا سو اللہ تعالی نازل
کیا عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن الآیہ بعضے کہتے ہین مراد
اس نماز سے وہ نماز ہے جو طواف کے بعد دو رکعت گذارتے ہین اور اس دو رکعت کو بعضے فقہا واجب
کہتے ہین امام شافعی کے صحیح مذہب مین یہہ دو رکعت طواف کے مستحب ہین بعضے کہتے ہین مقام ابراہیم
سے مراد تمام حرم ہے اور بعضے کہتے ہین حج کے موقف ہین اس تقدیر پر نماز سے مراد دعا ہوگی وَعَهِدْنَا
اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ اور امر کردیا ہمنے ابراہیم اور اسمعیل کو کہ پاک
رکھو گھر میرا یعنے کعبہ کو بتون سے اور نجاست سے اور اس سے جو لایق نہین ہے لِلطَّآئِفِيْنَ واسطے طواف کرنیوالون کے
یعنے اسکے گرد پھرنے والے وَالْعٰكِفِيْنَ اور اس مین عبادت واسطے بیٹھنے والون کے وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ
اور رکوع سجود والون کے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ اور جب کہا ابراہیم نے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا
اٰمِنًا ای رب کر اسکو یعنی مکہ کو یا حرم کو شہر امن کا یعنی لوگونکو اس مین امن رہے ابراہیم علیہ السلام یہہ دعا مانگے کیونکہ
اس شہر مین کچھ زراعت نتھی پھر اگر امن بھی نہو تو اطراف سے وہان کچھ چیز نہ آئیگی پھر رہنا وہان کا دشوار ہوگا اللہ تعالی نے
ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور اسکو امن والا شہر کیا کوئی جبار اسکے خراب کرنیکا ارادہ کرے
تو اسکو ہلاک کرتا ہے جیسا اصحاب الفیل وغیرہ کو ہلاک کیا یہان ایک اشکال ہے کہ حجاج نے مکہ کے لوگون سے جنگ
کیا اور اس پر منجنیق مارے پھر امن کہان رہا آسکا جواب دیتے ہین کہ حجاج مکہ کو ویران کرنے اور وہان کے لوگون
کو ہلاک کرنے کے ارادے سے آیا نہین تھا اسکی غرض یہہ تھی کہ ابن الزبیر کو پکڑے اور انکو خلافت سے معزول کرے بغیر
جنگ کے ممکن نتھا اسلئے انسے جنگ کیا جب اسکا مقصود حاصل ہوا تو کعبہ کی حرمت اور اسکی تعظیم کی وَارْزُقْ
اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور روزی دے اسکے لوگونکو
میوون سے جو کوئی انمین ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ابراہیم علیہ السلام نے میوے دینے کی دعا مانگی کیونکہ

اس بیابان میں میں زراعت نہتی پھر دعا مانگی تا میوے اطراف سے وہان آوین اللہ تعالے ابراہیم کی دعا کو قبول کیا کہ ہمیشہ اطراف سے وہان پھل آیا کرتے ہین اور دعا خاص مومنون کے واسطے کئے کیونکہ اول امامت کے واسطے جو دعا مطلق مانگی تو اللہ تعالے نے انکو فرمایا ظالمون کو میرا عہد نہ ملیگا پھر اُس کا لحاظ کرتے اب دعا مخصوص مومنون کے واسطے کئے اللہ تعالی انکو معلوم کروایا کہ دنیا مین رزق دینے مومن اور کافر سب برابر ہین اور فرمایا۔

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا فرمایا نے اور جو کوئی منکر ہے اُسکو بھی فایدہ دونگا تھوڑے دنون یعنی اُسکے حیات تک وہ حیات اگرچہ دراز ہو لیکن آخر منقطع ہوتی ہے تو تھوڑی ہی ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ پھر اُسکو قید کر بلاونگا دوزخ کے عذاب مین وہ بُری جگہ پہنچ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ اور جب اٹھانے لگا ابراہیم بنیادین اُس گھر کی اور اسمعیل اہل سیر وغیرہ لکھتے ہین کہ اللہ تعالی زمین کو پیدا کرنیکے قبل دو ہزار برس کے کعبہ کی جگہ پیدا کیا سو پانی پر تھی کف کی سی سفید رنگ پھر اسکے نیچے زمین کو برابر کئے آدم علیہ السلام زمین پر جب اترے تو انکو وحشت ہوئی جناب باری مین عرض کئے اللہ تعالے بیت المعمور کو اتار کے کعبہ کی جگہ رکھا اسکی بنا یاقوت کی تھی اور دو دروازہ تھے زمرد کے ایک دروازہ شرقی اور دوسرا غربی اور آدم کو اللہ تعالے نے فرمایا ای آدم مین نے تیرے واسطے گھر کو اتارا تو اُسکا طواف کر جیسی عرش کی گرد طواف کرتے ہین اور تو وہان نماز پڑھ جیسی عرش کے گرد نماز پڑھتے ہین اور حجر اسود کو بھیجا اسکا رنگ سفید تھا جاہلیت مین اسکو حایض عورتین چھونے لگین تو اُسکا رنگ سیاہ ہوا پھر آدم ہند سے مکہ کو پیادہ آے اللہ تعالی نے انکے ساتھ ایک فرشتے کو بھیجا تا کعبہ انکو بتاوے پھر آدم علیہ السلام آکے اس گھر کا حج کئے اور مناسک بجا لائے ابن عباس کہتے ہین آدم چالیس بار ہند سے پیادہ جا کر حج کئے غرض نوح علیہ السلام کے طوفان تک وہ گھر ویسا ہی تھا طوفان کیوقت اللہ تعالے اُس گھر کو اٹھاکے چوتھے آسمان پر رکھا اُس مین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین نکلے بعد بھی اُس مین داخل نہین ہوتے اور جبرئیل علیہ السلام حجر اسود کو لیجاکے جبل ابو قبیس مین پوشیدہ کئے تا طوفان سے غرق نہووے طوفان کے بعد کعبہ کی جگہ خالی تھی ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک پھر ابراہیم علیہ السلام کے دونون فرزند اسمعیل و اسحق پیدا ہوے بعد اللہ تعالے امر کیا کہ وہ گھر جس مین اللہ کا ذکر ہوا کرے بناوے اور ابراہیم علیہ السلام

اس گھر کی جگہ پوچھے تو اللہ نے ایک ابر کا ٹکڑا کعبے کے مقدار کے برابر بھیجا ابراہیم علیہ السلام اسکے سایہ مین چلے
آخر کعبہ کی جگہ برابر آکے ابر کا ٹکڑا کھڑا ہوا اور ابراہیم کو ندا آئی کہ ابر کا سایہ جتنا ہو اتنا ہی گھر بنانا اور اس سے
کچھ کم و زیادہ نہ کرنا بعضے روایتون مین آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالے نے بھیجا تا کعبہ کی جگہ بتاوے پھر ابراہیم
اور اسمعیل علیہما السلام ملکے کعبہ کی بنا شروع کئے ابراہیم بناتے اور اسمعیل پتھر اٹھاکے دیتے ابن عباس سے
روایت ہے کہ کعبہ کو پانچ پہاڑ کے پتھرون سے بنایا طور سینا اور طور زیتا اور جبل لبنان کہ شام مین ہے اور جودی وہ
جزیرے مین ہی اور جبل حراوہ مکہ مین ہے جب حجر اسود کی جگہ پہنچی ابراہیم نے اسمعیل کو کہا ایک خوب پتھر ڈھونڈکے
لاؤ تا لوگون کے نشان کیواسطے اسکو لگاؤن اسمعیل ایک پتھر لیکے آئے ابراہیم کہے اس سے خوب پتھر لاؤ پھر ڈھونڈنے
نکلے ابو قبیس پہاڑ نے پکار کے کہا ای ابراہیم تمہارے واسطے میرے پاس ایک امانت ہی اسکو لو پھر حجر اسود کو نکالے
اسکے موقع مین اب جہان گڑا ہی رکھے بعضے کہتے ہین کعبہ کو اول آدم علیہ السلام نے بنایا پھر بعد طوفان کے ابراہیم بنائے
بعضے کہتے ہین اول ملائکہ بنائے بعدہ ابراہیم علیہ السلام بنائے پھر عمالقہ بنائے بعد جرہم بعدہ قریش بعثت کے قبل اور نقشہ
جو ابراہیم کیوقت تھا اس مین کچھ تغیر کئے اور اس بنا مین نبی صلی اللہ علیہ السلام بھی شریک تھے بعد ابن الزبیر اپنی
خلافت مین جڑ سے توڑکر اور ابراہیم علیہ السلام کے وقت کے نقشہ کے برابر بنائے پھر حجاج بن یوسف ابن الزبیر کی بنا مین
کچھ توڑکے قریش جو بنائے تھے ویسا ہی کیا وہی حجاج کی بنا پر آج تک جو وہی مگر چند بار مرمت کی گئی اور ابراہیم
اور اسمعیل علیہما السلام بناتے وقت یہہ کہتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ای رب
قبول کر ہمسے تو ہی ہو اصل سنتا جانتا رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ ای رب اور کر ہمکو حکم بردار اپنا
وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور ہماری اولاد مین بھی ایک جماعت حکم بردار تیری ابراہیم اور
اسمعیل علیہما السلام اپنی ذریت واسطے دعا کئے کیونکہ ذریت ہی شفقت کرنیکے سزاوار ہین اور انبیا کی اولاد جب درست
چال پر رہین تو انکے تابعدار بھی درست چال پر چلینگے اور بعضے اولاد کیواسطے دعا مانگے کیونکہ اول اللہ تعالی فرماچکا
ہے لا ینال عہدی الظالمین بعضے کہتے ہین امت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے وَاَرِنَا
مَنَاسِكَنَا اور سکھلا ہمکو دستور حج کرنیکے مناسک مشتق نسک سے ہی نسک کی معنی بڑی عبادت کرنا حج کے
کامون کو مناسک بولنا مشہور ہوا کیونکہ اس مین بہت مشقت اور کام عادت کے برخلاف ہین جیسی شکار نہ پکڑنا اور

سیاہ لباس نہ پہنا اور ناخن نہ لینا اور بال نہ نکالنا اسکے سوا اور چیزین بھی ہین پھر اللہ تعالیٰ نے انکی یہہ دعا
قبول کی اور جبریل کو بھیجا تا حج کے تمام رسوم انکو تعلیم کرے وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
اور ہمکو معاف کر تو ہی ہے اصل معاف کرنیوالا مہربان انبیا گناہون سے معصوم ہین باوجود اسکے توبہ چاہنا سوا اپنی
نفس کو توڑنے اور اپنی اولاد کو ارشاد کرنے یا توبہ چاہنا اس گناہ سے جو پیش از نبوت کے سہواً ان سے سرزد ہوا تھا یا بندہ
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کتنی ہی کرے لیکن بعضے اوقات مین کچھ قصور ہو جاتا ہے سہو سے یا افضل ترک کرنے سے سو اس قصور سے
توبہ چاہیے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ ای رب ہمارے اور بھیج انمین ایک رسول انھین مین کا
روایت ہے کہ جب یہہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمھاری دعا ہم نے قبول کیا اور وہ نبی آخر زمانے مین آویگا
سب علما کا اس پر اتفاق ہے کہ اس نبی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین تمام
انبیا جو ہوے سو اسحق کی اولاد مین تھے اور انسے کوئی مکہ مین نہ ہوا یہہ دعا تو مکہ کے باشندے اور اسمعیل کی ذریت کیواسطے
تھی اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین کوئی نبی مبعوث نہ ہوا سوا ے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تو یقین ہوا کہ نبی سے
مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین احمد اور ابن جریر وغیرہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مین اللہ کے یہان ام الکتاب مین خاتم النبیین تھا اور آدم کا ہنوز پتلا زمین پر پڑا
ہوا تھا اور مین اپنے اول امر سے تمکو خبر دیتا ہون مین دعا ہون ابراہیم کی یعنی یہہ جو دعا مانگے بھیج انمین ایک
رسول اور بشارت ہون عیسی کی یعنی سورت صف مین جو مذکور ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی
اسمہ احمد اور انجیل مین بھی ہے کہ مین جاتا ہون اب دوسرا فارقلیط تمھارے واسطے آتا ہے اور خواب
ہون اپنی والدہ کا جو دیکھی یعنی خواب دیکھی کہ اس سے ایک نور روشن ہوا کہ جس سے شام کی حویلیان اسکو روشن
نظر آئین يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ پڑھے انپر تیری آیتین یعنی تو جو اسکو وحی کرتا ہے توحید اور نبوت کے دلایل
اور احکام وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاوے انکو کتاب یعنے قرآن اور پکی باتین بعضے کہتے ہین
حکمت سے مراد معارف اور احکام ہین کہ جس سے نفس کامل ہوتا ہے بعضے کہتے ہین وہ علم اور عمل ہے آدمی حکیم
نہ ہوگا جب تک اس مین علم اور عمل دونون نہ ہون اور بعضے کہتے ہین جو بات تجکو نصیحت کرے یا بزرگی
کی طرف بلاے یا قبیح سے منع کرے وہ حکمت ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ قرآن کو فہم کرنا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

فقہ جاننا اور بعضی کہتے ہیں سنت نبوی جاننا ہی وَيُزَكِّيهِمْ اور انکو پاک کرے ابنی شرک سے اِنَّكَ اَنْتَ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ مقرر تو ہی ہو زبردست حکمت والا وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا

مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ اور کون پسند نرکھے دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہو اپنے جی سے یعنی ابراہیم کے دین کو

اور شریعت کو ترک نکریگا مگر جو احمق ہو کیونکہ یہود اور نصاریٰ اور عرب کے مشرک سب ابراہیم کے طرف اپنا

نسب پہنچاتے ہیں کرکے فخر کرتے ہیں اور اس نبی کی بعثت کی ابراہیم نے خواہش کیا اور اسکی شریعت ابراہیم کی ملت

کے مطابق ہے جو کوئی اس رسول پر ایمان لانے سے انکار کیا تو اسنے ابراہیم کی ملت سے انکار کیا اور جو ابراہیم کی

ملت کا انکار کیا تو وہ نادان ہے بغوی نے کہا کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ تھا کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ

عنہ اپنے دو بھتیجے مہاجر اور سلمہ کو کہے تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے توریت مین لکھا ہے اسمعیل کی اولاد سے ایک نبی

بھیجیگا اُس کا نام احمد ہے جو ایمان لایا اُس پر تو راہ پایا اور جو ایمان نہ لایا تو وہ ملعون ہے پھر سلمہ ایمان لایا

اور مہاجر نہ لایا تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے اس حدیث کو مین نے

کسی حدیث کی کتاب مین اور مسند تفسیر مین نہین پایا وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ

فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور ہمنے اسکو پسند کیا دنیا مین یعنی اسکو رسالت دی اور وہ یعنی ابراہیم

آخرت مین نیکون مین ہے یعنی جن کو مرتبہ ہو بلند اس آیت مین اللہ تعالیٰ خطاب کیا انہون کی جو ترک کرتے

ہین ابراہیم کی ملت کو کیونکہ جس کو اللہ کے یہان سے دونون جہان کی بزرگی ملے اور قیامت کے دن اُسکی استقامت

اور صلاح ثابت ہوئے تو اسکی پیروی کرنا ضرور ہے اسکو ترک نکریگا مگر سفیہ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ

جب اسکو کہا اسکے رب نے حکم بردار ہو قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بولا یعنی ابراہیم حکم مین آیا جہان

کے صاحب کے ابن عباس سے روایت ہے کہ جب ابراہیم تہخانہ سے نکلے ستارون چاند سورج کو دیکھ کے اللہ کی وحدانیت

اور انکے حادث ہونے پر مطلع ہوئے تو اللہ تعالےٰ اُس وقت انکو خطاب کیا کہ اسلم یعنے اپنے نفس کو اللہ کی طرف سونپ

اور اپنے کامونکو اُسکے طرف مفوض کر تو انھون نے کہا مینے مفوض کیا وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ

وَيَعْقُوْبُ اور یہی وصیت کرگیا ابراہیم اپنے بیٹون کو اور یعقوب یعنے یعقوب نے اپنے فرزندون کو بھی یہی وصیت

کرگیا مقاتل کہتا ہے ابراہیم کے چار فرزند تھے اسمعیل انکی مان ہاجر قبطیہ اور اسحق انکی مان سارہ اور مدین

اور ردان انکی ماں قسطورا بیٹی یقطن کی بعضی آٹھ فرزند کہے ہین یہہ چار اور قیسان اور زمران اور شبق
شوح انکی ماں بھی وہی قسطورا ہے اور بعضی چودھ کہتے ہین یہہ آٹھ اور ماری اور سرح اور باقس و کیسان اور
سروح اور آسم ان چھ کی ماں حجوری تھی توریت کے نسخے جو علسویان ترجمہ کئے ہین انمین آٹھ ہین جو اول مذکور ہوئے
ان چھیونکا داخلہ نہین اور ناموں کے تلفظ مین بھی ہر ہر نسخے مین اختلاف ہے اور یعقوب کے فرزند بارہ ہین روبیل
شمعون لاوی یہودا ایشاخر اور زابلون ان چھیوں کی ماں لیا اور دان اور نفتالی ان دونوں کی ماں
بلہا کنیز اور جاد اور آشیر ان دونوں کی ماں زلفا کنیز اور یوسف و بنیامین ان دونوں کی ماں راحیل یٰبَنِیَّ
اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ ای بیٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تمکو دین یعنی دین اسلام جو وہ برگزیدہ ہے
فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ پھر نہ مریو مگر مسلمانی پر اس مین منع کیا اسلام کو ترک کرنے سے اور
امر کیا کہ موت تک اسی پر ثابت رہنا یعنی اسلام پر ہمیشہ رہو یہانتک کہ اسی پر مرو فضیل ابن عیاض سے منقول ہے
کہ معنی وانتم مسلمون کا تم گمان نیک کرو اللہ کے ساتھ اس معنی پر دلالت کرتی ہے حدیث بخاری
اور مسلم کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہے ین سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے تین روز کے آگے فرمانہ مرے
کوئی تمسے مگر وہ گمان نیک رکھے اپنے رب کے ساتھ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ
کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کو موت اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بغوی وغیرہ یون لکھتے ہین کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہے یعقوب نے اپنی مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کیا تھا کہ تم یہودیت پر ثابت رہو اب ہم اسکو کیسا ترک
کرین پھر اللہ تعالی نے انکی تکذیب کے واسطے یہہ آیت نازل کی حافظ جلال الدین سیوطی کہے ہین مین نہین جانتا کسنے
اس حدیث کو نکالا ہے اور ام کا لفظ جو آیا ہے سو انکار کیواسطے ہے یعنی ای یہود تم تو یعقوب کی موت کیوقت
حاضر نہین تھے پھر پیغمبرون پر افترا کیون کرتے ہو اور یہودیت کی طرف انکی نسبت کاہی کو لگاتے ہو کیونکہ
مین امر نہین کیا ابراہیم کو اور انکی اولاد کو مگر دین اسلام پر چلنے اور وے بھی اپنی اولاد کو دین اسلام پر چلنے
کی وصیت کر گئے اب بیان کرتا ہے وصیت کا جو یعقوب نے اپنی اولاد کو کی اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْۢ بَعْدِیْ جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجوگے میرے بعد یعنی میرے مرے بعد تم کس کی عبادت کروگے کہتے ہین
اللہ تعالی نے کسی نبی کی روح قبض نہ کی ہے مگر یہہ کہ اسکو اختیار دیا موت اور حیات مین جب یعقوب علیہ السلام کو

اختیار دیا تو دیکھے کہ مصر والے بعضے بت پرست ہین اور بعضے آتش پرست سو یعقوب نے کہے مجھکو مہلت دو تا اپنی اولاد کو وصیت کرون پھر سب کو جمع کرکے کہے میرے موت کی گھڑی آپہنچی سو میرے بعد تم کسکی عبادت کروگے

قَالُوا کہے انکی اولاد نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادون ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی اسمعیل کا نام پہلے ذکر کیا کیونکہ انہون اسحق سے عمر مین بڑے تھے اور اسمعیل یعقوب کے چچا تھے پہ انکو آبا مین داخل کیا کیونکہ عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور خالا کو مان کہتے سوا دوسری قومون مین بھی یہی عادت جاری ہے اِلٰهًا وَّاحِدًا یہی ایک رب وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم انکے حکم پر ہین تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ وہ یعنی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور انکی اولاد ایک جماعت تھی گذر گئی یعنی اے یہود تم ابراہیم کا اور انکی اولاد کا ذکر چھوڑ دو لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ انکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ یعنے ایک دوسرے کی کمائی کام نہین آتی انکو نفع نہ دیگی مگر جو وے عمل کئے تمکو بھی نفع نہ دیگی مگر جو تم عمل کرتے ہو تم جو فخر کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا انبیا ہین وہ فخر کام نہ آویگا وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور تم سے پوچھ نہین انکے کام کی یعنی ہر فریق کو انکے عمل سے پوچھینگے نہ دوسرے کے عمل سے وَقَالُوْا اور کہے یعنی اہل کتاب یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کیے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ عبد اللہ بن صوریا کانا یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بولا ہدایت نہین مگر ہم جس پر ہین سو ہمارے تابع ہو تا راہ پاوے اور نصاری بھی ایسا ہی کہے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ہو جاؤ یہود یا نصاری تو راہ پر آؤ یعنے یہود کہے تم یہود ہو جاؤ اور نصاری کہے تم نصاری ہو جاؤ

قُلْ تو کہہ ای محمد بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بلکہ ہم نے پکڑی راہ ابراہیم کی جو ایکطرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین یعنی کسی کی پیروی کرنا ضرور ہو تو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنا سزاوار ہے کیونکہ اُسکی فضیلت کے سب قایل ہین حنیف مشتق ہی حنف سے اسکا معنی میل کرنا یہان حنیف کا معنی وہ جو تمام باطل دینون سے میل کرکے دین حق کو اختیار کرتا ہو اور جو شخص ختنہ کرے اور حج کو قایم کرے اسلام کے ساتھ تو اسکو عرب حنیف کہتے ہین اور اللہ نے جو کہا ابراہیم مشرکون مین نتھا اس مین تعریض ہے یہود و نصارا اور عرب کے مشرکون پر جو ابراہیم کی ملت کی پیروی کا دعوی کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالے کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے

اب اللہ تعالی مومنون کو ایمان کی راہ سکھانے ارشاد کیا قُوْلُوْٓا تم کہو ای مومنو یہود و نصاری کو جو
جو اپنی ملت کی پیروی کرو کہتے ہین اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ہم نے یقین کیا اللہ پر وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور جو اترا ہم
پر یعنی قرآن شریف قرآن کا ذکر مقدم لایا کیونکہ ہمارے نسبت کرتے وہ پہلی کتاب ہے یا یہہ کہ اُس پر ایمان لانا
سبب ہے دوسرے کتابون پر ایمان لانیکا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ اور جو اترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اسباط پر اسباط جمع سبط کا ہے پوتے کو
کہتے ہین یہان اس سے مراد یعقوب کے پوتے ہین یعنی انکے فرزندون کی اولاد جو پیغمبر ہوئے اسباط بنی اسرائیل مین
جیسے قبیلہ عرب مین یا مراد یعقوب کے بارہ فرزند ہین جنکے نام ہم آگے ذکر کئے ابراہیم اور اسحق کی نسبت وہ
پوتے ہوئے اس لئے اسباط بولا انمین یوسف علیہ السلام کی نبوت مین اختلاف نہین دوسرے فرزند نبی تھے یا نہین
سو اختلاف ہے قول اصح یہہ ہے کہ وہ نبی نتھے اور ابراہیم علیہ السلام پر جو نازل ہوئے سو وہ دس صحیفے تھے اور
اسمعیل وغیرہ پر اگرچہ صحیفے نازل نہ ہوئے لیکن اُنکو ابراہیم کے صحیفون پر عمل کرنیکا حکم تھا اور تفصیل ان صحیفون
جاننے پر مامور تھے تو اُنپر بھی ہی صحیفے گویا نازل ہوئے وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى اور جو ملا موسی کو
اور عیسی کو یعنی توریت جو موسی کو ملی اور انجیل جو عیسی کو ملی وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ
اور جو ملا سب نبیون کو اپنے رب سے یعنی ہم ایمان لائے توریت اور انجیل پر اور دوسرے تمام کتب پر جو نبیون
کو ملین اور وے تمام حق ہین اور ہدایت اور نور اور وہ سب اللہ کے یہان سے ہین اور انبیا تمام حق پر تھے لَا نُفَرِّقُ
بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم فرق نہین کرتے ایک مین ان سب سے یعنی یہود و نصاری بعضون کو مانتے ہین اور بعضون کو
نہین مانتے ویسا ہم نہین کرتے بلکہ ان سبھون کو ہم مانتے ہین وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی اللہ کے حکم پر
ہین فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا پھر وے بھی یعنی یہود و نصاری اگر یقین لاوین
جسطرح پر تم یقین لائے ہو تو راہ پاوین وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ اور اگر پھر جاوین تو اب وہی
ہین ضد پر اور جھگڑنے پر فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ سو اب بس ہے تیری طرف سے انکو اللہ اس آیت
مین اللہ تعالی نے وعدہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت کا یہود و نصاری پر اور محافظت کا انکی دشمنی سے اور اس مین
ایک غیب کی بڑی خبر ہے اور معجزہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس وعدہ کو اللہ تعالی نے پورا کیا بنی قریظہ کو قتل کئے

اور انکے عورت بچی اسیر ہوے اور بنی نضیر کو جلا وطن کئے اور خیبر کو انکے ہاتھ سے چھین لئے اور نصاریٰ کا پادشاہ
قیصر مسلمانون کے ہاتھ سے بہت سی ہزیمت پایا اور انکا عبادت گاہ بیت المقدس اور تختگاہ قسطنطنیہ کہ ان دونون پر
حاکم رہے اسکو لقب قیصر کا تھا مسلمانون نے چھین لیا اور انکے بہت سی ممالک مسلمانون کے تصرف مین آئے
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور وہی ہی اللہ سنتا جانتا صِبْغَةَ اللَّهِ رنگ اللہ کا لو یعنے دین اللہ کا اختیار
کرو دین کو رنگ سے تعبیر کیا کسواسطے کہ دین کا اثر دیندار پر ظاہر ہوتا ہی جیسا اثر رنگ کا کپڑے پر ظاہر ہوتا ہی
یا اسواسطے کہ نصاریٰ کے یہان جاری ہی کہ پیدا ہوے بعد ساتھ روز کو زرد پانی مین جس کا نام معمودیہ ہی اسکو غوطہ دیتے ہین
اور بولتے ہین ختنہ سے جو پاکی حاصل ہوتی ہی اس پانی مین غوطہ دینے سے وہی حاصل ہوتی ہی اور کوئی شخص نیا
نصرانی ہونا چاہا تو اسکو بھی اسی پانی مین غوطہ دیا کرتے ہین جب ایسا کئے تو کہتے ہین اب وہ پکا نصرانی ہوا سو
اللہ تعالیٰ مومنون کو امر کیا تم کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور رنگا ہمکو اللہ نے ایمان سے اور پاک کیا پورا پاک کرنا
نہ تمھاری پاکی کی طرح پھر اس رنگ کی مناسبت کیواسطے رنگ سے تعبیر کیا اسکو علم بلاغت مین مشاکلہ کہتے ہین
بعضے صبغۃ اللہ کا معنی اللہ کی فطرت کہتے ہین اور بعضے اللہ کی سنت بعضے کہتے ہین اس سے مراد ختنہ ہی جس سے
بدن خون آلود ہوتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور کس کا رنگ ہی اللہ سے بہتر یعنی کسی کا رنگ
اللہ کے رنگ سے بہتر نہین یعنے کوئی دین اللہ کے دین سے خوب نہین وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ اور ہم اسی کی
بندگی پر ہین قُلْ تو کہہ ای محمد اہل کتاب کے اس کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ یہود نے مسلمانون سے کہے ہم اہل کتاب
ہین اور ہمارا قبلہ مقدم ہے اور عرب بت پرست رہنے سے انمین کوئی نبی نہوا محمد بھی اگر نبی ہوتے تو ہم اہل کتاب مین
ہوتے پھر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا اور فرمایا انکے رد مین کہہ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ کیا تم جھگڑتے ہو ہم سے
اللہ مین یعنی اللہ تعالیٰ کی شان مین یعنے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دیا اور ہمکو نہ دیا کرکے
جو باتین کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر اللہ کسی پر وحی نازل کرتا تو ہم لوگون مین سے کسی پر نازل کرتا اور سمجھتے ہو کہ
نبوت کے لایق آپ ہین یہہ دعوی تمھارا باطل ہی بطلان کی دلیل فرمایا کہ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ اور وہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا
یعنے اللہ کے بندے ہونے مین ہم اور تم سب برابر ہین اپنی رحمت پہنچاتا ہے جس کو چاہے وَلَنَا أَعْمَالُنَا
وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور ہمکو عمل ہمارے اور تمکو عمل تمھارے یعنی ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا ملیگی یہہ بحث کیا سو

یہود کو چپکا کرنے اور الزام دینے تقریر یون ہی اللہ تعالی نبوت کرامت کرتا ہی سو وہ محض یا اللہ کا فضل و احسان ہی تو اس مین سب برابر ہین یا جو شخص طاعتون پر مواظبت کیا اور اخلاص سے اپنے تین آراستہ کر کے نبوت کا مستعد ہو اسواس پر اللہ تعالی کی طرف سی فیضان ہوتا ہی تو تمکو جیسے نیک اعمال ہین ہمکو بھی ویسی ہین وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ اور ہم اسی کے ہین یعنے ہم اسی کی خالص عبادت و طاعت کرتے ہین پھر ہم پسند آنے کے لایق اور اولی ہوے اَمْ تَقُولُونَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و راکی اولاد یہود تھی یا نصاری قُلْ کہہ اے محمد ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ کیا تم بڑے خبردار ہو یا اللہ کیونکہ اللہ تو فرماچکا ابراہیم اور انکی اولاد نہ یہودی تھے نہ نصرانی کیونکہ یہودیت موسی کے وقت سی نکلی اور نصرانیت عیسی کے زمانہ سے تو تمھارا جھوٹھ صاف معلوم ہوا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ اس سے ظالم کون جسنے چھپائی گواہی جو تھی اس پاس اللہ کی یعنی ابراہیم اور انکی اولاد مسلمان جو تھے اس کا علم یہود کو ہی اور محمد کی نعت اور صفت انکے کتابون مین موجود تھی سو انسکو چھپا دے اور اسکا انکار کیئے پھر جو کوئی اللہ کے یہان سے آئی سو بات کو چھپا وے تو اس سے ظالم زیادہ کوئی نہین وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ بیخبر نہین تمھارے کام سے یعنے تمکو اسکی جزا دیگا تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ وہ ایک جماعت تھی گذر گئی یعنے ابراہیم اور اونکی اولاد لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ انکا ہوا جو کما گئے اور تمھارا ہے جو تم کماو وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ اور تم سے پوچھ نہین انکے کام کی اہل کتاب اپنے آبا پر اعتماد پکڑنا اور انبیا کی طرف اپنا نسب پہنچا کے کر کے فخر کرنا اور وے اپنے سفارشی ہین کر کے بے باک ہونا انکی طبیعت مین گڑھ گئی ہے سو اس سے زجر اور توبیخ کے واسطے اس کو مکرر فرمایا بعضے کہتے ہین پہلی آیت مین خطاب اہل کتاب کو تھا اور اس آیت مین ہم مومنون کو ہی

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ اب کہینگے بیوقوف لوگ سفہا جمع سفیہ کی ہی اسکو کہتے جسکی عقل مین نقصان ہو دین کے کام مین یا دنیا کے بلکہ دینی امور مین نقصان عقل جو رکھتا ہو اسکو سفیہ کہنا سزاوار ہی اور لوگ سے یہود مراد ہین کیونکہ وے نسخ کے منکر تھے قبلہ کے تحویل سے مومنون پر طعن کرنے لگے پھر وے طعن کرنے کے آگے اللہ تعالی نے غیب کی خبر دی مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا کاہے پر پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جسپر تھے اس قبلہ سے مراد بیت المقدس ہی قُلْ تو کہہ ای محمد لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اللہ کی ہی مشرق اور مغرب یعنی جہات سب اللہ کے ہین اور خلق تمام اُسکے بندے سو کسی مکان کو اور کسی جہت کو اُس کی ذات مین ایسی خصوصیت نہین جسکے سبب سے وہ قبلہ بنے اللہ تعالی مختار ہی جس جہت کی طرف چاہے متوجہ ہونے کا امر کرے اُسکے حکم پر کوئی اعتراض نہین کرسکتا يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ سو کبھی بیت المقدس طرف منہہ کرنیکا حکم کیا اور کبھی کعبہ کی طرف وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اور اسیطرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل یعنی جیسا ہم نے تمھارے قبلہ کو معتدل کیا کیونکہ کعبہ زمین کے وسط مین ہی اور ابراہیم کی بنا ویسا ہی ہمنے تمکو امت معتدل اور پسندیدہ کیا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ تا کہ ہو گواہ لوگون پر یعنی قیامت کے دن تم گواہ ہو کے انبیا کے کہ وہ دنیا مین اپنی امت کو دعوت کئے وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اور رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو تمپر گواہ یعنی اللہ صاحب نے تمکو امت معتدل کیا اسلئے کہ تم تامل کرو اور دلایل جو تمھارے لئے قایم کیا اسکو دیکھین اور کتاب جو اتارا اسکو جانین اللہ تعالی کسی پر ظلم نہ کیا انبیا کو بھیجا وے پند و نصیحت کئے لیکن کافرون نے تفاوت سے اپنی شہوتون کی پیروی کر کے اُسکی آیتون سے اعراض کئے سو تمکو قیامت کے دن گواہی کے لئے لے آوینگے مروی ہے کہ اللہ تعالی اولین اور آخرین کو ایک ہی زمین پر جمع کریگا اور سابق کے امتون کے کافرون سے پوچھیگا کیا تمھارے پاس رسول نہین آئے تو وے انکار کرینگے اور کہینگے ہمکو کوئی بشارت سنانیوالا اور ڈرانیوالا نہین آیا پھر اللہ تعالی انبیا کو کہیگا تم اپنی امت کو رسالت پہنچائے سو اُسپر گواہ لے آو وے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گواہی کے واسطے لاوینگے وے گواہی دینگے کافر کہینگے تم تو ہمارے بعد آئے وے ہمکو رسالت پہنچائے سو تم کو کیسا معلوم ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہیگی اللہ تعالی ہمین رسول بھیجا

اور اُن پر کتاب اُتاری اور انبیا اپنی امت کو رسالت پہنچائی کرکے اس کتاب مین خبر دی اللہ جو خبر دیا سو سچ ہی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکے انکی امت کا حال پوچھینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی عدالت اور راستی پر گواہی دیوینگے اِس حدیث کو بغوی نے بااسناد لکھا ہی اور اسکے مطلب کو بخاری اور ترمذی و بیہقی کتاب البعث مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیئے ہین وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا ہم نے نہین ٹھہرایا قبلہ کی جہت وہ جس پر تو تھا یعنی تو اول کعبہ کی جہت کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا اسی کو قبلہ کی جہت نہین ٹھہرایا اس معنی سے معلوم ہوتا ہی کہ قبلہ کی جہت کعبہ ہی تھا اس کا قصہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مین تھے اُسکی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے لیکن ایسی جہت مین ٹھہر ہوتے کہ اُس سے بیت المقدس کی طرف بھی منہہ ہوتا جب مدینہ کو تشریف لا تو بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونیکا حکم ہوا سو لعہ یا سترا مہینے اُسکی طرف نماز پڑھا کرتے تھے یا معنی یون ہے تو جس قبلہ کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا یعنی بیت المقدس اُس سے ہم تجھکو نہین پھیرے إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ مگر اسی واسطے تا ہم معلوم کرین کون تابع ہی رسول کا اور کون پھر جاویگا اُلٹے پاؤن یعنی دین مین شک کرکے کون کافر بن جاتا ہی مروی ہی کہ جب قبلہ تحویل ہوا چند لوگ یہودی ہوگئے اور کہنے لگے محمد اپنے آبا کے دین کی طرف پھر گیا اگر کوئی کہے اللہ تعالی سب چیزون کو پیش از انکے موجود ہونیکے جانتا ہی پھر اس آیت مین کیون کہا تا ہم معلوم کرین کیا اسکو معلوم نتھا اسکا جواب یہہ ہے کہ اس جگہ علم سے مراد انکے ظہور کا علم ہے کہ جس علم پر ثواب اور عقاب مترتب ہوتا ہی کیونکہ علم آلٰہی مین سابق جو علم غیب ہے اس سے ثواب و عقاب کا تعلق نہین بندہ عاصی کہتا ہی کسی شخص کو کچھ کام کی ترغیب دینا چاہتے ہین تو اُسکو کہتے ہین یہہ کام تو کرتا ہی یا نہین سو مین جانون کہنے والے کو اگرچہ معلوم رہتا ہی کہ یہہ کام وہ کریگا یا نہ کریگا لیکن ترغیب کیواسطے اس طور کا کلام کرتے ہین اللہ تعالی اگرچہ سب جانتا ہی لیکن ترغیب کے واسطے اس اسلوب کا سخن فرماتا ہی واللہ اعلم وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ اور یہہ بات یعنی قبلہ کی جہت سے منہہ پھیرنا بھاری ہوئی مگر اُن پر جنکو راہ دی اللہ نے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ اور اللہ ایسا نہین کہ ضایع کرے تمہارا ایمان اس آیت کے نزول کا سبب بخاری غیرہ براء بن عازب سے روایت کیئے ہین کہ قبلہ تحویل ہونیکے قبل چند لوگ

مر گئے اور مارے پڑے اُنکے حق مین ہم کیا کہین سو نہین جانے پھر اللہ تعالی یہہ آیت وماکان اللہ تا یہ نازل کیا

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ البتہ اللہ لوگون پر شفقت رکھتا ہی مہربان قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم دیکھتے ہین پھر پھر جانا تیرا منہہ آسمان مین یعنی قبلہ کعبہ کیطرف ہونیکا تیرا اشتیاق ہونا اور وحی کی انتظار مین منہہ آسمان کیطرف پھرا کرنا ہم نے جانا یہہ آیت تلاوت مین اگرچہ متاخر ہی لیکن معنی کی نسبت مقدم اور قصہ کا آغاز ہی اس قصہ کو بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ مختلف طریقونسے روایت کئے ہین یہان سب کے مضمون کو جمع کرکے خلاصہ لکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے مین تشریف رکھا کرتے تھے تو کعبہ کی سمت جس مین مواجہ بیت المقدس کے صخرے کا ہو کھڑے ہوتے جب ہجرت کئے تو اللہ تعالی نے امر کیا نماز بیت المقدس کی طرف پڑھا کرو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین یہہ اول حکم ہی قرآن کا جو منسوخ ہوا غرض سولہ یا سترہ مہینے تک نماز اسی جہت مین پڑھا کئے یہود کہنے لگے محمد ہمارے کامون مین اگرچہ ہماری مخالفت کرتے ہین پر قبلہ مین ہمارے تابع ہین اس سے ہمکو نہایت تعجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل کو کہے مجھے بڑی تمنا ہی کہ اللہ تعالی یہود کے قبلہ سے دوسری طرف پھرنیکا حکم کرے جبرئیل کہے مین بھی تم سا ایک بندہ ہون مجھکو اختیار نہین جو حکم ہوتا ہی اسکو بجا لاتا ہون آپ اللہ تعالی سے دعا کرو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کیطرف اکثر دیکھا کرتے کہ شاید جبرئیل اسکا حکم لاوین رجب کے مہینے مین بدر کی جنگ ہونیکے دو مہینے آگے یہہ آیتین اترین فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا سو البتہ پھیرینگے تجکو جس قبلہ کیطرف تو راضی ہی فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اب پھیر منہہ اپنا مسجد الحرام کی طرف اس مسجد کا نام مسجد الحرام اس لئے ہوا کہ وہان جنگ کرنا حرام ہی اور اُسکے متعرض ہونا ظالمون پر حرام اور اس جگہ مسجد الحرام سے مراد عین کعبہ ہے اور عین کعبہ کی طرف متوجہ ہونا نماز مین قادر پر شرط ہی پھر اگر کعبہ کا معاینہ ہو تو عین کعبہ کی توجہ یقیناً رہنا چاہئے اور معاینہ نہین تو ظناً رہنا ابو حنیفہ کا مذہب یہہ ہے کہ اگر معاینہ نہین تو جہت قبلہ کی بس ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اُسی کی طرف یہہ خطاب امت کو ہی کہ تم کہین ہو بر مین یا بحر مین مشرق مین یا مغرب مین اپنا منہہ اسی کی طرف کرنا بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ ایک روز قبا مین لوگ صبح کی نماز پڑھتے تھے ایک شخص بنی سلمہ کا آیا اور بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت اتری اور کعبہ کیطرف متوجہ ہونیکا حکم کیئے ہین پھر لوگ شام کیطرف جو متوجہ تھے کعبہ کیطرف پھر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون سی نماز مین پھرے اس مین اختلاف ہے بخاری براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے جو حدیث روایت کر گئے ہین اسکا ظاہر یہہ ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی محمد بن سعد اپنی طبقات مین روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر بن البراء بن معرور کے والدہ کے یہان بنی سلمہ مین گئے تھے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اس مین ظہر کی نماز کا وقت آن پہنچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکے دو رکعت نماز پڑہے کہ وہین کعبہ کی طرف متوجہ ہونیکا حکم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسطرف پھر گئے اور اُس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہوا واقدی نے کہا یہی بات ہمارے پاس زیادہ ثابت ہے جب قبلے کی تبدیل ہوئی یہود کہنے لگے محمد اپنے دل سے اختراع کرتا ہے کبھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتا ہے کبھی کعبہ کی طرف اگر ہمارے ہی قبلہ پر ثابت رہتا تو ہم سمجھتے کہ ہم جس نبی کا انتظار کرتے ہین وہ محمد ہی ہے پھر اللہ تعالی نے نازل کیا وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ اور مقرر جنکو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہین کہ یہی حق ہے انکے رب کی طرف سے یعنے کعبہ کی طرف منہہ کرنا حق جانتے ہین کیونکہ انکی کتابون مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف متوجہ ہونگے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اور اللہ بیخبر نہین اُن کامون سے جو کرتے ہین یعنی یہود جو کرتے انسے اللہ غافل نہین اُنکی جزا دنیا اور آخرت مین دیگا وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اور اگر تو لاوے کتاب والون پاس ساری نشانیان نہ چلینگے تیرے قبلہ پر یعنے یہود و نصاری تیری پیروی جو نہین کرتے سو شبہے کی جہت سے نہین بلکہ یہہ انکا عناد اور مکابرہ ہے اُس پر دلیل بتلانا نفع نہ دیگا وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور نہ تو مانے انکا قبلہ یہہ جو فرمایا یہود کی طمع کو قطع کرنے کیواسطے تھا وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ اور نہ انمین ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ یعنے وہ یہود اور نصاری تیری مخالفت مین متفق ہین پر قبلہ کی شان مین باہم خلاف کرتے ہین یہود بیت المقدس کے صخرے کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور نصاری مطلع شمس کی طرف اور تمہارا قبلہ کعبہ ہے ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا نہین پڑتا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور کبھی تو چلا انکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجکو پہنچا تو بیشک تو بھی ہے بے انصافون مین اس آیت مین اگرچہ خطاب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن اس سے مراد آپکی امت ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی پسند پر کبھی نہ چلیں گے یا یہان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہی بر سبیل فرض و تقدیر اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جن کو ہمنے دی ہی کتاب یعنی یہود اور نصاری کے علما پہچانتے ہین اُسکو یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو یعنی تو جو اللہ کا رسول ہی وہ بات انکو خوب معلوم ہی اُس مین
کچھ شک و شبہہ انکو نہین ثعلبی سدی صغیر کے طریق سے کلبی وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے بعدہ عمر عبد اللہ بن سلام کو پوچھے اللہ تعالے نے یہہ جو فرمایا اسکو پہچانتے ہین جیسا پہچانتے
ہین اپنے بیٹون کو سو وہ کیسی معرفت ہی عبد اللہ بن سلام کہے ای عمر مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچانا جیسا میرا
بچہ لوگون کے بچون مین ہو تو پہچانتا ہون لیکن مجھو اپنے فرزند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت زیادہ ہی عمر کہے وہ کیسا
تو عبد اللہ بن سلام کہے مین گواہی دیتا ہون کہ محمد برحق اللہ کے رسول ہین اور اللہ تعالی انکی نعت ہماری کتاب
مین بیان کیا اور میری عورت کیا کی سو مجھے معلوم نہین یعنی حقیقت مین وہ بچہ اپنی ہی نسل کا ہی یا نہین سو مجھے معلوم
نہین عمر کہے وفقك الله یا ابن سلام یعنی اللہ تجھو توفیق دیوے ای ابن سلام بعضے مفسرین یعرفونہ کی ضمیر
تحویل قبلہ کی طرف پھیرتے ہین اور بعضے قرآن کی طرف وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ
اور ایک فرقہ اُنہین یعنی اہل کتاب مین چھپاتے ہین حق کو جانکر اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ
حق وہی جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک کرنیوالا یعنی وہ اللہ کے یہان کی ہونے مین شک نہین یہہ خطاب بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین کیونکہ آپکو ایسا شک ہرگز نہو گا یہہ خطاب بھی امت کے لئے ہی یا وہ بات حق ہونے مین کسی
کو شک نہین اس کی تنبیہ کیا ہی وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا اور ہر کسی کو ایک طرف ہی کہ منہہ کرتا ہی اسکی
طرف یعنی ہر ملت والے کو ایک قبلہ ہی کہ وہ ادہر متوجہ ہوا کرتا ہی یا مسلمانون کے ہر بستی والے کو کعبہ کی ایک طرف منہہ
کرنا ہی فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ سو تم سبقت چاہو نیکیون مین یعنی اللہ تعالی کے احکام ماننے مین اور اسکی طاعت
مین جلدی کیا کرو اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا جس جگہ تم ہوگے لاویگا اللہ اکٹھے
یعنی مومنین اور یہود سب کو قیامت کے دن اکٹھے کرکے انکے اعمال کی جزا دیگا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہی مر کے بعد جی اٹھا ویگا پرہیزگارون کو ثواب دیگا بدکارون کو عقاب و من حیث

ع

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جس جگہ سے تو نکلے ای محمد سفر ہو یا حضر سو اپنا منہہ
مسجد الحرام کی طرف کر وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ اور مقرر ہی یعنی کعبہ کی طرف متوجہ ہونا تحقیق ہی تیرے
رب کیطرف سے یعنی اُس مین کچھ شک نہین سو تو اُس پر محافظت کر وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور
اور اللہ بیخبر نہین تمھارے کام سے وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور
جہان سے تو نکلے تو منہہ کر مسجد الحرام کیطرف وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اور جس جگہ تم
ہو کرو اُسی کیطرف منہہ اللہ صاحب نے کعبہ کیطرف منہہ کرو کر کے تین بار مکرر فرمایا کیونکہ یہہ پہلا حکم تھا جو نسخ ہوا امت کی
خاطرون پر شبہہ آنیکا اندیشہ اور فتنہ کا خوف اور شیطان کا دلونمین وسوسہ ڈالنے کا محل تھا اس لئے حکم کی تاکید اور شبہون کو
دور کرنیکے واسطے اور توضیح بیان کے لئے مکرر فرمایا اور ہر جگہ اُس آیت کے ساتھ ایک علاحدہ حکم متعلق کیا پہلی
آیت کے ساتھ کہا قبلہ کی بات حق ہی کہ کے اہل کتاب جانتے ہین اور توریت اور انجیل مین اسکا مشاہدہ کر چکے ہین اور
دوسری آیت کے ساتھ اپنی گواہی ظاہر کیا کہ قبلہ کا امر حق ہی اللہ تعالی کی شہادت اہل کتاب کے علم کا غیر ہی اور تیسری
آیت کے ساتھ علت بیان کیا کہ یہود کو تمہیر لگاؤ نہ رہے یا مکرر لایا اس لئے کہ انسان یا مسجد الحرام مین ہیگا یا مسجد الحرام سے
نکلکے شہر مین رہیگا یا شہر سے نکلکے دوسرے شہر کو جائیگا پہلی آیت پہلی حالت پر دوسری آیت دوسری حالت پر تیسری آیت تیسری
حالت پر محمول ہی لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ کہ نرہے لوگون کو تم سے جھگڑنیکی جگہ لوگون سے
مراد یہود اور مشرکین ہین یعنی قبلہ کو جو پھیر دئے سو اُس سے یہود کا لگاؤ دور ہوا کیونکہ اگر نہ پھیرتے تو یہود کہتے توریت
مین ایک نبی جو آنیوالا ہی اُسکا قبلہ کعبہ ہے اور محمد ہمارا دین کا منکر ہی پر ہمارے ہی قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور مشرکونکا
لگاؤ بھی دفع ہوا کیونکہ وے کہتے کہ محمد دعوی کرتا ہی کہ مین ابراہیم کی ملت پر ہون پھر قبلہ مین ابراہیم کی مخالفت
کیون کرتا ہی إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ مگر جو اُن مین بے انصاف ہین یعنی جھگڑا کسی کو نہین رہتا مگر معاند
اور بے انصاف کو وے کہینگے کعبہ کی طرف نہین پھرا مگر اپنی قوم کا دین اسکو پسند آیا اور اپنی شہر کا دھیان
تھا یا یون کہینگے قبلہ مین تو اپنے آبا کی پیروی کیا شاید انکا دین بھی رفتہ رفتہ اختیار کریگا فَلَا تَخْشَوْهُمْ
وَاخْشَوْنِي سو اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو یعنی وے لوگ تمھارے قبلہ مین طعن کرینگے اُن سے مت ڈرو
اُن سے تمھارا کچھہ نہ بگڑیگا اور مجھ سے ڈرو میرے حکمون کو بجالاؤ اُنکا خلاف نہ کرو وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ

ورد ۱۳

اور اسواسطے کہ پورا کرون تمپر اپنا فضل وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اور شاید تم راہ پاؤ یعنی مین نے تم کو جو یہہ
امر کیا سو اپنی نعمت تمپر پوری کرنے اور تمکو ہدایت دینے کے ارادہ سے تھا نعمت پوری کرنے سے مراد ابراہیم
کی نعمت پوری حاصل ہونا یا اسلام پر مرنا اور بہشت مین جانا وہان اللہ کا دیدار ہونا بخاری ادب المفرد مین اور
ترمذی سنن مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے پوری نعمت بہشت
مین جانا ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پوری نعمت اسلام پر مرنا ہی كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ
رَسُولًا مِنْكُمْ جیسا بھیجا ہمنے تمکو رسول انھین مین کا کما کی کاف تشبیہ کیواسطے ہی اسکا ترجمہ ہندی مین جیسا ہی اور تشبیہ کیواسطے
کوئی لفظ ہونا جو اسکے ساتھ متعلق ہووے سو بعضی لاتم نعمتی کا متعلق لیتے ہین یعنے مین نے اپنا فضل قبلہ کی امر مین یا آخرت کے امر مین جیسا
پورا کیا ویسا ہی تمپر رسول بھیجکے فضل پورا کیا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ فاذکرونی اذکرکم سے متعلق ہی یعنے
جیسا مین تمکو رسول بھیجکے یاد کیا ویسا ہی تم مجھکو یاد کرو اور یہہ آیت خطاب ہے اہل مکہ اور عربون کو اور رسول سے مراد محمد
صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور عربون کو انھین مین کا رسول بھیجا اُن پر اللہ تعالی کی بڑی نعمت و انکی عزت اور شرف کا
سبب ہے يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا پڑھتا تمھارے پاس آیتین ہماری یعنی قرآن وَيُزَكِّيكُمْ اور تمکو
پاک کرتا ہی یعنے شرک کی نجاستون سے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاتا تمکو کتاب اور حکمت کتاب سے
قرآن مراد ہے اور حکمت سے حدیث اور فقہہ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ اور سکھاتا تمکو جو تم نہ جانتے
تھے یعنے علوم اور معارف الہی کہ جسکا جاننا بدون وحی کے ممکن نہین نظر و فکر کو وہان کیا دخل فَاذْكُرُونِي
أَذْكُرْكُمْ تو تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تمکو اللہ تعالی کو یاد کرنا یا زبان سے ہے مثلاً قرآن کی تلاوت کرنا
اور اسکی تسبیح اور تہلیل کرنا یا دل سے اس طور پر کہ اسکی ذات کے مراقبہ مین مستغرق ہونا ایسا ذکر اہل سلوک اور اشغال
والون کے نصیب ہے یا اس طور پر کہ اسکے دلایل اور آیات کو اور صنایع اور بدایع کو تامل اور تفکر کرنا یہہ بات سبکو
حاصل ہوسکتی ہی اور اللہ تعالی جو یاد کرتا ہی اس سے مراد مغفرت اور ثواب دینا اور اسکی رضامندی ہی ابو الشیخ اور
دیلمی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی معنی یون فرماتے ہی بندے
مجھے یاد کرو میری طاعت سے مین تمکو یاد کرون اپنی مغفرت سے یعنے میری طاعت کروگے تو تمکو بخشدونگا اور
ابن لال اور دیلمی اور ابن عساکر ابی ہند داری سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اللہ تعالی

فرمایا میرا ذکر کرو طاعت سے مین تمکو یاد کرونگا اپنی مغفرت سے سو جو کوئی مجھے یاد کریگا اور میرا مطیع ہوگا تو
مجھ پر اسکا حق ہے کہ مغفرت سے اسکو یاد کرون اور جو مجھے یاد کریگا اور وہ میری عصیان کر رہا ہے تو مین اسکو عداوت
اور دشمنی سے یاد کرونگا اور بعضے بولتے ہین مجھے یاد کرو نعمت اور فراخی مین تو مین تمکو یاد کرونگا شدت
اور بلا مین بخاری اور مسلم وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالی
فرمایا مین اپنے بندے کے خیال کے ساتھ ہون جو میرے سے رکھتا ہے اور جب مجھے یاد کرے تو مین اسکے ساتھ ہون اگر مجھے
اپنے جی مین یاد کریگا تو مین اسکو اپنے جی مین یاد کرونگا اگر دربار مین یاد کریگا تو مین اسکو بہتر دربار مین یاد کرونگا اور
اگر میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوگا تو اسکی طرف مین ایک ہاتھ نزدیک ہونگا اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ
نزدیک ہوگا تو مین اس سے ایک بام نزدیک ہونگا اور اگر وہ میرے پاس چلتا آویگا تو مین اسکے پاس دوڑ کے آونگا
یہہ حدیث اللہ تعالی کی صفات کی حدیثون مین ہے قرب اور بالش اور ہاتھ اور چلنا اور دوڑنا اللہ تعالی
کی ذات پر محال ہے سو سلف کا مذہب یہہ ہے کہ اسکے معنون کو خدا تعالی پر سپرد کیجئے خلف کے قول پر اسکی
تاویل اسکی نعمتون کی نزدیکی اور اللہ تعالی کا الطاف و احسان ہے وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ
اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو شکر حاصل ہوتا ہے اسکی طاعت سے اور ناشکری گناہ سے يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ای ایمان والا قوت پکڑو صبر اور نماز سے صبر اور صلوۃ
دو چیز ہی فرمایا کیونکہ یہہ دونون سب عبادتون کے اصل ہین صبر سے مراد یہہ ہے کہ امر الہی مین اپنی جان پر جو محنت
آوے اسکو سہنا اور عبادتون کی ادا کرنے پر مشقت اٹھانے اور اپنے تئین گناہون سے اور شہوتون سے باز رکھنا
بعضے صبر سے مراد روزہ کہتے ہین اور بعضے جہاد إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ بیشک اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والون کے
یعنے وہ انکی اعانت کرتا ہے اور انکی دعائین قبول کرتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ
اور نہ کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ وے زندے ہین وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝
لیکن تمکو خبر نہین بدر کے جنگ مین مسلمان جب شہید ہوئے لوگ کہنے لگے کہ وے مارے پڑے اور انکی لذتین اور نعمتین
منقطع ہوئین تو انکے شان مین اللہ صاحب نے یہہ آیت نازل کیا شہدا جو زندہ ہین فرمایا انکی حیات کس طور پر ہے
اکثر مفسرین کہے ہین انکی حیات جسد سے نہین اور نہ حیوانات کی حس وحیات کی سی لیکن انکی حیات ایک امر ہے

کہ اسکو عقل مدرک نہین کرتی وحی سے معلوم ہوتی ہی مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے شہداکی ارواح حواصل مین سبز پرندون کے ہین بہشت کی نہرون کے پاس جہان چاہین وہان جاکے پیتے ہین اور شب کو آکے عرش کے نیچے قندیلون مین رہتے ہین امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شہداکی ارواح سبز پرندون کی شکم مین رہتے ہین اور جنت کے پہل کہایا کرتے ہین ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہی مفسرون کے اس قول پر اعتراض ہوتا ہی کہ انسان مرے بعد اسکی روح باقی رہتی ہی اور اسکو ادراک بہی ہی چنانچہ مذہب جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی ہی اور آیات اور احادیث اسی پر ناطق ہین اس تقدیر پر حیات مین سب اموات شریک ہوئے پہر شہداکی خصوصیت کیا ہی اُسکا جواب یہہ ہی کہ شہداکو دوسرون کی بہ نسبت زیادتی ہی شہدا جنت کے پہل پہلاری کہایا کرتے ہین بخلاف دوسرون کے کہ وے فقط آسایش مین رہینگے ابن عادل کہتا ہی کہ شہداکی حیات انکے جسد سے ہے اگرچہ ہم اسکو نہ دیکہین اور حافظ جلال الدین سیوطی بہی اسی قول کو ترجیح دیئے ہین اور اس پر یہہ دلیل کہتے ہین کہ سب کے ارواح کو حیات بالاجماع ثابت ہی اگر شہداکی حیات جسد کے ساتہ نہوتی تو وے اور دوسرے برابر ہوتے انہی پہلے اعتراض کا ہم جواب دیئے ہین اس سے یہہ بات دفع ہوجاتی ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو کچہ ایک ڈر اور بہوک سے اور نقصان سے مالون کے اور جانون کے اور میوون کے ڈر سے مراد دشمن کا ڈر اور بہوک سے قحط اور قوت نہ ملنا اور مالون کا نقصان خسارہ ہونا ضایع جانا اور جان کا نقصان قتل ہونا مرنا پہلون کا نقصان بار آور نہ ہونا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ خوف سو اللہ کا ڈر بہوک رمضان کا روزہ مال کا نقصان زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور جان کا نقصان بیماری اور پہلون کا نقصان اولاد کا مرنا ہے امام احمد اور ترمذی اور بیہقی شعب الایمان مین ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب کسی کا بچہ مرجاتا ہی تو اللہ تعالی فرشتون سے پوچہتا ہی کیا تم میرے بندے کے فرزند کی روح کو قبض کئے وے کہتے ہین ہان کہتا ہی کیا تم اوسکے دل کے پہل کو توڑے ہو تو کہتے ہین ہان پہر پوچہتا ہی میرا بندہ کیا کہا کہتے ہین اُسنے تیری حمد کہی اور استرجاع کیا پہر اللہ تعالی فرماتا ہی میرے بندے کے لئے بہشت مین

ایک گھر بناؤ اور اُسکا نام بیت الحمد رکھو ترمذی نے کہا ہو کہ یہہ حدیث حسن ہو وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ
اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اور خوشی سُنا ای محمد ثابت رہنے
والون کو یعنی اُس بُرائی پر جو انکو پہنچتی ہے کہ جب کچھ مصیبت پہنچتی ہو تو کہتے ہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اُسکی
طرف پھر جانا ہو مصیبت شامل ہو ہر چیز کو جس سے ایذا ہو طبرانی ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن کو جو ناپسند چیز پہنچے تو وہ مصیبت ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے
لیکن اسکے شواہد ہین انکے دیکھتے ضعف باقی نہین رہتا اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہا مین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہون فرماے کسی بندہ کو کچھ مصیبت پہنچی اس پر وہ کہے انا للہ وانا الیہ
راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا یعنی یا اللہ میری مصیبت مین
مجھے اجر دے اور ایک بدلا اُس سے بہتر مجھے دے تو اللہ تعالی اُسکو اُس مصیبت کا ثواب دیتا ہو اور اُس سے
بہتر اسکو بدلا دیتا ہو بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا شوہر ابو سلمہ جب فات پایا تو مین نے یہہ دعا مانگی
اور مجھو اچنبھا تھا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون ہوگا انکے بدلے اللہ تعالی مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سا شوہر
دیا ابن جریر وغیرہ سعید بن جبیر سے نقل کئے ہین کہ اِس امت کو استرجاع کہنا جو ملا کسی امت کو نہ ملا اگر کسی
کو ملتا تو یعقوب علیہ السلام کو ملتا جب اُنسی یوسف جدا ہوے یعقوب یہی کہے یا اسفا علی یوسف یہان کن
معلوم کیجئے کہ زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کو صبر نہ کہینگے صبر وہ ہو کہ بندہ اسکو دل سے
اور زبان سے کہے اور دیکھے کہ آپ کس کام کیواسطے پیدا ہوا ہو اور کہان جاویگا اور اللہ تعالی کی نعمتون کو یاد
کرنا تا معلوم ہو کہ وہ بندہ سے جو نعمت چھین لیا اُسکے مانند بہت سی نعمتین باقی رکھا ہو اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ایسے لوگ ہین پر بخششین ہین اپنی رب کی اور مہربانی صلوۃ اللہ تعالی
کی طرف سے جو ہو اسکا معنی وہ مغفرت جو تعظیم کے ساتھ ہوتی ہو اور صلوات جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہو کہ ان پر
بہت سی صلواتین ہین وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور وے ہین راہ پر کیونکہ وے قضاء الٰہی پر راضی ہوے
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بے شک صفا اور مروہ جو ہین نشانیون مین اللہ تعالی کے صفا مروہ
نام ہین دو پہاڑ کے مکہ مین انھین کے درمیان سعی کرتے ہین یعنے دوڑتے ہین اور شعائر جمع شعیرۃ کا ہو اسکی معنی لغت مین

علامت یہان شعایر مراد حج کے مناسک ہین جنکو اللہ تعالی اپنی طاعت کے نشانیان کیا ہی۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا پھر جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے تو گناہ نہین اسکو
کہ طواف کرے یعنے دوڑے اُن دونون مین حج کی معنی لغت مین قصد کرنا ہی شرع مین بیت اللہ کا قصد کرنا
مخصوص مناسک کے کامون کے لئے عمرے کا معنی لغت مین زیارت کرنی ہے اور شرع مین بیت اللہ کی زیارت
کرنی بروجہ مخصوص اس آیت کی شان نزول کو سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر عامر
شعبی سے نقل کئے ہین کہ صفا پر ایک بت تھا اسکا نام اِساف اور مروہ پر ایک دیوتن تھی اُسکا نام نائلہ جاہلیت
کے لوگ طواف کئے بعد اُن دونون پہاڑون کے درمیان دوڑتے تھے اور بتون کی تعظیم کرتے جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ کو تشریف لیگئے اور بتون کو توڑ دئے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ صفا مروے کے درمیان اُن دو بتون
کے لئے سعی کرتے تھے وہ حج کے مناسک سے نہین پھر اللہ تعالی یہ آیت نازل کیا بعضے روایتون مین یا ہی اساف
نام ایک مرد کا تھا اوسنے نائلہ نام عورت سے کعبہ کے اندر زنا کیا اللہ تعالی ان دونون کو مسخ کرکے پتھر
بنا دیا جب ایک مدت گذر گئی اور وے لوگ جو اس حال کو جانتے تھے مرگئے کفار انکی پرستش کرنے لگے الغرض صفا
مروے کے درمیان مین سعی کرنا حج اور عمرے کے مناسک مین داخل ہی اور وہ شرع کے حکم سے ثابت ہی لیکن
امام احمد کہتے ہین کہ وہ سنت ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین واجب ہی اگر کوئی اسکو ترک کرے تو جانور کا ذبح کرنا
لازم ہوگا اور امام مالک اور امام شافعی کے پاس حج و عمرے کے ارکان مین وہ بھی ایک رکن ہے
امام شافعی اور ابن سعد وغیرہم نے حبیبہ بنت ابی تجراۃ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمائے سعی کرو کیونکہ اللہ تعالی تم پر سعی فرض کیا ہی دارقطنی نے کہا کہ اسکی سند صحیح ہی امام مالک اور امام احمد اور بخاری
اور مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی وغیرہ عروہ بن الزبیر سے روایت کئے ہین کہ مینے بی بی عایشہ
رضی اللہ عنہا کو کہا اللہ تعالی فرماتا ہی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر
فلاجناح علیہ ان یطوف بہما سو کوئی صفا مروے کے درمیان نہ دوڑے تو کچھ مضایقہ نہین بی بی عایشہ کہے
ای میری بہن کے بیٹے تو نے بُری بات کہی مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہی بی بی عایشہ کہے جو آدمی صفا
مروے کے درمیان طواف نکرے تو اللہ تعالی نہ اُسکا حج پورا کریگا نہ عمرہ تو جو کہا وہ بات اگر مراد ہوتی تو اللہ تعالی

یون فرماتا فلاجناح علیہ ان لایطوف بھما لیکن یہہ آیت انصار کی شان مین اتری وے اسلام لانے کے قبل مناۃ کے نام سے جس کی وے پرستش کرتے تھے حج کا احرام باندھتے پھر جو مناۃ کے نام سے احرام باندھتا صفا مروہ کی درمیان طواف کرنا گناہ سمجھتا جب لوگ اسلام سے مشرف ہوگئے کہے یا رسول اللہ ہم جاہلیت مین صفا مروہ کا طواف کرنا گناہ سمجھتے تھے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے زہری یہہ حدیث ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کو بولا وہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا یہہ آیت بڑے علم کی ہے اور بولا مینے عالمون سے سنا تھا کہتے تھے عربون مین وے عرب جو صفا مروہ کے درمیان طواف نہین کرتے تھے اسلام لائے بعد کہنے لگے ان دونون پتھرون کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کی رسم ہے اور تھوڑے انصار کہنے لگے ہم کو حکم ہوا کہ کعبہ کا طواف کرین صفا مروہ کی طواف کا حکم نہین ہوا پھر اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا ابو بکر بن عبد الرحمن کہے شاید یہہ آیت ہر دو فریق کی شان مین اتری وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ تعالی قدر دان ہے سب جانتا تطوع کا معنی طاعت کا کام کرنا فرض ہو یا نفل یا جو اللہ نے فرض کیا اس سے زیادہ کرنا حج ہو یا عمرہ یا طواف یا کوئی اور نیکی اور شکر کا معنی لغت مین اپنے تئین کوئی انعام دیوے تو اُسکو اظہار کرنا یہہ معنی اللہ تعالی کی شان مین بن نہین سکتا سو اللہ تعالی مسلمانون پر تلطف کی نظر سے یہہ لفظ بولا اس سے مراد ثواب دینا ہے نیکیون کا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ ہم نے اُتارے صاف حکم اور راہ کی نشان یہان جو لوگ سی مراد یہود کے علما ہین جو بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت مین نہین اور رجم کی آیت کا انکار کئے اسکے سوا بہت سی چیزون کو پوشیدہ کر دیا مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ بعد اُسکے ہم انکو کھول چکے لوگون کے واسطے کتاب مین یعنی توریت مین ہم انکو ایسا صاف کہہ دئے کہ جسمین کچھ اشکال اور شبہہ نہ رہے پر وے اسکو چھپائے اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ انکو لعنت کرتا ہے اللہ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ اور لعنت کرتے ہین سب لعنت کرنے والے یعنی اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین کہ اُنپر لعنت کرے لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دور پڑنا لعنت کرنے والون سے مراد تمام مخلوقات ہین جن و انس کے سوا یہہ قول ابن عباس کا ہے حسن نے کہا مراد اُنسے اللہ کے سب بندے ہین اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اِنسے مراد ہر شئی ہے یہان تک کہ چارپائے اور خنفسا اور بچھو مجاہد اور ضحاک سے یون مروی ہے کہ انسے

زمین پر کے دواب یعنے چارپائی مراد ہین اور یہہ آیت اگرچہ یہود کی شان مین اُتری لیکن اس سے ہر شخص مراد ہی جو دین کے امر کو چھپاوے کیونکہ لفظ عموم پر دلالت کرتا ہی لفظ کے عموم کو ہی اعتبار ہی نہ خصوص سبب کو اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو علم دینی ہو اُسکو ظاہر کرنا فرض ہی بخاری و مسلم نے اعرج سے روایت کئے ہین کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہے تم کہتے ہوگے کہ ابو ہریرہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایت کرتا ہی اللہ کی قسم اگر قرآن مین ایک آیت نہوتی تو مین کسی کو کچھ حدیث کبھی نہ کہتا بعد اسکے یہہ آیت پڑھنے لگے اِنَّ الَّذِین یکتمون الایہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر جنھونے توبہ کی یعنے وے جو پوشیدہ کرتے تھے اُس سے باز آئے دل سے مسلمان ہوئے وَاَصْلَحُوْا اور درست کئے یعنی اس کام کو جو اُنکے اور اللہ تعالی کے درمیان تھا وَبَیَّنُوْا اور بیان کردئے اُس چیز کو جو چھپاتے تھے فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ سو اُنکو معاف کرتا ہون اور توبہ قبول کرتا ہون وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور مین ہون بہت معاف کرنیوالا مہربان اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ مقرر جو لوگ کافر ہوئے اور مرگئے کفر پر یعنی وے مرتک توبہ نہ کئے اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اُنہین پر لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور لوگون کی سب کی پہلی لعنت دائمی تھی کیونکہ توبہ سے موقوف ہوئی یہہ لعنت جو کیا ہمیشہ رہیگی کیونکہ مرے بعد توبہ کرنے کی جگہہ نہ رہی ابن جریر نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہی کہ یہہ لعنت قیامت کے دن ہوگی اللہ تعالی کافر کو کھڑا کرکے آپ لعنت کریگا بعد فرشتے لعنت کرینگے بعد دوسر لوگ لعنت کرینگے اور لوگون سے مراد یہان مومن ہین چنانچہ ابن مسعود اور قتادہ سے یہی منقول ہی بعضے مطلق لوگ مراد لیتے ہین مومن ہون یا کافر سو قیامت کے دن کافر بھی ایک دوسرے کو لعنت کرینگے چنانچہ اللہ تعالی فرمایا یلعن بعضکم بعضا اور فرمایا کلما دخلت امۃ لعنت اختہا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رہ پڑے اُسی مین یعنی لعنت مین یا آتش مین لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ نہ ہلکا ہوگا عذاب وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ اُنکو فرصت ملیگی بعضے یون ترجمہ کئے ہین اور نہ اُنکی طرف رحمت کی نظر کریگا وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور الہ تمھارا اکیلا الہ ہے یعنی اُسکا مثل اور شریک نہین اس آیت کی نزول کا سبب یہہ ہی کہ کفار کہنے لگے یا محمد تو اپنے رب کی صفت بیان کر تب اللہ تعالی نے اس آیت کو اور سورہ اخلاص کو اُتارا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ کسی کو پوجنا نہین اُسکے سوا بڑا مہربان رحم والا ابو داود اور ترمذی اسماء بنت یزید رضی اللہ

عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتون مین ہے
والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم اور آل عمران کا شروع الم اللہ لا الٰہ الا
ھو الحی القیوم ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مقرر آسمان
و زمین کا بنانا دیکھ اور ابن جریر وغیرہ ابی الضحی سے نقل کئے ہین کہ جب آیت والٰھکم الٰہ واحد اتری
تو مشرکین تعجب سے کہنے لگے کہ محمد نے جو کہا کہ الٰہ ایک ہے اس بات مین سچا ہو تو کچھ دلیل لاوے پھر اللہ تعالیٰ نے
اس آیت کو نازل کیا ان فی خلق السموات والارض الآیہ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہہ نشانیان عقلمندون کے
لئے دلیل ہین جانو کہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین صانع کی وحدانیت پر استدلال کی کیفیت کہہ دیا اور انکو اپنی آیتون
مین تفکر کرنا اور اپنے صنایع عجیبہ اور افعال متقنہ مین نظر کرنے کی خاطر اشارہ کیا کہ جس مین وحدانیت کی دلیل
روشن ہے کیونکہ اگر دو خدا ہوتے تو عالم کا انتظام درستی سے نہوتا اور اُن دونون کے کام صفت کمال مین مساوی
رہنا محال ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ عالم کا خالق اور مدبر ایک ہی ہے قادر مختار اور اللہ تعالیٰ اپنے عجایب مخلوقات
سے اس آیت مین آٹھ نوع بیان کیا کہ ہر ایک کو بغور دیکھین اس خالق کی وحدانیت پر بڑی دلیل ہے پہلی نوع
آسمان زمین ہین آسمانون مین جو آیتین ہین سب پر عیان ہین دیکھو تو کیا بلند عمارت بے ستون ہوا مین معلق
کھڑی ہے اور اُس مین سورج اور چاند اور ستارے بھی ہین ہر ایک کی گردش مختلف ہے اور زمین کو پانی پر کس متانت
سے قایم کیا ہے اور اقسام کے رنگ کی مٹی اور انواع کی قابلیتین اس مین رکھا ہے اور جھاڑ و پہاڑ پھل پھول
دریا معدن جواہر اُس مین پیدا کیا ہے اور آسمان سات ہین اور زمین بھی سات ہین لیکن اللہ صاحب نے آسمانون
کو سموات کرکے جمع کا لفظ فرمایا اور زمین کو ارض کرکے مفرد بولا سو اس کی وجہ شاید یہہ ہو کہ اس مقام مین
اپنی وحدانیت کی دلیل قایم کرنا منظور تھا دلیل محسوس چیزون سے جب بنتی ہے تو یقین کا فایدہ دیتی ہے زمین
کے سات طبقے محسوس نہین اسلئے اسکو مفرد کہا اور سات آسمان بھی اگرچہ محسوس نہین لیکن سورج اور چاند
اور ستارے بڑے چھوٹے جو دکھتے ہین اور انکی گردشون کا اختلاف آسمانون کے تعدد پر دلالت کرتا ہے
اسلئے تعدد بمنزلہ محسوس کے ہوا قاضی ناصر الدین بیضاوی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ آسمان کے طبقے انکی ذات
کے دیکھنے ہر ایک مین فاصلہ موجود ہے اور حقیقت مین مختلف ہین اسلئے سموات فرمایا بخلاف زمین کے

کہ وہ ایسے نہین ہے حافظ جلال الدین سیوطی نے اس کو رد کیا اور کہا کہ یہہ قول فلاسفہ کا ہے اہل سنت و جماعت کے پاس ہر دو آسمان
مین جیسا فاصلہ ہے ویسا ہی دو زمین کے درمیان فاصلہ پانسو برس کی راہ کا ہے اور امام بغوی نے اسکی وجہ یہہ لکھا ہے کہ
ہر آسمان کی جنس مختلف ہے ایک دوسرے کے جنس سے نہین اس لئے اسکو جمع لایا اور سات زمین ایک ہی جنس کے ہین یعنی تراب
اسلئے اسکو مفرد فرمایا ابو حیان نے کہا بلاغت والون نے یہہ نکتہ لکھا ہے کہ ارض کو جمع کرکے ارضون کہنا زبان پر ثقیل ہے
اسواسطے اللہ تعالی نے ارضون کہنے کے موقع مین و من الارض مثلھن کرکے فرمایا بعضی ایسے کلمے ہین کہ انکا مفرد زبان
پر لانا ثقیل نہین اور اسکی جمع ثقیل ہے تو اللہ انکے جمع کو قرآن مین نہین ذکر کیا اور بعضون کی جمع ثقیل نہین پر مفرد
ثقیل ہے تو قرآن مین اسکی جمع کہا مفرد نہین کہا جیسی اَلْبَاب جمع لب کی ہے سو لب قرآن مین مذکور نہین علاوہ
اسکے بہت سی جگہ واقع ہے اب دوسری نوع کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
اور رات دن کا بدلتے آنا بدلتے آنا یہہ ہے کہ رات جاکے دن آتا ہے اور دن جاکے رات آتی ہے عطا سے یون منقول ہے کہ رات دن
مختلف آنا کسی وقت تو کسی وقت تاریکی اور کوئی بڑی اور کوئی چھوٹی اور رات کو اول فرمایا کیونکہ رات مقدم ہے اور اصل اس
جہان کی تاریکی ہی ہے روشنائی نہین ہوتی مگر سورج یا چاند کے نکلنے سے انمین دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی معیشت کیواسطے
دن کو مقرر کیا اور آرام و راحت کیواسطے رات کو پھر تیسری نوع کی طرف اشارہ کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي
فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور کشتی جو کہ چلتی ہے دریا مین جو چیزین کام آوین لوگون کو یعنی تجارت کرنا اور
منافع حاصل کرنا آن مین دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کشتی کو انسان کے لئے مسخر کیا اسکو پانی پر چلاتا ہے باوجود بڑے
بوجھے کے وہ ڈوبتی نہین اگر بامراد ہو تو مہینون کی راہ گھڑیون مین طی کرتی ہے اور مخالف بارا ہو تو گھڑی
کی راہ کو مہینے لگتے ہین اور دخانی کشتیان جو آبے کلین ہین انکو نظر کرین تو خالق کی عظمت پر دلالت کرتی ہین
ہوا ہر چند مخالف رہے وے اپنی مقصد کی طرف روان ہین اور کشتی کے سٹ دریا کو مسخر کیا پانی کی اس زور مین اور
موجون کی اضطراب مین لکڑیون کے چند ٹکڑون کا نگہبان اللہ کے سوائے دوسرا کوئی نہین یہان چوتھے نوع کی طرف
اشارت ہے وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ اور وہ جو اتارا اللہ نے آسمان سے پانی یعنی مینہہ فَأَحْيَا
بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پھر جلایا اس سے زمین کو مرگئی پیچھے یعنی خشک ہوی بعد زمین سے کچھ نہ اگے
اور اسپر مینہہ نہ پڑے تو گویا مرگئی اور جو فرمایا آسمان سے مینہہ اتارا اس مین اہل سنت کے قول کی تائید ہے دے

کہتے ہین مینہہ کو اللہ تعالیٰ ایک دریا سے برساتا ہے جو عرش کے نیچے ہی پھر پانی آسمان پر سے ابر مین گرتا ہی اور ابر سے برستا ہی بعضے کہتے ہین آسمان سے مراد ابر ہے جو چیز بلندی مین رہے اور انسان پر سایہ کرے تو عرب کے محاورہ مین مجازاً آسمان کہتے ہین مینہہ مین جو دلیل ہے سو ظاہر ہے کیونکہ حیوان اور نبات تمام کی زندگی مینہہ سے ہی اور اسکو کس انداز سے برساتا ہی سب پر عیان ہے اب پانچوین نوع کی طرف اشارہ ہی وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ كُلِّ دَآبَّةٍ اور بکھیرے اُس مین یعنی زمین مین سب قسم کے جانور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ اس جگہ جانور سے مراد وہ جو زمین پر حرکت کرتے ہین خواہ انسان ہون یا حیوان اس مین دلیل یہہ ہی کہ تمام انسان کی اصل ایک ہے آدم ہوتے پر انکی صورت اور شکل اور رنگ اور بات اور طبیعت اور اخلاق مین کسقدر تفاوت ہی اسی پر دوسرے جانورون کو قیاس کرین تو معلوم ہوتا ہی یہان چھٹی نوع کیطرف اشارہ کیا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ اور پھیرنا باؤن کا کبھی شمالی باؤ چلتی ہی کبھی جنوبی پھر کبھی مشرقی ہوتی ہی کبھی مغربی شمالی باو کو عربی مین شمال کہتے ہین اور جنوبی کو جنوب اور مشرقی کو قبول اور صبا بھی کہتے ہین اور مغربی کو دبور اور ریح العقیم کہتے ہین اور جس باؤ کے بہنے کی جہت مختلف ہو تو اُس کو نکبا کہتے ہین اُس مین جو دلیل ہے سو بھی ظاہر ہے کسی باؤ سے مینہہ برستا ہی اور کسی سے چھوٹ جاتا ہی کوئی گرم ہوتی ہی کوئی سرد اور کبھی زور سے چلتی اور کبھی نرم باوجود اسکے کہ اسکا جسم لطیف ہی اسکو اس قدر زور و قوت ہے جھاڑون کو جڑ سے نکالتی اور مضبوط عمارتون کو ڈھا دیتی ہے اور اُس سے حیوانون کی زندگی بھی ہے اگر ایک لحظہ باؤ بند ہو تو دم رک کے مرجاتے ہین اور باؤ نہ ہو تو دنیا بھی بدبودار ہو جاویگی یہان ساتوین نوع کی طرف اشارت ہے وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اور ابر جو فرمانبردار ہے درمیان آسمان و زمین کے ابر جو فرمانبردار ہے یا اللہ تعالیٰ کا یا باؤ کا کیونکہ باؤ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ابر کو جدھر چاہے ادھر پھیرتی ہے اور اس مین دلیل یہہ ہے کہ ابر مین اتنا پانی رہتے پر بھی وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق کھڑا رہتا ہے لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ البتہ دلایل ہین عقلمند لوگون کو یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلایل ہین کیونکہ وے اپنی عقل سے تامل کرین تو اللہ تعالیٰ کی بڑی قدرت اور حکمت اُن سے ظاہر ہوتی ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے سوا ہمتایان یعنی مشرک لوگ بتون کو یا اپنے بزرگون کو جنکی اطاعت کرتے تھے اللہ کا مثل ٹھہراتے ہین يُّحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ محبت رکھتے ہین انکی یعنی انکی تعظیم کرتے ہین

رد

اور اُن سے خضوع اور عاجزی ظاہر کرتے ہین اور اُنکی طاعت کی طرف رغبت کرتے ہین جیسی محبت اللہ
کی یعنی وے بتون سے ایسی محبت رکھتے ہین جیسے مومن اللہ کی محبت رکھتے ہین زجاج نے اپنی تفسیر مین
کفار یعنی
کہا ہر کہ وے اللہ سے جو محبت رکھتے ہین بتون سے بھی ویسی ہی محبت رکھتے ہین کیونکہ وے انکو اللہ کا شریک
جو ٹھہرا لیے اللہ کو اور بتون کو برابر سمجھے پہلی تفسیر والا کفار کی محبت اللہ کے ساتھ ثابت نہین کیا دوسرے
تفسیر والے نے کفار کی محبت بھی اللہ سے ثابت کیا لیکن اُس محبت مین بتون کو شریک کیا اللہ تعالیٰ نے مشرکون
جس تعظیم و محبت کے سبب عیب رکھا نادان مسلمان بھی اپنے پیر شہید سے یہی معاملہ کرتے ہین اور انکی تعظیم
و اطاعت اللہ تعالیٰ کی مانند کرتے ہین کوئی پیرون اور شہدون اور قبرون کو سجدہ کرتا ہو اور بعضے تو انہین کو
بواسطۂ آلہی اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہین وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ اور ایمان والونکو
اُس سے زیادہ محبت ہر اللہ کی یعنی وے اللہ کی محبت پر ثابت و دائم رہتے ہین اللہ کے سوا دوسرے کو پسند نہین کرتے
اور مشرکون کی محبت ایک فاسد غرض پر ہوتی ہر تھوڑا خلاف مرضی ہو تو اس محبت کو ترک کرتے ہین کفار قریش
ایک پتھر کا پوجا کرتے تھے دوسرا پتھر اُس سے بہتر ملتا تو پہلے کو پھینک کے دوسرے کو اختیار کرتے اور بعضے کچھ حاجت
درپیش ہو تو اسکو بیچکے کھا جاتے تھو بنو باہلہ عربستان مین ایک قوم تھی جاہلیت مین حلوے کا بت بناکے پوجتے تھے
جب قحط سالی ہوئی تو اسکو کھا گئے وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا اور کبھی دیکھین بے انصاف یعنی وے جو اللہ کو
ہمتا پکڑ لیے ہین إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اس وقت کہ جب دیکھینگے عذاب کو أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا مقرر
زور سارا اللہ کو ہے وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ اور مقرر اللہ کی مار سخت ہی یعنی اللہ کا شریک دنیا مین
ٹھہرانے والے آخرت مین اللہ کا عذاب دیکھینگے تو سمجھینگے تمام قوت اللہ ہی کو ہے اور اسی کی مار بڑی سخت ہے
اور لو کا جواب محذوف ہر تقدیر کلام کی یون ہے کبھی بے انصاف دوزخ کے عذاب کا حال جانتے تو نہایت نادم ہوتے
بتون اور روسا کو اللہ کا ہمتا ٹھہراتے إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا جب الگ ہو جاوین
جنکے ساتھ ہوے تھے اپنے ساتھ والون سے پہلے اتبعوا سے مراد روسا ہین اور دوسرے اتبعوا سے مراد انکے
پیرو یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب روسا اور انکے تابعین کو جمع کریگا تو روسا الگ ہوجاوینگے اور کہینگے کہ ہم نے
تابعین کو نہین بگاڑا وَرَأَوُا الْعَذَابَ اور دیکھین عذاب وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ

اور ٹوٹ جاوین انکے سب طرف کے علاقے یعنے قرابت اور محبت انکے درمیان دنیا میں جو تھی وہ سب باقی نہ رہیگی
وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا اور کہینگے ساتھ پکڑنیوالے یعنی پیرو لوگ کہینگے لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ
كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا کاش کہ ہمکو دوسری بار الٹکے جانا ہو تا یعنے دنیا مین تو ہم الگ ہو جاوین اُنسے یعنے ہم ساتھ ہے
جیسے یہ الگ ہو گئے ہمسے كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ اسطرح دکھاتا ہے اللہ انکو
کام اُنکے افسوس دلانیکو یعنے اللہ تعالیٰ نے جیسا انکو عذاب بتایا ویساہی انکے بدکام انکو دکھلا دیگا تا انکو کمال
ندامت ہو وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ اور انکو نکلنا نہین آگ سے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا
فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا لوگو کھاو زمین کے چیزون مین جو حلال ہے ستھرا یہہ آیت ثقیف اور خزاعہ
اور عامر بن صعصعہ اور بنی مدلج کے حق مین جو بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ وغیرہ جانورون کو اپنے پر حرام کئے
تھے نازل ہوئی یہی مشہور قول ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت شان مین اُنکے نازل ہوئی جو اپنے پر اچھا کھانا اور
اچھا کپڑا حرام کئے تھے یہہ بات ضعیف ہے کیونکہ اُن لوگون کی شان مین سورہ مایدہ کی آیت یا ایہا الذین
آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم نازل ہوئی اور حلال وہ جسکو شرع مباح کردے
اور طیب وہ کہ جس مین شبہہ نہ ہو وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور نہ چلو قدمون پر شیطان
کے یعنی شیطان کی راہ مت اختیار کرو کیونکہ تم حرام مین یا شبہے مین پڑوگے یا حلال کو حرام کروگے یا حرام کو
حلال جانوگے خطوات سے بعضون نے چھوٹے گناہ مراد لئے ہین اور بعضے گناہ کی نذرین کرنا کہے ہین اِنَّهٗ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ مقرر وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر یعنے اسکی عداوت ظاہر ہے تمہارے باپ آدم کو بہشت سے
نکالا اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وہ تو حکم نہین کرتا تمکو مگر برے کام اور بےحیائی کا سوء وہ
کام جو شرع مین قبیح ہو اور فحشا جس کی قباحت حد سے زاید ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ سوء وہ گناہ جس مین حد نہین اور فحشا جس مین حد ہے اور سدی نے کہا فحشا زنا ہی اور بعضے کہتے ہین فحشا
بخل ہے وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور یہہ کہ جھوٹ بولنا اللہ پر جو تمکو معلوم نہین جیسے حرام
حلال کرنا اور طیبات کو حرام وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جب انکو کہئے چلو اُس پر
جو نازل کیا اللہ نے یہہ علاحدہ جملہ ہے آگے کے جملہ پر معطوف نہین اور لہم کی ضمیر کا مرجع وہ ناس نہین ہے جو

ع ۵

مذکور ہوئے بلکہ انکے غیر مراد ہین ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اسلام کی طرف دعوت کئے اور اللہ تعالی کے نعمت و عذاب سے
انکو ڈرائے تب رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف کہنے لگے یا محمد ہمارے باپ دادا جو راہ چلتے تھے ہم اسیکو
اختیار کرینگے کیونکہ وے ہم سے بہتر تھے اور ہم سے زیادہ دانا اس پر اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا بعضے کہتے ہین کہ
یہ آیت اپنے ماقبل سے متصل ہے اور کفار قریش اور عرب کے مشرکون کے حق مین اتری اور ہم کی ضمیر کا مرجع وہ ناس کا
لفظ ہے جو ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا مین گذرا قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کہین
بلکہ ہم چلینگے اسپر جسپر دیکھا اپنے باپ دادونکو أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا
يَهْتَدُونَ آیا کیا انکی پیروی کروگے اگرچہ انکے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہون کچھ اور نہ راہ کی خبر یہہ جو فرمایا
کہ وے عقل نہین رکھتے وہ فقط دین کے کامون مین ہے کیونکہ وے اپنے دنیا کے کامون مین پکے تھے سو یہان لفظ
عام ہے اور معنی خاص اور اولو مین ہمزہ جو آیا انکار کا اور واو حالیہ ہے یا واو عطف کا اور لو کا جواب محذوف
ہے یعنے اگر انکے باپ دادا بے عقل ہون تو بھی وے انکی پیروی کرینگے وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ
الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً اور مثال یعنی صفت ان کافرون کی جیسی مثال ایک شخص
کی کہ چلاتا ہے ایک چیز کو جو سنتی نہین مگر پکارنا اور چلانا یعنی خالی آواز جس کی معنی معلوم نہین اور ینعق کا لفظ نعق سے
مشتق ہے نعق اس آواز کو کہتے ہین جو چرواہا بکریون کو بلانیکے لئے آواز کرتا ہے آیت کا مطلب یہہ ہے کہ کفار
وعظ سنتے ہین لیکن اس مین تفکر نہین کرتے سو وے جانور سے ہین جو چرواہے کی آواز سنتے ہین پر اسکا معنی نہین
سمجھتے یہہ مثال اس پر ہے کہ جیسے آواز سنتے ہین اور معنی نہین جانتے ویسا ہی کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
آواز سنتے ہین لیکن اس سے نفع نہین پاتے اور بعضے مطلب یون بیان کرتے ہین تو انکو پکارنے مین کافرون
کی مثال ایسی ہے جیسا ایک شخص جب چلاتا ہے اس کو اس چلانے مین بدون مشقت کے کچھ حاصل نہین سو
کافرون کو بتون کے پکارنے مین مشقت کے سوا اور کچھ حاصل نہین صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ بہرے
گونگے اندھے ہین انکو عقل نہین حق کو سنتے نہین سو وے بہرے ہین اور حق بات کہتے نہین سو وے گونگے ہین
اور ہدایت کی راہ کو دیکھتے نہین سو وے اندھے ہین يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا

رزقنٰکم ای ایمان والو کھاو ستھری چیزین جو تمکو روزی دی ہم نے یہان کھانے کا حکم جو کیا سو اباحت کا حکم ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے جیسے حفظ نفس کے لئے کھانا اور کبھی مندوب ہوتا ہے جیسے مہان کی ساتھ کھانا اور طیبات ایسی چیزین جو حلال ہون اور شبہے سو خالی امام احمد اور مسلم اور ترمذی وغیرہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ طیب ہے قبول نہین کرتا مگر طیب کو اور اللہ تعالیٰ مومنون کو اُس چیز کا امر کیا جو رسولون کو کیا رسولون کو خطاب کرکے فرمایا یاایہا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم ای رسولو کھاو ستھری چیزین اور عمل کرو نیک تم جو عمل کرتے ہو اسکو مین جانتا ہون مومنون کو خطاب کرکے فرمایا یا ایہا الذین اٰمنوا کلوا من طیبات ما رزقنٰکم بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مرد کا حال بیان کئے جسکے سر کے بال سفر دراز کی سبب سے پراگندہ اور غبار آلودہ ہون آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کے یا رب یا رب کہتا ہے لیکن اُسکا کھانا حرام ہے اور پینا حرام اور لباس حرام اور پرورش پایا حرام سے تو اسکی دعا کاہی کو قبول ہوگی اُس حدیث کا حاصل یہہ ہے دعا مقبول ہونیکے لئے اکل حلال شرط ہے نہین تو دعا مقبول نہوگی اگرچہ اس نے مشقت اٹھاکے اللہ کی راہ مین سفر کیا ہو اور بعضے کہتے ہین طیبات سے ستھرا کسب مراد ہی ابن سعد نے نقل کیا ہی کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک روز کہے مین شکم سیر نخود اور مسور کھایا اُس سے شکم نفخ کیا کوئی لے کھایا امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مین فرمایا ہے کلوا من طیبات ما رزقنٰکم یعنی اللہ تعالیٰ تو اچھی چیزین کھاو کرکے امر کیا پر آپ کیا واسطے ثقیل غذا تناول فرمائے عمر بن عبدالعزیز کہے افسوس تو آیت کو اُس جگہ پر نہ رکھا آیت مین طیبات سے مراد ستھرا کسب ہے نہ ستھرا کھانا واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون اور شکر و اللہ کا اگر تم اُسی کے بندے ہو یعنی اگر تم مخصوص اُسی کی عبادت کرتے ہو اور نعمتین دینے والا وہی ہے اسکا اقرار کرتے ہو تو اسکا شکر کرو کیونکہ اُسکی بندگی بدون شکر کے تمام نہین ہوتی ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہی جبکہ وہ ایک لقمہ کھاتا ہی تو اللہ کا شکر کرتا ہی یا ایک گھونٹ پیتا ہی تو اللہ کا شکر کرتا ہی طبرانی مسند شامیین مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور دیلمی ابوالدردا

رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انی والانس والجن فی نبأ عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری یعنے میرے اور جن وانس کے درمیان بڑا ادر معاملہ ہے مین پیدا کرتا ہون عبادت ہوتی ہے اور کی مین رزق دیتا ہون شکر کرتا ہے اور کا

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ حرام نہین کیا تمپر مگر مردار یعنی مردار کو کھانا جو جانور بدون شرعی ذبح کے مرجاوے اسکو میتہ کہتے ہین اسکی نجاست اور حرمت پر تمام اُمت کا اتفاق ہے مگر اس عموم سے مچھلی اور ٹڈی کو شرع نے مستثنیٰ کی ہے وے از خود مرین تو بھی کھانا انکا درست ہے وَالدَّمَ اور لہو اس لہو سے مراد خون مسفوح ہے یعنے وہ خون جو رگون مین جاری ہوتا ہے چنانچہ سورۂ انعام مین اللہ تعالیٰ او دما مسفوحا کرکے فرمایا مسفوح کی قید سے کلیجی اور تلی نکل گئی کیونکہ وہ مسفوح نہین اور گوشت پر اور ہاڑون پر جو خون باقی رہجاتا ہے وہ مسفوح ہی لیکن حرارت جاتی رہنے سے اور قائیم رہنے سے الگ ہو سو شافعیہ کے پاس یہ بھی نجس ہے لیکن معفو عنہ ہے گوشت کو بغیر دھونے کے کھانا روا ہے اسکا معفو عنہ ہونا نجاست کا منافی نہین امام نووی شرح مجموع مین اوسکی جو کہتے ہین وہ پاک ہے اس سے مراد معفو عنہ ہے مولانا شاہ عبد العزیز جو لکھتے ہین امام شافعی کے یہان بدون دہوئے کے کھانا روا نہین یہ خلاف مذہب ہے اور امام بوحنیفہ کے یہان گوشت پر رہ جاتا سو خون مسفوح نہین ہے وہ پاک ہے اور اوسکا کھانا حرام نہین وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ اور گوشت سور کا جانور مین مقصود گوشت رہتا ہے دوسرے چیزین اوسکے تابع ہین اسلئے اللہ تعالیٰ گوشت کرکے فرمایا اور اس سے اُسکے تمام اجزا مراد ہین وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ اور جس پر نام پکارا اللہ کے غیر کا یعنی ذبح کیا گیا اللہ کے غیر کے نام پر تفسیر فتح العزیز مین اس کا ترجمہ یون کیا ہے مگر وہ جانور کہ پکارے ہون اور شہرت دیئے ہون اُس جانور کے حق مین کہ یہ اللہ غیر کے واسطے ہے خواہ غیر بت ہو یا خبیث روح کہ اُسکے نام سے چھوڑ دیتے ہین یا جن کہ گھر یا سر پر مسلط رہتا ہے جانور کو بھوگ دیئے بن ہاں کے لوگون کی ایذا سے باز نہین آتا یا توپ مسلط ہو کے چلنے نہین دیتا خواہ پیر یا پیغمبر ہو کہ جنکے نام سے جانور زندہ مقرر کرکے دیتے ہین غرض یہ سب حرام ہین صحیح حدیث مین آیا ہے ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی جو کوئی جانور کو ذبح کرکے غیر خدا کا تقریب کرے وہ ملعون ہے خواہ ذبح کرنے کیوقت نام خدا کا لیاکیا ہووے کیونکہ یہہ جانور فلانے کیواسطے ہے کرکے جب شہرت دی تو ذبح کیوقت اللہ کا نام اُسپر لینا فایدہ نہین دیتا اس لئے کہ وہ جانور اُس غیر کی طرف منسوب ہوا اور اُس جانور مین مردار جانور کے خبث سے زیادہ خبث پیدا ہوا سبب اسکا یہہ ہے مردار جانور کی جان اللہ کا نام بن لئے نکلی اور اِس جانور کی

جان اللہ کے غیر کا ٹھہرا کے نکالی یہہ تو عین شرک ہی جب اس جانور مین یہہ خبث سرایت کیا اب اللہ کا نام لینے
سے حلال نہین ہوتا جیسے کتا سور اللہ کا نام لیکے ذبح کرین تو حلال نہین ہوتے اس مسئلہ کا کنہہ یہہ ہے جانون کا جان
دینے والے کے سوا اور کو نیاز کرنا درست نہین لیکن جن چیزون کا ثواب دینے والے کی طرف عود کرتا ہی تو اُسکو غیر کے
لئے کرنا جایز ہی انسان کو روا ہی کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے جیسا اپنا مال غیر کو دے دینا جانور کی جان آدمی
کی ملک نہین تو وہ دوسرے کو نہین دیسکتا دوسری بات یہہ ہی کہ مال دینے مین ثواب ہوا کیونکہ آدمی اس سے
نفع پاتا ہی اور مردے اس جہان سے جب جاچکے تو عین مال سے انتفاع پانیکے قابل نرہے پھر انکو نفع پہنچانیکے لئے شرع مین یہہ بات
قرار پائی کہ مال مستحقون کو دین تا اسکا ثواب مردون کو پہنچے جانور کی جان دنیا مین آدمی کی زندگی مین اسکے نفع
پانیکے قابل بالکل نہین تو مرے بعد بھی قابل انتفاع نہوگی ہان مردے کی طرف سے اضحیہ کرنا کرکے صحیح حدیث مین آیا ہے
لیکن معنی اسکا یہہ ہی جانور کی جان جو اللہ تعالی کو دیتے ہین اُسکا ثواب مردے کو بخش سکتے ہین یہہ نہین کہ وہ ذبح مردے
کیواسطے کئے ہین بعضے جاہل مسلمان کج فہمی سے کہتے ہین گوشت پکا کے مردون کے نام سے دینا بلا شبہہ جایز ہی تو
ہم بھی جانور کو مردے کے نام سے جو ذبح کرتے ہین یہی قصد کرتے ہین اب ان جاہلون کو سمجھانیکے خاطر ایک نکتہ کافی ہی
ان سے پوچھنا کہ تم جو جانور کو اللہ کے غیر کے نام سے نذر کرتے ہو اس جانور کے عوض اتنا گوشت خرید کرکے پکا
فقرا کو کھلاو تو تمھارے ذہن مین وہ نذر ادا ہوگی یا نہوگی اگر ادا ہوتی ہی تو سچ ہی کہ تمھارا مقصود اسکے ذبح سے
مردے کے ثواب کے لئے غیر از گوشت کھلانیکے اور کچھ نہین اگر تمھاری نذر اس سے ادا نہین ہوتی تو معلوم ہوا کہ تم ذبح کرنیکی
نذر تقرب کے لئے کئے ہو اس سے صریح شرک لازم آتا ہی اور اسکا لفظ پکار رہا ہے جو قرآن مجید مین وارد ہوا ہی اس مین اہل کہا ہے
کہ ما اہل بہ لغیر اللہ فرمایا ما ذبح باسم غیر اللہ نہین فرمایا پھر جب تم یہہ بیل فلانیکا اور یہہ بکرا فلانے کا
شہرت دوگے اور آواز پکار کے اللہ کے نام سے ذبح کرو تو فایدہ نہ دیگا اور اُس جانور کا گوشت حلال نہوگا اور اہل کا
معنی ذبح کا لینا خلاف لغت و عرف ہی عرب کی لغت مین اور اس شہر کی عرف مین اور اسوقت مین اہلال ذبح
کی معنی سے ہرگز نہ آیا نہ شعر مین نہ کسی عبارت مین بلکہ عربی لغت مین اہلال کا معنی آواز بلند کرنا اور شہرت
دینا ہے جیسا کہ اہلال ہلال اور اہلال طفل نو تولد اور اہلال حج کا تلبیہ کہنا وغیر ذلک مستعمل ہی اگر کوئی اَہْلَلْتُ لِلّٰہِ کہے
تو اس سے ذبحت للہ کا معنی مفہوم نہین ہوتا بھی اگر اہل کا معنی ذبح کا لیوین تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا ذبح باسم

غیر اللہ کہا نے مفہوم ہوتا ہی تا مدعا ان لوگون کا حاصل ہو اب اس عبارت مین اہلال سے ذبح کی معنی لینا اور
لغیر اللہ کو باسم غیر اللہ کے جگہ لینا کلام آلہی کی تحریف کرنا ہے تفسیر نیشا پوری مین کہا ہے اجمع العلماء لو ان مسلما
ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحته ذبیحة مرتد یعنی علما اجماع کئے ہین اگر کوئی شخص جانور
کو ذبح کرے اور اُس ذبح سے غیر اللہ کی تقرب کا قصد کرے تو وہ شخص مرتد ہوتا ہے اسکے ذبیحہ کا حکم مرتد کے
ذبیحہ کا سا ہی کافران جاہلیت مین اپنے گھر سے نکلتے وقت اور راہ مین چلتے وقت بتون کے نام کو پکارتے جب مکہ معظمہ
کو پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کرتے اِنکا یہہ طواف ہرگز مقبول نتھا اس لئے حکم ہوا فلا تقربوا المسجد الحرام
بعد عامہم ھذا یعنی تم مسجد الحرام کی نزدیک آؤ اِس سال کے بعد سو اس جگہ جب آواز کئے اور شہرت دیئے یہہ جانور
فلانیکا ہو اور فلانیکے نام کا اور اسکے لیئے ہم ذبح کرتے ہین پھر ذبح کیوقت اللہ کے نام سے ذبح کرین تو ہرگز وہ حلال نہوگا اسکا بھید یہہ ہوا کہ
پاس جانور کی جانکو پہنچانی منظور ہر اس ہی کے لئے مقرر ذبح متعین ہے جیسے کھانے پینے کی چیزین ارواح کو پہنچانے کیو اسطے انکے پاس فاتحہ اور قل
اور درود پڑھنا متعین ہے پھر اس سے ارواح کو ثواب پہنچنے کا قصد ہو یا تقرب دفع شر اور جانکی تملق قصد ہو ہان اس جانور پر خدا کا نام
لینا اسوقت فائدہ دیگا کہ اللہ کی غیر کی تقرب کا قصد دل سے دور کرے شہرت اور آواز جو اول اٹھا اسکی خلاف شہرت اور آواز دیوے کرم
اس کام سے باز آئے انتہی بندہ عاصی کہتا ہی اس مقام مین بڑا اشکال ہے کیونکہ مصنف اس کتاب کا جو بڑا محدث و مفسر تھا ایسا سخن کہیگا شاید مصنف کے
بعضے شاگرد جنکو ذبح کے مقدمہ مین غلو تھا اپنی طرف سے کچھ الحاق کر دیئے ہون اکثر مفسرون نے اہل کا معنی ذبح کے کئے ہین ابن عباس سے بخبر صحیح بھی یہی مروی ہے
اور بعضی اہل لغیر اللہ کا معنی ذکر علیہ اسم غیر اللہ کئے ہین چنانچہ تفاسیر معتبرہ مین یہی معنی مذکور ہین سیوطی تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین کہ ابن المنذر ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اہل کا معنی ذبح ہی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہی کہا ما اہل لغیر اللہ یعنی ما ذبح لغیر اللہ اور ابن ابی حاتم
نے ابی العالیہ سے روایت کیا ہی کہا ما اہل لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ یعنی اُس اللہ کے غیر کا نام لئے ہین امام
واحدی نے لکھا ہے ما اہل لغیر اللہ یعنی وہ جو ذبح کئے بتون کے لئے اور اسپر اللہ کے غیر کا نام لئے اور امام البغوی
کہا ہے یعنی وہ جو اصنام اور طواغیت کیواسطے ذبح کئے اور اہلال اصل مین آواز بلند کرنے کو کہتے ہین سو مشرکین
جب اپنے بتون کے لئے ذبح کرتے تو بتون کا نام پکار کے بلند آواز سے لیتے پھر اس امر کو جہہ جاتا ہے اکہ ہر ذبح
کرنے والے کو یہی کہتے ہین اگرچہ نام پکار کر نہ لیوے اور ربیع بن انس وغیرہ کہے معنی ما اہل بہ لغیر اللہ کا ما ذکر
علیہ اسم غیر اللہ ہے یعنی وہ جو ذکر کئے اُس پر نام اللہ کے غیر کا اور جلالین مین لکھا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ یعنے

ذبح کئے اللہ کے غیر کے نام پر اور اہلال کہتے ہیں آواز بلند کرنے کو سو بتوں کے واسطے جانور ذبح کرنیکے وقت آواز بلند کرتے تھے اور خطیب شربینی نے اپنی تفسیر سراج المنیر میں بھی بعینہ یہی لکھا ہے اور سورہ مائدہ میں یوں لکھا وما اہل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت بہ لغیر اللہ بان ذبح علی اسم غیرہ اور اہلال آواز بلند کرنا اسی سے کہتے ہیں فلان اہل بالحج یعنی فلاں شخص تلبیہ بولا اور مشرک لوگ ذبح کیوقت کہتے تھے باسم اللات والعزی اور زین الدین بغدادی نے تفسیر خازن میں لکھا ہے وما اہل لغیر اللہ بہ یعنی وہ جو ذبح کئے اصنام اور طواغیت کیواسطے اور اہلال کا اصل معنی آواز بلند کرنا یہہ کہ کیونکہ مشرکین ذبح کی وقت اپنی بتوں کے ذکر سے آواز بلند کرتے تھے سو یہہ بات جاری ہوئی انکی حالت اور امر کے مقام میں یہانتک کہ ہر ذبح کرنیوالے کو مہل کہے اگرچہ نام پکار کے نہ لیوے اور سورہ مائدہ میں وما اہل لغیر اللہ بہ کی تفسیر میں یوں کہا یعنی جو کہ اسکی ذبح پر اللہ کے غیر کا نام لئے یہہ اسواسطے ہے عرب جاہلیت میں ذبح کیوقت اپنے بتوں کا نام لیتے تھے سو اللہ تعالی اسکو حرام کیا اور زمخشری نے کشاف میں لکھا ہے ما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت للصنم یعنی بت کیواسطے کرکر پکارے ہوں یہہ جاہلیت والوں کا قول تھا ذبح کیوقت باسم اللات والعزی کہتے تھے اور امام فخر الدین رازی سورہ مائدہ میں لکھا ہے اہلال کا معنی رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا اس سے یہہ قول مشتق ہوا ہے اہل بالحج یعنی تلبیہ بولا اور اسی سے ہے استہل الصبی یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی چلایا اور ذبح کے وقت کہتے تھے باسم اللات والعزی سو اللہ تعالی نے اسکو حرام کیا اور نسفی نے تفسیر مدارک میں سورہ بقرہ کی تفسیر میں لکھا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ یعنے ذبح کئے بتوں کے لئے سو اس پر اللہ کے غیر کا نام ذکر کئے اور اصل معنی اہلال کا آواز بلند کرنا یعنے بلند کئے اس پر آواز بت کے لئے یہہ جاہلیت والوں کا قول تھا کہا کرتے تھے باسم اللات والعزی اور سورہ انعام کی تفسیر میں لکھا ہے یعنے آواز بلند کئے اسکے ذبح پر اللہ کے غیر کے نام سے اور قاضی ناصر الدین بیضاوی اپنی تفسیر میں لکھا ہے یعنے اس پر آواز بلند کئے ذبح کیوقت بت کیواسطے ہے کرکر اور حافظ برہان الدین بقاعی اپنی تفسیر نظم الدرر میں لکھا ہے وما اہل اہلال آواز بلند کرنا کوئی امر مستعظم کو دیکھکے بہ یعنی آواز بلند کرنے والا اپنا آواز بلند کیا اسکے سبب جس حالت میں کہ وہ ذبح کرتا تھا اللہ کے غیر کے لئے دیکھئے ان عمدہ تفسیروں میں کوئی تو اہل کا معنی ذبح کا لیا ہے اس صورت میں وہ اس لفظ کا حقیقی معنی نہیں مجاز ہے یہہ مجاز عرب کی محاورہ میں مستعمل

تھا نہین تو ابن عباس رضی اللہ عنہما عرب کے محاورہ کے خلاف معنی نہ کرتے اور کوئی اہل کا حقیقی معنی لیا یعنی آواز
بلند کرنا لیکن مطلق نہین بلکہ ذبح کیوقت باللات والعزی کہنا صاحب فتح العزیز نے جو معنی کیا اسکو کوئی مفسر کر
نکیا بلکہ وہ صاحب نے جو لکھا ہے کہ لغت کے بھی خلاف ہی جوہری صحاح مین لکھا ہے استھل الصبی یعنی ولادت
کیوقت بچہ پکار اٹھا اور اہل المعتمر یعنے اپنی آواز کو تلبیہ سے بلند کیا اور اہل بالتسمیہ علی الذبیحہ اور قول اللہ تعالے
وما اہل بہ لغیر اللہ ای نودی علیہ لغیر اسم اللہ یعنی پکارا گیا او سیر اللہ کے نام کے غیر کو اور اسکا اصل معنی آواز
بلند کرنا اور منتخب اللغت مین لکھا اہلال یعنی اللہ کا نام ذبح کیوقت بلند کرنا دیکھئے صاحب فتح العزیز نے جو ترجمہ کیا
کہ وہ جانور کہ پکارا گیا اور شہرت دیا گیا کہ اس جانور کے حق مین کہ وہ اللہ کے غیر کیواسطے ہی انتہی سو یہہ ترجمہ
مخالف مفسرون کے کلام کے اور اہل لغت کے ہی اور جوہری جو لکھا نودی علیہ لغیر اسم اللہ اسکا ترجمہ ہرگز وہ
نہین جو انھون نے کہا ہان اگر لغت مین نودی فیہ کہتا تو یہہ ترجمہ درست ہوتا دوسرا خلل انکے کلام مین یہہ ہے
جبکہ اہل کی تفسیر ذبح سے کرین یا رفع صوت سے کرکے وقت ذبح کو اسکا قید ڈالین انکے پاس ما کے لفظ سے جو
غیر ذوی العقول کے خاطر موضوع ہی جانور ہی مراد ہوتا ہے کیونکہ قابل ذبح کے وہی ہی صاحب فتح العزیز نے سبب
اہل کا معنی پکار نکالا تو اسکی معنی مین بالکل ذبح کو دخل نہین پھر ما کی لفظ سے جانور ہی مراد لینے پر کیا دلیل انکے
قول پر اس کا معنی یون کرنا جو چیز شہرت دئے جاوے کہ وہ اللہ کے غیر کیواسطے ہی اس صورت مین جانور وغیرہ
سب اشیا کو متناول ہوتا ہی تیسرا خلل لغت والے اہل کا معنی فقط آواز بلند کرنا کر کر لکھے ہین شہرت دینا کر کر کوئی
نہ کہا ندا کرنے مین اور شہرت دینے مین بڑا فرق ہے اور وہ جو کہے ہین اہللت للہ اگر کہے تو اس کا معنی ذبحت للہ
کر کے کوئی نہ سمجھیگا انتہی ہم کہتے ہین وہ نہ سمجھنے سے کچھ خلل نہین کیونکہ اہل کا حقیقی معنی ذبحت ہی کر کر ہم نہین
کہتے بلکہ وہ مجازی معنی ہے اس پر قرینہ ہونا ضرور جبتک کہ قرینہ نہ ہو تو اس سے ذبحت کا معنی مفہوم نہوگا
اور یہہ مقام جانورون کی حل و حرمت کا تھا وہ قرینہ ہوا اس پر کہ اہل کی معنی ذبح ہے اور جو کہے اہل کا
معنی اگر ذبح کا ہو تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا اس سے ذبح باسم غیر اللہ کیسا مفہوم ہوتا ہی انتہی اس کا جواب
یہہ ہے کہ جب اہل سے مراد معنی مجازی یعنی ذبح لین تو مضاف کی تقدیر بن کلام صحیح نہوگا بلکہ لازم آئیگا جو جانور جہان
کے لئے مثلاً ذبح کرتے ہین اس کا کھانا بھی درست نہو اس لئے وہان مضاف کی تقدیر کرنا ضرور ہے مضاف کی تقدیر

و کے کلام میں بہت آئی ہے کفار قریش کی عادت جو تھی اسکے موافق بیان تقدیر کرنا انکے ذبح کی دو صورت تھیں
ایک تو بتوں کی نیاز کرتے اور انکی تعظیم کے واسطے اُنکے پاس لیجا کر ذبح کرتے دوسری صورت بسم اللہ نہ بولتے
دعوض اُسکے باسم اللات والعزی کہتے انکے اِن دو حالتوں کے دیکھتے لغیر اللہ میں دو تقدیر ہو سکتے ہیں ایک تو
وما ذبح لتعظیم غیر اللہ دوسری وما ذبح باسم غیر اللہ لیکن تعظیم کے خاطر جو ذبح کرتے تھے اُسکے واسطے اللہ تعالی نے دوسرا
لفظ کہا ہے وما ذبح علی النصب تو معلوم ہوا اس جگہ مراد ما ذبح لاسم غیر اللہ ہے دوسری بات یہہ ہے باسم غیر اللہ کا مفہوم
اعم ہے لتعظیم غیر اللہ سے تو قاعدہ ہے تقدیر اعم سے کرنا اس لئے باسم غیر اللہ کی تقدیر کئے اور ترجمہ جو کئے اُس میں
بھی یہ تقدیر کئے کلام درست نہیں ہوتا کیونکہ زید گائی کو مثلا خرید کرے تو البتہ اُس گاے کے حق میں لوگ کہینگے
کہ یہہ گاے زید کی ہے اور عمرو بیل خرید کریگا تو کہینگے یہہ بیل عمرو کا ہے تو اِن جانوروں کو بھی نہ کھانا لازم آتا ہے کیونکہ
یہہ جانور اللہ کے غیر کا ہے کرکر مشہور ہوا اب ہم اصل مطلب کی طرف عود کرتے ہیں اِس آیت سے ثابت ہوا جو کوئی
اللہ کے نام سے ذبح نہ کرے بلکہ دوسرے کے نام سے ذبح کرے مثلا بولے باسم المسیح یا باسم اللات یا اللہ کے نام کے
ساتھ دوسرے کے نام کو ضم کرے مثلا کہے باسم اللہ واسم محمد خواہ وہ دوسرا نبی رہے یا فرشتہ یا جن یا شیطان
ہر کہ باشد ذبیحہ درست نہیں ایسا ہی ذبح سے تقرب اور تعظیم اللہ تعالی کی نہ ارادہ کرکے دوسرے کی تقرب اور تعظیم
کا ارادہ کرے تو وہ بھی درست نہیں جیسا شیطان کو بھوگ دیتے ہیں یا جن کسی کے گھر پر یا دفینے پر مسلط رہتا ہے
جانور نہ دئیے بن ایذا سے باز نہیں آتا یا دفینہ ہاتھ لگنے نہیں دیتا یا توپ کی گاڑی کو چلنے نہیں دیتا ان سب صورتوں
میں ذبیحہ مردار ہوجاتا ہے بلکہ تقرب وتعظیم کے ارادے سے دینا موجب کفر کا ہے امام احمد اور مسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اور امام احمد نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوع روایت کیا ہے کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی اللہ کے غیر کے لئے جسنے ذبح کیا
وہ شخص ملعون ہے امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھے ہیں ذبح لغیر اللہ سے مراد اللہ کے غیر کے نام سے
ذبح کرنا جیسا ذبح کیا صنم کے لئے یا صلیب کے یا موسی کے یا عیسی کے علیہما الصلوة والسلام یا کعبہ کے لئے یا اور کوئی
انکے مانند تو سب حرام ہیں اور ذبیحہ حلال نہیں پھر ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی امام شافعی
اس پر نص کئے ہیں اور ہمارے تمام اصحاب اس پر اتفاق کئے ہیں اگر اسکے ساتھ جسکے نام سے ذبح کیا اسکی تعظیم کا

یا اُسکے عبادت کا ارادہ کیا اللہ کے سوا ے تو کفر ہے اگر مسلمان تھا تو ذبح کے ساتھ مرتد ہو جاتا ہی اور شیخ ابراہیم مرو ذی نے جو ہمارے اصحاب مین تھا نقل کیا ہے کہ بادشاہ کے آنیکے وقت ذبح کیا اسکے تقرب کے واسطے تو اہل بخارا اسکی تحریم کا فتوی دیتے ہین کیونکہ وہ مما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے لیکن رافعی کہے یہہ تو ذبح نہین کرتے مگر اسکے آنیکی خوشی پر تو وہ عقیقہ کے مانند ہوا جو بچہ پیدا ہونے سے کرتے ہین اور ایسا کرنا موجب تحریم کا نہین امام نووی روضہ مین لکھتے ہین ذبح کرنے والا اور شکار مارنیوالا باسم محمد بولا تو جایز نہین اور باسم اللہ واسم محمد بولا تو بھی جایز نہین اللہ تعالی کے حقوق سے یہہ ہے کہ ذبح اور قسم اسی کے نام سے اور سجدہ اسی کو کرین ان چیزون مین کسی مخلوق کو اُسکا شریک نہ کرنا وسیط مین لکہا ہے باسم اللہ ومحمد رسول اللہ بولنا جایز نہین کیونکہ اس مین شرکت سمجھی جاتی ہے اگر باسم اللہ ومحمد رسول اللہ دال کو پیش دیکے بولا تو مضایقہ نہین اور انہین مسئلون سے مناسب ہے جو صاحب الشامل وغیرہ امام شافعی کے نص سے نقل کئے ہین کہے اہل کتاب جانور کو اللہ کے نام کے غیر سے ذبح کرین جیسے مسیح تو حلال نہین اور قاضی ابن کج کی کتاب مین ہے یہودی نے اگر موسی کے واسطے ذبح کیا یا نصرانی نے عیسی کیواسطے یا صلیب کے واسطے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حرام ہے اور مسلمان نے کعبہ کیواسطے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ذبح کیا تو قوی بات یہہ ہے کہ وہ ذبیحہ حرام ہے کیونکہ وہ ذبح لغیر اللہ ہوا اور ابو الحسن کہا ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ مسلمان اللہ کیواسطے ذبح کرتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین وہ اعتقاد نہین رکھتا جو نصرانی عیسی علیہ السلام کے حق مین رکھتا ہی اور جب صنم کے واسطے ذبح کرے تو وہ ذبیحہ نہ کھاوے پھر ذبح کرنیوالا مسلمان ہو یا نصرانی اور شیخ ابراہیم مروروزی نے کتاب التعلیق مین لکھا ہے بادشاہ کے استقبال کے وقت اسکی تقرب کے واسطے جو ذبح کرتے ہین اسکی حرمت پر اہل بخارا فتوی دیچکے کیونکہ وہ مما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے جانئے ذبح کرنا معبود کے واسطے اور اسکے نام سے بمنزلہ سجود کے ہے اور ان ہر ایک مین ایک نوع کی تعظیم اور عبادت ہے مخصوص اللہ کے لئے جو مستحق عبادت کا ہی پھر جو کوئی تعظیم اور عبادت لغیر اللہ کی جہت سے ذبح کرے پھر وہ غیر حیوان ہو یا جماد جیسی بت تو وہ ذبیحہ حلال نہین اور اس فعل کا کرنا کفر ہے جیسا کسی کو سجدہ عبادت کی جہت سے کرین تو کفر ہے اور ایسا ہی اللہ کو اور اسکے غیر کو ملاکر تعظیم اور عبادت کی جہت سے ذبح کرے تو کفر ہے اگر ذبح غیر کیواسطے اسوجہ پر نہین کیا مثلاً اضحیہ یا ذبح کعبہ کی تعظیم کیواسطے

کیا کیونکہ وہ اللہ تعالی کا گھر ہے یا ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے کیا کیونکہ وہ اللہ تعالی کے رسول ہین
تو ذبیحے کی حلیت کے مانع ہونے کو کوئی چیز نہین اور قایل کا یہہ قول کہ ہدیہ بھیجا حرم کو یا کعبہ کو اسی معنی کی طرف
بھی رجوع کرتا ہی اور اسی قبیل کا ہے بادشاہ کے استقبال کیوقت ذبح کرنا کیونکہ وہ ذبح بادشاہ آنا ہی کرکے
خوشی سے کیا پھر وہ بمنزلۂ عقیقہ کے ہوا جو بچہ تولد ہوا کرکے ذبح کرتے ہین ایسا کرنا موجب کفر کا نہین ایسا ہی
سجدہ اللہ کے غیر کو فروتنی اور عاجزی کی جہت سے کرے تو موجب کفر کا نہین اس تقریر پر اگر ذبح کرنیوالا باسم
اللہ واسم محمد کہے اور اس سے یہہ ارادہ کرے ذبح کرتا ہون اللہ کے نام سے اور متبرک ہوتا ہون محمد کے نام
سے سزاوار ہے کہ حرام نہو اور اس کو جایز نہین کہے جو کہتے ہین انکے کلام مین اس لفظ کو مکروہ ہونے پر حمل کرنا ممکن
ہے کیونکہ مکروہ مین جواز کی اور اباحت مطلقہ کی نفی کرنا صحیح ہے اور قزوین مین ہم ملاقات کیے سو علما کی ایک
جماعت مین مناقشہ ہوا اگر کوئی ذبح کے وقت باسم اللہ واسم رسولہ کہے تو ذبیحہ حلال ہے یا نہین کافر ہوگا
یا نہین پھر وہ مناقشہ بڑھتا بڑھتا ایک فتنہ ہوا اور ہم جو کہے سو بات صواب ہے امام نووی یہہ لکھنے کے بعد اپنی
طرف سے قلت لکھ کر کہے امام رافعی نے اس فصل کو بہت استواری سے لکھا ہی اور شیخ ابراہیم مروروذی کا کلام انکی
تعلیق مین اس کی تایید کرتا ہی لکھا ہی کہ صاحب تقریب شافعی سے نقل کیا ہی کہ نصرانی اللہ کے غیر کا نام لیوے جیسا مسیح تو
اسکا ذبیحہ حلال نہین صاحب تقریب نے کہا اس سے مقصود یہہ ہے کہ اُسنے جانور کو مسیح کے لئے ذبح کیا تو ذبیحہ حلال نہین
مسیح کا نام اس طور سے لیا گویا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہین تو اُسکا ذبیحہ جایز ہے اور حلیمی نے کہا ذبیحہ نصرانی
کا مطلق حلال ہی اگرچہ مسیح کا نام لیوے انتہی اور روض الطالب اور اُسکی شرح اسنی المطالب مین جو لکھا ہے اسکو اقتصار
کے ساتھ لکھتا ہون ذبح کرنیوالے کو باسم محمد بولنا یا باسم اللہ واسم محمد بولنا یا باسم اللہ ومحمد رسول اللہ دال کے
زیر سے بولنا جایز نہین کیونکہ ایسا کہنے سے شرکت اللہ کے ساتھ ہوتی ہی اگر محمد کے نام سے تبرک کا قصد کیا سزاوار
ہے کہ حرام نہو اور بعضون نے جو کہا کہ جایز نہین اُس سے مراد کراہت ہی اگر بسم اللہ ومحمدٌ رسول اللہ دال کے پیش سے بولا
تو حرام نہین کیونکہ اُس سے شرکت مفہوم نہین ہوتی لیکن یہہ بات نحو جاننے والے کے حق مین ہی جو نحو نہ جانکے
بولے تو اسکے لئے یہہ بات نہین اور کتابی مسیح کے یا انکے غیر کیواسطے جو اللہ کے سوا ہین ذبح کیا تو حلال نہین اور
مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یا کعبہ کیواسطے یا اور کسی ماسوی اللہ کیواسطے ذبح کیا تو

حلال نہین کیونکہ وہ ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے بلکہ ماسوی اللہ کی تعظیم اور عبادت کی جہت سے ذبح کیا گیا کافر ہوگا اگر کعبہ کے نام پر اللہ کا گھر ہے کر کے تعظیم کیواسطے یا رسول اللہ کے نام پر اللہ کے رسول ہین کر کر تعظیم کیواسطے ذبح کیا تو جایز ہے بادشاہ یا غیر کی تقرب کے واسطے اُسکی ملاقات کیوقت ذبح کیا تو حرام ہے اگر اُسکے آنیکی خوشی سے یا کسی کی خفگی دور کرنیکی قصد سے ذبح کیا تو جایز ہے اگر جن کیواسطے ذبح کیا تو حلال نہین مگر ذبح سے اللہ تعالے کے تقرب کا ارادہ کیا تا جن کی ایذا کو دفع کرے تو حرام نہین اور ابن حجر ہیثمی نے زواجر فی اقتراف الکبایر مین لکھا ہے کہ باسم اللہ و اسم محمد کہا یا باسم اللہ و محمد رسول اللہ کہا تا نی اسم کے یا محمد کے زیر سے اور نحو جانتا ہے یا کتابی کنیسہ یا صلیب یا موسی یا عیسی کے لئے کہا یا مسلمان کعبہ کے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہا یا بادشاہ وغیرہ کے تقرب کیواسطے یا جن کیواسطے ذبح کیا تو ان تمام صورتون مین مذبوح حرام ہوتا ہے اگر بادشاہ کے آنیکی خوشی کا ارادہ کیا یا اللہ کے شکر کا ارادہ کیا یا خفا ہے سو شخص اُسپے سے خوشی ہونیکے قصد سے ذبح کیا یا جن کو دفع کرنے اللہ کے تقرب کیواسطے ذبح کیا تو حرام نہین انتہی ہم یہہ بیان جب لکھے اس سے احوال کاٹ باوا صاحب کے مرغ کا اور شیخ احمد رفاعی کے بکریکا اور شاہ مدار کی گای کا حکم معلوم ہوا کہ اگر اُنکے ذبح سے ان بزرگونکی عبادت اور تقرب کا ارادہ کریگا تو ذبیحہ حرام ہے اگر تقرب کا ارادہ نہین کیا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ فلانے بزرگ کی فاتحہ کیواسطے ہے اور فقط اللہ تعالی کا نام لیکے ذبح کیا اور اوسکے گوشت کو کھلا کے ثواب اس کھانیکا اس بزرگ کی روح کو بھیجا تو حرام نہین فَمَنِ اضْطُرَّ پھر جو کوئی لاچار ہو یعنی مردار کھانے پر اسکو گزیر نہو غَيْرَ بَاغٍ نہ بیجا کرتا ہو وَّلَا عَادٍ اور نہ زیادتی فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ تو اُسپر گناہ نہین مردار کھانے مین جو کوئی مضطر اور لاچار ہوگا سو وہ لاچاری یا بسبب کسی کے جبر کرنیکے ہوگی یا قوت کے لئے کچھ ملتا نہو یا وہ محتاج ہے کھانا مول لینے کی اسکو قدرت نہین اور اسکی جان کھانے سے تلف ہوتی ہے تو اسکو مردار کھانا جایز ہے بشرطیکہ وہ شخص باغی نہو اور نہ عادی باغی سے مراد وہ جو مسلمانون پر خروج کرے اور عادی وہ جو زبردستی کیواسطے نکلے یعنے سفر معصیت کا جیسا قطع رحم یا راہ زنی یا چرانے یا زنا کیواسطے نکلے یہہ قول مجاہد سے مروی ہے اور شافعی کا بھی مذہب یہی ہے کہ جو کوئی سفر معصیت مین مضطر ہو تو اسکو مردار کھانا جایز نہین اور بعضے باغی سے خواہش کرنیوالا لذت کا اور عادی سے حاجت سے بڑھکے کھانیوالا مراد لئے ہین اسی پر ابو حنیفہ کہتے ہین مضطر کو اتنا ہی مقدار کھانا جایز ہے جس سے

جان بچ رہے، شافعی کے مذہب کا راجح قول بھی یہی ہے اور امام مالک کہتے ہین پیٹ بھر کے کھانا جایز ہی یہہ شافعی کے یہان کا
ضعیف قول ہی اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہی مہربان سو اگر کوئی حالت ضرورت مین کھاوے تو اسکو
بخش دیگا یہہ اللہ تعالے کی مہر ہے جو تمکو انکے کھانیکی رخصت دی کیع اور عبد بن حمید اور ابو الشیخ مسروق سے روایت کیے ہین کہ
جو کوئی مردار اور خون اور سور کا گوشت کھانے مضطر ہوا اور بے کراہت سے نہ کھا کر مر جاوے تو وہ دوزخ مین جا یگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتٰبِ مقرر جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ نازل کی اللہ نے کتاب سے اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب
ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ یہود کے سردار او علما اپنے تابعدارون سے ہدیئے اور
ورماہے لیا کرتے تھے اور انکو گمان تھا کہ نبی موعود انہین مین ہو گا جب اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی غیر قوم سے
بھیجا تو انکو اپنی آمد جاتی رہنے اور ریاست زایل ہونیکا اندیشہ ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو بدل دئے اور
اپنے تابعدارون کو سنادئے کہ نبی آخر الزمان کی صفت جو توریت مین ہے سو اِس نبی کی صفت سی نہین پھر تابعدار
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو وے بدل دئے تھے مطابق نہین کر کر آپکے تابع نہین ہوئے پھر اللہ تعالی اِس آیت کو نازل
کیا سیوطی نے کہا اِس کی سند ضعیف ہی وَیَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور لیتے ہین اوس چھپانے پر مول
تھوڑا یعنے ہدیہ اور رشوت جو تابعدارون سے ملتی ہی اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وے
نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ یعنی رشوت بیاز وغیرہ جو انکو آخر آگ مین لیجاویگی گویا وے آگ کھاے
بعضے کہتے ہین کہ وہ انکے پیٹون مین آتش ہوگی وَلَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور نہ بات کریگا ان سے
قیامت کے دن یعنی رحمت کی اور انکو بشارت دینیکی بات نہ کریگا بلکہ زجر اور توبیخ کی بات کریگا یا بات نہ کرنا
کنایہ ہے اُنپر غصہ ہونے سے ایکنے ایک پر خفا ہو تو کہتے ہین کہ وہ اُس سے بات نہین کرتا یہہ تاویل اس لئے کرتے ہین
کہ دوسری آیتون مین وارد ہوا ہے اللہ تعالی اُنسے سوال کریگا اور اُنسو کہیگا اور احتمال ہی کہ بات نہ کرنا حقیقت
پر باقی رہے اور سوال وغیرہ ملایکہ کیواسطے سے ہووے وَلَا یُزَکِّیْهِمْ اور نہ پاک کریگا انکو یعنی گناہون کی
نجاست سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور انکو دکھ کی مار ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ
بِالْهُدٰی وہی ہین جنہون نے خرید کی گمراہی ہدایت کے بدلے یہہ دنیا کا معاملہ ہی وَالْعَذَابَ
بِالْمَغْفِرَةِ اور خرید کی عذاب بدلے بخشایش کے یہہ آخرت کا سودا ہی فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ

سو کیا چیز صبر دی انکو آگ پر یعنی توبیخ کی جہت سے کیا کھایا انکے حال سے تعجب کرتا ہے کہ وہ دوزخ مین جانیکا اسباب
کیا بیپروائی سے کرتے ہین گویا اس سے راضی ہین نہین تو آتش پر صبر کرنیکی انکو طاقت کہان حسن بصری
کہے واللہ انکو آتش سے صبر نہین لیکن انکو دوزخ مین لیجانیکا عمل کرنے پر کیا جرأت ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ یہہ یعنی وے آتش کھانا وغیرہ اس سبب سے ہے کہ اللہ نے اتاری کتاب سچی
وے اسکے منکر ہوئے یا ترجمہ یون ہے ہم انکے ساتھ ایسا کئے کیونکہ ان پر اللہ تعالیٰ سچی کتاب یعنی توریت اتارا
وے اسکو بدل دیئے وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ اور مقرر جنہون نے
اختلاف کیا کتاب مین وے البتہ دور و دراز مخالفت مین ہین یعنی انکی مخالفت حق سے بہت تجاوز کر گئی ہے
اس جگہ کتاب سے یا مطلق کتاب آلہی مراد ہے تو اختلاف سے مراد انکا ایمان لانا بعضی کتابون پر اور منکر ہونا
بعضون سے ہے یا کتاب سے توریت مراد ہے تو اختلاف سے مراد انکا ایمان لانا بعضے احکام پر اور چھپا رکھنا بعض
کو اور اسکے معانی بدل دینا اور الفاظ کی تحریف کرنا یا کتاب سے قرآن مراد ہے تو مراد اختلاف سے انکا قول ہے
جو کہے وہ سحر اور بناوٹ ہے یا بشر سکھاتا سو کلام ہے یا اساطیر الاولین ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ نیکی یہی نہین کہ منہہ کرنا اپنے مشرق کیطرف یا مغرب کی ابن عباس اور مجاہد
اور عطا سے منقول ہے کہ یہہ خطاب مسلمانون کے حق مین ہے اسوقت معنی یون ہوگا نیکی تمام نماز پڑہنے کی جہت
مین نہین لیکن نیکی وہ ہے جو اب مذکور ہوتی ہے اور قتادہ اور ربیع اور مقاتل اور ابی العالیہ سے مروی ہے
کہ یہہ خطاب اہل کتاب کے حق مین ہے یہود کا قبلہ مدینہ مین مغرب کی جہت مین تھا اور نصارا کا قبلہ مشرق کی
جہت جب مومنون کو قبلہ بدلنے کا حکم ہوا تو یہود و نصاریٰ قبلہ کی بابت مین بہت بحث و تکرار کئے اور
ہر قوم کہی نیکی اسی مین ہے کہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہون انکے رد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے قبلہ کی
طرف متوجہ ہونا نیکی نہین کیونکہ وہ قبلہ منسوخ ہو چکا نیکی کے یہہ کام ہین جو اب کہے جاتے ہین اور بعضے کہتے ہین یہہ
خطاب اہل کتاب اور مسلمانون کے حق مین عام ہے وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ نیکی
نیکی وہی ہے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی روز قیامت پر اسکو اس لئے ذکر فرمایا بہت
لوگ بعث کے منکر ہین وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتون پر وَالْكِتٰبِ اور کتاب پر کتاب سے جنس کتاب آلہی مراد ہے

ربع ورد قیرا ۱۵ ط

ع ۶

تو بعضے اُس سے قرآن مراد لیتے ہین وَالنَّبِیّٖنَ اور پیغمبرون پر وَآتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ اور دیوے
مال اسکی محبت پر حبه کی ضمیر کا مرجع مال ہے یعنے دیوے مال باوجود اُسکی محبت کے سعید بن جبیر سے یہی منقول ہے
اور حاکم وغیرہ ابن مسعود سے روایت کئے ہین کہ وآتی المال علی حبه کا معنی یہہ ہے مال دیوے اپنی صحت مین
اور مال کی احتیاج کے وقت جو زندگی کی امید ہو اور فقیر ہونے کا اندیشہ ہو یہہ حدیث ابن مسعود سے موقوف
اور مرفوع دونو سے مروی ہے موقوف ہو تو بھی حکم مین مرفوع کے ہے کیونکہ ایسی بات رائے سے کہنے کی نہین اور موقوف
کی سند کو حاکم نے تصحیح کیا ہے اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود و نسائی اور ابن حبان ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے افضل صدقہ یہہ ہے کہ صدقہ دیوے
اپنی تندرستی اور اپنی احتیاج کیوقت جو امید ہے غنی ہونیکی اور اندیشہ ہے فقیری کا اور تو اتنی مہلت نہ کر کہ دم
حلق مین آوے تو بولے فلانے کو اتنا دیو اور فلانے کو اتنا دیو اور وہ تو فلانے کا یعنی وارث کا ہوا اور بعضے
حُبّه کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف پھیرتے ہین یعنی وہ مال خالص اللہ کی حب پر دینا دوسری غرض جیسا نام آوری
یا حیا اور لاج سے نہ دینا ذَوِی الْقُرْبٰی ناتے والون کو یعنی صدقہ دینے والے کے قرابتی کو امام احمد
اور ترمذی وغیرہ سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کہ مسکین کو کچھ دینا صدقہ ہے اور اپنے قرابتی کو دینا صدقہ ہے اور صلہ رحم بھی وَالْيَتٰمٰى اور یتیمون کو یتیم
کا معنی آگے گذرا قرابت والے اور یتیم سے مقصود وے ہین جو محتاج ہون وَالْمَسٰكِيْنَ اور محتاجون کو مساکین
جمع ہے مسکین کی مسکین اُسکو کہتے اُس کا کسب اور مال اُسکے خرچ کو کفایت نہین کرتا وَابْنَ السَّبِيْلِ
اور مسافر کو ابن السبیل کا اصل معنی راہ کا بیٹا مسافر کے لئے یہہ لفظ اسواسطے ہے کہ وہ راہ کو لازم کرتا
ہے وَالسَّآئِلِيْنَ اور مانگنے والون کو امام احمد نے حسین بن علی سے اور ابو داود علی مرتضی رضی اللہ عنہ
سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مانگنے والے کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر آوے اور
ابن سعد اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان ام بجید سے روایت کئے ہین اور اُن بی بی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیعت کی تھی کہی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بولی یا رسول اللہ مسکین آکے میرے دروازے پر کھڑا
ہوتا ہے اسکو دینے میرے پاس کچھ نہین رہتا تو فرمائے اگر تیرے پاس کچھ نہ رہے مگر جلی ہوی کھر ہو تو بھی اسکو دے

وَفِي الرِّقَابِ اور گردنین چھوڑانے مین یعنی غلام آزادی کے واسطے مال جو اپنے صاحب کے دینا قبول کرتا ہو اسکی
اعانت کرے اور بعضے کہتے ہین مراد اس سے اپنے اسیرون کو بند سے چھوڑا کر لا دیوے وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ اور کھڑا
رکھے نماز یعنی فرض نماز اسکی وقت مین ادا کیے وَآتَى الزَّكٰوةَ اور دیا کرے زکوة اول جو فرمایا دیوے
مال اسکی محبت پر ناتے والون کو اس سے غرض سنت و مستحب ہے اب جو فرمایا زکوة دیا کرنا اس سے فرض زکوة مراد
ہے یا اس لئے انسان کے مال مین دو حق واجب ہین ایک حق اللہ دوسرا حق الناس حق الناس جو واجب ہی نفقہ
اپنے اہل وعیال کا اور خادم اور قیدی کو چھوڑوانا اور مضطر کو کھلانا اور پیاسے کو پلانا اور حق اللہ وہ زکوة فرض
اول جو بیان فرمایا وہ حق الناس ہی اور اب حق اللہ کو ذکر کیا اس تقریر پر اس آیت مین اشارہ ہوا کہ مال مین سوا
زکوة کے اور بھی حق ہے اسی پر حدیث دلالت کرتی ہی جس کو ترمذی اور ابویعلی اور طبرانی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ
عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مال مین حق ہے سوائے زکوة کے بعد یہہ آیت تلاوت
کئے لیس البر ان تولو وجوہکم الایہ لیکن اس کی سند مین ابوحمزہ میمون احمر ہے وہ ضعیف ہی اور حافظ عسقلانی
کہا کہ یہہ حدیث مضطرب ہی کیونکہ ابن ماجہ نے اسکو روایت کیا سو اس مین کہا ہی مال مین حق نہین سوائے زکوة کے
اگرچہ جمع بین الروایتین ممکن ہی لیکن اتنا اضطراب اس مین آنا سبب ضعف کا ہی اور امام نووی کہے ہے وہ حدیث
جدا ضعیف ہی اور اسکا موید ہی جو ابن شاہین اور دارقطنی اور بیہقی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اضحیہ کرنا ہر ذبح کو نسخ کیا اور رمضان ہر روزے کو اور غسل
جنابت ہر غسل کو اور زکوة ہر صدقہ کو ابن شاہین نے کہا یہہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند مین مسیب بن شریک
ہے وہ قوی نہین حافظ عسقلانی کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہی وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ اور پورا کرنے والے
اپنے اقرار کو عہد سے مراد یا اللہ تعالی کا عہد ہے جو بندون سے لیا اسکے حدود پہ قایم رہنا اور اس کی طاعت کرنا
یا وہ عہد جو انسان اپنے اوپر لازم کر لیتا ہی جیسی نذر یا وہ عہد جو اسکے اور لوگون کے درمیان ہوا کرتا ہی جیسے وعدہ وفا
کرنا اور امانت ادا کرنا اِذَا عٰهَدُوْا جب اقرار کرین یعنی جب وعدہ کرین تو اسکو پورا کرین اور نذر کرین
تو اسکو وفا کرین اور جب قسم کھا دین اس مین صادق رہین اور جب کچھ بات کہین تو راست کہین اور کسی کی امانت
لے رکھین تو اسکو ادا کرین وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ اور سنبھالنے والے سختی مین یعنی فقر وفاقے کی شدت

وَالضَّرَّاءِ اور ضرر مین یعنی بیماری وَحِیْنَ الْبَأْسِ اور وقت لڑائی کے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اُولٰئِکَ
الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وہی لوگ ہین جو سچے ہوے یعنی اِن اوصاف والے وہی سچے ہین ایمان مین اور حق کی متابعت مین
وَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور وہی پرہیزگار ہین قاضی بیضاوی نے لکھا ہی یہہ آیت انسان کے تمام کمالات کو
جامع ہے اور ان تمام پر صراحتًا یا ضمنًا دلالت کرتی ہی کیونکہ انسان کے کمالات باوجود کثرت اور بہتایت کے تین چیزون
مین منحصر ہین ایک عقیدہ درست رکھنا دوسرا حسن معاشرت یعنی نیکی کے ساتھ لوگون سے گذران کرنا تیسرا النفس کو تہذیب کرنا
من آمن سے والنبیین تک پہلی کی طرف اشارہ ہی اور آتی المال سے فی الرقاب تک دوسری چیز کی طرف اور اقام
الصلوٰۃ سے آخر تک تیسری کی طرف وے لوگ جو اِن اوصاف سے متصف ہین اُنکے ایمان اور اعتقاد کے سبب حق تعالے
اُن کے باب مین کہا کہ وے سچے ہوے اور خلق کے ساتھ حسن معاشرت کرنا اور حق کے ساتھ نیک معاملہ رکھنے کے اعتبار
سے اُنکو پرہیزگار کہا اسی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جس نے اِس آیت پر عمل کیا تو اُسکا ایمان کامل
ہوا اِس حدیث کو ابن المنذر نے اپنی تفسیر مین ابی میسرہ سے روایت کیا ہی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو
اِس آیت کی شان نزول کو ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کیا ہی کہ اسلام ظاہر ہونے کے چندروز
آگے عرب کے دو قبیلون مین لڑائی ہوئی یہان تک کہ غلامون کو اور عورتون کو بھی مارے کئی لوگ مارے پڑے
اور کئی لوگ زخمی ہوئے ایک دوسرے کا بدلہ نہین لیے تھے کہ اِس مین اسلام ظاہر ہوا اُن دو قبیلون سے ایک
قبیلہ والے مال اور ہتیار اور قوت کے دیکھتے زبردست تھے وے قسم کھائے ہم راضی نہ ہونگے جب تک اُنکے
صاحبون کو ہمارے غلامون کے عوض اور اُنکے مردون کو ہماری عورتون کے عوض نہ قتل کرین بعضی طریقون مین آیا ہے
کہ یہہ دونون قبیلے انصار مین تھے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی لکھا گیا ہی یعنی فرض ہوا ہے
تم پر بدلا برابر مارے گیون مین اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ صاحب کے بدلے صاحب وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اور غلام کے بدلے
غلام وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی اور عورت کے بدلے عورت اِس کا معنی یہہ ہی دو شخص جب برابر ہون تو
ہر صنف کو اُس کے مثل کے بدلے قتل کرینگے مرد کے بدلے مرد کو اور عورت کے بدلے عورت کو اور حر کے بدلے حر کو
اور غلام کے بدلے غلام کو جب برابر نہ ہو تو اعلا کے لئے ادون کو قتل کرینگے ادون کے لئے اعلا کو نہ قتل کرینگے صاحب کے
بدلے غلام کو مارینگے اور غلام کے بدلے صاحب کو نہ مارینگے اور عورت کے بدلے مرد کو اور مرد کے بدلے عورت کو

قتل کرینگے اور مومن کو کافر کے بدلے نہ مارینگے اور کافر کو مومن کے بدلے قتل کرینگے امام شافعی اور مالک اور احمد کا
یہی مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ کے یہان جان کے بدلے جان ہی مومن ہے یا ذمی صاحب ہو یا غلام فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ
أَخِيهِ شَيْءٌ پھر جس کو معاف ہوا اُسکے بھائی کی طرف سے کچھ ایک فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ
تو چاہیے مرضی پر چلنا موافق دستور کے اور پہنچانا اسکو نیکی سے یعنی اگر قاتل سے اُسکے بھائی مقتول کا خون معاف
کرین اور اُسکے درعوض دیت پر راضی ہون تو عفو کرنے والے کو چاہیے کہ قاتل سے دستور کے موافق لیو زیادہ نمانگے
اور اُسکو سختی سے وصول نہ کرے اور قاتل پر یہہ لازم ہے کہ دیت مقتول کے وارث کو بھلائی سے پہنچا دے
سُستی سے حیلہ حوالے نہ کرے اللہ صاحب نے مقتول کو بھائی کہا تا اُسکے وارثون کو مہر آوے اور اس مین یہہ
اشارہ ہے کہ قتل کے باعث بھائی پن اسلام کا جاتا نہین ذٰلِكَ یہہ یعنی جو حکم ہوا قصاص و عفو اور دیت کا
تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی کیونکہ موسویون پر قتل ہی
لازم تھا عفو کرنا دیت لینا حرام اور عیسویون پر عفو کرنا لازم تھا اور قصاص اور دیت لینا حرام اللہ تعالی
آسانی اور رحمت کے لئے اس امت کو قصاص اور دیت اور عفو تینو چیزین مقرر کیا فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ
پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اُسکے یعنی دیت لیکے یا نہ لیکے خون معاف کر دیوے بعد بھی زیادتی کر کر قاتل کو
مار ڈالے فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ تو اُسکو دکھ کی مار ہی یعنی آخرت مین دوزخ کا عذاب ہے یا دنیا مین قصاص لینا ہی وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ
حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اور تمکو قصاص مین زندگی ہی اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو قتل مین زندگی ہی
فرمایا کیونکہ جو قتل کا ارادہ کیا ہے اسکو معلوم ہوا کہ اگر قتل کرون تو اسکے بدلے آپ بھی مارا جاونگا تو ڈرکے قتل نکریگا اسوقت دونو کی جان
بچیگی اور بھی قاتل سے جب قصاص لین تو دوسرے لوگ مارے ڈرکے قتل نہ کرینگے اور بھی جاہلیت مین ایک کے بدلے
جماعت کو قتل کرتے تھے اور مقتول کے درعوض دوسرے کو قتل کرتے تھے پھر فتنہ ہوتا اور سیکڑون آدمی مارے جاتے
سو ان تمام چیزون کے دیکھتے البتہ قصاص مین بڑی زندگی ہی اور بعضے حیات سے مراد آخرت کی حیات کہتے ہین
جب قاتل سے قصاص لین تو آخرت مین مطالبہ باقی نہین كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
لکھا گیا ہے تمپر یعنی فرض ہوا ہی جب حاضر ہو کسی کو تم مین یعنے موت سے موت کی نشانیان ظاہر ہون إِن تَرَكَ خَيْرًا
اگرچہ کچھ مال چھوڑے اس مال سے کسقدر مراد ہے سو اُس مین اختلاف ہی زہری سے منقول ہے مطلق مراد ہے

تھوڑا ہو یا بہت اکثر لوگ کہتے ہین خیر کا لفظ اطلاق نہین کرتے ہین مگر بہت سے مال پر اور مال کس مقدار ہو تو
اُس مین وصیت کرنا اِس مین بھی اختلاف ہی بعضے کہتے ہین ہزار درم اور بعضے سات سو اور بعضے سات
دینار اور بعضے پانسو اور عبد الرزاق اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جس کے پاس
سات سو درم ہون تو وصیت نہ کرے عبد الرزاق اور حاکم اور بیہقی عروہ سے روایت کئے ہین کہ
علی مرتضی رضی اللہ عنہ اپنے ایک آزاد کے یہان جو بیمار تھا گئے اُس کے پاس سات سو یا چھ سو درم تھے اُس نے
آپ سے پوچھا کہ مین وصیت کرون یا نکرون علی رضی اللہ عنہ فرمائے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان ترک خیرا اور وہ
مال زیادہ نہین تو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ دے اور بیہقی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا مین وصیت کرنا چاہتا ہون تو پوچھے تیرا مال کتنا ہی بولا تین ہزار درم پوچھے
تیرے گھر کے لوگ کتنے ہین کہا چار تن کہے اللہ تعالی فرمایا ہی ان ترک خیرا اور یہہ تھوڑا مال ہی اپنے علایق کے
لئے چھوڑ دے اَلْوَصِيَّةُ وصیت کرنا آدمی اپنے مرنے کے بعد کچھ کام کرنے کو تاکید جو کرتا ہی اُسکو
وصیت کہتے ہین لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ماں باپ کو اور ناتے والون کو یعنی اُنکو کچھ مال دیو کر کے
وصیت کرنا بِالْمَعْرُوْفِ دستور سے یعنی وصیت اندازے سے کرنا محتاج کو کم دیکے غنی کو بہت نہ دینا
اور ثلث مال سے زیادہ وصیت نہ کرنا حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ضرور ہی پرہیزگارون کو اِس آیت کے نزول کا
سبب یہہ ہی کہ جاہلیت مین لوگون کی عادت تھی کہ اپنا مال غیر شخص کو دینے کے لئے وصیت کرتے قرابت
والون کو نہین دیتے تا لوگون مین اپنی شان بڑی ہو ابتداء اسلام مین یہہ حکم فرض ہوا کہ کسی کو مال ہو تو مرتے
وقت والدین کو اور قرابتی کو دینے کیواسطے حکم کرے بعد مواریث کی آیت جب نازل ہوئی اُس کا وجوب
منسوخ ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ وارث کو وصیت نہین امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ عمرو بن خارجہ سے
اور ابی امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جانو اللہ تعالی
ہر ایک حقدار کا حق دیچکا اب وارث کے لئے وصیت نہین انتہی غیر وارث کو ثلث مال سے کم وصیت
کرنا مستحب ہے اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین طوالت کے خوف سے ہم نے یہان ذکر نہین کیا
فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَاِنَّمَا اِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ پھر جو کوئی اس وصیت کو

اُس کو بعد کوئی بدلے تو اُس کا گناہ اُنھین پر ہے جنھون نے اُسکو بدلا یعنے وصی اور ولی وصیت کے لکھنے مین یا حق پہونچانے مین تغیر کیا یا شاہدون نے گواہی کو پوشیدہ کیا اُس کا گناہ بدلنے والے پر ہے میت اُس سے بری ہے اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ مقرر ہے اللہ سنتا جانتا فَمَنْ خَافَ پھر جو کوئی ڈرا اپنے جانا یہہ خطاب سب مسلمانون کو ہے مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا وصیت کرنے والے کی طرفداری سے یا گناہ سے فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ پھر اُنمین صلح کروا دے فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ تو اُس پر گناہ نہین جنف سے مراد خطا کی طرفداری اور حق سے عدول کرنا اور اثم سے مراد عمداً ظلم کرنا یعنی موصی نے وصیت مین قصور کیا یا اسراف کیا یا وصیت گناہ کے کام کی کیا تو ولی اور وصی اور حاکم کو لازم ہے کہ اُس کو شرع کے مطابق جاری کرین اور وارثون مین اور موصی لہ مین ملاپ کروانا کچھ مضایقہ نہین إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے مہربان يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لکھا گیا تم پر یعنی فرض ہوا روزہ جیسے فرض ہوا تھا تم سے اگلون پر یعنی دوسرے انبیا پر آدم سے محمد تک صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ کئی دن گنتی کے بیان جو اگلون سے تشبیہ یا کس چیز مین بعضے کہتے ہین تشبیہ روزہ رکھنے مین یا جمیع مین اُسکے صفت دونون مین تشبیہ نہین سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اہل کتاب پر فرض تھا کہ شب کے کھانا نہ کھاکے کوئی سو جاوے تو پھر دوسری شب تک اُسپر کھانا حرام تھا اور روزے کی شب کو عورتون سے مقاربت کرنا جایز نہ تھا مسلمانون پر بھی ابتداء اسلام مین یہی حکم ہوا بعد رخصت کی آیت نازل ہوئی اِس قول پر یہہ آیت منسوخ ہے اُسکی ناسخ احل لکم لیلة الصیام الرفث الایہ ہے بعضے کہتے ہین تشبیہ تو نہین ہے یعنی اُنپر جیسے چند روز مقرر تھے تم پر بھی مقرر چند روز ہین ابن جریر نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ جب نصاری پر رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہوا وہ ایام تابستان کے تھے اُن ایام مین روزہ رکھنا دشوار ہوا اُن ایام کا روزہ چھوڑ کر دوسرے دنون مین مقرر کیے اور معین دنون مین نہ رکھنے کا کفارہ دس روزے زیادہ کیے اور ایاما معدودات سے مراد رمضان کا مہینہ ہے اور بعضے کہتے ہین اُن روزون سے مراد عاشورہ اور ہر مہینے مین تین دن ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی روزے اول فرض تھے بعد وے منسوخ ہوکے رمضان کے روزے مقرر ہوے فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ پھر جو کوئی

ع

تم مین بیار ہو یا سفر مین بیماری وہ جس کو روزے سے ضرر ہو یا روزہ رکھنا دشوار ہو اور سفر سے مراد جس مین نماز کو قصر کرتے ہین وہ دو مرحلے ہین امام شافعی کے پاس اور تین روز کی راہ ہی امام ابوحنیفہ کے پاس فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ تو اُس پر ہو اُن کی شمار دوسرے دنون سے اِس جگہ کلام مین حذف ہی تقدیر یون ہی فمن کان منکم مریضًا او علی سفر فافطر فعلیہ صوم عدۃ ایام المرض والسفر من ایام اخر یعنی جو کوئی تم سے بیار رہنے سے یا سفر مین ہونے سے افطار کیا تو اُس پر روزہ رکھنا ہی بیماری اور سفر کے دنون کے شمار دوسرے دنون سے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور جنکو اُسکی یعنے روزے کی طاقت ہو اور افطار کرے تو فدیہ ہی کھانا ایک فقیر کا یعنی ایک دن مین فقیر جس مقدار کھاوے اتنا کھانا اُس روزے کے بدلے مین فقیر کو کھلانا وہ فدیہ اصح مذہب مین ایک مُد ہی اُس قسم کے اناج سے جو بستی مین اکثر لوگ کھایا کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین اگر گیہون دیوے تو آدھا صاع دینا اگر دوسرے قسم کا اناج دیوے تو ایک صاع دیا جاہیے اور بعضے کہتے ہین افطار کیا سو شخص اُس دن آپ جو کھاتا ہی سو کھلاوے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ مسکین کو شام اور سحر کا کھانا کھلاوے اِس آیت کے حکم مین علما کا اختلاف ہی اکثر کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہی عمر بن الخطاب اور ابن عمر اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہتے ہین ابتدا مین جب روزہ رکھنے کا حکم ہوا تو لوگون کو روزے کی عادت نتھی اُنپر روزہ دشوار ہوا تب یہہ آیت اتری اللہ تعالی نے لوگون کو اختیار دیا کوئی روزہ رکھتا اور کوئی روزہ نہ رکھکے اُسکے بدلے مسکین کو کھانا کھلاتا اغنیا اکثر روزہ نہ رکھکے فدیہ دینے لگے روزہ آن پڑا فقرا مساکین پر پھر اللہ تعالی اِس حکم کو منسوخ کرکے یہہ آیت نازل کیا فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ اور جماعت کہتی ہے آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے مگر خاص ہے انکے حق مین جو بہت بوڑھے ہین یا دایم المرض ہین درست ہونیکی امید نہین اور بعضے کہتے ہین یہان لا مقدر ہی اصل لا یطیقونہ تھا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پھر جو کوئی شوق سے زیادہ کرے نیکی تو اُسکو وہ بہتر ہے یعنی ایک مسکین سے بڑھکے لوگونکو کھلاوے تو بہتر ہے اللہ ثواب زیادہ دیگا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور روزہ رکھو تو تمھارا بھلا ہے یعنی افطار کرکے فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بھلا ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم سمجھ رکھتے ہو یعنے روزے کی خوبیان اور فضیلت کی آپ معلوم کیجئے جو مسلمان عاقل و بالغ ہے بے عذر رمضان کا روزہ ترک کرنا اُسکے لئے درست نہین

اور وے عذر جن سے نہ رکھنا روا ہے تین ہین ایک تو سفر اور مرض اور حیض اور نفاس ہے ان پر قضا ہے کفارہ نہیں دو دوسرا حاملہ اور مرضعہ بچے کو ضرر ہونیکے اندیشہ سے روزہ نہ رکھے تو قضا کرنا اور فدیہ دینا امام شافعی کا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ کے یہان اس مین بھی فدیہ نہین تیسرا بہت بوڑھا بوڑھی اور دائم المرض جسکے چنگے ہونیکی امید نہو تو وہ فدیہ دیوے اپر روزہ نہین شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ مہینہ رمضان کا جس مین نازل ہوا قران اس کلام کی تقدیر یون ہے تمھارے روزون کا وقت رمضان کا مہینہ ہے اسکے سوا اور بھی تقدیرا اور وجہین مفسرین نے ذکر کئے ہین اور قرآن لوح محفوظ سے رمضان کے مہینے مین شب قدر کو اس آسمان پر اترا اسکو بیت العزت مین رکھے بعد جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا تیئیس برس کے شمار مین صلی اللہ علیہ وسلم پے آئے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیئے ہین اور بعضون کے نزدیک نازل ہونے سے ابتدا نزول مراد ہے امام احمد اور ابن جریر اور محمد بن نصر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم پر صحیفے رمضان کی پہلی رات کو اترے اور توریت رمضان کی چھٹی کو اور انجیل رمضان کی تیرھوین کو اور زبور رمضان کی اٹھارہوین کو اور اللہ تعالی قرآن کو رمضان کی چوبیسوین کو نازل کیا اور بعضے یون تقدیر کرتے ہین کہ رمضان کا مہینا جسکی شان مین یا جسکی فرضیت مین قرآن اترا هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ہدایت واسطے لوگون کے اور کھلی نشانیان راہ کی اور فیصلہ یعنی ہدایت ہے لوگون کیواسطے گمراہی سے اور یہ جو کہا بینات من الہدی اشارہ کرنیکو کہ ہدایت دو قسم پر ہے ایک ہدایت ظاہر کھلی ہوئی دوسری خفی سو اول فرمایا کہ وہ فی نفسہ ہدایت ہے بعد فرمایا ہدایت مین وہ ہدایت ہے کہ جسکی نشانیان روشن ہین جس سے حلال و حرام اور حدود و احکام ظاہر ہوتے ہین اور فرقان کا معنی فرق کرنیوالا حق و باطل مین فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پھر جو کوئی پاوے تم مین سے مہینہ تو وہ روزہ رکھے وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر مین پھر افطار کرے تو اس پر ہے اُسکے شمار روزے رکھنا دوسرے دنون سے اس حکم کو مکرر فرمایا اسواسطے کہ پہلی آیت مین مقیم جو بیمار نہین اُسکو بھی روزہ نہ رکھنے فدیہ دینے کا اختیار دیا تھا جب اُس حکم کو اس آیت سے یعنی فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے نسخ کیا پھر اگر اسی جملہ پر اقتصار کرتا تو گمان ہوتا بیمار اور مسافر کے حق مین جو

رخصت تھی وہ بھی منسوخ ہوئی اِس گمان کو اٹھا دیا يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ
چاہتا ہی تمھاری آسانی اور نہین چاہتا تمپر مشکل یعنی تمکو بیماری اور سفر مین روزہ نہ رکھنا جو مباح کیا تمھاری آسانی
کیواسطے ہی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اللہ چاہتا ہی تمھاری آسانی یعنی افطار
کرنا سفر مین اور نہین چاہتا مشکل یعنی روزہ رکھنا سفر مین علما کا اختلاف ہی کیا سفر مین روزہ رکھنا افضل ہی یا
افطار اصح قول یہہ ہی کہ جسکو روزہ رکھنے مین مشقت ہو تو اُسکو افطار افضل ہی نہین تو روزہ افضل وَلِتُكْمِلُوا
الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ اور اسواسطے کہ پوری کرو

۱۶ ورد

گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اسپر کہ تمکو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو یہہ جملہ عطف ہی ایک محذوف فعل پر کہ جس پر
اول کا کلام دلالت کرتا ہی تقدیر یون ہی اللہ تعالی تمھاری آسانی چاہتا ہی تا تمکو روزہ رکھنا سہل ہو اور گنتی پوری
کرو الی آخرہ اور یہہ گنتی پوری کرنے سے مراد رمضان کا تمام مہینا روزہ رکھنا ہے یہی بات منقول ہی یا مرض
وسفر کے سبب جن دن افطار کئے انکی گنتی پوری کرنا یہہ قول ضحاک ہی اور تکبیر سے مراد تکبیر شب عید کی ہی اور بعضے کہتے
ہین وہ تکبیر جو چاند دیکھنے کیوقت کہتے ہین اور بعضے کہے ہین تکبیر سے مراد اللہ کی حمد وثنا کرنا کہ ہم کو ہدایت دیا
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اور جب تجھ سے پوچھین بندے میرے مجکو تو مین نزدیک ہون
اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے صلت بن حکیم سے وہ اپنے باپ سے وہ انکے دادا سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ کیا ہمارا رب قریب ہے تو ہم اُس سے آہستہ مانگین یا دور ہے
تو اُس سے چلاکے مانگین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت رہے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا اور یہہ جو فرمایا مین قریب ہون
اس سے غرض یہہ ہے کہ اللہ تعالی بندون کے افعال اور اقوال اور انکے احوال پر دانا بینا ہی اسکی تمثیل دیتا ہی حال سے
ایک شخص کے جو وہ اُن سے قریب ہو أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ پہنچا ہون یعنی سنتا ہون پکارنے
کی پکار کو جسوقت مجکو پکارتا ہے اِس مقام مین ایک اشکال ہی کہ بسا لوگ اللہ تعالی سے مانگتے ہین پر اللہ تعالی انکی
دعا مقبول نہین کرتا اسکے کئی جواب دئے ہین پہلا جواب یہہ آیت مطلق ہی اور قول اللہ کا بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ
فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ مشیت سے مقید ہی تو قاعدہ ہے اصول کا مطلق کو مقید پر حمل کرنا دوسرا جواب
دعا کی معنی اِس آیت مین طاعت ہے اور اجابت کی معنی ثواب یعنی طاعت کرنے والے کو آخرت مین ثواب دونگا

تیسرا جواب دعا کرنیکے ارکان اور شروط مقرر ہین اگر ان شرطون کیساتھ بندہ دعا مانگے تو قبول کرتا ہی
چوتھا جواب اللہ فرمایا ہی سنتا ہون اور اس مین اسکی مراد برلاتا ہون کرکے مذکور نہین اشکال کاہیکو وارد
ہوگا پانچوان جواب اس آیت سے مراد یہہ ہے کہ اللہ تعالی دعا مانگنے والے کو محروم نہین کرتا لیکن اگر مقدر مین
لکھا ہے تو اللہ تعالی اسکی حاجت برلاتا ہی اگر مقدر مین نہو تو اسکے لئے اس دعا کو آخرت کا ذخیرہ کر رکھتا ہی
یا اس سے بدی کو دور کرتا ہے فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي تو چاہیے حکم مانین میرا جیسے مین انکی حاجات مین دعا قبول
کرتا ہون انکو بھی جب ایمان کی دعوت کرون اور اطاعت کا امر کرون تو اسکو ماننا ضرور ہے وَلْيُؤْمِنُوا
بِي اور ایمان لاوین مجھ پر لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ شاید نیک راہ پر آوین أُحِلَّ لَكُمْ
لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ حلال ہوا تمکو روزے کی رات بے پردہ ہونا اپنی عورتون
سے رفث کا معنی لغت مین پوچ بات ہی جسکا ذکر کرنا قبیح ہو جیسی جماع اس مقام مین رفث کنایت ہے
جماع سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے ہین کہ اللہ تعالی بہت شرمناک اور کریم ہے قرآن مین مباشرت اور
ملامسہ اور افضا اور دخول اور رفث بولا اور ان سب سے ارادہ کیا جماع کا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب
امام احمد اور ابن جریر وغیرہ کعب بن مالک سے روایت کئے ہین کہ رمضان مین یون حکم تھا روزہ رکھنے
والا جب سووے تو اس پر کھانا پینا اور عورت کے ساتھ صحبت کرنا دوسرے روز افطار کئے تک حرام تھا
ایک شب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دیر تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کے گھر کو گئے دیکھے اپنی
عورت سوتی ہی انکو بیدار کئے اور اس سے صحبت کرنا چاہے تو بولی مین سوگئی تھی عمر کہے نہین سوئی اور
اس سے صحبت کئے اور کعب بن مالک بھی ایسا ہی کئے پھر صبح کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکے خبر دئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور ابن عباس کی روایت مین آیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تم کو یہہ کرنا سزاوار نتھا هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وے پوشاک
ہین تمہاری وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ اور تم پوشاک انکی یعنی پوشاک بدن سے جیسی لگی رہتی ہے
ویسی ہی زن وشوہر مین اختلاط رہتا ہی اس مین اللہ تعالی جماع حلال ہونیکا سبب بیان کیا عورتین لباس کی
مانند ہین انسے پرہیز کرنا اور کنارے رہنا دشوار ہے عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانون کی خیانت کرتے ہو یعنی اپنی جانون پر روزے کی رات جماع کرکے ظلم کرتے
ہو تو اسے جو انکو خطر ہے اُس کا نقصان کرتے ہین اُس مین عقاب کا اندیشہ ہے بخاری نے برا رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رمضان کا روزہ جب نازل ہوا تو تمام رمضان لوگ عورتون سے قربت نہین کرتے تھے چند لوگ تھے کہ اپنی
جانون کی خیانت کرتے تھے تب اللہ تعالی نے نازل کیا علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم الایہ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
سو معاف کیا تم کو وَعَفَا عَنْكُمْ اور درگذر کی تم سے فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوهُنَّ پھر اب یعنی اُنسے مجامعت
کرو وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تمکو یعنی تم جو مباشرت کرتے ہو فقط
شہوت کو ٹالنے کی غرض سے نہ کرو بلکہ اُس سے نسل جاری ہونیکا قصد کرو مقاتل نے کہا ہے اِس سے غرض
یہہ ہے کہ کھانا پینا جماع حلال ہے کہ اللہ تعالی لوح محفوظ مین جو رخصت لکھا اُسکو کیا کرو وَكُلُوا وَاشْرَبُوا
اور کھاؤ اور پیو اِس کے نازل ہونیکا سبب بخاری نے برا ابن عازب رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے جو روزہ رکھتا اور افطار کا وقت ہوے بعد افطار کے آگے سو جاتا تو وہ شب
اور اوسکے بعد تمام دن شام ہونے تک کھانا نہین کھاتا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے تمام دن
اپنی زمین کا کام کرکے افطار کیوقت گھر کو آکے عورت کو پوچھے کچھ کھانے کو ہے تو بولی نہین لیکن مین مانگھ کے لے آتی
ہون عورت کھانیکی تلاش مین گئی اور انکی آنکھ لگ گئی عورت آکے دیکھی سو گئے ہین بولی نامراد کیا اتنی مین سو گیا
غرض ویسا ہی روزہ رکھے دوپہر کو اُنکے تئین غش آگئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے تب یہہ آیت نازل
ہوئی حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ جب تک ظاہر
ہووے تمکو سفید تاگا سیاہ تاگے سے فجر کے اللہ صاحب نے صبح صادق کی دھلوی کو جو اول طلوع ہوتی ہے
سفید تاگے سے تشبیہ دیا اور شب کی تاریکی کو سیاہ تاگے سے بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن جریر اور ابن
المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اول اتنی ہی
آیت نازل ہوئی وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود اور من الفجر کا لفظ نازل نہین ہوا
چند لوگ روزہ رہنا چاہے تو اپنی پانون مین سفید تاگا اور سیاہ تاگا باندھتے اور دونون مین فرق نمود
ہونے تک کھاتے پیتے جب اللہ تعالی من الفجر کا لفظ نازل کیا تو جانے کہ اُس سے مراد ظاہر ہونا دن کا ہے رات سے

انتہی صبح صادق کو تاگے سے تشبیہ دینا اکثر عربون کے پاس معروف تھا لیکن بعضون نے اس لفظ کو حقیقت پر حمل کئے تھے پھر اللہ تعالی کے من الفجر کو نازل کرنے سے سمجھے کہ وہ استعارہ ہے اور بعضون کے لغت مین یہہ استعارہ مستعمل نہ تھا تو یا وجود من الفجر کا لفظ نازل ہونے کے بعد بھی مقصود کے فہم کرنے سے قاصر ہوئے چنانچہ سفیان بن عیینہ اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی اپنی سنن مین عدی بن حاتم سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت یعنی حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود نازل ہو لی بعد مین ایک سیاہ تاگا اور ایک سفید تاگا لیکے میرے تکیئے کے نیچے رکھا اور اُنکو دیکھنے لگا تو سیاہ اور سفید مین امتیاز نہوا پھر صبح کو آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ کیفیت عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یون ہو تو تمھارا تکیہ بہت چوڑا ہے وہ سفیدی صبح کی ہے رات کی تاریکی سے اِس قصہ کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم دوسری طریق سے بہت واضح روایت کئے ہین اُنکا لفظ یون ہے عدی بن حاتم نے کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مجھے اسلام سکھلائے پانچوقت کی نمازین پڑھنے کا طور ارشاد کئے بعد فرمائے جب رمضان آوے تو تم شب کو کھا لیو جب تک تمکو سفید تاگا سیاہ تاگے سے فجر کے ظاہر ہووے بعد روزہ شب تک پورا کرو عدی کہے مین یہہ نہ سمجھکے دو تاگے سفید اور سیاہ لیکے بانٹ کر رکھا اور صبح کو اُنمین نظر کیا تو دونون برابر ہین پھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو فرمائے مین یاد کیا مگر سفید تاگا سیاہ تاگے سے نسمجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیون نہین سمجھے اور تبسم کئے گویا میری اس حرکت سے آپ واقف ہوئے پھر عرض کیا مین دو تاگے باندھا ایک سفید اور ایک سیاہ اور رات کو اُنمین نظر کرنے لگا تو دونون برابر ہی دیکھتے تھے یہہ سنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا تبسم کئے کہ حضرت کی کوچلیان نمود ہوین بعد فرمائے کیا تمکو بولا نتھا من الفجر کرکے وہ کیا ہے دن کی سفیدی رات کی اندھیری سے انتہی جاننے آفتاب طلوع ہونیکے قبل ایک سفیدی نکلتی ہے گاے کی دم کی مانند اُسکو صبح کاذب کہتے ہین بعد تھوڑے وقت کے ایک عریض سفیدی افق مین نمود ہوتی ہے رفتہ رفتہ اجالے کی پھیلتی جاتی ہے اُس کو صبح صادق کہتے ہین مذہب ایمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہہ ہے بمجرد طلوع صبح صادق کے صایم پر کھانا وغیرہ حرام ہوتا ہے بلکہ بعضے تو اس بات پر اجماع نقل کرتے ہین اُس پر دلیل یہہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا یتبین وہ صیغہ باب تفعل سے ہے

باب تفعل کا استعمال تکلف کے واسطے بھی ہوتا ہے تو تبین کا معنی یون ہوا کہ تکلف و مشقت سے دیکھے یہہ نہین مگر اسکی ابتدا طلوع مین ہوگا اسکی مثال تشجع ہے اس معنے سے کہ اُس نے شجاعت کو استعمال کیا اور اُسکے حاصل کرنے اپنی نفس پر تکلف کیا اور بعضے صحابہ اور اعمش اور ابوبکر بن عیاش کا مذہب یہہ ہے کہ صبح صادق خوب دہوپ تک کھانا پینا وغیرہ جایز ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ پھر پورا کرو روزہ رات تک یعنی طلوع فجر سے آفتاب غروب ہونے تک روزہ رکھو بخاری اور مسلم وغیرہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب آئیگی رات اِس جگہ سے یعنی مشرق کی جہت سے اور جائیگا دن اس جگہ سے اور غروب ہوگا آفتاب تو صایم افطار کیا یعنی افطار کا وقت آچکا مشرق کی طرف سے رات آنے سے غرض سیاہی نمود ہونا اور دن کا جانا یعنے سفیدی دن کی کم ہونا اس حدیث مین تین باتین مذکور ہین ایک رات آنا دوسری دن جانا تیسری آفتاب غروب ہونا۔ ان تینون مین ملازمت ہے اُن تینون سے فقط ایک کو ذکر کرنا بس تھا لیکن ابر یا پہاڑ وغیرہ حایل رہنے سے سیاہی دوڑتی ہے آفتاب غروب نہین ہوتا اس کی توضیح کو تینون امر فرمائے وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ اور نہ لگو اُن سے یعنی اپنی عورتون سے جماع نہ کرو جب بیٹھے ہو مساجد مین یعنی اعتکاف کی نیت کرکے جو مسجد مین بیٹھا ہے اُسکو اعتکاف تمام ہونے تک اپنی عورت سے وطی کرنا جایز نہین اس سے معلوم ہوا اعتکاف کی صحت کا شرط وطی نہ کرنا ہے اگر کوئی وطی کیا تو اعتکاف فاسد ہوگا اور اِس آیت سے معلوم ہوا اعتکاف مسجد مین ہی بیٹھنا ہے اور کہین بیٹھے تو حاصل نہین ہوتا اور سب مساجد اعتکاف مین برابر ہین یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے قتادہ سے یون نقل کیا ہے کہ بعضے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد مین اعتکاف بیٹھتے جب اُنکو عورت کی خواہش ہوتی وہان سے نکل کے عورت کے پاس جاتے اور اپنے مطلب سے فراغت پاکے غسل کرکر پھر مسجد مین آتے سو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا یہہ حدین باندھی ہین اللہ کی سو اُنکے نزدیک نہ جاؤ یعنے یہہ احکام جو مذکور ہوے اللہ کی حدین ہین جو بندونکے لئے مقرر کیا ہے سو تم اُسکو نہ کرو حد کی معنی لغت مین منع کرنا اور دو چیز نہ ملنے کے لئے جو مانع ہو اُسکو بھی حد کہتے ہین یہی معنی اس مقام مین مربوط ہے بعضے اللہ کے حدود سے اللہ کے فرایض مراد لیتے ہین اور بعضے حدود سے مراد

مقادیر لیتے ہین جنکو اللہ تعالی نے اندازہ کیا ہی اور اسکی مخالفت سے منع فرمایا ہی اس آیت مین دو اشکال ہوتے ہین
پہلا اشکال تلک کا اشارہ سابق گذرے ہوے احکام کی طرف ہی اُن احکام مین بعضے مامورات ہین اور بعضے منہیات
جو منہیات ہین انکے نزدیک البتہ نہونا اور جو مامورات ہین انکو البتہ بجالانا ہی پھر اُن دونونکے نزدیک جاؤ کرکے
کیسا فرمایا اسکا جواب یہہ ہی اوپر جو احکام گذرے اگرچہ مامورات اور منہیات تہین لیکن اس آیت سے قریب جو مذکور ہے
ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد اُس سے اعتکاف مین جماع کرنا حرام ہوکرکے ثابت ہوا اور اسکے قبل ثم
اتموا الصیام الی اللیل مذکور ہی اس سے روزے کے دن کھانا پینا حرام ہوکرکے ثابت ہوتا ہی یہہ محرمات قریب
رہنے سے تحریم کی جانب کو اعتبار کرکے فلا تقربوہا فرمایا یون جواب دیوینگے مامورات جو ہین اُنکا ضد و خلاف
کرنے سے منع فرمایا تو ہر ایک مامور کا ایک ضد ہوا سو اِن اضداد کے نظر کرتے فلا تقربوہا فرمایا اس کو بلاغت
والے تغلیب کہتے ہین دوسرا اشکال اس آیت مین اللہ تعالی فلا تقربوہا فرمایا اور اسی جزر کی تیرہوین رکوع مین
تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا فرمایا یہہ آیت چاہتی ہے حدود کی نزدیک نجانا اور وہ آیت چاہتی ہی حدود کے
باہر نجانا اسکا جواب یہہ ہی جو شخص اللہ کی طاعتون مین رہے اور اسکے فرضون پر عمل کرے تو وہ شخص گویا حق
کی جگہہ مین کھڑا ہوا اللہ تعالی اُس جگہہ سے تجاوز نہ کرنا کرکے تعتدوہا فرمایا کیونکہ اُس جگہہ سے جو کوئی تجاوز کیا تو
باطل کی جگہہ پہونچا اللہ تعالی مبالغہ کی جہت سے منع کیا کہ حد جو مانع پڑا ہے حق اور باطل کی جگہہ مین اُسکے نزدیک نہو
اس اندیشہ سے کہ باطل کی جگہہ تک جاوے اور اسی معنی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرکے فرمائے ہر بادشاہ کو
ایک حمی رہتی ہے اور اللہ کی حمی زمین اُسکے محرمات ہین جو کوئی حمی کے گرد جانور چراوے تو قریب ہے کہ حمی کی اندر چلا جاوے
اس حدیث کو بخاری اور مسلم نعمان بن بشیر سے روایت کئے ہین حمی اُس موضع کو کہتے ہین کہ جسکو حد باندھکے علحدہ
کرتے ہین جاہلیت مین عادت تھی کوئی بڑا شخص کسی جگہہ رہنا اختیار کرتا تو کتے مار کے آواز کرواتا اُس کی آواز
جتنی دور جاتی اتنی جگہہ گرداگرد اپنے احاطہ مین لیتا غیر کے جانور وغیرہ کو اُس مین آنے نہین دیتا کسی کا جانور
آوے تو اسکو سزا دیتا اور بعضے کہتے ہین اس آیت مین حدود سے مراد محارم اور منہیات ہین اس صورت مین
مقصود صاف ہوتا ہی اور اشکال وارد نہین ہوتا بندۂ عاصی کہتا ہے حد دو طور کا ہوا کرتا ہی ایک حد ہوتا ہے
اُسکے نزدیک جانے مین ہلاکی ہے جیسے گرداب سمندر مین ہوتا ہی وہان نہ جانا کرکے حد باندھتے ہین ایسے حد کے

نزدیک نہ گیا چاہئے اور ایک حد ہوتا ہے اُس سے باہر نکلنے مین ہلاکی ہے جیسے بکریونکے لئے حد باندھتے ہین اگر اُس حد کے
باہر جاوے تو درندہ کھا جاتا ہے ایسے حد کے باہر نہ گیا چاہئے اللہ تعالی نے ماقبل کی آیتونکے دیکھتے اس آیت مین حد کی
پہلی صورت کا لحاظ کرکے لا تقربوھا فرمایا اور اگلی آیت مین دوسری صورت کے نظر کرنے فلا تعتدوھا فرمایا کَذٰلِکَ
یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ اسطرح بیان کرتا ہے اللہ اپنی آیتین لوگون کو شاید وے بچتے رہین
یعنی یہہ بیان کرتا ہے تاکہ تم اُسکی امر ونہی کی مخالفت کرنے سے ڈرتے رہو تو عذاب سے نجات پاؤگے وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ
بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم نے
سعید بن جبیر سے یون روایت کیا ہے کہ امرؤ القیس بن عابس اور عبدان بن اشوع حضرمی باہم ایک زمین کے لئے قضیہ کیئے
امرؤ القیس قسم کھانے کو تیار ہوا تب یہہ آیت نازل ہوئی باطل وہ جو شرع مین حرام ہو اُسکے چند طور ہین ایک تو مال
معصوم کو تعدی کرکے یا غصب کرکے یا لوٹ کے یا چرا کے کھاوے دوسرا لہو لعب سے جیسے جوا اور گانے کی اجرت اور
شراب تیسرا رشوت لینا حکم کرنے یا جھوٹی شہادت دینے کے لئے چوتھا خیانت سے جیسے امانت مین خیانت کرنا اور
مال لینے کو کھانا فرمایا کیونکہ مال لینے سے بڑا مقصود کھانا ہی ہے وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ اور نہ پہنچاؤ انھین
حاکمون تک ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہہ اُس شخص کی شان مین ہے جسکے ذمے
پر کچھ مال ہو اور اسکا کوئی گواہ نہین اُس مال کا انکار کرتا ہے اور جھگڑکے حاکم کے پاس جاتا ہے یہہ جانتا ہوا کہ اپنے ذمے
پر اُسکا مال ہے اور آپ گناہ گار ہے حرام خوار لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ تاکہ کھاؤ
ایک قطعہ لوگون کے مال مین کا گناہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اثم سے مراد جھوٹی قسم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ جھوٹی
شہادت اولی یہہ ہے کہ اثم سے مطلق گناہ مراد لین وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تمکو معلوم ہے یعنی تم جو باطل
ہو سو تمکو معلوم ہے باوجود علم کے گناہ کے مرتکب ہو نا نہایت قبیح ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ تجھسے پوچھتے
ہین چاند سے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن عساکر نے ابن عباس سے یون روایت کیا ہے کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن
غنم کہے یا رسول اللہ چاند نکلتا ہے تو باریک نکلتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے گول ہوتا ہے پھر جو گھٹا دیر آتا ہے اول کی
مانند باریک ہوجاتا ہے اُسکی کیا وجہ ایک ہی حالت پر کیون نہین رہتا تب یہہ آیت اتری سیوطی نے کہا اس حدیث
کی سند ضعیف ہے راوی اُسکا سدی صغیر ہے کلبی سے روایت کیا ہے وے دونون ضعیف ہین اور اھلّہ جمع ہلال کی ہے

ثمن
ع

یعنی دوسری تیسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اُسکے بعد نام اُسکا قمر ہے جب پورا ہوا تو اسکو بدر کہتے ہیں قُل تو کہہ اے محمد هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یہہ وقت ٹھہرے ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کے واسطے اللہ تعالے چاند کی کاستگی اور بڑھوتی میں حکمت جو ظاہر تھی بیان کیا کہ لوگ اس سے اپنی زراعت اور تجارت کے وقتوں کو اور قرض کی مدت اور روزہ و حج اور عدت کی علاقوں کی عدت وغیرہ احکام جو چاند سے متعلق ہیں جانیں اور حج باوجود مواقیت میں داخل رہنے پر بھی اسکو علاحدہ ذکر کیا ایک بڑے فایدے کے لئیے وہ یہہ ہے کہ عرب جاہلیت میں دنوں کے شمار پر حج کیا کرتے تھے اور مہینوں کو ان دنوں کے شمار پر بدل دیتے تھے اللہ تعالے نے اسکو باطل کیا اور حج کو مہینوں کے شمار پر کرنے کا امر کیا اور جس مہینے میں حج کرنا مقرر کیا ہے اُس مہینے سے دوسرے مہینے کی طرف نقل کرنا جایز نہیں وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا اور نیکی یہہ نہیں کہ گھروں میں آنا چھت پر سے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم اور ابن جریر وغیرہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یوں روایت کئے ہیں کہ عربوں کی عادت یہہ تھی کوئی شخص حج کا یا عمرے کا احرام باندھتا تو باغ میں یا گھر میں دروازے کی راہ سے نہیں جاتا ضرورت درپیش ہو تو گھر کے پیچھے سے نقب کرکے یا پیچھے سے سیڑھی لگا کر چھت پر ہوکے جاتا مگر حُمس کے قبیلے والے جو ہو تو گھر کے دروازہ سے جاتا قریش اور کنانہ اور خزاعہ و ثقیف اور بنو عامر بن صعصعہ اور بنو نضر بن معاویہ کو حُمس کہتے ہیں حمس مشتق حماسہ سے ہے اُسکی معنی شدت اور صلابت سو ان قبیلے والوں کو انکی دین میں کمال شدت ہونے سے حمس کہے غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں حج کو جو آئے آپ کسی کے باغ میں دروازے سے تشریف لیگئے انصار کا ایک شخص اُسکا نام رفاعہ بن تابوت تھا اور بعضے روایتوں میں مذکور ہے کہ اسکا نام قطبہ بن عامر انصاری تھا یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دروازے سے آیا لوگوں نے اس سے تعرض کئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تم حج کا احرام باندھکے کیا واسطے دروازہ سے آئے انہوں نے عرض کئے یا رسول اللہ آپ دروازہ سے تشریف لائے سو دیکھ کے میں بھی آپکے پیچھے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں حمس میں ہوں وہ شخص کہا آپ حمس میں ہو تو میں بھی حمس میں ہی ہوں آپکا اور میرا دین ایک ہی ہے پھر آیت نازل ہوئی وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی بچتا ہے یعنی اللہ سے ڈرے اسکے خلاف حکم نکرے اور گھروں میں آؤ اُنکے دروازوں سے یعنی احرام

باندھے بعد وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید مراد کو پہنچو وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ اور لڑو اللہ کی راہ مین اُنسے جو لڑتے ہین تم سے اسکی راہ سے اللہ کی طاعت اور اسکی رضامندی طلب کرنا مراد ہی وَلَا تَعْتَدُوا اور زیادتی مت کرو اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ ابتدا اسلام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ کافرون کی اذیت سہین اور اُن سے درگذرین پھر ہجرت کے بعد اس آیت سے حکم ہوا جو تم سے لڑتا ہے اُسی سے لڑا کرو اور زیادتی نہ کیجیو یعنی جنگ کی ابتدا اپنی جانب سے نکرو ربیع بن انس نے کہا ہے یہہ پہلی آیت ہے جو لڑائی کے باب مین اتری بعد اللہ تعالی کا فرون کے قتل کا حکم علی الاطلاق فاقتلوا المشرکین کافۃ کی آیت سے کیا جسکو آیت السیف کہتے ہین اس قول پر یہہ آیت منسوخ ہوئی اور بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہے اور الذین یقاتلونہم سے مراد وے کفار ہین جو لڑنے کے قابل ہین اور تعدی نہ کرنا یعنی جو شخص قابل جنگ کے نہین جیسے عورتین بچے رہبان وغیرہ اُسکو قتل نہ کرنا ابن جریر وغیرہ ابن عباس سے روایت کئے ہین کہے تعدی نکرنا یعنی عورتونکو اور بچون کو اور فرتوت بوڈھے کو قتل نہ کرنا اور نہ وہ جو صلح کرے اور جنگ سے اپنا ہاتھ کھینچے اگر تم اُن لوگون کو قتل کروگے تو تم زیادتی کئے إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ مقرر اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اور مار ڈالو انکو جس جگہ پاؤ یعنی حل مین یا حرم مین پہلی آیت مین اللہ تعالی جہاد کا امر اس شرط سے کیا کہ اگر کفار ہاتھ چلاوین تو تم بھی ہاتھ چلانا اُسکے بعد اس آیت مین حکم کرتا ہی کہ انکو جہان پاوین وہان قتل کرنا مگر مسجد الحرام کے پاس وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ اور نکالدو انکو جہان انھون نے تمکو نکالا یعنی مکہ سے وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ قتل کرنے سی بڑھکر ہی یعنی تم انکو حرم مین قتل کرنے سی یا احرام باندھکے قتل کرنے سی انکا فتنہ یعنی شرک رکھنا اللہ کے ساتھ بڑھکر ہی اور بعضے فتنہ سی محنت جس مین انسان کو حیرت ہو مراد لیتے ہین مثلاً جلا وطن قتل سے بڑھکر ہی کیونکہ قتل مین ایک لحظہ سختی گذرتی ہی اور اس مین ہمیشہ تعب اور دکھ رہا کرتا ہی وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مت لڑو اُن سے مسجد الحرام کے پاس یعنی حرم مکہ مین جنگ کی ابتدا تم از خود نہ کرو حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ جب تک وے نہ لڑین تم سی اس جگہ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ پھر اگر وے لڑین تو انکو مارو كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ یہی یعنی قتل اور جلا وطن سزا ہی کافرون کی مجاہد اور ایک جماعت علما کی کہے ہین کہ یہہ آیت محکم ہے مسجد الحرام کے پاس

جنگ کرنا حلال نہین مگر کوئی شخص جنگ کرنیکے لئے آوے تو اُس کو دفع کرنا بخاری نے غیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس شہر کو یعنی مکہ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین جس روز سے پیدا
کیا اوسی روز سے حرام کیا ہے روز قیامت تک حرام رہیگا کسی کو اس مین قتال کرنا حلال نہین اور مجھے بھی حلال نہین ہوا مگر
دن کی ایک ساعت پھر وہ قیامت کے دن تک حرام ہے اور قتادہ نے کہا کہ آیت السیف سے یہہ آیت منسوخ ہوئی
فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر اگر وے باز آوین یعنی کفر سے اور اسلام لاوین تو اللہ بخشنے والا
ہے مہربان وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ اور لڑو ان سے یعنی مشرکون سے یہان تک باقی نہ رہے فتنہ یعنی شرک
وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ اور دین اللہ کا ہی ہووے یعنی عبادت اور بندگی اللہ کے سوای دوسرے کسی کی نہ کرے

۱۷ ورد

فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پھر اگر وے باز آوین تو تعدی نہین مگر ظالمون پر عدوان
کا معنی یا سبیل ہے اور کوئی راہ نہین یہہ معنی ابن عباس سے منقول ہے اور اہل معانی کہتے ہین عدوان کا معنی ظلم ہے یعنی وے
اسلام لاوے تو انکا مال لوٹنا اور بند مین لانا اور قتل کرنا کچھ جایز نہین مگر ظالمون پر وے جو باقی ہین اپنی شرک پر کفار کی
ساتھ یہہ جو کرتے ہین وہ شرع کے حکم سے ہے وہ عدوان اور ظلم نہوگا لیکن اسکو ظلم بولا مقابلہ اور مجازات کی راہ سے
اسکو علم بلاغت مین مشاکلہ کہتے ہین جیسے اُس آیت مین ہے فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے مہینے کے اور آداب رکھنے مین بدلا ہے
اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے
چھٹوین سال عمرے کے ارادے سے نکلے مشرکون نے آپ کو مکہ مین جانے نہ دیکے مزاحم ہوئے وہ حرام مہینا تھا ذوالقعدہ کا
آخر مشرکون کے ساتھ یہہ صلح ٹھہری کہ اس سال پھر کے جانا سال آیندہ آنا دوسرے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
عمرے کو جانے کیواسطے تہیہ کئے اندیشہ ہوا کہ اگر قریش اپنے عہد کو وفا نہ کرین اور مسجد الحرام مین جانے سے منع
کرین تو جنگ کی نوبت ہوگی حرم اور حرام مہینے مین جنگ کیسا کرین تب یہہ آیت نازل ہوئی یعنی اگر وے لوگ
حرام مہینے کی حرمت توڑکے لڑین تو تم بھی لڑو کیونکہ ہر حرمت مین بدلا جاری ہوتا ہے تمکو مسجد الحرام مین جانے
سے روک کر حرمت توڑین تو تم بھی قہر اور غلبہ کے ساتھ جاؤ اگر وے مارین تو تم بھی مارو اور بعضے یون تفسیر کئے
ہین تم ذی القعدہ کے مہینے مین مکہ مین جو داخل ہوتے ہو اور اپنا عمرہ قضا کرتے ہو سو بدلے مین اسکے ہے جو تم

روکے گئے تھے اور حرمات جمع حرمت کی ہر حرمت وہ چیز ہے کہ جس پر محافظت کرنا واجب ہے اس جگہ تین حرمت ملکے رہنے سے جمع کا لفظ ذکر کیا ایک مہینے کی حرمت دوسری شہر کی حرمت تیسری احرام کی حرمت

قصاص کا معنی مساوات برابری یعنی کوئی کسی سے کچھ حرکت کیا تو اسکے ساتھ بھی وہی کرنا فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پھر جس نے تیپر زیادتی کی تو تم اس پر زیادتی کرو جیسے اسنے زیادتی کی تیپر وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے یعنی بدلے میں نہ جھکے نہ کرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہی پرہیز گاروں کے وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں مراد اللہ کی راہ سے اسکی اطاعت ہی پھر جہاد ہو یا اسکا غیر وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور نہ ڈالو اپنے ہاتوں سے اپنے کو ہلاکت میں بعضوں نے ایدی سے مراد نفس لیتے ہیں اور ترجمہ یوں کرتے ہیں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں وہ دونوں کا حاصل ایک ہی ہے اس آیت کا مطلب یہہ ہی کہ لوگ جہاد کیواسطے پیسا دیا کریں کیونکہ اسکا نہ دینا سبب ہلاکت کا ہی تم جہاد کیواسطے پیسا نہ دیکے ہلاک مت ہو ابن جریر وغیرہ اس کو ابن عباس سے روایت کئے ہیں اور بعضے کہے ہیں لوگوں کے پاس خرچ نہیں رہتا تھا بے خرچ جہاد کیواسطے نکلتے خرچ نہونے سے راہ میں تکلیف اٹھاتے تب اللہ تعالی نے امر کیا جہاد کو جائیں تو پیسا خرچا جسکے پاس خرچ نہ رہے وہ نہ نکلے جو کوئی بے خرچ نکلا تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا کیونکہ بھوکھ پیاس سے اور پیادہ پا چلنے سے وہ ہلاک ہوگا اور بعضے کہے ہیں ہلاکت میں نہ ڈالنا جہاد ترک نہ کرنا مراد ہے کیونکہ جہاد ترک کرنے سے کفار غالب ہوینگے انکا غلبہ سبب مسلمانوں کے ہلاک کا ہی ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے اسلم ابی عمران سے روایت کئے ہیں کہا ہم قسطنطنیہ میں تھے اور اہل مصر کے امیر عقبہ بن عامر تھے اور اہل شام کے فضالہ بن عبید پھر رومیوں کی ایک بڑی صف نکلی اور ہم بھی انکے مقابلہ میں صف باندھے ایک شخص مسلمانوں کا رومیوں کی صف پر حملہ کرکے انمیں دھسا لوگ پکارنے اور کہنے لگے دیکھو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا ابی ایوب رضی اللہ عنہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہوکے کہے ای لوگو کیا تم اس آیت کی یہہ تاویل کرتے ہو یہہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی جب اللہ تعالی اپنے دین کو عزت دیا اور دین کی نصرت کرنے والے بہت ہوئے ہم آپس میں ایک دوسرے سے مخفی کہے کہ اللہ تعالی تو اب اپنے دین کو قوت دیا دین کی تائید کرنے والے بہت ہوئے ہم اپنی جگہوں میں رہکے ہمارے جو کچھ اموال ضایع ہوئے

انکو درست کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اطلاع نہ کئے ہمارے رد مین اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل کیا و انفقوا فی سبیل اللہ و لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ہلاکت یہی تھی کہ ہم اپنی زمینون مین بیٹھے اُن کو
اصلاح کرنا جنگ کو نہ جانا ترمذی اور حاکم دونون اس حدیث کی تصحیح کئے ہین اور بعضے کہے ہین جان کو ہلاکت مین
ڈالنا اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا مراد ہی ابن جریر اور حاکم اور بیہقی روایت کئے ہین کہ کسی نے کہا ولاتلقوا بایدیکم
الی التہلکۃ سے مراد یہہ ہی کہ آدمی دشمن سے مقابلہ کرنا اور لڑکے مارے پڑنا جابر رضی اللہ عنہ یہہ سنکر کہے ایسا
نہین اُس سے مراد یہہ ہی ایک شخص گناہ کرتا ہی اور کہتا ہی اللہ مجھے کبھی نہ بخشیگا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی اور طبرانی
اور بیہقی شعب الایمان مین نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کئے ہین وَاَحْسِنُوْا اور
نیکی کر دینی مال کو اللہ کی راہ مین دو اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ مقرر اللہ دوست رکھتا ہی نیکی والون
کو وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیواسطے اس آیت کی شان نزول کو ابن
ابی حاتم اور ابونعیم دلایل مین یعلی بن اُمیّہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص جعرانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اسکے بدن پر ایک جبہ خلوق لگا ہوا تھا اسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عمرے مین کیا عمل کرنے کا
حکم فرماتے ہو تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی و اتموا الحج والعمرۃ للہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھے
سوال کیا سو شخص کہان ہی اُسنے بولا مین یہان حاضر ہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جبہ نکال اور ارگجہ
دھو ڈال اور حج مین جو اعمال کرتا ہی عمرے مین بھی وہی کر اس حدیث کو بخاری اور مسلم بھی روایت کئے ہین لیکن
وہین آیت اترنیکا مذکور نہین حج اور عمرے کو تمام کرنے سے مراد اُنکے ارکان اور شرطا اور سنن اور مستحبات
بجا لانا ہے یہہ قول ابن عباس کا ہی بعضے کہے ہین اپنے لوگون کے احاطے سے احرام باندھنا یہہ قول علی مرتضی رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے اور بعضے کہے ہین ہر ایک کیلئے علاحدہ سفر کرنا اور بعضے کہے ہین نفقہ حلال کا ہونا اور بعضے
کہے ہین انکو خالص عبادت کے نیت سے ادا کرنا اُس مین تجارت اور اغراض دنیوی کو نہ ملانا شافعی اس آیت سے عمرے کی
وجوب پر دلیل لائے ہین یہی قول علی اور ابن عمر اور ابن عباس اور حسن اور ابن سیرین اور عطا اور طاوس اور سعید بن جبیر
اور مجاہد اور امام احمد بن حنبل کا ہی امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہین عمرہ سنت ہی وہ قول ابن مسعود اور جابر اور
ابراہیم نخعی اور شعبی کا ہی فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو

[illegible]

ہدی سے اس کلام مین اختصار ہے اور معنی یون ہین پھر اگر تم روکے گئے اور ارادہ کئے احرام سے حلال ہونیکا تو تم پر واجب ہے ہدی دینا جو میسر ہوا احصار سے مراد یہہ ہو کہ دشمن مکہ کو جانے نہ دیوے اور یہہ آیت حدیبیہ کے قصہ مین اتری جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمرہ سے حلال ہوئے اور ہدی کو نحر کئے ہدی نام ہی جانور کا جو بیت اللہ کو بھیجتے ہین اونٹ یا گاے یا بکری اور جس مقام پر رکے اسی مقام پر ہدی کو ذبح کرنا یہہ مذہب شافعی کا ہی اور ابوحنیفہ کے پاس ہدی مکہ کو روانہ کرنا وہان ذبح ہوئے بعد اپنی احرام سے حلال ہونا وہ اس قول پر آتی سو آیت سے دلیل لیتے ہین وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ اور اپنے سر مت منڈو جب تک پہنچ نہ چکے ہدی اپنے ٹھکانے یعنی جس جگہ ذبح کرنا ہی ہدی اس جگہ پہنچے بعد سر منڈانا محل کی معنی ذبح کرنیکی جگہہ یا ذبح کرنیکا وقت اُس سے ابوحنیفہ کے پاس حرم مراد ہے اور امام شافعی پاس وہ جگہ جہان محصور رہا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا پھر جو کوئی تم مین مریض ہو یعنے احرام کی حالت مین اپنے سرون کو مت منڈو اگر بیمار ہوؤ اور سر مونڈھنا ضرور پڑے أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ یا اُسکو اذیت دیا اُسکے سر نے یعنی سر کے بالون مین جوین پڑنے سے ایذا ہووے فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ تو اُس پر بدلا ہے روزے سے یا خیرات سے یا ذبح یعنی عذر کے سبب سر کے بال منڈاوین تو فدیہ دیا چاہئے فدیہ یہہ ہی تین دن روزہ رکھنا یا تین صاع صدقہ چھ مسکین کو دینا ہر مسکین کو آدھا صاع شہر کے مروج اناج سے یا ذبح کرنا اونٹ یا گاے یا بکری ان تینون مین سے کسی ایک کو اختیار کرے یہہ آیت کعب بن عجرہ کی شان مین نازل ہوئی امام احمد اور بخاری اور مسلم وغیرہ کعب بن عجرہ سے روایت کئے ہین کہے ہم حدیبیہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھکے تھے مشرکون نے ہمکو روکا میرے سر مین بال تھے جوین میرے منہہ پر جھڑ رہی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے گذرے مجھے دیکھکے پوچھے کیا تمھارے سر مین کے کیڑے تمکو ایذا دیتے ہین تو مین کہا ہان آپ فرمائے سر منڈھو اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکے بدلے تین روز روزہ رہو یا چھے مسکین کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری ذبح کرو فَإِذَا أَمِنْتُمْ پھر جب تمھاری خاطر جمع ہو یعنے دشمن سے جب خاطر جمع ہووے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ تو جو کوئی فایدہ لیوے عمرے سے حج تک یعنی عمرے کا احرام حج کے مہینوں مین باندھکے اُس سے فراغت پاکر حلال ہوجاوے

اور اسی سال حج کا احرام باندھنے تک اپنی لذتیں حاصل کرے تو اُس پر ہدی ہے وہی جو سابق گذری پھر حج کا
احرام باندھے بعد اُسکو ذبح کرنا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پھر جسکو نہ ملے یعنی ہدی یا ہدی کا جانور خرید نیکا مقدور نہین تو فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ روزہ رکھنا ہے تین دن کا حج کیوقت مین یعنی حج کا احرام باندھے بعد روزہ رکھنا حج کے
احرام کے قبل روزہ رکھنا جایز نہین اور اُس سے فراغت پائے بعد بھی جایز نہین اور اِس شخص کو افضل ہے چھٹوین تاریخ کے
قبل حج کا احرام باندھنا کیونکہ عرفے کا دن حاجیون کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور یوم النحر اور ایام تشریق مین
اسکو روزہ رکھنا جایز نہین وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اور سات دن کا جب پھر کر جاؤ یعنی اپنی وطن کو پھر کر گئے
بعد وہ سات روزے رکھنا وہ وطن مکہ رہے یا کوئی دوسرا شہر تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ وہ روزے دس ہوئے
اِس جملہ کو تاکید کیواسطے ذکر کیا تا کوئی یہہ نہ سمجھے تین دن یا سات دن روزہ رکھنا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ
اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہہ اُسکو ہے یعنی یہہ تمتع کرنے والے پر ہدی ہے یا روزے کا حکم جو ہوا اُسکو ہے
جسکے لوگ نہ ہون رہنے والے مسجد الحرام پاس امام شافعی کے پاس مسجد الحرام پاس رہنے والے وے ہین جو مسجد الحرام سے
دو مرحلون کے اندر ہون اور مالک کہتے ہین وہ اہل مکہ ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین احرام باندھنے کی جگہ کے اندر جو رہے
وہ مسجد الحرام کے باشندے ہین ہے اور جو شخص مسجد الحرام کے رہنے والون سے ہو تو اُسپر ہدی ہے روزہ نہین وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اور ڈرو اللہ سے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور جان رکھو کہ مقرر اللہ کا عذاب سخت ہے
اُس پر جو اُسکے احکام کو نہ مانے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے کئی مہینے ہین معلوم یعنی حج کا وقت مقرر مہینون
مین ہے وہ شوال اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن یوم النحر کے طلوع فجر تک ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے
پاس پورے دس روز اور امام مالک کے پاس ذی الحجہ کا تمام مہینا فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ پھر جسنے لازم کر لیا یعنے
اپنی ذات پر انمین حج شافعی کا مذہب یہہ ہے مجرد احرام کے یعنی نیت کر نیکے حج واجب ہو چکا اور ابو حنیفہ کے پاس
احرام کے ساتھ تلبیہ کہے یا ہدی ہانکنے سے حج لازم ہوتا ہے اور اِس آیت سے معلوم ہوا اگر حج کے یہی مہینے مین جو
جو کوئی اِن مہینون مین احرام نہ باندھے دوسرے مہینون مین باندھا تو حج کا احرام منعقد نہ ہوگا جیسے فرض نماز
کے وقت کے آگے کوئی تکبیر تحریمہ کہے تو نماز منعقد نہین ہوتی ابن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی قول ہے
اور اسی کو اوزاعی اور شافعی اختیار کئے ہین اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ احرام منعقد ہوگا

ع ۹

فلا رفث پھر تو نہین ہے رفث رفث سے جماع مراد ہے اسکو ابن مردویہ ابی امامہ سے مرفوع روایت کیا ہے
اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت کیئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف روایتین
آئی ہین ابن جریر اور بیہقی اُنسے بھی ایسا ہی روایت کیئے ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ رفث سے مراد عورت
اور تعریض کرنا عورتون کو جماع سے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہی عرابت عین کے فتح سے یا کسر سے فحش بات کہنا
اور ایک روایت مین آیا ہی وہ جماع اور بوسہ لینا اور اشارہ کرنا اور فحش باتین اُسکے ساتھ کرنا اس کو
ابن جریر اور ابن المنذر روایت کیئے ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ رفث جس معنی سے روزے مین آیا
وہ معنی یہان مراد نہین روزے مین جماع کی معنی مراد ہی اور یہان عرابت کرنا عرب کے سخن سے اور تعریض کرنا
جماع کی بات سے ولا فسوق اور نہ فسوق یعنی گناہ کرکے حدود شرع سے نکل جانا اور ممنوعات کے
مرتکب ہونا یہہ قول ابن عباس سے مروی ہے یا جانور کا قتل کرنا اور ناخن لینا اور بال نکالنا اور اُسکے مشابہہ
جو محرم پر حرام مین کرنا یہہ قول ابن عمر سے منقول ہی اور بعضے کہتے ہین گالیان دینا اور برا نام رکھ کے پکارنا
ولا جدال اور نہ جھگڑا کرنا یعنی خادم اور رفیق سے لڑبڑنا فی الحج حج مین یعنے حج کے ایام مین یہہ چیزین
اگرچہ سب اوقات مین ممنوع ہین پر حج مین بہت ہی بد ہین اس لیے اِن کو ذکر کیا وما تفعلوا من خیر
یعلمہ اللہ اور جو کچھ تم کروگے نیکی اللہ اُسکو جانتا ہی اس کو فرمایا تا کہ لوگونکو نیکی پر رغبت ہو وتزودوا
فان خیر الزاد التقوی اور توشہ لیا کرو کیونکہ بہتر توشہ تقوی ہی یعنی لوگون کے پاس مانگنے سے اُسکو بچانا ہے
توشہ وہ جو سفر مین ساتھ رکھتے ہین کلچے آٹا ستو اور اُسکے مانند اس آیت کی شان نزول کو بخاری اور ابو داود
اور نسائی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیئے ہین کہ یمن کے لوگ حج کو نکلتے تو ساتھ کچھ توشہ
اور خرچ نہین لیتے اور کہتے ہم متوکل ہین پھر مکہ کو آکے لوگون پاس بھیک مانگتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا
اور بعضے آیت کی تاویل یون کرتے ہین تم اپنی آخرت کے سفر کے لئے پرہیزگاری کا توشہ لیا کرو کیونکہ
پرہیزگاری بہتر توشہ ہے واتقون یا اولی الالباب اور مجھسے ڈرتے رہو اے عقلمندو لیس
علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم کچھ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا
اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بخاری اور ابن جریر اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ عکاظ

اور مجنہ اور ذو المجاز نام جاہلیت مین بازار تھے حج کے موسم مین وہان تجارت کرتے جب اسلام کا دور آیا صحابہ رضی اللہ عنہم اِن ایام مین تجارت کرنا گناہ سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تب یہہ آیت نازل ہوئی عکاظ بازار تھا قیس اور ثقیف کے قبیلے والون کا مکہ سے بارہ میل پر جبلیہ اور طایف کے مابین اور مجنہ بنی کنانہ والون کا بازار تھا مَرالظہران مین اور ذو المجاز ہذیل والون کا بازار تھا عرفات سے ایک کوس پر جاہلیت مین عربون کی ایسی عادت تھی اِن بازارون مین حج کے موسم مین تجارت کرتے ذی القعدہ کے بیس روز عکاظ مین ذو القعدہ کے باقی دس دن اور اول ذو الحجہ کے آٹھ روز جملہ اٹھارہ روز مجنہ مین تجارت کرتے پھر یوم الترویہ کو یعنی آٹھوین کو نکل کے عرفات جاتے وہان ذو المجاز مین تجارت کرتے فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ پھر جب تم ایکبارگی نکلو گے عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو مشعر الحرام کے نزدیک عرفات نام ایک موضع کا ہے کہ عرفے کے دوپہر سے عید کے روز کی صبح صادق تک وہان رہنا ہی سو اگر اس وقت کے مابین مین وہان ایک لحظہ بھی رہے تو حج ملتا ہی نہین تو حج فوت ہوتا ہی اسکو عرفات اسلئے کہے کہ جبریل ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک بتاتے اور پوچھتے عَرَفْتَ یعنی تم جانتے تو ابراہیم کہتے عَرَفْتُ یعنی مین نے جانا سو اُس مکان کا نام عرفات اور اُس دن کا نام عرفہ ہوا اِس قول کو ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی اور ضحاک سے منقول ہی کہ آدم علیہ السلام حوا کی طلب مین سرندیپ سے نکلے پھر اُس موقع مین دونون کی معرفت و ملاقات ہوئی اِسلئے اِس دن کا نام عرفہ اور اِس جگہ کا نام عرفات ہوا اور بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام جب اُس مکان کو پہنچے تو علامات سے پہچانے اِسلئے اِس جگہ کا نام عرفات ہوا اسکو ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہی اور مشعر الحرام نام ایک پہاڑ کا ہی مزدلفے کے آخر مین مشعر کی معنی علامت کی جگہہ اُس کو حرام کر کے وصف کیا کیونکہ اُس موقع مین جن باتون کا امر نہ ہوا اُس کا کرنا ممنوع ہے بعضے کہتے ہین مشعر الحرام مزدلفہ کا ہی نام ہی اور اوسکے پاس اللہ کا ذکر کرنے سے مراد تلبیہ اور تہلیل اور تکبیر کہنا اور اللہ کی ثنا کرنا اور دعا مانگنا بعضے کہتے ہین ذکر سے مراد وہان مغرب و عشا کی نماز پڑھنا مسلم نے جابر سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفے کو جب آئے وہان مغرب اور عشا کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کہکے پڑھے دونون نمازون کے درمیان کچھ سنت نماز نہ پڑھے پھر لیٹ گئے بعد صبح صادق خوب نمود ار ہوئی اذان اور اقامت کہہ کے صبح کی نماز پڑھے بعد قصوا پر سوار ہو کے

مشعر الحرام کے پاس آئے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کے دعا مانگے اور تکبیر اور تہلیل اور توحید کہے وہین کھڑے رہے یہان تک کہ خوب اُجالا ہوا پھر نکلے یعنی بطن محسر کو گئے آفتاب طلوع ہونیکے قبل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے جاہلیت کے دستور کا خلاف کئے وے لوگ آفتاب روشن ہوئے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے بخاری اور مسلم وغیرہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ مشرکین آفتاب طلوع کئے تک افاضہ نہین کرتے اور کہتے اشرق ثبیر کیما نغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا خلاف کئے سو آفتاب طلوع کرنے کے قبل افاضہ کئے ثبیر نام پہاڑ کا ہے منیٰ کے پاس اشرق ثبیر کیما نغیر کی معنی اے ثبیر دھوپ سے روشن ہو تا کہ ہم نکلین وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰىكُمْ اور انکو یاد کرو جس طرح تمکو راہ بتایا یعنی راہ اپنے دین کے نشانیون کی اور حج کے رسوم کی وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ اور تحقیق تم تھے اس سے پہلے البتہ راہ بھولے یعنے ایمان اور طاعت کی راہ تمکو معلوم نہ تھی ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ پھر کیبارگی نکلو جہان سے لوگ نکلتے ہین یعنے عرفات سے یہہ خطاب قریش کو ہے اس کی شان نزول کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیے ہین کہ قریش اور جو انکے طریق پر تھا جنکو حمس کہتے تھے مزدلفہ مین وقوف کرتے اور باقی تمام عرب عرفات مین وقوف کرتے جب اسلام ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم کیا کہ عرفات کو آکے وہان وقوف کرنا پھر وہان سے نکلنا سو وہ حکم یہہ ہے ثم افیضوا الآیہ اور قریش کے عرفات مین وقوف نہین کرنے کا سبب یہہ تھا کہ قریش اپنے پاس ٹھرائے تھے کہ ہم حرم کے مجاور ہین ہمکو حرم کے سوائے دوسرے کسی مقام کی تعظیم کرنا روا نہین کیونکہ ہم اگر دوسرے مقام کی تعظیم کرین تو لوگ حرم کی تعظیم نہ کرینگے اِس اٹکل سے عرفات کا وقوف ترک کئے تھے اور یہان کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہے فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ثم افیضوا من حیث افاض الناس فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور مغفرت مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ پھر جب پورے کر چکو اپنے رسوم تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادونکو اللہ تعالیٰ نے یہہ فرمایا کیونکہ جاہلیت کی عادت تھی عرب حج سے فراغت پاکر منیٰ کی مسجد کے اور پہاڑ کے مابین کھڑے ہوتے اور اپنے باپ دادونکی خوبیان بیان کرتے اللہ تعالیٰ نے انکو

اپنی یاد کرو کرکے حکم کیا اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ یاد کرو اللہ کو جیسے
چھوٹے بچے اپنے باپ کو یاد کرتے ہین یعنے بچہ جب بات کرنا شروع کرتا ہے تو باپ کا نام ہی لیکے پکارتا ہی دوسرے
کسی کا نام نہین لیتا سو تم بھی اللہ کا نام یون نہین لیا کرو اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا بلکہ اوس سے زیادہ فَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین ان ناس سے مراد مشرکان
ہین کہ حج مین یون دعا مانگتے یا اللہ ہمکو اونٹ گای بکری بندوین وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور اسکو
یعنی دعا مانگنے والے کو آخرت مین کچھ حصہ نہین وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ
فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور کوئی اُنمین کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین خوبی اور
آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو آتش کے عذاب سے یہہ دعا مانگنے والے مومنان ہین علی مرتضی سے مروی ہے کہ دنیا
مین حسنہ نیک عورت ہی اور آخرت مین حسنہ بہشت اور ایک روایت مین آیا ہی آخرت مین حسنہ حور اور عذاب
نار سو بری عورت اور حسن نے کہا دنیا مین حسنہ علم اور عبادت اور آخرت مین حسنہ جنت اور سدی نے کہا دنیا مین
حسنہ حلال رزق اور آخرت مین حسنہ مغفرت اور ثواب أُولَئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا ایسے لوگ اِنکو ہی حصہ
اپنی کمائی سے یعنی وے جو دونون نیکیان مانگتے ہین اُنکو ثواب ملیگا اُس جنس کا جو وے اُس جنس کے اعمال حسنہ کئے تھے
اولئک کا اشارہ دونون فریق کی طرف لیوین تو بھی درست ہی وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ اور اللہ جلد
لیتا ہے حساب یعنے اللہ تعالی کسی بندے سے حساب لیوے تو اُسکا حساب بہت جلد لیتا ہی کیونکہ اُسکو حساب کیوقت
انگلیون پر گنتے یا دل مین یاد رکھنے یا قلم سے استعانت چاہنے کی احتیاج نہین حسن بصری نے کہا اُسکے حساب لینے
کو ایک پل بھی درکار نہین وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنون مین
ان دنون سے ایام تشریق مراد ہین کہ تین دن ہین ذی الحجہ کی عید کے بعد گیارہوین بارہوین تیرہوین اِنکو معدودات
بولا اُنکی قلت کے نظر کرتے اور بعضے یوم النحر اور اُسکے بعد کے دو دن کو ایام معدودات کہتے ہین اور ایام
تشریق مین رمی جمار کیوقت اور قربانی کے جانور ذبح کرتے وقت تکبیر کہنا وارد ہی اور ہر نماز کے بعد بھی تکبیر کہنا ہی
شروع ہو شروع اِس تکبیر کہنے کا امام شافعی کے پاس عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری عصر تک یہہ حکم غیر حاجیون کا ہی جو لوگ حج مین
مشغول رہتے ہین وے یوم النحر کے ظہر سے یوم التشریق کے آخری روز کی صبح کے بعد تک تکبیر کہنا اور ابوحنیفہ

۱۸ ورد نصف
ونصف العشر الاول
من القرآن

صاحبین کے پاس بھی تکبیر عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخر عصر تک اور ابو حنیفہ کے پاس عرفہ کی صبح سے یوم النحر کے عصر تک فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن مین تو اس پر گناہ نہین اس کا بیان یہہ ہے حاجیون پر ایام تشریق کی پہلی شب اور دوسری شب منیٰ مین رہنا واجب ہے تا بعد زوال کے بعد تینون جمرون کو کنکر مارین اُسکے بعد کوئی یوم التشریق کے دوسرے روز زوال کے بعد رمی کر کے نکل جاوے تو کچھ گناہ نہین وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ اور جو کوئی رہ گیا یعنی تشریق کی تیسری شب بھی رہکے دن کو زوال کے بعد رمی جمار کرے تو اُس پر کچھ گناہ نہین یعنی وسے لوگ تیسری شب رہنے اور نہ رہنے مین مختار ہین اگرچہ رہنا افضل ہے بعضے نقل کئے ہین کہ جاہلیت کے لوگ دو فریق تھے کوئی دوسرے ہی روز چلا جانا تیسری شب کو رہنا گناہ سمجھتا اور کوئی تیسری شب بھی رہتا دوسرے روز چلا جانا گناہ سمجھتا اُن دونون فریق کو گناہ نہین کر کے اللہ تعالی نے فرمایا لِمَنِ اتَّقَىٰ جو کوئی ڈرتا ہے یعنی اُسکو اختیار ہے اور گناہ نہین کر کر جو بولے اُسکے حق مین ہے جو اللہ سے ڈرتا رہے یا ڈرتا ہو اُس چیز سے جو احرام مین ممنوع ہے جیسے شکار پکڑنا اور فحش کہنا اور اُنکی مانند وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور جان رکھو کہ تم اُسی کے پاس جمع ہوگے وہی تو تمھارے اعمال کی جزا دیگا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اور بعضا آدمی ہے کہ خوش آوے تجکو اُسکی بات دنیا کی زندگی مین کلبی اور مقاتل اور عطا اس آیت کی شان نزول کا سبب یون کہے کہ اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف بہت شیرین سخن تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کو آکے کہا مین اسلام کا ارادہ رکھتا ہون اور قسم کھایا کہ مین سچ بولتا ہون اور آپکو دوست رکھتا ہون اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نزدیک بلاتے وہ منافق تھا اللہ تعالی اُسکی شان مین یہہ آیت نازل کیا ابن اسحٰق اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ عاصم اور مرثد وغیرہ جس سریہ مین شہید ہوئے چند منافق کہے افسوس وے جو مارے پڑے نہ اپنی لوگون مین رہے اور نہ اپنے خاوند کا پیام پہنچائے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور فی الحیوۃ الدنیا کا تعلق قول سے ہے یعنی وہ دنیا کے امور مین اور اسباب معاش مین جو بات کرتا ہے سو تجکو اچنبھا لگتی ہے یا اُس کا تعلق یعجبک سے ہے یعنی اُسکی شیرین بات تجھے دنیا مین ہی اچنبھا لگتی ہے اور

آخرت مین خوش نہ آئیگی کیونکہ موقف کی دہشت سے انکو مجال سخن کا نہوگا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ اور گواہ پکڑتا ہو اللہ کو اپنے دل کی بات پر یعنی وہ جو کہتا ہے واللہ مین آپ پر ایمان لایا ہون اور تمھاری محبت رکھتا ہون وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور وہ سخت جھگڑالو ہے حسن نے کہا الد الخصام کی معنی کاذب القول ہو اور قتادہ نے کہا سخت دل ہے گناہ کرتے مین جھگڑالو ہے ناحق پر سخن حکمت کا کہتا ہو اور عمل گناہ کا کرتا ہو بخاری اور مسلم بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابغض الناس الی اللہ الالد الخصم لوگون مین اللہ کے پاس ابغض شخص سخت جھگڑالو ہے وَاِذَا تَوَلّٰى اور جب پیٹھ پھیرے یعنی تیرے سامھنے میٹھی بات کرکے جب جاتا ہو سَعٰى فِي الْاَرْضِ دوڑتا پھرے زمین پر لِيُفْسِدَ فِيْهَا کہ اُس مین فساد کرڈالے یعنی دشمنی ڈالنا اور مسلمانون کا خون بہانا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین کلبی نے نقل کیا کہ اخنس بن شریق مین اور ثقیف مین خصومت تھی اخنس ایک شب کو جاکے ثقیف کی کھیتیان جلادیا اور اُنکے جانور کو مارڈالا ابن جریر سدی سے روایت کیا ہو کہ وہ مدینہ سے جاتے وقت راہ مین مسلمانون کی کھیتی جلایا اور گدھون کے ٹانگے مارا بعضے تولی کا معنی والی ہونا کہتے ہین یعنی جب وہ حاکم اور والی ہوتا ہو تو ظلم اور فساد کرتا ہو جیسے ظالم حاکم کرتے ہین مجاہد یون کہتا ہے جب حاکم ہوتا ہو تو تعدی اور ظلم اختیار کرتا ہے تب اللہ تعالی مینہہ کو بند کرتا ہو اور زراعت اور نسل کو ہلاک کرتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ دوست نہین رکھتا فساد کو محبت کی معنی لغت مین دل کی رغبت کے ہین یہہ معنی تو اللہ تعالی کے حق مین محال ہے پس چاہئے کہ محبت سے رضامندی ارادہ کرین ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی رضامندی سے تعبیر کئے ہین وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اور جب کہے اُسکو اللہ سے ڈر تو اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کھینچ لاوے اُسکو تکبر گناہ پر یعنی جس گناہ سے اُسکو منع کرے تو وہ تکبر اور شرارت سے وہی گناہ کرتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ پھر بس ہے اُسکو دوزخ یعنے اُسکے عذاب کے واسطے دوزخ بس ہے وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ اور وہ دوزخ بدبچھونا ہے آتش سے غرض یہہ ہے کہ اُسکے نیچے اور اوپر آتش ڈالکے عذاب دیوینگے طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اللہ کے پاس بڑی گناہ یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہے اللہ سے ڈر تو وہ

جواب دیکیا تو مجہ بولتا ہو تو آپ ڈر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور کوئی شخص ہے بیچتا ہو اپنی جان اللہ کی خوشی تلاش کرنے اس آیت کی شان نزول ابن جریر وغیرہ یون روایت کیتے ہین کہ صہیب بن سنان رومی مکہ سے ہجرت کرنا چاہے تو قریش کہے ای صہیب تم ہمارے یہان آئے وقت خالی ہاتھ آیا اب کیا تو مالدار ہوکے مال لیجاتا ہو واللہ ہم تو اسکو نہ چہوڑینگے صہیب کہے مین اپنا مال سب تمکو اگر دیون تو مجہکو چہوڑ دوگے قریش کہے بہتر پہر اپنا تمام مال انکو دیکے آپ مدینے کو آئے انکے آنے کے قبل یہہ آیت انکی شان مین حضرت پر نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صہیب کو دیکہ کے دو بار فرمائے صہیب کی خریدی مین نفع آیا وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ شفقت رکہتا ہو بندون پر يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَاۤفَّةً ای ایمان والو داخل ہو مسلمانی مین پورے یعنے اسلام کے تمام شرایع اور احکام قبول کرو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے عکرمہ سے یون روایت کیا ہو کہ ثعلبہ اور عبد اللہ بن سلام اور ابن یامین اور اسد بن کعب اور اسید بن کعب سعید بن عمرو اور قیس بن زید تمام یہود تہے اسلام لائے بعد کہے یا رسول اللہ شنبہ کے دن کی ہم تعظیم کیا کرتے تہے ہمکو حکم دو تو ہم اس دن کی تعظیم کرینگے اور توریت بہی اللہ کی کتاب ہے آپ فرمائین تو ہم شب کی نماز مین اسکو پڑہا کرینگے تب یہہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور مت چلو قدمون پر شیطان کے یعنی شیطان جو شنبہ کی تعظیم اور اونٹ کا گوشت نہ کہانا اور دودہ نہ پینا اور توریت کی تلاوت کرنے کی تمہین ترغیب دیتا ہو تم اسکی بات پر مت چلو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ مقرر وہ یعنی شیطان تمہارا صریح دشمن ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۤءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ پہر اگر پہسلنے لگوگے بعد اسکے کہ پہنچی تمکو واضح دلیلین تو جان رکہو کہ اللہ زبردست ہو حکمت والا هَلْ يَنْظُرُوْنَ لوگ انتظار نہین کرتے یعنی وے جو اسلام مین نہین آتے اس جگہہ ہل جو آیا ہو استفہام ہے نفی کے معنی مین اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ مگر یہہ کہ آوے انپر اللہ یہہ آیت متشابہات مین ہے اس مین دو مذہب مشہور ہین مذہب سلف کے علما کا یہہ ہو کہ اس کے ظاہر پر ایمان لانا اور اسکی حقیقت کے علم کو اللہ پر تفویض کرنا اور اعتقاد یہہ رکہنا کہ اللہ تعالیٰ حدوث کی علامت اور حرکت

سکون سے منزہ ہے یہہ قول زہری اور اوزاعی اور مالک اور ابن المبارک اور سفیان بن عینیہ اور سفیان ثوری اور
لیث بن سعد اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ کا ہے دوسرا مذہب جمہور متکلمین کا ہے وے اس قسم کی آیتون کی
تاویل کرتے ہین کیونکہ انکا ظاہر معنی لیوین تو محال لازم آتا ہے اور اللہ تعالی منزہ ہے تو معلوم ہوا انکا ظاہر مراد نہین تو تاویل کرنا
ضرور ہوا اس جگہہ تاویل یہہ کرتے ہین مگر یہہ کہ آوے انپر امر اللہ کا اس تاویل کی وہ دلیل ہے جو اللہ تعالی دوسرے مقام مین فرمایا
هل ینظرون الا ان یاتیهم الملائکة او یاتی امر ربک اور امر سے مراد عذاب ہے فِی ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ ابر کے سائبانون مین
مین سفید ابر پتلا ہو تو اس کو غمام کہتے ہین انپر عذاب سفید ابر کے سائبانون مین آنا اس لیے فرمایا کہ ابر سے اللہ کی
رحمت نازل ہونیکی امید ہے جب اس سے عذاب آوے تو بہت سخت ہوا کیونکہ خرابی جس جگہہ سے نہ آئنگی کرکے امید ہو و
ہین سے خرابی آوے تو بہت بری ہوتی ہے وَالْمَلٰئِکَةُ اور آوین انپر فرشتے یعنی عذاب لیکر وَقُضِیَ
الْاَمْرُ اور ہو چکے کام یعنے انکے ہلاکی کا حکم جو ہوا تھا اس سے فراغت حاصل ہوئی حاصل آیت کا یہہ ہے وے لوگ
ایمان نہین لاتے ہین اور انتظار کرتے ہین اللہ کا عذاب نازل ہونیکا وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ
کی طرف رجوع ہین سب کام یعنی آخرت مین انکو اللہ تعالی انکے اعمال کی جزا دیگا سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ پوچھ
بنی اسرائیل سے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اللہ تعالی نے آپ کو مدینہ کے یہود سے سوال کرو کرکے امر کیا
اس سوال سے غرض یہہ نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سیکھین کیونکہ آپکو وحی سے سب معلوم ہو چکا تھا بلکہ انکی
توبیخ اور تنبیہ منظور ہے اور جو اللہ تعالی کا شکر نہین کرتے ہین اور اسکی آیتون سے منہہ موڑتے ہین انپر مبالغہ کے ساتھ
زجر کرنا کَمْ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ اٰیَةٍ بَیِّنَةٍ کتنی دین ہمنے انکو آیتین واضح یعنی معجزے موسی علیہ السلام کی نبوت کے
جیسے عصا اور ید بیضا اور دریا کا پھٹنا اور من وسلوی اترنا اس کے سوا اور بھی بہت سی نعمتین جو دے انکو فراموش
کرکے اسکے بدلے کفر اختیار کئے وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت معجزون
کی تعبیر نعمت سے کیا کیونکہ معجزے ہدایت کے سبب ہین ہدایت کے برابر کوئی ایسی نعمت نہین جو دارین کی نجات کا سبب ہو
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ بعد اسکے کہ پہنچ چکی اسکو یعنی انکو اسکی معرفت حاصل ہو چکی بعد فَاِنَّ اللّٰهَ
شَدِیْدُ الْعِقَابِ تو اللہ کی مار سخت ہے زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا آراستہ کی
ہے منکرون کو دنیا کی زندگی یعنی دنیا انکی آنکھون مین اچھی نظر آتی ہے اور انکے دلون مین اسکی محبت بیٹھ گئی ہے

ع

آراستہ کرنے والا حقیقت مین اللہ تعالیٰ ہی اُس نے اپنے بندون کی آزمایش اور ابتلا کی واسطے دنیا مین لذتین
اور نضارة اور عجیب غریب امور پیدا کیا اور بندونکی طبیعت مین لذتون کی رغبت اور انکی دل مین
انہے خاہشون کی محبت ڈالا لیکن ایسا نہین جو بندون کو اُن خواہشون کا ترک کرنا ممکن نہو بلکہ انکی محبت
فقط دلون مین ڈالا اور نفس کا میلان انکی طرف کھا اس طرح سے کہ اگر وے چاہین تو اُس محبت کو دور کرین پھر
لوگون نے دنیا کو اسکی مرتبت سے زیادہ دیکھے تو اسکی حسن اور خوبی انکی انکھون مین خوش نظر آئی اور اسکو دوست رکھے
اور اُسکے دیوانے بن گئے وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور مسخری کرتے ہین ایمان والون سے یہہ آیت
مکہ کے مشرک جیسے ابوجہل وغیرہ کے حق مین اتری دنیا کی نعمتون پر مغرور ہوکے مومنونکی مسخری کرتے تھے ابن عباس کہتے ہین
ایمان والون سے مراد عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب اور بلال اور خباب اور انکے امثال ہین قتادہ نے
کہا کہ یہہ آیت عبد اللہ بن اُبی وغیرہ منافقین کی شان مین اُتری جو ضعیف مومنین اور فقیر مہاجرین سے مسخری
کیا کرتے اور کہتے دیکھو محمد کہتا ہے کہ ان لوگون سے آپ ہمپر غالب ہوگا اور عطا نے کہا کہ یہہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر
اور بنی قینقاع کے حق مین اتری وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور پرہیزگار اُن سے اوپر ہونگے قیامت
کے دن کیونکہ مومنان اعلا علیین مین رہینگے اور کافر اسفل سافلین مین یا مومنان شان عزت مین اور کافران خواری
اور ذلت مین وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور اللہ روزی دیتا ہی جسکو چاہے بیشمار یعنی
اللہ تعالی دنیا مین روزی بیحساب دیتا ہی کافرون کو استدراج کیواسطے اور مومنین کو مبتلا کرنے کے خاطر پر آخرت
مین مخصوص مومنون کو ہی دیگا كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لوگ ایک ہی گروہ تھے یعنی ایک ہی دین
پر تھے ایسا کسوقت تھی سو اس باب مین اختلاف علما کا ہے بعضے کہتے ہین آدم کی پشت سے ذریت جب نکالا تو سب
اللہ کی ربوبیت کا اقرار کئے اس روز کے بعد کبھی ایک دین نہ ہوا یہہ قول کعب احبار سے مروی ہی اور اسکو
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے ہین کہے لوگ ایک ہی امت جو تھی اُسوقت جب
تمام کو آدم پر عرض کیا اور سبکے دین اسلام پر پیدا کیا اور سب اللہ کی بندگی کا اقرار کئے سو تمام ایک ہی امت
مسلمان ہوئے پھر آدم کے بعد اُن مین اختلاف پڑا اور کلبی نے کہا وہ نوح کی کشتی کے لوگ ہین جنکا ایک ہی دین
تھا پھر نوح کی وفات کے بعد مختلف ہوئے اور قتادہ اور عکرمہ کہتے ہین آدم کی بعثت سے نوح کی بعثت تک سب لوگ

ایک ہی شریعت اور ہدایت پر تھے پھر نوح کے زمانہ مین اختلاف ہوا اور مجاہد نے کہا ہے اس جگہ ناس سے مراد فقط آدم علیہ السلام ہین سب کے اصل اور ابو البشر ہونے سے انکو جمع کے لفظ سے فرمایا بعد جو انکو پیدا کیا اور انکی ذریت کو پھیلایا تو سب مومن تھے قابیل نے ہابیل کو جب قتل کیا تو اختلاف پڑا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کیوقت تمام لوگ ایک ہی گروہ سب کافر تھے پھر اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبرون کو بھیجا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ پھر بھیجے اللہ نے پیغمبران اس جگہ ایک کلمہ محذوف ہے اسکی تقدیر فاختلفوا ہے یعنی لوگ ایک ہی گروہ تھے سو بعد اختلاف شروع کئے پھر اللہ نے پیغمبرون کو بھیجا انبیا کے تعداد مین اختلاف ہے امام احمد اور ابن حبان ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے انبیا کتنے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار پوچھے یا رسول اللہ انمین رسول کتنے ہین تو فرمائے تین سو تیرا جم غفیر مین انتہی ان پیغمبرون سے بتصریح قرآن شریف مین ان پیغمبرون کا نام مذکور ہے آدم ادریس نوح ہود صالح ابراہیم اسمعیل اسحق یعقوب یوسف لوط موسی ہارون شعیب زکریا یحیی عیسی داود سلیمان الیاس الیسع ذو الکفل ایوب یونس محمد علیہم الصلوۃ والسلام ان پچیس شخص کی نبوت مین اختلاف نہین اور ذو القرنین عزیر لقمان تبع مریم ان پانچ شخص کی نبوت مین اختلاف ہے اور بعضے کہتے ہین یوسف جو سورہ غافر مین مذکور ہے وہ دوسرے ہین یعقوب کے فرزند نہین ہے تمام اکتیس شخص ہوئے مُبَشِّرِيْنَ خوشی سنانے والے یعنی جنت مین جانے کی خوشخبری دیتے ہین انکو جو ایمان لاوے وَمُنْذِرِيْنَ اور ڈرسنانے والے یعنی دوزخ اور عذاب سے ڈراتے ہین انکو جو کافر اور گناہ گار ہو وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور اتاری انکے ساتھ کتاب سچی اس جگہ کتاب سے مراد جنس کتاب ہے لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ تا فیصل کرین لوگون مین جس بات مین جھگڑا کرین ضمیر لیحکم کی اللہ کی طرف راجع ہے یا کتاب کی طرف یا نبی معبوث کی طرف پہلے قول کو ابو حیان ترجیح دیا ہے اب معنی یون ہوگا اللہ تعالی نے کتاب اتارا سو فیصل کرنیکے لئے اس تقدیر پر کتاب کی طرف حکم کی نسبت جو کیا سو مجاز ہے اور دوسرے قول کو تفتازانی ترجیح دیا اور جس بات مین جھگڑا کرین اس سے مراد دین کی بات ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ اور اس کتاب مین جھگڑا ڈالا نہین مگر انھون نے

انبیا کی تعداد

جنکو وہ کتاب ملی تھی یعنی اختلاف نہ کرنا کرکے جنکو کتاب ملی تھی وہی لوگ برعکس کئے اور آپس مین اختلاف کئے اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہین مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بعد اسکے کہ انکو پہنچ چکے صاف حکم یعنی واضح دلیلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بَغْيًا بَيْنَهُمْ آپس کی ضد سے یعنی انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت نہ کرنے پر کچھ عذر باقی نہ رہا محض حسد اور ضد سے متابعت نہ کئے کیونکہ انکی دنیوی منفعت مین نقصان آتا تھا فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ پھر اللہ ایمان والون کو اُس سچی بات کی راہ بتایا جس مین وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اس جملہ کے بیان مین ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے یون روایت کیا ہو کہ اختلاف جو کئے وہ جمعہ کے روز مین تھا یہود اول ہفتہ کو اختیار کئے اور نصاریٰ یکشنبہ کو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جمعہ کا دن بتا دیا اور قبلہ مین نصاریٰ مشرق کی طرف متوجہ ہوئے اور یہود بیت المقدس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ نے کعبہ کی جہت بتا دیا اور نماز مین کوئی رکوع کرتا تھا سجدہ نہین اور کوئی سجدہ کرتا تھا رکوع نہین کوئی نماز مین بات کرتا تھا اور کوئی چلاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا اور روزے مین کوئی دن کم روزہ رکھتا تھا اور کوئی فقط بعضی چیزین نہین کھاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ نے حق بات کی راہ بتا دیا اور ابراہیم کے باب مین یہود کہتے کہ وہ یہودی تھے اور نصاریٰ کہتے کہ نصرانی تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا کہ وہ حنیف مسلم تھے اور عیسیٰ کے باب مین یہود انکو جھٹلائے اور انکے مان پر بڑا بہتان کئے اور نصاریٰ انکو الہ اور ابن اللہ کہے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا کہ وہ روح اور کلمہ تھا بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہم پچھلے ہین اور قیامت کے دن اگلے مگر وے ہمسے آگے کتاب دئے گئے ہین ہم انکے بعد اور اس دن مین یعنی جمعہ کے دن مین وے اختلاف کئے سو اللہ ہمکو راہ بتا دیا کل یہود کا دن اور پرسون نصاریٰ کا یعنی مسلمانون کی عبادت کیواسطے جمعہ کا دن مقرر ہوا یہود تو شنبہ کے دن ٹھہرائے اور نصاریٰ ایکشنبہ کو تو یہ ہمارے تابعدار ہوئے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ یعنی راہ حق اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ کیا تمکو خیال ہے کہ جنت مین چلے جاؤگے ابن جریر وغیرہ قتادہ سے روایت کئے ہین کہ یہ آیت

احزاب کے غزوے مین جسکو خندق کہتے ہین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اُس جنگ مین بہت سختی اور محنت آن پڑی تھی عطا سے منقول ہو کہا صحابہ مدینہ کو جب ہجرت کئے تو مال متاع گھر زندگانی تمام اللہ کی اور رسول کی خوشنودی کے لئے ترک کرکے مدینہ کو آئے وہان اُنسے یہود عداوت ظاہر کئے اور لوگ نفاق شروع کئے مومنون پر بڑی مصیبت ہوئی اللہ تعالی انکی اطمینان کیواسطے اس آیت کو نازل کیا اور بعضے کہتے ہین غزوہ احد کی مصیبت مین نازل ہوئی وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم اور ابھی تمپر آئے نہین احوال اُنکے جو تم سے آگے ہوچکے یعنی اگلے امت کے مومنون نے جو محنت سہے ہین ابھی وہ محنت تمپر نہین آئی مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ پہنچی اُنکو تکلیف یعنی فقیری اور محتاجی وَالضَّرَّاءُ اور سختی یعنی بیماری وَزُلْزِلُوا اور جھڑجھڑاے گئے یعنی سختیان نہ سہکے کانپگئے حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ یہان تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اُسکے ساتھ ایمان لائے کب آوے مدد اللہ کی یعنی رسولون کو سب سے زیادہ صبر رہتا ہی جب وے صبر کا تاب لا کے یون کہے تب معلوم ہوا کہ وہ سختی نہایت کو پہنچ چکی تھی اب اللہ تعالی اُنکو جواب دیتا ہی أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ سُن رکھو مدد اللہ کی قریب ہو اس آیت مین اشارہ ہو کہ اللہ تعالی کیطرف وصول نہوگا اور اُسکے پاس کی کرامتین نملینگی جب تک اپنی خواہشین اور لذتین نہ ترک کرین اور سختی اور ریاضت نہ کھینچین اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین جنت ڈھانپے گئی ہی مشقتون سے اور دوزخ ڈھانپے گئی ہی شہوتون سے یعنی جو دنیا مین مشقتین سہیگا تو بہشت مین جاویگا اور جو نفس کی شہوتین بجا لائیگا تو دوزخ مین جائیگا امام احمد اور بخاری اور ابوداود اور نسائی خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ہم بولے یا رسول اللہ کیا ہمارے لئے نصرت نہین مانگتے ہمارے لئے دعا نہین کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے آگے کے لوگون کے سر پر آرہ رکھکے کاٹتے تھے آرہ قدمون تک پہنچتا تھا لیکن وے اپنے دین سے نہین پھرتے تھے اور لوہے کی کنگھی اُنکے گوشت اور ہاڑ کے درمیان کھچ کھچکے کنگھی کرتے تھے پر وے اپنے دین سے نہین پھرتے تھے واللہ اس دین کو اللہ تعالی پورا کریگا صنعا سے حضر موت تک سوار جاویگا اور نہ ڈریگا مگر اللہ کو یا بھیڑئے کو بکریون پر لیکن تم جلدی کرتے ہو يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ تجھسے پوچھتے ہین کیا چیز خرچ کرین ابن المنذر روایت کیا ہو کہ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ

۱۹ ورد

ہم اپنے مال سے کیا خرچ کریں اور کس کو دیں تو یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ
تو کہہ ای محمد جو چیز خرچ کروگے مال سے تو ماں باپ کو دو وَالْاَقْرَبِيْنَ اور نزدیک کے ناتے والوں کو وَالْيَتٰمٰى
اور یتیموں کو وَالْمَسٰكِيْنِ اور محتاجوں کو وَابْنِ السَّبِيْلِ اور راہ کے مسافر کو سوال میں کیا چیز نفقہ دینا
کرکے مذکور تھا اور جواب میں مصرف کو ذکر کیا کیونکہ اس کا ذکر ہی ضرور تھا کسواسطے کہ بیجا خرچ کیا تو شرع میں مقبول
نہیں سدی وغیرہ کہتے ہیں یہہ آیت زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہوئی حسن کہتا ہی منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے کیونکہ اس آیت
میں ماں باپ غیرہ کو نفقہ دینا مذکور ہے وہ تطوع ہی اور کبھی فرض بھی ہو جاتا ہی جب ماں باپ محتاج ہوں وَمَا
تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہی پھر تمکو اس نیکی کا بدلا دیگا
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ لکھی گئی تمپر لڑائی یعنی جہاد کرنا تمپر فرض ہوا ابن ابی حاتم نے سعید بن
جبیر سے روایت کیا ہی کہ مکہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنوں کو حکم توحید اور نماز
اور زکوٰۃ کا دیا اور کافروں کی تقصیر معاف کرنیکی تاکید کیا جب مدینہ کو ہجرت کئے تو باقی احکام نازل کیا
اور جہاد کا حکم کیا اور فرمایا کتب علیکم القتال الآیۃ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے مذہب جمہور کا یہی ہے
لیکن فرض کفایہ ہے مگر کفار یورش کریں اور مسلمانوں کے بلا وپر غالب آویں تو فرض عین ہو جاتا ہی یہہ آیت
ناسخ ہے یا منسوخ اس میں تین قول ہیں ایک یہہ کہ آیت محکم ہے اور کفار سے عفو کرنے کا حکم اس آیت سے
منسوخ ہوا دوسرا یہہ کہ آیت منسوخ ہے کیونکہ یہہ آیت تمام پر جہاد فرض ہونے پر دلالت کرتی ہی لیکن وہ حکم
دوسری آیت سے منسوخ ہوا اس کی ناسخ یہہ ہے وما کان المومنون لینفروا کافۃ تیسرا قول یہہ کہ یہہ آیت
ایک وجہ سے ناسخ اور ایک وجہ سے منسوخ ہے کفار سے معاف کرنیکے حکم کی ناسخ ہوئی اور تمام پر جہاد فرض ہونا
جو اس میں تھا وہ منسوخ ہوا ہے وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ اور وہ تمکو بری لگی ہے یہہ برا لگنا انسان کی طبیعت
کا مقتضا ہی کیونکہ اسمیں مال خرچ کرنا اور عورت بچوں سے مفارقت کرنا اور جان کو خطر میں ڈالنا ہے ان کاموں کو
طبیعت مکروہ جانتی ہے یہہ غرض نہیں کہ وے لوگ جہاد کرنیکو مکروہ جانتے وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو کیونکہ وہ امر تمہاری سعادت شاہین
کا سبب ہے تا ہو جیسی دوا کڑوی رہتی ہے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے لیکن صحت حاصل ہونا کرکے

اُس کراہت کا متحمل ہوتا ہی جہاد کو بھی نفس اگرچہ مکروہ جانے لیکن اُسمین ظفر اور غنیمت یا شہادت وجنت ہے وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ اور شاید تمکو خوش لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو جنگ کا ترک کرنا اگرچہ نفس کے پاس خوش ہے لیکن وہ بری بات ہو کیونکہ جہاد کو ترک کرنا ذلت و نفقر سبب ہے اور دشمن جب دیکھیگا کہ تم آرام طلب ہوئے تو تمسے ملک چھین لیگا وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ جانتا ہی یعنے وہ جو تمھارے لئے خوب ہی اور تم نہین جانتے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ سوال کرتے ہین تجھ سے حرام مہینے سے اُس مین لڑائی کرنی اِس آیت کے نازل ہونے کا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ مدینہ کی ہجرت کے بعد سترا مہینو کو جمادی الآخرہ مین بدر کے جنگ کو جانیکے دو مہینے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپی کے فرزند عبد اللہ بن جحش کے ساتھ فوج دیکے روانہ کئے اور کہے اللہ کا نام لیکے روانہ ہو اور ایک خط لکھدیکے فرمائے اس کا مطلب دو منزل پر جاکے کھول کر دیکھو اور اُس مین جو لکھا ہی اُسپر عمل کرو اور جس کی مرضی نہو تو اُسکو ساتھ لیجانے پر جبر نکرو وے لوگ دو منزل پر جاکے خط کھولکر دیکھے اُس کا مضمون یہہ تھا تمھارے ساتھ والون کو لیکے بطن نخلہ مین اترو اور وہان قریش کا قافلہ آنے والا ہے اُسکی خبر ہمکو دو یہہ مضمون دیکھ کے پھر کوئی شخص جانے پر ناراضگی نہ کیا جملہ آٹھ شخص تھے سعد بن ابی وقاص اور عتبۃ بن غزوان کی شرکت مین ایک اونٹ تھا سو گم ہوگیا دے دونون اُس کے ڈھونڈنے مین رہے اور عبد اللہ بن جحش اپنے ساتھ والون کو لیکے مکہ اور طایف کے درمیان بطن نخلہ مین جاکے اُترے دیکھے قریش کا قافلہ کشمش اور ادھوڑی وغیرہ تجارت کا اسباب لیکے جاتا ہی اور اُنکے قافلہ مین عمرو بن الحضرمی اور حکم بن کیسان اور عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی تھے اُس دن رجب کا غرہ تھا لیکن اُنکی دانست مین وہ جمادی الاخرہ کا سلخ تھا صحابہ مشورت کرنے لگے کہ اگر ہم کچھ تاخیر کرین تو قافلہ حرم مین داخل ہوجائیگا اور ہمارے ہاتھ نہ آویگا اسکی کیا تدبیر کرین آخر سب کی راے اِس بات پر آئی کہ اُنکو غارت کرنا تب واقد بن عبد اللہ سہمی نے مشرکون پر تیر چلائے تیر جاکے عمرو بن الحضرمی کو لگا وہ مرگیا حکم بن کیسان اور عثمان بن عبد اللہ دونون اسیر ہوئے نوفل بچ کے بھاگ گیا مسلمانون نے تمام اسباب اور دونون اسیرون کو لیکے مدینہ کو آئے قریش کو اِس بات کی اطلاع ہوئی کہنے لگے حرام مہینا جس مین خاین کو امن ہوتا ابد لوگون کو تجارت

ع ۱۱

اور سعاش کیواسطے فرصت ملتی اُس مہینے کو محمدؐ نے حلال کیا اور اُس مین خونریزی کی اور لوگونکو اسیر کیا
اور مال کو لوٹ لیا مکہ مین مومنان جو تھے اُنکو عار دلانے لگے اور یہہ لوگ جب مدینہ مین آئے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُنپر ناخوش ہوئے اور فرمائے مین نے تمکو جنگ کے لئے روانہ نہین کیا تھا تم کس بابت سے حرام مہینے مین
کیون جنگ کئے اور آپنے غنیمت کو اور اسیرون کو قبول نہ کئے مسلمانون نے اُس سریئے والون پر ملامت
کرنے لگے کہ تم کو حکم نہ تھا سو کام کیون کئے لشکریون کو بہت ندامت ہوئی اور اُنکو یقین ہوا کہ اب آپ ہلاک
ہو چکے اور کہے یا رسول اللہ ہم ابن الحضرمی کو قتل کئے سو شام کو جانا کہ ہمکو علم نہین کہ وہ دن رجب مین
تھا یا جمادی الاخرہ مین مدینہ کے منافقان بھی بہت طعن و تشنیع شروع کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اسیرون کو اور غنیمت کو قبول کئے اور خمس غنیمت کا نکالکے باقی لشکر والون مین تقسیم کئے
یہہ پہلی غنیمت ہی جس مین سے خمس نکالے پھر قریش اپنے اسیرون کو چھڑانے آدمی کو بھیجے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ہمارے لشکر کے دو شخص ابھی آئے نہین اگر وے دونون آوین تو ہم تمہارے اسیرون کو
چھوڑ دینگے اگر وے نہ آوین تو اُنکو ہم قتل کرینگے جب سعد اور عقبہ دونون مدینہ کو آکے پہنچے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دونون اسیرون کو چھوڑ دئے حکم بن کیسان اسلام لاکے مدینہ مین رہے اور بیر
معونہ مین شہید ہوئے اور عثمان مکہ کو جاکے کفر پر موا اور نوفل غزوہ خندق مین کافرون کے ساتھ تھا گھوڑا
خندق پر سے اڑاکر آنا چاہا گھوڑا خندق مین گرکے موا اور یہہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوال کرتے ہین تجھ سے
سو وہ سوال کرنے والے مومنان ہین جو حرم مین اور حرام مہینون مین جنگ کرنا حلال نہین سمجھتے تھے
جب جنگ کا حکم ہوا تو سوال کئے حرام مہینے مین جنگ کرنا جایز ہی یا نہین اور بعضے کہتے ہین مشرک لوگ
طعن کی راہ سے مکہ سے لکھ بھیجے شہر حرام مین جنگ کرنا ہی یا نہین پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت مین شہر الحرام
جو مذکور ہوا سو وہ رجب کا مہینا تھا قُلْ تو کہہ ای محمد قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ لڑائی اُس مین بڑا
گناہ ہے عطا اور بعضے فقہا کہتے ہین یہہ آیت محکم ہے اور حرام مہینون مین جنگ کرنا جایز نہین مگر کافر
تقدیم کوین تو اُنکو دفع کرنے جنگ کرنا سعید بن المسیب اور سلیمان بن لسیار اور جمہور فقہا کہتے ہین یہہ
حکم منسوخ ہوا اور اُسکا ناسخ یہہ آیت ہی اُقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اور یہہ آیت ہی وا قتلوا المشرکین

کا فقہ اب اللہ تعالی دوسرا مطلب فرماتا ہی وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس سے منکر ہونا اور روکنا مسجد الحرام سے اور نکال دینا اُسکے لوگون کو وہانسے بڑا گناہ ہی اللہ کے یہان یعنی ابن الحضرمی کو خطا اور گمانسے حرام مہینے مین قتل کرنے سے بڑھ کر گناہ یہہ ہے کہ تم مومنون کو حج سے روکنا اور جو اسلام لانا چاہے اُسکو منع کرنا اور مسجد الحرام یعنی مکہ مین مسلمانون کو نہ آنے دینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو ایذا دیکے مکہ سے نکال دینا وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ مار ڈالنے سے زیادہ ہی یعنے وہ ابن الحضرمی کو جو حرام مہینے مین قتل کئے ہین اُس سے تمھارا فتنہ یعنی شرک کرنا بڑا گناہ ہے یہہ آیت جب نازل ہوئی عبداللہ بن انیس یا عبداللہ بن جحش اُسکو لکھ کے مکہ کے مومنون کے پاس بھیجے اور کہے کفار تمکو عار دلائین تو تم انکو انکے کفر اور مکہ سے لوگون کو نکالنے سے اور مومنون کو وہان جانے سے جو روکتے ہو اُس سے شرمندہ کرو وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا اور وے تو لگے ہی رہے ہین تم سے لڑنے کو یہان تک کہ تمکو پھیر دین تمھارے دین سے اگر مقدور پاوین یعنی کفار کا تو ارادہ یہی ہے کہ ہمیشہ تم سے لڑنا اور مقدور ہو تو تمکو دین سے پھیر دینا اور کفر مین گرفتار کرنا اِس آیت مین خبر دیتا ہی کہ کفار کی عداوت مومنون سے دایمی ہے اور اِن استطاعوا مین یہہ اشارہ ہے کہ اُنکو اِس کی طاقت نہین وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اور جو کوئی پھر جاتا تم مین اپنے دین سے پھر مرجاویگا کفر ہی پر تو ایسون کے عمل باطل ہوے دنیا اور آخرت مین اُس صورت مین اُنکے اعمال شمار مین نہین اور نہ اُنکو کچھ ثواب ملیگا اور روے کے ساتھ موت کی قید لگانے سے یہہ فایدہ نکلا کہ اگر وہ پھر اسلام لاوے تو سابق کا عمل اُس کا باطل نہین شافعی کا مذہب یہی ہی اور ابو حنیفہ کے پاس مرتد ہونے سے سابق کا عمل مطلق باطل ہو جاتا ہی اگرچہ وہ اسلام لاوے وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وے دوزخ کے لوگ ہین وے اُسمین رہ پڑے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مقرر جو لوگ ایمان لائے اِس آیت کی شان نزول کو ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ عبداللہ بن جحش کی ٹکری والے عرض کئے یا رسول اللہ کیا ہمکو اِس غزوہ کا اجر ملیگا تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اور جنھون نے ہجرت کی یعنی اپنے

گھر بار کو ترک کیا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ اور لڑے الله کی راہ مین یعنے الله کا دین بلند کرنے کو لڑائی کئے اُولٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللهِ وے لوگ امیدوار ہین الله کی رحمت کے یعنی ثواب ور اجر ملنے کی یہہ جو فرمایا اُنکو اُمید ہے اُس مین اشارہ ہے کہ مجرد عمل موجب نجات کا نہین اور نجات کی دلیل قطعی بھی نہین وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور الله بخشنے والا ہی مہربان يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ تجکو پوچھتے ہین شراب اور جوے سے اِس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ عمر بن الخطاب ور معاذ بن جبل اور چند شخص انصار کے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کئے یا رسول الله ہمکو شراب مین اور جوے مین فتوی دیجئے کیونکہ اُنسے عقل سلب اور مال تلف ہوتا ہی تب الله تعالی اِس آیت کو نازل کیا مفسرین کہتے ہین کہ شراب کے مقدمہ مین تین چار آیتین نازل ہوین مکہ مین یہہ نازل ہوئی ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا پھر مسلمان اسکو پیا کرتے تھے اور اُن ایام مین اُس کا پینا حلال تھا بعد عمر اور معاذ رضی الله عنہما کے سوال کے جواب مین یہہ آیت اُتری یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس تب گناہ کے نظر کرتے کوئی تو پینا ترک کیا اور منافع کو دیکھ کے کوئی پیتا تھا ایک روز کسی نے نماز مین سورہ غلط پڑھا تب الله تعالی یہہ آیت نازل کیا یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون پھر نماز کی اوقات مین اُسکا پینا حرام ہوا اس پر کوئی تو اسکا مطلق پینا ترک کیا اور کوئی نماز کیوقت نہ پیکے عشا کی نماز کے بعد یا صبح کی نماز کے بعد پیا کرتا عرض ایک روز کسی کے یہان دعوت تھی وہان شراب پیکے آپس مین مارا ماری کئے تب انما الخمر والمیسر کی آیت جو سورۂ مائدہ مین ہے فہل انتم منتہون تک اُتری اُسکا نزول غزوۂ احزاب کے بعد ہوا ہی ابن ابی حاتم نے انس رضی الله عنہ سے روایت کیا ہی کہ ہم شراب پیا کرتے تھے جب الله تعالی یسئلونک عن الخمر کی آیت نازل کیا تو ہم کہے اب اتنا پیوینگے جو نفع دیوے بعدہ جب سورۂ مایدہ کی آیت انما الخمر الآیہ نازل ہوئی تب کہے یا الله ہم اُس سے باز آئے اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور نسائی عمر رضی الله عنہ سے روایت کئے ہین کہ عمر کہے یا الله ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے تب یسئلونک عن الخمر والمیسر الآیہ نازل ہوئی حضرت عمر کو بلا کے یہہ آیت انکو سنائے عمر کہے یا الله ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے پھر سورۂ نسا کی آیت نازل ہوئی اُس روز سے اقامت کہے بعد رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا منادی پکار دیتا خبردار نشہ والا نماز نہ پڑہے اور عمر کو یہہ آیت پڑھکے سنائے

عمر کہے یا اللہ ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے پھر سورۂ مائدہ کی آیت فہل انتم منتہون تک نازل ہوئی تب
عمر کہے ہم اُس سے باز آئے ابن ابی حاتم اور ترمذی اور حاکم کہے ہین یہہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہ شراب تین بار حرام ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو آئے تو وہان کے لوگ شراب
پیا کرتے اور جوا کھیلتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا حکم پوچھے اللہ تعالی نے یسئلونک عن الخمر والمیسر الآیہ
کو نازل کیا لوگ کہے ہم پر حرام نہین کیا ہے اور اثم کبیر فرمایا ہے تو کچھ گناہ ہوگا اور اس کو پیا کرتے ایکدن
مہاجرین مین کا ایک شخص مغرب کی نماز کی امامت کیا اور قرات مین غلط کیا پھر اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا
لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاری کی آیت نازل کیا تب شراب پیتے اور نماز کو آئے تو نشہ اتری رہتی پھر بعد یا ایہا الذین
آمنوا انما الخمر والمیسر الآیہ نازل ہوئی تو صحابہ کہے ہم اُس سے باز آئے حافظ عسقلانی کہے اس حدیث کو ابی معشر نے
ابی وہب سے اور اونے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے ابو معشر ضعیف ہے لیکن ابو داؤد طیالسی کی مسند مین ابن
عمر سے اسکو ایک شاہد ہے اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ ہمکو کھانیکی دعوت کئے وہان شراب موجود تھی اسکو پیکے مست ہوئے اُس مین نماز کا وقت
آن پہنچا تو مجھے امام کئے مین نے یون پڑھا قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون تب اللہ تعالی نے
لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاری کی آیت نازل کیا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین اور حاکم نے اوسکی تصحیح کی ہے اور
بیہقی اور نسائی اور ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ شراب کی حرمت انصار کے دو قبیلے
والون کے لئے نازل ہوئی وے شراب پئے جب نشہ چڑھا آپس مین لڑنے لگے نشہ اترے بعد دیکھے تو سر پر اور منہ پر اور
ڈاڑھی مین مار کی نشانیان ہین اس سے انکے دلون مین ناخوشی آئی پھر اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر کی
آیت نازل کیا قفال نے کہا ہے تحریم اس طور سے نازل ہونے مین یہہ حکمت تھی کہ لوگون کو شراب پینے کی عادت تھی
اسکی تجارت مین انکو بہت منفعت تھی اگر ایک ہی بار اُس سے منع کرتے تو اُنپر بہت شاق ہوتا اس لیے اللہ تعالی نے
نے بتدریج حرمت نازل کی اب خمر کی معنی بیان کرتے ہین انگور یا خرمے کا شیرہ جوش کھا کے اُسپر کف آتا ہے تو اُسکو
خمر کہتے ہین خمر کی معنی ڈھانپنا سو وہ عقل کو ڈھانپنے سے اسکو خمر کہے ایسا ہی جو چیز نشہ لاوے تو امام شافعی کے
پاس اسکو خمر کہتے ہین ابو حنیفہ کہتے ہین انگور اور خرمے کے دو شراب سے جو نشہ بنی ہے اُسی کو خمر کہتے ہین دوسری

چیز وے جسے بنا دین تو اسکو خمر نہین کہتے ہماری دلیل حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ کی ہے کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ یعنے
جو نشہ لاوے وہ خمر ہے میسر یسر سے مشتق ہے اسکی معنی آسانی جوے مین مال بآسانی حاصل ہوا کرتا تھا اس لئے
اسکو میسر کہے میسر سے مراد تمام اقسام کے جوے ہین ابن سیرین اور مجاہد اور عطا کہے جس چیز مین خطر ہو تو
وہ میسر ہے یہانتک لڑکے جو اکروٹ اور مہرے کھیلتے ہین قُلْ تو کہہ انکو ای محمد فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ
انمین بڑا گناہ ہے اس کی وجہ یہہ ہے شراب عقل کی دشمن ہے جب آدمی کی عقل مین فتور ہوا تو جو فعل بد ہے اسکا
مرتکب ہوگا سو وہ بڑا گناہ ہے اور میسر مین گناہ کی وجہ غیر کا مال ناحق کھانا ہے شراب اور جوے کے باعث باہمدیگر
قضیہ فساد ہوا کرتا ہے ایک دوسرے کو گالیان دیتا ہے اور عداوت و ناخوشی درمیانی آجاتی ہے سو یہہ تمام
گناہ کے کام ہین وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فایدے بھی ہین لوگونکو یعنے شراب کے پینے مین لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے
اور اسکے بیچنے مین فایدہ ملتا ہے اور میسر مین منفعت یہہ ہے کہ مال بلا مشقت ملتا ہے وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا
اور انکا گناہ فایدہ سے بڑا ہے یعنے ان سے مفسدے جو پیدا ہوتے ہین انکے فایدے سے بڑے ہین ابن جریر وغیرہ ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے اس آیت کی معنی مین یون روایت کیا ہے انمین بڑا گناہ ہے یعنی وہ جو اسکے پینے سے
دین مین نقصان ہوتا ہے اور فایدے ہین لوگون کو یعنی وہ جو اسکے پینے سے انکو لذت اور فرح ہوتی ہے اور گناہ
فایدے سے بڑا یعنی انکے دین مین نقصان ہونے سے جو گناہ ہوتا ہے وہ بڑا ہے لذت اور خوشی سے جو پینے مین ہے
وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ اور پوچھتے ہین تجھسے کیا خرچ کرین سابق کی آیت مین سوال تھا کس چیز کو
خرچ کرنا اور اسکا مصرف کیا ہے اب سوال کرتے ہین خرچ کرنے کی کیفیت سے یعنی کتنا دیا کرنا اس آیت کے
نازل ہونیکا سبب ابن اسحق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ اللہ کی راہ مین نفقہ
دیا کرنے کے جب حکم ہوا تو چند شخص صحابہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کئے یا رسول اللہ ہمارے
مالون مین سے نفقہ دیا کرنے کے حکم جو ہوا ہمارے مال سے کس قدر نفقہ دیا چاہیے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور
ابن ابی حاتم نے یحیی سے مرسل روایت کیا ہے کہا مین سنا ہون کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم رضی اللہ عنہما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ ہم پاس غلام اور گھر کے لوگ ہین ہمارے مال
مین سے کیا نفقہ دینا تو یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ تو کہہ ای محمد الْعَفْوَ جو افزود ہو تا دو اور عطا اور

سدی کہتے ہین عفو جو وہ حاجت سے افزود رہے اور کہتے ہین صحابہ کسب کرکے مال کچھ حاصل کرتے تو خرچ کی
موافق رکھکے جو افزود ہو اُسکو تصدیق کرتے انکی قول پر یہ آیت منسوخ ہے زکوۃ کی آیت سے مجاہد نے کہا ہے
عفو کی معنی التصدق عن ظہر غنی یعنی صدقہ دینا اُس مال کو کہ جس کے دینے کے بعد دینے والے کی ثروت باقی رہے
اور وہ اپنی ضرورت کے وقت غیر کا محتاج نہووے ابو داود اور بزار اور ابن حبان اور حاکم جابر رضی اللہ
عنہ سے یون روایت کیے ہین کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا انڈا جو اسکو کسی غنیمت مین ملا تھا
لایا اور بولا یہہ صدقہ ہی میری سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے تغافل کیے اُسنے مکرر بولا تب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غصے سے بولے اا اور اُسکو لیکے ایسے زور سے پھینکے کہ اگر اُسکے سر کو لگتا تو سر پھوٹ جاتا بعد
فرمائے تم اپنا سب مال صدقہ دیکر لوگونکے پاس ہاتھ پسارتے پھرتے ہو انما الصدقۃ عن ظہر غنی والید
العلیا خیر من الید السفلی وابدا بمن تعول یعنی صدقہ دینا نہین مگر ظہر غنی سے یعنی اپنی ثروت کے ساتھ
اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے یعنی دینے والے کا ہاتھ لینے والے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ
دینے مین ابتدا کر اُس سے جسکی پرورش تجھ پر لازم ہو اس حدیث کو بدون اس قصہ کے بخاری و مسلم ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین اُنکے لفظ ہین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی کرکے آیا ہی اور بعضے کہتے ہین عفو کی معنی
میانہ روی نہ اُسمین اسراف رہے نہ قصور اور بعضے کہتے ہین اس صدقہ سے مراد صدقہ مسنون ہی كَذٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح اللہ بیان کرتا ہی تمہارے واسطے آیتین یعنی امور جو تم سوال کیے
تھے لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ شاید تم دھیان کرو دنیا مین بھی اور آخرت مین
یعنے دنیا زایل ہونے والی ہے سو دھیان کروگے تو اُس مین زہد کروگے اور آخرت آنے والی ہی سو دھیان
کروگے تو اُس کی رغبت کروگے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى اور پوچھتے ہین تجھسے یتیمون کا حکم اس کے
نازل ہونے کی وجہ ابو داود اور نسائی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
یون روایت کیے ہین کہ جب لا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن کی آیت اور ان الذین یاکلون اموال الیتمی
ظلما الآیہ نازل ہوئی تو جس کے پاس یتیم تھا اُس نے اُس یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اُس کا پینا اپنے
پینے سے جدا کیا یتیم کھاکے کچھ باقی رہجاے تو اُسکو رکھ چھوڑتے یا تو اُسکو پھر یتیم کھاتا یا اتر جاتا تو اُسکو

پھینکدیتے اِس سے اُنکو بہت تکلیف ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے پھر اللہ تعالی نے یہہ نازل کیا حاکم نے اِس حدیث کی تصحیح کی ہے قُلْ تو کہہ ای محمد اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ اُنکی اصلاح کرنا بہتر ہے یعنی یتیمون کے اموال کی محافظت کرنی اور اسپر کچھ حق محنت نہ لینا تمھارے لئے بہتر ہے یعنی اُس میں بڑا اجر ہی وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اور اگر اُنکو ملا رکھو تو وے تمھارے بھائی ہین یعنی اُنکا کھانا پینا اور خرچ وغیرہ اپنے کھانے پینے مین ملا رکھوگے تو وے تمھارے بھائی ہین ایک بھائی کے مال کو اُسکا بھائی کھائے اصلاح کی جہت سے رضامندی پائی جاوے تو جایز ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اور اللہ جانتا ہی خراب کرنے والیکو سنوارنے والے سے یعنی جسنے یتیم کا مال اپنے مال سے مخلوط کرنے سے خیانت اور اُنکا مال کھالینا ارادہ کیا ہی اور جسنے اُس مخلوط کرنے سے اصلاح کو منظور رکھا ہی سب اللہ جانتا ہی وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اور اگر اللہ چاہتا تمپر مشکل ڈالتا یعنی تمپر تنگی کرتا اور اُنکے مال مخلوط کرنیکی اجازت نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اللہ زبردست ہی تدبیر والا یعنی اللہ تعالی کا حکم غالب ہے بندونکو مشقت مین ڈالے تو مختار ہی لیکن حکیم ہے حکمت کے مطابق حکم کرتا ہی بندونکو اُنکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نکاح مین نہ لاو شرک والی عورتین جب تک ایمان نہ لاوین اِس آیت کی شان نزول واحدی نے کلبی سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرثد بن ابی مرثد غنوی کے تئین مکہ کو روانہ کئے تا مخفی جاکے وہان کے مسلمانونکو لا دین جب وے مکہ کو گئے تو اُنکے پاس ایک عورت جسکا نام عناق تھا آئی وہ عورت مشرکہ تھی جاہلیت مین اُسکے اور مرثد کے درمیان دوستی تھی اُسنے مرثد کو اپنے ساتھ صحبت کرنیکے واسطے بلایا مرثد کہے وائے تجھپر میرے اور تیرے درمیان اسلام مانع ہوا بولی مجھے نکاح کرو مرثد کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکے نکاح کرونگا بولی کیا تو میرے پاس سے بھاگتا ہی پھر لوگون کو اطلاع کی کفار مرثد کو خوب مار کے چھوڑ دئے مرثد اپنے کام سے فراغت پاکر مدینہ کو گئے اور عناق کے ساتھ جو معاملہ گذرا سو بیان کئے اور کہے یا رسول اللہ کیا اُسکے ساتھ میرا نکاح کرنا جایز ہے تو یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا یہہ آیت مرثد کے قصہ مین نازل ہوئی کرکے جو روایت کئے ہین صحیح نہین بلکہ مرثد کے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً

بما الرابعة فانکحہا الازانٍ او مشرک الآیۃ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اسکو عمرو بن شعیب سے
وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کئے ہیں اور امام احمد اور اسحق اور ذہبی ویسی ہی روایت
کئے ہیں یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مشرک عورت کو مسلمان کا نکاح کرنا جائز نہیں بت پرست ہو یا
آتش پرست یا یہودی یا نصرانی لیکن اس آیت کے عموم سے اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی عورتوں
سے نکاح کرنیکو استثنا کیا اور والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم کی آیت
سے انکو نکاح کرنا مباح کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مشرک عورتوں کے باب میں جو بت پرست تھیں
یہ آیت نازل ہوئی اس قول پر اہل کتاب کی بی بیوں کو اس آیت کے حکم سے استثنا کرنیکی حاجت نہیں
اس اختلاف کا منشا یہ ہے کہ مشرک کے لفظ میں اہل کتاب داخل ہوتے ہیں یا نہیں اکثر علما کہتے ہیں مشرک
کے لفظ میں یہود و نصارا اور مجوس و بت پرست سب داخل ہیں یہود مشرک ہیں کیونکہ عزیر کو ابن اللہ
کہتے ہیں اور نصاریٰ بھی مشرک کیونکہ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں اور بعضی کہتے ہیں مشرک وہی ہے جو بت پرست ہو
وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ اور البتہ باندی مسلمان بہتر ہے کسی شرک
والی سے اگرچہ وہ تمکو خوش آوے یعنی کوئی بی بی مشرک ہو اور مال و جمال کے لئے تمہارا جی خواہش کرتے
پر مسلمان باندی اس سے بہتر ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب واحدی اور ابن عساکر سدی کی طریق
سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کالی باندی تھی
ایک وقت اس پر غصہ ہو کے ایک طمانچہ مارے پھر گھبرا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اس باندیکا قصہ بیان کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
پوچھے وہ باندی کیسی ہے عبد اللہ بن رواحہ کہے روزہ رکھتی ہے نماز پڑتی ہے وضو اچھی طرح کرتی ہے اور اللہ
ایک ہے اور آپ اسکے رسول ہیں کر کے گواہی دیتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے وہ باندی مومنہ ہے
عبد اللہ کہے میں اسکو آزاد کر کے اپنے نکاح میں لاتا ہوں غرض جب اسکو نکاح کئے تو لوگ انپر طعن کرنے لگے
اور ایک بی بی مشرکہ کو نکاح کر دینے کا پیام کئے تب یہ آیت نازل ہوئی مقاتل بن حیان کہتا ہے کہ یہ آیت
حذیفہ بن الیمان کی باندی خنسا کی شان میں اتری حذیفہ کہے خنسا اگرچہ تو کالی بد صورت ہے تو تیرا ذکر ملا
اعلیٰ میں ہوا ہے پھر اسکو آزاد کر کے آپ نکاح کئے وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا اور نکاح نہ کرو

شرک والون کو جب تک ایمان نہ لاوین یہہ خطاب ہے عورت کے والیون کو مسلمان عورت کو کافر سے نکاح
نہ کر دیوے کسی قسم کا کافر ہو خواہ اہل کتاب یا انکا غیر اور اجماع امت کا ہو چکا ہے کہ مسلمان عورت کا فر کو
نکاح کرنا حرام ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اور البتہ غلام مسلمان بہتر
ہے کسی شرک والے سے اگرچہ تمکو خوش آوے یعنی مال و جمال کے دیکھتے بعضے مفسرون نے کہا ہے باندی
اور غلام سے اس جگہ عورت اور مرد مراد ہین خواہ حر ہون یا رقیق کیونکہ سب لوگ اللہ کے باندی غلام ہین
اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وے لوگ یعنی شرک والے بلاتے ہین دوزخ کی طرف یعنی کفر
کی طرف جو دوزخ مین لیجاتا ہے اِس حالت مین اُنکے ساتھ دوستی کرنا اور قرابت لگانا مومن کے لایق نہین
وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف
اپنے حکم سے وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اور بتاتا ہے اللہ اپنے حکم لوگون کو
شاید وے پندلیوین وَيَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ سوال کرتے ہین تجھ سے حکم حیض کا اِس آیت کی
شان نزول کو امام احمد اور عبد بن حمید اور دارمی اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور
ابن حبان اور بیہقی اپنی سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیئے ہین کہ یہود اپنی عورت کو جب حیض آتا
تو گھر کے باہر کرتے اور اُسکے ساتھ ملکے نہین کھاتے اور نہین پیتے اور وہ جس گھر مین ہو اُس جگہ نہین رہتے مسلمانون
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اِسکا حکم پوچھا تب یہہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اُنکے ساتھ گھرون مین رہا کرو اور اُنکے ساتھ سب کام کرو سوائے وطی کے یہہ خبر یہود کو پہنچی وے کہے یہہ شخص
ہمارے دین کی جس بات کو دیکھتا ہے اُس مین ہماری مخالفت کرتا ہے یہہ سُنکے اسید بن حضیر اور عباد بن بشر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ یہود تو ایسا کہتے ہین کیا ہم اپنی عورتون کے
ساتھ حیض مین ملاپ نہ کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ بات سُنے آپکا چہرہ متغیر ہوا اور ہم
سمجھے کہ اُنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہوئے پھر وے دونون نکلے اور اُنکے روبرو سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس کوئی دودھ ہدیہ بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پیچھے وہ دودھ بھیجے اور اُنکو بلوائے
پھر ہم سمجھے کہ آپ اُنپر ناخوش نہین ہوئے ہین اور ابن جریر سدی سے اور ابن ابی حاتم مقاتل بن حیان سے روایت کیئے ہین

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بن الدحداح رضی اللہ عنہ نے یہہ حکم پوچھا اور ابن جریر نے قتادہ سے
روایت کیا ہی کہ اہل جاہلیت بھی حیض کی حالت مین عورت کو گھر سے باہر کرتے تھے اور انکے ساتھ ملکے
ایک باسن مین کھانا نہین کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے عورت کے حایض رہنے تک جماع حرام کیا اور اسکے سوائے
باقی سب حلال کیا قُلْ هُوَ اَذًى تو کہ وہ حیض گندگی ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ سو تم پرے رہو
عورتون سے حیض کیوقت اللہ تعالیٰ نے مومنون کیلئے یہہ حکم فرمایا عدل کے ساتھ یعنی نہ یہود کے مانند عورتون
کو گھر کے باہر کرنا نہ نصاری کی مانند حیض مین وطی کرنا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور نزدیک نہو
انسے جب تک پاک نہوین یعنی حیض سے پاک ہونے تک انسے وطی نہ کرنا فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ
حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ پھر جب ستھرائی کرلین تو جاؤ ان پاس جہان سے حکم دیا تمکو اللہ نے یعنے جس جگہ کی اجتناب
کا حکم دیا تھا اس جگہ جاؤ یعنے قبل مین اور اس جگہ سے عدول کرکے دوسری طرف نہ جاؤ ابن جریر نے
ابن عباس سے یہی تفسیر روایت کی ہے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ہی کہ تطہرن کی معنی پانی سے
غسل کرنا ہی یعنے غسل شرعی مذہب شافعی و جمہور کا یہی ہے کہ حایض غسل کئے تک اس سے وطی کرنا جایز نہین
مگر ابو حنیفہ کہتے ہین حیض کے اکثر ایام کے بعد جو انکے پاس دس روز ہین حیض منقطع ہو تو بلا غسل وطی جایز ہی طاوس
اور مجاہد کہتے ہین تطہرن سے مراد وضو کرنا ہے اوزاعی نے کہا ہی تطہرن سے مراد مخصوص فرج دہونا اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تحقیق اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش
آتے ہین ستھرائی والے یعنی توبہ کرنیوالے گناہون سے اور ستھرائی کرنیوالے حدث اور نجاستون سے حیض کے وقت
جماع حرام ہونے پر سب امت کا اتفاق ہی اور اسکو حلال جاننے والا کافر ہی اور حیض مین جماع کرے تو اسپر کچھہ کفارہ
نہین فقط توبہ استغفار کرنا یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور امام شافعی کا بھی قول جدید یہی ہے اور بعضون کے
پاس کفارہ واجب ہے وہ مذہب امام احمد بن حنبل کا ہی اور امام شافعی کا قول قدیم بھی وہی ہی انکی دلیل حدیث
ابن عباس کی ہی جو امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے اور وہ حائض رہے تو ایک دینار
یا آدہا دینار صدقہ دیوے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور ابو داود اور حاکم ابن عباس سے روایت

۲۰ وزرد نصف التسع

کیئے ہین کہ خون کیوقت اُسکے پاس جاوے تو ایک دینار دیوے اور خون منقطع ہوے بعد جاوے تو آدہا دینار دیوے
پہلے مذہب والے کہتے ہین کہ یہہ حکم استحباب کا ہے وجوب کا نہین نِسَاۤؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ عورتین تمہاری کہیتی
ہین فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ سو جاؤ اپنی کہیتی مین جہان سے چاہو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بخاری
اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ جابر رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیئے ہین
کہ یہود کہا کرتے تھے کہ مرد اپنی عورت کے پاس پشت کی طرف اسکی قبل مین وطی کرے اور وہ حاملہ ہووے تو
بچہ احول یعنی ڈہیرا ہوتا ہے اس پر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
مسلم کی ایک روایت مین زیادہ کیا ہے خواہ اوندہی ڈالے خواہ اوندہی نہ ڈالے مگر اتنا ہے کہ ایک ہی
سوراخ مین ہووے یعنی قبل مین اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان وغیرہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ مین
ہلاک ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو کیا چیز ہلاک کی عمر کہے آجکی شب میری سواری کہیر یعنی
پیٹ کے پیچہے سے اُسکی قبل مین وطی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو کچھ نہ کہے اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی
نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کہے روبرو سے آوو یا پیچہے سے پر دبر مین اور حیض کی حالت سے احتراز کرو
ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور دارمی اور ابو داود اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
مجاہد کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ انصار اول بت پرست یہود کے ساتہہ ملے
رہتے تھے وے اہل کتاب تھے اسلیئے انصار سمجھتے تھے علم کے دیکھتے یہود کو ہمپر فضیلت ہے اور اکثر کامونمین
انکی متابعت کیا کرتے سو اہل کتاب عورت کے پاس نہین جاتے مگر ایک حرف پر یعنی ایک ہی جانب سے اور
اُس مین عورت کو بہت ستر رہتا قریش عورتون کو اوندہے لیٹا کے وطی کرتے اور اوندہے سیدہے ڈالکے
لذت حاصل کرتے جب مہاجرین مدینہ کو آئے ایک شخص نے انصار کی ایک عورت کو نکاح کیا اور چاہا اپنی
عادت کے موافق اُس سے وطی کرے وہ عورت اُسپر انکار کی اور بولی ہم ایک ہی حرف پر کرتے تھے تو بہی اگر
ویسا ہی کرتا ہے تو کر نہین تو میرے پاس مت آ اس پر اُن دونون مین تکرار ہوئی صورت مناقشہ کی
ٹہہری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا سو کہا انکو سیدہی کرکے وطی کرو

یا اونڈھے کر کے دبر کی جانب سے قبل مین مگر وطی فرج مین ہی ہونا آنّٰی شئتم سے مراد یہی ہے وطی جو کرتے ہین کھڑے ہوکے یا بیٹھکے یا لیٹکے سامنے سے یا پیچھے سے لیکن عورت کی قبل مین ہونا اس جگہ عورت کی قبل مین قبل کو زمین سے تشبیہ ہے یا اور نطفے کو دانے سے جو بوتے ہین اور بچہ کو گیاہ سے سو اس سے اشارہ نکلا کہ عورت کی دبر مین وطی کرنا حرام ہے کیونکہ زراعت کی جگہ وہی قبل ہے نہ دبر جمہور علما کا یہی مذہب ہے جابر اور ابن عباس کی حدیث جو سابق مین آئی اسپر دلیل ہے اور بہت سی حدیثین دبر مین وطی کی حرمت مین وارد ہین امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان ابن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی حق بات کرنے ست شرماتا نہین تم عورتون کی دبر مین وطی نہ کرو ابن حبان اس حدیث کی تصحیح کیا ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ نظر نہین کرتا اسکو جو عورت کی دبر مین وطی کرے ترمذی اس حدیث کی تحسین کیا ہے اور ابن حبان اسکی تصحیح کیا ہے اور امام احمد اور ابو داود اور نسائی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنی عورت کی دبر مین وطی کرے تو وہ ملعون ہے اس باب مین قریب بیس حدیث کے آئے ہین اکثر ضعیف ہین لیکن سب کو دیکھنے سے ایک دوسرے سے قوت ہوتی ہے اور بعضے اس آیت کو عزل پر حمل کرتے ہین اور انّٰی شئتم کی معنی کیف شئتم لیتے ہین یعنے جون چاہو یعنی خواہ عزل کرو یا نہ کرو یہہ تفسیر ابن عباس اور ابن عمر اور سعید بن المسیب سے مروی ہے عزل اسکو کہتے ہین وطی کرنا جب انزال کا وقت قریب پہنچا تو نکال کے خارج فرج انزال کرنا اسکے جواز عدم جواز مین اختلاف ہے مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ عزل کرنا مکروہ ہے کراہت تنزیہ ہے خواہ موطوہ بی بی رہے یا باندی اجازت دیوے یا نہ دیوے لیکن بی بی عزل کا حکم نہ دے تو عزل کرنا حرام ہے یا نہین اس مین دو قول ہین اصح یہہ ہے کہ حرام نہین اور بعضے کہتے ہین انّٰی شئتم کی معنی اذا شئتم ہے یعنی جسوقت چاہوگے وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے یعنے اپنے لئے نیک اعمال آگے کرو جیسے جماع کے وقت بسم اللہ کہنا اور یہہ دعا مانگنا اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا صحاح ستہ والے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اپنی عورت کے پاس جاتے وقت یہہ دعا پڑھے اور اسوقت

انکی تقدیر سے بچہ ٹھہرے تو اسکو شیطان کبھی ضرر نہین دیتا اور بعضے کہے اس سے مراد طلب اولاد ہے
وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے حکم کا خلاف نکرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ مُّلٰقُوْہُ اور
جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہی یعنے آخرت مین اُسکے طرف جانا ہی پھر تمھارے کامون کی جزا دیگا وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ اور خوشخبری سنا ایمان والونکو یعنی آخرت مین نعمتین جو انکو عنایت ہونگی وَلَا تَجْعَلُوا
اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو ہت کھنڈا اپنی قسمون اس آیت کے نازل ہونے کا
سبب یہہ ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ کے اور اُن کے بہوئی بشیر بن النعمان کے درمیان مناقشہ
ہوا عبد اللہ بن رواحہ قسم کھائے کہ مین اُن کے گھر نہ جاونگا اور اُن سے بات نہ کرونگا اور
اُن کے اور اُن کے دشمن کے درمیان صلح نکرواونگا بعد اُس کے صلح کا پیام کوئی کیا تو کہتے ہین
قسم کرچکا ہون اُسکے خلاف کرنا مجھے روا نہین تب یہہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریج کہے کہ یہہ آیت ابوبکر کے
حق مین نازل ہوئی جب کہ انھون نے بی بی عایشہ کے بہتان مین مسطح بن اثاثہ کو نفقہ نہ دیونگا کرکے قسم کھائی
اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی لیکن بخاری وغیرہ کی روایت مین آیا ہی کہ ابوبکر کے قصہ مین سورہ نور کی آیت
ولا یاتل اولی الفضل منکم الآیہ نازل ہوئی عُرضَۃ کی اصل معنی شدت اور قوت ہی پھر عرف
مین جب ایک چیز کوئی کام کے لایق ہو تو وہ چیز اُس کام کا عُرضہ ہو کہتے ہین یہان تک عورت نکاح کردینے
کی لایق ہو تو کہتے ہین کہ وہ نکاح کی عرضہ ہوئی اور ایک چیز ایک کام کرنے سے آڑ ہو تو اُسکو بھی عرضہ
کہتے ہین اس جگہ وہی معنی مراد ہین اُس کا ترجمہ بہانہ دستاویز ہت کھنڈا کیا کرتے ہین اس آیت کا مطلب یہہ
ہے کہ تم اللہ پر قسم کہانا نیکی سے تمکو مانع ہونیکا سبب ٹھہراو کوئی تمکو صلہ رحم اور نیکی کرو کرکے کہے تو تم ین
وہ کام نکرنے پر اللہ کی قسم کھایا ہون کرکے بہانہ نہ کرو بلکہ کفارہ دیکے قسم توڑدو اَنْ تَبَرُّوْا وَ
تَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ کہ سلوک کرو اور پرہیزگاری اور صلح درمیان لوگون کے اس کلام
کی تقدیر مین اختلاف ہی بعضے یون تقدیر کرتے ہین مخافۃ ان لا تبروا یعنے اللہ کو ہت کہنڈا
اپنی قسمونکا نہ ٹھہراو اس اندیشہ سے کہ سلوک نہ کرین اس تقدیر پر جملہ ان تبروا کا محل نصب مین ہی اور
بعضے تقدیر یون کرتے ہین ان تبروا خیر لکم یعنے سلوک کرنا تمھارے لئے بہتر ہے اس تقدیر پر وہ جملہ محل

رفع مین ہے ابتدا کی جہت سے اور خبر محذوف ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ سنتا ہی یعنی تمھاری باتین
جانتا یعنی تمھارے احوال لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ نہین پکڑتا تمکو اللہ تمھاری
ناکاری قسمون پر نہین پکڑتا یعنی اس قسم پر تمکو قیامت مین عذاب نہین اور دنیا مین اُس کا کفارہ نہین
لغو بے فایدہ بات کو کہتے ہین کہ جسکو شمار نہین اور قسم کی لغو وہ ہے جو عرب کے محاورہ مین بیخواستہ نکل آتی ہے
جیسے کہتے ہین لا واللہ بلی واللہ یعنی یون نہین واللہ ہو واللہ بخاری وغیرہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیئے ہین کہ آدمی جو ہر بات مین لا واللہ بلی واللہ کہتا ہی اُسکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی امام شافعی
کا بھی یہی قول ہے اور بعضے کہتے ہین لغو یمین وہ ہی جو ایک چیز کو اپنی دھیان مین سچ ہی سمجھکے قسم کھایا بعد معلوم
ہوا کہ وہ سچ نہتی ابو حنیفہ کا یہی قول ہی اور اُس مین اُنکے پاس نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور زید بن اسلم مروی ہے
کہ لغو یمین اپنے کو آپ بد دعا کرنا ہے جیسے کہنا واللہ اگر مین یون نہ کرون تو میرا ہاتھ ٹوٹین وَلٰكِنْ
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ لیکن پکڑتا ہی تمکو اُس کام پر جو کرتے ہین تمھارے دل یعنی تم جو قسم قصد
و ارادے سے کھاتے ہو اُسکو توڑین تو اللہ تعالی مواخذہ کرتا ہی قسم تین طور کی ہی ایک لغو اُس مین کفارہ اور
گناہ نہین دوسری یہہ کہ آیندہ کوئی چیز کرونگا یا نکرونگا کرکے قسم کھاوے پھر اُسکا خلاف کرے تو اُس مین کفارہ
ہے کفارے کا بیان سورہ مایدہ مین مذکور ہوگا تیسری زمان گذشتہ مین جو چیز صادر ہوئی ہے یا نہین جانکے
اُسکے خلاف پر قسم کھاوے جیسا کسیکا مال قرض لیکے نہ لیا کرکے قسم کھاوے اور اُسکے مانند اسکو یمین غموس کہتے ہین
قسم کھانے والے کو گناہ مین غمس کرتا ہی یعنے ڈبو دیتا ہے اس قسم مین بڑا گناہ ہے اسکے ساتھ کفارہ بھی اُس مین
شافعی کے پاس دیا جاتا ہے ابو حنیفہ کہتے ہین اُس مین کفارہ نہین وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا یعنی اُسکے
لغو یمین کو بخشتا ہی اُسپر مواخذہ نہین کرتا تحمل والا گناہگارون کو گناہ پر جلد عذاب نہین دیتا لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ
نِّسَآىِٕهِمْ جو لوگ قسم کھا رہے ہین اپنی عورتون سے یعنے اُنسے وطی نہ کرینگی ابن عباس کہتے ہین جاہلیت مین
لوگون کی عادت تھی کہ مرد عورت پر ناخوش ہوکے قسم کھاتا کہ ایک سال یا دو سال تک تیرے سے بات نہ کرونگا
ایسی قسم کھانیکو ایلا کہتے ہین پھر اُسکے پاس نہین جاتا نہ وہ عورت رانڈ ہے نہ مرد والی جب اسلام آیا تو اللہ تعالی
یہہ آیت نازل کیا اور چار مہینون تک ایلا جایز رکھا تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اُنکو فرصت ہی چار مہینے کی یعنی

ایلا کرنیوالے کو اِتنی مدت تک اپنی ایلا پر قایم رہنا پہنچتا ہے اُس مدت مین عورت سے رجوع کریا اُسکو طلاق دے
کر کے امر نہ کرینگے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر اگر ملگئے تو یعنی وطی نہ کرنا کر کے جو قسم کھائی تھے
اُس قسم کو چار مہینوں کے اندر یا اسکے تمام ہونے بعد توڑ دیا تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اگر مصمم کرینگے طلاق تو اللہ سنتا ہی جانتا یعنے چار مہینے کے بعد شوہر کو
ان دو امر سے ایک امر اختیار کیئے بن گزیر نہین یا تو اُس عورت سے ملجاوے یا طلاق دیوے اگر عورت نے
خواہش کی اور شوہر نے دونون امر سے ابا کیا تو حاکم اسکی طرف سے ایک طلاق دیڈالنا زوج یا حاکم طلاق ندے تک
اُس پر طلاق نہین ہوتا ہی قول مالک اور شافعی اور احمد اور اسحق کا ہی سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین
چار مہینے ہوتے ہی اُس عورت پر ایک طلاق باین واقع ہوتا ہی وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ اور طلاق والی عورتین انتظار کر اوین اپنے تئین تین قروء تک یعنی طلاق کے وقت سے
تین قرو ہونے تک کسی کو نکاح نکرین قرو جمع قرکی ہی قاف کی فتح سے یا ضم سے لغت مین اُس طہر کو کہتے ہین
جو فاصلہ ہوتا ہی دو حیض کی درمیان اور حیض کو بھی کہتے ہین اس آیت مین قرو سے کیا مراد ہے اُس مین اختلاف
ہی مالک اور شافعی کہتے ہین اس جگہ قرو سے طُہر یعنی پاکی مراد ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد کہتے ہین حیض مراد ہے
اور اس آیت کے عموم سے عورت غیر مدخولہ نکل گئی کہ اُس پر عدت نہین اور آیسہ اور صغیرہ بھی نکلین کہ انکی عدت تین مہینے
ہین اور حاملہ بھی نکلی کہ اُسکی عدت وضع حمل ہے انھون کے مخصص قرآن مین مذکور ہین اور باندی بھی نکلی کہ اسکی
عدت دو قرو ہین اُسکا مخصص حدیث ہی وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ
اَرْحَامِهِنَّ اور انکو حلال نہین کہ چھپا رکھین جو پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ مین ابن عباس کہتے ہین اُس سے مراد بچہ ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حیض ہی اور ابن جریر نے ابن عمر سے روایت کیا ہی کہ اس سے حمل اور حیض دونو کی مراد
ہین یعنی عورت کا اپنے تئین حمل ہے یا حیض ہی سو چھپانا حلال نہین ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہی کہ جاہلیت
مین دستور تھا عورت کو حمل ہو تو حمل کو چھپاتی بعدہ دوسرے کو نکاح کرکے وہ بچہ اُسکا ہی کرکے اظہار کرتی سو اللہ
تعالیٰ اُسکو منع کرنے کے لئے یہہ آیت نازل کیا اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر ایمان رکھتی ہین
اللہ پر اور پچھلے دن پر چھپانا انکو حرام اور خبر دینا جو واجب تھا اُسکی تاکید کیواسطے یہہ وعید شدید فرمائی

یعنی مومن کو چھپانا لایق نہین کیونکہ چھپانا کمال ایمان کا منافی ہو اس شرط سے یہہ مراد نہین کہ مومن نہو تو اسکو
چھپانا حلال ہو وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ اور اُنکے شوہر اونکے پھیر لینے کے سزاوار ہین اُس
عدت کے ایام مین یعنے عدت کے ایام تمام ہونیکے آگے شوہر کا پھر اُس عورت سے رجعت کرنا اولی ہے کیونکہ عدت کے
ایام جب تمام ہون تو اُسکا حق باطل ہوا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے یون
روایت کیا ہو کہ یہہ آیت غفار کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو عورت کو طلاق دیا اور اُسکو حمل تھا
سو مرد کو اطلاع نتھی اُس سے رجعت کرکے اپنی گھر مین رکھا بعد اُسکو بچہ تولد ہوکے مرگئی اور بچہ بھی مرگیا پھر
چند روز کے بعد اِس آیت کے بعد کی آیت نازل ہوئی إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا اگر ارادہ رکھتے ہین
اصلاح کا یعنی اُس رجعت سے شوہر کا ارادہ اسکی درستی اور نیک چلن سے اسکی ساتھ گذران کرنا منظور ہو تو
رجعت اولی ہے جاہلیت والون کی عادت تھی عورت کو طلاق دئے بعد دل مین پھر کچھ شرارت آجاوے
تو عورت کو ضرر ہونا کرکے اُس سے رجعت کرتے اللہ نے مومنون کو اُس ضرر سے منع کیا اور وہ اصلاح
رجعت جایز ہونے کی شرط نہین وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور عورتون کے لئے مردون پر
حق ہے جیسا اُن عورتون پر حق ہے مردون کے لئے موافق دستور کے یعنی شرع مین جو دستور ہی نیک چلن سے
رہنا اور ضرر نہ پہنچانا ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر مین ضحاک سے روایت کیا ہو کہ جب کوئی عورت نے اللہ کی
اطاعت کی اور اپنے شوہر کی بات مانی تو اُس کے شوہر اُسکے ساتھ سلوک سے رہنا اور اُسکو کچھ ایذا نہ دینا
اور اپنی مقدور کے موافق اُسکو خرچ دینا چاہئے مسلم نے حجۃ الوداع کی بڑی حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے مین فرمائے عورتون کے مقدمہ مین اللہ سے ڈرو کیونکہ
تم انکو اللہ کے امان سے لئے ہو اور اللہ کے کلمے سے انکی فرج تم پر حلال ہوی تمھارا حق اُن پر یہہ ہو کہ تم جس
شخص سے خوش نہین اُسکے تئین تمھارا بچھونا کھندلنے نہ دیوین پھر اگر بچھونا کھندلنے دین تو تم انکو مارو اتنا
جو سخت نہو اور تم پر اُنکا کھانا اور لباس دستور کے موافق دینا لازم ہے اُس حدیث مین اللہ کا کلمہ کرکے
جو آیا اُس سے مراد فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ ہے کہ اِس آیت سے عورتون کا نکاح حلال ہوا اور بچھونا
کھندلنے نہ دینے سے مراد یہہ ہے کہ اجنبی مردون کی ساتھ خلوت نہ کرین اُس سے زنا مراد نہین کیونکہ زنا کرنے سے

عورت پر حد لازم آویگا اور مرد جس کو دوست رکھے یا نہ رکھے سب کے ساتھ زنا حرام ہے یہہ قول مازری کا ہے
قاضی عیاض بولا عربون کی پاس بات کرنا عورتون کا اجنبی مردون کے ساتھ معیوب نتھا اِس سے اُنکو بدگمانی بھی
نتھی آیت حجاب کی جب نازل ہوئی تو اس سے ممانعت ہوئی اور امام نووی کہتے ہین اُسکی معنی یون کہین
تو خوب ہے یعنے مرد جسکو اپنے گھر مین آنا ناخوش جانتا ہی اور اُسکے آنے سے خفا ہوتا ہی تو عورت اُسکو اندر
آنیکا اذن نہ دیوے پھر وہ آنے والا بیگانہ ہو یا اُس عورت کا محرم فقہا کے پاس اِس مسئلہ کا یہہ حکم ہی کہ کسی مرد کو
یا کسی عورت کو خواہ محرم ہو یا نہ ہو عورت اپنے مرد کے گھر مین آنے دینا حلال نہین مگر مرد جس کے آنیسے ناخوش
نہین ہوتا کہ کے اِس عورت کو علم ہو یا ظن غالب ہو تو اُسکو اذن دینا حلال ہی کیونکہ اصل تو یہہ بات ہی غیر کے
گھر مین جانا حرام ہے جبتک کہ اُس گھر کا مالک اذن نہ دیوے یا مالک جسکو اذن دینے کا حکم کیا ہی وہ اجازت نہ دیوے
یا مالک کا اُسکے آنے پر راضی ہونا معلوم نہ ہووے مالک راضی ہوتا ہی یا نہین کر کے جب شک آجاوے تو اُس کے
گھر مین جانا یا کوئی اسکو اجازت دینا دونون بات حرام ہین انتہی اور ترمذی اور ابن حبان اور بیہقی شعب الایمان
مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومنون مین کامل ایمان والا
وہ ہے جو اُن مین خوش اخلاق زیادہ ہو اور پسندیدہ اور بہتر شخص تمہارے مین وہ ہی جو اپنی عورتون کے ساتھ
اچھے طور سے چلے ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ عمرو بن الاحوص سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنو تمہارا حق تمہاری عورتون پر ہے اور تمہاری عورتون کا
حق تم پر ہے تمہارا حق عورتون پر یہہ ہے جس سے تم ناخوش ہو اُسکو تمہارا بچھونا کھندلنے نہ دیوین اور جس سے تم ناخوش
ہو اُسکو تمہارے گھر نہ آنے دیوین سنو انکا حق تم پر یہہ ہے کہ اُنکو لباس اور کھانا اچھی طور سے دینا ترمذی اِس
حدیث کی تصحیح کیا ہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی
معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت کا حق مرد پر
کیا ہے تو فرمائے جب وہ کھانا مانگے تو اُسکو کھانا دیوے اور جب کپڑے مانگے تو اُسکو کپڑے دیوے اور اُسکے
منھہ پر نہ مارے اور اُسکو بد نہ بولے اور جدائی نکرے مگر گھر ہی کے اندر حاکم اِس حدیث کی تصحیح کیا ہے
اور عبد الرزاق اور ابو یعلی انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب تم مین سے کوئی اپنی عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو جلدی نہ کرے یہان
تک کہ عورت اپنی حاجت روا کرلے جیسا تم اپنی حاجت روا ہونا دوست رکھتے ہو غرض اس سے یہہ ہی کہ عورت
کو انزال ہونے تک مرد اس سے کنارہ نہ کرے اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے
مین اپنی عورت کے لئے اپنے تئین سوارنا دوست رکھتا ہون جیسا وہ میرے لئے بناؤ کرتی ہی کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی
ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف اور میرا حق اس پر جو ہو اسکو پورا لینا نہین چاہتا ہون کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے
وللرجال علیھن درجۃ اور اللہ تعالی اس جگہ مماثلت جو فرمایا اس سے مراد یہہ ہی کہ عورتون کے حقوق
مردون پر جیسے ہین ویسا ہی وجوب اور مطالبہ مین مردون کے حقوق عورتون پر ہین مماثلت جنس مین نہین کیونکہ
اعادہ جین پر جو حق واجب ہے اسی جنس کا حق دوسرے پر واجب نہین اگر مرد کے کپڑے دھو کر دیوے یا اسکے لئے
کھانا تیار کر دیوے تو اسکے کپڑے دھونا اور کھانا پکانا مرد کو لازم نہین لیکن مردون کے لایق جو کام ہے وہی کرے
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور مردون کو انپر یعنی عورتون پر فضیلت ہے اسکا بیان یہہ ہے مرد کو جو
لذت حاصل ہوتی ہے عورت کو بھی وہ لذت ہی لیکن مرد کی فضیلت اور مرتبہ یہہ ہے کہ عورت پر حاکم ہوکے
رہتا ہی اور انکے کھانے کپڑے کا خرچ چلاتا ہی اور یہہ ہی کہ عورت کو مہر دیتا ہے اور اسکی ناموس پر محافظ رہتا ہے
اور شر کو اس سے دفع کرتا ہی بعضے کہتے ہین مردون کو عورتون پر چند چیز سے فضیلت ہے عقل مین اور گواہی مین
اور میراث مین اور دیت مین اور امام ہونیکی صلاحیت اور قاضی ہونے مین مرد کو روا ہے کہ عورت رہتے
دوسری عورت کو نکاح کرے اور حرم رکھے عورت کو یہہ جایز نہین اور طلاق مرد کی ہاتھ ہے اور جب طلاق
رجعی دیوے تو پھر اس عورت سے رجعت کرسکتا ہے اور یہ چیزین عورت کے اختیار مین نہین وَاللّٰهُ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ دو بار تک یعنی دو بار طلاق دیکے
مرد کو اس سے رجعت کرنا پہنچتا ہے جب تین طلاق دے بدون دوسرا مرد نکاح کئے کے پہلے شوہر پہ نکاح کرنا
اس کا حلال نہین ترمذی اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کئے ہین کہ عادت یہہ تھی مرد عورت کو جتنی طلاق دینا چاہے دیتا تھا اور عدت کے ایام مین اس سے
رجعت کیا تو پھر وہ اسکی عورت ہین سے نہین نکلتی اگرچہ سو طلاق سے بڑھکے دیوے غرض ایک بار کوئی مرد اپنی

ع ۱۳

عورت کو کہا مین نہ تجھے طلاق دونگا جو تو میرے سے جدا ہو اور نہ تیرے پاس آونگا بولی وہ کیسا تو کہا تجھے
طلاق دیا رہونگا جب عدت کے ایام تمام ہونے آنے تو تیرے سے رجعت کرونگا وہ عورت بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کے پاس جاکے یہہ کیفیت کہی بی بی عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ قصہ بیان کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی الطلاق مرتان الآیہ بی بی عائشہ کہتی ہین تب
جو لوگ کہ طلاق دئے تھے اور جو طلاق نہین دئے تھے سب نئے سر سے طلاق دئے فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ
پھر رکھنا موافق دستور کے یعنی دو طلاق دئے بعد اگر مرد نے رجعت کی تو اسکو شرع کے دستور کے موافق
رکھنا اور اسکے حقوق جو اپنے پر ہین انکو ادا کرنا لازم ہے اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یا رخصت کرنا نیکی
سے یعنی تیسری طلاق دینا یا رجعت نہ کرکے چھوڑ دینا تاکہ اسکی عدت تمام ہووے بعضے کہتے ہین اس سے
مراد یہہ ہے طلاق دئے بعد اسکے پیسے وغیرہ تمام پہنچا دینا اور اسکو بدی سے یاد نہ کرنا اور لوگون سے اسکا شکوہ
نہ کرنا وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اور تمکو حلال نہین کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا
عورتون کو یعنی عورتون کو طلاق دئے بعد انکو مہر وغیرہ جو دئے اس کو نہ پھیر لینا اب اللہ صاحب اس حکم
سے خلع کو استثنا کرکے فرماتا ہے اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ مگر یہہ کہ وے دونون ڈرین کہ یہ ٹھیک نہ رکھین
قاعدے اللہ کے یعنی وے دونون نکاح پر باقی رہین تو انکو اندیشہ ہوگا کہ آپ شرع کے حکم کے موافق چل نہ سکین عورت کو اندیشہ ہوگا
شوہر کے امور مین تقصیر کرکے اللہ کی گنہگار ہوگی اور مرد کو اندیشہ ہوگا کہ عورت اپنی اطاعت نکرے تو آپ اسپر کچھ تعدی کریگا فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ پھر اگر تم لوگ ڈروگے کہ وے دونون ٹھیک نہ رکھینگے
اللہ کے قاعدے تو گناہ نہین دونون پر جو بدلا دیکر عورت چھوٹے یعنی جب حکام کو اندیشہ ہو کہ وے دونون اللہ کے حدود پر برابر
نہ چلینگے اور ایک دوسرے سے بی اعتدالی کریگا تو عورت کچھ پیسے دیکر خلع کرے تو کچھ مضایقہ نہین اور مرد کو بھی روا ہے کہ
وہ پیسہ قبول کرے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ حبیبہ بنت سہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکے اپنے شوہر ثابت بن قیس بن شماس کی شکایت کی اور انکے پاس رہنے سے کراہت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
پوچھے کیا تیرا شوہر تجھے باغ جو دیا ہے اسکو رد کریگی وہ کہی قبول پھر اسکے مرد کو بلوا کے فرمائے تم جو باغ دئے
تھے اسکو لے لو اور اس عورت کو ترک کرو انھون پوچھے کیا مجھے وہ باغ پھیر لینا روا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما

اللہ بعد وہ باغ لیکے اس سے خلع کئے اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی اس قصہ کو بخاری اور اکثر اصحاب سنن وسانید
روایت کئے ہین بخاری کی روایت مین آیا ہی کہ ثابت بن قیس کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئی اور اس عورت کا نام ایک روایت مین جمیلہ کرکے مذکور ہے وہ بیٹی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی جو
راس المنافقین تھا اور بعضے روایتون مین آیا ہی کہ وہ بہن عبد اللہ کی ہی روایت ہی صحیح ہی نسائی کی روایت
مین ہی کہ ثابت بن قیس اسکو ایسا مارے کہ ہاتھ ٹوٹا اس لئے وہ آئی بعضے روایتون مین اسکا نام زینب کرکے
مذکور ہے شاید ایک نام ہوگا دوسرا لقب اور بعضے روایتون مین اسکا نام مریم مغالیہ کرکے مذکور ہی امام
مالک کی روایت مین یون مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے گھر سے نکلے تو اندھیرے مین
ایک عورت دروازے کے پاس کھڑی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تو کون ہی کہی مین حبیبہ ہون بیٹی سہل کی
حافظ عسقلانی کہے شاید یہہ دو قصے ہون اور انکے دو عورتین تھین ایک حبیبہ دوسری جمیلہ اور دونون سے
خلع کئے ہون انتہی پھر وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی یا رسول اللہ مین ثابت کے اخلاق پر اور
دینداری پر عتاب نہین کرتی لیکن اسلام مین کفر کو ناخوش جانتی ہون یعنی اگر مین انکے پاس رہون تو
اندیشہ ہے کہ مجھ سے کوئی حرکت جو مقتضی کفر کی ہون صادر ہو یا کفر سے کفران نعمت شوہر کا مراد ہو
یا کفر سے مراد وہ حرکت ہی جو منافی مقتضاے اسلام ہو یا کفر سے مراد لوازم کفر ہون شاید کفر سے مراد
سیاہ رنگ اور بدصورت ہو کیونکہ شعرا اکثر سیاہ رنگ والے کو کافر سے تشبیہ دیتے ہین اسکو تائید
دیتا ہی وہ جو بعضے روایتون مین آیا ہی اس نے کہی یا رسول اللہ میرے تئین حسن جمال ہی اور ثابت
بدصورت ہی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہی یا رسول اللہ میرا سر اور ثابت کا سر ایک جگہہ کبھی نہ ملیگا
مین ڈیرے کا پردہ اٹھا کے دیکھی تو ہتیار باندھکے آتا ہی سب مین کالا اور پستہ قد اور بدصورت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا تو وہ باغ جو تیرے شوہر نے تجھے دیا تھا اسکو پھیر دیگی کہی بہت بہتر
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کو کہے تم اپنا باغ لے لو اور اسکو طلاق دو تِلْكَ حُدُودُ
اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا یہ اللہ کے حدود ہین انسے آگے مت بڑھو یعنی یہہ احکام جو مذکور ہوے
اللہ کے مقرری احکام ہین انکی مخالفت نہ کرو وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ

هم الظٰلمون اور جو کوئی بڑھ کے چلے اللہ کے قاعدون سے وہی لوگ ہین بے انصاف فَاِنْ طَلَّقَهَا پھر
اگر اسکو طلاق دیوے یعنی تیسری طلاق فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ تو اب
اُسکو وہ حلال نہین اُسکے بعد جب تک نکاح نکرے کسی شوہر سے اُسکے سوا سے یعنی تین طلاق دیئے بعد
اُس شوہر کو وہ عورت حلال نہین جب تک وہ عورت دوسرے مرد کو نکاح نہ کرے جمہور علما کے پاس نکاح
سے مراد اس جگہ وطی ہے سعید بن المسیب کا مذہب ہے کہ نکاح بس ہے وطی ضرور نہین جمہور کی دلیل حدیث
بخاری اور مسلم وغیرہ کی ہے جو بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رفاعہ قرظی کی عورت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی مین رفاعہ کے پاس تھی اُس نے مجھے تین طلاق دیا بعد مجھے عبد الرحمن
بن زبیر نے نکاح کیا اُسکے پاس جو ہے سو کپڑے کے کرسے کی سی ہے یعنی وہ عنین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
یہہ سُنکے تبسم کئے اور کہے کیا تو رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے کہی ہان نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا
حتی تذوقی عسیلة ویذوق عسیلتك یعنی نہ جانا جبتک تو اس مرد کی کچھ مٹھاس نہ چکھی اور وہ
تیری کچھ مٹھاس نہ چاکھے اس حدیث مین عسیلہ کا لفظ جو مذکور ہوا عین کے ضم اور سین کی فتح سے تصغیر ہے
عسلہ کی شہد کی معنی سے وہ کنایہ ہے جماع سے جماع کی لذت کو شہد کی لذت اور شیرینی سے تشبیہ دی
عبد الرحمن جو مذکور ہوا وہ بیٹا ہے زبیر بن باطیا قرظی کا بعضے زبیر کے باپ کا نام زید بن امیہ انصاری کہتے ہین
لیکن حق بات وہی اول کی ہے اور زبیر زاء معجمہ کے فتح اور باء موحدہ کے کسرہ سے تخفیف کے ساتھ اسکے
بعد یاء تحتانی ساکن ہے اور آخر کو راء مہملہ ہے وزن پر امیر کے محدثین ایسا ہی اعراب ضبط کئے ہین ابن الدین
بغدادی تفسیر خازن مین باء موحدہ کو تشدید سے جو لکھا سو جمہور کا خلاف ہے مالک و شافعی و بیہقی کی روایت
مین اس عورت کا نام تمیمہ بنت وہب کر کر مذکور ہے اور اس کے شوہر کا نام رفاعہ بن سموال قرظی ہے
اور ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ اسکا نام عایشہ تھا بیٹی عبد الرحمن بن عتیک نضری
کی اور اُسکا شوہر اُس کا چچیرا بھائی رفاعہ بن وہب بن عتیک تھا اُسکو تین طلاق دیا بعد عبد الرحمن
بن الزبیر قرظی کو نکاح کی وہ بھی طلاق دیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی وہ مجھے وطی کے
قبل طلاق دیا ہے کیا مین پہلے مرد کو نکاح کرون تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہ کہ جبتک دوسرا وطی نکرے

چند روز کے بعد پھر وہ عورت آئی اور بولی وہ مجھے وطی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اپنی پہلی بات کے برخلاف کہتی ہے میں اُس سخن کو باور نہیں کرونگا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ابوبکر کے پاس آکے کہی میں اپنی شوہر اول کی طرف رجوع کرتی ہوں کیونکہ یہہ دوسرا مجھے وطی کیا تھا ابوبکر فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھے جو فرمائے تھے مجھے معلوم ہے تو اُسکے طرف رجعت نہ کرنا ابوبکر کے مرنیکے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اجازت چاہی عمر کہے دوسرے بار تو آئی تو میں تجھے رجم کرونگا مقاتل نے کہا اس عورت کے مقدمہ میں فان طلقہا فلاتحل لہ الآیہ نازل ہوئی فَاِنْ طَلَّقَهَا پھر اگر اُسکو طلاق دیوے تو یعنی دوسرا شوہر وطی کے بعد طلاق دیوے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اب گناہ نہیں ان دونوں کو کہ پھر مل جاویں اپنی دوسرا شوہر طلاق دیوے اور اُسکی عدت منقضی ہوے بعد پہلے شوہر کو نکاح کی تو کچھ مضایقہ نہیں اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اگر وے دونوں یعنی عورت اور اول کا شوہر خیال کریں کہ ٹھیک رکھینگے اللہ کے قاعدے یعنی درستی اور نیک چلن پر رہینگے اور حقوق جو ہر ایک میں اُنکو ادا کرینگے یہہ شرط جو لگائی نکاح کی صحت کیواسطے نہیں بلکہ بیان ہے اصل کا یعنی نکاح سے غرض اللہ کے حدود قایم رکھنا ہیں تعضے کہتے ہیں معنی یوں ہے اگر وے دونوں جانینگے کہ نکاح اُنکا درست تھا یعنے حلال کرنے کے واسطے نہیں تھا کیونکہ دوسرا شوہر نکاح جو کیا اگر اس شرط سے کریگا کہ پہلے شوہر پر حلال ہو تو وہ نکاح اکثر علما کے پاس باطل ہے مگر ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ نکاح صحیح ہے لیکن کراہت ہے ترمذی اور نسائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلل اور محلل لہ پر لعنت کئے ہیں ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے محلل سے مراد دوسرا شوہر جو وہ حلال ہونا کرکے نکاح کرتا ہے اور محلل لہ سے اول کا شوہر مراد ہے وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور یہہ دستور باندھے گئے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے اُنکو جاننے والوں کے واسطے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ اور جب طلاق دیں تمنے عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی مدت تک یعنی عدت تمام ہونیکے دن قریب پہنچیں اس جگہ عدت کے دن پورے ہونا غرض نہیں کیونکہ عدت کے دن پورے ہوے بعد مرد کو رجعت جایز نہیں پہنچنے سے مراد قریب پہنچنا ہے اور یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر اور ابن المنذر سدی سے یوں روایت کئے ہیں کہ انصار کا ایک شخص اُسکا نام

ورد ثلاثہ ۲۱ ارباع

ثابت بن یسار تھا اپنی عورت کو طلاق دیا عدت تمام ہونیکے واسطے دو تین روز باقی تھے کہ رجوع کیا پھر اُسکو طلاق دیا یون ہی کیا تاکہ نو مہینے گذرے اِس کی غرض یہہ تھی کہ عورت کو ضرر پہنچے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ تو رکھ لو انکو دستور سے وہ دستور یہہ ہے کہ آپ اُس سے رجعت کیا کرکے زبان سے کہنا اور اُسپر گواہ رکھنا فقط وطی سے رجعت نہ کرنا یا معروف سے غرض اُسکا کھانا کپڑا عادت کے موافق دینا اور اُسکے ساتھ اچھے طور سے چلنا اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ یا رخصت کرو انکو دستور سے یعنی اُنسے رجعت نہ کرکے چھوڑ دو تا عدت جلد تمام ہوجاوے دیر نہووے وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا اور مت پکڑ رکھو انکو ستانے تا زیادتی کرو یعنی رجعت کرتے ہو اُس سے ستانے کا ارادہ مت کرو کیونکہ مہینے کو ایک بار حیض آوے تو تین طلاق کے تین عدے تمام ہونیکو نو مہینے درکار ہین اسمین تمھارا ظلم اور ستم پایا جاتا ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ اور جو کوئی یہہ کام کرے تو تحقیق اُسنے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ اُس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور اپنی جان کو اللہ کا عذاب ڈالنے کا سامان کیا وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور مت ٹھہراو حکم اللہ کے ہنسی یعنی جو کوئی اللہ کے حکم کی مخالفت کیا تو اُس نے اللہ کے حکم کی ہنسی کی اِس مین سخت وعید ہی اور بڑی تہدید ہے حکم کے خلاف کرنے والے کو ابن ماجہ اور ابن جریر اور بیہقی ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون کی یہہ کیا طور ہے اللہ کے حدود سے کھیلتے ہین کہتے ہین مین تجھے طلاق دیا مین رجعت کیا مین تجھے طلاق دیا مین رجعت کیا مسلمانون کا یہہ طلاق نہین طلاق دو انکو انکی عدت کے شروع مین یعنی حیض سے پاک ہوکے دوسرا طہر جب شروع ہوتا ہے اُس وقت طلاق دیوے اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ حکم ہے اُن لوگون کا جو طلاق دیتے اور کہتے ہم ہنسی کو طلاق دیتے تھے سو اُس سے منع کیا ابن المنذر اور ابن ابی حاتم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک شخص ایک کو کہتا تجھے میری بیٹی نکاح کر دیا پھر کہتا مین ہنسی کو کردیا تھا اور کہتا مین آزاد کیا پھر کہتا مین ہنسی کو یولا تب اللہ تعالی ولا تتخذوا ایات اللہ ہزوا نازل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے تین چیز ہین انکے کرنے سے حکم ثابت ہوجاتا ہے ہنسی سے کرے یا بغیر ہنسی کے

طلاق اور عتاق اور نکاح اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی عورت
کو طلاق دیا سو طلاق کے ارادے سے نہیں بلکہ ہنسی کی راہ سے اُس پر اللہ تعالیٰ نے ولا تتخذوا ایات اللہ ہزوا
نازل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر وہ طلاق لازم کر دئے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ
اور حاکم اور بیہقی اپنی سُنن میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تین چیزیں ہیں انکا جد جد ہے اور ہزل بھی جد ہے نکاح اور طلاق اور رجعت ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور حاکم اُسکی
تصحیح کیا ہے ہزل کی معنی مسخری اور ہنسی ہے جد اُسکا ضد وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو
احسان اللہ کا جو تمپر ہے از جملہ احسانات اسلام کی ہدایت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وَمَآ أَنْزَلَ
عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ اور جو اتارا تمپر کتاب یعنی قرآن اور حکمت یعنی سنت جو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے سکھلائی يَعِظُكُمْ بِهٖ کہ تمکو سمجھاوے وہ یعنی کتاب وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اور جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ
اور جب طلاق دی تمنے عورتوں کو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت تک یعنی عدت کے دن تمام ہوگئے تو اب انکو نہ روکو
کہ نکاح کرلیں اپنے شوہروں سے جب راضی ہو جاویں دستور کے موافق اس آیت میں عورت کے والیوں کو
خطاب ہے اس بات کا کہ ایک طلاق یا دو طلاق والی کی عدت تمام ہوئی بعد یا تین طلاق والی کی دوسرے شوہر سے
عدت تمام ہوئی بعد اگر اول کے شوہر کو شرع کے دستور کے موافق پھر نکاح کرنے پر راضی ہو تو ولی کو اُسکی
ممانعت روا نہیں اس آیت کے نازل ہونیکا سبب وکیع اور بخاری اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی مختلف طرق
سے یوں روایت کئے ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا میری ایک بہن تھی میرا چچیرا بھائی آکے میرے سے اُسکی
خواستگاری کیا مین نے اُسکو نکاح کر دیا کئی دن تک اُسکے نکاح میں تھی بعد اُس نے اُس عورت کو طلاق دی
اور رجعت نہیں کیا یہاں تک کہ اُسکی عدت تمام ہوئی بعد اُس عورت کی خواہش کیا وہ عورت بھی اُس سے
راضی ہوئی چند لوگ اُس عورت کا پیام کئے تو اُنکے ساتھ اُسنے بھی پیام کیا مین اُسکو بولا ای نالایق مین تو

تجہی کو نکاح کر دیا تھا تو نے اُسکو طلاق دیا کیا اب پھر اُسکو تو مانگنے آیا ہو واللہ تجھے کبھی نہ دیونگا اور وہ آدمی خوب تھا اور عورت اُسی کو نکاح کرنا چاہتی تھی تب اللہ تعالی نے اُس مرد و عورت کی رغبت باہم جانکے وإذا طلقتم النساء آخر آیت تک نازل کیا معقل کہے میری حق مین یہہ آیت جب اتری مین نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنی بہن کو اُس کے ساتھ نکاح کر دیا ایک روایت مین آیا ہی معقل اُس آیت کو سُنکے کہے مین اپنے پروردگار کا سخن سنا اور اُسکی اطاعت کی پھر اُسکو بلواکے نکاح کر دیا معقل کی بہن کا نام بعضے جمیل اور بعضے لیلی اور بعضے فاطمہ کہتے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا شاید اُسکے دو نام تھے اور ایک لقب تھا یا دو لقب اور ایک نام اور اُنکی چچیرے بھائی کا نام ابو البداح بن عاصم انصاری اور بعضے انکا نام ابو عمرو بداح بن عاصم اور بعضے عبداللہ بن رواحہ کہتے ہین ہم نے جو کہا کہ یہہ آیت معقل کی شان مین نازل ہوئی اکثر مفسرین کا یہی قول ہی سدی نے کہا ہے کہ وہ آیت جابر بن عبداللہ کی شان مین اُتری ہے اُنھون نے اپنی چچیری بہن کو کسی سے نکاح کر دیے تھے اُسکا شوہر اُسکو ایک طلاق دیا عدت تمام ہوی بعد اُسکو بھی نکاح کرنا چاہا اور عورت بھی اُسکو نکاح کرنے پر راضی ہوئی جابر قبول نہ کیے تب یہہ آیت نازل ہوئی انتہی شاید کہ اُن دونون کے شان مین آیت نازل ہوئی ہو ذٰلِكَ یہہ یعنی نہ روکنا يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ پند لیتا ہی اُس سے جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی مومن کو ہی پند دینے سے نفع ہوتا ہی نہ اُسکے غیر کو ذٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ اور یہہ یعنی نہ روکنا انفع ہے تمکو اور ستھرائی کیونکہ منع کرنے سے اندیشہ گناہ کا ہے اسواسطے دونون مین تو پھر محبت ہوئی سابق مین علاقہ رہنے سے آپس مین حجاب نہین اُس مین اندیشہ ہے کہ مرتکب گناہ کے ہون وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اور اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتے

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ اور مایان دودھ پلاوین اپنے بچون کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اس جگہہ والدات سے مراد عام ہے مطلقہ ہو یا نہو اور بعضے اُسکو مطلقہ کے ساتھ تخصیص کرتے ہین اور دودھ پلاتے ہین کر کے بطور اخبار کے ذکر کیا پر مراد امر ہے لیکن امر وجوب کا نہین بلکہ امر استحباب کا کیونکہ بچے کو غیر کا دودھ پلانے سے ان کا دودھ پلانا مناسب اور انفع ہے جب ان آپ دودھ پلانا چاہی تو بہ نسبت دوسری کی اولی ہوئی مگر دودھ

پلانے والی کوئی نہ ملے تو اُس وقت ماں پر ہی دودھ پلانا واجب ہوجاتا ہی اور دو برس پورے کرنے کے لئے
بولا تا احتمال ناقص برس کا نہو کیونکہ عرب مہینے کے بعضے دن گذرے تو اُسکو مہینا کہتے ہین اور برس کے بعضے
دن گذرے تو اُسکو برس کہتے ہین پس اس توہم کو دور کرنے کے لئے کاملین کی صفت کو بطور تاکید کے
فرمایا لیکن پھر ارشاد کیا کہ دو برس ہی دودھ پلانا جو ہی سو دودھ پلانے کی انتہا مدت ہی اس سے کم مدت مین
دودھ چھڑاوے تو اختیار ہے مگر بچے کی اصلاح اور زندگی منظور رکھا چاہی وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ
وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور لڑکے والے پر یعنی باپ پر ہی کھانا اور لباس اُن والدات کا موافق دستور
کے یہ حکم مطلقہ کا ہے یعنی عورت بچے کو دودھ پلاتی رہی اور اُسکو طلاق دیوے تو دودھ پلائی تک اُس کے
کھانے کپڑے کا خرچ باپ پر واجب ہے لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا تکلیف نہین کسی جی کو مگر جو اُسکی
طاقت ہی یعنے باپ پر یہہ تکلیف نہین جو اپنی مقدور سے زیادہ خرچ دیوے یا عورت دودھ پلانے مین اپنی طاقت سے
زیادہ تکلیف اٹھاوے لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ اِس جملہ کا معنی دو طور پر ہے
اگر بولده مین کے با کو سبب کا لیتے ہین تو ترجمہ یون ہوگا نہ ضرر پہنچاوے ماں کو بسبب اُس کے بچے کے اور نہ ضرر
پہنچاوے لڑکے والے کو یعنی باپ کو بسبب اُسکے بچہ کے یعنی ماں دودھ نہ پلاوگی کرکے ابا کی تو اُسپر جبر نہ کرنا اور باپ کو خرچہ
زیادہ دیوکر کے تکلیف نہ دینا یا معنی یون ہی ماں دودھ پلانے پر راضی ہو تو بچے کو اُس سے چھین لینا اور بچہ ماں سے
الفت رکھتا ہو تو ماں اُسکو باپ کے پاس نہ ڈال دے اگر بولده کے با کو صلے کا لیوے ترجمہ یون ہوگا نہ ضرر چاہے
ماں اپنے بچے کا اور نہ ضرر چاہے باپ اپنے بچہ کا یعنے ماں اور باپ ایسا کام نکرین جس سے بچہ کا ضرر ہو
وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اور وارث پر بھی یہی ہے وارث سے یا مراد باپ کا وارث ہی یعنے
باپ مرجاوے تو باپ کا جو وارث ہی اُس پر بھی دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا دینا واجب ہے اِس صورت مین
وارث سے یا وہی لڑکا ہی جو دودھ پیتا ہی اس تقدیر پر خرچ لڑکے کا اُسی کے مال مین ہوگا لڑکے کے مال کا جو
تحویلدار ہے وہ لڑکے کے مال مین تصرف کرے یا مراد وارث سے زندہ ہی یعنے ماں باپ مین سے جو زندہ ہے
اُسپر اُس لڑکے کا نفقہ ہے یہ دونون تاویل امام شافعی کے مذہب کے موافق ہوتے ہین اُنکے یہان نفقہ
بچے کا نفقہ والدین پر یعنی اصول پر واجب ہے دوسرے ورثہ پر واجب نہین یا وارث سے مراد بچہ کا وارث

یعنی بچہ مرجاوے تو اُسکے مال کا وارث جو ہے اُسپر نفقہ ہے یہہ قول ابن ابی لیلی کے مذہب کے موافق ہے
یا وارث سے وارث محرم مراد ہے یہہ قول ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق ہے فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا
عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پھر اگر دونوں یعنی ماں باپ چاہیں دودھ
چھڑانا آپس کی رضامندی سے اور مشورت سے تو انکو گناہ نہیں یعنے دو برس کے اندر مشورت کر کے
دودھ چھڑانا مناسب جانے تو دودھ چھڑانے میں کچھ مضایقہ نہیں دونوں کی رضامندی کا قید لگانا
بچے کی خوبی کیواسطے ہے وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ اور اگر تم چاہو کہ دودھ
پلاؤ اپنی اولاد کو یعنے مرد دائی رکھکے دودھ پلانا چاہا اسواسطے کہ ماں کو دودھ نہیں یا وہ خود دودھ
نہ پلاوئگی کرکے کہے یا دوسرے شوہر کو نکاح کرنا چاہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ
بِالْمَعْرُوفِ تو تمپر گناہ نہیں جب حوالے کر دیا دائی کو جو تمنے ٹھہرایا تھا یعنی اجرہ موافق دستور کے
وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو اللہ سے یعنی بچوں کا حق جو تمپر مقرر کیا اُس کے خلاف نکرو حاکم نے ابی امامہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ جب مجھے لے چلے یعنی معراج
کی رات کو تو مینے دیکھا کہ دو عورتوں کی پستانوں کو سانپیں کاٹ رہے ہیں مینے پوچھا انکا یہہ کیا حال ہے تو
کہے یہہ وے عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں حاکم کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ اور جان رکھو کہ اللہ تعالی تمہارا کام دیکھتا ہی یعنی تمہارا کوئی بھید
اُس سے پوشیدہ نہیں وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ مرجاویں تم میں وَيَذَرُونَ
أَزْوَاجًا اور چھوڑ جاویں عورتیں يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وے انتظار کروا ویں
اپنے تئیں چار مہینے اور دس دن یعنے مرد مرجاوے تو عورت چار مہینے دس دن کسی کو نکاح نکرنا چار مہینوں پر دس دنکو
اس لئے بڑھایا کہ اگر اسکو حمل ہو تو اتنے دنکے عرصے میں وہ حرکت کریگا بخاری اور مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خلقت آدمی کی اسکی ماں کے پیٹ میں یوں ہی کہ چالیس روز تو نطفہ جمع رہتا ہی
یعنی منی جمع رہتی ہی اُسکے بعد اتنے ہی دن میں علقہ ہوتا ہی یعنے خون منجمد ہوتا ہی اُس کے بعد اتنے ہی دن میں مضغہ ہوتا ہی
یعنی گوشت کا ٹکڑا اسکے بعد اُس میں روح پھونکتے ہیں سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار مہینے کے بعد روح پھونکتے ہیں

روح پھونکنے بعد دس روز کے عرصہ مین بچہ حرکت خوب کرتا ہو ابن جریر نے سعید بن المسیب اور ابی العالیہ سے
روایت کیا ہو کہ یہہ دس دن چار مہینون کی طرف ملا دئے کیونکہ اُن ایام مین روح پھونکتے ہین انتہی اِس حکم سے حاملہ
نکل گئی اُسکی عدت وضع حمل ہے اور باندی بھی نکل گئی اُسکی عدت وفات کی دو مہینے اور پانچ دن ہین فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پھر جب پہنچ چکین اپنی مدت کو یعنی اُنکی عدت کے دن تمام ہوگئے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا
فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ تو تم پر گناہ نہین جو وے اپنے حق مین کرین علیکم کا خطاب اولیا کو ہو بعضے کہتے ہین خطاب حکام
کو ہو یا تمام مسلمانون کو کیونکہ وہی عقد کے والی ہین وے عورتین اپنے حق مین کرنے سے مراد زینت کرنی اور
خوشبوئی لگانی اور گھر سے نقل کرنا اور اپنے نکاح کے درپے رہنا بِالْمَعْرُوفِ دستور کے موافق یعنی اُس وجہ
پر کہ شرع انکار نہین کرتی اِس آیت سے یہہ مفہوم ہوا کہ اگر وے خلاف شرع کچھ کام کرنا چاہین تو والی انکو منع کرے
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور اللہ کو تمھارے کام کی خبر ہے یعنی اُسپر کچھ مخفی نہین وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اور گناہ نہین تمپر اُس مین جو پردے مین کہو پیغام نکاح کا عورت کو
تعریض ایک بات پردے مین ایسی کرنا کہ اُس سے سننے والا غرض سمجھ لے سو عورت مرد کے وفات کی عدت مین ہو تو اُسکو دربردہ
نکاح کا پیغام دینا اللہ تعالی نے جایز رکھا مثلاً کہنا تیری رغبت رکھنے والے بہت ہین تجھ سی عورت ملنے کی بڑی آرزو ہے
تو بہت خوب بی بی ہے اللہ تعالی میرے اور تیرے درمیان ملاپ کر دیا تو کیا خوب ہو تو میری عورت ہو تو مین تجھے بہت آرزو
سے رکھونگا ایسے الفاظ کہنا جایز ہے لیکن تجھے نکاح کرونگا کرکے صاف نہ کہنا یہہ حکم وفات کی عدت کا ہو اگر طلاق
باین کی عدت ہو تو جس مرد کی عدت مین ہے اُسکے غیر کو تعریض کرنا جایز ہے تصریح نکاح کے ساتھ کرنا حرام ہو اگر طلاق
رجعی کی عدت ہو تو وہان غیر کو نکاح کی تعریض بھی جایز نہین کیونکہ وہ اپنے شوہر کے حکم مین ہنوز باقی ہے اور اُس
شوہر کو کہ جسکے عدت مین ہے تعریض اور تصریح دونون جایز نہین مگر تین طلاق ہو جاوین تو وہان اُسکو وہ عورت
حلال نہین اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِي اَنْفُسِكُمْ یا چھپا رکھو اپنے دلمین یعنی اُسکو آپ نکاح کرونگا کرکے دلمین چھپا
رکھین اور تعرض نکرین تو بھی کچھ گناہ نہین سدی نے کہا چھپا رکھنا یہہ ہے کہ اُسکو اسلام کرنا اور کچھ ہدیہ بھیجنا لیکن
کچھ بات نہ کرنا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ اُنکا دھیان کروگے
یعنی تم انکو مانگنے کا خیال دلمین جو کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے کیونکہ دل کی آرزو سے بچ رہنا کسی سے ہو نہین سکتا

اس لئے اللہ تعالی نے اسکو معاف کیا وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا لیکن وعدہ نہ کر رکھو انسے چھپ کر
سر کا لفظ کنایہ ہوتا ہے وطی سے یہان مراد نکاح ہے اور بعضے کہتے ہین سر سے مراد زنا ہے جاہلیت کی عادت تھی کہ
مرد عورت کے پاس جا کے نکاح کرونگا کر کے درپردہ کہتا اور اس سے زنا کا ارادہ رکھتا اور کہتا اب چھپ
عدت تمام ہوئی بعد مین نکاح کو علانیہ کرونگا اور بعضے کہتے ہین کہ مجھے جماع کی بہت قوت ہے کر کے مراد ہے مثلاً
یون کہے مین چار پانچ دفعہ کر سکتا ہون اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات جسکا
رواج ہے یعنے تعریض کرو وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ اور قصد نکرو
نکاح کے عقد پر یہان تک پہنچ چکے کتاب اپنی مدت کو اللہ تعالی نے نکاح کا عقد نہ کرنے پر مبالغہ کیا کیونکہ نکاح
کرنیکا عزم جایز نہو تو نکاح بطریق اولی جایز نہین کتاب اپنی مدت کو پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ عدت کے دن جو کتاب اللہ
مین مقرر ہین تمام ہون وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ اور جان رکھو کہ
اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دلمین ہے یعنے عزم یا اسکا غیر تو اس سے ڈرتے رہو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ
اور جان رکھو کہ اللہ بخشتا ہے تحمل والا جو عزم کرے اور اللہ کے ڈر سے نکاح نہ کرے تو اللہ اسکو بخشتا ہے اللہ تحمل
والا ہے تمہاری عقوبت مین جلدی نہین کرتا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ
اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو عورتون کو جب تک انکو نہ چھوے ہو یا مقرر کئے ہون
انکا کچھ حق چھونے سے جماع اور حق سے مہر مراد ہے یعنی نکاح کر کے پیش از دخول اور مہر مقرر کرنے کے عورت
کو طلاق دینے مین تمپر کچھ گناہ نہین بغوی لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ تھا کہ ایک شخص انصار سے
بنی حنیفہ کی ایک عورت کو نکاح کیا اور اسکی مہر کچھ مقرر نہ کیا اور اسکو پیش از دخول کے طلاق دیا تب یہہ آیت
نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکو کچھ دے وہ کہا میرے پاس کچھ نہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کچھ نہین ہے تو تیری ٹوپی بھی ہو تو دے ولی الدین عراقی اور حافظ عسقلانی کہے ہمکو معلوم
نہوا کہ اس حدیث کو کس نے نکالا وَمَتِّعُوْهُنَّ اور انکو خرچ دو عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ مقدور والے پر اسکے
موافق وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور بے مقدور والے پر اسکے موافق عورت کو نکاح کر کے پیش از دخول طلاق
دی اور اسکا مہر بھی مقرر نہ کیا ہے تو اسکو کچھ خرچ دیا چاہئے لیکن اس کا تعداد نہین ہر شخص کو اپنی مقدور کے موافق

ورد ۲۲

ع ۱۵

دینا چاہیے اور مسنون ہو کر وہ خرچ تیس درم سے کم نہ رہے پھر دونون باہم کسی چیز پر راضی ہون تو بہتر نہین تو حاکم اپنے اجتہاد سے اُنکے حال کے موافق مقرر کر دینا مذہب ابو حنیفہ کا یہہ ہو کہ اسکو ایک پیرہن اور ایک دامنی اور ایک بالاپوش جنکی قیمت مہر مثل کے نصف سے زاید نہو دینا یہہ اُس وقت مین ہو کہ شوہر غنی رہے اگر فقیر ہو تو انکی قیمت پانچ درم سے کم نہو مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ جو خرچ دستور ہو شرع کا حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ لازم ہے نیکی والون کو یعنی مومنون پر جو اللہ کا حکم جلد بجالا کے اپنے نفس پر احسان کرتے ہین یہہ حق دینا لازم ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اگر طلاق دو گے انکو چھونے سے آگے یعنی قبل وطی کے اگر طلاق دیگے اور ٹھہرا چکے ہو انکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا یعنی آدھا مہر دینا لازم ہے اس وقت خرچ اور کچھ دینا لازم نہین اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ مگر یہہ کہ معاف کرین عورتین یعنی جو مطلقہ ہو آدھا مہر بھی نہ لیوے تو اُس وقت مرد پر کچھ نہین اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یا معاف کرین جسکے ہاتھ گرہ ہو نکاح کی یعنی شوہر کہ جسکو نکاح کے باقی رکھنے اور توڑنے کا اختیار ہو آدھا مہر بھی معاف کر کے سب مہر عورت کو دیوے تو مختار ہو ہم یہہ جو کہے الذی سے شوہر مراد ہو یہی قول ابو حنیفہ اور احمد و جمہور فقہا کا ہے امام شافعی کا قول جدید یہی ہے اور بعضے کہتے ہین اس سے مراد عورت کا ولی ہے درصورتیکہ عورت صغیرہ ہو یا بسبب جنون وغیرہ کے اپنے عقد مین تصرف کرنے سے ممنوع ہو یہہ قول مالک کا ہو قول قدیم شافعی کا بھی یہی ہے وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور معاف کرنا قریب ہو پرہیزگاری سے یہہ خطاب مرد اور عورت دونون کو ہو جمع مذکر کا لفظ تغلیباً لایا کیونکہ کسی خطاب مین مرد اور عورت سب جمع ہون تو مردون کو غلبہ دیکے صیغہ مذکر کا لاتے ہین معنی یون ہو کہ مرد پورا مہر اسکو دیڈالنا یا عورت پورا مہر مرد کو معاف کر دینا تقوی کا کام ہو اور بعضے کہتے ہین فقط مردون کو خطاب ہو وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور فراموش مت کرو آپس کی فضیلت یعنی مرد کچھ نہ دفع کر کے پورا مہر دینے مین اور عورت کچھ نہ لیکے پورا مہر معاف کرنے مین فضیلت ہو اُسکو نہ ترک کرے اِس جگہ بھی خطاب مرد اور عورت کو ہو اور ابو الحسن حرالی کہتا ہے یہہ خطاب فقط مردون کو ہو کیونکہ مرد کو عورت پر فضیلت ہو اُسکو لایق یہہ ہو کہ پورا مہر عورت کو دیوے

ثمن الثمن الاول

إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تحقیق اللہ تم جو کرتے ہو سو دیکھتا ہی حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى محافظت کرو نمازون پر اور نماز وسطی پر وسطی کا معنی یا میانہ ہی یا افضل یعنی بیچ والی نماز یا افضل نماز نمازون مین صلوٰۃ وسطی بھی داخل ہی باوجود اسکے اسکا ذکر کرنا اسکی فضیلت دلالت کرتا ہی اسکو تخصیص بعد التعمیم کہتے ہین یعنی عام کو ذکر کرکے خاص کو ذکر کرنا اور محافظت سے مراد ادا کرنا ہی انکے وقت پر ارکان و سنن کے ساتھ خشوع و خضوع سے طلاق وغیرہ کے احکام کے درمیان نماز کا حکم فرمایا تا لوگ عورتون بچون مین مشغول ہو کے نمازون سے باز نہ رہین اور نمازون سے فرض پانچ نمازین ہین مراد اور صلوٰۃ الوسطی سے کون سی نماز مراد ہے اس مین بہت اختلاف ہی ابن جریر نے سند صحیح سے روایت کیا ہے کہ سعید بن المسیب نے اپنی انگلیون کو مشبک کرکے بتلائے اور کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو صلوٰۃ وسطی مین ایسا ہی اختلاف تھا انتہی اس کی تعیین مین بیس قول تک دیکھنے مین آئے چند قول جو صحابہ سے منقول ہین اُنپر یہان اقتصار کرتا ہون پہلا قول وہ صبح کی نماز ہے یہہ قول ابی امامہ اور انس اور جابر اور ابی العالیہ اور عبید بن عمیر اور عطا اور عکرمہ اور مجاہد کا ہی اور علی اور ابن عمر اور ابن عباس کا بھی ایک قول ہی امام مالک کا بھی یہی قول ہی اور امام شافعی اپنی کتاب ام مین اسی پر نص کئے ہین دوسرا قول وہ ظہر کی نماز ہی یہہ قول زید بن ثابت اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ شداد کا ہی اور ابی سعید اور عائشہ سے بھی مروی ہے اور علی اور ابن عمر کا بھی ایک قول ہے اور ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت ہے ابو داود نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدت حرارت مین پڑھتے اور حضرت کے اصحاب پر اُس سے کوئی نماز زیادہ سخت نتھی تب یہہ آیت نازل ہوئی حافظوا على الصلوة والصّلوة الوسطى اس حدیث کی سند جید ہی اور ابو داؤد طیالسی نے زہرہ بن معبد کی طرف سے روایت کیا ہی کہ ہم زید بن ثابت کے پاس تھے اُنھون نے مجھے اسامہ بن زید کے پاس بھیجا تا صلوٰۃ وسطی کی تحقیق کرون اسامہ کہے وہ ظہر کی نماز ہے اس کو امام احمد اور نسائی زبرقان کی طریق سے یون روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے زید بن ثابت کے پاس کسی کو بھیجی کہ صلوٰۃ وسطی کون سی نماز ہے زید کہے وہ ظہر ہے پھر بعد اسامہ بن زید کو پوچھے وہ بھی کہے وہ ظہر ہے اور کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدت حرارت کے وقت پڑھا کرتے حضرت کے

پیچھے ایک صف دو صف سے زیادہ نہیں ہوتی لوگ اپنے سونے میں اور تجارت میں مشغول رہتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لوگ اپنی اس حرکت سے باز آتے ہیں یا انکے گھروں کو میں جلا دون تیسرا قول وہ عصر کی نماز ہے یہہ قول ابی ایوب انصاری اور علی اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابن عمر اور ابن عباس اور عبیدہ السلمانی اور نخعی اور حسن اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی اور مقاتل کا ہے اور ابو حنیفہ کے مذہب میں صحیح روایت یہی ہے اور امام احمد کا بھی ایک قول ہے اور اکثر شافعیہ اسی کو اختیار کئے ہیں امام نودی کہے کہ یہی قول مختار ہے ترمذی نے کہا کہ یہہ قول اکثر صحابہ کا ہے ماوردی نے کہا وہ قول جمہور تابعین کا ہے ابن عبد البر نے کہا وہ قول اکثر محدثین کا ہے اور مالکیہ سے ابن حبیب اور ابن العربی اور ابن عطیہ اسی کو اختیار کئے مسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے شیتر بن شکل کی طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احزاب کے روز فرمائے وہ کفار ہمکو صلوۃ وسطی صلاۃ عصر سے باز رکھے اللہ انکے گھروں کو اور قبروں کو آتش سے بھر دیوے بعد اس نماز کو مغرب اور عشا کی درمیان پڑہے اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مشرکان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز سے باز رکھے یہاں تک کہ آفتاب زرد ہوا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ہمکو صلاۃ وسطی صلاۃ عصر سے باز رکھے اللہ انکے پیٹونکو اور قبروں کو آتش سے بھر دیوے اور مسلم نے شقیق بن عقبہ سے اُسنے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی حافظوا علی الصلوۃ وصلوۃ العصر ہم اسکو اللہ جتنے دن چاہا اوتنے دن پڑہے بعد اللہ تعالی اسکو نسخ کرکے نازل کیا حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی ایک شخص شقیق کے پاس تھا سو اسکو کہا اب تب میں صلوۃ وسطی عصر کی نماز ہے تو براء کہے وہ آیت کیونکر نازل ہوئی اور کسطرح نسخ ہوئی سو میں نے تجھکو کہدیا اور اللہ دانا ہے امام احمد اور ترمذی نے سمرہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہے کہ صلوۃ وسطی عصر کی نماز ہے ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے اور کہیل بن حرملہ کی طریق سے روایت کئے ہیں کہ لوگوں نے ابو ہریرہ سے پوچھے کہ صلوۃ وسطی کونسی نماز ہے ابو ہریرہ کہے ہم اختلاف کئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے بازو سے تھے ہمارے پاس ابو ہاشم بن عتبہ تھا اُسنے کہا میں اسکو تمہارے لئے معلوم کروا تا ہوں پھر آپ اٹھکے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپکے کہا کہ حضرت فرمائے وہ عصر کی نماز ہے اور ابی مالک اشعری سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے صلوۃ وسطی صلوۃ عصر ہے ترمذی اور ابن حبان نے ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع ایسا ہی روایت کئے ہین ابن المنذر ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ احزاب نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خندق کے روز عصر کی نماز سے باز رکھے یہان تک کہ آفتاب ڈوب ہوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے وہ ہمکو صلوۃ وسطی سے باز رکھے اور ابن مندہ نے ابن عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ترک کرنے والا اپنے اہل و مال کا وہ جو ترک کرے صلوۃ وسطی کو جماعت مین اور وہ
عصر کی نماز ہے چوتھا قول وہ مغرب کی نماز ہے یہہ قول ابن عباس سے اور قبیصہ بن ذویب سے منقول ہے
پانچوان قول وہ تمام پانچون نمازین ہین یہہ قول معاذ بن جبل کا اور ایک روایت ابن عمر سے ہے مین صلوۃ وسطی
کے بیان مین ایک رسالہ تالیف کیا ہون اُس مین باقی اقوال جو ہین اُسکو ذکر کیا ہون اس بیان مین
جلال الدین سیوطی بھی ایک رسالہ تصنیف کئے ہین وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ اور کھڑے رہو اللہ کے
آگے ادب سے قانت کی معنی یا طاعت کرنے والا ہے یعنے اللہ کی طاعت پوری کرو اور نماز کے ارکان و
سنن بجالاؤ یا معنی اُسکی ساکت رہنے والا ہے یعنی نماز مین کسی سے بات نہ کرو بخاری اور مسلم وغیرہ
زید بن ارقم سے روایت کئے ہین ہم نماز مین بات کیا کرتے تھے جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمکو سکوت کا
حکم ہوا نماز مین بات کرنے سے نہی ہوئی طبرانی ابن عباس سے اور ابن جریر عبد اللہ بن مسعود سے بھی ایسا ہی
روایت کئے ہین اور عکرمہ اور محمد بن کعب اور عطیہ اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے سعید بن المسیب سے منقول
ہے کہے کہ مراد اُس سے قنوت ہے صبح کی نماز مین فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا پھر اگر تمکو ڈر ہو تو
پیادہ پڑھ لو یا سوار یعنی اگر تمکو دشمن کا یا درندے کا یا اُسکی مانند کسی چیز کا ڈر ہوگا تو جس طرح سے
ممکن ہووے ہین نماز پڑھو فَاِذَا اَمِنْتُمْ پھر جسوقت چین پاؤ یعنی ڈر جاتا رہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ
كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکھایا ہے جو تم نہین جانتے
تھے یعنی پانچون نمازون کو اُنکے حقوق ادا کرکے گذارو وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
اور جو لوگ تم مین مرجاوین وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور چھوڑ جاوین عورتین وَصِيَّةً

لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ وصیت کر دین اپنی عورتون کیواسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر نکل جاوین تو گناہ نہین تمپر جو کچھ کرین اپنی حقمین دستور کے موافق یعنی عورت اپنی رضامندی سے نکل جاوے اور دستور کے موافق نکاح کیواسطے زینت وغیرہ کرے تو تمپر کچھ گناہ نہین اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن اہونے اپنی تفسیر مین مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص طایف والون سے جسکا نام حکم بن حارث تھا مدینہ کو ہجرت کیا اسکے ساتھ اسکے بچے عورت ماں باپ بھی تھے قضارا وہ مرگیا اسکا مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رجوع ہوا تب یہہ آیت اسکے مقدمہ مین اتری پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا مال ماں باپ اور بچون کو دئے اور انکی عورت کو کچھ نہ دئے مگر اتنا حکم کئے کہ ایک برس تک اسکو مرد کے مال سے نفقہ دیوین انتہی پھر ابتداء اسلام مین یہی حکم جاری تھا کہ مرد جب مرجاتا تو اُسکی عورت ایک برس تک عدۃ بیٹھتی میت کے وارث اسکے مال سے عورت کا خرچ چلاتے میراث سے عورت کو کچھ حصہ نہین دیتے لیکن عورت کی مرضی پر موقوف تھا چاہی تو برس تک عدۃ بیٹھتی اور نفقہ لیتی چاہی تو برس کا انتظار نہ کرکے نکل جاتی اس وقت اسکو نفقہ وغیرہ نہین دیتے اور مرد کو مرتے وقت یہہ وصیت کرنا واجب تھا سو یہہ آیت دو چیز پر دلالت کرتی ہے ایک تو مرد کے مال سے اسکو ایک برس تک نفقہ وغیرہ دیوین دوسرا یہہ کہ وہ عورت ایک برس تک عدۃ بیٹھے بعد اسکے اللہ تعالی نے ان دونون حکم کو نسخ کیا میراث کی آیت سے نفقہ وغیرہ دینے کا حکم منسوخ ہوکے ربع یا ثمن مقرر ہوا اور برس کا عدۃ جو اُسکے اختیار مین تھا موقوف ہوکے چار مہینے کا عدۃ واجب ہوا اس جگہ منسوخ آیت تلاوت مین مقدم ہے اور اسکی ناسخ موخر ہے وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ اور طلاق والیونکو متعہ ہے موافق دستور کے حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ لازم ہے پرہیزگارون پر متعہ سے مراد وہی ہے جو آگے گذرا اس تقدیر پر اس کو مکرر فرمانے مین حکمت یہہ ہے کہ پہلی آیت مین حکم غیر ممسوسہ کا تھا اس آیت مین ممسوسہ کا حکم مذکور ہے مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ عورت کو قبل وطی کے طلاق دین اور شوہر پر نصف مہر واجب نہین ہوا ہے تو اُسکو جیسا متعہ دینا واجب ہے ویسا ہی مطلقہ عورت جنکے تین طلاق ہوے ہین یا طلاق رجعی کا عدۃ منقضی ہوا ہے تو انکو بھی متعہ ہے ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ جب پہلی آیت متاعا

بالمعروف حقا علی المحسنین اتری تو ایک شخص بولا ہمارا احسان ہے اگر چاہین تو خرچ دین اگر نہ چاہین تو نہ دین
بعد یہ آیت اسکے وجوب پر نازل ہوئی امام نسفی کہتے ہین پہلی آیت مین حکم تھا غیر ممسوسہ کو متعہ دینے کا
اور اس آیت مین حکم ہے مطلقہ عورتون کو نفقہ دینے کا اس تقریر پر متعہ سے مراد نفقہ ہی ابو حنیفہ کے پاس
غیر ممسوسہ کے سوائے دوسری عورتون کو متعہ نہین نفقہ ہی كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ اس طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے آیتین شاید تم بوجھ رکھو اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

۱۶ ع

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ کیا تو نے نہ دیکھا وے لوگ جو نکلے اپنی گھرون سے
اور وے ہزارون تھے موت کے ڈر سے ایسے مقامون مین الم ترکی معنی الم تعلم ہین یعنے تو نہ جانا اہل بلاغت کہتے ہین
یہہ استفہام ہی عجب مین لانے اور شوق دلانے کو سننے کیلئے اس قصہ کے بعد مذکور ہوتا ہی اور خطاب کرتے ہین اسکو
جو کچھ ایک حصہ سنا ہی یا اسکو جو کچھ نہ دیکھا ہی اور نہ سنا ہی اور ہزارون تھے جو فرمایا انکو بعضے چار ہزار کہتے ہین
بعضے آٹھ ہزار بعضے دس ہزار بعضے چالیس ہزار بعضے ستر ہزار اکثر مفسرین اس کا قصہ یون لکھتے ہین کہ داوردان
ایک قریہ تھا وہان طاعون ہوا بہت سے لوگ مرگئے چند لوگ وہان سے بھاگ کر دوسرے قریہ کو گئے تھے وے تمام
بچ گئے طاعون دفع ہوے بعد جب قریہ مین آئے وہان کے لوگ انکو دیکھ کے کہنے لگے ہمارے قرابتی بھی کاش
نکل جاتے تو بچ رہتے اگر اب طاعون آوے ہم تمام یہان سے نکل جائینگے دوسرے سال جب طاعون ہوا وہان کے
اکثر لوگ نکل گئے اور ایک وسیع بیابان مین جا اترے تب ایک فرشتہ بیابان کے سرے پر اور ایک فرشتہ بیابان کے
پائین مین کھڑا ہوکے پکارا کہ مرجاؤ تمام مرگئے اسی کی طرف اللہ تعالی اشارہ کرکے فرمایا فَقَالَ لَهُمُ
اللّٰهُ مُوْتُوْا پھر کہا انکو اللہ نے مرجاؤ پھر وے تمام مرگئے ثُمَّ اَحْيَاهُمْ پیچھے انکو جلا دیا اور بعضے انکا
قصہ یون بیان کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کو انکے بادشاہ نے جہاد کی دعوت کی وے جمع ہوکے نکلے آخر جب بادشاہ کو کہنے لگے
ہم جس جگہہ جاتے ہین وہان وبا ہی وہ دفع ہووے تک ہم وہان جائینگے اللہ تعالی ان پر موت مسلط کیا سو وہان سے بھاگ کے
نکلے بادشاہ نے یہہ دیکھ کے دعا کی یا اللہ یعقوب اور آل موسی کا رب تو نے اپنے بندون کی نافرمانی کو دیکھا انکو معجزہ
بتلا تا کہ وے معلوم کرین تیرے حکم سے بھاگنا نفع نہین دیتا اللہ تعالی نے انکو کہا مرجاوے اور انکے جانور تمام انکے ساتھ
مرگئے اور آٹھ روز تک انکی لاشین وہین پڑی ہوی پھول گئی تھین تعفن اسقدر تھی کہ لوگ انکی دفن سے عاجز ہوکے اور

بند بندے انکو نہ کھانا کرکے انپر ایک احاطہ کر دئے ایک مدت گذر گئی جسد انکے مٹی ہو گئے بعد ایک
دن حزقیل علیہ السلام وہان گئے وے موسی علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے کیونکہ موسی کے بعد بنی اسرائیل
مین یوشع بن نون خلیفہ ہوئے انکے بعد کالب بن یوحنا انکے بعد حزقیل انکو بوڑھی کا بیٹا کہتے تھے انکی ما
بانجھ ہوگئی تھی بڑھاپے مین دعا مانگی اُسکو اللہ تعالی نے فرزند دیا اسکا نام حزقیل رکھے انکو ذوالکفل
بھی کہتے ہین اسواسطے کہ وہ ستر نبی کے ضامن ہو گئے تھے انکو قتل سے بچائے اس طور پر کہ انکو کہے
تم سب چلے جاؤ مین ایک شخص کا مارا جانا تم سب کے قتل سے بہتر ہے وے تمام چلے گئے بعد یہود کے
لشنے پوچھے وے ستر شخص کہان ہین حزقیل کہے مجھے خبر نہین اور اللہ تعالی انکو یہود سے محفوظ رکھا
غرض حزقیل اُن مُردون کی طرف جب جا نکلے انکو دیکھکے رونے لگے اور کہے یا اللہ مین اس قوم مین رہتا
تھا وے تیری تعریف اور تسبیح کیا کرتے اور تیری ذات پاک کو یاد کرتے تھے اب مین اکیلا رہ گیا
ہون میری قوم باقی نہ رہی اللہ تعالی نے حزقیل پر وحی بھیجی مین انکی حیات تیری اختیار مین دیا پھر
حزقیل علیہ السلام کہے اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ تمام جی اُٹھے اور اپنی بستی کو گئے اور ایک مدت تک
جیتے رہے اور موت کی یہہ نشانی اُن پر باقی تھی کہ وے کپڑے پہنین تو کفن کے مانند چکنا ہو جاتے
تھے یہان تک وے تمام اپنی اجل پوری کرکے موے اس قصہ کے بیان مین فایدہ یہہ ہے کہ مسلمانون کی
ہمت اور شجاعت بڑھے اور وے توکل کرکے قضای آلہی پر ثابت رہین کیونکہ موت کا آنا جب مقرر ثابت ہی
ہو اور اس سے مفر ممکن نہو تو اپنی جان کو خدا کی راہ مین نثار کرنا بہتر ہے إِنَّ اللَّهَ لَذُو
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ مقرر اللہ فضل رکھتا ہے لوگون پر وے لوگون پر یہہ فضل کیا کہ گناہ پر وے
جو مرے تھے انکو پھر زندہ کرکے توبہ اُنکے نصیب کیا اور تمام مخلوقات پر اُسکا جو فضل ہے دُنیا مین اور مومنون
پر قیامت مین سب عیان ہے وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ اور لیکن اکثر لوگ شکر
نہین کرتے کافر تو اُسکا شکر اصلا نہین کرتے اور مومن بھی اسکا پورا شکر کرنے سے قاصر ہین مگر جن کو اللہ
توفیق دیا ہے وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور لڑو اللہ کی راہ مین بعضے کہتے ہین یہہ خطاب انکو ہے جو مرگئے
زندہ ہوئے انکو زندہ ہونے کے بعد اللہ تعالی نے جہاد کیواسطے پھر امر کیا اور بعضے کہتے ہین یہہ خطاب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی امت کو ہی یعنی وے لوگ موت سے ڈر کے جہاد سے منھہ پھیرے تھے پر وہ بھاگنا انکو نفع نہ دیا تم کو بھی جہاد مین موت سے ہرگز اندیشہ نکرو وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کون ایسا شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ کو اچھا قرض یعنی دل کی خوشی سے نیت خالص رکھ کے منت نہ دھر کے ایذا نہ پہنچا کے قرض کی معنی لغت مین قطع اور ایک شخص ایک کو اپنے مال سے کچھ دیکے پھر وہ وصول کرتا ہے اسکو قرض کہتے ہین اینحکم انسان ثواب کے خاطر جو چیز اللہ کی راہ مین دیتا ہے اسکو قرض بولا کیونکہ وہ دنیا مین اپنا مال دیکے آخرت مین اسکے ثواب کو حاصل کرتا ہے اور بعضے کہتے ہین اس آیت مین اختصار ہے اور اسکا معنی یون ہے کون ہے ایسا شخص کہ قرض دیکے اللہ کے محتاج بندون کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی قیامت کے دن کہیگا ای ابن آدم مین نے تیرے پاس کھانا مانگا تونے مجھے کھانا نہ دیا بندہ کہیگا ای پروردگار مین تجھے کھانا کیونکر دے سکون تو رب العالمین ہے اللہ تعالی فرمائیگا میرا فلانا بندہ تیرے پاس کھانا مانگا تونے نہ دیا کیا تجھے معلوم نتھا اگر تو اسکو کھانا دیتا تو آج اسکو میرے پاس دیکھتا اور بعضے کہتے ہین اللہ کو قرض دینے سے مراد اسکی راہ مین اور جہاد مین مال خرچ کرنا ہے فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً پھر اللہ وہ اسکو دونا کر دیگا کتنے برابر بعضے کہتے ہین ایک کو دس سے سات سو تک اور اس سے زیادہ سدی کہا کہ اس دونی مقدار کو اللہ کے سوائے کوئی نہین جانتا امام احمد وغیرہ ابی عثمان نہدی سے روایت کیئے ہین کہ مین سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے بندہ مومن کی ایک نیکی کی عوض اللہ تعالی کرور نیکیان لکھتا ہے پھر اس سال مین حج کے واسطے گیا اگرچہ اس سال حج کرنا میرا ارادہ نتھا مگر ابو ہریرہ سے ملاقات کر کے اس حدیث کو تحقیق کرنا منظور تھا غرض اونسے ملکے یہہ حدیث پوچھا ابو ہریرہ کہے مین یون نہین کہا تھا وہ شخص جو تمکو بولا سو یاد نہین رکھا مین کہا تھا اللہ تعالی اپنے بندہ مومن کو ایک نیکی کے بدل دو کرور نیکی دیتا ہے کیا تم قرآن مین نہین دیکھے اللہ تعالی فرمایا ہے من ذی الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اللہ کے پاس کثرت کروڑہا سے زیادہ ہے قسم ہے اسکی کہ جسکے دست قدرت مین جان ابو ہریرہ کی ہے

مین سُنا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو دونی کرتا ہی دو کروڑ نیکی تک اور
ابن المنذر اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عمر سے روایت کئے ہین کہ مثل الذین
ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل آخر آیت تک جب اُتری تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کو اس سے زیادہ ثواب دے پھر من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا
فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ کی آیت اُتری پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کو اس سے
زیادہ ثواب دے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب واللہ یقبض ویبسط اور اللہ تنگی کرتا
ہی اور کشائش یعنی اللہ ازمائش کیواسطے جسکو چاہے اسکے رزق مین تنگی کرتا ہی اور امتحان کیواسطے جسکو چاہے اسکے رزق مین کشائش کرتا ہے

ور د ۲۳

والیہ ترجعون ۝ اور اسی پاس اُلٹے جاؤ گے یعنی مرے بعد اسی پاس جانا ہی وہان اعمال کی جزا دیگا سعید بن منصور وغیرہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت اُتری تھی ابو الدحداح انصاری آکے عرض کئے یا رسول اللہ کیا اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان ای ابو الدحداح پھر ابو الدحداح کہے یا رسول اللہ اپنا دست مبارک دیجئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ مین دئے ابو الدحداح کہے اپنے پروردگار کو مین نے اپنا باغ قرض
دیا اُس باغ مین سات سو خرمہ کے درخت تھی اور انکی عورت ام الدحداح اور اُنکے لوگ اُسی باغ مین رہتے تھی
ابو الدحداح جاکے اپنی عورت کو پکارے ام الدحداح لبیک کرکے جواب دئے ابو الدحداح کہے اس باغ سے
نکل جاؤ مین نے یہہ باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہون اس حدیث کو ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کیا ہی اُنکی
روایت مین یون آیا ہی ابو الدحداح کے دو باغ تھے ایک مدینہ کے تلے تھے اور دوسرا اوپر اُنکے ابو الدحداح
کہے یا رسول اللہ ان دو باغون سے مین نے ایک باغ اللہ کو قرض دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ نے اسکو
قبول کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو الدحداح کی پرورش مین چند یتیم جو تھے اُنکو وہ باغ دئے اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھی بہت سے خوشے ابو الدحداح کے لئے بہشت کے درختون پر لٹکے ہین ابن سعد
کی ایک روایت مین آیا ہی کہ ابو الدحداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کئے یا رسول اللہ
آپ کسی کو بھیج کے باغ کو لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فروہ بن عمر کو فرمائے تم جاکے دیکھو اور اُن
دو باغ مین جو بہتر ہے ابو الدحداح کے لئے چھوڑ دو اور دوسرے باغ پر قبضہ کر لو فروہ نے ابو الدحداح کو

اس بات کی خبر دی ابو الدحداح کہے مین اپنے پروردگار کو خراب باغ قرض نہ دونگا بہتر باغ جو ہے مجھی تھا دنیا مین فقیر ہونیکا مجھے اندیشہ نہین اَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ کیا تو نے نہ دیکھا ایک جماعت بنی اسرائیل مین مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ موسی کے بعد إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ جب کہے اپنے نبی کو اس نبی کا نام اشمویل کرکے اکثر مفسرین کہتے ہین اور یہہ قصہ اس طور پر لکھے ہین کہ موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل پر یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب خلیفہ ہوئے اور ان مین اللہ تعالی کا حکم قائم کئے اور توریت پر عمل کئے انکی وفات کے بعد کالب بن یوحنا خلیفہ ہوئے انکے بعد حزقیل انکی وفات کے بعد بنی اسرائیل بہت بدعتین کرنے لگے اور اللہ تعالی کا عہد فراموش کردئے اور بتون کی پرستش اختیار کئے پھر اللہ تعالی نے الیاس کو بھیجا تاکہ توریت کے احکام کو یاد دلاوے موسی علیہ السلام کے بعد انبیاء جو ہوتے تھے توریت کو یاد دلایا کرتے اور اسی کے احکام کو جاری کرتے پھر الیاس کے بعد الیسع ہوئے انکی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی بدچال حد سے گذر گئی اور انکے دشمن جالوت کی قوم جنکو عمالقہ کہتے تھے وہ روم کے ساحل پر مصر اور فلسطین کے درمیان رہا کرتے تھے نمود ہوکے بنی اسرائیل پر غالب آئے اور انکے اکثر ملکون پر مسلط ہوئے اور انکی بہت سی عورتون بچون کو بند مین پکڑ لئے اور انکے سلاطین کی اولاد سے چار سو چالیس لڑکون کو پکڑ کے انپر جزیہ لگائے اور انسے توریت چھین لئے غرض بنی اسرائیل کو عمالقہ سے بہت سختی درپیش ہوئی اور انکے کام کی تدبیر کیواسطے کوئی نبی نہ تھا اور انمین نبوت کی جو سبط تھی تمام ہلاک ہوگئے مگر ایک عورت حاملہ رہگئی اسکو بنی اسرائیل قید کر رکھے اس اندیشے سے کہ بنی اسرائیل کی رغبت دیکھ کے وہ عورت لڑکی جن کے کسی غیر کے لڑکے کو اپنا لڑکا ہے کر کر نہ رکھے اور وہ عورت اللہ سے دعا مانگا کرتی کہ اپنے تئین فرزند دے پھر اسکو فرزند پیدا ہوا اس کا نام اشمویل رکھی اسکی معنی عربی مین اللہ میری دعا کو سنا جب لڑکا ہوش مین آیا توریت کی تعلیم کرنے کے لئے اسکو ایک بوڑھے عالم کے سپرد کئے وہ عالم اسکو اپنی فرزندی مین لیکے اسکی تعلیم کرتا اور کسی کا اعتماد نہ کرکے اس لڑکے کو اپنے پاس سلایا کرتا ایک روز جبرئیل علیہ السلام اس عالم کی آواز سے پکارے لڑکے کا بیدار ہوکے اس عالم کو پکارا اور کہا بابا تمنے مجھے کسواسطے پکارا وہ عالم سوچا اگر مین اسکو نہین پکارا کرکے کہون تو لڑکا گھبرائیگا بولا جاکے سو رہ پھر لڑکا سو گیا دوسری بار بھی

جبرئیل نہ آکے لڑکا آکے اس عالم کو پوچھا وہ بولا سو رہ اب مین پکارون تو جواب مت دے پھر
تیسرے بار جبرئیل منہ مہ ہو کے کہے کہ اللہ تعالی نے تمکو نبی کیا ہی اپنی قوم کے پاس جا کے انکو اپنے پروردگار کی
رسالت پہنچاؤ اشمویل جا کے قوم کو کہے وے انکو جھٹلائے اور کہے ہنوز تیری عمر پوری نہین ہوئی تونے
جلد نبوت کا دعوی کیا اگر سچا ہے تو ہمارے لئے ایک کو بادشاہ ٹھہرا اسکی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کر کے
فرمایا ہے ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ کھڑا کر دے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کہ ہم
لڑائی کرین اللہ کی راہ مین بنی اسرائیل کے امور کے انتظام کیواسطے ایک بادشاہ مقرر ہوا کرتا تھا وے
لوگ اسکی تبعیت کیا کرتے اور جنگ کیواسطے بادشاہ آپ فوج لیکے نکلتا اور بادشاہ نبی کا تابع رہتا
نبی اسکو اللہ تعالی کے احکام پہنچا دے تو اسکو بجا لاتا تب وے نبی کو یہہ کہے قال نبی بولا ھل عسیتم
ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا کہ یہہ بھی توقع ہے تمسے کہ اگر فرض ہو تم پر لڑائی تو تب
نہ لڑو یعنے اس بادشاہ کے تابع ہو کر نہ لڑوگے قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ بولے
ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا اور حال تو یہہ ہے
ہم نکالے گئے اپنے گھرون سے اور بیٹون سے یعنے ہمارے اکثر ملکون کو چھین لئے اور بچون کو بند مین لے گئے اب انسے
جنگ کرنے کو کیا مانع ہے پھر وہ نبی اللہ سے دعا کیا تب اللہ تعالی نے ایک کو بادشاہ مقرر کیا اور انپر
فرض کیا کہ اسکے ساتھ رہکے جنگ کرین فلما کتب علیہم القتال تولوا الا قلیلا منہم
پھر جب فرض ہوئی ان پر لڑائی تو پھر گئے مگر تھوڑے انمین وہی تھے جو طالوت کے ساتھ نہر پر کے جہاد کئے
واللہ علیم بالظلمین اور اللہ جانتا ہی گنہگارون کو یعنی وے لوگ جو اللہ کے حکم کا خلاف کئے اور
اور اپنے کہے پر نرہے انکو اللہ تعالی جانتا ہی وقال لہم نبیہم ان اللہ قد بعث لکم
طالوت ملکا اور کہا انکو انکے نبی نے مقرر اللہ نے کھڑا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ اخبار
لکھے ہین اشمویل جب اللہ سے سوال کئے تو اللہ انکو ایک عصا اور ایک سینگ مین قدس کا تیل ڈالکے
بھیجا اور بولا تمہارے واسطے بادشاہ جو مقرر ہوا اسکا قد اس عصا کے برابر ہے سو تیل کو دیکھا
کرو تمہارے پاس کوئی شخص آوے اور سینگ مین کا تیل پھیل جاوے تو وہی بنی اسرائیل کا بادشاہ ہی پھر اسکے

سر کو قدس کا تیل لگاؤ اور اُسی کو بادشاہ بناؤ اور طالوت کا نام عبرانی زبان میں شاول تھا
بنیامین ابن یعقوب کی اولاد میں اُسکے باپ کا نام قیس تھا اسوقت کے سب لوگوں میں بلند قد تھا
سب اسکے کاندھے کو لگتے تھے کسب چار کا کرتا تھا ادھوڑی رنگتا سدی نے کہا ہے کہ وہ سقا تھا دریا کے
نیل سے اپنے گدھے پر پانی بیچا کرتا اس کا گدھا گم گیا اسکو ڈھونڈنے نکلا اشمویل کے گھر پیسے گذرا اور
وہب سے روایت ہو کہ طالوت کے باپ کا گدھا گم ہوا اُس نے طالوت کے ساتھ ایک غلام دیکے گدھا ڈھونڈنے
بھیجا اشمویل کے گھر پر سے جب گذرے تو وہ غلام طالوت کو بولا اس نبی کے پاس جاکے پوچھو تو گدھا
کہاں ہے سو خبر دیگا یا ہمارے لئے دعا کریگا پھر وہ دونوں جاکے اشمویل سے اپنے گدھے کا احوال
کہتے تھے کہ اس میں تیل سنک میں پھیلا اشمویل عصا لیکے طالوت کا قد ناپنے تو عصا کے برابر ہوا
طالوت کے سر کو قدس کا تیل لگائے اور بولے تو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہے اللہ تعالیٰ تجھی کو بادشاہت
دینگے واسطے مجھ کو حکم کیا ہی طالوت بولا بنی اسرائیل کے اسباط میں میرے سبط سب میں کم ذات ہے
مجھے کیونکر بادشاہ کروگے اشمویل کہے حکم اللہ کا یون ہی ہے طالوت بولا اس پر کیا دلیل تو اشمویل کہے
اسپر دلیل یہہ ہے کہ تو گھر کو جا تیرے باپ کو گدھا مل چکا ہے پھر اشمویل نے بنی اسرائیل کو کہے اللہ تعالیٰ نے
طالوت کو بادشاہت دی ہے قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ
بِالْمُلْكِ مِنْهُ بولے کہاں ہوگی اُسکو سلطنت ہمارے اوپر اور ہم سلطنت کے زیادہ حقدار ہیں اُس سے
یعنی طالوت سے وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ اور حال تو یہہ ہے اُس طالوت کو ملی نہیں کشائش
مال کی یعنی وہ محتاج ہے تونگر نہیں جو تونگری سے سلطنت کرے یہہ جو کہے سو اسواسطے تھی بنی اسرائیل کے دو سبط
ایک نبوت کی سبط اور ایک سلطنت کی سبط نبوت کی سبط لاوی بن یعقوب کے اولاد انہیں میں موسیٰ
اور ہارون تھے اور سلطنت کی سبط یہود ابن یعقوب کی اولاد اس میں داود اور
سلیمان تھے اور طالوت ان دو سبط سے کسی میں نہ تھا بنیامین یعقوب کی سبط میں تھا بنیامین کی سبط دنگے
وقت علانیہ زنا کرنے لگے اللہ تعالیٰ انپر غصہ ہوکے ان سے نبوت اور مملکت چھین لیا تھا اور گناہگار
سبط کرکے مشہور ہوے تھے جب نبی کہے طالوت کو بادشاہت دئے تو قوم کے لوگ تکرار کرنے لگے اور

اُسکا فقر و افلاس بیان کئے پھر اُنکے رد کیواسطے نبی جو فرمایا اسکو اللہ تعالی ذکر کرتا ہے قَالَ نبی نے کہا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ اللہ نے اُسکو پسند کیا تمسے وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اور زیادہ کشایش دی عقل مین اور بدن مین یعنے اُسکو اللہ تعالی نے سلطنت کیلئے پسند کیا اللہ تعالی بندون کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور اُسکو تم سے زیادہ علم ہے جسکے سبب سے سلطنت کے کامون کا بندوبست اچھی طرح سے کرسکتا ہے ڈیل ڈول اور قوت مین بھی تم سے بڑا ہے اسکے دیکھنے سے دلونمین رعب پڑیگا اور قوت کے سبب دشمنون سے اچھی طرح مقابلہ کریگا کہتے ہین کہ طالوت نہایت خوبصورت اور بڑا کسیلا تھا وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جسکو چاہے اللہ تعالی پر اعتراض کرنا کسی کو نہین پہنچتا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا یعنی تم طالوت فقیر ہے کرکے جو طعن کرتے ہو وہ قابل اعتبار نہین اللہ بڑی کشایش والا ہے جب اسکو سلطنت دیویگا تو اپنے فضل سے رزق اور مال کے دروازے اس پر کھولیگا وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ اور کہا اُنکو اُنکے نبی نے نشان اُسکی سلطنت کا یہہ کہ آوے تمکو صندوق بنی اسرائیل نے اشمویل سے کہے تم اُسکو سلطنت ہولی کرکر جو کہتے ہو اس پر کچھ معجزہ بتلاو نبی کہے معجزہ یہہ ہے کہ تابوت آنا کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے ایک صندوق شمشاد کی لکڑی کا جسکا طول تین ہاتھ اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس مین انبیا کی تصویرین ڈالکے آدم علیہ السلام کو بھیجا تھا وہ صندوق آدم کے وفات تک انکے پاس تھا اُنکے بعد شیث کے پاس رہا پھر آدم کے فرزند اُسکے وارث ہوتے آئے یہانتک کہ ابراہیم علیہ السلام کو پہنچا پھر بعد اسمعیل علیہ السلام بڑے فرزند رہنے سے اُنکے پاس رہا پھر وہانسے یعقوب کے پاس آیا اور انکی اولاد کے پاس تھا آخر موسی علیہ السلام کو پہنچا موسی اس مین توریت اور اپنا اسباب رکھا کرتے تھے موسی کی وفات کے بعد انبیا جو موسی کے بعد خلیفہ ہوتے تھے اُنکے پاس رہتا تھا جب عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب ہوے وہ صندوق اُنسے چھین لیگئے فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ جس مین دلجمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے سکینہ کی معنی مین اختلاف ہے قتادہ اور کلبی کہتے ہین سکینہ کی معنی طمانیت اور دلجمعی یعنی وہ تابوت جس مکان مین رہے تو وہانکے لوگونکی دلجمعی ہوتی ہے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک صورت تھی اُسکو دو سر تھے

اور منہ اسکا آدمی کے منہ کی مانند تھا مجاہد نے کہا ہے کہ وہ ایک تصویر تھی بلی سے مشابہ اسکا سر بلی کے سر سے
مشابہ اور دم بلی کے دم سے مشابہ اور اسکو دو بازو تھے بعضے کہتے ہیں کہ اسکو دو آنکھ تھے چمکتے اور منہ
زمرد اور زبرجد کے تھے ابن عباس کہتے ہیں وہ سونے کا طشت جنت کا تھا اس میں انبیا کے دلوں کو دھوتے
تھے اور بعضے کہتے ہیں وہ ایک روح تھا اللہ کے یہاں کا جب کسی بات میں اختلاف کرتے تو وہ خبر دیتا۔

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ اور کچھ بچی چیزیں جو چھوڑ گئی آل موسی اور آل ہارون
کی اس جگہ آل موسی اور آل ہارون سے موسی اور ہارون کی ذات مراد ہے اور بعضے کہتے ہیں اس سے بنی اسرائیل
کے خلفا مراد ہیں وے کیا چیزیں تھیں اسمیں اختلاف ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ توریت کے تختیوں کے چند ریزے
اور موسی کا عصا تھا اور بعضے کہتے ہیں موسی کا عصا اور ہارون کا عصا اور کچھ تختیاں توریت کی تھیں اور
اور بعضے کہتے ہیں جھنڈا اور توریت تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ موسی کا عصا اور نعلین اور ہارون کا عصا اور پگڑی
اور ایک ناپ من کا جو بنی اسرائیل پر اترتا تھا تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ اوٹھا لاویں اسکو فرشتے ابن عباس
سے منقول ہے کہ اس تابوت کو فرشتے آسمان و زمین کے درمیان معلق اٹھا لیکے پھرتے تھے طالوت کے پاس لاکے رکھے لوگ اسکو
دیکھے قتادہ نے کہا ہے تابوت تیہ میں تھا موسی وفات کے وقت یوشع کے پاس رکھ گئے تھے سو اسی جگہ رہ گیا تھا فرشتے
اسکو اٹھا لاکے طالوت کے گھر میں رکھدئے صبح کو دیکھے تو تابوت اسکے گھر میں ہے پھر سب اسکی سلطنت قبول
کئے بعضے کہتے ہیں موسی کے بعد تابوت بنی اسرائیل میں چلا آتا تھا جب کسی بات میں اختلاف کرتے تابوت کے
پاس فیصلہ کے واسطے آتے تابوت سے جیسی آواز آتی اسی کے موافق حکم کرتے اور جنگ کیوقت اسکو ساتھ لیجاتے تو
انکی فتح ہوتی آخر وہ تابوت اشمویل کے معلم کے پاس آیا وہ بنی اسرائیل کا بڑا عالم اور قربان گاہ کا کاہن تھا
اسکا نام علی اور اسکے دو فرزند فاسق تھے قدس میں جو عورتیں نماز کیواسطے آتیں تو وے انکے ساتھ بدکام
کیا کرتے اللہ تعالی اشمویل کو وحی کیا کہ علی کو جاکے کہہ دو کہ تو اپنے فرزندوں کی محبت سے انکو منع نہ کیا وے
میری نافرمانی کئے ہیں اور میری قربان گاہ میں اور قدس میں گناہ کئے ہیں تجھ سے اور تیری اولاد سے کہانت چھین
لیا تجھ اور ان دونوں کو ہلاک کرونگا اشمویل جاکے علی کو یہ بات سنائی علی بہت گھبرایا اس میں اتنا سنا کہ عمالقہ ایلہ پر چڑھ آئے ہیں علی نے
انکے جنگ کیواسطے قوم کو جمع کرکے اور اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ تابوت دیکے روانہ کیا جنگ جب ہوئی اس میں بنی اسرائیل کی بہت شکست ہوئی

عیلی کے دو نو فرزند مارے گئے اور عمالقہ تابوت کو لوٹ لیگئے عیلی خبر کا منتظر تھا سُنا کہ اپنی قوم کی ہزیمت ہوئی اور تابوت کو دشمن لے گیا عیلی جو کرسی پر بیٹھا تھا گر کے مرگیا بنی اسرائیل کا کام بگڑ گیا سب متفرق ہوئے یہان تک کہ اللہ تعالی نے طالوت کو بادشاہ کرکے جہاد کا حکم کیا تابوت کا قصہ یہہ ہوا کہ اسکو عمالقہ فلسطین کے ایک قریہ مین جس کا نام اندود تھا لیجا کے ایک بڑا بت تھا اُسکے نیچے رکھے صبح کو دیکھے تو اُسکے نیچے پڑا ہے پھر بت کو اٹھا کے صندوق پر رکھے اور اُسکے پیر کو میخون سے مستحکم کئے دوسرے روز صبح کو دیکھے تو بت کے ہاتھ پاؤن کٹے ہین اور صندوق کے نیچے پڑا ہے اور وہان کے دوسرے تمام بت بھی اوندھے گر پڑے ہین پھر تابوت کو لیجا کے اپنے شہر مین ایک جگہ رکھے وہان کے اکثر لوگ قولنج کی بیماری سے مرگئے لوگ آپسمین کہنے لگے اسرائیل کے اللہ سے کسی کو مقابلہ کی طاقت نہین ہے اس تابوت کو یہین سے نکالو تابوت کو وہان سے نکال کے دوسرے قریہ مین رکھے وہان کے لوگون پر اللہ تعالی چوہے مسلط کیا لوگ جب سوتے تو چوہے آکے اُنکے شکم چیر کے کلیجہ کترنے لگے بہت لوگ انکی ایذا سے مرگئے پھر تابوت کو لیجا کے ایک صحرا مین دفن کئے وہ لوگون کی قضاء حاجت کی جگہ تھی جو قضاء حاجت کیواسطے وہان جاتا اُسکو بواسیر اور قولنج ہوجاتا عمالقہ کو بڑی مشکل آن پڑی سب متحیر ہوئے کہ اُسکو کیا کرین بنی اسرائیل کی ایک عورت اُنکے پاس تھی وہ کہی یہہ تابوت جب تک تمھارے پاس رہیگا تمپر آفتین نازل ہونگی ایک گاڑی پر اُس تابوت کو رکھو اور اسکو دو بیل باندھکے انکو ہانکو تا اس تابوت کو تمھارے شہر کے باہر لیجاوین پھر اُسی طور سے گاڑی پر رکھ کے ہانکے اللہ تعالی اُن بیلون پر چار فرشتون کو موکل کیا اُس کو لاکے بنی اسرائیل کے ملک مین چھوڑ دئے بنی اسرائیل یکایک دیکھے کہ تابوت اپنے یہان آگیا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ مقرر اس مین نشانی پوری ہے تمکو اگر یقین رکھتے ہو یہہ بھی اُسی نبی کا قول ہے یعنے تابوت کا آنا میری سچائی پر دلیل ہے یا یہہ تازہ خطاب ہے اللہ تعالی کی طرف سے مومنون کو غرض تابوت کو دیکھ کے بنی اسرائیل نے طالوت کی سلطنت کو قبول کئے اور اُسکے ساتھ جہاد کو نکلنے پر مستعد ہوئے فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ پھر جب باہر ہوا طالوت فوجین لیکر کہتے ہین کہ طالوت جب بیت المقدس سے جنگ کیواسطے نکلا تو اُسکے ساتھ ستر ہزار آدمی جنگی نکلے اور بعضے کہتے ہین اسی ہزار آدمی اور بعضے کہتے ہین ایک لاکھ بیس ہزار آدمی وہ ایام حرارت کے تھے

ع ۱۷

طالوت کو کہے پانی ہمکو کفایت نہ کریگا اللہ سے دعا مانگو تا ہمارے ساتھ چلے قَالَ طالوت نے کہا اِنَّ اللّٰہَ
مُبْتَلِیْکُمْ بِنَهَرٍ اللہ آزماتا ہے تمکو نہر سے تا معلوم ہو تم مین مطیع کون ہے اور نافرمان کون
ابن عباس اور سدی کہتے ہین یہہ نہر فلسطین کی ہے اور قتادہ نے کہا ہے وہ ایک ندی تھی اردن
اور فلسطین کے درمیان اسکا پانی نہایت شیرین و خوشگوار تھا فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي
پھر جس نے پانی پیا اُسکا وہ میرا نہین یعنے وہ میرے تابعدارون مین اور میرے دین پر نہین وَمَنْ لَّمْ
يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ اور جس نے اسکو نہ چکھا وہ ہے میرا اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ مگر
جو کوئی بھر لے ایک چلو اپنے ہاتھ سے یہہ استثنا ہے پہلے حکم سے یعنی جو میرا تابع ہو تو وہ ایک چلو پانی سے
زیادہ نہ پیوے فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ پھر پی گئے اُس کا پانی مگر تھوڑے اُن مین سے
سدی کہتا ہے کہ نہر کا پانی نہ پیکے چار ہزار آدمی اُس پر سے عبور کئے باقی تمام پھر گئے اور بعضے کہتے ہین
تین سو دس پر چند آدمی پانی ایک چلو سے زیادہ نہ پیکے عبور کئے یہی قول صحیح ہے بخاری نے اپنی صحیح مین
براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کرتے تھے بدر کے لوگون کا
شمار طالوت کے لوگون کے برابر تھا جو نہر پر سے گئے وہی شخص نہر پیرا جو مومن تھا وے تین سو دس پر چند
آدمی تھے القصہ طالوت کے لوگ جو پانی پئے سو اُنکی منہہ سیاہ ہو گئے اور اُنپر تشنگی غالب ہوئی نامردی
لیکے نہر کے کنارے پر رہگئے اور جو ایک چلو سے زیادہ نہین پئے تھے اُنکو تشنگی نہ ہوئی اور دل قوی ہوا
اور سلامتی کے ساتھ نہر پیر کے گئے فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ پھر جب
پار ہوا وہ یعنی طالوت اور ایمان والے اسکے ساتھ کے قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ
وَجُنُوْدِهٖ کہنے لگے قوت نہین ہمکو آج کے دن جالوت اور اسکے لشکر کی قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ
اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ بولے جنکو خیال تھا کہ اُنکو ملنا ہے اللہ سے كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ
فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ کے
حکم سے یہہ جو کہے ہم کو طاقت نہین وے وہی لوگ ہین جو نہر کا پانی پئے اور اللہ کا ملنا جنکے خیال مین تھا
وے وہ ہین جو پانی نہین پئے لیکن صحیح قول یہہ ہے کہ وے جو پانی پئے تھے نہر پار نہ ہوئے اس صورت مین

پھر پار ہوئے سو لوگ ہی جالوت کا لشکر اور اسکی کثرت دیکھ کے گھبراہٹ سے ایسا کہے مگر امنین کے خاص جو تھے وے وہ جواب دئیے بنی اسرائیل کے مطیعون سے یہہ بات صادر ہونا بعید نہین دیکھئے کہ موسی کے مطیع تھے پر مشکل آن پڑی تو بولی ٹھولی مین قصور نہین کیا کرتے تھے وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ ساتھ ہی صبر والون کے وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ اور جب سامھنے ہوئے طالوت اور اسکے ساتھ والے جالوت کے اور اسکی فوج کے جالوت کنعان کا بادشاہ تھا جبار عمالقہ کے قوم سے عملیق بن عاد کی اولاد قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہے ای رب ہمارے ڈالدے ہم مین جتنی مضبوطی ہی وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ٹھہرا ہمارے پانون وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر کافر کہے کیونکہ جالوت اور اسکی قوم بت پرست تھی فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ پھر شکست دی انکو یعنی جالوت کی قوم کو اللہ کے حکم سے وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور مارا داؤد نے جالوت کو جالوت کے قتل کے قصہ کو راویون نے ایسا لکھا ہے کہ داود کے باپ کا نام ایشا اسکے تیرہ فرزند تھے داود سبھون سے چھوٹے گوپھن مارا کرتے تھے ایک روز داؤد اپنے باپ کو کہے مین گوپھن سے جس کو مارتا ہون تو وہ گرجاتا ہی انکا باپ بولا تو خوش ہو اللہ تعالی نے تیرا رزق تیرے گوپھن مین رکھا ہی پھر ایک روز اپنے باپ سے کہے مین پہاڑون مین گیا تھا دیکھا ایک شیر بیٹھا ہے مین اس کا کان پکڑکے اس پر بیٹھا باپ بولا خوش رہو اللہ تعالی نے تیری خوبی کا ارادہ کیا ہی پھر ایک دن کہے مین پہاڑون مین جاکے تسبیح کہون تو پہاڑ بھی میرے ساتھ تسبیح کرتے ہین الغرض ایشا اپنے فرزندون کے ساتھ نہر پار ہوکے طالوت کے لشکر مین تھا جالوت نے طالوت کو کہلا بھیجا مین مبارزی کو نکلتا ہون تو یا تیرے لشکر مین کا کوئی شخص میرے مقابلہ کو آوے اگر تم مجھے قتل کروگے تو میرا ملک تمھارا ہے اگر مین تمکو قتل کرون تو تمھارا ملک میرا ہے طالوت اپنے لشکر مین منادی کروایا جو جالوت سے مبارزہ کرکے اسکو قتل کریگا تو مین اپنی لڑکی اسکو نکاح کردونگا اور اپنی آدھی مملکت اسکو بخش دونگا جالوت کا اندیشہ سب کے دلون مین تھا بنی اسرائیل کا کوئی شخص میدان مین نہ آیا طالوت نے اشمویل سے پوچھا کس کو ہم بھیجین اشمویل اللہ تعالی سے التجا کئے انکو وحی ہوئی سینگہ مین تیل ڈال کے لانا اور اسکے ساتھ لوہے کا تنور رکھنا جس کے سر پر سینگہ رکھنے سے تیل نکل کر اسکے سر پر پھیلکے تاج کی مثل رہجاوے اور منہ پر نہ آوے اور اس تنور مین جاوے تو اسکو بھیجو

اضطراب نہ ہووے وہی شخص جالوت کو ماریگا پھر بنی اسرائیل کو بلوا کے سینگھ سر پر رکھکے دیکھے تو
کسی کے سر پر تیل نہ بہگا تب نبی کو وحی آئی کہ ایسا کی اولاد مین ایک شخص ہے وہ جالوت کو قتل کریگا
طالوت نے ایسا کو بلوا کے کہا تیرے فرزندون کو بلوا ایشا اپنے بارہ فرزند کو حاضر کیا کسی کے سر پر
تیل نہ بہگا طالوت نے ایسا کو پوچھا انکے سوائے بھی کوئی لڑکا تجکو ہے تو بولا نہین پھر نبی کو اطلاع کئے تو وحی
ہوئی وہ جھوٹھ بولتا ہے اس کو اور بھی ایک لڑکا ہے ایسا کو کہے اللہ تعالی تیری تکذیب کیا اور کہا
تجھے اور ایک فرزند ہے تب ایسا اقرار کیا کہ اپنے تئین اور ایک لڑکا ہے چھوٹا اُس کا نام داؤد فلانے
مقام مین بکریان چراتا ہے پھر داؤد کو طلب کئے اور اُنکے سر پر سینگھ رکھے تیل بہگکے سر کو گھیر لیا طالوت
انکو بولا تم جالوت کو قتل کروگے تو مین اپنی لڑکی تمکو نکاح کر دونگا اور اپنی آدھی مملکت تمکو دونگا
داؤد کہے بہتر طالوت نے پوچھا اُسکو قتل کرنے کی طاقت کی اپنے دل مین کچھ ہمت پاتے ہو تو داؤد
کہے البتہ مین بکریون کو چراتے وقت لانڈ کا یا باگ آکے بکری اُٹھا لیجاتا ہے تو مین اُسکو پکڑکے اُسکا
مُنھ چیر کر بکری کو چھین لیتا ہون غرض طالوت نے داؤد کو لیکر اپنے لشکر مین آیا راہ مین آتے وقت
ایک پتھر داؤد کو پکار کے بولا مین ہارون کا پتھر ہون مجھے اٹھالو داؤد اُسکو اُٹھالئے بعد
دوسرا ایک پتھر پکار کے بولا مین موسی کا پتھر ہون مجھے اٹھالو اُسکو بھی اُٹھالئے پھر ایک تیسرا
پتھر پکار کے بولا مین تمھارا پتھر ہون جس سے تم طالوت کو قتل کروگے تجھے اُٹھالو اسکو بھی اُٹھالئے
جب جنگ کی صفین آراستہ ہوین جالوت میدان مین نکل کے مبارز طلب کیا طالوت نے داود
کو جنگ کے ہتیار پہنا کر گھوڑے پر سوار کرکے بھیجا داود تھوڑی دور جا کے پھر طالوت کے پاس
آئے اُسکے نزدیک کے لوگ اُنھون کو پھر کر آتے سو دیکھ کر کہے یہہ لڑکا ڈر سے پھر کے آتا ہے
غرض طالوت کو آکے کہے اگر مجھے اللہ تعالی نصرت نہ دیوے تو یہہ ہتیار مجھے کچھ کام نہ آوینگی
اِن ہتیارون کی مجھے احتیاج نہین مین اپنی مرضی کے موافق جا کے اُس سے جنگ کرتا ہون
طالوت بولا بہتر پھر داود وے تمام ہتیارین پھینک دیکے اپنی گوپھن اُٹھالئے اور جالوت
کے مقابل ہوئے جالوت بڑا قوی ہیکل اور سخت آدمی تھا اور تھا لشکر دن کو ہزیمت

بھیڑیا یا شیر ۱۲

دیا تھا اُس کا خود لوہے کا وزن مین تین سو رطل کا تھا داود علیہ السلام کو دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے
انکا رعب اُسکے دل مین ڈالا وہ ابلق گھوڑے پر ہتیار پورے باندھے ہوئے تھا داود کو بولا کیا
تو گوپھن لیکے آیا ہی جیسا کوئی کتے کو مارنے آوے داود کہے تو کتے سے بھی بدھو جالوت بولا تیرے گوشت
کو آب مین درندون مین اور پرندون مین بانٹتا ہون داود کہے اللہ تعالیٰ تیرے گوشت کو کیا تقسیم
کرتا ہی پھر داود باسم الہ ابراہیم کہکے ایک پتھر نکالے اور اُسکو گوپھن مین رکھے بعد باسم الہ اسحق کہکے
دوسرا پتھر گوپھن مین رکھکے پھر باسم الہ یعقوب کہکے تیسرا پتھر اُس مین رکھے اور گوپھن کو گردش
دیکے پتھر پھینکے تینون پتھر اکٹھے ہو گئے اللہ تعالیٰ نے باؤ کو انکا مسخر کیا پتھر جاکے خود پر لگا اور اُسکا
سر پھوڑکے پیچھے سے نکل گیا جالوت کا بھیجا پاش پاش ہو گیا اور جالوت مرکے گر پڑا اور اُس
پتھر کے مقابل جو آتا تو اُسکے مارسے مرجاتا تیس آدمی اُسکے مارسے مارے پڑے اور داود
نے جالوت کو کھینچ لیکے طالوت کے روبرو لیجا کر ڈالے بنی اسرائیل اسکو دیکھ کے نہایت
خوش ہوئے اور جالوت کا لشکر ہزیمت پاکے بھاگا بنی اسرائیل غنیمت لیکے اپنے شہر کو آئے
اور طالوت نے داود کو اپنی لڑکی نکاح کر دی اور انکا حکم اپنے ملک مین نافذ کیا وَ آتٰىهُ
اللّٰهُ الْمُلْكَ اور دی اللہ نے اُسکو یعنی داود کو ملک یعنی سلطنت داود علیہ السلام کو
سلطنت آنے کا قصہ یہہ ہے کہ جب طالوت نے داود کو حکومت دی لوگ داود کا عدل
و انصاف دیکھ کے اُن سے بہت خوش ہوئے اور اُنسے سب کو محبت ہو گئی طالوت نے
حسد سے داود کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یہہ بات طالوت کی لڑکی کو معلوم ہوئی وہ بی بی
اپنے شوہر کو کہے آجکی شب تمکو قتل کرنے والے ہین داود پوچھے مجھے کون ماریگا تو کہی میرا باپ
داود کہے ہین اُسکی ایسی کچھ تقصیر نہین کیا جو مجھے قتل کرے وہ عورت بولی یہہ سخن مجھے ایک
معتبر شخص بولا ہے تم آجکی شب کہین جاکے پوشیدہ رہو تا اس سخن کی راستی ظاہر ہو داود
کہے اگر میرے قتل کا ارادہ کیا ہے تو مین بھاگ کے جا نہین سکتا لیکن کچھ تدبیر کرنا ضرور ہے سو
ایک مشک مین شراب بھر کے اپنے سونیکی جگہ رکھے اور اسپر چادر اڑھا دئے اور آپ

پلنگ کے نیچے جا کے پوشیدہ ہوئے طالوت پہر شب کو داؤد کے گھر گیا اور اپنی لڑکی سے پوچھا تیرا شوہر کہاں ہے بولی پلنگ پر سوتے
ہین طالوت جا کے اس مشک کو تلوار سے مارا شراب کی بو آئی بولا اللہ داؤد کو رحم کرے کیا بہت شراب پیا کرتا تھا اور
آپ وہان سے نکلا صبح کو معلوم ہوا داؤد کو قتل نہ کیا طالوت کو نہایت اندیشہ ہو گیا پہر چوکیان اپنی محافظت کے واسطے
رکھنا شروع کیا اور دروازے بند کرنے لگا ایک روز کا یہہ ماجرا ہے لوگ سو گئے اور اللہ تعالی نگاہبانون کی آنکھین
اندھی کر دیا داؤد طالوت کے پاس گئے وہ اپنے بچھونے پر سوتا تھا آپ اسکی سرہانے ایک تیر اور پائین ایک تیر اور داہنی
طرف ایک تیر اور بائین طرف ایک تیر رکھکے آپ چلے آئے طالوت اسکو دیکھ کے سمجھا اور بولا داؤد کو اللہ رحم کرے میرے
سے بہتر ہے اپنے میرے قابو مین آیا تو مین اسکو مارنیکا قصد کیا جب مین اسکے قابو مین آیا تو وہ مجھے نہ مارا اگر میرے تئین ایک تیر چبہوتا
تو مین مر جاتا اب مجھے داؤد سے امن نہین جب دوسری شب ہوئی اللہ تعالی نگاہبانون کی آنکھین اندھی کیا داؤد گئے اسکے
پانی پینے کا کوزہ اور آفتابہ اور اسکی داڑہی کے کچھ بال اور کچھ بدن پر کا کپڑا کترکے لیگئے اور آپ جا کے کہین چھپ گئے طالوت انکی
جستجو مین پڑا اور انکو پکڑنے کو جاسوس مقرر کیا لیکن داؤد کو کوئی نہ پکڑ سکا ایک روز طالوت سواری نکالی تھا داؤد بیابان
مین اسکو نظر آئے طالوت انکے قتل کے ارادے سے گھوڑا پیچھے ڈالا داؤد بھاگنے لگے داؤد جب دوڑتے تو کوئی انکو پہنچ نہین سکتا
تھا جا کے ایک غار مین چھپ گئے اللہ تعالی کے حکم سے غار کے منہ پر مکڑی جالا باندھی جب طالوت اس غار کے پاس آیا تو دیکھا غار کے
منہ پر جالا بنا ہوا ہے طالوت بولا اگر داؤد اس غار مین گیا ہوتا تو جالا باقی نہ رہتا اور آپ پھر کے اپنی جگہ مین آگیا داؤد وہان سے
نکلکر کسی پہاڑ پر گئے وہان چند لوگ عبادت کرتے تھے انکے ساتھ آپ بھی عبادت کرنے لگے اور بنی اسرائیل کے علما اور مشایخ طالوت
پر طعن و تشنیع کرنے لگے جو کوئی اسکو کہتا کہ داؤد کو قتل مت کر تو وہ غصہ سے اسکو مار ڈالتا بہت سے عالم کو اسی بات پر قتل کیا آخر
ایک عورت کو جو عالم تھی اور اسم اعظم جانتی تھی پکڑ لائے اسکو بھی قتل کرنیکے لئے اپنے نان پز کو حکم کیا نان پز نے دیکھا کہ
اگر اس عورت کو ہم قتل کرین تو کوئی عالم باقی نہین رہیگا اسکو قتل نکرنا کیونکہ عالم کی کچھ حاجت پڑے اور کوئی نہ رہے تو مشکل ہے یہہ سمجھ
اسکو قتل نکرکے چھپا دیا آخر طالوت اپنے کئے پر بہت نادم ہو کے رونا اور زاری کرنا شروع کیا اور ہر شب بیابان مین جا کے پکارتا
اور اللہ تعالی کی قسم دیتا کہ میری توبہ کیا ہے سو کہو جب اسطور سے بہت بار کہا تو ایک شب کسی قبر مین سے آواز آئی کہ اے طالوت کیا تو
ہمکو قتل کیا سو بس نہین جو اب موے بعد آ کے ہمکو ایذا دیتا ہے یہہ سننے سے طالوت کا گریہ و غم زیادہ ہوا طالوت نے نان پز سے سنکے
اسکے روبرو ترس کھا کے اس کے پاس آ کر اسکا حال پوچھا طالوت نے اپنا ماجرا بیان کیا اور اس سے پوچھا میرا توبہ کسطرح سے ہوگا

تو بیان کر یا کوئی عالم ہو تو اسکا نشان دے تا مین جا کے اپنا توبہ اس سے پوچھون ناٹ پر بولا مین عالم کا پتا تجھے کیونکر دون کہ ابھی تو اسکو مار ڈالیگا
طالوت بولا مین قتل نہین کرتا نا ناٹ پر اس بات کی مضبوطی قسمون سے کروا کر اس عورت کی خبر دیا طالوت نا ناٹ پر کو لیکے اس عورت کے پاس گیا اور
پوچھا تو یہ پوچھا وہ بولی تیرا کیا توبہ ہی سو مین نہین جانتی لیکن کسی نبی کی قبر کے پاس چل اس سے وہ معلوم ہوگا پھر دونون اشمویل کی قبر کے
پاس گئے وہ عورت اسم اعظم لیکے اس نبی کو پکاری مٹی جھاڑتے ہوئے قبر سے اٹھے اور پوچھے کیا قیامت آئی ہے تو وہ عورت کہی نہین آئی لیکن
طالوت نے گناہ کیا ہے وہ توبہ کا سوال کرنے آیا ہے اشمویل طالوت سے پوچھے میرے بعد تو کیا کیا تو بولا تمھارے بعد کوئی بد کام نہین چھوڑا
سب کچھ کیا اور اب توبہ طلب کرتا ہون اشمویل پوچھے تجھے کتنے فرزند ہین بولا دس فرزند ہے تیرا توبہ یہی ہے کہ تو اپنی سلطنت چھوڑ کر اپنے
فرزندون کو لیکر اللہ کی راہ مین نکل اور اپنے فرزندونکو آگے کرنا وے سب شہید ہوئے تو آپ جا کے جنگ کر وہ مارا جا اتنی بات کہکے پھر قبر مین
اشمویل مر گئے اور طالوت بہت غمگین ہو کے آیا اور سب اپنے فرزندونکو جمع کرکے بولا مجھے آتش ہٹ لاتے ہین تو تم مجھے اس سے بچاوگے یا نہین کہے البتہ
بچائینگے بولا مجھے ایسا حکم ہوا ہے اب تم مجھ کو کیا کہتے ہو وے سب جہاد کرنا قبول کئے طالوت نے انکو لیکے جہاد کیا آخر سب مارے گئے بعد ازان شہید
ہوا اور طالوت کا قاتل آکے داود کو خبر دیا کہ مین تمھارے دشمن کو قتل کیا ہون داود کہے طالوت کو قتل کرکے تو زندہ کیونکر رہیگا پھر
اسکو مار ڈالے اور بنی اسرائیل سب اتفاق کرکے داود کو تخت پر بٹھلائے اور طالوت کے خزانے انکے سپرد کئے طالوت چالیس برس سلطنت
کیا اسکے بعد داود ستر برس سلطنت کئے وَالْحِكْمَةَ اور دی حکمت یعنی نبوت اللہ تعالے داود کو سلطنت اور نبوت دونون دیا انکے قبل
ایسا نتھا بنی اسرائیل کے ایک سبط مین نبوت تھا اور ایک سبط مین سلطنت تھی شمویل کے بعد اللہ تعالے داود کو نبوت دیا بعد سلطنت کے اور بعضے کہتے ہین
حکمت سے علم عمل مراد ہے وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ اور سکھایا اسکو یعنی داود کو جو چاہا جیسا بکتر بنانا اور جانورونکی بات معلوم کرنا اور خوش الحان
ایسا کہ داود جب زبور کی تلاوت کرتے تو جانور آکے اسکو سن ہو جاتے تھے جاہتے انکو پکڑ لیتے اور بہتا پانی انکی آواز سنکے ٹھہر جاتا اور
بعضے کہتی ہین حکمت سے مراد سیاست اور ملک کا بندوبست ہے کیونکہ داود سلطنت والونکے خاندان سے نتھے جو اپنے آبا و اجداد کو دیکھکے اسی طرح
شاہی کرین لیکن اللہ تعالے انکو تعلیم کیا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اگر نہوتا دفع کروانا اللہ کا لوگونکو ایک کے
تئین ایک سے لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ البتہ خراب ہو جاتی زمین پہلے بعض سے مومن اور ابرار مراد ہین اور دوسرے بعض سے کفار اور زمین کے خراب ہو جانے سے
مراد مشرکونکا غلبہ اور مسلمانونکی تباہی ہے اور مساجد کی ویرانی اور بستیونکا لوٹا جانا یا کفر کی شومی سے عذاب کا نازل ہونا مراد ہے ابن جریر و ابن عدی
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ ایک صالح مسلمان کے سبب سے اللہ تعالے اسکے ہمسایہ کے سو گھر والونکی بلا دفع
کرتا ہے اسپر ابن عمر نے یہ آیت پڑھی لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض سیوطی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اور ابن جریر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ ایک صالح مسلمان ہونے سے اللہ تعالیٰ اسکی اولاد کو اور اسکی اولاد کی اولاد کو اور اسکے
گھر والونکو اور اسکے گھر کے آس پاس رہنے والونکو درست کرتا ہے اور جبتک وہ رہتا ہے وے سب بھی اللہ کے حفظ مین رہتے ہین سیوطی نے کہا کہ
اسکی سند بھی ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے گئے ہین کہ انھون نے تفسیر مین ولولا دفع اللہ
الناس بعضہم ببعض کے فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نمازی کے سبب سے بے نمازی کی بلا دفع کرتا ہے اور حج کرنیوالیکے سبب سے حج نکرنے والیکی بلا دفع
کرتا ہے اور زکواۃ دینیوالے کے سبب سے زکواۃ نہ دینے والے کی بلا دفع کرتا ہے اور امام احمد اور حکیم ترمذی اور ابن عساکر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابدال شام مین ہین وے چالیس مرد ہین انمین سے جب کوئی مرتا ہے تو اسکے بدل اللہ تعالیٰ
دوسرے کو مقرر کرتا ہے انھین کے سبب سے مینہہ برستا ہے اور دشمنون پر نصرت پاتے ہین اور اہل زمین سے عذاب دفع ہوتا ہے اور ابو نعیم حلیہ مین
اور ابن عساکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ کے بندون مین تین سو
شخص ہین کہ انکے دل آدم علیہ السلام کے دل کے برابر ہین اور اللہ تعالیٰ کے بندونمین چالیس شخص ہین کہ انکے دل موسیٰ علیہ السلام کے
دل کے برابر ہین اور اللہ تعالیٰ کے بندونمین سات شخص ایسے ہین کہ انکے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کے برابر ہین اور اللہ تعالیٰ کے
بندونمین پانچ شخص ایسے ہین کہ انکے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل کے برابر اور اللہ تعالیٰ کے بندونمین تین شخص ہین کہ انکے دل میکائیل علیہ السلام
کے دل کے برابر اور اللہ تعالیٰ کے بندون مین ایک شخص ہے کہ اسکا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کے برابر ہے جب وہ ایک شخص مر جاتا ہے
تو اسکے مقام مین ان تین شخص مین کا ایک شخص ہوتا ہے اور تین شخص مین کا کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے مقام پر ان پانچ شخصون مین سے
ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب ان پانچ شخصون مین کا کوئی مرتا ہے تو اسکے مقام پر ان سات مین سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب سات شخصون مین سے
کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی جگہ چالیس مین سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب چالیس مین کا کوئی مرتا ہے تو تین سو مین سے ایک کو انکی جگہ مقرر
کرتا ہے اور جب تین سو مین کا کوئی مرتا ہے تو اسکی جگہ عوام مین سے ایک کو مقرر کرتا ہے انہین کے سبب سے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور
مینہہ برساتا ہے اور زمین سے اگاتا ہے اور بلا دفع کرتا ہے عبد اللہ بن مسعود سے پوچھے زندہ کیسا اور کسطرح مارتا ہے تو کہے امت بہت ہونا کرے وے
دعا مانگتے ہین تو وے بہت پیدا ہوتے ہین اور ظالمونپر بددعا کرتے ہین تو وے مرتے ہین اور مینہہ مانگتے ہین تو اللہ تعالیٰ مینہہ برساتا ہے اور اللہ سے سوال کرتے ہین
تو زمین سے اگاتا ہے اور دعا مانگتے ہین تو اقسام کی بلا دفع کرتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ لیکن اللہ فضل رکھتا ہے جہان کے
لوگونپر پہلے انکو اپنے فضل سے پیدا کیا پھر انسے بلا دفع کی تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ یہہ آیتین اللہ کی ہین یعنی یہہ قصے جو ہمنے تجھے کہے نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ
بِالْحَقِّ ہم تجکو سناتے ہین ٹھیک وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بیشک تو رسولونمین سے ہے کیونکہ تو امی تھا ان قصون کا تجکو علم نتھا ہمنے تجھکو تعلیم کی تو معلوم ہوا کہ تو رسول ہے

و ۲۴ د

ع ۱

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یہہ سب پیغامبر بزرگی دی ہمنے ان مین
ایک دوسرے پر ان رسولون سے مراد وے ہین جنکے قصے سابق مین گذرے اس آیت مین دلیل ہی اسبات پر کہ پیغمبر
ہین بعضون کو بعضو نپر تفضیل ہی امت کے علما سب اسی بات پر اتفاق کئے ہین اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام سے افضل ہین
انکے بعد ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہین مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ کوئی ہی انمین کہ کلام کیا اس سے اللہ نے یعنے بیواسطہ اللہ
نے سخن کیا چنانچہ موسی علیہ السلام مدین سے مصر کو آتے وقت شب کو جب رستہ گم کئے تو اللہ تعالے فرشتے کے بیواسطہ سخن کیا ایسا ہی
کوہ طور پر بھی سخن کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب کو بیواسطہ بات کی وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور
بلند کیا بعضون کے مرتبے اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اللہ تعالی نے آپکا مرتبہ سب پر بلند کیا دعوت آپ کی
علی العموم ہے اور نبوت آپ پر ختم کی اور قرآن سا معجزہ آپکو عنایت کیا اور بہت سے معجزہ جنکا بیان سیر کی
کتابون مین مفصل مذکور ہے دیا وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دئے ہمنے عیسی مریم کے بیٹے
کو روشن معجزے جیسے مردون کو زندہ کرنا اور اندہے بہرے کو درست کرنا وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور
قوت دی ہمنے اسکو یعنی عیسی کو روح پاک سے روح القدس سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین عیسی علیہ السلام جہان
جاتے جبرئیل انکے ساتھ رہتے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ
الْبَيِّنٰتُ اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے انکے پچھلے بعد اسکے کہ پہنچے انکو روشن معجزے یعنی اللہ تعالی کا ارادہ ہوتا تو ان
پیغمبرون کے بعد کوئی دین مین اختلاف نکرتا وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا لیکن وے یعنے پچھلے اختلاف کئے کیونکہ ارادہ الہی ایسا ہی
تھا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ پھر کوئی انمین ایمان لایا یعنی اپنی ایمان پر ثابت قدم رہا وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ اور
کوئی انمین منکر ہوا یعنی رسولون کے معجزے دیکھکر عمدا منکر ہوا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا اور اگر چاہتا اللہ
نہ لڑتے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ لیکن اللہ کرتا ہی جو چاہے یعنی اللہ تعالی جسکو چاہتا ہی اپنی طاعت
اور ایمان کی توفیق دیتا ہی یہہ اسکا فضل ورحمت ہی اور جسکو چاہتا ہی اسکو نامراد کرتا ہی یہہ اسکا عدل ہے

ع ۲

کسیکو طاقت نہین کہ اس مالک جہان پر اعتراض کرے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ای ایمان والو اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اس خرچ سے زکوۃ فرض مراد ہے اور بعضے کہتے ہین صدقہ تطوع
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ اس دن کے آنیکے آگے جسمین بکنا ہے

اور نہ آشنائی ہے اور نہ سفارش بیع سے فدیہ مراد ہے یعنی کچھ مال خرچ کر کے اپنے کو بلا سے بچانا اسکی یہ

بولا کیونکہ فدیے مین بھی اپنی جان کو بلا کی سے مول لینا ہی مطلب آیت کا یہہ ہے تمھین اپنی جانون کیواسطے

کچھ مال دینا ہو تو دنیا مین ہی دو قیامت کا دن جب آویگا کوئی مال دیکے اپنے تئین چھڑا نہ سکیگا اور نہ کسی

کی آشنائی کام آویگی اور نہ کوئی شفاعت کریگا ظاہر اس آیت کا نفی شفاعت پر عموماً دلالت کرتا ہی لیکن

مراد نفی شفاعت ہی مخصوص کافرون کے لیئے یا نفی شفاعت بلا اذن ہو اسکا بیان مفصل گذرچکا وَالْکٰفِرُوْنَ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور کافر وہی ہین ظالم یعنی کافر ہی ظلم مین کامل ہین دوسرے نہین اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اللہ اسکے سوا کسیکی بندگی نہین وہ جیتا ہی سب کا تھامنے والا یعنی مستحق عبادت کا وہی

ہے اسکے سوا دوسرا کوئی خدائی کے لایق نہین حی یعنی ہمیشہ زندگی سے موصوف ہی اسکو کبھی موت و فنا نہین

قیوم یعنے مخلوقات کی تدبیر مین اور انکی محافظت مین ہمیشہ رہنے والا لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

نہین پکڑتی اسکو اونگھ اور نہ نیند نیند کا خمار جو آتا ہی اسکو سنہ کہتے ہین سین کے کسرہ سے اللہ تعالی سبحانہ نیند سے

بلکہ اوسکے خمار سے بھی منزہ ہی کیونکہ یہہ صفت حی القیوم مین رہنا عیب و نقصان ہی جو غافل ہو وہ کیونکر

محافظت و تدبیر کرے گا اللہ کی ذات سب عیبون سے پاک ہی لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین یعنی اللہ تعالی سب کا مالک ہی اسکے ساتھ کوئی شرکت رکھنے والا اور

منازعت کرنے والا نہین ما فی السموت و الارض جو فرمایا اسمین افلاک و ستارے اور نباتات و معادن

اور ملایک اور انسان اور جن وغیرہ سب داخل ہین مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کون ایسا ہی کہ سفارش کرے اسکے پاس مگر اسکے حکم سے یہہ استفہام انکاری ہی معنی اسکا یون ہے

اسکے پاس کوئی سفارش نہ کرسکیگا مگر اسکے حکم و ارادے سے مشرک لوگ کہا کرتے تھے بت ہماری شفاعت

کرینگے انکے رو پر فرمایا کہ اس سبحانہ و تعالی کی کبریائی اور شان ایسی ہے کہ کوئی اسکا مساوی و ہمسر

نہین جو مستقل ہو کے اسکے ارادے کو شفاعت اور عاجزی کی راہ سے دفع کرسکے کیا مجال کہ اسکے ارادے

کو عناد یا خصومت کی راہ سے پھیر دے وہ جو فرمایا الا باذنہ اس سے استثنا کیا شفاعت نبی صلی اللہ

علیہ وسلم وغیرہ کی اسطور پر ہو کہ یہ لوگ اسکے امر و ارادے سے شفاعت کرینگے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہی

کہ سعید بن جبیر اس جملہ کی تفسیر یون کہتے من ذا الذی یشفع عندہٗ اِلّا باذنہٖ یعنے کون ایسا ہی کہ بات کرے اسکے پاس مگر اسکے حکم سے یہہ مطابق ہے اللہ تعالی اسکے قول کے لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن ورضی لہ قولا یَعلَمُ مَا بَینَ اَیدِیھِم وَمَا خَلفَھُم جانتا ہی جو خلق کے روبرو ہی اور جو انکے پیچھے مجاہد نے کہا ہے روبرو سے دنیا کے امور مراد ہین اور پیچھے سے آخرت کے امور کلبی نے کہا روبرو سے آخرت اور پیچھے سے دنیا مراد ہے کیونکہ وے دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑکے آخرت کی طرف جاتے ہین گویا آخرت انکے سامنے آتی ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین روبرو سے مراد انکے اعمال جو آگے بھیجے ہین اور پیچھے سے اُن کے وہ اعمال جنکو ضایع کئے ہین غرض اس جملہ سے یہہ مقصود ہے کہ اللہ تعالی تمام کے احوال پر واقف آگاہ ہی اُس سے کوئی چیز مخفی نہین وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیءٍ مِّن عِلمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ اور نہین گھیر سکتے وے خلق اُسکے علم مین سے کچھہ مگر خود وہ چاہے اس جگہ علم سے مراد معلومات ہین یعنے اللہ تعالی کے معلومات کو کوئی احاطہ نہین کرسکتا مگر جس بات پر اللہ تعالی آگاہ کرنا چاہے تو انبیا پر وحی سے غیب کی بات ظاہر کرتا ہی وَسِعَ کُرسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ گنجایش رکھی ہی اُسکی کرسی آسمانون اور زمین کو کرسی کا اصل معنی ایک چیز کو دوسرے کے ساتھہ جوڑنا بعد عرف مین اُن لکڑیون کو جو مخصوص ایک شکل پر بیٹھنے کی خاطر بناتے ہین کہنے لگے اس جگہ کرسی سے عرش مراد ہے اس قول کو ابن جریر نے حسن بصری سے روایت کیا ہی بعضے کہتے ہین کرسی وہ جو تخت کے روبرو ڈالتے ہین سلاطین قدمون کو اُسپر رکھا کرتے ہین اُسکو ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہی اور وہ کرسی ساتون آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہی ابن ابی حاتم اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین ایک کو ایک کے ساتھہ وصل کرین تو انکی وسعت کرسی کی بہ نسبت ایسی ہے جیسا ایک حلقہ ہی میدان مین ابن جریر وغیرہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع اسکی مثل روایت کئے ہین سعید بن منصور وغیرہ مجاہد سے روایت کئے ہین کہ ساتون آسمان وزمین کرسی کی بہ نسبت ایک حلقہ کی مانند ہین وسیع میدان مین اور کرسی عرش کی بہ نسبت اسی حلقہ کی مانند ہے بعضے کہتے ہین کرسی عرش کے اوپر ہے بعضے کہتے ہین کرسی سے اللہ تعالی کا علم مراد ہے بعضے کہتے ہین یہہ فقط مثال ہے اُسکی عظمت کی صورت بیان کرنے کو وَلَا یَئُودُہٗ حِفظُھُمَا اُسکو مشکل نہین ان دونون کی یعنی آسمان وزمین کی محافظت وَھُوَ العَلِیُّ العَظِیمُ وہی ہے سب سے برتر سب سے بڑا یاد رکھئے اس آیت کا نام آیۃ الکرسی

یہہ آیت علم الٰہی کے اصول مسایل پر مشتمل ہی کیونکہ یہہ آیت اِن بات پر دلالت کرتی ہی کہ اللہ تعالی موجود ہی الوہیت
مین واحد ہی زندگی سے متصف ہی واجب الوجود لذاتہ ہی غیر کا موجد ہی کیونکہ قیوم وہی جو بنفسہ قایم ہو اور دوسرون
کو قایم کرے تحیز وحلول سے منزہ ہی تغیر اور فتور سے مبرا ہو کسی کالبد سے مناسبت نہین رکھتا اور آنکے عوارض
اسکو عارض نہین ہوتے ملک و ملکوت کا مالک ہی تمام اصول و فروع کا مخترع ہی بڑے دبدبے والا ہی کہ جسکے پاس
کسیکو بے اجازت بات کرنے کی مجال نہین تمام چیزون سے عالم ہی ظاہر ہو یا چھپے کلی ہون یا جزئی اسکی مملکت اور
قدرت کی بڑی وسعت ہی جو چیز ملک ہو سکی اور مقدوریت کی صلاحیت رکھے وہ اُسکا مالک اور اُس پر قادر ہی
کوئی گران چیز اسپر گران نہین ایک کام مین مشغول ہو کے دوسرے سے غافل نہین ہوتا وہم کے اور اک سے برتر ہی فہم کے
احاطہ سے باہر یہہ آیت ان اصول پر شامل رہنے سے اُسکے بہت سے فضایل حدیث مین وارد ہین مسلم اور ابو داود ابی
بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے ایکبار مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بولے اے ابو المنذر کتاب اللہ مین کونسی
آیت اعظم ہی مین بولا اللہ اور اُسکا رسول اِسبات کو خوب جانتے ہین آپ پہر فرمائے اے ابو المنذر کتاب اللہ مین کونسی
آیت اعظم ہی تب مین بولا آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے پر مارکے فرمائے
لیہنک العلم ابا المنذر یعنی اے ابو المنذر علم تجکو مبارک ہو اِس حدیث کو امام احمد اور ابن ابی شیبہ مسلم کی جو
اسناد ہی اُسی اسناد سے روایت کیئے ہین اُسمین یہہ بھی زیادہ کئے ہین میرا جی جسکے دست قدرت مین ہی اُسی کی قسم اِس
آیت کو زبان ہی اور ہونٹھ عرش کے ساق پاس اللہ کی پاکی کہتی ہی اِس حدیث کے پہلے جملہ کو یعنی اعظم آیت قرآن مین
آیت الکرسی ہے بخاری تاریخ مین اور طبرانی اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین واثلہ بن الاسقع سے بہی روایت کیئے ہین جال اسکی سند کے ثقہ ہین اور خطیب بغدادی
اپنی تاریخ مین انس سے اور بیہقی شعب مین ابن مسعود سے اور ابن الضریس ابن عباس سے اور ابن راہویہ اپنی مسند مین عوف بن مالک سے بھی
روایت کیئے ہین امام احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آیت الکرسی پاؤ قرآن ہے یعنے اُسکے پڑھنے
سے پاؤ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہی بیہقی نے شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو کوئی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھیگا تو دوسری نماز تک محفوظ رہیگا اُسپر محافظت کریگا مگر
نبی یا صدیق یا شہید طبرانی نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
فرض نماز کے بعد جو کوئی آیۃ الکرسی پڑھیگا تو دوسری نماز تک اللہ تعالی کے ذمہ مین رہیگا اِس حدیث کی سند

حسن ہے ابوالحسن محمد بن احمد بن سمعون واعظ اپنی امالی مین اور ابن النجار بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین
کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے شکایت کیا کہ میرے گھر مین جو ہے اُسکی برکت محو ہوتی ہے تب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو فرمائے آیت الکرسی سے تو کیون غافل ہی جس کھانے اور سالن پر وہ آیت پڑھی جائیگی تو
اللہ تعالی اُس کھانے اور سالن کو برکت سے بڑھاویگا نسائی اور طبرانی اور ابن حبان ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے اور
بیہقی شعب الایمان مین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی
آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھیگا تو اُسکو بہشت مین جانے کو کوئی چیز مانع نہین مگر مرنے کا توقف ہی ابی امامہ کی حدیث
ایک طریق صحیح ہی بخاری کی شرط پر اور ابن حبان بھی اُسکی تصحیح کیا ہی علی رضی اللہ عنہ کی روایت مین یہہ بھی زیادہ
کیا ہی اور جو کوئی اُس آیت کو اپنے سونے کیوقت پڑھا کریگا تو اللہ اُسکے گھر کو اور اُسکے ہمسایہ کے اور اُسکے اطراف کے
چند گھرونکو امن مین رکھیگا ترمذی اور بیہقی اور حاکم مستدرک مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورۂ بقرہ مین ایک آیت ہی وہ آیات قرآن کے سیدہ ہی حاکم نے زیادہ کیا ہی جس گھر مین
شیطان ہو وہان اُسکو پڑھے تو شیطان سے نکل جاویگا وہ آیت آیۃ الکرسی ہی بخاری اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی زکوٰۃ کو محافظت کرنیکے
لئے مجھے بٹھلائے ایک شخص آکے اُسمین کا اناج اپنے لپّو سے لینے لگا مین نے اُسکو پکڑلیا اور بولا تجھ کو مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاتا ہون اُس نے کہا مین محتاج ہون مجھ پر قرض ہے اور مجھے عیال ہین اور مجھے نہایت ضرورت
ہے مین نے اُسکو چھوڑ دیا صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کے فرمائے اے ابوہریرہ تمھارے رات کے اسیر کا کیا
ماجرا ہی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس نے اپنی محتاجی اور عیالداری بیان کی مین نے ترس کھاکے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ بولا پھر آئیگا آپ یہہ فرمانے سے مجھے یقین ہوا کہ وہ پھر آویگا تب مین اسکی راہ تکتا
تھا کہ اُس نے آکے اناج لپّو سے اُٹھانے لگا مین اُسکو پکڑ لیکے بولا تجھکو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاونگا
بولا مجھے چھوڑ دو مین محتاج ہون علایق بہت رکھتا ہون مین نے ترس کھاکے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پوچھے ای ابوہریرہ تمھارا رات کے اسیر کا کیا ماجرا ہی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس نے اپنی محتاجی اور عیالداری
بیان کی مین نے ترس کھاکے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ بولا پھر آئیگا تیسرے مرتبہ مین اُسکو

تک رہتا پھر آکے اناج اٹھانے لگا مین اسکو پکڑ لیکے بولا تو تین شب سے نہ آونگا کرکے اقرار کرتا ہی اور پھر آتا ہی اب مین تجھکو البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاونگا اسنے کہا مجھے چھوڑ دو مین تمکو چند کلمے سکھا دیتا ہون کہ ان سے تمکو اللہ تعالی نفع دیگا مینے کہا وہ کیا بولا بچھونے پر سونے کو جب جاؤ تو آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم آخر آیت تک پڑھا کرو اللہ تعالی کی طرف سے تمہارے پر ایک محافظ متعین رہیگا اور تمہارے پاس صبح تک شیطان نہ آویگا مین اسکو چھوڑ دیا صبح ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے اے ابوہریرہ تمہارے رات کے اسیر کا کیا ماجرا ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ اسکے اس کہنے سے کہ مین تجھے فایدے کے کلمے سکھاتا ہون مینے اسکو چھوڑ دیا فرمائے وہ کیا کلمے ہین تب مین وہ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سچ بولا پر وہ بڑا جھوٹا ہے اے ابوہریرہ تم تین شب سے کس سے بات کرتے تھے سو جانتے ہو مین بولا نہین فرمائے وہ شیطان تھا نسائی اور ابویعلی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور ابوالشیخ کتاب العظمۃ مین اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم اور بیہقی دونون اپنے دلایل مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ میرے یہان جرین مین خرما رہتا جب دیکھتا تو اسمین خرما کم نظر آتا ایک شب مین اسکی نگاہبانی کرتا رہا دیکھا تو ایک شخص جوان لڑکے سی شبیہ مین پایا مینے اسکو سلام کیا وہ سلام کا جواب دیا مینے اسسے پوچھا تو جن ہے یا انسان وہ بولا مین جن ہون مینے کہا تو اپنا ہاتھ بتلا اسنے بتلایا کتے کے ہاتھ کی مانند تھا اسپر بال بھی کتے کے بال کیسے تھے مین نے پوچھا کیا جنون کی خلقت ایسی ہی ہوا کرتی ہی بولا جنونکو معلوم ہے میرے سے قوی انمین کوئی نہین مین بولا تونے ایسا کام کسواسطے کیا بولا مین سنا ہون کہ تم صدقہ دینا بہت دوست رکھتے ہو مجھے آرزو آئی کہ تمہارے یہانکا کھانا بھی کچھ کھاؤن ابی رضی اللہ عنہ کہے کیا چیز ہمکو تمہارے سے پناہ مین رکھتی ہی بولا سورۂ بقرہ مین کی آیت جو آیت الکرسی کہلاتی ہے شام کو اسکو جو کوئی پڑھے تو صبح تک ہمارے سے پناہ مین رہتا ہی اور صبح کو جو کوئی پڑھے تو شام تک ہمارے سے پناہ مین رہتا ہی ابی کہتے ہین صبح ہی مینے آکے یہہ ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ فرمائے کہ وہ خبیث سچ بولا امام احمد اور ترمذی ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ ہمارے گھر مین ایک طاق تھا مین اُس مین خرما رکھا کرتا غول یعنے چڑیل آکے اس مین سے لیجاتی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے گیا آپ فرمائے جب اسکو دیکھو تو کہو بسم اللہ اجیبی رسول اللہ پھر اسکو یہہ کہکر پکڑ لیا اُسنے

قسم کھائی کہ مجھے چھوڑ دو پھر نہ آونگی مین نے اُسکو چھوڑ دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ پوچھے
تیرے اسیر کا کیا ماجرا ہی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ قسم کھائی کہ پھر نہ آوگی مین نے اسکو چھوڑ دیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ کہی پھر آویگی غرض دوسرے بار بھی مین نے اسکو پکڑا اُسنے نہ آوگی کرکے قسم
کھائی مین نے اُسکو چھوڑ دیا آپ فرمائے وہ جھوٹھ کہی پھر آویگی تیسرے مرتبہ مینے اُسکو پکڑکے کہا اب تجھکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجائے تک نہ چھوڑونگا کہی مین تمکو ایک بات سکھاتی ہون تم اپنے گھر مین ایت الکرسی پڑھا کرو
شیطان وغیرہ نہ آوینگے مینے چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ پوچھے تیرے اسیر کا کیا ماجرا ہے
مینے سب ماجرا بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ بڑی جھوٹی ہے پر یہہ بات سچ کہی ترمذی نے کہا یہہ حدیث
حسن غریب ہی دوسرے صحابہ پر بھی ایسے قصے گذرے ہین چنانچہ ابی اسید ساعدی انصاری کے قصے کو طبرانی نے روایت
کیا ہے زید بن ثابت کے قصے کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی معاذ بن جبل کے قصے کو طبرانی اور ابوبکر رویانی
روایت کئے ہین بریدہ کے قصے کو بیہقی نے دلایل مین روایت کیا ہی عمر کے قصے کو دارمی اور طبرانی اور ابونعیم
او بیہقی دلایل مین روایت کئے ہین لیکن عمر کے قصہ مین یہہ مذکور ہی کہ شیطان آپ سے شرط کیا تھا کہ تم کشتی کرکے
مجھے گرا دوگے تو مین تمکو ایک آیت سکھاونگا جسکے پڑھنے سے شیطان گھر مین نہ آویگا عمر جب اسکو پچھاڑے تو یہہ آیت
سکھایا ابن ابی حاتم وغیرہ ابن عباس سے روایت کئے ہین کہ بنی اسرائیل موسی علیہ السلام سے پوچھا ای موسی تیرا رب کبھی
سوتا بھی ہے موسی انکو غصہ کئے اور کہے اللہ سے ڈرا کرو تب اللہ تعالی موسی کو ندا کرکے کہا اے موسی تجھے پوچھیے
مین تیرا رب سوتا ہی یا نہین تو اپنے دونون ہاتون مین دو شیشے لیکے تمام شب کھڑا ہو موسی وہین کھڑے ہوے ثلث شب
جب ہوئی موسی اونگھ کر گھٹنون پر گر گئے پھر ہشیار ہوکر شیشون کو مضبوط پکڑے پچھلی شب کو موسی اونگھے شیشے ہاتھ سے
گرکے پھوٹ گئے اللہ تعالی موسی علیہ السلام کو فرمایا ای موسی اگر مین سوتا رہتا تو آسمان و زمین گرکے پھوٹ جاتے
جیسے یہ شیشے پھوٹے لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ زبردستی نہین دین مین یعنی زبردستی سے دین مین داخل کرنا نہین
پہنچتا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون
روایت کئے ہین کہ پیش از اسلام انصار کی عورتون سے جسکا بچہ نہین جیتا تو وہ نذر کرتی اگر میرا بچہ جیتا جاگتا رہیگا تو اسکو
یہودی کرونگی اس لئے انصار کے بہت بچے یہودیون کے پاس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کو جب شہر بدر کئے

انصار کہنے لگے ہم اپنی اولاد کو نہ چھوڑینگے تب اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انہیں تمہارے لوگ جو ہیں اُنسے استمزاج کرو اگر تمکو اختیار کرین تو وے تمہارے ہین اگر یہود کو اختیار کرین تو وہ یہودی ہین اُنہون کو بھی یہود کے ساتھ جلا وطن کرنا سعید بن جبیر اور شعبی سے بھی ایسا ہی مروی ہے مجاہد سے یہہ مروی ہے کہ بنی نضیر کے قبیلے والے اوسیون کے بچون کو دودھ پلاے تھے بنی نضیر کو جب شہر بدر کئے اُنکے قرابت والے اوسیان کہے ہم بھی یہود کے ساتھ جاوینگے اُنکے قرابت والے مسلمان اُنکو روکے اور مسلمان ہونے کیواسطے اُنپر جبر کئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا عبد بن حمید نے عبد اللہ بن علیہ سے روایت کیا ہو کہ انصار سے بنی سالم بن عوف مین ایک شخص تھا ابو الحصین نام اسکو دو فرزند تھے پیش از بعثت کے دونون نصرانی ہوئے تھے ایکبار وے دونون یہودیون کے ساتھ مدینہ کو اناج بیچنے آئے باپنے انکو دیکھکے پکڑلیا اور بولا جب تک تم اسلام نہ لاؤگے مین تمکو نہ چھوڑونگا وے اسبات پر راضی نہین ہوئے تب یہہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے فرزند دوزخ مین جاوین اور مین دیکھتا رہون کیونکر ہوگا تب یہہ آیت اتری اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے لیکن اپنے عموم پر باقی نہین بلکہ خاص ہے اہل کتاب کے حق مین کہ وے جزیہ دین تو انکو اسلام لانے پر جبر نہین بعضے کہتے ہین ابتداء اسلام مین ہنوز جنگ کا حکم نہین ہوا تھا اُسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تھی کہ اسلام لانے پر جبر نہین جب آیت سیف نازل ہوئی اُس سے یہہ حکم منسوخ ہوا یہہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ کھل چکی ہے سیدھی راہ گمراہی سے یعنی ایمان اور کفر مین فرق روشن دلیلون سے ظاہر ہوا ایمان لے آنا سیدھی راہ ہے اس سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے کفر اختیار کرنا گمراہی ہے شقاوت سرمدی کو پہنچاتا ہے سو دلیلون سے ثابت ہوا عقلمند پر جب یہہ بات کھل گئی تو ایمان کے طرف جلدی کریگا تا اُسکو سعادت اور نجات ملے کفر سے بھاگیگا تا شقاوت سے بچے جب امر ایسا ہو تو ایمان لانے کیواسطے جبر کرنا ضرور نہین فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ اب جو کوئی منکر ہو طاغوت سے یعنے شیطان سے بعضے کہتے ہین طاغوت سے ساحر اور کاہن مراد ہے بعضے کہتے ہین اُس سے بت وغیرہ کہ جن کو اللہ کے سوا پرستش کیا کرتے ہین مراد ہے وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ اور ایمان لاوے اللہ پر یعنے اللہ کو اپنا رب اور معبود سمجھے اور اُسکے پیغمبرون کی تصدیق کرے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا مقرر اُس نے پکڑی گہہ مضبوط جو ٹوٹنے کی نہین

تمہارے ہاتھ کو مضبوط

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ عروۃ الوثقی لا الہ الا اللہ ہے ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ وہ قرآن ہی اور مجاہد کہتا ہی کہ وہ ایمان ہی حاصل مطلب یہہ ہی کہ دین اسلام کو محکم پکڑنا گویا مضبوط زنجیر کو پکڑنا ہے کہ جسکا ٹوٹنا ممکن نہین یہان تک کہ بہشت مین داخل ہووے وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ اور اللہ سنتا ہی جانتا اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ اللہ معین و مددگار ہے ایمان والون کا نکالتا ہی انکو اندہیرون سے اجالے مین کفر کو ظلمات سے تعبیر کیا اور ایمان کو نور سے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ الذین آمنوا سے ایک قوم مراد تھی کہ عیسی علیہ السلام سے منکر تھی بعد وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ اور وے جو منکر ہین مددگار انکے شیطان ہین مقاتل نے کہا ہے طاغوت سے کعب بن الاشرف اور حیی بن اخطب اور دوسرے گمراہی کے سردار مراد ہین طاغوت کے لفظ کا استعمال مذکر اور مونث واحد اور جمع سب پر آتا ہی اس جگہ اسکو جمع مین استعمال کیا یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ نکالتے ہین انکو اجالے سے اندہیرون مین یعنے ہدایت سے گمراہی کی طرف بلاتے ہین طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت چند لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کے منکر ہوئے بعضے کہتے ہین دونون آیتین اپنے عموم پر ہین اُن سے مخصوص کوئی قوم مراد نہین اور بعضے کہتے ہین چند لوگ اسلام لاکے مرتد ہوئے تھے انکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجیے ایمان سے نکالنا حقیقت مین اللہ تعالی کے ارادہ سے ہی مگر طاغوت سبب بڑے تھے اس لیئے نکالنے کی نسبت طاغوت کی طرف کیا اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ وے ہین یعنی طاغوت اور کفار دوزخ والے وے اُس مین یعنے دوزخ مین سدا رہینگے اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰہٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ کیا تو نے نہین دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر اسواسطے کہ دی اللہ نے اُسکو سلطنت یعنی اللہ تعالی نے اُسکو جو سلطنت دی تھی وہ سلطنت کے غرور پر اللہ تعالی کی ذات پاک مین جھگڑنے لگا اللہ تعالی نے الم تر فرمایا اس سے مراد الم تعلم ہے یعنی کیا تو نہین جانتا اس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بمنزلہ معاینہ کے تھا اسواسطے الم تر کے لفظ سے تعبیر کیا اُس بادشاہ کا نام نمرود تھا تاج پہنے کا اختراع اول

۳ع

اُسی نے نکالا اور زمین پر جبر وظلم کی بنا ڈالی اور دعوی خدائی کا کیا اور ایک عمارت بلند تیار کرکے آسمان والون سے جنگ کرنا چاہا اس عمارت کا احوال انشاء اللہ سورۂ غافر مین مذکور ہوگا ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ تمام روی زمین کے مالک چار شخص ہوے دو مومن تھے ایک سلیمان بن داؤد دوسرے ذوالقرنین علیہ السلام اور دو کافر ایک بخت نصر دوسرا نمرود بن کنعان اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ جو جلاتا ہی اور مارتا ہی یہہ سخن جواب ہے نمرود کا نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تیرا رب کون ہی ابراہیم اُسکو یہہ جواب دئے قَالَ نمرود بولا اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ مین ہون جلاتا اور مارتا اکثر مفسرین کا یہہ قول ہی کہ نمرود نے دو شخص کو بلوایا ایک کو گھایل کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اس گدھے نے قتل نہ کرنے کو حیات نام رکھا ابراہیم علیہ السلام دیکھے کہ اُسکو عقل سے بہرہ نہین ترک قتل کو حیات سمجھا ہے اس لئے اس دلیل کو چھوڑکے دوسری دلیل کی طرف نقل کئے قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ کہا ابراہیم نے مقرر اللہ تو نکالتا ہی سورج کو مشرق سے پھر تو اُسکو نکال مغرب سے فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ تب حیران رہ گیا وہ منکر یعنے نمرود کو کچھ نہ سدھ رہی اور کچھ جواب کہہ نہ سکا سمجھا کہ اپنے سے یہہ کام نہوگا بعضے کہتے ہین نمرود کے اور ابراہیم کے درمیان یہہ جھگڑا جو ہوا ابراہیم علیہ السلام کو آتش مین ڈالنے کے بعد ہوا تھا عبد الرزاق اور ابن جریر وغیرہ زید بن اسلم سے روایت کئے ہین کہ نمرود کے وقت مین ایکبارگی قحط پڑا لوگ نمرود کے یہان جاتے اُنسے پوچھتا تمہارا رب کون ہے جو کہتا تو ہی اُسکو اناج دیتا ابراہیم علیہ السلام بھی اسکے یہان گئے نمرود نے کہا تیرا رب کون ہے ابراہیم فرمائے میرا رب وہ ہی جو جلاتا ہی اور مارتا ہی نمرود بولا مین بھی جلاتا ہون اور مارتا ہون تب ابراہیم کہے اللہ سورج کو پورب سے نکالتا ہی تو اسکو پچھم سے نکال نمرود بند پڑا اور ابراہیم کو اناج ندیکے نکال دیا ابراہیم نے اپنے گھر کی راہ لی ایک بالو کے ٹیلے پر آپکا گذر ہوا بولے مین یہانکی بالو لیجاؤن تو گھر کے لوگ دیکھ کے خوش ہوجائینگے یعنے وے اُسکو اناج سمجھکے خوش ہوونگے غرض بالو کا موٹھ باندھکے لائے اور اسباب رکھ کے سو گئے اُنکی بی بی جب اسباب کھولی دیکھتی کیا ہے کہ اس مین ایسا بہتر اناج ہے کہ کوئی نہ دیکھا ہوگا کھانا تیار کرکے ابراہیم کے پاس لئے آئی ابراہیم کو تو معلوم تھا کہ اپنے یہان کھانا نہ تھا پوچھے یہہ کہان سے آیا۔

بی بی بولی تم جو اناج لائے تھے اُس سے پکائی ہون ابراہیم جانے کہ اس رزق کو اللہ بھیجا ہے اُسکا شکر کئے بعد اللہ تعالی نے نمرود کے پاس ایک فرشتہ کو یہہ پیغام دیکے بھیجا اگر تو میرے پر ایمان لائیگا تجھکو تیری سلطنت پر باقی رکھونگا نمرود بولا کیا میرے سوائے کوئی دوسرا بھی خدا ہے دوسرے بار بھی فرشتہ آکے بولا تب بھی وہی جواب دیا تیسرے مرتبہ بھی فرشتے آکے کہا اس دفعہ بھی وہی جواب دیا تب فرشتہ بولا تین دن کی تجھکو مہلت ہے اسمین تو اپنا لشکر جمع کر یہہ جبار اپنی فوج جمع کرکے نکلا اللہ تعالی فرشتہ کو حکم کیا کہ اُسکے لشکر پر مچھرونکو مسلط کر فرشتہ نے مچھرون کا دروازہ اُن پر کھولدیا اس کثرت سے مچھر نکلے کہ آفتاب چھپ گیا اور مچھر فوج والونکے بدن کی چربی کھاگئے اور اُنکی خون پی گئے ہڈیون کے سوائے کچھ باقی نرہا نمرود کو کچھ نہ کئے مگر اُسکی ناک مین ایک مچھر گھسکے چار سو برس تک ایذا دیتا رہا نمرود کا حال یہہ تھا کہ گرزون سے اُسکے سر پر مارا کرتے اور جو شخص دونون ہاتھ ملاکے زور سے مارتا اُس سے نمرود بہت خوش ہوتا چار سو برس تک اُسنے جو سلطنت کی تھی اللہ تعالی نے چار سو برس تک اُسکو عذاب مین گرفتار کیا آخر مرگیا مقاتل نے کہا ہے کہ ابراہیم بتونکو جب توڑے نمرود آپکے قید کیا بعدہ آتش مین جلانے کے لئے انکو بلوایا اور پوچھا تیرا رب کون ہے تب وہ مباحثہ ہوا وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ راہ نہین بتاتا بے انصافون کو اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اس آیت کا عطف پہلی آیت پر ہے معنی یون ہے کیا تو نے نہین دیکھا اُسکو جو جھگڑا ابراہیم سے یا نہین دیکھا مثل اُسکے جو گذرا کون شخص یہہ جو گذرا اُسمین اختلاف ہے مجاہد نے کہا وہ ایک کافر تھا بعث کا منکر یہہ قول اگرچہ سابق کے جملے کے دیکھتے مناسب ہے کیونکہ پہلی آیت مین جو دعوی اُلوہیت کا کرتا تھا اُسکو ذکر کیا اب جو قدرت کا منکر تھا اُسکا احوال کہا لیکن مابعد کے جملون کے دیکھتے دُرست نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالی نے اُسکو خطاب کرکے فرمایا کَمْ لَبِثْتَ کافر سے اللہ مخاطب نہین ہوتا اور فرمایا وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ ایسا لفظ انبیا علیہم السلام کے شان مین مستعمل ہوا کرتا ہے کافرون کے حال مین نہین آتا وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ شخص ارمیا بن خلقیا ہے ہارون علیہ السلام کے سبط مین خضر اُسکا لقب ہے اکثر مفسرین کہتے ہین وہ عزیر بن شرحیا ہے یہی قول قتادہ اور عکرمہ اور ضحاک اور سدی کا ہے حاکم علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے اور اسحق بن بشیر

وقف ۲۵ لازم [margin]

[illegible handwritten marginal note]

عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین کہ وہ شخص عزیر تھے
قریہ سے مراد بیت المقدس ہے اسکو بخت نصر نے جب ویران کردیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا اور اپنے
لشکر کو حکم کیا ہر ایک آدمی ایک ڈھال بھر کے مٹی بیت المقدس مین ڈالے تا وہ بھر جاوے بعضے کہتے ہین
قریہ وہ جو وہان سے ہزارہا لوگ موت کے اندیشے بھاگ گئے تھے اور بعضے قریے کا نام دیرسایر اباد کہتے ہین
جو فارس کے پاس ایک موضع ہے اور بعضے سلماباد کہتے ہین جو ہمدان کے نواحی مین قریہ ہے اور بعضے دیر
ہرقل کہتے ہین جو عسکر مکرم اور بصرے کے درمیان ہے اور بعضے قریۃ العنب کہتے جو بیت المقدس سے دو کوس
پر تھا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا اور وہ گر پڑا تھا اپنے چھتون پر یعنے سقف اول گر گئی بعد اسکے
دیوارین گرین قَالَ بولا وہ گذرنے والا أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا کہان جلاوے گا
اسکو اللہ مر گئے پیچھے جلا دینے سے مراد اس قریہ کو آباد کرنا ہے اور موت سے مراد ویرانی ہی گذرا سو شخص اگر
کافر تھا تو یہہ جو کہا اللہ تعالی کی قدرت سے منکر ہوکے کہا اگر مومن تھا تو انکار کی راہ سے نہین کہا بلکہ عادت جو
جاری ہے اسکے نظر کرتے کہا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس
ثُمَّ بَعَثَهُ پیچھے پھر اٹھایا اسکو قَالَ کہا یعنی اللہ یا فرشتہ کَمْ لَبِثْتَ کتنی دیر تو رہا قَالَ بولا وہ
شخص لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ مین رہا ایکدن یا دن سے کچھ کم قَالَ بولا یعنے اللہ یا فرشتہ
بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ بلکہ تو رہا سو برس فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ اب دیکھ
اپنا کھانا اور پینا سڑ نہین گیا وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ اور دیکھ اپنے گدھے کو یعنے اسکا کیا حال ہی وَلِنَجْعَلَكَ
آيَةً لِّلنَّاسِ اور تجھکو ہم نمونہ کیا چاہین لوگون کے واسطے یہہ جملہ معطوف ہی ایک محذوف جملے پر تقدیر
یون ہی ہم ایسا اسواسطے کئے تا تجھکو معلوم کرادین اور تجھکو لوگون کے لئے آیت کرین یعنے دلالت ہو اٹھانے
پر موت کے بعد بعضے کہتے ہین آیت یہہ ہی کہ وہ جوان تھا ڈاڑھی سیاہ اسکے بیٹے پوترے بوڈھے سفید بال والے
یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہین مرنے کے وقت عزیر کی عمر چالیس برس کی تھی اسیصورت
و ہیئت پر اللہ تعالی نے انکو زندہ کیا وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا اور دیکھ ہڈیان کسطرح
ابھارتے ہین پھر ان پر پہناتے ہین گوشت اس آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اس کی تقدیر یون ہے وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ

وانظر الی العظام کیف ننشزھا ونجعلک آیۃ للناس اکثر مفسرین کہتے ہین یہان ہاڑون کو دیکھنا جو فرمایا
اس سے گدھے کے ہاڑ مراد ہین گدھا مرکے اُسکے ہاڑ بھی باقی نہین تھے بعضے کہتے ہین گدھا زندہ تھا اُسکو
اُسطرح باندھا تھا اُسی حالت کھڑا ہوا تھا ہاڑ سے اُسی شخص کی ہڈیان مُراد ہین اللہ تعالی نے اول اُسکے
آنکھ کو زندہ کیا بعد اُسکے سر کو اور تمام جسد اُسکا میت ہی تھا بعد زندہ ہوا فلما تبین له پھر جب
اس شخص پر یہہ ظاہر ہوا یعنے شہر آباد ہونیکا وہ اچنبا جو کیا تھا اُسکو معاینہ کرچکا قال اعلم ان اللہ
علی کل شیء قدیر ہ بولا مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے معلوم کیجیے کہ اللہ صاحب نے اس قصہ کو
مجملاً ذکر کیا اُسکی تفصیل یہہ ہے کہ عزیر کرکے ایک مرد تھا بہت نیک بخت بڑا دانا اپنی زمین کو دیکھنے نکلا
دوپہر کو ایک ویران قریے مین پہنچا حرارت سخت ہوئی گدھے پر سے اُترکے اُس ویرانے مین گیا اور کسی سایہ
کے تلے جا بیٹھا توشہ دان مین انجیر انگور رکھا تھا نکالکے ایک کاسہ مین انگور کا شیرہ نچوڑا روٹی کے سوکھے
ٹکڑون کو نکالکے نرم ہونے کو شیرے مین ڈالا اور آپ چت لیٹھکے دونون پیر دیوار پر لگاکے گھر و دن کے
سقف کو دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ گھر کے سقف ٹوٹے اور دیوارین گری ہین آدمی زاد ہلاک ہوگئے
اُن کے بوسیدہ ہاڑ پڑے ہین عزیر بولا اب اُنکو اللہ تعالی کیونکر جلاویگا ۔ اللہ کے جلانے مین اُسنے شک کیا
لیکن اچنبھے کی راہ سے بولا اللہ تعالی نے ملک الموت کو حکم کیا کہ اُسکی روح قبض کر پھر سو برس تک اُسکو
مار رکھا اور اس سو برس کے اندر بنی اسرائیل مین بہت سے حادثے گذرے جب سو برس پورے ہوئے اللہ تعالی
نے عزیر کے پاس فرشتے کو بھیجا فرشتہ آکے اول اُسکے دلکو بنایا تا وہ سمجھے پھر آنکھ پیدا کیا تا دیکھے کہ
اللہ تعالی مردون کو کیسا زندہ کرتا ہے بعد اُسکے تمام بدن کو مترتب کیا اور ہاڑون پر گوشت بال
پوست پہنایا بعد اُس مین دم بھرا یہہ معاملہ جو اُسکے ساتھ ہوا عزیز نے اُسکو دیکھا اور سمجھا اور اُٹھ
بیٹھا تب فرشتے نے پوچھا تو کتنی دیر رہا عزیز دوپہر کے وقت سو گیا تھا اب دیکھتا ہے تو دن آخر ہونے
پر ہے لیکن ہنوز آفتاب غروب نہین ہوا ہے شبہہ سے بولا مین ایکدن رہا ہونگا یا اُس سے کم فرشتہ بولا
تو اپنا کھانا پینا دیکھ دیکھا تو انگور کے دوشاب مین روٹی وہین ہے انگور انجیر تازے ہین کوئی چیز سڑی
نہین شاید کہ اُسکے دلمین کچھ شک ہوا تب فرشتہ بولا میری بات مین تو شک کیا کرتا ہے اپنے

ثم

گدھے کو دیکھ عزیر نے دیکھا گدھے کے بوسیدہ ہاڑ پڑے ہین فرشتہ نے گدھے کے ہارون کو پکارا پر اگندہ ہو کے جو پڑے تھے جواب دیکے جمع ہوئے فرشتہ اُن ہارونکو ترکیب دیکے اُس پر رگان پے باندھا بعد اُنپر گوشت پہنایا اور اُسپر پوست مڑھا بال لگایا بعد اُس مین دم بھرا گدھا سر جھٹک کے کھڑا ہوا آسمان کی طرف دیکھ کے پکارا جب عزیر نے یہہ تماشا دیکھا بولا اللہ سب چیز پر قادر ہے اور گدھے پر سوار ہو کے اپنی محلہ کی طرف آیا دیکھا تو پہچانت کا نہ کوئی آدمی نظر آیا اور نہ کوئی گھر جب اپنے گھر کو آیا تو وہان ایک سو بیس برس کی ایک بڈھیا اندھی لنج بیٹھی ہے وہ عزیر کی باندی تھی عزیر جاتے وقت بیس برس عمر کی تھی عزیر کو خوب پہچانتی تھی عزیر نے اُس سے پوچھا کیا یہہ عزیر کا گھر ہے کہی ہان اور عزیر کا نام سُنکے روئی اور بولی تمام لوگ عزیر کو بھول گئے اب عزیر کا کوئی نام بھی نہین لیتا بولا مین عزیر ہون بولی عزیر گم ہو کے سو برس گذر چکے اُنکا کچھ پتا نہ لگا تب عزیر اپنا سارا ماجرا بیان کئے بولی عزیر کی دعا مقبول ہوتی تھی اُنکی دعا سے بیمار چنگے ہوتے تھے تم عزیر ہو تو دعا مانگو کہ میری بصارت آجاوے آنکھ سے دیکھ کے عزیر کو پہچانونگی عزیر اُسکے آنکھ پر ہاتھ پھرا کے دعا کئے آنکھین اچھی ہوین ہاتھ پکڑ کے کہے اللہ تعالے کے حکم سے اُٹھ درست ہو کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور دیکھ کے کہی سچ تم عزیر ہو بنی اسرائیل کے محلہ مین گئی عزیر کا فرزند ایک سو اٹھارہ برس کا تھا اور عزیر کے پوتے تمام بوڈھے تھے اُنسی کہی عزیر آئے ہین سب اُسکو جھٹلانے لگے بولی مین تمھاری باندی فلانی ہون عزیر کے دعا کرنے سے مین صحت پائی ہون اللہ نے عزیر کو سو برس مار چھوڑ کے پھر جلایا ہے تب تمام دیکھنے کو دوڑے آئے عزیر کا فرزند بولا میرے باپ کے شانون کے بیچ ایک خال تھا دیکھا تو خال ہے سمجھے سچ عزیر ہے بنی اسرائیل کہنے لگے بخت نصر نے توریت کے نسخونکو جلا دیا اب لوگون کو اُسکی کچھ کچھ آیتین یاد ہین اور ہم سنتے تھے کہ اُسوقت سواے عزیر کے کسی کو توریت ازبر یاد نہین تھی تم توریت لکھ دو عزیر کا والد سرداب خانے مین بخت نصر کے وقت توریت کو دفن کیا تھا عزیر کے سوای کسی کو معلوم نتھا بنی اسرائیل کو لیجا کے کھود کر توریت نکالا صحیفہ ہی اُکھڑ گئی تھی کاغذ گل گئے تھے عزیر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھے توریت نئے سر سے لکھتے ہین دیکھکے بنی اسرائیل گھیرے ہوئے تھے یکایک آسمان پر سے دو شہاب اُتر کے عزیر کے پیٹ مین گئے تمام توریت

اگلی از بر ہو گئی توریت لکھ دیئے انہیں باتون کے لیئے یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے ہین وسے یہہ توریت کا لکھنا
حزقیل مین واقع ہوا اُس قصہ کو اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر۔ ابن عباس اور کعب الاحبار اور حسن بصری
اور وہب بن منبہ سے بطرق متعددہ روایت کیئے ہین مگر بعضے روایتون مین اقتصار سے اور بعضون مین
تفصیل مذکور ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى یاد کر ای محمد جب کہا ابراہیم
نے ای رب مجھکو بتا کیسا تو جلاویگا مردے کو اس سوال کے سبب کو ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیئے ہین کہ ایک روز ابراہیم علیہ السلام کا گذر کسی مردے پر
ہوا کہتے ہین کہ وہ حبشی تھا دریا کے ساحل پر پڑا ہوا دریائی جانور اور زمین کے درندے اور پرندے آتے ہین
اُسکو کھاتے ہین ابراہیم علیہ السلام یہہ دیکھ کے کہے ای رب اُسکو دریا کے جانور اور زمین کے درندے پرندے
کھا رہے ہین آیندہ یہہ بھی مرجاوینگے اور گل جاوینگے البتہ تو اُنکو زندہ کریگا پر مجھے دکھا دے کہ تو کیسا زندہ کریگا
ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ ایک گدھا مرکر پڑا تھا اُسکو درندے پرندے کھا رہے تھے کچھ گوشت
باقی نہین تھا فقط ہاڑ تھے ابراہیم علیہ السلام کا گذر اُسپر سے ہوا تعجب سے دیکھے اور کہے ای رب مجھکو معلوم ہے
تو اُس مردے کو ان جانورون کے شکم سے پھر جمع کریگا پر کیسا جمع کریگا سو اب مجھے بتلا قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ
فرمایا رب نے کیا تو نے یقین نہین کیا جو مین مردے کو زندہ کرتا ہون قَالَ بولا ابراہیم بَلٰى کیون نہین ایمان
لاونگا وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلکو یعنے مین نے جو یہہ مطلب کیا شک سے نہین بلکہ
اپنے تئین علم الیقین جو حاصل ہے اُسکو معاینہ کرون تا عین الیقین ہو جائیگا کیونکہ خبر معاینہ کے برابر نہین ظاہر ہے
کہ کسی چیز کو دیکھنے سے جو معرفت اور تسکین دلکو ہوتی ہے استدلال سے وہ بات حاصل نہین ہوتی وہ جو
بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نحن
احق بالشک من ابراہیم اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی یعنی
ابراہیم کی بہ نسبت ہم شک کرنے کو احق ہین جبکہ وہ کہا رب ارنی الخ اس سے مراد یہہ ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام کو جب معاینہ کرنیکا اشتیاق تھا ہمکو اُس سے زیادہ اشتیاق ہوا چاہئے بعضے کہتے ہین معنی
یون ہے ہمکو جب شک نہ ہو تو ابراہیم کو بطریق اولی شک نہو نا یعنے انبیا کے دلون مین شک آیا کرتا تو

مجھکو بھی شک آنا لازم ہوتا تم جانتے ہو مین نے تو شک نہین کیا اب جانو کہ ابراہیم بھی شک کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا جو فرمائے تواضع کی راہ سے تھا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ابراہیم سے افضل ہونیکا علم حاصل نہین ہوا تھا قَالَ فرمایا رب نے فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ کہ تو پکڑ چار جانور اڑاتے ابن عباس کی روایت جو سابق مین گذری اس مین مذکور ہی کہ وے جانور ایک بطخ ایک شترمرغ کا چوزہ ایک مرغ ایک مور ابن عباس کی بعضی روایتون مین آیا ہی کہ وے چار پرندے کلنگ اور مور اور مرغ اور کبوتر تھے مجاہد سے منقول ہی کہ وے مرغ اور مور اور کوا اور کبوتر تھے فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ پھر اپنے پاس انکو رکھ چھوڑ اس لفظ مین دو قرأت ہین ابو جعفر اور حمزہ کی قرأت مین فصرہن صاد کے کسرہ سے ہی تب اسکا معنی یون ہوگا انکو قطع کر اور اعضا جدا کر دوسرے قاریان صاد کے ضم سے پڑھے ہین اسکا معنی یہہ ہے انکو اپنی طرف لے یعنی انکو اپنے پاس جمع کر کے رکھ اس صورت پر یہان تقدیر یون ہوگی ان جانورون کو اپنے پاس رکھ چھوڑ پھر انکو کاٹ کے ٹکڑے کر ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر ڈال ہر پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا پرندون کے ٹکڑون مین اور پہاڑون کی تعداد مین اختلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے امر کیا ہر ایک جانور کے چار ٹکڑے کر کے انکو چار پہاڑ پر ڈالنا ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک جانور کا ٹکڑا سدی اور ابن جریج کہتے ہین ہر جانور کے سات ٹکڑے کئے اور سات پہاڑ پر ڈالے اور انکے سر اپنے پاس رکھے ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا پھر انکو بلا آوینگے تیرے پاس دوڑتے یعنے پانون پر چلکے آوینگے یہہ فرمایا کیونکہ اگر اڑکر آوین تو مظنہ ہی کہ دوسرے جانور ہون بیہقی اور ابن المنذر حسن بصری سے جو روایت کئے ہین ان دونون کی روایت کا حاصل یہہ ہے کہ ابراہیم نے ان جانورونکو ذبح کئے اور ان کے پر اکھیڑ دئے اور ان کے سر اور پانون اور پکھوڑے جدا کر کے سب کو ملا دئے اسکے چار حصے کر کے چار پہاڑ پر ڈالے اور اب انکو پکارے کہ اے ٹوٹے ہوئے ہاڑ اور جدے ہوئے گوشت اور کٹی ہوئی رگین اللہ کے حکم سے جمع ہو جاؤ اللہ تمہین دم بھرتا ہی بمجرد اسکے خون اور ہاڑ اور پر اور گوشت اڑنے لگے ہاڑ سے ہاڑ اور پر سے پر اور گوشت سے گوشت ملنے لگا ہر جانور کا جز اپنے جز سے ملا ذبح کرنیکے قبل جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے اور سب دوڑ کے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اور جان نے اللہ زبردست ہو حکمت والا یعنے سب پر غالب ہے کسی بات سے عاجز نہین جو چاہے سو کرے کوئی کام بے حکمت نہین کرتا مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

ع

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ مثال اُنکی جو خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین جیسے ایک دانہ اُس سے اگین سات خوشے ہر خوشے مین سو سو دانے اس کلام کی تقدیر یہہ ہے مثال اُنکی جو فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے ہین ایک زراعت کرنے والے کی مانند ہو اور مثال اُن کے مال کی ایک دانے کی مانند ہو جو اسکو بوتا ہو اُس کا جھاڑ اگتا ہو اُسکو سات خوشے نکلتے ہین ہر خوشے مین سو دانے رہتے ہین سو ایک درہم مثلاً خرچ کیا تو سات سو درہم کا ثواب ملتا ہو سات خوشے اگنے سے یہہ مراد ہے کہ دانے سے ایک جھاڑ اگتا ہو اس مین سے سات شاخ نکلتے ہین ہر شاخ کو ایک خوشہ لگتا ہو ہر خوشہ مین سو دانے ہوا کرتے ہین اگر کوئی کہے کہ یہہ تمثیل صحیح نہوگی کیونکہ ایک خوشے مین سو دانے نہین رہتے جواب یہہ ہے اگرچہ گیہون کے خوشہ مین سو دانے نہین لیکن دوسرے قسم کے اناج مین سو دانے رہتے ہین جیسے کنگنی جوار وغیرہ اور ممکن ہے کہ کسی سرد سیر زمین مین گیہون کے خوشے مین بھی سو دانہ ہون اگر نہو تو بھی کچھ خلل نہین کیونکہ غرض اس تمثیل کے لئے سب چیزین موجود ہونا ضرور نہین اُگانے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہو لیکن یہان اُگانیکی نسبت جو حبہ کی طرف کیا سو مجازاً ہو دانہ اُگانیکا سبب پڑا تھا اِس لئے نسبت اُسکی طرف کیا اور فے سبیل اللہ سے جہاد مُراد ہے ظاہر لفظ اسی پر دلالت کرتا ہو کیونکہ عرف مین فی سبیل اللہ سے جہاد مراد ہوا کرتا ہو بعضے کہتے ہین تمام قسم کی نیکیان مراد ہین اِس مین واجب اور تطوع سب داخل ہووینگے امام احمد اور طبرانی اوسط مین اور بیہقی سُنن مین بُریدہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اوسط مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حج مین پیسا خرچ کرنا فی سبیل اللہ یعنی جہاد مین پیسا خرچ کرنیکی مثل ہو ایک درہم سے سات سو درہم کا ثواب ہوتا ہو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِس آیت کی تفسیر مین ایسا روایت کیا ہو کہ پیسا خرچ کرنا حج مین اور جہاد مین دونون برابر ہین ایک درہم کو سات سو کیونکہ حج بھی فی سبیل اللہ مین داخل ہو وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اللہ بڑھاتا ہے جسکو چاہے اس جملہ کے دو معنے ہین ایک یون ہے یہہ بڑھوتی ایک کو سات سو کرنا جسکے واسطے اللہ چاہتا ہے

کرتاہے دوسری معنی یوں ہے اللہ تعالیٰ اس سات سو پر بڑھتی کرتاہے جسکے واسطے چاہتاہے ایک کو سات کرتاہے سات سے ستر اسکے سات سو اور اس پر بھی بڑھتی ہوتی ہے یہہ بڑھوتی اسی خالق کو معلوم ہے ابن ماجہ نے عمران بن حصین اور علی بن ابی طالب اور ابی الدرداء اور ابی ہریرہ اور ابی امامہ اور عبداللہ بن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی کچھ خرچ فی سبیل اللہ یعنے جہاد کیواسطے دیوے اور آپ گھر مین رہے تو اسکو ہر ایک درہم کی عوض سات سو درہم ہین اور جو اپنی ذات سے راہ خدا مین جنگ کو نکلے اور اس بات مین مال خرچ کرے تو ہر ایک درہم کو سات سو ہزار درہم ہین بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت پڑھے واللہ یضاعف لمن یشاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہا کی طریق کو ابن حاتم نے بھی روایت کیاہے امام احمد اور مسلم اور نسائی اور حاکم اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص ایک ناقہ جسکو مہار باندھی ہوئی تھی فی سبیل اللہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھکو اسکے بدل قیامت کے دن سات سو ناقے مہار باندھے ہوئے ملینگے امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو فی سبیل اللہ کچھ مال دیویگا تو اسکے لئے سات سو ضعف لکھا جاویگا ترمذی نے کہاکہ یہہ حدیث حسن ہے اور حاکم اسکی تصحیح کیاہے طبرانی کبیر مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو راہ خدا مین جہاد کیواسطے نکلکے اللہ کا بہت ذکر کرے تو اسکو طوبیٰ یعنی خوشی کسواسطے ہر ایک کلمہ کو اسکے ستر ہزار حسنہ اسکے ہر حسنہ کو دس ضعف ہین اسکے سات اسکے لئے اللہ کے پاس زیادتی ہے کہے یارسول اللہ خرچ کو دین تب کیا ہے فرمائے یہہ بھی اسی مقدار مین ہے عبدالرحمن نے کہا مین نے معاذ کو کہا نفقہ تو سات سو ضعف ہوتاہے معاذ کہے تو کم فہم ہے یہہ سات سو ضعف اسوقت ہے کہ نفقہ دینے والا اپنے گھر مین رہے جہاد نکرے جب جہاد کرے اور مال خرچ کرے تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے خزانون مین اتنا ثواب چھپا رکھتا ہے کہ بندون کو اسکی خبر نہین وے اللہ تعالیٰ کی جماعت ہین اللہ کی جماعت وہی غالب ہے اسکی سند مین ایک راوی ہے کہ اسکا نام معلوم نہین ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین

کہ جب آیت مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ آلآیہ کی نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کیلئے زیادہ کر تب یہہ آیت نازل ہوئی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اللہ کشایش والا ہی سب جانتا واسع ہی یعنی اللہ بڑا غنی ہی کچھ دیا تو اپنی کشایش پر نظر کرکے دیتا ہی یا اللہ تعالی جزا دینے اور احسان وتفضل کرنے پر بڑی کشادہ قدرت رکھتا ہی

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین یعنی اُسکی اطاعت مین کلبی نے کہا کہ یہہ آیت عثمان بن عفان اور عبد الرحمان بن عوف کی شان مین اتری عبد الرحمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار ہزار درم صدقہ لادیئے اور عرض کئے میرے پاس آٹھ ہزار درم تھے اسمین سے چار ہزار مین نے اپنے لئے رکھا اور چار ہزار اپنے پروردگار کو قرض دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو نے جو لادیا اور جو رکھا ہی ان سب مین تجھے اللہ برکت دیوے اور عثمان نے غزوہ تبوک مین مسلمانون کے لشکر کی روانگی مین ہزار اونٹ کجاوے اور پالان سمیت اور ہزار دینار نقد لادیئے عبد الرحمن بن سمرہ کہتے ہین جیش العسرت مین یعنی غزوہ تبوک مین عثمان نے ہزار دینار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گود مین ڈالے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا اُسکو اپنے ہاتھ مین پھراتے تھے اور فرماتے تھے آج سے عثمان کچھ ہی عمل کرو اسکو ضرر نہ دیگا اور فرمائے ای رب مین عثمان سے راضی ہوا تو بھی راضی ہو ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى پھر پیچھے خرچ کے منت نہین رکھتے اور نہ ستاتے من کی معنی لغت مین انعام اور احسان کرنا اس جگہہ اللہ کی راہ مین کسیکو کچھ دین تو اپنے دیے ہوئے پر منت رکھنی مراد ہے مثلاً کہنا مین نے تجھکو اتنا دیا لوگون سے کہنا مین اسکو اتنا کچھ دیا یا اتنی بار دیا ستانا یہہ کہ مثلاً اُسکو کہے تو کتنے بار مانگیگا تو ہمیشہ مانگا کرتا ہی یا آپ کچھ دیا کرکے اُسکی شکایت لوگون مین کرے یا اُسپر کچھ دست درازی کرے لَّهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ انکو ہی انکا ثواب اپنے رب کی یہان یعنی وے جو خرچ کئے اُسکا ثواب اُنکو آخرت مین ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہین ہے ڈر اُنپر یعنی قیامت کے دن وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وے غم کہا دین یعنی اُس چیز پر جو وے دنیا مین چھوڑ گئے ہین قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى بات بھلی اور درگذری بہتر ہے اس خیرات سے جسکے پیچھے

ستانا ضحاک کہتا ہے قول معروف یہہ ہے کہ مانگنے والے کو میٹھی بات کر کے جلا دے اُسکو یرحمک اللہ یرزقک اللہ
کہے سخت بات نہ بولے بعضے کہتے ہین اس سے نیک وعدہ کرنا مراد ہے کلبی کہتا ہے اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ
دعا مانگنا مغفرت سے مانگنے والے کے عیب ظاہر کرنا اُسنے مخفی جو سوال کیا ہے علانیہ نہ کرنا احیانا اگر اُس پر
فقیر زبان درازی کرے تو اس سے درگذرنا مراد ہے حاصل آیت کا یہہ ہے کہ فقیر کو ستا کر یا منت دھر کر
خیرات دینے سے نہ دیکے اُس سے میٹھی بات کرنا بہتر ہے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ اور اللہ بے پرواہی یعنے اسکو
بندون کی خیرات کی احتیاج نہین محض اُنکو ثواب ملنے کے لئے امر کیا حَلِيمٌ تحمل والا یعنے اللہ بڑی برداشت
والا ہے منت دھرنے والونکو اور ستانے والونکو جلد عقوبت نہین کرتا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ اے ایمان والو مت ضایع کرو اپنی خیرات یعنی اپنی
خیرات کا ثواب منت رکھ کر اور ستا کر اگر کوئی کہے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ منت دھرنا اور ستانا
دونون ملکے اجر کو باطل کرتے ہین اس سے یہہ بات نکلی کہ ان دونون سے اگر ایک چیز پائی گئی تو اجر باطل
نہوتا حالانکہ ایسا نہین اُسکا جواب یہہ ہے کہ منت اور اذی سے کوئی ایک نہ ہونا کہ پہلی آیت مین
شرط کر چکا اب ان دونون سے کوئی ایک فعل کرنا صدقے کو باطل کریگا كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ
النَّاسِ جیسے وہ جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگون کے دکھانیکو اُسنے یہہ کرتا ہے تاکہ لوگ اُسکے اُسکو سخی بولا
کرین وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور یقین نہین رکھتا اللہ پر اور پچھلے دن اُس سے غرض یہہ
صدقہ خلوص نیت کے ساتھ دیوے اُس مین ریا کا دخل نہو کیونکہ ریا صدقہ کے اجر کو باطل کر دیتا ہے اور
صدقہ مین ریا کرنا مومنون کا کام نہین منافق کا کام ہے کافر تو اپنے کفر کو علانیہ کرتا ہے اُسکو ریا نہین.
فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا سو مثال اُسکی یعنی ریا کار
کی جیسے صاف پتھر اس پتھر پر پڑی ہے مٹی پھر اُس پر برسا زور کا مینہہ تو اُسکو رکھا پاک یعنی اُس پتھر پر کی
مٹی مینہ کے زور سے دھوئی گئی اب پتھر گرد وغیرہ سے پاک صاف ہو گیا اللہ تعالی یہہ مثال فرمایا ریا
کا صدقہ دینے والا لوگونکو نظر آتا ہے کہ اُسکا عمل نیک ہے جیسے ہموار پتھر پر مٹی دکھتی ہے جب مینہ پڑا تو
مٹی بہہ جاکے پتھر صاف اپنی حالت پر آجاتا ہے اُن لوگون کا عمل بھی قیامت کے دن باطل اور مضمحل ہوجائیگا

کیونکہ وہ صدقہ خالص اللہ کیواسطے نہین تھا لَا یَقۡدِرُوۡنَ عَلٰی شَیۡءٍ مِّمَّا کَسَبُوۡا کچھ ہاتھ نہین لگتی
انکو اپنی کمائی یعنی دنیا مین وہ جو عمل کئے تھے اُس کا کچھ ثواب نہ ملیگا وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ
الۡکٰفِرِیۡنَ اور اللہ راہ نہین دیتا منکرون کو یعنی اللہ تعالی کے علم مین جسکا کفر پر مرنا مقرر ہوچکا ہے وقف ۲۶
اُسکو اللہ تعالی ہدایت نہین دیتا اِس مین اشارہ اسبات پر ہو کہ صدقہ مین منت دھرنی یا ستانا
یا ریا کا کرنا مومنوں کے اعمال سے نہین ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن المنذر اور بیہقی شعب مین ابی سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت مین نہ جائیگا منت
دھرنے والا اور نہ والدین کو ستانے والا اور نہ شراب ہمیشہ پینے والا اور نہ سحر کو ماننے والا اور نہ
کاہن بزار اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین
شخص کی طرف اللہ تعالی قیامت کے دن نظر نکریگا والدین کو ستانے والا اور شراب ہمیشہ پینے والا اور دینے
دیئے پر منت دھرنے والا مسلم اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے قیامت کے دن اول اس شخص کے حق مین جو شہید ہوا تھا حکم کرینگے اسکو لاوینگے
پروردگار جو جو نعمتین اسکو دین تھین یاد دلائیگا وہ شخص ان نعمتون کو یاد کریگا تب اسکو پوچھیگا تو نے ان مین
کیا عمل کیا وہ کہیگا تیری راہ مین مین اتنا جنگ کیا کہ شہید ہوا فرمائیگا تو جھوٹھ بولا پر تو جنگ اسواسطے کیا کہ
لوگ تجکو شجیع کہین سو کہہ دئے پھر حکم کریگا کہ اُسکو اوندھے منہہ کھینچے لیجا کر دوزخ مین ڈالین پھر اس شخص کو
جو علم سیکھا اور سکھایا تھا اور قرآن پڑھا لاوینگے اور جو جو نعمتین اُسکو دین تھین یاد دلاوینگے وہ اُنکو
پہچانیگا تب پوچھیگا تو نے اُن مین کیا عمل کیا کہیگا مینے علم سیکھا اور لوگون کو سکھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا
فرمائیگا تو جھوٹھ بولتا ہے تو اسواسطے علم سیکھا کہ تجکو عالم کہے قرآن پڑھا تا تجکو قاری کہے سو کہنا چکے پھر حکم کریگا
اوسکو اوندھا کھینچتے لیجاکے دوزخ مین ڈالین پھر وہ شخص جسکو اللہ تعالی کشائش دیا تھا اور قسم قسم کا مال
اسکو عطا فرمایا تھا لاوینگے اور جو جو نعمتین اسکو دین تھین یاد دلائیگا وہ انکو پہچانیگا تب پوچھیگا اُسمین تو نے کیا
عمل کیا کہیگا جو جو بابت مین مال کے خرچ کرنے کو تو دوست رکھتا تھا مین اُس مین اپنا مال خرچ کیا فرمائیگا تو
اتنی ہی واسطے مال خرچ کیا کہ تجکو سخی کہے وہ تو کہہ چکے پھر حکم کریگا اسکو اوندھے منہ کھینچتے لیجاکے دوزخ مین

ڈالین امام احمد اور بیہقی وغیرہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سے شرک اصغر کا مجھے بڑا خوف ہی عرض کئے یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہی فرمائے ریا ہے لوگون کو اُنکے اعمال کی جزا دینے کے روز اللہ تعالی ریاکارون کو فرماویگا دنیا مین تم جسکو بتایا کرتے تھے انھین کے پاس جاؤ اور دیکھو تمکو اُنکے پاس کیا کچھ جزا ملتی ہے سند اس حدیث کی جید ہے امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے فرمایا انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ یعنی ساجھیون مین مین بہت بے پرواہون ساجھے سے جس نے کچھ عمل کیا اور اُسمین دوسرے کو میرا ساجھی کیا تو مین اُسکو اُسکے ساجھے کے ساتھ چھوڑ دونگا پہلے جملے یعنی انا اغنی الشرکاء عن الشرک کا حاصل یہہ ہے دنیا مین لوگ ایک دوسرے کے جو شریک ہوتے ہین وے شرکت کے محتاج ہین اور اسی پر راضی ہین برخلاف میرے کہ مین سب سے نیارا ہون دوسرے کو میری عبادت مین ساجھی کرے تو مین اُس سے راضی نہین احمد کا لفظ یہہ ہے انا خیر الشرکاء یعنی مین بہتر شریک ہون یعنی میرے شریک کے واسطے عمل جو کرتے ہین مین اُسکو قبول نہین کرتا دوسرے جملہ کا یعنی ترکتہ وشرکہ سے مقصود یہہ ہے کہ اُسکو اور اُسکے عمل کو دونون کو مردود کر دونگا اور ابن ماجہ کے یہان درعوض اس لفظ کے یون ہے انا منہ بری وھو الذی اشرک یعنی مین اُس شخص سے بیزار ہون وہ عمل اُسیکے لئے ہی جو اُسکے واسطے کیا غرض ریا کی مذمت مین حدیثین بہت سی آئی ہین وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ اور مثال انکی جو خرچ کرتے ہین مال اپنے اللہ کی خوشی چاہ کر وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ اور اپنے دلونکو ثابت کر کر یعنی اللہ کی راہ مین مال جو خرچ کرتے ہین اپنا دل قرار رکھتے ہین اس بات پر کہ اپنے تئین اللہ کے یہان ثواب ملیگا كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ جیسے ایک باغ بلندی پر فرا کہتا ہی جس باغ مین گھنے درخت ہون تو عرب اُسکو جنت کہتے ہین اور جسمین انگور کی بیل ہون تو اُسکو فردوس نام رکھتے ہین اور ربوہ کہتے ہین بلند زمین کو جو پانی مین نہین ڈوبتی اور پانی سے مرتفع بھی نہین رہتی باغ کو اس موقع کے باغ سے تشبیہ دیا کیونکہ جو زمین پانی کی سیل سے بلند رہے اور اُسکے درخت اطراف سے جو نشیب مین ہین پانی پیا کرین تو اُسکا پھل بہت بہتر پیدا ہوا کرتا ہے بعضے کہتے ہین ربوہ اُس زمین کو کہتے ہین جو ہموار بہتر ہے مینہ پڑنے سے سرسبز ہوتی ہی ایسی زمین مین

درخت بہت پھل دار ہوتے ہیں اَصَابَہَا وَابِلٌ اس پر پڑا شدت کا مینہ فَاٰتَتْ اُکُلَہَا ضِعْفَیْنِ تو لایا اپنا میوہ دونا بعضے مفسرین کہتے ہیں ضعفین سے دو مثل مراد ہیں یعنی دوسرے باغ جتنا میوہ دیا کرتے ہیں دونا میوہ اسمیں ہوتا ہی بعضی کہتے ہیں چار مثل مراد ہی کیونکہ جس شئی کے ساتھ اسکا مثل ہوتا ہی تو اسکو ضعف کہتے ہیں جب دو ضعف ہوئے تو چار ہوئے اتنا اور بیانی کہا ہی یہان تثنیہ کثرت کیواسطے ہی یعنے میوہ ضعف کے بعد ضعف ہوتا ہی یعنی اضعاف کثیر ہوتا ہی یہ دلیل کی اسواسطے نیکی کا بدل فقط ایک ہی نیکی نہین بلکہ دس سے سات سو تک اور اس سے زیادہ ہوتی ہی فَاِنْ لَّمْ یُصِبْہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ پھر اگر نہ پڑا اُس پر مینہ تو اوس ہی پڑے یعنی وہ باغ بلندی پر رہنے سے ایک بار مینہ نہو تو بھی اس پر شبنم پڑیگی اور پھل دونا دیگا شبنم کے پڑنے سے اسکا میوہ کم نہو گا طل ضعیف مینہ اور شبنم اور تراوٹ کو کہتے ہین سابق کی آیت مین منافق کی مثال کہدیا اب اس آیت مین مومن جو عمل اللہ کے واسطے خالص کرتا ہی نفقہ اسی کی خوشی کیواسطے دیتا ہی اسکی مثال دیا یعنی اس باغ کا میوہ سب حالتون مین خواہ مینہ قوی ہو یا ضعیف جیسا بڑھتا ہی ایسا ہی مومن مخلص کے صدقہ کو اللہ بڑھاتا ہی خواہ یہ بہت خرچے یا کم وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اور اللہ تمھارے کام دیکھتا ہی اُس پر خلوص نیت سے مال خرچ کرنے والا اور ریا اور منت اور ایذا سے خرچ کرنیوالا کوئی پوشیدہ نہین اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ جَنَّۃٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ بھلا خوش لگتا ہے تم مین کسی کو کہ ہووے اُسکا ایک باغ کھجور اور انگور کا اس جملہ کا علاقہ لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کے ساتھ ہے اس آیت مین استفہام نفی کے معنی سے ہے یعنے خوش نہین لگتا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ بہتے نیچے اُسکے ندیان باغ بن پانی کے سرسبز نہین رہتا اس لئے فرمایا کہ اُن درختون کے نیچے سے ندیان بہتی ہین اور درختون کے نیچے سے نہرین بہنا اُن کے حسن و خوبی کا سبب ہے لَہٗ فِیْہَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ اُسکو وہان یعنی اُس باغ مین حاصل ہے سب طرح کا میوہ ثمرات مین خرما اور انگور دونون داخل تھے لیکن اُنکے شرف اور منافع کے نظر کرتے کہ ہم میوہ اور ہم غذا ہین علاحدہ اُنکو ذکر کیا کھجور کے درخت سے عربون کے بہت حوائج متعلق ہین اکثر گھرون کے سقف اسی کی پیڑ اور پتون سے بناتے ہین فرش و ظروف وغیرہ اسی کے پتون سے اور بازار بنتے ہین انگور جب تازے ہون تو کھانا اور پانی دونون اُس مین موجود ہین جب خشک کرکے کشمش بناویں تو

غذا ہوتی ہے بے مشقت اُسکو تناول کرسکتے ہین اور خرمے کی شیرینی سے طبیعت کو نفرت ہو تو انگور کی شیرینی اُسکو اعتدال بخشتی ہے گویا دونون توام ہین اِس لئے نخل کے ساتھ اکثر عنب مذکور ہوا ہے وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ اور اس پر بڑا ہلاپا پڑا یعنی وہ شخص بوڑھا ہوا اُسکو کسب کرکے معاش مہیا کرنیکی طاقت نہیں وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاۗءُ اور اُسکی اولاد ہین ضعیف یعنی چھوٹے ہین کسب نہین کرسکتے یا معذور ہین فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ تب پڑا اس باغ پر بگولا جس ہین آگ تھی تو وہ باغ جل گیا عین احتیاج کیوقت باغ جل جاوے بوڑھے کے نہ ہاتھ مین پیسا نہ بدن مین قوت اُسکے بچے ننگے ہین اب اسکا کیا حال ہوا اعصار گردباد کو کہتے ہین جو شدت سے چلتا ہے اور ستون کی مانند آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اللہ تعالی منافق اور ریا کار کے عمل کی یہہ مثال دیا اور کہا کہ اونکے عمل کی مثال حسن وخوبی مین ایک باغ کی سی ہے کہ مالک اُس سے نفع پایا کرتا تھا جب اُسکی عمر دراز ہوئی اور اولاد چھوٹی لایق کمائی کے نہین ایسی احتیاج کیوقت بگولا پڑکے باغ جل گیا اور وہ شخص باغ کی آراستگی سے عاجز ہے اولاد بھی اسباب کی قابل نہین اور اُنکی عہدہ برائی کا مقدور نہین سب سے لاچار ہوکے متحیر ہین کچھ بن نہین پڑتا منافق اور ریا کار کے اعمال کو بھی اللہ تعالی قیامت کے دن باطل کردیگا اُسوقت اُنکا کوئی مددگار ومعین نرہیگا اور نہ توبہ ہے نہ اقالہ ابن المبارک زہد مین اور بخاری اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ صحابہ سے پوچھے تم کیا سمجھتے ہو کہ یہہ آیت ایود احدکم الآیہ کس مقدمہ مین اتری ہوگی صحابہ کہے اللہ دانا تر ہے عمر غصہ ہوکے کہے تم جانتے ہو یا نہین صاف کہدیو تب ابن عباس کہے یا امیر المومنین میرے دل مین ایک بات آتی ہے عمر کہے یا ابن اخی تو اپنے نفس کی حقارت مت کر وہ کیا بات ہے بول ابن عباس کہے کسی عمل کی مثال ہے عمر فرمائے کونسے عمل کی ابن عباس کہے ایک عمل کی تب عمر کہے ایک تونگر شخص کی جو اللہ کی طاعت کرتا تھا بعد اللہ تعالی نے اُسکے لئے شیطان کو بھیجا وہ گنہ کے کام کرنے لگا یہان تک کہ اُسکے سب عمل جل گئے عبد اللہ بن حمید اور ابن المنذر کی روایت مین ابن عباس سے یون آیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز فرمائے مین شب کو ایک آیت پڑھا اُسکے لئے تمام شب

بیدار رہا ایود احدکم الآیہ اِس آیت سے کیا ارادہ ہے بعضون نے کہا اللہ اعلم عمر فرمائے اللہ جانتا ہے سو مین بھی جانتا ہون لیکن مین اس لئے پوچھتا ہون کہ تم سے کسی کو اسبات کا علم ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو تو بیان کرے لوگ خاموش ہوئے اور مین آہستہ زبان ہلاتا تھا مجھے دیکھکے فرمائے یا ابن اخی تو اپنے نفس کو حقیر مت سمجھ کیا کہتا ہو سو کہدے مین بولا اُس سے عمل کا ارادہ کیا ہے عمر کہے اُس سے عمل کا ارادہ نہیں کیا مین بولا میرے دل مین ایک بات آئی سو اُسکو ڈالا پھر تامل کرکے کہے یا ابن اخی تو سچ بولا اُس سے عمل کا ارادہ کیا آدمی جب بوڑھا ہوتا ہو اور عیال بہت ہوتے ہین ویسے وقت مین اُسکو اپنے باغ کی احتیاج بہت ہوتی ہے آدمی قیامت کے دن اپنے عمل کا نہایت محتاج ہوگا اِسکو عبد بن حمید نے عطا کی طریق سے یون روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک روز فرمائے کتاب اللہ مین ایک آیت ہے اُسمین کوئی میری تشفی نہین کرتا ایود احدکم الآیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے یا امیر المومنین میرے دل مین ایک بات آتی ہے عمر کہے تو اپنے نفس کی تحقیر مت کر اور کہہ ابن عباس کہے یا امیر المومنین اللہ یہہ مثال یون فرمایا کہ بھلا تم مین کسی کو خوش لگتا ہو عمر بھر کے اہل خیر او راہل سعادت کا عمل کرے جب عمر بڑی ہوئی اور اجل نزدیک آن لگی اور ہاڑ پتلے پڑگئے یہی وقت ضرور تھا کہ خاتمہ اُسکا نیک عمل پر ہو ویسے وقت مین اہل شقاوت کا عمل کیا اور اپنے عمل کو فاسد کردیا سو عمل کو جلا دیا ابن عباس کہے یہہ بات عمر کی دلکو لگی اُسکو پسند کئے كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ یون سمجھاتا ہو اللہ تمکو آیتین شاید تم دھیان کرو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنی کمائی مین سے طیبات سے جید مال پاکیزہ کسب کا مراد ہے بعضی طیب اس مال کو کہتے ہین جو وجہ حلال سے حاصل ہوتا ہو سعید بن جبیر کا یہی قول ہو اس آیت مین کسب مباح ہونے پر دلیل ہے اور یہہ بھی نکلا کہ کسب دو طور کا ہے ایک طیب دوسرا خبیث امام احمد اور ترمذی خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ مال سبز و شیرین ہے جو اُسکو اُسکے حق سے لیویگا تو اسکو اس مال مین برکت ہوگی

ع

کسب بے بہتر

لیسا لوگ اللہ کے اور رسول کے مال مین جیسا اپنا جی چاہتا ہی ویسا خوض کرتے ہین انکے واسطے قیامت
کے دن کچھ نہین ہے مگر دوزخ ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے سبز و شیرین ہے یعنی خوش نظر
اور خوش مزہ ہے خوض کرتے ہین یعنے بوجہ شرعی اُسکو حاصل کرتے ہین اور تصرف کرتے ہین بخاری
نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون پر ایک
زمانہ آئیگا تب آدمی آپ جو لیتا ہی یعنے مال جو حاصل کرتا ہی اُسمین کچھ پروا نکریگا کہ کہان سے لیا حلال سے
یا حرام سے بخاری نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہین
کھایا کوئی شخص کچھ کھانا کبھی جو بہتر ہو اپنے ہاتھ سے کسب کئے ہوئے اور نبی اللہ داود اپنے ہاتھ کے کسب کا
کھاتے تھے بخاری تاریخ مین اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اطیب کھانا وہ ہی جو تم اپنے کسب سے کھاتے ہو اِس جگہ
انفقوا سے بعضون کے نزدیک مطلق صدقہ مراد ہے فرض ہو یا تطوع بعضے کہتے ہین اس سے زکوۃ فرض
مراد ہے اور بعضے کہتے ہین صدقہ تطوع مراد ہے جس نے کہا مراد زکوۃ فرض ہے اُسکے قول پر کسب
مین مال تجارت اور چارپائے اور سونا روپا سب داخل ہونگے یہ سب چیزین شروط کے ساتھ نصاب کو
پہنچے اور اُسپر سال گذرے تو زکوۃ واجب ہوگی تجارت کے اسباب پر جب سال پورا گذرا تو اُسکی قیمت
ٹھہرانا قیمت جب بیس دینار یا دو سو درہم کی ہوگئی تو ربع عشر یعنے دسوین حصہ کی چوتھائی دینا بیس
دینار کا ربع عشر آدھا دینار دو سو درم کا ربع عشر پانچ درم اُسپر بڑھوتی جو ہوتی ہے اُسمین بھی
اُسی حساب سے زکوۃ دینا وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ اور جو ہمنے نکالدیا تمکو زمین سے اُسمین تمام
حبوب اور پھل اور معدن اور دفینے داخل ہوتے ہین لیکن شافعی اور جمہور اس عموم کو خاص کردئے
ہین خرمے اور انگور مین اور اُن حبوب مین جنکو قوت اور ذخیرہ کرسکتے ہین ابو حنیفہ کہتے ہین تمام
فواکہ اور بھاجیان وغیرہ مین جنکو لوگ بقصد پیدا کرتے ہین زکوۃ دینا واجب ہے تفصیل اس مقدمہ کی
فقہ کے کتابون مین مذکور ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اور قصد نکرو ردی چیزون کا
کہ اُس سے خرچ کرے معلوم کیجئے جو کوئی طیب کی تفسیر جید سے کرتا ہے اُسکے پاس خبیث سے ردی چیزین مراد ہین

اور جو طیب کی تفسیر حلال مال سے کرتا ہی اُسکے پاس خبیث سے حرام مراد ہی بیہقی نے شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ کچھ مال حرام سے کمائی کرتا ہی اور اُس سے نفقہ دیتا ہی تو اُسکو اُس کمائی مین برکت نہین ہوتی اگر صدقہ دیتا ہی تو وہ اُس سے قبول نہین ہوتا اور جب اُسکو اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہی تو وہ مال دوزخ کی طرف اُسکا توشہ ہوتا ہی اللہ تعالی بدی کو بدی سے محو نہین کرتا بدی کو محو نہین کرتا مگر نیکی سے اور خبیث خبیث کو محو نہین کرتا ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو نے جب زکوٰۃ دی تو اپنے اوپر کا حق تو ادا کر چکا اور جو کوئی حرام مال جمع کریگا اور اس مین سے خیرات دیگا تو اُسکو کچھ اجر نہ ملیگا بلکہ اُسکو گناہ ہوگا وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکھین موند لو یعنے کوئی تمھارا حق دینا ہو اور اُسنے درعوض اُسکے ردی مال دیا تو تم اُسکو نہ لوگے مگر یہہ کہ اغماض کر جاؤگے اغماض کی معنی لغت مین بند کرنا ہی اُس سے یہان مُساہلہ مقصود ہے اُس معنی مین استعمال اسواسطے کئے کہ آدمی کی یہہ عادت ہی کہ کوئی مکروہ چیز پر نظر پڑی تو وہ نہ دیکھا کرکے اپنی آنکھ بند کر لیتا ہی گویا بری چیز کو آنکھ موندھ کے لے لیا ابن جریر اور ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے یون روایت کئے ہین انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی اطیب اور نفیس مال کو اپنے صدقہ دو و لستم باخذیہ یعنی کسی کو تمھارا حق کچھ دینا ہووے اور وہ تمھارے حق سے کم قسم کا لا دیوے تو تم جید کے حساب سے نہ لیوینگے اُسکو کم کرینگے اسی طرف اللہ اشارہ کیا اور کہا الا ان تغمضوا فیہ یعنے تم اپنے نفسون کے لئے جو پسند نہین کرتے اپنے رب کے لئے کیسا پسند کرتے ہو اُس کا حق تمھارے اطیب مالون مین ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی سُنن مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہے کہ یہہ آیت ہم انصار کی جماعت کے شان مین اتری ہم لوگ خرمے کی درخت والے تھے ہمارے لوگ تھوڑا ہو یا بہت خرما لا کے دیتے کوئی ایک خوشہ لا دیتا کوئی دو خوشے پھر اُنکو مسجد مین لٹکاتے اہل صفہ کے قوت کو کچھ نہین ملا تو بھوکا شخص خرمے کے خوشے پاس آکے لکڑی سے اُسکو مارتا اُس مین کے دانے جو جھڑتے اُسکو کھاتا چند لوگ جنکو نیک کامون کی طرف

رغبت نہین تھی جس خوشے مین پھل ردی ناکارے ہین یا ٹوٹا ہوا ہے اُسکو لاکے لٹکاتے تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور معنی ولستم بآخذیہ آہ کی یہہ ہے کہ اگر تم سے کسی کو کوئی ہدیہ بھیجا اس قسم کا جو
اللہ کی راہ مین دیا ہو تو اُسکو نہ قبول کریگا مگر اغماض اور شرم سے براء رضی اللہ عنہ کہے یہہ آیت نازل ہوئی
بعد ہم لوگ اپنے پاس کا بہتر مال لا دیتے ترمذی اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے ہین اور حاکم نے جعفر بن محمد
صادق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو وہ اپنے باپ سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ فطرۃ ایک صاع دینا کرکے امر فرمائے ایک شخص ردی خرما لایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حکم کئے کہ اُسکے خرمے کو شمار نہ کر تب یہہ آیت نازل ہوئی
اُسکو عبد بن حمید نے جعفر بن محمد سے اُسنے اپنے باپ سے مرسل بھی روایت کیا ہو اور عبد بن حمید اور ابو داود
نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دینے کیواسطے حکم
کئے ایک شخص چند کبایس شیص کے لاکر رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سو اُسکو دیکھ کے پوچھے یہہ کون
لایا ہے کہے فلانا معمول تھا کوئی شخص کچھ چیز لا دیا تو آپ اُسکا نام بولا کرتے سو اُس کے شان مین یہہ آیت
اُتری ولا تیمموا الخبیث الایۃ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قسم کا خرمہ صدقہ مین لینے منع کئے جعرور
اور حبیق کبایس جمع کباسہ کی ہے وہ پوری شاخ کو کہتے ہین جسمین سے کچھ دانے کم ہوون اور شیص اُس
خرمے کا نام ہے جو گرمی سے پک جاتا ہو اور اُسکے اندر کی گٹھلی سخت نہین ہوتی جعرور جیم کے ضم اور عین
مہملہ کے سکون اور رای مہملہ کے ضم سے بعد واو ساکنہ بعد راء مہملہ ایک قسم ہے خرمے کی نہایت ردی
جسکے دانے چھوٹے ہی پک جاتے ہین حبیق حاء مہملہ کے ضم اور باء موحدہ کے فتح اور یاء مثناۃ تحتانیہ کے سکون
آخر مین قاف ایک ردی خرمہ ہے ابن حبیق ایک شخص تھا اسکی طرف منسوب ہے ابن ابی حاتم اور ابن
مردویہ اور ضیاء مقدسی کتاب المختارۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کم قیمت اناج مول لیکے صدقہ دیتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا

یا ایہا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الاٰیہ ان روایات سے شان نزول مین اختلاف معلوم ہوا شاید
اسکے نزول کے یہہ تمام سبب ہون وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ اور جان رکھو اللہ بے پرواہی یعنے تمہارے
صدقون کا محتاج نہین صدقے کا جو حکم کیا محض تمہارے نفع کے لئے حَمِیْدٌ تعریف خوبیون والا یعنی نیکی کرنیوالون
کو نیک کی جزا دیگا اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ شیطان ڈرباتا ہی تمکو محتاجی کا وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ
اور حکم کرتاہے فحشا کا یعنی بخل اور زکاۃ نہ دینے کا کلبی نے کہاہی فحشار کا لفظ قرآن مین جہان کہین آیا ہے
اُس سے زنا مراد ہی مگر اس جگہ اُس سے بخل کا ارادہ کیا بخل بُری چیز ہو نا سب کو معلوم ہے شیطان اُسکو خوب ہی
کر کر بتا نہین سکتا مگر اس حیلے سے کہ اُسکو فقیری کا اندیشہ بتاتا ہی جب یہہ اندیشہ اُسکے دل مین مستحکم ہوا تو
بخل کا اغوا دینا آسان ہوتا ہی وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا اور اللہ تعالی وعدے دیتا ہے
اپنی بخشش کا اور فضل کا مغفرت سے گناہون کی بخشش اور فضل سے رزق و اولاد مراد ہی مغفرت سے اشارۃ ہے
آخرت کی منفعتون کی طرف اور فضل سے دنیا کے منافع اور احتمال ہی کہ فضل سے افرودی دونون جہان کی مُراد
ہو کیونکہ خدا تعالی بندیکو جو نعمت مرحمت کرتا ہی دُنیا مین ہو یا آخرت مین سب اُسی کا فضل ہے ابن جریر اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم روایت کئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اللہ تعالی کی طرف سے دو چیز ہین اور
شیطان کی طرف سے دو چیز شیطان ڈرباتا ہی محتاجی کا اور حکم کرتا ہی بخل کا شیطان کہتا ہی تو اپنا مال مت
خرچ کر جمع کر احتیاج کیوقت کام آویگا اور اللہ تعالی وعدہ کرتا ہی اپنے بخشش کا گناہون سے اور فضل یعنے
رزق کا ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور بیہقی شعب مین ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابن آدم سے شیطان کو ایک لمّہ ہے
اور فرشتے کو ایک لمہ شیطان کا لمہ وعدے دینا بدی پر اور حق کی تکذیب فرشتے کا لمہ وعدے دینا نیکیون پر اور تصدیق
حق کی جو کوئی پائیگا یہہ یعنے لمہ فرشتے کا تو جانے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اُس پر اللہ تعالی کا شکر کرے جو کوئی
پاویگا دوسرا یعنے شیطان کا لمہ تو پناہ مانگے شیطان سے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت تلاوت کئے
الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشار ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہی لمہ لام کے فتح اور میم کی تشدید
سے مشتق ہے المام سے اسکی معنی قرب اور نزدیکی بیان دلمین خطرہ آنا مراد ہے وہ جو کہے اسکی طرف سو ہے

یعنے اُس سے اللہ تعالیٰ کا حُب اور رضامندی مُراد ہی ملک کے ملے کو تعظیما اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا معلوم کیجئے اِن معدوٗن لموں مین تمیز کرنا خواص مومنونکا کام ہے بہت لوگوں کو معلوم نہین ہوتا عارف ربانی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ کتاب عوارف المعارف مین ارشاد فرماتے ہین خطروں کی اشتباہ کا سبب چار چیزون مین سے ایک چیز ہوگی ایک تو ضعف یقین سے اسبات کا کہ جو مقدر مین ہے ہوگا اور قسمت مقرر ہو چکی دوسرا نفس کی صفات و اخلاق کی معرفت کا علم نہونا تیسرا تقوی کے قواعد کو ترک کرکے ہوی کی متابعت کرنا چوتھا محبت جاہ و مال کی اور اپنا مرتبہ و منزلت لوگون کے پاس ہونا جو کوئی اُن چار و بات سے محفوظ رہیگا وہ فرشتے کے اور شیطان کے ملے مین فرق کریگا اور جو ان مین مبتلا ہوگا تو وہ نہ خواطر کو معلوم کریگا اور نہ اُنکو طلب کریگا جس کو ان چار چیزون سے کچھ حاصل رہین اور کچھ نہ رہین تو اُسکو بعضے خطرے معلوم ہوتے ہین اور بعضے نہین معلوم ہوتے غرض اپنے نفس کی معرفت جسقدر قوی ہوگی اُسقدر خطروں کو زیادہ تمیز کریگا لیکن نفس کی معرفت کا حاصل ہونا بہت دشوار ہے جو کوئی زہد و تقوی پورا اختیار کرتا ہی اسکو میسر ہوتی ہے سب مشایخ کا اتفاق ہے کہ جس کا کھانا پینا مال حرام سے ہوگا وہ الہام اور وسوسے مین فرق نہ کرسکیگا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اللہ کشایش والاہی سب جانتا یعنے واسع ہے چاہے تو تمکو غنی کردے اور تم جو خرچ کئے اُسکا بدل دے ڈالے تمھاری نیت اور خرچ کرنے پر دانا ہی اس پر کوئی بھید پوشیدہ نہین اس مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کا کچھ عمل اگرچہ تھوڑا ہو ضایع نہ کریگا بشرطیکہ خالص اسیکے لئے ہو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بندون پر کوئی صبح نہین آتی مگر اُس مین دو فرشتے اترتے ہین ایک فرشتہ کہتا ہے اللھم اعط منفقا خلفا یعنے یا اللہ تیری راہ مین خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا فرشتہ کہتا ہے اللھم اعط ممسکا تلفا یا اللہ جمع کر رکھنے والے مال کا تو تلف کر يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ دیتا ہے حکمت جسکو چاہے حکمت کی معنی لغت مین منع کرنا اور اصطلاح مین ہر شئی کی حقیقت نفس الامر مین جو ہے اسکو جاننا یہان حکمت سے قرآن کی معرفت مراد ہے یعنی ناسخ اور منسوخ محکم و متشابہ مقدم و موخر حلال و حرام اور دوسرے احکام سب جاننا

یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جسکو ابن جریر اور ابن المنذر نے روایت کئے ہین ضحاک نے
کہا حکمت سے قرآن اور اسکا فہم کرنا مراد ہے اور کہا قرآن مین ایک سو نو آیتین ناسخ اور منسوخ کی ہین اور
حلال و حرام کی ہزار آیتین ہین مومن کو چاہئے ان سبکو جانے مجاہد نے کہا حکمت سے قرآن اور علم اور فقہ
مراد ہے سدی نے کہا حکمت سے نبوت مراد ہے اور بعضے کہتے ہین حکمت وہ علم نافع ہے جو آدمی کو عمل کی طرف
لیجاوے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور جسکو حکمت ملی مقرر اسکو بہت خوبی ملی
وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ اور سمجھتے نہین مگر جن کو عقل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو پند دیتا ہے اسکو
وہی عقلمند لوگ کہ جنکی عقل وہم کے شائبہ سے خالص ہو اور اپنی ہوا کی طرف مائل نہو سمجھتے ہین جسنے نیک
بات قبول نہ کیا اور آخرت کے سفر کا توشہ نہ کیا وہ عاقل نہین احمق ہے اگرچہ دنیا کے کامون مین بڑا عاقل ہو
وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اور جو خرچ کروگے کوئی خرچ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ یا منت کروگے کوئی
منت نفقے سے راہ خدا مین کچھ خرچ کرنا مراد ہے تھوڑا ہو یا بہت مخفی ہو یا علانیہ فرض ہو یا تطوع اور
نذر سے وہ منت جو اپنے ذمے پر اللہ کی طاعت واجب کر لیتے ہین پھر اس منت کو ادا کئے ہین فَإِنَّ اللَّهَ
يَعْلَمُهُ سو مقرر اللہ کو معلوم ہے یعنے تمہارا خرچ کرنا اور منت کرنا سب اللہ کو معلوم ہے اسکی جزا تمکو
دیگا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ اور گنہگارون کا کوئی مددگار نہین جو اللہ کے عذاب سے انکو بچاوے
ظالمین سے مراد وے ہین جو زکاۃ نہین دیتے یا وے جو صدقون کو بیموقع دیتے ہین یا وے جو ریا و سمعہ کے لئے
دیتے ہین یا وے جو مال حرام سے صدقہ دیتے ہین إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ اگر ظاہر کروگے
صدقات تو وہ اچھی بات ہے صدقہ اُس مال کو کہتے ہین جو انسان اپنے مال سے قربت الٰہی کیواسطے دیا کرتا
اُسکا اطلاق فرض اور نفل دونون پر ہوگا وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ
اور اگر اُسکو چھپاؤ اور فقیرون کو دیو تو وہ تمکو بہتر ہے یعنی صدقہ علانیہ دینے سے مخفی دینا بہتر ہے کیونکہ
مخفی دینے مین ریا نہین ہے اخلاص پایا جاتا ہے بخاری اور مسلم اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سات شخص ہین اللہ تعالیٰ اپنے سایہ مین اُنکو جگہ دیگا اُس دن جُ
اُسکے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہین امام عادل اور جوان جو اللہ کی عبادت مین نشو و نما پایا اور ایک مرد

نصف السّ

جو اسکا دل مسجدون سے متعلق ہے اور دو شخص للہ دوستی رکھتے ملتے وقت بھی دوستی تھی اور بچھڑتے وقت بھی اسی پر تھے اور ہر ایک شخص جسکو بڑے منصب اور جمال والی عورت بلوائے تو وہ نہ مانکے کہا مین اللہ سے ڈرتا ہون اور ایک شخص کچھ صدقہ اتنا مخفی دیا کہ اسکے داہنے ہاتھ کی خبر بائین ہاتھ کو نہوئی اور ایک شخص اللہ کو خلوت مین یاد کیا اور اسکی آنکھین اشک سے بھر آئین دوسری حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مخفی صدقہ دینا رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے اسکو طبرانی کبیر مین معاویہ بن حیدہ اور ابی امامہ سے اور اوسط مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور بیہقی شعب مین ابی سعید خدری سے روایت کیئے ہین ابی امامہ کے حدیث کی سند حسن ہی امام احمد اور ترمذی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی پھر اللہ تعالی نے پہاڑون کو پیدا کرکے اسپر ڈالا تب زمین ٹھر گئی فرشتونکو پہاڑون کی سختی سے اچنبھا ہوا کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز پہاڑ سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان لوہا ہی کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان آتش ہے کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز آتش سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان پانی ہے کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز پانی سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان باو ہی کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز باو سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان آدمی ہی جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہی بائین ہاتھ سے اسکو چھپاتا ہے اکثر مفسرین کہتے ہین اس آیت مین صدقہ جو آیا اوس سے صدقہ تطوع مراد ہی اسکو مخفی دینا علانیہ دینے سے افضل ہے زکوۃ مفروض کو علانیہ دینا افضل ہی جیسے فرض نماز جماعت کے ساتھ افضل ہی اور نفل نماز گھر مین پڑھنا افضل ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے صدقہ تطوع کو مخفی دینا علانیہ دینے سے ستر ضعف فضیلت رکھتا ہی صدقہ فرض علانیہ دینا مخفی دینے سے پچیس ضعف فضیلت رکھتا ہے وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّـَٔاتِكُمْ اور دور کرتا اللہ تمھارے کچھ گناہ کلمہ مِن کا یہہ جو آیا ہی اسکو تبعیضیہ کہتے ہین کیونکہ فایدہ تبعیضیت کا دیتا ہی یعنے گناہون کو بخشتا ہی یہہ بات علما کے کلیہ کے مطابق ہی کہ نیک اعمال گناہان صغایر کا کفارہ ہوتے ہین گناہان کبایر کا کفارہ نہین مگر

وردٌ ۲۷

توبہ یا صدقہ اس گناہ پر مقرر ہے بعضے کہتے ہین کلمہ من کا صلہ ہے تب معنی یون ہوویگی دور کرتا ہے تمہارے گناہون کو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے اسمین صدقہ مخفی دینے کی ترغیب فرمایا کیونکہ اللہ پر کوئی شئی مخفی نہین علانیہ صدقہ دینے سے جیسا واقف ہے مخفی کو بھی وہ نہین جانتا ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ تیرے پر نہین ہے انکو راہ پر لانا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب فریابی اور عبد بن حمید اور نسائی اور بزار اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین اور ضیاء مقدسی کتاب المختارہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ صحابہ اپنے قرابتیون کو جو مشرک تھے کچھہ دینا مکروہ جانتے تھے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ہداہم الآیہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو رخصت دئے حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے ابن ابی حاتم کی دوسری روایت مین ابن عباس سے یون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبکو فرماتے تھے کہ صدقہ مت دو مگر اہل اسلام کو جب یہہ آیت نازل ہوئی تب فرمائے کسی دین والا ہو مانگے تو اسکو دیا کرو اور ابن جریر کی ایک روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون آیا ہے کہ انصاریون کے قرابتی لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر مین تھے انصار انکو صدقہ نہین دیتے تا وے اسلام لاوے تب یہہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ہداہم الآیہ سعید بن جبیر وغیرہ سے بھی اسی کے مطابق آیا ہے آیت کا حاصل معنی یون ہے تیرے ذمہ پر واجب نہین لوگون کو راہ لانا اس طور سے کہ انکو صدقہ نہ دین تو صدقے کی لالچ سے وے مسلمان ہون تیرے ذمہ پر یہی ہے کہ لوگون کو ارشاد کر دینا اور نیکیون کی انکو ترغیب دینا اور بد کامون سے جیسے منت اور اذیت اور برا مال نفقہ دینے سے منع کرنا معلوم کیجئے اس بات پر تمام علما کا اجماع ہے کہ صدقہ فرض فقط مسلمان کو دینا مگر ابو حنیفہ نے اہل ذمہ کو فطرہ دینا روا رکھا ہے اس صورت مین یہہ آیت صدقہ تطوع کے ساتھ مخصوص ہوگی وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ لیکن اللہ راہ لاتا ہے جسکو چاہے ہدایت دونون جگہ جو اس آیت مین آئی ہے اس سے ہدایت توفیق کی مراد ہے یعنے انکو مسلمان کر دینا ہدایت دعوت کی اور انکو راہ حق بتانا مراد نہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ارشاد کر دینا واجب تھا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ اور جو مال خرچ کرو گے

سو وہ اپنی ذات کیواسطے ہو غیر اس سے نفع نہین پاتا پہر منت نہ دہرو اور خبیث مال سے نفقہ نہ دو
وَمَا تُنفِقُونَ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ اور تم نہین خرچ کرتے ہو مگر اللہ کی خوشی چاہکر یہہ جملہ
یا ماقبل کا حال ہو اسی معنی یون ہو جو مال تم خرچ کروگے تو وہ اپنی ذات کے واسطے ہو حال تو یہہ ہو کہ تم
نفقہ نہین دیتے مگر اللہ کے پاس کا ثواب ملنے یا یہہ جملہ اپنے ماقبل کے کلام پر معطوف ہو تب بھی یون ہوگی تمہارا
خرچ کرنا تو نہین ہے مگر اللہ کی خوشی چاہنے اور اسکے پاس کا ثواب ملنے تس پر منت کیون دہرتے ہو گندہ
مال کہ جسمین ثواب نہین کاہیکو دیتے ہو یا یہہ جملہ ظاہر مین تو خبریہ ہو لیکن اُس سے نہی مراد ہو تب معنی یون
ہوگی تم خرچ مت کرو مگر اللہ کی خوشی چاہ کر وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اور جو خرچ
کروگے خیرات پوری ملیگی تمکو یعنی قیامت کی دن تمہاری خیرات کا ثواب تمکو پورا ملیگا وَاَنْتُمْ لَا
تُظْلَمُونَ اور تم ظلم نہ کئے جاوگے یعنی تمہارا جو حق ہے تمکو پورا ملیگا تمہارے اعمال کے ثواب مین کچھ نقصان
نہوگا لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ اُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ان فقیرون کو جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ مین للفقرا
مین حرف جر جو آیا ہے محذوف سے متعلق ہو اُسکی تقدیر یون ہو اعمدوا للفقراء یعنی قصد کرو دینا ان فقیرونکا
یا یون تقدیر ہے اجعلوا ما تنفقونہ للفقراء یعنی تم جو خرچ کرتے ہو سو وہ اُن فقیرون کو یا خبر ہے مبتدا محذوف
کی تقدیر یون ہے صدقاتکم للفقراء یعنی خیرات تمہاری اُن فقیرون کو ہے جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ
مین یعنے اپنے تئین جہاد کے واسطے مقید کر رکھے ہین ان فقرا سے اصحاب صفہ مراد ہین وے قریب چار سو شخص
مہاجرین سے تھے مدینہ مین اُنکے گھر اور قبایل نہین تھے مگر مسجد نبوی کے پاس ایک چبوترہ کا منڈوا تھا اُسمین رہا کرتے
اور اپنے اوقات علم و عبادت مین صرف کرتے جب کوئی سریہ جنگ کیواسطے روانہ ہوتا تو آپ بھی جاتے بہ
نیت محتاج تھے اسواسطے اللہ تعالی نے اُنکو خیرات دینیکے لئے مومنون کو ترغیب دیا لَا يَسْتَطِيعُونَ
ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ زمین مین پھر نہین سکتے یعنے وہ لوگ جہاد اور علم مین مشغول رہنے کے سبب تجارت کے
واسطے ملک مین پھرنا اور معاش حاصل کرنا نہین سکتے ہو نہین سکتا سعید بن جبیر کہتے ہین کہ یہہ وے لوگ تھے جو
جہاد مین زخم کھاکے چلنے پھرنے سے عاجز تھے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ سمجھے اُنکو بیخبر
تونگر یعنے وے قناعت اختیار کرنے سے اور کسی کے پاس نہ مانگنے سے بیخبر لوگون کو گمان ہوتا ہے کہ وہ غنی ہین

تعرفھم بسیماھم تو پہچانتا ہی انکو انکی علامت علامت سے یہہ غرض کہ انکے چہرون سے آثار تواضع اور خشوع کے نمایان
تے محتاجی اور فقیری کی نشانیان انپر ظاہر تہے اور فاقہ کشی سے چہرونکا رنگ زرد اور کپڑے چندیان تہی اور
یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا مومنون کو لا یسئلون الناس الحافا مانگتے نہین لوگون سے
لجاجت کر اس سے غرض یہہ ہے کہ وے اصلا سوال نہین کرتے اُن سے لجاجت کبھو واقع نہین ہوتی یہہ
تاویل اس لئے کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے پہلی آیت مین فرمایا یحسبھم الجاہل اغنیاء من التعفف تعفف تو وہی ہے
نہ مانگنا پس معلوم ہوا کہ وے بالکل سوال نہین کرتے تہے بعضے کہتے ہین وے سوال اگر کرے تو لطف اور ملایمت کیے
کرتے سوال مین مبالغہ نہین کرتے الحاف سے بن دیئے کے نہ جانا یا خدا تعالی کا واسطہ دیکے مانگنا مراد ہے
ابن جریر نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہی بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسکین وہ نہین ہے جسکو خرما
کا ایک دانہ دو دانے یا کہانے کا ایک لقمہ دو لقمہ دین تو لے جاتا ہے مسکین وہ ہے جو مانگتا نہین تم چاہتے
ہو تو پڑہ لو لا یسالون الناس الحافا بخاری اور مسلم اور نسائی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے سے کوئی شخص ہمیشہ مانگتا رہیگا تو اللہ تعالی سے ملاقات کرنیکے دن
اُسکے منہہ پر کچہہ گوشت نہ رہیگا ابن ابی شیبہ اور ابو داوُد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فرمائے مانگنا اپنے منہہ پر داغ ڈالنا ہے اس پر جو شخص چاہے تو اپنے منہہ پر داغ ڈالے
چاہے تو نہ ڈالے مگر جو کوئی حاکم سے سوال کرے یا جسکو بن مانگنے کے گزیر نہین مسلم
اور ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص لوگون سے اپنا مال افزود ہونے مانگتا ہے
تو وہ شخص انگارا مانگتا ہے چاہے تو کم کرے چاہے تو افزود کرے آدمی کے
پاس کس مقدار مال ہو تو اُسکو سوال کرنا جایز نہین اس مین اختلاف ہے امام
مالک اور امام احمد اور ابو داوُد اور نسائی بنی اسد کے ایک شخص سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو اپنے پاس ایک اوقیہ یا اوسکے مانند ہوتے پر سوال کرے وہ سوال الحاف ہی امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین احمد کے رجال صحیح کے رجال ہین ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اسکی روایت مین آیا ہی اوقیہ چالیس درم کا ہی نسائی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے پاس چالیس درم ہون اور وہ شخص سوال کرے تو ملحف ہی امام احمد نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص پارسائی طلب کیا تو اللہ تعالی اسکو پارسا کرتا ہی جو شخص استغنائی طلب کیا تو اللہ تعالی اسکو غنی کرتا ہی جو شخص لوگون سے مانگا اور اسکے پاس پانچ اوقیون کے مقدار ہو تو اوسنے سوال مین الحاف کیا سیوطی نے کہا کہ اسکی سند حسن ہے ابو داؤد نے سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو لوگون سے مانگیگا اور اُسکے پاس اسقدر ہو کہ اسکو غنی کر دے تو وہ شخص آتش زیادہ طلب کرتا ہی کہے غنا کہ جسکے ہونے سے مانگنا لایق نہین کسقدر ہے تو فرمائے اسقدر جو اسکے صبح وشام کے کھانیکو کفایت کرے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین بھی نکالا ہے اسکی روایت مین یون آیا ہی کہ صبح یا شام کے کھانیکو کفایت کرے ابن خزیمہ نے بھی اُسکو روایت کیا ہی اسکی روایت مین آیا ہی کہ اُسکے پاس ایک رات دن کی کفایت ہو ابو داود اور ترمذی اور نسائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے پاس اتنا مال ہو جو اُسکو غنی کر دے باایں ہمہ لوگون سے سوال کیا تو قیامت کے دن آویگا سوال اس کا مانگنا اُسکے منہہ پر خراش ہو گا کہے یا رسول اللہ کس قدر مال ہو تا غنی کر دیتا ہی آپ فرمائے پچاس درم اسکی سند مین حکیم بن جبیر ہے وہ ضعیف ہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے جسکے پاس اتنا مال ہو یا کسب سے اتنا حاصل کرین کہ اُسکے حاجتون کو کفایت کرے تو اسکو غنی کہینگے اس کو مانگنا یا زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہے غنی کو صدقہ تطوع دین تو لینا جایز ہے لیکن مکروہ ہے امام ابو حنیفہ کے پاس نصاب کی مقدار مال جسکے پاس ہو تو اسکو زکوٰۃ نہ دینا نصاب کی مقدار مال کم ہو تو اسکو زکوۃ دینا جایز ہے اگرچہ وہ شخص صحیح سالم رہے اور کسب کرنے پر قادر ہووے لیکن جسکے پاس

ایک روز کا قوت ہو تو مانگنا اسکو حرام ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک اور حسن بن صالح اور احمد بن حنبل
اور اسحق بن راہویہ کہتے ہین جسکے پاس مقدار پچاس درہم کے ہو تو وہ غنی ہی زکوٰۃ کا مال اُس کو نہ دینا
اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ دینا جایز ہے لیکن رات دن کے کفایت کا قوت اسکے پاس ہو تو مانگنا اُسکو حرام ہے
حسن بصری اور ابو عبید القاسم بن سلام کہتے ہین جسکے پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی وَمَا تُنفِقُوا
مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ اور جو خرچ کروگے مال سے وہ اللہ کو معلوم ہی اس پر تمکو جزا دیگا اَلَّذِينَ
يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جو لوگ خرچ
اپنے مال اللہ کی راہ مین رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ اُنکو ہی اُنکا ثواب اپنے ربکے پاس رات اور دن سے
مراد یہہ ہے کہ سب وقت اور سب حالت مین نفقہ دیا کرتے ہین کیونکہ وے خیرات کرنے کی بہت رغبت رکھتے ہین
ابن المنذر نے ابی امامہ باہلی اور ابن جریر نے ابی الدرداء اور عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت
گھوڑے والون کی حق مین جن کو جہاد کے واسطے پال کے کھلایا کرتے ہین فخر اور ریا کیواسطے نہین رکھتے ہین نازل ہوئی
عبد الرزاق وغیرہ ابن عباس سے روایت کئے ہین کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس چار درم تھے رات کو ایک درم
خیرات کیے اور دن کو ایک درم اور مخفی ایک درم اور علانیہ ایک درم سو اُنکے شان مین یہہ آیت نازل ہوئی
ابن المنذر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت عبد الرحمن بن عوف و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے
شان مین اتری جبکہ وے غزوہ تبوک مین پیسون سے اعانت کئے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
اور نہ ڈر ہے ان پر نہ وے غم کھاوینگے یعنی آخرت مین اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَوٰا جو لوگ کھاتے ہین سود یعنی
سود لیا کرتے ہین اُسکو کھانے سے تعبیر کیا کیونکہ مال سے بڑا نفع وہی ہے کہ کھاتے ہین صرف کرنا ربا کی معنی لغت مین
زیادتی اور شرع مین عقد کرنا ہی عوض مخصوص پر کہ جسکی تماثلیت عقد کی حالت مین شرع کے اندازے سے معلوم نہووے
یا دونون بدل یا احدہما کی تاخیر ہووے ربا کئی اقسام مین ہوتا ہی ایک مطعومات مین یعنی کھانیکے چیزین جیسے
اناج میوہ بھاجی وغیرہ جنکو کھاتے ہین دوسرا نقدین مین یعنی سونا روپا سوان چیزون مین جنس کو اُسکے
مثل کے ساتھ بیچو تو وزن کو وزن اور ماپ کو ماپ برابر اور دست بدست بیچنا اگر کم و زیادہ بیچے یا ادھار
دین تو ربا ہوتا ہے اگرچہ ردی چیزین زیادہ دیکے جید چیز کم مول لین اگر جنس مختلف ہوئی تو کم و زیادتی جایز ہے

لیکن اُدھار لینگے تو ربا ہوتا ہے جیسا قرض مین یعنی قرض دینا اور اس سے شرط کرنا کہ اُس سے زیادہ یا بہتر چیز ہمکو دیا چاہیے یا قرض ادا ہو تک مثلاً فی صدا اتنا کچھ ماہوار نفع دینا تو یہہ بھی سود ہے اگر قرض دینے کے وقت شرط نہ کئے ہون پر قرض لینے والا اپنی خوشی سے بہتر یا کچھ زیادہ دیوے تو وہ ربا نہین یہہ شافعی کا مذہب ہے تفصیل ان مسئلون کی اور مذاہب کا اختلاف کتب فقہ مین مذکور ہے لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ نہ اُٹھینگے یعنی وے اپنی قبرون سے قیامت کے دن نہ اُٹھینگے مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ کہ جسکو گراتا ہے شیطان جنون سے خبط کی معنی لغت مین مارنا اور بے موقع چلنا اور جو اُونٹی چلتے وقت زمین پر پیر مارتی ہے اور لوگون کو کھندلتی ہے تو عرب اُسکو ناقہ خبوط کہتے ہین اور جو شخص کام نادانی اور بے تمیزی کا کرتا ہے عرب اُسکو کہتے ہین فلان خبط خبط عشوا یعنی فلانا شخص خبط کیا خبط عشوا کا عشوا اونٹی جسکو تاریکی کے سبب سے راستہ نظر نہ آوے کہتے ہین شاید کہ خبط کو تغیر دیکے ویسے شخص کو بیماری یا نہین خفتا کہتے ہین اور جو شخص شیطان کے لگنے سے دیوانہ بن کے حرکت کرتا ہے اسکو کہتے ہین یخبط الشیطان آیت کا حاصل یہہ ہے سود خورے قیامت کے دن جنکو شیطان لگا سو آدمی کے سے اُٹھینگے یہان خبط کو شیطان کی طرف نسبت کیا کیونکہ عرب کا زعم یون تھا کہ جس شخص کو شیطان لگے اس کی عقل برجا نہین رہتی اور حواس اُسکے گم ہوتے ہین پس اللہ تعالی نے سخن کو ایسے طور پر ذکر کیا جو اُنکا متعارف تھا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا یہہ اسواسطے کہ اُنہون نے کہا یعنی سود خورون پر یہہ عذاب ہوا کیونکہ وے اُسکو حلال سمجھتے تھے اور کہتے تھے إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا سودا کرنا بھی تو نہین مگر جیسا سود لینا عرب کا دستور تھا قرض دیتے وعدے پر جب پیسا نہین پہنچتا تو اُن پیسون کا منافع افزود کرکے زیادے پیسون کا دوسرا تمسک لکھا لیتے اور کہتے تھے سودے مین اول ہی مول لیتے وقت جیسا منفعت بڑھاتے ہین اس مین آخری کو منفعت لیتے ہین دونون برابر ہے سو اللہ تعالے اُنکی تکذیب کیواسطے فرمایا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود یعنی اللہ تعالی نے تجارت مین نفع کھانا حلال کیا اور سود لینا حرام کیا اللہ سب کا مالک ہے تمام اُسکے بندے ہین وہ جیسا چاہے ویسا حکم کرے بندون پر اُسکا حکم ماننا لازم ہے اُسکے حکم پر تعرض کرنا نہین پہنچتا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ پھر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی فَانْتَهَىٰ سو باز آیا یعنی

اُسکے حکم کو مان لیا اور سود لینا چھوڑ دیا تو فَلَهٗ مَا سَلَفَ اُسکا ہی جو آگے ہو چکا یعنی نہی وارد
ہونے کے آگے جو سود کھایا ہی وہ اسی کا ہو چکا اُس سے پھیر نہ لین یا یہہ مراد ہی نہی وارد ہونیکے آگے جو
کھایا وہ گناہ معاف ہی وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ اور کام اُسکا اللہ کی طرف ہے یعنی نہی کے بعد اُس شخص کا امر اللہ کے اختیار مین ہے جا ہے تو
سود کھانے سے آیندہ باز رکھے چاہے تو اُسکو رسوا کرے پھر وہ سود کھاوے بعضے کہتے ہین کہ اور یہہ ہے کہ اسکا حکم اللہ کے اختیار مین ہے تمام
امر کرے یا نہی حرام و حلال کرے حرام وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو کوئی پھر کرے یعنی نہی ہو نے کے بعد
اُسکو بیع مانند حلال سمجھکے کھاوے تو وہی ہین دوزخ کے لوگ وے دوزخ مین سدا رہینگے بخاری اور مسلم اور ابوداود اور نسائی ابوہریرہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سات چیز سے جو ہلاک کرنے والے ہین بچتے رہو
کہے یا رسول اللہ وے کیا ہین تو فرمائے اللہ کا ساجھی ٹھہرانا اور سحر کرنا اور قتل کرنا جی کا جسکو اللہ نے حرام
کیا ہی مگر حق پر اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور جنگ کے روز بھاگنا اور محصنہ مومنہ غافلہ عورت پر بہتان
زنا کا کرنا مسلم اور بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود
لینے والے اور سود دینے والے اور اسکے لکھنے والے اور اسکے دونون شاہد تمام پر لعنت کئے اور فرمائے وے
سب برابر ہین اس حدیث کو مسلم اور نسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود لینے والے اور دینے والے کو لعنت کئے بخاری اور ابوداود ابوجحیفہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچا ڈالنے والی اور ڈالانے والی اور سود لینے والے
اور دینے والے سب پر لعنت کئے اور کتے کی قیمت سے اور زنا کے کسب سے منع کئے اور تصویر بنانے والون پر لعنت
کئے امام احمد اور طبرانی کبیر مین عبد اللہ بن حنظلہ الغسیل رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے سود کا ایک درم بھی ہو جان کے اُسکو کھانا چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہی احمد کی سند کے
رجال ہین اور یہہ حدیث اور بھی طریقون سے آئی ہے پر عدد مین کم و زیادہ اور بعضے روایتون مین اپنی
مان کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ بدہی کر کروا رہا ہی يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ گھٹاتا
ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہی خیرات سود کو گھٹاتا ہے یعنے اُسکی برکت چھین لیتا ہی اور اُسکو تلف کرتا ہی
اور خیرات کو بڑھاتا ہے یعنی برکت دیتا ہی اور اسکو زیادہ کرتا ہی اور آخرت مین اُسکا اجر مضاعف دیتا ہے

امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سود سے مال اگرچہ زیادہ ہو لیکن انجام کار وہ کم ہوجاتا ہے عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے کہ ہم سُنتے ہین سود دکھانے والے پر چالیس برس نہین گذرنے پاتے کہ اسکا مال کم ہوجاتا ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص ایک کھجور کے دانہ برابر بھی خیرات کرے بشرطیکہ پاک کسب سے ہو کیا واسطے اللہ قبول نہین کرتا مگر پاک ہی کو پھر اُس صدقے کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے داہنے ہاتھ مین لیتا ہے پھر اُس صدقہ کو دینے والے کیواسطے پرورش کرتا ہی جیسا تم اپنے گھوڑے کے بچے کو پرورش کرتے ہو یہانتک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہی وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيمٍ اور اللہ دوست نہین رکھتا کسی کفار اثیم کو کفار کی معنی ناشکر ناشکری یہہ ہے کہ حرام چیزون کی حلیت پر اصرار کرنا جیسے سود کو حلال سمجھنا اثیم وہ جو گنہ کرنے مین بہت بیباک ہو اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ ایمان لائے یعنی اللہ کی اور اُسکے رسول کی تصدیق کئے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک عمل کئے یعنے اللہ تعالیٰ نے جو امر فرمایا اُسکو بجا لائے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قایم کئے نماز یعنے فرض نماز کو مع شروط و ارکان ادا کئے وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور دی زکوٰۃ یعنی فرض زکوٰۃ جس قدر اللہ نے فرض کیا اُسکو دئے اعمال صالحہ مین نماز و زکوٰۃ بھی داخل تھین لیکن اُنکے شرف و منزلت کی سبب اُنکو جدا ذکر کیا لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اُنکو ثواب ہے اُنکا اپنے رب کے پاس یعنی اُنکے اعمال کا ثواب اُنکو آخرت مین ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ اُنپر ڈر ہے اور نہ وے غم کھاوینگے سابق مین ایسی ہی آیت آچکی لیکن عادت آلہی قرآن مین یون جاری ہے کہ جہان کہین وعید کی آیت ذکر کرے تو اُسکے بعد وعدے کی آیت بھی ذکر کرے یہان سود خورون کی وعید مین مبالغہ کیا اُسکے پیچھے وعدے کی آیت فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود یعنی نہی کے قبل لوگون سے سود کی جو شرط کئے تھے اور تحریم کے قبل کچھ وصول کر چکے تھے اور کچھ باقی رہ گیا ہی تو اسکو چھوڑ دو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم ہوگے مومن یعنی دلون سے اس آیت کی شان نزول ابو یعلی ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم

مقاتل سے یون روایت کئے ہین کہ عمرو بن عمیر بن عوف ثقفی کے اولاد یعنی مسعود بن عمرو اور عبد یالیل بن
بن عمرو اور حبیب بن عمرو چارون بھائی جاہلیت مین مغیرہ بن مخزوم کی اولاد کو سودی قرض دیا کرتے
تھے جب طایف والون نے صلح کی اور اسلام لائے بعد بنی عمرو اپنا سود بنی المغیرہ سے طلب کرنے لگے پیسا بہت
تھا بنی المغیرہ کہنے لگے ہم اسلام مین سود نہ لینگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانون کو سود سے
منع کئے ہین یہہ مقدمہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس رجوع ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجے
تب یہہ آیت نازل ہوی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ الآیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کو لکھ بھیجے یہہ انکو سنا
اگر مان لین تو انکا اصل پیسا دلادو اگر نہ مانین تو اللہ سے اور اسکے رسول سے جنگ کرنے کی بات جتادو
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پھر اگر نہین کرے تو یعنی ربا کی حرمت آنے پر بھی اپنا جو سود باقی رہا ہے اسکو نہین چھوڑتے
ہو تو فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اسکے رسول سے بعضے کہتے
ہین اس حرب سے وعید مین مبالغہ اور تہدید مراد ہے حقیقۃ جنگ مراد نہین ہے بعضے کہتے ہین حقیقۃ جنگ
مراد ہے کیونکہ جس نے سود حلال سمجھا اور نہی کو قبول نہ کیا وہ مرتد ہے اسکو قتل کرنا اگر وہ شخص شوکت و
قوت رکھتا ہے اور اسکے پاس لشکر ہو تو امام اس سے جنگ کرنا جیسے حربیون سے جنگ کرتے ہین وَاِنْ تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ اور توبہ کرتے ہو یعنی سود کو حلال جاننا ترک کرتے ہو اور اس سے باز آتے ہو تو
تمکو پہنچتے ہین تمہارے مال لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تمپر ظلم کرنا یعنی اصل سے زیادہ
مانگنا کوئی تمپر ظلم کرنا یعنی راس المال سے کم دینا یہہ حکم جب بنی عمرو سنے تو کہے ہم توبہ کرتے ہین ہمکو اللہ سے
اور اسکے رسول سے جنگ کرنیکی طاقت نہین اور اصل مال پر راضی ہوئے تب بنی المغیرہ اپنی بے تیسری ظاہر کئے
اور قرض خواہان کو کہے غلہ تیار ہونے تک مہلت دو وے نہ مانے تب یہہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ كَانَ
ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ اور اگر ایک شخص ہے بے تیسیر تو مہلت دینا ہے تیسیر آنے تک ابن عباس
اور شریح اور ضحاک اور سدی کہتے ہین کہ مہلت کا حکم مخصوص سودی دین مین تھا دوسرے دیون مین نہین
مجاہد اور ایک جماعت مفسرون کی کہتے ہین یہہ آیت سب بے تیسیرون کے حق مین عام ہے مذہب شافعی کا
یہہ ہے قرضدار کی بے تیسیری جب ثابت ہو تو اسکو تیسیر آنے تک انتظار کرنا واجب ہے اسکو قید کرنا یا ایسا

محصل کرنا جایز نہین اگر یہہ آپ بے تیسیر ہون کر کر دعوی کرے تو دیکھینگے کہ اُس پر جو دین ہے کوئی چیز لینے کا
کا درعوض ہے جیسے کچھ چیز مول لیتا ہے یا نقد پیسا لیا تھا سو اُسکا قرض ہے دونون صورت مین اُسکے
افلاس کا دعوی مقبول ہوگا جب تک اپنی افلاس کو گواہ سے ثابت نہ کرے اگر دین عوض کا نہین بلکہ دین
مہر یا کسی چیز کے تاوان کا دعوی مقبول نہ ہوگا جب تک اپنی افلاس کے دعوے پر قسم کیا تو اُسکو قبول کرینگے
قسم کے ساتھ تب غریم کو اُسکی مالداری پر بینہ گذرانا ہوگا اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اور خیرات کرنا
تمھارے لئے بھلا ہے یعنی بے تیسیر پر جو قرض ہے اسکو معاف کردو تو تمھارا بھلا ہے اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اگر تمکو سمجھ ہے یعنی بے تیسیر کے ذمہ پر کا قرض بخش دینا بڑا ثواب ہے کر کر تمکو سمجھ ہو تو اُسکو اختیار کرو مسلم وغیرہ
ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی کا قیامت کی سختیون
سے نجات دینا جسکو خوش آتا ہو تو بے تیسیر پر کشایش کرے یا اُس کے قرض سے کچھ معاف کرے بخاری ورمسلم
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگلے لوگون مین ایک شخص مرا
سو فرشتے اُس سے ملکے پوچھے کچھ نیکی بھی تو کیا ہے بولا نہین فرشتے کہے خوب یاد کر تو بولا مین لوگون کو قرض دیتا
تو اپنے غلامون کو تاکید کرتا کہ بے تیسیر کو مہلت دیو اور تیسیر مند سے اغماض کر جاؤ اللہ تعالی نے کہا اس شخص سے
بھی درگذرو یعنی گناہون کو معاف کیا ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے اُسکو بہشت مین داخل
کیا اس حدیث کو مسلم عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی ابو ہریرہ سے
بھی روایت کیئے ہین امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا فرمائے جس نے بے تیسیر کو مہلت دی تو اُسکو اُس دین کے برابر ہر روز صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے بعد
سنا فرمائے جو بے تیسیر کو مہلت دیویگا تو اُسکو ہر روز اس دین کے دو برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پہلے فرمائے ہر روز اس دین کے برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اب
فرماتے ہو ہر روز اس دین کے دو برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قرض ادا
کرنے کا وقت نہ آوے تک اُسکو ہر روز اس کے برابر صدقہ دینے کا ثواب ہے جب وقت آچکا اور اُس نے اُسکو مہلت
دی تو اُسکو ہر روز دو برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اس سند رجال سے صحیح مین حجت پکڑتے مین اس حدیث کو

امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم مختصر بھی روایت کئے ہین حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے شیخین کے شرط پر عبد الرزاق
اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو کوئی مسلمان سے دنیا کی سختیون سے کچھ سختی دور کریگا تو اللہ تعالی قیامت کی سختیون سے کچھ
سختی دور کریگا اور جو دنیا مین بے تیسیر پر آسانی کردیگا تو اللہ تعالی دنیا و آخرت مین اسپر آسانی کردیگا اور جو دنیا
مین مسلمان پر ستر کریگا اللہ تعالی اس پر دنیا اور آخرت مین ستر کریگا اور اللہ تعالی بندیکے اعانت مین رہتا ہے جب تک
بندہ اپنے بھائی کی اعانت مین ہو امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ ابی الیسیر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو کوئی بے تیسیر کو مہلت دے یا کچھ قرض معاف کردے تو اس پر اللہ تعالی اپنا سایہ کرتا ہے اس روز کہ
اسکے سایہ بن کسیکا سایہ نہین اس حدیث کو ترمذی اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے ہین ترمذی نے کہا کہ وہ حدیث
حسن صحیح ہے اور امام احمد اور دارمی اور بیہقی شعب الایمان مین ابی قتادہ سے بھی روایت کئے ہین انکی روایت مین ہے
کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ مین وہ رہیگا اس مضمون کی حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن احمد کی زوائد
مسند مین اور شداد بن اوس اور جابر بن عبد اللہ اور عائشہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے طبرانی کی اوسط مین
اور ابی الدرداء اور اسعد بن زرارہ سے طبرانی کی کبیر مین بھی آئے ہین ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف مین
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو اپنی دعا مقبول ہونا اور
اپنی سختی دفع ہونا منظور ہو تو بے تیسیر پر کشائش کرے وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ اور ڈرتے رہو
اس دن سے جس مین الٹے جاؤگے اللہ کے پاس اس دن سے مراد روز قیامت ہے ڈرتے رہو یعنی اس روز کے لئے اعمال
کر رکھو ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا یعنے ہر شخص کو اسکے عمل کی جزا
ملیگی نیکی یا بدی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور ان پر بے انصافی نہو گی یعنی نیکی جو کیا تھا اسکو چھوڑ دین یا گناہ نہین
تھا سو زیادہ کرین ایسا نہوگا **فایدہ** ابو عبید اور عبد بن حمید اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کئے ہین کہ قرآن کی آخری آیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہہ ہے واتقوا یوما
ترجعون فیہ الی اللہ الآیہ ابن جریر طبری نے متعدد طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور تابعین کی ایک

ورد ۲۸

جماعت سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئے بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نو دن زندہ رہے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور بعضوں نے
اکیس روز اور بعضوں سے سات روز زندہ رہے کرکے بھی روایت کیا ہے فریابی ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کلبی کی طریق سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے نزول مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین اکیاسی
روز کا فاصلہ تھا ابن جریر نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے عطیہ کے طریق سے بھی روایت کیا ہے کہ آخر آیت نازل
ہوئی سو واتقوا یوما ترجعون فیہ الآیہ تھی لیکن بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ
آخر آیت جو نازل ہوئی ربا کی آیت تھی اور امام احمد اور ابن ماجہ نے سعید بن المسیب سے روایت کیئے ہین کہ
عمر رضی اللہ عنہ کہے آخر قرآن جو نازل ہوا ربا کی آیت تھی اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے خطبہ مین فرمائے ابو عبید نے کتاب الفضائل مین ابن شہاب سے
روایت کیا ہے کہ عرش سے آخر اترا سو قرآن ربا کی اور دین کی آیت تھی اور ابن جریر نے ابن شہاب سے وہ سعید
بن المسیب سے روایت کیا ہے کہا عرش سے آخر اترا سو قرآن دین کی آیت ہے سیوطی نے کہا یہہ مرسل ہے اسکی اسناد
صحیح ہے بخاری اور مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ آخر آیت نازل ہوئی سو یستفتونک قل اللہ
یفتیکم فی الکلالۃ تھی عبد اللہ بن احمد زوائد مسند مین اور حاکم مستدرک مین اور ابن مردویہ نے ابی العالیہ سے وہ ابی
بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آخر قرآن جو نازل ہوا یہہ آیت ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر سورت
تک اور ابو الشیخ اپنی تفسیر مین علی بن زید کی طریق سے یوسف مکی سے وہ ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت
کیا ہے اسکو عبد اللہ بن امام احمد زوائد مسند مین شعبہ کی طریق سے علی بن زید سے اسنے یوسف مکی سے اسنے ابن عباس
سے اسنے ابی ابن کعب سے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے معویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آخر آیت
قرآن کی جو نازل ہوئی یہہ تھی فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا الآیہ امام احمد اور بخاری اور نسائی ابن
عباس سے روایت کیئے ہین ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم الآیہ آخر نازل ہوئی سو آیت ہے اسکو کوئی چیز منسوخ
نہ کی اور ابن مردویہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے آخر آیت جو نازل ہوئی یہہ تھی فاستجاب لہم
ربہم انی لا اضیع عمل عامل الآیہ اور ابن جریر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے جو دنیا سے جدا ہوا اللہ وحدہ کے اخلاص پر اور اسکے عبادت پر اسکا شریک نہ ٹھہرایا اور
نماز کو قایم کیا اور زکواۃ دی تو اللہ تعالی اُس سے راضی رہیگا اسکی تصدیق پر قرآن مین آخر آیت جو نازل
ہوئی فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ ہی اور امام الحرمین نے کتاب البرہان مین لکھا ہے کہ یہہ آیت
قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ آخر نازل ہوئی ہے غرض آخر نازل ہوئی سو آیت مین دس قول ہین بیہقی نے
کہا ہے بر تقدیر صحت روایات کے ان اختلافات کا جمع یون ہے ہر شخص اپنے تئین جو معلوم تھا اس سے خبر دیا
قاضی ابو بکر نے کتاب الانتصار مین لکھا ہی ان اقوال مین کوئی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع
نہین ہر شخص اپنی ظن کے موافق جسکو آخر نازل ہوئی سمجھا اجتہاد سے کہدیا اور احتمال رکھتا ہے کہ ہر شخص جس آیت کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آخر وقت سنا تو کہدیا کہ یہہ آخر آیت ہی اور احتمال رکھتا ہی کہ اس کے ساتھ دوسری
چند آیات بھی نازل ہوئین ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اُن آیتون کی بعد لکھوا کر کے امر کئے تو
اُسکو گمان کئے کہ یہہ آخر نازل ہوئی انتہی بندہ عاصی کہتا ہے اس طور سے جمع کرنا بعضی آیتون مین ممکن نہین
پہلا احتمال جو کہے کہ ہر شخص نے جسکو آخر سمجھا اجتہاد سے کہدیا وہی اولی ہے چنانچہ ابی بن کعب کا قول جسکو عبد اللہ
بن احمد زوائد مسند مین روح بن عبد المومن سے اُسنے عمر بن شفیق سے اُسنے ابو جعفر رازی سے اُسنے ربیع بن
انس سے اُسنے ابو العالیہ سے اُسنے ابی بن کعب سے روایت کیا ہی کہ ابو بکر کی خلافت مین قران جو جمع کئے اُسکو چند
شخص لکھتے تھے جب سورہ برأت کی اِس آیت کو پہنچے ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لا یفقہون بعضون نے
گمان کیا کہ یہہ قرآن کی آیت ہی جو نازل ہوئی تب انکو ابی بن کعب نے کہے اس آیت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ و
سلم مجھے دو آیت پڑہائے ہین لقد جاءکم رسول من انفسکم رب العرش العظیم تک بعد کہے یہہ آخر آیت ہی قرآن کی
جو نازل ہوئی بعد کہے جس آیت سے اللہ تعالی نے شروع کیا تھا اسی سے ختم کیا اللہ الذی لا الہ الا ہو وہی اللہ تعالی کے
کا قول ہے وما ارسلنا من قبلک رسول الا یوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون اس سے معلوم ہوا آخر آیت
جو کہے اپنے ظن و قیاس سے کہے بعضے قولون مین جمع کرنا ممکن ہے مثلاً جو کہا آخر آیت واتقوا یوما ہے اور جو
کہا ربا کی آیت ہے اور جو کہا دین کی آیت ہے یعنی اذا تداینتم کی آیت سو یہہ تینون قول مین اختلاف نہین
کیونکہ وے تینون آیت ایک ہی جگہہ ہین ہر ایک کو آخر آیت کہہ سکتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا جس نے بولا آخر

آیت نازل ہوئی سو ربا کی آیت ہے اور جو بولا واتقوا یوما ہے وے دونون قول مین یون جمع کرسکتے ہین
کہ ربا کی آیتون کا خاتمہ کہ اتقوا یوما ہے کیونکہ ربا کی آیتون پر ہی معطوف ہی انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی عمر رضی اللہ
عنہ کے قول سے جسکو ابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہی ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
آخر دنون مین جو آیتین نازل ہوئین اُس مین یہہ آیت بھی ہے یہہ مراد نہین کہ اسکے بعد کوئی آیت نازل نہوئی
اُنکی روایت کا لفظ یون ہے خطبنا عمر فقال ان من آخر القرآن نزولا آیۃ الربا اس روایت مین لفظ من کا فایدہ
تبعیض کا بخشتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہہ آیت اِن آیتون مین ہے جو آخر نازل ہوئین وہی آخر آیت ہو سو نہین
وے روایتین جو آئین کہ وہ آیت نازل ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے دن کہ وفات پائے تابعین کے
اقوال ہین صحابی کی طرف اُنکی نسبت نہین کئے تو وے قابل حجت نہین علی الخصوص اختلاف کے وقت
اور ابن عباس سے جو فرمائے روایت کیا اُسکی سند مین کلبی ہے وہ متہم بہ کذب ہے حافظ عسقلانی نے براء رضی اللہ
عنہ کے قول مین اور ابن عباس کے قول مین جمع یون کیا ہی کہ وہ دونون آیت یعنی یستفتونک کی آیت اور ربا کی
آیت دونون باہم آخرین ہون تو ہر ایک پر صادق آتا ہی کہ وے دوسری آیتون کی بہ نسبت آخر نازل
ہوئین اور احتمال رکھتا ہی کہ یستفتونک کی آیت کو اخیر جو کہا بہ نسبت مواریث کے ہو بخلاف واتقوا یوما کی
آیت کے اور احتمال رکھتا ہی کہ بالعکس ہون یعنی واتقوا کی آیت بہ نسبت آیات ربا کی ہی بخلاف یستفتونک کی اور
بولا کہ اول ارجح ہے کیونکہ واتقوا یوما کی آیت مین اشارہ ہی وفات کی معنی کی طرف جو مستلزم ہے خاتمہ نزول کو
انتہی قمن یرجو کی آیت مین ابن کثیر نے اور ومن یقتل مومنا کی آیت مین سیوطی نے یون تاویل کئے ہین
کہ اِن آیتون کے بعد دوسری آیات جو اِن کو منسوخ کرین اور اون کے حکم کو پھیر دین نازل نہین ہوئین
بلکہ وے مثبت و محکم ہین انتہی امام احمد اور نسائی کی روایت کا لفظ اس تاویل کی تائید کرتا ہی وہ لفظ
یون ہے لقد نزلت فی آخر ما نزل ما نسخہا شی اور فاستجاب لکم کی آیت مین سیوطی نے یون کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ
عنہا کہے یا رسول اللہ مین دیکھتی ہون اللہ تعالی مردون کا ہی ذکر کرتا ہی عورتون کو یاد نہین کرتا تب
یہہ آیت ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض اور یہہ آیت ان المسلمین والمسلمات اور یہہ آیت فاستجاب لہم
نازل ہوئین تینون آیتون مین فاستجاب لہم کی آیت آخر نازل ہوئی اسی لحاظ سے کہے کہ وہ آخر آیت

تو نازل ہوئی یا یون ہے کہ آیتین اول جو مخصوص مردون کے حق مین نازل ہوئین تھین آخر عورتون کے حق مین جو نازل ہوئی سو یہہ
آیت ہو اور سیوطی فان تابوا کی آیت مین یون تاویل کیا ہو کہ وہ آیت سورہ کے اخیر کو نازل ہو بندہ عاصی کہتا ہو جو
لقد جاءکم کی آیت آخر مین نازل ہوئی کرکے ابی رضی اللہ عنہ جو کہے اس مین بھی یہہ تاویل ہوسکتی ہو بلکہ ابن ابی داؤد کی
روایت جو ابو العالیہ سے ہے اُسمین اس بات کی تصریح ہے اس کا لفظ یون ہو انہم لما جمعوا القرآن فی خلافۃ ابی بکر کان
الذی یملی علیہم ابی بن کعب فلما انتھوا من براۃ الی قولہ لا یفقھون ظنوا ان ھذا آخر ما نزل منہا فقال ابی بن کعب اقرأنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیتین بعد ہن لقد جاءکم رسول من انفسکم الی آخر السورۃ یعنی وے لوگ ابوبکر رضی اللہ
عنہ کی خلافت مین قرآن جب جمع کئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آیتین پڑھے تو اُسکو لکھتے تھے برات کے سورۃ مین
یفقھون کے پاس جب پہنچے تو سمجھے کہ اس سورہ کی وہ آخر آیت ہے جو نازل ہوئی تب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اس آیت کے بعد بھی دو آیت پڑھا ہین لقد جاءکم رسول آخر تک دیکھ یہہ لفظ صاف دلالت کرتا ہو کہ وہ اُس سورت
کی آخر آیت ہو اور امام الحرمین نے جو کہا قل لا اجد فیما اوحی الآیہ آخر آیت ہے اُسکی سند کتب حدیث مین نہین ملی لیکن امام شاید
اُسکی سند حدیث سے پایا سو کہا ابن الحصار نے انکے قول پر رد کیا ہو کہ وہ سورہ بالاتفاق مکی ہو اور اسمین کی یہہ آیت سورہ کے
بعد نازل ہوئی کرکر منقول نہین بلکہ اس آیت مین مشرکون کے ساتھ جھگڑا ہو تو وہ مکہ مین ہی ہوا تھا انتہی بندہ عاصی کہتا ہو سورہ
انعام اگرچہ مکہ مین نازل ہوا لیکن اُسکے چند آیتین مدینہ مین نازل ہوئین ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ثابت ہوا
کہ اسکے تین آیت مدینہ مین نازل ہوئے قل تعالوا اتل ما حرم علیکم اور اسکے بعد کے دو آیتین اُنکے سوائے بھی چند آیتین ہین
کہ وہ مدینہ مین نازل ہوین کرکے منقول ہو سو شاید یہہ آیت بھی مدینہ مین نازل ہوئی ہو ہم ابن الحصار کے قول کو مسلم رکھے کہ یہہ
تمام سورت مکہ مین ہی نازل ہوئی لیکن یہہ آیت شاید اس سورہ کی آخر آیت ہو جو مکہ مین نازل ہوئی واللہ اعلم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ ای ایمان والو جب معاملہ کرو تم
اودھار کا وعدۂ مقرر تک تو اُسکو لکھو یعنی اس دین کا تمسک لکھالو اللہ تعالی نے سود کو منع کیا سو سلم اور قرض لینا
کرکے اس آیت مین اذن دیا وعدۂ مقرر تک جو فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اگر وعدہ مجہول ہو مثلاً کھے زراعت کے کاٹنے تک تو صحیح نہین
اور لکھو کرکے اسواسطے حکم کیا تا بھول نہ جاوین اور انکار کے وقت حجت ہو یہہ لکھا بعضون کے پاس واجب ہے وہ قول عطا اور ابن جریج
اور نخعی کا ہے محمد بن جریر طبری نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہو اکثر علما کہتے ہین کہ وہ امر استحباب کیواسطے ہو بعضون نے کہے کتابت

امد گواہ اور رہن اول واجب تھا بعد وہ حکم فان آمن بعضکم بعضًا فلیؤ والذی اؤتمن امانتہ کی آیت سے منسوخ ہوا یہ قول
حسن اور شعبی اور حکم بن عتیبہ کا ہی اب لکھنے کی کیفیت بیان فرماتا ہی وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ
اور لکھ دیا چاہیئے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے یہ حکم کاتب کو ہے یعنی لکھنے والا مال مین اور وعدہ مین
شروط مین کچھ کم و زیادہ نہ لکھ دیوے یا حکم ہے معاملہ کرنے والون کو یعنی دین لینے والا اور دینے والا تمسک کسی دانا
متدین شخص کے ہاتھ سے لکھاوے تا ضرورت کیوقت وہ حجت ہووے وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ
اللّٰهُ اور کنارہ کشی نکرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اسکو اللہ نے یعنی جسکو لکھنا معلوم ہو تو وہ لکھنے سے کنارہ کشی
نکرے اس آیت سے بعضو نے کہا ہے لکھنے والے پر لکھ دینا واجب ہے ویسا ہی شاہد پر تحمل شہادت یعنی قبول شہادت واجب ہے
جب کسی نے کتابت اور تحمل شہادت واسطے اسکو جو لایق ہو طلب کرین تو ان پر وہ واجب ہے اور بعضون نے کہا کتابت
اور تحمل شہادت دونون اول فرض تھے بعد اسکو اللہ تعالی نے ولا یضار کاتب ولا شہید سے منسوخ کیا جمہور کا مذہب
یہہ ہے کہ یہہ امر استحباب کا ہے جبکہ اللہ تعالی نے اسکو لکھنا پڑھنا سکھایا اور دوسرون پر اسکو فضیلت دی تو اسکو مناسب
یہی ہے کہ بخل نکرے اور اپنے مسلمان بھائی کی حاجت بر لاوے تا اس نعمت کا شکر ادا ہو فَلْيَكْتُبْ سو وہ لکھے
وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ اور زبان سے بولتے جاوے جس پر حق دینا ہے یعنی جو قرض لیتا ہی اسکو ضرور ہے
اپنی زبان سے اسکی مقدار اور جنس و صفت کا اقرار کرے وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ اور ڈرے اللہ سے جو اپنا رب ہے
یعنے لکھنے والا اور بولنے والا دونون اللہ سے ڈرین کچھ فریب دغا کرین وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور نقصان نکرے
اس مین سے کچھ یعنی حق جو دینا ہے یا جو لکھتا ہی اس مین کچھ نقصان نکرے فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا
پھر جس شخص پر حق دینا ہے بیوقوف ہوگا بعضے کہتے ہین سفیہ سے ایسا جاہل جو کہ کے لکھا نہ سکے اور بعضے
کہتے ہین کہ سفیہ نابالغ سے مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے پاس سفیہ وہ جو بیجا مال خرچے اور اپنے دین کو
فاسد کرے أَوْ ضَعِيفًا یا ناتوان ہے یعنے بہت بوڑھا کہ جسکے حواس بجا نہین أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ
هُوَ یا طاقت نہین رکھتا وہ بول کے لکھانیکی مثلًا وہ گنگ ہی بول نہین سکتا ہی فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ تو
لکھاوے اسکا ولی انصاف سے ولی سے مراد وہ جو اسکے امور کا متکفل ہی باپ ہو یا وصی یا قیم جنکو اقرار مین نیابت ہوسکتی ہے
وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ اور شاہد کرو دو شاہد اپنے مردون مین یعنی شاہد بالغ حر مسلمان ہے

بچہ غلام کافر نہ ہو یہی ہے مذہب شافعی اور جمہور کا شریح اور ابن سیرین غلام کی شہادت جایز رکھے ہین اور ابوحنیفہ
کافر کے لیے کافر کی شہادت جایز رکھتے ہین فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ پھر اگر نہون وہ دونون شاہد مرد تو فَرَجُلٌ
وَّامْرَاَتٰنِ ایک مرد اور دو عورتین سب علما کا اتفاق ہے کہ مالی مقدمون مین ایک مرد اور دو عورت ہون تو انکی شہادت
قبول کرینگے مالی مقدمون کے سوا دوسرے مقدمون مین انکی شہادت مقبول ہے یا نہین اُس مین اختلاف ہے سفیان ثوری اور اہل حنفیہ
کہتے ہین عقوبتون کے سوا دوسرے تمام معاملون مین ایک مرد اور دو عورت کی شہادت مقبول ہے اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے
مالی مقدمون کے سوا دوسرے کوئی مقدمونمین عورتونکی شہادت مقبول نہین امام شافعی کا مذہب یہہ ہے کہ جن
مقدمون مین کہ اطلاع اکثر عورتون کو ہوتی ہے جیسے ولادت اور رضاعت اور بکارت اور ثیوبت اور انکے امثال مین شہادت
ایک مرد اور دو عورت کی یا فقط چار عورتونکی مقبول ہے اور سب فقہا کا اتفاق ہے کہ عقوبات اور حدود مین شہادت عورتونکی
ہرگز مقبول نہین مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ جنکو پسند رکھتے ہو شاہدون مین یعنی جن کی امانت و دینداری تمہارے
پسند ہو تو اُسکو شاہد رکھو شہادت کو قبول کرنیکے لئے سات چیزین شاہد مین ہونا شرط ہے اسلام اور حریت اور عقل اور
بلوغ اور عدالت اور مروت اور انتفاء تہمت کافر اور غلام اور مجنون اور نابالغ اور فاسق اور بےحیا اور متہم کی شہادت مقبول نہین
عدالت یہہ ہے کہ آدمی گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نکرے مروت کی معنی لغت مین آدمیت ہے فقہا مروت اُسکو
کہتے ہین کہ اُسوقت اس جگہہ اُسکے مثل کے لوگ کی ڈھنگ چال جیسی ہے ویسی اختیار کرنا تہمت وہ کہ شہادت دینے سے شاہد کو
نفع ہوتا ہے یا اُسکی کچھہ مضرت دفع ہوتی ہے یا جس پر شہادت دیتا ہے اُسکے ساتھہ دشمنی ہے یہہ مذہب شافعی کا ہے اُسکی تفصیل کتب
فقہ مین لکھی ہے عورتین دو ہونا کر کے جو شرط کیا اب اُسکا سبب بیان فرمایا اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا
الْاُخْرٰى کہ بھول جاوے ایک عورت تو یاد دلاوے اُسکو وہ دوسری عورتونکی طبیعت مین بھول غالب ہے اس لئے دو عورتین
ایک مرد کے قایم مقام کئے ایک بھول جاوے تو دوسری اُسکو یاد دلاوے وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور گناہ
نکرین شاہد جسوقت کہ بلائے جاوین شہادت کے تحمل کیواسطے یا اُسکو ادا کرنے کے لئے بلاوین تو انکار نکرنا لیکن تحمل شہادت
مستحب ہے اگر کوئی تحمل شہادت سے کنارہ کیا تو گناہ گار نہین ہوتا شہادت کا ادا کرنا واجب ہے جب ادا کرنیکے لئے بلاوین
اور وہ نہ ادا کرے تو فاسق ہوگا اور اُسکی شہادت مردود رہیگی وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ اور کاہلی نکرو اُسکے لکھنے سے
یعنی حق کو یا دین کو لکھ رکھنے مین سستی نکرو صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا چھوٹا ہو یا بڑا یعنی قرض تھوڑا ہو یا بہت اُسکو

لکھ رکھنا اِلٰٓی اَجَلِہٖ اُسکے وعدے تک یعنی لکھ رکھنا اُسوقت تک جو مدیونے اقرار کیا ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ
یہہ لکھ رکھنا خوب انصاف ہی اللہ کے یہان وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ اور پوری ستی ہی گواہی کو یعنی لکھاوٹ شہود کو
یاد دلاتی ہی اُسکو دیکھے تو شہادت درست ادا کرینگے وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اور بہت قریب ہے کہ تمکو شبہہ
نہ پڑنا کیونکہ تمسک کو جب دیکھینگے تو بیعون کی مقدار اور وعدے کے دن اور شہود کے نام سب معلوم ہوجاوینگے اِلَّآ اَنْ
تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا پھیر بدل کرتے ہو آپس مین
اُس مین وعدہ نہین تو فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا مضایقہ نہین تمپر اُسکو نہ لکھنا کتابت کا حکم جو پہلے
جو کیا تھا اُس سے اس صورت کو استثنا کیا یعنی دست بدست خرید و فروخت ہو تو اُس مین لکھاوٹ کی احتیاج نہین کیونکہ
اس قسم کا معاملہ لوگون مین بہت سا ہوتا ہی اگر اُس مین کتابت کی تکلیف دین تو لوگون پر بہت دشوار ہوگا اور اسمین
بھولنے اور مکر جانیکا اندیشہ بھی نہین وَاَشْھِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ اور شاہد رکھو جب خرید و فروخت کروگے
اس خرید و فروخت سے یا وہی تجارت روبرو کی ہی یا مطلق خرید و فروخت ہی اس تقدیر پر آیت مین تعمیم ہوئی بعد تخصیص کے
یہہ گواہی احتیاط کیلئے ہی جمہور کا مذہب یہہ ہے کہ گواہی کا حکم یہان استحبابا ہی اور بعضے کہتے ہین وجوبا ہی اور تھوڑے
یون کہتے ہین حکم وجوبا تھا لیکن منسوخ ہوا اُسکی ناسخ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُکُمْ بَعْضًا کی آیت ہی وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا
شَھِیْدٌ اور ضرر نہ پہنچاوے لکھنے والا اور نہ گواہ یعنی لکھنے والا کسی کے ضرر اور نقصان کا کام نہ کرے جیسے مال مین
یا وعدے مین کم و زیادتی کر دین یا کچھ شرطون کو چھوڑ دیوے یا بڑھا دیوے یا اس مین اجمال کر دیوے شاہد کا ضرر پہنچانا اس طرح سے
کہ شہادت ادا کرنے کیواسطے طلب کرین تو نہ آوے یا شہادت پوری ادا کرے یہہ معنی اُس تقدیر مین ہوگی کہ یضار کے لفظ کو
صیغہ معروف پر ہین اگر اُسکو مجہول ٹھہرادین تو معنی یون ہوگی ضرر نہ پہنچاوے کاتب اور شاہد کو یعنی بایع یا مشتری کام
نکرے جسمین کاتب کو یا شاہد کو نقصان ہو مثلا کاتب یا شاہد اپنے ضروری کامون مین مشغول ہین تو انکو کتابت اور شہادت
کیواسطے بجد ہووے یا کاتب کی اُجرت یا شاہد کی سواری کا خرچ نہ دیوے جب آیت دو وجہ کو محتمل ہوئی تو دونون معنی پر یعنی
یا ہر ایک پر حمل کر سکتے ہین وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌۢ بِکُمْ اور اگر ایسا ضرر کروگے تو وہ گناہ کا کام
ہے تمہارے لئے وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو اللہ سے وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ اور اللہ تمکو سکھاتا ہی یعنے اللہ تعالے تمہاری مصلحت
اور بھلائی کی بات تمکو سکھاتا ہی وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور اللہ سب چیز واقف ہے اس آیت کو دین کی آیت کہتے ہین

ثمن

اللہ تعالیٰ قرآن مین مطلب بہت اختصار سے فرماتا ہے لیکن اس جگہ تفصیل کیا اور کتابت کے واور شاہد رکھو کر کے تکرار کیا تا لوگو نکو ہوشیار کر دے کہ اپنے مال کی احتیاط کرین کیونکہ مال معاش و معاد کی مصلحتو نکا سبب ہوتا ہے دوسری بات یہہ ہے کہ لوگ تساہل کر کے ابتدائے معاملہ مین تمسک نہین لکھتے اور شاہد نہین رکھتے بعد دینے کے وقت اُنمین بحث ہوتی ہے اُسمین ناخوشی ہوجاتی ہے آخر حاکم کے پاس فریاد کرنیکی نوبت پہنچتی ہے جھوٹے شاہد بناتے ہین رشوت دیتے ہین جھوٹی قسم کرتے ہین سو ابتدا مین احتیاط نکرنا مسلمان بھائیون مین عداوت اور جھوٹی قسم کا سبب ہے حدیث مین آیا ہے جھوٹی قسم شہرونکو ویران کرتی ہے ان قباحتون پر نظر کرتے اللہ تعالیٰ نے مبالغہ سے کہدیا کہ پہلے ہی معاملہ کے وقت تمسک لکھے اور اُس پر دو معتبر گواہ کی گواہی لکھوائے تا آیندہ فساد نہو وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ اور اگر تم سفر مین ہو وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا اور نہ پاؤ لکھنے والا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ تو ہاتھ مین گرو رکھنی یعنی اگر تم مسافرت کے عالم مین ہو اور وہان کوئی لکھنے والا نہ ملے تو اعتماد کیواسطے گرو رکھا جائے ظاہر آیت کو دیکھتے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گرو رکھنا جایز نہین مگر سفر مین مجاہد اور ضحاک اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کہتے ہین حضر مین باوجود کاتب موجود رہتے رہن رکھنا جایز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین رہتے پر رہن رکھے امام احمد اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے اناج اُدھار لئے اور اسکے پاس اپنی لوہے کی بکتر گرو رکھے امام احمد اور بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین اپنی بکتر ایک یہودی کے پاس گرو رکھکے اپنے لوگون کے واسطے جو لئے بخاری کی ایک روایت مین ہے کہ جو تیس صاع تھے گر کے مذکور ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طبرانی اسکو ابن عباس سے بھی روایت کیے ہین ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن حجر عسقلانی نے صاحب الاقتراح سے نقل کیا ہے کہ وہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے احمد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو شہر بن حوشب سے اسما بنت یزید سے بھی روایت کیا ہے امام شافعی اور خطیب مبہمات مین اور بیہقی نے جعفر بن محمد کی طریق سے وہ اپنے باپ محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیے ہین اور یہودی کا نام ابو الشحم الظفری کر کے ذکر کیے ہین ان احادیث سے رہن رکھنا حضر مین جایز ہوا اور علما احادیث پر نظر کرتے آیت مین سفر کی قید لگائی کیونکہ اکثر سفر مین کاتب میسر نہین ہوتا وہ قید بطور شرط کے نہین اور مقبوضہ کے قید سے معلوم ہوا کہ رہن تمام نہوگا جب تک مرتہن یعنی گرو لینے والا اُس مرہون کو ہدست نکرے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو ادا کیا جائے جس پر اعتبار کیا اپنے پر کا دین یعنی پیسا دینے والا قرض مانگنے والے کو اعتباری آدمی سمجھ کے بن گرو کے پیسا قرض دیا تو مدیون جس پر حق ہے جس کو

داین اعتباری سمجھا تھا اپنے رب کی امانت یعنی قرض ادا کر دینا قرض کو امانت بولا کیونکہ دینے والا اُس قرض پر نہ وستاویز لیا نہ کچھ مال گرو رکھا مدیون اُس کا انکار کر نا ممکن تھا اس لئے اُس کا نام امانت رکھا وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور ڈرتا رہے اللہ سے جو اپنا رب ہے یعنی مدیون پر لازم ہے اللہ سے ڈر کے وعدہ ہونے ہی قرض ادا کرنا انکار نکرنا اور جھوٹے وعدے آج دیتا ہوں کل دیتا ہوں کر کے نہ کرنا یہہ حکم قرض خواہ کے حق مین بھی ہو سکتا ہے قرضخواہ نے جسقدر دیا ہے اُتنا ہی تقاضا کرنا زیادہ طلبی نہ کرنا خیانت کرنا اور حق کو مکرنا بہت بری بات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُسکے ادا کرنے کو بہت مبالغہ سے فرمایا پہلے امانت ادا کرنا کر کے امر کا صیغہ جو وجوب پر دلالت کرتا ہے لایا پھر اسی مضمون کی طرف اشارہ سے کہا اور اسکو بھی امر کے صیغہ سے لایا اور اللہ اور ربّ دونون لفظ ذکر کیا اب اللہ تعالیٰ شہود کو خطاب کرتا ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ اور تم نہ چھپاؤ گواہی کو یعنی شاہد کو شہادت دینے کے واسطے طلب کرین تو اُسکو شہادت کی کتمان جایز نہین کیونکہ وہ شہادت کی کتمان کریگا تو حقدار کا حق باطل ہو گا اسی واسطے اُسکے وعید کو مبالغے سے کہا وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ اور جو کوئی چھپاوے اُس شہادت کو تو گنہگار ہے دل اُسکا اس جگہہ اللہ صاحب نے وہ شخص گنہگار ہے کر کے نہ کہا بلکہ اُسکا دل گنہگار ہے فرمایا مبالغہ کیواسطے اور اشارہ کرنے کو کہ یہہ کام بہت بڑا ہے اُسکا گناہ دلکو گھیرتا ہے سبب اُسکا یہہ ہے شہادت کو چھپانا زبان سے تعلق نہین رکھتا شہادت دل مین رہتی ہے دل چھپانے کا محل پڑا ہے اس لئے دلکی طرف نسبت کیا فعل جس عضو سے ہوتا ہے اُس عضو کی طرف نسبت کرنا بہت بلاغت رکھتا ہے چنانچہ کہتے ہین اُسکو اپنے آنکھون سے دیکھا ہون اپنے کان سے سنا ہون اپنے دل سے دیا ہون دوسرا سبب یہہ ہے دل تمام اعضا کا بادشاہ ہے اور اعضا اُسکے رعیت ہین جب دل درست رہا تو تمام اعضا بھی درست رہینگے اور دل فاسد ہوا تو تمام اعضا بھی فاسد ہو جاوینگے جب گناہ نے دل کو گھیر لیا تو تمام اعضا کو بھی گھیر لیگا طبرانی نے کبیر مین اور اوسط مین ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی کو شہادت ادا کرنیکے واسطے بلوا دین اور وہ اُسکو چھپایا تو گویا اُسنے جھوٹی گواہی دی اُسکی سند مین عبد اللہ بن صالح کاتب اللیث ہے اُسکو بعضون نے توثیق کیا ہے اور بعضے ضعیف کہتے ہین بخاری اُسکی حدیث کو متابعات مین لے آتا ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ اور اللہ تمھارے کئے کو جانتا ہے یعنے جھوٹی شہادت دین یا شہادت چھپا دین سبکو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس جملے مین بھی چھپانے والے کو وعید ہے لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ع

اللہ کا ہی جو کچھ ہے آسمان و زمین مین سبکا مالک سبکا خالق وہی ہے وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ
تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ اور اگر تم ظاہر کروگے اپنے جی کی بات یا چھپاؤگے حساب لیگا تم سے اللہ
فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ پھر بخشیگا جسکو چاہے وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ اور عذاب کریگا جسکو چاہے وَاللَّهُ عَلَىٰ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اس آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دلمین جو بات آتی ہے
اور قلب پر گناہ جو خطور کرتا ہے انپر بھی مواخذہ ہونا حالانکہ اسکا دفع بندہ کے مقدور مین نہین اس سے لازم آتا ہے کہ
ایسی تکلیف جو طاقت بشری سے خارج ہو دیا ہو اسکو تکلیف مالا یطاق کہتے ہین ایسی تکلیف دینا جایز نہین اسکی دفع کی خاطر
چند جواب دیئے ہین بعضے کہتے یہہ آیت مخصوص ہے اسکے خصوص مین بھی کئی طرح سے کلام کئے ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت
بھی کتمان شہادت کے مقدمہ مین ہے اور پہلی آیت کے ساتھ متصل ہے اسکی معنی یون ہے ای شاہدو تمہاری دل مین
جو بات ہے شہادت کو ظاہر کرنا یا پوشیدہ رکھنا اسپر تم سے اللہ تعالیٰ محاسبہ لیگا اس قول کو ابن جریر اور ابن
المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مقسم کی طریق سے جو مولی ابن عباس کا تھا یون ہی روایت کئے ہین عکرمہ سے بھی
ایسا ہی مروی ہے لیکن یہہ قول ضعیف ہے کیونکہ یہہ آیت اگرچہ شہود کے مقدمہ کے بعد وارد ہے پر لفظ اُسکا
عموم پر دلالت کرتا ہے اسکو شہود کی طرف پھیرنے کی کچھ وجہ نہین کیونکہ لفظ کے عموم کو اعتبار ہے نہ خصوص سبب کو
مقاتل کہتا ہے یہہ آیت انکے شان مین نازل ہوئی جو دل مین کافرون کی دوستی رکھتے تھے تب معنی یون ہوگی
ای لوگو کافرونکی دوستی جو تمہارے دلومین ہے اسکو تم علانیہ کرو یا پوشیدہ اللہ تمسے محاسبہ لیگا مجاہد کہتا ہے یہہ آیت یقین و شک کے مقدمہ
مین ہے یعنی تم ایمان کے مقدمہ مین یقین ظاہر کرتے ہو اور دل مین شک رکھتے ہو اسپر اللہ محاسبہ لیگا پہلے قول پر جو اعتراض ہوا ان دونون
قول پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے بعضے کہتے دلمین خطرات جو آتے ہین دو طور پر ہوا کرتے ہین ایک خاطرہ جو بیخواستہ دل مین آتا ہے یہہ خطرہ معاف ہے
چنانچہ اسکا بیان آیندہ آیت مین آتا ہے دوسرا یہہ ہے کہ آدمی اسکے کرنے پر مستعد ہوتا ہے پر بسبب عوارض کے
وہ حرکت اُس سے وجود مین نہین آتی اس قسم کی بات جو پوشیدہ رہتی ہے اُسپر اللہ محاسبہ لیگا اکثر مفسرین
کہتے ہین کہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے اور اعتراض کے دفع کے لئے چند وجہ کہتے ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت
منسوخ ہے بعد کی آیت سے یہہ قول علی اور ابن مسعود اور ابوہریرہ کا ہے اور ابن عباس کا بھی صحیح قول
یہی ہے اور عائشہ سے بھی ایک روایت ہے اور محمد بن سیرین اور محمد بن کعب قرظی اور قتادہ اور کلبی بھی

ہی کہتے ہین امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن جریر طبری اور ابن حاتم نے ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی اللہ ما فی السموات وما فی
الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شیٔ
قدیر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر نہایت شاق ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے دوزانو
بیٹھے اور عرض کیئے یا رسول اللہ جن تکلیفون کی ہم طاقت رکھتے تھے نازل ہوین جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ تو ہم
قبول کیئے اب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ہم اسکی طاقت نہین رکھتے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اول کے اہل کتاب جو کہے تھے سمعنا وعصینا یعنی ہم سنے اور اسکو نہین مانتے کیا تم بھی ویسا ہی کہتے ہو بلکہ یون کہو
سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یعنی ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہیئے ای رب ہمارے اور
تجھی تک رجوع ہے جب لوگ اسکو پڑھے اور انکی زبان رام ہوئے اللہ تعالی اسکے پیچھے آمن الرسول کی آیت نازل
کیا جب اسکو قبول کیئے تب اللہ تعالی اس آیت کو نسخ کیا اور یہہ آیت نازل کیا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا الآیہ جب
وہ کہے تو اللہ تعالی فرمایا بہتر ہے امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم
اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ جب ان تبدوا ما فی
انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی آیت نازل ہوئی صحابہ کے دل پر اتنا غم ہوا کہ کسی چیز سے اتنا غم نہوا تھا پھر
آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سمعنا واطعنا وسلمنا پھر
اللہ تعالی نے انکے دلون مین ایمان کو مضبوط کیا اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت
ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا کی آیت نازل کیا اور اللہ تعالی نے فرمایا مین نے ویسا ہی کیا ربنا ولا
تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا اللہ تعالی فرمایا مین نے اسکو کیا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اللہ
تعالی نے فرمایا مین نے کیا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا الآیہ اللہ تعالی نے کہا مین نے کیا عبد بن حمید اور ترمذی
علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ جب وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی آیت نازل
ہوئی ہم مغموم ہوئے تب لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کی آیت نازل کرکے اسکو
منسوخ کیا سعید بن منصور اور ابن جریر اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ صحابہ لینا

قبل تعاجب لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت کی آیت نازل ہوئی آگے کی آیت کو نسخ کی آبن جریر نے قتادہ کی
طریق سے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہو کہ لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت کی آیت اس آیت کو نسخ کی
بخاری نے مروان الاصفر سے اُسنے ایک صحابی سے روایت کیا ہو کہ اس آیت کو یعنی ان تبدوا ما فی انفسکم
او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کو اُسکے بعد کی آیت منسوخ کی بخاری کی ایک طریق مین اس صحابی کا نام ابن عمر کرکے
آیا دوسری ایک طریق مین مذکور ہے کہ مجھے گمان ہے کہ وہ صحابی ابن عمر ہو حافظ عسقلانی نے کہا اپنے کو گمان
ہے کرکے کون کہتا ہی سو مجھکو معلوم نہین ہوا یہہ صحابی ابن عمر رہنے مین مجکو توقف ہے کیونکہ ابن عمر کو اس آیت
کے منسوخ ہونے کی اطلاع نہین تھی چنانچہ امام احمد نے مجاہد کی طریق سے روایت کیا ہی کہے مین ابن عمر کے پاس تھا
اُنھو نے یہہ آیت پڑھی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور رو دئے مین نے ابن عباس کے
نزدیک آکے انکو اِس کا ذکر کیا ابن عباس کہے یہہ جب نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو نہایت
غم ہوا اور عرض کئے یا رسول اللہ ہم ہلاک ہوئے ہمارے دل ہمارے ہاتھ مین نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تم کہو سمعنا واطعنا پھر اسکو یہہ آیت نسخ کی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا آور طبری نے باسناد صحیح زہری سے روایت
کیا ہے اُسنے کہا مین نے سعید بن مرجانہ سے سنا اُسنے کہا کہ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اُنھو نے یہہ آیت
پڑھی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور کہے واللہ اگر ہمکو اللہ تعالی اس بات پر مواخذہ کرے
تو ہم ہلاک ہونگے بعد اتنا روئے کہ انکے رونے کا آواز سنے سعید نے کہا مین اُنکے پاس سے اٹھکے ابن عباس رضی اللہ
عنہما کے پاس آیا اور ابن عمر کی بات اُنسے بولا ابن عباس کہے اللہ تعالی ابو عبد الرحمن کو بخشے میری عمر کی قسم
یہہ آیت جب نازل ہوئی تو مسلمانون کو غم ہوا جیسا ابن عمر کو ہوا تب اللہ تعالی نے نازل کیا لا یکلف اللہ نفسا
الا وسعھا حافظ عسقلانی کہتا ہے شاید ابن عمر کو وہ قصہ معلوم نتھا بعد جب اطلاع ہوئی کہے کہ وہ آیت منسوخ
ہوئی اِس آیت کے منسوخ ہونے پر بعضے اعتراض کئے ہین کہ یہہ آیت خبر ہے اخبار مین نسخ نہین آتا ہی نسخ ہوگا
مگر اُس مین جو وہ امر یا نہی ہو اِس اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ یہہ آیت اگرچہ خبر ہے لیکن حکم کو
متضمن ہے جو اخبار حکم کو متضمن ہو تو نسخ کا اُس مین داخل ہونا ممکن ہے جیسے دوسرے احکام مین داخل ہوتا ہے
نسخ داخل نہین ہوتا سو خبر وہ ہے جو خبر محض ہو اور حکم کو متضمن نہو جیسے گذشتہ امتون کی اخبار طبری نے

اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس جگہ نسخ سے شدت جو اس آیت مین تھی سو زایل ہونا مراد ہے اور محاسبہ اگرچہ ہو مگر مواخذہ نہ ہو گا حافظ عسقلانی نے یون جواب دیا ہے کہ شاید نسخ سے تخصیص مراد ہو کیونکہ متقدمین تخصیص پر نسخ کا اطلاق کرتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے یہہ جواب دو تو آیت کا مرجع قول اول کی طرف ہو تا ہے اور طبری کے قول کا مرجع اب آتی سو تاویل کی طرف ہوتا ہے بعضے کہتے ہین آیت منسوخ نہین لیکن عامل ہے پھر اسکے تاویل مین اختلاف کئے ہین بعضے کہتے ہین اللہ تعالی بما کسبت قلوبکم جو فرمایا اس سے دل کا کسب کرنا ثابت ہوا سو اللہ کا کوئی بندہ نہین جو اپنے اعضا سے کوئی حرکت کرتا ہے یا دل مین کچھ خطرے آتا ہے مگر اسکو اللہ تعالی اس بات کی خبر دیگا اور اس کا محاسبہ لیگا بعد جسکو چاہے بخش دیگا جسکو چاہے عذاب دیگا حسن بصری سے یون ہی منقول ہوا ہے بعضے کہتے ہین اس آیت کی معنی یون ہے بندے جو جو عمل کرتے ہین اور انکے دلون مین جو جو خطرے آتے ہین خواہ علانیہ ہو خواہ مخفی سب کا محاسبہ اللہ تعالی لیگا لیکن جو خطرہ دل مین آیا تھا اور اسکو عمل مین نہین لائے ہین تو اسکا بدلا دنیا مین ہی سختی اور مصیبتون سے ہو گا یہی مراد ہے بی بی عایشہ کی جو اس کو ابو داؤد طیالسی اور امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین امیہ بنت عبد اللہ سے روایت کئے ہین وہ کہی ہین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے ان آیتون کا وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ و من یعمل سوءا یجز بہ کا مقصود پوچھی بی بی عایشہ کہے جب سے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مطلب پوچھی ہون اب تک کوئی میرے سے نہین پوچھا تھا اس سے تب اور نکبت وغیرہ مصیبتین ہین جو اللہ تعالی کے غصہ اور عتاب کے سبب سے بندہ کو پہنچتے ہین یہانتک کہ کچھ پونجی اپنے پیرہن کی آستین مین رکھتا ہے اور اسکو بھول کے گھبراتا ہے بعد اسکو اپنے جیب مین ہی پاتا ہے پھر انکے پہنچنے سے بندہ اپنے گناہون سے نکلتا ہے جیسا سونا بوتے مین گل کے خالص ہو نکلتا ہے اور سعید بن منصور اور ابن جریر ضحاک کی طریق سے روایت کئے ہین کہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی معنی مین کہے آدمی نے گناہ کا ارادہ رکھا پر اسکو کیا نہین تو اللہ تعالی اس کے بدلے مین جسقدر گناہ خطرہ کی تھی اس مقدار اسکو غم اور درد دیتا ہے یعنے دنیا مین محاسبہ یہی ہے

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مانا رسول نے جو کچھ اترا اسکو اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانون نے یعنے قرآن اور احکام جو اترے اسکو رسول نے مانا اور مسلمانون نے بھی اسکی تصدیق کی کُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ

وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکے فرشتون پر اور کتابون پر اور رسولون پر لا
نفرق بین احد من رسلہ ہم جدا نہین کرتے کسی کو اسکے رسولون مین اللہ صاحب اس آیت مین عقائد کی
ضروری باتین ذکر کیا ایمان کا اصول فرمادیا کہ وہ اللہ پر اور فرشتون پر اور ملائکہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر
ایمان لانا ہے اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ وہ ایک ہے اسکا کوئی ساجھی نہین اور نہ اسکے مثل وہ زندہ ہے عالم قادر سمیع
بصیر متکلم جو چاہے سو کرے ملائکہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ وے موجود ہین گناہ نہین کرتے اللہ کے حکم کا خلاف نہین کرتے
کتابون پر ایمان لانا یہ کہ وے حق ہین اور سچ اللہ کے پاس سے انبیا پر اتری ہین انکی وحی ہونے مین کچھ شک نہین اور قرآن جو محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا سچ ہے رسولون پر ایمان لانا یہ ہے کہ وے اللہ کے معصوم بندے ہین خلق کی ہدایت کیواسطے اللہ تعالی نے
انکو بھیجا ہم انمین فرق نہین کرتے جیسے یہود و نصاری فرق کرتے ہین یہود عیسی اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام پر ایمان نہین لاتے
نصاری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہین بلکہ ہم سبھون پر ایمان لاتے ہین اس بات سے انبیا کے درمیان تفضیل نہونا
لازم نہین آتا بلکہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض کے نص سے تفضیل ثابت ہوئی وقالوا سمعنا واطعنا اور بولے یعنی مومنین
ہمنے سنی اسکی بات اور مانا تیرا حکم غفرانک ربنا ای رب ہمارے ہم مانگتے ہین تیری بخشش والیک المصیر م
اور تجھی تک رجوع ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اللہ تکلیف نہین دیتا کسی کو مگر جو اسکی گنجایش ہے لہا ما کسبت اسی کو
ملتا ہے جو کمایا وعلیہا ما اکتسبت اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا ربنا لا تؤاخذنا ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو ان نسینا او اخطأنا
اگر ہم بھولین یا چوکین یہان اللہ تعالے نے اپنے مومن بندون کو دعا مانگنے کی راہ بتلائی کہ تم ایسا کہا کرو ربنا لا تؤاخذنا الآیۃ ربنا
ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ای رب ہمارے اور نہ رکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہمسے اگلون پر
یعنی یہود پر کیونکہ انکے یہان قتل کے بدلے قتل ہی تھا دیت نہین تھی اور زکاۃ مین چوتھا حصہ مال کا دینا کپڑے کو نجاست لگی تو پھاڑ ڈالنا جب کوئی
گناہ کرتا تو اسکے دروازہ پر گناہ لکھا جاتا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ ای رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہمسے جسکی طاقت ہمکو نہین یعنی
جس اعمال کے کرنیکی ہمکو طاقت نہین ویسی اعمال کی تکلیف مت دے عمل کی طاقت نہونا دو طور پر ہے ایک جسکے کرنیکی طاقت بندہ کی مقدور نہین
جیسے اندھے کو دیکھنے کی تکلیف دین اور لنجے کو چلنے کی اس قسم کی تکلیف اللہ تعالی کبھی نہین دیتا ہے دوسرا طور یہ ہے کہ اسکی کرنیکی طاقت بندہ کو ہے
لیکن اسمین بہت مشقت ہے جیسے پچاس نماز فرض ہونا اس قسم کی تکلیف ابتداء اسلام مین تھی اسی قسم کی تکلیف مت دے کرکے مومنین نے
دعا مانگی واعف عنا اور درگذر کر ہمسے یعنی ہم گناہ کرین تو اسکو عفو کر واغفر لنا اور بخش ہمکو یعنی ہم گناہ کرین تو ہمکو اس

بخش دے ہمکو فضیحت نکر وَارْحَمْنَا اور رحم کر ہمپر اَنْتَ مَوْلٰنَا تو ہمارا صاحب ہے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
سو مدد کر ہماری کافروں کی قوم پر یہان ایک اشکال ہے وہ یہہ ہے کہ بھول کے یا خطا سے کچھ فعل کرے تو اس پر مواخذہ نہین ابن ماجہ اور
ابن حبان اور حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ
وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ یعنی اللہ تعالی درگذرا میری امت کی خطا اور نسیان سے اور وہ کام جو جبر سے کیا جاوے جب خطا اور نسیان معاف ہو تو
معافی اُنسے مانگنے کا کیا سبب اسکا جواب یہ ہے خطا اور نسیان دو طور پر ہوتے ہین ایک یہہ کہ اس آدمی کی غفلت اختیار کرنے سے وہ خطا سرزد ہوئی
دوسرا غفلت اختیار نہین کیا لیکن اس سے چوک ہو گئی معافی چاہتے ہین اس سے جو اسکے قصور اور تغافل کی سبب سرزد ہوتی ہے کلبی نے
کہا ہے بنی اسرائیل خطا یا نسیان سے کچھ کام کر بیٹھتے تو ان سے مواخذہ ہوتا تھا اور انپر کوئی کھانے پینے کی چیز اس گناہ کی برائی کی مقدار حرام
ہوتی تھی اللہ تعالی نے مہر سے مومنوں کو فرمایا کہ اس سے مواخذہ نہونا کر کے دعا مانگو بخاری اور مسلم وغیرہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے من قرأ الآیتین من اخر سورۃ البقرۃ فی لیلۃ کفتاہ یعنی جس نے سورہ بقرہ کے اخیر کی دو آیتین
شبکو پڑھین تو اسکو بس ہین یعنی دوسری آیتین پڑھنے کی احتیاج نہین یا وے آیتین پڑھین تو نماز تہجد پڑھنے کی احتیاج نہین مسلم نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسری کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تئین سدرۃ المنتہی تک لیگئے
اور تین چیز دئے ایک تو پانچ نمازین دوسرا سورہ بقرہ کے اخیر کی آیتین تیسرا آپکی امت سے جسنے اللہ کا شریک کسیکو نہ ٹھہراوے تو اسکے
گناہ کبیرہ بخش دئے ترمذی وغیرہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے
آسمان اور زمین پیدا کرنیکے دو ہزار برس آگے ایک کتاب لکھا اسمین سے دو آیت نازل کر کے سورہ بقرہ کو ختم کیا وے دونون
آیتین تین رات جس گھر مین پڑھینگے تو اس گھر کے پاس شیطان نہ آویگا حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے امام احمد وغیرہ حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورۃ البقر کے اخر کی یہہ آیتین مجھکو ایک گنج سے دئے جو زیر عرش
ہے میرے آگے کے کسی نبی کو وے آیتین مرحمت نہین ہوئین سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے مسلم اور ترمذی اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اپنے گھرونکو قبر نہ کیجیو جس گھر مین سورۂ بقرہ پڑھا کرین تو شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے اس
حدیث مین جو آیا گھرونکو قبر نکیجیو اس سے مراد یہہ ہے نفل نماز گھرونمین پڑھا کرو نماز وہان نہ پڑھنے سے انکو قبرستان کی مانند نہ چھوڑو ابن حبان اپنی صحیح مین
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر چیز کو سنام یعنی بلندی ہے قرآن کی سنام سورہ بقرہ ہے جو شخص
کسی وقت شب کو انکو اپنے گھر مین پڑھے تو تین رات شیطان اس گھر مین نہ آویگا اور جو دن کے وقت پڑھے تو تین دن شیطان اس گھر مین نہ آویگا۔

سُورَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ

یہ آل عمران کی سورت ہی مدینہ مین اتری اسکی دو سو آیتین ہین خطیب شربینی نے لکھا اس سورت مین تین ہزار چار سو اسی کلمہ ہین انکے حروف چودھا ہزار پانسو بیس ہین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ یہ حروف مقطعات ہین سورہ بقرہ کی تفسیر مین ہم لکہ آئے ہین کہ یہ حروف اسرار آلہی ہین اسکی معنی اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا ہی اس قول کو اکثر علما اختیار کئے ہین اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم ایسا ہی کہے ہین قاضی ناصرالدین بیضاوی کہا یہ حروف اسرار آلہی ہین اللہ تعالی کے سوا کوئی اسکی معانی نہین جانتا اس سے شاید یہہ مراد ہی کہ یہ الفاظ اللہ تعالی کے اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اسرار اور رموز ہین کہ جن سے غیر کو سمجھانیکا قصد نہین ہے یہہ تاویل کئے کسواسطے کہ جو لفظ مفید نہو اس سے خطاب کرنا بعید ہے اور بعضے انکی معنی کرتے تھے لیکن اسمین بڑا اختلاف ہی ہمنے اس اختلاف کو وہان نہین لکھا تھا یہان اُسکا کچھ ذکر کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ وے اسمار آلہی کے سرنامے ہین الف لفظ اللہ کا سرنامہ ہے اور لام لطیف کا اور میم مجید کا بعضے کہتے ہین الف سے اللہ لام سے اُسکا لطیف میم سے ملک مراد ہے بعضے کہے الم کی معنی انا اللہ اعلم یعنی مین اللہ ہون بہت جاننے والا بعضے کہے ہین الف سی اللہ لام سے جبریل میم سے محمد یعنی قرآن اللہ تعالی کی طرف سے جبریل کی زبان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا بعضے کہتے ہین ان حروف مین بعضے لوگون کی مدت و بقا کی طرف اشارہ ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اس سورت کو جب یہود نے سنا تو کہے ہم تمھارے دین مین کیسے داخل ہون تمھاری مدت اکہتر برس کی ہے کسواسطے کہ ابجد کے حساب سے الف کا ایک عدد ہی لام کے تیس میم کے چالیس پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے انکے سوا اور بھی لفظین ہین المص الر المر یہہ سُنکے یہود کہے اب تم خلط کرے ہم کسکو شمار کرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُنکے قول کو قبول کرکے دوسرے حروف کو بیان فرمانا دلیل ہی کہ اس سے کچھ حساب مراد ہے بعضے کہتے ہین وے اللہ کے نامون کے مقطعات ہین اگر کوئی شخص اسکو ملانا جانتے تو اللہ تعالی کا اسم اعظم جانتا جیسے الر حم ن انکو جمع کرین تو الرحمن ہوتا ہی مگر ان سبکو ہم جمع کرنے نہین جانتے بعضے کہتے ہین وے قرآن کے نام ہین بعضے کہتے ہین وے سورتون کے نام ہین بعضے کہتے ہین وے حروف ہین اللہ تعالی نے بطور قسم کے انکو ذکر کیا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اللہ اسکے سوا کسی کی بندگی نہین چاہتا ہی سب کا تھامنے والا الحی القیوم کو

بعضے اللہ کا اسم اعظم کہتے ہیں اور بعضے فقط اللہ کو اور بعضے اس مجموع کو یعنے اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم کو اسم
اعظم کہتے ہیں اُس کی تعیین میں اختلاف بہت سا ہو مفسرین کہتے ہیں نجران کے نصاریٰ کی جماعت ج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اُنکے احوال میں یہہ آیت نازل ہوئی وے ساٹھ سوار تھے اُنمیں
چودہ آدمی بہت عمدہ تھے اُن عمدون میں تین شخص پر قافلہ کا مدار تھا ایک کا نام عبد المسیح اسکو لقب
عاقب تھا یہہ قافلہ سالار تھا اسکے بے حکم کچھ نہیں کرتے تھے دوسریکا نام ایہم عرف سید تھا قافلہ کا خانساماں
تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ وہ انکا اسقف اور عالم تھا روم کے سلاطین اسکی بہت تعظیم کیا کرتے غرض نبی صلی اللہ علیہ
وسلم عصر کی نماز میں تھے وے مسجد نبوی میں آئے اُنکے بدن پر حبرہ کے جبے اور چادریں تھیں بالحارث بن کعب کے
قبیلے والے مردوں کی مانند وے خوبصورت تھے انکو دیکھنے والے کہتے ایسی جماعت کبھی نہ آئی انکی نماز کا وقت
جب آیا مسجد نبوی میں نماز کیواسطے کھڑے ہوے لوگ ممانعت کرنا چاہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے چھوڑ دو پھر مشرق کی طرف منہ
کرکے نماز پڑھی بعدہ سید اور عاقب دونوں آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو فرمائے
اسلام لاؤ وے کہے ہم اول سے اسلام لائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم جھوٹ کہتے ہو اللہ تعالیٰ کا فرزند ٹھہرانا اور صلیب کی پرستش
اور سور کا گوشت کھانا تمہارے اسلام کے مانع ہیں وے جھگڑنے لگے اور کہے عیسیٰ ابن اللہ نہو تو پھر انکا باپ کون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لڑکا اپنے
باپ سے شبیہ ہوتا سو تم جانتے ہو یا نہیں کہے ہاں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے عیسیٰ موت کو
چاکھیگا سو تم جانتے ہو یا نہیں کہے ہاں فرمائے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حافظ ہے اور سبکو رزق دیتا ہی سو تمکو معلوم
ہے یا نہیں کہے ہاں فرمائے کیا عیسیٰ کو بھی یہہ کام کرنے کی قدرت ہی یا نہیں تو کہے نہیں فرمائے اللہ تعالیٰ نے
ماں کی رحم میں عیسیٰ کی صورت بنائی اور پروردگار کھانا پیتا نہیں سو جانتے ہو یا نہیں کہے ہاں فرمائے عورتیں
جیسی حاملہ ہوتیں اور جنتیں ہیں عیسیٰ کی ماں انکو ویساہی جنی بعدہ بچے دودھ جیسا پیتے ہیں ویسا پیا بعدہ کھاتا
پیتا تھا قضاء حاجت کرتا تھا سو جانتے ہو یا نہیں کہے ہاں فرمائے جب عیسیٰ یوں ہوا تو وہ خدا کاہی کو ہوگا
جب وے چپکے ہو رہے اسی پر اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران اسّی پر چند آیتیں نازل کیا اور فرمایا الم اللہ لا الہ الا ہو
یعنے اللہ کی معرفت میں نصاریٰ جو تکرار کرتے ہیں خدا کی شان تو یہہ ہے کہ اسکے سواہی دوسرا کوئی الہ نہیں
مستحق عبادت کا وہی ہے دوسرے بندگی لایق نہیں تم کیونکر اُسکا فرزند ٹھہراتے ہو بعدہ فرمایا الحی القیوم

حی اللہ کی ایک صفت ہے اُسکی معنی ہمیشہ رہنے والا جسکو کبھی موت نہین قیوم وہ جو اپنی ذات سے قایم رہے اور تمام مخلوقات کی تدبیر کرے نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اتاری تجھ پر کتاب راستی سے یعنی محمدؐ پر قرآن کو جو نازل کیا دلالت مین راست اور اخبار مین سچ ہی مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ سچ کرتی اگلی کتابکو بین یدیہ کی اصل معنی اپنے ہاتون کے بیچ روبرو جو چیز ہو تو ہاتون کے بیچ ہوا کرتی ہے اس لئے جو چیز کسی چیز پر مقدم ہو تو اُسکو بین یدیہ کہنے لگے یعنی قرآن نے اگلی کتابون کا سچا پن ثابت کیا وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ اور اتارا توریت اور انجیل کو اُس سے پہلے هُدًى لِّلنَّاسِ لوگون کی ہدایت کو یعنی قرآن نازل کرنے کے آگے توریت اور انجیل لوگون کی ہدایت کے خاطر نازل کیا اِس جگہ ناس سے موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی قوم مراد ہین معلوم ہو عرب کے محاورہ مین انزل کا لفظ باب افعال سے اُس مقام مین مستعمل ہوتا ہے کہ ایک چیز ایک ہی دفعہ نازل ہو نزل کا لفظ باب تفعیل سے اس جگہہ جو ایک چیز بدفعات نازل ہو کیونکہ تفعیل کا صیغہ تکرار کو چاہتا ہی اسی سبب سے قرآن کو نزل بولا اور توریت و انجیل کو انزل کہا بعضے کہتے ہین قرآن لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر ایک ہی دفعہ مین نازل ہوا پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا تئیس سال کے عرصہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اِس جہت سے قرآن کی شان مین انزل اور نزل دونون کہہ سکتے ہین جب انزل کہے تو اس سے پہلا نزول ارادہ کرتے ہین اور جب نزل کہے تو دوسرا نزول یہہ جو فرق ہم نے بیان کیا نظر کرنے غالب استعمال کے ہی کہین اسکے برخلاف بھی مستعمل ہوتا ہی وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ اور اتارا فرقان اس جگہ فرقان سے کتابین مراد ہین جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہین اِس تقدیر پر اس جملہ کو تینون کتاب کے بعد ذکر کرنا اسلئے کہ تا اُنکے سوا دوسری جو کتابین ہین سبکو شامل ہووے گویا یون کہا وانزل سایر ما یفرق بین الحق والباطل یعنے اور نازل کیا باقی کتابین جو فرق کرتی ہین حق و باطل کے درمیان بعضے کہتے ہین فرقان سے قرآن شریف مراد ہے اُسکو پہلے ذکر کرکے پھر دوسری بار اُسکی نعت ذکر کیا مدح اور تعظیم کے خاطر اور اُسکی فضیلت معلوم ہونے کے لئے کیونکہ قرآن وحی اور کلام الٰہی ہونے مین دوسرے آسمانی کتابون کا شریک ہوا اور ایک صفت زاید ہوئی کہ وہ معجزہ ہوا حق و باطل مین فرق کرنے والا بعضے کہتے ہین فرقان سے مراد زبور ہے یہہ بات بعید ہی کیونکہ زبور مین فقط دعائین اور مواعظ ہین کچھ شرعی احکام مذکور نہین فرقان اُسکی صفت ہو نہین سکتی امام فخرالدین رازی نے

کہا ہے فرقان سے مراد وہ معجزے ہین جنکو کتابونکے ساتھ دیا تاکہ انبیا کے اور جھوٹون کے درمیان فرق کرین

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ مقرر جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سے

اُنکو سخت عذاب ہے آیات سے مراد قرآن وغیرہ کتب اور تمام معجزے مراد ہین وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا مجرم کے تئین سخت سزا دینے کو انتقام کہتے ہین یعنی اللہ تعالیٰ منکر کو سخت

عذاب دیگا کہ کوئی اُسکے مثل عذاب دینے پر قادر نہین اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا

فِي السَّمَاۗءِ اللہ اس پر چھپی نہین کوئی چیز زمین مین اور نہ آسمان مین هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ

كَيْفَ يَشَاۗءُ وہی تمھارا نقشہ بناتا ہو مان کے پیٹ مین جسطرح چاہے یعنی مرد یا عورت گورا یا کالا خوبصورت

یا بدصورت پوری خلقت یا ناقص غرض کروڑہا آدمی پیدا کرتا ہو اور اُن مین تفاوت ہوتا ہو پہلی آیت

اللہ تعالیٰ کے حی یعنی زندہ ہونیکی گویا دلیل تھی یہہ آیت قیوم ہونیکی دلیل ہے اور بچہ کا نقشہ پیٹ مین بنانا

اُسکی کمال علم و قدرت کی دلیل ہے اور اس آیت مین بجز ان کے نصاریٰ پر رد ہو وے عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے

اور اس پر چند باتون کی دلیل گذرانتے ایک علم کیونکہ عیسیٰ غیب کی باتون کی خبر دیتے تھے دوسری قدرت

کیونکہ عیسیٰ مردون کو زندہ کرتے تھے اور اندھے کنگ کو درست کرتے تھے اُنکے رد مین گویا یون فرمایا

کہ اللہ کی تو شان یہہ ہے کہ اسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین غیب کی چند باتون کی خبر دینا عیسیٰ کی الوہیت

پر دلالت نہین کرتا کیونکہ وہ باتین وحی سے معلوم ہوئی تھین لیکن عیسیٰ کا علم سب باتون پر محیط نہ تھا قطعا

دلالت کرتا ہو کہ عیسیٰ خدا نہین تھا حاصل یہہ ہے کہ غیب کی بعضی چیزونکا علم ہونا الوہیت پر دلالت نہین کرتا

پر بعضے چیزون کا جہل عدم الوہیت پر قطعًا دلالت کرتا ہو عیسیٰ علیہ السلام کو غیب کے سب باتونکا علم نہین

تھا وہ قطعًا خدا نہین سب چیزون کو اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی نہین جانتا سو سب مسلمانون کو معلوم

ہے لیکن اس مقام مین نصاریٰ پر رد ہو اس لئے ہم انہون کی کتابون سے اس دلیل کے مقدمون کو ثابت کرتے ہین

اخبار الایام کے دوسرے سفر کے چھٹوین باب کی تیسوین سطر مین لکھا ہے یا اللہ انکی نماز کی آواز آسمان

پر سے تو ہی سنتا اور اُنکے گناہون کو تو ہی بخشتا ہو اور ہر ایک کی دل کی پوری خبر رکھتا ہو اسکے دلمین جو ہے

اُسکو تو ہی جانتا ہو اسکی سب روش کے مطابق بدلا دیجیے اس لیئے کہ سارے بنی آدم کے دلون کو تو ہی فقط جانتا ہے

اس فقرے سے ثابت ہوا کہ دل کی خبر فقط اللہ تعالیٰ کے سوا کسیکو معلوم نہین عیسی کو سب چیزون کی خبر نہونا
انجیل سے ثابت ہے متی کی انجیل کے تیسرے باب کی سولہوین سطر مین ہے عیسی جب اصطباغ پاچکا فی الفور پانی سے
نکلکر اوپر آیا کہ ناگاہ اسپر آسمان کے دروازہ کھل گئے اور اوسنے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتی اور اپنے
اوپر آتی دیکھا اس فقرے سے معلوم ہوا کہ عیسی کو پیش اصطباغ پانے کے علم نہین تھا مرقس کی انجیل کے تیرھوین
باب کی بتیسوین سطر مین لکھا ہے اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ
بیٹا کوئی نہین جانتا یاد رکھئے اس کلام مین عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ کو باپ اور اپنے تین بیٹا کہنا متشابہات الفاظ سے ہے
انکی تاویل سے نصاری جاہل ہوکر عیسی علیہ السلام کو خدا اور خدا کا فرزند کہتے ہین متی کی انجیل کے اکیسوین باب کی
اٹھارہوین سطر مین لکھا ہے مسیح صبح کو شہر مین آنے لگا تو اُسے بھوک لگی تب وہ انجیر کا ایک درخت راہ مین دیکھکر
آیا لیکن پتون کے سوا اس پر کچھ نپایا تب بولا قیامت تک تجھ مین پھل نہ لگے ان فقرون سے عیسی کو غیب کے سب باتین
معلوم نہونا ثابت ہوا جب غیب کے سب باتین اسکو معلوم نہون تو اُسکا خدا نہونا ثابت ہوا اور قدرت کی شان
یہہ کہ ایک قطرۂ منی سے رحم مین ایسی نادر صورت نہایت صنعت سے بناتا ہی عیسی اللہ کے حکم سے کسی کو زندہ کرتے تو
اُنکی الوہیت پر دلالت نکریگا سب پر عیان ہے کہ زندگی اور موت کو پیدا کرنے کی قدرت امین نہین تھی
یہہ قدرت حاصل نہونا انکے عدم الوہیت پر دلالت کرتا ہی نصاری کو ان دو شبہون کے سوا اکثر دو شبہے تھے
ایک تو یہہ کہ مسلمان کہتے ہین عیسی بن باپ کے پیدا ہوا انسان سے انکا باپ جب کوئی نہو تو معلوم ہوا کہ وہ ابن اللہ
ہے اسکا جواب یہہ فرمایا کہ اللہ تعالی جس طرح چاہے اسطرح کا نقشہ رحم مین بناتا ہے بن نطفے باپ کے صورت رحم مین
بنادیا قدرت سے اُسکے کچھ بعید نہین لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ کسی کی بندگی نہین اُسکے سوا وہ زبردست حکمت والا
کلمہ توحید کو مکرر فرمایا رد مین اُنکے جو تثلیث کے قایل تھے کیونکہ نصاری کی جو جماعت آئی تھی اُنمین کے بعضے عیسی کو
الٰہ سمجھتے تھے اور بعضے ابن اللہ کہتے تھے اور بعضے تین مین کا تیسرا جانتے تھے دوسرا شبہہ اُس جماعت کا یہہ تھا
کہ تم عیسیٰ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتے ہو یہہ دلالت کرتا ہی کہ وہ ابن اللہ ہی اُسکا جواب یا یون کہا کہ یہہ الزام
لفظی ہے لفظ احتمال رکھتا ہی حقیقت اور مجاز کا جس لفظ کا ظاہر دلیل عقلی کا مخالف ہو تو وہ لفظ متشابہات مین
ہے اس کی تاویل کرنی ضرور ہے اسی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وہی ہی جسنے اتارا تجہ پر کتاب اُسین بعضی آیتین محکم ہین وسے
جسڑ ہین کتاب کی علیک کا خطاب بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی محکم کی معنی یہہ ہے کہ اُسکی عبارت واضح ہی کچھ تاویل
کا احتمال نہین رکہتی مقصود وہ صاف دلالت کرتی ہی شبہے کا محل نہین ام الکتاب ہین یعنی اصل اور جڑ ہین احکام
کا مدار انہین پر ہے اور حلال وحرام مین انہین پر عمل ہی اور متشابہات کو انہین کی طرف پہیرتے ہین وَاُخَرُ
مُتَشٰبِهٰتٌ اور دوسری آیتین ہین متشابہہ یعنی اُسکا لفظ کئی طرف جاتا ہی مقصود صاف معلوم نہین ہوتا
اس جگہ ایک اشکال ہی کہ اللہ تعالی اس ایت مین فرمایا قرآن کے بعضی آیتین محکم ہین اور بعضی متشابہ اور سورہٗ
زمر مین فرمایا اللہ انزل احسن الحدیث کتابا متشابہا یعنی اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس مین متشابہ اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ سب متشابہ ہین اور سورہٗ ہود مین کہا الٓر کتاب احکمت آیاتہ یعنی یہہ کتاب ہی محکم ہین اُسکی آیتین
یہہ دلالت کرتی ہے کہ وہ سب محکم ہین اس اشکال کا جواب یون ہے کہ سب محکم ہین جو فرمایا اس سے مراد
یہہ ہے کہ وے سب حق ہین اور سچ اسمین کچھ عبث اور ہزل نہین اور سب متشابہ ہین جو فرمایا اس سے مراد یہہ
حسن اور راستی مین ایک آیت دوسری آیت سے شباہت رکہتی ہے اس جگہ بعضی محکم اور بعض متشابہہ ہین جو فرمایا
اس سے مراد یہہ ہے کہ بعضے لفظونکی معنی واضح ہے وہ محکم ہے اور بعضی لفظون کی معنی واضح نہین وہ متشابہ ہے
اُسکی تفصیل یہہ ہے کہ لفظ جو معنی پر دلالت کرتا ہی اس معنی کے سوا دوسری معنی کا احتمال رکہتا ہی یا نہین
اگر دوسری معنی کا احتمال نہ رکہتا ہو تو اُسکو نص کہتے ہین اگر دوسری معنی کا احتمال رکہتا ہی لیکن ان دو معنی سے ایک
معنی پر بقوت دلالت کرتا ہی اور دوسرے پر بقوت نہین سو جس معنی پر بقوت دلالت کرتا ہی اُس کی نسبت
ظاہر کہتے ہین اور جس معنی پر بقوت نہین دلالت کرتا ہی اُسکی نسبت مؤول کہتے ہین اگر دو معنی کا احتمال رکہتا ہی اور
دونون احتمال برابر ہین ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین تو اُسکو مجمل کہتے ہین اس بیان سے لفظ کے چار قسم ہے نص ظاہر مجمل
مؤول جو نص یا ظاہر ہو تو اُسکو محکم کہتے ہین اور جو مجمل یا مؤول ہو تو اُسکو متشابہ کہتے ہین اصول فقہ والون کے پاس
محکم و متشابہ کے یہی معنی ہین اس جگہ یہی معنی مقصود ہے کرکے امام فخرالدین رازی وغیرہ ترجیح دئے ہین بعضے کہتے
ہین اس جگہ محکم سے مراد وہ جسکا مقصود معلوم رہے اگرچہ بتاویل ہو متشابہ وہ ہے جسکو اللہ تعالی اُسکے سوائے
دوسرا کوئی نہین جانتا جیسے قیامت آنے کا وقت اور دجال نکلنے کا روز اور سورتون کے شروع کے حروف مقطعات

محکم کی معنی

متشابہ کی معنی

نص ظاہر مؤول مجمل کی تفصیل

اسکے سوا کئی اور چند قول ہین تطویل کے اندیشے سے انکو ترک کیا یہان اور ایک اشکال کرتے ہین اسکی تقریر یہہ ہے قرآن تو دین کے احکام کو بیان کرنے اور بندونکو ہدایت اور راہ بتلانے کو نازل ہوا ضرور تھا کہ سب محکم ہی رہے متشابہ نازل ہونیسے کیا فایدہ اس اشکال کا جواب یہہ ہے کہ فصحاے عربکا کلام دو طور پر تھا ایک تو واضح اور صریح بیان کردیا جسکا مطلب سامع پر مخفی نرہے دوسری طور مجاز اور کنایات اور اشارے اور رمزین ذکر کرنا اس قسم کا کلام ہی عربونکے پاس مستحسن تھا اللہ تعالی نے دونون طور کا کلام فرما دیا تا اسکا مثل کسی قسم کا ہو لانے سے عاجز ہو دین دوسرا جواب متشابہ ذکر کیا تا علما کی فضیلت معلوم ہو اور علم حاصل کرنیکے واسطے سعی کرین اور قرآن کی معنی معلوم کرنیکے لیے کوشش کرین تا انکو زیادہ ثواب ملے فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ سو جنکے دلون مین کجی ہے یا شک ہے یہہ کجی والے وہی نجران کے نصاری ہین جو مسیح ابن اللہ ہونے پر روح کے لفظ سے دلیل لائے تھے بعضے کہتے ہین وہ یہود ہین سورہ بقرہ مین الم نازل ہوا سو سنکے آئے اور کہے ان حروف مین اشارت ہے تمہاری امت کے بقا کا ابجد کے حساب سے الف کا ایک لام کے تیس میم کے چالیس تو معلوم ہوا تمہاری امت اکہتر برس رہیگی بعد المص الر المر سنکے کہے ہمپر اشتباہ ہوا بعضے کہتے ہین وہ منافق ہین بعضے کہتے ہین تمام بدمذہب والے مراد ہین امام احمد وغیرہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے خوارج ہین فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ سو وے پیروی کرتے ہین اس کتاب سے اسکی جو متشابہ ہے یعنے ظاہر لفظ کو پکڑ لیتے ہین یا باطل تاویل ٹھہراتے ہین اَبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ تلاش کرنے گمراہی یعنی وے متشابہات سے تمسک کرکے لوگون کو شک مین ڈالتے ہین اور دین سے پھرانا چاہتے ہین فتنہ سے اس جگہ شرک اور کفر مراد ہے یا مطلق گمراہی وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ اور تلاش کرنے انکی تفسیر یعنے وے متشابہات کی پیروی بہی اس جہت سے کرتے ہین کہ اسکی معنی اپنے مدعا کے برابر کرے تاویل کی معنی لغت مین بیان کرنا ایسی طور پر کہ جس سے بات بدلجاوے یہان مراد تفسیر ہے اردو کے مترجم نے اسکا ترجمہ کل ہٹھانی کیا ہے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ انکی تفسیر کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے یعنی انکی معنی اللہ ہی کو معلوم ہے وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ اور مضبوط علم والے کہتے ہین اسپر ہم ایمان لائے راسخون فی العلم وے علما ہین جو اپنے دین کی باتین ایسا مضبوط کیئے ہین کہ انکو شک نہین ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی انس اور ابوامام

اور واثلہ بن الاسقع اور ابو الدردا رضی اللہ عنہم سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
راسخین فی العلم وسے ہین جن کی قسم راست ہو اور زبان سچی اور دل مستقیم اور وے اپنے شکم اور فرج کو حرام سے
نگاہ رکھتے ہین بعضے کہتے ہین راسخون فی العلم وے ہین جنکو علم کے ساتھ اور چار چیز حاصل ہون خوف الٰہی اور تواضع
اور زہد اور مجاہدہ نفس علما کو اس آیت کی ترکیب مین اختلاف ہے بعضے مفسرین کہتے ہین والراسخون کا لفظ
عطف ہے ماقبل پر اور یقولون کا جملہ حال ہے اس تقدیر پر یون معنی ہوتے ہین متشابہ کی تاویل اللہ جانتا ہے اور علما
راسخ بھی جانتے ہین جانے پر بھی کہا کرتے ہین ہم اس پر ایمان لائے مجاہد اور ربیع بن انس کا یہی قول ہے اور ابن عباس
سے بھی ایک روایت ہے اکثر متکلمین اسی قول کو اختیار کئے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین اسی قول کو اختیار کیا اور بولا
وہی اصح ہے کیونکہ کسیکو جس بات کی معرفت نہو اس بات سے خطاب کرنا بعید ہے زمخشری نے کشاف مین کہا یہی قول
اوجہ ہے ابن حاجب نے کہا وہی اظہر ہے اکثر مفسرین کہتے ہین وما یعلم تاویلہ الا اللہ کے پاس کلام تمام ہوا اور والراسخون
فی العلم سے علاحدہ جملہ شروع ہوا اس تقدیر پر معنے یون ہووینگے متشابہ کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا اور علما
راسخین آمنا کہتے ہین یعنی اسکی معنی مین خوض نہین کرتے یہہ قول اکثر صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا ہے ابن عباس کی
اصح روایت بھی یہی ہے سیوطی نے کہا اکثر اہل سنت جماعت کا یہی قول ہے امام فخر الدین رازی نے کہا شافعیہ پاس یہی
قول مختار ہے ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے قرآن کی تفسیر چار وجہ پر ہے ایک وہ
تفسیر ہے جسکا جہل کسیکو نہین ایک وہ تفسیر ہے جسکو عرب اپنے زبان کے محاورہ سے جانتے ہین ایک وہ تفسیر ہے جسکو علما
جانتے ہین ایک وہ تفسیر ہے جسکو اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا انتہی اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بعضی آیتون کی تاویل اللہ تعالی کے
سوا کسیکو معلوم نہین جیسے قیامت وغیرہ پہلے قول والے اسپر اعتراض جو کرتے ہین کہ جس بات کا علم نہو اس بات
سے خطاب کرنا بعید ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ متشابہ سے محض ایمان لانا منظور ہو تو جہل اسکی معنی سے ضرر نہین دیتا
ظاہر آیت بھی اسی قول پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے متشابہات سے تمسک کرنے والون کی مذمت اور
راسخین کا جو آمنا بہ کہتے ہین مدح کی اور سورہ بقرہ مین فرمایا فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم سو اگر
راسخین کو اس کا علم ہوتا تو ایمان لانے مین کچھ مدح نہوتی کیونکہ تفصیل جب معلوم ہووے البتہ اس پر ایمان لاویگا
کل من عند ربنا سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے یعنی محکم اور متشابہ سبکو اللہ تعالی ہی اتارا ہے

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ پند نہیں لیتے مگر عقلمند یہہ جملہ تعریف ہے راسخین کے فرمایا رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا اے رب ہمارے نہ پھیر ہمارے دل ہدایت دیچکے بعد یہہ راسخین کا مقولہ ہے اللہ نے اسکو
نقل کیا یعنی راسخین کہتے ہین ہمکو تو جب اپنے دین کی راہ بتایا اور محکم پر عمل اور متشابہ پر ایمان لانیکی توفیق دیچکا تو
اب ہمکو اس راہ سے نہ پھیر مخصوص دلکو نہ پھیر کرکے فرمایا کیونکہ دل جسد مین بمنزلہ بادشاہ کے ہے جو بگڑے اور آباد اور نیتون
کا محل وہی ہے جو ہے تمام اعضا اُسکے تابع ہین اُسکی درستی سو سب اعضا بھی درست ہوتے ہین بخاری اور مسلم بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرزند آدم کا دل اللہ کی دو انگلیون
مین ہے چاہے تو اسکو راست رکھے چاہے تو پھیر دیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابن جریر اور طبرانی اور
ابن مردویہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہہ دعا فرمایا کرتے یا مقلب القلوب
ثبت قلبی علی دینک اے دلون کے پھیرنے والے میرے دلکو اپنے دین پر ثابت رکھ مین نے عرض کی یا رسول اللہ دل کیا
پھر جاتا ہے تو فرمائے جتنے بنی آدم ہین سبھون کے دل اللہ کی دو انگلیون مین ہین اگر اللہ چاہئے تو اُسکو راست رکھے
چاہے تو اُسکو پھیر دیوے سو ہم اپنے پروردگار سے سوال کرتے ہین کہ ہمارے دلون کو ہدایت کیے بعد نہ پھیرے اور سوال کرتے ہین
کہ اپنی رحمت ہمکو بخشے اللہ بہت بخشش والا ہے مین نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کچھ دعا سکھا دیتا اپنے خاطر دعا کیا کرون
تو فرمائے کہ اللهم رب النبی محمد اغفر لی ذنبی واذهب غيظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن ما احييتنی یعنی یا اللہ رب نبی
محمد کے میرا گناہ بخش دے میرے دل کا غصہ نکال اور جب تک مجھے زندہ رکھیگا گمراہی کے فتنون سے مجھے پناہ دے ان حدیثون مین
دل اللہ کی انگلیون مین ہے کرکے جو آیا متشابہات سے ہے علما سلف اسکی کچھ تاویل نہین کرتے اور کہتے ہین ہم اس لفظ
پر ایمان لاتے ہین اس سے مراد کیا ہے سو اللہ کو معلوم اور متکلمین کہتے ہین ظاہر لفظ کی معنی تو بن نہین سکتی معلوم ہوا کہ
مجاز ہے مراد اس سے تصرف اور قدرت ہے یعنی سب کے دل اللہ کی قدرت و اختیار مین ہین جدھر چاہے اُدھر پھیرے
جیسے کسی کی دو انگلیون مین کچھ چیز ہو تو پھیرتا ہے وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اور دے ہمکو اپنے
پاس سے مہربانی یعنی تو ہمکو توفیق دے اور ایمان پر ثابت رکھ یا گناہون کو بخش إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ بیشک
تو ہی ہے سب دینے والا اسمین دلیل ہے کہ ہدایت اور ضلالت دونون اللہ ہی کی طرف سے ہین اور بندون کو نعمتین جو
دیتا ہے مہربانی سے دیتا ہے اُسپر کوئی چیز واجب نہین رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ

حدیث کا لفظ یون ہے نسأل اللہ ربنا ان لا یزیغ قلوبنا بعد اذ هدانا ونسأله ان یهب لنا من لدنه رحمة انه هو الوهاب

اے رب ہمارے تو جمع کرنے والا ہے لوگون کو ایک دن جس مین کچھ شبہہ نہین یعنی جزا دینے کے لئے تو ایک دن سبکو جمع
کریگا وہ دن روز قیامت ہے کہ جسکا آنا یقین ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بیشک اللہ خلاف نہین کرتا
وعدہ یہہ جملہ یا اللہ تعالی کی طرف سے ہے یا تتمہ ہے راسخین کے کلام کا گویا جب وے لوگ بھی گمراہی سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے
اور ہدایت ورحمت کے آرزومند ہوے تو کہے اِس سوال سے ہماری غرض دنیا کی مصلحتین نہین ہین کیونکہ اسکو بقا نہین
اس سے ہمارا مقصود اصلی آخرت کی درستی ہے ہمکو معلوم ہے تو جزا دینے کے خاطر لوگون کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا
تیرا وعدہ سچ ہے جو گمراہی اختیار کرے تو وہ وہان عذاب مین گرفتار ہوگا جسکو توفیق وہدایت دیگا اور اپنی
مہر اُس پر رکھیگا تو اُسکو وہان راحت وآرام ملیگا اِس توجیہہ پر سابق کے کلام کے دیکھتے انک لاتخلف المیعاد
کہنا تھا لیکن اسلوب کو بدل کے ان اللہ کہا کیونکہ یہہ مقام ڈر اور اندیشے کا تھا اسمین حشر ونشر وعذاب کا ذکر تھا
اسلئے اللہ تعالی کو اسکے خاص نام سے ذکر کیا اسلوب جدا علم بلاغت مین اسکو التفات کہتے ہین جبائی وغیرہ معتزلہ
اِس آیت سے دلیل لیتے ہین کہ گناہ گارون کے حق مین جو وعید وارد ہوی ہے اُسکا ہونا لازم ہے عفو جایز نہین وے
اپنی دلیل کی تقریر یون کرتے ہین کہ سورہ اعراف مین آیا ہے قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا
یعنی ہم پا چکے جو ہمکو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو تمنے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق اس آیت سے معلوم ہوا کہ وعید کو بھی وعدہ کہتے ہین اور وعد ومیعاد
دونون کا ایک ہی معنی ہے اس آیت مین اللہ تعالی خبر دیا کہ وعدے کو خلاف نہین کرتا تو ثابت ہو وعید جو فاسق کے
حق مین ہے اسکا بھی خلاف نہین کرتا جب وعدے کے خلاف کرے تو عذاب دینا بھی لازم ہوا اِسکا جواب یہہ ہے اللہ تعالی
کے حق مین وعید جو کیا وہ مطلق نہین بلکہ وہ مشروط ہے عفو نہ کرنے پر جیسے وعید مشروط ہے عدم توبہ پر تم جدی دلیل سے
عدم توبہ کی شرط جیسا ثابت کرتے ہو ہم بھی جدی دلیل سے عدم عفو کی شرط ثابت کرتے ہین دوسرا جواب یہہ ہے کہ تم جو کہتے ہو
وعدے کے حکم مین وعید بھی داخل ہے سو ہم اسکو قبول نہین کرتے بلکہ احسان کا وعدہ جو ہے اُسکو وعد ومیعاد کہتے ہین عقوبت
کا وعدہ جو ہو اسکو وعید کہینگے فہل وجدتم ما وعد ربکم کی آیت سے جو تم دلیل لیتے ہو تمہاری دلیل تمام نہین ہوتی کیونکہ
اسمین وعید کی جگہہ مین وعد کا لفظ کھجانے کے لئے کہا ہو جیسے بشر کا لفظ عذاب مین فرمایا فبشرہم بعذاب الیم اسکو
اہل بلاغت تحکم کہتے ہین تیسرا جواب یہہ ہے وعدے کا خلاف کرنا نیکون کے لئے ہے بدون کی وعید کی خاطر نہین
کیونکہ وعدے کا خلاف کرنا بدی ہے وعید کا خلاف کرنا بد نہین بلکہ مدح اور کرم پر دلالت کرتا ہے اللہ تعالی مومنین کی

ع ۱۰

دعا اور انکا تضرع ذکر کیا اب فرعون کا حال بیان فرماتا ہو اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ منکر ہین یہہ سب کافرون
کے لئے عام ہے بعضے کہتے ہین اس سے بنی قریظہ اور بنی نضیر مراد ہین بعضے کہتے ہین نجران کے نصاریٰ مراد ہین
بندہ عاصی کہتا ہے اگرچہ آیت کسی کی شان مین مخصوص نازل ہوئی لیکن لفظ جب عام ہوتا ہے تو اسی کا اعتبار ہے
خصوص سبب کا اعتبار نہین لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ہرگز کام نہ آوینگے انکو انکے
مال اور نہ انکی اولاد اللہ کے آگے کچھ یعنی یہہ چیزین اللہ کے عذاب کے آڑے نہ ہونگے وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ
اور وے وہی ہین چپٹیان دوزخ کی كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اس
آیت کی دو ترکیب ہین ایک یہہ ہے کداب آل فرعون محذوف مبتدا کی خبر ہو اور یہہ جملہ مستانفہ ہو تقدیر یون ہے
دابہم فی ذالک کداب آل فرعون اب معنی یون ہوگی انکی عادت ہے جیسی فرعون والون کی عادت یعنی ان کافرون
کی عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب مین اور حق کے منکر ہونے مین فرعون کی قوم کی سی ہے کیونکہ وے
موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور فرعون کی تصدیق کئے تھے دوسری ترکیب کداب آل فرعون قبل کی آیت سے متعلق ہے
اسوقت معنی یون ہوگی وے دوزخ کی چپٹیان ہونگی جیسے فرعون والے دوزخ کے چپٹیان ہوے اور والذین من
قبلہم کا جملہ یا عطف ہے آل فرعون پر اور کذبوا بآیاتنا کا جملہ اپنے ماقبل کا بیان ہے یا والذین جملہ مستانفہ ہوکے
مبتدا ہے اور کذبوا بآیاتنا اسکی خبر ہے پہلی تقدیر پر معنی یون ہوگی اور جیسی عادت انکی جو انسے پہلے تھے یعنے
گذشتہ امتون کی کہا جیسے عاد و ثمود وغیرہ ہماری آیتین جو رسول لائے تھے انکو جھٹلائے تو انکو انکے مال و اولاد کچھ
کام نہ آئے دوسری تقدیر پر معنی یون ہوگی اور جو امتین انکے آگے تھین وے بھی ہماری آیتین جھٹلائین فَاَخَذَهُمُ
اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پھر پکڑا انکو اللہ نے انکے گناہون پر یعنی انکی تکذیب کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے انکو عذاب دیا وَاللّٰهُ
شَدِیْدُ الْعِقَابِ اور اللہ کی مار سخت ہے قُلْ تو کہہ اے محمد لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ان کافرون کو اس آیت کے
نازل ہونیکا سبب ابن اسحق اور ابن جریر اور بیہقی دلائل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے
ہین کہ بدر کے جنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح اور کافرون کی شکست ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ کو تشریف لائے بعد یہود کو بنی قینقاع کے بازار مین جمع کئے اور فرمائے ای یہود کی جماعت قریش پر جو
مصیبت گذری تم پر ویسی مصیبت آنیکے آگے ہی ایمان لاؤ یہہ دیکھے تم قریش کے ناتجربہ کار لوگ پر جنکو لڑائی کرنا

مسلمو تمہارا فتح یاب ہونیسے مغرور نہونا واللہ ہم سے مقابلہ کروگے تو سمجھوگے کہ ہم ہی مرد ہین تب اللہ تعالی نے نازل کیا اے محمد تو یہود کو کہہ سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ اب تم مغلوب ہوگے یعنی ہانکے جاؤگے دوزخ کو یعنی دنیا مین تو مغلوب ہوگے اور آخرت مین دوزخ کو جاؤگے یہہ غیب کی بات تھی جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دئیے پھر آپکے کہنے کے موجب ظہور مین آیا بنی نضیر کو جلاوطن کئے اور بنی قریظہ کو قتل کئے اور خیبر فتح ہوئی یہود ذلیل ہوکے جزیہ دینا قبول کئے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور کیا برا بچھونا ہے وہ دوزخ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا اور ہوچکا تمکو ایک نمونہ دو فوجون مین جو بھڑی تھیں اس آیت کا خطاب کفار قریش کو ہے بعضے کہتے ہین یہود کو بعضے کہتے ہین مومنون کو دو فوجون مین مقابلہ ہوا سو وہ بدر کا روز ہے یعنی بدر کے جنگکے روز دونون فوجون مین جب مقابلہ ہوا اسمین تمکو ایک معجزہ جو میری بات کی سچائی پر یعنی مومنون کو فتح ہوگی کرکے جو کہا تھا موجود ہوا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ مین یعنی اللہ کی طاعت اور اوسکے حکم پر اس فوج سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہین جو تین سو تیرہ آدمی تھے امین مہاجرین کے ستہتر مرد اور انصار کے دوسو چھتیس شخص تھا جرون کا جھنڈا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس فوج مین ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد بن عمرو کا اور ایک گھوڑا مرثد بن ابی مرثد کا لشکر مین بکتر پوش چھے شخص تھے اور آٹھ شخص کے پاس تلوارین تھین وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسری کافر یعنی دوسری فوج کافرون کی تھی جنگ کرتی تھی شیطان کی راہ مین یہ لوگ مکہ کے مشرک ہین ان مین جنگی لوگ نو سو پچاس تھے انکے رئیس ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے انکے سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے کے سوا رتمام بکتر پوش تھے یہہ پہلا جنگ تھا جس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لائے يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ یہہ دیکھتے تھے انکو اپنے دوبرابر رَأْيَ الْعَيْنِ آنکھ سے دیکھنے مین یرونہم کے لفظ مین دو قرأت ہین نافع اور ابو جعفر اور یعقوب ترونہم پڑھتے ہین تاء مثناۃ فوقانیہ سے اس قرأت پر خطاب انہین کو ہے جنکو قد کان لکم سے خطاب کیا تھا یعنی مشرکین یا یہود یا مومنین یہود کو خطاب کرنیکا سبب یہ کہتے ہین کہ بدر کے جنگ مین شکست کسکو ہوتی ہے سو چند یہود دیکھنے آئے تھے سو انہون نے اپنی آنکھون سے دیکھے کہ مشرک دوبرابر باوجود اسکے بھی مسلمانون کی فتح ہوئی تو اس مین معجزہ ہوا دوسری قرأت

اسکو یرونہم یا ئے تحتانیہ سے پڑھتے ہین اس قراءۃ کی توجیہ مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین دیکھنے والے مسلمان ہین ایس قول پر آیت مین دو تاویلین ہین پہلی تاویل یہہ ہے کا فر جتنے تھے وے سب مسلمانون کو دیکھتے تھے اِس معنی پہ اعتراض ہوتا ہے کہ مشرک تین برابر تھے پھر دو برابر کیسا کہا اسکا جواب یون کہے ہین کہ عربون کے محاورہ مین کبھی تین برابر ہون تو بھی اُسکو مثلین کہتے ہین جیسے کسی شخص کے پاس ایک درہم رہتا ہو تو وہ کہتا ہے انا احتاج الی مثلی ہذا الدرہم یعنے مجھکو اسکے دو برابر ضرور ہین یعنی اُس ایک درہم کے سوا اَور دو درہم چاہئے دوسری تاویل یہہ ہے کہ کافر اگرچہ تین برابر تھے لیکن مسلمان اُنکو اپنے دو برابر دیکھتے تھے اللہ تعالی نے مسلمانون کی آنکھ مین اُنکو کم نمود کیا مسلمانون کو دکھتا تھا کہ سے چھ سو چھبیس ہین بعد اُس سے بھی کم ہو کے نمود ہو کے چنانچہ ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے بدر کے روز ہم مشرکون کو دیکھے کہ ہم سے دو برابر تھے بعدہ دیکھے تو ہمارے برابر دکھنے لگے ایک شخص بھی ہم سے زاید نہوگا بغوی کی روایت مین آیا ہے پھر ہم دیکھے تو ہم سے بھی کم دکھنے لگے یہان تک اپنے بازو والے کو مین نے کہا کہ وے ستر آدمی ہوویگے اُس نے کہا سو ہوویگے اسی تاویل کو بغوی نے ترجیح دی ہے بعضے کہتے ہین دیکھنے والے مشرک ہین یعنی مشرک مسلمانون کو دیکھتے تھے کہ اپنے دو برابر ہین جنگ کرنے کے قبل اللہ تعالی نے مسلمانون کو کافر کے آنکھ مین کم نمود کیا تا مشرک دلیر ہو کے جنگ پر مستعد ہون چنانچہ اس آیت مین فرمایا واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینہم پھر جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمانون کو اُنکی آنکھ مین دوچند کرکے نمود کیا سیوطی نے کہا کہ یہہ دونون توجیہ ضعیف ہین تحقیق یہہ ہے کہ یرونہم کی قراءت پر بھی دیکھنے والے یہود ہین کیونکہ سابق کی آیت مین انہین کو خطاب تھا چنانچہ ترونہم کی قراءت بھی اسی کو تائید کرتی ہے یہہ قاری یرونہم غایب کے صیغے سے جو پڑھتے ہین سو التفات ہے اور یرونہم مین ہم کی ضمیر مشرکین کی طرف راجع ہے اور مثلیہم کی ضمیر مومنین کی طرف انتہی اب معنی یون ہوگی یہود مشرکون کو دیکھتے تھے کہ وے مسلمانون سے دوچند ہین آنکھ کے دیکھنے یعنے اُنکو دو برابر دیکھنا ظاہر اور عیان تھا وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جسکو چاہے فتح و نصرت لشکر کی کثرت پر نہین اللہ تعالی کی مدد چاہئے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ بیشک اُس مین یعنی اِس نصرت مین جو مذکور ہوئی یا لشکر دو برابر دکھنے مین پند ہے آنکھون والون کو یعنی عقلمندون کو کہ جنکے دل کی آنکھ روشن ہے اور اِسمین پند یہہ ہے کہ اُسکو دیکھ کے ایمان لاویں زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ

چھایا ہی لوگون کو مزہ کی محبت یہہ رچھا ہوا الا اہل سنت این اللہ تعالی ہی کیونکہ بندونکے افعال کا خالق وہی ہے
پھر یہہ رچھانا یا بندونکی آزمایش کے لیے ہی اسپر دلیل اللہ تعالی نے سورہ کہف مین جو فرمایا ہی اناجعلنا ما علی الارض
زینۃ لہا لنبلوہم یعنے ہمنے رکھا جو زمین پر ہے اُسکی زینت تا ہم اُنکو آزمایش کرین یا بندون کی زندگی اور نوع انسان
کی بقا کے واسطے ہے یا سعادت اخروی کا وہ واسطہ ہے جبکہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہو معتزلہ کہتے ہین رچھانیوالا شیطان
ہی ابو علی جبائی معتزلہ کہتا ہے جو چیز حرام ہے اُسکا رچھانیوالا شیطان ہی اور مباح ہو اُسکا رچھانے والا اللہ تعالی ہے اہل سنت کا مذہب صحیح ہی کیونکہ
اللہ تعالی سب کا خالق ہی اسکی ملک مین کسیکو دخل نہین مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ عورتون اور بیٹیون سے عورتون سے شروع کیا کیونکہ
اُنکی لذت زیادہ ہے اور اُسلیے اُنسے بھی پوری ہوتی ہے اور وے شیطان کے پھاندے ہین نسائی اور ابن ابی حاتم
اور حاکم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حبب الی من دنیاکم النساء
والطیب وجعلت قرۃ عینی الصلوۃ یعنی تمہاری دنیا کی چیزون سے میرے پاس عورتین اور خوشبوئی دوست ہین اور
میری آنکھ کی خنکی نماز مین ہے اور عورتون مین بیٹیون کو ذکر کیا کیونکہ لڑکی کے نسبت کرتے لڑکے سے زیادہ محبت رہتی ہے
کیونکہ وہ باپ کا معین و مددگا اور اسکا قایم مقام ہے اللہ تعالی انسان کی نسل باقی رہنے کے خاطر عورت اور بچون کی
محبت دل مین ڈالا اگر محبت نہوتی نسل بھی نہ رہتی وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ اور ڈھیر
جوڑے ہوے سونیکے اور روپیکے قناطیر جمع قنطار کی ہے بہت مال کو قنطار کہتے ہین بعضے کہتے ہین لاکھ دینار کا ایک
قنطار ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ انس سے مرفوع یون ہی روایت کیے ہین بعضے کہتے ہین کائی کا چمڑا بھر کے
سونا ہو تو اسکو قنطار کہتے ہین اسکے سوائے بھی بہت سے اقوال ہین المقنطرۃ کی معنی جمع کیے ہوئے بعضے کہتے ہین سکہ مارے ہوے
مالیت کی چیزون مین سونے روپے کو ابتدا مین ذکر کیا کیونکہ سب چیزون کی قیمت انہین سے ہوتی ہے پیسے کی
کی محبت اس لیے ہوتی ہے کہ جسکے پاس مہیا ہو جو چاہے سو کر سکتا ہے وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ اور گھوڑے پلے ہوے
مسومہ کی معنی بعضے کہتے ہین ایسے گھوڑے جو آزخود چرتے ہون بعضے کہتے ہین داغدار گھوڑے کیونکہ عربی بہتر گھوڑون
کو علامت کے واسطے گل دیتے ہین بعضے کہتے ہین بہتر گھوڑے وَالْاَنْعَامِ اور مواشی انعام جمع نعم کی ہے اونٹ
گائے بکری کو نعم کہتے ہین وَالْحَرْثِ اور کھیتی سے ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہہ برتنا ہے دنیا کی زندگی
مین یعنے اقسام جو ہم بیان کیے اُنسے دنیا مین ہی فایدہ لیتے ہین دنیا فانی ہے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

زد نصف
ز ط
نصف سدس

اور اللہ جو ہے اُسی پاس ہے اچھا ٹھکانا یعنی جنت اس آیت مین اشارہ ہے دنیا مین زہد اختیار کرنا اور آخرت
کی طرف راغب ہونا اور جسکو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتین دین اُسکو لازم ہے ایسے کام مین انکو خرچ کرے جس مین اللہ تعالیٰ
کی خوشی ہو قُلْ تو کہہ اے محمد اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ مین بتاؤن تمکو اس سے بہتر یعنی دنیا کی یہ شہوتین
جو مذکور ہوئین اس سے بہتر جو ہے اُسکو فرماتا ہے لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ پرہیزگارون کو اپنے رب کے یہان باغ ہین بہتے اُنکے نیچے ندیان خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سدا رہینگے اُنمین
اس جملہ کے دو ترکیب ہین ایک یہہ کہ پہلا جملہ ذٰلکم کے پاس تمام ہوا للذین سے جملہ مستانفہ ہے پہلے جملہ مین خیر
جو کہا تھا اُسکا بیان ہے دوسری ترکیب یہہ کہ للذین اتقوا عند ربہم بخیر سے متعلق ہے اور جنات خبر مبتدا محذوف
کی ہے اُسکی تقدیر ہو جنات اس ترکیب پر معنی یون ہوگی کیا مین بتاؤن تمکو اس سے بہتر پرہیزگارون کے لئے
اپنے رب کے یہان وہ باغ ہین آہ وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور عورتین ہین ستھری وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور
رضامندی اللہ کی بخاری نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
اللہ تعالیٰ بہشت والون کو فرمایگا اے اہل جنت وے جواب دینگے لبیک وسعدیک الخیر فی یدیک کہیگا کیا تم رضامند
ہوئے وے کہینگے اے پروردگار ہم کیون رضامند ہون تونے ہمکو جو دیا سو وہ اپنے کسی مخلوقات کو نہ دیا فرمایگا
کیا اس سے بہتر چیز مین تمکو نہ دون کہینگے اے رب اس سے بہتر کیا ہے فرمایگا مین تم سے رضامند ہوا اب کبھی تمسے
خفا نہ ہونگا وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ کی نگاہ مین ہین بندے یعنی اللہ تعالیٰ بندون کے کام سے خوب
خبردار ہے ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا دیگا اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ وے جو کہتے ہین یہہ الذین نعت ہے للذین اتقوا کی
یا نعت ہے بالعباد کی یا سابق کے للذین سے بدل ہے رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا اے رب ہمارے ہم مقرر یقین لائے ہین
فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا سو بخش ہمکو گناہ ہمارے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے اَلصّٰبِرِيْنَ
سہنے والے یہہ نعت ہے الذین کی یعنی ان مومنین کی صفت یہہ ہے کہ صبر کرنے والے ہین اسطور سے کہ واجبات کو
ادا کرتے ہین اور معصیت سے پرہیز کرتے ہین محنت و مصیبت مین بے طوری نہین دکھاتے ہین وَالصّٰدِقِيْنَ
اور سچے ایمان لانے مین اور بات چیت مین قتادہ نے کہا ہے یہ لوگ ہین جنکی نیت سچی ہے اور اُنکے دل اور زبان
درست اس لئے وے ظاہر مخفی سب وقت مین سچے ہین معلوم کیجئے قول اور فعل اور نیت سب مین صدق ہوا کرتا ہے

قول مین صدق وہ کہ جھوٹ بات نہ کرنا فعل مین صدق وہ کہ اس فعل کو بن اتمام کے نہ چھوڑنا اور نیت مین صدق وہ کہ عزم جب کرین تو اسکو پورا کرکے چھوڑنا وَالْقٰنِتِيْنَ اور بندگی مین لگے رہتے یعنی ہمیشہ اللہ کی اطاعت مین رہتے ہین وَالْمُنْفِقِيْنَ اور خرچ کرتے یعنی اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین اسمین تمام قسم کے اخراجات خواہ اپنی ذات کے واسطے یا اپنے اہل وعیال کیواسطے یا صلہ رحم مین یا زکوٰۃ مین یا دوسرے نیک کام مین سب داخل ہین وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ اور گناہ بخشواتے پچھلی رات کو صبح صادق نکلنے کے آگے کے وقت کو سحر کہتے ہین وہ رات کے آخر کا چھٹا حصہ ہے مراد اس استغفار سے یہہ ہے کہ وہ شخص پچھلی رات کو نماز پڑھکے استغفار اور دعا مانگتا ہو اسوقت کو مخصوص ذکر کیا کیونکہ وہ غفلت اور نیند کی لذت کا وقت ہو اسوقت عبادت کرنی قوت ایمان اور کمال بندگی پر دلالت کرتا ہے اور دلون پر اللہ تعالی کی تجلی ہونیکا یہی وقت ہے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تبارک وتعالی ثلث شب جب باقی رہتی ہے تو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے وہ کون ہے جو مجھکو پکارتا ہے تا مین اسکی بات سنون کون مجھسے مانگتا ہے تا اسکو بخشش کرون کون گناہ بخشواتا ہے تا اسکا گناہ بخشون صبح صادق نکلنے تک ایسا فرماتا ہے اللہ تعالی اترتا ہے کرکے جو آیا اس سے اللہ کی رحمت اور بندون پر متوجہ ہونا اور انپر لطف اور مہربانی کرنا مراد ہے ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت رات سے اٹھکر نماز پڑھتے بعد نافع سے پوچھتے کہ سحر کا وقت ہوا یا نہین جب کہتا نہین تو پھر نماز پڑھتے اگر کہتا کہ ہان سحر کا وقت ہوا آپ بیٹھکے استغفار کرتے اور صبح تک دعا مانگتے ابن جریر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار استغفار کرنے کا امر فرمائے زید بن اسلم کہتا ہے مستغفرین بالاسحار وے لوگ ہین جو صبح کی نماز جماعت سے پڑھتے ہین اس تقدیر پر نماز کو استغفار کہا کیونکہ نماز گناہ کی بخشش کا سبب ہے اور اسوقت کو سحر سے تعبیر کیا اسواسطے سحر کیوقت سے قریب ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہین اسکے سوائے گواہی سے مراد اس جگہہ بیان کرنا اور ظاہر کرنا اسکے دلایل کو قایم کرکے بعضے کہتے ہین یہہ بھی نجران کے نصاری کی شان مین اتری کلبی نے کہا ہے شام کے دو حبر آئے تھے جب وے مدینہ کو دیکھے تو ایک دوسرے سے کہا یہہ بستی نبی آخر الزمان کے شہر سے کیا مشابہہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو

صفت نزول کے معنی

آپکے اوصاف دیکھکے سمجھے اور کہے آپ ہی محمد ہین فرمائے ہان کہے آپ ہی احمد ہین کہے ہان مین محمد ہون مین
احمد ہون کہے ہم ایکبات پوچھتے ہین اگر اسکا جواب دوگے تو ہم آپ پر ایمان لاوینگے اور آپ کی تصدیق کرینگے
حضرت فرمائے پوچھو کہے کتاب اللہ مین بڑی شہادت کیا ہے سو بیان کرو تب یہہ آیت اتری وے دونون اسلام لائے
وَالْمَلٰئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ اور اسکی گواہی دیتے فرشتے اور علم والے یعنی وے اسکی وحدانیت کا اقرار کئے
علم والون سے مراد انبیا ہین کیونکہ وے اللہ کو سب سے زیادہ جانتے ہین بعضے کہتے ہین مہاجر و انصار کے علما ہین بعضے کہتے ہین
اہل کتاب کے مومنین ہین جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ کھڑا ہوتا ہوا انصاف سے یعنی
اللہ تعالی انصاف سے خلق کے کامون کی تدبیر کرتا ہے پیدا کرتا ہے اور انکو رزق پہنچاتا ہے اور انکے اعمال کی
جزا دیتا ہے اس تفسیر پر قائما حال ہے شہد اللہ کا بعضے اسکو اولوا العلم کا حال ڈالتے ہین اب معنی یون ہوگی علم والے
وے جو انصاف پر قایم ہین لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ نہین ہے کوئی الہ سوائے اسکے زبردست ہے حکمت والا
ابن عدی و طبرانی اوسط مین و بیہقی شعب الایمان و خطیب اپنی تاریخ مین و ابن نجار غالب القطان سے روایت کئے
ہین کہا مین تجارت کیواسطے کوفی کو آیا اور اعمش کے گھر کے قریب اترا اکثر انکے یہان جایا کرتا تھا ایک شب مین نے
بصرے کو جانیکا قصد کیا اعمش شب کے تہجد کی نماز کیواسطے کھڑے ہوے اس آیت پر جب گذرے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو
الآیہ اعمش کہے جو گواہی دیا مین بھی وہ گواہی دیتا ہون وہ شہادت میری امانت ہے جسکو اللہ کے پاس امانت
رکھتا ہون پھر اسی کو چند بار مکرر کہے مین سمجھا کہ اس باب مین کچھ حدیث سُنے ہین مین جب رخصت ہونیکے واسطے گیا تو
پوچھا تم شب کو مکرر ایسا کہے سو اس باب مین کیا سُنے ہو اعمش کہے تم ایک سال میرے پاس رہو تو مین بیان کرونگا
مین کامل ایک سال اُنکے پاس رہا سال جب تمام ہوا مین اعمش کو کہا ای ابا محمد سال تمام ہوا اب فرمانا
کہے مجھے ابو وایل نے خبر دی کہ عبد اللہ یعنی ابن مسعود مجھے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ کہنے
والے کو قیامت کے دن لاوینگے تب اللہ تعالی فرماویگا اس بندے کا عہد میرے پاس ہے مین عہد کو وفا کرنیکا
احق ہون اس بندے کو بہشت مین لیجاو بیہقی نے کہا کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ
الْاِسْلَامُ مقرر دین اللہ کے یہان یہی اسلام ہے یعنی اللہ کی پسند کوئی دین نہین سوائے اسلام کے اسلام کی
معنی لغت مین تابع ہونا بتلا اور گردن ڈالنا یعنی اللہ کی وحدانیت پر اور شرع محمدی سے اپنے تئین آراستہ کرنا

مستقیم ہوا دین کی معنی اصل لغت مین جزا دینا ہے بعد شریعت و ملت کا نام ہوا اس آیت مین رد ہی یہود و نصاری پر یہود کہتے تھے یہودیت کے سوا کوئی دین افضل نہین اور نصاری کہتے تھے نصرانیت کے سوا کوئی دین افضل نہین ان دونون کے رد مین فرمایا اللہ کی پسند کوئی دین نہین سوا اسلام کے وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اختلاف نہین کیے کتاب والے مگر علم آیے بعد آپس کے ضد سے کتاب والون سے یہود و نصاری مراد ہین یعنی یہود و نصاری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین اختلاف نہین کیے مگر آپکی نعت و صفت جان کے یہہ جو کئے حسد سے ملک ریاست کی خواہش کیواسطے ابن جریر نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ جب موسی علیہ السلام کی وفات کا وقت آن پہونچا تو بنی اسرائیل کے ستر عالم کو بلا کے توریت انکے حوالے کیے اور ہر ایک عالم کو ایک جزیرا مین کیے اور یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ بنائے انکے تین قرن جب گذرے وے آپس مین اختلاف شروع کیے یہہ مخالفت آپس مین نہین کیے مگر علما نہین ستر عالم کی اولاد ایک دوسرے کو قتل کیے سب کے درمیان دشمنی اور مخالفت پیدا ہوی دنیا کی ریاست اور ملک اور خزانے اور نادر سامان ہاتھ آنیکے حسد سے علما یہہ کام کر بیٹھے تب اللہ تعالی نے ان پر ظالم حاکمون کو مسلط کیا بعضے کہتے ہین اختلاف جو کیے وے نجران کے نصاری ہین اور کتاب سے مراد انجیل ہے وے عیسی کو اله یا ابن اله یا تین مین کا تیسرا ہے کہے بعد اسکے کہ انکو معلوم ہو چکا کہ اللہ ایک ہی ہے اور عیسی اسکا بندہ ہے اور رسول وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ اور جو کوئی منکر ہوا اللہ کے حکمون سے تو بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب یعنی انکو کفر کی جزا جلد دیویگا فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ پھر جو تجھ سے جھگڑین تو کہہ ای محمد یعنی دین کے امر مین کفار جھگڑین تو انکو ایسا کہہ بغوی نے ذکر کیا ہی کہ یہود و نصاری کہے تم ہمکو جو نام رکھتے ہو اُس پر ہم نہین یہودیت اور نصرانیت نسب ہے دین وہی اسلام ہے ہم اُسی پر ہین تب اللہ تعالی نے فرمایا ای محمد تو یون بول أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ مین نے تابع کیا اپنا منہہ اللہ کے لیے یعنی مین نے اپنا دل اور زبان اور تمام اعضا خالص اللہ کے لیے سونپا اور اللہ کا ساجھی کسی کو نہین ٹھہرایا اُسکے سوا کسی کی بندگی نہین کی حاصل یہہ ہے کہ میرا دین اللہ کی وحدانیت ہے وہی دین مستقیم ہی جسکی صحت تمھارے پاس ثابت ہو چکی منہہ کو مخصوص ذکر کیا اگرچہ مراد تمام بدن ہے کیونکہ ان کے ظاہری اعضا مین منہہ سب سے اشرف ہے

منہہ جب تابع ہوا تو سب اعضا تابع ہوتے ہین وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور جو کوئی میری پیروی کرتا ہی یعنے وہ بھی اپنے تئین اللہ کے لئے سونپا وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ تو کہہ دے اے محمد کتاب والون کو یعنی یہود و نصاری کو وَالْأُمِّيِّينَ اور ان پڑھون کو یعنی عرب کے مشرک انکو امی کہا کیونکہ ان پر کتاب نازل نہین ہوئی تھی اور اکثر بے علم تھے ءَأَسْلَمْتُمْ کیا تم تابع ہوتے ہو یہہ لفظ استفہام کا ہی اور اس سے امر مراد ہی یعنی تم تابع ہو بعضی کہتے ہین استفہام اپنے حقیقت پر ہی معنی یون ہی ہین جیسا تابع ہوا کیا تم بھی یونہی تابع ہوتے ہو کیونکہ دلائل سے تمپر اسلام لانا لازم ہو چکا ہی یا ہنوز اپنے کفر پر باقی ہو فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا پھر اگر تابع ہوے تو راہ پر آئے یعنی اپنے نفس کے نفع کا کام کئے گمراہی سے نکل کے ہدایت مین اور تاریکی سے روشنائی مین آئے مروی ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑھے تو اہل کتاب کے اسلمتم تب یہود کو کہے کیا تم گواہی دوگے کہ عیسی خدا کا کلمہ اور اسکا بندہ اور رسول ہی وے کہے معاذ اللہ پھر آپ نصاری کو کہے کیا تم گواہی دوگے کہ عیسی اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے وے کہے معاذ اللہ عیسی کیا بندہ ہوگا تب اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ اگر ہٹ رہے تو تیرے پر نہین ہی مگر پہنچا دینا یعنی تیرا کام رسالت پہنچا دینا ہی انکی ہدایت تجھ پر نہین بعضے علما کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہوئی آیت السیف سے کیونکہ اس آیت مین فقط اقتصار تبلیغ پر ہے وہ آیت السیف سے منسوخ ہوا بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ایمان لانیکی بڑی کد تھی دعوت قبول نکرنے سے رنجیدہ ہوتے تھے آپکی تسلی کیواسطے اللہ تعالی نے اسکو نازل کیا وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ کی نگاہ مین ہین بندے یعنی جو ایمان لایا ہے اور جو ایمان نہین لایا سبکو اللہ جانتا ہی ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا دیگا إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور مار ڈالتے ہین نبیون کو ناحق وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ اور مار ڈالتے ہین جو کوئی امر کرے انصاف کا لوگون مین سے فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی بشارت کا لفظ انکی تمسخر کے لئے عذاب مین استعمال کیا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کے دن کس کو سخت عذاب ہوگا

فرماے اُسکو جو کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اُس کو جو امر معروف و نہی منکر کرے مار ڈالا ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرما کے الذین یقتلون النبیین کو وما لھم من ناصرین تک پڑھے بعدہ فرمائے ای ابو عبیدہ
بنی اسرائیل ایک روز صبح کیوقت ایک ساعت مین تینتالیس نبی کو قتل کئے یہہ دیکھ کے بنی اسرائیل کے
عابدون سے ایک سو ستر آدمی امر معروف اور نہی منکر کئے انکو بھی اُسی روز آفتاب غروب ہونے سے آگے
قتل کئے ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ
عیسی نے یحیی کے ساتھ بارہ حواری کو دیکے لوگون کی تعلیم کیواسطے روانہ کیا بھائی کی لڑکی کو نکاح کرنے
سے یحیی علیہ السلام منع کرتے تھے اُسوقت کے بادشاہ کو بھائی کی لڑکی تھی نہایت حسین وہ چاہتا تھا کہ
اُسکو بیاہ کرے اس طمع پر ہر روز اُسکی ایک حاجت ادا کرنا اُس لڑکی کی مان اُسکو کہی اگر بادشاہ تیرے سے
تیری حاجت کیا ہے پوچھیا تو تو کہدے یحیی بن زکریا کو مار ڈالنا وہ لڑکی بادشاہ سے ایسا ہی کہی وہ بولا مجھ
اور مانگ کہی اُسکے سوا کوئی حاجت نہین لاچار ہو کے حکم کیا پھر انکو طشت مین ذبح کئے انکے خون کا ایک
قطرہ اُڑکے زمین پر پڑا سو جوش کھاتا تھا یہان تک کہ اللہ تعالی نے بخت نصر کو مسلط کیا ایک بوڈھیا
اُسکو وہ خون جو جوش کھاتا تھا بتلائی اُسکے دل مین آیا کہ اس قطرے کا جوش ویسے تک قتل کرنا ایک روز مین
ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا تب وہ قطرہ تسکین پایا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اس آیت مین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہود کی توبیخ ہے اگرچہ انکے آبا قتل کئے ہین کیونکہ یہہ بھی اُنکے فعل پر راضی تھے
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وہی جنکی محنت ضایع ہوئی دنیا اور آخرت
مین یعنے وے لوگ نیک کام جو کئے تھے تمام باطل ہو گئے عمل کا باطل ہونا دنیا مین یون ہے کہ وہ عمل مقبول
ہوا اور آخرت مین یہہ کہ اُس پر جزا نہ ملے وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ اور کوئی نہین انکا مددگار یعنے
انکو اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہین أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ تو نے
نہ دیکھے وے لوگ جنکو ملا ہے کچھ ایک حصہ کتاب کا اُس کتاب سے یا توریت مراد ہے یا تمام کتب سماوی اور
ان لوگون سے یہود مراد ہین يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ انکو بلاتے ہین اللہ کی کتاب کی
طرف کہ اُنمین حکم کرے بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور کتاب اللہ سے یا قرآن مراد ہے یا توریت

بیت المدراس یہود کا مدرسہ تھا

اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہی سعید بن جبیر اور عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس مین یہود کے پاس گئے اور انکو اللہ تعالی کی طرف بلائے نعیم بن عمرو
اور حارث بن زید یہودی کہے کہ اے محمد تمھارا کیا دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم کا دین
ہے وے کہے ابراہیم یہودی تھے رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے توریت لاؤ اسمین جو ہو وہی بات ہوگی یہود
اسکو نہ لائے تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا کلبی نے ابی صالح سے روایت کیا ہے وہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہے خیبر کے یہودیون سے ایک مرد کسی عورت سے زنا کیا وہ دونون بڑے آدمی تھے انکو توریت کے موجب
رجم کرنا مگر وہ چلنکے انکا مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اس توقع پر کہ آپ کچھ آسان حکم فرماوینگے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونونکے رجم کا حکم کئے تب نعمان بن اوفی اور بحری بن عمرو کہے ای محمد تم ہمپر ظلم کرتے
ہو ان پر رجم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے اور تمھارے درمیان توریت ہو اسکے مطابق حکم کرنا
یہود کہے یہہ انصاف کی بات ہی رسول اللہ علیہ وسلم پوچھے تمھارے مین کون توریت خوب جانتا ہے کہے عبداللہ
بن صوریا اسکو بلواکے توریت پڑھنے کا حکم کئے اُسنے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھکے اُس کے بعد کی آیت پڑھی
عبداللہ بن سلام کہے یارسول اللہ یہہ شخص رجم کی آیت کو چھوڑکے پڑھتا ہے پھر اُسکا ہاتھ اٹھائے تو رجم کی آیت
نکلی پھر اُن دونون کے رجم کا حکم کئے یہود خفا ہوکے چلے گئے اور یہہ آیت اتری معلوم کیجئے کلبی ضعیف ہی اسکی روایت
کا اعتبار نہین لیکن یہود کے رجم کا قصہ صحیح بخاری مین ہے پر اسپر یہہ آیت نازل ہوئی کرکے صحیح مین مذکور نہین
ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ پھر ہٹ رہے ہین بعضے امین تغافل کرکر ہٹنے والون سے
یہود کے علما اور روسا مراد ہین وے حق سے تغافل کرتے ہین ذٰلِکَ یہہ یعنی انکا ہٹنا اور تغافل کرنا
بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ اسواسطے کہ کہتے ہین ہمکو ہرگز نہ لگیگی آگ
مگر کئی دن گنتی کے یعنی وے یہہ جو کہتے ہین اُس سبب سے ہی کہ وے اپنے عذاب کو سہل ٹھرائے ہین گنتی کے ایام کا
بیان سورہ بقر کے تفسیر مین مذکور ہوا وَغَرَّھُمْ فِیْ دِیْنِھِمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ اور فریب دیا انکو انکے دین
مین اپنی بنائی باتین یعنی جو کہتے ہین ہمکو آتش نہ لگیگی مگر گنتی کے دن اپنی بنائی بات پر فریب کھاکے کہتے ہین
بنائی بات یہہ کہ انکے آبا جو انبیا تھے انکی شفاعت کرینگے فَکَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰھُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ

پھر کیا ہوگا انکا حال جب ہم انکو جمع کرینگے ایک دن جسمین شبہہ نہین یعنے قیامت کا دن جسکا ہونا حق
ہے اس آیت مین یہود کی تہدید ہے اور انکے واسطے جو دن چھپا ہے بہت برا ہے مروی ہے کہ قیامت کے دن
کافرون کے واسطے جھنڈا جو کھڑا کرینگے اول یہود کے لئے کھڑا کرینگے اللہ تعالی انکو خلایق کے روبرو فضیحت کریگا
اور انکو دوزخ مین ڈالیگا وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور پورا پاویگا ہر کوئی
اپنا کیا اور انکا حق نرہیگا یعنی نیکی ہو یا بدی ہر ایک کو اسکی جزا ملیگی نیکی کو کم کردینا اور گناہ کو زیادہ کرنا ہوگا
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کا ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہا ہمکو یون
روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے اپنی امت کو فارس اور روم کا ملک ملنا چاہتے
تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے فارس اور روم کے ملکون کا وعدہ کئے منافق اور یہود کہنے لگے ہیہات
ہیہات فارس اور روم کا ملک محمد کو کہان ملتا وہان کے لوگ بہت زبردست ہین محمد کو مکہ اور مدینہ بس
نہین جو فارس اور روم کی طمع کرتا ہے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظ عسقلانی نے تخریج احادیث کشاف
مین لکھا ہے کہ اس روایت کو واقدی نے اپنی کتاب اسباب النزول مین لکھا ہے لیکن اسکی سند مجھکو نہین ملی
تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ تو سلطنت دیوے جسکو چاہے وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ اور سلطنت
چھین لیوے جس سے چاہے اس آیت مین اشارہ ہے اللہ تعالی کی قدرت و غلبہ پر اور اسکا تصرف ملک پر سلاطین کا
سا تصرف نہین بلکہ قہر و غلبے سے تصرف کرتا ہے جسکو چاہے اسکو دیتا ہے جس سے چاہے اس سے چھین لیتا ہے
بعضے مفسرین کے نزدیک ملک سے نبوت مراد ہے اسکو چھین لینے سے نبوت دوسری قوم مین آنا مراد ہے
نبوت بنی اسرائیل مین تھی اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی بعضے کہتے ہین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک دیا فارس و روم سے چھین لیا بعضے کہتے ہین آدم علیہ السلام کو اور انکی اولاد کو ملک
دیا ابلیس اور اسکے تابعدارون سے چھین لیا وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ اور عزت دیوے جسکو چاہے وَتُذِلُّ
مَنْ تَشَاءُ اور ذلیل کرے جسکو چاہے بعضے کہتے ہین عزت دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ذلیل کیا
یہود کو کہ انپر جزیہ لگا یا نبوت انسے چھین لیا بعضے کہتے ہین عزت دیا مہاجرین و انصار کو ذلیل کیا کافرین

۳۱ ورد

و روم کو بعضے کہتے ہیں عزت دیا طاعت کرنے والے کو ذلیل کیا گناہ گار کو بعضے کہتے ہیں عزت دیا قناعت کرنے والے کو ذلیل کیا حرص و طمع کرنے والے کو بِيَدِكَ الْخَيْرُ تیرے ہاتھ ہے سب خوبی یعنی تیری قدرت میں سب خوبی خیر کو فقط ذکر کیا حالانکہ بدی بھی اسی کی قدرت میں ہے کیونکہ کلام خوبی میں ہی تھا یہود نے مسلمانوں کی خوبی ہونگی کرکے کہے تھے یا خطاب میں ادب کا لحاظ کرتے شر کو صراحۃً نہیں ذکر کیا لیکن اسکی طرف اشارہ کرنے فرمایا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی عظمت بیان کرتا ہے تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ تو لاوے رات کو دن میں وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ اور تو لاوے دن کو رات میں یعنی دن کو دراز کرتا ہے رات کو چھوٹی کرتا ہے مثلاً دن پندرہ ساعت کا ہوتا ہے تو رات اسی حساب سے گھٹکے نو ساعت کی ہوتی ہے اور رات دراز کرتا ہے دن چھوٹا کرتا ہے اسی مقدار سے بعضے کہتے ہیں مراد اس سے دن کی روشنائی کے پیچھے شب کی تاریکی کا آنا اور شب کی تاریکی کے بعد دن کی روشنائی کا ہونا پہلی تفسیر کو امام رازی وغیرہ ترجیح دئے ہیں ابن مسعود اور ابن عباس سے بھی ویسی ہی روایت آئی ہے وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور تو نکالے جیتا مردے سے جیسے انسان نطفے سے جانور انڈے سے نکلتے ہیں وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور نکالے مردہ جیتے سے نطفے انسان سے انڈے جانور سے ہوتے ہیں حسن اور عطا کہتے ہیں مومن کو کافر کے پیٹ سے نکالتا ہے اور کافر کو مومن سے مومن کا دل زندہ ہے کافر کا دل مردہ ہے ابن مردویہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اسی کی مثل روایت کیا ہے ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ خرمے کے درخت کو تخم سے نکالتا ہے اور درخت سے تخم دانہ خوشے سے نکالتا ہے اور خوشہ دانہ سے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور تو رزق دئے جسکو چاہے بے شمار طبرانی نے معجم صغیر میں انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کو فرمائے میں تمکو دعا سکھاتا ہوں اسکو پڑھو گے تو کوہ احد برابر بھی تمپر قرض ہوگا تو اسکو اللہ تعالیٰ ادا کر دیگا یہہ کہو اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمھا تعطیھما من تشاء وتمنع منھما من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک امام منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند جید ہے اس حدیث کو طبرانی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور

دین کے سبب کہتے معاذ جمعہ کو نہین آئے سو ذکر کیا ہی اسمین آیت کو اللہم مالک الملک سے بغیر حساب تک ذکر کیا ہی اور
ایک روایت مین اس دعا کے آخر مین یہہ زیادہ کیا ہی اللہم اغننی من الفقر واقض عنی الدین وتوفنی فی عبادتک وجہاد
فی سبیلک لیکن اس دونون روایت کی سند ضعیف ہی ابن السنی اور بغوی نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتین شہد اللہ انہ لا الہ الا
ہو والملائکۃ واولو العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام اور قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک
من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر تولج اللیل فی النہار وتولج النہار
فی اللیل وترزق من تشاء بغیر حساب یہہ سب عرش سے لٹکین ہین اللہ کے اور انکے درمیان پردہ نہین سو
اللہ تعالی سے کہین اے رب کیا تو ہمکو زمین پر اور اپنے نافرمان بندون کی طرف اتارتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا
مجھے قسم ہے ہر نماز کے بعد جو کوئی تمکو پڑھا کرے تو اسکی جگہہ بہشت مین کرونگا وہ شخص کیسے ہی عمل کیا ہو اور
اسکو حظیرۃ القدس مین رکھونگا اور میرے پوشیدہ آنکھ سے اسکو ستر بار دیکھونگا اور ہر روز اسکے ستر حاجت
ادا کرونگا ادنا حاجت مغفرت ہی اور ہر دشمن اور حاسد سے پناہ دونگا اور انسے اسکو مدد کرونگا ابن حبان
اور ابن الجوزی اس حدیث کو موضوعات مین داخل کئے ہین لیکن حافظ ابو الفضل العراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی
کہتے ہین کہ اس حدیث کی سند کے دو شخص مین کلام ہے ایک تو ابو صالح محمد بن ابی الازہر زنبور اسکو نسائی اور
ابن حبان ثقہ کہتے ہین ابن خزیمہ نے اسکو ضعیف کہا ہی دوسرا حارث بن عمیر اسکو اکثر لوگ ثقہ کہتے ہین ابن حبان
اور حاکم اسکو ضعیف کہے ہین ان دو شخص کے سوا باقی رجال ثقہ ہین ابن جوزی نے جو موضوعات مین داخل کیا
اسکی زیادتی ہے انتہی اس تقدیر پر فضایل اعمال مین اس حدیث پر عمل کیا جاوے **لا یتخذ المؤمنون**
الکافرین اولیاء من دون المؤمنین نہ پکڑین مسلمان کافرون کو دوست مسلمانون کے سوا
یعنی مسلمان کافرون سے دوستی نہ کرین اور انکو اپنا معین ومددگار نہ ٹھہراوین اور انسے ملاطفت اور مصاحبت
نہ کرین اگرچہ انسے قرابت یا اسلام لانیکے آگے محبت و دوستی ہو اس آیت کی شان نزول ابن اسحق اور
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ حجاج بن عمرو حلیف کعب بن
الاشرف کا اور ابن ابی الحقیق اور قیس بن زید انصار کے چند لوگون سے محبت رکھتے تھے تا انکو اسلام سے پھیر دین

مسلمان کافرون سے دوستی نہ کرنے مین

رفاعہ بن عبد المنذر اور عبد اللہ بن جبیر اور سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہم اس پر مطلع ہو کے اپنے لوگون کو تاکید کئے
کہ ان یہودیون کی دوستی نکرو اور انکو اپنا محرم راز نہ بناؤ کیا واسطے کہ وے تمہارے اسلام مین خلل ڈالینگے
یہ لوگ انکی بات نہ مانے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا وہ جو من دون المؤمنین فرمایا اس مین یہہ اشارہ
ہے کہ دوستی کرین تو مومنون سے کرنا مومن رہتے پر کافرون کی دوستی کی کیا حاجت وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو
کوئی یہہ کام کرے یعنے کافرون کی دوستی کرے اور انسے الفت و مصاحبت پیدا کرے اور مسلمانون کے اخبار انکو پہنچاوے
اور انکے خیرخواہی مین رہے تو فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ وہ اللہ سے نہین کچہہ یعنی اللہ کے دین سے اسکو کچہہ بہرہ نہین وہ
اللہ سے بری ہوا اور اللہ تعالی کے دین کو ترک کیا اس سے غرض یہہ ہے کہ اسکو اللہ تعالی کی دوستی سے کچہہ چیز حاصل
نہین کہ جسکو شرعا دوستی کہین کیونکہ غلام صاحب کا دوست اسوقت ہوگا کہ صاحب کے دشمنون سے دشمنی کرے اس
آیت مین وعید ہے کافرون کی دوستی کرنے سے امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کافرون کی دوستی تین طور پر ہو سکتی ہے
ایک اسکے کفر پر راضی رہنا اور کافر ہی ہے کرکے اس کی دوستی کرنا ایسی دوستی رکھنے والا کافر ہے کیونکہ کفر کو
اچھا سمجھنا بھی کفر ہے اور کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے دوستی اس صفت کی ہو تو اس شخص کا اسلام باقی رہنا
محال ہے دوسری یہہ کہ انسے ظاہر مین خوش خلقی کرنا اس قسم کی دوستی ممنوع نہین تیسری قسم دوستی جو متوسط
ہے اگلے دونون قسم مین وہ یہہ ہے کہ انکی طرف دل کا میلان رکھنا اور انکی اعانت کرنا اور انکی نصرت
کرنا بسبب قرابت یا آشنائی کے مگر اعتقاد یہہ ہو کہ انکا دین باطل ہے اس قسم کی محبت موجب کفر نہین لیکن
اللہ تعالی نے اسی محبت سے منع کیا کیونکہ ایسی محبت سے رفتہ رفتہ انکی چال چلن اسکو پسند آویگی اور انکی دین سے
راضی ہوگا آخر یہہ بات اس شخص کو اسلام سے خارج کر دیگی اسلیئے اللہ تعالی نے اسکو نہایت سختی سے منع کیا
انتہی اس بیان سے کافرون کی نوکری کرنے والون اور انکے خیرخواہون اور انکے مددگارون کا احوال معلوم
ہوا اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً مگر یہہ کہ تم بچا چاہو ان سے بچاؤ یعنی اگر تمکو کافرون کا اندیشہ ہو تو اپنے
جان کو بچانے کیواسطے ظاہر مین انکی دوستی اور موافقت کرنی جایز ہے اس آیت مین اللہ تعالی نے تقیہ جایز رکھا
مجاہد وغیرہ کہتے ہین کہ جب دین اسلام مستحکم نہین ہوا تھا اور مسلمانون کو قوت و شوکت نہین تہی یہہ تقیہ
درست تہا اب اللہ تعالی اسلام کو قوت دیا مسلمانون کو اپنے دشمن سے تقیہ کرنا روا نہین لیکن جمہور کا مذہب

وعید کافرون کی دوستی کرنیوالون اور مصاحبت پیدا کرنیوالون اور مسلمانون کی اخبار انکو پہنچانے والون پر

کافرون کی نوکری کرنیوالون اور مددگارون پر

کہ اگر کفار غالب ہون مسلمان ان مین پکڑا گیا ہے اسکو اپنی جان کی پامال کا اندیشہ ہے تو اسوقت زبان سے
انکی موافقت کرنا جایز ہے پر دل مین اسکا خلاف رکھے اور زبان سے جو کہتا ہے اسمین بھی الفاظ کنایہ وغیرہ لے آنا
ممکن ہو تو ویسے الفاظ ذکر کرے اور ضرور ہے کہ اس تقیہ مین غیر کا ضرر نہو اگر دوسرے مسلمان کا ضرر ہو تو تقیہ
جایز نہین جیسے قتل و زنا اور مال کا غصب اور جھوٹی شہادت اور عورت محصنہ کا قذف اور کافرون کو مسلمانوں کے
بھید پر اطلاع دینا اور اسکے مانند اور تقیہ ان شروط کے ساتھ کرنا رخصت ہے اگر کوئی شخص تقیہ نکرکے اپنے ایمان پر
قایم رہا اور مارا گیا تو اسکو اجر عظیم ہو گا وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ اور ڈراتا ہے تمکو اللہ آپسے یعنی اللہ
تمکو ڈراتا ہے اپنی نافرمانی سے جس چیز سے منع کیا ہے تم اسکے مرتکب ہو اور اسکے امر کا خلاف کرو اور کافرون سے
دوستی رکھو وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ اور اللہ ہی تک پہنچنا ہے یعنی آخرت مین سبکو اسی کی طرف جانا ہے تب تمکو
جزا دیگا اس مین بڑی تہدید ہے اللہ کے دشمنون سے دوستی کرنے والون کو قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ
اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ تو کہہ اے محمد اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یہ ظاہر کرو گے اللہ اسکو جانتا ہے یعنی تم
اپنے دلون مین کافرون کی محبت یا اسکے سوا جو اللہ کے ناپسند ہو پوشیدہ کرو گے یا ظاہر کرو گے سب اللہ کو
معلوم ہے اسکی جزا دیگا کلبی نے یون لکھا ہے کہ تم اپنے دلون کی تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپاؤ گے
یا لڑائی کرکے نمود کرو گے تو اسکو اللہ جانتا ہے وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور جانتا ہے
جو کچھ ہے آسمان و زمین مین اللہ تعالیٰ کو جب یہہ تمام چیزین معلوم ہون تو تمہاری دوستی کافرون سے اسپر
کب مخفی ہوگی وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا جس دن پاویگا ہر شخص جو کچھ کی ہے نیکی روبرو امام رازی نے کہا عمل عرض کی اقسام مین ہے اسکو
بقا نہین قیامت کی دن اوسکا موجود ہونا ممکن نہین اس لیے تاویل کرنا ضرور ہوا تو اس کی دو تاویلین ہو سکتی
ہین ایک یہہ کہ ہر شخص صحیفہ نیکی کا جو کیا ہے پاویگا دوسری یہہ کہ نیکی جو کیا ہے اسکی جزا پاویگا بندہ عاصی کہتا ہے
محدثین کے محققین لکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے پاس عرض کو بھی صورت ہے پس اسکی نیکی صورت لیکے آویگی اللہ کی
قدرت سے یہہ کچھ بعید نہین وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَہَا وَبَیْنَہٗۤ اَمَدًا بَعِیْدًا
اور جو کوئی ہے برائی آرزو کریگا کہ مجھ مین اور اسمین فرق پڑ جاوے دور کا یعنی بدی کا جزا اپنے کو نہ ملے کرکے

کریگا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور اللہ ڈراتا ہی تمکو آپسے اس جملہ کو مکرر فرمایا ڈرانے کو یا پہلے بارچہ
کہا کافرون کی دوستی سے منع کرنے کو اب کہا نیک کام کرنے پر ترغیب دینے اور بد کام سے باز آنے وَاللّٰهُ
رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ شفقت رکھتا ہی بندون پر اس مین اشارہ ہی اس بات کا کہ اللہ نے کافرون کی
دوستی سی جو منع کیا شفقت کی راہ سے ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ تو کہہ اے محمد
اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو اللہ تمکو پیار کریگا اس آیت کی نازل ہونیکی شان یہہ ہے یہود و نصاری
کہنے لگے نحن ابناء اللہ و احباؤہ تب یہہ نازل ہوئی اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسے بیان کئے وے
قبول نکئے ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کھڑے ہوکے
دیکھے قریش مسجد الحرام مین بت بٹھائے ہین اور وہان شتر مرغ کے انڈے لٹکائے ہین اور انکے کانون کو گہنا پہنا
ہین اور انکو سجدے کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے قریش واللہ تم ابراہیم اور اسمعیل
کی ملت کا خلاف کئے قریش کہے اللہ کی محبت کیواسطے ہم انکی پرستش کرتے ہین وے اللہ کے پاس ہمارا مرتبہ
بڑھا دینگے تب یہہ آیت نازل ہوئی میری راہ پر چلو یعنی میری شریعت او سنت اختیار کرو بندے کا اللہ سے محبت
رکھنا یہہ ہے کہ اللہ کی تعظیم کرے اور اُسکے حکم کو بجا لاوے اور مناہی سے باز رہے اللہ کا بندے سے کرنا یہہ ہو کہ وہ اس سے
راضی ہو اور ثواب دے وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور بخشے تمہارے گناہ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا
مہربان حسن سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ اللہ کی محبت کا دعوی کئے اللہ تعالی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو انکی محبت کی علامت گردانا جس نے اللہ کی محبت کا دعوی کیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا خلاف کیا وہ کذاب ہی یہہ جب نازل ہوئی عبد اللہ بن ابی ابن سلول جو منافقون کا
سرخیل تھا اپنے دوستون سے کہنے لگا محمد اپنی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے برابر کئے اور عیسی کی محبت نصاری جو رکھتے
ہین ویسی ہی محبت اپنے ساتھ رکھنے کا ہمکو امر کئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا کہ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
تو کہہ اے محمد انکو تم حکم مانو اللہ کا اور رسول کا یعنے مین امر نہین کرتا کہ نصاری جو مسیح سے کرتے ہین تم مجھ سے
ویسا ہی کرو بلکہ مین اللہ کا رسول ہون اُسکے احکام پہنچانے والا میرا جو حکم ہے وہ اللہ ہی کا حکم ہے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے تو وہ اللہ کی اطاعت بھی نہین کیا فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر وے ہٹ رہین یعنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کریں تو فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ مقرر اللہ تعالیٰ پیار
نہیں کرتا کافروں کو یعنے انکے کاموں سے خوش نہیں ہوتا اور انکو نہیں بخشتا انکی عبادت کے نظر کرنے اس جگہ
فان اللہ لایحبہم ضمیر کے لفظ سے کہنا تھا لیکن درعوض ضمیر کے اسم ظاہر یعنے لایحب الکافرین کو ذکر کیا تا عموم پر دلالت
کرے اور اسمیں اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہہ موڑنا اور پلٹنا کفر ہے اس سے اللہ کی
محبت باقی نہیں رہتی کیا اسلئے اسکی محبت مخصوص مومنوں کے ساتھ ہی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ
وَنُوْحًا اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو وَاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ اور ابراہیم کے گھر والوں کو مراد انسے اسمٰعیل
اور اسحق اور انکی اولاد میں جو پیغمبر ہوئے آل ابراہیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں بعضے کہتے ہیں
آل ابراہیم سے ابراہیم علیہ السلام کی ذات مراد ہے عرب کے محاورہ میں آل فلان کہتے ہیں اس سے اُس کی ذات کا
ارادہ کرتے ہیں وَاٰلَ عِمْرٰنَ اور عمران کے گھر والوں کو اس عمران سے موسی اور ہارون علیہ السلام کا والد
مراد ہے یعنے عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب بعضے کہتے ہیں عمران سے مریم کا والد مراد ہے یعنی عمران
بن ہاشان بن اسغازار جو سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں تھا اس قول پر آل عمران سے عیسی اور مریم مراد ہونگے
عَلَی الْعٰلَمِیْنَ سارے عالم سے یعنی تمام کی بہ نسبت ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرکے انکو نبوت اور رسالت دیا
اس آیت میں دلیل ہے کہ پیغمبر بشر کے ملائکہ کے پیغمبروں سے افضل ہیں ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ کہ اولاد ہے
ایک دوسرے کی ذریۃ بدل ہے آل ابراہیم و آل عمران سے یا حال ہے یعنی اللہ تعالیٰ ابراہیم اور آل عمران کو جو
پسند کیا وے سب ایک ہی اولاد میں ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں حاصل یہہ ہے وہ نیکوں کی نیک اولاد
ہیں وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ سنتا ہے جانتا اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ جب بولی عورت عمران کی
یہہ عمران فرزند ہاشان کا ہی اُسکی عورت کا نام حنہ بیٹی فاقوذا کی یہہ عمران موسی و ہارون علیہما السلام
کا والد نہیں ان دونوں عمران کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ تھا اور اس ہاشان کی اولاد
اسوقت بنی اسرائیل کے اعیان میں تھی رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ
مِنِّیْ اے رب میرے میں نے نذر کی جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد سو تو اسکو قبول کر مجھ سے محرر کا لفظ مشتق ہے
حر سے حر کی معنی خالص عرب کہتے ہیں فلانا شخص حر ہے یعنے اپنی ذات سے خلاص پایا ہے اُسپر کسی کا علاقہ نہیں

کلبی اور محمد بن اسحق نقل کئے ہین کہ بنی اسرائیل کی عادت تھی لڑکا پیدا ہوا تو اسکو کنیسی کی خدمت کیواسطے اللہ کے
نام پر چھوڑ دیتے وہ لڑکا فقط کنیسی کی خدمت کرتا دنیا کے کچھ کاروبار مین مشغول نہ ہوتا جب وہ لڑکا بالغ ہوا تو
اُسکو اختیار تھا دل چاہے تو کنیسی کی خدمت ترک کرکے چلا جاوے یا خدمت پر قایم رہے جو اُس کام پر باقی رہا تو
بعد خدمت نہین چھوڑ سکتا بنی اسرائیل کے انبیا اور علما سے کوئی نتھا جو اپنی اولاد مین کسی کو بیت المقدس کی
خدمت کیواسطے نچھوڑتا ہو اور اُنکے یہان یہہ شرط تھی کہ اس کام کیواسطے لڑکی کو نہ چھوڑنا تا حیض وغیرہ سے
بیت المقدس نجس نہو مریم کے والدہ نے اپنے پیٹ مین جو ہو اُسکو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے چھوڑ دونگی
کرکے منت کی یہہ منت کرنیکا قصہ یہہ ہی ایک شخص تھا فاقوذ نام اسکی دو لڑکیان تھین ایک کا نام اشاع عورت
زکریا علیہ السلام کی اسی کے پیٹ سے یحیی علیہ السلام پیدا ہوئے دوسری حنہ عورت عمران کی حنہ بوڈھی ہو گئی پر
اس کو اولاد نتھی ایک روز درخت کے سایہ مین بیٹھی تھی سو دیکھی ایک پرندہ اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہی اسکو دیکھکے
حنہ کو بچے کی آرزو ہوئی دعا کی کہ اللہ مجھے بچا دیوے تو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے اُسکو چھوڑ دونگی
بی بی صلحا لوگون کے گھرانے والی تھی کہ جن کو اللہ تعالی کے پاس مرتبہ تھا حاملہ ہوئی سو تبہی سے حمل کو اللہ کے
نام سے چھوڑی عمران نے کہا تو کیا کام کی اگر وہ حمل لڑکی ہو تو خدمت کے لایق نہین پھر دونون کو اسباب کی
نہایت فکر ہوئی حنہ کو تولد ہونے کے قبل عمران کا انتقال ہوا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ بیشک تو ہی ہے
اصل سنتا جانتا یعنی میری دعا کو سنتا ہو میری نیت کو جانتا ہی فَلَمَّا وَضَعَتْهَا پھر جب اُسکو جنی قَالَتْ
عورت عمران کی بولی رَبِّ اِنِّي وَضَعْتُهَا اُنْثٰى اے رب مین نے یہہ لڑکی جنی حنہ کو امید یہہ تھی کہ لڑکا
جنے جب لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کو تو بیت المقدس کی خدمت کرنے نہین رکھتے تھے عذر خواہی کیواسطے ایسا
کہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ جنی یہہ کلام اللہ تعالی کی طرف سے ہے
حنہ کی بات کا تتمہ نہین یعنے اُس لڑکی مین بڑی آیتین جو ہونہار ہین اللہ ہی کو معلوم ہین حنہ کو وہ معلوم
نہونے سے حسرت کی یعقوب اور ابن عامر اور ابو بکر بما وضعت عین کے سکون و تے کی ضم سے پڑھتے ہین
اُسوقت ترجمہ یون ہوگا اللہ کو بہتر معلوم جو مین نے جنی اس قرأت پر وہ تتمہ حنہ کی بات کا ہی اپنے دل کو
تسلی دینے یہہ کہی یعنے مین نے جو لڑکی جنی شاید اُس مین کچھ بہید و حکمت ہو وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى اور

بنیا ہو گا بیٹی سا اس جملہ کے دو تاویلیں ہین ایک یہہ ہی حنہ کی مراد اس کلام سے بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دینا ہی
اس صورت پر کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہی ولیس الانثیٰ کالذکر یعنی عورت مرد کی مانند نہین کیونکہ
عورت کو کعبہ کی خدمت مین داخل نہین کرتے داخل کرین تو بھی وہ ہمیشہ خدمت گذاری مین رہ نہین سکتی
حیض و نفاس کیوقت کنارہ کشی لازم ہے اور مردون سے خدمت جو کرتا ہی عورت نہین کر سکتی اور عورت
مردون کے ساتھ اختلاط سے ہی تہمت کا اندیشہ ہی ان اسباب کے نظر کرتے لڑکا ہونا بہتر تھا دوسری تاویل
اسکی غرض اس کلام سے یون ہے کہ یہہ لڑکی مرد سے افضل ہے یعنے میرے مطلب کا لڑکا ہونیکا جو تھا وہ لڑکی کے
برابر نہین کیونکہ لڑکی اللہ تعالی کی عنایت ہے وہ بی بی اللہ تعالی کے جلال مین مستغرق تھی جانتی تھی کہ اللہ تعالی
بندہ کے حق مین جو کرتا ہی بہتر ہے اس سے جو بندہ خواہش کرتا ہی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور مین اس کا نام
رکھی مریم کہتے ہین مریم کی معنی انکی لغت مین عبادت کرنے والی ایسا کہی تا اللہ کا قرب حاصل ہو اور اللہ اس
لڑکی کو گناہ سے بچاوے وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور مین تیری پناہ
مین دیتی ہون اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے حنہ کے دلکی مراد لڑکا ہونا جو تھا جب بر نہ آئی اللہ تعالی
سے دعا مانگی کہ اس لڑکی کو شیطان سے محفوظ رکھ اور صالحہ کر عبد الرزاق اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے آدم کی اولاد مین کوئی بچہ نہین مگر اسکی پیدائش کیوقت شیطان اسکو ٹومتا ہی ایک روایت مین ہے
اسکے پہلو مین اپنی انگلی سے ٹومتا ہی پھر وہ پکار اٹھتا ہے مگر مریم اور اسکا لڑکا یعنے ان دونون کو نہین ٹوما
ایک روایت مین افزود ہے کہ انکو مارنا چاہا سو پردے مین مارا یعنے مشیمہ جس مین بچہ رہتا ہی اسپر مارا اس حدیث
کو ابو ہریرہ روایت کرکے کہے تم چاہو تو یہہ آیت پڑھو وانی اعیذہا بک الایہ قرطبی نے کہا ہے شیطان
یہہ جو ٹومتا ہے اسکے مسلط ہونیکا وقت وہی ہے مریم کو اور انکے فرزند عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی
نے انکی مان کی دعا کی برکت سے محفوظ رکھا لیکن اس ٹومنے سے لازم نہین آتا کہ وہ خواہ نخواہ اسپر مسلط ہووے
اور ضرر پہنچاوے کیونکہ اللہ کے جو خاص بندے ہین ان کو اسکے ٹومنے سے کچھ ضرر نہین ہوتا مگر حنہ کی دعا
کی برکت سے اللہ تعالی نے مریم کو اور انکے فرزند عیسی علیہ السلام کو اس کے ٹومنے سے بھی محفوظ رکھا

قاضی عبد الجبار معتزلی نے کہا ہے کہ وہ حدیث اخبار احاد سے دلیل کے برخلاف وارد ہوئی اُسکو رد کرنا واجب ہے وہ کہتا ہے ہم اسکو دلیل کے برخلاف جو کہے چند وجہ سے ہی پہلی وجہ شیطان شر کی طرف نہین بُوتا مگر اُسی کو جو خیر و شر جانے بچّا تو کچھ جانتا نہین اُسکو کیسا بلائیگا دوسری وجہ شیطان کو اگر اس قدر چھیڑ نیکی قدرت ہو تو البتہ صلحا کو اس سے زیادہ ہلاک کرتا اور اُن کے کامون مین فساد ڈالتا تیسری وجہ مریم و عیسیٰ کو مستثنا کرنا باقی تمام انبیا کو چھوڑ دینے کا کیا وجہ چوتھی وجہ شیطان اگر مارے تو اُسکا نشان ہوتا نشان ہوتا تو اُس کا رونا پکارنا باقی رہتا وہ تو نہین پس معلوم ہوا کہ وہ حدیث باطل ہے زمخشری نے بھی کشاف مین رعایت مذہب اسکے قریب قریب کہا ہے اور بولا اگر حدیث صحیح ہو تو اسکی معنی یون کرنا ہر بچے کو پیدا ہوتے ہی شیطان اغوا دینے کی آرزو کرتا ہے مگر مریم اور عیسیٰ اُس سے محفوظ رہتے ایسا ہی جو انکی صفت پر ہون وہ بھی محفوظ ہین جیسا کہ شیطان نے کہا ہے لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین اور وہ جو حدیث مین ہے اُسکے لوٹنے سے وہ پکار اٹھتا ہے سو شیطان کی طمع کی صورت بتانے بہ سبیل استعارہ تخیلیہ کے ذکر کیا ہے گویا شیطان اُسکو مار کے کہتا ہو کہ مین اُسکو اغوا دونگا حقیقت مین نہ مارتا ہو نہ چھوتا ہے اہل سنت و جماعت کہتے ہین حدیث صحیح سند سے جو ثابت ہوئی ہے اُسکو اٹکل پچے سے رد کرنا محض بیجا ہے اُسکے باطل کرنے پر دو جہین جو لکھا ہے اُن کے جواب مین پہلی وجہ کا جواب یون ہے کہ شیطان جو مارتا ہے محض اسی ارادے سے ہے کہ مین اسکو اغوا دینے پر قادر ہون یا نہین جب امتحان کی خاطر مارے تو اس شخص کو خیر و شر کی تمیز ہونا ضرور نہین دوسری وجہ کا جواب یہ ہے شیطان کے لوٹنے سے یہ لازم نہین کہ وہ صلحا کو اغوا دیوے اور اُسکا لوٹنا انکو ضرر کرے تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ یہ عیسیٰ اور مریم کا خصیصہ ہو انکی ماں کی دعا کی برکت سے شیطان کو انپر تسلط نہو ایسے خصایص انبیا مین اکثر ہوتے ہین ایک خصیصہ ایک مین ہونے سے دوسرے کی منقصت کہ جس مین وہ خصیصہ نہو لازم نہین آتی چوتھی وجہ کا جواب یہ ہے کہ پیدائش کے وقت مین اُسقدر قدرت ہونے سے لازم نہین آتا کہ اسکے لوٹنے کا نشان باقی رہے صاحب الانتصاف نے کہا یہ حدیث کتب صحاح مین موجود ہے فلاسفہ کی جہی باتون سے باطل نہین ہوتی طیبی نے کہا عیسیٰ اور انکی والدہ کا اس فضیلت سے مخصوص ہونا اور دوسرے انبیا مین وہ خصوصیت ہونا بعید نہین اللہ تعالیٰ شیطان کو دوسرے انبیا کو مس کرنیکی قدرت

دیوے اور اُسکے اغوا سے اسکو محفوظ رکھے شیخ سعد الدین تفتازانی کہتا ہے کہ زمخشری نے اپنی خواہش کے موافق
نہ رہنے سے حدیث کی صحت میں طعن کیا وگرنہ بچہ پیدا ہوتے ہی شیطان اُسکو ٹوہتا اور اُس کے ٹوہنے سے وہ رونا
عقل کی رو سے ممنوع نہیں وہ ٹوہنا اغوا دینے کے لئے نہیں جس سے اعتراض ہو بچے کو پیدا ہوتے ہی اغوا دینا
متصور نہیں زمخشری نے حدیث کی صحت فرض کر کے ٹوہنے کو اغوا دینے کی طمع کی تاویل کرنا اور مریم اور انکے
فرزند کو معصوم رہنے سے اُس سے استثنا کرنا اور عصمت انہیں کے ساتھ خاص ہونے سے تمام معصوموں کو
استثنا کرنا یا تو حدیث کی صحت کو قبول رکھ کے پھر اسکی تکذیب کرتا ہے استثنا کو علت مقرر کر کے اُس پر قیاس
کرتا ہے زمخشری کے پاس یہہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ اُس بچے کو اغوا دیونگا کر کے شیطان کی طمع
متحقق ہوئی اور اُسکی امید سچ پڑی تا اس سے معصوموں کو نکالنا لازم آوے شاید کہ شیطان مریم اور
عیسیٰ کے سوائے دوسروں کی اغوا کی طمع کرتا ہے لیکن اغوا پر قادر نہیں ہوتا انتہیٰ اس حدیث پر بھی ایک اشکال
کرتے ہیں کہ مریم کی ماں کا پناہ چاہنا مریم کی پیدائش کے بعد تھا ٹوہنا ولادت کے وقت ہوتا ہے دعا کو
اس ٹوہنے پر حمل کرنا صحیح نہیں اُسکا جواب یہہ ہے کہ اس حدیث کے لفظ میں اختلاف ہے بعضے راوی مریم
اور عیسیٰ دونوں کا استثنا کئے ہیں بعضے فقط عیسیٰ کا استثنا کئے ہیں جبکہ فقط عیسیٰ کا ہی استثنا ہو تو یہہ
اعتراض وارد نہیں ہوتا جب دونوں کا نام مذکور ہو تو اسکا جواب یوں کہینگے کہ بچہ پیدا ہوئے کے بعد
ٹوہتا ہے دعا جو کی بعد وضع کے کی فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ پھر قبول کیا اسکو اُسکے ربنے اچھی طرح
کا قبول کرنا یعنے مرد جو کنیسے کی خدمت کیواسطے مقرر تھا اُسکے عوض میں مریم کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا
وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور بڑھایا اسکو اچھی طرح کا بڑھانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُسکی معنی
کہے ہیں کہ اُسکی خلقت پوری کیا بے زیادتی اور نقصان کے پھر ایک برس میں بچا جو بڑھتا ہے مریم ایک
دنمیں اتنا بڑھتی تھی وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور سپرد کروایا مریم زکریا کو یہہ ترجمہ ہے عاصم اور حمزہ
اور کسائی کی قراءت پر کہ کفلہا کے فا کو تشدید سے پڑھتے ہیں انکی قراءت پر کفلہا کا فاعل اللہ تعالےٰ
ہے اور زکریا مفعول ہے یعنے اللہ تعالےٰ نے زکریا کو مریم کی پرورش کا مختار کروایا دوسرے قاریان
فا کو بلا تشدید پڑھتے ہیں اُسوقت کفلہا کا فاعل زکریا ہوتا ہے اب معنی یوں ہوگی اور کفیل ہوا

مریم کا زکریا اسکا قصہ یون ہی مریم پیدا ہوئی لیجا کہ اسکو کپڑے مین لپیٹ کر مسجد کو لیگئی اور احبار پاس
ڈالدیکے کہی میری چھوٹی سی نذر کو تم لیو احبار ہارون علیہ السلام کی اولاد وین ہی ہوا کرتے تھے اور بیت المقدس
کی تولیت انھین کو تھی وے جھگڑنے لگے کہ مریم لڑکی ہے وہ کسکے پاس رہے احبار کے امام اور قربانی کے
مختار زکریا علیہ السلام تھے سو کہنے لگے اس لڑکی کا مستحق مین ہون کیونکہ اسکی خالہ میری بی بی ہے دوسرے احبار
کہے استحقاق کو ہم دیکھیں تو اسکی مان جو جنی ہے سب سے زیادہ حق ہی لیکن ہم قرعہ ڈالینگے قرعہ جسکے نام سے
نکلے وہ اسکا مستحق ہو احبار انتیس شخص تھے سب ملکے ندی کو گئے سدی کہتا ہو وہ اردن کی ندی تھی پھر دے
ندی مین قلم ڈالے تو زکریا کے نام کا قلم نکلا پھر وہ اس لڑکی کے کفیل ہوئے زکریا کے باپ کا نام آذن بن مسلم بن صدوق
اولاد مین سلیمان علیہ السلام کے بعضے انکے باپ کا نام لشوی کہتے ہین اور بعضے برخیا پھر انھون نے مریم کی خاطر
جھو جھو مقرر کئے محمد بن اسحاق کہتا ہی زکریا مریم کو انکی خالہ کے پاس دئے خالہ پرورش کی جب بڑی ہوئی
زکریا نے ان کے لئے مسجد مین ایک محراب بنائی اس کا دروازہ بلند کئے تا بدون سیڑھی کے کوئی وہان جا سکے
ان کے پاس زکریا علیہ السلام کے سوائے کوئی نہین جاتا تھا آپ ہی کھانا پانی تیل چراغ لیجا کے پہنچاتے كُلَّمَا دَخَلَ
عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جسوقت آتا اسکے پاس زکریا بنگلے مین وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا پاتا اس پاس
کچھ کھانا محراب بنگلے کو کہتے ہین مکانین جو جگہہ بہتر اور مقدم رہے اسکو بھی محراب کہتے ہین مسجد مین امام کے واسطے
جو جگہہ الگ رہتی ہے اسکو بھی اسی لحاظ سے محراب کہتے ہین اور مسجد کو بھی محراب کہتے ہین مبرد نے کہا ہی سیڑھی
رکھ کے جس مکان پر چڑھتے ہین اسکو محراب کہینگے ربیع بن انس نے کہا ہی مریم کے بنگلے کو جانا چاہتے تو ساتھ دروازے
پار ہوکے جاتے زکریا علیہ السلام جاتے وقت ساتون دروازون کو قفلین ڈالتے جب آتے تو ان کے پاس میوہ
رہتا دھوپ کالیکا میوہ ٹھنڈ کالے مین موجود رہتا ٹھنڈ کالے کا میوہ دھوپ کالے مین بے ہنگامی میوہ دیکھکے
قَالَ زکریا علیہ السلام بولا يَامَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هٰذَا ای مریم کہان سے آیا تجھکو یہہ کیونکہ اس میوے کا
وہ موسم نہین اور دروازے بند رہتے ہین ابن عباس وغیرہ کی روایت مین آیا ہو کہ وہ میوہ انگور تھے قَالَتْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کہنے لگی یہہ اللہ کے پاس سے ہی حسن سے مروی ہے کہ مریم پیدا ہوئی سو دودھ کبھی نہ پی
اسکے واسطے بہشت سے کھانا آتا زکریا پوچھے یہہ کہان سے آیا تو کہتی اللہ کے پاس سے ہے مریم لڑکپن مین یہہ بات کی

محمد بن اسحٰق نے کہا ہے بنی اسرائیل مین بڑا قحط ہوا زکریا مریم کو پالنے سے عاجز ہوکے بنی اسرائیل کو کہے مین بہت
ضعیف ہوا مریم کا بار اُٹھانیکی مجھ مین طاقت نہین اب میرے بعد اُس کا کون کفیل ہوتا ہے بنی اسرائیل کہے قحط کے
سبب سے ہم لاچار ہوگئے اُسکی پرورش کیونکر کرین غرض ایک دوسرے پر حوالہ دینے لگا اسکی پرورش ضرور تھی
آپس کی تکرار سے قرعہ ڈالے یوسف نجار کے نام کا قلم نکلا وہ بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا بڑھئی کا کسب کرتا مریم
کا چچیرا بھائی اُسکے باپ کا نام یعقوب تھا اوسکے ذمہ مین کھانا مقرر ہوا مریم نے اُسکے چہرے سے اوس اخراجات کے
متفکر ہونا گران پاکر کہا ای یوسف اللہ سے نیک گمان رکھ اللہ تعالیٰ رزق دیگا مریم کی برکت سے یوسف نجار
کو فراغت حاصل ہوئی کسب کرکے جو پیدا کرتا ہر روز مریم کے خرچ کو کفایت کئے اتنا لاکے محراب مین رکھ دیتا
پھر اُسکو اللہ بڑھا دیتا زکریا آکے دیکھے تو جسقدر لا دیا تھا اس سے زیادہ پاتے یہہ دیکھکے کہے ای مریم یہہ کہان
سے آیا تو کہتی اللہ کے پاس سے آئے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اللہ رزق دیتا جسکو چاہے
بے حساب یہہ جملہ یا مریم کے قول کا تتمہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اولیا کی کرامت حق ہونے پر آیت
مین دلیل ہے اور وہ زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہین ہوسکتا کیونکہ معجزہ مین نبوت کے دعوے کے ساتھ متقارن
ہوکے صادر ہونا شرط ہے یہان زکریا علیہ السلام اُسکا دعوی نہین کئے اگر زکریا علیہ السلام کا معجزہ ہوتا
تو انکو اُسکی اطلاع ہوتی کہان سے ہے کرکے نہ پوچھتے اولیا کی کرامت کے منکر نہین مگر معتزلہ جب قرآن اُسکے
ظہور کا ناطق ہوا اور اولیا سے کرامتین صادر ہوئین سو تواتر ثابت ہو تو انکا قول مردود ہے ابو یعلی نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند روز کھانا کچھ نہ ملا بھوک سے
بے تاب ہوکے بی بیون کے گھر تشریف لیگئے کسی کے یہان کچھ نتھا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین گئے اور
فرمائے مین بھوکا ہون کھانے کو کچھ ہو تو لا دو بی بی کہے واللہ میرے پاس اسوقت کچھ نہین آپ وہان سے سدھارے
بعد ہمسایہ کی کوئی عورت ایک روٹی اور گوشت کا ٹکڑا بی بی فاطمہ کو حصہ بھیجی بی بی اُسکو باڈے مین رکھکے کہے
واللہ آج مین اسکو نہ کھاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاونگی بی بی کے گھر مین سب بھوکے تھے کسیکو
کچھ نہ دیکے حسن یا حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجکے بلوائے حضرت جب تشریف لائے تو
کہے یا رسول اللہ کسی نے کچھ کھانا بھیجا سو مین آپکے لئے چھپا رکھی ہون فرمائے لے آؤ بی بی جاکے

بادیہ کھول کر دیکھے تو روٹیان اور گوشت سے بادیہ بھر کر ہے بی بی کو تعجب ہوا اور سمجھے کہ اللہ برکت دیا
اللہ کا شکر کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھے آپ دیکھکے اللہ کا شکر کئے اور پوچھے
اے بیٹی یہہ کہان سے آیا بی بی کہے یہہ اللہ کے یہان سے ہے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے حساب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکر کئے اور فرمائے الحمد للہ تجھکو اللہ نے بنی اسرائیل کی بی بیون کی سیدہ کے مشابہ کیا
کیونکہ اسکو اللہ رزق دیتا اور پوچھے تو کہتی ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب هُنَالِكَ دَعَا
زَكَرِيَّا رَبَّهٗ وہان دعا کیا زکریا نے اپنے رب سے اہل اخبار لکھے ہین زکریا علیہ السلام بہت بوڈھے ہوئے تھے
اولاد ہونیکی امید منقطع ہوئی تھی اُن کے گھرانے مین کوئی نہ تہا نہین تعاجب دیکھے مریم کو اللہ تعالی کرامت
اور منزلت دیا ہے جس نے مریم کو بیوقت میوہ دیا میری عورت کو درست کرکے مجھکو بڈھاپے مین فرزند دے سکتا ہے
اس آرزو سے زکریا اپنے محراب مین جاکے دروازہ بند کئے اور اللہ تعالی سے فرزند کے لئے دعا مانگے
قَالَ کہا زکریا نے رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ای رب میرے عطا کر مجھکو اپنے پاس سے
اولاد پاکیزہ ذریۃ کا لفظ واحد جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہوتا ہے اس جگہ مراد واحد مذکر ہے اور
ذریۃ کے لفظ کے لحاظ کرتے طیبۃ کو مونث لایا ہم جو کہے ذریۃ سے واحد مذکر مراد ہے اسکی دلیل اللہ تعالی کا
قول ہے جو سورہ مریم مین فرمایا فهب لی من لدنک ولیا یرثنی الایہ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ مقرر
تو سننے والا ہے دعا یعنے دعا قبول کرتا ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ
پھر آواز دی اسکو فرشتون نے جب وہ کھڑا تھا نماز مین محراب کے اندر زکریا احبار کے رئیس تھے جو قربانی
کو قربانگاہ پر لیجاتے اور قربان گاہ کا دروازہ آپ ہی کھولتے انکے بے اذن کوئی اُسکے اندر نہین
جاتا آپ محراب مین قربانگاہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے لوگ پروانگی کے منتظر تھے کہ ایک مرد جوان
سفید کپڑے پہنے ہوا روبرو آیا زکریا اُسکو دیکھکے گھبرائے وہ جبرئیل تھے سو آواز دئیے ابن جریر نے ابن
مسعود اور سدی سے روایت کیا ہے کہ ندا جبرئیل علیہ السلام کئے پس یہان فرشتون نے آواز دی کرکے
جمع کا لفظ جو فرمایا جنس کے ارادہ سے ہے اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مقرر اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے
یحیی کی یعنی لڑکے کی جس کا نام یحیی ہے مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سچ کریگا ایک کلمہ کو جو اللہ کی طرف سے ہے

اس کلمہ سے عیسیٰ علیہ السلام مراد ہین عیسیٰ علیہ السلام کی اول جو تصدیق کئے یحییٰ تھے وہ عیسیٰ سے چھ مہینون کے بڑے تھے عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جانے کے آگے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کئے یحییٰ مریم کی خالہ کے فرزند تھے عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ کے کی غلیہ سے بھانجے ہوئے معراجکی حدیث مین عیسیٰ اور یحییٰ دونون خالہ کے فرزند کرکے جو آیا مجازاً ہی عرب کے دستور کے موافق خالہ کی اولاد مین کوئی رہین اسکو ابن خالہ کہتے ہین ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ یحییٰ علیہ السلام نے عیسیٰ کی تصدیق جو کئے سو یہہ ہے کہ یحییٰ کی مان نے مریم کو کہے مجھ کو معلوم ہوتا ہی میرے پیٹ مین کا بچہ تیرے پیٹ مین کے بچہ کو سجدہ کرتا ہی کلمہ لغت مین بات کو کہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ جو کہتے ہین اسباب مین کئی اقوال ہین بعضے کہتے ہین اُس لئے اللہ کا کلمہ جو کُن ہے اُس سے پیدا ہوا باپ کے نطفے سے نہین اس لئے اُسکو کلمہ کہے جیسے مخلوق کو خلق کہتے ہین اور مقدور کو قدرت کہتے ہین کلام عرب مین ایسا استعمال بہت ہی بعضے کہتے ہین عیسیٰ طفولیت مین بات کئے اور اللہ تعالیٰ انکو طفولیت مین کتاب دیا گویا انھون بڑے سے گفتگو اور متکلم ہوئے مجازاً متکلم کو کلمہ کہے فلان جود و اقبال مقام مین جواد اور مقبل کے کہتے ہین جبکہ وہ اُس صفت مین کامل ہو بعضے کہتے ہین عیسیٰ لوگون کو حقایق اور اسرار الٰہی کی تعلیم کرتے تھے کلام الٰہی سے جو ارشاد ملتا ہی اُنھون وہ ارشاد دیتاتے تھے اس لئے اُنکو کلمہ کہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے سابق کے انبیائ کے کُتب مین کہا تھا کہ ایک نبی کو بے وساطت باپ کے پیدا کرونگا جب عیسیٰ پیدا ہوئے تو کہے یہہ وہ کلمہ ہے جسکا سابق کے کتب مین مذکور تھا بعضے کہتے ہین قرآن کا نام فضل اللہ اور لطف اللہ ہے ویسا ہی عیسیٰ کا نام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے معلوم کیجئے کلمۃ اللہ کی معنی اللہ کی بات وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اُسکی ذات پاک سے قایم جو قدیم کی صفت ہے اُسکو عیسیٰ کی ذات ہی کرکے کہنا محال تھا اس لئے تاویل کئے

وَسَيِّدًا اور سردار ہوگا یحییٰ علیہ السلام دین کے تمام کامون مین مومنون کے رئیس اور سردار تھے ضحاک نے کہا ہے سید کی معنی خوش اخلاق سعید بن جبیر نے کہا سید وہ جو پروردگار کی اطاعت کرے سعید بن المسیب نے کہا سید وہ جو فقیہ اور عالم ہو وَحَصُورًا اور عورت پاس نہ جاویگا حصور کی یہہ معنی جو لکھے عبد الرزاق وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کئے ہین سعید بن جبیر سے بھی یہی منقول ہے ابن جریر نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اُسکی معنی عنین کرکے نقل کیا ہے مفسرون کی ایک جماعت کہتی ہے

حصور وہ جو باوجود مردمی کے عورت پاس نہ جاوے اسی قول کو اکثر مفسرین ترجیح دیتے ہین کیونکہ یہہ کلام
اُنکی مدح مین وارد ہے صحیح یہی ہوگی جو باوجود قدرت کے عصمت اختیار کرے مردمی نہونے سے عورتون کو ترک کرنا
کچھ مدح نہین دوسری بات یہہ ہے انبیا علیہ السلام کا یہہ منصب نہین جو انمین عیب ہو عنین ہونا مرد کے حق مین
بڑا عیب ہے تو ضرور ہوا کہ اُسکی وہ معنی کرنا جس سے عیب ظاہر ہو وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ اور نبی ہو کا نیکون مین ورد
قَالَ رَبِّ کہا زکریا اے میرے رب اَنّٰى يَكُونُ لِي غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ کہان سے ہوگا مجھکو
لڑکا اور مجھہ پر آیا بڑھاپا ابن عباس کہتے ہین اس بشارت کے وقت زکریا ایک سو بیس سال کے تھے اُنکی بی بی ننانوے
سال کی کلبی نے کہا ہے بیانوے سال بعضے کہتے ہین نودیر نون سال وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ اور عورت میری بانجھ ہے
اس جگہہ اعتراض کرتے ہین باوجود فرشتہ بشارت دینے کے زکریا علیہ السلام یہہ بات کیسا کہے کیا اللہ کے وعدے
مین اُنکو شک تھا اسکا جواب یہہ ہے زکریا علیہ السلام کو اللہ کے وعدے مین اور اُسکی قدرت مین شک نہین تھا یہہ
کلام جو کہے اُسسے غرض دریافت تھی کہ مجھکو فرزند جو ہوتا ہے کیا ہمکو جوانی پھر آتی ہے یا ہم جس حالت پر ہین اسی حالت مین
رہینگے اور عورت جو بانجھ ہے اُسی کو حمل ٹھہرتا ہے یا دوسری عورت سے جو نکاح مین آوے یا اسواسطے کہے عادت الٰہی
تو جاری نہین کہ اس حالت مین فرزند پیدا ہو پھر کیسا ہوگا ابن جریر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کیا ہے کہ
زکریا کے پاس شیطان آکے کہا اے زکریا تمکو آواز جو آئی اللہ کی طرف سے نہین اللہ کی طرف سے ہوتی تو وحی آتی
شیطان تم سے مسخری کو ایسا کہا اُس سے زکریا کو شک ہوا اس قول پر بعضے اعتراض کرتے ہین انبیا پر فرشتے
کا کلام شیطان کے کلام سے مشتبہ ہونا اور اُن کو اسبات کی تمیز نہونا جایز نہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو اللہ کی طرف سے دی گئی
بات جو کہین اُسپر اعتماد باقی نہین رہتا امام فخرالدین رازی نے اس اعتراض کا جواب یون دیا ہے کہ انبیا دین و شرایع کے
باتین جو کہین اسمین شیطان کا دخل نہین امور دنیوی سے جو باتین تعلق رکھتے ہین اُسمین وسوسہ ہونا ممنوع نہین
بندہ عاصی کہتا ہے یہہ جواب درست نہین کیا واسطے امور دنیوی مین وسوسہ آنا نہوگا مگر اُن چیزون مین جو دل
مین خطور کرتے ہین فرشتے اور شیطان کے کلام مین تمیز حاصل نہونا نبی کے علم مین نقصان کا سبب ہوتا ہے جب اُسکے
علم مین نقصان ہوا اور دونون مین تفرقہ نہین کرسکا تو دینی امور مین بھی تفرقہ کرنا لازم آتا ہے بہتر یہہ ہے کہدے
جو روایت کئے ہین قابل اعتماد نہین واللہ اعلم قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے

جو چاہے یعنے اللہ تعالی بوڑھے اور بانجہ کو بچہ دینے پر قادر ہے کسی چیز سے عاجز نہین قَالَ زکریا بولا
رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً ای رب مجھ کو دے کچھ نشانی یعنے عورت حاملہ ہونیکے وقت کی علامت بتادے
تا اُسوقت مین شکر و عبادت زیادہ کرون قَالَ فرمایا اللہ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ
نشانی تیری یہہ ہے کہ نہ بات کرے تو لوگون سے تین دن اِلَّا رَمْزًا مگر اشارے سے اکثر مفسرین کہتے ہین کہ زکریا
علیہ السلام کی زبان تین دن اور تین رات تک لوگون سے بات کرنے سے بند ہوئی لیکن تسبیح اور ذکر الٰہی سے
زبان جاری تھی کہتے ہین کہ زکریا علیہ السلام اُنگلی سے اشارت کرتے تھے بعضے کہتے ہین کہ اشارہ ہونٹون سے
کرتے تے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا اور یاد کر اپنے رب کو بہت وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ اور
تسبیح کر شام اور صبح دو پہر سے شام تک وقت جو ہے اُسکو عشی کہتے ہین صبح صادق
سے ضحی تک وقت جو ہے اُسکو ابکار کہتے ہین اس تسبیح سے نماز مراد ہے ذکر مراد نہین کیونکہ اذکر ربک کے
اول کہدیا بعض کہتے ہین اذکر سے ذکر قلبی مراد ہے اور سبح سے ذکر لسانی وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
اور جب فرشتے بولے مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام ہین بالمشافہہ کے مریم کو کہ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ
ای مریم مقرر اللہ نے تجھ کو پسند کیا اس اصطفا سے مراد یہہ ہے کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اسکو قبول کیا اور
جنت کے میون سے اسکو پرورش کیا اور فرشتہ بالمشافہہ اس سے سخن کیا یہ چیزین مریم کی کرامت تھی وَطَهَّرَكِ
اور ستھرا بنا دیا تجھکو یعنے مرد کے چھونے سے یا حیض و نفاس سے یا گناہون سے پاک رکھا وَاصْطَفٰكِ عَلٰى
نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اور پسند کیا تجھکو جہان کی عورتون سے ان عورتون سے یا مریم کے زمانہ کی عورتین فقط مراد
ہین یا عورتین علی الاطلاق اس اصطفا سے مراد مریم کو بن شوہر کے فرزند دینا اور وہ فرزند اپنی مان کی برأت
کی گواہی دینا اور سوکھا جھاڑ ہلانے سے چھوہارے گرانا ہے حاصل یہہ ہے کہ پہلے اصطفا سے وہ چیزین
مراد ہین جو مریم کو اول عمر مین حاصل ہوئین دوسرے اصطفا سے وے چیزین ہین جو آخر عمر مین ملین ابن
ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن مردویہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خیر نساءھا مریم بنت عمران و خیر نساءھا خدیجۃ بنت خویلد
یعنے بہتر اپنے وقت کی عورتون مین مریم ہے عمران کی بیٹی اور بہتر اپنے وقت کے عورتون مین خدیجہ ہے

ع ۱۳

خویلد کی بیٹی امام احمد اور ترمذی اور ابن المنذر اور ابن حبان اور حاکم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جہان کی عورتون مین تجھکو بس ہے یعنی عورتون کی بزرگی بیان کرنے
تجھکو بس ہے مریم بیٹی عمران کی اور خدیجہ بیٹی خویلد کی اور فاطمہ بیٹی محمد کی اور آسیہ عورت فرعون کی ترمذی
نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن
جریر ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مردون مین بہت لوگ کامل
ہوئے عورتون مین کامل نہین ہوئین مگر مریم بیٹی عمران کی اور آسیہ عورت فرعون کی فضیلت عایشہ کی عورتون پر
جیسی فضیلت ثرید کی ہے کھانون پر اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے بہشت کی عورتون مین افضل خدیجہ ہے اور فاطمہ اور مریم اور آسیہ اسکی سند صحیح ہے اور حاکم نے حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور بشارت دی کہ فاطمہ سیدہ ہے
بہشت کے بی بیون کی اس حدیث کی اصل بخاری کے یہان بھی ہے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی بیماری مین مجھکو فرمائے کیا تو راضی نہین کہ بہشت کی بی بیون کی سیدہ ہو ان احادیث سے مریم اور خدیجہ اور فاطمہ
اور آسیہ کی فضیلت ثابت ہوئی ان سب مین کون افضل ہے اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مریم افضل ہے بلکہ بعضے
ان کی نبوت کے قایل ہین اشعری سے منقول ہے کہ چند عورتین نبیہ ہین ابن حزم نے کہا ہے کہ چھ عورتین نبیہ ہوئین
حوا اور سارہ اور ہاجرا اور موسی کی والدہ اور آسیہ اور مریم قرطبی نے سارہ اور ہاجرہ کے سوا دوسری چار
بیبیون کو ذکر کیا ہے اور تمہید مین اسکو اکثر فقہا سے نقل کیا ہے قرطبی کہتا ہے صحیح بات یہہ ہے کہ مریم نبیہ ہے
لیکن قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اکثر علما اسکے خلاف پر ہین بلکہ امام نووی اذکار مین لکھا ہے کہ امام الحرمین نے اجماع نقل کیا ہے
کہ وہ نبیہ نہین تھے اور قاضی بیضاوی بھی عورتون مین کوئی نبیہ نہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا کیونکہ اللہ تعالی فرمایا ہے
وما ارسلنا قبلک الا رجالا یعنے اور ہم نہین بھیجے تیرے آگے مگر مردون کو سیوطی نے کہا دعوی اجماع کا
جو کیے صحیح نہین کیونکہ چند عورتون کے نبوت مین خصوص مریم کی نبوت مین اختلاف مشہور ہے اور شیخ تقی الدین سبکی کتاب
حلبیات مین انکی نبوت کے قول کو ترجیح دیا ہے انتہی اور بعضے خدیجہ کو تفضیل دیتے ہین بعضے فاطمہ کو تقی الدین سبکی نے
کہا ہے کہ فاطمہ افضل ہین بعدہ خدیجہ بعدہ عایشہ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ اے مریم اطاعت کر اپنے رب کی

قول جمہور نبیہ نبودن
در مسئلہ اختلاف

یہہ بھی فرشتہ کا مقولہ ہے وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ سجود کو رکوع پر جو مقدم کیا شاید انکی شریعت میں سجدہ رکوع پر مقدم تھا بعضے کہتے ہیں واو ترتیب کو نہیں چاہتا اور تقدیم سجدے کی رکوع پر غرض نہیں بلکہ غرض مطلق امر کرنا ہے مختلف حالتوں سے یعنے کوئی حالت میں رکوع کر اور کوئی حالت میں سجدہ بعضے کہتے ہیں رکوع سے مراد جماعت سے نماز پڑھنا ہے ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ یہہ خبریں غیب کی ہیں ہم بھیجتے ہیں تجھ کو یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے زکریا وغیرہ کے قصے جو کہے انکا علم تجھکو نہ تھا تو امی تھا مگر ہمارے وحی کرنے سے معلوم ہو وَمَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَہُمْ اَیُّہُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ اور تو نہ تھا اے محمد ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلموں کو کون پالے مریم کو قصہ اسکا سابق مذکور ہوا قلم کس طور سے ڈالتے تھے اس میں اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں وہ قلم تھے جس سے توریت اور دوسرے کتب الٰہی لکھا کرتے تھے سو ان قلموں کو ندی میں ڈالتے پانی کا رخ جس جہت میں ہے اسکے خلاف پر جس کا قلم جاتا تو وہی حقدار ٹھہرتا قلم زکریا کا اس جہت میں جب گیا کفالت کے مستحق آپ ہی ٹھہرے بعضے کہتے ہیں قلم جسکا پانی نہ بہکے ٹھہرتا وہی مستحق ہوتا ربیع بن انس نے کہا ہے کہ وے اپنے عصوں کو پانی میں ڈالے زکریا کا عصا پانی کے رخ کے خلاف گیا بعضے کہتے ہیں عرب جیسے پانسے کی تیر ڈالتے تھے وے بھی تیروں پر ہر ایکنا نام لکھ کے ڈالتے تھے جسکے نام کی تیر نکلے وہ حقدار ٹھہرتا وَمَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ اور تو نہ تھا ان پاس جب وے جھگڑتے تھے یعنی مریم کفالت کیواسطے جو وے آپس میں تکرار کر رہے تھے اسوقت تو موجود نہ تھا جو انکا قصہ تجھکو معلوم ہو تجھکو معلوم نہیں ہوا مگر وحی سے اگر کوئی کہے اخبار سابقہ کا علم جو حاصل ہوتا ہے مشاہدے سے یا سماعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ نکرنا یقینی تھا پھر اس جگہہ مشاہدے کی نفی کیا واسطے کیا لوگوں سے سماعت کا احتمال جو ہے اسکی کیا واسطے نفی نہیں کی اسکا جواب یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا اور علما اور احبار سے پڑھتے نہ سنتا اسوقت کے لوگوں کو خوب معلوم تھا وے صرف وحی کے منکر تھے اسلئے فقط مشاہدے کو ذکر کیا تا مطلب کو برہان کی طور سے ثابت کرے گویا یوں کہا میں تمکو باتیں جو کہتا ہوں انکے معلوم ہونیکی راہ یا احبار سے سننا اور پڑھنا یا اللہ کی طرف سے انکی وحی ہونا یا حاضر رہکے دیکھنا اول کی دونوں باتیں تو تم پاس منفی میں باقی رہی تیسری بات اسکی نفی کیا تہکم یعنے مسخری کے ارادہ سے اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ جب کہا فرشتون نے ای مریم مقرر اللہ تجھکو بشارت دیتا ہی ایک اپنے کلمہ کی جسکا نام مسیح ہی عیسی مریم کا بیٹا اس جگہ بھی فرشتے سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین بشارت اس خبر کو کہتے ہین کہ جسکے سننے سے دل خوش ہوتا ہی کلمے سے مراد خبر اور رسالت ہی یعنے اللہ تعالی اپنے پاس کی ایک خبر تجھکو کہتا ہی ابن عباس کہتے ہین کلمہ وہی عیسی ہی عیسی کو اللہ کلمہ کہنے کی وجہین اوپر مذکور ہو چکین لفظ عیسی کا اصل سریانی زبان مین الیشوع تھا عربون نے معرب کرکے عیسی کہا مسیح کے لفظ کو بعضے کہتے ہین معرب ہے اسکا اصل سریانی مین مشیحا تھا معنی اسکی مبارک اکثر کہتے ہین کہ وہ مشتق ہے مسح سے یعنی چھونا عیسی کے چھونے سے بیمار درست ہوتے تھے اسلیے اسکو مسیح کہا یا اللہ برکت کی مسح کرکے یا گناہ کی نجاست سے ان کو پاک کیے یا وہ مان کے پیٹ سے نکلنے مین لگا ہوا اسکے سوا اور بھی کئی وجہین لکھے ہین وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مرتبہ والا دنیا اور آخرت مین دنیا کا مرتبہ نبوت اور معجزے جو اُن سے نمود ہوئے آخرت کا مرتبہ شفاعت کرنا اور درجے وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ؕ اور نزدیک والون مین ہے بارگاہ الٰہی کے مقربون مین وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اور بات کریگا لوگون سے گہوارے مین یا مان کی گود مین مہد کی معنی لغت مین وہ جگہ جو بچے کو سلانے کی خاطر مہیا کرتے ہین اُس سے یہان گہوارہ اور مان کا گود دونون مراد ہو سکتے ہین غرض اُس سے یہہ ہے کہ طفولیت مین جو باتین کرنے کی عمر نہین ہے سخن کریگا چنانچہ عیسی نے پیدا ہوکے اپنی مان کی برات پر گواہی دی ابن عباس کہتے ہین کہ عیسی ایک ساعت بات کرکے پھر چپکے ہو رہے پھر بات کرنیکی عمر کو پہنچے تو بات کیے وَكَهْلًا اور پوری عمر کا ہوکر مفسرین کہتے ہین کہ کہلا معطوف ہی فی المہد پر معنی یون ہے اور بات کریگا کہل ہوکے اُسپر ایک اعتراض تھا کہ کہولت مین ہر کوئی بات کرتا ہے پھر اُسکو ذکر کرنے سے کیا فایدہ اُسکے کئی جواب دئے ہین ایک یہہ کہ اس سے عیسی کا طور جو بدلتا گیا اُسکو بیان کرنا مقصود ہی کہ اُس نے پہلے بچہ تھا بعد جوان ہوا بعد ادھیڑ ہوا جو الٰہ ہو اُسپر تغیر محال ہے گویا یہہ رد ہے نجران کے نصاری پر جو مسیح کو الٰہ کہے دوسرا یہہ کہ وہ لڑکپن مین ایک ہی مرتبہ بات کریگا اپنی مان کی برات کیواسطے جب ادھیڑ ہوگا تو وحی اور نبوت کی باتین کریگا تیسرا یہہ کہ لڑکپن مین جو بات کیا ویسی ہی بات ادھیڑپن مین کریگا دونون مین کچھ تفاوت نہین اس مین بڑا معجزہ ہوا بندۂ عاصی کہتا ہے اگر کہلا کا عطف یکلم پر یا وجیہا پر لیوے تو بھی ہو سکتا ہی اس تقدیر پر وہ عیسی کا جو تھا حال ہی اُسکو کہنے سے غرض یہہ ہے کہ عیسی طفولیت مین نہ مریگا بلکہ زندہ رہیگا گویا

انکی حیات کی بشارت دیا واللہ اعلم کہل لغت مین اُسکو کہتے ہین جسکی قوت پوری ہو اور جوانی کامل عرب کے
محاورے مین جسکی عمر تیس سال سے متجاوز ہو اسکو کہل کہتے ہین آدمی کی عقل اُسی عمر مین کامل ہوتی ہے اور اُسی
عمر مین انبیاپر وحی نازل ہوتی ہے ابن قتیبہ کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب تیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ انپر
وحی بھیجا اڑھائی سال تک رسالت پہنچائے بعد آسمان پر گئے وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ تین سال تک رسالت
پر رہے بعضے کہتے ہین عیسیٰ آسمان پر جاتے وقت جوان تھے مراد یہہ ہے آسمان پر سے جب اُترینگے تو ادھیڑ رہینگے
وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نیک بختون مین سے عیسیٰ کے اوصاف کو صالح کے وصف پر اس لئے ختم کیا کہ صلاح
کا مرتبہ بہت بڑا اور اُسکا مقام بہت اشرف ہے کیونکہ آدمی صالح نہوگا جب تک اُسکے تمام افعال اور اقوال
خوب طور پر اور اکمل طریق پر نہو اللہ تعالیٰ اُن کے اوصاف سب ذکر کیا تو اس وصف پر ختم کیا تا اُن کو بلندی سے
اور مقام اشرف سے کمال حاصل ہووے قَالَتْ رَبِّ بولی مریم نے ای رب میرے یہہ ندا اللہ کو کرتی ہے بعضونے
کہا ہے کہ یہہ ندا جبرئیل کو ہے اور رب کی معنی صاحب کی اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ
کہان سے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھکو ہاتھ نہین لگایا کسی آدمی نے یون کہنا یا تعجب سے تھا کہ بن شوہر کے بچے
کا پیدا ہونا عادت الٰہی کے برخلاف ہے یا دریافت کرنے کے لئے کہ یہہ نکاح سے ہے یا اور کوئی طور سے قَالَ
كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے اسکا کہنے والا یا تو جبرئیل ہے
یا اللہ تعالیٰ ہے اور جبرئیل نے اُسکی بات کو نقل کیا اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ
جب حکم کرتا ہے ایک کام کو یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے یعنے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ تجھکو بن شوہر
کے لڑکا دیوے اُسکی قدرت سے یہہ کچھ بعید نہین جیسے شوہر کے سبب سے بچا دیتا ہے اُسکے بلا واسطہ بھی دیسکتا ہے
جیسا ارادہ کرتا ہے ویسا ہی ایک آن مین کر دیتا ہے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ اور سکھاویگا اوسکو کتاب یعنے
خط لکھنا وَالْحِكْمَةَ اور حکمت یعنے علم کہ جسکے ساتھ عمل ہو وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ اور توریت اور
انجیل وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہہ رسول ہونا یا لڑکپن مین ہے
یا بعد بلوغ کے اِس مین رد ہے اُس پر جو کہتا تھا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سوا دوسرے لوگون کی طرف بھی مبعوث
تھے اور اس پر جو کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مبعوث تھے بعضے اسرائیلیون کی طرف یہہ جملہ جو یعلمہ سے یہان تک مذکور ہوا

مریم کو خوش کرنیکی خاطر اور بن شوہر کے جب وہ جنیگی تو لوگون مین اُسکی بدنامی ہوگی کرکے اندیشہ جو تھا اسکو
دور کرنیکے واسطے ہی بنی اسرائیل کے پہلے نبی یوسف علیہ السلام ہوئے اور آخر مین عیسیٰ علیہ السلام جب عیسیٰ
مبعوث ہوئے تو کہے اِنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ بیشک مین آیا ہون تم پاس ایک نشانی لیکر تمہارے
رب کی آیت سے مراد معجزہ ہے عیسیٰ تو بہت معجزے بتلائے آیات کہنا تھا وہ نہ بول کے آیۃ بولا کیونکہ سب
معجزے ملکے ایک چیز پر اپنے رسالت پر دلالت کرتے ہین تو سب ایک ہی ہوئے جب بنی اسرائیل کو امون نے
یہہ کہا وے پوچھے وہ نشانی کیا ہے کہے اِنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بنا دیتا ہون مین
تمکو مٹی سے جانور کی صورت فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ پھر اُسمین پھونک مارتا ہون تو وہ ہو جاوے
اڑتا جانور اللہ کے حکم سے اہل اخبار کہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام جب دعوی نبوت کا کئے لوگ انپر طعن کرنے لگے
اور بولے ہمکو شپرک بنا دیو پھر آپ مٹی کی شپرک بنا کے اُسمین پھونک مارے تو وہ آسمان کی طرف جاکے اڑنے لگی
کہتے ہین شپرک کے سوا دوسرا جانور نہین بنائے شپرک ہی بنائے اِس لیے کہ دوسرے پرندون کی بہ نسبت اُسکی خلقت
بڑی ہے اسکو دانت ہین اور مادہ کو پستان ہین بچہ کو دودھ پلاتی ہے کہتے ہین کہ اُسکو حیض بھی آتا ہے وہب بن
منبہ کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جانور جو بناتے تھے لوگ جب تلک اُسکو دیکھتے تو اڑتا جب لوگون کی نظر سے غائب ہوتا
تو مرکر گر پڑتا تا اللہ تعالیٰ کے فعل مین اور مخلوق کی فعل مین فرق ہو اور سمجھین کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو کمال ہے
وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ اور چنگا کرتا ہون ماں پیٹ کے اندھے کو وَالْأَبْرَصَ اور کوڑہی کو اِن دو مرض کو خصوص
ذکر کیا کیونکہ ان کے علاج سے اطبا عاجز ہین عیسیٰ کے زمانہ مین طبابت کا چرچا بہت تھا اس لئے انکا معجزہ اُسی
قسم کا ہوا وہب بن منبہ نے نقل کیا ہے کہ بعضے اوقات مین مسیح علیہ السلام ایک دن مین پچاس ہزار بیمار کو چنگا
کیئے ہین جس مین طاقت چلنے کی رہتی وہ خود حاضر ہوتا جس مین طاقت نہین تو اسکے یہان عیسیٰ آپ تشریف لیجاتے
اور علاج تمام اقسام کی بیماریون کا دعا سے کرتے تھے باین شرط کہ آپ پر ایمان لائے وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ
اور جلاتا ہون مُردے کو اللہ کے حکم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چار شخص کو
زندہ کئے عاذر اور بوڑھیا کا لڑکا اور داروغہ کی بیٹی اور سام بن نوح انہین کے تین شخص زندہ ہوکے باقی رہے
اور اُن کو اولاد ہوئی مگر سام بن نوح عاذر عیسیٰ علیہ السلام کا مصاحب تھا بیمار ہوا اُسکی بہن عیسیٰ کو کہلا بھیجی ایکا

مصاحب عاذر کا وقت اخیر قریب ہے آپ جلد تشریف لائے عیسیٰ وہان سے تین روز کے رستہ پر تھے اپنے اصحاب
کو لیکے وہان آئے دیکھے تو وہ موا ہے اُسکی بہن کو کہے ہمکو اُسکی قبر بتلا اُس نے آکے قبر بتلائی عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ
کی درگاہ مین دعا کئے وہ شخص قبر مین سے جی اُٹھا ایک مدت تک باقی رہا اُسکو اولاد ہوئی بوڑھیا کا لڑکا
جو موا تھا اُسکو تختہ پر ڈال کے لیجاتے تھے جب عیسیٰ پر اُنکا گذر ہوا عیسیٰ علیہ السلام اللہ سے دعا مانگے وہ اُٹھ
بیٹھا اور تختے پر سے اُترکے اپنے گھر کو گیا کئی دن زندہ رہا اور اُسکو اولاد ہوئی ایک دارہ غہ محصول کا تھا
اُسکی لڑکی مرگئی عیسیٰ دوسرے دن جاکے دعا مانگے وہ زندہ ہوئی پھر اُسکو اولاد ہوئی سام بن نوح کی قبر کے پاس جاکے
دعا مانگے وہ قبر سے زندہ ہو کے نکلتے ہی قیامت کے اندیشے سے اُن کے سر کے آدھے بال سفید ہوگئے اُنکے زمانے مین
بوڈھے ہوئے تو بال سفید نہین ہوتے تھے وے اُٹھکے پوچھے کیا قیامت آئی ہے عیسیٰ کہے نہین لیکن مین تمکو
زندہ کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا تھا پھر مرجاؤ کہے مرتا ہون بشرطیکہ موت کی سکرات سے اب دوسری
دفعہ اللہ پناہ دیوے پھر عیسیٰ دعا کئے وے وہین موئے باذن اللہ کا لفظ مکرر ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ عیسیٰ زندہ
جو کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا عیسیٰ مین احیا کی قدرت نہین تھی وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ
فِيْ بُيُوْتِكُمْ اور خبر دیتا ہون جو کھا کر آتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اپنے گھرون مین ابن عسا کرنے عبد اللہ بن عمر
بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بچپن مین لڑکون کے ساتھ رہتے سو اُنکو کہتے تیری
مان تیری خاطر یہہ چیز کھانے کے واسطے رکھی ہے وہ لڑکا جاکے اپنے مان سے وہ چیز مانگتا وہ پوچھتی تجھکو کیونکر
معلوم ہوا کہتا عیسیٰ مجھکو بولا لوگون نے جب یہہ دیکھے کہنے لگے ہمارے لڑکے عیسیٰ کے ساتھ رہنے سے بگڑ جاتے ہین
اُنکو اُسکے پاس نہ چھوڑنا پھر اُن تمام بچون کو ایک گھر مین بند کرکے رکھے عیسیٰ لڑکون کی تلاش مین نکلے اُس
گھر کے پاس جہان لڑکے تھے گئے اور پوچھے وے لڑکے کہان ہین اُسکے لوگ کہے ہمکو معلوم نہین پوچھے یہہ آواز
کسکی ہے بولے بندر اور سُوّر کی پھر عیسیٰ کہے ایسا ہی ہو دیکھے تو وے بندر اور سُوّر ہوگئے ہین قتادہ کہتا ہے
آسمان پر سے خوان جو اترتا تھا اُسمین خیانت نہ کرو اور اسمین سے کچھ اُٹھا نہ رکھو کرکے عیسیٰ تاکید کئے تھے
پھر وے خیانت کرکے چھپا رکھے پھر وے لوگ جو کھائے اور جو چھپا رکھے تھے عیسیٰ ان کو اُسکی خبر دئے اور
جو لوگ خیانت کئے تھے وے خنزیر ہوگئے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ بیشک

اسمین نشانی پوری ہی تمکو اگر تم یقین رکھتے ہو یعنے مین بیمارون کو چنگے کرتا ہون اور مردونکو زندہ اور غیب کی
خبرین جو کہتا ہون تم عناد نہ کرکے مانو تو میری رسالت اور تصدیق کی نشانیان ہین وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ اور سچ بتاتا ہون توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہی یعنے میرے آگے جو توریت نازل ہوئی ہی اسکی
تصدیق کرتا ہون کیونکہ ایک نبی کا دوسرے نبی کی تصدیق کرنا ضرور ہے وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ
اور اسواسطے کہ حلال کردون تمکو بعضی چیز جو حرام تھی تمپر یعنے موسیٰ کی شریعت مین بعضی چیزین جو حرام تھین انکو
حلال کیا ہون وہب بن منبہ نے کہا ہی موسیٰ کی جو شریعت تھی عیسیٰ اُسی پر تھے بیت المقدس کی طرف نماز مین متوجہ
ہوا کرتے اور شنبہ کی تعطیل کرتے مگر چند اشیا جو بعضون کی عقوبت کیواسطے حرام ہوئین تھین انکو حلال کئے
جیسے چربی اور اونٹ کا گوشت اور بعضے قسم کی مچھلی اور کئی اڑتے سو جانور جو موسیٰ پر حرام تھے عیسیٰ انکی حلیت
لے آئے بعضے کہتے ہین عیسیٰ توریت کے بہت احکام کو نسخ کئے اور شنبہ کی تعطیل موقوف کرکے اتوار کو تعطیل کئے اور
قبلہ کی جہت بھی بدلدئے الحاصل عیسیٰ نے توریت کے بعضے احکام کو نسخ کئے اس پر کوئی یون نہین کہہ سکتا کہ اس
صورت مین عیسیٰ توریت کے مصدق نہین کیونکہ اُسکے بعضے احکام جو اُسوقت کی مصلحت کیلئے ہوئے تھے انکا خلاف
کرنے سے توریت کی تصدیق مین خلل نہین ہوتا توریت کی تصدیق یہی ہے کہ اعتقاد کرنا اسمین جو باتین ہین تمام
ہین تمام حق ہین وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ اور آیا ہون تم پاس نشانی
لیکر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا نو اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ بیشک اللہ ہے
رب میرا اور رب تمھارا سو اُسکی بندگی کرو رسول جتنے ہوئے سب اسباتمین متفق ہین کسیکا خلاف نہین کہ
رب سبکا اللہ ہے اُسکی اطاعت کرنا احکام بجالانا مناہی سے باز آنا لازم ہے هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
یہہ سیدھی راہ ہی یعنے اللہ کی توحید فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ جب معلوم کیا عیسیٰ نے انکا کفر
یعنے بنی اسرائیل عیسیٰ کے قتل کا ارادہ جو کئے تھے سو آپکو جب معلوم ہوا ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی دعوت کا حکم کیا بنی اسرائیل نے آپ کو شہر سے نکال
عیسیٰ اور انکی مان مریم دونون زمین پر گشت کرنے لگے ایک قریئے مین جاکے ایک شخص کے یہان اُترے
اُس نے انکی ضیافت کیا اور سلوک و مدارا کیا اُس شہر کا حاکم بہت ظالم تھا لوگون پر اکثر تعدی کرتا

ثلثہ ارباع
ورد ۳۳

غرض عیسی جسکے گھر مین تھے وہ شخص ایک روز بڑی خفگی سے گھر مین آیا مریم اُس شخص کی عورت کے پاس جو بیٹھے تھے پوچھنے کیون تیرا شوہر آج بہت خفا ہے بولی اس شہر کا حاکم مقرر کیا ہے کہ اُسکو اور اوسکے لشکر کو بستی والون سے ہر روز ایک شخص باری سے کھانا کھلاوے اور شراب پلاوے اگر یہہ کام بجا نہ لاوین سزا دیتا ہے آج ہماری باری ہے ہم پاس تو کچھ نہین دیکھئے کیا کرتا ہی مریم کہی تم گھبراؤ نہ ہو تا مین اپنے لڑکے کو یہہ بات کہتی ہون وہ دعا کریگا تو تمھاری مراد بر آویگی پھر عیسی سے اسکا مذکور کئے عیسی کہے اس خیال سے باز آو کیونکہ اُس مین بہت سی قباحتین ہین مریم کہی اس شخص کا ہم پر بڑا احسان ہے البتہ اسکا بدلا کیا چاہئے تب عیسی کہے اُسکو فرماؤ کہ دیگیان اور گھڑے تمام پانی سے بھر کے رکھین اور آپ دعا کئے پھر دیگیون مین پانی جو تھا گوشت اور روٹی ہوگیا اور گھڑون مین پانی جو تھا شراب ہوگئی بادشاہ لوگون کو لیکے آیا کھانے سے فراغت پایا شراب جو پیا بہت بہتر تھی پوچھنے لگا کہ یہہ کہان کی شراب ہے گھر والا بولا فلانی جگہ کی ہے بادشاہ بولا میرے یہان اُسی جگہ کی شراب آتی ہے پر ایسی نہین تب دوسری جگہ کا نام لیا اُسکی بات مین اختلاف ہونے سے بادشاہ ڈرا کے پوچھا اُس نے کہدیا کہ میرے یہان ایک لڑکا رہتا ہی وہ اللہ سے جو دعا مانگتا ہی قبول ہوتی ہے اُن گھڑون مین پانی تھا اُسکی دعا سے شراب ہوگیا بادشاہ کا ایک لڑکا جو اُسکو نہایت عزیز تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو اپنا ولی عہد کرے قضا را وہ مر کے تھوڑے دن گذرے تھے بولا جو پانی کو شراب کرے البتہ مُردے کو زندہ بھی کریگا عیسی کو بلوا کے کہا میرے فرزند کو زندہ کر عیسی کہے اُسکو مین زندہ کرون تو تمھارے لوگون مین فساد ہوگا بادشاہ بولا اُس سے کچھ اندیشہ نہین عیسی کہے مین اُسکو زندہ کر دون تو مجھے اور میری مان کو چھوڑ دو ہمارا دل جہان چاہے وہان جاوینگے بادشاہ نے قبول کیا پھر عیسی علیہ السلام نے اللہ تعالے سے دعا کی وہ لڑکا زندہ ہوا بادشاہ کے لوگ کہنے لگے بادشاہ آپ جبتک تھا ہمکو کھا گیا اُسکی موت کی دن جو نزدیک ہوے چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے وہ بھی ہمکو کھا جاویگا وے سب اس اندیشے سے جنگ کی خاطر مستعد ہوئے عیسی سے یہہ کام ظاہر ہوا کرکے اُنکے بھی دشمن بنکر درپے قتل کے ہوئے بعضے کہتے ہین عیسی علیہ السلام جب بنی اسرائیل دعوت شروع کئے یہود کو معلوم ہوا کہ مسیح کی بشارت جو دئے تھے وہ یہی ہے اُن پر شاق ہوا آپکے ایذا کے درپے ہوئے اور قتل کا ارادہ کئے تب عیسی نے مدد چاہی قَالَ کہا عیسی نے مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کوئی ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ مین قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا حواریون نے

ہم ہین مدد کرنیوالے اللہ کے یعنے اللہ کے دین کی اعانت کرنے والے سدی نے نقل کیا ہے کہ جب عیسی علیہ السلام اس شہر سے نکلے تو دیکھے ایک جگہہ بارہ شخص مچھلی کا شکار کر رہے ہین شمعون اور یعقوب ابن بڑے تھے عیسی اُن سے کہے تم کیا کرتے ہو بولے مچھلی کا شکار کرتے ہین عیسی فرمائے میرے ساتھ چلو تا لوگون کو شکار کرے بولے تم کون ہو فرمائے مین عیسی ہون مریم کا بیٹا اللہ کا بندہ اور رسول وہ بولے کچھ نشانی بتلاؤ فرمائے بہتر اور دعا کئے پہر شمعون نے جال جو ڈالا تھا اُس مین اِسقدر مچھلیان جمع ہوین کہ جال پھٹ جاتا اور یہہ لوگ جال نہ کھینچ سکین دوسری کشتی والون کو اعانت کے واسطے بلائے اور دونون کشتیان مچھلی سے بھر گئین یہہ دیکھکے وے ایمان لائے اور عیسی کے ہمراہ ہوئے عطا سے منقول ہے کہا کہ مریم عیسی کو ہنر سیکھنے کے لئے لوگون کے حوالے کرتی تھی آخر حواریون کی سپرد کئے وے دھوبی اور رنگریز کا کسب کرتے تھے انکا چودھری ایک روز عیسی کو کہا تمکو سفر درپیش ہوا ہے وہان جاکے لوٹنے کو دس دن لگینگے رنگنے کے کپڑے بہت جمع ہین تم اُن کو رنگنا جس کپڑے کو جو رنگ منظور ہے اُسیر مین اُسی رنگ کا نشان کر دیا ہون یہہ کہہ کے آپ سفر کیا عیسی تمام کپڑون کو ایک ہی مٹکے مین ڈالکے رکھے اور فرمائے اللہ کے حکم جو رنگ مطلوب ہے وہی رنگ ہووے غرض جب چودھری پھر کر آیا تو پوچھا کپڑے رنگے ہو عیسی علیہ السلام فرمائے ہان رنگا ہون پوچھا وے کہان ہین فرمائے اُس مٹکے مین ہین بولا کیا سب کو ایک ہی رنگ مین ڈبو کے خراب کر دیا فرمائے نہین پھر اُس مین سے کپڑا کوئی لال کوئی پیلا کوئی ہرا کوئی سیاہ جو اُسکو منظور تھا نکال دئے وہ چودھری اور اُسکے تابعدار یہہ دیکھکے عیسی پر ایمان لائے حواری کی معنی میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہین حواری کی معنی مصاحب اور خواص اور بعضے کہتے ہین حواری مشتق حور سے ہے اُسکی معنی سفید اُن کے کپڑے سفید رہنے سے اُنکو حواری کہے اور بعضے کہتے ہین وو ذات کے دھوبی تھے کپڑے دھوکے سفید کرتے تھے اس لئے اُنکو حواری کہے اور بعضے کہتے ہین اُنکے دل پاک و صاف رہنے سے اُنکو حواری کہے بعد عرب اپنے محاورے مین جو مصاحب و رازدان اور یار غار ہو اُسے حواری کہنے لگے چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر نبی کے حواری ہوا کرتے ہین میرا حواری زبیر ہے ءَامَنَّا بِاللّٰهِ ہم یقین لائے اللہ پر وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اور تو گواہ رہ کہ ہمنے حکم قبول کیا گواہ رکھتے تا قیامت کے دن جو انبیا گواہی دینگے اُسوقت اُنکے ایمان کی گواہی ادا کرین رَبَّنَآ ءَامَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ ای رب ہمنے یقین کیا جو تونے اتارا یعنے انجیل

جو تو عیسیٰ پر اتارا اسکو ہم نے یقین کیا وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ اور ہم تابع ہوئے رسول کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سو تو لکھ ہم کو گواہی دینے والوں میں یعنی جو لوگ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اُنکے ساتھ ہم کو بھی داخل کر یا وے جو تیرے انبیا کی تصدیق کئے اور تیرے حکموں کو مانے انکے ناموں کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ اور ہماری گنتی انہیں میں کر اور اُنکو جو نعمتیں عطا کریگا ہمکو بھی عطا کر فریابی اور عبد حمید ابن المنذر اور ابی حاتم اور ابو الشیخ و طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیئے ہیں کہ اُس شاہدین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپکی امت کیونکہ وے گواہی دیوینگے کہ انبیا اپنی امتوں کو رسالت پہنچائے بعضے کہتے ہیں شاہدین سے مراد انبیا ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی امت کی گواہی دیگا وَمَكَرُوْا اور فریب کیا اُن کافروں نے یعنی بنی اسرائیل جنھوں کا کفر عیسیٰ نے معلوم کئے ہیں فساد کی خاطر مخفی کوشش کرنے کو مکر کہتے ہیں ان کا مکر یہہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کریں سبب اسکا یہہ ہے کہ عیسیٰ حواریوں کو ساتھ لیکے پھر جب شہر کو آئے تو انکو علانیہ دعوت کرنے لگے وے انگ لوگوں کو لگا دئے تا قابو پاکے عیسیٰ کو مار ڈالیں ۔

وَمَكَرَ اللّٰهُ اور فریب کیا اللہ نے مکر کی معنی جو ہم نے لکھا اللہ تعالیٰ کے حق میں اُس معنی کا ارادہ کرنا محال ہے اسلئے اُسکی تاویل یوں کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے مکر کی جزا دیا اس تقدیر میں مکر کی جزا کو مکر بولا کیونکہ جزا اُسکے مقابلے میں واقع ہوئی علم بلاغت میں اسکو مقابلہ اور ازدواج کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے جو معاملہ کیا مکر سے مشابہت رکھتا تھا اس لئے اُسکو مکر فرمایا بعضے کہتے ہیں لغت میں مضبوط اور کامل تدبیر کرنیکو مکر کہتے ہیں بعد عرف میں مکر اُس تدبیر کو کہے کہ جس سے اپنے غیر کو بدی پہنچاوے یہہ معنی جب کہیں تو مکر کی تاویل کی احتیاج باقی نرہی اللہ تعالیٰ جو فریب دیا وہ یہہ تھا کہ جس نے عیسیٰ کا قتل کرنا چاہا تھا اُسی کو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کر دیا سو اُسکو قتل کئے کلبی نے ابی صالح سے اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ عیسیٰ یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس گئے وے آپکو دیکھ کے گالیاں دینے لگے عیسیٰ اُن کے لئے بد دعا کئے وے خنزیر بن گئے اس حالت کو دیکھ کے ایک شخص یہودا نام جو یہودیوں کا سردار تھا اندیشہ ناک ہوکے یہودیوں سے مشورت کرنے لگا آخر سب یہودیوں نے اتفاق کیا کہ عیسیٰ کو مار ڈالیں وے سب ملکے نکلے تو جبرئیل عیسیٰ کو ایک گھر میں لیگئے اور اُس کے سقف میں ایک روزن تھا اُس میں سے عیسیٰ کو لیکے آسمان کی طرف گئے یہودا نے

ایک شخص کو جسکا نام ططیانوس تھا حکم کیا کہ حجرے مین جاکر عیسی کو قتل کرے وہ گیا تو عیسی کو نہ پایا اُسکو حجرے سے نکلنے کی خاطر
دیر ہوئی لوگون کو گمان ہوا کہ دونون باہم لڑتے ہین جب وہ حجرے سے نکلا تو عیسی سے نہایت شبیہ تھا لوگ اُسی کو عیسی
سمجھکے قتل کئے اور سولی پر چڑھا دیئے وہب بن منبہ سے منقول ہے کہا کہ ایک شب عیسی کو پکڑنے کے لئے یہود یان مستعد
ہوکے اُنکے انتظار مین رہے وہ شب بہت تاریک ہوگئی اور عیسی کے اور اُنکے درمیان فرشتے حایل ہوئے اُس شب کو
حواریون کو جمع کرکے وصیت کئے اور فرمائے تمہارے بین کا ایک شخص صبح کا مرغ بانگ دینے کے آگے میرے سے منکر ہوگا
اور تھوڑے پیسو نکو مجھے بیچیگا حواریان وہان سے جب نکلے اُنمین کا ایک شخص یہود کے پاس گیا اور بولا مین عیسی کو پکڑکے لا دون تو
تم مجھکو کیا دوگے کہے تیس درم پھر اُس سے وہ لیے اُنکے عیسی کا پتا اُن کو بتا دیا عیسی جس گھر مین تھے وہان جب وہ گیا اللہ تعالے
نے عیسی کو آسمان پر بلا لیا اور جو بتلانے کو آیا تھا اُسکو اللہ تعالے نے عیسی کا شبیہ کر دیا یہود اُسیکو پکڑے وہ کہتا تھا
مین وہ شخص ہون جو عیسی کو پکڑتے آیا تھا تم مجھ کو کیون اسیر کرتے ہو پر کوئی اُسکا کہا نہ مانا اور اُسکو سولی دیے سب کا گمان
یہی تھا کہ وہ عیسی ہے عیسی کے قتل کی کیفیت سنکے مریم اور دوسری ایک عورت جسکو عیسی جنون سے درست کئے تھے آکے سولی
کے پاس رونے لگین عیسی آکر اُنکو کہے تم کیون روتی ہو مجھکو اللہ بلوا لیا اور اونکو شبہہ ہوا بعد سات دن کے عیسی پہاڑ پر اُترے
پہاڑ نور سے روشن ہوگیا اور حواریان سب جمع ہوئے عیسی اُنکو ملکون مین دعوت کرنیکے لئے بھیجے جس ملک کی طرف جسکو
بھیجا مقرر کئے اُس ملک کی بولی اُسکو معلوم ہوگئی مورخون نے لکھا ہے عیسی کی ولادت کیوقت مریم برس تیرہ ایک کی
تھی اورشلم کے عقب مین بیت لحم نام جو جگہ مین اُنکا تولد ہوا اسکندر بابل پر مسلط ہوکے پینسٹھ سال ہوے تھے اُنکی عمر جب تیس سال کی ہوئی اللہ تعالے
وحی بھیجا اور رمضان کے مہینے مین شب قدر کو آپ آسمان پر گئے اُسوقت اُنکی عمر تینتیس سال کی تھی تین سال تک دعوت کیئے آسمان پر جانیکے بعد چھ سال کے
مریم کا انتقال ہوا وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ اور اللہ کا داو سب سے بہتر ہے یعنے اللہ تعالے ایسے بدی کی جزا بہت ہی طرح سے دینے مین سب سے بہتر ہے اِذْ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ جسوقت کہا اللہ نے ای عیسی مین تجھکو پھیر لونگا لفظ متوفیک جو آیا اُسکی معنی مین
اختلاف ہی بعضے کہتے ہین وہ مشتق ہی تَوَفَّيْتُ الشَّيْءَ سے یعنے اُس چیز کو مین نے پوری لے لیا اُس سے کچھ نہ چھوڑا اب
معنی آیت کی یون ہوگی مین تجھکو پورا اپنے طرف لے لونگا اور کافرون کے ہاتھ پر مرنے نہ دونگا بعضے کہتے ہین
اُسکی معنی یون ہے مین تیری عمر پوری کرونگا عمر پوری ہوئی بعد تیری موت آویگی کافرون کے ہاتھ پر تجھے مرنے
نہ دونگا بلکہ تجھکو آسمان پر بلوا لونگا بعضے کہتے ہین اُسکی معنی حقیقت مرنے کی ہے یعنے مین تجھکو مارتا ہون

ع ۱۴

تیرے دشمنون کو تجھ پر مسلط نہین کرتا ابن جریر نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام تین ساعت تک
مرکے بعد زندہ ہوکر آسمان پر گئے اور حاکم کی روایت مین آیا ہے کہ سات ساعت تک مردہ تھے بعد
زندہ ہوئے اور ابن عساکر کی روایت مین آیا ہے کہ تین دن تک مردہ تھے بعد زندہ ہوئے بعضے کہتے ہین
موت سے مراد نیند ہے عیسیٰ سوتے تھے اُس حالت مین اُنکو آسمان پر لے گیا یہہ قول ربیع بن انس کا ہے بعضے
کہتے ہین و رافعک مین واو جو آیا ہے ترتیب کا فائدہ تو نہین بخشتا آیت اس پر دلالت کرتی ہے
کہ اللہ تعالےٰ عیسیٰ کے ساتھہ یہہ کام کریگا کب کریگا کیا کریگا آیت مین مذکور نہین اُسکا بیان دلیل
پر موقوف ہی دلیل سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زندہ ہین احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زمین پر آوینگے دجال
کو قتل کرینگے بعد اُنکی وفات ہوگی بعضے کہتے ہین مراد یہہ کہ اُنکی شہوتین ماردیگا اور دنیا کے علایق اُنسے
دور کرے گا کیونکہ آدمی ماسوی اللہ سے جب تک فانی نہو معرفت الٰہی کے مقام پہنچنا ممکن نہین
اور عیسیٰ آسمان پر جب گئے اُنکی حالت فرشتون کی سی ہوئی کھانے وغیرہ کی کچھہ حاجت
نہ رہی شہوت وغضب وغیرہ بُرے اخلاق سب جاتے رہے اِن کی سوا اور بھی کئی وجہہ لکھے ہین
سبکو لکھنے سے کلام بہت دراز ہوتا ہی لیکن آسمان پر اُنکا زندہ جانا وہی قول معتبر ہے وَرَافِعُكَ إِلَيَّ
اور اوٹھا لونگا اپنی طرف یعنے اپنی کرامت کی جگہہ مین اور فرشتون کے مقام مین وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا اور پاک کرونگا تجھکو کافرون سے یعنے یہود کے درمیان سے تجھکو نکال لونگا اور اُن سے نجات دونگا
وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اور رکھونگا تیرے تابعون کو منکرون سے
اوپر قیامت کے دن تک تابعون سے مراد مسلمان ہین جو توحید مین عیسیٰ کے تابع ہوے اور اُنکے اقوال کی تصدیق کیے
کافرون سے مراد یہود ونصاریٰ ہین نصاریٰ اگرچہ مسیح کے تابعدار کہلاتے ہین پر حقیقت مین اُسکے دشمن ہین اللہ کا
شریک ٹھہراتے ہین اوصاف جو انہین نہین اُن اوصاف سے اُنکو سراہتے ہین اور اوپر کرنے سے مراد اُنکا غلبہ
اور عزت اور نصرت اور قوی دلایل ہین ابن عساکر معاویہ بن ابی سفیان سے اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر
نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میری امت سے ایک
جماعت ہمیشہ حق پر جنگ کرینگے یہان تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آوے اور وے حق پر ہی ہووینگے بعد یہہ آیت پڑھے

یا عیسیٰ انی متوفیک الآیہ بعضے کہتے ہین عیسیٰ کے تابعدار سے نصاریٰ مُراد ہین اور منکرین یہود ہین یہودیون کی ریاست جاتی رہی انکو نصاریٰ پر کبھی غلبہ نہوا اور نصاریٰ کی ریاست قیامت قریب ہوئی تک باقی رہینگی اُن قول پر اتباع سے محبت کا اِدّعا کرنا مراد ہے ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ پھر میری طرف ہی تمکو پھر آنا یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دونون فریق جو عیسیٰ کے تابع ہین اور جو اُن کے منکر ہین آخرت مین سب میرے ہی پاس جمع ہووینگے فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ پھر فیصلہ کرونگا تم مین جس بات مین تم اختلاف کرتے ہو یعنے اُسین جو عیسیٰ کے منکر ہین اور جو عیسیٰ کو حد سے زیادہ بڑھا دیتے ہین اور اُنہین جو عیسیٰ کو اُنکی حد پر سراہتے ہین۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سو جو کافر ہوئے یعنے یہود اور نصاریٰ مین جو کافر ہوئے فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ پھر اُن کو عذاب کرونگا سخت عذاب دُنیا مین اور آخرت مین دُنیا کا عذاب انکا قتل اور اسیری اور ذلت اور آخرت کا عذاب دوزخ مین جلنا وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور کوئی نہین انکا مددگار یعنے وہ جو اللہ کے عذاب سے بچا وے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وے جو ایمان لائے یعنے عیسیٰ پر اور اُنکی تصدیق کئے اور اُنکو اللہ کا بندہ اور رسول بولے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل نیک کئے فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ سو انکو پورا دیگا انکا حق یعنے اُنکے اعمال کی پوری جزا اپنے فضل و رحمت سے دیگا وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ دوست نہین رکھتا ظالمون کو یعنے کافرون پر رحم نہین کرتا اور اُنکو خوبی سے یاد نہین فرماتا ذٰلِکَ نَتْلُوْھُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ یہہ پڑھ سناتے ہین ہم تجھکو آیتین اور ذکر محکم یعنے عیسیٰ اور مریم کے اخبار اور دوسرے قصے وے ہین جو ہم تجھکو اے محمد خبر دیتے اور وے آیتین تیری نبوت پر دلالت کرنے والی ہین کیونکہ اُن اخبار کو نہین جانتا مگر جو شخص کتابین پڑھا ہے تو اُمّی ہے اسپر بھی انکو تو کہنے سے ثابت ہوا کہ وہ وحی آسمانی ہے جو تجھ پر ہم نے نازل کیا یا آیات سے قرآن کی آیتین اور ذکر حکیم سے قرآن مراد ہے اِس تقدیر پر حکیم معنی حاکم ہوگا گویا یون کہا قرآن حاکم ہے یعنے احکام اُس سے مستفید ہوا کرتے ہین یا حکیم معنی محکم ہے یعنے مضبوط ذکر کہ جس مین خلل نہین آتا بعضے کہتے ہین ذکر حکیم سے لوح محفوظ مراد ہے وہ سفید موتی کی تختی ہے عرش سے معلق کتب الٰہی تمام اسین لکھے ہوئے ہین اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال آدم کی اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ نجران کی وفد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُنمین دو شخص سید اور عاقب نام تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگے ہمارے صاحب
تم کیون بد کہتے ہو حضرت پوچھے وہ کون ہے تو کہے عیسیٰ آپ انکو اللہ کا بندہ کہتے ہو اُسکی شان بندہ ہونے سے بالا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان وے اللہ کا بندہ ہی ہے بولے ایسا کوئی بندہ ہو تو بیان کیجیو اور آپکے پاس سے
چلے گئے پھر جبرئیل یہ آیت لیکے اترے یعنے عیسیٰ کو بن باپ کے پیدا کرنا آدم کی پیدائش سے شبیہ ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے
آدم کو بن باپ و ماں کے پیدا کیا خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ بنایا اُسکو یعنے آدم کو مٹی سے ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
پھر کہا اُسکو ہو جا وہ ہو گیا یعنے عیسیٰ کو بن باپ کے بنانا اچنبا نہین آدم کی پیدائش مین سے عجیب تر ہے کیونکہ آدم کے
جسد کو مٹی سے بنایا بعد کن کے ایک مرے سے وہ زندہ بن گیا یکون استقبال کا لفظ ہے ماضی یعنے کان کی جگہ مین حکایت
حال کے ارادے سے لایا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے یعنی مثال عیسیٰ کی جو ہمنے بیان
کیا وہی حق بات ہے اللہ کی طرف سے فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِينَ پھر تو مت رہ شک والون مین یہ خطاب اگرچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے آپکی امت مراد ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شک ہرگز نہوگا
فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ پھر جو کوئی جھگڑا کرے تیرے سے اس بات مین یعنی عیسیٰ کی صفت جو بیان کیا مِنْ بَعْدِ مَا
جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اسکے کہ پہنچ چکا تجھکو علم یعنے دلیل جو عیسیٰ کی عبودیت پر دلالت کرتی ہے فَقُلْ تَعَالَوْا
نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ تو کہہ ای محمد آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ
اور اپنی عورتین اور تمہاری عورتین وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ اور اپنی جان اور تمہاری جان ثُمَّ نَبْتَهِلْ پھر مبالغے
سے دعا کرین فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر نجران کے نصاریٰ
کی جماعت جو آئی تھی عیسیٰ کے باب مین اصرار کرنے لگی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو یہ آیت پڑھ کے سنائے اور
مباہلے کیو اسطے انکو بلائے وے کہے آج کے دن ہمکو مہلت دو کل آکے ہم جواب دیوینگے جب وہان سے نکلے وے
اپنی جگہ پر آکے مشورت کرنے لگے اور عاقب کو جو انمین صاحب تدبیر تھا کہے ای عبد المسیح تو کیا کہتا ہے عبد المسیح بولا
تمکو یقین ہوا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہین اگر ہم مباہلہ کرین تو ہم سب ہلاک ہو وینگے اگر تمکو اپنے نصرانیت پر ہی
باقی رہنا ضرور ہے تو اُن سے رخصت لیکے اپنے شہر کو جاؤ غرض دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوئے آپ حسین رضی اللہ عنہ کو گود مین لئے ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے آئے آپکے

پیچھے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آگے بیٹے علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو ایسا فرماتے تھے کہ میں
دعا کروں تو تم آمین کہو نصاریٰ کے اسقف نے یہہ دیکھ کے اپنے لوگوں کو کہا ان لوگوں کے چہرے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ
اگر وے اللہ سے چاہیں کہ پہاڑ جڑ سے اکھڑ جاوے تو اللہ تعالیٰ اسکو اکھاڑ دے تم ان سے مباہلہ مت کرو اگر کرو گے
تو ہلاک ہو گے اور قیامت تک کوئی نصرانی زمین پر نہ رہیگا تب بولے یا ابا القاسم ہم مباہلہ نہیں کرتے آپ اپنے
دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مباہلہ نہیں کرتے ہو تو اسلام لاؤ مسلمانوں کے
لئے جو حکم ہے تم بھی وہی ہے اور ان پہ جو حکم ہو تم پر بھی وہی ہے وے اسکو بھی نہ مانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے میں تم سے جنگ کرونگا کہے عربوں سے جنگ کرنیکی طاقت ہمکو نہیں لیکن ہم صلح کرتے ہیں کہ ہم سے جنگ کرنا
و ہمارے دین سے ہمکو نہ پھیرنا ہم ہر سال دو ہزار جوڑے اور تینتیس اونٹ اور چونتیس گھوڑے دیا کرینگے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان سے صلح کئے اور فرمائے میرا جی جس کی دست قدرت میں ہے اسکی قسم اہل نجران سے
عذاب قریب پہنچ چکا تھا اگر وے مباہلہ کرتے تو بندر اور سور ہو جاتے اور بیابان میں انپر آتش سلگ جاتی اور نجران
میں کوئی باقی نہ رہتا یہاں تک کہ درخت پر پرندہ بھی نہ رہتا اور برس تمام ہونیکے آگے نصاریٰ تمام ہلاک
ہو جاتے بچوں کو اور عورتوں کو مباہلے میں ضم کرنیکا فایدہ یہہ ہے کہ اس میں اپنی سچوئی خوب ظاہر ہوتی ہے اور اپنی
بات کی مضبوطی نکلتی ہے کیونکہ اپنے عزیزوں کی خرابی کوئی نہیں چاہتا جب انکو مباہلے میں شریک کریں تو یقین معلوم ہوا
کہ آپ حق پہ تھے اور خصم بطلان پر اور سب قرابتوں میں بچے اور عورتیں سب سے زیادہ عزیز رہتے ہیں اس لئے
ان کو مخصوص ذکر کیا یا ان کے عزیز ہونیکی دلیل یہہ ہے کہ ان پر کچھ مشکل آن پڑی تو آدمی اپنی جان دیتا ہے ابتہال کا
مصدر ابتہال ہے ابتہال کے دو معنی ہیں ایک تو مبالغہ کے ساتھ دعا مانگنا دوسرا کسی پر لعنت کرنا پہلی معنی اس جگہ
لینا اولیٰ ہے کیونکہ دوسری معنی لیویں تو تکرار ہوتی ہے اور جانبین سے ابتہال تھا اس لئے مباہلہ کہے اور وہ جو
فرمایا لعنت اللہ کی جھوٹوں پر مراد اس سے یہہ ہے کہ کہنا اللہم العن الکاذب فی امر عیسیٰ یعنی یا اللہ لعنت
کر اسکو جو عیسیٰ کی بابت میں جھوٹا ہے اس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بڑی دلیل ہے کیونکہ قطعاً
ثابت ہوا کہ نصاریٰ مباہلہ نہ کئے اگر انکے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہوتی تو البتہ مباہلہ
کرتے اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ بیشک یہہ جو ہی یہی ہے خبر تحقیق یعنے عیسیٰ وغیرہ کا احوال جو ہم

بیان کئے سو یہہ سچ خبر ہے وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ اور کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے یعنے عیسی الٰہ نہیں جیسے
نصاری کہتے ہیں اور بت بھی الٰہ نہیں جیسے مشرک کہتے ہیں وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور تحقیق اللہ
بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا یعنے قدرت اور حکمت میں کوئی اسکی برابری نہیں کرسکتا پھر وہ الٰہ کیا
ہوتا اس سے نصاری کی حماقت کی طرف اشارہ کیا کہ وے ایک مخلوق کو جسمیں علامات حدوث کے ظاہر ہیں
اور عدم سے وجود میں آیا اور طفولیت کی حالت سے نکل جوان ہوا کھاتا پیتا تھا کتا موتا سوتا جگتا الٰہ کہتے ہیں
فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر پھر جاویں یعنے اگر نصاری ایمان سے منہہ پھیریں اور اسکو قبول نہ کریں تو فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ
بِالْمُفْسِدِیْنَ مقرر اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے یعنے وے جو اللہ کے غیر کی بندگی کرتے ہیں اور لوگوں کو
اللہ کے غیر کی عبادت کے لئے دعوت کرتے ہیں انکو اللہ جانتا ہے انکو آپ سزا دیویگا قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ
تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ تو کہہ اے محمد اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے اور تمہارے
درمیان کی اس آیت کے نازل ہونیکا سبب مفسرین یوں کہتے ہیں کہ نجران کے نصاری مدینہ کے یہود سے
ملکے ابراہیم علیہ السلام کے حق میں بحث کرنے لگے نصاری کہے ابراہیم نصرانی تھے اور ہم انہیں کے دین پر
ہیں اور یہود کہنے لگے ایسا نہیں بلکہ یہودی تھے اور ہم انہیں کے دین پر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تم دونوں فریق ابراہیم کے دین سے بری ہو ابراہیم حنیف تھا مسلمان اور میں ابراہیم کے دین پر
ہوں تم میری پیروی کرو یہود کہے یا محمد تمہارا یہہ ارادہ ہے کہ جیسے نصاری عیسی کو رب ٹھہرائے ہیں ہم بھی
تمکو وہیں کہنا اور نصاری کہے یا محمد تمہارا یہہ ارادہ ہے کہ جیسے یہود عزیر کو کہے ہم بھی وہیں کہنا تب یہہ
آیت اتری یعنی ایک حق بات کو کہ جس پر توریت اور انجیل اور قران سب متفق ہیں اختیار کرو اب اسکا
بیان فرماتا ہے اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کو وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا اور شریک
نہ ٹھہراویں اسکا کسی چیز کو وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور نہ پکڑیں آپس میں
ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے اللہ تعالی اس آیت میں تین چیز فرمایا ایک تو عبادت نہ کرنا مگر اللہ کو دوسرا
اسکا ساجھی کسیکو نہ ٹھہرانا تیسرا آپس میں ایک ایک کو رب نہ پکڑنا سوائے اللہ کے یہی تینوں چیزوں کو ذکر کیا
کیونکہ نصاری یے تینوں فعل اختیار کئے ہیں اللہ کے غیر یعنے مسیح کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے ساتھ غیر کو شریک

سنئے کیونکہ وے تین ذات قدیم کو ثابت کرتے ہین باپ بیٹا روح القدس اور کہتے ہین اقنوم کلمہ کا مسیح کی
ناسوت مین حلول کیا اور اقنوم روح القدس کا مریم کی ناسوت مین حلول کیا ہے دونون اقنوم کی ذات
مستقل نہوتی تو باپ کی ذات سے مفارقت کرکے عیسی اور مریم کی ناسوت مین حلول کرنا ممکن نہوتا اور
ایک ایک کو رب جو پکڑے اُس کا بیان یہہ ہے کہ وے حل حرمت مین اپنے احبار اور رہبان کی اطاعت کرتے
ہین وے ہماری مانند بشر ہین تو انکی اطاعت ایسی چیزون مین کرنی جو اجتہاد سے تعلق نہ رکھتی ہو گویا انہین کو رب
ٹھہرانا ہی مثلا اللہ تعالی نے خنزیر کا کھانا حرام کیا ہے نصاری اپنی کتاب کے برخلاف اُسکے حلیت کا حکم کئے
مین ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ
عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ ہم تو انکی عبادت نہین کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے وے تمہارے لئے چیزون کو حلال کردیتے تھے اور حرام تو تم انکا کہا مانتے تھے یا نہین بولا ہان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ عبادت یہی ہے یعنے اُس امر مین انکی بات ماننی انکو رب ٹھہرانا ہی
بعضے کہتے ہین کہ وے انکو سجدہ کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نصاری کا مذہب یہہ تھا کہ جو ریاضت اور مجاہدے
مین کامل ہو اُس پر اثر لاہوت کا ظاہر ہوتا ہی پھر وہ شخص مردون کو زندہ کرنے اور اندھے اور کوڑہی کو
درست کرنے پر قادر ہوتا ہے اس صورت مین وے انکو اگرچہ رب نہ کہے پر ربوبیت کی معنی جو مین انکے حق مین
ثابت کئے ذرہ بھی شعور جسکو ہو وہ بیقین جانتا ہی کہ نصاری کا عقیدہ بہت فاسد ہی فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر منہہ پھیرین یعنے قبول نکرین
فَقُولُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُونَ تم کہو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہین یعنے ہم خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے ہین یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَاجُّونَ
فِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ اے کتاب والو تم کیون جھگڑتے ہو ابراہیم پر اور اُتری نہین توریت اور انجیل
مگر اُسکے بعد یعنے ابراہیم تمہارے دین ہی تھا کرکے کیون جھگڑتے ہو توریت وانجیل تو ابراہیم کے بعد اُترے ہین پھر ابراہیم
تمہارے دین پر کیونکر ہوگا یہود ونصاری جو کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے دین پر تھے انکے رد مین فرمایا
کہ توریت نازل ہونے کے بعد یہودیون کا دین نکلا اور نصرانیون کا دین انجیل کے بعد یہہ دونون کتابین تو
ابراہیم کے بعد نازل ہوئین ابراہیم کا اُنکے دین ہونا کیونکر بنے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ ابراہیم کے اور موسی کے
درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ اور موسی اور عیسی کے درمیان دو ہزار برس کا فاصلہ تھا بعضے کہتے ہین

کہ ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان پانسو پچھتر برس موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار چہ سو تیس سال کا فاصلہ ہے ابن اسحق کہتے ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان پانسو پینسٹھ سال تھے موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار نوسو بیس سال انگریز کے بعض مورخین لکھے ہین ابراہیم علیہ السلام کا تولد عیسیٰ علیہ السلام کے تولد کے ایکہزار نوسو چھیانوین سال آگے تھا موسیٰ کا تولد عیسیٰ کے تولد کے ایکہزار پانسو اکہتر سال کے آگے تھا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہین سمجھتے ہیے اپنی بات جو غلط ہے اگر مخالف کہے کہ دین اسلام اور قرآن بھی ابراہیم کے بعد پیدا ہوا ہے تم کہتے ہو کہ ابراہیم حنیف مسلم تھا یہود و نصاریٰ پر جو اعتراض وارد ہوا تھا تم پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے جواب اس اعتراض کا یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مین فرمایا ہے کہ ابراہیم حنیف مسلم تھا توریت و انجیل مین یہہ مذکور نہین کہ ابراہیم یہودی یا نصرانی تھا هٰاَنْتُمْ هٰؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات مین تمکو کچھ خبر تھی یعنی موسیٰ اور عیسیٰ کی شان جو تمھاری کتابون مین لکھی ہوئی ہے اور اُسکا بیان تمکو معلوم تھا اسمین جھگڑے اور دعوا کئے کہ ہم اُن کے دین پر ہین فَلِمَ تُحَاجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ اب کیون جھگڑتے ہو جس بات مین تمکو خبر نہین یعنی ابراہیم یہودی تھا یا نصرانی کر کے تمھاری کتابون مذکور نہین اس مین کاہی کو جھگڑتے ہو وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ جانتا ہے یعنے ابراہیم کس دین پر تھا وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہین جانتے مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار حنیف اُسکو کہتے ہین جو تمام دینون کو ترک کر کے ایک ہی راست دین کو اختیار کرے بعضے کہتے ہین حنیف وہ جو اللہ کی توحید کرے اور اضحیہ دیوے اور نماز مین کعبہ کی طرف متوجہ ہووے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نتھا شرک والون مین مشرکین سے یہود و نصاریٰ مراد ہین کہ وے شرک مین کیونکہ یہود اللہ کے لئے جسم ثابت کرتے ہین اور عزیر کو ابن اللہ کہتے ہین اور نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین یہان ایک اشکال ہے اُسکا بیان یہہ ہے مسلمان جو کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین اسلام تھا اُس سے کیا غرض ہے آیا اُصول یعنے عقاید مین موافق تھا یا فروع یعنے فقہی مسایل مین اگر کہین کہ موافقت اصول مین تھی تو یہہ بات دین اسلام کے ساتھ مختص نہین بلکہ موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام انبیا کا عقیدہ متفق ہے عقاید مختلف ہونا ممکن نہین اگر کہین کہ موافقت فروع مین تھی تو لازم آتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت مستقل نہو بلکہ

ورد ۳۴

آپ ابراہیم کی ملت کو بیان کرنے والے ہوئے اور ظاہر ہے کہ نماز میں قرآن پڑھنا جو عبادت ہوا ابراہیم علیہ السلام
کے یہاں نتھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فروع میں اتحاد نہیں اس اعتراض کا جواب یہ ہیں کہتے ہیں کہ موافقت اصول کی مراد ہے
ہمارا عقیدہ اور ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ ایک ہے بخلاف یہود و نصاری کے وے جو ہمارے زمانے میں ہیں انکا عقیدہ
ابراہیم علیہ السلام کے عقیدہ کے خلاف ہے اگرچہ موسی اور عیسی اور ابراہیم علیہ السلام کا اصل عقاید ایک ہی ہوا اگر کہیں فرق ہوا
شرع میں ہے تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالی ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مسایل موسی کی شرع سے نسخ کیا بعد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانے میں موسی کی شریعت کو ان شرایع سے جو ابراہیم کے زمانے میں تھیں نسخ کیا اس تقریر پر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعت ہوئے موافقت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جو ہے سو اکثر احکام میں ہے بعضوں میں
مخالفت ہو تو کچھ خلل نہیں کرتا امام رازی یہ دونوں جواب لکھا ہے اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ
اتَّبَعُوْهُ لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو تھی جو اُسکے ساتھ تھے یعنے وے جو اُن کے زمانہ میں تھے اور ان پر
ایمان لائے اور انکی شریعت کے تابع ہوئے وَھٰذَا النَّبِیُّ اور اس نبی کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زیادی
مناسبت ہے کیونکہ آپکی شرع کے اکثر احکام ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مطابق ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان
والوں کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سو لوگ اگر کہیں کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں تو سہا ہے
کہ تم یہود و نصاری جو بولے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اللہ والی ہے
مسلمانوں کا یعنے انکا مددگار اور محافظ ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب کلبی ابی صالح سے وہ ابن عباس سے
اور محمد بن اسحق ابن شہاب کی طریق سے یوں روایت کئے ہیں کہ جب جعفر بن ابی طالب اور چند صحابہ حبش کو جاکے
وہاں رہنا اختیار کئے اور حبش کے بادشاہ کے یہاں انکو امن ملا قریش کے عمدہ لوگ دار الندوہ میں جمع ہوکے کہے
حبش کے بادشاہ کو دو ہوشیار شخص کے ساتھ کچھ تحفے روانہ کرکے محمد کے لوگ ان کو وہاں سے نکال دیا پھر عمرو بن العاص
اور عمارہ بن ابی معیط کے ساتھ ادھوڑیاں وغیرہ تحفے دیکے روانہ کئے وے کشتی پر سوار ہوکے حبش کو پہنچے جب
نجاشی کے روبرو گئے اُسکو سجدہ کئے اور کہے ہماری بستی میں ایک جھوٹا آدمی پیدا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کا
رسول ہوں چند نادان لوگ اُسکے تابع بنے ہیں ہم نے اُن کو روک کے کسی پہاڑ کے درہ کی طرف نکال دیئے
اور وہاں سے نہ نکلنا کرکے انپر تعید کئے اُس نے بھوکھ پیاس کا تاب نہ لاکے اپنے چچیرے بھائی کو اس ملک میں روانہ کیا ہے

ارادہ اُس کا یہہ ہے کہ تمھارے دین مین خلل ڈالے اور تمھارے ملک مین فساد مچاوے اور سلطنت کو تباہ کرے
ہم خیرخواہی سے آپکو اطلاع کرتے ہین کہ آپ اُنکو اگر پکڑ کے ہمارے ذمہ کرین تو ہم اُن کو سزا دیوینگے ہماری بات کی دلیل یہہ ہے
کہ وے جب بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوتے ہین تو دوسرونکی مانند سجدہ نہین کرتے اور لوگ جیسا ادب کرتے ہین
ویسا ادب نہین کرتے کیونکہ آپکے دین سے اُنکو انکار ہے نجاشی نے مسلمانون کو طلب کیا جب وے آئے دروازے پر کھڑے
ہوکے پکارے اللہ کے بھیجے والے آنیکا اذن چاہتے ہین نجاشی نے یہہ سنکے کہا اُس شخص کو کہو کہ وہی صدا پھر پکارے
جعفر دوسری دفعہ وہی پکارے نجاشی بولا آؤ تمکو اللہ کا امان اور ذمہ ہے عمرو بن العاص کو یہہ سننے سے بہت رنج ہوگیا
اپنے رفیق کو کہا تو سنا دے اپنے اللہ کے بھیجے والے کہتے ہین اور دیکھو بادشاہ اُن کو کس ڈھب کا جواب دیتا ہے غرض جعفر اور اُنکے
رفقا جو آئے نجاشی کو سجدہ نہ کئے عمرو بن العاص نجاشی کو بولا دیکھو یہ کیا مغرور ہین بادشاہ کو سجدہ نہین کرتے نجاشی نے جعفر سے
پوچھا لوگ جیسا سجدہ کرتے ہین تم مجکو کیون سجدہ نہین کئے جعفر کہے ہم سجدہ اُسیکو کرتے ہین جسنے تجھکو پیدا کیا اور سلطنت دی
ہم جن ایام مین بت پرستی کیا کرتے تھے اُسوقت مخلوق کو سجدہ کرتے تھے اب اللہ تعالی نے سچے رسول کو ہمارے پاس بھیجا
رسول نے ہمکو فرمایا کہ ملاقات کیوقت السلام علیک کہین جو بہشت والونکا تحفہ ہے نجاشی سمجھا کہ وے حق بولتے ہین
توریت و انجیل مین ایسا ہی ہے نجاشی بولا اذن مانگتے وقت اللہ کے بھیجے والے کرکے کون شخص صدا کیا جعفر کہے
مین کیا بولا تمھاری قوم والے ہمکو تیرے سے مانگتے ہین تم کیا کہتے ہو جعفر کہے تمھین بادشاہ تمھارے پاس کتاب اللہ ہے
تمھارے روبرو زیادہ بات کرنا اور کسی پر زیادتی کرنا لایق نہین حکم کرو تا اُن دونون سے ایک شخص میرے سے
بات کرے اور دوسرا خاموش رہے عمرو بن العاص نے جعفر کو کہا کیا مانگتے ہین سو کہیو جعفر نجاشی کو کہے اُن دونون
سے پوچھو ہم صاحب ہین یا کسی کے غلام اگر ہم غلام ہین اور اپنے صاحبون سے بھاگ کے آئے ہین تو ہم کو اُنکے حوالے
کرنا نجاشی اُن سے پوچھا یہ لوگ غلام ہین یا صاحب ہین بولے صاحب ہین اشراف لوگون مین سے نجاشی بولا تم اب غلامی سے
بچے جعفر کہے اُن سے پوچھو کیا ہم کسی کا خون ناحق کرکے بھاگ کر آئے ہین جو ہمکو اُنکے بدلے مین مارنے کو طلب کرتے ہین
عمرو بولا کسی کا خون تو کیا کرنا لہو کا ایک قطرہ نہین بہئے ہین جعفر کہے پوچھو کیا ہم کسی کا مال ناحق لیکے آئے ہین جو ہم سے
مطالبہ ہے نجاشی بولا ایک قنطار مال بھی لئے ہون تو مین اُسکو ادا کرونگا عمرو بولا کسی کی ایک کوڑی بھی نہین لئے
تب نجاشی بولا پھر تم انھون سے کیا مطالبہ کرتے ہو عمرو نے کہا ہم اور یہ اول ایک ہی دین پر تھے جو ہمارے آبا و اجداد کا دین ہے

اب اس دین کو چھوڑکے دوسرا دین اختیار کئے اس لئے ہمکو ہمارے قوم والے روانہ کئے ہین تا انکو ہمارے ذمہ مین
کر دیوین نجاشی نے اُنسے پوچھا تم کیا دین اختیار کئے ہو جعفر کہے پہلے ہم جس دین پر تھے وہ شیطان کا دین تھا اللہ سے
منکر تھے پتھرون کی پوجا کرتے تھے اب اللہ کا دین یعنے اسلام اختیار کئے ہین اللہ کا رسول اُس دین کو اور
ایک کتاب کو مریم کے بیٹے کی کتاب کی موافق لایا نجاشی بولا اے جعفر تو بڑی بات بولا اور حکم کیا ناقوس بجاؤ پھر
ناقوس کے بجنے سے قسیس اور راہب نصاریٰ کے تمام جمع ہوئے نجاشی نے اُنسے کہا تمھین اللہ کی قسم ہے جسنے عیسیٰ پر انجیل
نازل کیا تم عیسیٰ کے اور قیامت کے درمیان ایک نبی ہوگا کرکے پانے ہو یا نہین وے کہے ہان عیسیٰ ایک نبی کی بشارت دئے
ہین اور فرمائے ہین کہ جو اُس نبی پر ایمان لاویگا وہ میرے پر ایمان لایا اور جو اُسکا منکر ہوگا وہ میرا منکر ہوا نجاشی
نے جعفر کو کہا وہ شخص تمکو کس چیز کا امر کرتا ہے کہے ہمکو اللہ کی کتاب پڑھکے سناتا ہے خوب کامون کا امر کرتا ہے
بُرے کامون سے منع کرتا ہے یہہ حکم کرتا ہے کہ ہمسایہ سے درست چلو اور قرابتی سے سلوک کرو یتیم
پر مہر رکھو اور حکم کرتا ہے کہ نرے اللہ کی عبادت کرو اس کا ساجھی کسی کو نہ ٹھہراؤ نجاشی بولا کتاب وہ جو پڑھتا ہے
مجھکو سناؤ پھر سورہ عنکبوت اور روم پڑھکے سنائے نجاشی کے انکھ سے آنسو بہے بولا کیا خوب باتین ہین اور بھی کچھ پڑھو
تب سورہ کہف پڑھے عمرو بن العاص نجاشی کو غصہ دلانے بولا کہ وے عیسیٰ کو اور انکی مان کو بد بولتے ہین نجاشی جعفر کو
پوچھا عیسیٰ کے حق مین تم کیا کہتے ہو پھر سورہ مریم پڑھنے لگے جب عیسیٰ اور مریم کا ذکر آیا تو نجاشی اپنی مسواک سے ایک
تنکا نکال کر بولا مسیح کی شان مین یہہ لوگ جو کہے اُس سے اِس تنکے کے برابر بھی وہ بڑھکے نہین بعد جعفر کی طرف متوجہ
ہوکے بولا جاؤ تم کو میرے ملک مین امان ہے کوئی تمکو بد بولے یا ایذا دیوے تو اُسکو سزا دونگا بعد بولا تم خوش
رہو مت ڈرو ابراہیم کے جتھے والون کو آج کے دن سے کچھ اندیشہ نہین عمرو بن العاص نجاشی سے پوچھا ابراہیم کے
جتھے والے کون لوگ ہین کہا یہہ جماعت والے اور انکا صاحب جو اُسکے پاس سے وے آئے ہین اور جو اُسکے
تابع ہین اور مشرک اُسکے منکر ہوئے اور ابراہیم کے دین پر آپ ہین کرکے دعوی کئے پھر نجاشی نے عمرو بن العاص
اور اُسکے رفیق کو جو ہدیہ لاکر دئے تھے پھیر دیا اور بولا تم یہہ جو لائے ہو رشوت ہے مین نہین لونگا اللہ نے
مجھے سلطنت رشوت لیکے نہین دی جعفر کہے پھر ہم اُسکے پاس سے اُٹھے اور وہان بہت آرام سے رہے اُس عوض
ہمارا جھگڑا جو ابراہیم کے دین پر ہوا اُسی پر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ان اولی الناس بابراھیم الآیہ

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ آرزو رکھتے ہے بعضے کتابی انکو کہ کسی طرح تمکو راہ
سے بھلاویں یہود معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو اپنے دین مین ملو کرنے کہے
تب یہہ آیت اتری یعنے یہود چاہتے ہین کہ تمکو دین سے پھیر کے کافر بناوین وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
اور نہین راہ بھلاتے مگر آپ کو کیونکہ مومن تو انکی بات قبول نہین کرتے وے اس آرزو سے آپ گنہگار ہوتے
ہین وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور نہین سمجھتے یعنے اس کام کا وبال جو انپر ہوگا اور انکو انا عذاب ملیگا سو انکی
سمجھ انکو نہین يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ای کتاب والو
تم کیون منکر ہوتے ہو اللہ کی نشانیون سے اور تم دیکھتے ہو آیات سے مراد قرآن ہے بعضے کہتے ہین اس سے توریت
انجیل مراد ہین ان سے کافر ہونا یہہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو انہین مذکور ہے ڈھانپ دین جب انکو
اخفا کئے تو اسکے منکر ہوئے اور تم دیکھتے ہو یعنے جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہے اور تنہائی مین اس بات کا اقرار
کرتے ہو يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ ای کتاب والو کیون ملاتے ہو صحیح میں غلط اس کا
بیان یہہ ہے یہود و نصاری کو معلوم تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اور آپکا دین حق ہے لیکن
ظاہر مین اسکا انکار کرتے تھے اور لوگون کو شک شبہہ مین ڈالتے تھے کیونکہ حق کو چھپانا بدون اسکے تمام نہین ہوتا
پھر توریت کی عبارت مین اپنی طرف سے کچھ ملا دیکے لوگون کو سنا دیتے تھے وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ اور چھپاتے سچی بات جانکر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو توریت مین ہے اسکو چھپاتے ہو اور
وہ اللہ کا رسول ہے اور اسکا دین حق ہے کرکے تم جانتے ہو محض حسد اور دشمنی سے یہہ کام کرتے ہو وَقَالَتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور کہی ایک جماعت اہل کتاب کی ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہی خیبر کے
یہود سے بارہ عالم ملکے مشورت کئے کہ ہم محمد کے دین مین صبح کو داخل ہونا اور شام کو منکر ہوکے کہنا کہ ہم محمد کا حال
دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہین جب ہم ایسا کرے تو جو لوگ انکے تابع ہین شک مین پڑ جاوینگے
اور کہینگے یہہ لوگ صبح کو ہمارے ساتھ تھے اب جو پھرگئے اسکا کچھ سبب ہے تب اللہ تعالی نے اپنے رسول کو انکی بات
کی خبر دی ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے
ہین کہ عبداللہ بن الضیف اور عدی بن زید اور حارث بن عوف آپس مین کہنے لگے ہم جاکے صبح کو محمد پر اور انکے

اصحاب پر جو نازل ہوا اُس پر ایمان لانا شام کو منکر ہو جانا مسلمانون کو شبہہ ہو جاویگا اور ہماری مانند وے بھی منکر ہو جاوینگے تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت واللہ واسع علیم تک نازل کیا مجاہد اور کلبی کہتے ہین کہ یہہ آیت قبلہ کی شان مین نازل ہوئی قبلہ کی جہت جب بدل گئی تو یہود پر بہت شاق ہوا کعب بن الاشرف بولا کعب کے مقدمہ مین جو محمد پر نازل ہوا اُس پر تم ایمان لائیو اور صبح کو اسی جہت کی طرف نماز پڑھو اور شام کو منکر ہو کے اپنے قبلے کی طرف مُنہہ کرو وے کہینگے یہہ لوگ اہل کتاب ہم سے زیادہ دانا ہین جانتے کہ ہم بھی اودھرہی توجہ ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے ... پر آگاہ کر دیا اور یہہ آیت نازل کیا امِنُوا بِالَّذِی اُنزِلَ عَلَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَجہَ النَّہارِ مان لو جو کچھ اترا مسلمانون پر اول دن ہر چیز جو اول دکھتا ہے اُسکو وجہ کہتے ہین یہہ کو بھی اُسی لحاظ سے عرب وجہ کہتے ہین اس جگہ وجہ سے دن کا ابتدا مراد ہے وَاکفُرُوا اٰخِرَہٗ اور منکر ہو جاؤ آخر دن لَعَلَّہُم یَرجِعُونَ شاید وے پھر جاوین یعنے ہم یہہ شبہہ ڈالدین تو مسلمانون کو شک ہو جاویگا اور وے اپنے دین سے پھر جاوینگے یہود نے جب یہہ تجویز ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس پر مطلع کیا انکا داؤن نہ پڑا اور مسلمانون کو کچھ ضرر نہوا اگر اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر نہ دیتا تو ممکن تھا کہ بعضے لوگ جنکے دلون مین ایمان مضبوط نہین ہوا تھا شک مین پڑین وَلَا تُؤمِنُوا اِلَّا لِمَن تَبِعَ دِینَکُم اور یقین نہ کریو مگر اُسی کا جو چلے تمہارے دین پر سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہہ جملہ یہود کے قول کا تتمہ ہے لیکن اُسکا حاصل معنی دو طور سے بیان کرتے ہین بعضے کہتے ہین حاصل یہہ ہے کہ تم تصدیق نکرو مگر اُسیکی بات پر کہ جو توریت کی شریعت پر چلے جو کوئی توریت کے کچھ احکام کو بدل دیوے اُسکی بات نہ مانو بعضے کہتے ہین حاصل یہہ ہے کہ ہم جو کہے مسلمانون کی بات صبح کو مان لیکے شام کو منکر ہونا سو یہہ ایمان نہین ہی مگر اُن کے لئے جو تمہارے دین یہودیت کے تابع تھے گویا یون ہے ہم یہہ داؤ جو کرتے ہین اُس سے غرض یہہ ہے کہ ہمارے تابعدار جو ہین اپنے دین پر قایم رہین قُل اِنَّ الہُدٰی ہُدَی اللہِ تو کہہ ای محمد بیشک ہدایت وہی ہے جو وہ ہدایت اللہ کی ہے یعنے اللہ جو دین مقرر کرے وہی دین حق ہے معادم کیجیے سابق کے جملہ کی معنی دو طور سے کہے پہلی معنی پر یہہ جملہ یہود کے قول کا جواب ہوا اس کا بیان یون ہے یہود کا غرض یہہ تھا کہ ہم جس دین پر ہین وہی دین حق ہے تو انکو یون جواب دیا یہود کا دین حق نہین ہوا مگر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اُس دین پر

جلنے امر کیا تھا اور اُسکی متابعت فرض جب اللہ تعالیٰ نے اور فرمادے کہ دوسرے دین پر چلو اور اسکی متابعت لازم
کر دیا تو نئے دین پر چلنا فرض ہوا اگرچہ وہ پہلے دین کے برخلاف ہو کیونکہ دین حق نہیں ہوتا مگر اللہ کے حکم سے
پھر جو دین بتادے وہی دین حق ہے دوسری معنی یہ ہیں جواب تابیان یون ہے ہدایت وہی ہے جو اللہ نے
ہو میں نے اُن ہدایت تو دکھا دیا اسکو تم مکر و فریب سے دفع کرو گے تو نفع نہ دیگا اَنْ یُّؤْتٰٓی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ
اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَاجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہہ جملہ کس کے کلام کا تتمہ ہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے
سے یہ جواب دیا اس کا تتمہ ہے اب معنی اس جملہ کی یون ہو گی ای محمد کی امت نہیں ملا کسی کو جیسا تمکو ملا مگر
یہہ کہ یہود تم سے بیجا جھگڑینگے یعنی تمھارے رب کے فضل کو دیکھ کے لیئے اللہ تعالیٰ نے تمکو جو فضیلت دیا اُس کو دیکھ کے
جھگڑا کرینگے کہ ہم افضل ہیں حسن اور کلبی اور مقاتل سے یہی معنی مروی ہے یا معنی یون ہے اے امت محمد تمکو دین کی جو باتین
اور دلیل جو ملی کسیکو وہ ملی یہانتک کہ قیامت کے دن رب کے پاس جھگڑین یہہ معنی فراء سے منقول ہے یا معنی یون
ہے ای یہود آیا اس سبب سے کہ کسی کو شریع ملی جیسی تمکو ملی ہے تم محمد کے تابع ہونے کا انکار کرتے ہو یا اللہ کے پاس
تم سے حجت کرینگے کرکے منکر ہو قرأت ابن کثیر کی اس قول کی تائید کرتی ہے اُس نے ءَاَنْ پڑھتے ہمزہ استفہام زیادہ
کرکے پڑھا ہے بعضے کہتے ہیں یہہ جملہ بھی یہود کے کلام کا تتمہ ہے اور قل ان الہدی ہدی اللہ کا جملہ اُن کلام میں
معترض ہے اب معنی یون ہیں کہ یہود آپس میں کہتے ہیں کہ تم یقین نکرو کہ کسی کو ملا جیسا تمکو ملا ہے علم اور
حکمت اور کتاب اور معجزے اور یقین نکرو کہ تم سے اللہ تعالیٰ کے پاس جھگڑین کیونکہ تمھارا دین اُن کے دین سے
بہتر ہے یہہ قول مجاہد سے منقول ہے اس آیت میں اور بھی تاویلین ہیں لیکن عوام انکو سمجھ نسکین اسلیئے یہہ ذکر
نہیں کیا قُلْ تو کہہ ای محمد اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ بیشک بڑائی اللہ کے ہاتھ
ہے دیتا ہے جس کو چاہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ گنجائش والا ہے خبردار یہود کو گھمنڈ یہہ تھا کہ جو
اُن کو ملا سو کسی کو نہ ملیگا اسکے رد میں یہہ فرمایا کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے فضل کی معنی لغت میں زیادتی اور
اُسکا اکثر استعمال احسان کی زیادتی میں ہے بعدہ عرف میں کوئی شخص غیر پر احسان کرے تو اُسکو فضل
کہتے ہیں اس جگہ فضل سے مراد نبوت ہے یا ایمان اور ہدایت کی توفیق اللہ کے ہاتھ ہے یعنی اللہ اسکا مالک اور
اُس پر قادر ہے دیتا ہے جسکو چاہے یعنے نبوت یا ہدایت استحقاق سے نہیں ملتی محض اس خالق کے ارادے پر

موقوف ہے یختص برحمتہ من یشاء خاص کرتا ہے اپنی مہربانی سے جسکو چاہے رحمت سے نبوت
مراد ہے یا دین اسلام یا قرآن واللہ ذو الفضل العظیم اور اللہ بڑے فضل والا ہے ومن
اہل الکتب من ان تامنہ بقنطار یؤدہ الیک اور بعضا انہیں وہ ہے کہ تو اس پاس امانت
رکھے ڈھیر مال کا تو ادا کر دے تجھکو ومنھم من ان تامنہ بدینار لا یؤدہ الیک اور بعضا انہیں وہ ہے
کہ اگر تو اس پاس امانت رکھے ایک دینار پھیر نہ دے تجھکو یہہ آیت یہود کی شان میں نازل ہوئی اللہ تعالی فرماتا
کہ انہیں امانت دار بھی ہیں اور دغاباز بھی امانت دار جو ہیں اُن کے پاس مال بہت سا بھی رکھیں تو خیانت
نہیں کرتے جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اُن کے پاس ایک قریشی گیارہ سو سونے کے اوقیہ امانت
رکھا انھوں نے اسکو جب مانگا تو دیدا اے اور بعضے دغاباز ہیں جیسے فنحاص بن عازورا ایک شخص نے ایک
دینار اُسکے پاس رکھا جب مانگا تو اس نے اسکا انکار کیا بعضے کہتے ہیں کہ یہود و نصاری کے شان میں
نازل ہوئی نصاری میں اکثر امانت دار ہیں بہت مال ہو تو بھی خیانت نہیں کرتے اور یہود میں اکثر خائن ہیں
تھوڑا مال بھی ہو تو اس میں خیانت کرتے ہیں الا ما دمت علیہ قائما مگر جب تک تو رہے اُسکے سر پر
کھڑا اپنے امانت رکھ کر اُسکے پاس سے نکلنے کے آگے مانگے تو دیگا اگر وہاں سے نکلے اور مانگنے میں کچھ دیر کرے
تو منکر ہو جائیگا ابن عباس کہتے ہیں اُس پر قایم رہے یعنے اُس سے مانگنا اور جھگڑتا رہے ذلک یہہ یعنے
یہود یہہ خیانت جو کرتے ہیں اُسکا سبب بانھم قالوا لیس علینا فی الامیین سبیل اسواسطے
کہ انھوں یہود نے کہہ رکھا ہے نہیں ہم پر جاہلوں کے حق کا گناہ یعنے یہود کا عقیدہ یہہ تھا کہ عربوں کا مال ہمکو
کھانا روا ہے اس میں گناہ نہیں کیونکہ وے ہمارے دین پر نہیں ہماری کتاب میں اُنکی کچھ حرمت نہیں
ہمارے دین کا جو خلاف کرے اُسپر ظلم کرنا روا ہے حسن اور ابن جریج اور مقاتل کہتے ہیں کہ جاہلیت میں
عربوں کے اور یہود کے درمیان معاملہ تھا عرب اسلام لائے بعد اپنے مال جو یہود پر باقی تھے سو مانگے تو وے
کہنے لگے تمھارا کچھ حق ہم پر نہیں اور ہمکو تمھارا قرض دینا لازم نہیں کیونکہ تم ہمارا دین چھوڑ دئے ہو ہمارے
اور تمھارے درمیان جو عہد تھا سو ٹوٹ گیا ہے اور کہتے تھے کہ توریت میں ایسا ہی لکھا ہے اللہ تعالی
نے اُنکو جھٹلایا اور فرمایا ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون ۝ اور جھوٹھ بولتے ہیں اللہ پر

جانتے یعنے یہود جو کہتے ہین کہ یہہ بات کتاب اللہ مین ہے سو جھوٹ ہے وے جانتے ہین کہ ہم جھوٹ کہتے ہین اب اللہ تعالیٰ یہود کے رد مین فرماتا ہے بَلٰی ایسا نہین بلکہ یہود پر اُنکا مال کھانے مین گناہ ہی لیکن مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ہ جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیز کرے تو بیشک اللہ پیار کرتا ہی پرہیزگارون کو یعنے وہ اقرار جو اللہ تعالیٰ نے توریت مین یہود سے لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لانا اور امانت ادا کرنا اُسکو پورا کرینگے اور گناہون سے پرہیز کرینگے اور نیک عمل کرینگے تو اللہ تعالیٰ اُنکو چاہیگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا تحقیق جو لوگ خرید کرتے ہین اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسمون پر تھوڑا مول یعنے اللہ کی امانت اور جھوٹی قسم پر حقیر چیز بدل لیتے ہین اس آیت کی شان نزول عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کا مال غارت کرنے کو جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اللہ سے ملینگے وقت اللہ اُس پر غصہ ہوگا اس کی تصدیق پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ان الذین یشترون الآیہ ابن مسعود کے یہہ کہتے وقت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ آئے اور لوگون سے پوچھے ابو عبد الرحمن یعنے ابن مسعود کیا کہے پھر لوگ یہہ حدیث بیان کئے تب اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کہے وہ سچ کہتے ہین واللہ میرے قصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان ایک کنوان تھا وہ میرے حق سے منکر ہوا مین اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا آپ مجھ سے پوچھے تیرے دعوی پر دو گواہ ہین مین بولا نہین اُسکو بولے کیا تو قسم کریگا مین بولا یا رسول اللہ وہ قسم کھا کے میرا مال لے لیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کا مال غارت کرنے کو جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اللہ سے ملنے کیوقت اللہ اُسپر غصہ ہوگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی ان الذین یشترون الآیہ یہہ لفظ بخاری کا ہے بعضون کی روایت مین چچیرے بھائی کے عوض یہودی مذکور ہے اور کنوے کے عوض زمین ہے امام احمد نے عدی بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت امرء القیس کندی کے اور حضرموت کے ایک شخص کے قصہ مین نازل ہوئی اور اشعث کے قصہ کے مطابق قصہ ذکر کیا ہے اُسکے آخر مین یہہ زیادہ کیا

امرؤ القیس کہے یا رسول اللہ جو اپنا حق جان کے چھوڑ دیوے تو اسکو کیا ہے آپ فرمایا اُسکو بہشت ہے امرأ القیس نے کہا یا رسول اللہ آپ شاہد رہو مین اُس دعوی سے باز آیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قصہ روایت کیے ہین لیکن ان دونون شخص کا نام ذکر نہ کیے اور کہے کہ دو شخص آئے تھے ایک حضرموت کا اور ایک بنی کندہ کا اور بخاری نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بازار مین کچھ اسباب لایا اور قسم کھایا کہ اس کا مول اتنا ٹھہرا ہے قسم محض اسیلیے کھایا کہ ایک مسلمان کو فریب دیوے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت ابو رافع اور کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن الاشرف اور حیی بن اخطب کے قصے مین نازل ہوئی یہ لوگ یہود کے رئیس تھے توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جو عہد تھا اُسکو بدل دیکے اُسکے خلاف لکھدیے اور قسم کھائے کہ یہہ اللہ کے یہان سے ہے تا مال اور رشوت جو انکو ملتی تھی موقوف نہو وے معلوم کیجے کہ یہہ اختلاف اس آیت کی شان نزول مین جو وارد ہوا فی الحقیقت اُمین تعارض نہین شاید کہ ان تمام کے مقدمہ مین وہ آیت نازل ہوئی ہو اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اونکو کچھ حصہ نہین آخرت مین وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور نہ بات کریگا انسے اللہ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ نگاہ کریگا اُنکی طرف قیامت کے دن وَلَا يُزَكِّيْهِمْ اور نہ پاک کریگا اُنکو یعنے گناہون سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور اُنکو دکھ کی مار ہے معلوم کیجیے سابق کے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیت مخصوص کسی کے مقدمہ مین وارد ہوئی لیکن لفظ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ کا عام ہے تو اعتبار اسی عموم کو ہے پھر تو اُس مین تمام چیزین جو اللہ تعالی نے امر کیا اور وے جنکی معرفت کے دلایل نصب کیا اور عہد و میثاق جو انبیا کی معرفت سے لیا اور وے جو انسان اپنی ذات پر لازم کر لیتا ہے داخل ہوئین اور یہہ سب عہد الٰہی ہین جنکو وفا کرنا لازم ہے دنیا کی متاع حقیر حاصل کرنے کو جو لوگ جھوٹھ قسم کھاتے مین اُنکی جزا پانچ چیزین ہین کرکے اللہ تعالی فرمایا انہین کی چار چیزین اُس شخص کے ثواب اور عزت سے محروم رہنے پر دلالت کرتی ہین اور ایک چیز اُنکو سخت عذاب ہونے پر دلالت کرتی ہے پہلی جزا تو یہہ ہے کہ اُنکو آخرت مین حصہ نہین اسمین اشارہ ہے اسبات پر کہ وہ شخص آخرت کی منفعت سے محروم رہیگا دوسری یہہ کہ اُس سے خدا تعالی بات نہ کریگا بات نہ کرنا

کنایہ ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ اُس پر نہایت خفا رہیگا یا اللہ تعالیٰ مقربون سے جو کلمے کلام کرتا ہے اُن سے نہ کریگا تیسری یہہ کہ انکی طرف نگاہ نہ کریگا یعنے مہربانی کی نگاہ چوتھی انکا تزکیہ نہ کریگا یعنے گناہون سے پاک نہ کریگا یا انکی ثنا نہ کریگا اور اخیر کی تینون چیزون مین اشارہ یہہ ہے کہ وے آخرت کی عزت سے محروم ہین پانچوین انکا عذاب سخت ہی اس مین اشارہ یہہ ہے کہ وے فقط ثواب سے محروم نہین بلکہ سخت عذاب مین گرفتار ہووینگے امام احمد اور ابن منیع اپنے مسند مین اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم یمین غموس کو اُن گناہون مین شمار کرتے تھے جنکو کفارہ نہین کسی نے اُنسے پوچھا یمین غموس کیا ہے تو کہے قسم کھاکے کسی کے مال کو غارت کرنا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن حبان اور طبرانی اور حاکم حارث بن البرصا سے روایت کئے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حج کے ایام مین دونون جمرون کے درمیان فرماتے تھے جو جھوٹھ قسم کھاکے اپنے مسلمان بھائی کا مال ڈبو دیوے تو وہ اپنی جگہ دوزخ مین تیار کیا بعد فرمائے جو لوگ حاضر ہین یہہ بات سنا دیوین انکو جو موجود نہین دو بار یا تین بار یہہ فرمائے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جھوٹی قسم شہرون کو ویران کردیتی ہے مالک اور ابن سعد اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابی امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور حاکم جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی مسلمان کا حق ڈبو دیوے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دوزخ لازم کرتا ہے اور بہشت اُس پر حرام کرتا ہے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ اگر وہ ذری سی چیز ہو تو آپ فرمائے اگرچہ وہ پیلو کی ایک چھڑی ہو تین بار اسکو کہے عبد الرزاق نے ابی سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جھوٹی قسم کھانی رحم کو بانجھ کردیتی ہے اور لوگون کا عدد کم کرتی اور گھرون کو ویران کردیتی ہے بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص ہین اللہ تعالیٰ اُنسے بات نہ کریگا اور اُنکی طرف نگاہ نہ کریگا اور اُنکو سخت عذاب ہے ایک وہ شخص

جسنے قسم کھاکے مسلمان کے مال کو ڈبو دیا دوسرا وہ شخص جو عصر کے بعد قسم کیا کہ مین اُس چیز کو اتنی ہی قیمت سے لیا ہون لیکن اتنی قیمت سے نہین لیا تھا مول بڑھاکے بولا تیسرا وہ شخص جسکے پاس افزودہ پانی تھا حاجتمند کو نہین دیا اللہ سبحانہ وتعالی فرمائیگا آج کے دن اپنے فضل سے تجھکو منع کرونگا جیسا تو افزودہ پانی کو کہ جس مین تیرے ہاتھ کام نہین کئے تھے منع کیا تھا وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ اور بیشک انمین یعنے اہل کتاب مین ایک جماعت ہین مروڑتے ہین اپنی زبان کتاب پڑھنے مین اُس جماعت سے مراد کعب بن الاشرف اور مالک بن الصیف اور حیی بن اخطب وغیرہ ہین یلوون کا لفظ لی سے مشتق ہے لی کی معنی لغت مین موڑنا اور ٹیڑھا کرنا عرب کہتے ہین لویت یدہ یعنے اُسکے ہاتھ کو موڑا اور تغیر کی معنی بھی کرتی مین کہتے ہین لوی لسانہ یعنے اپنی زبان کو تغیر کیا اور پھیرا اس اصل کے دیکھے آیت مین دو تاویلین ہین ایک یہہ کہ خدا کے پاس سے جو آیتین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین نازل ہوئی تھین انکو بدل دیکے اپنی طرف سے دوسری آیتین پڑھ کر سناتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے کہ شاید یہود کے یہان توریت پڑھنے کا کوئی مخصوص لحجہ تھا سو وے اپنے دل سے عبارت خاطر خواہ بناکے توریت پڑھنے کی مانند اسکو بھی پڑھتے اُسی پر فرمایا کہ زبان کو موڑتے ہین اور بعضے کہتے ہین زبان کو موڑتے یعنے لفظ جو موجود ہے اسکی اعراب وغیرہ کو بدلکے پڑھتے جس سے معنی بدلجاتی لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ تا تم جانو کہ وہ کتاب مین ہے یعنی تا غیر کو معلوم ہو کہ آپ جو پڑھتے ہین وہ اللہ کی کتاب مین ہے جو اُنکے نبی پر نازل ہوئی وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ اور وہ نہین کتاب مین یعنے وہ بات جسکو وے کتاب مین ہے کہتے ہین کتاب اللہ مین نہین -
وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور کہتے ہین وہ اللہ کے یہان سے ہے اور وہ نہین اللہ کے یہان کا اوپر کی آیت مین جو فرمایا تھا وما ہو من الکتاب اُسی کی تاکید مین یہہ جملہ فرمایا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ وے کنایۃ جھوٹھ نہین بولتے بلکہ صراحۃً کہتے ہین وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور بولتے ہین اللہ پر جھوٹھ جانکر مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ کسی بشر کا کام نہین کہ اللہ اُسکو

دیوے کتاب اور حکم پیغمبری مقاتل اور ضحاک کہتے ہین کہ یہہ آیت نجران کے نصاریٰ کے شان مین نازل
ہوئی وے کہتے تھے کہ ہمکو عیسیٰ نے کہا کہ آپ خدا ہی انکی رد مین یہہ آیت نازل کیا اس تقدیر پر بشر سے
عیسیٰ اور کتاب سے انجیل مراد ہین ابن عباس اور عطا کہتے ہین کہ یہودیون مین سے ابو رافع قرظی اور
نجران کے نصاریٰ سے سید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا یا محمد تم چاہتے ہو کہ ہم تمکو رب بولین اور
تمھاری بندگی کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے معاذ اللہ کہ مین امر کرون اللہ کے سوا
کسی کی بندگی کرو اللہ تعالیٰ نے مجھے اسواسطے نہین بھیجا اور نہ اس کا امر کیا تب یہہ آیت نازل
ہوئی اس تقدیر پر بشر سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے عبد بن حمید نے
حسن بصری سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ہم آپس مین جو سلام کرتے ہین آپکو
بھی وہی سلام کرتے ہین آپکو سجدہ کیون نہ کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا مت کرو
لیکن تم اپنے نبی کی اکرام کرو اور جس کا حق ہے وہ اسی کو دو کیونکہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا
جایز نہین اسی پر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا بشر آدم کی اولاد کو کہتے ہین اسکا مفرد نہین واحد
اور جمع کے مقام مین یہی لفظ مستعمل ہے حکم سے شریعت کے احکام کو جاننا مراد ہے اور نبوت سے مراد وہ مرتبہ بلند
جو اسکو حاصل ہوتا ہے ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پھر وہ کہے لوگون کو
کہ تم میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر اس آیت کی معنی یہہ ہے کہ کوئی شخص نبی ہوکے لوگونکو بولنا کہ تم اللہ کو
چھوڑ کر میری بندگی کرو ممکن نہین کیونکہ انکو مقام نبوت کا نہوگا جب تک انکو اللہ تعالیٰ کی کمال معرفت
حاصل نہو اللہ کی معرفت کے بعد الوہیت کا دعویٰ کرنیکی انکو طاقت نہین وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ
و لیکن کہتے ہین تم ربانی ہو جاؤ ربانی اسکو کہتے ہین جو عالم باعمل ہو اور بعضے کہتے ہین ربانی وہ ہی جو لوگون کو اول آسان علوم پڑھاکے
بعد بھاری علوم پڑھاتا ہی اور بعضے کہتے ہین ربانی وہ جو علم مین بہت بڑے ہی عبرانی مین عالم کو کہتے ربانی وہ جسکو دل کی بینائی اور لوگونکو
تعلیم کرنیکی لیاقت ہو ربانی نسبت ہے رب کی طرف اس نسبت مین الف اور نون اسواسطے زیادہ کئے تا اس صفت کے کمال پر دلالت
کرے یا مبالغے کے لئے بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ اس سبب
تم کتاب سکھلاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم پڑھتے ہو یعنے تم جو علم سکھاتے ہو اور علم پڑھتے ہو اسکے

سبب سے تم ربانی ہو جاؤ اِس سے معلوم ہوا کہ علم کا جاننا اور اُسکا پڑھنا اور پڑھانا آدمی کو ربانی کرتا ہے جسنے علم پڑھا اور پڑھایا اور اُسکا غرض حقتعالی کی معرفت اور عمل کرنی نہو تو اُس نے علم کو ضایع کیا اور اپنی محنت برباد دیا وَلَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اور یہہ حکم نہیں کرتا کو کہ ٹھہراؤ فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قریش اور صابی کہتے تھے فرشتے اللہ کے بیٹیان ہین اور یہود کہتے ہین عزیر کو ابن اللہ ہے اور نصاری کہتے ہین مسیح علیہ السلام ابن اللہ ہے اَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کیا تم کو کفر سکھلاویگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو چکے یہہ استفہام تعجب اور انکار کی راہ کرتے ہی یعنے نبی یہہ حکم نہین کرتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ اور جب کر لیا اللہ نے میثاق نبیوں کا میثاق مصدر ہے اُسکی معنی عہد اور اقرار جو قسم کے ساتھ مضبوط کئے ہوان اس مصدر کی اضافت اُسکے فاعل کی طرف یا مفعول کی طرف ہے فاعل کی طرف اضافت کرین تو وہ میثاق ہے جو انبیا سے لیا ہے مفعول کی طرف اضافت ہو تو وہ میثاق ہے جو لوگون سے انبیا کیواسطے لیا اسی اضافت کے نظر کرتے آیت کی تاویل مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی نے میثاق انبیا سے لیا اسطور پر کہ ان کے بعد جو نبی ہو اُسکی تصدیق کرین اور اپنی امت کو جتاوین کہ اُس نبی پر ایمان لاوین اور اُسکی مدد کرین یہہ قول سعید بن جبیر اور حسن اور طاؤس کا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی نے انبیا سے میثاق مخصوص اسبات کا لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین اور انبیا اپنی امتون سے بھی میثاق لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معبوث ہون تو اُن پر ایمان لاوین یہہ قول علی اور اکثر مفسرین کا ہے اور بعضے کہتے ہین میثاق انبیا اور اُنکی امت ہر ایک سے لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین لیکن آیت مین فقط انبیا کا ذکر کیا کیونکہ امت اُنکے تابعدار ہین متبوع سے عہد لیوین تو تابع کا عہد بھی اس مین داخل ہوتا ہے یہہ قول ابن عباس کا ہی بعضے کہتے ہین اللہ تعالی نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اس جگہ مضاف مقدر ہے تقدیر یون ہے واذ اخذ اللہ میثاق اولاد النبیین اور اولاد نبیین سے بنی اسرائیل مراد ہین اولاد نبیین کو نبیین بولا تہکم کی راہ سے کیونکہ بنی اسرائیل کہتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر کرتے نبوت کے مستحق ہم ہین کیونکہ ہم اہل کتاب ہین اور انبیا ہمارے ہی زمرے سے تھے

لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ‌ اس جملہ لما اتیتکم کے لام مین دو قرأت ہین ابن عامر لما لام کی کسر سے پڑھا ہے دوسرے قاری لما لام کی فتح سے پڑھتے ہین دونون قرارت مین میم کو تخفیف ہی ہے لام کی فتح کی قرات پر لام تاکید کا اور قسم کا ابتدایہ ہے اور ما موصولہ شرطیہ ہے اور لتومنن کا جملہ قسم کی جواب اور شرط کی جزا کی قایم مقام ہے سو انت معنی یون ہوگی کہ جوکچھ مین تمکو دونگا کتاب اور حکمت پھر آوے تم پاس رسول سچ بتادے تمھارے پاس والی کو تو اس پر ایمان لاؤگے اور اسکی مدد کروگے یعنے انبیا سے یہہ میثاق لیا کہ اگر مین تمکو کتاب و حکمت دون پھر ایک رسول تمھارے پاس والی کو سچ کرتا سو آوے تو اُسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا لام کی کسر کی قرارت پر معنی یون ہوگی مین تمکو کتاب اور حکمت دینے کے سبب پھر بعد رسول اسکو سچ بتانے والا آنے سے تم سے میثاق لیا کہ اسپر تم ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا رسول سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مُراد ہین اُنکے پاس والی کو سچ بتانا اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالی انکی صفت اگلے انبیا کی کتابون مین کہدیا اور انکے حالات کی شرح کیا جب آپکی صفات اور احوال انکی کتابون کے مطابق ہو تو آپ ان کو سچ کئے آپ پر ایمان لانا لازم ہوا میثاق کی تفسیر مین جو بیان کئے اُسکے دیکھنے رسول سے مطلق کوئی رسول بھی ہوسکتا ہی قَالَ فرمایا اللہ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ کیا تم نے اقرار کیا اور لیا اِس شرط پر میرا ذمہ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا بولے انبیا ہمنے اقرار کیا یعنے رسول پر ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا قبول کئے قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ فرمایا تو اب شاہد رہو اور مین بھی تمھارے ساتھ شاہد ہون اس جملہ کو تاکید کے لئے اور انکے ڈرانیکے واسطے فرمایا کیونکہ جب اُنکو معلوم ہو کہ ایک کا شاہد دوسرا ہے اور ان سب کا شاہد اللہ ہے تو اقرار سے بدل جانے کا اندیشہ کرینگے یہہ میثاق اُسوقت مین لیا جب آدم کی ذریت کو اُن کے صلب سے نکالا اور انبیا انمین چراغون کے مانند چمکتے تھے فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ پھر جو کوئی پھر جاوے اُسکے بعد تو وہی لوگ ہین بے حکم یعنے اس اقرار کے بعد جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے اور مدد نکرے تو وہ اللہ کے حکم سے اور اُسکی اطاعت سے

خارج ہے اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ اب کیا اور دین اللہ کے دین کے سوائے ڈھونڈھتے ہو افغیر کے
لفظ میں ہمزہ جو ہے انکار اور توبیخ کے واسطے ہے یعنے جب کہ اللہ تعالی سب سے میثاق لے چکا اور اہل کتاب
اُس بات کی معرفت حاصل ہونے کے بعد کیا دوسرا دین ڈھونڈھتے ہیں وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا اور اُسیکے حکم میں ہے جو کوئی آسمان میں اور زمین میں ہے خوشی سے یا
زور سے اَسلم کا لفظ مشتق ہے اسلام سے اسلام کی معنی عاجز اور حکم بردار ہونا طوع کی معنی سہولت سے مطیع
و منقاد ہونا اور کرہ وہ جو مشقت سے اور نفس کے جبر سے ہوتا ہے طوعًا اور کرہًا ایمان جو لائے اُسکی
تاویل میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں ماسوی اللہ جتنے موجودات ہیں تمام ممکن ہیں اللہ پیدا کیا تو پیدا
ہوتے ہیں نابود کیا تو نابود ہوتے ہیں تو سب اپنے وجود و عدم میں اُسیکے عاجز اور فرمانبردار ہوے اور بعضے
کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ارادہ سے باز رہنے کی کسی کو طاقت نہیں خوشی سے ہو یا جبر سے سبکو اُسکے
حکم پر چلنا ہے مسلمان جو صالح ہیں دین کے حکموں کو خوشی سے بجا لاتے ہیں اور جو انکی طبیعت سے تعلق رکھتا ہے
جیسے مرض اور فقر اور موت اس میں اپنے نفس کو زور سے اللہ کا مطیع کرتے ہیں اور جو کافر
ہیں دین کے امور میں اللہ کے مطیع نہیں ہوتے پر دوسرے کاموں میں جبر سے مطیع ہیں کیونکہ اللہ تعالی
کی قضا و قدر کو دفع کرنا انکی طاقت نہیں بعضے کہتے ہیں مومن اللہ پر ایمان لاے ہیں خوشی سے وہ
ایمان اُنکو قیامت کے دن نفع دیگا اور کافر موت کیوقت زور سے لاتے ہیں لیکن وہ ایمان اونکو نفع
نہیں دیتا بعضے کہتے ہیں اللہ تعالی کی الوہیت کے سب خلق مطیع ہیں طوعًا اور اُسکے تکالیف اور آلام
کے مطیع ہیں کرہًا بعضے کہتے ہیں میثاق کے روز سب ایمان لائے لیکن مومن طوعًا ایمان لائے اور کافر
کرہًا بعضے کہتے ہیں آسمان والے تمام طوعًا ایمان لائے اور زمین والے بعضے طوعًا ایمان لائے اور
بعضے تلوار کے اندیشے سے کرہًا ایمان لائے وَاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ اور اُسیکی طرف پھر جاوینگے یعنی
قیامت کے دن سب کا مرجع اللہ تعالی کی طرف ہے طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی غلام یا جانور یا بچے کی خوبری ہو جاوے تو اُسکے
کان میں یہہ آیت پڑھو افغیر دین اللہ تبغون الآیہ یونس بن بکیر نے کہا ہے جانور اگر شرارت کرے تو

اُسکے کان مین یہہ آیت پڑھنے سے عاجز ہو جاتا ہے قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ تو کہہ ای محمد ہم ایمان لائے للہ پر اللہ تعالے لئے قُل کہکے مفرد کے صیغے سے خطاب کیا کیونکہ اللہ کا یہہ حکم خلق کو پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی کو نہین بعد امنا کو جمع کی لفظ سے فرمایا کیونکہ قران جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے آپکی وساطت سے امت پر بھی نازل ہوا ہو متبوع کے حکم مین تابع بھی اصل مین تو سب کی طرف کہنا صحیح ہوا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی تعظیم کیو اسطے اشارہ کیا کہ اپنی ذات کو جمع کے صیغے سے کہین جیسا سلاطین بات کرتے ہین وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اور جو کچھ اترا ہم پر یعنے قرآن او سنت وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور جو اترا ابراہیم پر اور اسمعیل پر اور اسحق پر اور یعقوب پر اور اسباط یعنے یعقوب کی اولاد پر وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو ملا موسی اور عیسی کو اور سب نبیون کو اپنی رب کیطرف سے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم جدا نہین کرتے اُنمین کسی کو اس مین تعریض ہے یہود و نصاری کو جو بعضون پر ایمان لاتے ہین اور بعضون سے منکر ہین وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی کے حکم پر ہین یعنے اُسکی توحید کرتے ہین خالص اسکی عبادت کرتے ہین اور اُسکا ساجھی کسی کو نہین ٹھہراتے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے دوسرا دین تو اس سے ہرگز قبول ہوگا یعنی دین صحیح اور مقبول اللہ کے پاس دین اسلام ہے اسکے سوائے اور دین جو تھے تمام منسوخ ہوئے اللہ کے پاس اب مقبول نہین کیونکہ اللہ تعالے جس دین کا حکم کرے اور جس سے راضی ہو وہی دین صحیح ہے وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور وہ شخص آخرت مین خراب ہے یعنے اُسکو ثواب نہ ملیگا۔ اور اُسکو عذاب ہوگا كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ کیونکر راہ دیگا اللہ ایسے لوگون کو کہ منکر ہو گئے بعد ایمان لانے کے لفظ کیف یہدی کا استفہام ہے اُسکا معنی جحد ہے یعنے نہین ہدایت دیتا اللہ یہہ آیت نازل ہوی شان مین حارث بن سوید انصاری اور طعمہ بن ابیرق اور وحوح بن الاسلت وغیرہ بارہ شخص جو ایمان لاکے مرتد ہو گئے اور مدینہ سے بھاگ کے مکہ کو گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہہ آیت یہود کی شان مین اتری وے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونیکی قبل کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا حسب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حسد کی راہ سے آپکے منکر ہو گئے وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ
حَقٌّ اور گواہی دے چکے کہ رسول سچا ہے یعنے اقرار کر چکے کہ محمد سچے اللہ کے رسول ہیں وَجَآءَهُمُ
الْبَیِّنٰتُ اور پہنچ چکے انکو نشان یعنے معجزے اور دلیلیں جو آپکی راستی پر دلالت کرتے ہیں وَاللّٰهُ
لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ظالم سے مراد کافر
ہے پھر خواہ کافر اصلی ہو یا مسلمان ہوکر مرتد ہوا ہے اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ
اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ اُن پر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتوں کی
اور لوگوں کی سب کی اولئک کا اشارہ انکی طرف ہے جو اسلام کے بعد کافر ہو گئے ناس سے مراد مومن
ہیں یا مطلق لوگ مومن ہوں یا کافر کیونکہ کافر بھی حق کے منکر کو لعنت کرتا ہے اگرچہ نہ جانے کہ
حق کون سا ہے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا سدا رہیں اُس میں یعنے لعنت میں یا دوزخ میں یا عقوبت میں
لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ نہ ہلکا ہو اُن پر عذاب اور نہ انکو فرصت
ملے یعنے عذاب کا وقت جو مقرر ہے اس وقت میں عذاب ہوکے کچھ فرصت ملے یا
ایک وقت میں عذاب موقوف کرکے دوسرے وقت میں دیوے سو نہیں حارث
بن سوید بن صامت انصاری نے جب سنا کہ یہ آیت نازل ہوئی بہت نادم ہوا اور اپنے
بھائی جلاس بن سوید کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا میں توبہ کروں
تو مقبول ہے جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تب اللہ تعالی نے فرمایا
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ مگر جنھوں نے توبہ کی اُسکے بعد وَاَصْلَحُوْا اور
درست کریں یعنے نیک عمل کریں تا معلوم ہو کہ توبہ دل کی تصدیق سے کئے ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تو البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔ جلاس یہ آیت اپنے بھائی
کو لکھ بھیجا حارث توبہ کیا اور مدینہ کو آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا توبہ قبول کئے
اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ بیشک جو لوگ منکر ہوئے اپنے ایمان کے
بعد ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا پھر بڑھ گئے کفر میں لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ہرگز

قبول ہوگی اُنکی توبہ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ اور وہی ہین راہ بھولے یہہ آیت
یہود کی شان مین نازل ہوئی وے موسیٰ پر اور اُن کے بعد کے انبیاء پر ایمان لائے
عیسیٰ کے اور انجیل کے منکر ہوئے بعد کفر مین بڑھ گئے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
قرآن کے منکر ہوئے معلوم کیجئے سب علما کا اتفاق ہے کہ جو توبہ کرے تو اُسکی توبہ اللہ تعالی
قبول کرتا ہے اس آیت مین جو فرمایا توبہ نہیں قبول کرتا اوسکی تاویل مین اختلاف ہے حسن
اور عطا اور قتادہ کہتے ہین کہ وہ توبہ قبول نہ ہوگی جسکو آدمی نزع کی حالت میں کرتا ہے ابن
عباس کہتے ہیں توبہ اُنکا مقبول نہین جو مرتد ہوئے اور اپنے جان کو ظاہر مین ایمان لائے
باطن مین کفر پر ہی رہے ابو العالیہ کہتا ہے یہ وے لوگ ہین جو کفر کی حالت کے گناہ سے
توبہ کئے لیکن اپنے کفر سے توبہ نہ کئے بعضے کہتے ہین پہلی آیت مین فرمایا جو لوگ مرتد ہوویںگے انپر
لعنت ہے مگر جب توبہ کرین تو انکا توبہ مقبول ہے اس آیت مین خبر دیا کہ وے لوگ توبہ کرنیکے بعد
بھی کافر رہین تو اول کا توبہ مقبول نہین قفال نے اسی وجہ کو ترجیح دی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ
تحقیق جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے منکر ہی تو ہرگز قبول نہو گا ایسے کسی سے زمین بھر سونا اگرچہ بدلا دیوے یہہ کچھ آخرت مین کسی چیز
کا مالک رہیگا لیکن یہہ جو فرمایا بسبیل فرض و تقدیر ہے یعنی فرض کرین قیامت کے دن کافر کے پاس زمین بھر کے سونا ہوا اور وہ اپنی مخلصی کے واسطے اسکو
دینا چاہتا ہے تو مقبول ہوگا بعضے کہے کافر دنیا مین زمین بھر کے سونا خیرات کرے اور کافر مرجاوے تو وہ خیر اُسکو نفع نہ دیگی اُولٰٓئِكَ لَھُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ انکو یعنے وے جو کفر پر موے انکو دکھ کی مار ہے وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ اور
کوئی نہین اُنکا مددگار یعنے مدد کرکے انکو عذاب سے چھڑاوے بخاری اور مسلم وغیرہ
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
ہیں ست کے دن سب سے کم عذاب والے کافر کو اللہ تعالی فرمائیگا تیرے پاس زمین پر جتنی چیزین ہین اتنی
سب چیزین ہووین اور عذاب سے بچنے کو وہ سب مال دیوے کر کے تجھکو کہین تو بدلے مین دیگا تو وہ کہیگا ہان البتہ تب اللہ تعالی فرمانے لگا
جب تو آدم کے صلب مین تھا اُس سے بھی آسان ایک بات تجھ سے مین چاہا تھا کہ میرا ساجھی ٹھہراوے تو اسکو نہ مانا شرک پر ہی رہا۔

ورد ۳۶ العشر الاول

الجزء الرابع
ع

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہرگز نپاؤگے نیکی کو جب تک نہ خرچ کرو کچھ ایک جس سے محبت رکھتے ہو یعنے بڑنیکے حد کو نہ پہنچوگے اور اور رہوگے جب تک اپنا بہتر مال جس سے دل بہت لگا ہے اللہ کی راہ مین نہ خرچ کرو بخاری اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے انصار مین بڑے مالدار تھے انکا ایک باغ تھا اسکا نام بیرحا اُس باغ سے بڑی محبت رکھا کرتے وہ باغ مسجد کے روبرو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مین جایا کرتے اُس کا پانی بہت بہتر تھا اُسکو پیا کرتے جب یہہ آیت نازل ہوئی ابوطلحہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ خدا تعالی فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور بیرحا باغ بہت میرے جی کو بھایا ہے مین نے اُس باغ کو اللہ کی راہ مین دیا اُسکی خوبی اور اللہ تعالی کے پاس میرے لئے وہ باغ ذخیرہ رہنا مجھکو امید ہے آپ کی مرضی اُسکو کس مصرف مین رکھنا ہو سو وہان رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واہ واہ واہ واہ یہہ بہت فایدے کا مال ہے اُسکو اپنے چچیرے بھائیون کو دو پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ وہ باغ اپنے چچیرے بھائیون مین بانٹ دے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو چیز خرچ کروگے سو وہ اللہ کو معلوم ہے یعنے اگر پاک اور حلال مال اللہ کی راہ مین دوگے تو اللہ تعالی اُسکو نیک جزا دیگا اگر پاک اور حلال نہو تو اُسکو اللہ تعالی قبول نہین کرتا كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ سب کھانیکی چیزین حلال تھین بنی اسرائیل پر یہہ آیت نازل ہونے کا سبب یہہ ہے یہودیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے تم کہتے ہو مین ابراہیم کی ملت پر ہون ابراہیم تو اونٹ کا گوشت اور دودھ نہین کھاتے تھے تم اسکو جو کھاتے ہو تو ابراہیم کی ملت پر نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم علیہ السلام پر وہ حلال تھا یہود کہے ہم جسکو حرام جانتے ہین وہ نوح اور ابراہیم کے وقت سے آج تک حرام ہین تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور کہدیا سب کھانیکی چیزین ابراہیم پر اور اسرائیل کی اولاد پر حلال تھین اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ مگر جو حرام کرلی تھی

اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے کے آگے اسرائیل لقب ہے یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم کا یعقوب علیہ السلام اپنے پر کون سی چیز حرام کئے تھے اسمین اختلاف ہے مقاتل اور کلبی کہتے ہین یعقوب علیہ السلام بہت بیمار تھے نذر کئے اگر اس بیماری سے مجھکو شفا ہو تو مرغوب غذا ترک کرونگا اونٹ کا گوشت اور دودھ انکا بہت مرغوب تھا بیماری سے شفا ہوئی بعد ان دونون کو اپنے پر حرام کئے اسکو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے بعضے کہتے ہین یعقوب علیہ السلام رگون کو اپنے پر حرام کئے کیونکہ وہ اردن شہر مین تھے اپنے بھائی عیص سے بھاگ کر بیت المقدس کا رستہ لئے راہ مین فرشتہ بصورت انسان نمودار ہوا یعقوب توی ہیکل تھے اسکو چور تصور کر کے کشتی کرنا شروع کئے فرشتہ آپکی ران دابا اور آسمان پر چلا گیا یعقوب کو عرق النسا کی بیماری بہت شدت سے ہوئی تمام شب درد سے بیقرار رہتے سو نذر کئے اگر مجھکو اس بیماری سے شفا ہوگی تو رگ نہ کھاونگا صحت ہوئی بعد گوشت کھائے تو اس مین کی رگین چیر نکال دیتے انکے بعد انکی اولاد بھی ویسا ہی رگین نکال کے کھایا کرتے تھے قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو کہہ لاؤ توراۃ اور تم پڑھو اگر سچے ہو یعنے تم سچے ہو تو توریت لاکر اسمین بتا دو پھر وے توراۃ نہین لائے تا اپنی قلعی نہ کھل جاے فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ پھر جو کوئی باندھے اللہ پر جھوٹھ اسکے بعد تو وہی ہین بے انصاف یعنے جب دلیل سے معلوم ہوا کہ حرمت اسکی یعقوب علیہ السلام کی طرف سے ہوئی اسکے پہلے وے حرام نہ تھے تو اس کا خلاف جھوٹھ باندھنے والا عذاب کا مستحق ہے قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے سو اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا یعنے اللہ تعالیٰ جو خبر دیا بنی اسرائیل پر سب کھانے حلال تھے مگر اسرائیل علیہ السلام نے جو اپنے پر حرام کیا وہی خبر سچ ہے یہود جو کہتے ہین جھوٹھے ہین اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی دعوت کرتے ہین وہی دین حق ہے ابراہیم کا دین وہی تھا تم اپنی یہودیت چھوڑکے دین اسلام کو قبول کرو وَمَا كَانَ

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہین تھا یعنے ابراہیم شرک کرنے والا اس مین تعریض ہے یہود کو کہ وے اللہ کا
ساجھی ٹھہراتے ہین اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ تحقیق
پہلا گھر جو ٹھہرا لوگون کے واسطے یہی ہے جو مکے مین برکت والا اور نیک راہ جہان کے لوگون کو اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ یہود کہتے بیت مقدس
جو ہمارا قبلہ ہے کعبہ سے افضل ہے اور اسکی بنا کعبہ سے پہلے ہے انبیا کی ہجرت گاہ اور انکی قبلہ گاہ اور محشر کی جگہہ ہے مسلمان کہتے کعبہ افضل ہے تب
اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا پہلا گھر جو فرمایا اس سے مراد عبادت گاہ ہے کعبہ پہلی مسجد ہے جسکی بنا اللہ تعالی
کی عبادت کیواسطے ہوئی بخاری اور مسلم ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین بولا مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کون سی مسجد زمین پر پہلے بنا ہوئی آپ فرمائے مسجد حرام مین نے پوچھا اسکی
بعد کونسی تو فرمائے مسجد اقصی مین نے پوچھا دونون مسجد ونکی بنا مین کتنے روز کا فاصلہ تھا فرمائے
چالیس سال کا کعبہ کی بنا کس وقت ہوئی اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کعبہ پہلا گھر ہے جو زمین
پر بنایا بیہقی نے دلایل النبوۃ مین عبداللہ بن عمر سے مرفوع روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو آدم
علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کعبہ بنانیکا حکم کیا آدم اسکو تیار کئے بعد حکم ہوا کہ اسکا طواف کرو اور انکو
کہے تم پہلے انسان ہو اور یہہ پہلا گھر ہے انسانون کے لئے بعضے کہتے ہین اسکو آدم کے آگے فرشتے بنائے تھے
وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اسکو شیث بنائے حافظ عسقلانی نے کہا ہے آدم اسکو پہلے بنانا جو کہے
وہی قول معتبر ہے انکے بعد ابراہیم علیہ السلام اسکو بنائے بعد بنی جرہم اور عمالقہ بھی بنائے بعد قریش بنائے
اوسکو دو دروازہ تھے ایک ہی دروازہ رکھے زمین پر تھا سو اسکا زینہ بلند کئے اور جنوب کی جہت مین
سات ہاتھ کے قریب طول مین کم کرکے بنائے اور اوپر سقف رکھے بعد ابن الزبیر اسکو توڑکے ابراہیم
قواعد پر اسکو بنائے ان کے بعد حجاج بن یوسف نے کچھ تغیر دیا اور جنوب کی جہت کی دیوار توڑ کے
قریش کی بنا کے موافق کیا پشت کی طرف کا دروازہ بند کیا اور زینہ بلند کیا جیسا قریش کے وقت تھا
اسکے بعد پنجشنبہ کی شب شعبان کی بیسوین تاریخ سنہ ایکہزار انچالیس ہجری مین مسجد الحرام مین پانی کی
سیل بڑی شدت سے آئی سو جنوبی دیوار جو حجاج بنایا تھا تمام گر پڑی شرقی جانب کی دیوار جدھر کعبہ کا
دروازہ ہے آدھی دیوار اور غربی جہت کی تہائی دیوار ضایع ہوئی شمالی دیوار فقط باقی تھی سو اسمین

بھی خلل آیا سلطان مراد خان بن سلطان احمد خان عثمانی نے تعمیر کا حکم فرمایا اور بہت سا پیسا روانہ
کیا سو جمادی الثانی کی دسوین کو سنہ ایکہزار چالیس ہجری مین دیوارین جو باقی تھین اُسکو توڑکے شعبہ
کے دن اُسی مہینے کی پچیسوین کو نئی بنا شروع کئے مسجد کے مینار اور دروازے وغیرہ ضایع ہو گئے تھے
سب کی مرمت کئے ذی القعدہ کی چھبیسوین کو اُسی سال مین فراغت پائی کعبہ کی بنا جو اب موجود ہی سلطان
مراد خان کی ہے متقدمین کے تاریخون مین جو انکے حجاج کی بنا تھی سو درست کہتے ہین اب بنا جو موجود ہی حجاج کی
سو عوام کو اُسکی اطلاع نہ رہنے سے ایسا ہی کہتے ہین یہ بات غلط ہے واللہ اعلم اور بکہ نام مکہ کا ہے بعضے
کہتے ہین کعبہ جس جگہ ہے اس جگہ کا نام بکہ ہے تمام شہر کا نام مکہ ہے اور مبارک کہا کیونکہ وہان لوگون کو بہت
نفع اور خوبی ہے جو کوئی حج یا عمرہ بجا لاوے یا طواف کرے یا اعتکاف بیٹھے یا نماز گذارے تو اُسکو
بڑا ثواب ملتا ہی جہان کے لوگون کو ہدایت ہو لا کیا واسطے کہ وہ مومنون کا قبلہ ہے نماز کی جہت کے واسطے
اُسی سے راہ پاتے ہین یا جنت مین جانے کے لئے وہ راہ ہے کیونکہ جو اُسکی جہت طرف متوجہ ہو کے
نماز پڑھے وہ مومن ہے جو مومن ہو وہ بہشت مین جائیگا فِيهِ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ اُس مین نشانیان ظاہر ہین
یعنے کعبہ کی حرمت اور فضیلت پر بہت سی نشانیان ظاہر ہین اب اُن نشانیون سے ایک نشانی بیان فرماتا ہے
مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ کھڑے ہونیکی جگہ ابراہیم کی ہے مقام کا لفظ ترکیب مین یا مبتدا ہے اُسکی خبر محذوف ہے
اب تقدیر یون ہو گی منہا مقام ابراہیم یعنے اُنہین نشانیون سے مقام ابراہیم ہے یا خبر ہے اُسکا مبتدا محذوف
اب تقدیر یون ہو گی احدہا مقام ابراہیم یعنے ایک اُن نشانیون سے مقام ابراہیم ہے یا بدل پڑھا ہے
آیات کا بدل بعض من کل مقام ابراہیم سے مراد پتھر ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام کے دونون پاؤن کے
نشان ہو اُس پر نشان اُٹھنیکا سبب یہہ ہے کعبے کی بنا جب بلند ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام ضعف کے
سبب سے پتھر اٹھا نہین سکے تب اُس پتھر پر کھڑے ہوئے اُنکے دونون پاؤن پتھر مین دھس گئے یہی قول
مشہور ہے بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ کو جب آنے لگے تو سارہ آپ سے قسم لیئے تھے کہ
وہین آنا وہان نہ اترنا جب مکہ مین آئے اسمعیل علیہ السلام کی بی بی کہے آپ اُترکے اپنا سر دھو لیجئے ابراہیم
نہین اُترے تب اُس نے پتھر لا کے اُنکے داہنی طرف رکھی اُس پر پاؤن رکھے اور آپ کا داہنی طرف

دھوئی بعد بائین طرف رکھکے بائین طرف دھوئی اور اُس پتھر پر آپکے پاؤن کا نقش اُگا یعنے کہتے ہین لوگون کو حج کے واسطے آپکی ندا جو گئے اُس پتھر پر کھڑے ہوکے کئے سو آپکے قدمون کے نشان اُس پر اٹھے اور پھیر اُس مین گھٹنون تک دھسا اور وہ پتھر دشمنون کے ہاتھ سے بچ گئے آجتک رہنا اللہ تعالی کی قدرت کاملہ اور ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرتا ہی وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اور جو کوئی اندر آیا اُسکو امن ملا یہہ بھی ایک نشانی ہے اُسکے نشانیون سے عرب جنگ کرتے اور لوٹتے تھے جب کوئی حرم مین آجاوے تو وہ اپنی جان اور مال کا امن پاتا تھا یا امن ملنا قیامت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی شخص دو حرم سے یعنے مکہ اور مدینہ سے کسی ایک مین مرے تو قیامت کے دن امن سے اُٹھیگا اس حدیث کو ابو داود طیالسی اپنی مسند مین اور بیہقی شعب الایمان مین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین اور بیہقی شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین طبرانی معجم کبیر اور اوسط مین اور بیہقی شعب الایمان مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین دارقطنی اپنی سنن مین حاطب بن ابی بلتعہ کی حدیث سے روایت کیا ہی ان تمام روایتون مین ضعف ہی مگر سب طریقون کے دیکھنے حدیث کو قوت ہوتی ہے اسی لئے جلال الدین سیوطی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہی اللہ صاحب نے اُسکی نشانیون سے دو نشانی پر اقتصار کیا کیونکہ ان دونون کا ذکر کرنا کافی ہے اُنکے سواے اور بھی نشانیان موجود ہین پرندہ کعبہ کی اوپر سے نہین اُترتا وہان جب پہنچتا ہے داہنے یا بائین طرف ہوجاتا ہے اور وہان کے درندے حرم مین شکار دیکھے تو نہین پکڑتے اگر شکار کا پیچھا کرے شکار حرم مین آجاے تو اُس سے باز آتے ہین اور کوئی پرندہ کعبہ پر نہین بیٹھتا مگر کبوتر بیمار ہوتا ہے تو شفا حاصل ہونے کو وہان بیٹھتا ہے اور اُس پر بیٹ نہین کرتا اور جو حرم کی حرمت کو توڑتا ہے اللہ تعالی اُسکو جلد سزا دیتا ہے اور جو جبار اُس سے بد ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اُسکو ہلاک کرتا ہے **تنبیہ** علماء متقدمین اپنے مشاہدے کو ذکر کئے ہین کہ کعبہ پر سے کوئی پرندہ نہین اُترتا ان کے بعد کے علما لکھے ہین حلال جانور اُس پر سے نہین اُترتا فواسق جانور جیسے چیل اُسپر سے اُڑتے ہین کبوتر اُسپر نہین بیٹھتا مگر بیمار ہو تو لیکن ہمارے زمانہ مین نقشہ یہہ ہے چیل ابابیل

وغیرہ اُسکے اوپر سے اڑتے ہین کبوتر کی ٹکڑی جب وہان پہنچتی ہے تو پھوٹ کے داہنے اور بائین طرف
ہوکے اُڑتی ہے مگر بعضے کبوتر اوپر سے گذرجاتے ہین اکثر کبوتر جفتی واسطے تکیے کے اوپر جاکے بیٹھتے ہین بندہ
عاصی اُسکا سبب ایسا سمجھتا ہے اوّل کے لوگ کعبہ کی نہایت حرمت کرتے تھے اس لئے جانور بھی کوئی
اُسپر سے نہین گذرتا تھا انسان اشرف المخلوقات ہوکے اُسکی تعظیم مین قصور کرتے ہین تو جانور بھی اُسکی
تعظیم مین قصور کرتے ہین اس لئے اب جانور وہ تعظیم نہین کرتے جو سابق مین کرتے تھے واللہ اعلم ابوحنیفہ
کہتے ہین یہہ جملہ اگرچہ ظاہر مین خبر ہے لیکن معنی مین امر ہے گویا معنی یون ہے جو وہان جاوے تو اُسکو امن
دیوے لوگ اور اس سے دلیل لیتے ہین کہ اگر کسی نے حرم کے باہر جنایت کیا اور حرم مین جاکر پناہ لیا تو اُسکو
وہان قتل نہ کرنا خواہ یہہ قتل قصاص کا ہو یا زنا کا حد یا ردت کا پر اُسکو کھلانے پینے سے روکنا تا لاچار
ہوکر باہر نکل آوے شافعی کہتے ہین وہ ہین قتل کرنا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل کو قتل
کئے اور آیت کو ظاہر پر جو خبر ہے حمل کرنا ممکن ہے پر اسکو امر لینا خلاف قانون ہے امن ثابت ہونے
کوئی ایک وجہ سے امن پایا جانا بس ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
اور اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اُس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ اس آیت سے اللہ تعالی نے
بندون پر حج فرض کیا اسلام کے پانچ رکن مین حج بھی ایک رکن ہے اُسکی فرضیت کا منکر کافر ہے
بخاری اور مسلم وغیرہما عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اسلام کی بنا پانچ چیز پر ہے گواہی دینا کوئی معبود نہین سوا اللہ کے اور محمد اللہ کا رسول اور
نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا اور حج کرنا اور روزے رمضان کے رکھنا حج کی معنی اصل مین قصد کرنا شرع
مین بیت اللہ کی زیارت کا مخصوص طور پر قصد کرنا بیت گھر کو کہتے ہین اُسپر الف لام لاکے البیت کہے تو
بیت اللہ مراد ہے اُسکی فرضیت کیواسطے اللہ تعالی نے وہان پہنچنے کی استطاعت ہونا شرط کیا جسکو
استطاعت نہین اُسپر حج فرض نہین استطاعت کی معنی زاد و راحلہ یعنی توشہ اور سواری کرکر جو حدیث مین
آیا ہے اُس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کئے ہین لیکن
اُسکی سند مین ابراہیم بن یزید خوزی ہے وہ ضعیف ہے اور حاکم نے انس کی حدیث سے روایت کیا ہے

اُسکی سند مین بھی علت ہی اور دارقطنی اور حاکم قتادہ سے وہ انس سے روایت کیا ہی اُسمین بھی علت
ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے مرفوع روایت کیا ہی اُسکی سند بھی ضعیف ہی اور دارقطنی نے
اُسکو علی اور ابن مسعود اور عائشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہی اُن
تمام روایتون کی سندین ضعیف ہین لیکن سب طریقون کو جمع کرنے سے اُسے اصل ہونا معلوم ہوتا ہے
فقہا کہتے ہین استطاعت دو قسم کی ہی ایک استطاعت جو حج ادا کرنیکی دوسری استطاعت غیر سے کروانیکی خود ادا کرنیکی استطاعت یہہ ہی حج کو جاکر
آنے تک کا خرچ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا ہونا اور سواری ہونا مگر دو مرحلے کے اندر کوئی شخص رہتا ہی تو اُسکو
سواری ہونا شرط نہین اور سواری پر بیٹھنے کی طاقت ہونا اور راہ مین امن رہنا غیر سے حج کروانیکی استطاعت
یہہ ہے کہ خود حج کو جانے سے عاجز ہے لیکن غیر کو پیسے دیکے حج کروا سکتا ہی تو حج کروانا فرض ہی وَمَنْ كَفَرَ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور جو منکر ہوا تو اللہ پروا نہین رکھتا لوگون کی یعنی اللہ تعالی حج جو فرض
کیا ہی اُسکو کوئی انکار کیا تو اللہ کا کچھ بگاڑتا نہین عالمین سے مراد جن اور انسان اور فرشتے ہین سعید
بن المسیب کہتا ہے یہہ آیت یہود کے حق مین اُتری وے کہتے تھے حج کرنا فرض نہین سدی کہتا ہی جسکو حج کی استطاعت ہو
اور حج نہ کرکے مرگیا تو وہ کافر ہے اُسکی دلیل حدیث ہی علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو زاد و راحلہ اللہ کے گھر کو جانے کا پاوے اور نہ جاوے تو یہودی ہوئے کے
مرے یا نصرانی یعنی یہودی یا نصرانی ہوکے مرنا اور حج ادا نہ کرکے مرنا دونو برابر ہین لیکن اس حدیث کی سند مین
ہلال بن عبداللہ ہے وہ مجہول ہے اور حارث ضعیف ہی اور سعید بن منصور اور امام احمد اور ابو یعلی
اور دارمی اور بیہقی شعب مین ابی اُمامہ سے مرفوعًا روایت کئے ہین کہ جس کو حج کرنے سے ظاہر حاجت
یا ظالم حاکم یا سخت بیماری منع نہ کرے پھر وہ حج نکرکے مرا تو یہودی ہوکے مرے یا نصرانی اس حدیث کی سند
مین لیث بن ابی سلیم ہی وہ ضعیف ہی اور شریک ہی وہ سیئ الحفظ ہی اور اس کو امام احمد نے کتاب الایمان
مین سفیان ثوری کی طریق سے مرسل روایت کیا ہی اور سعید بن منصور اور بیہقی عمر بن الخطاب سے اس حدیث
کے مثل موقوف روایت کئے ہین اور اُسکی سند صحیح ہی حافظ عسقلانی وغیرہ کہتے ہین کہ ان طریقون کے
دیکھنے معلوم ہوا کہ اس حدیث کو اصل ہی ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین جو داخل کیا سو

ٹہلا کیا اور یہہ حدیث اُس شخص کے حق مین ہے جسنے حج کو باوجود استطاعت کے ترک کرنا حلال سمجھایا
اُسکے کرنے کو ثواب اور نہ کرنے کو گناہ نہین سمجھا بعضے کہتے ہین یہہ جملہ علحدہ ہے ماقبل سے تعلق نہین اور وہ
وعید ہے کافرون کو قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ تو کہہ ای اہل کتاب کیون منکر
ہوتے ہو اللہ کی آیتون سے اہل کتاب سے مراد یا اُنکے علما ہین وے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اُنکے پاس متحقق
تھی یا سب اہل کتاب ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہین مخصوص اہل کتاب کو خطاب کرنے مین
اشارہ ہی کہ انکا کفر بہت قبیح ہے اگرچہ وے کہتے ہین کہ ہم توریت پر اور انجیل پر ایمان لائے ہین پر وے ان کتابونکے
منکر ہین آیات سے نشانیان مُراد ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہین وَاللّٰہُ شَھِیْدٌ
عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ہ اور اللہ کے روبرو ہے جو کرتے ہو یعنے اللہ تعالی تمہارے سب کامون پر مطلع ہی اُنکا
بدلا دیگا قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا
تو کہہ ای اہل کتاب کیون روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والے کو تم ڈھونڈھتے ہو اُس
مین کجی یعنے اللہ تعالی پر جو شخص ایمان لاتا ہی اُسکو اللہ کی راہ مین کجی ہے کرکے کیون پھیرتے ہو یہود کی
عادت تھی مسلمانون کو شبہے مین ڈالتے کوئی ایمان لانا چاہا تو اُسکو روکتے اور کہتے توریت مین نبی کی صفت
جو مذکور ہے وہ صفت محمد مین نہین اور کہتے موسی کی شریعت قیامت تک باقی ہے کرکے توریت مین آیا ہے
اور کہتے اللہ کے احکام بھی کہین منسوخ ہوتے ہین وَاَنْتُمْ شُھَدَآءُ اور تم خبر رکھتے ہو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی نعت توریت مین مذکور ہولی اور دین اسلام کا اللہ کا پسند ہونا تم کو خوب معلوم ہے وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے یعنے تمہارے کفر اور جھٹلانے سے اور مومنونکو فریب
دینے سے اللہ غافل نہین جزا دینے کا وقت آیگا تو جزا دیگا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا ای ایمان والو
اِس ایت کی شان نزول کو ابن جریر طبری نے زید بن اسلم سے یون روایت کیا ہی کہ شاس بن قیس
ایک یہودی تھا بوڈھا بڑا سخت کافر مسلمانون سے بہت عداوت رکھتا سو ایک روز دیکھا چند
لوگ اَوس اور خزرج کے باہم بیٹھکر بات چیت کر رہے ہین انہون کی اُلفت اور دوستی اسکو بُری
لگی بولا سابق مین یہہ لوگ باہم عداوت رکھتے تھے اب یہہ سب آپس مین دوست ہونا بُری بات ہے

اگر بنی قیلہ یعنے اوس اور خزرج باہم ملکے ہمارے پر کمر بندھے تو ہمکو اس شہرون مین رہنا دشوار ہوگا
پھر ایک یہودی اُسکے ساتھ تھا سو اُسکو بولا تو اُن مین جاکے بیٹھ اور بُعاث کے جنگ کا احوال بیان کر اور
بیتین اُس مین جو بنائے ہین پڑھکے سُنا بعاث کا روز وہ تھا جس مین اوس اور خزرج کا جنگ ہوا تھا اور
فتح اوسیونکو ہوئی تھی وہ یہودی جاکے اُنکو اُس روز کا احوال بولا اور بیتین پڑھنے لگا اوس اور خزرج
آپس مین فخریہ کرنے لگے آخر دونون قبیلے والون مین جھگڑا لگا اوس بن قیظی اوسی اور جبار بن صخر
خزرجی اپنے گھٹنون پر آکے لڑنے لگے ایک بولا تم چاہتے ہو تو اس جنگ کو آج کے دن ہم تازہ کر بتلاتے
ہین پھر دونون قبیلے والے تیز ہوکے کہنے لگے مدینے کے باہر جنگ کو چلیو اور ہتیار باندھے پھر اوس اور
خزرج کے درمیان جاہلیت مین جو دعوی تھا اُس دعوی کے واسطے حرے پاس جمع ہونے لگے یہہ خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ چند مہاجرین کو جو وہان موجود تھے لیکے انصار پاس تشریف لیگئے اور کہے
اے مسلمانو تمھارے درمیان مین موجود ہوتے پر کیا تم جاہلیت کے رسوم اختیار کرتے ہو تمکو اللہ تعالی اسلام
کی عزت دیا اور جاہلیت کے عہدین توڑا اور تمھارے مین الفت ڈالا کیا پھر جیسے تھے ویسے ہی کافر
بنتے ہو دیکھو اللہ سے ڈرو تب انصار سمجھے کہ یہہ شیطان کا فساد تھا دشمنون کا داؤ کئے تھے پھر ہتیار ڈالدیکے
رونے لگے اور ایک کے ایک گلے لگے اور سب ملکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اس پر اللہ تعالی
یہہ آیت نازل کیا إِن تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
كَافِرِينَ اگر تم مانوگے بعضے اہل کتاب کی بات تو پھیر دینگے تمکو ایمان لائے پیچھے کافر وَكَيْفَ
تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ اور تم کسطرح منکر ہوتے ہو اور
تم پر پڑھی جاتی ہین آیتین اللہ تعالی کے اور تم مین اُسکا رسول ہے اللہ تعالی اُنکی سرزنش کے واسطے یہہ
فرماتا ہے کہ تمھارے پاس کفر کا دخل ہونا نہایت بعید ہے کیونکہ اللہ کے آیتین یعنے قرآن جو معجزہ ہے
اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھکے سُناتے ہین اور اللہ کا رسول یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے
مین موجود ہے تمکو وعظ ونصیحت کرتا ہے اور تمکو کچھ شبہہ ہو تو اُسکو دفع کرتا ہے وَمَن يَعْتَصِم
بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو پھر وہ پہنچا سیدھی راہ

یعنے جو کوئی اللہ کے دین کو اختیار کرے اور اپنے امور مین اُسی سے التجا کرے تو وہ شخص راہ حق کو
پایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے
جیسا چاہیے اُس سے ڈرنا یعنے اُس سے پورا ڈرنا واجبات کو ادا کرنا اور حرام سے باز رہنا عبدالرزاق نے
اور فریابی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اپنی تفسیرون مین اور طبرانی معجم مین اور
حاکم مستدرک مین اور ابونعیم حلیہ مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے حق
ڈرنیکا یہہ ہے اُسکی ایسی فرمانبرداری کرنا کہ اس مین نافرمانی نہ ہو ایسا شکر کرنا کہ اُسمین ناشکری نہو
ایسا ذکر کرنا کہ اُسمین فراموشی نہو حاکم اُسکی تصحیح کیا ہے ابن مردویہ نے اُسکو مرفوع بھی روایت کیا ہے
مفسرین کو اس جملہ کے حکم مین اختلاف ہے سعید بن جبیر اور قتادہ اور سدی کہتے ہین یہہ منسوخ ہے اس آیت
کے نازل ہونے سے صحابہ کو بہت گھبراہٹ ہوئی عرض کئے یا رسول اللہ کسکو اسکی طاقت ہے کہ اُس سے
پورا ڈرے تب اللہ تعالی اس آیت کی ناسخ جو سورۂ تغابن مین ہے نازل کیا فاتقوا اللہ ما استطعتم طاؤس
وغیرہ کہتے ہین یہہ جملہ منسوخ نہین بلکہ محکم ہے پورا ڈر وہی ہے جو اپنے پر لازم ہے اُسکو اپنی طاقت کے
موافق ادا کرنا وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور نہ مریو مگر مسلمان اس جگہ اگرچہ نہ مریو کے
نہی کا صیغہ فرمایا لکن مقصود اُس سے اسلام پر رہنے کے لئے امر ہے گویا معنی یون ہے اسلام کی حالت
پر تم ثابت رہو اگر موت آوے تو اسی حالت مین آوے ترمذی اور بغوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑھے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ
حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور فرمائے زقوم کا ایک قطرہ اگر زمین پر گرے تو اہل
دُنیا کا تمام معاش تلخ ہو جائیگا جسکو زقوم کے سوائے کچھ کھانا نہ ہو تو اُسکا کیا حال ہوگا ترمذی نے
کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی سب ملکر
اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین ہے یعنے دین اسلام کو اختیار کرو اسکو رسی سے تعبیر کیا کیونکہ کوئی
باریک تنگ راہ مین گذرنا چاہیے اور پیر پھسلنے کا اندیشہ ہووے تو رسی جسکی دونون طرف راہ کے
دو جانب سے باندھے ہون پکڑے تو اُسکو خوف نہین رہتا حق کی راہ بھی بہت باریک تنگ ہے اکثر

لوگوں کی آپسیر لغزش باتے ہین جسنے دین اسلام مضبوط پکڑا تو بڑے خوف سے نجات پایا بعضے کہتے ہین رسی سے مراد قرآن ہی کیونکہ جو اُسکے احکام پر چلیگا تو اسکو نجات ہو گی مسلم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے غدیر خم کی حدیث مین روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مین تمھارے مین دو گران چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو کتاب اللہ ہی وہ اللہ کی رسی ہے جو اسکی پیروی کریگا ہدایت پایا جو اسکو ترک کیا تو گمراہ ہوا دوسری چیز میرے اہل بیت ہین الحدیث ترمذی اور دارمی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے خبردار عنقریب فتنے ہونگے مین نے کہا یا رسول اللہ اُس فتنہ سے نکلنے کی کونسی راہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کتاب اللہ ہی اسمین تمھارے قبل کی اور بعد کی خبر ہی اور تم آپسمین چلنے کا حکم ہے وہی فصل ہی بیہودہ نہین جو ستمگار اسکو ترک کریگا اللہ اُسکے پرزے پرزے کریگا اور جو اُسکے غیر مین سیدھی راہ طلب کریگا اللہ اُسکو گمراہ کریگا وہی اللہ کی مضبوط رسی ہے وہی پکی نصیحت ہے وہی سیدھی راہ ہی وہی ہے جو اسکی سبب سے خواہش ہای نفس میل نہین کرتے اور زبان اُس سے مخلوط نہین ہوتی اور علما اُس سے سیر نہین ہوتے اور بہت بار اُسکو تکرار کرنے سے کہنہ نہین ہوتا اور اُسکے عجایب تمام نہین ہوتے وہی ہے جنات اُسکو سُنے تو چپ نہ رہ سکے کہہ دیے کہ ہم نے سُنا ہی ایک عجب قرآن سمجھاتا نیک راہ سو ہم اسپر ایمان لاے جو اُسکی بات بولا تو سچ بولا اور جو اُسپر عمل کیا تو ثواب پایا اور جو اسمین کا حکم کیا تو عدل کیا اور جو اسکی طرف دعوت کیا تو سیدھی راہ پر چلا ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند مین مجہول شخص ہے اور اُسکی سند مین حارث اعور ہے اُسمین مقال ہے اس حدیث کو ایک شاہد بھی ہے طبرانی نے اُسکو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اور اسکو حاکم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے اور کھلا نور ہے اور شفا نافع ہے اُسکے پکڑنے والے کی خاطر پناہ ہے الحدیث حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اُسکے سند مین ابراہیم ہجری ہی ضعیف ہی وَلَا تَفَرَّقُوْا اور پھوٹ نہ جاو یعنے اسلام لانے کے بعد آپس مین جدائی نہ کرو جیسا اہل کتاب پھوٹ گئے یا جیسا تمھارے بیچ پیش از اسلام کے پھوٹ تھی وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۤءً

فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس مین دشمن پہر اُلفت دی تمہارے دلون مین اب ہو گئے اُسکے فضل سے بھائی یعنے اسلام سے آگے قبل تمہارے بیچ مین عداوت تھی آپس مین جنگ کرتے تھے اسلام کے سبب تمہارے دلونمین محبت و الفت کو ڈالا اب آپس مین محبت اور اتفاق ہو گیا سب اکٹھے ہوئے جیسا بھائی اس آیت مین اللہ تعالی نے اوس و خزرج کے درمیان پیشتر از اسلام کے مخالفت جو تھی اُسکی طرف اشارہ کیا اُنکا قصہ یہہ ہے اوس و خزرج دو بھائی تھے اُنکی ماں قیلہ اور اُنکا باپ حارثہ بن عمرو بن عامر اوس کو ایک فرزند ہوا اُسکا نام مالک خزرج کو پانچ فرزند ہوئے اُن کے نام عمرو عوف جشم کعب حارث اِنکی اولاد مدینہ مین ایک مدت رہی سب مین دوستی تھی بعد اُسکا ایک شخص خزرج کے حلیف کو قتل کیا خزرج اُسکے بدلے مین ایک اوسی کو قتل کرنا چاہے اوس نہ مانے کیونکہ اُنھون مین دستور تھا حلیف کے بدلے مین افضل کو نہ مارنا پھر دونون قبیلے والون مین جنگ شروع ہوئی ایک سو بیس سال تک باہم جنگ ہوتا تھا اخیر جنگ جو ہوا اُسکا نام یوم بعاث ہے اُسکے بعد اسلام لائے اور جنگ مٹ گیا اُن جنگون مین اکثر فتح خزرج کو ہوا کرتی تھی اوس عاجز ہوکے بنی قریظہ سے کمک چاہے خزرج اُنکو دبائے اور یہود سے چالیس شخص کو لیکے اپنے پاس گرو ڈالے مبادا اوس کی کمک نکرے اوس کے چند قبیلے عاجز ہوکے خزرج مین ملگئے اور بعضے وطن چھوڑکے خیبر کی طرف نکل گئے بعد جو جنگ ہوا آپس اُوس کے بہت سے لوگ مارے گئے اُوس چاہے قریش کے حلیف ہونا سو ظاہر کئے ہم مکہ کو عمرے کی خاطر جاتے ہین اُنئین دستور تھا حج کو یا عمرے کو جانیکا ارادہ کرے تو جنگ موقوف رہتا اس حیلہ سے مکہ کو آئے لیکن مطلب حاصل ہونے سے پھر گئے بعد سوید بن صامت مکہ کو حج یا عمرے کے واسطے آیا اُنئین بہت دانا تھا اُنکی قوم اُسکی دانائی کے نظر کرتے اُسکو کامل کہا کرتے اُن دنون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلون پاس جاکے اُنکو دعوت کیا کرتے تھے سوید کے آنیکی خبر سُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس گئے اور اُنکو اسلام کی دعوت کئے سُوید نے کہا شاید تمہارے پاس وہی ہے جو میرے پاس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تیرے پاس کیا ہے بولا لقمان کی حکمت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ کیا حکمت ہے سو کہہ وہ کچھ باتین کہہ سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ خوب سخن ہے لیکن میرے پاس جو ہے

اس سے بہتر ہے وہ قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو میرے پر روشنائی اور ہدایت واسطے نازل کیا ہے پھر آپ کچھ آیتین پڑھے اور اسکو اسلام کی دعوت کئے اسنے انکار نہ کیا اور بولا یہہ خوب باتین ہین پھر مدینہ کو گیا خزرج اسکو قتل کئے سوید کی قوم والے کہتے تھے کہ وہ مسلمان مرا بعد اوس کے قبیلے سے ابو الحیس انس بن رافع بنی عبد الاشہل کے چند جوانونکو اپنے ساتھ لیکے مکہ کو قریش سے حلف کرنیکی خاطر آیا ان لوگون مین ایاس بن معاذ بھی تھا انکے آنیکی خبر سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لیگئے اور فرمائے تم جسکے لئے آئے ہو اس سے بہتر بات مین تمکو بولتا ہون تم اسکو مانو کہے وہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون اللہ تعالیٰ نے مجھکو بندون کی طرف بھیجا ہے تا سبکو دعوت کرون اور سب اس خدائے واحد لا شریک لہ کی عبادت کرین اور مجھ پر قرآن نازل کیا اور آیتین پڑھکے سنائے اور انکو اسلام کی دعوت کرے ایاس بن معاذ ان مین لڑکا کم سن تھا پکارا اُٹھا اے لوگو تم جس بات کیواسطے آئے ہو اس سے یہہ بہتر ہے ابو الحیس نے زمین پر سے مٹی کنکر اٹھا کر ایاس بن معاذ کے منہ پر مارا اور بولا خاموش ہو ہم اسکے واسطے نہین آئے ہین ایاس بن معاذ چپکا ہو رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھکے چلا آئے اور وہ لوگ مدینہ کو گئے غرض خزرج کو فتح پر فتح جو ہوتی تھی اس سے خزرج فخر کرنے لگے اور اوسیونکی ہجو مین بیتین کہنے لگے اور بنی قریظہ اور بنی نضیر کی بھی ہجو کئے اوس یہود کو اپنا شریک کرکر جنگ پر مستعد ہوئے اوس کا سردار حضیر بن سماک تھا والد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا اسکو حضیر الکتائب کہتے تھے اور خزرج کا سردار عمر بن نعمان بیاضی تھا بعاث کے نزدیک جنگ شروع ہوا اول غلبہ خزرج کو ہوا پھر حضیر نے اوسیونکو ہمت دیکے پھر مقابلے مین آیا اوسیون کی فتح ہوئی بہت سے سردار جانبین کے مارے گئے عمرو بن نعمان بیاضی بھی مارا گیا حضیر بھی زخمی ہوکے چند روز کے بعد موا اس روز کے جنگ کو بعاث کا جنگ کہتے ہین بعاث بار موحدہ کے ضم سے اور عین مہملہ کے فتح سے اسکے اخیر مین ثار مثلثہ ہے بعضے اسکو غین معجمہ سے بھی کہتے ہین نام ایک جگہہ کا ہے مدینہ کے پاس بعضے کہتے ہین نام قلعہ کا ہے جسکو اوسیون نے بنایا تھا بعضے کہتے ہین نام زراعت گاہ کا ہے بنی قریظہ پاس مدینہ سے دو میل پر اس جگہہ جنگ ہونے سے اس جنگ کا نام یوم بعاث ہوا یہہ جنگ اصح قول پر ہجرت کے قبل پانچ سال کے ہوا

اس جنگ کے بعد چند روز کے ایاس بن معاذ جو مکہ کو آیا تھا سو بھی مُوا مرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے جو سنا تھا اوسپر ایمان لاکے کلمہ پڑھکے جان دیا القصہ خزرج کے چند شخص حج کو آئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے موافق ہر ہر قبیلہ والے کو دعوت کرتے تھے سو عقبی پاس خزرج سے
ملکے پوچھے تم کون ہو خزرج کہے وہی خزرج جو یہود کے موالی ہین کہے ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
بیٹھو مین تم سے کچھ کہتا ہون پھر وے بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قرآن پڑھکے سنائے
اور اسلام کی دعوت کئے مدینہ والے بت پرست تھے یہود بین ملکے رہتے سو یہود اہل کتاب تھے یہود کے
اور اُنکے درمیان جنگ ہوتا تو یہود کہتے ایک نبی معبوث ہونیکا زمانہ قریب پہنچا ہے وہ آوے تو ہم اسکے
تابع ہوکر تمکو عاد وارم کا سا قتل کرینگے جب خزرجیونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کئے وے
آپس مین کہنے لگے یہود جو خبر دیتے تھے ایک نبی معبوث ہونیوالا ہے سو وہی نبی ہے یہود کے آگے ہی ہم
ایمان لاتا وے ہمپر سبقت نکرے پھر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کئے اور ایمان لائے
اور کہے ہماری قوم مین باہمدیگر جنگ ہی ہم جاکے اُنکو دعوت کرتے ہین اگر وے آپس کی عداوت کو چھوڑ دیکے
اتفاق کرے اور ہمارا کہا مانے تو تم سا عزیز شخص کوئی نہین پھر اپنے شہر کو روانہ ہوئے وے چھے شخص تھے
ابو امامہ اسعد بن زرارہ نجاری اور عوف بن حارث بن رفاعہ نجاری اسکو عوف بن عفرا بھی کہتے ہین
اور رافع بن مالک بن العجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اورعقبہ بن عامر بن نابی اورجابر بن عبداللہ بن رباب
یہہ سب خزرج کے قبیلے والے تھے پھر اپنے شہر کو جاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال بیان کئے
اور اُنکو اسلام کی دعوت کئے انمین اسلام کا چرچا ہوا انکا کوئی گھر نہ تھا مگر اُس مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا تذکرہ ہو رہا تھا جب دوسرا سال آیا حج کے موسم مین انصار کے بارہ شخص آئے اسعد
بن زرارہ اور عوف بن حارث بن رفاعہ اور معاذ بن حارث بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان
اور ذکوان بن عبدبن قیس اور عبادہ بن صامت اور یزید بن ثعلبہ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ اور عقبہ بن
عامر بن نابی اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ یہہ دس شخص خزرج کے قبیلہ سے تھے اور اوس کے قبیلے کے دو شخص
ابوالہیثم بن التیہان اور عویم بن ساعدہ ان بارہ شخصون مین پانچ شخص سال گذشتہ مین آئے سو مین

غرض یہہ بارہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ اولی پاس ملکے بیعت کئے اس بات پر کہ اللہ کا ساجھی کسیکو نہ ٹھہرانا اور چوری نکرنا اور زنا نکرنا اور اپنی اولاد کو قتل نکرنا اور بہتان نکرنا اور بھلے کام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نکرنا اگر اسکو وفا کرینگے تو جنت مین جاوینگے اگر کوئی گناہ کربیٹھے بعد دنیا مین اُسکا حد جاری ہوا تو اسکا کفارہ ہوگیا اگر اسکو مخفی کرے تو اسکا امر اللہ کی طرف ہی جاہے تو عذاب دیوے یا بخشے یہہ بیعت لینے کیوقت جہاد فرض نتھا پھر وے لوگ مدینہ کو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی تعلیم واسطے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اُن کے ہمراہ روانہ کئے مصعب جاکے اسعد بن زرارہ کے گھر مین اُترے نماز مین انہوں کو امام کرتے کیونکہ تب اوس اور خزرج ایک دوسرے کو امام کرنا مکروہ جانتے تھے القصہ ایک روز اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو لیکے بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے گھرون کی طرف گئے اور بنی ظفر کا ایک باغ تھا اُس مین جاکے دونون بیٹھے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے انکے پاس جاکے جمع ہوے یہہ کیفیت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کو جو بنی عبد الاشہل کے سردار تھے اور ہنوز ایمان نہین لائے تھے معلوم ہوئی سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کو کہا یہ دونون شخص جو ہمارے باغ مین آکے ہمارے نادان لوگون کو بگاڑتے ہین تم جاکے اُن کو غصہ کرو اور تاکید کرو ہمارے باغ مین نہ آوے میرا خلیرا بھائی اسعد بن زرارہ اُسکے ہمراہ نہ ہوتا تو مین آپ جاکے منع کرتا پھر اسید بن حضیر اپنا حربہ لیکے اُنکے پاس چلدئے اسعد بن زرارہ نے اسید آتا سو دیکھ کے مصعب کو کہا یہہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے تمھارے پاس آتا ہے فَاصْدُقِ اللہَ فِیہِ یعنے اللہ کے دین کی راستی اُسکو ظاہر کرو یعنے ایسا سخن کرو کہ اُسکو ایمان کی ترغیب ہو مصعب کہے اگر وہ میرے پاس بیٹھا تو مین اُس سے باتین کرونگا اسید آکے گالیان دیتا کھڑا رہا اور بولا تم آکے کیا ہمارے نادان لوگون کو بگاڑتے ہو تمکو اپنی جان پیاری ہے تو یہان سے نکل جاؤ مصعب کہے تم بیٹھکے ہماری بات سنو اگر پسند آوے تو قبول کرو نہین تو جو تمھارے پسند نہین اُسکو منع کرو اسید کہے تم راستی کی بات بولے اور اپنا حربہ گاڑکے بیٹھا مصعب نے اسلام کی دعوت کی اور قرآن کی آیتین پڑھکے سنائے مصعب اور سعد کہتے ہین واللہ اُس نے بات کرنیکے آگے اُسکے چہرے کی چمکاٹ اور اُسکی ملایمت دیکھ کے ہم سمجھے کہ وہ اسلام لایا اسید کہے یہہ سخن بہت بہتر ہے بڑا نیارا تمھارے دین مین ملانے کیسا کرتے مصعب کہے نہاکے تم پاک کپڑے پہنو اور کلمہ شہادت پڑھو دو رکعت نماز ادا کرو تو ہمارے دین مین داخل ہوے اسید نہائے پاک کپڑے

پہنے اور کلمہ شہادت پڑھے اور دو رکعت نماز ادا کئے بعد کہے اب ایک شخص ہے وہ تمہارا تابع ہوا تو اسکی قوم کا کوئی
شخص تمہاری متابعت سے پس پا نہو گا وہ شخص سعد بن معاذ ہے مین جا کے اُنکو بھیجتا ہون پھر اپنا حربہ لیکے سعد بن
معاذ پاس آئے سعد اپنی قوم کی مجلس مین جو بیٹھے تھے اسید کو دیکھ کے کہنے لگے واللہ اسید کا چہرہ جاتے وقت
جو تھا سو اب ویسا نہین جب اسید آئے تو سعد پوچھے تم جا کے کیا کرے اسید کہے مین اُن دونون کی بات
مین کچھ برا نہین دیکھا اور اُن کو یہان مت آؤ کر کے تاکید کیا وہے بولے تمہاری مرضی نہین تو ہم یہان
نہین آتے لیکن مین سنا ہون بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے آتے ہین اسعد بن زرارہ تمہارا خلیرا بھائی
ہے کر کے تمکو حقیر کرنا چاہتے ہین سعد بن معاذ نے بنی حارثہ کی بات سُنکے غصہ سے جلد حربہ لیکے نکلے جا کے
دیکھے تو وہے دونون خاطر جمعی سے بیٹھے ہین سعد سمجھ گئے کہ اسید نے انکی بات مجھے سنانے ایسا کہا ہے
سعد انکو گالیان دئے اور اسعد بن زرارہ کو کہے تجھ کو میرے سے قرابت نہوتی تو یہان سے تو بچ کے
نہ جاتا کیا تم ہمارے گھر مین آکے ہماری مرضی کے برخلاف باتین کرتے ہو سعد بن معاذ آتے سو دیکھ کے اسعد بن
زرارہ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کہے یہہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ تمہارا تابع ہوا تو اسکی قوم مین
کا ایک شخص بھی خلاف نہ کریگا غرض مصعب سعد بن معاذ کو کہے تم یہان بیٹھکے ہماری بات سنو اگر مرضی کے
موافق ہو تو اسکو قبول کرو نہین تو ہم تمہاری مرضی کے خلاف نہ کرینگے سعد بن معاذ کہے تم انصاف کی
بات کہے اور حربہ گاڑ کے بیٹھے مصعب نے اسلام کی دعوت کئے قرآن کے آیتین پڑھکے سنائے مصعب اور
اسعد کہتے ہین واللہ ہم انکے چہرے کی چمکاٹ اور ملایمت دیکھ کے سخن کرنیکے قبل سمجھے کہ وہ اسلام لائے
پھر سعد کہے اس دین مین ملنا چاہے تو کیا کرنا مصعب کہے نہا کے پاک کپڑے پہنا بعد کلمہ شہادت پڑھنا
اور دو رکعت نماز ادا کرنا سعد نہا کے اسلام لائے اور دو رکعت نماز پڑھے اور حربہ لیکے اپنی قوم پاس
گئے اسید بن حضیر بھی ساتھ ہوئے لوگ انھون کو آتے دیکھ کے کہے واللہ سعد کا چہرہ یہان سے جاتے وقت
تھا سو نہین دکھتا پھر سعد اپنی قوم کے پاس جا کے کھڑے ہو کے پوچھے ای عبد الاشہل تم مجھ کو اپنے پاس
کیسا سمجھتے ہو کہے تم کو اپنا سردار سمجھتے ہین اور عقل مین افضل ہین اور مبارک نفس کے سعد کہے تمہارے مردون
اور عورتون سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک تم اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان نہ لاؤ پھر وہ دن

نہین گذرا کہ بنی عبد الاشہل سکے مرد و زن تمام مسلمان ہو گئے بعد مصعب اسعد بن زرارہ کے گھر مین رہکے لوگون کو دعوت کرنے لگے انصار کا کوئی گھر نہ تھا جس مین مرد اور عورت مسلمان نہ ہون مگر بنی امیہ بن زید اور بنی خطمہ اور بنی وائل اور بنی واقف یہہ قبیلے والے ایمان نہین لائے کیونکہ انمین ابو قیس بن الاصلت شاعر تھا اور لوگ اُسکے مطیع تھے سو اُنکو اسلام لانے نہین دیا یہانتک کہ خندق کا جنگ ہوا غرض مصعب ہان چند روز رہکے مکے کو گئے اور انصار جو ایمان لائے تھے انمین سے سات شخص اپنی قوم کے مشرکون کے ساتھ حج کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیئے ایام تشریق کے اوسط دنون مین عقبی پاس آپ سے ہم ملاقات کرینگے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت مین تھے سو کہتے تھے جب ہم حج سے فراغت پاسے اور وعدے کی رات پہنچی ہمارے ساتھ جابر کا والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام بھی تھا وہ ایمان نہین لایا تھا ہم اپنی بات اپنے قوم کے مشرکون سے چھپاتے تھے سو جابر کے والد کو کہے تم ہماری قوم کے رئیس اور بڑے اشراف ہو تم دوزخ مین جلنا ہمکو بہت بد دکھتا ہی بہتر ہے کہ تم اسلام لاؤ عبد اللہ اسلام لاکے ہمارے ساتھ حاضر ہوئے اُس شب کو ہم اپنی اسباب پاس سوئے جب رات تہائی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیواسطے جانے ہم اپنے بچھونون پر سے دبتے اور سرکتے ہوئے نکلتے تا ہمارے ساتھ کے مشرکون کو معلوم نہووے پھر ایک ایک شخص نکل کے جاتا عقبہ پاس جمع ہوتا ہم ستر آدمی تھے ہمارے ساتھ دو عورتین بھی تھین ایک تو ام عمارہ نسیبہ بنت کعب دوسری ام منیع اسما بنت عمرو بن عدی بن خلف پھر ہم سب پہاڑ کے درے مین انتظار کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپکے ہمراہ آپکے چچا عباس بن عبد المطلب بھی آئے عباس اُن ایام مین اپنی قوم کے دین پر تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شرط عہد ہوتا ہے اُسکو مضبوط کرنیکی خاطر حاضر ہوئے تھے اول عباس بن عبد المطلب کہنے لگے ای خزرج کی جماعت سنو راوی کہتا ہے عرب انصار اوس و خزرج سبکو خزرج ہی کہا کرتے تھے اُسی عادت پر عباس کہے ای خزرج کی جماعت سنو محمد کا مرتبہ ہمارے پاس جو ہے سو تمکو معلوم ہے ہم اُنکو اپنی قوم والون سے جو ہمارے دین پر ہین بچاتے آئے وہ اپنے شہر مین اپنی قوم کی محافظت مین عزت سے ہے اب اُسکو ہمارے پاس رہنے کی مرضی نہین تمہارے پاس جانا اور تم مین ملکے رہنا چاہتا ہے تمکو اتنی مضبوطی ہے کہ تم اس سے جو شرط و عہد کروگے سو اُسکو نبھاؤگے اور مخالفون سے اُسکو بچاؤگے تو اس امر مین اقدام کرو اگر اُن آنے کے بعد اُسکو مخالفون کے ہاتھ مین دیدینے اور اُسکی رفاقت ترک کرنی ہو تو ابھی کہدو کیا

اپنی قوم مین وہ عزت اور قوت ہے ہم لوگ کہے تم جو بولے سو ہمکو معلوم ہوا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے
ہو سو فرماؤ اور اپنے واسطے اور اپنے پروردگار کیواسطے جو جو شرط و عہد لینا منظور ہے سو لینا پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے بات کئے اور قرآن کے آیتین پڑھے اور اللہ کی طرف کی دعوت کئے اور اسلام لانے
پر ترغیب دئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سے بیعت ایسا کی لیتا ہون کہ تم اپنے زن فرزند
کی جیسی حفاظت کرتے ہین میری بھی ویساہی کرنا براء ابن معرور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک
پکڑکر عرض کئے قسم ہے اُسی کی جو آپکو سچا بھیجا ہے ہم آپکی ویسی ہی حفاظت کرینگے یا رسول اللہ ہم سے بیعت
لیو واللہ ہم سپاہی ہین مردی ہماری بزرگون سے چلی آتی ہے براء ابن معرور سخن کر رہے تھے کہ ابو الہیثم بن التیہان
اُن کے سخن کے آڑ ہو کے کہے یا رسول اللہ ہمارے اور یہود کے درمیان شرط و پیمان تھا اب ہمکو انکا شرط توڑنا
پڑیگا اگر ہم انکی شرط توڑین اور اللہ تعالی آپکو غلبہ دیا تو آپ اپنی قوم مین چلے جاوینگے اور ہمکو چھوڑ دیکے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے میرا خون سو تمہارا خون ہے اور میری حرمت سو تمھاری حرمت ہے تم جس سے
جنگ کروگے مین اُن سے جنگ کرونگا اور تم جس سے صلح کروگے تو مین اس سے صلح کرونگا براء ابن معرور کہے
یا رسول اللہ ہاتھ دراز کرو مین بیعت کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے مین سے
بارہ شخصون کو نقیب مقرر کرو تا وہ اپنی قوم کا کفیل رہے پھر خزرج کے نو شخص اور اوس کے تین شخص کو
نکالے بنی نجار کا نقیب اسعد بن زرارہ اور بنی سلمہ کا نقیب براء ابن معرور اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام
اور بنی ساعدہ کا نقیب سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اور بنی زریق کا نقیب رافع بن مالک اور
بنی الحارث بن الخزرج کا نقیب عبد اللہ بن رواحہ اور سعد بن الربیع اور بنی عوف بن الخزرج کا نقیب
عبادہ بن الصامت یہہ نون شخص خزرج کے اور اوس کے تین شخص اُسید بن حضیر بنی عبد الاشہل کا نقیب
اور سعد بن خیثمہ بنی غنم کا نقیب اور رفاعہ بن عبد المنذر بنی عمرو بن عوف کا نقیب بعضے رفاعہ کے عوض
ابو الہیثم بن التیہان کو ذکر کئے ہین بعضے روایتون مین آیا ہے یہہ بارہ شخص کو جو چنے جبرئیل علیہ السلام
کے اشارے سے تھا غرض جب اِن بارہ شخصون کو نکالے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیبون کو
فرمایا ہے تم اپنی قوم کے کفیل ہو جیسا حواری عیسی ابن مریم کے کفیل تھے اور مین اپنی قوم کا کفیل ہون

عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت میں ہو کہ جب تمام لوگ بیعت کرنے پر متفق ہوئے عباس بن عبادہ بن نضلہ
انصاری کہے ای خزرج کی جماعت اس شخص کی بیعت جو کرتے ہو کس بات کی بیعت ہو سو سمجھے ہو یہہ بیعت تمام
کالے گورے آدمیوں سے تمام عرب و عجم سے جنگ کرنے کی ہو اگر تم اپنا مال سب خرچ ہو گیا اور عمدہ لوگ مارے گئے
کرکے اس شخص کی رفاقت ترک کرکے اسکو دشمنوں کے سپرد کر دینے والے ہو تو ابھی چھوڑ دو کیونکہ اس وقت چھوڑ دینا دنیا اور آخرت
کی رسوائی ہو اگر تمکو اعتقاد ہو کہ تمہارے تمام مال خرچ ہو جاوے اور اشراف سب مارے جاوے تو بھی اسکی رفاقت
نہ چھوڑینگے تو اسکی بیعت کرو واللہ وہ دنیا اور آخرت کی خوبی ہو عباس بن نضلہ یہہ جو کہے یا اسواسطے تھا بیعت
پکی ہووے یا اس شب کی بیعت موقوف کرکے عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی اپنا شریک بنانا تا بیعت مضبوط ہووے
انصار کہے ہم انکو اختیار کئے اگرچہ ہمارا تمام مال خرچ ہووے اور اشراف لوگ سب مارے پڑے پھر کہے یا رسول اللہ
ہم اس عہد کو وفا کرے تو ہمارے لئے کیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو جنت ہو کہے اپنا ہاتھ دراز کرو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ دراز کئے سب سے اول براء بن معرور بیعت کئے انکے بعد دوسرے لوگ بیعت
کئے بعضی کہتے ہیں اول اسعد بن زرارہ بیعت کئے بعضی کہتے ہیں ابو الہیثم بن التیہان کئے جب بیعت سے فراغت
ہوئی شیطان عقبہ پر ایسے بڑے آواز سے پکارا کہ ہم اتنا بڑا آواز نہیں سنے یا اہل الجباجب ہل لکم فی مذمم
والصباۃ معہ قد اجتمعوا علی حربکم یعنے ای جباجب والے مذمم کی ساتھ صابیوں نے تمہارے جنگ کی خاطر جمع ہوئے
ہیں تم انکا بندوبست کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ ازب العقبہ ہو بیٹا ازیب کا ہو بعد فرمائے
ای عدو اللہ کیا تو سنتا تھا واللہ ہم تیرے لئے خالی کر دیتے ہیں اور لوگونکو فرمائے اب تم اپنے مقام کو
چلے جاو جباجب منا کے گھروں کو کہتے ہیں کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہا کرتے تھے اور
اور مسلمانوں کو صابی ازب العقبہ شیطان کا نام ہے العقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جب رخصت کئے
عباس بن عبادہ بن نضلہ کہے قسم ہے اسکی جو آپکو رسول برحق کیا اگر حکم کرتے ہیں تو ہم سویرے ہی منا والوں پر
تلوار لیکے آتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے اسکا امر نہیں ہے لیکن تم اپنے فرودگاہ کو جاو
پھر ہم اپنے ٹھکانے پر آکے سو رہے جب صبح ہوئی قریش کے چند عمدہ شخص ہمارے پاس آکے کہنے لگے ای خزرج
کی جماعت ہم سنے ہیں تم ہمارے آسامی کو یہاں سے نکال کے لیجاتے ہو اور ہمارے سے جنگ کرنے کی خاطر بیعت کئے ہو

عرب کے کسی قبیلے سے جنگ کرنا ہمارے پاس بد نہین جو تم سے ہے راوی کہتا ہو یہہ سنکے ہمارے ساتھ والے مشرکان
قسم کئے کہ بات بالکل ہوئی نہین اور ہم جانتے نہین وے سچ بولے کیونکہ اُنکو ہماری بیعت سے اطلاع نتھی اسوقت
ہم آپس مین ایک کو ایک دیکھنے لگے پھر وہ لوگ اُٹھے اُن مین حارث بن ہشام بن المغیرہ مخزومی بھی تھا
اُسکے پانون مین نئے نعل تھین کعب کہتے ہین لوگ جو باتین کرے اُنہین مین بھی گویا داخل ہون کر کر معلوم ہونے
کیواسطے مین عبد اللہ بن عمرو بن حرام کو کہا ای ابو جابر تم ہمارے عمدہ لوگون مین ہو قریش کا یہہ جوان
نعل جیسے پہنا ہی تم بھی کیون نہین پہنتے حارث نے یہہ سنکے اپنے پانون سے نعل نکالکر میرے روبرو ڈالا اور
قسم دینے لگا کہ تم اسکو پہنو ابو جابر بولے اُس جوان کو تونے شرمندہ کیا اُسکے نعل اُسکو پھیر دے
مین بولا پھیر و نگا کیونکہ مجھے نیک فال ہی اللہ چاہے تو مین اُسکا لباس چھین لونگا پھر قریش اُٹھکے عبد اللہ
بن ابی بن سلول پاس جاکے اُسکو بھی پوچھے اُس نے بولا واللہ یہہ بہت بڑا کام تھا اگر ہوا رہتا تو میری
قوم مجھکو اطلاع کرتی مجھکو یقین ہے کہ یہہ بات نہین ہوئی پھر قریش چلے گئے اور انصار مدینے کو روانہ ہوئے
قریش اس بیعت کی خبر معلوم کرکے مسلمانون کو اول سے زیادہ ایذا دینے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اللہ تعالی نے تمکو بھائی دئے اور تمہارے امن کے واسطے ٹھکانا کیا تم مدینے کو ہجرت کرو سب سے اول
ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی ہجرت کئے اُن کے بعد عامر بن ربیعہ اُنکے بعد عبد اللہ بن جحش پھر تو جماعتین نکلنے لگے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کئے آپکے سبب سے اوس اور خزرج کے قبیلون مین دوستی اور اتحاد ہوا
فسا و مٹا سو اللہ تعالی نے فرمایا اے انصار اللہ کی احسان کو یاد کرو جو تمکو اسلام سے مشرف کیا اسلام کے
قبل تم آپس مین دشمن تھے سو دوستی کر دی وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا اور تھے تم کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تمکو خلاص کیا اس سے یعنے تم اپنے کفر کے باعث
دوزخ سے قریب تھے تمہارے اور اسکے درمیان موت ہی تھی كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اسی طرح کھولتا ہے اللہ تمپر اپنے نشانیان شاید تم راہ پاؤ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ
اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور چاہیے کہ
تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسند بات کو اور منع کرتی رہے ناپسند سے

اِس آیت مین اللہ تعالیٰ تین چیزکی تکلیف دیا ایک دعوت کرنا نیک کام کی طرف دوسرا حکم کرنا معروف کا تیسرا نہی کرنا منکر سے نیکی کی دعوت مین سب سے اعلا اور افضل اللہ کی وحدانیت اور اُسکے صفات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت کرنیکی دعوت ہے معروف اُسکو کہتے ہین جو کتاب و سنت کے موافق رہے منکر اُسکو بولتے ہین جو کتاب و سنت کے موافق نہو خیر کی دعوت عام ہے اُسمین امر معروف اور نہی منکر داخل ہوگئے لیکن اُنکے بیان مین مبالغہ کرنیکے لئے پھر ذکر کیا علما کہتے ہین امر معروف اور نہی منکر فرض کفایہ ہے اُسکا حکم سب پر ہے لیکن ایک شخص بھی اُسکو بجالاوے تو سب کے ذمہ سے ساقط ہوتا ہے اس تقدیر پر من کا لفظ جو منکم مین ہے تبعیض کا ہے یعنے تمام امت اُسکے مکلف نہین بلکہ تھوڑے من تبعیض کا ہونے پر بھی ایک دلیل ہے امر معروف اور نہی منکر کا مخاطب نہین مگر وہی شخص جسکو اُنکا علم اور اُنکے قایم کرنے کا علم حاصل رہے جو جاہل ہے وہ خطا کرنیکا معروف کو منکر سمجھنیکا اندیشہ ہے بعضی کہتے ہین من بیانیہ ہے معنی یون ہین تم امت ایسی ہو جو نیک کام کی دعوت اور امر معروف اور نہی منکر کرتے رہو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ اور وہی پہنچے مراد کو اللہ تعالیٰ نے اِس آیت مین امر معروف اور نہی منکر کے باب مین مبالغہ کیا مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی تم سے منکر چیز دیکھے تو اسکو اپنے ہاتھ سے تغیر دیوے اگر طاقت نہین رکھتا ہے زبان سے تغیر دیوے اگر یہہ بھی مقدور نہین رکھتا ہی تو دل سے تغیر دیوے یعنے دل مین کہے کہ یہہ بد کام ہے مجھکو اُسکے دفع کرنیکی طاقت ہوتی تو مین دفع کرتا اور یہہ یعنے دلمین انکار کرنا اضعف ایمان ہے اور ترمذی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اُسی کی میری جان جسکی دست قدرت مین ہے جانئے کہ تم نیک کام کا امر اور بد کام سے منع کرتے رہنا نہین تو ایسا ہو گا اللہ تمپر عذاب بھیجیگا پھر تم دعا مانگوگے تو تمھاری دعا مستجاب نہوگی ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ای لوگو تم یہہ آیت پڑھتے ہو یا ایہا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم اور مین رسول اللہ

وِرد ۳۷
امر معروف اور نہی منکر کے احادیث

صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہون فرماتے تھے لوگ جب کسی ظالم کو دیکھ کے اُسکا ہاتھ نہ پکڑینگے یعنے اُسکو ظلم سے منع نہ کرینگے تو عنقریب اللہ تعالی سب پر عذاب بھیجیگا امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو شخص ہمارے چھوٹون پر رحم اور بڑون کی توقیر اور امر معروف اور نہی منکر نکرے تو وہ شخص ہمارے مین نہین اس باب مین احادیث بہت سی آئی ہین عمل کرنے والے کو یہہ بس ہے اب معلوم کیجیے جو چیز فرض ہے اسکے لئے امر کرنا بھی فرض ہے اگر مندوب ہو تو اُسکے لئے امر کرنا مندوب ہے منکر حرام ہو تو اس سے نہی کرنا بھی واجب ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ مت ہو انکی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے انکو صاف حکم لوگ پھوٹ گئے انسے یہود و نصاری ہین اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اختلاف جو کیے سو اللہ کے دین اسکے امر و نہی مین کیے بعضے کہتے ہین تفرق اور اختلاف دونون ایک ہی معنی سے ہے تاکید واسطے دونون کو ذکر کیا بعضے کہتے ہین تفرق سے آپس کی عداوت اور اختلاف سے دین کے احکام مین مخالفت کرنی مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین اللہ تعالی مومنون کو تین جماعت کو لازم کرنیکا حکم کیا اختلاف اور تفرق سے منع کیا اور خبر دیا اول کے لوگ ہلاک نہین ہوئے مگر دین کے کامون مین جھگڑا فساد کرنے سے ربیع کہتا ہے اللہ تعالی مسلمانون کو تفرق و اختلاف سے منع کیا جیسے اہل کتاب تفرق و اختلاف کیے ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہود پھوٹ کے اکہتر فرقے ہوئے اور نصاری کے بہتر فرقے ہوئے میری اُمت تہتر فرقے ہوگی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے بھی اُسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور ابو داود و حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اہل کتاب اپنے دین مین پھوٹ ڈالے سو بہتر ملت ہوئے یہہ امت پھوٹ ڈالیگی تہتر فرقے ہوگی سب دوزخ مین جاینگے مگر ایک فرقہ وہ اہل جماعت ہین اس مضمون مین بہت سے احادیث صحیح سندون سے ثابت ہوئے ہین معلوم کیجیے اس اختلاف سے دینی عقاید کے اصول مین انکا اختلاف مراد ہے فقہی فروعات کا اختلاف مراد نہین تہتر کی قید جو فرمائے اس سے یا کثرات ان بدعتی فرقون کی مراد ہے یا معین عدد ہی مراد ہے اس تقدیر پر اُس مین اعتراض ہے کسواسطے کہ ان فرقون سے اصل فرقے جو ہین انکو اعتبار کیے تو چھ فرقے ہین ۔ حروریہ اور قدریہ اور جہمیہ

اختلاف و تفرق سے کیا مراد ہے

اور مرجیہ اور شیعہ اور جبریہ اگر ان فرقون کے فروع فرقے جو ہر فرقے مین کئی فرقے ہوئے ہین اعتبار کئے تو بہتر
سے بڑہ جاتے ہین اسکا جواب یہہ ہی یہان ان فرقونکے فروع مُراد ہین لیکن ایک فرقے کے فروع مین جس فروع کو
دوسرے فرع کے ساتھ زیادہ مخالفت ہو اُسکو علاحدہ لینا اور جن فروع مین مخالفت زیادہ نہین اُنکو ایک ہی فرع
شمار کرنا اس لحاظ سے فرقون کی کثرت کو اس معین عدد کی طرف پھیر سکتے ہین مثلاً شیعہ کے بائیس فرقے ہین اُنمین
سے جس فرقے کو اپنے دوسرے فرقے کے ساتھ بہت مخالفت ہو اُسکو علحدہ فرقہ شمار کرنا جسکو اپنے دوسرے فرقے کے ساتھ
تھوڑی مخالفت ہو دونون کو ایک ہی لینا اور بھی یہہ سب فرقے ایکوقت مین مجتمع ہونا لازم نہین بلکہ کوئی ایک
وقت مین اسقدر ہونا کافی ہو معلوم کیجئے ہر فرقہ اپنے کو ناجی اور دوسرون کو گمراہ سمجھتا ہی لیکن یہہ گمان باطل
ہے کسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ناجی فرقہ وہ جس پر مین اور میرے اصحاب ہین اس سے
ظاہر ہوا جو فرقہ اس طریقہ پر نہو وہ گمراہ ہو صحابہ کے طریقے کے خلاف پہلا فرقہ جو نکلا حروریہ تھے جن سے
علی مرتضی رضی اللہ عنہ جنگ کئے معلوم ہوا یہہ فرقہ گمراہ ہو ایسا ہی شیعہ کا فرقہ نکلا سو صحابہ کا جو طریقہ تھا
اُسکے برخلاف ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ گمراہ ہو اسی پر قیاس کیجئے بعضے کہتے ہین آیت مین لوگون سے اس امت کے
اہل بدعت مراد ہین لیکن یہہ قول ضعیف ہو کسواسطے کہ اللہ تعالی نے اس امت کو خطاب کیا تم اگلے اُمتون کی
سی آپس مین اختلاف نہ کرنا تو یہان دو امت ہوئے ایک مُشبہ دوسرا مشبہ بہ اس سے اہل بدعت مُراد لیوین تو
مُشبہ مشبہ بہ دونون کا ایک ہی ہونا لازم آتا ہی یہہ بات بعید ہو واللہ اعلم وَاُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ اور اُن کیواسطے بڑا عذاب ہے یعنے جو لوگ تفرق و اختلاف کئے اُن کو آخرت مین بڑا عذاب ہوگا اختلاف
کرنے والون کے لئے اس جملہ مین سخت وعید ہی اور مومنین اُسکو نہ کرنا کرکے تہدید ہے ابو داود نے ابو ذر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو جماعت سے مقدار ایک بالشت کے بھی ہو تو اُس نے
اپنی گردن سے اسلام کا گردن بند نکالا يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ جسدن سفید ہونگے بعضے
مُنہہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہہ اس دن سے قیامت کا دن مُراد ہی کس کے منہہ سفید اور کس کے منہہ سیاہ
ہونگے اُس مین اختلاف ہی ابن عباس کہتے ہین اہل سنت وجماعت کے منہہ سفید اور اہل بدعت وضلالت
کے منہہ سیاہ ہونگے خطیب روایت مالک مین اور دیلمی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو النصر السجزی کتاب الابانہ مین

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مرفوع روایت کئے ہین ترمذی اور ابن ماجہ اور عبد الرزاق اور امام
احمد اور اسحٰق اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن المنذر ابو غالب سے روایت کئے ہین کہا ازارقہ یعنے خوارج کے سرون
کو کاٹ کے دمشق کی مسجد کے سیڑھیون کے پاس نصب کئے ابو امامہ رضی اللہ عنہ انکو دیکھ کے کہے یہ دوزخ کے کتے ہین بدترین
مقتولین ہین آسمان کے نیچے یہہ لوگ جنکو قتل کئے ہین وے بہترین مقتولین ہین بعدہ آیت پڑھے یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الآیۃ یعنے
ابو امامہ کو کہا گیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تم سنے ہو تو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ایک دو بار یا تین بار یا چار بار یہانتک سات بار نہ سنتا تو
اسکی خبر نہ دیتا بعضے کہتے ہین مومنون کے منہہ سفید ہونگے اور کافرون کے منہہ سیاہ اور بعضے کہتے ہین مخلصون کے منہہ سفید
منافقون کے منہہ سیاہ ہونگے یہہ منہہ کا سفید اور سیاہ ہونا یا حقیقت مین وہی رنگ ہو یا سفیدی سے خوشی اور
فرحت اور سیاہی سے غم مراد ہو پہلا معنی حقیقی ہے اسکے صحیح ہونے پر ثانی معنی جو مجازی ہے اسکو اختیار کرنا
اولی نہین فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ سو وے جو سیاہ ہوئے اُن کے منہہ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ آیا تم کافر ہوے ایمان مین آکر سو اب چکھو عذاب بدلہ
اُس کفر کرنیکا یعنے جنکے منہہ سیاہ ہین اُنکو سرزنش کے واسطے یہہ کہینگے اِس آیت کی شان سے یہہ معلوم ہوا کہ
وہ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے ہین سو عکرمہ کہتا ہے اِن سے اہل کتاب مراد ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت کے قبل آپ پر ایمان لائے تھے جب مبعوث ہوئے تو کافر ہوئے اور انکار کئے بعضے کہتے
ہین یہہ وے لوگ ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوئے حسن بصری سے منقول ہے کہ یہہ منافق
ہین زبان سے ایمان لائے اور دل سے انکار کئے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایمان سے
میثاق کے روز کا ایمان مراد ہے اُس روز سب ایمان لائے دنیا مین موجود ہوئے بعد جو لوگ اپنے اس ایمان پر
باقی رہے اور عمل خالص اللہ کے لئے کئے قیامت کے دن اُن کے منہہ سفید ہونگے جو لوگ دنیا مین موجود ہوکے
کافر ہوے انکے منہہ سیاہ ہونگے بعضے کہتے ہین وے حروریہ ہین جو علی رضی اللہ عنہ پر خروج کئے آپ کو
قتل کئے بعضے کہتے ہین اس سے بدعتی مذہب والے لوگ جیسے قدریہ مرجیہ مراد ہین کہتے ہین ایمان کے بعد کافر
ہونے سے وے جماعت سے نکلنا اور اعتقاد مین اُنکی مفارقت کرنی مراد ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ
وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وے جو منہہ اُنکے سفید ہوئے سو رحمت مین ہین اللہ کی

وسے اُس رحمت مین ہمیشہ رہینگے اِس جگہہ رحمت سے جنت مُراد ہے اُسکو رحمت کہا کیونکہ وہ اللہ کی رحمت کی جگہہ ہے اور رحمت کی لفظ لانے مین بھی ایک اشارہ ہو کہ مومن کی تمام عمر اگرچہ اللہ کی طاعت مین گذرے لیکن بہشت مین جانا محض اُسکی رحمت اور فضل ہو تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ یعنے یے آیتین جو وعد وعید مین آئے حکم ہین اللہ کے ہم پڑھ سناتے ہین تجھکو تحقیق یعنے اُنکی وحی تجھ پر بھیجا ہوتی ہو وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اللہ نہین چاہتا ظلم جہان والون پر یعنے کسیکو بے جُرم عذاب نہین دیتا اُس سے ظلم ہونا محال ہے کیونکہ وہ سبکا مالک علی الاطلاق ہے اُس پر کوئی چیز واجب نہین جو اپنی ملک مین تصرف کرے وہ ظالم نہین اُسی طرف اشارہ کرنے کو فرمایا وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہی کچھ ہو آسمانون اور زمین مین وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ کی طرف رجوع ہو ہر کام کی یعنے مومن اور کافر مطیع اور عاصی سب کا مرجع اللہ ہی جو جسبات کی استحقاق رکھتا ہو اُسکو ویسی جزا دیگا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم ہو بہتر سب اُمتون سے جو پیدا ہوئی ہین لوگون مین اِس آیت کی شان نزول یہہ ہے مالک بن الصیف اور وہب بن یہودا دونون یہودیون نے تھے عبد اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کو کہے ہم تمہارے سے افضل ہین اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا لفظ کنتم جو آیا ہو بعضے اُسکو کان تامہ لیتے ہین اس قول کے مطابق ہم نے ترجمہ کیا اور بعضے اس کان کو ناقصہ کہتے ہین تب معنی یون ہوگی تم تھے بہتر سب امتون مین یعنے اللہ تعالی کے علم مین تم بہتر تھے یا گذشتہ اُمتون کے پاس تم بہتر امت ہو کر متصف تھے یا تم لوح محفوظ مین بہتر اُمت ہو کر کر لکھا تھا تم کر کر جو خطاب کیا اُس مین اختلاف ہو عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور فریابی اور امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے وسے وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کو ہجرت کئے حاکم اِس حدیث کی تصحیح کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند جید ہو ضحاک کہتا ہے وے صحابہ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کئے اور لوگون کو دعوت کئے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالی چاہتا تو فرماتا انتم خیر امۃ اُسوقت ہم سب داخل ہوتے لیکن کنتم خیر اُمۃ فرمایا

ع ۳

سو یہ مخصوص ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لئے اور جو اُن کے مانند کام کرے اُسکو ابن ابی حاتم اور ابن جریر طبری سدی کی طریق سے روایت کئے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا اُسکی سند منقطع ہے فریابی اور عبد بن حمید اور بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اُنھون نے بیان مین اس آیت کے کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس فرماتے خیر الناس واسطے ناس کے وے ہین جو لے آتے ہین اُنکو گلون مین زنجیر ڈال کے یہان تک کہ داخل ہو اسلام مین یعنے بعضے لوگ جو بعضونکو طوق زنجیر کرکے لے آتے ہین پھر آنے کے بعد وے اسلام لاتے ہین وے لانے والے بہت بہتر لوگ اور اُن سے دوسرون کو بہت نفع ہوتا ہی ابن جریر طبری اور زجاج وغیرہ مفسرین کہتے ہین اس جگہ اگرچہ خطاب صحابہ کو ہے لیکن حکم سب اُمت کے واسطے عام ہے اسکی دلیل حدیث ہی بھز بن حکیم و اپنے باپ سے وہ اُسکے دادا سے یعنے معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی بیان مین فرمائے کہ تمہارے سے ستر اُمت پورے ہوئے ان سب مین تم بہتر اور اکرم ہو اللہ تعالیٰ کی پاس یہہ حدیث حسن صحیح ہو اسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم روایت کئے ہین ترمذی نے کہا وہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا کہ وہ صحیح ہے اسکو ایک شاہد ہے قتادہ سے مرسل جس کو طبری نے روایت کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت کعبہ کو لگا کے بیٹھے تھے سو فرمائے قیامت کے دن ہم سے ستر امت پوری ہوگی ہم سب کے آخر اور سب سے بہتر ہین اسکے رجال ثقہ ہین امام احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کیا ہے اسمین یہہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے میری امت کو خیر اُمت کیا حافظ عسقلانی اور سیوطی کہے اسکی سند حسن ہے، اس قول کی معارض عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نہین ہوتی جسکو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون مین بہتر میرے قرن کے لوگ ہین اُنکے بعد وے جو اُنسے لگے ہوئے آئے اُنکے بعد وے جو ان سے لگے ہوئے آئے پھر بعد تو ایسے ایک لوگ ہونگے اُنکی شہادت قسم پر جلدی کرتی ہے اور اُنکی قسم شہادت پر جلدی کرتی ہے اور بخاری اور مسلم وغیرہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ

بیان بہتری امت وفضیلت صحابہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے لوگون مین بہتر میرے قرن والے ہین اُن کے بعدوے جو اُنسے لگے ہوئے آئے انکے
بعدوے جو اُن سے لگے ہوئے آئے عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہین مجھکو یاد نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرن
کے بعد دو قرن کو ذکر کئے یا تین قرن کو انکے بعد ایک قوم ہوگی بے طلب گواہی دیگی خیانت کریگی امین امانت نہ رہیگی
نذر کرینگی اُسکو وفا نہ کریگی اور اُن مین موٹاپن ظاہر ہوگا اس حدیث مین قرن جو مذکور ہوا اُس سے مراد ایک وقت مین
لوگ جو ہوتے ہین وے سب جب جاوے تو ایک قرن ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قرن جو فرماے اُس سے مراد صحابہ
ہین یہہ احادیث اوپر کے احادیث کو معارض نہین ہوتے کسواسطے کہ اس آیت مین یہہ امت بہ نسبت دوسرے امتون
کے بہتر رہنے کا بیان ہوا اور اُن احادیث مین اس امت کے لوگ باہمدیگر بہتر ہونے مین ہے تو اس امت مین سب سے
افضل صحابہ ہین صحابہ مین بھی سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین اُن کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اُنکے بعد عثمان
رضی اللہ عنہ اُن کے بعد علی رضی اللہ عنہ اُن کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنے ابو عبیدہ بن الجراح اور زبیر بن العوام
اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم اُنکے بعد اہل بدر
اُنکے بعد اہل بیعۃ الرضوان اُن کے بعد دوسرے صحابہ اُن مین بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو گئے ہین
وے افضل ہین اُن سے جو جہاد کو نہ گئے اور جو زیادہ صحبت سے مشرف ہوے افضل ہین اُن سے جو اتنی صحبت
مین نہین رہے اِن احادیث کو آپس مین افضل ہونے پر جو حمل کئے اسکی دلیل بخاری اور مسلم کی بعضے
روایتون مین خیر امتی قرنی کر کر آیا ہے یعنے میری امت مین کے بہتر لوگ میرے قرن والے ہین تَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حکم کرتے ہو اچھی بات کا اور منع کرتے ہو بری بات سے اس جملے مین اس
امت کی بہتری کا سبب بیان کیا کہ وے امر معروف اور نہی منکر کرتے ہین سابق کے امتون مین بھی لوگ یہہ کام
کرتے تھے لیکن اس امت والے اس کام کو بہت جد و کد سے بجا لاتے ہین بیان اسکا یون ہے امر معروف اور نہی
منکر کبھی دل سے ہوتا ہے کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے بہت قوی اُس مین وہ جو جنگ سے ہو کیونکہ اُس نے
اپنی جان کی پروا نہ کرکے اندیشناک جگہہ مین اُسکو ڈالا سب سے بڑا امر معروف دین حق اور ایمان ہے اللہ پر
اور اُسکے رسول پر اور سب سے بد منکر اللہ کی ساتھ کفر ہے جہاد مین اپنے پر بڑی مشقت اُٹھانی اور غیر کو بڑی منفعت
پہنچانی اور اسکو بڑی مضرت سے بچانا ہے اسلئے سب سے جہاد بڑی عبادت اور بڑا امر معروف ہوا دوسری

شریعتون کے نسبت ہماری شرع مین یہہ دو امر بہت قوی ہے تو وے لوگ دوسری امتون سے بہتر ہونیکا سبب
ٹہرا وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور ایمان لانے ہو اللہ پر اس جگہہ رسول پر ایمان لانیکو نہین ذکر کیا کیونکہ اللہ پہ
ایمان لانے کو رسول پر ایمان لانا لازم پڑا ہے کیونکہ اللہ پر ایمان لانا حاصل نہوگا جب تک رسول کی تصدیق
نہو رسول کی تصدیق کوئی نہ کریگا جب تک وہ اپنے دعوے کے موافق معجزہ نہ بتاوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
تو معجزے سے ثابت ہوئی اب اللہ پر ایمان لانے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضرور ہوا معلوم کیجیے حق یہہ
تھا ایمان کو مقدم کرنا لیکن اس آیت مین امر معروف و نہی منکر کو اول ذکر کیا اسواسطے ایمان لانے مین سب امتین
کے مومن شریک ہین یہہ امت بہتر ہوئی نہین مگر امر معروف و نہی منکر کرنیکے سبب تو انکی خیریت کی موثر وہی
امر معروف و نہی منکر ہوئی ایمان شرط ہوا کیونکہ ایمان نہو تو طاعت بھی مقبول نہین وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو انکو بہتر تھا یعنے یہود و نصاریٰ دین اسلام کو
قبول کرتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو بہتر تھا ایمان جو نہین لاے سو محض حب ریاست اور
عوام اپنے تابع رہنیکے لئے تھا ایمان لاتے تو دنیا مین عزت اور آخرت مین بہشت ملتی مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
کوئی ہین ان مین ایمان پر یعنے چند اہل کتاب مومن ہین جیسے عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی و نجاشی
وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور اکثر انکے فاسق ہین یعنے کفر مین سخت ہین یا وے باوجود کفر کے
اپنے دین کے احکام کو بھی نہین لاتے فسق و فجور کیا کرتے ہین لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وے تمہارا کچھہ نہ بگاڑینگے
مگر ستانا مقاتل کہتا ہے یہود کے سردار اپنی قوم والون کو جو ایمان لائے تھے جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو
ایذا دینی اور طعن تشنیع کرنی شروع کئے تب اللہ تعالیٰ مسلمانون کی تسلی کے واسطے یہہ آیت نازل کیا کہ اے مومنو
یہہ یہود تمہارا کچھہ نہ بگاڑینگے مگر زبان سے طعن و تشنیع کرنی اور کچھہ دھمکی دینی وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ
ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ اور اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پیٹھ دینگے پھر انکو مدد نہوگی یعنے اگر یہود کبھی وقت
تم سے جنگ کرین تو ہزیمت پاکے بھاگینگے اور تم پر انکو فتح نہوگی بلکہ فتح تمہین کو ہے اس آیت مین غیب کے
چند باتون کی خبر دیگئی ایک تو یہہ کہ مومنون کو ان سے کچھہ ضرر نہ پہنچیگا دوسری بات اگر وے مسلمانون
سے لڑینگے تو شکست پائینگے تیسری کہ ہزیمت کے بعد انکو قوت و شوکت نہوگی موجب اس آیت کے یہ تینون امر

نمن

ظہور مین آئے بنی قریظہ اور بنی نضیر اور خیبر وغیرہ کے جنگون مین یہود ہزیمت پائے بعد اُن کو شوکت نہوئی
جب جنگ یا ریاست کا خیال کئے ہین تو ذلیل وخوار ہوئے ہین اُنکی مخالفت سے مسلمانون کا کچھ نہین بگڑا کوئی یون
نکہے یہود تو یونہی ہین لیکن نصاریٰ کا حال ایسا نہین کیونکہ یہہ آیتین مخصوص یہود کے لئے ہین شان نزول کو دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہی امام رازی نے ایسا ہی کہا ہے بندہ عاصی کہتا ہی نصاریٰ کی بھی شوکت ٹوٹ گئی اور یروشلیم اور قسطنطنیہ
چھینے والی ہونے سے اُنکے راجہ کو قیصر کا لقب تھا اُن کی اخذ یا سے جاتا رہا جزیہ قبول کئے باوجود کثرت کے بہت بار
مسلمانون کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھائے بالکلیہ شوکت ٹوٹنے کا وقت ہنوز نہین پہنچا ہی جب وقت پہنچیگا تو انشاء اللہ اُسکا
ظہور ہوویگا ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا ماری گئی اُن پر ذلت جہان ہووے یعنے یہود جہان ہین
تو ذلیل ہین ذلت یہہ ہے کہ اُنکو قتل کرنا اُنکے اہل وعیال کو بند مین لانا اور مال غنیمت کرنا بعضے کہتے ہین ذلت
یہہ کہ اُنکو بادشاہ یا رئیس شوکت والا نہین جس شہر مین یہودی ہے تو رعیت اور بے زور ہی إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ
اللّٰهِ سوای اللہ کی رسّی کے یعنے کسی حالت مین اُنکو پناہ اور خلاص نہین مگر اللہ کی رسّی کو پکڑے یعنے اُسکے عہد کو
قبول کرے وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور لوگونکی رسی کے یعنی مسلمانون کے عہد کو قبول کرے حاصل یہہ ہے یہود کو سب
حالتون مین ذلت ہے مگر اللہ کے عہد کو اور مومنون کے عہد کو قبول کرین تو اُسوقت ذلت نہین عہد کو رسی کہا
کیونکہ عہد سبب ہوا خلاصی اور خوف نہ رہنیکا جیسی رسّی سبب ہوتی ہے خلاصی کی یہہ رسّی کیا ہے سو اُسمین اختلاف ہے
بعضے کہتے ہین حبل اللہ سے اسلام اور حبل الناس سے ذمّی ہونا اور جزیہ دینے کو قبول کرنا مراد ہی بعضے کہتے ہین
دونون عہد سے ذمی ہونا مراد ہے اور اُسکو دو حبل سے تعبیر کیا کیونکہ یہود مومنون سے جو امان لیتے ہین وہ
امان اللہ کے حکم سے ہی امام فخرالدین رازی کہتا ہی یے دونون بات ہمکو پسند نہین مین کہتا ہون ذمی کو جو
امان ملتا ہی دو قسم کا ہی ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اُسکو نص کر دیا وہ جزیہ لینا دوسرا وہ جو امام کی تجویز پر مقرر ہے کہ اُسمین
زیادتی اور کمی کرسکتا ہی حبل اللہ سے پہلی قسم اور حبل الناس سے دوسری قسم مراد ہے وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ
اور کما لائے غصہ اللہ کا یعنے یہود اُسکے غصّہ مین پڑے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اور مارے گئی اُنپر
محتاجی یعنے اُنپر محتاجی کا خیمہ مارے ہین وے اُسمین پڑے ہین باہر نکل نہین سکتے مسکنت کا حکم بہ نسبت اکثر کے ہے
اکثر یہود محتاج فقیر ہوگئے ہین حسن بصری کہتا ہے مسکنت سے جزیہ مراد ہے بعضے کہتے ہین مسکنت سے یہہ غرض ہے

یہود اگرچہ غنی مالدار ہوں اپنے تئین مسکین محتاج نمود کرتے ہین ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ
يَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ یہہ اسواسطے کہ وے منکر رہے ہین اللہ کی آیتون سے اور قتل کرتے رہے پیغمبرون
کو ناحق یعنی یہود پر ذلت اور محتاجی ور اللہ تعالی کا غضب جو ہوا اُن کے کفر سے اور ناحق انبیا کو قتل کرنے سے
ہوا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ یہہ اس سے کہ وے بے حکم ہین اور حد سے بڑھتے ہین یعنی یہود پر یہہ
بلا جو آئی اُنکی نافرمانی اور اللہ کے احکام کو توڑنے کے سبب سے آئی لَيْسُوا سَوَاءً وے سب برابر نہین ابن اسحق اور
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی دلایل مین اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہ جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسعد بن عبید وغیرہ یہود ایمان
لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کئے اور اسلام کی رغبت کئے یہود کے احبار کہنے لگے محمد پر ایمان نہین لائے
مگر وے جو ہمارے مین بگڑے ہوے تھے اگر وے بگڑے نہوتے تو اپنے بزرگون کا دین کاہی کو چھوڑتے تب اللہ تعالی
یہہ آیت نازل کیا اس جملہ کی لگاوٹ مین دو قول ہین ایک یہہ ہے لیسوا سوا ایک پورا جملہ ہے اور من اہل الکتاب
امۃ آہ علاحدہ جملہ ہے یون کہنے والے اُسکے بیان کے لئے سواء پاس وقف کرتے ہین اب معنی آیت کی یہہ ہوگی
اہل کتاب جنکا ذکر پہلے آیا کہ تھوڑے اِن کے مومن اور اکثر فاسق ہین وے سب برابر نہین بعضے کہتے ہین معنی یون ہین
یہود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جو اللہ کے حکم پر قایم ہین دونون برابر نہین دوسرا قول لیسوا سواء
بعد کے کلام سے مربوط ہے اُس قول پر سواء کے پاس وقف نکرنا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ
آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ اہل کتاب مین ایک فرقہ ہے حق پر کھڑا ہوا پڑھتے ہین آیتین اللہ کی
رات کے گھڑیون مین اور وے سجدہ کرتے اِس جملہ کو پہلے جملے کا بیان ڈالے یا اُسکا متعلق گردانے دونون
قول پر برابری بیان کرنیکے واسطے دو فرقون کو ذکر کیا جائے ایک فرقہ وہ جو اللہ کے حکم پر ثابت ہے دوسرا
فرقہ جو اللہ کے حکم پر قایم نہین لیکن یہان ایک ہی کو ذکر کیا دوسرے کو چھوڑ دیا کیونکہ عرب کے کلام کا ڈھب ہے
گاہے ایک شئی کو بیان کرتے ہین اُسکے ضد کو چھوڑ دیتے ہین تا عقل سے اُسکو سمجھ لیوے اس آیت مین قائمۃ
جو مذکور ہوا اُسکے معنے مین ابن عباس ایسا کہے ہین کہ وے سیدھی راہ پر ہین اللہ تعالی کے حکم پر کھڑے ہین اُسکے
حکم کا خلاف نہین کرتے اور اُسکو نہین چھوڑتے یعنی قائمۃ کی معنی عادلۃ کہتے ہین اور آیات اللہ سے کتاب اللہ

اور سجدہ کرنے سے نماز پڑھنا مراد ہے اس نماز سے نماز تہجد مراد ہے ابن عباس سے ایسا ہی مروی ہے بعضے کہتے ہین
عشا کی نماز ہے کیونکہ یہود اسوقت نماز نہین پڑھتے امام احمد اور نسائی اور بزار اور ابو یعلی اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی سند حسن سے روایت کئے ہین کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب عشا کی نماز کی تاخیر کئے بعد مسجد مین آئے اور دیکھے لوگ نماز کی انتظار مین ہین سو فرمائے
کوئی دین والا نہین جو اللہ کو اسوقت ذکر کرتا ہو سوائے تمہارے ابن جریر اور طبرانی کی روایت مین یون آیا ہے
کہ اس نماز کو اہل کتاب سے کوئی شخص نہین پڑھتا اور یہہ آیت نازل ہوئی لیسوا سواء من اہل الکتاب الآیہ اللہ تعالی
اس امت قائمہ کی دوسری صفتین کہتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ایمان لاتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر اور حکم کرتے
ہین پسند بات کو اور منع کرتے ہین ناپسند سے اور جلدی کرتے ہین نیک کامون مین وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝
اور وے لوگ یعنے وے جو ان صفات سے موصوف ہین نیک بختون مین ہین بد فریق کے صفتین یہہ ہین کہ وے
اللہ کے حکم سے منحرف ہین شب کو عبادت نہین کرتے اللہ سے منکر ہین اسکے صفات مین الحاد کرتے ہین اور پچھلے دن
یعنے قیامت کے دن کو انکار کرتے ہین اور نیک کامون مین سستی کرتے ہین وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْ
اور جو کرینگے نیک کام سو اسکی ناقدرشناسی نہ کئے جائینگے یفعلوا کی ضمیر امت قائمہ کی طرف پھرتی ہے یعنے جو نیک کام
کرینگے اُسکے ثواب سے محروم نہ ہونگے اللہ نیکی کی جزا دیگا وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ۝ اور اللہ کو خبر ہے
پرہیزگارون کی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا
مقرر وے لوگ جو منکر ہین اُن کے کام نہ آوینگے اُن کے مال اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ یعنے کافر اپنا
مال دیکے اللہ کے عذاب سے چھٹنا یا اپنی اولاد کی اعانت سے اس سے بچنا چاہے تو ہو نہین سکیگا یہہ آیت
کفار کے لئے عام ہے بعضے کہتے ہین ان کفار سے بنی قریظہ اور بنی نضیر مراد ہین کیونکہ اُن کے سردار مال کی
طمع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر کمر باندھے سو ان کو فرمایا تمہارے مال اور اولاد کام نہ
آوینگے بعضے کہتے ہین قریش کے کافرون کے حق مین نازل ہوئی ابوجہل بڑا مالدار تھا اور مال پر فخر کرتا تھا اس
جگہ مخصوص مال اور اولاد کو ذکر کیا کیونکہ آدمی اپنے پر کی بلا کو مال خرچ کر کر کبھی دفع کرتا ہے اور کبھی اپنی اولاد کی

استعانت سے سو نہ دونون چیزین اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکینگے وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ
اور وے دوزخ کے لوگ ہین وے اسمین رہ پڑے یعنے دوزخ سے کبھی انکو چھٹکارا نہوگا مَثَلُ مَا یُنْفِقُوْنَ

فِیْ ھٰذِہِ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رِیْحٍ فِیْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَکَتْہُ
جو کچھ کفار خرچ کرتے ہین اس دنیا کی زندگی مین اسکی مثال جیسی ایک باو اسمین پالا مار گئی کھیتی ایک لوگونکی
جنھونے اپنے حق مین برا کیا تھا پھر اسکو نابود کر گئی حاصل معنی آیت کی یہہ ہے کفار نیک کامون مین مال خرچ
کرتے ہین اُس سے انکو گمان ہے کہ وہ کام آویگا جیسی کھیتی کسیکو ہوتی ہے تو اسکو امید رہتی ہے کہ اپنے کام آویگی
جب کافر خرچ کرتے سو مال ضرورت کیوقت کام نہ آیا تو گویا کھیتی جلگئی سوا غم اور فسوس کے کچھ نہ ملا سابق
کی آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا کفار کو انکا مال اور اولاد کچھ کام نہ آوینگے اس سے احتمال ہو کہ کسی دل مین
خیال آوے کہ شاید کفار اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچتے ہین جیسا غریبون مسکینون کو خیرات دیتے ہین مسافر خانے
بناتے ہین ایسے سوائے نیکی کے بہت سے کام کرتے ہین شاید یہہ انکو نفع دیوے سو اس خیال کو دفع کرنے کو یہہ
آیت نازل کیا حاصل اس آیت کا یہہ ہے کفار جو مال خرچ کرتے ہین اگرچہ نیک کام مین ہو آخرت مین انکو
نفع نہ دیگا یہہ حکم سب کافرون کے حق مین ہے کیونکہ مال جو وے خرچ کرتے ہین یا دنیا کے منافع کے واسطے
یا آخرت کے منافع واسطے دنیا کے منافع کے واسطے جو دیتے ہین وہ آخرت کے لئے کام نہین آتا کافر کا کیا ذکر مسلمان
بھی دنیا کے نفع کیواسطے دیوے تو اسکو آخرت مین نفع نہین دیتا اگر کافر آخرت کی منفعت واسطے دیتا ہے تو
اسکو نفع نہ دیگا کیونکہ کفر اسکے تمام نیک اعمال کو باطل کر دیتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت ابوسفیان اور
اور دوسرے مشرکون کی شان مین اتری جو اپنا بہت مال بیاہ بدر اور احد وغیرہ مین خرچتے صر کا ترجمہ
پالا یعنے سرما اور ٹھنڈ ہم جو کہے وہ اکثر مفسرین اور اہل لغت کا قول ہے بعضے کہتے ہین صر باد سموم کو
کہتے ہین دونون قول پر تمثیل صحیح ہے کسواسطے سردی ہو یا گرمی افراط سے ہوئی تو کھیت کو جلا دیتی
وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۝ اور اللہ نے اُن پر ظلم نہین کیا پر وے اپنے جی پر ظلم
کرتے ہین جمع کی ضمیر اس جملہ مین جو ہے بیجا خرچ کئے سو کفار کی طرف پھرتی ہے یعنے کفار جو نفقہ دیتے
اللہ تعالی نے اسکے ثواب کو ضایع نہین کیا بلکہ انکا کفر اسکو باطل کیا کھیتی والون کی طرف ضمیر کو پھیرے تو

بھی صحیح ہے یعنے اللہ تعالی اُنکی کھیتی ظلم کر کر ضایع نہین کیا بلکہ وے عذاب کے مستحق ہو کر اپنے پر ظلم کئے
يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا اے ایمان والو
نہ ٹھہراؤ بھیدی اپنے غیر کو وہ کمی نہین کرتے تمھاری خرابی مین اکثر مفسرین کہتے ہین اس غیر سے یہود
مُراد ہین کسواسطے کہ اُن آیتون مین اوّل سے آخر تک خطاب یہود کی ساتھ ہے تو غیر سے وہی یہود مُراد
ہین اسکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیئے ہین کہ چند مسلمان تھے اُنکو یہود کے ساتھ سابق مین قرابت اور دوستی تھی اسلام کے بعد اسی
محبت اور اتحاد کے دیکھتے مسلمان اُن سے اپنے کامون کی مشورت کیا کرتے اور اپنے دل کا بھید اُن سے
کہتے اللہ تعالی اُس دوستی سو نہی کیا اور اِس آیت کو نازل کیا قتادہ کہتا ہے اس سے منافق مُراد ہین
وے مسلمانون کے پاس اپنا بھگل بتاتے دوستی ہو کرتے مسلمان اُنکو سچے سمجھ کر اپنے بھید اُن سے ظاہر کرتے
وے جا کے یہود کو اُس راز سے خبر دیتے پھر اللہ اُنکو اِس سے منع کیا اسکی دلیل وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا
کا جملہ ہے سو یہہ جملہ دلالت کرتا ہے غیر سے مراد منافقین ہین کسواسطے کہ یہہ منافقین کی صفت ہے
بعضے کہتے ہین اس سے سب کفار مُراد ہین کسواسطے کہ اللہ تعالی مومنون کو اپنے غیر کے تئین بھیدی نہ کرنا
کر کر منع کیا تو وہ علی العموم کافرون کو اپنا بھیدی نہ کرنے کی نہی ہوئی اسکے بعد کی آیت منافقون کے ساتھ
مختص ہونا اول آیت کے عموم کو منع نہین کرتا کسواسطے کہ اصول فقہ مین ثابت ہے آیت کا ابتدا عام
اور اسکا آخر خاص ہو تو آخر کا خصوص ابتدا کے عموم کو مانع نہین بطانہ اصل مین لباس کو کہتے ہین جو
بدن سے لگا رہتا ہے بعد اُسکو اطلاق کئے مصاحب پر جو اسکے ساتھ لگا رہتا ہے اور واقف اسرار ہوا
کرتا ہے خبال کی معنی فساد اور ضرر جو آدمی کو لاحق ہو کے عقل مین نقصان ڈالتا ہے اس جگہ (لا یالونکم
خبالا) سے مُراد یہہ ہے کہ تمھارے درمیان بیزار و فساد ڈالنے مین قصور نہ کرینگے وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ
اُنکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف پاؤ یعنے تمکو ضرر پہنچنا اور تمھارا ہلاک ہونا اور مشقت مین پڑنا اُنکی مُراد ہے
قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ نکلی پڑتی ہے دشمنی اُنکی زبان سے یعنے اُنکی باتون سے اُنکی عداوت
معلوم ہوتی ہی پیغمبر کی تکذیب کرتے ہین اور اہل اسلام کو احمق اور نادان ٹھہراتے ہین مذمت کرتے ہین

بھگل کمر و تزویر ۱۲

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ اَكْبَرُ اور جو چھپا ہے اُن کے سینون مین سو اُس سے زیادہ ہے یعنی باتون سے جو عداوت ظاہر ہوتی ہے اُس سے زیادہ انکے دلون مین عداوت اور دشمنی ہے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ تحقیق ہمنے جتا دئے تکو پتے اگر تکو عقل ہے یعنے کفار کی دوستی نہ کرنا کرکے تکو ہم کہدئے تکو سمجھ ہو تو تم اُن سے دوستی نہ کروگے اللہ صاحب نے کافرون کو اپنا بھیدی نہ کرو کرکے حکم فرمایا اور انکو بھیدی نہ کرنیکے چار سبب چار جملون مین کہے ایک لا یالونکم خبالا دوسرا ودوا ماعنتم تیسرا قد بدت البغضاء چوتھا قد بینا لکم الایات یہ جملے ہر ایک علحدہ مین ماقبل کی صفت وغیرہ نہین اِس ایت مین ایک فقہ کا مسلہ نکلا وہ یہہ کہ کافرونکو کار و خدمت پر مامور نکرنا ان سے کنارہ کشی کرنا چاہئے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کہے یہان ایک لڑکا ہے حیرہ کے لوگون سے یعنے نصاریٰ سے منشی اور محاسب اوسکو آپ منشی گری مین داخل کرے تو بہتر ہے عمر رضی اللہ عنہ کہے اگر مین نے اُسکو اس کام مین داخل کیا تو مومنون کے غیر کو مین نے بھیدی ٹھہرایا

هٰاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ سنتے ہو تم لوگ انکی دوستی رکھتے ہو اور وے تکو دوست نہین رکھتے اور تم سب کتابون کو مانتے ہو ہا کا لفظ تنبیہ کیلئے ہے انتم سے مسلمانون کو خطاب ہے اور اولاء سے اشارہ کفار کی طرف ہے یعنے ای مومنو تم قرابت وغیرہ کے دیکھتے ہو وسے دوستی کرتے ہین اور وے تمہاری دوستی نہین کرتے کیونکہ تمہارے اور اون کے دین مین اختلاف ہے اور تم خدا کے سب کتابون پر ایمان لاتے ہو اور وے تمہاری کتاب پر ایمان نہین لاتے اللہ تعالیٰ اس سے مومنون کو سرزنش کرتا ہے کہ وے باطل پر ہوتے ہوئے تم سے اتنے کڑوے ہین جو تم حق پر رہکے اُن سے اس قدر کڑوے نہین چاہئے تم اون سے زیادہ کڑوے رہنا وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور جب تم سے ملتے ہین کہتے ہین ہم مسلمان ہین اوپر کی آیت کا نزول منافقین کی شان مین لیوین تو امنا کی معنی ظاہر مین اسواسطے کہ منافقین ظاہر مین اپنے کو مومن کہلاتے تھے اگر یہود کی شان مین لیوین تو شاید آمنا سے موسیٰ کے دین پر ایمان لانا مُراد ہو وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ اور جب اکیلے ہوتے ہین کاٹ کاٹ کھاتے ہین تم پر انگلیان غصہ سے

یعنے وے لوگ تمھارے روبرو تو تمھاری سی بات کرتے ہین تمھاری غیبت مین بڑی عداوت ظاہر کرتے ہین اور نہایت غصہ ہوتے ہین اتنا غصہ آتا ہے کہ اپنی انگلیون کو کترتے ہین چنانچہ لوگون کی عادت ہی غصہ از حد زاید ہوئے اور مغلوب ہو جاوے تو انگلیان کترتے ہین غصہ والا یہہ حرکت اکثر کرنے سے انگلیان کترنا کنایت ہوا غصہ سے اگرچہ انگلیان نہ کترے یہہ غصہ آنیکا سبب یہہ ہو وے دیکھے مسلمان آپس مین دوستی رکھتے ہین اور سب مین اتفاق ہی اور اس اتفاق سے مسلمانون کو قوت اور روز بروز ترقی ہے اور اسمین یہود منافق کی ذلت اور رسوائی ہے اس لئے غصہ کھاتے ہین اور انکو نہایت رنج ہوا کرتا ہی اس آیت مین بھی اللہ تعالی نے مومنون کو کافرون کے مخالطت سے منع کیا اور تین چیز ذکر کیے کہ ہر ایک امین کا مسلمانون کا اپنا بھیدی کافر کو نہ بنانے پر دلالت کرتا ہی ایک تو یہہ وے تمکو دوست نہین رکھتے دوسرے تمھاری کتاب کو نہین مانتے تیسرے دل مین تم سے دشمنی رکھتے ہین ایسون سے دوستی رکھنا اور اپنا بھیدی بنانا عقل کا کام نہین قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ تو کہہ ای محمد تم مرو اپنی دشمنی مین یعنے تم مرتے تک دشمن ہی رہو یہہ بد دعا ہے اُن پر اس سے غرض اسلام کو روز بروز ترقی ہونا اور اُس سے اُنکو ذلت اور رسوائی ہونا مراد ہے وے کفر پر قایم رہنا مراد نہین اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اللہ کو معلوم ہے دلون کی بات یعنے تمھارے دلون مین جو خطرے آتے ہین سب اللہ تعالی کو معلوم ہین تمھارے دلون مین جو عداوت ہی اللہ کو معلوم ہے صدور جمع صدر کی ہے اُسکی معنی سینہ اس سے خطرے جو دلین آتے ہین اور خواہشین جو نیکی سے پھراتے ہین مراد ہے اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اگر تمکو کچھ بھلائی بری لگے اُن کو اس جگہ حسنہ سے دنیا کی منفعت مراد ہے جیسا غنیمت ملنا دشمن پر فتح یاب ہونا وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا اور اگر تمپر پہنچے برائی خوش ہون اُس سے سیئہ سے دنیا کے مکروہات مراد ہین جیسا لوگون کا جنگ مین مارا جانا کھانے پینے مین تنگی ہونا یہہ جملہ بھی سابق کے منع کی طرف اشارہ کرتا ہی یعنے جب وے تمھاری دشمنی مین قصور نہین کرتے تم کسواسطے اُن سے دوستی بانٹتے ہو وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اور اگر تم ٹھہرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ بگڑیگا تمھارا اُن کے فریب سے یعنے اُنکی ایذا کو تم سہوگے اور اللہ سے ڈروگے اُسکے حکم کا خلاف نکروگے تو کچھ تمکو ضرر نہوگا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ جو کچھ وے کرتے ہین سب اللہ کے بس مین ہے یعنے وے جو تمھاری عداوت کرتے ہین اور دل مین بغض رکھتے ہین سب اللہ کو معلوم ہے اُسکی جزا دیگا ان آیتون مین اللہ تعالی یہود و نصاری سے

یہود و نصاریٰ کے شرکا بیان

کیا رہ کشی اختیار کرنے کو اور انکو مسلمانون کے امور مین دخل نہ دینے کو بمبالغہ بیان کیا کسواسطے کہ انکو مسلمانون سے
دینی عداوت ہو رہے چاہتے ہین کہ مسلمانونکا دین اُٹھ جاوے اُسکے واسطے اقسام کے حیلہ کرتے ہین مسلمانون کو
علم حاصل کرو کرکے ترغیب دیتے ہین جب کوئی علم کی طرف مشغول ہوا تو کہتے ہین تمہارے علوم یعنے علوم دینی حاصل
کرنے مین تم مشغول ہو تو تمکو معاش حاصل کرنیکی لیاقت نہین ہوتی ایسا علم حاصل کرنا کہ جس سے فکر معاش ہو
ہمارے علوم تم حاصل کروگے تو فکر معاش تمکو حاصل ہوتی ہے اُنکے فریب پر نادان مسلمان نہین کا گاشتہ
یہ نہین سمجھتے اُنکی غرض ہمارے دین کو ضایع کرنے پر لگی ہے کہ اُن کے اس دام مین نہ پھنسیں دین
کی مضبوطی کے واسطے علم حاصل کرنا معاش کی فکر نہ کرنا کیا واسطے معاش کا کفیل اللہ سبحانہ ہے اُنکے علوم حاصل
کرنے سے معاش نہین ملتی واللہ المستعان وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ
لِلْقِتَالِ اور جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر کے لوگون سے بٹھانے لگا مسلمانون کو لڑائی کے ٹھکانون پر
اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ قصہ جنگ احد کا ہے بعضے کہتے ہین یہہ جنگ احزاب کا قصہ ہے بعضے کہتے ہین بدر کا ہے
پہلا قول ہی صحیح ہے کیونکہ بعد کی آیت مین اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا جو آیا اُس مین سب علما کا اتفاق ہے
کہ وہ نہین ہوا مگر احد مین مجاہد اور کلبی اور واقدی کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہی بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کے مکان سے پیادہ پا نکلے احد کو پہنچے اور جنگ کے لئے صفین ایسی راست کین جیسا تیر کو راست کرتے
ہین محمد بن اسحاق اور سدی نقل کئے ہین بدر کے جنگ مین قریش کے اکثر عمدہ لوگ مارے پڑے اور انکی جماعت
خستہ حال مکے کو پہنچی بعد عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ چند لوگ جنکے بھائی
بند مارے گئے تھے مسلمانون سے جنگ کرنیکی ترغیب دئے ہر شخص اپنے مقدور موافق پیسونکی کمک کیا ابوسفیان لشکر
ہوکے مکے سے نکلا اُنکی جماعت چہارشنبہ کے روز عینین پہاڑ کے پاس جو احد کے مقابل ہے آکے اُتری اُنکے اُترنے
کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ صحابہ سے مشورت کئے اور عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بلوا کے اُس سے
بھی تجویز کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اسکے آگے کبھی نہین بلوائے تھے پھر عبد اللہ بن ابی اور اکثر
انصار کہے مدینہ مین ہم رہنا اُن سے جنگ کرنے باہر نجانا واللہ ہم جنگ کرنے جب مدینہ کے باہر گئے ہین
تو ہمکو شکست ہوئی ہے اور جب شہر مین رہے ہین مخالف اندر آیا ہے تو شکست پایا ہے آپ جب ہمارے

ساتھ ہون تو البتہ ہمکو فتح ہوگی کفار کو وہین چھوڑ دینا اگر رہے تو بری حالت سے رہے آخر نا امید ہوکر چلے جائینگے اگر بستی مین آوے تو مرد سامنے ہوکر مقابلہ کرینگے بچے اور عورتین گھرون پر سے پتھر پھینک مارینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تجویز پسند آئی لیکن بعضے صحابہ کہنے لگے یارسول اللہ ہمکو لیکے میدان چلو نہین تو وے کتے سمجھینگے کہ ہم ڈر کے نہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خواب مین دیکھا کہ گائے ذبح ہوئے ہین اسکا بچار خوبی سے کیا اور میری جماعت کے چند لوگ مارے جائینگے اور دیکھا میری تلوار کی دانت ٹوٹا ہے اسکی تعبیر ہزیمت سے کیا اور دیکھا مین اپنا ہاتھ مضبوط بکتر مین کیا ہون اسکی تاویل مدینہ سے کیا تمہاری مرضی ہو تو مدینہ مین رہو اگر وے بستی مین آجاوے تو ہم ان سے جنگ کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی مبارک یہی تھی شہر مین رہنا وے آجاوے تو انکو گلی کوچون مین مار ڈالنا چند مسلمان جو بدر کے جنگ مین حاضر نہین تھے سو بجد ہوئے کہ ہمکو لیکے میدان مین نکلنا تا اپنی شجاعت بتاوین انکا بجد ہونا دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرا مین تشریف لیگئے بکتر پہن ہتیار باندھکے نکلے لوگ دیکھے آپ مسلح ہوئے ہین نادم ہوکے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا کہ تم کیا کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی وحی آتی ہے آپکی بات نہ ماننگے نکلنے کا جو اصرار کئے بہت بیجا کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے عذر خواہی کرنے لگے اور کہے آپکی مرضی کے ہم تابع ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے نبی کو بکتر پہنے بعد اسکو اتارنا لائق نہین جب تک جنگ نہ کرے پھر جمعہ کی نماز پڑھے بعد کوئی انصاری مرا تھا سو اسکے جنازے کی نماز پڑھکے نکلے شنبہ کے صبح کو شوال کی پندرھوین ہجرت کا تیسرا سال احد پاس پہنچے اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پچاس تیر مارنے والونکو دیکے پشت پر پہاڑ پاس کھڑا کئے اور تاکید کئے تم اس مقام کو چھوڑ کے ہرگز نہ نکلو اگرچہ ہم سب مارے جائین یا فتح یاب ہون اللہ تعالی نے اسی قصہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ای محمد تو یاد کر اس روز کا احوال جو تو نے اپنے لوگون سے یعنے بی بی عائشہ کے گھر سے نکل کر لڑائی کے موقع دیکھ کے مومنونکو بٹھانے لگا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اللہ سنتا جانتا ہے اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا جب قصد کیا دو فرقونے تم مین سے کہ نامردی کرین وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ مددگار تھا انکا جب اللہ مددگار ہو تو وے کاہیکو نامردی کرینگے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسا کرین۔

مسلمان ان دو فریق سے بنی سلمہ خزرج کے قبیلے سے اور بنی حارثہ اسکے قبیلے سے جو لشکر کے میمنہ او میسرہ
پر تھے مُراد ہین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کا قصد کئے آپکے ہمراہ ہزار آدمی تھے بعضے کہتے ہین نو
سو پچاس اور کفار تین ہزار تھے جب شوط کو پہنچے عبداللہ بن ابی ابن سلول تین سَو شخص کو جو اُسکے تابع تھے
لیکر پھر گیا اور بولا میری بات نہ مانکے پھر کرون کی بات پر نکلے ہین ہم مفت مین اپنی جان کسواسطے کھوئین
ابو جابر نے اُنکے پیچھے دوڑکے کہا تمکو خدا کی قسم ہے رسول اللہ کو چھوڑکے کہان جاتے ہو ابن سلول بولا جنگ
سو ہمکو معلوم ہو تو تمھارے شریک ہونگے انکو دیکھکے بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے دلونمین بھی نامردی آئی چاہیے
ابن سلول کے ساتھ پھر جانا لیکن اللہ تعالی نے انکو توفیق دیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے
اللہ تعالی نے اُن دونون فرقون پر جو بڑا احسان کیا اُسکو ذکر کیا اور اُنکی تعریف کیا اور بولا کہ مین اُنکا
ولی یعنے مددگار اور محافظ اور اُنکے کام کا والی ہون اور اونکے دلونمین ایک خطرہ جو آگیا تھا اُس پر کچھ
مواخذہ نہین کیا بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا کہ یہ آیت اذ ہمت طایفتان منکم ان تفشلا
ہمارے حال مین نازل ہوئی دو طایفہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہین اُسکا نازل نہ ہونا مجھکو خوش نہین دکھتا کیونکہ اللہ
نے فرمایا واللہ ولیہما یعنے ابتدا آیت سے انکی کچھ منقصت معلوم ہوتی ہے لیکن آخر مین جو کہا اس سے بڑی
منقبت نکلی وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اور بیشک تمھاری مدد کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی مین
اور تم بے مقدور تھے بدر نام ایک قریئے کا ہے مدینہ سے چار منزل پر بدر بن مخلد بن النضر بن کنانہ یا بدر بن الحارث
وہان رہتا تھا اس لئے اس جگہ کا نام بدر ہوا بعضے کہتے ہین وہان ایک کنوان ہے اسکا نام بدر اَذِلَّہ جمع
ذلیل کی ہے اللہ تعالی مسلمانون کو ذلیل سے فرمایا کیونکہ وے بہ نسبت کافرون کے کم تھے کیونکہ مسلمان تین
سو تیرہ شخص تھے ہتیار ہمراہ نہین رکھتے تھے اُنکے ساتھ ایک گھوڑا تھا اکثر لوگ پیادہ پا تھے سواری کو
جانور نہین تھے چند چند شخص مین ایک ایک اونٹ تھا باری سے اُسپر بیٹھتے تھے ہمراہ مال اسباب کچھ نہین تھا
مشرکون کا حال اُسکے برعکس تھا ہزار بھر لڑیا اقسام کی ہتیار سے آمادہ تھا اُنکے ساتھ سو گھوڑا سات سو
اونٹ تھے اِسکا سبب یہ تھا مسلمان ابو سفیان کے قافلے کو جو تجارت کا مال لئے جاتا تھا غارت کرنیکے
ارادے سے روانہ ہوئے تھے اُس قافلہ مین لوگ زیادہ نہ رہنے سے علی العموم نکلنے کی صدا نہین دئے اور سمجھے

جنگ کی نوبت نہ پہنچے گی بخلاف کافرون کے کہ اپنے قافلے کو بچانے کے واسطے جنگ کے مستعد ہو کے آئے تھے اللہ تعالے
مسلمانون کو فتح دیا فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم احسان مانو اِذْ تَقُوْلُ
لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ جب تو کہنے لگا مسلمانون
کو کیا تمکو کفایت نہین کہ تمھاری مدد بھیجے رب تمھارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اُترے بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝
البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وے آوین تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمھارا رب پانچہزار فرشتے
نشانی کئے ہوئے یعنی فرشتے مدد کیواسطے آتے ہین کر کر یہ وعدہ جو کیا کس جنگ مین تھا سو اختلاف ہی اکثر مفسرین
اور اہل سیر کہتے ہین بدر کے جنگ مین تھا اس قول پر اذ تقول للمؤمنین کا تعلق ولقد نصرکم اللہ سے ہوگا اس وعدے
کے موافق بدر کے جنگ مین فرشتے آئے یا نہین سو اختلاف ہی بعضے کہتے ہین یہہ مدد پہنچی ابن ابی حاتم قتادہ سے
نقل کیا ہی کہ بدر کے روز پانچہزار فرشتہ آیا اور ربیع بن انس سے روایت کیا ہی کہ اللہ تعالی اول ہزار فرشتے
مدد کے لئے بھیجے بعد بھی مدد بھیجا سو تین ہزار فرشتے ہوئے بعد بھی مدد پہنچی سو پانچہزار فرشتے ہوئے بعضے کہتے ہین
فرشتے نہین آئے فقط ہزار فرشتہ جنکا ذکر سورۂ انفال مین ہے وہی آئے ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت
کیا ہی کہ بدر کے روز مسلمانون کو خبر پہنچی کہ کرز بن جابر فہری مشرکون کی مدد کرتا ہی یہہ سنکے مسلمانون کو اندیشہ
ہوا تب اللہ تعالی نازل کیا الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف الاٰیة سو کرز مشرکون
کی ہزیمت سنکے مدد نہین کیا اور مسلمانون کی مدد کیواسطے پانچہزار فرشتے بھی نہین آئے فقط ہزار فرشتہ ہی
آیا بعضے کہتے ہین یہہ وعدہ احد کے جنگ مین تھا عکرمہ اور ضحاک اور مقاتل کا یہی قول ہے لیکن یہہ مدد آنا صبر کرنے
اور اللہ سے ڈرنے پر مشروط تھا وے لوگ صبر نہین کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کئے اسلئے
مدد نہین آئی مجاہد کہتا ہے احد کے روز بھی فرشتے آئے پر جنگ نہین کئے لیکن بخاری اور مسلم سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے احد کے جنگ کے روز مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دونون بازو پر دو شخص کپڑے بہت سفید پہنکے ہین آپکی طرف سے خوب سا جنگ کر رہے ہین وہ
دونون شخص کو اس جنگ کے آگے اور اسکے بعد کبھی مین نہین دیکھا تھا وے دونون جبرئیل اور میکائیل تھے اس سے معلوم ہوا

کہ اس دن بھی فرشتے جنگ کئے مسومین کی معنی میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں نشان کئے ہوئے عرب کا دستور تھا
جنگ کے روز اپنی معرفت کے واسطے نشان کرتے تھے یہہ نشان اپنے بدن پر کئے تھے یا گھوڑون کو اسمین اختلاف
ہے عروہ بن الزبیر نے کہا علامت یہہ تھی فرشتے سر پر زرد پگڑی باندھکے ابلق گھوڑون پر تھے علی مرتضیٰ اور
ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وے سفید پگڑیان باندھکے پیچھے شملہ چھوڑے تھے قتادہ اور ضحاک کہتے
ہین گھوڑون کے ماتھے پر اور دم مین رنگین صوف باندھے تھے بعضے روایتون مین آیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بدر کے روز صحابہ کو فرمائے تم نشانی باندھو کیونکہ فرشتے اپنے ٹوپی اور خود پر سفید صوف کا نشان باندھے
ہین اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ کے روز شتر مرغ کا پر لگاتے اور علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ سفید صوف کا نشان باندھتے تھے اور زبیر رضی اللہ عنہ سر پر زرد پٹی اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ
سرخ پٹی باندھتے تھے بعضی کہتے ہین مسومین کی معنی چھوٹے ہوئے یعنے گھوڑون کا فرون پر چھوڑے تھے اس سے
غرض گھوڑون کو اندر ڈال کے قتل کرتے تھے یا اسیر کرتے تھے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی اور یہہ مدد
یا وعدہ اللہ نہین کیا مگر تمھاری خوشی کیواسطے وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ اور تا تسکین ہو تمھارے دلون کو یعنے
دشمن کی بہتایت اور اپنی قلت سے اندیشہ نکرین وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور مدد
نہین مگر اللہ کے پاس سے جو زبردست ہی حکمت والا یعنے یہہ خیال مت کرو کہ لوگونکی کثرت سے فتح ہوتی ہے
یا فرشتے آنے سے فتح ہوئی کیونکہ شکست و فتح اللہ کی اختیار مین ہے چاہئے کہ بندے اللہ پر بھروسا کرنا اسباب
کو ترک کرکے مسبب الاسباب کی طرف متوجہ ہونا لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تا کاٹ ڈالے کافرونکی
ایک جماعت کو اسکا تعلق ولقد نصرکم اللہ ببدر سے ہے یعنے بدر کے روز جو تمکو نصرت دیا سو کافرونکی ایک جماعت کو ہلاک
کرنیکے واسطے تھا بعضے ترجمہ یون کرتے ہین تا توڑے ایک رکن شرک کی رکنون سے سو بدر کے روز مشرکون کے
ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر آدمی اسیر ہوئے جسنے آیت کو غزوہ احد پر لگاتا ہی سو کہتا ہی کہ احد کے روز بھی پہلے
نصرت مسلمانون کو ہوئی اور انکے سولا آدمی مارے پڑے بعد لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا
خلاف کئے اور مقام چھوڑکے نکلے سو چکر مین آئے اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ یا اونکو اوندھا
کرے کہ پھر جاوین نامراد یعنے فتح کی آرزو جو کرتے تھے بر آوے خار و ذلیل ہوکے اٹھے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

شَیۡءٌ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡهِمۡ اَوۡ یُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ تیرا اختیار کچھ نہین یا اُنکو اللہ توبہ دیوے یا اُنپر
عذاب کریے کہ وے ناحق پر ہین اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہی صحیح قول وہ کہ احد کے جنگ مین
اُتری بعضے کہتے ہین بیر معونہ والون کے قصے مین نازل ہوئی رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنی لحیان کے قبیلے والے
آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہے ہماری تمام قوم ایمان لانیکی امید ہے ہماری مدد کیواسطے چند
شخص کو روانہ کرو آپ ستر شخص کو صفہ والون سے جو قرا تھے روانہ کئے اور اُنپر منذر بن عمرو کو سردار کئے
اور بیر معونہ کو روانہ کئے وہ ہذیل کے شہر و نہین ایک جگہہ کا نام ہے مکہ او عسفان کے مابین اُنکی روانگی
صفر کے مہینے مین تھی سنہ چہار ہجری احد کے بعد چار مہینون کے جب اُنکی سرحد مین داخل ہوے عامر
بن الطفیل نے دغا سے اُن تمام قاریون کو قتل کیا اُنکے قتل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت
رنج ہوا پھر آپ نماز مین ان قبیلے والون کو بددعا کرنے لگے اُسکو منع کرنے پر یہہ آیت نازل ہوئی ابن اسحق
اپنی مغازی مین اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم احد کے روز اپنے منہہ پر سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر بھلا پاویگی قوم جو اپنے نبی
کے منہہ کو زخمی کیا اور اُسکے دانت توڑے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا لیس لک من الامر شئی امام احمد
اور بخاری اور ترمذی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر
کی نماز مین دوسری رکعت کے رکوع سے سر اُٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہتے یا اللہ لعنت کر فلانے کو فلانے
کو فلانے کو ایک روایت مین آیا ہے لعنت کر صفوان بن امیہ کو اور سہیل بن عمرو کو اور حارث بن
ہشام کو تب اللہ تعالی لیس لک من الامر شئی کی آیت ظالمون تک نازل کیا امام احمد اور ترمذی
اپنی روایت مین اُسکے بعد یہہ بھی زیادہ کئے ہین کہ بعد وہ لوگ توبہ کئے یعنے اسلام لائے اور امام احمد
کی ایک روایت مین ان تین شخص کے ساتھ عمرو بن العاص کا نام بھی داخل کیا ہے بخاری نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بددعا کرنا دعا دینا چاہتے تو رکوع
کے بعد قنوت پڑھتے سو بعضے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہتے یا اللہ نجات دے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن
ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو یا اللہ مضر کو خوب کھندل دے اور اس کو قحط سالی یوسف کیوقت کی قحط سالی کے مانند

یہہ پکارکے فرماتے اور فجر کی نماز مین یعنے وقت فرماتے یا اللہ لعنت کر فلانے فلانے عرب کے قبیلوکو یہان تک کہ
اللہ تعالی نے نازل کیا لیس لک من الامر شیئ الآیہ مسلم کی روایت مین آیا ہے یا اللہ لعنت کر لحیان اور رعل
اور ذکوان اور عصیہ کو ان روایتون کے اختلاف کے سبب سے مفسرین شان نزول مین اختلاف کئے ہین احد کے
جنگ مین نازل ہوئی کہ انس کی روایت مین تصریح ہے ابن عمر کی روایت مین کچھ تصریح نہین ابوہریرہ کی
روایت جو بخاری مین آئی ہے اسمین بھی کچھ تصریح نہین مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رعل و ذکوان
وغیرہ قبیلے والون کی شان مین نازل ہوئی لیکن مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے بخاری کی روایت مین جو آیا ہے
یہان تک کہ اللہ وہ آیت نازل کیا سو مدرج ہے کیونکہ مسلم کی روایت مین ہے زہری نے کہا بعد ہمکو پہنچا کہ جب
یہہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیئ او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
ترک کرئے حافظ ابن حجر عسقلانی کہتا ہے اگر یہہ روایت محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ جنگ احد کی بعد چند روز
کے یہہ آیت نازل ہوئی حق بات یہہ ہے کہ قصۂ احد مین نازل ہوئی آیت کا سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے
اس آیت مین او یتوب علیہم کا عطف او یکبتہم پر ہے اس معطوف معطوف علیہ کی درمیان لیس لک من الامر
شیئ کا جملہ معترضہ ہے معنی یون ہے ای محمد تجھکو انکے امر مین کچھ دخل نہین اللہ تعالی انکے امر کا مالک
ہے چاہے تو انکو ہلاک کرے چاہے تو ذلیل کرکے پھیر جاوے بعد توبہ کرے اور اسلام لاوے تو انکا توبہ قبول
کرے اگر کفر پر ہی اصرار کرے تو انکو عذاب کرے اللہ تعالی ان کفار پر بددعا کرنے سے منع کیا کیونکہ
اسکو معلوم تھا یہہ لوگ یا انکی اولاد مسلمان ہوگی سو ویسا ہی ہوا یا منع کیا تا بندے کی عاجزی ظاہر
ہووے اور بندے کو اللہ کے ملک وملکوت کے اسرار مین دخل کرنا لایق نہین سو معلوم کرے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا مال ہے جو کچھ آسمان وزمین مین ہے یہہ جملہ سابق کے جملہ لیس لک من الامر شیئ
کی تاکید پڑا ہے یعنے تجھ کو کچھ اختیار نہین اختیار اسکو ہی جو یہہ سب اسکی ملک ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے بخشنا اسکا فضل واحسان ہے عذاب
کرنا عدل ہے جو چاہے سو حکم کرے اسکے حکم کو کوئی توڑنے والا نہین اور اسکے کام کو کوئی بگاڑنے والا
نہین وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا

ع

أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ای ایمان والو مت کھاؤ سود دونے پر دونا سود کھانا مطلق حرام اور گناہ کبایر مین سے ہے
دونا کیا نہ ہو اس جگہ دونے پر دونا مت کھاؤ کر کر جو فرمایا بیان واقع ہے کسواسطے کہ جاہلیت کا دستور تھا قرض کا
وعدہ ہو جاوے پیسا نہ پہنچاوے تو قرض کو دونا کرکے پھر مہلت دیتے یہانتک قرض دونے پر دونا ہو جاتا اللہ تعالے نے
اُن کو اس سے منع کیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بھلا ہو یعنے اگر بھلا چاہتے
ہو تو سود کھانے سے باز آو وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ اور بچو اس آگ سے جو طیار ہوئی ہے
کافرون کیواسطے یعنی تم ایسا کام نہ کرو کہ جس سے تم کو اُن کے ساتھ ملا کے جلاوے ابو حنیفہ کہتے ہین قرآن مین اتنی تہدید
کی کوئی آیت نہین کیونکہ اللہ تعالی مومنون کو پرہیز گاری نہ کرے تو اُس آتش سے جو کافرون کے لئے مہیا ہو عذاب دونگا
کرکے ڈرایا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مومن اگر سود وغیرہ کو جو حرام ہین حلال جانے تو اُنکے لئے
یہہ تہدید ہے یعنے اللہ تعالے جسکو حرام کیا ہے اسکو کوئی مومن حلال جانا تو کافر ہوا پھر کافرون کے لئے جو آتش تیار ہے
اُسمین جائیگا وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا شاید تم پر رحم
ہو وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ اور دوڑو اپنے رب کی بخشش پر یعنے جو چیزین مغفرت کے سبب ہوتے ہین
اُنکو بجا لانے مین سستی نہ کرو وہ چیزین نیک اعمال ہین جیسے اسلام اور توبہ اور فرضین ادا کرنا اور جہاد کرنا
اور امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین شریک ہونا وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ اور جنت کی
طرف یعنے دوڑو جنت کی طرف جسکا پھیلاو ہے آسمانان اور زمین یعنے بہشت کی پہنائی اتنی ہے جیسے آسمانون
اور زمین کی پہنائی ہے عرض کا ذکر کیا طول کو نہ کہا کیونکہ عادت ایسی ہے طول عرض سے بڑھکر رہتا ہے
جب عرض اتنا ہو تو طول کو اس پر قیاس کر لیجئے اس سے غرض بہشت کی وسعت بیان کرنی ہے ہمکو
جو دکھتا ہے اُسمین آسمان زمین سے کوئی چیز بڑی نتھی اسلئے اُنکے ساتھ تمثیل دیا ابن جریر ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ سات آسمان اور سات زمین کو اگر باہم جوڑکے دیکھین تو جسقدر پہنا ہوگی
جنت کی اُتنی پہنائی ہے بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا مجھکو خبر دو بہشت کی پہنائی آسمانان اور زمین کے برابر ہو تو دوزخ کہان ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو مجھکو بول رات ایسی جو ہر چیز کو تاریک کر دیتی ہے آتی ہے تو دن

ربع ورد ۲۹

کہان رہتا ہے وہ بولا اللہ جہان چاہے وہان رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہی اُسکو اللہ جہان چاہے وہان رکھے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر نے طارق بن شہاب سے روایت کئے ہین بولا چند یہودی آکے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھے تم جو کہتے ہو بہشت کی پھیلاو آسمان و زمین ہے تو پھر دوزخ کہان ہی عمر رضی اللہ عنہ کہے شب آوے تو دن کہان رہتا ہے اور دن آوے شب کہان رہتی ہے تب وے کہے توریت مین بھی ایسا ہی ہے معلوم کیجئے اہل سنت وجماعت کا مذہب یہہ ہے کہ دوزخ اور بہشت اب موجود ہین اور بہشت ساتون آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہو بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اللہ سے مانگوگے تو فردوس کو مانگو کیونکہ وہ بہشتون مین سب سے افضل اور اونچی ہے اوسکے اوپر رحمان کا عرش ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا بہشت آسمان مین ہے یا زمین پر انس کہے کونسی زمین وآسمان ہوگی جو بہشت اُسمین سماوے وہ شخص پوچھا پھر بہشت کہان ہے تو بولے ساتہ آسمان کے اوپر عرش کے نیچے قتادہ بولا سلف کے علما کہتے تھے بہشت ساتون آسمان کے اوپر ہے اور دوزخ ساتون زمین کے نیچے حافظ جلال الدین السیوطی نے اتمام الدرایہ مین کہا ہے جنت ساتون آسمان کے اوپر رہنا آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا اور دوزخ کس جگہہ ہی سو اسمین توقف کرنا ہو کہ اللہ تعالی اسکو جانتا ہو اُسکی جگہہ کی تعین مین احادیث جو وارد ہوئے ہین ضعیف ہین اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگارون کے پرہیزگار وہ جو نیک کام کرتے ہین اور گناہون سے باز رہتے ہین پرہیزگارون کے چند صفات فرماتا ہو اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وے لوگ جو خرچ کرتے جاتے ہین خوشی مین اور تکلیف مین یعنی نیک کام مین اپنے مقدور موافق پیسا خرچ کرتے ہین اس مین دریغ نہین کرتے کیسی حالت مین ہون ثروت یا تنگدستی فراغتی یا سختی خوشی یا غمی راحت یا محنت متقین جنت مین داخل ہونگی پہلی صفت سخاوت کو ذکر کیا کیونکہ اپنا مال غیر کو دینا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے علی الخصوص اُسوقت کہ لوگون کو پیسے کی بڑی احتیاج تھی جہاد مین اور فقیر مسلمان کی خدمت مین اپنا مال صرف کر دیتے تھے اس سبب سے سخاوت بڑی صفت ٹھہری بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مثال بخیل کی اور مال خرچ کرنے والے

کی دو شخص کے مانند ہو اُنپر لوہے کے بکتر ہین ہسلی سے چھاتی تک خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہی تو اُسکے بدن پر بکتر کشادہ ہوتا ہے یہان تک اُسکے انگلیون کو ڈھانکتا ہے یعنے اتنا دراز اور کشادہ ہوتا ہے کہ اُسکے تمام بدن کو یہان تک اُسکے ہاتھ اور پانوٗن کے انگلیون کو ڈھانکتا ہی بخیل جب کچھ دینا چاہتا ہی تو بکتر کی ہر کڑی اپنے جگہہ پر چپٹ جاتی ہے وہ اُس بکتر کو کشادہ کرنا چاہتا ہی پر کشادہ نہین ہوتا اِس حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے رزق اور نعمتو کو بکتر سے تشبیہ دی سخی اللہ کی راہ مین کچھہ خرچا تو اُسکے نعمتین بھی زیادہ اور کامل ہوتے ہین بخیل کچھہ خرچنا چاہے تو اُسکی حرص اور بخل اور نقصان کا اندیشہ خرچ کرنے سے مانع ہوتے ہین وہ سمجھتا ہی خرچ نہ کرنے سے اپنے نعمتون کی کشایش ہوتی ہے پر اُس سے کشایش نہین ہوتی بلکہ اور تنگ ہوجاتے ہین بخاری اور مسلم اور ابن حبان اپنے جامع صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی صبح نہین مگر دو فرشتے اترتے ہین ایک کہتا ہے اللھم اعط منفقا خلفا یعنے یا اللہ خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا کہتا ہی اللھم اعط ممسکا تلفا یعنے بخل کرنے والے کا مال تلف کر بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے کہا تو خرچ کر مین تجکو دونگا طبرانی معجم کبیر اور اوسط مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جنت عدن کو اللہ تعالی نے ہاتھ سے بنایا اور اوسین پھلو نکو لٹکایا اور نہرین بہایا بعد اُسکی طرف دیکھ کے فرمایا کچھ بول وہ بولی قد افلح المؤمنون یعنے مومنون کا بھلا ہوا اللہ تعالی نے کہا وعزتی لا یجاورنی فیک بخیل یعنے اپنی عزت کی قسم تیرے بیچ بخیل کو اپنا ہمسایہ نہ کرونگا طبرانی نے اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہی اُنمین سے ایک طریق جید ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی جابر سے اور طبرانی اوسط مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سخی اللہ سے نزدیک ہے بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے بخیل اللہ سے دور بہشت سے دور لوگون سے دور ہے دوزخ سے قریب ہے نادان سخی اللہ کے پاس بخیل عابد سے زیادہ دوست ہی انکی سند مین سعید بن محمد وراق ہی وہ ضعیف ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ اور دبا لیتے ہین غصہ یہہ مومنو کی دوسری صفت ہے یعنے انکو جب غصہ آوے اور اسکو جاری کرنیکی

قدرت رہتے پر اُسکو پی جاتے ہین عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لیس الشدید بالصرعۃ ولکن الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب یعنے
کُرِّہ کُشتی کرکے گرانے سے نہین لیکن کرِّہ وہ شخص ہے جو مالک ہو اپنی نفس کا غصہ کے وقت امام احمد اور
بخاری ادب المفرد مین اور طبرانی کبیر مین اور مکارم الاخلاق مین اور ابن ماجہ سنن مین یونس بن عبید بن
دینار کی طریق سے وہ حسن البصری سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے اللہ تعالی کے پاس کسی گھونٹ مین بڑا اجر نہین غصے کی گھونٹ سے جسکو بندہ اللہ کے واسطے
پی جاتا ہے یہہ لفظ ابن ماجہ کا ہے حافظ المنذری نے کہا ابن ماجہ کے رجال صحیح ہم ہین صحیح مین طبرانی
کی طریق کو حافظ سیوطی نے تحسین کی ہے لیکن اُسکی سند مین اور احمد کی سند مین علی بن عاصم ہے لوگ اُسمین کلام
کرتے ہین حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا کہ وہ صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے ادب المفرد کے رجال سب صحیح کے
رجال ہین ثقات امام احمد اور عبد بن حمید اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ او بیہقی شعب الایمان مین
معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص غصے کو جاری کرنیکی
قدرت رکھتا ہو اُسکو دبالیگا تو اللہ تعالی اُسکو علی رؤس الخلایق بلا کے کہیگا تیرا دل جتنے چاہتا ہو اُتنے حورین
لے ابو داود نے اس حدیث پر سکوت کیا ہو اُسکے پاس یہہ حدیث صالح ہو اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن غریب
ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند مین ابو مرحوم عبد الرحیم بن میمون ہے سہل بن معاذ سے وہ اپنے باپ معاذ
بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو ابن معین نے کہا ابو مرحوم ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا اسکی حدیث
لکھتے ہین لیکن اس سے حجت نہین پکڑتے بعضے محدثین اسکی توثیق کیے ہین ترمذی نے اسکی حدیث کو جو سہل سے
روایت کیا ہو تحسین کی ہو ابن خزیمہ و حاکم وغیرہ اسکی حدیث کی تصحیح کیے ہیں امام احمد اور طبرانی مکارم الاخلاق مین ابن
لہیعہ کی طریق سے وہ زبان بن فاید سے وہ سہل بن معاذ سے بھی روایت کیا ہو ابن لہیعہ کا حال معلوم ہو اور
اور زبان بھی ضعیف ہو اس حدیث کی دوسری ایک طریق ہے اسکو طبرانی صغیر مین بقیہ بن الولید کی طریق سے
وہ ابراہیم بن ادہم سے وہ فروہ بن مجاہد سے وہ سہل بن معاذ سے روایت کیا ہو بقیہ مدلس ہے عنعنے کے صیغے
سے روایت کیا ہو اگرچہ یہہ دونون روایت ضعیف ہین لیکن متابعت کی صلاحیت رکھتے ہین ابو داود نے

محمد بن عجلان کی طریق سے وہ سوید بن وہب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے لڑکے سے وہ اپنے
باپ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے سو اس مین اللہ تعالی اسکو امن و ایمان سے بھر دیگا کہا ہے اللہ تعالی
بلائیگا کر کے جملہ جو پہلی روایت مین ہے اسکو نہین ذکر کیا ابن طاہر نے کہا کہ یہ صحابی وہی معاذ بن انس ہے
اسکا لڑکا وہ سہل ہے انتہی اسکی سند مین سوید بن وہب جو ہے اسکو ذہبی میزان مین کہا کہ وہ تابعی ہے
محمد بن عجلان کے سوائی اس سے کوئی شخص روایت نہین کیا ہے حافظ عسقلانی تقریب مین کہا کہ وہ مجہول ہے
چھٹے طبقے والون سے ہے اپنے تبع تابعین مین عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص غصے کو جاری کرنے پر قادر ہوتا ہوا اسکو دبالیگا
تو اللہ تعالی اسکو امن اور ایمان سے بھر دیگا سیوطی نے جامع الصغیر مین اس حدیث کی تحسین کی رمز کی ہے
لیکن اسکی سند مین عبد الجلیل الفلسطینی ہے اپنے چچا سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عبد الجلیل کا
چچا مجہول ہے عبد الجلیل کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا سو اسکی جرح اور تعدیل کچھ بیان نہین کیا ذہبی میزان مین اس
حدیث کو عبد الجلیل کے ترجمے مین وارد کیا ہے اور بولا بخاری نے کہا کہ اس پر متابعت نہین کی جاتی امام احمد
اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی
گھونٹ احب نہین اللہ تعالی کے پاس غصے کے گھونٹ سے کہ جسکو بندہ دبالیتا ہے اس گھونٹ کو کوئی بندہ اللہ کے
واسطے نہین دبالیگا مگر اللہ تعالی اسکے باطن کو ایمان سے بھر دیگا سیوطی نے الدر المنثور مین کہا اسکی سند
حسن ہے اور جمع الجوامع مین کہا کہ اسکو ابن ابی الدنیا کتاب ذم الغضب مین نکالا ہے طبرانی کتاب مکارم الاخلاق
مین موسی بن عبد الرحمن الصنعانی کی طریق سے وہ ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے اور بھی مقاتل سے وہ ضحاک
سے وہ ابن عباس سے والکاظمین الغیظ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص تجھ پر بد زبانی
کرے اور تو اسکو رد کرنیکی قدرت رکھتے ہوئے اپنے غصے کو دبالیوے اور اسکو رد نہ کرے اسکی سند
بہت ضعیف ہے ابن عدی نے کہا موسی بن عبد الرحمن منکر الحدیث ہے ابن حبان نے کہا دجال ہے حدیث کو وضع
کرتا ہے ایک تفسیر وضع کیا ہے اسکو ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے وَالْعَافِيْنَ عَنِ
النَّاسِ اور معاف کرتے ہین لوگون کو یہ متقین کی تیسری صفت ہے یعنے کوئی شخص انپر زیادتی کیا تو اسکو

معاف کر دیتے ہین بدلا نہین لیتے حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکو خوش آتا ہو کہ گھر اسکا اونچا ہونا اور مرتبہ اسکا بلند تو اپنے پر کوئی شخص ظلم کرے تو اسکو معاف کرنا جو محروم کرے اسکو دینا اور جو دوستی توڑے اسکی دوستی جوڑنا حاکم کہا ہے اس کی سند صحیح ہے لیکن وہ سند منقطع ہے اس مضمون کے دوسرے احادیث بھی ہین لکنہ اس حدیث کو قوت ہوتی ہے طبرانی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن منادی پکاریگا جسکا اجر اللہ پر ہے وہ شخص اٹھکے بہشت مین جاوے پھر دوسرے بار پکاریگا جسکا اجر اللہ پر ہے وہ اٹھکے بہشت مین جاوے پوچھے وہ کون ہے جسکا اجر اللہ پر ہے تو فرمائے وہ جو معاف کرتے ہین لوگون کو پھر تیسرے بار پکاریگا تو اتنے ہزار آدمی اٹھکے بن حساب کے بہشت مین جاینگے اسکی سند حسن ہے بعضے عن الناس سے مراد باندی غلام لیتے ہین یعنے باندی غلام کی تقصیر معاف کرتے ہین وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والونکو محسنین سے یا جنس مراد ہے یعنے جو احسان کرنے والا ہو یا وہ لوگ مین جنکے اوصاف مذکور ہوئے معلوم کیجئے احسان دو قسم کا ہے ایک احسان اپنی ذات پر دوسرا احسان غیر پر جو احسان غیر پر ہے یا اسکو نفع پہنچانے سے یا اوس سے ضرر کو دفع کرنے سے نفع پہنچانے کی طرف اشارہ کیا اس جملہ مین (الذین ینفقون فی السراء والضراء) اور علم کا نفقہ یعنے لوگونکو علم سکھانے مین مشغول ہونا اور گمراہون کو ہدایت دینا اسمین داخل ہے نیک کامون مین پیسا خرچنا بھی اسی مین داخل ہے ضرر کو دفع کرنا یا دنیا مین ہے یا آخرت مین دنیا مین ضرر دفع کرنا سو بدی کے مقابلہ مین بدی نہ کرنا والکاظمین الغیظ مین اسکی طرف اشارہ ہے آخرت کا ضرر دفع کرنا غیر کے ذمے پر اپنے حقوق جو ہین جنکا مطالبہ آخرت مین ہوتا ہے اس مطالبے سے دنیا مین اسکو بری کر دینا والعافین عن الناس مین اسی کی طرف اشارہ ہے ہم جو تقریر کئے اس سے معلوم ہوا غیر کی طرف احسان کرنیکے سب قسم کو آیت جامع ہے ان تینون خصلتون مین غیر کی طرف احسان تھا اس لئے اللہ تعالی اس احسان کے ثواب کو ذکر کیا اور بولا اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالی کا بندیکو دوست رکھنا ثواب کے سب درجون مین اعلا درجہ ہے سو اسکو کہدیا وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ اور وے لوگ کہ جب کر بیٹھین کچھ

کھلا گناہ یا بُرا کرین اپنے حق مین تو یاد کرین اللہ کو پھر بخشش مانگین اپنے گناہون کی فاحشہ اس قول یا فعل کو کہتے
ہین جو نہایت بد ہو جانیے کہا ہے اس جگہ فاحشے سے زنا مراد اپنے پر ظلم کرنے سے وہ گناہ جو زنا سے کم ہی جیسا
بوسہ دینا گلے لگنا بعضے کہتے ہین فاحشے سے گناہ کبیرہ اور اپنے پر ظلم کرنے سے گناہ صغیرہ مراد ہے اللہ کو یاد کرنا
یعنے اُسکے وعید اور عقاب کو خیال مین لانا بخشش مانگین یعنے گناہ سے توبہ کرنا اور اُس فعل سے باز آنا اور اپنے
کئے پر پشیمان ہونا اور عزم کرنا کہ پھر نہ کرونگا والذین اذا فعلوا کے جملہ کا عطف المتقین پر ہے یا الذین ینفقون
پر ہے اس آیت کی انتظام پہلی آیت کے ساتھ اس طور پر ہے کہ اللہ تعالی اوپر فرمایا جنت متقین کے واسطے مہیا ہے
انکے دو قسم ذکر کیا ایک وے جو طاعتون پر مستعد ہین اور عبادتون مین مشغول رہتے ہین الذین ینفقون سے انکے صفات
ذکر کیا دوسرے وے لوگ گناہ کئے بعد گناہ سے توبہ کئے والذین اذا فعلوا فاحشۃ سے اُنکی طرف اشارہ کیا اور
فرمایا یہہ فرقہ پہلے فرقے کے مثل ہے کیونکہ واسطے گناہ سے توبہ کیا سو شخص اُسکے مثل ہے جو گناہ نہین کیا یہہ بھی
احتمال ہے اللہ تعالی پہلی آیت مین غیر کی طرف احسان کرنے کی ترغیب دیا اب اس جملہ مین اپنی جان پر احسان
کرنیکی ترغیب دیتا ہے گناہ گار اپنی گناہ سے جب توبہ کیا تو وہ توبہ اُسکی جان پر احسان ہے عطاسے منقول ہے کہ یہہ
آیت ابو سعید نبہان التمار کی شان مین نازل ہوئی اُسکے پاس ایک عورت خرما خرید کرنے آئی وہ عورت
حسین تھی نبہان اُسکو بولا یہہ خرما بہتر نہین گھر مین بہتر خرما ہے اُسکو لے چل جب گھر مین گئی اُسکو کھینچ کے
گلے لگایا اور بوسہ دیا وہ عورت کہی تو اللہ سے ڈر پھر اُس نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور پشیمان ہوکے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی کیفیت عرض کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی اس قصہ کو مقاتل بن
سلیمان اپنی تفسیر مین ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کیا ہے اور عبد الغنی بن سعید الثقفی اپنی تفسیر مین
موسی بن عبد الرحمن سے وہ ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے مطول قصہ روایت کیا ہے حافظ عسقلانی
نے کہا مقاتل متروک ہے اور ضحاک نے ابن عباس سے سُنا نہین عبد الغنی اور موسی دونون ہالک ہین اس قصہ کو
ثعلبی اور مہدوی اور باوردی اپنی تفسیرون مین بے سند وارد کئے ہین انتہی حاصل کلام اسکی سند نہایت
ضعیف ہے اس موسی کا حال اوپر بھی مذکور ہوا ہے وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ اور کون
گناہ بخشتا ہے سوائے اللہ کے یہہ استفہام نفی کی معنی سے ہے یعنے اللہ کے سوائے کوئی گناہ نہین بخشتا یہہ جملہ معترضہ

واقع ہوا ہے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان اپنی رحمت کی وسعت بیان کرنے کو اس جملہ کو ذکر کیا
کیا واسطے گناہگار کو اُسکے فضل و احسان کے سوائے کچھ پناہ نہیں اور گناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کے پاس گناہ
نہیں کیا سو شخص کے مانند ہو اور اسمین اشارہ ہے کہ بندہ مغفرت مانگے مگر اسی سے کیونکہ گناہگار کو عذاب دینا یا بخشنا اسی کے اختیار مین ہے مغفرت
مانگنا ہی نہیں مگر اسی سے وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا اور اڑے نہیں اپنے کیے پر یعنی اپنے بدکام پر ثابت نہیں رہے بلکہ اس سے باز آئے
اس جملہ کا عطف فاستغفروا کے جملہ پر ہے کہ گناہ پر اصرار نہ کرنا استغفار کے لیے شرط ہے کسواسطے کہ زبان سے توبہ کرنا اور گناہ مین رہنا جیسے ٹھٹھا کرنا
ہے بعضے کہتے ہین صرار یہہ ہے کہ استغفار نہ کرنا ابو داؤد اور ترمذی اور ابویعلی اور بزار ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اصر من استغفر وان عاد فی الیوم سبعین
مرۃ یعنی اصرار نہیں کیا جسنے توبہ کیا اگرچہ ایک دن مین اُس گناہ کو ستر بار پھر اُسکے کرے ترمذی نے کہا یہہ حدیث
غریب ہے اسکی اسناد قوی نہیں بزار نے کہا ہے اس حدیث کی سند مین ابونصیرہ ہے وہ کون ہے سو معلوم
نہین اُسنے ابوبکر کے مولی سے روایت کیا ہے وہ مولی مجہول ہے حافظ عسقلانی نے کہا ہے اس حدیث کو
ایک شاہد ہے اُسکو طبرانی کتاب الدعا مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝
اور وے جانتے ہین یہہ جملہ یصروا کی ضمیر کا حال پڑا ہے یعنے وے جانتے ہین کہ آپ برا کام کئے یا جانتے ہین گناہ
نہین بخشتا سوائے اللہ کے أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَ
نْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا اُنکی جزا ہے بخشش اُن کے رب کی اور باغین جنکے نیچے بہتی نہرین رہ پڑے اُن مین
توبہ کرنے والون کی یہہ جزا ہے توبہ سے دو چیز مطلوب تھے ایک عذاب سے امن ہونا سو مغفرۃ من ربہم سے
اُسکی طرف اشارہ کیا دوسرا ثواب ملنا سو (جنات تجری) سے اُسکی طرف اشارہ کیا اللہ تعالی نے متقین
اور تائبین کا حال ذکر کیا گناہ پر جو لوگ مصر ہین اور بے توبہ مرتے ہین اُنکو بیان نفرمایا کیونکہ یہہ مقام
ترغیب و ترہیب کا تھا اول سود کھانے والون کو ڈرایا کہ تم باز نہ آوگے تو کافرون کے لئے جو نار ہے تمکو
تمکو وہ ملیگی پھر اُنکو اپنی گناہ سے باز آنے اور توبہ کرنے پر ترغیب دیا کہ اگر توبہ کرینگے تو متقین کے ساتھ
بہشت مین جائینگے ایسے مقام مین مصرون کو بھی مغفرت کرونگا کرکے کہے تو اُنکو گناہ پر دور غلا نے
اور اُنکی پیٹھ ٹھوکنے سا ہوتا ہے اسواسطے اُنکو ذکر نہ کیا اس سے لازم نہین آتا کہ وے بہشت مین نہ جائینگے

زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہو مومن کے تین حالت ہین ایک متقی دوسرا تائب تیسرا گناہ پر مُصر جنت متقی اور تائب کو ہی مُصر کو نہین انتہی اسوا اپنے معتزلہ کا مذہب ذکر کیا ہے وے کہتے ہین مرتکب گناہ کبیرہ کا توبہ نہ کرکے مرا تو بہشت مین نہ جاویگا مذہب اہل سنت کا یہہ ہے جو مومن ہے بہشت مین جاویگا اور کبیرے کا مرتکب اللہ تعالی کے ارادے پر ہے چاہے تو عذاب دیوے اور اوسکے سزا کے دن تمام ہوے بعد بہشت مین داخل کرے یا چاہے تو بن عذاب کے بخش دیوے آیات اور احادیث اُسکی بخشش کے باب مین بہت سے ہین وَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ اور یہہ خوب مزدوری ہے کام کرنے والونکی یعنے مغفرت اور جنت اللہ کے فرمان بردار بندون کو ملنا انکا بہت خوب ثواب ہے اس آیت سے استغفار اور توبے کی بڑی فضیلت ہے کئی احادیث بھی اسمین بہت وارد ہین مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوذر رضے اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالی فرمایا ای میرے بندو تم رات دن گناہ کرتے ہو اور مین تمہارے سب گناہ بخشتا ہون سو میرے سے بخشش مانگو مین تمکو بخشونگا الحدیث ابن ماجہ کی روایت مین یون ہے اے میرے بندو تم سب گناہگار ہو مگر وہ جس کو مین عافیت دیوُن سو میرے سے بخشش مانگو مین تمکو بخشونگا اور تم سے جو مجھکو سمجھیگا کہ بخشنے کی مین قدرت رکھتا ہون اور بخشش چاہیگا تو اُسکو مین بخش دونگا ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالی بولا اے آدم کے بیٹے جب تک تو میرے سے دعا مانگا کریگا اور میرے سے امید رکھیگا تو مین تیرے گناہون کو بخشونگا تیرے سے کچھ ہی ہو اور مجھکو پروا نہین اے آدم کے لڑکے تیرے گناہ آسمان تک بھر جاینگے پھر تو میرے سے بخشش مانگیگا تو مین تجھ کو بخش دونگا اور مجھکو پروا نہین ای آدم کے لڑکے اگر تو زمین بھر کے گناہ کرکر میرے پاس آئیگا پھر مجھ سے ملتے وقت میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرایگا تو زمین بھر کے مغفرت مین تجھ کو دونگا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے امام احمد اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ابلیس نے کہا ای پروردگار تیری عزت کی قسم مین تیرے بندون کے دھڑ مین

دم رہے تک مین انکو اغوا دیتا رہونگا اللہ تعالی نے فرمایا میری عزت و جلال کی قسم ہے جبتک
میرے سے مغفرت مانگتے رہینگے مین انکو بخشونگا حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابو داود اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو مجھے اللہ تعالی جس حدیث سے نفع دینا چاہتا تو نفع دیتا اور جب
صحابہ سے کوئی مجھکو حدیث بولتا تو مین اسکو قسم کھلاتا وہ جب قسم کرتا تو مین اسکی تصدیق کرتا اور
ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھکو ایک حدیث بولے ابوبکر سچ کہے بولے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا فرمائے جو بندہ گناہ کرے پھر اچھی طہارت کرے اور دو رکعت نماز پڑھے بعد اللہ سے مغفرت
مانگے تو اللہ اسکو بخشتا ہے اس پر یہہ آیت پڑھے والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم الآیۃ ترمذی
نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور بعضے اسکو موقوف روایت کئے ہین اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان
ہے اگر تم گناہ نکرتے تو اللہ تمکو لیجاتا اور اس قوم کو لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے مغفرت مانگتے
سو انکو بخشتا اس حدیث کو مسلم ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کئے ہین ابو داود اور ترمذی نے بلال بن یسار بن زید سے وہ اپنے
باپ یسار سے وہ اپنے باپ زید سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کہیگا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ تو اسکو
بخشا جائیگا اگرچہ کافرون کے جنگ سے بھاگا ہو ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے حافظ عبد العظیم
منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید اور متصل ہے اس حدیث کو حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کرکے کہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم کے شرط پر ہے اس روایت مین اسکو تین بار کہنا کرکے
آیا ہے اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے
ہین انکی حدیث مین یون آیا ہے جو کوئی اپنے بچھونے پر آتے وقت استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی
القیوم و اتوب الیہ تین بار کہے تو اللہ تعالی اسکے گناہون کو بخشیگا اگرچہ دریا کے کف کی مانند ہوئے ہین

اور اگرچہ ستارون کے شمار مین ہووے اور اگرچہ عالج کی ریتی کے شمار مین رہے اور اگرچہ دنیا کے دنون کے شمار مین ہووے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ہوچکے ہین تم سے آگے دستور سو پھرو زمین مین تو دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والونکا اُحد کے روز جو قصہ ہو دیا اللہ تعالی مسلمانون کی تسلی کے واسطے اُسکا بیان نازل کیا تا مسلمانون کے لشکر مین کچھ لغزش آئی سو اُس سے اُنکو ہراس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالی کی عادت اسی طور پر جاری ہوئی ہے کہ کافرونکو اول مُہلت دیتا ہے جب وقت پہنچا تو ہلاک کرتا ہے زمین مین پھرو کرکے جو کہا اُس سے مقصود گذشتہ اُمتونکا احوال دریافت کرے اور معلوم ہووے کہ اُنکو کیسا ہلاک کیا هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ یہہ بیان ہے لوگون کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ڈروالونکو ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے یا امر و نہی اور وعد اور وعید جو سابق مین کرچکا بیان ہے لوگون کے واسطے یعنے علی العموم لوگونکے واسطے اور ہدایت ہے اور نصیحت ڈروالونکو یعنے گمراہی سے ہدایت ہے اور مخصوص پرہیزگارون کے واسطے نصیحت ہے بعضے کہتے ہین ہذا پر تین چیز کو حمل کیا بیان اور ہدایت اور موعظت اور اُنکو واو عطف سے ذکر کرنا اِن تینون مین مغایرت ہونے کو مقتضی ہے سو تینون مین فرق یہہ ہے بیان ایک دلالت کو کہتے ہین کہ جس سے حاصل تھا سو شبہہ دفع ہوتا ہے ہُدی راہ کو کہتے ہین کہ جس راہ پر چلنے اور اوسکے مخالف سے پرہیز کرنے مامور ہی اور موعظت کلام کو کہتے ہین جس سے دین کے امور مین نالایق چیزون کرنے کا زجر ہو ہدایت اور موعظت مخصوص متقین کو سے کرکے فرمایا کیا واسطے ہدایت اور نصیحت اُنہین کو فایدہ دیتے ہین دوسرونکو نہین دیتے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اور سست نہو اور غم نہ کھاؤ اور تمھین غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو یعنے تمکو شکست ہوئی کرکے جہاد سے سستی نکرو اور تمھارے لوگ جو مارے گئے اُنکا غم نکھاؤ کیونکہ وے بہشت مین ہین ابن جریر نے زہری سے روایت کیا ہے جب صحابہ کے بہت لوگ مارے گئے جو زندہ تھے سو زخمی تھے اور اُنکو نہایت غم ہوا سو اللہ تعالی اُنکی تعزیت اور تسلی واسطے یہہ آیت نازل کیا انتم الاعلون سے مراد یہہ ہے کہ

[illegible]

تمہاری شان بلند ہے کیونکہ تم حق پر ہو اور اللہ کے واسطے جنگ کرتے ہو آخر تمہیں کو فتح و نصرت ہوگی
ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب تیر اندازیہاڑ کے درے مین ہزیمت پائے اور خالد
بن الولید جو مشرکون کے سوارونکا سرخیل تھا اپنے سوارونکو لیکے پہاڑ پر چڑھا چاہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ تو مشرکونکو ہمارے سے بلند ہونے مت دے یا اللہ ہمکو قوت نہین
مگر تیری پھر مسلمانون کی ایک جماعت دوڑکے پہاڑ پر چڑھ گئے اور تیرین مارکے کافرونکو نیچے اتار
دیئے سو اللہ تعالیٰ نازل کیا و لاتہنوا و لاتحزنوا وانتم الاعلون یعنے تمہین اونچے ہو ان کنتم مومنین کا
جملہ یا تو لاتہنوا سے متعلق ہے یعنے تم اگر سچے مومن ہو تو سست نہوگے کیونکہ ایمان سے دل قوی ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا پڑتا ہے دشمنون سے اندیشہ نہین آتا یا انتم الاعلون سے متعلق ہے یعنے اللہ تعالیٰ
جو وعدہ کیا اور تمہارے غلبہ کی بشارت دیا اسکو سچ مانوگے تو تمہی کو غلبہ ہے اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ
فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ اگر تم نے زخم پایا تو وے لوگ بھی پاچکے زخم ویسا ہی یہہ خطاب
مسلمانون کو ہے یعنے احد کی جنگ مین تمکو زخمین لگین تو کیا ہوا بدر کے جنگ مین کافرون کو ایسے
ہی زخمین لگین تھین وے کمزور نہین ہوئے اور نامردی نہین کئے تمکو سستی نہ کرنا اور غم نہ کھانا
سزاوار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جنگ مین زخمین جو لگے سو یہہ تھے کہ آپکا چہرہ
مبارک زخمی ہوا اور دانت ٹوٹے اور رخسار پر اور نیچے کے ہونٹھ کے اندر زخم لگے اور گڑ ہے گا پھوٹا عبد الرزاق
معمر سے وہ زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہہ پر اُس روز تلوار کے ستر زخم لگے مگر
سب کی ضرر سے اللہ تعالیٰ آپکو بچایا حافظ عسقلانی نے کہا یہہ مرسل قوی ہے اور ستر زخم جو بولا ستر
زخم حقیقۃً مراد نہین یا زیادتی کے دکھنے مبالغے کی راہ سے کہا وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَیْنَ النَّاسِ اور یہ دن بدلتے ہین ہم لوگون مین یعنے دنیا کے دن بدلتے آتے ہین کبھی
اُنکو فتح ہوتی ہے کبھی مسلمانون کو بدر کے روز فتح ہوئی مشرکونکے ستر آدمی مارے پڑے ستر آدمی اسیر ہوئے
اُحد مین کافرون کو غلبہ ہوا مسلمانون کے ستر شخص زخمی ہوے ستر شخص شہید ہوئے بخاری نے براء
بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن پیادون کے تیرانداز پچاس شخص کو ایک مقام پر

کھڑا کیئے انکا سردار عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو کیئے اور سب کو تاکید کئے کہ اگر ہمکو پرندے لیکے اڑجاوین
یا ہم ان قوم کو ہزیمت دیکے کھندل دین تو تم اس مقام سے نہ نکلو جب تک مین نہ بلواؤن جب جنگ
ہوا اور اللہ تعالی کا فرون کو ہزیمت دیا مین نے دیکھا انکے عورتین کپڑے اٹھاکے بھاگین سو ان کے پنڈریان
اور پہنچین دکھتے ہین عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ والے یہہ دیکھ کے کہنے لگے کیا دیکھتے ہو غنیمت لینے چلو عبد اللہ بن جبیر
کہے کیا تم رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی بات بھول گئے آپ تو فرمائے ہین یہان سے نہ نکلنا وے کہے واللہ ہم
غنیمت لینے جاینگے جب اس مقام سے نکلکے ادھر آئے جو کڑی بھول گئے ہزیمت پا کے پھرے اسیکی طرف اللہ
تعالی اشارہ کرکے فرمایا والرسول یدعوکم فی اخراکم یعنے اور رسول پکارتا تھا پچھاڑی مین سو نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کے ساتھ بارہ آدمی کے سوائے کوئی نہ رہا اور ہمارے ستر آدمی موے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے جنگ
مین کافرون کے ایک سو چالیس شخص پر دست یاب ہوئے تھے ستر آدمی بند مین آئے تھے ستر آدمی قتل ہوئے تھے
ابو سفیان آکے تین بار پکار کے پوچھا کیا ان لوگون مین محمد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکو جواب مت دیو
بعد تین بار پکار کے پوچھا کیا ان مین ابن ابی قحافہ ہے تو فرمائے جواب مت دیو پھر تین بار پوچھا کیا ان مین ابن الخطاب ہے
فرمائے جواب مت دیو تب ابو سفیان اپنے لوگونکی طرف پھر کے کہائے تینون شخص مارے پڑے عمر رضی اللہ عنہ
رہ نہ سکے کہے اے عدو اللہ تو جنکو پکارا وے سب زندہ ہین تجھکو برے دکھنے والے باقی ہین ابو سفیان بولا
یہہ روز بدر کے روز کے بدلے مین ہے جنگ کو نوبت ہے تمہارے مردون کے ناک کان کٹے رہینگے مین اسکا حکم
نہین کیا اور اسکا کرنا مجھکو ناپسند بھی نہین دکھا بعد رجز بولنے لگا اعل ہبل اعل ہبل یعنے ہبل دیو غالب
ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انکو جواب کیون نہین دیتے صحابہ عرض کئے ہم کیا جواب دینا
آپ فرمائے کہو اللہ اعلی واجل یعنے اللہ بہت غالب و بہت بزرگ ہے ابو سفیان بولا لنا العزی و
لا عزی لکم یعنے ہمکو عزی بوتن ہے تمکو عزی نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکو جواب دیو
کہے کیا جواب دینا فرمائے کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم یعنے اللہ ہمارا رفیق ہے تمہارا رفیق نہین ولیعلم
اللہ الذین ءامنوا اور اسواسطے کہ معلوم کرے اللہ جنکو ایمان ہے یعنے اس جنگ مین
مسلمانون پر مصیبت جو گذری اور کافرون کو غلبہ ہوا تا مومن اور منافق مین تفرقہ معلوم ہووے جنکا ایمان

خالص تھا وے اس شدت اور نکبت مین صبر کیئے کفارون کے مقابلے سے نہین ہٹے اور جنکا ایمان
خالص نہ تھا انکی قلعی کھل گئی اس آیت کے ظاہر لفظ سے یون نکلتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہہ جو کیا سو اپنے تئین
علم حاصل ہونیکے لیے کیا اس سے لازم آتا ہے اللہ تعالی کو حوادث کا علم اُن کے ہونے پر ہوتا ہے ایسا ہی
کئی آیتون مین آیا ہے جیسا اس آیت مین ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم الآیہ اور اس آیت مین حتی نعلم
المجاہدین منکم والصابرین یہہ تو اللہ تعالی پر محال ہے کیونکہ اُسکا علم قدیم اور ازلی ہے پیش از وقوع کے
اُسکو حاصل ہے متکلمین اس کا جواب دیتے ہین دلایل قطعی سے ثابت ہوا اللہ تعالی حوادث کو پیش از
وقوع کے جانتا ہے اُسکے علم مین تغیر آنا محال ہے لیکن علم کو ذکر کر کر معلوم کا ارادہ کرنا اور قدرت کو بولکر
مقدور کا ارادہ کرنا بر سبیل مجاز عرب کے محاورے مین مشہور ہے کہتے ہین یہہ فلانے کا علم ہے یعنے اُسکا معلوم ہے
یہہ اُسکی قدرت ہے یعنے مقدور ہے سو جو آیت اللہ کے تجدد علم پر دلالت کرے وہان علم سے معلوم مراد ہے اصطلاح
جو الفاظ وارد ہوئے ہین انکا یہہ کلی جواب ہے اس جگہ مین لیعلم کے لفظ مین اور بھی چند وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے لیعلم لیظہر کی
معنی سے ہے یعنے تا ظاہر ہووے مخلص منافق سے اور مومن کافر سے دوسری وجہ مضاف محذوف ہے معنی یون ہین
تا معلوم کرے اللہ کے اولیا تفخیم اور شان کے لئے مضاف کو حذف کر کے علم کی نسبت اپنی طرف کیا تیسری
وجہ لیعلم کی معنی یہہ ہے تا حکم کرے اللہ امتیاز کا مومن ور کافر مین حکم کے مقام مین علم کو ذکر کیا کیونکہ
حکم حاصل نہین ہوتا مگر علم کے بعد چوتھی وجہ لیعلم سے وقوع مین آنا مراد ہے یعنے تا مومنون کے وہ وقوع
مین آنا جانے اس سے غرض یہہ ہے واقع ہوگا سو جیسا جانتا تھا ویسا ہی وقوع مین آیا سو جانے کیونکہ جو
چیز وقوع مین آتی ہے اُسی پر جزا دیتا ہے معلوم جو موجود نہین ہوا ہے اُسپر جزا نہین **ویتخذ منکم شہداء**
اور کر لئے تم مین بعضے شہید یعنے اُسکو اللہ تعالی اسواسطے کیا تا تم سے بعضونکو شہادت کا مرتبہ مرحمت کرے
یعنے مسلمانون کو بدر کے جنگ مین حاضر نہ رہنے سے نہایت ملال تھا اُنکو شہادت کی بڑی آرزو تھی سو اُنکا مقصد
حاصل ہوا شہدا جمع شہید کی ہے مشتق شہود سے ہے اُسکی معنی لغت مین حاضر ہونا اور گواہی دینا شرع مین مسلمان جو کفار کے
جنگ مین مارے جاوے اُسکو شہید کہتے ہین کیا واسطے کہ رحمت کے فرشتے اُسکے پاس حاضر ہوتے ہین یا وہ بہشتی ہے کہ اُسکے اللہ
تعالی اور اُسکے فرشتے گواہی دیتے ہین یا وہ قیامت کے دن انبیا کے ساتھ گذشتہ اُمتون پر گواہی دینے کو طلب کیا جاویگا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ چاہتا نہین ناحق والونکو یعنے کافرونکو یا منافقون کو یہہ جملہ علتون کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے اسمین اسبات کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالی کافرون کی نصرت حقیقت مین نہین کرتا لیکن کبھی ظفر انکے نصیب کرتا ہے استدراج اور مومنون کے امتحان اور پاداش کے واسطے وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اسواسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والون کو یعنے اللہ یہہ جو کیا سو مومنون کو گناہون سے نکھارنے پاک کرنے کے واسطے کیا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اور مٹادے منکرون کو یعنے کافرون کو ہلاک کرے اس آیت کا مطلب یون ہے دن بدلتے آتے ہین پھر اگر کافر غالب آکے تمکو شہید کرے تو اللہ تمکو گناہون سے پاک کرتا ہے اگر تم غالب آکے انکو قتل کرے تو اللہ تعالی کافرون کے نشانون کو مٹا دیتا ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ کیا تمکو خیال ہے کہ داخل ہوجاؤگے جنت مین اور ابھی معلوم نہین کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہین تم مین سے اور معلوم کرے ثابت رہنے والے احد کے جنگ مین ہزیمت پائے سو لوگون کو اللہ تعالی اس آیت مین عتاب کرتا ہے یعنے یہہ خیال نہ کرو کہ بن مجاہدہ اور بن صبر کے تم بیٹھے بیٹھے بہشت مین چلے جاؤگے اور ثواب حاصل کروگے بلکہ بہشت مین جانیکے واسطے لوگ جیسے مارے پڑے اور اپنی جان اللہ کی راہ مین دئے اور زخم کے درد کو سہے اور دشمن کے مقابلہ سے نہین ٹلے تم بھی جہاد کروگے اور مشقتون کو سہوگے تو بہشت مین جاؤگے واو ویعلم مین جو ہے اسکو واو الصرف اور واو المعیت کہتے ہین اسکے بعد ان پوشیدہ ہوکے یعلم کو نصب دیا ہے یعنی بہشت مین جانا اور جہاد پر صبر کرنیکو ترک کرنا دونون جمع نہین ہوتے اللہ تعالی کا علم قدیم اور ازلی ہونے مین سابق کی آیت ولیعلم اللہ الذین امنوا منکم مین جو تقریر کرتے تھے اسجگہہ بھی وہی تقریر ہے اور علم سے معلوم مراد ہے معنی یون ہین کیا تمکو بہشت مین داخل ہوجانیکا خیال ہے اور ابھی تمہارے سے جہاد صادر نہین ہوا یا اسکی معنی یون ہے جہاد جو تمپر واجب ہے جسکے وقوع سے تمکو اجر ملتا ہے سو اللہ تعالی معلوم نہین کیا اگرچہ جو ہونہار ہے اللہ تعالی اسکو جانتا ہے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور مقرر تم آرزو کرتے تھے مرنے کی اسکی ملاقات سے پہلے سو اب دیکھا تم نے اسکو انکھون کے سامنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالی بدر کے جنگ مین حاضر ہوئے سو لوگون کو جو مرتبہ دیا سو سنکے صحابہ آرزو کرنے لگے کہ اگر اب جنگ کا کام پڑے تو ہم اپنی جان دینے کو

دریغ نکرینگے اُن کو جو فضیلت ملی ہم بھی حاصل کرینگے اللہ تعالی انکی آرزو برآنے واسطے احد کا روز درپیش کیا لاف
مارنے والے جو تھے تن وہی نہ کئے اور جنکا ایمان راسخ تھا وہی ثابت قدم رہکے جان بازی کئے الموت سے مراد یا جنگ
کیونکہ وہ موت کا سبب ہے یا شہادت کی موت ہی یعنے تم جنگ ہونے کی اور شہادت ملنے کی آرزو جو کرتے تھے اُسکو اپنی انکھون
سے دیکھے تمھارے بھائی اور قرابتی مرکے سامنے پڑے اور تم کسواسطے ہزیمت کھائے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اور محمد
تو نہین مگر ایک پیغامبر ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ہو چکے پہلے اُس سے بہت پیغامبر یعنے سابق کے
پیغامبر جیسے مرگئے یا مارے گئے اور اون پیغمبرونکی امت جیسی اپنی دین پر قایم رہی ویسا ہی محمد بھی مرجائیگا یا مارا جائیگا
تو تمکو بھی محمد کے بعد اُسکے دین پر قایم رہنا ضرور ہے کیونکہ پیغمبر مبعوث ہونے سے غرض رسالت کو پہنچا دینی اور اُمت پر
حجت قایم کرنی ہے رسول کا قوم مین ہمیشہ باقی رہنا غرض نہین اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ
پھر کیا اگر وہ مرگیا یا مارا گیا تم پھر جاؤگے اُلٹے پاؤن یعنے کافر بن جاؤگے اور اپنے اول کے دین کی طرف رجوع کروگے
اس آیت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مین سے گذر جاوین تو اُنکے مرتد ہونے اور دین سے پھر جانے پر انکار ہے یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے گذر جانے سے دین مین ضعف نہ آئیگا اور مومن پھر جائینگے اہل سیر کہتے ہین تیر انداز لوگ جنکو عبد اللہ بن جبیر کے تابع کرکے محافظت
کیواسطے کھڑا کئے تھے غنیمت کیلئے بے حکم اس مقام سے نکلے خالد بن ولید نے جو مشرکون کے میمنے کی فوج کا سردار تھا جگہہ خالی دیکھکے عبد اللہ
بن جبیر وغیرہ چند شخص اس مقام مین جو کھڑے تھے اُنکو مارکے مسلمانون کی فوج پر حملہ کیا مسلمان جو ادہر تھے بھاگ کے اپنی جماعت مین داخل ہونے کیواسطے آئے
مسلمانونکو شبہہ ہوگیا دشمن سمجھکے آپس مین آپ مارنے لگے اور منتشر ہوگئے عبد اللہ بن قمہ نے پتھر مارکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا اور چہرہ زخم
لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر چڑھنا چاہے حضرت دو زرہ بکتر پہنے ہوے تھے اسپر چڑھ نہ سکے تب طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی پشت پر پاؤن
رکھکے پتھر پر چڑھے اور فرما طلحہ نے اپنے کو جنت واجب کرلیا ابو سفیان کی بیبی ہندہ عتبہ کی اور مشرکون کی دوسری چند عورتین شہیدونکے ناک کان کاٹ کے ہار بنا کے
پہنین وحشی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا کرکے ہندہ اُسکو اپنے بدن پر کا مالا اور پہنچین نکال کے دی وحمزہ رضی اللہ عنہ
کا شکم چیرکے کلیجہ نکالی اور اسکا ایک تکہ لیکے چابی اور نگل نہ سکی اُسکو پھینک دی اور عبد اللہ بن قمہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنیکے ارادے سے آیا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
نشان اُٹھائے تھے اُسکے مقابلے مین آئے ابن قمہ نے مصعب کو شہید کیا اور سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو شہید کیا ہون پھر لوگون مین جاکے کہدیا مینے محمد کو قتل کیا کافرون مین سے کسی نے پکارا محمد مارے گئے

کہتے ہین کہ یہہ ندا ابلیس کی تھی پھر لوگ متفرق ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بلانے اور فرمانے
لگے اِلَیَّ عِبَادَ اللہ یعنے ای اللہ کے بندے میری طرف آؤ پھر تیس شخص تک آپکے پاس جمع ہوئے اور آپکے نزدیک سے
مشرکین کو ہٹا دئیے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اتنے تیر مارے کہ کمان کے گوشے ٹوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی ترکش کے تمام تیرونکو خالی کر دئیے اور فرمائے تیرون کو پھینک میرے ماں باپ تیرے پر سے فدا ہین اور ابو طلحہ
رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے اتنے تیر چلائے کہ دو یا تین کمانین ٹوٹ گئین کوئی شخص تیرون کا ترکش لیجاتا سو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے تو فرماتے تیر ابو طلحہ کو دے ابو طلحہ تیر مارتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاکے ملاحظہ
کرتے کہ اِنکا تیر کہان لگا اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کے مار کو اپنے اوپر لیا
سو اُنکا ہاتھ شل ہو گیا اور قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کو مار لگ کے اُنکی آنکھ کا حدقہ رخسارے پر نکل پڑا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اُسکو اُسکے گھر مین لگا دئیے آنکھ اول سے زیادہ بہتر ہوئی جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی پر گئے ابی بن خلف الجمحی آپکا قصد کرکے آیا اور کہتا تھا لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا مُحَمَّدٌ یعنے محمد بچا تو
مین نہین بچا لوگ عرض کئے یا رسول اللہ حکم ہو تو ہم اُسکو مار لیتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو
چھوڑ دو تا وہ میرے پاس آوے ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا میرے یہان گھوڑا ایکا
بچھیرا ہے اُسکو ہر روز پھر سیر دانا دیتا ہون اُس پر بیٹھ کے تمکو مارونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے انشاء اللہ
مین تجھکو مارونگا جب وہ نزدیک ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث بن الصمۃ رضی اللہ عنہ کے پاس سے حربہ لیکے
اُسکو ایسا جھٹکے کہ ہم حضرت کے نزدیک سے سرک گئے جیسا اونٹ اپنی پشت جھٹکے تو مکھی اڑ جاتی ہے اور حربہ
اُسکے گردن پر مارے زخم تو پوست ہال لگی پر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوکے زمین پر گرا اور گائے پکارے سا
پکارنے لگا کہتا تھا محمد نے مجھکو قتل کیا اُسکو اُسکے لوگ آکے اٹھا لیگئے اور بولے اس زخم سے کچھ اندیشہ نہین بولا
اس مارسے مین نہ بچونگا اگر ربیعہ اور مضر کی تمام قوم کو یہہ مار لگتا تو وہ سب جاتے محمد مجھکو قتل کرونگا کرکے کہے
بعد اگر مجھ پر تھوکتے تو مین مرجاتا پھر ایک روز جی کے موا بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت کی طرف اشارہ کرکے فرمائے اللہ کا سخت غضب ہوا اون قوم پر جو اپنے نبی سے
یہہ کئے اللہ کا سخت غضب ہوا اس شخص پر جسکو رسول اللہ نے اللہ کی راہ مین قتل کیا بھی بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

روایت کیا ہے کہ اللہ کا غصہ بہت سخت ہوا ان پر جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کئے اور اللہ کا غصہ بہت سخت
ہوا اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو خون آلود کیا اہل سیر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مارے گئے کرکے بات لوگوں میں اشتہار پائی بعد بعضے مسلمان کہنے لگے اسوقت ہم عبد اللہ بن ابی بن سلول پاس
دوڑ کے ہمارے لئے ابوسفیان سے امان لیو تو مناسب دکھتا ہے اور بعضے جنگ نہ کرکے بیٹھ گئے بعضے منافق کہنے لگے
محمد مارے گئے ہیں تو تم اپنے اول کے دین کو اختیار کرو انس بن النضر رضی اللہ عنہ جو چچا تھے انس بن مالک کے کہنے لگے
اے لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے تو کیا ہوا محمد کا رب تو نہیں مارا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہکے
کیا کروگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکام کیواسطے جنگ کئے اسپر ہم بھی جنگ کرنا حضرت جس امر پر مرے
ہم بھی اسی پر مرنا بعد کہے یا اللہ میں عذر چاہتا ہوں انکے مقولے سے یعنے مسلمانوں کے اور بیزار کرتا ہوں ان کے کام
سے یعنے مشرکوں کے اور اپنی تلوار کھینچکے جنگ کئے یہاں تک کہ مارے گئے موے بعد دیکھے تو انپر ستر زخم سے زیادہ
تھے انکو کوئی پہچان نہ سکے مگر انکی بہن انکی انگلیوں کو دیکھ کے پہچانی بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کر
گئے اور لوگوں کو بلوانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول جو پہچانے سو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے
کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو دیکھا خود کے نیچے سے چمکتے ہیں میں نے چلاکے کہا اے مسلمانو
دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اشارے سے فرمائے خاموش رہ پھر صحابہ
حضرت کے پاس جمع ہونے لگے سو ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انکو ملامت کئے کہ تم کیا واسطے بھاگے کہے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ سے فدا ہیں ہم سنے کہ آپ قتل ہوئے
اس لئے ہم بھاگے اس پر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کی وما محمد الا رسول الآیہ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ
يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا اور جو کوئی پھر جاویگا الٹے پاؤں وہ نہ بگاڑیگا اللہ کا کچھ یعنے جو شخص دین سے پھر جائیگا اور
مرتد ہوگا تو اللہ کا کچھ نقصان نہوگا اللہ سب سے غنی ہے وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اور اللہ ثواب دیگا
بھلا ماننے والوں کو یعنے وے جو اپنے دین پر ثابت رہے اور جنگ سے نہیں ہٹے اللہ تعالی انکو شاکرین
بولا اسواسطے کہ وے اللہ کی نعمتوں کا شکر جو ان پر تھا اسکو ادا کئے وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا اور کوئی جی مر نہیں سکتا مگر اللہ کے حکم سے لکھا ہوا مقرری وقت یعنے اسوقت

موت نہین ٹلتی آگے پیچھے نہین ہوتی اللہ تعالی اس سے مسلمانون کی شجاعت بڑھاتا ہی اور جہاد کرنے پر انکو ہمت دیتا ہے
کیونکہ بے حکم اللہ کے کوئی نہین مرتا اور موت کا وقت مقرری ہی اس سے نہین ٹلتا جس اختیار کرنا اور جنگ سے بھاگنا موت سے
نہین بچاتے وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہیگا بھلا دنیا کا ہم اسکو اس مین سے دیگے یعنے
جو کوئی نیک عمل کرتا ہی اور اس عمل سے اسکا ارادہ دنیا کی خوبی ملنی ہے تو اسکے خواہش کے مطابق کچھ ایک جو ہم
ازل مین مقرر کیے ہین دینگے وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہیگا اجر آخرت کا ہم اسکو
اسمین سے دینگے احد کے روز غنیمت حاصل کرنے مین جو لوگ لگے اور جو غنیمت کا خیال نہ کرکے ثابت قدم رہے انکی شان مین
یہ آیت نازل ہوئی اگرچہ یہ آیت جہاد کے مقدمہ مین اُتری ہی لیکن اُسکا حکم سب اعمال کو شامل ہی کیا واسطے کہ بندہ کی تمام
اعمال کا اصل نیت پڑی ہی اگر عمل سے دنیا منظور ہو تو اسکی جزا دنیا مین ملیگی اور جسکو عمل سے آخرت منظور ہو تو اسکی جزا آخرت مین ملیگی
اس آیت کا مضمون مطابق اس حدیث کے ہی جسکو امام احمد و بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انکو ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انما الاعمال بالنیات آہ یعنے اعمال نہین مگر نیتون سے اور ہر آدمی کو وہی ہی جو نیت
کیا ہی پھر جسکی ہجرت اللہ کے اور اسکے رسول کے لئے ہی تو وہ ہجرت اللہ کی اور اسکے رسول کی ہی اور جسکی ہجرت دنیا
حاصل کرنے کیلئے ہی یا عورت کو نکاح کرنیکے لئے تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہی جو اسکے لئے ہجرت کیا اور بغوی نے
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکی نیت آخرت کو طلب کرنا
ہوگی تو اللہ تعالی اسکے دلمین اپنی غنا رکھیگا اور اسکے کام مین جمعیت دیگا اور دنیا اسکے پاس ناک گھستی آتی
ہی اور جسکی نیت دنیا کی طلب ہی تو اللہ تعالی فقیری اسکی آنکھ مین رکھتا ہی اور اسکے کام اسپر پراگندہ کرتا ہی اور اسکے
پاس کچھ دنیا نہین آتی مگر وہی جو اسکے لئے لکھا ہی وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ اور ہم ثواب دینگے شکر کرنے
والون کو یعنے مومنون کو جو اللہ تعالی کے حکم کو نہین توڑتے اور جہاد سے منہہ نہین موڑتے وَكَاَیِّنْ

مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا بہت نبی ہین جنکے ساتھ ہو کر لڑے ہین بہت ربیان سو نہ سست ہوئے ہین
کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ مین اور نہ کمزور ہوئے ہین اور نہ دبگئے ہین قاتل مین دو قرأت ہین حمزہ
اور کسائی اور عاصم اور ابن عامر اور ابوجعفر اور خلف قاتل کرکے قرأت کرتے ہین قاف کے بعد الف

اور تا کی فتح سے نافع اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور یعقوب قُتِل قاف کی ضم سے اور تا کی کسرہ ماضی مجہول کے
صیغے سے پڑھتے ہین ہم ترجمہ جو کئے ہین پہلی قرارت پر ہے اس قرارت پر ربیون قاتل کا فاعل ہے یعنے کئی نبی کے ساتھ
ہو کے بہت سے ربیان دشمن سے جنگ کئے اور زخم کھائے لیکن اس سے انکو کچھ سستی اور ناتوانی نہ آئی اور دشمن کے دبیل
نہوئے کس واسطے کہ اللہ کی راہ مین اور اسکی اطاعت مین اور دین کی نصرت و تائید مین یہ زخم لگے ہین بلکہ دشمن سے
مقابلہ کرنے مین ویسے ہی شیر رہے ای محمد کی امت تمکو بھی ان گذشتہ لوگون کی چلن اختیار کرنا اور جہاد مین صبر کرنا
اور شیرو کی مانند کافرو نپر حملہ کرنا ضرور ہے جو قاری قُتِل مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہین انکی قرءت پر قتل کا نائب فاعل کون
ہے اوسمین تین وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے قتل کا نائب فاعل ضمیر ہے نبی کی طرف پھرتی ہے معہ ربیون کثیر کا جملہ حال ہے اسوجہ
مین قتل پر وقف کرنا کیا اسطے وہ کلام تمام ہوا اب معنی یون ہوگی کئی نبی مارے پڑے اور اونکے ساتھ ربیان
جو تھے اپنا نبی مارے جانے سے کچھ سستی اور ضعف اختیار نہین کئے بلکہ جہاد مین ثابت اور دین کی نصرت مین قایم رہے تم بھی
ویسی ہی رہا چاہیے دوسری وجہ قتل کا نائب فاعل نبی کی ضمیر ہے اور ربیون محذوف فعل کا نائب فاعل ہے یعنے کئی نبی
مارے گئے انکے ساتھ بھی بہت ربیان مارے پڑے تسپر بھی جو لوگ باقی تھے اونکو سستی نہ آئی تیسری وجہ قتل کا نائب فاعل ربیون ہے
اور یہہ جملہ کاین کی خبر ہے یعنے کئی نبی کے ساتھ بہت سے ربیان مارے گئے لیکن جو لوگ باقی رہے سو اپنے نبی کی رفاقت نہین چھوڑے
سستی نہین اختیار کئے تمکو بھی انکے طریقہ پر چلنا چاہیے اس آیت مین کنایہ ہے انکی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم مرے کی خبر
سنکر سست ہوے اور جہاد سے ہاتھ کھینچے او جو دبیل ہوکے ابو سفیان سے امن لینے عبد اللہ بن ابی منافق کو حمایتی کرنا چاہے ربیون جمع ربی
کی ہے ربی اس عالم کو کہتے ہین جو خدا ترس ہو بعضے کہتے ہین ربی تابعدار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ربیون
کی معنی بہت جماعتین بعضے کہتے ہین ربیون ہزار دن ضحاک کہتا ہے ایک ربی ایک ہزار آدمی کو کہتے ہین کلبی کہا ہے
ایک ربی کے دس ہزار آدمی ہین وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ چاہتا ہے ثابت رہنے والون کو

وزد
التسع الاول من القرآن

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور کچھ نہین بولے وے ربیون مگر یہی کہا کہ ای رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم زیادتی ہوئی ہمارے کام
مین اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور مدد دے ہمکو منکر قوم پر فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا پھر دیا اللہ نے انکو ثواب دنیا
کا یعنے نصرت ہونا اور غنیمت ملنا اور عزت بڑھنا اور نیک نامی حاصل کرنا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ

اور خوب ثواب آخرت کا یعنی جنت اور نعمتیں اور اللہ کی رضوان آخرت کے ثواب کو حسن کا قید لگایا تا اُسکی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کے پاس وہی معتبر ہے معلوم ہو وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو يٰۤاَيُّهَا ع

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ

اے ایمان والو اگر تم کہا مانوگے کافرون کا تو تمکو پھیر دینگے ایڑیون پر پھر جا پڑوگے نقصان میں کافرون سے

یہود و نصارا مراد ہین یا منافق ہین جو احد کے دن ہزیمت دیکھکے کہنے لگے تم اپنے اول کے دین مین ملجاؤ محمد اگر نبی ہوتے تو مارے

نہ جاتے ایڑیون پر پھرنا یعنے الٹے پاؤن جانا اس سے اول کا امر جو کفر اور شرک ہو اختیار کرنا مراد ہے یعنے تم انکا کہا اگر مانوگے

تو تمکو کافر بنا دینگے خسران جو کہا اُس مین دنیا اور آخرت دونون کا خسارہ ہے دنیا کا یہہ خسارہ ہے کافرون کے

مطیع ہونا اور دشمنون سے ذلیل بننا آخرت کا خسارہ بہشت سے محروم ہونا اور دوزخ مین جانا بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ

بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ اور وہ بہتر مددگار ہے یعنے تم کافرون کا کہا اسواسطے مانتے

ہوگے کہ وے تمہاری مدد کرین وے تو اپنی ذات کو مدد کرنے سے عاجز ہین تمکو کیا مدد کرینگے تم اللہ کی مدد مانگو

اسی کی مدد سب سے بہتر ہے سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ اب ڈالینگے ہم کافرون کے دلمین ہیبت مدد

مین کافرون کے مسلمانون کو ہزیمت دیے بعد اللہ تعالیٰ نے کافرون کے دل مین رعب ڈالا اسے سبب واپس لے گئے ابو سفیان

جاتے وقت پکار کے بولا یا محمد تم جانتے ہو تو تمہارا ہمارا وعدہ سال آئندہ پر بدر مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمائے انشاء اللہ بہتر بعضے کہتے ہین کفار مکے کی راہ لئے بعد تھوڑا جاکے پشیمان ہوئے اور کہنے لگے ہم کیا برا کام کئے انکے

اکثر لوگون کو قتل کرکے بہائے بھاگون کو چھوڑکے چلے جانا عقل کا کام نہین پھر جاکے اُنکو ٹھکانے لگا دینا جب اس

بات کا عزم کئے تو اللہ تعالیٰ اُنکے دلون مین رعب ڈالا اُنکو پھر کر آنے کی طاقت نہوئی بعضے مفسرین کہتے ہین کافرون کے

دلمین ہیبت پڑنی مخصوص احد کے دن ہی تھی صحیح بات یہہ ہے کہ یہہ ہیبت مخصوص نہین بلکہ عام ہے گویا یون فرمایا اس

جنگ مین تمکو ہزیمت ہوئی کرکے غم نکرو آئندہ اللہ تعالیٰ کافرون کے دلمین رعب ڈالیگا اور اُنکو تمہارے عاجز بنادیگا

اور تمہارے دین کو سب دینون پر غالب کریگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا کیا دین اسلام سب دینون پر غالب آیا

بخاری وغیرہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو پانچ چیز عطا ہو مجھ سے آگے کے کسی نبی کو عطا

نہین ہوئے تھے سو اُس مین کہا نصرت بالرعب مسیرۃ شہر یعنے مجھکو ایک مہینے کی راہ ہیبت سے فتح ہوئی اس قول کو

تائید کرتی ہے بِمَا اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا اسواسطے کہ انھون نے شریک ٹھہرایا اللہ
کا جسکی اسنے سند نہین اتاری یعنے انکی دلون مین رعب ڈالنے کا سبب یہہ ہی کہ وے بتون کو اللہ کا شریک
ٹھہراتے وَمَاْوٰھُمُ النَّارُ اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے وَبِئْسَ مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ اور دوزخ بری رہنے کا
ہے بے انصافون کی وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ اور البتہ اللہ سچ کرچکا تم سے اپنا وعدہ محمد بن کعب
قرظی سے منقول ہو کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ جنگ کے مقام سے اپنے گھرون کو آئے تو بعضے لوگ کہنے
لگے ہمپر یہہ مصیبت کیا واسطے ہوئی اللہ تعالی تو نصرت کا ہم سے وعدہ کرچکا تھا تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا یعنے اللہ تعالی نے نصرت اور ظفر کا وعدہ جو کیا تھا اسکو سچ کردیا پہلے مسلمانون کی فتح ہوئی
اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِہٖ جب تم لگے انکو کاٹنے اسکے حکم سے یعنے اللہ کے ارادے اور اسکے حکم پر
تم کافرون کو ایمسان قتل کرنے لگے یہان تک کہ کافرون کی نشان بردار بنے عبد الدار کے قبیلے والے
گیارہ شخص قتل ہوئے دیکھو یہہ کیسی فتح ہوئی تھی حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ
مِنْ بَعْدِ مَا اَرٰکُمْ مَا تُحِبُّوْنَ یہان تک کہ تمنے نامردی کی اور کام مین جھگڑا ڈالا اور بے حکمی کی بعد اسکے
کہ تمکو دکھا چکا تمھاری خوشی کی چیز حتی اذا کی معنی یہان تک کر کہ ہم جھگڑے اس معنی پر کچھ تقدیر کرنیکی حاجت نہین
بعضے اسکی معنی یون کرتے ہین یہان تک کہ جس وقت اس معنی پر جزا کی تقدیر کرنا ضرور ہی تقدیر یون ہوگی حتی
اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم منعکم اللہ النصر یعنے یہان تک کہ جس وقت تمنے نامردی کی اور کام مین
جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی تو اللہ نے نصرت کو تم سے منع کیا نافرمانی انکی یہہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احد کو اپنی پشت پر لئے اور منہہ مدینے کی جانب کی طرف کئے اور تیر اندازون کو پہاڑ کے درے پر بٹھلائے اور انکو
جتادئے کچھ ہی ہو تم اس مقام کو ہرگز نہ چھوڑو بے حکم اس جگہہ کو ترک کئے کام مین جھگڑا ڈالے یعنے باہم بکرار خلاف
کئے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیر انداز لوگ جو تھے مشرکون کی ہزیمت دیکھ کے کہنے لگے یہان
کیا کرتے کھڑے ہو کے غنیمت پیدا کرنے چلو انکا امیر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو یہان سے تجاوز نہ کرنیکی
جو تاکید کئے تھے کیا اسکو بھول گئے وے باہم پھر جھگڑنے لگے کوئی بولا نہ جانا اور کوئی بولا جانا آخر عبد اللہ بن
جبیر کے ساتھ دس شخص سے کم رہگئے باقی سب لوگ نکل گئے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل دیکھے کہ میدان خالی ہے

اُس طرف سے چلے گئے عبد اللہ بن جبر اور اُن کے ساتھ والوں کو قتل کر کے مسلمانوں کی بڑی جماعت کا قصد کئے مسلمان صف باندھکے جو کھڑے تھے اُنکی صف ٹوٹ کے مومن اور مشرک خلط ہو گئے اور جنگ کا شعار جو تھا بھول گئے اپنے لوگ پر آپ تلوار چلانے لگے فتح کے واسطے باد صبا جو چلتی تھی موقوف ہو کے دبور چلنے لگی ابلیس پکارا کہ محمد مارے گئے سو لوگوں کے دلوں میں جبن آگیا ایک جماعت یعنے بھاگ کے مدینہ کی راہ لی مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا کوئی تم میں سے چاہتا تھا دنیا یعنے وے جو مقام چھوڑ کے غنیمت لینے دوڑے وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت یعنے وے جو عبد اللہ بن جبر کے ساتھ رہ کے مقام نہیں چھوڑے ثُمَّ صَرَفَكُمۡ عَنۡهُمۡ لِيَبۡتَلِيَكُمۡ پھر تمکو یعنے مسلمانوں کو الٹ دیا اُنپر سے یعنے کافروں سے یعنے تم اُن سے ہزیمت پائے اس واسطے کہ تمکو آزماوے یعنے مخلص کون ہے اور منافق کون ہے دنیا کون چاہتا ہے آخرت کون چاہتا ہے سو معلوم ہووے وَلَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ اور تحقیق اللہ وہ تمکو معاف کر چکا یعنے تم سے یہہ گناہ جو سرزد ہوئی رسول کے حکم کا خلاف کرنا اور کافروں کے منہہ پر سے بھاگنا اللہ اسکو معاف کیا وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اور اللہ فضل رکھتا ہے مومنوں پر اِذۡ تُصۡعِدُوۡنَ جب چڑھے جاتے تھے تصعدون کا صیغہ مشتق اصعاد سے ہے اُسکی معنی زمین پر دور چلے جانا یعنے تم ہزیمت پا کے نبرد گاہ سے بھاگتے چلے جاتے تھے وَلَا تَلۡوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو یعنے ایسے ہواسی بھاگتے تھے ایک دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتا تھا وَّالرَّسُوۡلُ يَدۡعُوۡكُمۡ فِىۡۤ اُخۡرٰٮكُمۡ اور رسول پکارتا تھا پچھاڑی میں یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو پیچھے سے پکارتے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ جو پھر کے آئیگا اُسکو بہشت ہے فَاَثَابَكُمۡ غَمًّا ۢ بِغَمٍّ پھر تمکو بدلا دیا دکھ بعد دکھ کے اثاب کا صیغہ ثوب سے مشتق ہے ثوب کی معنی لغت میں رجوع کرنا اور کام کرنے والے کو اُسکے کام کی جزا جو دیتے ہیں اُسکو ثواب کہتے ہیں پھر وہ کام نیک ہو یا بد اس جگہہ اثاب کی اصل معنی مراد لیو تو مطلب حاصل ہوا یعنے تمہارے بھاگنے کی پاداش دیا لیکن اثاب کا استعمال اکثر خیر میں ہوتا ہے شر میں نہیں ہوا اس تقدیر پر اُنکی عقوبت کو مجازاً ثواب کر کے کہا اس کو علم بلاغت میں تہکم کہتے ہیں بندہ عاصی کہتا ہے اس جگہہ اگرچہ ظاہر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اثاب کا لفظ عقوبت میں مستعمل ہے لیکن حقیقت میں وہ عقوبت نہیں تھی بلکہ آخرت کے نجات کی سبب تھی اسلئے اثاب کا اطلاق کیا بغم میں بے کا لفظ

ثمن

جو آیا ہے مع کی یا علی کی معنی سے پر یعنے غم غم کے ساتھ یا غم پر غم بعضے یہ کو اسکے اصل معنی پر رکھتے ہین
اور ترجمہ یون کرتے ہین غم سے غم متصل ہے دو غم سے کیا مراد ہے بعضے کہتے ہین پہلا غم وہ جو انکو فتح نہونی
اور غنیمت نہین ملی دوسرا غم انکو جو ہزیمت ہوئی اور لوگ مارے پڑے بعضے کہتے ہین پہلا غم انکو جو زخمین لگین
اور لوگ مارے پڑے دوسرا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کرکے جو سُنے سو اس غم نے اونکے غم
کو بھلا دیا بعضے کہتے ہین پہلا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا جو خلاف کئے اسکی جزا مین اللہ تعالی نے
انکو ہزیمت دی اور لوگ مارے پڑے بعضے کہتے ہین غم غم سے مخصوص دو غم مراد نہین بلکہ اسکی معنی یون ہین
بہت سے غم علی الاتصال اُن پر وارد ہوئے لوگون کا قتل ہونا اور زخمین کھانا اور اپنے معصیت ہوئی
اور عذاب آخرتکا اندیشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کرکے سُنا اور کافر بارثانی ان پر
یورش کرتے ہین اور ابو سفیان مدینہ مین گھس کے گھر دار کو تباہ کرتا ہے کرکے متفکر ہونا لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا
فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ تا اداسی نہ کرو جو ہاتھ سے جاوے اور نہ جو سامنے آوے معلوم کیجیے لکیلا کے
لا مین دو قول ہین پہلا قول لا اپنی اصل معنی پر جو نفی ہے باقی ہے اور اس جملہ کا تعلق عفا عنکم سے ہے یعنے اللہ نے انکو
وہ معاف کیا تا تمکو دکھ نہو اُسکا جو فوت ہوئی اور نہ اُسکا جو تمکو پہنچا کیا واسطے اللہ تعالی عفو کرنے سے اداسی جو تھی
سو جاتی رہی بعضے اسکی معنی یون کرتے ہین تمکو غم ایسا ہوا جو تمہاری اداسی کو بھلا دیا دوسرا قول لا کا
کلمہ زاید ہے صلۂ کلام کے واسطے اب معنی یون ہوگی تمکو غم دکھایا تا طول ہو اسپر جو فوت ہوئی اور اسپر جو تمکو
عقوبت پہنچی وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی یعنے تمہارے سب کام نیک
و بد اسکو معلوم ہین ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ پھر تم
پر اتارا دکھ کے بعد امن کو اور اونگھ کہ گھیر رہی تھی تم مین بعضو کو یہہ خطاب مومنون کو ہے یعنے اُس خوف اور غم کے
بعد تمکو اللہ تعالی نے ایسا بے فکر کر دیا کہ تمکو نیند آنی شروع ہوئی نیند آنا علامت بیفکری کی ہے جسکو خوف سراسر ہوتی
اسکو نیند نہین آتی بخاری نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے مین اونہین لوگون مین تھا جسکو احد کے روز
اونگھ گھیری تھی میرے ہاتھ سے تلوار گری جاتی تھی اور مین اٹھا لیتا تھا امام احمد اور حاکم کی روایت مین یا ہے کہ
ابو طلحہ کہے احد کے روز مین سر اٹھا کے دیکھا جسپر نظر پڑی اسکا یہہ حال تھا کہ ڈھال کے نیچے سر رکھ کے نیند سے

جھک رہا ہے ابن اسحق نے کتاب المغازی مین زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمپر نہایت خوف ہوا پھر اللہ تعالی ہمپر نیند بھیجا اُسوقت معتب بن قشیر بولا تھا لو کان لنا من الامر شئی ما قتلنا ہہنا یعنے ہمارے ہاتھ مین کچھ امر ہوتا تو ہم یہان نہ مارے جاتے اُسکی یہہ بات مین سنا اور مجھہ پر نیند اس قدر غلبہ کی تھی کہ وہ بات مجھکو خواب معلوم ہوتی تھی وَطَائِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ اور بعضون کو فکر پڑی تھی اپنے جی کی اس طایفہ سے منافق مراد ہین اللہ تعالی مخلصون پر نیند بھیجا منافق پر نیند نہ آنے سے وے اپنے جان بچانیکی فکر مین پڑے تھے يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلون کے یعنے اللہ پر جو خیال کرنا ہے وہ نہ کرکے جھوٹے خیال کرتے تھے جیسا جاہلیت والے کرتے ہیں يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ ہل استفہام کا کلمہ ہے اُسکی معنی نفی کی ہے اور امر سے ظفر اور فتح مراد ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظفر کا وعدہ ہم سے جو کئے تھے کچھ نہ ہوا مشرکون کو غلبہ ہے بعضی کہتے ہین یہہ استفہام انکاری ہے اور وہ مقولہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ہے اُسنے اول کہہ دیا تھا مدینے سے نہ نکلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اوسکی بات کا خلاف کرکے مدینہ سے نکلے اور لوگ شہید ہوئے عبد اللہ بن ابی بن سلول کو خزرج کے بہت سے مارے جانے کی خبر ہوئی اُس نے سنکے کہا مین اُنکو منع کیا تھا میری بات مانکے مارے پڑے قُلْ تو کہہ ای محمد اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ سب کام اللہ کے ہاتھ ہی فتح اور غلبہ نصرت اور شکست قضا و قدر سب اُسکی اختیار مین ہین جو چاہے سو کرے يُخْفُونَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ چھپاتے ہین اپنے جی مین جو تجھ سے ظاہر نہین کرتے یہہ جملہ حال پڑا ہے یقولون کی ضمیر کا يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا کہتے ہین اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ تو ہم مارے نجاتے اس جگہ یہہ جملہ سابق کے جملہ کا بیان ہے یعنے دلمین بات جو پوشیدہ رکھتے ہین سو یہہ ہی کہتے ہین ہمکو اگر اختیار ہوتا تو ہم محمد کے ساتھہ نہ نکلتے اور مارے نجاتے یہہ مقولہ معتب بن قشیر کا ہی قُلْ تو کہہ ای محمد لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ اگر تم ہوتے اپنے گھرون مین البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا ہی جانا اپنے پڑاو پر اِس آیت کا مطلب یہہ ہی اندیشہ اور حذر کرنا قدر کے آگے

نفع نہین دیا اور تدبیر تقدیر کو دفع نہین کرتی تم اگر اپنے گھرون مین رہتے تو بھی جن کی قضا آئی تھی وہ البتہ گھرون سے نکل آتے اور مر کر گرنے کی جو جگہ ہے وہان پہنچتے وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمھارے جی مین ہے یہہ جملہ فعل محذوف کی علت ہے تقدیر یون ہو ولم ینصرکم یوم احد لیبتلی اللہ یعنے احد کے دن تکو نصرت نہین دیا کہ اسکے تمھارے جی مین اخلاص ہے یا نفاق سو اللہ کو آزمانا منظور تھا وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ اور نکھارنا تھا جو تمھارے دلون مین ہے یعنی شکست سے فایدہ یہہ تھا کہ تمھارے دل نکہار شبہے سے پاک صاف ہوجاوین وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ اور اللہ کو معلوم ہے جی کی بات یعنے لوگون کے دلونمین جو پوشیدہ ہے وہ سب اللہ کو معلوم ہے اسکو آزمایش وغیرہ کی کچھہ حاجت نہین محض لوگون پر مومن اور منافق کا حال کھل جانیکے واسطے یہہ کیا اِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا مقرر جو لوگ تم مین سے جسدن بھرین دو فوجین سو انکو ڈگا دیا شیطان نے کچھ انکے کرتب سے یعنے احد کے دن فوجین مسلمانون کے اور مشرکون کے جب مقابل ہوین تب تمھارے لوگ جو بھاگ گئے سو انکی گناہ کی شامت سے شیطان نے انکو لغزش دیا لغزش یہہ کہ جو انکے دلون مین وسوسہ ڈالا اور غنیمت کے لالچ سے مقام کو چھوڑ کے نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خلاف کئے بعضے کہتے ہین لغزش یہہ تھی کہ شیطان انکو انکے پہلے گناہ جو سابق سرزد ہوئے تھے یاد دلوایا پھر وے توبہ نہ کرکے اس حالت سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرنا مکروہ جانے اور اپنے پاس قرار دے لئے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو ایسی طور سے کرنا کہ وہ راضی ہو بہتر ہے کہ اب یہان سے جیبت ہونا عناد کی راہ سے یا نفاق سے نہین بھاگے اس آیت کے سیاق سے معلوم ہوا کہ لوگ سب نہین بھاگے نفس الامر مین ایسا ہی ہے لوگ تین تفریق ہوئے ایک جماعت نے بھاگ کے مدینہ کی راہ لی اور پاس لگا نہین الٹی انہین کے شان مین آیت اتری اور انکی تقصیر معاف ہوئی اور ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کر کے غم کھائے لیکن اپنے دین کے واسطے اور دشمن کو دفع کرنیکے لئے جان پر سے اٹھکے مردانہ کوشش کئے اکثر اکثر صحابہ کا یہی حال تھا اور ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی ہزیمت کی ابتدا مین ایک دو شخص ساتھ تھے بعد جب معلوم ہونے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات سے ہین ایک ایک دو دو آکے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہونے لگے اس حالت کے دیکھنے روایتوں مین اختلاف ہو کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کتنے شخص تھے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ آپکے ہمراہ فقط مقداد بن الاسود تھے اور بعضے
روایتون مین آیا ہو کہ طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ پانچ شخص تھے
اور ایک روایت مین آیا ہو کہ گیارہ شخص تھے اور ایک مین آیا ہے بارہ شخص تھے اور ایک مین آیا ہو کہ چودہ شخص
تھے مہاجرین کے ساتھ اور انصار کے ساتھ انکے نام بھی لکھے ہین ابو بکر اور علی اور عبد الرحمن بن عوف اور
سعد اور طلحہ اور زبیر اور ابو عبیدہ اور انصار کے ابو دُجانہ اور حُباب بن المنذر اور عاصم بن ثابت
اور حارث بن الصمہ اور سہل بن حنیف اور سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر یہہ نام واقدی نے لکھا ہو اور
بعضے روایتون مین سعد بن عُبادہ اور محمد بن مسلمہ کا نام بھی آیا ہے اور زیاد بن السکن یا عمارہ بن زیاد
بن السکن کا نام بھی آیا ہو اور عمر اور ابو طلحہ بھی ہمراہ تھے کرکے صحیح مین آیا ہے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ
اور تحقیق اللہ انکو بخش چکا کیونکہ وے نادم ہوا اور توبہ کئے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ بیشک اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھتا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا ای ایمان والو تم نہو انکی
طرح جو منکر ہوئے یعنے عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اور کہے اپنے بھائیون کو
یعنے انکو جو کفر اور نفاق مین ابن سلول کے شریک تھے یا انکو جو انکے بھائی تھے نسب مین لیکن مسلمان تھے
اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ جب سفر کو نکلین ملک مین یعنے تجارت کے واسطے یا اور کسی کام کے لئے
کسی ملک مین سفر جاوین اور وہان مرجاوین اَوْ کَانُوْا غُزًّی یا ہون جہاد مین اور
مارے جاوین غزی جمع غازی کا ہے لَوْ کَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا
قُتِلُوْا اگر رہتے ہم پاس نہ مرتے اور نہ مارے جاتے لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ تاکہ ڈالے
اللہ اُس سے افسوس اُنکے دلون مین لیجعل مین کا لام ایک مقدر جملہ سے متعلق ہے جسپر نفی دلالت کرتی
ہے تقدیر یون ہے لا تقولوا مثل قولهم لیجعل اللہ الآیہ یعنے اے مومنو تم منافقون کے بات کی مانند مت کہو
تا اللہ اُس قول سے منافقون کے دلمین افسوس ڈالے کیونکہ وے منافق جب تمھارے دلمین تم نہ مرتے کرکے
شبہہ نہ پاوے اور تم اُنکی بات کو خاطر پر نہ لاکے اپنے سفر اور جہاد کو نہ چھوڑے تو منافق کا مکر لوٹ گیا اور

ع

اُنکی بات کارگر نہوئی تو آخر وے افسوس کرینگے بعضے کہتے ہین اس کلام کی تقدیر یون ہے انہم قالوا ذلک الکلام لیجعل اللہ ذلک الکلام حسرۃ فی قلوبہم یعنے منافق یہہ بات کہے تا اُس بات سے اللہ اُن کے دلمین حسرت ڈالے اس تقدیر پر اونکے دلونمین حسرت آنیکی وجہ یہہ ہے کہ جو کوئی سو شخص کے قرابتی کہ جنکا ایمان قوی نہین یہہ بات جب سُنین تو اُنکی حسرت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہہ تھا کہ اگر ہم کد کرتے اور اونکو سفر اور جہاد سے منع کرتے تو وے نہ مرتے ہم اُنکو جدا ہوکے منع نکرنے سے وے مارے گئے جب عقیدہ یہہ ٹھہرا تو اُنکی حسرت البتہ زیادہ ہوگی مسلمان جو یہہ عقیدہ نہین رکھتے ہین اُنکو اُسکی موت سے افسوس نہین ہوتا سو معلوم ہے منافق شہید ڈالا تو اُسکو حسرت ہوتی ہے وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ اور اللہ ہی جِلاتا اور مارتا یہہ رد ہی منافقون کے قول پر یعنے تم جو کہتے ہو وے اگر نہ جاتے تو نہ مرتے ایسا نہین کیونکہ امر اللہ کے اختیار مین ہے جلانے اور مارنے والا صاحب وہی اللہ ہی اکثر مسافر اور غازی بچ جاتے ہین گھر مین بیٹھنے والا مرتا ہے گھر مین چھپکے رہنا فایدہ نہین دیتا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ

ورد ۱۶

اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ مین یا مرگئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی بہتر ہے اُس سے جو وے جمع کرتے ہین یعنے جہاد مین تم قتل ہوگے یا اللہ کی راہ مین نکل کے مروگے تو تمکو آخرت مین مغفرت ہوگی اور اللہ رحم کریگا یہہ بخشش اور مہربانی دنیا مین زندہ رہنے سے اور دنیا کو حاصل کرنے سے بہتر ہے مغفرۃ اور رحمۃ کو نکرہ جو لایا اُسمین اشارہ ہے کہ ذراسی مغفرت اور ذراسی رحمت تمام دنیا سے بہتر ہے ابو داوٗد نے ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کی راہ مین نکل کے مریگا یا مارا جائیگا تو وہ شہید ہے یا اُسکو گھوڑا اگر ائیگا یا اونٹ گرائیگا یا اُسکو کیڑا کاٹیگا یا اپنے بچھونے پر کسی طرح سے مریگا تو وہ شہید ہے اِسکی سند مین بقیہ بن الولید ہے جمہور اُسکو ثقہ کہتے ہین اور عبد الرحمن بن ثابت ابن ثوبان دمشقی ہے وہ صدوق ہے ابن المدینی اور ابو حاتم اور دحیم اور ابن معین اُسکی توثیق کیئے ہین ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو حج کیواسطے نکلیگا اور مر جائیگا تو اللہ تعالی اُسکے لئے قیامت تک حج کرنے والیکا ثواب لکھیگا

اور جو عمرہ کے لیے نکلیگا اور مر جاویگا تو اللہ تعالےٰ اسکے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والیکا ثواب لکھیگا اور جو جہاد کے واسطے نکلیگا اور مر جاویگا تو اللہ تعالیٰ
اسکے لیے قیامت تک غازی کا ثواب لکھیگا اسکی سند میں محمد ابن اسحق ہے اکثر لوگ اسکی توثیق کرتے ہیں اور اسکی حدیث کو حسن یا صحیح کہتے ہیں وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ
قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ اللہ ہی پاس اکٹھے ہوگے یعنے تم کسی طور
سے مرو آخرت میں سب اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے تب ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا دیگا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ
اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا انکو اس آیت میں جار مجرور کو مقدم کرکے فبما رحمة
فرمایا سو اس سے یہہ فائدہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرم دل ہونا اللہ کی رحمت ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لطف و ملایمت کرنیکی توفیق دیا اور اونکے دل میں مہر ڈالا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان پر نرم دل ہوے وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اگر تو ہوتا بد خلق سخت دل تو
البتہ منتشر ہوجاتے تیرے گرد سے فظ کی معنی بد خلق اور سخت گو اور جفا کرنے والا سخت دل وہ جسکو مہر نہیں اور یہہ
فظ اور غلیظ القلب دونوں صفت کو جمع کیا سو اسے کہ لوگ بعضے بد خلق اور سخت گو نہیں رہتے لیکن سخت دل ہوتے
ہے کسی پر رحم نہیں کرتے اس واسطے فرمایا تو بد خلق اور سخت دل نہیں حاصل یہہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر
بد خلق اور سخت دل ہوتے تو آپکے پاس لوگ نہ ٹھہرتے علی الخصوص اعراب جو جفا اور بے مروتی میں پکے تھے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش خلق نرم دل رہنا ضروری ہے معلوم کیجیے کہ رسول کی بعثت سے اللہ کے احکام اور شرع کے
تکلیفات خلق کو پہنچانا مقصود ہے یہہ غرض حاصل نہوگی جب تک لوگ دل سے اسکی طرف مایل نہوین یہہ بات تمام
نہوگی مگر رسول کے نرم دل اور مہربان رہنے سے اور ان سے ملنساری اختیار کرنا اور انکی بد خلقی سے درگذرنا
اور انکے تقصیرین معاف کرنا اور انکو شفقت کی نظر سے دیکھنا ان سببانکے دیکھتے رسول فظ اور غلیظ القلب رہنا جب
ہو امام قفال نے اس آیت کو احد کے روز کے واقعے پر حمل کیا ہے معنی یون کرتا ہے اللہ کی کچھ رحمت تھی احد کے روز
جب وے ہزیمت کے بعد بھی تیرے پاس آئے تو انپر نرمی کیا اگر تو فظ اور غلیظ القلب ہوتا اور انپر طعن و ملامت کرتا تو تیری ہیبت سے
اور بھاگنیکی شرم سے تیرے نزدیک سے نکل جاتے اور دشمن شیر ہوتا اسکی طمع زیادہ ہوتی فَاعْفُ عَنْهُمْ سو تو انکو معاف کر
یعنے انکی لغزش سے درگذر اور انکی تقصیر معاف کر وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور بخشش مانگ انکے واسطے یعنے اللہ تعالیٰ سے
انکی مغفرت چاہ تا اللہ تیری سفارش قبول کرے اور انکو بخشے بعضے کہتے ہیں معاف کر یعنے تقصیرین جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات سے کہے ہیں اور بخشش مانگ یعنے گناہوں کی جو حقوق الٰہی ہیں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور ان سے
مشورت لے کام میں یعنے اُنسے تجویز کیا کر بغوی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے زیادہ مشورت لیتا کسی کو میں نہیں دیکھی اور عبد الرزاق مصنف میں اور امام احمد اور اسحق
اور ابن حبان حدیبیہ قصہ میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہے اپنے اصحاب سے مشورت بہت کرتا ہو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی کو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کامل اور رائے صائب
رہتے پر اور وحی اُترنا اور اُنکی اطاعت تمام خلق اللہ پر بھلے بُرے اُمور میں فرض ہوتے ہوئے انکو مشورت کرنیکا حکم اللہ تعالی نے
جو فرمایا اُس کے چند وجہ ذکر کئے ہیں پہلی وجہ مشورت کا حکم جو کیا صحابہ کی عزت اور شان تبلانے اور اُنکی محبت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہونے ہی مشورت نہ کرے تو انکی ہتک تھی شاید آزردہ ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بدخلقی کریں دوسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عقل میں سب سے کامل تھے لیکن لوگوں کی عقل کو انتہا نہیں
ایک شخص کی رای میں مصلحت کی ایسی بات آجاتی ہے جو دوسرے کی عقل میں نہیں آتی علی الخصوص دنیا کے کاموں میں
مسلم نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں بھی ایک بشر ہوں
جب تمہارے دین کے کاموں میں کچھ امر کروں تو اسکو اختیار کرو اور جب تمکو امر کروں کچھ چیز کا میری رائے سے تو میں
بشر ہوں اور عایشہ اور انس رضی اللہ عنہا کی روایت میں آیا ہی کہ آپ فرمائے انتم اعلم بامر دنیاکم یعنے تمہاری دنیا
کے کاموں کا علم تمکو زیادہ ہی بخاری ادب المفرد میں اور عبد اللہ بن احمد زوائد زہد میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے
روایت کئے ہیں کہے کوئی لوگ آپس میں مشورت نہیں کئے مگر اللہ تعالی انکو بہتر چیز کی راہ بتایا اسکی سند قوی ہے یعنے
اُسکو مرفوع بھی روایت کئے ہیں لیکن وہ صحیح نہیں تیسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے مشورت لینے کی احتیاج
نہی لیکن لوگ آپکی اقتدا کرنے اور مشورت کرنیکی سنت جاری ہونے کو اللہ تعالی ایسا حکم کیا یہہ وجہ حسن بصری و سفیان
بن عیینہ سے منقول ہے چوتھی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے احد کے دن مشورت کئے بعضے تو نکلنے پر
بجد ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی نکلنے پر نہیں تھی جب انکی بات سنکے نکلے اور صورت ویسی ہوئی تو احتمال ہوا کہ آئندہ
اُنکیسے مشورت نہ کیو جب مشورت نہ کیو تو انکو خیال میں آویگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس روز کا
اثر ہنوز باقی ہی پھر اللہ تعالی نے حکم کیا کہ ان سے مشورت لیا کرنا معلوم ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمیں اُسکا کچھ اثر

باقی نہین پانچوین وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے مشورت جو لیتے ہین اُنکی رای لینی اور معلوم کرنی منظور نہتی بلکہ معلوم ہو کہ اُنکی عقل کتنی ہے اور اُنکا فہم کیسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کسقدر رکھتے ہین اس سے عقلمند کون ہے اور فاضل و مفضول کون ہے معلوم ہوگا تو ہر ایک کو اُسکے مرتبہ پر رکھینگے چھٹی وجہ لینے مشورت لینے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتیاج نہین لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے جب مشورت لیا کرے ہر شخص اس مقدمہ مین بہتر اور مناسب بات کہنے کیواسطے سعی کریگا اور سبکے ارواح بہتر بات نکالنے پر متفق ہوگی ظاہر مین سبکے روح ایکبات پر متفق ہونا مقصد حاصل ہونے پر اعانت کرتا ہے اسی سرا کے نظر کرتے نماز کو جماعت سے پڑھنیکا حکم ہوا اور جماعت سے نماز پڑھنا منفرد نماز پڑھنے سے افضل ہوا ساتوین وجہ اللہ تعالی مشورت لینے کا جب حکم کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے پاس اُنکی قدر و منزلت ہے اور جب اُسکو جانتے تو زہد و تقوی مین جد و کد کرینگے تا اللہ کے پاس اپنی منزلت بلند ہے آٹھوین وجہ سلاطین کو کوئی مُہم درپیش ہو تو مشورت نہین لیتے مگر اُسی سے جو عجیز تمند اور عالی مرتبت اور بادشاہ کا مقرب ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورت لینے کا حکم نہوتا تو اُنکے دلمین خطرا ہوتا کہ ہم جو گناہ کئے اُسکو اگرچہ اللہ تعالی اپنی فضل سے معاف کیا لیکن اب اللہ تعالی کے پاس ہماری وہ منزلت باقی نہین سو اُس خطرے کو دفع کرنیکے واسطے اللہ تعالی نے مشورت لینے کا حکم کیا تا معلوم ہو کہ تم سے یہہ لغزش جو سرزد ہوئی اُسکو معاف کردیا اور تمھاری منزلت اللہ کے پاس جو تھی اُسمین کچھ گھٹاؤ نہین ہوا بلکہ تم توبہ خالص جو کئے اُسکے کرنے سے تمھارا مرتبہ بالا ہوا سابق مین مشورت لینے کا حکم نازل نہین تھا سو اب اس باب مین قرآن نازل ہوا اب دوسری بات سنئے کہ جب کسی مقدمے مین وحی نازل ہو چکی ہے تو اُسمین مشورت لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جایز نہین اس بات مین سب علما کا اتفاق ہے جس مین وحی نازل نہین ہوئی ہے پھر وہ کیسا ہی مقدمہ ہو اسمین مشورت لینا یا بعضی مقدمون مین سو علما کو خلاف ہے بعضے کہتے ہین تمام امورمین مشورت لینا بعضے کہتے ہین فقط دنیوی اُمور مین اور بعضے کہتے ہین فقط جنگ کے مقدمون مین اور ہر شخص اپنے قول کی دلیل ذکر کیا ہے اور دوسرونکی دلیل پر قدح کیا ہے بندہ عاصی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سب اُمور مین مشورت نہین لیتے تھے مشورت انہین امورمین لیتے تھے جنمین مشورت لینے کی احتیاج ہے خواہ تعلق جنگ سے رکھے یا نہ رکھے دنیوی امور ہون یا دینی دیکھو بدر مین جنگ کرنے کے مقدمہ مین مشورت لئے اور بدر کے اسیرون کے مقدمہ مین مشورت لئے

اور احد کے جنگ کو نکلنے میں مشورت لئے اور حدیبیہ میں سید ہا مکہ کو جانا یا جو لوگ قریش کی کمک کیواسطے جمع ہوئے
ہیں انکے مقاموں پر جاکے انکو ہلاک کرنا کرکے مشورت لئے اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے مقدمہ میں
مقدمہ میں مشورت لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنیکے قبل صدقہ دیو کرکے آیت جو نازل ہوئی اوسمین
علی رضی اللہ عنہ سے مشورت لیئے کہ کس مقدار میں کتنے صدقہ لینا دیکھو ان امور میں بعضے جنگ کے مقدمات ہیں
اور بعضے جنگ کے مقدمات نہیں اور بعضے دینی امور ہیں اور بعضے دنیوی تو معلوم ہوا مشورت لینا مخصوص نہیں
معلوم کیجئے شاور امر کا صیغہ ہے وجوب پر دلالت کرتا ہے پھر یہہ امر وجوب کا ہے یا استحباب کا اسمین اختلاف
ہے بعضے کہتے ہیں مشورت لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا بعضے کہتے ہیں یہہ امر استحباب کا ہے
بیہقی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے ابو نصر القشیری نے بھی اپنی تفسیر میں اسی بات کا جزم
کیا ہے یہی قول راجح ہے شاورہم کی ضمیر راجع ہے الذین آمنوا کی طرف یعنے مومنوں سے مشورت لے ان مومنوں سے
صحابہ مراد ہیں لیکن سب اصحاب مراد نہیں بلکہ انمیں جو دانا اور عقلمند تھے مشورت کے لائق تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مثل کسی کو عقل و فراست اور دانائی نہیں تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انہیں سے اکثر مشورت کرتے بلکہ واحدی نے تفسیر وسیط میں عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما کہے وے لوگ جن سے مشورت لینے کا حکم ہوا وے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں اسکو حاکم اور بیہقی بھی روایت کئے
ہیں حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام احمد اور اسد بن موسی فضائل صحابہ میں اور یعقوب بن سفیان کتاب المعرفہ
میں عبد الرحمن بن غنم سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو فرمائے مشورت میں تم
دونوں جب ایک امر پر اتفاق کروگے تو میں تمہارا کبھی خلاف نہ کرونگا حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند لاباس بہ ہے
اور عبد الرحمن بن غنم صحابی رہنے میں اختلاف ہے اور غنم غین معجمہ کی فتح اور نون کی سکون سے امام فخر الدین رازی نے کہا ہے
اس آیت میں اہل مشورت سے ابو بکر اور عمر کو مراد لینے میں اشکال ہے کسواسطے کہ جو لوگ ہزیمت کھائے تھے اور انکی لغزش کو عفو کیا
اور انکے لئے مغفرت مانگنے کا امر کیا ان سے مشورت لو کرکے امر کرتا ہے عمر تو ہزیمت کھائے تھے مشورت لینے کے حکم میں داخل تھے ہیں لیکن ابو بکر
ہزیمت نہیں کھائے تھے تو آیت کے حکم میں داخل نہونگے آیت سے ابو بکر کیسے مراد ہونگے بندۂ عاصی کہتا ہے ہزیمت کھائے
سو لوگوں سے مشورت لینا کرکے آیت میں کچھ دلالت نہیں اوپر کی آیت میں یعنے ان الذین تولوا منکم

یوم التقی الجمعان الآیہ مین ہزیمت کہائے سو لوگون کی بخشش کی خبر دے دیا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نرم دلی بیان کیا اور بولا اگر تو نرم دل نہوتا تو تیرے پاس سے سب منتشر ہوجاتے دوسری بار تیرے پاس جمع ہوتے
اس سے معلوم ہوا مغفرت مانگنی اور مشورت لینی ہزیمت پائے ہوؤن سے مخصوص نہین بلکہ آپکے پاس جو لوگ
مجتمع ہین ان سے مشورت لینا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہین مین تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر تھے
پھر اہل شوری مین کیسے داخل نہونگے اور عمر رضی اللہ عنہ کو منہزمین شمار کرنا صحیح نہین کس واسطے کہ
ہزیمت کہا کے مدینہ کی راہ لئے سو لوگو نمین آپ نہین تھے بلکہ ابتداء ہزیمت مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے دور پڑگئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معلوم ہوا آپکے نزدیک آئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہ رہنے سے لازم نہین آتا کہ ہزیمت کہائے عمر رضی اللہ عنہ جنگ مین
موجود تھے اور اونکے اور ابوسفیان کے درمیان گفت وگو چلی اسکا قصہ صحیحین وغیرہ مین موجود ہے
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پہر جب ٹہر چکا تو بہروسا کر اللہ پر یعنے تجویز کرکے تو ایک
بات جب ٹہرا دیا بعد اللہ پر بہروسا کر اچہا برا کرنے والا وہی صاحب ہے اس سے غرض یہہ ہے کہ
بندہ تمام امور مین اللہ کے سوا دوسرے کسی چیز پر اعتماد نہ کرے اور مشورت لینے سے توکل مین
خلل نہین آتا تدبیر بالکل چہوڑ دینا توکل نہین بلکہ اسباب کی رعایت کے ساتھ اللہ پر تفویض کیا جائے
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ مقرر اللہ چاہتا ہے توکل والون کو اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا
غَالِبَ لَكُمْ اگر اللہ تمہاری مدد کریگا تو کوئی تمپر غالب نہوگا یعنے اللہ اگر تمکو نصرت دیوے اور
دشمن پر غالب کرے تو کسی آدمی کی طاقت نہین جو تم پر غالب آوے جیسا بدر کے روز نصرت دیا
وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ اور اگر وہ تمکو چہوڑ دیگا پہر کون ہے
کہ تمہاری مدد کریگا اسکے بعد یعنے اگر وہ تمکو مدد نہ کرے تو کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہین جیسا
احد کے دن گذرا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اللہ پر بہروسا چاہئے مومنون کو کیا واسطے
تمام کام اللہ کے اختیار مین ہے اور اسکے قضا کو کوئی رد نہین کرسکتا اور اوسکے حکم کے آگے کوئی نہین آتا
بندے کو ضرور ہے اپنے سب کامو نمین اللہ پر توکل کرنا دوسرے کا ٹہکانہ کرنا کسی نے توکل کی معنی مین کیا خوب

کہا ہے اَلتَّوَکُّلُ لَا تَعْصِی اللّٰہَ مِنْ اَجْلِ رِزْقِکَ وَلَا تَطْلُبْ لِنَفْسِکَ نَاصِرًا غَیْرَہٗ وَلَا یَعْلَمُکَ شَاہِدًا سِوَاہٗ
یعنے توکل اسکو کہتے ہین رزق کیو اسطے اللہ کی نافرمانی نہ کرنا اور اپنا مددگار اسکے سوا اور دوسرے کو
نہ ڈھونڈھنا اور اپنے عمل پر اسکے غیر کو شاہد نہ رکھنا مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری امت سے ستر ہزار آدمی بہشت مین بن حساب لیئے
کے جائینگے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وے کون لوگ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے لوگ
ہین جو گل نہین دیتے اور نہین منتر کراتے اور جانور کی فال نہین لیتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے
عکاشہ بن محصن اٹھکے عرض کئے یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھکو انہین مین کرے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یا اللہ عکاشہ کو انہین مین کر پھر دوسرا شخص کھڑے ہوکے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
دعا کیجیے کہ اللہ مجھکو بھی انہین مین کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عکاشہ تیرے پر اسکی سبقت
لیگیا قولہ گل نہین دیتے یعنے بیماری دفع ہونیکے واسطے آتش کا داغ نہین دیتے ترمذی اور ابن ماجہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے
تھے تم اگر اللہ تعالی پر پورا توکل کروگے تو تمکو رزق پہنچا یگا جیسا پرندے کو پہنچاتا ہے صبح ہی خالی شکم نکلتا ہے
شام کو آگھاتا آتا ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن ہے وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ اور نبی کا
کام نہین کہ کچھ چھپا رکھے یغل کا لفظ غلول سے مشتق ہے غلول کا معنی اصل مین خیانت کرنا عرف مین غنیمت
کے مال کو خیانت کرنے کے تئین کہتے ہین یعنے نبی کی شان نہین جو غنیمت مین خیانت کرے کیونکہ خیانت
کرنا بہت برا اور ہلکا کام ہے نبوت کا منصب نہایت جلیل اور بزرگ ہے نبوت اور خیانت دونون
جمع ہونا محال ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
یون روایت کئے ہین کہ بدر کے جنگ مین ایک سرخ چادر گم ہوئی بعضے کہے شاید رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لئے ہون پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ثعلبی اور
واحدی مقاتل اور کلبی سے نقل کئے ہین کہ یہہ آیت احد کے تیر اندازون کے حق مین اتری وے جو مقام
کو چھوڑکر نکلے اس خیال سے کہ غنیمت جسکے ہاتھ لگے تو شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو دینگے

نکو نہ دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو جب پوچھے تکو تاکید کئے پر بھی تم کسو اسلئے مقام چھوڑ کے
آئے تو کہے ہم وہان لوگ چھوڑ کے آئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ایسا نہین تم
اسواسطے آئے ہو کہ غنیمت ہم ہی کھا جاینگے سو انکی سرزنش مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب کی
برات مین یہہ آیت اتری ابن ابی شیبہ وابن جریر ضحاک سے مرسل روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم چند شخص کو طلایہ بھیجے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کی تقسیم کئے سو طلایہ
والون کو کچھ نہ دئے اسپر یہہ آیت اتری اس قول پر یغل اپنی حقیقی معنی پر نہ رہیگا تقسیم پوری نہ کرنیکو مجازا
غلول کہا آیتکے شان نزول مین اور بھی اقوال ہین بڑے تفسیرون مین انکا مذکور ہے وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ
بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور جو کوئی چھپا دیگا وہ لاویگا اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن یعنے غنیمت مین کی
کوئی چیز کسی نے خیانت کیا تو قیامت کے دن بعینہ اس چیز کو اپنی پشت پر اٹھا کے لے آئیگا تا لوگون
مین اوسکی فضیحت پوری ہووے اکثر مفسرین کی یہی بات ہے بخاری وغیرہ کی حدیث جس کو ہم آیندہ
لکھینگے اس پر دلالت کرتی ہے بعضے کہتے ہین اس چیز کی مثال دوزخ مین موجود ہوگی اور خیانت کیا سو اسکو تکلیف دیگے
اسکو لے آ پھر وہ شخص اپنی پشت پر اسکو اٹھا لاویگا جب اپنے مقام پر لایا تو وہ چیز پھر دوزخ مین گر جاویگی اور اسکو نکالنے
کی تکلیف دینگے ایسا ہی اسکو عذاب دیتے رہینگے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابو مسلم نے
کہا ہے اسکا ظاہر مراد نہین بلکہ اسکو بر سبیل تمثیل ذکر کیا اور اس سے اسکا وعید بہت سخت ہونا مراد
ہے بندہ عاصی کہتا ہے آیت کو بظاہر معنی پر حمل کرنے سے محال یا اور کچھ قباحت لازم نہین آتی اور
حدیث صحیح بھی اس کو موید ہے پھر تاویل کرنیکی کیا حاجت ہے ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ پھر
پورا پاویگا ہر کوئی اپنا کمایا یعنے ہر کوئی جو عمل کیا ہے نیک یا بد اسکی جزا پایگا نیکی کی جزا نیک بدی کی جزا بد
ملیگی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور انپر ظلم نہوگا یعنے جسقدر بدی کیا ہے اتنی ہی سزا ملیگی زیادہ نہوگی غنیمت
مین خیانت کرنے والون پر اس آیت مین بڑا وعید ہے بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیچ کھڑے
ہوئے یعنے خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے سو غلول کا ذکر کئے اسکے امر بہت ہی سخت بتلائے یہانتک فرمائے مین ہرگز نہ پاؤن
یعنے نہ دیکھون تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو اٹھا لاتا ہے اور وہ اونٹ بغبغاتا ہے

پھر وہ شخص کہتا ہے یا رسول اللہ غثنی یعنے میری فریاد کو پہنچو مین کہونگا تیرے واسطے مجھکو کچھ اختیار
نہین مین نے تو تجھکو حکم پہنچا دیا تھا مین نہ دیکھونگا تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر گھوڑا
اُٹھا لاتا ہے اور وہ ہنہناتا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا تیرے چھٹکارے کا مجھکو کچھ اختیار
نہین مین تو حکم پہنچا دیا تھا مین تم سے کسیکو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری اُٹھا لاتا ہے
اور وہ میا منیاتی ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا تیرے چھٹکارے کا مجھکو کچھ اختیار نہین
تو تجھکو حکم پہنچا دیا تھا مین تم سے کسی کو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر جی اُٹھا لاتا ہے جی پکار
رہا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین تجھکو حکم پہنچا چکا تھا مین تم
سے کسیکو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر کپڑے اُٹھا لاتا ہے وے اڑ رہے ہین مجھکو پکاریگا یا
رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین تو تجھکو حکم پہنچا چکا تھا مین تم سے کسی کو نہ دیکھون
اپنی گردن پر صامت یعنے سونا روپا اُٹھا لاتا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ
اختیار نہین مین تو تجھکو حکم پہنچا چکا تھا یہہ ترجمہ مسلم کی روایت کا ہے بخاری نے عبداللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت پر رکھے تھے اُس کا نام
کرکرہ تھا مر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ دوزخ مین ہے پھر اُسکا اسباب دیکھے تو ایک کمل
غنیمت سے خیانت کیا نکلی امام مالک اور امام احمد اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ زید بن خالد
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص اصحاب سے خیبر کے دن موا اُسپر نماز پڑھنے کے واسطے
ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہین نماز پڑھ لو یہہ سننے سے
لوگون کے چہرے متغیر ہوئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ شخص غنیمت کے مال سے چوری کیا ہے
پھر اُسکا اسباب کھولکے دیکھے تو یہود کے یہان کے مُہرے نکلے جنکی قیمت دو درہم کی ہوگی مسلم اور ترمذی
عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ خیبر کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے چند شخص آتے آتے
کہنے لگے فلانا شہید ہے فلانا شہید ہے آخر جی ایک شخص پر گذرے سو کہے فلانا شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ایسا نہین مین نے دیکھا اسکو ایک چادر یا ایک کمل غنیمت مین کی خیانت کرنے سے دوزخ مین ہے

[حاشیہ:] کہ غنیمت مین سے ... اُٹھا لاوے ... [illegible]

[حاشیہ:] ... [illegible]

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ای عمر لوگون مین جا کے ندا کرو کہ بہشت مین نہ جایگا مگر مومن بخاری
اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ہم خیبر کو گئے سو اللہ تعالی نے خیبر کا فتح کروایا وہان ہمکو غنیمت سونا روپا نہین ملا فقط اسباب
اور کھانا کپڑا ملا وہان سے نکل کے وادی القری کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غلام
تھا اسکو بنی جذام مین بنی ضبیب کے قبیلہ کا ایک شخص جسکا نام رفاعہ بن یزید تھا ہدیہ دیا تھا جب ہم وادی
القری مین اُترے وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر کا کجاوا کھولتا تھا کہ ایک تیر آکے
اس غلام کو لگا اُسی مین اس غلام کی موت تھی سو مر گیا لوگ کہنے لگے یارسول اللہ اسکو شہادت مبارک ہو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یون نہین قسم ہے اُسکی جسکے دستِ قدرت مین محمد کی جان ہے اُسنے
غنیمت تقسیم پانے کے قبل ایک دوپٹا خیانت کیا تھا سو آتش ہوکے اس پر بھبک رہا ہے لوگ گھبرائے
ایک شخص نعل کی ایک یا دو دوال لادیا اور بولا اُسکو خیبر کے دن مین نے لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یہہ دوال آتش کی ہے بخاری کی ایک روایت مین آیا ہے کہ اس غلام کا نام مدعم تھا ترمذی
اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو قیامت کے دن تین بات سے بری ہوکے آیگا تو بہشت مین جائیگا۔
ایک کبر دوسرا غلول تیسرا قرض یہہ ترجمہ ابن حبان کی روایت کا ہے حاکم نے کہا یہہ حدیث شیخین کی
شرط پر صحیح ہے **تنبیہ** غنیمت مین غلول کیا اور غنیمت ہنوز تقسیم نہین پائی تو جو اسباب دبا لیا ہے اسکو
پھیر دینا واجب ہے تقسیم کے بعد بھی امام کو ہی دینا واجب ہے کرکے امام شافعی کہتے ہین ثوری اور
اوزاعی اور لیث اور امام مالک کہتے ہین اسکا خمس حصہ امام کو دینا باقی فقرا مین بانٹ دینا غنیمت مین
غلول کرنا گناہ کبیرہ ہے امام نووی اس پر علما کا اجماع نقل کئے ہین مکحول اور اوزاعی کہتے ہین غلول کرنے
والے کے اسباب کو جلا دینا امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے جمہور علما کہتے ہین اُسکے
اسباب کو نہ جلانا پہلے قول والون کی دلیل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسکو امام احمد اور ابوداود
اور ترمذی صالح بن محمد بن زایدہ کی طریق سے روایت کئے ہین کہا مین روم مین مسلمۃ بن عبدالملک کے

همراه تها ایک شخص کے اسباب مین غنیمت کا مال جو دبا رکھا تھا سو نکلا تھا عیسیه سالم بن عبد الله بن
عمر سے پوچھا اسکو کیا سزا دیا سالم کہے مین نے عبد الله بن عمر سے سنا کہے عمر رضی الله عنه کہے رسول الله
صلی الله علیه وسلم فرماے غلول کیا سو شخص کو پاؤگے تو اسکے اسباب کو جلاؤ لیکن اسکی سند مین صالح
بن زائده لیثی مدنی ہے وہ ضعیف ہے ترمذی نے کہا یہه حدیث غریب ہے مین نے بخاری سے پوچھا تو کہے صالح بن
محمد منکر الحدیث ہے مین اوس سے روایت نہین کرتا انتہی ابو داود نے اس حدیث کو دوسری طریق سے
موقوف روایت کیا اور کہا یہه اصح ہے اور اس حدیث کو ابو داود نے زہیر بن محمد کی طریق سے وہ عمرو بن شعیب سے
اپنے باپ سے وہ اسکے دادا یعنی عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما سے روایت کیا کہ رسول الله صلی الله علیه وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی الله عنهما نے
غلول کیا سو شخص کے اسباب کو جلاے اور اسکو مارے ابو داود دوسرے طریق سے اس حدیث کو
موقوف روایت کیا ہے وہی راجح ہے ابن القیم نے کتاب الهدی مین لکھا ہے بعضے کہتے ہین اسباب جلانیکا
حکم منسوخ ہوا کیونکہ غلول کے مقدمہ مین اکثر احادیث جو آئے ہین انمین یہه حکم نہین بعضے کہتے ہین یہه
تعزیر اور مالی عقوبات کے قسم سے ہے جسکو امام مناسب جانکے کرتا ہے بندہ عاصی کہتا جب تعزیر کے باب سے
ہو تو جن کے یہان تعزیر مین مال لینا درست نہین انکے پاس جلانا بھی روا نہین طحاوی کہتا ہے اسباب
جلانیکی حدیث اگر صحیح ہو تو ہم کہینگے شاید یہه حکم اسوقت تھا تعزیر مین مال لیا کرتے تھے جب یہه حکم منسوخ ہوا
تو اسباب جلانیکا حکم بھی منسوخ ہوا أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ کیا ایک شخص جو
تابع ہے الله کی مرضی کا برابر ہے اسکے جو کما لایا الله کا غصہ یعنے جو شخص الله کو ڈرتا ہے اور اسکی مرضی کا
تابع ہوتا ہے برابر نہین اسکے جو الله کی ناخوشی کا کام کرتا ہو سخط کی معنی بڑی شدت کا غصہ کہ جس سے
سزا دیوے یہان اس سے مراد الله کی عقوبت نازل ہونا جسپر الله تعالی ناخوش ہو وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ
اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور کیا بری جگہہ پہنچا اس آیت کی مراد مین اختلاف ہے کلبی
اور ضحاک کہتے ہین الله کی مرضی کا تابع ہوا یعنے غنیمت مین غلول نہین کیا الله کا غصہ کما لایا یعنے غلول کیا
زجاج نے کہا ہے احد مین کافر مسلمانون پر جب حملہ کئے تو رسول الله صلی الله علیه وسلم مسلمانون کو انپر
حملہ کرنے فرماے تھوڑے لوگ حکم بجا لاے اور تھوڑے منافق جو حکم مانا وہ الله کی مرضی کا تابع ہوا اور جو حکم نہ مانا

غصہ کما لایا بعضے کہتے ہین مرضی کے تابع ہوئے سو مہاجرین ہین اور غصہ کمالائے سو منافقین ہین بعضے
کہتے ہین مرضی کا تابع ہوا جو ایمان لایا اور نیک عمل کیا اور غصہ کما لایا جو کافر ہوا اور گناہ کا مرتکب ہوا
امام فخرالدین الرازی نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ آیت مین ان سب وجہون سے مراد لینا صحیح ہے لیکن لفظ
مخصوص وہی ہے کرکے حصر کرنا صحیح نہین کیونکہ لفظ عام ہے سب کو شامل ہوتاہے جو نیک کام کرے
اتبع رضوان اللہ مین داخل ہے اور جو بد کام کرے باء بسخط من اللہ کے حکم مین شامل ہے آیت کسی مخصوص
مقدمے مین نازل ہونے سے اُس کا عموم باطل نہین ہوتا هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ لوگ کئی درجے ہین
اللہ کے یہان یعنے جو اللہ کی مرضی کا تابع ہوا اور جو غصہ کما لایا وے سب اللہ تعالی کے پاس برابر نہین عمل کے
دیکھتے ہر ایک کا مرتبہ مختلف ہے جو اللہ کی مرضی کا تابع ہوگا تو اسکو ثواب عظیم ہے اور جو اسکی مرضی کا
خلاف کریگا تو اسکو عذاب الیم ہے وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ۝ اور اللہ دیکھتاہے جو کرتے ہین یعنے
اللہ تعالی سب کے اعمال کا اور مرتبون کا داناہے ہر ایک کو اُسکے عمل کے برابر جزا دیگا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى
الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ہر آینہ تحقیق اللہ نے بڑا احسان کیا ایمان والون
پر جو بھیجا اُن مین رسول انہین مین کا یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ پڑھتاہے انپر آیتین اُسکی اللہ کی آیتون سے
قرآن مراد ہے وَیُزَكِّیْهِمْ اور پاک کرتاہی انکو یعنے انکو اُنکی بد طبیعتون اور بد اعتقاد اور بد اعمال سے
پاک کرتاہے وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاتاہے انکو کتاب اور کام کی بات کتاب سے قرآن اور
حکمت سے سنت مراد ہی وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ اور مقرر وے تو بیچ صریح گمراہ تھے
یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل وے بڑی گمراہی مین تھے معلوم کیجیے اللہ تعالی کا
بندون کی طرف رسول کو بھیجنا اُسکا احسان ہے کیونکہ رسول انکو دین کی راہ بتاتاہی اور اُس مین شک
وشبہہ آوے تو اسکو دور کرتاہی اُسکے نور کی برکت سے اُنکی دلکی بینائی قوی ہوتی ہے اپنے خالق کو پہچانتے
ہین اور اوسکی عبادت درست طور سے ادا کرتے ہین پھر رسول سے جسقدر نفع زیادہ ہو منت بھی زیادہ ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے مومنون کو نفع زیادہ ہوا سو منت بھی زیادہ ہوئی آپ سے
نفع زیادہ ہوا کیونکہ آپکی بعثت مین دو امر پاے گئے ایک منفعت جو اصل بعثت سے ہے دوسری منفعت جو

آپ کے صفات سے حاصل ہوئی اللہ تعالی اس آیت میں پانچ صفت بیان کیا پہلی صفت کی طرف اشارہ کرکے
فرمایا من انفسہم یعنے انہیں کی جنس کا عربی انہیں میں پیدا ہوا اور انہیں میں پلا انہوں کو آپکے احوال سے خوب
وقفیت تھی اور آپکے تمام افعال اور اقوال پر مطلع تھے آپ پیدا ہوئے سو وقت سے وفات تک صدق اور
عفت سے رہے دنیا کی طرف التفات نہ کئے کذب وخیانت سے محفوظ رہے بعد جب نبوت کا دعوی کئے
تو یقین ہوا کہ آپ اس دعوے میں سچے ہیں دوسری صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا یتلوا علیہم آیاتہ کیونکہ انکو معلوم
تھا کہ آپ کسی سے علم حاصل نہ کئے اور کسی اہل کتاب کی صحبت میں نہیں رہے بعد چالیس سال کے دعوا نبوت
کا کئے آپسے علم وحکمت کے باتیں ایسے ظاہر ہوئیں کہ کسی انبیا سے ظاہر نہیں ہوئے اور گذشتہ لوگوں کے
قصے اور انبیا کے احوال جو اہل کتاب کے یہاں تھے سبکو بیان کئے جسکو عقل سلیم ہو وہ یقینا سمجھیگا کہ یہ
وحی آسمانی سے حاصل ہوا تیسری صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا ویزکیہم کیونکہ جب نبوت کا دعوی
کئے لوگ چاہے مال متاع دیکے اس دعوی سے باز رکھنا آپ اسکو نہ مانے اور انکی ایذا کو سہے اور فقر
فاقہ پر صبر کئے اور اقسام کی مشقت ومحنت کو اٹھائے پر اپنے دعوی سے باز نہ آئے جب آپکی اقتدار
بڑھ گئی اور جزیرہ عرب کے تمام لوگ آپکے تابع ہوئے اور جزیہ اور خراج حاصل ہونے لگا تو اپنے طریقہ سے سر مو
تجاوز نہ کئے اور اپنے تئیں ذری راحت نہ دئے اور جب تک دنیا سے رستی پر نہ آئے انپر نرمی اور گرمی
کرنا نہ چھوڑے تو معلوم ہوا رسول سچے ہیں ڈھونگی نہیں چوتھی صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا ویعلمہم
الکتاب والحکمۃ کیونکہ آپ خدا تعالے کے یہاں سے جو کتاب لے آئے اس میں توحید اور تنزیہ کی
تقریر ہے اور عدل اور نبوت اور معاد کو ثابت کرنا اور عبادتوں کی شرح کرنا اور طاعتوں کا بیان ہے جسکو معلوم ہے انسان
کو کمال نہیں ہوتا جب تک حقتعالی کو نہ جانے اور نیک عمل نہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب لائے
اُس میں اُسی کا بیان ہے تو ہر عاقل سمجھتا ہے کہ آپ جو فرمائے سو حق ہے پانچویں صفت کی طرف اشارہ
کرکے کہا وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین کیونکہ آپکے آنیکے قبل عربوں کا دین بہت ہی بد تھا بتوں کی پرستش زنا
[illegible] چوری ناحق قتل کرنا اور ردی چیزیں کھانا پھر حضرت کی بعثت سے بلند منصب تک پہنچے علم اور
زہد عبادت میں اوروں پر سبقت لے گئے اور دنیا کے زینتوں کی طرف التفات نہ کئے رسول اللہ صلی

علیہ وسلم انہین مین کے ہونے سے ان تمام اوصاف پر انکو خوب اطلاع ہوئی اور نبوت کے دلایل ان پر خوب
متحقق ہوئے تو ایمان لانا ان پر سہل ہوا منت کی اور بھی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل مین بہت انبیا ہوئے اور
توریت و زبور انجیل ان مین اتری اسکو وے شرف جانتے تھے عرب مین وہ شرف نتھا جب اللہ تعالی نے عربی نبی
کو کہ خاتم الانبیا ہے جامع کتاب دیکے ان مین مبعوث کیا تو ان کا شرف بڑھگیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سبب سے سب عربون کو شرف ہوا کیا واسطے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہین مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کچھ رشتہ
ددیال یا ناننہال کی طرف سے لگتا ہے سوا بنی تغلب کے کہ ان سے کچھ رشتہ نہین کیونکہ وے اصل مین عرب
نہین نصرانی ہین اگر کوئی کہے اللہ تعالی فقط مومنون پر کیا واسطے منت دھرا حالانکہ بعثت حضرت کی عام ہے
مومن اور کافر سب پر منت ہی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس بعثت سے نفع حاصل نہین ہوتا مگر اسی کو جو
ایمان لاوے اور اللہ سے ڈرے اس لئے مومنین کرکے کہا اگر کوئی کہے بعثت تو سب عرب و عجم کی طرف عام
ہے جتنے مومن ہین سب پر منت ہوئی پھر من انفسہم کہنے کی کیا وجہ اسکے دو جواب ہو سکتے ہین ایک وہ جو
بغوی نے بعضے مفسرون سے نقل کیا ہے کہ من انفسہم سے جمیع مومنین مراد ہین یعنے رسول انہین مین کا ہے
ایمان اور شفقت کے نظر کرتے نسبت قرابت کے دیکھتے ہین دوسرا جواب یہہ ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اول نفع جو حاصل ہوا عربون کو ہی حاصل ہوا پھر انکے سعی سے دوسرے لوگ مین ہدایت پائی ہین تو
اول مخاطبین وہی ہوئے اس لئے من انفسہم کہا اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ کیا جسوقت تمکو پہنچی ایک تکلیف
قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا حالانکہ تم پہنچا چکے ہو اسکے دوبرابر قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا کہتے ہو یہہ کہان سے آئی یعنے
احد کے جنگ مین تمپر جو مصیبت گذری اسکو کہتے ہو یہہ مصیبت ہمپر کیا واسطے گذری ہم تو مسلمان ہین اور
ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حالانکہ بدر کے روز اس مصیبت کے دوبرابر مصیبت مشرکون کو
پہنچا چکے ہو کیونکہ احد مین مسلمانون کے ستر آدمی فقط شہید ہوئے اور بدر مین کافرون کے ستر آدمی مارے گئے
اور ستر آدمی اسیر ہوئے قُلْ تو کہہ یعنے ای محمد تو جواب دے هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ یہہ مصیبت آئی تمکو اپنی طرف سے یعنے
تمہارے کرتوت کی شومی سے تمپر یہہ گذرا پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کیواسطے مدینہ سے باہر
نکلنے پر مجبور کئے ہوئے آپکی مرضی دونہین رہنے کی تھی دوسرا تیر اندازون غنیمت کی لالچ سے مقام چھوڑ کے نکلے

یہی مخالفت تمھارے قتل و ہزیمت کا سبب ہوئی ابن ابی شیبہ احمد ترمذی اور نسائی اور ابن جریر
اور ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکے کہے تمھارے قوم لوگون کو اسیر جو کی لیئے بدر کے دن اُسکو اللہ تعالی نے مکروہ جانا اب اُنکو
اختیار دیا ہے کہ ان اسیرونکو قتل کرے یا اُن سے فدیہ لیکے چھوڑ دیوے اگر فدیہ لیکے چھوڑتے ہین تو اُتنے
ہی لوگ تمھارے قتل ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بلاکے یہہ بات سُنائے صحابہ عرض کیئے
یارسول اللہ وے ہمارے قرابتی اور بھائی ہین ہم اُن سے فدیہ لیتے ہین تا ہمکو اپنے دشمن سے جنگ کرنے کی
تقویت ہو اور ہمارے لوگ اسقدر شہید ہونا ہمکو برا نہین دِکھتا سو احد کے جنگ مین بدر کے اسیرون کے
شمار مین ستر آدمی شہید ہوے قل ہو من عند انفسکم کی یہی معنی ہے یعنے یہہ مصیبت جو تمکو آئی تمھارے فدیہ اختیار
کرنے سے اور شہادت چاہنے سے آئی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور اس حدیث کو مختصر روایت
کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مقرر اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے چاہے تمکو فتح دیوے چاہے فتح
نہ دیوے کبھی مشرکون کو گھایل کرے کبھی تمکو وَمَا اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ جو کچھ تمکو
پہنچا جس دن بھڑین دو فوجین سو اللہ کے حکم سے یعنے احد کے روز تمھارے اور مشرکون کی فوجین جو بھڑین
اور تمھارے لوگ زخمی ہوئے اور مارے پڑے سو سب اللہ کے ارادہ سے اور اُسیکی قضا و قدر سے ہوا اللہ
تعالی نے اس جملے کو مومنون کے تسلی کیواسطے فرمایا جب اُنکو معلوم ہوگا کہ یہہ اللہ تعالی کی قضا و قدر سے ہے
تو اللہ تعالی کے حکم پر راضی ہوجائینگے وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اسواسطے کہ معلوم کرے ایمان والون کو
وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا اور تا معلوم کرے جو منافق تھے یعنے اللہ تعالی تمپر یہہ مصیبت جو لایا اسواسطے
تھا مومن ثابت رہینگے اور منافق ٹل جائینگے تو مومن کون ہے اور منافق کون سو معلوم ہوگا اللہ تعالی
کا علم ازل مین ثابت ہے لیکن یہان علم سے معلوم کا ارادہ کیا یا لوگون کو علم حاصل ہونیکا ارادہ کیا نافقوا
ماضی کا صیغہ ہے باب مفاعلہ سے نفاق سے مشتق ہے نفاق کی معنی ظاہر مین ایمان لانا دل مین اُسکا خلاف
رکھنا منافق اس شخص کو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور دل مین اسکا خلاف رکھے یہہ لفظ اہل اسلام کی
اصطلاح ہے جاہلیت مین عرب اسکو اس معنے مین استعمال نہین کرتے تھے یہہ لفظ اصل مین نفق سے مشتق ہے

نفق سوراخ کو کہتے ہیں اُسی سے نافقاء بھی مشتق ہے جنگلی چوہا اپنی بل کے دو سوراخ بناتا ہے ایک کو قاصعا
کہتے ہیں دوسری کو نافقاء کہتے ہیں قاصعاء کی طرف سے اُسکو پکڑنا چاہے تو نافقاء سے بھاگ جاتا ہے
منافق بھی اپنے لئے دو راہ بنا رکھتا ہے زبان سے اسلام نمود کرتا ہے دل میں کفر رکھتا ہے ایک طرف میں
گرفت کرے تو دوسری طرف بھاگتا ہے وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا اور
کہا اُنکو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن یعنے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ہو تو ایمان
واسطے لڑو اگر ایمان کی محبت نہو تو دشمن کو اپنے اور اپنے اہل و مال سے دفع کرنیکی خاطر لڑو کیونکہ
تم بھاگوگے تو دشمن تمہاری پیٹ چڑھیگا یا معنی یوں ہیں اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے ہو تو دشمن کو ہم سے
دفع کرو کیونکہ لوگوں کی کثرت سے دشمن پر ہیبت ہوتی ہے یہہ جو اوپر کہے کہا سو ابو جابر عبداللہ
بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف نکلے تو آپکے ساتھ
ایکہزار آدمی تھے جب شوط کو پہنچے عبداللہ بن ابی بن سلول جو منافقوں کا سرخیل تھا اپنے ساتھ کے تین سو
آدمی کو لیکے پھر گیا ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام نے انکا پیچھا کر کہنے لگے ای لوگو اللہ سے ڈرو اور
غنیم سر پر پہنچا سو وقت اپنے نبی کو چھوڑ کے مت جاؤ اُسکو کہتا ہے اوپر کے کہ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں لوگونکو جنگ کرنے آو کر کے بلاتے تھے قَالُوا بولے یعنے منافق لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ اگر ہمکو معلوم ہو
لڑائی تو تمہارا ساتھ کریں اس جملے کے دو معنے ہوتے ہیں ایک یہہ کہ آج کا دن جنگ ہونہار ہے سو ہمکو
معلوم ہو تو ہم جنگ کرینگے ہماری دانست میں جنگ نہو گا دوسری معنی یہہ ہے ہمکو جنگ کرنیکی ڈھب معلوم
ہوتی تو ہم جنگ کرتے تم بے ڈھب نکلے اپنے کو ہلاکی میں ڈالتے ہو اِن دونو معنی سے انکو مراد کچھہ ہی ہو
اس سے انکی شرارت اور بد ذاتی معلوم ہوتی ہے کیونکہ دنیا کے کاروبار میں ظن علم کے قایم مقام ہوتا ہے
جنگ کے آثار اُس روز ظاہر تھے دشمن اپنے شہر کے پاس ڈیرا دیا تھا جہاد کرنا مومنوں پر فرض ہو چکا تھا
جنگ نہو گا کر کے خیال کرنا حماقت ہے اور اللہ کے حکم پر نکلے سو لوگونکو ہلاک ہونے نکلے ہیں سمجھنا نادانی
ہے تو معلوم ہوا وے یہہ جو کہے سو دل سے مومن نتھے اُسی پر اللہ تعالی نے انکا حال بیان کیا اور فرمایا
هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ وے لوگ اُس دن کفر کی طرف نزدیک ہیں

ایمان سے یعنے وے منافق جس دن کہے اگر ہکو معلوم ہو لڑائی تو تمہارا ساتھ کرین اُس سے اُنکی نزدیکی
کفر کی طرف معلوم ہوئی کیونکہ وے ایمان سے دور پڑے اور دین سے پھر گئے اُس دن کرکے فرمایا کیونکہ اُس
دن کے آگے اُنکا نفاق مخفی تھا دشمنی اُنکی ظاہر نہین ہوئی تھی کلمہ پڑھتے تھے کفر پوشیدہ رکھتے تھے یَقُوْلُوْنَ
بِاَفْوَاهِهِمْ مَالَيْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ کہتے ہین اپنے منہہ سے جو نہین اُنکے دلون مین یعنے منافق زبان سے
کہتے ہین ہم مومن ہین لیکن اُنکے دلمین ایمان نہین بلکہ دلمین کفر بھرا ہوا ہے مومن کی چال یون نہین
رہتی اُسکی زبان اور دل ایک ہی بات پر یعنے توحید پر رہتا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ اور
اللہ خوب جانتا ہے جو چھپاتے ہین یعنے اُنکا نفاق اللہ کو خوب معلوم ہے آخر اسکی جزا دیگا اَلَّذِيْنَ قَالُوْا
لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا وے جو کہتے ہین اپنے بھائیون کو اور آپ بیٹھ رہے ہین
اگر وے ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے یہہ آیت عبد اللہ بن ابی ابن سلول وغیرہ منافقون کی شان مین
نازل ہوئی ہے یہہ بات وہی ابن سلول کہا بھائیون سے یا وے لوگ مراد ہین جو جنگ مین شہید ہوئے اُنکو
بھائیان کہے نسب اور قرابت کی روسے دین کی نظر کرتے نہین اس تقدیر پر آیت کی معنی یون ہوگی وے
اپنے بھائیون کے حق مین جو احد مین مارے پڑے کہے اگر وے ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے یا بھائیون سے
منافق مراد ہین یعنے وے منافق اپنے بھائیون کو کہے یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے
جو مارے گئے اگر ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے اِس آیت مین قعدوا کا جملہ ترکیب مین قالوا کی ضمیر کا حال
پڑا ہے قد کی تقدیر سے جنگ سے باز رہنے اور پھر جانیکو بیٹھنا کہا جنگ کے واسطے نہ نکلے گھرون مین بیٹھنا مراد
نہین کیونکہ عبد اللہ بن ابی وغیرہ نکلنے مین شریک تھے پر اثناء راہ سے نکل گئے اب اللہ تعالی منافقون کی رد مین فرماتا
ہے قُلْ تو کہہ اے محمد فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اب ہٹا دیکھو اپنے
اوپر سے موت اگر تم سچے ہو یعنے مقدر مین اللہ تعالی جو لکھ چکا ہے وہ ٹلتا نہین موت کا وقت پہنچا تو گھر مین بھی
رہکے مرجاؤگے اگر جنگ مین بیٹھنے کے سبب سے تم بچے ہو تو دوسرے سببون سے موت ہوتی ہے اوس سے اپنے تئین
بچاؤ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اور نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ مین
مردے یہہ خطاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُسکو جو خطاب کا اہل ہے اللہ کی راہ مین مارے جانا

یعنی دین کی تائید واسطے جان دینا یہہ آیت احد کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی ابو داود اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو فرمایے کہ تمھارے بھائیان احد مین جو مارے گئے اُنکے ارواح کو اللہ تعالی نے سبز پرندون کے شکم مین رکھا ہے بہشت کے نہرون پر جاتے ہین اور بہشت کے پھل کھاتے ہین اور سونے کے قنادیل مین جو عرش کے نیچے لٹکے ہین شب باشی کرتے ہین پھر وے لوگ جب اچھا کھانا اور بہتر پانی اور خوب مکان دیکھے سو کہنے لگے کون شخص ہمارے بھائیون کو خبر کریگا کہ ہم زندہ ہین تا وے جنت کو حاصل کرنے سے باز نہ رہے اور جنگ کرنے سے ہمت نہ ہارے تب اللہ تعالی نے فرمایا مین اُنکو خبر کرتا ہون پھر یہہ آیتین نازل کیا ولا تحسبن الذین قتلوا آخر تک سعید بن منصور نے ابو الضحی سے مرسل روایت کیا ہے کہ احد کے جنگ مین مسلمانون کے ستر آدمی شہید ہوے مہاجرین کے چار شخص حمزہ بن عبد المطلب اور مصعب بن عمیر اور شماس بن عثمان اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہم باقی انصار کے لوگ تھے ابن اسحق نے بھی ایسا ہی کہا ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ احد کے دن انصار کے چونسٹھ شخص اور مہاجرین کے چھے شخص قتل ہوئے پہلی روایت مین ذکر ہوے سو چار شخص پانچوان سعد مولی حاطب بن ابی بلتعہ کا چھٹوان ثقیف بن عمرو اسلمی بنی عبد شمس کا حلیف محب الدین طبری نے شافعی سے نقل کیا ہی کہ احد کے شہدا بہتر شخص تھے اور مالک سے روایت کیا ہی کہ وے پچہتر شخص تھے اُمین انصار اکہتر اور مہاجر چار تھے ابو الفتح یعمری نے شہدا احد کے نام ذکر کیا سو چھیانوے شخص کو ذکر کیا ہے مہاجرین کے گیارہ باقی انصار محمد بن اسحق جنکو ذکر کیا ہے اُن تمام کو ذکر کیا باقی جو زیادہ کیا ہے وے موسی بن عقبہ کی یا محمد بن سعد کی یا ہشام بن الکلبی کی روایت سے ہی اُسکے بعد بھی چار یا پانچ شخص کو ابن عبد البر اور دمیاطی سے نقل کیا ہے تو سب سَو سے زاید ہوے بعضے کہتے ہین یہہ آیت بدر کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی اور قاضی زکریا انصاری کہتے ہین یہہ قول غلط ہے کیونکہ بدر کے شہدا کے حق مین سورہ بقرہ کی آیت نازل ہوئی ہے بعضے کہتے ہین کہ یہہ آیت بیر معونہ کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی ہے یہہ بات بھی ضعیف ہے کیونکہ انکے حق مین آیت جو نازل ہوئی تھی اسکی تلاوت منسوخ ہوئی بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ بلکہ زندہ ہے اپنے رب کے یہان یعنے حضرت

قدس آلہی مین انکو عزت اور مرتبہ ہے یہہ تاویل ہمنے اس لئے کی کہ قربت مکانی اللہ تعالی پر محال ہے یُرْزَقُوْنَ روزی پاتے ہین فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ خوشی کرتے ہین اس پر جو دیا انکو اللہ نے انکو شہادت کا شرف دیا اور حیات ابدی انکو مرحمت کیا درگاہ آلہی مین مقرب مین بہشت کی نعمتین کہاتے ہین وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اور خوش وقت ہوتے ہین انکی طرف سے جو ابھی نہین پہنچے انہین پیچھے سے یعنے مومن بہائیون کو دنیا مین جو چھوڑ کر آئے تھے وے بھی شہید ہوکے اپنے سے ملینگے خوشی کرتے ہین اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝ سو اسلئے کہ نہ ڈر ہے انپر اور نہ انکو غم يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ خوشوقت ہوتے ہین اللہ کی نعمت اور فضل سے وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اس سے کہ اللہ ضایع نہین کرتا مزدوری ایمان والون کی اللہ تعالی پہلی ایت مین انکی خوشی دنیی مومن کے لئے تھی سو بیان کیا اس آیت مین وہ جو اپنے لئے خوشی کرتے ہین کہا اللہ تعالی اس آیت مین شہدا کی حیات کی خبر دیا سو یہہ چار وجہ پر ہوتی ہے حیات مجازی یا حیات حقیقی حیات حقیقی مراد ہو تو پھر کیا وہ حیات آخرت مین ہے یا فی الحال زندہ ہین فی الحال زندہ ہین تو وہ حیات روح کو ہے یا روح اور جسد دونکو پہلی وجہ حیات مجازی ہے یعنے انکا نام زندہ ہے یہہ وجہ بعضی معتزلہ کہتے ہین لیکن حقیقت پر حمل جایز ہوتے پر مجاز کو اختیار کرنا خلاف قانون ہے دوسری وجہ یہہ حیات انکو آخرت مین ہوگی اس قول کو کعبی وغیرہ ایک جماعت معتزلہ کی اختیار کی ہے یہہ قول بھی ہمارے پاس باطل ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے بل ہم احیاء یہہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ وے آیت کے نزول کے وقت زندہ ہین انکو آخرت پر حمل کرنا ظاہر آیت کا خلاف ہے اور آخرت مین مومن تمام زندہ رہینگی شہدا کو مردے مت سمجہ کرکے بولنے کا کچھ فایدہ نہین تیسری وجہ وے فی الحال زندہ ہین لیکن حیات فقط روح کو ہے دلیل انکی حدیث مسلم کی ہے جو مسروق سے روایت کیا ہے کہا ہم عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی معنی سے سوال کئے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الایہ عبد اللہ کہے ہم اس سے سوال کئے ہین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ فرمائے ارواح شہدا کے سبز پرندون کے شکم مین ہے انپر ندون کے لئے عرش کے نیچے قنادیل آویزان

حزب ورد ۲۲

ہین اور وے جنت مین جہان چاہے وہان جاکے چرتے ہین پھر آکے اُس قنادیل مین رہتے ہین پھر اللہ تعالے
اُنپر متوجہ ہوا اور پوچھا پھر کچھ چاہتے ہو وے عرض کئے ہم کیا چاہین اور ہم تو بہشت مین جہان چاہے وہان
جاکے چرتے ہین اللہ تعالی تین بار ان سے ایسا ہی سوال کیا جب دیکھے کہ پوچھنا چھوڑتا نہین تب عرض کئے ای
پروردگار ہم یہی چاہتے ہین کہ تو ہمارا ارواح کو ہمارے جسد مین پھر ڈال تا ہم تیری راہ مین دوسری بار مارے جاوین
اللہ تعالی نے دیکھا کہ انکو کسی چیز کی حاجت نہین انکو پوچھنا ترک کیا اس حدیث مین عبداللہ جو مذکور ہوے
بعضے کہتے ہین کہ وہ عبداللہ بن عمر ہین لیکن ابو مسعود دمشقی اور حمید کہتے ہین کہ وہ عبداللہ بن مسعود ہے یہی قول
صحیح ہے امام نووی بھی اوسکو اختیار کئے ہین اہل سنت کے بعضے علما کہتے ہین کہ اس حدیث سے شہدا کے ارواح
زندہ رہنا ثابت ہوا اور وے جو کہے ہمارا ارواح کو ہمارے اجساد مین پھر ڈال اس سے جسد مردہ رہنا معلوم
ہوا اس قول مین بھی اشکال ہے کیونکہ اہل سنت پاس روح باقی رہتی ہے فنا نہین ہوتی اگرچہ جسد فنا ہوجاوے
ارواح شہدا کے زندہ ہین کہنا کچھ انکی خصوصیت پر دلالت نہین کیا جو تھی وجہ وے فی الحال زندہ
ہین روح اور جسد دونون کو حیات حاصل ہے اسی قول کو اکثر محققین اختیار کئے ہین آیت کا سیاق بھی
اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے وے زندہ ہین روزی پاتے ہین اور آسایش مین
ہین جب انکے اجسام زندہ نہ رہین تو آسایش انکی پوری نہ رہی انکے اجسام کی حیات پر یہہ بھی دلیل ہے
کہ زمین انکو نہین کھاتی لیکن یہہ حیات دنیاوی حیات کے مانند کہ جس سے جسد محتاج غذا وغیرہ کا
تھا سو نہین بلکہ یہہ حیات دنیوی حیات سے فایق ہے مسلم کی روایت مین جو آیا ہمارے ارواح کو ہمارے
جسد مین پھر ڈال اُس سے حیات دنیاوی مراد ہے اس سے جسد مردہ رہنے کی دلیل ہو نہین سکتی

الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ
عَظِيْمٌ جن لوگون نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اسکے کہ لگے تھے انکو زخم جو انمین نیک ہین اور پرہیزگار
انکو ثواب بڑا ہے بخاری نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کے بیان مین
اسکو کہے تیرا باپ اور نانا انہین لوگون مین ہین احد کے جنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پہنچا
تھا سو پہنچا اور مشرک لوگ چلے گئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ مشرک لوگ بھی الٹ آوین

ع ۹

لوگون کو حکم کیے کہ انکا پیچھا کرو ستر شخص مستعد ہو کے نکلے ابو بکر اور زبیر بھی انہین تھے اسکا بیان اہل مغازی یون
کہتے ہین کہ ابوسفیان اور اُسکے ساتھ والے احد سے کوچ کر کے روحا کو پہنچے سو آپس مین ملامت کرنے لگے اور
پھرنے سے نادم ہوئے اور کہنے لگے تم نہ محمد کو مارے نہ اُنکے جوان عورتون کو پکڑے اُنکے لڑتون کو مارے
اور نہین بجز گنتی کے لوگون کے سوائے کوئی باقی نہین رہا پھر انکو چھوڑ کے چلا آنا بہت بیجا ہوا اب جا کے انکو مستاصل کرنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ارادے پر مطلع ہو کے چاہے کہ انپر رعب ہو اور وے معلوم کرین
کہ مسلمانون کو قوت اور شوکت باقی ہے پھر احد کے جنگ کے دوسرے روز یکشنبہ شوال کی سولہوین کو
لوگون مین منادی کروائے کہ ابوسفیان اور اوسکے ساتھ والون کا پیچھا کرنے نکلو اور یہہ تاکید کیے کہ کل
روز جو ہمارے ساتھ شریک تھا وہی آنا غیر نہ آنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف اور عبداللہ بن مسعود اور حذیفۃ بن الیمان اور ابو
عبیدہ بن الجراح وغیرہ ستر شخص کو لیکے نکلے جابر بن عبداللہ آکے عرض کیے یا رسول اللہ میرے والد
عبداللہ بن حرام مجھکو گھر مین رکھ کے کہے تھے کہ مجھکو سات لڑکیان ہین گھر مین مرد کی ذات کوئی نہین
مین اور تو دونون کا جنگ کو جانا مناسب نہین اور مین جنگ کو نہ جانا ہرگز مجھکو گوارا نہین تو گھر ہی مین رہجا
اسلئے مین جنگ کو نہ آیا اب مجھکو اجازت دیجئے حضرت انکو اجازت دئے القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ سے آٹھ میل پر حمراء الاسد کو پہنچے وہان معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہہ ہنوز
ایمان نہین لایا تھا لیکن خزاعہ کے قبیلہ والے تمام مومن اور کافر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دوستی اور موافقت رکھتے تھے اور قریش وغیرہ کی کیفیات پر حضرت کو مطلع کرتے تھے پھر معبد نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپکے ہمراہ لوگ جو مارے گئے ہمکو نہایت شاق ہوا پھر معبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک سے نکلکر روحا مین ابوسفیان سے ملا وہان دیکھا قریش پلٹ کے آنے پر مستعد ہین اور کہتے ہین ہم
محمد کے ساتھ کے اکثر لڑتون کو مار چکے ہین پھر اب جا کے باقی لوگونکو مار کر فراغت پاوینگے ابوسفیان نے
معبد کو دیکھ کے پوچھا کیا خبر ہے معبد بولا محمد اپنے اصحاب کو لیکے تمہارے تعاقب کے واسطے آتا ہے بہت سا
لشکر ساتھ ہے کل کے روز جو لوگ حاضر نہین ہوئے تھے وے بھی تمام پشیمان ہو کے ساتھ مین انکو تمہپر غصہ

سنتے ہی تمکو بھاگا جاوے ابوسفیان بولا تیرا برا ہو کیا کہتا ہے معبد بولا واللہ تو اس مقام سے ہنین نکلنے تک انکے سوار نمود ہوتے ہین ابوسفیان بولا ہم تو انکو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے جاتے ہین معبد بولا ہرگز یہہ ارادہ مت کر انکی جمعیت بہت بھاری ہے تم انکا مقابلہ ہرگز نہ کر سکوگے یہہ کیفیت سننے سے ابوسفیان وغیرہ کو رعب ہوا اور اپنے ارادے سے باز آئے اور عبد القیس کے قبیلے کے چند سوار جاتے تھے سو ان سے ابوسفیان نے پوچھا تم کہان جاتے ہو کہے مدینہ کو بولا محمد کو میرا ایک پیام پہنچا دو مین عکاظ مین تمہارے اپنا اونٹون پر کشمش بار کروا دونگا کہے خوب بولا مدینے کو جاوینگے تو ایسا کہہ دو کہ ہم تمکو مستاصل کرنے کے خاطر اب آتے ہین یہہ کہکے ابوسفیان مکہ کو روانہ ہوا اور عبد القیس کے سواران حمراء الاسد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکے ابوسفیان کا پیغام دئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سنکے کہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان تین روز رہکے مدینہ کو سدھارے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت بدر الموعد کے قصہ مین اتری اسکو بدر الصغری بھی کہتے ہین اسکا قصہ یہہ ہے ابوسفیان نے احد سے جاتے وقت پکار کے کہدیا کہ تمہاری مرضی ہو تو سال آیندہ ہمارا تمہارا مقابلہ بدر مین ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انشاء اللہ بہتر ہے جب برس ہوا ابوسفیان قریش کو لیکے مر الظہران کے نواحی مین پہنچا پاس اترا اللہ تعالی نے ابوسفیان کے دلمین رعب ڈالا ابوسفیان نے پلٹنا چاہا وہان اسکو نعیم بن مسعود الاشجعی جو عمرہ ادا کرنیکی خاطر آیا تھا ملا ابوسفیان نعیم کو بولا ای نعیم مین نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ اس سال بدر مین مقابلہ کرنا اس سال قحط پڑا ہے ہمکو جانا مناسب نہین برسات ہوکے ملک سرسبز ہوگا تو اونٹون کو چراتے اور انکا دودہ پیتے جائینگے لیکن محمد آوے اور ہم نہ آوین تو انکی لاف زیادہ ہوگی اگر انہین کی طرف سے خلاف عہد ہو تو ہماری بڑی خوشی ہے تو مدینے کو جا کر دے نہ نکلنے کی تدبیر کر اور کہہ دے کہ ہم بڑی جمعیت سے آتے ہین اور تمکو ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین یہہ کام تونے کیا تو مین تجھکو دس اونٹ دیتا ہون غرض نعیم نے اونٹ دینے کی ضمانت سہیل بن عمرو سے لیکے مدینہ کو گیا دیکھا لوگ جنگ کو نکلنے کی تیاری کرتے ہین پوچھا کہان جاتے ہو کہے ابوسفیان کا وعدہ تھا اسکو وفا کرنے جاتے ہین نعیم بولا جب تم اپنی بستی مین تھے ان سے مقابلہ نہ کر سکے اب کیا وہان جاتے ہو وے تو بڑی جمعیت سے آتے ہین مقابلہ جب ہوگا تو تمہارا کوئی شخص بچ کے نہ آئیگا بعضے لوگ یہہ سنکے ہچکچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی نہ آوے تو بھی مین تنہا جاونگا جو پاک مومن تھے جنگ کو نکلنے تیار ہوئے اور کہے حسبنا اللہ

ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکے نکلے اور بدر کو پہنچ کے لوگون سے ابوسفیان کی خبر دریافت
کئے وے ڈرانیکے خاطر کہے ابوسفیان بڑی فوج لیکے آتا ہے مسلمان کہتے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بدر مین آٹھ روز انتظار کئے مشرکون سے کوئی جنگ کو نہ آیا ابوسفیان مجنہ سے اُلٹے مکہ کو چلا گیا
جاہلیت مین معمول تھا برس کو ایک بار بدر مین ہاٹ جمتا آٹھ روز تجارت کرتے سو مسلمانان وہان آٹھ روز رہ
رہے تجارت کرکے نفع پیدا کئے ایک کو دونا نفع ملا مدینہ کو سلامتی سے آنکر پہنچے اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ جنکو
کہا لوگون نے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہے اور الذین سے وہی لوگ ہین جو
اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانکے حمراء الاسد کے غزوے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ ہوئے انکے قول پر ناس سے مراد عبد القیس کی وفد ہے ابن عباس اور محمد بن اسحق کا یہی قول ہے بعضے
کہتے ہین یہہ آیت بدر الموعد کے غزوے کو جو لوگ نکلے انکی شان مین نازل ہوئی اس قول پر ناس سے نعیم بن مسعود اشجعی مراد
تو لفظ ناس کا عام ہوا لیکن اس سے خاص کا ارادہ کئے ناس کا اطلاق شخص واحد پر کرنا درست ہوا کیونکہ ایک
شخص کچھ کام کرے یا کچھ بولے اور دوسرے اس پر راضی ہووے تو اس فعل اور قول کی نسبت جماعت کی طرف بھی
ٹھیک ہوتا ہے جیسا اللہ تعالی نے اس آیت مین فرمایا واذ قتلتم نفسا یعنے اور جبکہ قتل کئے تم ایک شخص کو قاتل
ایک ہی شخص تھا لیکن دوسرے اُس کے کام سے راضی ہونے سے قتل کی نسبت اُن تمام کی طرف کیا بعضے کہتے ہین ناس سے
منافقین مراد ہین منافق دیکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے وعدے پر جنگ کی تیاری کر رہے ہین تو اپنے
دوست وقرابتی کو جانے سے منع کرنے لگے اور کہے وے تمہارے شہر کو آئے تو تم اُنسے مقابلہ کر نہ سکے اور بہت سے
لوگ تمہارے گھایل ہوے اب تم وہان جاوگے تو کوئی تم سے بچ کر نہ آئیگا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ مقرر
لوگ تمہارے واسطے اکٹھے ہوئے ہین اس ناس سے مراد ابوسفیان اور اُسکے ساتھ کے مشرک ہین یعنے مشرکون
نے تمہارے مقابلہ کیواسطے بہت لوگون کو جمع کیا ہے فَاخْشَوْهُمْ سو تم اُنسے ڈرو یعنے اُن سے جنگ کرنے
مت جاو تمکو انکے مقابلہ کی طاقت نہین فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا پھر انکو زیادہ ہوا ایمان یعنے اس بات سے مومنون
کی تصدیق اور یقین زیادہ ہوا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور بولے یعنے مومنان بس ہے
ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہے ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام آتش میں ڈالے جاتے وقت حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہے اِنَّ النَّاس
قد جمعوا لکم تو آپ فرمائے حسبنا اللہ ونعم الوکیل وکیل وہ جسکی طرف اپنے تمام کام مفوض کر دیتے ہین بعضے کہتے ہین
وکیل کی معنی کافی ہیں یعنے بس ہونے والا بعضے کہتے ہین وکیل کی معنی کفیل ہے کفیل اسکو کہتے ہین جو کسی کے کاروبار کو اپنے
ذمہ پر لیتا ہی اللہ تعالیٰ کو وکیل کہے تو انکے ارزاق اور مصالح کا کارساز اور انکے تمام امور کا مدبر مراد ہی فَانْقَلَبُوْا
بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ پھر چلے آئے اللہ کے احسان سے یعنے دشمن سے نہ ملکے خیر و عافیت سے پھر کر آئے وَفَضْلٍ اور
فضل سے یعنے تجارت کا فایدہ جو بدر کے ہاٹ مین ملا بعضے کہتے ہین نعمت سے دنیا کے منافع اور فضل سے آخرت کا ثواب لَّمْ
يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ کچھ نہ پہنچی انہین برائی یعنے انکو قتل کی اور زخمون کی کچھ ایذا اور محنت نہوئی وَّاتَّبَعُوْا
رِضْوَانَ اللّٰهِ اور چلے اللہ کی رضا پر یعنے خدا کی خشنودی کے بعضے کہتے ہین صحابہ کہنے لگے کیا اُسمین ہمکو جہاد کا ثواب
ملیگا تو اللہ تعالیٰ نے انکو جہاد کا ثواب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے کر کے اُن سے خوش ہوا
وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۝ اور اللہ کا بڑا فضل ہے کہ انکو نکلنے کی توفیق دیا اور انکے دلون کو مضبوط کیا اور ایمان
زیادہ کیا اور دین کے کامون پر انکو صلابت دیا اور دشمن کے دلمین انکا رعب ڈالا اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ
يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ یہہ نہین ہے مگر شیطان کہ ڈراتا ہے اپنے دوستون کو ذلکم مبتدا ہے شیطان اُسکی خبر ہے اور
یخوف اولیاءہ کا جملہ مستانفہ ہے شیطنت کے بیان کے لئے یا شیطان ذلکم کی صفت ہے اور یخوف اولیاءہ کا جملہ خبر ہی ذلکم کا
اشارہ اسی ڈرانے والے اور مومنون کی ہمت ہٹانے والون کی طرف ہی شیطان سے مراد یا سوار ہین جو آکے
مسلمانون کو خبر دئے یا نعیم بن مسعود ہے انکی سرکشی اور کفر پر تمردی کے دیکھتے انکو شیطان بولا یا ابلیس مراد ہے
جو لوگون کے دلونمین وسوسہ ڈالتا ہے یخوف اولیاءہ کے جملے مین تین وجہ ہین پہلی وجہ یخوف کا مفعول ثانی اور
حرف جر محذوف ہی تقدیر یون ہے یخوفکم باولیاءہ اس تقدیر پر معنی یون ہوگی ای مومنو شیطان تمکو ڈراتا ہے
اپنے دوستون سے دوسری وجہ یخوف کا مفعول اول محذوف ہی تقدیر یون ہے یخوفکم اولیاءہ یعنے شیطان ڈرتا ہے
تمکو اپنے دوستون کا ان دونون وجہ پر اولیاءہ سے ابو سفیان اور اسکے ساتھ والے مشرک مراد ہین تیسری وجہ اولیاءہ
مفعول اول یخاف کا ہے اور مفعول ثانی محذوف یا متروک ہی معنی یون ہی شیطان ڈراتا ہے اپنے دوستون کو مشرکون
کے جنگ سے اس وجہ پر اولیاءہ سے مراد منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہین نکلے اور تخویف سے مراد جبن

رعب مراد ہے جو شیطان نے منافقون کے دلمین ڈالا فَلَا تَخَافُوهُمْ سو انسے تم مت ڈرو ہم کی ضمیر کا مرجع اولیا ہے یعنے شیطان کے دوستون سے مت ڈرو ضمیر کا یہہ مرجع اُس صورت مین ہوگا یخوف اولیاء مین اوسکی دو وجہین لینیا مین اگر وہان تیسری وجہ لیویا تو اسوقت اس ضمیر کا مرجع ناس ثانی ہے جو ان الناس قد جمعوا لکم مین مذکور ہوا یعنے لوگ جو تمہارے واسطے اکٹھا ہو ہین اُنسے مت ڈرو جنگ سے جی مت لیو وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو کیونکہ ایمان کا مقتضا یہہ ہے اللہ ہی کو ڈرنا دوسرون سے نہ ڈرنا وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ اور تجھ کو غم نہ آوے اُن لوگون سے جو جلدی کرتے ہین کفر مین لوگ سے کفار قریش مراد ہین بعضے کہتے ہین منافق اور یہود کے رؤسا ہین بعضے کہتے ہین وے چند لوگ ہین اسلام لائے بعد مرتد ہوئے آیت کا مضمون یون ہے اے محمد جو لوگ کفر کے کامون پر جلدی کرتے ہین اور تیرے سے جنگ کرنے فوجین لے آتے ہین انکا غم نہ کر یا کفر مین جلدی کرنے سے مراد کافرونکی مدد کرنا یعنے جو لوگ کافرون کی نصرت و مدد کرتے ہین انکا غم نہ کر اِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا بیشک وے نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ یعنے وے بدبختون کفر مین جلدی کرنے سے اپنا ہی بُرا کر لیتے ہین اللہ کا اور اُسکے دوستون کا کچھ بگاڑ نہین کرتے يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ اللہ چاہتا ہے کہ انکو فایدہ نہ دے آخرت مین یعنے آخرت کے ثواب سے اُن کو محروم رکھے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور اُنکو مار ہے بڑی یعنے انکو ثواب ملنے پر بھی بڑا عذاب ہے إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا مقرر جنھون نے خرید کیا کفر ایمان کے بدلے وے نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ یعنے منافق ایمان لا کر پھر اس سے جو بدل گئے اس سے اللہ تعالی کا کچھ نقصان نہ کئے اپنی ہی پر ظلم کئے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور اُنکو دکھ کی مار ہے آخرت مین وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ اور یہہ نہ سمجھین منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہین انکو کچھ بھلائی ہے اُنکے حق مین یعنے کافر یہہ گمان نہ کرین کہ اللہ انکو مہلت دیا اور اُن کی عمر بڑی کیا سو انکے حق مین بہتر ہے إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ہم تو فرصت نہین دیتے ہین مگر اتنے واسطے کہ وے بڑھتے جاوین گناہ مین یعنے انکو مہلت دینا اور انکی عمر زیادہ ہونا انکے گناہ کے بڑھنے کے واسطے ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ اور انکو ذلت کی مار ہے آخرت مین مقاتل نے کہا ہے یہہ آیت مکہ کے مشرکون کی شان مین نازل ہوئی عطا کہتا ہے بنی قریظہ کے یہود کی شان مین اُتری بغوی نے

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے کون لوگ خیر ہین آپ فرمائے جسکی عمر دراز ہو اور اُسکا عمل نیک رہے پوچھے کون لوگ بد ہین فرمائے جسکی عمر دراز ہو اور اُسکا عمل بد رہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ اور اللہ وہ نہین کہ چھوڑ دیگا مسلمانون کو جسطرح پر تم ہو جب تک جدا نکرے ناپاک کو پاک سے اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہو کلبی کہا ہو کہ کفار قریش کہے یا محمد تم کہتے ہو جو شخص تمہاری مخالفت کیا وہ دوزخ مین جائیگا اور اللہ تعالے اُسپر غصہ ہوگا اور جو تمہاری متابعت کیا وہ بہشت مین جائیگا اور اللہ تعالی اُس سے خوش ہوگا بھلا تمپر کون کون ایمان لائیگا سو بیان کرو پھر یہہ آیت نازل ہوئی سدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری تمام امت کو مجھے بتلائے جیسا آدم کو بتلائے تھے مین نے معلوم کیا اُنکو جو میرے پر ایمان لائینگے اور جو منکر ہونگے یہہ بات منافقون کو معلوم ہوئی سو تمسخر سے کہنے لگے جو لوگ ہنوز پیدا نہین ہوئے اُنہین کون مومن اور کون کافر ہوگا کرکے محمد زعم کرتے ہین ہم تو موجود ہین ہم سے کون مومن اور کون کافر ہے سو خبر دیو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی بات پہنچی حضرت منبر پر کھڑے ہوکے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرکے فرمائے کیا لوگ میرے علم پر طعن کرتے ہین واللہ قیامت تک جو چیزین ہونہار ہین اُنسے پوچھو مین کہہ دیتا ہون عبد اللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوکے پوچھے یا رسول اللہ میرا باپ کون ہو آپ فرمائے تیرا باپ حذافہ ہو پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالقرآن اماما و بک نبیا آپ ہماری تقصیر معاف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اُترے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بندۂ عاصی کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھے اور عبد اللہ بن حذافہ وغیرہ سوال کئے اور عمر رضی اللہ عنہ عذر خواہی کئے اُسین یا ایہا الذین امنو لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم کی آیت نازل ہوئی کرکے بخاری وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہوا ہے بعضے کہتے ہین مومنین سوال کئے ہمکو کچھ نشان ہونا تا اُس سے مومن اور منافق مین ہم تمیز کرے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین منافقون کی ایک جماعت دعوی کی کہ اپنا ایمان بھی مومن کے برابر ہے اللہ تعالی نے احد کے جنگ مین اُنکا نفاق ظاہر کیا اور یہہ آیت اُتارا اس آیت کی معنی اور حکم مین بھی اختلاف ہو ابن عباس اور اکثر مفسرین کہتے ہین کہ انتم کا خطاب کفار اور منافق کو ہے معنی یون ہے ای منافقو اور کافرو اب تم نفاق

اور کفر کی حالت مین جو ہو اُسی حالت پر اللہ تعالی مومنون کو جو چھوڑ دیگا سو نہین بلکہ خبیث اور طیب کو جدا کریگا بعضے کہتے ہین خطاب مومنون کو ہی معنی یون ہین اے مومنو اب جس حال پر تم ہو کہ مومن و منافق مخلوط ہین مومن کون اور منافق کون سو معلوم نہین کیونکہ ظاہر مین تو سب ایمان کا دعوی کرتے ہین سو اُس حال پر تمکو اللہ نہ چھوڑیگا جب تک جُدا نہ کرے مومن کو منافق سے یہہ جدا کرنا یا اس طرح سے ہے کہ اپنے نبی کو صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرا وے اور منافقون کی حالت سے خبر دیوے یا ایسے مشقت کے کامون کی تکلیف دیوے کہ منافق اُنکو نہ کر سکے جیسا اللہ کی راہ مین مال خرچ کرنا اور جان دینا ان چیزون سے آزمایش کرے تو قلعی کھل جاتی ہے پھر احد مین ایسا ہی کیا مخلص ٹھہر گئے اور منافق سرک گئے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ اور اللہ یون نہین کہ تمکو مطلع کرا وے غیب پر معلوم کیجیے اوپر کے جملہ مین اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ مومن کو منافق سے جُدا کرنا دو طور پر ہے ایک آثار و علامات مقرر کرنا جس سے تمیز حاصل ہو یا غیب پر مطلع کرنا یہان مطلع کیا سو پہلی طور سے کیا کیا واسطے اللہ تعالی کی عادت جاری ہی کہ غیب پر سوائے انبیا کے کسی کو مطلع نہین کرتا کلبی کے قول پر اس آیت مین خطاب کفار قریش کو ہے جو کہے یا محمد کون ایمان لاتا ہے اور کون ایمان نہین لاتا سو ہمکو کہدو اس قول پر آیت کی تفسیر یون ہوگی ای کافرو اللہ تعالی تمکو مومن کون اور کافر کون سو خبر نہین دیتا کیونکہ اللہ تعالی کے سوائے کوئی غیب کی بات نہین جانتا عادت الٰہی ایسی جاری ہے کہ غیب کی خبر پر ہر کسی کو مطلع نہین کرتا اب مومن کو کافر و منافق سے امتیاز کرنے کی کچھ راہ نہین مگر امتحان ہے مومن جو ہے آفت و مصیبت پر صبر کریگا اور ایمان پر ثابت قدم رہیگا اور منافق پھسل جایگا بعضے کہتے ہین خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے اللہ یون نہین جو محمد کو غیب کی خبر دیوے تا مومن کون اور کافر کون سو تمکو بتاوے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ولیکن اللہ برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین جسے چاہے یعنے اللہ تعالی ہر کسی کو غیب پر مطلع نہین کرتا لیکن اپنے رسولون مین جسے چاہے اُسکو پسند کرکے غیب کی خبرون پر مطلع کرتا ہے جب نبی کو غیب کی خبر پر مطلع کیا تو نبی علیہ السلام خبر دیتا ہے کہ فلانا مومن ہے فلانا منافق یا معنی یون ہی نبی کو پسند کرنیکے بعد اُسکے واسطے سے لوگون کو شریعت کی تکلیف دیتا ہی اس تکلیف مین مومن اور منافق کا حال کھل جاتا ہی اس آیت سے

ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غیب دانی نہین حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہین مگر جس بات کی خبر اللہ نے دیا ہے اتنا ہی معلوم ہے انبیا اولیا غیب کی کچھ خبر نہین جانتے مگر وہی جو اللہ انکو وحی والہام سے یا نور فراست سے معلوم کرا دتا ہی اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہی جو کوئی عقیدہ رکھے کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی غیب دان ہی تو وہ کافر ہے لیکن یہان ایک بات سمجھنے کی ہے بعضے جاہل خیال کرتے ہین ہمکو حواس سے جسقدر علم حاصل ہوتا ہے انبیا اولیا کو بھی اُتنا ہی حاصل ہوتا ہی یہہ ہمل ہے کسواسطے کہ پانچ حواس سے اشیا جو مدرک ہوتے ہین ہر شخص کے ادراک مین تفاوت رہتا ہی ایک شخص دور کی چیز کو مثلاً انسان ہی کرکے درک کرتا ہے دوسرا شخص بصارت ضعیف رہنے سے اُسکو نہین دیکھتا آنکھ کی تیزی سے دور کی چیز کو دیکھنے والے کے تئین غیب دان نہ کہینگے ایسا ہی کسی کا سامعہ تیز رہنے سے آہستہ بات کو سُنتا ہی کسی کا کند رہنے سے پکار کرتے سو بات نہین سُنتا اللہ تعالی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیا کی بصارت کو اتنی تیز کر دیا کہ جس سے انکو آسمان پر کا حال معاینہ ہوتا ہی ایسا ہی انکی سماعت کو بھی تیز کیا کہ جس سے ملکوت مین کلام جو ہوتا ہے اُسکو سُنتے ہین اُنکے مدرکات قوی ہونے سے محسوسات کو درک کرنا غیب دانی مین شمار نہ کرینگے اور بھی اُنکی ہمت دنیوی امور کی طرف زیادہ مصروف نہین رہتی اُن کے دلون کو عالم قدسیہ سے کمال اتصال رہتا ہی اس لئے امور غیبی اُنکے دلونمین ہمیشہ منتقش ہوتے ہین پھر کسی نبی سے یا ولی سے استمداد ہم چاہے تو اسکو اس امر کا مکاشفہ ہونا بعید نہین اُسکو اُسکا ادراک یا اُسکا سامعہ قوی رہنے سے حاصل ہوتا ہی یا کشف کے رو سے ہوتا ہی ایسا نہ سمجھنا کہ وہ مر گئے ہین اور اُن کے حواس اب باقی نہین کیا واسطے کہ اہل سنت وجماعت کے پاس انبیا علیہم السلام حیات سے ہین اور بھی موت سے ارواح فنا نہین ہوتے بلکہ باقی رہتے ہین اجسام کی آلایش سے مجرد ہونیکی جہت سے ادراکات

اُنکے دو چندان ہوئے پھر غیب کے باتون کا مکاشفہ ہونا بعید نہین واللہ اعلم فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یعنے اللہ پر اور اسکے رسول پر نرل ایمان لاؤ نفاق کی راہ مت جاؤ یا مطلب یون ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت واضح دلایل سے ثابت ہو چکی بعد کچھ باقی نہین رہا مگر اللہ پر اور رسولون پر ایمان لانا یا غرض یہہ ہے کہ تم ایمان لانا اور جاننا چاہیے کہ غیب اللہ ہی جانتا ہے اور رسول اُسکے برگزیدہ بندے ہین اللہ جس امر پر انکو مطلع کرتا ہی اسکو جانتے ہین اور جو وحی کرتا ہے

حاشیہ: [illegible] انبیا اولیا

اُسکو دیتے ہین وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور اگر تم ایمان پر رہو اور پرہیزگاری
پر تو تمکو بڑا ثواب ہے وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ
اور نہ سمجھین جو لوگ بخل کرتے ہین ایک چیز پر کہ دی ہے اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے یہہ بہتر ہے اُن کے
حق مین یعنے بخل کرنے والے یہہ نہ سمجھین کہ بخل اُن کے حق مین بہتر ہے بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ بلکہ یہہ بُرا ہے
اُنکے واسطے یعنے وے لوگ بخل کرنا ان کے حق مین بُرا ہے سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ
الْقِیٰمَۃِ آگے طوق پڑیگا اُنکو جسپر بخل کیا تھا قیامت کے دن بخل کی معنی کنجوسی یعنے اپنے پاس کی پونجی
اُسکے حقدار کو نہ دینا ایسا کام جس سے بہت ہوتا ہے اُسکو عربی مین بخل اور ہندی مین کنجوس کہتے ہین
انسان مین یہہ صفت نہایت مذموم ہے یہہ آیت اسکی مذمت پر دلالت کرتی ہے احادیث بھی اُسکی
مذمت مین بہت وارد ہین مُسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تم ظلم سے ڈرو کیا واسطے ظلم ظلمات ہے قیامت کے دن اور شح سے ڈرو کیا واسطے کہ شح نے تمھارے آگے لوگون
کو ہلاک کیا شح اُنکو خون بہونے پر اور حرام کو حلال جاننے پر لایا ظلم ظلمات ہے یعنے ظلم کرنا سبب پڑتا ہے قیامت کے
دن اُس شخص کو تاریکی مین چلکے دوزخ مین جانیکا شح شین کے ضم اور حاء حطی کا تشدید سے بخل کے ساتھ حرص
ہونے کو کہتے ہین ابو داؤد اور حاکم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک روز نبی صلی اللہ
علیہ وسلم خطبے مین فرمائے تم شح سے ڈرو اگلے لوگ ہلاک نہین ہوئے مگر شح سے شح اُنکو بخل پر لایا سو بخل ایضًا
کئے شح اُنکو گناہ پر لایا سو گناہ کئے حاکم نے اس حدیث کو مطول روایت کیا ہے اور کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کی
شرط پر نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے راہ خدا مین نکلا سو غبار اور دوزخ کا دُھوان دونون ایک شخص کے
شکم مین کبھی جمع نہونگے اور شح اور ایمان دونون ایک شخص کے شکم مین کبھی جمع نہونگے طبرانی معجم کبیر مین اور
معجم اوسط مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اللہ تعالی جنت عدن کو اپنی دست قدرت سے بنایا اور آپ اُسین پھل لگایا اور نہرین نکالا بعد اسکی
طرف دیکھ کے کہا سخن کر جنت بولی مومنون نے فلاح پائے اللہ تعالی فرمایا میری عزت کی قسم کوئی بخیل تیرے

پیچ رہ گئے میرا ہمسایہ ہوگا امام منذری نے کہا طبرانی اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہے انمین سے
ایک طریق کی سند جید ہے ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے تین شخص کو اللہ تعالی دوست رکھتا ہے اور تین شخص پر غصہ رہتا ہے پھر پوری حدیث ذکر کئے بعد کہے
اور اللہ تعالی غصہ رہتا ہے بوڈھے پر جو زنا کرے اور بخیل اور متکبر پر ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن مین دو خصلت جمع نہین ہوتے بخل اور بدخلقی
ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے سوائے صدقہ بن موسی کی طریق کے دوسری طریق سے اُسی سو ہم نہین جانتے
بندہ عاصی کہتا ہے ابن معین اور نسائی وغیرہ نے صدقہ بن موسی کی تضعیف کی ہے اکثر مفسرین کہتے ہین
اس آیت مین بخل جو مذکور ہوا اس سے اپنے ذمہ پر حق جو واجب ہوا ہے اسکو ادا نکرنا مراد ہے کیا واسطے کہ اس آیت
بخل کرنے والے پر وعید شدید ہے ایسا وعید ہو گا مگر واجب کے لئے دوسری دلیل یہہ ہے اللہ تعالی بخل کی مذمت
کیا تطوع کو ترک کرنے سے مذمت نہین کی ایجاب جاہے مال کا خرچ کرنا جو واجب ہے اسکے اقسام مین پہلا خرچ کرنا
اپنی ذات کے کھانے وغیرہ مین دوسرا خرچ کرنا اپنے قرابتی وغیرہ کے واسطے کہ جنکا خرچ چلانا اُسپر واجب ہے
تیسرا زکوۃ نکالنا چوتھا دشمن یعنے کفار مسلمانون کے جان و مال کا قصد کرکے چڑھ آوے اور حاکم کو مال کی احتیاج
ہو تو مسلمانون پر واجب ہے اپنے مقدور موافق بیباحاکم کے حوالے کرنا تا اُنکو دفع کرے پانچوان کوئی شخص قوت
نہ ملنے سے جان کندنی کی حالت کو پہنچا تو اُسکی جان بچنے کی مقدار کا مال اسکو دینا ان ابواب مین جو کوئی مال
نہ خرچے تو وہ گناہ گار ہوا اللہ صاحب وہ جو فرمایا طوق پڑیگا اسکی تفسیر مین بھی اختلاف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین
کہ وہ مال طوق ہوکے اُسکے گلے مین پڑیگا آیت کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے احادیث بھی اسی بات کی تائید کرتی
ہین امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو بندہ اپنے مال کی زکوۃ نہ دیگا اُسکے لئے وہ مال شجاع اقرع بنکے اسکے گلے مین
طوق پڑیگا بعد اسکے سچوٹی پر یہہ آیت پڑھے سیطوقون مابخلوا بہ شجاع شین کے ضم اور کسر سے سانپ کو کہتے ہین
اور بعضے کہتے ہین شجاع مخصوص نر سانپ کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین ایک قسم کے سانپ کو کہتے ہین اور اقرع وہ
جو اُسکی عمر زیادہ ہونے سے اسکے سر کے بال جھڑ جاتے ہین یا اس کے زہر کی تیزی سے سر پر کی کھال نکلجاتی ہے

بخاری اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
من آتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکاتہ مثل لہ مالہ یوم القیمہ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ
ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا تحسبن الذین یبخلون الآیہ یعنے جسکو اللہ تعالی مال دیوے وہ اُس مال کی زکات
ادا نکرے تو قیامت کے دن اُسکا مال شجاع اقرع کی صورت لیگا اس سانپ کو دو طرف زبیبہ ہوکے وہ سانپ
طوق ہوکے اُسکے گلے مین پڑیگا اور وہ سانپ اس شخص کے مُنہہ کے دونون طرف ڈسیگا اور کہیگا مین تیرا مال
ہون مین تیرا گنج ہون بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑہے ولا تحسبن الذین یبخلون الآیہ زبیبہ زای
معجمہ کی فتح سے کف کو کہتے ہین جو سانپ کے منہہ کے دونون جانب مین آتا ہے بعضے کہتے ہین دو سیاہ نقطون کو
کہتے ہین جو سانپ کے دونون آنکہ پر ہوتے ہین یا اُسکے منہہ کے دونون جانب مین ہوتے ہین یا دو کچلیان اُسکے
دو جانب مین رہتے ہین لہزمہ مُنہہ کے جانب کو کہتے ہین یاخذ مین ضمیر جو ہے شجاع کی طرف پھرتی ہے اور لہزمتیہ
کی ضمیر با شجاع کی طرف پھرتی ہے اُسوقت ترجمہ یون ہوگا وہ سانپ اس شخص کو اپنے منہہ کی دونون جانب
پکڑیگا یا ضمیر اس شخص کی طرف پھرتی ہے اسوقت معنی یون ہوگی وہ سانپ اُس شخص کے منہہ کے دونون جانب
کو پکڑیگا بعضی کہتے ہین بخل کرنے والون کے گلے مین آتش کی طوق ڈالینگے اور بعضے کہتے ہین انپر قیامت کے دن
جبر کرینگے کہ تم جو حق ادا نہین کئے ہین اُسکو دیوو وہان اُن سے اسکا ادا نہ ہوسکیگا اُس مین اُنکی توبیخ ہے کہ جب دینا
ممکن تہا اُسوقت تم کیا واسطے نہین دیئے اور بعضے کہتے ہین حقیقت مین طوق نہین بلکہ یہہ تمثیل ہے اُس سے
یہہ غرض ہے کہ اُس بخل کی گناہ اُنکو قیامت کے دن حاصل ہوگی کوئی چیز کسی کو لازم ہوتی ہے تو عرب کے محاورہ
مین اسکو طوق سے تعبیر کرتے ہین اور کہتے ہین فلانی چیز اُسکے گلے کی طوق ہوئی اہل ہند کے محاورے مین بہی
یہہ تمثیل مستعمل ہے کہتے ہین لعنت ابلیس کے گلے کی طوق ہوئی اور وہ اُسکے گلے کا ہار ہوا مجاہد سے مروی ہے
یہہ آیت یہود کے احبار کی شان مین نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کو پوشیدہ کئے اور آپکی نبوت
کا انکار کئے اس قول پر بخل سے علم کو چھپانا اور اسکو ظاہر نہ کرنا مراد ہے اور طوق پڑنے سے چھپانے کی گناہ
اُنپر لادنا مراد ہے یا آتش کی طوق اُن کے گلے مین ڈالنا اس پر ابی ہریرہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ کسی سے کچھہ علم کا سوال کرے اور وہ باوجود جاننے کے اُسکو چھپاوے تو

اللہ تعالیٰ اسکو آتش کی لگام دیگا اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ روایت کئے
ہین امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ آیت دونون فریق کے حق مین جو علم کا بخل کرتے ہین اور جو مال کا
بخل کرتے ہین عام لینا اور وعید دونون فریق کے حق مین ہونا بعید نہین وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ اور اللہ وارث ہے آسمان وزمین کا اسکی تفسیر مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے آسمان
زمین کے لوگ مال اور علم وغیرہ سبکے وارث ہوتے مین وہ سب اللہ کا ملک ہے پھر کیا واسطے اللہ کے ملک کو
اُسکی راہ مین خرچ نہ کرکے بخل کرتے ہو دوسری وجہ جو اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ ہے کہ آسمان والے اور زمین والے
لوگ تمام فنا ہونگے اور لوگون کے ملک اسباب تمام رہ جائینگے تو اُسکا مالک سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین بندے
دعوی کرتے تھے یہہ اپنا ملک ہے جب وے سب مرجاوین اور اس ملک کا دعویدار کوئی باقی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ ہی
اُسکا وارث ہو آیت سے مقصود یہہ ہے کہ تمام مالکون کی ملک باطل ہوگی اور اللہ کی ملک ہی باقی رہے گی
گویا سب کی میراث کا وارث اللہ ہی ہوا پھر جسکا وارث اللہ ہوتا ہے اُسکو اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ نہ کرکے
بخل کرنا حسرت وندامت کا سبب ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے تم جو اللہ کی
راہ مین دیتے ہو یا بخل کرتے ہو اُسکی جزا تمکو دیگا لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ
وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ مقرر اللہ نے سنی انکی بات جنھون نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہین حسن بصری اور قتادہ
اس آیت کی شان نزول کا سبب یہہ کہتے ہین کہ جب من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا کی آیت نازل ہوئی
یعنی کون ہے وہ جو قرض دیتا ہے اللہ کو قرض نیک یہود کہنے لگے اللہ فقیر ہے ہمارے سے قرض مانگتا ہے اور ہم
غنی ہین اُنکے رد مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا حسن کہتا ہے حیی بن اخطب یہودی نے یہہ کہا تھا عکرمہ
اور سدی اور مقاتل اور محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کے یہود کو خط لکھکے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بھیجے اس خط کا مضمون یہہ تھا تم اسلام لاؤ نماز پڑھو زکاۃ ادا کرو
اللہ کو قرض حسنہ دو ابوبکر صدیق یہود کے پاس بیت المدراس مین یعنے انکی کالج مین گئے وہان بہت سے یہود
فنحاص بن عازوراکے پاس جو یہودیون کا حبر تھا جمع تھے اسکے نزدیک دوسرا ایک حبر بھی تھا اُسکا نام اشیع ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ فنحاص کو کہے تو اللہ سے ڈر اسلام لا اللہ تجھکو خوب معلوم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اسکے

ورکوع ۴۳
ع ۱۰

اللہ تعالی کے پاس سے سچی بات لائے ہین اور وہ بات تمھاری توریت مین لکھی ہوئی ہے تو ایمان لا اور محمد کی تصدیق
کر اور اللہ کو قرض حسنہ دے بہشت مین جائیگا اللہ تعالی تجھکو دونا ثواب دیگا فنحاص بولا اے ابوبکر تم کہتے ہو
اللہ ہمارے سے مال قرض مانگتا ہے قرض نہین مانگتا مگر جو فقیر ہے تم کہتے سو بات حق ہو تو معلوم ہوا اللہ فقیر ہے اور ہم
غنی ہین اور اللہ تمکو سود سے منع کیا اور ہمکو سود دیتا ہے یعنے وہ جو اللہ کہا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اگر غنی ہوتا تو
ہمکو سود نہ دیتا ابوبکر رضی اللہ عنہ غصہ ہو کے فنحاص کو زور سے طمانچہ مارے اور کہے واللہ اگر ہمارے اور تمھارے
درمیان عہد نہ ہوتا تو اے عدو اللہ تیری گردن مارتا فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا یا محمد
دیکھو تمھارے ملازم نے میرے ساتھ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھے کیا واسطے
تم اسکو مارے ابوبکر کہے یا رسول اللہ یہہ عدو اللہ ایک بڑی بات بولا کہا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہین مین اللہ تعالی کے لیے
کے حق کے واسطے غصہ ہوا اور اسکو طمانچہ مارا فنحاص انکار کر بیٹھا اللہ تعالی نے ابوبکر کی تصدیق اور فنحاص کی تکذیب پر
یہہ آیت نازل کیا لقد سمع اللہ الآیہ اس آیت مین قالوا کو جمع کے صیغے سے لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو متعدد
لوگ کہے ہین قصے جو ہم بیان کئے اس سے معلوم ہوا کہ فنحاص کہا تھا اس مین کچھ مناقضہ نہین شاید دوسرے بھی یہی کہے
کہے ہونگے یا وہ کہا اور دوسرے اسکے قول کو پسند کئے پھر اس قول کی نسبت سب کی طرف کرنا صحیح ہوا یہہ قول ان سے
جو صادر ہو یا انکا اعتقاد ایسا ہی تھا یا تمسخر کی راہ سے بولے بہر صورت بہت بڑی بات ہے عقلمند ایسی بات بولیگا
کافر کفر و ضلالت کی تمردی مین یہہ بول بیٹھے سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اب
ہم لکھ رکھینگے انکی بات اور جو خون کئے ہین نبیون کے ناحق یعنے یہود جو کہے اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار انکی بات کو
ہم اپنے علم مین یاد رکھینگے اسکو چپ نہ چھوڑینگے یا اس بات کو فرشتے انکے اعمال نامہ مین لکھ رکھینگے تا قیامت مین
اسکی جزا ملے کیونکہ وہ بہت بڑی بات ہے اسمین اللہ کے اور رسول کے ساتھ کفر اور استہزا ہے اسکے ساتھ
وہ بھی ہم لکھینگے جو انبیا کو ناحق قتل کئے ہین بعضے کہتے ہین معنی یون ہے یہ یہود جو کہے اور ان کے اسلاف
جو کئے دونون چیزین ہم لکھ رکھینگے اور ہر ایک کو اسکے عمل کے مطابق جزا دینگے اس جگہ قتل کی نسبت ان یہود کی
طرف جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے کیا حالانکہ قتل یے نہین کئے بلکہ ان کے آبا و اجداد کئے کیا واسطے
کہ ان کے کئے پر یہہ لوگ راضی ہوئے تو سے گنگا قتل کرنے مین شریک ہوئے بعضے کہتے ہین معنی یون ہین یے دو لوگ

بات جو آپ کہے اور اپنے اجداد کے کئے پر جو راضی ہوئے وہ دونون بات کو ہم لکھ رکھینگے اور اُسکی جزا اُنکو دینگے اس آیت مین اللہ تعالی فقر و غنا کی بات کے ساتھ انبیا کے قتل کو جو ضم کیا سو آگاہ کرنیکے واسطے کہ یہہ پہلی گناہ نہین جو یہود کئے ہین ایسے بہت سے کام اُن سے صادر ہوئے وے لوگ انبیا کے قتل پر جب جرأت کئے ہون تو اُن سے یہہ بات صادر ہونا کچھ بعید نہین وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ اور کہینگے چکھو جلن کی مار یعنے اللہ تعالی قیامت کے دن فرشتون کی زبانی اُنکو کہیگا دنیا مین جو کہتے تھے کلمۂ چکھو یہان ایک اشکال ہے اُسکی تقریر یہہ ہے یہود کا اعتراض ایسا تھا کوئی کسی سے مال طلب کیا تو فقیر اور محتاج ہوا اللہ جب مال مانگا تو فقیر ہوا اللہ تعالی پر تو فقیر کا اطلاق کرنا محال ہے معلوم ہوا اللہ تعالی اُنے اپنے بندون سے مال نہین مانگا مال نہ مانگنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق مین قدح کرتا ہے اس اعتراض کا جواب کہکے وعید بیان کرنا مناظرے کی آئین کا خلاف ہے اس اشکال کو امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے اور اس کا جواب ایسا کہا ہے کہ اگر ہم اپنے اہل سنت جماعت کے اصول کے قواعد کو دیکھے تو یون جواب دینگے اللہ تعالی جو چاہے سو کرے اور جو ارادہ ہے سو حکم فرما دے اس صورت مین اللہ تعالی باوجود غنی رہنے کے بندون کو مال خرچ کرنیکے تکلیف دینا کچھ بعید نہین اگر ہم معتزلہ کے اصول کو رعایت کرین یون جواب دینگے اللہ تعالی بندون کے مصالح کی رعایت کرتا ہے اور اس تکلیف مین کئی مصلحتین موجود ہین ایک تو مال کو خرچ کرنے سے اُسکی محبت دل سے نکل جاتی ہے یہہ محبت دل سے نکلنے مین بہت منفعت ہین کیا واسطے موت کیوقت اسکے دل مین مال کی محبت رہیگی تو اُسکے روح کو مال چھوڑ جانیکا بہت درد ہوگا دوسرا مال خرچ کرنا وسیلہ ہے سدا ثواب ملنے کا تیسرا مال خرچ کرنے سے ماسوی اللہ کی محبت سے دل خالی ہوتا ہے جسقدر ماسوائے اللہ کا حب دل سے کم ہوا اتنی ہی محبت اللہ کی اُسکے دل مین قوی ہوگی یہہ محبت سب سعادتون کی اصل ہے اللہ صاحب ان وجہون کو قرآن مین مکرر ذکر فرما چکا باوجود ان وجہون کو ذکر کرتے بھی وہ شبہہ وارد کرنا محض عناد کی راہ سے تھا اس لئے فقط وعید کو ذکر کیا جواب کی طرف متوجہ نہوا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے جواب ایسے مقدمہ سے دیا جاہے کہ خصم اُسکو قبول کرے اہل سنت و جماعت کے اصول پر جواب دیوے یا معتزلہ کے طریق پر دونون کو خصم جو یہودی ہین قبول نہ کرینگے پھر امام رازی کے جواب سے اشکال دفع نہین ہوتا مجھکو پہلے تو نفس

سوال یہ ہے کہ قرض دینے کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرکے واقرضوا اللہ قرضا حسنا جو کہا اس پر اعتراض ہے یا بندے جو ایک دوسرے کو قرض دیتے ہیں اس پر اعتراض ہے اگر پہلی شق پر ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تم اعتراض جس سے کرتے ہو اللہ کو قرض دینے سے اسکے بندوں کو عرض دینا مراد ہے قرض کی نسبت اللہ تعالی کی طرف مجاز ہے اگر دوسری شق پر ہے تو تمہارا اعتراض تمام نہیں ہوتا کسواسطے کہ اللہ تعالی بندے کو اسکی ضرورت کیوقت قرض دو کرکے امر کیا اس سے امر کرنے والے کا فقیر و محتاج ہونا لازم نہیں آتا وہ جو کہتے ہیں کہ مال طلب کرنے سے فقیر و محتاج ہوتا یہہ مقدمہ بھی مسلم نہیں یہود کے اعتراض کے دفع کی طرف یہاں متوجہ نہیں کیا واسطے تمہارا مقدمہ کہ کوئی کسی سے مال طلب کیا تو فقیر و محتاج ہوا اسکو ہم قبول نہیں رکھتے قرض حسنہ دینے اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے پر یہود کو توریت میں امر کرچکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر وجب اعتراض کئے ان کی توراۃ پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے یہود اسکا جو جواب دینگے ہمارا جواب بھی وہی ہے اب علیحدہ جواب دینے کی احتیاج نہ رہی ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيكُمْ یہہ بدلا اسکا جو تمنے بھیجا اپنے ہاتھوں یعنے یہہ عذاب جو تمکو دیگا بدلا اس اعمال کا ہے جو تمہارے نفس کئے ہیں کیونکہ تم اللہ سے اور اسکی آیات سے تمسخر کئے اور انبیا کے قتل پر اقدام کئے اس جگہ ہاتھوں سے انسان کی ذات مراد ہے اکثر کاموں کا آلہ ہاتھ تھا یہیں سے بہت کام ہوتے ہیں اس لئے فعل کی نسبت ہاتھ کی طرف مجازا کیا وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور تحقیق اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر یعنے اللہ تعالی بن گناہ کے عذاب نہیں دیتا کیونکہ وہ ظلم ہے اللہ تعالی عادل ہے مقتضی عدل کا یہہ ہے کہ گنہگار کو عذاب دینا اور نیک کردار کو ثواب اگر کہے ظلام مبالغے کا صیغہ ہے کثرت و زیادتی کو چاہتا ہے اسکی معنی بہت ظلم کرنے والا ظلام کی معنی ظالم کے معنی سے خاص ہوئی خاص کی نفی عام کی نفی لازم نہیں ہوتی کیا واسطے بہت ظلم نہیں کرتا کہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید تھوڑا ظلم کرتا ہے جواب یہہ ہے ظلام کو عبید کے مقابلہ میں لایا بندے تو کثیر اور بہت ہیں تو مقابلہ کیا کثیر کو کثیر کے ساتھ یا جب ظلم کثیر کو نفی کیا تو اس سے ظلم قلیل بھی نفی ہوا کیونکہ ظالم ظلم نہیں کرتا مگر اپنے نفع کیواسطے بہت کو کہ جس میں نفع زیادہ ہے ترک کرے تو قلیل کو بطریق اولی ترک کریگا یا ظلام کا صیغہ مبالغے کیواسطے نہیں بلکہ نسبت کیواسطے ہے یعنے اللہ تعالی منسوب بظلم نہیں ہے جیسا عطار اور بقال اور بزاز کہتے ہیں یعنے منسوب عطر کی طرف اور بقل کی طرف اور بز کی طرف

الذین قالوا ان اللہ عہد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار

جو کہتے کہ مقرر اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہے کہ تم یقین نہ کرین کسی رسول کا جبتک نہ لاوے ہم پاس ایک نیاز جسکو
کھا جاوے آگ الذین کا یہہ جملہ سابق کے الذین کی نعت ہے یعنے اللہ نے سنا انکو جو کہے اللہ نے ہم سے عہد کیا یعنے
ہمکو امر کیا کہ کوئی رسول کی ہم تصدیق نہ کرین جبتک نہ بتا دے یہہ معجزہ کہ آگ آسمان پر سے اترکے قربانی
کو کھا جاوے یعنے جلا دیوے جیسا بنی اسرائیل کے انبیا کیوقت آگ قربان کو جلا دیتی تھی یہہ معجزہ جو بتا دے تو اسکے
صدق پر دلیل ہے کلبی نے کہا ہے کعب بن الاشرف اور مالک بن الصیف اور وہب بن یہوذا اور زید بن التابوت
اور فنحاص بن عازورا اور حیی بن اخطب جو یہود دیون کے سردار تھے انکے شان مین یہہ آیت اتری وے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو آکے کہے یا محمد تم کہتے ہو کہ اللہ تعالی اپنے تئین رسول کیا ہے اور اپنے پر کتاب اتارا ہے
توریت مین تو اللہ نے ہمکو ایسا کہہ رکھا ہے کہ کوئی شخص رسول ہون کرکے دعوی کرے اسکو سچ نہ مانو
جبتک وہ قربانی کو جلانے آتش نہ لاوے اگر تم رسول ہو تو آتش لے آو پھر یہہ آیت اتری قربان وہ
کہ جس سے اللہ کی نزدیکی بندہ حاصل کرتا ہے پھر وہ نماز ہو یا روزہ یا زکوۃ یا اور کوئی نیک عمل اس جگہ قربان سے
وہ قربان جسکو جلانے آتش آتی تھی بنی اسرائیل جب جانور کو قربانی کرتے یا جنگ مین غنیمت ملتی تو اسکا کھانا
انکو روا نہین تھا سو اسکو جمع کرکے چھوڑ دیتے سفید رنگ کی آتش جسمین دھوان نہین آسمان پر سے آواز کرتی
ہوئی اترکے اس ذبیحے کو یا غنیمت کو جلا کے خاک کر دیتی قربان قبول ہونیکی یہہ علامت تھی اگر انکی قربان
یا غنیمت قبولیت مین نہ آوے تو وہ وہین پڑے رہتا آگ نہین اترتی عطا سے روایت ہے کہا بنی اسرائیل
قربانی اللہ کے واسطے ذبح کرکے اسکا پاکیزہ گوشت اور بوٹھا اور آنت پر کی چربی لیکے گھر کے بیچ دھر دیتے
اور سقف کو کھول دیتے اور گھر کے باہر گرداگرد تمام لوگ کھڑے ہوتے تھے نبی علیہ السلام گھر مین جا کے دعا مانگتا تو
سفید رنگ کی آگ آسمان پر سے آواز کرتی ہوئی اترتی اس آگ مین دھوان نہین رہتا پھر اس قربان کو کھا جاتی
یہود کے اس دعوے کی رد مین ہمارے علما کے دو قول مین پہلا قول جسکو سدی نے کہا ہے کہ توریت مین شرط ایسا ہی
مذکور ہے لیکن اس شرط کے ساتھ دوسری بھی ایک شرط تھی کیا واسطے توریت مین ہے کوئی آکے تم سے کہے
کہ مین رسول ہون تو اسکو سچ نہ مانو جبتک قربان کو کھا جانے آگ نہ لاوے یہان تک کہ مسیح اور محمد آوے جب آوے

اُنپر ایمان لے آو کیونکہ وے دونون بن قربان کے آویگے واحدی نے کہا ہے مسیح علیہ السلام کی بعثت تک بنی اسرائیل مین یہی معجزہ باقی تھا مسیح کیوقت سے جاتا رہا یہود اوپر کا شرط ذکر کرکے نیچے کے شرط کو چھپا گئے دوسرا قول یہہ ہے کہ یہہ شرط توریت مین اصلا مذکور نہین یہود جھوٹ بنا کے کہے اسکے جھوٹھ پر چند وجہ بنا ہے پہلی وجہ اگر یہہ شرط صحیح ہوتی تو تمام انبیا کا اس معجزے کو بتانا ضرور ہوتا اور تو ایسا نہین کیونکہ موسی علیہ السلام فرعون کو دوسرے معجزے بتاے قربان کا معجزہ نہ بتائے دوسری وجہ نبی کی سچائی کے واسطے معجزہ ضرور ہے نبی جو معجزہ بتاوے تو مقبول ہوگا اور اُسکی سچاہٹ پر دلالت کریگا خواہ وہ قربان ہو یا اور کوئی معجزہ پھر قربان کی تخصیص مین کچھ فایدہ نہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے معجزے جو آپکی سچاہٹ پر دلالت کرتے ہین سو صادر ہوئے تو آپکی نبوت یقینی ہوئی قربان کا معجزہ ظاہر ہوا یا نہو دونون برابر ہین تیسری وجہ ہم پوچھتے ہین کیا توریت مین یون ہے نبوت کا دعوی کرنے والا کتنے ہی معجزے بتاوے تو اُسکو نہ مانو مگر جب قربان کا معجزہ لاوے تو اسکو قبول کرو یا توریت مین یہہ ہے کہ نبوت کا دعوی کرنے والے سے معجزہ طلب کیا چاہیے خواہ قربان ہو یا اُسکا غیر اگر پہلی بات ہے کر کے کہین تو باطل ہے کیونکہ اس تقدیر مین تمام معجزے بتلانا سچائی پر دلالت نہین کرتا جب ان تمام معجزون مین طعن کرنا اور قبول نہ کرنا روا ہوا تو اس مخصوص معجزہ مین بھی طعن کرنا جایز ہوا اگر دوسری بات ہے کر کے کہین تو وہ بات چاہتی ہے نبوت کا دعوی مطلق معجزے پر دلالت کرتا ہے مخصوص اس معجزے پر دلالت نہین کرتا جب پھر اس مخصوص معجزے کو اعتبار کرنا لغو اور بے فایدہ ہوا اللہ تعالی یہود کی رد مین فرماتا ہے قُلْ تو کہہ اے محمد قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ تحقیق تم مین آچکے کتنے پیغمبر مجھ سے پہلے ہے نشانیان لیکر اور یہہ بھی جو تم نے کہا پھر کیون قتل کیا تمنے انکو اگر تم سچے ہو یعنے سابق کے انبیا نے معجزے بتائے اور تم جو طلب کرتے ہو آگ کے قربان کو کھانا بھی بتایا گیا جیسا یحیی اور زکریا وغیرہ علیہم الصلوۃ والسلام اور تمہارے اسلاف انپر ایمان نہ لاکے اُنکو قتل کئے تو معلوم ہوا وے ان انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سے معجزے جو طلب کئے استرشاد یعنی بھلائی حاصل ہونے کے واسطے طلب نہین کئے محض عناد کی راہ سے تھا کیونکہ اُنکو استرشاد مطلوب ہوتی تو انبیا کو باوجود قربان لانیکے قتل نہ کرتے اے یہود تم اب جو ہو اپنے آبا و اجداد کے کامون پر راضی ہو وے جو کئے اُسکو پسند

کرتے ہین پہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قربان کا معجزہ جو طلب کرتے ہو لعنت کی راہ سے کرتے ہو اُسترشاد
کے واسطے نہین جب ثابت ہوا مخاطبین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود چندین معجزے
دیکھنے پر بہی قربان کا معجزہ طلب کرنا استرشاد کے واسطے نہین بلکہ لعنت کیواسطے ہے اللہ تعالی کی حکمت مقتضی
ہوئی کہ ان کے سوال کو قبول کرین اور وہ معجزہ نہ بتلاوے اب اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے
واسطے فرماتا ہے فَإِن كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُو بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ
پہر اگر تجھکو جھٹلاوین تو آگے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیان اور ورق اور کتاب چمکتی یعنے
اگر یہود تجھکو نبوت و شریعت کے دعوی مین یا قربان لائے سوا انبیا کے قتل مین جھٹلاوین تو غم نکھا کیونکہ
یہہ جھٹلانا تیرے ہی ساتھ مخصوص نہین بلکہ کافرون کی عادت یہی ہے انبیا کو باوجود معجزے بتلانے اور کتابین
لانیکے جھٹلاتے ہین وے انبیا اس پر صبر کئے اور اُنکی ایذا کے متحمل ہوے تو بھی صبر کر اور ان انبیا کے طریقے پر مستقیم
رہ بینات جمع بینہ کی ہے اُسکی معنی دلیل اس جگہہ مراد معجزے اور نبوت کے دلایل ہین زبر جمع زبور کی ہے
زبور مطلق کتاب کو کہتے زجاج کہتا ہے کتاب کہ جس مین حکمت اور نصیحت ہو بعضے کہتے ہین کتاب جسمین فقط حکم ہے
بیضاوی نے کہا ہے کتاب کی معنی قرآن کی عرف مین وہ کہ جس مین شریعتین اور احکام ہو زبور جب مطلق کتاب
کی معنی سے ہو تو اسپر والکتاب المنیر کا عطف خاص کا عطف عام پر ہے کیونکہ زبور عام ہوئی اور کتاب منیر اسکے
بہ نسبت خاص ہوئی اُسکی شرف کے واسطے علحدہ ذکر کیا بعضی کہتے ہین زبر سے صحیفے مراد ہین اور کتاب المنیر سے
توریت و انجیل و زبور ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جی کو چکھنی ہے موت اس آیت سے بہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
تسلی مقصود ہے اور آپکے دل پر غم جو آیا ہے اُسکو دفع کرنا سو اُسکو دو وجہ سے دفع کیا ایک تو یہہ کہ جسکو معلوم ہو کہ
آخر مرنا ہے تو اسکے دل سے غم و اندوہ نکل جاتا ہے دوسری وجہ یہہ ہے اس دنیا سے گذر گئے بعد بہی ایک مکانہ ہے
کہ وہان نیک بخت کون ہے اور بدبخت کون سو معلوم ہو جائیگا حق پر کون تہا اور ناحق پر کون سو عیان ہوگا اور
ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا ملیگی یہے دونون وجہ جسکو یقین ہو تو اُسکے دل مین ہرگز غم کو مجال نہ رہیگی مروی ہے
کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی قُل يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ صحابہ کہے یہہ تو بنی آدم کے حق مین نازل ہوئی جن اور چارپائی
اور وحوش اور پرندون کا ذکر کہان تب یہہ آیت نازل ہوئی اگر کوئی اشکال کرے کہ اس آیت کا عموم

چاہتا ہے کہ جو نفس ہو سو مرنا بہشت کے حور و لدان بھی نفوس ہین لیکن وے نہ مرینگے اور بھی اللہ تعالی فرماتا

فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ یعنے پھر مرینگے جو ہین آسمان مین اور جو ہین زمین

مین مگر جسکو اللہ چاہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی جسکو استثنا کیا وہ نہ مرینگے اسکا جواب یہہ ہے کہ اس جگہ کل

نفس سے مراد مکلفین ہین جو دار تکلیف مین موجود ہین اس پر اسکے بعد کی آیت دلالت کرتی ہو وانما

توفون اجورکم یوم القیمۃ اور تمکو پورا بدلا نہ ملیگا مگر قیامت کے دن یعنے اعمال کی پوری جزا

قیامت کے دن ملیگی یعنے جس دن سب قبرون سے جی اٹھینگے نیکی کیا سو اپنی نیکی کا ثمرہ پائیگا بدی کیا سو برائی کی جزا دیکھیگا

اس جملہ مین اشارہ ہو کہ پیش از قیامت بھی جزا ملتی ہے لیکن پوری نہین کیونکہ جو منفعت دنیا مین مکلف کو ملتی ہے

غم و اندوہ کے ساتھ مکدر رہتی ہو اسکی زوال و انقطاع کا اندیشہ رہتا ہو پورا ثواب نہ ملیگا مگر قیامت کے دن وہان

خوشی ہے غم نہین امن ہے خوف نہین لذت ہو حد نہین سعادت ہو منقطع ہونیکا اندیشہ نہین عذاب مین بھی

یہی بات جاری ہے دنیا مین درد و لذتون سے خالص ہو سو نہین بلکہ ہر درد کے ساتھ راحت بھی لگی ہو پورا درد

نزول راحت سے سدا رہنے والا اسی دن ہوگا فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز پھر جسکو

سرکا دیا آتش سے اور داخل کیا بہشت مین اسکا کام بنا یعنے اسکی مراد ملی انسان کی مراد ان دو امر کے سوا نہین

عذاب سے خلاص پانا اور بہشت مین جانا جسکو یہے دونون بات حاصل ہو تو اسکی مراد آئی ترمذی نے سورۃ الواقعہ

کی تفسیر مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالی فرماتا ہو مین مہیا

کر رکھا ہون اپنے نیک بندون کے لئے ایسی چیزین جنکو نہ کوئی آنکھ دیکھی اور نہ کوئی کان سنا ہو اور نہ کسی بشر کے

دل مین خطور کیا ہو تم چاہتے ہو تو پڑھو یعنے اسبات کی دلیل چاہتے ہو تو اس آیت کو پڑھو فلا تعلم نفس ما اخفی

لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعلمون) اور بہشت مین درخت ہے سوار اس درخت کے سایہ مین سو برس

چلتا ہے تو اسکا سایہ قطع نہوگا تم چاہتے ہو تو پڑھو (وظل ممدود) اور کوڑے کی جگہہ بہشت مین بہتر ہے دنیا

اور جو اس دنیا مین ہو اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو (فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیاۃ الدنیا الا متاع

الغرور) ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور مسلم کتاب الامارہ مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

حدیث طویل روایت کیا ہو اس مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکو دوست آتا ہو دوزخ سے سرکنا

اور بہشت مین جانا تو اُسکی موت آوے اُس حال مین کہ وہ ایمان لاتا ہے اللہ پر پچھلے دن پر اور لوگون کے ساتھ وہ کرے جو اپنے ساتھ لوگ کرنیکو دوست رکھتا ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور دنیا کی زندگی تو نہین ہے مگر دغا کی جنس یعنے اس دنیاے فانی کی زندگانی انسان کو فریب مین ڈالتی ہے اُسکو امید رہتی اب بہت روز رہونگا پھر وہ امید منقطع ہو جاتی ہے مال وغیرہ اسباب جس سے آدمی منفعت لیتا ہے اسکو متاع کہتے ہین اور بعضے گھر کے اسباب کو جیسے کلہاڑی دیگچہ کٹورہ چکی موسل وغیرہ کو متاع کہتے ہین غرور وہ جو انسان کو فریب مین ڈالتا ہے اور باقی نہین رہتا اور بعضے کہتے ہین غرور کی معنی باطل اس آیت مین اللہ تعالی دنیا کو دغا کی جنس کے ساتھ تشبیہ دیا جسکو خرید کرنے والا ہتر سمجھکے فریب سے خرید کرتا ہے بعد اسکا عیب معلوم ہوتا ہے وہ ناکاری جنس رہتی ہے سعید بن جبیر نے کہا دنیا کی زندگی دغا کی جنس ہونا فقط اُسکے لئیے ہے جو آخرت کو چھوڑکے دنیا کی طلب مین رہے جو کوئی آخرت کے طلب مین ہو تو اُسکے لئے دنیا خوبی کو پہنچانیکا توشہ ہے دنیا آنے سے فساد جو ہوتا ہے اُسکے کئی وجوہ ہین ایک وجہ یہہ ہے جسکے سب مرادین دنیا مین برآوے اُسکو غم اور فکر بھی بہت ہوتا ہے کیا واسطے زندگی کا بھروسا نہین اور اُسکو ان اسباب سے منفعت اُٹھانیکا علم نہین جب دلمین یہہ دغدغا ہوا تو عیش منغص ہوا دوسری وجہ یہہ ہے جسکے اکثر مرادین برآوے اسکی حرص زیادہ ہوتی ہے جسقدر حرص زیادہ ہوگی اسقدر دل کو بھی سخت رنج ہوگا آدمی سمجھتا ہے اپنے مرادین برآدین تو اپنی نفس خاموش ہوگی ایسا نہین بلکہ اُسکی خواہش زیادہ ہوتی ہے اور حرص بڑتی ہے اور رغبت بہت ہو جاتی ہے تیسری وجہ یہہ انسان کو دنیا جس قدر زیادہ ملیگی اتنا ہی آخرت سے جسکے برابر کوئی سعادت نہین محروم ہوگا جو شخص ان تینون وجہون کو پہچانیگا تو اُسکو دنیا متاع الغرور ہونا معلوم ہوگا اسی پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لین مسہا قاتل سمہا یعنے دنیا کو چھین تو نرم دکھتی ہے اور اسکا زہر قاتل ہے اور بعضے کہے ہین الدنیا ظاہرہا مظنۃ السرور وباطنہا مطیہ الشرور یعنے دنیا کی ظاہر کو دیکھئے تو خوشی کے گمان کی جگہ ہے اور اُسکا باطن دیکھے تو برائیون کی سواری ہے لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ اللہ کی قسم البتہ تم آزمائے جاؤگے تمہارے مالون مین اور جانون مین یعنے تمہاری آزمائش مال سے اور جان سے ہوگی یہہ جملہ ایک محذوف قسم کا جواب ہے تقدیر یون ہے واللہ لتبلون اسی لئے ترجمے مین ہم قسم کو ظاہر کئے آیت کا مطلب یہہ ہے اللہ تعالی تمہارے پر محنتین اور بلاجو

نازل کرتا ہے تمھاری آزمایش کے واسطے ہے تا مومن اور غیر مومن معلوم ہو مال کی آزمایش یہہ ہے کہ مال مین نقصان آنا یا اُسکے حقوق ادا کرنا جان کی آزمایش یہہ ہے کہ مصیبت آنا بیمار ہونا اللہ کی راہ مین مارا جانا دوست واقربا کا مرنا اور تکلیفات شرعی ادا کرنا معلوم کیجیے اللہ تعالی سب احوال سے آگاہ ہے آزمایش کا اطلاق اسکی ذات پر کرنا محال ہے اس صورت مین آزمایش سے مراد یہہ ہے کہ اُنکے ساتھ معاملہ ایسا کرنا گویا کوئی آزمایش کرتا ہے تا مومنون کو معلوم ہو اس آیت مین اللہ تعالی مومنون کو یہہ خطاب کیا تا وے مصیبتون پر صبر کرنے اور اذیتونکو سہنے آمادہ اور تیار رہین تا یکایک کچھ ایذا پہنچے تو نہ ڈگمگاوین وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا اور البتہ سنوگے اگلی کتاب والون سے اور مشرکون سے ایذا بہت اگلی کتاب والون سے مراد یہود و نصاری ہین اور مشرکون سے عرب کے مشرک اذی کثیرا جو فرمایا اس سے اقسام کی ایذا ہے جو اُن تینون فرقے سے پہنچی تھی وے عزیر کو اور مسیح کو ابن اللہ کہتے تھے اور اللہ کو تین مین کا تیسرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی اللہ کے کلام پر طعن کرتے تھے اور ہجو بناتے تھے اور اُنکی نفرت پر لوگونکو ترغیب دیتے تھے اور آپسے جنگ کرنے لشکر جمع کرتے تھے اور مومنونکی ہمت گھٹاتے تھے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ اور اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو تو مقرر یہ ہمت کے کام ہین خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنونکو ہے یعنے اگر تم اُنکی ایذا پر صبر کروگے اور رہیز سے ڈروگے جس چیز کا امر کرتا ہون اسکو بجا لاؤگے اور جس چیز کو منع کرتا ہون اس سے پرہیز کروگے تو یہہ عزم الامور سے ہے یعنے نیک تدبیر کہ جسکے کرنے مین خوبی ہے عقلمند کو نہین پہنچتا کہ اُسکو ترک کرے بعضے کہتے ہین عزم الامور کی معنی یہہ ہے مین نے تمکو لازم کردیا کہ اسکو البتہ کیا چاہیے اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فنحاص یہودی کے درمیان قصہ جو چلا اور فنحاص بولا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار اور ابوبکر غصہ ہوئے　　یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا ہے اس کی سند حسن ہے عکرمہ اور مقاتل اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے عکرمہ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فنحاص بن عازورا سے جو بنی قینقاع کا رئیس تھا مدد چاہتے اور خطوط لکھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے اور کہے یہہ خط لیجا کے اُسکو دیو اور تاکید کئے تم وہان جاؤگے تو مین نہین بولا سو کام کچھ مت کرنیو غرض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کو حمایل ڈال کے فنحاص کے یہان جاکے خط دئے فنحاص خط پڑھکے کہا تمھارا رب اسقدر محتاج ہوا جو ہم سے مدد مانگا ابوبکر چاہے اُسکو تلوار سے گھایل کرنا

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تاکید کیے تھے یاد کرکر اُسکو نہ مارسے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور عبدالرزاق
معمر سے وہ زہری سے وہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت کعب بن الاشرف یہودی کے
حق مین نازل ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کی ہجو کرتا تھا معلوم کیجیے اِس آیت مین صبر کرنیکا امر جو
آیا ہے اُسکے دو تاویل ہین پہلی تاویل یہہ ہے کہ اگر کافرون کی طرف سے جان و مال کو کچھ نقصان پہنچے یا وے
کچھ ایذا دیوین تو اسکو سہنا اور اُن سے مقابلہ اور جنگ نکرنا اس تاویل پر واحدی کہتا ہے کہ یہہ حکم آیت السیف
سے منسوخ ہوا قفال کہتا ہے یہہ حکم منسوخ نہین بلکہ ظاہر یہہ ہے آیت احد کے قصہ کے بعد نازل ہوئی اس سے
مقصود کفار کے گندے باتون پر صبر کرنا اور اکثر اوقات مین اُن کے ساتھ مدارا کرنا ان باتون مین صبر کرنا
ان سے جنگ کرنے کو منافی نہین امام فخرالدین الرازی کہتا ہی واحدی کا قول ضعیف ہی قفال جو کہا سو بات قوی
ہے بندہ عاصی کہتا ہی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہا کی حدیث جسکو بخاری وغیرہ روایت کئے ہین اسمین آیا ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کی بیمار پُرسی کے واسطے گئے راہ مین ایک مجلس تھی وہان عبداللہ بن
رواحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ چند انصار اور مشرک اور یہود جمع تھے اُنمین عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا اور اسلام
نہین لایا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت باتین کیا پر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درگذرے
اس حدیث کے آخر مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب مشرک اور اہل کتاب کی زیادتی کو
جیسا کہ اللہ تعالی نے امر کیا تھا معاف کر دیتے تھے اور اُنکی ایذا پر صبر کرتے اللہ تعالی فرمایا ولتسمعن من الذین
اوتوا الکتاب من قبلکم و من الذین اشرکوا اذی کثیرا الآیہ اور فرمایا و کثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من
بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسہم الآیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کرنیکا امر جو اللہ تعالی انکو کیا تھا
اُسکو بجا لاتے تھے یہان تک کہ اللہ تعالی کافرون کے جنگ کا اذن دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کا
جنگ کئے اور اُسمین قریش کے سردار مارے گئے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اُسکے ساتھ کے مشرک اور بت پرست
بولے یہہ امر یعنے اسلام نمود مین آیا اب اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنا سو اسلام لائے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عفو کی یہہ آیت پیش از غزوہ بدر کے نازل ہوئی تھی اُسکے بعد قتال کا حکم ہوا یہہ دلالت
کرتی ہے اُسکے نسخ پر لیکن نسخ سے یہہ مراد نہین کہ عفو کا حکم بالکلیۃ منسوخ ہوا بلکہ یہہ غرض ہے عفو جو لازم اور

فرض تھا سو توقف ہوا جنگ کرنے کی اجازت ہوئی دوسری تاویل یہ ہے صبر سے مراد کافروں سے جنگ
صبر کرنا اور انکار کرتے ہیں اور شرک کے رسوم مٹانے میں انکا اندیشہ نہ کرنا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اور جب اللہ نے اقرار لیا کتاب والوں
سے کہ البتہ تم اسکو بیان کروگے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤگے کتاب والوں سے یہود و نصاریٰ کے علما مراد
ہیں عہد لینے سے اللہ تعالیٰ انکو توریت میں جو نہایت تاکید کے ساتھ فرما دیا تھا کہ اسکو نہ چھپانا لوگوں میں
علانیہ کہنا مراد ہے ضمیر لتبیننہ کی اور لاتکتمونہ کی کتاب کی طرف پھرتی ہے کتاب میں یعنی توریت و انجیل
میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت وغیرہ جو ہے اسکو تم بیان کرنا اور نہ چھپانا بعضے کہتے ہیں انکے ضمیر
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف پھرتی ہے یعنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت جو تمکو معلوم ہے اسکو نہ چھپانا
ابن کثیر اور ابو بکر اور ابو عمرو لیبیننہ اور ولایکتمونہ یاء تحتانیہ سے قراءت کہتے ہیں غایب کے صیغہ پر یعنے
البتہ وے اہل کتاب اسکو بیان کرینگے اور وے اسکو نہ چھپاینگے جو لوگ خطاب کے صیغہ سے قراءت کئے
ہیں سو انکا نبی علیہ السلام میثاق لیتے وقت جو لوگ حاضر تھے انکو خطاب ہے فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
پھر پھینک دیا وہ اقرار اپنے پیٹھ کے پیچھے یعنے اس اقرار پر ثابت نہ رہے اور اسکو عمل میں نہ لائے اور
اسکی طرف التفات نہ کئے وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور خرید کیا اسکے بدلے مول تھوڑا یعنی انکے علما
نے دنیا کی تھوڑی منفعت کی طمع سے حق بات کو پوشیدہ کئے کیونکہ انکو اندیشہ ہوا کہ اگر حق بات کہہ دیں تو اپنی
عزت اور آمدنی جاتی رہیگی فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ سو کیا بری خرید کرتے ہیں یعنے یہ چھپانا انکے حق میں بہت بری
چیز ہے معلوم کیجئے اس آیت کی ظاہر سے دیکھئے اگرچہ یہود و نصاریٰ کے علما کے متعین مخصوص ہے لیکن اسکے حکم میں
اس امت کے علما بھی داخل ہیں کیونکہ انکو بھی اللہ تعالیٰ قرآن جو اشرف کتب الٰہی ہے دیا جو شخص ظالم حاکم کو
خوش کرنے یا اسکو اعانت کرنے یا اپنے تئیں منفعت ملنے یا اور کسی اندیشہ سے حق بات کو چھپایا یا اپنا علم دوسروں
کو معلوم نہ ہونیکے بخل سے نہ بولا تو اس وعید میں داخل ہوگا قتادہ کہا اللہ تعالیٰ نے علما سے یہہ اقرار لیا ہے
جسکو کچھ معلوم ہو تو دوسرے کو سکھاوے اور علم کو پوشیدہ رکھنا ہلاکی کا سبب ہے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے
جو بڑا ظالم امیر تھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کہلا بھیجا تمہاری طرف سے مجھکو بہت سی باتیں پہنچی ہیں حسن بصری نے

تمام باتین جو تجکو پہنچے ہین وہ مین نہین بولا ہون اور تمام باتین جو بولا وے سب تجکو نہین پہنچی حجاج بولا مین سنا ہون
تم کہتے ہو نفاق جسکو ہم سنتے تھے اب پگڑی باندھکے تلوار لیکر منہ ہوا ہے حسن بصری کہے ہان مین یہہ بات بولا ہون
حجاج بولا یہہ باتین جو ہمکو پسند نہین تم کیا واسطے کہتے ہو حسن بصری کہے اللہ تعالی نے کتاب والون سے عہد لیا ہے کہ
اسکو لوگون کے پاس بیان کرو اور اسکو مت چھپاو اس لئے مین بولا ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی سنن مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمائے جو کوئی کسی علم سے سوال کیا جاوے اور وہ شخص جان کے اس علم کو چھپائے تو قیامت کے دن اسکو آتش کی لگام
دینگے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اسیکے مثل روایت کیا ہو اور کہا کہ سند اسکی صحیح ہے
شیخین کی شرط پر اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے ابو یعلی اور طبرانی نے کبیر مین اور اوسط مین ابن عباس سے روایت کیا ہو حافظ عبد العظیم
منذری نے کہا ہے ابو یعلی کی حدیث کے تمام راوی ثقہ اور محتج بہ ہین صحیح مین اور طبرانی کی سند جید ہے
اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہو اس حدیث کو طبرانی عبد اللہ بن مسعود اور
طلق بن علی سے ابن ماجہ انس بن مالک سے عقیلی جابر اور عائشہ سے ابن جوزی عمرو بن عبسہ سے بھی روایت
کئے ہین اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے بھی مروی ہو اکثر طرق اس حدیث کے ضعیف ہین
لیکن سبکو جمع کرکے دیکھین تو حدیث کو تقویت ہوتی ہے طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے مثال اس شخص کی جو علم سیکھتا ہے پھر اسکو بیان نہین کرتا ایک شخص
کے مانند ہے جو خزانہ جمع کرتا ہو اور اسکو خرچ نہین کرتا اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہے اور حارث
بن اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہے اللہ تعالی جاہل سے علم سیکھنے کا عہد نہین لیا جبتک اہل علم سے
سکھانے کا عہد نہین لیا یعنے اللہ تعالی نے اول عالمون سے سکھانیکا عہد لیا بعدہ جاہلون سے سیکھنے کا عہد لیا اس اثر کی
طریق مین حسن بن عمارہ ہے وہ ضعیف ہو ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ اللہ تعالی
اہل کتاب سے اگر اقرار نہ لیا ہوتا تو مین تمکو کوئی حدیث نہ کہتا اور یہہ آیت پڑھی واذ اخذ اللہ میثاق الذین
اوتو الکتاب لیبیننہ للناس الآیہ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا نہ سمجھیو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہین

حاشیہ: یعنی ضعیف ہے ۱۲

اپنے کئے پر وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا اور دوست رکھتے ہین تعریف بن کئے پر فَلَا

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ سو نہ جان کر وے خلاص ہین عذاب سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور

انکو دکھ کی مار ہے لاتحسبن کو عاصم اور حمزہ اور کسائی تار مثناۃ فوقانیہ سے خطاب کے صیغہ پر پڑھتے ہین باقی

قرا لایحسبن یار مثناۃ تحتانیہ سے غایب کے صیغہ پر پڑھتے ہین اور فلا تحسبنہم کو ابن کثیر اور ابو عمرو یار مثناۃ تحتانیہ سے

اور بار موحدہ کے ضم سے جمع غایب کے صیغے سے پڑھتے ہین باقی قرا تار مثناۃ فوقانیہ اور بار موحدہ کے فتح

واحد مخاطب کے صیغے سے پڑھتے ہین جو لوگ دونو کو خطاب کے صیغے سے پڑھتے ہین انکی قرارت پر لاتحسبن

اور فلا تحسبنہم کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا جو شخص خطاب کا اہل ہو اسکو خطاب ہے

یعنے اے محمد تو مت سمجھ یا اے سننے والے تم مت سمجھو جو لوگ غایب کے صیغے سے پڑھتے ہین تو لایحسبن

کی ضمیر مومنو کی طرف پھرتی ہے یعنے مومنین نہ سمجھے ان لوگون کو جو خوش ہوتے ہین فلا تحسبنہم کو جمع غایب

کے صیغے سے جو پڑھتے ہین انکی قرات مین لایحسبن کا فاعل ہم ہے اور مفعول محذوف ہے معنی یون ہین جانے

مومنین ان لوگون کو جو خوش ہوتے ہین خلاص عذاب سے حاصل مضمون آیت کا یہہ ہے جو لوگ اپنے کئے

پر خوش ہوتے ہین یعنی اپنی مکر و فریب پر اور حق کو چھپانا اور اپنی عیب کو مخفی رکھنا اور کھوٹے کو کھرا بتانا

اور وے جو دوست رکھتے ہین تعریف بن کئے پر کیونکہ وے لوگ اقرار کو نہ نباہے اور حق کو ظاہر کئے

اور سچی بات نہ کئے پھر بدنامی انہین رہتے پر اپنے تئین خوب ہون کر کر نمود کرتے ہین ایسے لوگ عذاب

مین گرفتار نہ ہونگے کر کے مت سمجھ بلکہ انکی جگہہ دوزخ مین ہے معلوم کیجئے یہہ آیت پہلی آیت کے تحت مین داخل

ہے سو اہل کتاب غیرہ کے اذیتون سے یہہ بھی ایک ایذا ہے کہ وے لوگ اپنے مکر و فریب پر اور دغل فصل پر

خوش ہوتے ہین اور اپنے تئین راست باز اور دیانت دار سمجھا کر آرزو کرتے ہین انکی ایسی چال چلن

دیکھنے سے مسلمانکو ایذا ہوتی ہے سو اس ایذا پر بھی صبر کرنیکا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا اس

آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین منافقون کے حقمین نازل ہوئی بخاری اور مسلم نے

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ چند منافق تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کو نکلتے تو

وے نہین نکلتے اور اپنے بیٹھنے پر خوش رہتے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے تو وے آپکے پاس

حاضر ہوکے اپنے نہ آنیکا عذر بتاتے اور اس پر قسم کرتے اور بن کئے پر تعریف دوست رکھتے اس پر یہہ آیت
نازل ہوئی اور بعضی کہتے ہین یہود کے حق مین نازل ہوئی جو حق بات کو چھپاکے اسکا خلاف کہتے تھے بخاری
اور مسلم ۔ علقمہ بن وقاص سے روایت کئے ہین کہ مروان اپنے دربان کو بولا ای رافع تو ابن عباس کے پاس
جاکے پوچھ اگر ہر آدمی اپنے کئے پر خوش ہووے اور بن کئے کی تعریف دوست رکھے تو ہم سب کو معذب ہونا
لازم آتاہے ابن عباس کہے تم اس آیت سے کاہیکو سوال کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود کو
بلواکے کچھ پوچھے وے اسکو چھپاکے اُسکے برخلاف کہے اور ایسا نمود کئے کہ ہم جو بیان کئے اس پر ہمکو شاباش
کہنا اور اپنے کئے پر اور حق چھپانے پر نازان اور خوش ہوئی بعد ابن عباس یہہ آیت پڑھے واذ اخذ اللہ
میثاق الذین اوتوا الکتاب اور یہہ پڑھے ویفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ابن ابی حاتم نے
تابعین کی ایک جماعت سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت یہود کے حقمین نازل ہوئی جو کہے ہم پہلی کتاب والے اور
نماز و بندگی والے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کئے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی
شاید آیت ان تمام لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہو یا مخصوص کسی کے مقدمہ مین نازل ہوئی لیکن اسکا
عموم ہر شخص کو جو کچھ نیک کام کرکے اس پر خود مینی کی راہ سے نازان ہوتا ہے اور اپنے مین نہین سو چیز
پر لوگ تعریف کرنا کرکے خوش ہوتا ہی شامل ہے امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی شان نزول مین چھے
قول ذکر کرکے ان قولون کی تفصیل کے بعد کہا اس آیت کو ان تمام مقدمون پر حمل کرنا اولی ہی کیا واسطے کہ
ان تمام قولون کا خلاصہ ایک ہی بات ہے کہ انسان لایق نہین سو کام کرے اور اس پر خوش ہووے
اور لوگون سے توقع رکھے کہ وے اپنی کو نیک مین اور استقامت اور زہد اور اللہ کی طرف رجوع ہے
کرکے تعریف کرین انتہی اللہ تعالی جس بات کی مذمت کیا ہم لوگ اسمین گرفتار ہین دنیا حاصل کرنے کے لئے
اقسام کے مکر وحیلے کرتے ہین اسپر لوگ اپنے کو دیندار اور حق گو اور بے طمع ہے کرکے تعریف کرنے کو دوست
رکھتے ہین وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: اور اللہ کو ہی
سلطنت آسمان وزمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پھر جو آسمان وزمین کا مالک ہو اور مینہہ پانی اناج
دانا گھانس پات وغیرہ سب اسکی قدرت مین ہون اسکو سزاوار ہے جو چاہے سو کرے کافرونکو

ع ۲۰ و ۱۲ د

عذاب دیوے مومنون کو نجات بخشے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؛ مقرر آسمان وزمین کا بنانا اور رات و دن کا بدلنے اسمین نشانیان ہین عقل والونکو اس آیت کی شان نزول کا سبب ابن ابی حاتم اور طبرانی جعفر بن ابی المغیرہ کی طریق سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ قریش یہود کے پاس آکے پوچھے موسی کیا معجزہ لائے یہود کہے عصا اور ید بیضا الحدیث پھر قریش کہے ہمارے واسطے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دو تب یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کے رجال تمام ثقہ ہین مگر حمانی کہ اسمین لوگون کو سخن ہے اور حسن بن موسی اسکو حدیث سے یعقوب کے وہ جعفر بن ابی المغیرہ سے وہ سعید بن جبیر سے مرسل روایت کیا ہے یہہ مرسل روایت ہی معتبر ہے اس روایت مین بھی ایک اشکال ہے کیونکہ یہہ سورہ مدنی ہے اور قریش مکے مین تھے وے سوال کیسا کئے حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب مین کہا شاید یہہ سوال ہجرت کے بعد کئے ہون علی الخصوص صلح حدیبیہ کے زمانے مین انتہی آیت کی معنی یون ہے اے لوگو تم تامل کرکے دیکھو اور سمجھو مین نے آسمان زمین کو کیسا پیدا کیا ہون اور تمھارا رزق اور معاش انہین رکھا اور رات دن کی گردش لگا دیا کبھی تو رات بڑھتی ہے اور کبھی دن بڑھتا ہے دن جو رکھا ہون اسمین محنت مزدوری کرکے معاش کی فکر کرے اور رات کو آرام لیوے سوای عقلمند و اسکو دیکھکر تفکر کرو اور عبرت پکڑو ابن حبان نے عبد الملک بن سلیمان کی طریق سے وہ عطا سے روایت کیا ہی کہا مین اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبید بن عمیر ملکے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کے یہان گئے ابن عمر بی بی کو کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت عجیب امر جو دیکھی ہو وہ کہو بی بی بہت روئین اور کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کام عجب ہی تھے ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور میری چادر کے اندر آئے یہان تک کہ آپکے بدن کا پوست میرے پوست لگا لگا بعدہ فرمایے ای عایشہ آجکی شب اللہ تعالی کی عبادت کے لئے مجھے اجازت دوگے مین نے عرض کی یا رسول اللہ مین آپکا تقرب چاہتی ہون اور مجھکو آپکی خوشی منظور ہے آپکو اجازت

دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھکر مشک مین سے پانی لیکے وضو کئے پانی زیادہ خرچ نکئے بعد
نماز کو کھڑے ہوکے قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے یہان تک کہ اشک سے پہلو تر ہوئے بعدہ بیٹھے
اور اللہ کی حمد وثنا کئے بعد ہاتھین اٹھائے یعنے دعا مانگنے لگے اور آپ روتے تھے اشک سے زمین تر
ہوئی اسمین بلال صبح کی نماز کے واسطے بلانے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھکے کہے یا رسول اللہ
کیا آپ روتے ہین اللہ تو آپکے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کرچکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یا بلال کیا مین شکر نہ کرون بعدہ فرمائے مین کیون نہ رون گا اللہ تعالی ان راتون مین
یہہ آیت نازل کیا ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بعدہ فرمائے ویل ہے اسکو جو اس آیت کو
پڑھا اور اسمین دھیان نکیا ثعلبی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب کو اٹھے تو مسواک کرتے بعد آسمان کی طرف دیکھکے پڑھتے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الآیہ بخاری اور مسلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ایک شب مین اپنی خالہ
ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے لوگون سے
ایک ساعت باتین کرکے آرام کئے جب پچھلی شب ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور
آسمان کی طرف دیکھکے فرمائے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ ایک روایت مین آیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہوکے ہاتو لئے آنکھین ملے اور آل عمران کے آخر کے دس آیتین پڑھین
الحدیث اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وے جو یاد کرتے ہین
اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر یعنے وے لوگ ہمیشہ یاد الٰہی مین رہتے ہین اور سب حالتون مین اللہ
کا ذکر کرتے ہین یہان تین حالتین ذکر کیا کسواسطے کہ اکثر انسان ان تین حالتون سے خالی نہین رہتا لیٹنا
بھی کئی طرحکا ہوتا ہے کروٹ چت اوندھے یہان کروٹ لیٹنے کو ذکر کیا کسواسطے کہ اوندھے لیٹنا
شرعًا اور عرفًا مذموم ہے لوگ بھی اکثر اسطور سے لیٹتے نہین کروٹ لیٹنا بہ نسبت چت کے زیادہ ہے
کیونکہ پہلو دو ہین اور پشت ایک ہی ہے تو البتہ کروٹ کا وقت زیادہ ہوا چت سے اغلب کے
دیکھتے کروٹ کہا اور اہل طب کہا کرتے ہین چت لیٹنا فکر کرنے کو مانع ہوتا ہے پہلو پر لیٹنا اسکو

مانع نہین یہہ مقام تو تفکر کرنے کا تھا اسلئے اسکو ذکر کیا اور بھی پہلو پر سونا مستغرق نیند کو مانع ہوتا ہے
تو اس وضع سے سونے والا جلد ہوشیار رہتا ہے ہوشیار ہوا تو اللہ کا ذکر کریگا بعضے کہتے ہین مراد ذکر سے
نماز ہے یعنے نماز کھڑے ہو کے پڑھتے ہین اس سے عاجز ہو تو بیٹھ کے پڑھتے ہین اس سے بھی عاجز ہو تو لیٹ
مقصود یہہ ہے وے لوگ نماز کو کسی حالت مین ترک نہین کرتے جیسا بنے ویسا گذارتے ہین بندۂ عاصی
کہتا ہے پہلے قول والے ذکر کو عموم پر حمل کئے دوسرے قول والے ذکر سے مخصوص نماز کو لئے عموم پر حمل
کرنا اولی ہے ذکر کے فضایل مین احادیث بہت وارد ہوئے ہین امام احمد اور ابو داود اور ابن ابی
الدنیا اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کوئی شخص کہین بیٹھو وہان اللہ کا ذکر نہین کیا تو اس شخص کو اللہ کے یہان
نقصان ہے اور کوئی شخص کہین کروٹ لیتو وہان اللہ تعالی کا یاد کیا تو اس شخص کو اللہ تعالے
کے یہان نقصان ہے اور کوئی شخص کہین چلا اور اس چلنے مین اللہ کی یاد کیا تو اس شخص کو اللہ کے
یہان نقصان ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم عبد اللہ بن بسر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ شرایع اسلام مجھ پر بہت ہوئے سو کچھ ایسا
فرماو کہ مین اسکو پکڑ رکھون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تیری زبان ذکر آلہی سے ہمیشہ
تر رہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے مسلم نے عایشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب وقتون مین اللہ تعالی کا ذکر کیا کرتے تھے امام شافعی
اس آیت سے بیمار لیٹ کے نماز پڑھے تو کروٹ لینا واجب ہونیکی دلیل پکڑتے ہین پھر کروٹ لیٹے تو
سر سے اشارہ کرنا مگر کروٹ لینے کی طاقت نہو تو چتا لینا اسکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو بخاری
اور اصحاب السنن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے مجھکو بواسیر تھی مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا سوال کیا حضرت فرمائے کھڑا ہو کے نماز پڑھ اگر طاقت نہین تو بیٹھ کے
نماز پڑھ اگر طاقت نہین تو کروٹ لیکے پڑھ ابو حنیفہ کے پاس بیمار کو بیٹھنا متعذر ہو تو چتا لینا
افضل ہے کروٹ لیتا تو بھی جایز ہے وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اور دریان

کرتے ہین پیدائش مین آسمان اور زمین کے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ای رب ہمارے
تونے یہہ عبث نہین بنایا لفظ ربنا قول محذوف کا مقولہ ہی یعنے آسمان و زمین کی پیدائش مین تفکر کر کے کہتے ہین ای
رب ہمارے تونے یہہ عبث نہین بنایا بلکہ اسمین تیری وحدانیت پر اور کمال قدرت پر دلیل ہی اور اسمین کئی حکمتین
رکھا ہی سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو پاک ہی عیب سے سو ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے یعنے ہم تیری وحدانیت
کی تصدیق کئے اور توجنت اور دوزخ جو تیار رکھا ہی اس کا اقرار کئے اب ہمکو دوزخ سے بچا معلوم کیجئے
اللہ تعالی نے اس آیت مین دعا کرنیکی کیفیت بندون کو تعلیم کی سو دعا کرنے والا اول اللہ تعالی
کی حمد و ثنا کر کے بعد دعا کرے سن لیجئے اپنی خاطر کسی چیز کے حاصل کرنین صرف کرنیکو اور اس چیز کو
دلمین بھر آنے کو فکر کہتے ہین یہہ فکر انسان مین ایک قوت ہی جسکے سبب سے انسان مجہولات کو معلومات
سے حاصل کرتا ہی اس قوت کو عقل کے مطابق جاری کرنیکو تفکر کہتے ہین اس سے معلوم ہوا جس چیز کی
صورت ذہن مین کسی وجہ سے حاصل نہو تو اسمین تفکر کرنا ممکن نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
تم اللہ تعالی کے نعمتون مین تفکر کرو اللہ تعالی کی ذات مین تفکر مت کرو اسکو طبرانی وغیرہ ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین ابن عباس وغیرہ سے بھی ایسی ہی روایت مرفوع وارد ہوئی
ہے اللہ تعالی کی ذات پاک مین تفکر کرنے کو منع فرمائے کسواسطے کہ اللہ تعالی کسی صورت سے
متصف ہونے سے منزہ ہی اسکو تصور کرنا بھی محال ہوا اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے بندون سے خبر دیا کہ
وے آسمان و زمین کے پیدائش مین تفکر کرتے ہین دیکھئے کہ اللہ تعالی صنایع عجیب اور بدایع غریب انہین
ودیعت رکھاہے تا اس خالق کی کمال قدرت کا نمونہ ہو اور سمجھے کہ انکو ایک خالق ہے قادر مدبر حکیم
رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ای رب ہمارے جسکو تونے دوزخ مین ڈالا
تو مقرر اسکو تونے رسوا کیا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ - اور گنہگارون کا کوئی نہین مددگار
اخزی ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے اسکا مجرد خزی ہے خزی کی معنی اہانت اور ذلت
اور فضیحت اور بے عزت کرنا اہل قبلہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب جو ہو وہ مومن نہین کر کے معتزلہ
اس آیت سے دلیل لیتے ہین کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب دوزخ مین پڑا تو اسکو اللہ تعالی اخزا کیا سو یہہ بات

اس آیت سے ثابت ہوئی مومن کو اخزا نہین کرکے اللہ تعالی نے دوسری آیت مین فرمایا ہے یوم لایخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ یعنے اس دن رسوا نکریگا اللہ تعالی نبی کو اور انکو جو اس نبی کے ساتھ ایمان لائے ان دونون آیتوں کو جمع کرنے سے لازم ہوا گناہ کبیرہ والا مومن نہین اس اعتراض کے کئی جواب ہین پہلا جواب یوم لایخزی اللہ النبی کی آیت اخزا مطلق ہونیکو مقتضی نہین بلکہ مومن نبی کے ساتھ جس حال مین ہوگا اس حالمین اسکو اخزا نہین اس حالت مین اخزا ہونا دوسری حالت مین اخزا ہونیکو منافی نہین اخزا کی ایک حالت ہے عدم اخزا کی ایک حالت ہے دونون مین تناقض نہین امام رازی نے اسی جواب کو پسند کیا دوسرا جواب اخزا مخصوص ہے اسکو جو دوزخمین سدا رہے گناہ کے موافق دوزخمین جاکے نکلا تو اسکو اخزا نہوا یہہ قول سعید بن المسیب اور ثوری اور قتادہ کا ہے تیسرا جواب دوزخمین گیا سو شخص جانیکی حالت مین اسکو خزی ہے وہان سے جب نجات پایا تو اسکی خزی دفع ہوئی آیت کی معنی یون ہین جسکو تونے دوزخمین ڈالا اسکو رسوا کیا کیا واسطے دوزخمین ڈالا اور آتش سے عذاب دیا اسیکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن جریر طبری اور حاکم نے عمرو بن دینار سے روایت کئے ہین بولا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما عمرے کے ارادے سے آئے تھے مین اور عطا ملکے انکے پاس گئے مین نے پوچھا کیا دوزخمین گئے بعد نہ نکلین گے یعنے مومن جابر کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو خبر دیئے کہ وے کفار ہین مین نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے انک من تدخل النار فقد اخزیتہ جابر کہے آتش سے جب جلایا تو اس سے بڑھکے کونسی خزی ہے اس سے کم چیز مین خزی ہے ابن جریر طبری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بولا دوزخمین گیا تو جانے سے اسکو خزی ہوئی اگرچہ بعد اس سے نکلے اس تقدیر پر خزی سے ہتک اور فضیحت مراد ہوگی چوتھا جواب خزی کی معنی اہانت اور ہلاک اور ابعاد اور شرمندگی اور خجالت بھی ہے جو شخص دوزخمین جایگا تو اسکے مناسب کی خزی اسمین مراد ہوگی اسمین سے نکلنے تک مومن کو شرمندگی اور خجالت ہے حاصل جواب. اخزا کا لفظ مشترک ہے مشترک لفظ کو نفی اور اثبات دونون مین ملکے حمل کرنا صحیح نہین پھر اس سے حجت پکڑنا ساقط ہوا معتزلہ جیسے ان دو آیتون سے اپنے مذہب پر دلیل پکڑتے ہین

ایسا ہی مرجیہ گناہ کبیرہ والا مومن دوزخ مین نہ جانے پر اس سے دلیل لیتے ہین کسواسطے کہ صاحب
الکبیرہ مومن ہے مومن کو خزی نہین دوزخ مین جانا خزی ہے توجانئے کہ صاحب کبیرہ دوزخ مین نہ جاوے
معتزلہ کو جو جواب دئیے اسکو تامل کرنے سے ان کا جواب بھی نکل آتا ہے منکرین شفاعت وما
للظالمین من انصار سے فاسقون کو شفاعت نہونے پر دلیل لیتے ہین کسواسطے کہ شفاعت بھی ایک نوع
کی نصرت ہے جنس نصرت کی نفی جب کیا تو اسکے نوع کی نفی بھی ثابت ہوئی بغدادی اسکے جواب مین
بولا نصرت اسکو کہتے ہین کسی چیز کو قہر و غلبے سے دفع کرنا شفاعت مین قہر نہین بلکہ عاجزی ہے نصرت
کی نفی کرنے سے شفاعت کی نفی لازم نہین آتی امام رازی اسکے چند جواب دیا ہے پہلا جواب قرآن دلالت
کرتا ہے مطلق ظالم کافر ہے جیسے اس آیت مین فرمایا والکافرون ہم الظلمون کافرون کا مددگار
کوئی نہونے سے مومنون کے لئے شفاعت نہونا لازم نہین آتا کافر اپنے کو شفاعت اور مدد کرنیوالا کوئی
نہین کرکے تخصیص جو کرتے ہین اسی کو تائید کرتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وے قیامت کے دن
کہین گے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنے ہمارا کوئی سفارشی نہین اور نہ کوئی دوست محبت
کرنیوالا دوسرا جواب شفاعت اللہ تعالی کے اذن سے ہوگی جب اذن سے ہوئی تو شفیع نصرت پر
قادر نہین ہوا اگر اذن کے بعد جب اذن ہوا تو نصرت پر بالاستقلال قادر نہین ہوا تیسرا جواب یہ ہے
آیت عام ہے شفاعت کی ثبوت کے دلائل خاص ہین خاص مقدم ہے عام پر رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا
یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ای رب ہمارے ہمنے مقرر سنا کہ ایک پکارنے
والا پکارتا ہے ایمان لانیکو کہ ایمان لاو اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے ابن عباس وغیرہ اکثر مفسرین
کہتے ہین اس پکارنے والے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین محمد بن کعب القرظی نے کہا پکارنے والے
سے قرآن مراد ہے کیا واسطے ہر شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہین کیا یعنے جب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہو تو آپکے پکارنے کو بھی نہین سنا بخلاف قرآن کے اسکو ہر کوئی سنتا ہے
اور سمجھتا ہے ایمان لانیکی توفیق جب اسکو اللہ تعالی دیا تو اسکا بھلا ہوا کسواسطے کہ قرآن رشد
اور ہدایت اور اقسام کے دلایل پر جو اللہ تعالی کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہین شامل ہے جو شخص اسکو

سنا اور سمجھا اور ایمان لایا تو گویا قرآن اُسکو ایمان کیواسطے پکارا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا ای
ہمارے اب بخش ہمکو ہمارے گناہ وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا اور ڈھانپ دے ہماری برائیان ذنوب سے
کبایر اور سیئات سے صغائر مراد ہین بعضے کہتے ہین دونون کی ایک ہی معنی ہے تاکید کے واسطے ذکر کیا
اسواسطے کہ دعا مین الحاح اور مبالغہ کرنا مندوب ہے بعضے کہتے ہین گناہ جو ہم کر چکے ہین انکو بخش اور جو آیندہ ہم سے سرزد ہونگے انسے درگذر بعضے کہتے ہین
غفران انگناہونکی جو توبہ کرنے سی بخشے جاتے ہین اور تکفیر ان گناہونکی جو طاعتون کے سبب سے محو ہو جاتے ہین وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ اور موت دے
ہمکو نیکون کے ساتھ یعنے ہمکو ابرار کے زمرے مین داخل کر ابرار سے انبیا اور صالحین مراد ہین اسکی معنی یہہ ہے
کہ وی جس عمل پر مرے ہمکو بھی اسی عمل پر مار تاکہ ہم قیامت کے دن اُنکے درجہ مین رہین یا معنی یون ہین ہمکو انکے تابعدارون
مین رکھکے مار رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ ای رب ہمارے اور دے ہمکو جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولون کی یعنے
اپنے رسولون کی زبان پر یا رسولونکی تصدیق پر ثواب دینے کا وعدہ جو کیا ہے اسکو دے اگر کوئی کہے اللہ تعالیٰ وعدہ کا خلاف
نہین کرتا پھر وعدے کو پورا کرنیکی طلب کسواسطے کرنا اسکا جواب یہہ ہے کہ وعدہ پورا ہونیکے جو اسباب ہین انکے محافظت کی
توفیق طلب کرتے ہین یا اپنی عاجزی اور فروتنی اور بندگی ظاہر کرتے ہین یا آپ اس اکرام کے مستحق ہونا یقینی نہین سو
اپنے تئین اُسکے مستحق ہونیکی لیاقت کا سوال کئے وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور رسوا نکر ہمکو قیامت کے دن
یعنے ہلاک اور فضیحت مت کر اور اس دن ہماری اہانت نکر إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ مقرر تو خلاف نہین کرتا
وعدہ اس آیت سے طاعت کی توفیق اور معصیت سے عصمت طلب کرنیکی توفیق مقصود ہے گویا یون کہے ہمکو طاعتونکی توفیق دے
جب توفیق دیا تو اس توفیق کو باطل کرنیکے اور ہمکو ہلاکی اور رسوائی مین ڈالنے کے کام سے بچا ابو یعلی نے جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عار اور تخزیہ یعنے رسوائی ابن آدم کو قیامت کے دن
اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو سو وقت اس مرتبہ مین ہوگی کہ وہ بندہ اپنے کو دوزخ مین ڈالنے کیواسطے آرزو ہونیکی
آرزو کریگا بعضے کہتے ہین لا تخزنا کا سوال اسواسطے ہے یعنے آدمیون کو گھمنڈ رہتا ہی کہ آپ نیک کام مین ہین
قیامت کے دن ظاہر ہوگا کہ وہ نیک کام پر نہین تھا پھر اسکو موقف مین حسرت اور ندامت ہوگی سو وہ حسرت و
ندامت زایل ہونیکا سوال کئے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پھر قبول کی انکی دعا اُنکے رب نے یعنے جو مانگے سو دیا
إِنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ یہہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا مقرر مین ضایع نہین کرتا محنت کسی محنت والے کی تم مین مرد ہو یا عورت سعید بن منصور اور عبد الرزاق اور
ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہین کہ بی بی نے
فرمایا یا رسول اللہ اللہ تعالے نے ہجرت عورتون کا کچھ ذکر کیا سو مین نہین سنی تب اللہ تعالے فاستجاب لہم ربہم کی آیت آخر
تک نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہی بعضکم من بعض بعض تمہارے بعض سے ہی یعنے تم آپس مین ایک
سے ہو مرد عورت سے پیدا ہوتا ہی عورت مرد سے پیدا ہوتی ہی یا مرد عورت سب اصلین ایک ہی آدم اور حوی علیہما الصلوٰۃ والسلام
سے نکلے ہین یا دونون مین کمال اتحاد اور اتصال ہی یا دین اور نصرت اور موالات مین متحد ہین یا معنی یون ہین طاعت کو ثواب ملنے اور
معصیت پر سزا پانے مین بعض مثل بعض کے ہین فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ پھر جو لوگ انپے وطن
سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھرون سے وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ اور ستائے گئے میری راہ مین وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا
اور لڑے اور مارے گئے ہین یعنی مہاجرین جو اپنے گھردار کو اور عورت بچون کو ترک کرکے نکلے اور اسلام لانے سے مشرکون نے انکو
جو جو ایذا دی سو وہ سہے اور جہاد جب فرض ہوا تو دشمن سے لڑے اور جنگ مین شہید ہوئی فی سبیلی اللہ تعالی کی طاعت اور
اسکے دین تابع کرنے مین اور اسکی رضا سے ہین بعضکا مراد ہی یہہ مہاجرون ہین جو مکہ سے حبش کی طرف اور مدینہ کیطرف ہجرت کیئے
مین لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ البتہ دور کرونگا یعنی محو کرونگا ان سے انکے برائیان یعنے گناہان وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور البتہ انکو داخل کرونگا باغون مین جنکے نیچے
بہتی ندیان بدلا اللہ کے ہان سے یعنی انکے گناہ جو بخشا اور انکو بہشت مین داخل کیا سو اللہ تعالی اپنے فضل و احسان سے انکو
بدلا دیا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۰ اور اللہ ہی کے یہان ہی اچھا بدلا اللہ تعالے نے انکو بدلا دیا محض اسکا فضل و
کرم تھا سو اسکی تاکید کیواسطے اس جملہ کو ذکر کیا ابن جریر اور ابو الشیخ اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بہشت مین
اول داخل ہوگا سو زمرہ مہاجرین کے فقرا کا ہی وے لوگ ہین جو سب برائیون سے بچتے تھے انکو حکم کچھ کرو تو سنتے اور اطاعت
کرتے تھے انمین سے کسیکو حاکم کے پاس کچھ حاجت رہتی تو وہین اسکے دلمین رہ جاتی بر نہ آتی اور اللہ تعالے قیامت کے دن بہشت کو
بلوائیگا تو اپنی زینت اور آراستگی کے ساتھ آویگی اللہ تعالے فرمائیگا ای میرے بندو جو میری راہ مین لڑے اور مارے گئے اور میری راہ مین ستائے
گئے اور میری راہ مین کوشش کئے تم بہشت مین جاؤ پھر وے لوگ بن حساب اور بن عذاب کے بہشت مین جا بینگے تب فرشتے اگر اللہ تعالی کو سجدہ کرینگے

اور کہتے ای رب ہمارے ہم رات دن تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاک ذات کو یاد کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جنکو تو نے ہمارے پر فضیلت
دی الله تعالیٰ فرمایگا یہ میرے وے بندے ہیں جو میری راہ میں لڑائی کئے اور میری راہ میں ستائے گئے پھر فرشتہ انکے پاس سب
دروازوں سے جا کے کہینگے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی سلامتی تم پر اُسکے بدلے جو تم صبر کئے سو تمھارا اچھیلا گھر کیا خوب
ملا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد تجھکو فریب نہ دیوے آنا جانا کافرون
کا شہروں میں اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کافر فراغتی میں تھے تجارت کرتے اور خوشی سے گذران کرتے انکا ایسا حال دیکھکے
بعضے مسلمان کہنے لگے دیکھو اللہ کے دشمن کس نعمت اور فراغت میں ہیں اور ہم سختی میں گرفتار ہیں تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا
لا یغرنک کا خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے امت مراد ہے کسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
فریب نہیں کھاتے اسکی معنی یوں ہیں ای سننے والے تجھکو فریب نہ دیوے یعنی کافر فراغتی اور آسایش میں ہیں انکی طرف مت دیکھ اور دھوکہ
مت ہو متاع قلیل ثم ماواہم جہنم وبئس المہاد یہہ فایدہ ہے تھوڑا سا پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری
آرام کی جگہہ ہے یعنی دنیا دو روزہ ہے اسکے نعمتیں رہنے والے نہیں اور یہہ عیش فانی ہے پھر قیامت کے دن دوزخ میں پڑینگے
لکن الذین اتقوا ربہم لہم جنت تجری من تحتہا الانہر لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے
انکو باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ندیاں خلدین فیہا نزلا من عند الله سدا رہینگے انمیں مہمانی اللہ کے
یہاں سے یعنی اللہ کے فضل وکرم سے مہمان آیا تو اُسکے لئے جو چیزیں مہیا کرتے ہیں اُسکو نزل کہتے ہیں وما
عند الله خیر للابرار اور جو اللہ کے یہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کو یعنی فضل ونعمت خیر و
کرامت اللہ تعالیٰ نے اپنے مطیعوں کے لئے جو آمادہ رکھا ہے بہتر ہے کافروں کے دنیا کے نعمتوں سے
وان من اہل الکتب لمن یؤمن بالله وما انزل الیکم وما انزل الیہم اور تحقیق کتاب
والوں میں بعضے وے بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اترا تمھاری طرف یعنی قرآن اور جو
اترا انکی طرف یعنی تورات انجیل زبور وغیرہ خشعین لله نیچے ہیں اللہ کے آگے لا یشترون
بایت الله ثمنا قلیلا خرید نہیں کرتے اللہ کی آیتوں پر تھوڑا مول یعنی یہود کے روسا اپنی ریاست
اور آمدنی اور رشوت جانیکے اندیشے سے اپنے کتب کی تحریف کرتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
صفات چھپاتے ہیں ویسا وے نہیں کرتے اولئک لہم اجرہم عند ربہم انکو انکی مزدوری ہے

انکے ربکے یہان اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ بیشک اللہ تعالی شتاب لیتاہی حساب ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے حبش کا بادشاہ جسکا نام اصحمہ تھا مرا جبرئیل علیہ السلام آنکے اسکی موت کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو لیکے بقیع کے میدان مین تشریف لائے اور فرمائے تمہارے بھائی نجاشی پر نماز پڑھو پھر نماز جنازہ پڑھے منافقین کہے دیکھو نماز پڑھتے ہین حبش کے نصرانی پر جسکو کبھی دیکھے نہین اور نہ وہ انکے دین پر ہے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین نجران کے چالیس آدمی کی شان مین نازل ہوئی انمین حبشی بتیس ۳۲ آدمی اور رومی آٹھ آدمی تھے وے سب عیسی علیہ السلام کے دین پر تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بعضے کہتے ہین عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل کتاب جو ایمان لائے ان سب کی شان مین نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا اے ایمان والو صبر کرو یعنے اپنے دین پر تم ثابت رہو سختی ہونے سے اسکو مت چھوڑو یا ثابت رہو طاعتون پر یا فرایض کو ادا کرنے مین یا بلاؤن پر وَصَابِرُوْا اور سختی بتاؤ یعنے کفار کے مقابلہ مین مضبوط رہو جنگ کے سختیون کو سہو اگرچہ اوپر صبر کرو کرکے جو فرمایا اسمین یہہ بھی داخل تھا لیکن جنگ کی سختی بہت شدت سے رہتی ہے اسلئے اسکو ذکر کیا وَرَابِطُوْا اور لگے رہو یعنے جہاد کے واسطے مستعد رہو مرابطہ کی اصل معنی باہدیگر گھوڑے بندھے رکھنا اور دونون طرف کے لوگ لڑائی کے مستعد رہنا بعد اسکے گھاٹ باندھکے دشمن کو دفع کرنے لوگ جو رہتے ہین اسمین استعمال کئے اگرچہ گھوڑا نہ باندھا رہے اور اپنے تئین کسی کام پر ملازم رکھنے کو بھی رباط کہتے ہین اس جگہ رباط سے کیا مراد ہے اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین گھاٹ مین دشمن کو دفع کرنے رہنا اسکو تائید کرتی ہے وہ جو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور بیہقی شعب الایمان مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فی سبیل اللہ ایکدن رباط کرنا دنیا سے اور جو اسمین ہے بہتر ہے امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور طبرانی اور بیہقی سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایکدن رات کا رباط ایک مہینے کے روزے اور شب بیداری سے بہتر ہے اگر وہ مین مرا تو عمل جو کرتا ہے اسکے لئے وہ عمل جاری رہتا ہے یعنے اسکا ثواب ہمیشہ جاری

رہتا ہے اور اُسکا ذوق اسپر جاری رہتا ہے اور فتان سے یعنی فتنہ قبر سے امین رہتا ہے طبرانی
کی روایت مین یہہ بھی زیادہ کیا قیامت کے دن شہیدون کے ساتھ اُٹھتا ہے رباط کی فضیلت مین احادیث
بہت سی وارد ہوئے ہین جنکا ذکر ترغیبات کے کتابون مین مذکور ہے بعضے کہتے ہین ایک نماز
کے بعد دوسری نماز کی انتظاری کرنا اسپر دلالت کرتی ہے وہ جو ابن المبارک اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین داؤد بن صالح کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے کہا
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھے کہا تمکو معلوم ہے یہہ آیت کس بابت مین نازل ہوئی مین بولا نہین کہے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا جنگ تھا جسکے واسطے مرابطہ
ہو لیکن نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن مردویہ نے دوسری طریق
سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے یون روایت کیا ہے کہا ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میری طرف متوجہ
ہوکے کہے یا ابن اخی یہہ آیت یا ایہا الذین امنوا اصبروا الآیہ کس بابت مین نازل ہوئی سو تجھکو معلوم ہے
مین نے کہا نہین ابو ہریرہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایسا جنگ نہین تھا جس کے لیے مرابطے
ہو لیکن یہہ آیت نازل ہوئی ایک قوم کے حق مین جو مسجد کو آباد کرتے تھے نماز کو اسکے وقت پر ادا کرکے
اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھے سو انکے شان مین نازل ہوئی اصبروا یعنی پانچ نمازون پر ثابت رہو و
صابروا یعنی اپنی نفس وہوا پر سختی بتلاؤ ورابطوا یعنی مساجد مین لگے رہو امام مالک اور امام شافعی اور
امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آیا مین تمکو خبر نہ دیون اس سے جو کہ اللہ تعالی گناہون کو محو کرتا ہے اور مرتبون کو
بلند کرتا ہے مشقت کے وقت وضو کامل کرنا اور ڈگون کو مساجد کیطرف زیادہ کرنا اور ایک نماز کے بعد
دوسری نماز کا انتظار کرنا فذلکم الرباط فذلکم الرباط یعنی رباط یہی ہے اسکو تین بار فرمائے
احتمال ہے کہ رباط سے دونون معنی مراد ہو گیا واسطے رباط مشتق ربط سے ہے ربط کی معنی باندھنا پھر جو
شخص کسی امر پر صبر کیا اور اسکو لازم کر لیا تو وہان ربط کہتے ہین یہہ لازم کر لینا خواہ جہاد مین ہو یا نماز
مین یا دوسرے کسی نیک کام مین وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو

ثلاث ارباع ۴۸۵ وثمن القرآن و ثلاثہ قراء واسط

پہنچو یعنی تم اللہ تعالی سے ڈرو اسکے ماسوا سے آبری ہو تو تمہارا بھلا ہوگا معلوم کیجے اللہ تعالی اس سورۃ مین علوم کے اصول اور فروع کے بہت سی قسمین بیان کیا ہے اصول کا بیان کیا سو اپنی توحید اور عدل اور نبوت اور معاد کا ذکر کیا فروع کا بیان کیا سو تعلق جن کا تکالیف اور احکام سے تھا جیسے حج اور جہاد بیان کیا بعد سورت کا ختم ایسی آیت پر کیا جو تمام آداب پر مشتمل ہی اُسکی تقریر ایسی ہی انسان کے احوال دو قسم کے ہین ایک فقط اسی سے تعلق رکھتا ہے دوسرا اسکے اور غیر کے درمیان مشترک ہی پہلی قسم مین صبر ضرور ہی دوسری قسم مین مصابرہ صبر کے تحت مین کئی انواع داخل ہین پہلا توحید اور عدل اور نبوت کی معرفت کیواسطے نظر اور استدلال کی مشقت پر اور مخالفون کے شبہونکو دور کرنیکے واسطے جواب استنباط کرنیکی مشقت پر صبر کرنا دوسرا واجبات اور مندوبات ادا کرنیکی مشقت پر صبر کرنا تیسرا منہیات سے باز رہنے کی مشقت پر صبر کرنا چوتھا دنیا کی سختیان اور آفتین جیسے مرض اور فقر اور قحط اور خوف پر صبر کرنا اصبروا جو فرمایا اسکے تحت مین سب اقسام داخل ہوتے ہین اور ہر قسم کے تحت مین انواع ہین کہ جنکی انتہا نہین مصابرت اسکو کہتے ہین اپنے اور غیر کے درمیان برائیان جو پڑتی ہین اسکو سہنا اسکے تحت مین گھر والے اور ہمسایہ اور قرابت دار اور ذات بھائیون سے کچھ بد خلقی ہو تو اسکو سہنا اور کوئی شخص بدی کیا تو اس سے بدلا نکرنا اسکی تحت مین اپنے نفس پر غیر کو ایثار کرنا اور ظالم سے عفو کرنا اور امر معروف و نہی منکر اور جہاد اور مبطلین کے شبہے دفع کرنیکے واسطے مباحثہ کرنا اور انکے شبہون کا جواب دینا اور انکے دلون سے وے شبہے دفع کرنیکے واسطے سعی کرنا یہہ سب مصابرت مین داخل ہین پھر انسان اگرچہ صبر اور مصابرت کے واسطے تکلیف کرے لیکن اُسکی ذات مین بداخلاق موجود ہین وے باعث ہوتے ہین بُرے کامون پر وے شہوت اور غضب اور حرص ہی انسان اسکو مجاہدے سے عاجز کر نہین اپنی تمام عمر مشغول نہ رہیگا تو صبر اور مصابرت اس سے نہوگی اسکے واسطے رابطوا فرمایا یہہ فعل کمین کا ایک فعل تھا انسان جو فعل کرتاہے اسکے لئے غرض اور باعث رہنا ضرور ہے تو اس مجاہدے مین بھی غرض اور باعث ضرور ہوا وہ باعث اللہ تعالی کا ڈر ہے تا فلاح حاصل ہو اُسکے لئے فرمایا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون فخر الرازی ایسی ہی تقریر کیا ہے اس سورت کی فضیلت مین بیضاوی وغیرہ حدیث جو ذکر کئے ہین کہ جو شخص

سورت آل عمران پڑھیگا تو دوزخ کی پل پر اسکی ہر آیت پر امان ملیگی سو اس حدیث کو حفاظ الحدیث
موضوع کہتے ہین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہر ہر سورے کی فضیلت مین ایک طویل حدیث موضوع
بعضون نے روایت کیا ہے سو اسمین یہہ بھی ہے ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ کے اور ابو نعیم اور
اور ابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب
آل عمران کے آخر کے دس آیت پڑھا کرتے تھے دارمی نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے موقوف
روایت کیا ہے آل عمران کے آخر کو جو شخص شب کو پڑھیگا تو اسکے لئے اس شب کا قیام لکھا جائیگا
اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص جمعہ کے دن سورۂ
آل عمران پڑھا جاتا ہے پڑھے تو آفتاب غروب ہونے تک اس شخص پر اللہ اور اسکے ملائکہ صلوٰۃ
بھیجتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے

سورۃ النساء مدنیۃ وھی مائۃ وست وسبعون آیۃ

شیخ الجزری نے مصحف کے حاشیہ پر لکھا ہے آیات ۱۷۶ کلمات ۳۷۴۵ حروف ۱۵۸۹۲ ع ۱۲

سورت النسا مدینہ مین نازل ہوئی اسکے ایک سو چہتر آیت ہین خطیب الشربینی نے کہا اسکی تین ہزار چالیس کلمے ہین اور
سولہ ہزار تیس حرف ہین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ
الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے یعنے آدم
علیہ السلام سے وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اسی جان سے بنایا اسکا جوڑا اللہ تعالی آدم علیہ السلام
پر نیند ڈالا سو گئے بعد انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا آدم ہوشیار ہوکے اسکو
دیکھے اپنے سر کے پاس بیٹھی ہے پوچھے تو کیا ہے بولی مین عورت ہون کہے تو کیا واسطے پیدا ہوئی ہے
بولی تا تو میرے سے آرام پکڑے پھر دونون مین محبت اور الفت ہوئی حوا کس وقت پیدا ہوئی اسمین
اختلاف ہے کعب الاحبار اور وہب بن منبہ اور ابن اسحٰق کہتے ہین کہ آدم بہشت مین جانیکے قبل
پیدا ہوئی ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آدم بہشت مین گئے بعد حوا وہین
بہشت مین پیدا ہوئی وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً اور بکھیرا یعنی اللہ تعالی نے ان دونون
سے یعنے آدم اور حوا سے بہت مرد اور عورتون کو اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ آدم علیہ السلام کو چالیس بچے ہوئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیان
اللہ تعالی نے مردون کو کثرت کی وصف کرکے اکتفا کیا عورتون کی وصف نہین کیا کسواسطے کہ حکمت
مقتضی ہے عورتین بہت ہونا کیا واسطے اللہ تعالی مردونکو ایک عورت سے زیادہ اپنی صحبت مین رکھنا
جایز رکھا جب مرد بہت ہوا تو عورتون کی کثرت بھی ضرور ہوئی اور انکو کثرت سے وصف کرنے مین
اشارہ ہے کہ حال مردون کا اتم واکمل ہے اور انکو ظہور واشتہار لایق ہے اور عورتون کو لایق پوشیدگی
اور گمنامی ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۗءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکا واسطہ
دیتے ہو آپس مین اور خبردار رہو ناتے والون سے یعنے تم کسی سے امانت چاہتے یا اپنے پر اسکو مہربان
کرنا چاہتے ہو تو اسکا واسطہ دیتے ہو عرب کہتے تھے اسالک باللہ یعنے اللہ کا واسطہ دیکے تجھسے
مانگتا ہون انشدک باللہ یعنے اللہ کا واسطہ دیکے تجھکو قسم دیتا ہون الارحام مین دو قرات ہین اکثر
قاریان میم کے فتح سے پڑھتے ہین لفظ اللہ پر عطف ڈالکے اسوقت معنی یون ہونگی تم ڈرو اور خبردار
ہو ناتے والون سے یعنی انسے قطع دوستی مت کرو حمزہ انکو میم کے کسر سے پڑھتا ہے بہ کی ضمیر پر
عطف ڈالکے اس قرأت پر معنی یون ہونگی ڈرو اللہ سے کہ جس کا واسطہ اور رحم کا واسطہ دیتے
ہو یہہ بھی عرب کی عادت تھی اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیا کرتے اور کہتے سالتک باللہ وبالرحم یعنی
اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیکے تجھسے مانگتا ہون ارحام جمع رحم کی ہے اسکی معنی قرابت اصل مین رحم
بچہ دان کو کہتے ہین سو سب اکہی رحم سے نکلنے سے رحم کو قرابت مین استعمال کیے بعضے کہتے ہین
رحم مشتق رحمت سے ہو کیا واسطے قرابت کے سبب سے ایک دوسرے پر رحم کرتا ہے مہربان
ہوتا ہے اللہ تعالی اپنے نام کے ساتھ رحم کو ضم کرنے سے رحم کا حق بڑا معلوم ہوا اور اسکو
قطع کرنا بڑا گناہ ہے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کو اور پچھلے دن کو مانتا ہے تو اپنے رحم کو وصل کرے بخاری اور
مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو اپنی
رزق کی کشایش ہونا اور اجل مین تاخیر ہونا یعنے عمر دراز ہونا دوست ہو تو اپنی رحم کو وصل کرے

عمر بڑی ہونا جو کہے اس سے مراد طاعت کی توفیق اور گناہ سے محفوظ رہنی اور اوسکا نام نیکی سے
یاد کرنا مراد ہے گویا وہ نہین مرا بعضے کہتے ہین قضا دو طور کی ہے ایک قضاء مبرم جو ام الکتاب
اور علم آلہی مین ہے اس قضا کو تبدل نہین دوسری قضاء معلق جو فرشتے کو عمر کا علم ہوتا ہے اسمین
تبدل جایز ہے کیا واسطے فرشتے کو معلق حکم ہوتا ہے یعنی فلانا شخص اگر اپنی رحم کو وصل کریگا تو اسکی
عمر مثلاً سو برس کی ہے اگر قطع کریگا تو اسکی عمر ساٹ برس کی اس وصل اور قطع کرنیکا علم اللہ تعالی
کے پاس رہتا ہے کہ اسمین تبدل نہین بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رحم عرش سے لٹکی ہے کہتی ہے جو شخص مجھکو وصل کرے تو اللہ تعالے
اسکو وصل کرے اور جو مجھکو قطع کرے اللہ تعالی اسکو قطع کرے امام احمد اور بزار سعید بن زید
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ رحم شجنہ ہی رحمن سے
یعنی مشتق ہے رحمن کے اسم سے جو اسکو قطع کریگا تو اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کریگا احمد کے
رجال ثقہ ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ مقرر اللہ ہے تم پر مطلع رقیب اللہ تعالی کی
صفت ہے اسکی معنی وہ جو اپنے مخلوقات سے غافل نہین بعضے کہتے ہین نگاہبان کہ جس سے مخلوقات
کا کوئی امر پوشیدہ نہین اس جملہ کو جو ذکر کیا اسمین اشارہ کیا کہ اللہ تعالی تمھارے سارے اسرار
پر مطلع ہے جو شخص ایسا ہو تو اسکو ڈرنا ضرور ہے وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ اور دے ڈالو
یتیمون کو اُنکے مال ابن ابی حاتم سعید بن جبیر سے ثعلبی اور واحدی مقاتل اور کلبی سے روایت کئے ہین کہ
آیت بنی غطفان کے ایک شخص کی شان مین نازل ہوئی اسکو بھتیجا تھا بہت سا مال اسکا اسکے چچا کے پاس تھا
لڑکا بالغ ہوکے اپنے مال کی درخواست کیا چچا نے اسکو نہین دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد ہوا
تب یہہ آیت نازل ہوئی مقاتل اور کلبی کہتے ہین کہ اسکے چچا نے اُسکے کہا ہم اللہ کی اور اسکے رسول کی
اطاعت کئے اور حوب الکبیر سے ہم اللہ کی پناہ لیتے ہین اور اسکا مال اسکے ذمہ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے جو شخص اپنی نفس کی بخل سے بچیگا اور اپنے پروردگار کی اسطور سے اطاعت کریگا تو وہ بہشت مین
جائیگا غرض وہ لڑکا اپنا سارا مال فی سبیل اللہ خرچ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اجر ثابت ہوا گناہ

باقی رہ گئے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ گناہ کیسی رہی تو فرمائے اس لڑکے کو اجر ملا اور اُسکے باپ پر
گناہ رہگیا بندۂ عاصی کہتا ہے شاید باپ نے مال وجہ شرعی سے جمع نہین کیا تھا یا اسکے حقوق ادا نہین کیا
تھا اسلیئے اس پر گناہ رہ گیا اس آیت مین دے ڈالو کرکے حکم جو ہے یتیمون کے اولیا اور اوصیا کو ہی یتامی
جمع یتیم کی ہے یتیم اس لڑکے کو کہتے ہین باپ اسکا مرجاوے لغت کی رو سے یتیم کا اطلاق بچے پر اور
بالغ پر ہوتا ہے لیکن عرف مین بچے کو یتیم کہینگے جب بالغ ہوا تو یتیم کی اطلاق اسپر سے جاتی رہی فقہا کے
پاس بھی یتیم اسیکو کہتے ہین معلوم کیجئے یتیم کی اطلاق نابالغ پر جب ہوئی جب تلک وہ یتیم ہے یعنے بالغ نہین
اُسکا مال اسکو دینا جایز نہین جب بالغ ہوا اور مال دینے کا لایق ہوا تو وہ یتیم نہین پھر اس آیت مین
بلوغ کے بعد اسپر یتیم کی اطلاق جو کی سو اصل لغت کے نظر کرتے ہی یا یتیمی کا وقت قریب رہنے سے مجازاً
ان پر اطلاق یتیم کا کئے تا اُنکی حالت پر رحم کرے بعضے کہتے ہین امر زمان مستقبل کو بھی متناول ہوتا ہے
یہان امر اسی قبیل کا ہے یعنے یہہ بچے جو اب یتیم ہین وے بالغ ہوے بعد اُنکے مال انکو دیڈالو وَلَا
تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ اور بدل لو گندا ستھرے سے یعنے تمھارے مال جو حلال پاک ہین اسکو
چھوڑکے یتیم کا مال جو تمپر حرام ہے نہ لو سعید بن المسیب و نخعی اور زہری اور سدی کہتے ہین یتیمون کے
اولیا جو تھے یتیم کا جید مال لیکے اسکے درعوض اپنا ردی مال اسکو دیتے بعضے تو اسکی بکری فربہ ہو تو
آپ لیکے اُسکے بدل اپنی دبلی بکری دیتے کوئی اسکا جید درم لیکے اپنا کھوٹا درم اُسکے بدل دیتا اور کہتا
بکری کے بدل بکری ہے درم کے بدل درم سو اس تبدیل سے نہی ہوئی وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ
أَمْوَالِكُمْ اور نہ کھاؤ اُنکے مال اپنے مالون کے ساتھ یعنے اپنے مال کے ساتھ اُنکا مال ملاکے نہ کھاؤ یہان کھانا
جو بولا اس سے سب تصرفات کہ جس سے انکا مال تلف ہو مراد ہے لیکن مال سے بڑی غرض کھانا ہی اسلیئے کھانا انکو
ذکر کیا إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا بے شک وہ یعنے یتیم کا مال کھانا بڑا گناہ ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا
فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ اگر ڈروگے کہ انصاف
نہ کرے یتیم لڑکیون کے حق مین تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین اور چار چار بخاری
اور مسلم وغیرہ عروہ بن الزبیر سے روایت کئے ہین کہا مین نے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی

غرض کو پوچھا تو بی بی نے فرمایا اے میرے بھانجے یہہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کے پاس رہتی ہے ولی کو اُسکے
مال مین شرکت رہتی اس لڑکی کا مال اور جمال اس ولی کو خوش لگتا تو اُسکو آپ نکاح مین لانے کا قصد کرتا اور
اُسکے مناسب کا مہر جو غیر شخص نکاح مین لاوے تو دیتا ہے نہین دیتا سو یتیم لڑکیون کو انکا بڑا مہر جیسا ہو تا ہی
دیکے نکاح کرے تو بہتر ہے نہین تو انکو نکاح کرنے کی نہی ہوی اُنکے سوائے دوسرین عورتین جنکو خوش آوین
یعنی کم مہر پر راضی ہووین تو انکو نکاح کرو بی بی عایشہ نے فرمایا ہے پھر لوگون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس آیت کے بعد فتوی طلب کیا تو اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم
فیہن وما یتلی علیکم فی الکتاب فی یتامی النساء اللاتی لا تؤتونہن ما کتب لہن وترغبون ان تنکحوہن سو
اللہ تعالیٰ یہہ نازل کیا کہ یتیم لڑکی خوبصورت مال دار ہو تو اُسکو نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور اُسکا مہر
پورا نہ دیتے ہو مال اور جمال نہ رہنے سے ناپسند ہو تو اسکو ترک کرکے دوسری عورت کو نکاح کرتے ہو سو
پسند نہ رہنے کیوقت جیسا اُسکو ترک کرتے ہو رغبت کے وقت اسکو نکاح نہ کرنا مگر اسکا بڑا مہر دیوے
یہہ تفسیر جو عایشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہوئی اس سے ان خفتم مین جو شرط ہے اور فانکحوا ما طاب مین
جو جزا ہے اس کا ربط حاصل ہوا یعنے یتیم لڑکی کو نکاح کرنے سے اُسکے حقوق تم سے ادا نہین ہوسکتے
تو دوسرین عورتین جو تمھارے پسند ہون نکاح کرلو مثنی وثلاث ورباع ان صیغون کے معنی مین تکرار ہے
مثنی کی معنی دو دو ثلاث کی معنی تین تین رباع کی معنی چار چار ان الفاظ کو اختیار کیا کسواسطے کہ جمع کو جمع
کے ساتھ مقابلہ کرے تو احاد کی تقسیم احاد پر کرنیکا فایدہ بخشتا ہی اس جگہ خطاب تو جمع کو تھا تکرار واجب
ہوئی تا ہر شخص ان اعداد سے جسقدر جمع کرنا چاہتا ہی جمع کرے عرب وعجم کا عرف اسی پر جاری ہے
مثلاً ایک جماعت کو کہے کہ لیے ہزار روپے تم اپنی مرضی موافق دو دو اور تین تین اور چار چار تقسیم
کرلو ہر شخص اسقدر لیگا اگر اس مقام مین مفرد لفظ لاوے تو بے معنی ہوجاتا ہے وثلاث ورباع مین واو
عاطفہ جو آیا ہے او کی معنی سے ہے یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے
ایسا ہی ثابت ہوا ہی آپ اسکی معنی مین فرمائے ہین او ثلاث او رباع بعضون نے کہا ہے واو لانے
سے ہر شخص کو اپنے واسطے ان اقسام سے کسی قسم کو اختیار کرنیکا فایدہ بخشا اگر او پر اکتفا کرتے تو دو دو کو

نکاح کرے تین پر قادر ہو تو تین کو کرے چار پر قادر ہو تو چار کو کرے ہر شخص کو چار عورتون سے افزود نکاح
کرنا جایز نہ ہونے پر امت کا اجماع ہوا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصیصہ ہے کہ آپکو چار عورتون سے افزود
نکاح کرنا جایز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین جو انکی دلیل دوسری آیت سے مستفاد ہوتی ہے امام شافعی
اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نحاس کتاب ناسخ ومنسوخ مین اور ابن حبان
اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلام
لایا اسکے نکاح مین دس عورتین تھین سو اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کئے آپنے چار عورتون کو رکھکے باقی
سبکو چھوڑ دے اس حدیث کی سند مین کلام ہے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نحاس
کتاب ناسخ ومنسوخ مین قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین اسلام لایا
سو میری نکاح مین آٹھ عورتین تھین پہنچ آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضرت فرمائے آپنے
چار عورتین اختیار کر باقی دوسرونکو چھوڑ دے معلوم کیجئے اس حدیث کے اکثر روایات اس کے صحابی کا نام
قیس بن الحارث کہتے ہین بعضے روایتون مین الحارث بن قیس کرکے آیا ہے عروہ بن مسعود اور صفوان بن
امیہ اور نوفل بن معاذ رضی اللہ عنہم اسلام لائے اُنکے نکاح مین چار عورتون سے افزود تھین سو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُنکو طلاق دینے کا حکم کئے اِس حکم مین بعضے رافضیون کو خلاف ہے وے اٹھارا عورتین نکاح کرنا
جایز ہونے پر آیت سے دلیل لیتے ہین اجماع کا خلاف ہونے سے انکا قول قابل حجت نہین معلوم کیجئے
حُر کا چار عورتون حُرّہ کو نکاح کرنا جایز ہے غلام کو دو عورتون سے افزود نکاح کرنا جایز نہین شافعی اور جمہور
فقہا کا یہی مذہب ہے ربیعہ اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اسکو چار عورتین جایز ہین اس آیت کے عموم سے
دلیل لیتے ہین امام شافعی جواب دئے کہ یہہ آیت احرار کے واسطے مختص ہے کیواسطے کہ اس آیت کے
اخیر مین کہا او ما ملکت ایمانکم غلام تو کسی چیز کا مالک نہین ہوتا تو معلوم ہوا یہہ حکم احرار کا ہی عبید کا
نہین فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً پھر اگر ڈروگے برابر نہ رکھنے کو تو ایکہی یعنے دو تین
چار عورتین نکاح کرنے سے اُنکو انصاف سے نبھانا تم سے ہونیکا اندیشہ ہو تو ایکہی عورت کو نکاح کرو اَوْ
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے یعنی اپنی ملک کی لونڈی ہو تو اُسکو اپنی تصرف مین

رکھو ایک نکاحی بی بی اور چند لونڈیون کا حکم برابر کیا کس واسطے کہ بی بی عورتون کے حقوق کے نسبت کرتے ہندیون کے حقوق وہ نہین اور انکو قسم بھی نہین ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا یہہ تم میل نکرنے سے نزدیک ہے یعنے عورتون کی تقلیل کرنا ایک نکاحی پر اکتفا کرنا یا لونڈی سے کارروائی کرنا تمہارے لیے بہتر ہے کیا واسطے افزود بیبیان ہون تو تم سے ایکہی کی طرف میلان ہونا اور دوسرون کی حق تلف کرنیکا اندیشہ ہے تعولوا جمع مضارع ہے عال یعول عولاً کا ماخوذ ہے عال المیزان یعول عولاً یعنی میل کیا یا ماخوذ ہے ہر عال فی الحکم سے یعنی جور و ظلم کیا اس جگہہ میل سے مراد ممنوع میل ہے جو مقابل عدل کے ہے مفسرین ایسا ہی کہتے ہین ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اپنی صحیح مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کئے ہین کہ ان لا تعولوا کی تفسیر ان لا تجوروا ہے یعنے تم ظلم نہ کرو لیکن ابن ابی حاتم نے کہا رفع اسکا خطا ہے عائشہ پر موقوف ہونا صواب ہے سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ مصنف مین اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسکی تفسیر ان لا تمیلوا سے کئے ہین عکرمہ اور مجاہد اور ضحاک سے بھی ایسی ہی تفسیر آئی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون اسکی معنی ایسی کئے کہ لا تکثر عیالکم یعنی تمہارے عیال بہت نہو اس تقدیر پر وہ مشتق ہے عال الرجل عیاله یعولهم یعنے انکا خرچ دیا کیا واسطے کہ جسکے عیال بہت ہو اسکو ان کا خرچ چلانا لازم پڑتا ہے سو کثرت خرچ سے کثرت عیال کا کنایۃً ارادہ کیا اصمعی اور کسائی سے جو ائمہ لغت ہین عال کی معنی اکثر عیاله منقول ہے ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے اس نے کہا ان لا تعولوا کی معنی ان لا یکثر من تعولوا ہے یعنے بہت ہووے لوگ کہ جنکا تم خرچ چلاتے ہو از ہری نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اسنے اسکی تفسیر لا تکثر عیالکم سے کی ہے اسکو تائید کرتی ہے قراءت یحیی بن معرب کی اسنے الا تعیلوا پڑھا ہے اسکا اشتقاق اعال الرجل سے ہے یعنے اسکی عیال بہت ہوئے عیال سے مراد عورتین ہین حرہ عورت اگر ہو تو انکا خرچ انکے حال کے مناسب دینا پڑیگا بخلاف لونڈیون کے اور پھر لونڈیون کو صاحب کسب کرنیکی تکلیف دیسکتا ہے جب کسب کرین تو آپ بھی کھاوینگی اور صاحب کو بھی کھلاوینگی بخلاف حرہ کے اور بھی باندی کو پالنے سے عاجز ہو تو

بیچ سکتا ہے بخلاف حرہ کے اسکو چھوڑ نہین سکتا ناصر البیضاوی جو بولا اگر اولاد مراد لو تو بھی ہو سکتا ہے
کیا واسطے کہ لونڈیون سے اولاد کم ہونیکی مظنہ ہے بہ نسبت نکاح کے کیا واسطے لونڈیمین عزل جایز ہے
انتہی سو اسمین اشکال ہے کیا واسطے لونڈی اپنی مملوکہ ہے یا غیر کی لونڈی اسکے نکاح مین ہے دونون سے
عزل کرنا حرام نہین زوجہ حرہ بھی اذن دے تو عزل حرام نہین اگر اذن نہین دے تو اس مین دو وجہ
ہین اصح وجہ مین عزل حرام نہین احادیث مین عزل سے نہی جو وارد ہوئی ہے کراہت تنزیہ پر محمول ہے
مقصود یہ نہین اولاد کم ہونیکا مظنہ مبنا نہین ہم یہہ جو بولے اس سے ثابت ہوا امام شافعی رضی اللہ عنہ جو
تفسیر کی تابعین سے بھی مروی ہے امام شافعی آپ متفرد نہوے اور اسکی تفسیر عرب کی لغت کے محاورے
کے مخالف نہین امام شافعی پر بعضون نے اعتراض جو کیا بے فہمی سے کیا ہے امام رازی اور زمخشری وغیرہ
بدلایل اس کا بیان لبسط سے کیے ہین وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً اور دے ڈالو عورتون کو
اُنکے مہر بخشش کے صدقات صاد کے فتح اور دال کی ضم سے جمع صدقہ کی ہے مہر کو کہتے ہین نحلۃ کی معنی
عطیۃ کرکے عرب کہتے ہین اور نحلہ کذا نحلاً و نحلۃً یعنے اسکو دل کی خوشی سے کچھ عوض اس سے
لینے کا توقع نہ رکھکے دیا بعضون نے نحلۃ کی معنی (فریضۃ مسماۃ) کیے ہین یعنے معین حق جسکا دینا
فرض ہے دے ڈالو کرکے خطاب جو ہے نکاح کرتے سو شوہر دان کو ہے کلبی وغیرہ کہتے ہین خطاب
عورت کے اولیا کو ہے کیا واسطے جاہلیت کی عادت تھی رانڈ کو نکاح کر دیا تو مہر اس عورت کو
نہ دیکے ولی آپ لیتا اس سے اللہ تعالی نے منع کیا فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ
هَنِيئًا مَرِيئًا پھر اگر چھوڑ دین تمکو اسمین سے کچھ دل کی خوشی سے تو اسکو کھاؤ رچتا پچتا ہنی اور
مری اس کھانیکو کہتے ہین بن اٹک کے حلق مین جاوے بعضون نے کہا ہنی وہ مزے دار ہو اور مری
وہ جو کھائے بعد اُسکا انجام بخیر ہو آیت کی معنی یہہ ہے عورتین خوشی سے اگر مہر بخشین تو صحیح ہے
پھر پورا مہر بخشین یا تھوڑا کیا واسطے کہ مہر اسکی ملک ہے ولی کو اسمین کچھ حق نہین بخشنے کو دلی کی خوشی
کی قید لگا یا کیا واسطے کہ شوہر کے اخلاق بد ہونے یا عورت سے بدسلوکی کرنے سے بیزار ہو کر مہر
بخش دے تو اس کو کھانا مرغوب نہین بعضے فقہا کا مذہب ہے عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دتا بعد

طلب کی تو اسکو رد کرنا کیا واسطے کہ خوشی سے نہین بخشی تھی شریح سے ایسا ہی مروی ہے ابن ابی
شیبہ اور عبد الرزاق طریق سے محمد بن عبید اللہ الثقفی کے روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے
قاضیون کو لکھہ بھیجے عورتین دیتیان ہین رغبتہ اور ہیبتہ یعنے خوشی سے اور ڈرسے سو جو عورت دیکے
بعد پھیر لے لینا ارادہ کی تو اسکو پہنچتا ہے مذہب شافعیہ اور حنفیہ کا یہہ ہے ہبہ کے بعد رجوع کرنا
جایز تو اسکو نہین پہنچتا مگر اکراہ سے بخشے تو پھیر لینا پہنچتا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ
اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا اور مت پکڑا دو بے عقلون کو اپنے مال کہ جسنے بنائی اللہ نے تمھاری گذران یہہ خطاب کسکو
ہے اسمین مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین یتیمون کے اولیا کو ہے یتیم کو رشد حاصل ہوے تک اسکا
مال اُسکے ذمے نہ کرنا اپنے پاس رکھکے بقدر ضرورت اُسکے لئے خرچ کرنا سعید بن جبیر کا قول یہی ہے اموال
کی اضافت اولیا کی طرف کی کیا واسطے کہ بالفعل مال انہین کے اختیار مین ہے نگاہبان اور متصرف وہی ہین
بعضے کہتے ہین خطاب ہر شخص کو ہے اور سفہا سے عورتین مراد ہین یا مخصوص اولاد یا دونون مجاہد نے کہا اللہ تعالی نے
مردون کو اپنے مال عورتون کے پاس دینے سے منع کیا کیا واسطے کہ وے سفہا ہین خواہ بی بیان ہون یا بیٹیان یا
مائین ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اپنے سفیہ لڑکے کو اپنے
مال پر مسلط مت کر اور اسکو مال سے کھلانے کا امر کیا ابن جریر وغیرہ طریق سے علی کے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے اسکی تفسیر مین یون روایت کئے ہین تیرا مال جسکو اللہ تعالی تجھے عطا کیا اور اسمین تیری گذران رکھا ہے
اسکو اپنی عورت کے یا بچون کے حوالہ کرکے اپنی ضرورت کیوقت انکے پاس التجا کرنا سو ایسا مت کر
لیکن اپنا میا اپنے پاس رکھہ کے اُسکی اصلاح کر اور انکا کھانا کپڑا اور خرچ تو دیا کر سفیہ کی معنی لغت مین خفت
سو جسکی عقل مین نقصان ہو خواہ امور دینی مین یا دینوی مین کہ جس سے فقہا پاس مستحق حجر کا ہوتا ہے اسکو
سفیہ کہتے ہین دوسری تفسیر پر کہ جسکو ہم ذکر کئے سفیہ سے یہہ مذموم صفت مراد نہین بلکہ خفت عقل اور
قلت تمیز مراد ہے کہ جس سے خرچ چلانے کا ڈھب خوب نہین آتا قیاما یا کے بعد الف سے قراءۃ عاصم
وغیرہ کی ہے نافع اور ابن عامر اسکو قیما پڑھتے ہین قاف کی کسرا اور یا کی فتح سے تخفیف کے ساتھ اسکے بعد میم
معنی دونون کے ایکہی ہین اللہ تعالی مال کو قیام بولا کیا واسطے آدمی کا نبھاو اور معیشت بن مال کے نہین بنتی

مال سبب قیام کا تھا اسکو مجازاً قیام بولا سبب کا جو نام تھا اسکو سبب پر مبالغے کیواسطے اطلاق کیا یعنے خود
یہہ مال تمھارا قیام ہے اللہ تعالیٰ اکثر جگہہ قرآن مین لوگون کو اپنے مال کی حفاظت کرنی اور اسکو بیجا یا افراط
خرچ ڈالنے سے منع کیا کیا واسطے آدمی کا دل جبتک فارغ نہو اس سے دینی اور دینوی مصلحتون کو حاصل
کرنا ممکن نہین جب تک مال نہ ہو دلکی فراغت حاصل نہین ہوتی کیا واسطے منافع حاصل کرنا اور مضرتین دفع
کرنا بن مال کے ممکن نہین اسلئے اسکی محافظت پر امر کرتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین بچہ بالغ ہوا سو
سفیہ ہے تو اسکا مال اسکے حوالے نکرنا بالغ ہوا تب رشید تھا بعد اسکے مین بیپاک ہونے سے سفیہ ہوا تو اسکو حجر
یعنی اسکے مال مین تصرف کرنے سے اسکو قاضی منع کردیا اور لوگ اس سے معاملہ نہ کرینکی منادی کروانا
ابو حنیفہ کے صاحبین پاس بھی سفیہ کو حجر کرنا ہے فتوی انہین کے قول پر ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہین اسپر حجر
نہین شافعی کی دلیل یہہ ہے کہ وہ سفیہ ہے کیا واسطے سفیہ کی معنی لغت مین خفیف الوزن جو شخص مال کو بیجا
صرف کرے اور بیفائدہ اسکو ضایع کرے تو اس شخص کو عقلمندونکے پاس کچھ وزن اور اعتبار نہین رہتا ہے
لوگون کے آنکھ مین سبک ہوجاتا ہے تو اسکو سفیہ کہنا لازم ہوا جب سفیہ ہوا تو اس آیت کے حکم مین مندرج ہوا
کیا واسطے اعتبار عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو فقہا کے پاس سفیہ کون ہے سو اسکا بیان آتی سو آیت مین
بیان کرینگے وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور کھلاؤ انکو اسمین یعنے اس
مال مین اور پہناؤ اور کہو انکو بات معقول رزق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرینگے تو بے محنت و مشقت کے
جو دیتا ہے مراد ہے بندون کی طرف نسبت کرینگے تو مقرری خرچ جو معین وقت پر ہو مراد ہے یہان
اللہ تعالیٰ فیہا کا لفظ لایا یعنے اس مال مین منہا نہین بولا یعنے اس مال سے کیا واسطے منہا کہتا تو یہہ معلوم
ہوتا اس کے عین المال مین سے کچھ کھلانیکو ولیکن لائق یہہ ہے اسکے مال کو اسکے خرچ کی جگہہ ٹھہرانا یعنے
اس سے تجارت وغیرہ کرنا اور منافع جو حاصل ہوتے ہین اس مین کھانے وغیرہ کا خرچ دینا عین المال سے
کچھ خرچ نکرنا یتیم کے مال مین تجارت وغیرہ کرنا جو کہے سو امر مندوب ہے ولی پر لازم نہین جس چیز کو
شرع یا عقل نیک اور خوب سمجھتی ہے اسکو معروف کہتے ہین اور جس چیز کو شرع یا عقل قبیح اور بد سمجھتی ہے
اسکو منکر کہتے ہین اللہ تعالیٰ انکو خوب بات بولنے کا حکم کیا تا انکے دل خوش ہون اس قول معروف سے

کیا بات مراد ہے مفسرین کو اختلاف ہے بعضون نے کہا اچھی بات کہنا جو دلمین تاثیر کرے اور اسکی سفاہت زایل کرے بعضون نے کہا انکے ساتھ نیک وعدہ کرنا عطا نے کہا اسکو ایسا بولنا مجھکو نفع ملا تو تجھکو دونگا غنیمت ملی تو تجھے شریک کرونگا بعضون نے کہا انکو دعا دینا ابن زید نے کہا یتیم جو ہے اگر اسکا نفقہ تمھیر نہین ہے تو اسکے لئے دعا کر اسکو کہہ ہمکو اور تجھکو اللہ عافیت دیوے اللہ تجھکو برکت دیوے بعضون نے کہا ان سے ایسی بات کرنا کہ جس سے انکے دل خوش ہون سو ولی سفیہ یتیم کو کہے تیرا مال میرے پاس امانت ہے مین اسکا محافظ ہون تو بالغ ہوگا رشید رہیگا تو تیرا مال تیرے سپرد کردونگا زجاج نے کہا امور دین کے باتون کی تعلیم کرنا مصلحت کے چیزین انکو سکھانا وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ آزمایش کرو یتیمون کو یہانتک پہنچے نکاح کی عمر یعنے بالغ ہو پھر اگر دیکھو انمین ہوشیاری تو حوالے کرو انکو انکے مال بغوی نے کہا یہہ آیت ثابت بن رفاعہ اور اسکے چچا کے شان مین اتری رفاعہ مرکے اپنے لڑکے ثابت کو چھوڑا یا لڑکے کا چچا آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا میرا بھتیجا چھوٹا ہے وہ میرے علاقہ مین ہے اسکے مال سے مجھکو کیا حلال ہے اور اسکا مال اسکے ذمہ کس وقت کر دون تب یہہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالی فرمایا یتیمون سے آزمایش کرو یعنے وہ یتیم رشید ہے یا نہین سو امتحان کرنا فقہا کہتے ہین ہر شخص کے یتیم کی امتحان علیحدہ ہے تاجر کے لڑکے کی امتحان خرید وفروخت کرنے مین اور قیمت چکانے مین ہے زراعت کرنے والے کے لڑکے کی امتحان زراعت کے کامون مین اور اسکے کام والون کو اجرہ وغیرہ دینے مین ہے امیر کے لڑکے کا امتحان نوکر چاکر کو درماہہ دینے مین ہے عالم کے لڑکے کا امتحان کتب کی خرید مین ہے غرض ہر حرفے والے کے لڑکے کی امتحان اسکے حرفے مین ہے لڑکی ہو تو اسکی امتحان تاگا کاتنے مین اور سینے مین اور گھر کے اسباب کی محافظت مین کھانیکے چیزون کو جو ہے بلّی سے بچانے مین ہے امتحان ایکبار لینا کفایت نہین کرتا بلکہ چند بار لینا کہ جس سے اسکے رشد کا ظن غالب حاصل ہو یہہ امتحان کس وقت لینا اس مین ہمارے فقہا کو دو وجہ ہین ایک وجہ مین بلوغ کے بعد لینا لکن اصح وجہ مین امتحان پیش از بلوغ کے ہے پیش از بلوغ کے امتحان کس طور سے کرنا اسمین دو وجہ ہین اصح وجہ مین لڑکے کے پاس کچھ پیسا دیکے کیسا مال اٹھاتا

ہو ل کیسا چکا تا ہے دیکھا جب معاملے کا عقد ٹھہرا اسوقت ولی آپ عقد کرنا دوسری وجہ مین خود
لڑکا عقد کرنا حاجت پر نظر کرتے اسکا عقد کرنا صحیح ہے ابو حنیفہ کے پاس نابالغ کے تصرفات ولی اون
دیا تو صحیح ہے نکاح کی عمر کو پہنچا جو بولا اس سے بالغ ہونا مراد ہے بلوغ دو چیز سے ہوتا ہے ایک خروج
منی سے خواہ بیدار یعنی نکلے یا خواب مین جسکو احتلام کہتے ہین دوسرا عمر پوری پندرہ برس کی ہونا اور
عانہ پر سخت بال نکلنا کافر کے فرزند مین بلوغ کی علامت ہے ان علامتون مین مرد اور عورت دونون
مشترک ہین عورت کی بلوغ کے پھر دو علامت افزود ہین حیض آنا یا حمل ٹھہرنا ان علامتون کے امکان کا
وقت عمر پوری نو ان برس کی ہوئی بعد سے ہے ابو حنیفہ کے پاس عورت کی سن امکان یہی ہے لیکن مرد کی
سن امکان بارہ برس ٹھہرائے ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا یتیم بالغ ہوے بعد انمین تم رشد دیکھو تو مال انکے
حوالے کرو سو رشد سے عقل و ہوشیاری اور حکمت سے مال خرچ کرنا مراد ہے امام شافعی رضی اللہ
عنہ کہتے دین و مال کی اصلاح کو رشد کہتے ہین دین کی اصلاح یہہ ہے حرام چیز جسکے مرتکب ہونے سے عدالت
ساقط ہوتی ہے پرہیز کرنا مال کی اصلاح یہہ ہے مال کی تدبیر کرنا یعنے ضایع نکرنا مالکو دریا مین ڈالدینا
اور معاملات وغیرہ مین غبن فاحش کا متحمل ہونا یعنے صریح نقصان کرنا مثلاً روپے بھر کے مال کو دو
روپے سے خرید کرنا اور حرام مین پیسا اڑانا ان سب کو تبذیر کہینگے مال کو نیک کامون مین خرچ کرنیکو
جیسے صدقہ دینا اور مسجد یا مدرسہ بنانا اور جو اسکے مانند ہو تبذیر نہ کہینگے اصح وجہ مین نفیس کھانا
مین جو اسکی مقدور سے افزود ہو پیسا خرچ کرنے کو یا بھاری مول کے کپڑے پہننے کو یا باندیان بہت
خرید کرکے ان سے تمتع لینے کو بھی تبذیر نہ کہینگے بیان کئے سو رشد جس شخص مین نہو اسکو سفیہ کہینگے
جب تک سفاہت باقی ہے مال اسکے حوالے نکرنا صاحبین یعنے ابو یوسف اور محمد بن الحسن کا مذہب
بھی یہی ہے ابو حنیفہ کے پاس بالغ ہوکے رشید نہ ہو تو پچیس برس کی عمر ہوئی تک انتظار کرنا اسکے
بعد اسکا مال اسکے ذمہ کر دینا غیر رشید بعد بلوغ کے کچھ تصرف کیا تو اسکے تصرفات ہمارے یہان
صحیح نہین ابو حنیفہ کے پاس سفیہ اسکو کہینگے جو اخراجات مین اسراف کرتا ہے اگرچہ نیک کام
ہو مثلاً مساجد بنانے مین صرف کرے اور بے غرض مالکو ضایع کرتا ہے یا غرض جسکو دیندار عقلا

اعتبار نہین کرتے ہین اڑاتا ہے مثلاً قوال کنچنیان بھانڈ بھگتیون کو پیسا دیتا ہے یا تماشا کرنیوالو
دیتاہے یا بڑی قیمت سے کبوتر مول لیکے اُنکو اُڑایا کرتا ہے فقط فاسق رہنے سے اُسکا رشد زائل
نہین ہوتا وَلَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا اور مت کھاؤ انکو اڑا کر یہہ خطاب یتیمون کے والیون کو ہے
یعنے یتیمون کے مال کو ناحق تم مت کھاؤ وَبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا اور جلدی سے کہ بڑے ہو جاوین یعنے
بڑے ہوکے مال تمسے لینگے اندیشے سے جلدی کر کرا نکے مال کو خرچ نہ کیجو وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو کوئی ہے تونگر تو چاہیے باز رہے
اور جو کوئی ہے محتاج تو کھاوے موافق دستور کے یعنے ولی تونگر ہے تو یتیم کا مال نہ کھاوے ولی محتاج
ہو تو اپنا محنتانہ لیوے۔ اخرج احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے
وہ اسکے دادا سے یعنے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیاہے کہ ایک شخص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کیا مجھکو کچھ ملتا نہین اور میرے پاس مال نہین میرے پاس یتیم ہے
اسکا مال موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيْمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُتَاثِّلٍ
وَلَا تَقِ مَالَكَ بِمَالِهِ یعنے تیرے یتیم کے مال سے کھایا کر مگر اسراف نکر اور نہ اسکو اپنا اصل مال
ٹھہرا اور اسکے مال سے تیرے مال کو مت بچایا کر بخاری نے عروہ بن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ بی بی
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہہ آیت وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ یتیم کے مال کے والی
کے حق مین اتری فقیر ہو تو دستور کے موافق اس سے کھانا در عوض اسکے قیام کے اسکے مال پر عبد الرزاق
اور سعید بن منصور اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا اور ابن
جریر اور ابن المنذر اور بیہقی سنن مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین فرمائے
اللہ تعالی کے مال مین اپنے کو یتیم کے والی کی منزلے مین ٹھہرایا ہون اگر مجھکو غنا حاصل ہو تو اس سے
باز رہون اگر محتاج ہون تو دستور موافق لیون پھر مقدور ہو تو اسکو ادا کر دیوین امام مالک
اور سعید بن منصور وغیرہ قاسم بن محمد سے روایت کئے ہین کہ ایک اعرابی ابن عباس کے پاس
آکر بولا میرے علاقہ مین چند یتیم ہین انکو اونٹان ہین سو انکا دودھ کس قدر مجھکو حلال ہے

ابن عباس کہے اگر تو گم گیا سو اونٹ کو ڈھونڈتا ہے اور خارش والیکو دوا لگاتا ہے اور حوض
کی اصلاح کرتا ہے اور پانی پلانے کے دن انکو پانی پلاتا ہو تو انکا دودھ پیا کر مگر اسقدر کہ ان اونٹون
کے بچون کو ضرر نہو اور دودہ نچوڑنے مین مبالغہ نکرے ابن عباس سے اور بھی روایتین ائی ہین اور
یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعضے کہتے ہین یتیم کے والی کو اسکے مال سے اپنی محنت کے مقدار پیسا لینا جائز
ہے عایشہ اور عکرمہ اور حسن وغیرہ کا یہی قول ہے بعضون نے کہا ہے لینا جایز نہین مگر عند الحاجت
اس قول والونمین بھی اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے محتاج ہو تو بقدر ضرورت لیوے لیکن
مقدور ہوا تو اسکو ادا کرنا یہی قول عبیدہ بن عمرو اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا ہے بعضے کہتے ہین
ادا کرنا واجب نہین بعضے کہتے ہین سونا روپا ہو تو اس سے کچھ لینا جائز نہین مگر قرض کی طور سے
اسکے سوائے دوسرے چیزین ہون تو بقدر احتیاج کے لینا جائز ہے ابن عباس کے قولون مین انکا
اصح قول یہی ہے شعبی اور ابو العالیہ وغیرہ ایسا ہی کہتے ہین مذہب شافعیہ کا یہہ ہے ولی
غنی ہے تو اسکو یتیم کے مال سے کچھ لینا مطلق جائز نہین اگر فقیر ہے یا اسکے کامونمین مشغول ہونے سے
اسکے کسب مین ٹوٹا پڑتا ہے تو لینا جائز ہے کس مقدار مین لینا اسمین خلاف ہے امام رافعی
کہتے ہین اپنے خرچ کے موافق لینا امام نووی نے کہا اصح قول پر خرچ اور اجرت مثل دونون
مین جو اقل ہے اسکو لینا اکثر اصحاب ہمارے اسکو اختیار کئے ہین امام شافعی نے اسی پر نص کیا ہے
پھر مقدور ہوے بعد جو لیا ہے اسکا بدل دینا لازم نہین حنفیہ کا مذہب فتاوی قاضیخان مین
ایسا کہا ہے وصی یتیم کے کامونمین پھرنے کے واسطے اسکے پیسون سے جانور کرایہ کرنا اور اپنے خرچ کا
پیسا لینا ضرور ہو تو استحسانا جایز ہے نصیر نے کہا ہے وصی یتیم کے پیسون سے اپنا کھانا کھانا اور اسکے
کام کے واسطے اسکے جانور پر سوار ہونا جایز ہے فقیہ ابو اللیث نے کہا یہہ اس صورت مین ہے وصی
محتاج رہے بعضے کہتے ہین کھانا اور اسکے جانور پر سوار ہونا جایز نہین قیاس یہی ہے استحسان مین
وصی محتاج ہے تو جسقدر یتیم کے مال مین محنت کرتا ہے اتنا کھانا دستور کے موافق جائز ہے انتہی

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ پھر جب انکو حوالے کرو انکے مال تو گواہ رکھو

اسپر انکو مال دیتے سو اس پر گواہ رکھنے کا امر وجوب کے واسطے نہین بلکہ ارشاد کا امر ہے یعنے خداوند کی تعلیم واسطے فرماتا ہے ولی کو اللہ تعالی تعلیم کرتا ہے یتیم کے بلوغ کے بعد اسکا مال اسکو دیگا تو اسپر گواہ رکھو تا تہمت دفع ہو اور آیندہ یتیم یہ نہین دیا کرکے دعوی نکرے اور ولی پر ضمان نہ آوے گواہ موجود ہونگے تو یتیم یہ نہین دیا کرکے دعوی کر نہین سکتا اور ولی کی امانت ظاہر ہوتی ہے اس آیت مین دلیل ہے ولی مال دیڈالنے کا دعوی کیا تو بن گواہ کے دعوی مقبول ہوگا شافعی اور مالک کا قول یہی ہے ابو حنیفہ کہتے ہین ولی کا قول مقبول ہوگا یعنے قسم کے ساتھ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور بس ہے اللہ حساب لینے کو یا جزا دینے کو یا گواہی کو اس مین وعید ہے یتیم کے ولی کو اگر یہہ یتیم کے مال مین تغلب تصرف بیجا کرے گا تو اس کا حساب اللہ تعالے لے گا اور اوس کو سزا دے گا لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مردون کو ہے حصہ اُس مین جو چھوڑ مرین مان باپ اور ناتے والے ثعلبی اور بغوی کہتے ہین یہہ آیت اوس بن ثابت انصاری کی شان مین نازل ہوئی وہ مرا ایک جورو چھوڑا جس کا نام ام کجہ تھا اسکے پیٹ سے تین لڑکیان تھین سو میت کے چچیرے بھائی ایک کا نام سوید دوسرے کا نام عرفجہ تھا مال کے وارث بنے اسکی جورو اور لڑکیون کو کچھ نہ دئیے کسواسطے کہ جاہلیت کا دستور تھا عورتون کو اور چھوٹے لڑکون کو کچھ حصہ نہین بالغ مرد جو ہین وہی وارث ہوتے اور کہتے وارث ہوگا مگر وہی جو جنگ کرے غنیمت کو سمیٹے ناموس کو دشمن سے بچاوے اوس بن ثابت کی عورت ام کجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہی یا رسول اللہ اوس بن ثابت مرے تین لڑکیون کو چھوڑا ہے مین اسکی جورو ہون میرے پاس کچھ مال نہین جو لڑکیون کو کھلادُن انہون کا باپ اچھا مالدار تھا اسکا مال سب سوید اور عرفجہ لے لئے مجھکو اور اسکے لڑکیون کو کچھ نہ دئیے لڑکیان میرے پاس ہین بھی کچھ کھاتی اور پیتی نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دونو کو بلا بھیجے یا رسول اللہ اسکی اولاد گھوڑے پر سوار نہین ہوتین اور گرانی نہین اٹھاتین اور دشمن کو دفع نہین کرتین تب اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل کیا لیکن اسمین کسقدر دینا اسکی تفصیل نہین تھی اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ کو کہلا بھیجے اوس کا مال اسیطور سے امانت رکھیو کیا واسطے اللہ تعالی اسکے لڑکیون کو بھی حصہ دینے کا

حکم کیا ہے لیکن کسقدر دینا سو بیان نہین کیا مجھکو اس کا بیان نازل ہونیکی انتظار ہے بعد اللہ تعالے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت نازل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو بلوا کے ام کجہ کو ثمن اور لڑکیون کو ثلثین دیکے باقی کا مال سوید اور عرفجہ مین تقسیم کیئے حافظ عسقلانی نے کہا اس قصہ کو ثعلبی اُسکے بعد بغوی بن اسنادکے ذکر کئے ہین سیوطی نے کہا ابو الشیخ بن حیان نے اپنی تفسیر مین پورا قصہ ابن عباس سے روایت کیا ہے لیکن اسکی روایت مین مذکور ہے اوس بن ثابت مرکے ایک لڑکا اور دو لڑکیان چھوڑا ہے اور چچیرے بھائیون کا نام خالد اور عرفطہ کہا ہے اخیر مین کہا عورت کو ثمن دے اور باقی اسکی اولاد کو دے لڑکے کو دو لڑکیون کے برابر اس قصہ کو ابن جریر طبری نے عکرمہ سے بھی روایت کیا ہے لیکن دونون کے سیاق مین اختلاف ہے اُسنے کہا ہے یہ آیت ام کجہ اور اسکی بیٹی کجہ اور ثعلبہ بن اوس اور سوید کی شان مین نازل ہوئی وے انصار مین تھے انمین سے ایک اس عورت کا شوہر تھا اور ایک اسکی لڑکی کا چچا پھر اس عورت کی فریاد کرنا وغیرہ مختصر ذکر کیا ابن ابی حاتم عکرمہ سے جو روایت کیا ہے سو اسمین کہا ام کلثوم اور بنت کجہ اور ثعلبہ بن اوس اور سوید کی شان مین نازل ہوئی باقی ابن جریر کی روایت کے مطابق ذکر کیا ہے ابن المنذر نے بھی اسکو عکرمہ سے ذکر کیا ہے عکرمہ کے بعضے روایتون آیا ہے کہ ام کلثم اور اسکی لڑکی ام کحلہ یا ام کجہ اور ثعلبہ اور سوید کی شان مین نازل ہوئی میت کا نام اوس بن ثابت کر کے جو آیا اُسکے درعوض بعضے اسکا نام اوس بن الصامت کہے ہین اور بعضے اسکا نام اوس بن مالک کہے اور بعضی ثابت بن قیس کہے ہین حافظ عسقلانی نے ام کجہ کو کاف کی ضم اور جیم کی تشدید سے ضبط کیا ہے حافظ سیوطی اسکو حاء مہملہ سے ضبط کیا ہے مجد الفیروزآبادی نے بھی قاموس مین حاء مہملہ کی باب مین ذکر کیا ہے ام کحلہ جو مذکور ہوئی حاء مہملہ سے ہے اور اسکے بعد لام ہے وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اور عورتون کو حصہ ہے اسمین جو چھوڑ مرین مان باپ اور ناتے والے یعنی میراث مردون کو ہی نہین بلکہ اسمین مرد اور عورت دونون شریک ہین مردون کو جبکہ میت کی اولاد ہو یا اسکے عصبہ تو انکو میراث سے حصہ ہے اور عورتون کو بھی انکے ماں باپ کے اور قرابت والونکے

مال سے حصہ ہے مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا اسمین یعنے میت کے مال مین تھوڑا مال ہو یا بہت حصہ مقرر کیا ہوا یعنے ایک معین حصہ ہے کہ اسکا خلاف نکرنا اِن حصون کا بیان اللہ تعالے آیندہ فرماتا ہے اِس آیت مین دلیل ہے خطاب کے وقت سے بیان کی تاخیر کرنا جایز ہے اور یہ بھی دلیل ہے وارث نے اپنے حصہ سے اعراض کیا تو اسکا حق ساقط نہین ہوتا وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ اور جب حاضر ہون تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو انکو کچھ کھلاؤ اسمین سے یعنے ترکے کے مال سے انکو بھی کچھ دیو قرابت والون سے اس جگہہ وے لوگ ہین جنکو میراث مین سے کچھ حصہ نہین یتیم کو مسکین پر مقدم کیا گیا واسطے کہ یتیم کی بے مقدوری زیادہ ہوتی ہے حاجت بڑی رہتی ہے تو انکو صدقہ دینا افضل ہوا وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا اور کہو انکو بات معقول امام رازی نے کہا قول معروف سے دینے کی منت نہ رکھے اور زبان سے غیر غلطہ نہ کہنی یا جنکو کچھ دیا ہے اُن کو زیادہ دینے کا وعدہ کرنا اور جنکو کچھ نہین دیا ہے اپنے معذرت کرنی مراد ہے یہہ آیت محکم ہے یا منسوخ اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت مواریث کی آیت سے منسوخ ہوی یہہ قول سعید بن المسیب اور قاسم بن محمد اور عکرمہ اور ضحاک اور قتادہ کا ہے مجاہد اور عطا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین مجاہد کی طریق کو نحاس نے اپنی ناسخ مین روایت کیا ہے عطا کی طریق کو ابو داؤد اپنی ناسخ مین اور ابن ابی حاتم تفسیر مین روایت کئے ہین حافظ عسقلانی نے کہا کہ ایمہ اربعہ کا بھی یہی قول ہے بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہے یہہ قول ابو موسی الاشعری اور حسن اور ابو العالیہ اور شعبی اور عطا بن ابی رباح اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور نخعی اور زہری کا ہے سعید بن جبیر اور عکرمہ اور مقسم ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین حافظ عسقلانی نے کہا ابن عباس سے اصح روایت یہی ہے اوپر کے قول کے روایتین ضعیف ہین جو لوگ اسکو محکم کہتے ہین انمین اختلاف ہے مجاہد اور ایک فریق کہتی ہے کہ یہہ حکم واجب ہے ابن حزم نے اسکو اختیار کیا ہے وجوب کو جسنے اختیار کیا اسکے پاس خلاف ہے بعضون نے کہا وارث بالغ ہو یا بچہ دونون کے حصون میں سے

کچھ دینا واجب ہے، بالغ ہو تو آپ دیوے بچہ ہو تو اسکی طرف سے اسکا ولی دیوے بعضے کہتے ہین وارث
بالغ ہو تو مال دینا واجب ہے بچہ ہو تو ولی یا وصی کہتے دینا یہہ مال بچے کا حصہ ہے مجھکو اسمین کچھ دخل نہین اگر مجھکو کچھ دخل ہوتا
تو البتہ تمکو دیتا بچے بڑے ہونگے تو سمجھکر تمہارا حق دیوینگے وے لوگ کہتے ہین قول معروف سے
یہی مراد ہے حسن اور نخعی کہتے ہین پیسے اور اسباب کی تقسیم مین یہہ دینا ہے زمینات اور غلامون وغیرہ
کی تقسیم ہے تو اسمین کچھ نہین اچھی بات بولنا کافی ہے اور ایک جماعت کہتی ہے یہہ حکم مندوب ہے
درصورتیکہ ورثہ بالغ ہون وارث بالغ ہو تو دینا مستحب بھی نہین بغوی نے کہا یہی قول اولی ہے
امام رازی نے کہا فقہاء امصار کا یہی قول ہے سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور بخاری اور ابو داؤد
کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی طریق سے سعید بن جبیر
سے روایت کئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بعضے لوگ کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہوئی
واذا حضر القسمۃ اولوا القربی الآیۃ واللہ منسوخ نہین لیکن لوگ اسپر عمل کرتے نہین تہاون یعنے سہل انگاری
کئے وے دو والی ہین ایک والی ہے وارث ہوتا ہے وہی کھلاتا اور پہناتا ہے دوسرا والی ہے
جو وارث نہین وہی کہتا ہے بات بہتر سو بولتا ہے یہہ یتیم کا مال ہے میرا اسمین کچھ نہین اس روایت سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستحب ہے ابن عباس بھی اسکے اصحاب پر گئے ہین کیا واسطے فرض ہوتا تو لوگ
جن سے صحابہ مراد ہین اسپر عمل کرنے مین تہاون نہ کرتے آیت کی معنی مین بعضون نے کہا ہے
قسمت سے وصیت مراد ہے وصیت کے وقت قرابتی جنکو میراث نہین اور یتیم اور مسکین حاضر ہوتے
وصیت کرنے والے کو اللہ تعالی نے امر کیا کہ ان لوگون کو بھی کچھ دو اور اُنکے ساتھ لگتی میٹھی بات
کرو اس قول کو تائید کرتی ہے روایت ابن عباس کی جسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابو داؤد
کتاب الناسخ مین اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر
الصدیق اور قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے روایت کئے ہین کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے
اپنے والد عبد الرحمن کا ترکہ تقسیم کیا سو گھر مین کسی مسکین کو اور قرابت والے کو نہین چھوڑا مگر
اپنے باپ کی میراث سے کچھ دیا اور یہہ آیت تلاوت کی واذا حضر القسمۃ الآیۃ اسوقت

عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ تھین قاسم نے کہا ابن عباس کو مین یہہ ماجرا بولا ابن عباس کے مطلب کو نہین پہنچا یہہ حکم وارث کو نہین یہہ آیت وصیت مین ہے میت انکو کچھ دینے کی وصیت کرنا حافظ عسقلانی نے کہا عبد الرزاق کی روایت کی سند صحیح ہے وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ٥ چاہیے ڈرین وے لوگ کہ اگر چھوڑین اپنے پیچھے یعنے اپنی موت کے پیچھے اولاد ضعیف تو ڈرتے ہین اُنپر سو چاہیے ڈرین اللہ سے اور کہین بات راست یعنے جسکی اولاد ضعیف ہو تو وہ اپنی موت کے بعد اولاد کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ رکھتا ہے ویسا شخص ڈرا چاہیے یہہ حکم کسکو ہے سو مفسرین کو خلاف ہے بعضون نے کہا یہہ حکم انکو ہے جو مریض کے پاس جتے ہین اسکی تباہ حالت دیکھکے کہتے ہین ایسے وقت مین اپنی جان کی بھلائی کا خیال رکھ تیرے وارث کچھ کام نہ آئینگے خیرات کر باندی غلام کو آزاد کر سو ایسی ترغیب دینے سے انکو اللہ تعالی نے منع کیا اسکی اولاد کی بہبودی نظر مین رکھنے کا امر کیا اس قول پر معنی یون ہوگی تم اپنی اولاد ضعیف بھوکی محتاج رہنا جیسی مکروہ جانتے ہو بیمار کی اولاد پر بھی اسباب کا خیال رکھو اسکو ایسی ترغیب مت دو جس سے اُسکی اولاد محروم ہو حاصل اسکا یہہ ہے تو اپنے نفس کے واسطے یہہ بات مکروہ جانتا ہے تو اپنے مسلمان بھائی کیو اسطے بھی اسکو مکروہ جان بعضون نے کہا خطاب ہے اسکو جسکی موت کا وقت پہنچا اور ارادہ کیا کہ وصیت کرے تو لوگ اسکے پاس جو جمع تھے اسکو کہے تو اپنی اولاد کے واسطے مال رکھ اور اسکو وصیت کرنے سے مانع ہوتے ہین بعضون نے کہا خطاب بیمار کو ہی ہے اسکو زیادہ پیسونکو خرچ کرنیکی وصیت سے منع کیا اس توجیہ پر اگر ثلث سے افزود وصیت نہ کرنیکے حکم کے قبل یہہ آیت نازل ہوئی ہے تو اس آیت سے وصیت جو ترکے کو مستغرق نہو مراد ہے اگر ثلث سے افزود وصیت نکرنیکے حکم کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی ہے تو اولاد کی بہبودی کے واسطے ثلث سے بھی کم دینیکی وصیت کرنا مراد ہوگی اسی پر نظر کرنے اکثر صحابہ ثلث سے کم کی وصیت کئے ہین ہمارے فقہا بھی کہتے ہین ثلث سے کم دینے کی وصیت کرنا افضل ہے بعضون نے

وردہ ۴۶

کہا یہہ خطاب یتیمون کے اولیا کو ہے یعنی جو شخص اپنے بعد اپنی اولاد تباہ ہونیکا اندیشہ رکھتا ہے تو وہ شخص غیر کے یتیم لڑکے کا مال ضایع کرنے سے اندیشہ کرے اس توجیہ پر آیت سے غرض حض اور ترغیب ہے اسبات کی کہ یتیم کے مال کی احتیاط اور محافظت ایسی ہو کہ اپنی بعد اپنی یتیم اولاد کی محافظت جیسی کرنا چاہتا ہو اللہ تعالی اس آیت مین فاتقوا اللہ کا جملہ ذکر کیا سو پہلے جملہ کی تقریر کے واسطے ہے گویا یون کہا اوپر یہہ حکم جو گذرا اسکے بجالانے مین احتیاط کرو اور اللہ تعالی سے ڈرو اور بات کرو تو قول سدید کہو قول سدید سے حق اور راست اور سیدھی بات مراد ہے مریض کے پاس بیٹھنے والون کی راست بات یہہ ہے کہ اسکو ثلث سے کم صدقہ دینے کی اور باقی مال ورثہ کو چھوڑنیکی تاکید کرنا وصی کی اور یتیم کے ولی کی راست بات یہہ ہے کہ اپنے بیٹون کو جیسی لطف و مہربانی کی بات کرتے ہین یتیم لڑکون سے بھی ویسی ہی بات کرنا انکو ایذا نہ دینا میراث تقسیم کرلینے والون کی راست بات یہہ ہے کہ حاضرین سے سخن نیک اور ملایم کرنا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا مترجم جو لوگ کھاتے ہین مال یتیمون کے ناحق وے نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ مقاتل بن حیان کہتا ہے یہہ آیت غطفان کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جسکا نام مرثد بن زید تھا اپنے بھائی کے لڑکے کے مال کا ولی ہوا سو اس کو کھا گیا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا یتیم کا مال ناحق جو شخص کھاتا ہے تو اپنے شکم مین آتش ڈالتا ہے یعنی قیامت کے دن آگ ہو جائیگی جو کھاتے ہین سکو آگ لا سو باعتبار مال کی ہے معلوم کیجیے کہ یہہ آیت اور اوپر گذری سو آیت (ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا) نازل ہوئے بعد لوگ یتیمون کا کھانا پانی علاحدہ کر دیئے کہ جس سے تصدیع ہونے لگے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا (وان تخالطوہم فاخوانکم) اسکا بیان امیسوین ورد مین مذکور ہوا بعضون نے خیال کیا ہے کہ (وان تخالطوہم) کی آیت ان دونون آیتون کو نسخ کی یہہ بات غلط ہے کیا واسطے کہ یے آیتین یتیم کا مال ناحق نہ کھانے مین وارد ہوئی ہین اور وہ آیت یتیمون کے مال کی اصلاح اور ان پر احسان کرنے مین وارد ہوئی ہے پھر کیسا نسخ کرتی وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا اور عنقریب پڑینگے بھڑکتی آگ مین ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور ابن ابی حاتم ابی برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن ایک قوم اپنے قبرون سے اٹھینگی سو
انکے موُ ن سے اگ زبانہ مارتی رہنگی صحابہ کہے یا رسول اللہ وے کون لوگ ہین فرمائے
کیا تم نہین دیکھے اللہ تعالی فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا
یعنے وے لوگ وے ہین جو یتیمون کا مال ناحق کھاجاتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی اسرا کی شب کی ہمکو خبر دئے سو کہے ہین ایک قوم کو دیکھا انکے ہونٹ اونٹنیکے ہونٹ کی
طرح ہین اور ان پر ایک شخص موکل ہے کہ انکے ہونٹون کو پکڑکے انکے منہ مین آتش کا پتھر
ڈالتا ہے تو وہ پتھر شکم مین جاکے انکے اسفل سے نکلتا ہے وے چلاتے بلاتے ہین مین بولا یا جبرئیل یہ
کون ہین تو کہا یہ وے لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلم سے کھاجاتے ہین حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے چار شخص ہین
انکو بہشت مین داخل نہ کرنا اور اوسکے نعمتین انکو نہ چکانا اللہ تعالی پر حق ہے شراب پینے پر مداومت
کرنیوالا اور سود کھانے والا اور یتیم کا مال ناحق چٹ کرنیوالا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا حاکم
نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند مین خثیم بن اراک ہے وہ متروک
ہے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور بزار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سات چیزون سے جو ہلاک کرنیوالے ہین دور رہو از انجملہ
یتیم کا مال کھاجانے کو ذکر کیا عمرو بن حزم کی حدیث مین جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین وارد کیا
ہے اور عمیر لیثی کی حدیث مین جسکو طبرانی کبیر مین بسند حسن روایت کیا ہے سو یتیم کا مال کھانا
اکبر کبائر اور اعظم کبایر ثابت ہوا ہے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَولَادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ
الاُنثَیَینِ کہہ رکھتا ہے تمکو اللہ تمھاری اولاد مین مرد کو حصہ برابر دو عورت کے یہہ آیت
کس کی شان مین نازل ہوئی اسمین اختلاف ہے ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ اور مسدد اور طیالسی اور ابن ابی عمر اور ابن منیع اور ابن ابی اسامہ اور ابو یعلی

زبانہ شعلہ ۱۲

ع ۱۳

اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی اپنی سنن مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ سعد بن الربیع کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کی یارسول اللہ یہہ دونون سعد بن الربیع کے لڑکیان ہین انکا باپ آپکے ساتھ احد کے جنگ مین شہید ہوا ان لڑکیون کا چچا اس کا سب مال لے لیا انکے لئے کچھ نہ چھوڑا انکو کوئی نکاح نہ کریگا مگر مال رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اسکا حکم کریگا تب یہہ آیت نازل ہوئی یوصیکم اللہ فی اولادکم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے چچا کو بلوا کے کہے سعد کے لڑکیون کو دو ثلث دے اور اسکی عورت کو ثمن باقی جو رہا سو تیرا ہے اوپر مذکور ہوا کہ یہہ آیت ام کجہ اور اسکے لڑکیون کی شان مین نازل ہوئی اسکے شوہر کا نام اوس بن ثابت انصاری تھا اس قصہ کو واقدی نے کلبی کی طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے یہہ دونون شخص بالاتفاق ضعیف ہین ام کجہ کے قصہ مین وارد ہونیکو ابونعیم اور ابوموسی طریق سے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی وارد کیا ہے لیکن شوہر کا نام نہین ذکر کیا یہہ طریق بھی ضعیف ہے ابو داود نے اسی عبد اللہ بن محمد کی طریق سے جابر بن عبد اللہ سے ذکر کیا سو عورت کا نام ذکر نہین کیا اسکے شوہر کا نام ثابت بن قیس کہا ابو داود نے کہا کہ یہہ روایت خطا ہے صحیح یہہ ہے کہ اسکا نام سعد بن الربیع ہے انتہی بعضون نے کہا ہے اوس بن ثابت یہہ حسان بن ثابت کا بھائی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر تھا لیکن یہہ بات صحیح نہین ہوتی کیا واسطے اگر حسان کا بھائی ہوتا تو اسکا وارث حسان ہوتا عرفطہ اور سوید نہ ہوتے ام کجہ کے اور اسکے شوہر کے اور اسکی لڑکی اور وارثون کے نام مین روایات کا بہت اختلاف ہے سب روایات ضعیف رہنے سے وہ قابل حجت نہین اگر قصہ صحیح ہو تو دونون کی شان مین نازل ہونیکو کچھ مانع نہین عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین طریق متعددہ سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے میری بیماری کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیادہ پا بنی سلمہ کے گھر دن کے احاطے مین تشریف لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بیہوش دیکھ کے پانی منگوا کر وضو کیئے اور میرے پر وہ پانی چھڑکے مین نے ہوشیار ہو کے کہا یا رسول اللہ مین اپنے مال کو کسطرح سے

بامثنا تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کیا یوصیکم اللہ فی اولادکم معلوم کیجیے یہہ مذکور آیت نازل ہوئی کرکے ابن جریج
کی روایت جو محمد بن المنکدر سے جابر سے آیا ہے ترمذی اور حاکم نے عمرو بن قیس کی طریق سے محمد بن المنکدر سے
بھی ایسا ہی روایت کیے ہین عبد بن حمید اور ترمذی نے یحییٰ بن آدم کی طریق سے اور اسماعیلی نے اسحق بن ابی اسرائیل
کی طریق سے دونون ابن عیینہ سے وہ محمد بن المنکدر سے بھی ایسی ہی روایت کیا ہی لیکن مسلم نے عمرو الناقد
سے اور نسائی محمد بن منصور سے وے دونون سفیان بن عیینہ سے وہ محمد بن المنکدر سے روایت کیا سو
کہا میراث کی آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل ہوئی ابن خزیمہ نے عبد الجبار بن العلاء سے وہ ابن عیینہ سے
روایت کیا سو کہا آیت میراث کی ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد نازل ہوئی اسکی ایک روایت مین ہے آیت
کلالہ کی نازل ہوئی بخاری نے قتیبہ اور ابن المدینی اور الجعفی کی طریق سے ابن عیینہ سے روایت کیا سو اسمین آیت میراث
نازل ہوئی کرکے کہا ایک روایت مین آیت فرایض کی نازل ہوئی کرکے کہا پر آیت کو ذکر نہین کیا مسلم نے
سفیان الثوری سے وہ ابن المنکدر سے روایت کیا سو بھی آیت میراث کی نازل ہوئی کرکے کہا آیت کو ذکر نہین کیا
حافظ عسقلانی نے کہا ابن المنکدر سی محفوظ یہی روایت ہی اور بولا ابن عیینہ کی روایت مین آیت کو جو ذکر کیا ہی وہ ابن عیینہ کا کلام ہے حدیث مین
مدرج ہی اور آیت کونسی نازل ہوئی سو اسمین بھی ابن عیینہ کے راویونکو اضطراب ہی دمیاطی وغیرہ کہتے ہین ابن جریج کی روایت مین یوصیکم اللہ
فی اولادکم کی آیت نازل ہوئی کرکے جو آیا ہی وہ وہم ہی کیا واسطے یہہ آیت سعد بن الربیع کے لڑکیون کی شان مین نازل ہوئی ہی جابر کے مقدمہ مین
نازل ہوئی سو یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ کی آیت ہے کیا واسطے جابر کو تب لڑکا اور والد نہین تھے کلالہ وہی شخص ہی جسکو ولد اور والد
نہو حافظ عسقلانی انکو رد کیا اور بولا کلالہ کی تفسیر مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مال موروث کا نام ہی اور بعضے
کہتے ہین ارث کا نام ہے اس اختلاف کے نظر کرتے کلالہ کی تفسیر ولد اور والد نہونی معین نہین ہوئی
تو پھر اس سے دلیل پکڑنا صحیح نہوا بخاری کی روایت مین آیا ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم کی آخر آیت
ہے جو نازل ہوئی یہہ آیت جب اخیر مین نازل ہوئی تو اس سے دلیل لینا صحیح نہو اظاہر یہہ ہے کہ میراث
کی آیت سے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت مراد ہی سعد بن الربیع کے لڑکیون کی شان مین نازل ہونا
اسکو مانع نہین کیا واسطے دونون کے مقدمہ مین نازل ہوئی رہے یہہ بھی احتمال ہے کہ اس آیت
کی ابتدا ان لڑکیون کے مقدمہ مین نازل ہوئی ہو اسکے آخر یعنے وان کان رجل یورث کلالۃ

جابر کے قصہ مین جابر جو کہے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت نازل ہوئی اس سے کلالہ کی آیت جو یوصیکم اللہ سے متصل ہے مراد لئے انتہی ملخصاً بندۂ عاصی کہتا ہے جابر کے وارث انکے بیماری کیوقت بہنون کے سوائے کوئی ذوی الفروض نہین تھے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت مین اعیانی اور علاتی بہنون کے میراث کا ذکر نہین وان کان رجل یورث کلالۃ ولہ اخ او اخت مین بہن اور بھائی جو مذکور ہین اُنسے اخیافی بھائی اور بہن مراد ہونین سب کا اتفاق ہے جابر کی شان مین یہہ آیت اگر نازل ہوئی ہو تو بہنون کی میراث کا ذکر نہ رہنے سے انکے غرض کو مفید نہین سوال کے مطابق آیت نازل ہونا بعید ہے اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے آیت المیراث سے یستفتونک قل اللہ یفتیکم مراد ہے جابر رضی اللہ عنہ کلالہ کے میراث کی تقسیم کا استفتا کرنا اسپر یستفتونک کرکے نازل ہونا اور انکے وارث بہنان رہنا دلیل بین ہے کہ مراد جابر کی یہی آیت ہے یہہ آیت اخیر مین نازل ہوئی کرکے جو آیا اسکو منافی نہین کیا واسطے اسکا اخیر ہونا امر نسبی ہے یعنے میراث کی آیتون مین یہہ اخیر آیت ہے اسی کی تائید کرتی ہے حدیث جسکو نسائی نے ابی الزبیر کی طریق سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے مین بیمار ہوا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مینے کہا یا رسول اللہ مین اپنی بہنون کے لئے تہائی مال کی وصیت کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے احسان کرین نے کہا آدھے مال کی وصیت کرتا ہون کہے احسان کر بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاکے پھر آئے اور فرمائے تو اس بیماری مین نہین مرتا اللہ تعالی آیت نازل کیا اور تیرے بہنون کو دوتہائی دینے کو بیان کیا جابر کہتے تھے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ کی آیت نازل ہوئی اوپر کی حدیث جابر کی ایک بیماری تھی اور یہہ حدیث دوسری بیماری مین تھی کرکر کہنا بعید ہے اس حدیث مین اور اُس حدیث مین کچھ منافات نہین شاید جابر اپنے مال کی تقسیم کس طور سے کرنیکا سوال کرکے اپنے بہنون کو اس قدر دینیکی وصیت کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے گئے بعد یہہ آیت نازل ہونے سے تشریف لاکر انکے بہنون کا حصہ بیان کئے واللہ اعلم معلوم کیجئے اوپر گذری سو آیت للرجال نصیب مما ترک الوالدان ہللا قربون ملالایہ کی یہہ آیت تفصیل ہے اس آیت مین اللہ تعالی نے یوصیکم جو فرمایا

وہ صیغہ مضارع کا ہے ایصار سے ایصار کی معنی اصل مین وصل کرنا عرب کے محاورہ مین ایسا کہتے ہین
وصیت الارض وصیا و وصیا و وصاء و وصاءۃ یعنی اسکے نباتات متصل ہوئین اسکو جب
باب افعال مین لیگئے تو اوصی کی معنی وصل کرانا اور پہنچانا اس تقدیر پر آیت کی معنی یون ہونگی
اللہ تعالی تمکو ایک بات کہتا ہے ایسی بات ہے جو تمہارے مرے بعد تمہاری اولاد کے حقوق پورے
ملنے کو پہنچاتا ہے قفال نے ایسی ہی معنی کو بیان کیا بعضے کہتے ہین یوصیکم کی معنی یامرکم کی ہے
یعنے حکم کرتا ہے تمکو بعضے کہتے ہین اسکی معنی یعہد الیکم یعنے عہد کرتا ہے تمکو بعضے کہتے ہین یفرضکم
یعنے فرض کرتا ہے اولاد کا ذکر مقدم کیا کسواسطے آدمی کو اپنی اولاد کے ساتھ نہایت تعلق
رہتا ہے اس لئے انکو مقدم کیا اور بولا میت کو اولاد ہو تو لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ
دیا فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ پھر اگر ہووین یعنے اولاد عورتین
دو سے اوپر تو انکو ہین دو تہائیان جو چھوڑ مرا وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ
اگر ہے یعنے لڑکی ایک تو اسکو آدھا مال ہے معلوم کیجے اللہ تعالی نے ان جملون مین اولاد کا حصہ
بیان کردیا اولاد کے ساتھ دوسرے حصہ دار بھی ہین یا نہین اگر انکے ساتھ دوسرے حصہ دار نہین ہے
تو انکے تین حالت ہین یا میت کو لڑکے اور لڑکیان دونون ہین یا فقط لڑکیان ہین یا فقط
لڑکے پہلی حالت مین کہا لڑکے کو دو لڑکیون کے برابر دینا اگر میت فقط ایک لڑکا اور ایک لڑکی
چھوڑا ہے لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دینگے اگر متعدد ہین تو ہر لڑکے کو دو حصے اور ہر لڑکی
کو ایک حصہ دینگے دوسری حالت مین یعنے لڑکا نہین فقط لڑکیان ہین اگر ایک ہی لڑکی ہے تو اسکو
آدھا مال ہے اگر دو سے افزون ہین یعنے تین ہین یا اس سے زاید تو ان تمام مین دو تہائیان ہین دو لڑکیان
ہون تو ان کو کس قدر دینا سو نہین فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین دو لڑکیان ہون تو
انکو بھی نصف ہے جمہور امت کہتے ہین لڑکیان دو ہون تو بھی انکے واسطے دو ثلث ہے کیا واسطے
کوئی شخص مرگئے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑا تو لڑکی کو ایک ثلث اور لڑکے کو دو ثلث دینگے کیا
واسطے اللہ تعالی فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین ایک لڑکے کو دو ثلث ملے تو آیت سے معلوم ہوا کہ

دو لڑکیون کا حصہ ہے تو پھر دو لڑکیون کو بھی دو ثلث دینا اس آیت سے ثابت ہوا تیسری حالت
مین فقط لڑکون کو چھوڑا ہے تو ایک لڑکا ہو تو اسکو پورا مال دیجیے اگر زاید ہو تو انمین علی السویہ تقسیم کرینگے
لڑکا ہو تو اسکو پورا مال دینے کا حکم آیت سے نکلنے کا بیان یہہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا للذکر مثل
حظ الانثیین اس جملہ سے معلوم ہوا مرد کا حصہ عورت کے دو برابر ہے بعدہ فرمایا وان کانت واحدۃ
فلها النصف اس سے معلوم ہوا فقط لڑکا ہو تو اسکو دو نصف ہین ان دونون نصفون کو جمع کرنے سے
معلوم ہوا ایک لڑکے کا حصہ پورا مال ہے اگر اُسکے ساتھ لڑکے اور بھی ہون تو سبکو علی السویہ تقسیم
کر دینگے اولاد کے ساتھ دوسرے حصہ دار مثلا والدین اور احد زوجین ہون تو انکا حصہ دیجاتے باقی مال مین اوپر کی تقسیم کے مطابق تقسیم کر دینگے
معلوم کیجیے اس آیت کا عموم چار صورت سے تخصیص پایا ہے پہلی صورت حر و عبد مین تو ارث نہین دوسری صورت قاتل
جو عمدا قتل کیا ہو اسکو حصہ نہین تیسری صورت کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا انکی تفصیل حدیث سے ثابت ہوا ہے اسپر اجماع ہے مسلمان مرتد کا
کا وارث ہوتا ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے معاذ اور معاویہ اور شریح القاضی اور شعبی کہتے ہین
وارث ہوتے ہین جمہور کہتے ہین وے بھی وارث نہین ہوتے مسلمان مرتد ہوکے مرا ہو یا اسکو قتل کرے
تو مال جو ردت کے زمانے مین حاصل کیا ہے اسکا کوئی وارث نہوگا بلکہ بیت المال مین داخل
کرینگے اسلام کی حالت مین جو کسب کیا تھا شافعی کے پاس وہ بھی بیت المال مین داخل کرنا ابو حنیفہ کہتے ہین
وہ مال اسکے مسلمان وارثون مین تقسیم کرنا چوتھی صورت انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کسی کے مال
کے وارث نہین ہوتے اور انکے مال کا بھی کوئی وارث نہین ہوتا مذہب اکثر مجتہدین کا یہی ہے انکی
دلیل حدیث مشہور ہے لا نورث ما ترکنا صدقۃ ہم وارث نہین کیے جاتے جو چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ
ہے اس مسئلہ مین شیعہ کو خلاف ہے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات
کی تقسیم نکرنا اور دوسرے صحابہ انکے قول کی تسلیم کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ حدیث کہتے تھے
سو اسکے مقر ہونا اور فاطمہ اور عباس اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم دعوی سے باز رہنا صحابہ
اجماع پر دلالت کرتا ہے اجماع کا خلاف جو کہے اسکا قول مردود ہے وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ اور میت کے ماں باپ کو

ہر ایک کو دونوں میں چھٹا اس مال سے جو چھوڑ مرا اگر میت کو اولاد ہے اب اللہ تعالی ماں باپ کو
حصہ کسقدر دینا ہے سو شروع کیا اور فرمایا انکے تین حالت ہیں پہلی حالت انکے ساتھ اولاد ہو
تو ماں کو ایک سدس ہے یعنے چھٹا حصہ اور باپ کو ایک سدس ہے معلوم کیجئے ولد کا اطلاق
لڑکا اور لڑکی دونوں پر ہوتا ہے میت کو لڑکا ایک رہے یا افزود اور اوسکے ساتھ لڑکی بھی
رہے یا نہ سب حالتوں میں وہی سدس سدس دینگے اگر لڑکا نہیں فقط لڑکیاں ہیں تو اس تقدیر میں
ماں کو وہی سدس ہر لیکن باپ کو سدس جو اُسکا فرض ہے اُسکے سوے باقی رہا سو مال بھی اسیکو
دینگے مثلاً ایک لڑکی ہے تو لڑکی کو نصف اور ماں کو سدس اور باپ کو سدس دیگے ایک سدس جو
باقی ہے وہ بھی عصوبت کی راہ سے باپ ہی کو دینگے فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ
فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ پھر اگر اُسکو یعنے میت کو اولاد نہیں اور وارث ہیں اسکے ماں باپ تو اسکی
ماں کو ثلث ہر یعنے تہائی اس جملے میں والدین کی دوسری حالت کی طرف اشارہ کیا وہ میت کو
اولاد نہونا تو اس تقدیر میں ماں کو ثلث ہے باپ کو کسقدر سو بیان نہیں کیا کیا واسطے میت کو ماں باپ
کے سوا کوئی نہیں سو آیت سے ظاہر ہوتا ہے جب اسکو کوئی نہو تو پورا انہیں کو دیگے ماں کا حصہ
جب ثلث ہوا تو لازم آیا باپ کو باقی دینا جیسا اولاد میں مرد کو عورت کے دوبرابر حصہ تھا یہاں بھی
ویسا ہی باپ کو ماں کے دوبرابر ہوا پہلی آیت میں باپ کا فرض سدس تھا یہاں دو ثلث
جب لیا تو سدس تو اسکا فرض ٹھہرا باقی عصوبت کی جہت سے لیا اس سے ثابت ہوا اگر ماں نہیں فقط
باپ ہے تو سارا مال لیگا کیا واسطے عصبہ ہے عصبہ اسکو کہتے ہیں کہ جسکو حصہ مقرر نہیں اگر ذوی الفروض
یعنے جنکے حصہ مقرر ہیں انکے ساتھ ہو تو انکے حصہ جاکے باقی لیگا دوسرا کوئی نہیں ہے تو پورے مال کا
وارث ہوگا معلوم کیجئے ماں باپ کے ساتھ میت کا شوہر یا جورو ہے تو اس صورت میں شوہر یا
جورو کو اسکا حصہ دیکے بعد جو باقی رہتا ہے اسکا ثلث ماں کو دیویگے باقی باپ کو ائمہ اربعہ اور جمہور
کا مذہب یہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں شوہر یا جورو کو اسکا حصہ دیکے ماں کو کل مال کا
ثلث دیگے باقی جو رہا باپ کو دیگے کیا واسطے کہ وہ عصبہ ہے میت کو عورت اور ماں باپ ہو تو

مسروق بھی ابن عباس کی موافقت کرتا ہو اگر شوہر ہے تو جمہور کی موافقت کرتا ہو تا ماں کا حصہ باپ سے
افزود نہو فَاِنْ کَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ پھر اگر اسکو یعنے میت کو بھائیاں ہوں تو اسکی
ماں کو سدس یعنی چھٹا حصہ ہے یہہ ابوین کی تیسری حالت ہے میت کو بھائیاں اور بہناں ہوں تو ماں کو
سدس ہے اخوۃ جمع اخ کی ہے اخ بھائی کو کہتے ہین لیکن اس جگہہ اخوۃ کا لفظ بھائیان اور بہنان دونون کو
شامل ہے جمع کا لفظ لانے سے معلوم ہوا کہ بھائیان یا بہنان تین ہوں تو ماں کو سدس ہو اس بات پر سب
مجتہدون کا اتفاق ہے بھائی یا بہن ایک ہو تو ماں کو سدس نہین بلکہ ثلث ہو اسمین بھی سب کا اتفاق
ہے اگر دو ہون تو اس مین فقہا کو اختلاف ہو اکثر صحابہ کہتے ہین تین کا حکم جو ہے دو کا حکم بھی وہی
ہے عمر او عثمان اور علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا مذہب یہی ہے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہی
مذہب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین دو ہون تو ماں کو سدس نہین بلکہ وہی ثلث ہو ابن جریر اور
حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین روایت کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عثمان
رضی اللہ عنہ کے پاس جاکے کہے تمھاری قوم کی زبان مین دو بھائیون کو اخوۃ نہ کہینگے سو دو بھائیاں
ہون تو ماں کو ثلث سے سدس کی طرف نہ پھیرنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمائے میرے آگے ایک بات
ٹھہرگئی اور ملکو نین جاری ہوئی اور لوگ اُسکے موافق تقسیم کئے ہین سو مین اسکو رد کرنیکی طاقت نہین رکھتا
حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے جواب کا حاصل یہہ ہے اس حکم پر سابق اجماع ہو چکا ہے
مین اسکا خلاف نہین کر سکتا سُن لیجئے بعضے مفسرون نے کہا اس اختلاف کا منشا یہہ ہے اقل جمع دو ہی
یا تین اسمین علما کو اختلاف ہو قاضی ابوبکر الباقلانی کہتا ہے اقل جمع دو ہی جمہور علما کہتے ہین اقل جمع
تین ہے اس اختلاف کے نظر کرتے بعضون نے دو کو جمع کا حکم کیا بعضون نے اسکو دو کا
حکم دیا بندہ عاصی کہتا ہے اگر اقل جمع کا لحاظ اس اختلاف کا منشا ہوتا تو
جمہور کو لازم پڑتا دو اخوۃ سے ماں کا حجب نہ کرنا سو معلوم ہوا کہ اقل جمع کے
لحاظ سے یہہ اختلاف نہین بلکہ تثنیے پر جمع کے لفظ کی اطلاق مجازًا جایز ہے
یا نہین صحابہ اخوۃ کے لفظ کا اطلاق اخوین پر مجازًا جو کئے ہین اس سے

معلوم ہوا کہ وہ جایز ہے اسکو تایید کرتی ہے وہ جو حاکم اور بیہقی روایت کئے ہین کہ زید بن ثابت نے
دو بھائی سے مان کی حجب کرتے تھے لوگ کہے یا ابا سعید اللہ تعالی فرماتا ہے فان کان لہ اخوۃ تم دو بھائی
سے کیسا محجوب کرتے ہو تو کہے عرب اخوین کو اخوۃ بولتے ہین یہہ دلالت کرتی ہے کہ اخوین کا لفظ اخوۃ پر
اطلاق کیا جاتا ہے ابن عباس کے قول سے ثابت ہوا کہ یہہ اطلاق حقیقی نہین تو لازم ہوا کہ وہ مجاز ہے اصل
لفظ مین تو حقیقت تھی یہان حقیقت پر حمل نہ کرکے مجاز پر جو حمل کئے ہین کیا واسطے اسکے نظایر مین جمع سے
تثنیہ مراد لئے ہین اس جہت سے یہان بھی اسی پر حمل کئے واللہ اعلم یاد رکھئے میت کو باپ رہے اور اخوۃ باپ
ہی وارث ہوگا اخوۃ محجوب ہوگے باوجود این ہمہ مان کے حق مین تو نام ولنے کا ڈلے گا اسکا وارث بھی
باپ ہی ہوگا مثلا میت والدین اور تین بھائیون کو چھوڑکے مرا تو مان کو سدس دیگے باقی پانچ سدس
باپ لیگا جمہور فقہا کا مذہب یہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین یہہ سدس جو مان کا تھا اخوۃ کو
ملیگا مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ یہہ وصیت کے پیچھے جو دلوا مرا یا قرض کے یعنی اولاد
اور والدین کو یہ حصے دینا جو کہے اسوقت دیگے دین ادا کرکے وصیت جاری کئے بعد کچھ بچ رہا ہو تو ہے
کیا واسطے کہ ترکہ سے اول میت کی تجہیز و تکفین کرینگے اسکے بعد دیندار کا دین پھیر دینگے تمام مال دین مین
کھپ گیا تو نہ وصیت جاری ہوگی نہ ورثہ کو کچھ ملیگا اگر دین نہین یا دین ادا ہوکے کچھ باقی رہا تو میت کسی
کو کچھ دینے کی وصیت کیا ہے تو مال باقی جو رہ گیا ہے اسکے ثلث مین وصیت جاری کرینگے باقی کو ورثہ مین
تقسیم کرینگے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن
المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین فرماے تم یہہ آیت
پڑھتے ہو (من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کو پیشتر از وصیت کے
ادا کئے یعنی اس آیت مین وصیت مقدم رہنے سے یہہ نہ سمجھو کہ وصیت دین پر
مقدم ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دین کو اول ادا کروائے ہین اس حدیث
کی سند مین حارث الاعور ہے وہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن امت کا اجماع
منعقد ہوا ہے کہ دین وصیت پر مقدم ہے معلوم کیجئے اس جگہہ

اگرچہ تلفظ مین وصیت دین پر مقدم ہے لیکن اَوْ کا لفظ جو اباحت کے واسطے ہے لانے سے حکم مین
مقدم نہین کیا واسطے اَوْ کا لفظ ترتیب کے واسطے نہین بلکہ دو چیز مین سے ایک کے واسطے رہتا ہی گویا
یون کہے ان دونون مین سے ایک کے بعد ورثہ کا حق دینا خواہ مفرد ہو یا ایک دوسرے کے ساتھ
مضموم ہو تو دین باوجود مقدم رہنے کے اللہ تعالی اسکو لفظ مین موخر ذکر کیا کیا واسطے کہ دین مین غیر کا
حق میت کے ذمہ پر باقی رہتا ہے قرضخواہ میت کے پاس مال دیکھا تو کسی طور سے اپنا حق لیگا وارث کو
بھی حقدار کا حق پہنچانے مین کچھ اٹک نہین بخلاف وصیت کے مفت غیر کو مال دینا ہے اسکو ادا کرنا
ورثہ پر شاق ہوتا ہے مظنہ تھا کہ اسکو ادا کرنے مین سستی کرے سو اہتمام اور انکی ترغیب واسطے اسکو
مقدم کیا اس امر کی تاکید واسطے اَوْ کے لفظ سے ذکر کیا تا معلوم ہو کہ ادا کرنے مین دونو برابر ہین
اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا تمہارے باپ اور بیٹے تمکو معلوم نہین
کون انمین شتاب پہنچتے ہین تمہارے کام مین یہہ جملہ وارثون کے حصون کے بیان مین اور فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ
کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے اسکو ذکر کرنیکا فایدہ یہہ ہے حصے جب مختلف ذکر کیا اور عرب کی
عادت میراث بانٹنے مین جو تھی اسکے برخلاف حکم کیا تو لوگون کے دلو نمین یہہ خطرہ ہو گا کہ تقسیم اسطور
پر ہوتی تو بہتر تھی سو اس مظنے کو دفع کرنے یہہ فرمایا یعنی تمہارے وارث خواہ تمہارے اصول ہو یا
تمہارے فروع انمین سے دنیا مین اور آخرت مین کون تمکو زیادہ کام آنیوالا ہے سو تم کو معلوم
نہین پھر اللہ جیسی تقسیم کرنے کا حکم کیا ہے اسکے موافق عمل مین لاؤ اپنی
خواہش کے موافق ایک کو دیکے دوسرے کو محروم نہ کیجو مجاہد کہتا ہے نفع سے دینوی نفع مراد ہے
بعضے کہتے ہین اخروی نفع مراد ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے
ہین آبا اور ابنا سے جو اللہ تعالی کا زیادہ مطیع ہے قیامت کے دن اللہ تعالی کے پاس اسکا مرتبہ
بلند ہے کیا واسطے اللہ تعالی بعضے مومنون کو بعضون کے لئے شفیع کیا ہے اس اثر کا مطلب یہہ ہے
کوئی شخص سمجھتا ہے آخرت مین اپنا والد اپنے کو نفع دیگا کوئی سمجھتا ہے اپنا لڑکا اپنے کو نفع دیگا سو یہہ
بات نہین بلکہ جو شخص اللہ کا زیادہ مطیع ہوا اسکا مرتبہ بلند ہو گا بلند مرتبہ والا اپنے والد کی یا لڑکا

شفیع ہوگا اسکو تائید کرتی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جنت میں کوئی شخص گیا تو اپنے والدین اور عورت اور بچون کو چاہیگا تو کہینگے وے تیرے مرتبہ کو
اور عمل کو نہین پہنچے پھر وہ شخص کہیگا ای رب مین نے عمل جو کیا سو اپنے اور اُنکے لئے کیا ہون پھر
حکم ہوگا اسکے لوگون کو اسکے ساتھ لاحق کر دو سیوطی نے بیضاوی کے حاشیہ مین کہا اس حدیث
کو طبرانی کبیر مین اور ابن مردویہ اپنی تفسیر مین روایت کئے بندہ عاصی کہتا ہے طبرانی اسکو صغیر
مین بھی روایت کیا ہے اسکی سند مین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن بن غزوان ہے دارقطنی نے کہا وہ
متروک ہے حدیث کو وضع کرتا ہے ابن عدی نے کہا اسنے ثقات سے بواطیل کو روایت کرتا ہے
اور وضع حدیث سے متہم ہے واللہ اعلم بعضے کہتے ہین یہہ جملہ معترضہ نہین بلکہ آیت کی معنی کے ساتھ
تعلق رکھتا ہے معنی یون ہین تمھارے باپ اور بیٹے جو تمھارے وارث بنتے ہین انمین تمکو کون دنیا اور
آخرت مین تمھارے بہت کام آئیگا سو تم نہین جانتے کوئی سمجھتا ہے باپ بہت کام آئیگا لیکن بیٹا
کام آتا ہے کوئی سمجھتا ہے بیٹا کام آئیگا لیکن باپ کام آتا ہے اگر حصونکی تقسیم تمھارے اختیار پر
چھوڑ دین تو جو مستحق ہے اسکو تم نہ دیکے جو مستحق نہین اسکو دوگے اس لئے اللہ تعالی نے جو مصلحت
جانا اسکے موافق تقسیم کیا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ حصہ باندھا اللہ
کا ہے مقرر اللہ خبر دار ہے حکمت والا فریضۃ کا لفظ مفعول مطلق ہے یوصیکم اللہ کے جملے کا
اسکے مضمون کو تاکید کرنیکے واسطے لایا ہے کیا واسطے کہ یوصیکم سے مراد یفرض اللہ علیکم ہے یعنی
فرض اور معین کیا تمپر فرض کرنا کرکے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اسکی تقدیر یون ہے
فرض اللہ ذلک فریضۃ یعنے فرض و مقدر کیا اللہ تعالی اس تقسیم کو فرض کرنا یعنی اس حکم کو بجالانا
تمپر فرض و واجب ہے اسکے برخلاف جو تم کرتے تھے سو فقط اپنی نفسانیت کی راہ سے کرتے تھے
اللہ سب معلومات کا علیم ہے اس تقسیم کے مصالح و منافع کا بھی عالم ہے اور وہ حکیم ہے امر نکریگا
مگر اسی کا جو بہتر اور پسندیدہ ہو وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ
وَلَدٌ اور تمکو ہے آدھا اسکا جو چھوڑ مرین تمھاری عورتین اگر نہو اُنکو بچہ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

ثمن

فلکم الربع مما ترکن پھر اگر ہے انکو بچہ تو تمکو چوتھائی مال ہے اُس سے جو چھوڑ گئین اس جملے مین شوہر کو کسقدر دینا سو حکم کیا اور فرمایا عورت مرے اور اسکو بچہ نہین ہے تو شوہر کو اسکی میراث سے نصف مال دینا اگر عورت کو بچہ ہو تو اس تقدیر مین شوہر کو ربع ہے ولد جو کہا عام ہے لڑکا ہو یا لڑکی ایک ہو یا متعدد وہ اولاد اسی شوہر کی ہو یا دوسرے کی صلبی بیٹا بیٹی کا جو حکم ہے پوتا پوتی ہو تو بھی وہی حکم ہے معلوم کیجئے ازواج جمع زوج کی ہے مرد اور عورت دونون کو عرب کے محاورے مین زوج کہتے ہین عورت کو زوجہ کہنا ضعیف لغت ہے امام نووی نے کہا فرایض کے باب مین عورت کو زوجہ کہنا ضرور پڑتا ہے تا اشتباہ نہو انتہی کیا واسطے میت مثلاً زوج چھوڑ مرا گئے تو معلوم نہین ہوتا کہ مراد شوہر ہے یا عورت یہان فرایض کے بیان مین اللہ تعالی زوجہ نہین کہا کیا واسطے ضمایر مذکور ہونے سے اشتباہ نہین ہے من بعد وصیۃ یوصین بہا او دین بعد وصیت کے جو دلوا مرین یا قرض کے اوپر جو حکم کہا تھا اسیکو اہتمام اور تاکید کے لیے مکرر فرمایا

ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم اور انکو یعنے عورتون کو ہے چوتھائی مال اس سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہو تمکو بچہ پھر اگر تمکو بچہ ہے تو انکو یعنے عورتون کو اٹھوان حصہ اس سے جو تمنے چھوڑا اس جملے مین شوہر مرگیا اور اسکو اولاد نہین ہے تو اسکی عورت کو ربع دو کہا اگر اولاد ہے تو اسوقت عورت کو ثمن دینے کا امر کیا عورت اکیلی ہے تو اسکو ربع یا ثمن دیوینگے اگر ایک سے زیادہ ہے تو سبکو اسی مین بانٹ کے دیوینگے اوپر کے جملہ مین اولاد کا حال ہم جو کہے یہان بھی وہی ہے من بعد وصیۃ توصون بہا او دین بعد وصیت کے جو تم دلوا مرو یا قرض کے وان کان رجل یورث کلالۃ اور اگر ہو کا مرد کہ جسکی میراث لیتے ہین کلالہ او امرأۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس یا عورت اور اوسکا ایک بھائی ہے یا بہن تو دونون مین ہر ایک کو چھٹا حصہ فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث اور اگر زیادہ ہوئے اس سے یعنی ایک بھائی اور ایک بہن سے تو سب شریک ہین ایک تہائی مین معلوم کیجے میت سے اسکا وارث ہے واسطہ اعلی

رکھتا ہے یا بالواسطہ جو بیواسطہ ہے وہ اتصال نسب کے سبب کرتے ہیں یا زوجیت کے یہ تین قسم ہوئے
پہلی قسم اتصال جو اتصال نسب کے سبب سے ابتداءً حاصل ہوتا ہے وہ اشرف و اعلا ہے یہہ اتصال نہین
ہوتا مگر ولادت سے اللہ تعالی اس قسم کی قرابت والون کا حصہ اوّل بیان کیا دوسری قسم اتصال
جو زوجیت کے سبب سے ابتداءً حاصل ہوتا ہے سو اس کا رتبہ پہلے سے کم ہے اسکو اسکے بعد ذکر کیا
تیسری قسم اتصال جو غیر کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے اس اتصال کو کلالہ کہتے ہین پہلی قسم کے لحاظ
کرتے اس قرابت مین تھوڑا فاصلہ پڑا اسلئے اللہ تعالی اس قسم کو اوپر کے قسمون کے بعد ذکر کیا
کلالہ کسکو کہتے ہین اسمین صحابہ کو اختلاف ہے اکثر صحابہ اور جمہور فقہا کہتے ہین جسکو والدین و ولد
نہو وہ کلالہ ہے یہی قول ابو بکر الصدیق اور علی اور ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم
کا ہے عمر اور ابن عباس سے بھی ایک روایت ہے صحیح مختار قول یہی ہے بعضے کہتے ہین کلالہ
جسکو ولد نہین یہی قول عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے طاؤس نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے
کلالہ وصف وارث کی ہے یا مورث کی اسمین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین میت کے ورثہ جو
زندہ ہین اُنکی وصف ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول یہی ہے جمہور فقہاء کا مختار بھی یہی ہے
بعضے کہتے ہین وہ میت کی وصف ہے یہہ قول علی بن ابیطالب اور ابن مسعود کا اور ابن عباس کا
ہے شاید یہہ اختلاف اسکی حقیقت کے نظر کرتے ہو ورنہ عرب کے استعمال مین دونون کی صفت مین
مستعمل ہے امام رازی نے کہا کلالہ اس آیت مین میت کی وصف ہے جو اولاد اور والدین کو
نہین چھوڑا حاصل آیت کا یہہ ہے کوئی مرد یا عورت مرجاوے اور اسکو اولاد اور والدین نہو
مگر ایک ہی بھائی یا ایک ہی بہن ہے تو اسکو ایک سدس دینگے اگر ایک سے زیادہ ہو تو وہ سب
مین اسی ثلث کو بانٹ کے دینگے اَوِ امرأۃ کا عطف رجل پر ہے اس عطف کے نظر کرتے ولہ
اخ او اخت مین ولہ اور لہا کہنا تھا لیکن عرب کا محاورہ ہے جب دو اسم ذکر کرکے اُنکے
بعد ان دونون کی خبر ذکر کرنا چاہے اور دونون کا حکم ایک ہی رہے تو کبھی دونون کی طرف
اضافت کرتے کبھی ایک ہی کیطرف اس قاعدہ کے رو سے یہان ولہما اخ او اخت کہے

اخ او اخت کہے دونون صحیح ہین لیکن مرد کو شرف تھا اس لئے ولہ اخ او اخت فرمایا یاد رکھئے اس اخ اخت سے بھائی یا بہن اخیافی مراد ہے اس پر سب مفسرین کا اتفاق ہے اخیافی بھائی اور بہن اسکو کہتے ہین میت کی اور اس بھائی یا بہن کی والدہ ایک ہو اور باپ دونون کا مختلف اس جگہہ اخیافی بھائی یا بہن مراد لئے کیا واسطے سورے کے آخرین آیت جو آتی ہے اسمین ایک بہن کو نصف اور دو بہن کو دو ثلث اور بہن بھائی مخلوط ہون تو مرد کو عورت کے دو برابر دینے کا حکم کیا ہے تو معلوم ہو وہان بھائی بہن سے جو مراد ہین یہان وہ مراد نہ ہونا اس لئے وہان حقیقی یا علاتی بھائی اور بہن مراد لئے اور یہان اخیافی کو کیا واسطے وہان لحاظ باپ کا تھا باپ کا حصہ انکو دیا یہان لحاظ مان کا ہے مان کا حصہ ثلث تھا سو انکو دیا مان کے حصہ سے بڑھکے انکو دینیکا کوئی وجہ نہین اخیافی بھائی بہن کا حکم جو مذکور ہوا اس پر سب مجتہدین کا اجماع ہے کہتے ہین اخیافی بھائی بہن دو ہو یا اس سے زاید سب ثلث مین شریک ہوگے انمین مرد کا اور عورت کا حق برابر ہے مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا دین کے غَيۡرَ مُضَآرٍّ جب وارثونکا نقصان نہ کیا ہو غیر کے لفظ کو نصب کیا واسطے یوصی کے فاعل کا حال واقع ہوا ہے یعنے وصیت جو کرتا ہے اس سے ورثہ کے ضرر کا قصد نہونا اگر ضرر کا قصد کیا ہے تو گناہ گار ہوگا مثلاً کہا یہہ مال جو ہے وہ فلانے کی ودیعت ہے یا اپنے پر فلانے کا اسقدر دین ہے حالانکہ حقیقت مین اسکی ودیعت یا دین نہین تھا یا بولا فلانے پر میرا قرض جو باقی تھا سب مجھکو وصول ہوا حالانکہ وصول نہین ہوا تھا اسکے مانند جس سے ورثہ کو ضرر پہنچے ابوداؤد اور ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی مرد یا کوئی عورت اللہ تعالے کی طاعت میں ساٹھ برس تک کرتا رہی جب موت کا وقت پہنچا تو ورثہ کے ضرر کی وصیت کیے تو اسکے لئے دوزخ ہو ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے غریب ہے نصر بن علی جہضمی کہتا ہے اس حدیث کو شہر بن حوشب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نسائی اور ابن عدی کہتے ہین کہ وہ قوی نہین احمد اور یحیی بن معین اسکی توثیق کئے ہین عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین بھی اسکو روایت کیا ہے اسکی روایت مین یون ہے آدمی ستر برس تک اہل خیر کا عمل کرتا رہا وصیت کرنے مین ظلم کیا تو اسکا ختم بد عمل پر ہوا وہ دوزخ مین جائیگا اور آدمی ستر برس تک اہل شر کا عمل کرتا رہا وصیت کرنے مین

انصاف کیا تو اسکا ختم نیک عمل پر ہوا وہ بہشت مین جایگا امام احمد اسکو اپنی سند مین عبدالرزاق
سے اور ابن ماجہ بھی عبدالرزاق کی طریق سے ایساہی روایت کئے ہین نسائی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے
ہین کہے وصیت مین اضرار یعنے غیر کو ضرر پہنچانا گناہ کبایر سے ہے اور یہ آیت پڑہی غیر مضار وصیۃ
من اللہ بعضون نے اس حدیث کو مرفوع بھی روایت کیا ہے عقیلی نے کتاب الضعفا مین کہا عمر بن المغیرۃ
المصیصی کے سوا دوسرا کوئی اسکو رفع نہین کیا ہے بیہقی نے کہا اسکا وقف ہی صحیح ہے اسکا
رفع ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا اسکو سعید بن منصور موقوف روایت کیا ہے اسکی سند
صحیح ہے اور نسائی مرفوع روایت کیا ہے اسکے رجال ثقہ ہین بندہ عاصی کہتا ہے نسائی نے اسکو
کتاب التفسیر مین روایت کیا ہے شاید اسکے نسخے مختلف ہین کیا واسطے جمال الدین الزیلعی تخریج مین
ہدایہ کے کہا ہے کہ نسائی اسکو موقوف روایت کیا ہے اور ابن فہد بھی اپنی اطراف مین ایساہی کہا
ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی
اپنے وارث کو میراث پہنچنے سے بھاگیگا تو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت سے اسکی میراث
کو قطع کریگا اسکو عبدالرحیم بن زید العمی نے اپنے باپ سے وہ انس سے روایت کیا ہے عبدالرحیم متروک
ہے اور اسکا باپ ضعیف ہے ہمارے فقہا کہتے ہین وصیت ثلث مال مین صحیح ہے اور مستحب ہے وصیت
ثلث سے کم رہنا اور وارث کیواسطے نہ رہنا اگر ثلث سے افزود کی وصیت کیا یا وارث کو وصیت
کیا تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگا جسکو وارث نہین وہ شخص ثلث سے افزود کی وصیت کرنا
باطل ہے کیا واسطے وہان حق مسلمانون کا تعلق پکڑا وہ وصیت نافذ نہوگی ابو حنیفہ کے پاس یہ وصیت
صحیح ہے اور موصی لہ کو پورا مال دیگے معلوم کیجیے وصیت کبھی واجب ہوتی ہے جیسی زکاۃ وغیرہ
حق اللہ یا کسی آدمی کا حق اسکے ذمہ پر رہے اور اسکے شہود نہین ہین تو وصیت کرنا اسپر
واجب ہے اور کبھی مندوب ہوتی ہے مثلا فقرا کو دینا کہ جس سے کثرت اجر کا ارادہ ہو اگرچہ
مال کم ہو اور عیال بہت ہے اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسی اسکے عکس مین اور کبھی مباح

ہوتی ہے جہان کہین اسکے دونون امر ستوی رہے مثلاً غنی کو مال دینے کی وصیت کیا اور کبھی حرام ہوتی ہے جیسی معصیت مین یا ورثہ کو ضرر پہنچانے اکثر فقہا اضرار کو گناہ کبیرہ مین شمار کئے ہین اور ثلث سے زیادہ مال کی وصیت کو بھی بعضون نے حرام کہا ہے اور اسکو اضرار مین داخل کرتا ہے بخاری اور مسلم وغیرہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ وہ اتنا بیمار پڑے کہ قریب المرگ ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کے واسطے تشریف لے گئے سعد عرض کئے یا رسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہین اس مال مین سے دو ثلث کی وصیت ایا مین کرون حضرت فرمائے نہین وہ کہے نصف کی کرون تو کہے نہ وہ کہے ایک ثلث کی تو کہے ہان ثلث کی کر اور ثلث بہت ہے تو اپنے وارثون کو غنی چھوڑنا بہتر ہے فقیر ہوکر لوگون کے پاس ہاتھ پسار کے بھیک مانگتے پھرنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ثلث سے افزود مال کی وصیت ممنوع ہے ہمارے فقہا سے ابو سعید المتولی نے کہا کہ ثلث سے افزود کی وصیت کرنا مکروہ ہے ہمارے جمہور فقہا اسیکو اختیار کئے ہین ابن حجر ہیتمی تحفہ مین کہا جس نے حرام بولا سو اسکا قول ضعیف ہے اگرچہ اس وصیت سے ورثہ کی حرمان کا ارادہ کرے کیا واسطے حرمان کے ارادے کو یہان کچھ تاثیر نہین ثلث مال کی وصیت کرنا میت کا حق ہے حرمان کا قصد ثلث مین کچھ تاثیر نہین کرتا اس سے زیادہ کی وصیت کیا تو نافذ ہوگی مگر ورثہ کے اذن سے ورثہ جب اذن دیوے تو حرمان کی نسبت اسکی طرف نہوئی شمس الرملی نے کہا یہی قول معتمد ہے وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ کہہ رکھا ہے اللہ نے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا لفظ وصیۃ کا یا مفعول مطلق یوصیکم کا ہے یعنے اللہ تعالیٰ تمکو اسکا امر کرتا ہے امر کرنی یا مفعول بہ غیر مضار کا اسوقت معنی یون ہوگی وصیت کیوقت ورثہ کا ضرر نہ کرنا تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ یہ حدین باندھی اللہ کی ہین تلک کا اشارہ یا نزدیک جو مذکور ہوا اسکی طرف ہے یا سب احکام جو سورے کے اول سے یہان تک مذکور ہوئین ان کا نام حدود رکھا کیا واسطے شرع کے احکام بمنزلہ حد اور احاطے کے ہین اس سے تجاوز کرنا مکلف کو جایز نہین وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے تو داخل کرے اسکو باغون کہ

جنکے نیچے بہتی ندیاں سدا رہے انمین بعضے مفسرین کہتے ہین اللہ کی اطاعت اور ایساہی نافرمانی اس حکم مختص ہے ان چیزون سے جو اس صورتین مذکور ہوئین اکثر محققین کہتے ہین یہہ حکم عام ہے ان تکالیف کو اور اونکے سواے دوسرے سب تکالیف کوشامل ہے کیا واسطے لفظ عام ہے سب تکالیف کو شامل ہوتا ہے مخصوص تکالیف کے بعد اسکو ذکر کرنا اسکے عموم کی تخصیص کو مقتضی نہین وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ اوریہی ہے بڑی مراد ملنی وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اور جو کوئی نافرمانی کرے اسکی اور اسکے رسول کی وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ اور درگذرے اسکے حدون سے يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا داخل کرے اسکو آگ مین رہ پڑا اسین وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ اور اسکو ذلت کی مار ہے معلوم کیجیے یدخلہ کا لفظ دونون آیتون مین یا مضمومہ ودخا معجمہ کی کسر سے مضارع غائب کا صیغہ باب افعال سے قرات عاصم وغیرہ کی ہے نافع اور ابوجعفر اور ابن عامر دونوں جگہہ ندخلہ نون کی ضم سے جمع متکلم مع الغیر کے صیغے سے پڑھتے ہین اس قرارت پر اسکی معنی یون ہوگی داخل کرینگے ہم اسکو اس قرارت پر اول کے جگہ کو غائب کے صیغے سے ذکر کرکے اسکو متکلم کے صیغے سے جو ذکر کیا اسکو بلاغت والے التفات کہتے ہین معتزلہ کہتے ہین مومن گنہگار دوزخین ہمیشہ رہنگی اس آیت مین دلیل ہے اس کا جواب یہہ ہے عصیان سے یہان شرک مراد ہے اور یہی آیت دلالت کرتی ہے اللہ تعالی کے حدود کو تعدی کرنا سبب خلود نار کا ہے یہہ تعدی متحقق نہوگی مگر جو شخص اعتقاد کیا کہ یہہ قسمت حکمت ومصلحت کے روسے نہین جو شخص ایسا اعتقاد کیا تو کافر ہوا بن توبہ کے اسی اعتقاد پر موا تو البتہ وہ مخلد فی النار ہوگا جو شخص یہہ احکام وتکالیف کو حق مانا اور انکو قبول کرنا فرض سمجھا مگر شومی نفس سے اسپر عمل نہین کیا تو اسکو اللہ تعالی کے سب حدود کو تعدی کیا کرکے نہ بولیگے وَالّٰتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ اور جو کوئی بدکاری کرے تمھاری عورتون مین تو شاہد لاؤ انپر چار مرد اپنون مین سے فاحشہ لغت مین قبیح کو یعنے بدکام کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین جو فعل یا قول کہ اسکی قبح دونوںین عظیم ہو اور زبان پر لانا اسکا بد ہو اسکو فاحشہ کہتے ہین اس جگہہ فاحشہ سے زنا مراد ہے اسپر سب مفسرین کا اتفاق ہے زنا کی قبح بڑی رہنے سے اسکو فاحشہ کہے نسائکم سے یا حرہ عورتین مراد ہین یعنے

ع ۱۴

باندیون کا یہہ حکم نہین یا جو مرد ان یا مومن عورتین مراد ہین شاہد لانیکا خطاب شوہر کو ہے
یا اس شخص کو جو عورت پر زنا کی تہمت کیا ہے یا خطاب حکام کو ہے یعنے زنا کے ثبوت کیو اسطے
چار شخص کی شہادت لیوے شہود عادل مرد ہونا شرط ہے فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِى
الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ پھر اگر دے گواہی دوین
تو ان کو بند رکھو گھر وںمین یہان تک تمام کرے انکو موت یا کر دے اللہ انکی کچھ راہ تمام کرے
انکو موت کی معنی یہہ ہین ملائکہ انکی عمر تمام کرے یا انکو موت پکڑ لیوے یعنے مرین مفسرین کہتے ہین
یہہ حکم اول اسلام مین تھا عورت زنا کی تو اسکو گھر ہی مین قید کرتے اسمین حکمت یہہ ہے عورت باہر
پھری تو اسکو مردون سے آشنائی ہوتی ہے اور زنا کا سبب تا ہے گھر سے باہر نکلنے نہ دو تو دھکڑ
نہین ملتا بعد یہہ حکم منسوخ ہوا اسبات پر مفسرین کا اتفاق ہے لیکن اسکے ناسخ مین اختلاف ہے بعضون نے
کہا اسکا ناسخ آیت جلد کی ہے جو سورہ نور مین نازل ہوئی الزّانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة
جلدة بعضون نے کہا اسکا ناسخ حدیث ہے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی جسکو عبد الرزاق اور امام
شافعی اور طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور دارمی اور مسلم اور ابو داؤد و
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن الجارود اور طحاوی اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس
اور ابن حبان روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی جب نازل ہوتی تو حضرت کو کرب و
بیقراری ہوتی چہرے کا رنگ بدل جاتا ایک روز حضرت پر وحی نازل ہوئی اس سے جب افاقہ ہوا
فرمائے خذوا عنی یعنی میرے سے لو یعنی حکم جو بیان کرتا ہون اسکو سنیو اللہ تعالی نے عورتون کی
راہ کیا ثیب یعنی بیاہتی کو سو تازیانے مار کے پتھرون سے سنگسار کرنا اور بکر یعنی کنواری کو سو تازیانے
مار کے ایک برس تک شہر بدر کرنا بعضے کہتے ہین یہہ آیت اس حدیث سے منسوخ ہوئی اور حدیث سورہ
نور کی آیت سے منسوخ ہوئی لیکن یہہ قول شافعی کے قواعد کے موافق نہین کیا واسطے اس سے قرآن کا نسخ
سنت سے اور سنت کا نسخ قرآن سے ہونا لازم آتا ہے شافعی اسکو روا نہین رکھتے ابو سلیمان الخطابی
نے کہا آیت اور حدیث منسوخ نہین کس واسطے کہ اللہ تعالی نے انکی کچھ راہ ہوئی تک گھرون مین

۴۷ ورد

دھکڑ جرمیان ۱۲

بند رکھنے کے حکم کو مقید کیا تو انکی راہ ہوئی مجمل ہے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث نے اس اجمال کی تفصیل کی اسکی ناسخ نہین ہوئی اور جلد کی آیت کے عموم کو تخصیص کی بکر کو سو جلدے مارنے پر سب علما کا اتفاق ہے اسکو شہر بدر کرنا واجب ہی یا نہین اسمین فقہا کو اختلاف ہی شافعی اور اکثر فقہا اور ابو یوسف کہتے ہین کہ وہ واجب ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ واجب نہین امام مناسب سمجھا تو بطور تعزیر کے شہر بدر کرے ثیب کو رجم کرنا واجب ہے ثیب سے مراد محصن ہے رجم کے باب مین محصن اسکو کہتے ہین عاقل بالغ رہنا اور عورت سے کہ جسکے ساتھ نکاح کا عقد صحیح ہوا ہے وطی کرنا ایسے محصن کو رجم کرنے پر صحابہ اور فقہا کا اجماع ہے بعضے خوارج اور معتزلہ اسکو انکار کرتے ہین محصن کو اول جلدے مارکے بعد رجم کرنا یا فقط رجم کرنا اسمین بھی اختلاف ہی علی رضی اللہ عنہ سے دونو مین جمع کرنا ثابت ہوا ہے عبادہ کی حدیث جو گذری اسپر دلیل ہے احمد اور اسحق اور داؤد اور ابن المنذر کا مذہب بھی یہی ہے شافعی اور جمہور کہتے ہین محصن کو فقط رجم کرنا جلدے نہ مارنا عبادہ کی حدیث مین جلدون کا حکم جو تھا سو منسوخ ہوا کسواسطے کہ غامدیہ اور جہنیہ وغیرہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط رجم کا حکم کئے جلدون کا امر نہین کئے تو معلوم ہوا کہ وہ واجب نہین وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا

مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور جو دو کرنے والے تم مین سے کرین وہی کام تو ستاؤ انکو پھر اگر توبہ کرین اور نیک چلن اختیار کرین تو انکا خیال چھوڑو و مقرر اللہ توبہ قبول کرتا ہے مہربان اَللّذان تثنیہ الذی کا ہے ان دو سے مرد و عورت مراد ہین سعید بن جبیر اور سدی کہتے ہین پہلی آیت مین ثیبہ عورت کا حکم بیان فرمایا اس آیت مین بکر مرد و عورت کا حکم ذکر کیا اس سے معلوم ہوا ایذا کا حکم مرد و عورت دونون مین مشترک ہی اور قید کا حکم فقط ثیبہ عورت کے لئے ہے حسن بصری کہتا ہے اس آیت کا نزول پہلی آیت کے قبل ہے معنی یون ہین مرد ہو یا عورت جو زنا کرتے ہین انکو ستانا پھر توبہ کرے اور برے کام سے باز رہے تو ان کا خیال چھوڑ دینا اگر توبہ نکرے اور اپنے کام مین اصرار کرے تو عورتون کو قید کر رکھنا ایذا سے مراد انکو سخت باتین کرنا بے حیا بے غیرت کہنا بعضے کہتے ہین انکو گالیان دینا

ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جب مرد زنا کیا تو اسکو زبان سے سخت
کہتے تھے اور جوتیون سے مارتے تھے اَن سے اعراض کرنا یعنی انکا خیال چھوڑنا جو بولا اس سے انکو ایذا
نہ دینی مراد ہے یعنی جب وے دونون زنا سے توبہ کرین اور نیک چلن اختیار کرین تو انکی ایذا سے
باز رہنا اس آیت کا حکم بھی منسوخ ہو نہین مفسرون کو اتفاق ہے معلوم کیجئے ابو مسلم الاصفہانی کہتا ہے
کہ یہ دونون آیتین منسوخ نہین بلکہ پہلی آیت یعنی واللاتی یاتین الفاحشۃ سے سحاقات یعنی عورت
عورت سے بدکام کرنا جسکو طبق زنی اور چپٹ بازی کہتے ہین مراد ہے چپٹ باز عورتون کو موت
تک حبس کرنا دوسری آیت یعنی واللذان یاتیانہا منکم سے لواطت مراد ہو لواطت کرنیوالونکو
زبان سے اور ہاتھ سے ایذا پہنچانا اسکو موید ہے قول مجاہد کا جس کو ابن جریر وغیرہ روایت
کئے ہین اسنے کہا واللذان یاتیانہا سے لواطت مراد ہے سورہ نور کی آیت سے زنا مراد ہو جو مرد
وعورت کے درمیان ہوتا ہے اسکا حکم بکر کو سو جلد سے ہین اور ثیب کو رجم کرنا ہو اور بولا ایسا کہنے
سے ان آیتون مین کسی آیت کی نسخ کا دعوی کرنیکی احتیاج نہین رہتی لواطت پر بھی فاحشہ کا
اطلاق آیا ہے اتاتون الفاحشۃ وانتم تبصرون کی آیت اسپر دلالت کرتی ہے طبرانی نے واثلہ
بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے السحاق بین النساء زنا بینہن یعنے چپٹ بازی عورتون
کی انکے درمیان زنا ہے اور بولا پہلی آیت مین من نسائکم کا لفظ عورتون کی تخصیص پر دلالت
کرتا ہے اور دوسری آیت مین منکم کا لفظ مردونکی خصوصیت پر دال ہے اور بولا واللذان سے
مرد اور عورت تغلیب کے قاعدہ پر لینا درست نہین کیا واسطے عورتون کا حکم پہلی آیت مین فرمادیا
دوسری آیت مین بھی عورت کا ارادہ کرنا مکرر ہے اور پہلی آیت مین فاحشہ سے زنا مراد لینا اور
دوسری آیت مین بھی اسکو مراد لینا ایک شئی کو ایک ہی جگہہ مین مکرر لانا ہو اہل بلاغت کے پاس یہہ تکرار
قبیح ہے اور بھی اللہ تعالی نے او یجعل اللہ لہن سبیلا فرمایا اس سے رجم اور جلد مراد لینا صحیح نہین کیا واسطے
رجم اور جلد مین انکی کچھ راہ نہین ہوئی بلکہ ان پر تو ٹاپڑا اسمین سبیل علیہن ہے سبیل لہن نہین جیسی
اس آیت مین ہے لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اور بولا ہم کہتے ہین انکی راہ کر دینے سے نکاح سے

انکی شہوت منقضی ہو نیکو اللہ تعالی سہل کرنا مراد ہے انتہی فخر رازی کا میلان بھی اسیکی قول کیطرف
طرف ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکا قول باطل ہے کیا واسطے کہ فاحشہ سے اس جگہہ زنا مراد ہونے پر
سب مفسرون کا اتفاق ہے اسکا اطلاق لواطت پر ہونے سے اس جگہہ بھی وہی مراد ہونا لازم
نہین حیث بازی پر زنا کا اطلاق جو آیا ہے مجازا ہے اگر حقیقت ہوتا تو سورہ نور کی آیت پر نظر کرتے
چیٹ بازون کو بھی سو جلدے مارنا لازم ہوتا اسکا تو کوئی قائل نہین مجاہد کا قول جو نقل کیا اول
اسکی سند کو دیکھا چاہیئے صحیح ہے یا نہین بر تقدیر ثبوت اسکا قول شاذ ہے قابل حجت نہین کسی آیت
کی نئی تاویل جسکو متقدمین ذکر نہین کیئے ہین استنباط کرنا جائز ہے کرکے اہل اصول جو کہتے ہین اس
تاویل کی صحت پر دلالت نہین کرتی کیا واسطے کہ نئی تاویل جہان قدیم تاویل کو جو مجمع علیہ ہے باطل
نکرے تو نئی تاویل استنباط کرنا جائز ہے اس جگہہ نئی تاویل قدیم تاویل کو جو مجمع علیہ ہے باطل کرتی ہے سو اس قبیل کی تاویل حداث کرنی جائز نہین ہے
پہلی آیت مین عورتون ثیبا اور دوسری مین مرد وزن بکر مراد لینا جیسے سعید بن جبیر اور سدی ہم نقل کر چکے ہین آگے اور دعوی
جو اس نے زعم کیا باطل کرتا ہے تفصیل کے مقام مین اسطور کی تکریر لا نامعین بلاغت ہے (اور یجعل اللہ لہن
سبیلا) سے رجم اور جلد مراد ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے عبادہ بن الصامت کی
روایت جسکو مسلم نے روایت کیا ہے اسپر دلالت کرتی ہے عبادہ بن الصامت کی حدیث کو ایک
شاہد ہے جسکو امام احمد نے سلمہ بن المحبق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہے میرے سے لو میرے سے لو اللہ تعالی اُنکے لئے راہ کیا بکر بکر سے کیا تو سو جلدے مارنا اور ایک سال
شہر بدر کرنا ثیب ثیب سے کیا تو سو جلدے مارنا اور رجم کرنا اسکی سند حسن ہے اور عبد بن حمید
صحیح سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اُنکی سبیل یہہ ہوئی رجم ثیب کو اور
جلدے بکر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہہ قول حکم مین حدیث مرفوع کے ہے اور بیہقی نے مجاہد سے روایت
کیا ہے اسنے کہا سبیل سے حد مراد ہے قتادہ بھی ایسا ہی کہا جب شارع سے اور صحابہ سے سبیل کی
تفسیر رجم اور جلد سے وارد ہو تو اسکے مقابلہ مین قیاس کرنا فاسد ہے کسب کے لفظ کو لام سے اور
علی سے متعدی کرنے سے جعل کے لفظ کا تعدیہ بھی ویسا ہی ہونا لازم نہین دیکھو علی کا لفظ مضرت

ہے صلی کو اس سے متعدی کرنے سے مضرت کی معنی کا فایدہ نہین بخشتا سبیل کی یہہ تفسیر کرنے سے قرآن
کا نسخ خبر احاد سے نہین ہوا جیسا بعضے کہتے ہین بلکہ اجمال کی تفصیل ہوئی جس کا بیان ہم اوپر کئے ہین
اس حدیث مین انکی راہ نہین ہوئی جو بولا سو مسلم نہین کیا واسطے جو ان عورت کو علی الخصوص شدت
شہوت کے وقت مین قید کرنے سے قتل کرنا اسکو خوب دکھتا ہے بھی یہہ سبیل دنیا مین ہونا ضرور
نہین آخرت کی سبیل دنیا کی سبیل سے افضل ہے اسکو رجم کرنے سے یا جلدے مارنے سے طہارت اور
سبیل اخروی حاصل ہوتی ہے کہ جس سے نجات ملتی ہے عورت مساحقہ کرنا اور مرد لواطت کرنا اگرچہ
گناہ کبیرہ ہین لیکن انکے ثبوت کو واسطے چار شاہد ہونا کرکے کسی صحابہ سے ثابت نہوا اور کوئی مجتہد اسپر
عمل نہین کیا چار شاہد رہنا مخصوص زنا کو واسطے ہے چار شاہد لانا کرکے جو بولا اس سے معلوم ہوا فاحشے
سے زنا ہی مراد ہے فریابی اور ابن المنذر اور نحاس اپنی کتاب الناسخ مین اور بزار و طبرانی مجاہد کی
طریق سے روایت کئے ہین کہ (و اللاتی یاتین الفاحشة) کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے عورت
جب زنا کرتی تو اسکو گھر مین قید کرتے مرگئی تو مرگئی جیتی تو جیتی یہانتک کہ سورہ نور کی آیت نازل ہوئی
علی اور عطا اور عکرمہ بھی ابن عباس سے ایسی ہی روایت کئے ہین ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہے کہا ابتداء اسلام مین عورت کا زنا چار مرد عادل کی شہادت سے جب ثابت ہوتا تو
اسکو قید کرتے اسپر کچھ حد نہین تھی اگر اس عورت کو شوہر رہتا تو عورت کے پاس سے مہر جو دیا تھا لے لیتا اور
اسی مہر سے اسکا خرچ چلاتا طلاق نہین دیتا اور اس عورت سے مجامعت بھی نہین کرتا یہان تک مرجاوے
ان دلائل سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت مساحقہ کے مقدمہ مین نازل نہین ہوئی مساحقہ کرنے والیکو قید دائمی
کرنیکا کوئی مجتہد قائل نہین دوسری آیت لواطت کے مقدمہ مین نازل ہوتی تو صحابہ اسپر عمل کرتے
اسکے حد مین اختلاف نہ کرتے باوجود شدت احتیاج کے صحابہ اس آیت سے حجت نہ پکڑنا دلیل
ہے کہ یہہ آیت لواطت مین نازل نہین ہوئی ابن ابی الدنیا اور اسکی طریق سے بیہقی بسند جید
محمد بن المنکدر سے روایت کئے ہین کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
لکھ بھیجے کہ مین نے عرب کے بعضی نواحی مین دیکھا ایک مرد دوسرے مرد کو نکاح کرتا ہے جیسے عورت کو

نکاح کرتے ہین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کیا اور اُنسے اسکا حکم پوچھے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ گناہ ایسا ہے کہ کسیکو کوئی امت نے نہین کی مگر ایک امت یعنی لوط علیہ السلام کی امت نے سو اُنکو اللہ تعالی نے کیا کیا سو تم سب جانتے ہو میری رائے یہہ ہے کہ اسکو آتش سے جلانا چاہئے سو صحابہ کی رائے اسی پر متفق ہوئی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو آتش مین جلانیکا حکم کیا منذری نے کہا لوطی کو آتش مین جلانا چار خلیفون سے ثابت ہوا ہے ابو بکر الصدیق اور علی بن ابیطالب اور عبد اللہ بن الزبیر اور ہشام بن عبد الملک بعضے اہل علم کہتے ہین لواطت کرنے والے کا حکم زنا کا حکم ہے محصن ہو تو رجم کرنا محصن نہ ہو تو سو جلدے مارنا یہی قول سعید بن المسیب اور عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور قتادہ اور نخعی کا ہے ثوری اور اوزاعی بھی ایسا ہی کہتے ہین ابن الزبیر سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے بیہقی نے عطا سے روایت کیا ہے کہ ابن الزبیر پاس سات شخص کو لواطت کئے سو لے آئے اُنمین سے چار شخص محصن تھے سو اُنکو رجم کئے اور تین شخص غیر محصن تھے سو اُنکو رجم نہ کئے شافعی کے دو قول ہین اظہر قول یہی ہے اور ابی یوسف اور محمد بن الحسن سے بھی ایساہی روایت کئے ہین شافعی پاس اس قول پر مفعول کو سو جلدے اور ایک سال تک شہر بدر کرنا ہے پھر مفعول مرد ہو یا عورت محصن ہو یا غیر محصن فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے لوطی محصن ہو یا غیر محصن دونون کو رجم کرنا سعید بن جبیر اور مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کئے ہین شعبی سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے زہری بھی یہی کہتا ہے امام مالک اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور علی رضی اللہ عنہ بھی لوطی کو رجم کئے کرکے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ اور بیہقی بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ شہر مین بلند جگہہ کونسی ہے سو اُس پر سے لوطی کو اُلٹا پھینکنا بعد اُسکو سنگساری کرنا شافعی کے ایک قول مین لوطی کو خواہ فاعل ہو یا مفعول قتل کرنا اُنکی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جسکو عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین اور امام احمد اپنی مسند مین اور عبد بن حمید اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا کتاب ذم الملاہی مین اور ابو یعلی اور عدنی دونون اپنی مسندون مین اور ابن جریر تہذیب الآثار مین اور ابن الجارود کتاب المنتقی مین اور دار قطنی اپنی سنن مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی سنن مین اور ضیاء مقدسی کتاب المختارہ مین

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوط کی قوم کا عمل کرتا ہوا کسیکو تم پاؤگے تو فاعل اور مفعول دونونکو قتل کرو اس حدیث کی صحت مین اختلاف ہی ابن الجارود اور حاکم اور ضیاء مقدسی اور ایک جماعت محدثین کی اسکی صحت کے قائل ہین اور ایک جماعت اسکی صحت مین کلام کرتے ہین اس حدیث کو ابو ہریرہ اور جابر اور ابی موسی اور ابو ایوب اور عثمان رضی اللہ عنہم کے روایتون سے مرفوع شواہد بھی وارد ہوئے ہین لیکن انکے اسانید مین مقال ہے ابن عباس کی حدیث کی صحت مین حافظ جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے ابو حنیفہ کہتے ہین لوطی پر حد نہین اس پر تعزیر ہے پھر اسکو آتش سے جلانا یا بلند مکان پر سے اوندھا پھینک کے سنگسار کرنا یا جلدے مارنا یا مرنے تک اسکو قید کرنا اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت لواطت کے مقدمے مین نازل نہین ہوئی اگر نازل ہوتی تو البتہ اُسپر عمل کرتے نص موجود ہوتے ہوئے یہہ اختلاف نکرتے تو معلوم ہوا اُسکو لواطت کا حکم ٹھہرانا باطل ہے اگر کہے صحابہ کی غرض یہہ تھی لوطی پر حد قایم کرنا ہے یا نہ کرنا اس آیت مین اُسکا کچھ ذکر نہین اس لئے اس آیت کی طرف رجوع نہین کئے اسکا جواب یہہ ہے لوطی کی یہہ تعزیر نص سے جب ثابت ہو تو اُس پر حد قایم کرنے مین اختلاف کرنا بیجا ٹھہرتا ہے اللہ تعالے سخت سست جسکو بولو کرکے امر کرے تو اسپر حد قایم کرنے کیواسطے اختلاف کرنا نص صریح کا خلاف ہوتا ہے واللہ اعلم

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

توبہ قبول کرنی اللہ پر نہین ہے مگر اُنکی جو برا کرتے ہین نادانی سے پھر توبہ کرتے ہین جلد سو اُنکو اللہ تعالی معاف کرتا ہی معلوم کیجئے معتزلہ کہتے ہین توبہ قبول کرنی اللہ تعالی پر عقلاً واجب ہے اور اس آیت سے دلیل لیتے ہین کیا واسطے کلمہ علی کا وجوب پر دلالت کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُسکی توبہ قبول کرنی واجب ہے اہل سنت کہتے ہین اللہ تعالی مالک مختار ہے جو چاہتا ہے کرے اسپر کوئی چیز واجب نہین لیکن اللہ تعالی مومنون کا توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا اللہ تعالی کے وعدے مین خلاف آنا محال ہے تو اس رو سے توبہ قبول کرنی گویا واجب ہوئی کیا واسطے اُس نے جس چیز کی ایجاب غیر کی طرف سے اُسپر نہین تھی سو اپنی ذات پر واجب ٹھہرایا

قد علی کے لفظ کا اطلاق کرنا صحیح ہوا ابو حیان کہتا ہے اس جگہ دو مضاف محذوف ہین ایک
مبتدا سے دوسرا خبر سے اس جملہ کی تقدیر یون ہے انما قبول التوبة مترتب علی فضل اللہ یعنے توبہ قبول
کرنی مترتب نہین ہے مگر اللہ کے فضل پر اس تقدیر مین علی اپنے اصل معنی پر باقی ہے آخر جو فرمایا
اس سے گناہ مراد ہے توبہ قبول کرنیکو جہالت سے قید کیا سو اسکے ظاہر سے ایسا معلوم ہوتا ہے جو شخص جانکے گناہ پر اقدام کرے توبہ اسکی
مقبول نہین لیکن یہ مقصود نہین ہے اسواسطے گناہ دانی سے کریا جانکے دونون حالت مین توبہ مقبول ہوتی ہے اس بات پر امت کی اجماع ہے بلکہ عرب کے
محاورے مین بے اعتدالی کرنے کو جہالت کہتے ہین عبد الرزاق اور ابن جریر قتادہ سے روایت کیے
ہین کہا جس چیز سے اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہے اسکو جہالت کہتے ہین خواہ عمدا ہو یا بلا عمدا
اور بولا اس بات پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر
ابو العالیہ سے روایت کئے ہین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہتے تھے بندہ جو گناہ کرتا ہو وہ
جہالت ہے عبد بن حمید اور ابن جریر وغیرہ مجاہد سے روایت کئے ہین کہا جو شخص اللہ تعالی کی
نافرمانی کیا تو وہ جاہل ہے ابن جریر نے کلبی کی طریق سے ابی صالح سے روایت کیا ہے اسنے
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر مین کہتے تھے جو شخص برا کام کرے وہ جاہل ہے
اسنے جہالت سے برا کام کیا ان تمام کے کلام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی نافرمانی جسنے کی اسکو جاہل کہینگے
اور اسکے کام کو جہالت بولینگے عاصی کو جاہل کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ ثواب وعقاب ملنے کا علم جو اس
شخص کو تھا اسکو استعمال مین نہین لایا جب استعمال نہین لایا تو جاہل اور وہ دونون مساوی
ہوئے اس لئے اسکو جاہل کہے خواہ اسکو گناہ سمجھ کر کیا یا گناہ نہین سمجھا بعضے کہتے ہین اسکو جہالت کے
کیا واسطے اسنے لذت فانیہ کو لذت باقیہ پر اختیار کیا اس لئے جاہل ہوا بعضے کہتے ہین معصیت
اسکو لانے والی چیز کا جہل ہے کیا واسطے اسنے معصیت کی قباحت اور اسکی بری عاقبت کو نہین
جانا وہ گناہ معصیت ہونیکا جہل نہین سو جو شخص گناہ کرتا ہے اس گناہ کی حالت مین وہ جاہل ہے
ہوا سے نفسانی اسپر غالب ہونے سے اسکا کمال علم مسلوب ہوتا ہے توبہ کو شتاب کرنا کہا
اس شتاب کرنے سے حضور موت مراد ہے یعنی ملک الموت کو اور موت کے ہول کو معاینہ کرنیکے

قبل توبہ کیا تو وہ توبہ قبول ہوتا ہے موت کے ہول کو معاینہ کئے بعد توبہ کیا تو وہ توبہ مقبول نہین
مفسرین کا اسبات پر اتفاق ہے امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان
مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقرر
اللہ تعالی بندے کے توبہ کو قبول کرتا ہے جبتک غرغرہ نہ کرے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے
اور حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے غرغرہ اسکو کہتے ہین بیمار کے مُنہہ مین پانی یا اور کوئی پتلی چیز ڈالے تو
اُسکے حلق کے اندر غرغر کرکے شکم مین نہ اُترے اور اُسکو نگلنے کی قدرت نہ رہے دم حلق مین جب آتا ہے
اُسوقت یہہ حالت ہوتی ہے اس حالت کو پہنچنے کے قبل تک توبہ کرنی مقبول ہے اس مدت کو قریب
بولا کیا واسطے جو آنے والی چیز ہے سو قریب ہے اور عُمر انسان کی اگرچہ دراز ہو وہ قلیل ہے اور
اسکی موت قریب ہے انسان کو لازم ہے ہر آن موت کا وقت آنیکی انتظار مین رہے اسی واسطے
کہتے ہین گناہ سے مفارقت کرتے ہی توبہ کرنا اُس پر فرض ہے تا گناہ پر اصرار کرنے والون مین
داخل نہووے یہان اللہ تعالی شروع مین انما التوبۃ علی اللہ کا جملہ فرمائے بعد اولئک یتوب اللہ
علیہم آہ کا جملہ فرمایا سو پہلے مین اعلام ہے اُسپر کہ اللہ تعالی توبہ قبول کرنی اپنے پر جو لازم کیا ہے
یہہ لزوم احسان وفضل وتکرم کا ہے لزوم استحقاقی نہین دوسرے جملہ مین توبہ قبول کرنے کی
خبر دیتا ہے اور یہی پہلے جملہ سے توبہ کی توفیق مراد ہے یعنی توبہ کی ہدایت اور اسکی ارشاد اور اُسپر
اعانت کرنا لکھا ہے اُسکو جو اللہ تعالی کی عظمت اور قہر کو نظر مین نہ لاکے جہالت سے کر بیٹھا ہے پھر جلد
توبہ کرتا ہے اور گناہ پر اصرار نہین کرتا ہے اُس سے باز آتا ہے یہہ سب اللہ تعالی کے فضل سے ہے
دوسرے جملے مین اشارہ ہے بندہ کہ جسکی شان ایسی ہو وہ توبہ کیا تو اللہ تعالی اُسکو قبول کرتا ہے
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا یعنی جانتا ہے کہ اس شخص نے شہوت اور جہالت
غالب آنے سے گناہ کیا حکمت والا یعنی ایسی صفت کا بندہ جب تائب ہوکے توبہ کیا تو اُسکے توبہ کو قبول کرنا کرم
کا مقتضا ہے یا اپنے بندون کے دلون کی تصدیق ویقین کو جانتا تھا سو اپنی حکمت کے مقتضا سے اُسکے
توبہ کو قبول کیا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اور انکی توبہ مقبول نہین جو کرتے ہین

برے کام حتیٰ اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الاٰن یہانتک جب سامنے آئی ایسی کسی کی موت کہنے لگا مین نے توبہ کی اب ولا الذین یموتون وهم کفار اور نہ انکی جو مرتے ہین کفر مین اولٰئک اعتدنا لهم عذابا الیما انکے واسطے ہم نے تیار کی ہے دکھ کی مار اوپر کی آیت مین اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیکا شرط بیان کیا اب اس آیت مین جنکی توبہ قبول نہین انکا ذکر فرما کیا سو اسکے دو قسم کیا پہلی قسم وے لوگ جو گناہ پر اصرار کرتے ہین موت کا وقت جب حاضر ہوا یعنی سکرات لگی اور ملک الموت کو دیکھا اور اپنے جسد سے روح کو نکلتے پایا پھر ایسی حالت مین توبہ کیا تو اسکی توبہ قبول نہین معلوم کیجیے موت کا وقت قریب ہونا توبہ قبول ہونے کو مانع نہین بلکہ احوال کہ جنکو مشاہدہ کرنے سے آخرت کے امور اسپر منکشف ہوئے اور معرفت اللہ تعالیٰ کی ضروری ہوئی اور تکلیف ساقط ہوئی سو یہہ حالت توبہ قبول ہونیکو مانع ہے فرعون کی ایسے ہی وقت مین ایمان لانے سے توبہ مقبول نہوئی دوسری قسم کفار ہین و للذین یموتون مین انکی طرف اشارہ کیا یعنی کفار جو اپنے کفر پر مرتے ہین آخرت مین وے توبہ کرے تو انکی توبہ مقبول نہین کس واسطے کہ آخرت مین تکلیف اٹھ گئی اور عذاب کہ جسکا وعدہ تھا اسکو معاینہ کئے اس آیت سے بدعتی مذہب کا فرقہ جنکو وعیدیہ کہتے ہین اپنے مذہب پر دلیل لیتے ہین اور کہتے ہین یہان اللہ تعالیٰ و للذین یموتون وهم کفار کے جملہ کو للذین یعملون السیئات کے جملہ پر عطف کیا معطوف مغایر معطوف الیہ کا رہتا ہے تو معلوم ہوا پہلا طایفہ کافرون کا نہین وے منافق ہین یا فساق مومنین منافق اور کافر دونون شارع کے پاس حکم مین مساوی ہین تو ثابت ہوا کہ یہہ طایفہ فساق مومنین کا ہے بعد جب دونون فریق کے حق مین بولا اولٰئک اعتدنا لهم عذابا الیما تو معلوم ہوا یہہ وعید فساق اور کفار دونون کے حق مین ہے اسکا جواب یہہ ہے کفار یا منافق جو کفر پر مرتے ہین وے غیر ہین اُن کافر اور منافق کے جو موت کو معاینہ کرکے توبہ کرتے ہین اسقدر تغایر معطوف اور معطوف الیہ مین عطف کے واسطے بس ہے اسی پر سعید بن جبیر نے کہا ہے پہلا جملہ یعنی انما التوبۃ الخ مومنونکی شان مین ہے دوسرا جملہ یعنی ولیست التوبۃ الخ منافقون کے حق مین ہے یعنی منافق یا کافر موت کے معاینہ کیوقت توبہ کرے

قیر اجمہ یعنی ولا الذین یموتون کا کافروں کی شان میں ہے یعنی کافر جو اپنے کفر پر مرتے ہیں اور اصلا توبہ
نہیں کرتے ابن المنذر نے عکرمہ کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یعملون السیئات سے
مراد اہل الشرک ہیں یعنی اہل الشرک جو معائنہ موت کے وقت توبہ کرتے ہیں ابن المنذر اور ابن جریر وغیرہ
علی بن ابی طلحہ کی طریق سے ابن عباس سے روایت کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اول اس آیت کو نازل کیا بعد اس کے اللہ
لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء) کو نازل کیا سو جو شخص کفر پر موا تو اسکی مغفرت حرام کیا اور
اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنی مشیت پر رکھا مغفرت سے مایوس نہیں کیا اس قول پر یہہ آیت عقاب مومنین
کے حق میں نازل ہوئی لیکن اسکا حکم دوسری آیت سے منسوخ ہوا اور یہہ بھی احتمال ہے کہ (الذین یعملون
السیئات سے) مراد فساق مومن ہیں وے حضور موت کے وقت توبہ کرے تو انکا توبہ مقبول نہیں انکے بعد
اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذکر کیا کفر نہایت قبیح تھا اور فاسق مومن سے کافر کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت
حقیر و ذلیل تھا اس لئے اس کے حق میں وعید ذکر کیا اور فرمایا (اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما) اولئک
اسم اشارے کا لفظ ہے اسم اشارہ جاری مجری ضمیر کے ہوتا ہے ضمیر کا مرجع اقرب مذکور کی طرف
ہوتا ہے اسم اشارے کی مرجع بھی اسکی طرف ہونا اقرب مذکور تو کفار ہیں اولئک کا اشارہ بھی انہیں
کی طرف ہوا اور یہہ عذاب مخصوص کافروں کے لئے ہوا کیا واسطے کفر کے سبب سے زیادہ عقوبت اور
ذلت کے مستحق ہوئے اب وعیدیہ کو اس آیت میں کچھ حجت نہ رہی **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا** ای ایمان والو حلال نہیں تمکو کہ وارث ہو عورتوں کی زور سے
بغوی نے نقل کیا ہے کہ جاہلیت میں مدینے کے لوگوں کا دستور تھا مرد مرکے عورت کو چھوڑتا تو اس
عورت کا فرزند بیٹا یا اس مرد کے عصبات سے کوئی شخص آکے اس عورت پر یا اسکے خیمہ پر اپنا کپڑا ڈالتا
پھر وہ شخص اس عورت کا مالک ٹھہرتا پھر اول کا شوہر جو مہر دیا تھا اسی مہر پر اکتفا کرتا بغیر مہر کے نکاح
کرتا یا دوسرے کو نکاح کر دیتا یہہ شخص جو مہر دیتا اسکو آپ ہی لیتا یا کسی کو نکاح نہ کر دیکے جب ڈال رکھتا
تا وہ عورت تنگ ہوکے میراث وغیرہ اپنے اول کے شوہر سے کچھ لی ہے تو دیکے اس کے پیچھے سے چھوٹ لی
یا وہیں مرجاتی جاوے ڈالنے کے قبل وہ عورت نکل جاکے اپنے لوگوں میں ملی تو وہ عورت اپنی ذات کی مختار

رہتی اسلام کا دور آئے بعد بھی اُن مین ایسا ہی دستور جاری تھا ابو قیس بن الاسلت انصاری
رضی اللہ عنہ موا اس کی عورت کبیشہ بنت معن انصاریہ پر اس کا میندر بیٹا جس کا نام حصن یا قیس بن
ابی قیس تھا چادر ڈال کے اسکا مالک بنا لیکن اسکو نکاح نہ کرکے اسکو ضرر ہونا کرکے کھانا کپڑا نہ دیکے
اس کو تنگ کیا کبیشہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابو قیس موا اس کا لڑکا میرے
نکاح کا مالک ہوا وہ مجھکو نہ کھانا دیتا ہے نہ میرے پاس آتا ہے اور نہ مجھکو چھوڑتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اللہ تعالی کا امر ہووے تک تو اپنے گھر ہی مین بیٹھی رہ پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا
ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے اس قصے کا مضمون روایت کئے ہین اسکے اصل کو بخاری اور
مسلم اور ابو داود اور نسائی اور بیہقی اپنے سنن مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم
طریق سے عکرمہ کے روایت کئے ہین اُس نے کہا اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے
کوئی شخص مرگیا تو اس شخص کے اولیا یعنی عصبہ اس عورت کے مستحق ہوتے چاہے تو آپ اُس کو نکاح کرتے
چاہے تو دوسرے کے نکاح کر دیتے چاہے تو کسی کو نکاح نہین کر دیتے یہی لوگ اُسکے مستحق رہتے عورت کے
لوگونکو کچھ اختیار نہین انکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی وہ جو کہے اس عورت کا نام کبیشہ تھا لڑکی
معن بن عاصم اوسی کی اور اُس کے شوہر کا نام ابو قیس بن الاسلت تھا سو اُسکو ابن جریر وغیرہ
ابن جریج کی طریق سے عکرمہ سے وہ ابن عباس سے ایسا ہی روایت کئے ہین بھی طبرانی نے ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے
روایت کیے اُسنے اپنے والد سے روایت کیا کہ ابو القیس بن الاسلت جب موا تو اس کا لڑکے چاہا اپنی میندر ماں کو آپ نکاح کرے کیا واسطے
جاہلیت کا دستور ایسا ہی تھا تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس آیت کی سند حسن ہے اس آیت کی معنی مین
دو قول ہین ایک معنی عورتون کے ذات کے وارث نہو یعنے انکو جبر سے میراث مین مت لو شان نزول
کے احادیث جو ہم ذکر کئے اسی پر دلالت کرتے ہین بعضے کہتے ہین عورت کے مال کے وارث مت ہو
جب وہ عورت اُسپر راضی نہو لفظ کرہا کا مصدر ہے معنی سے اسم فاعل کے یا مفعول کے حال ہے
یہ نون کی ضمیر کا فاعل کی معنی لیوے تو معنی یون ہوگی جس حال مین کہ وہ عورتین اُسکو کارہ ہین مفعول
کی معنی لیوے تو یون معنی ہوگی جس حال مین کہ تم انپر جبر کرتے ہو کرہا کے کاف مین دو قراءت ہین

حمزہ اور کسائی اور خلف کاف کی ضم سے پڑھتے ہیں باقی کے قرا کاف کی فتح سے دونون کی معنی
ایک ہی ہین حافظ الدین النسفی نے کہا کرہا کا قید لگانے سے گرہ نہ ہو تو جائز ہونا مراد نہین کیا واسطے
ایک شی کو ذکر سے تخصیص کرنی اسکے ماعدا کی نفی پر دلالت نہین کرتا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا
بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اور مت روکو انکو تا کہ لیلو اُن سے کچھ اپنا دیا ابن جریر وغیرہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ مرد نے اپنی عورت سے ناخوش ہوتا اور اس کی صحبت سے بیزار
ہوتا تو مہر جو دی تھی اسکو پھیر دینے کے واسطے اُسکو مار دھاڑ کرتا تا بیزار ہوکے مہر پھیر دے اللہ تعالی نے
انکو اُس سے منع کیا اور بولا جیسا جبر سے اُن کو میراث مین لینا حلال نہین نکاح کے بعد انکو روک کے
اُن سے کچھ مہر جو دئے تھے پھیر لینا بھی روا نہین ابن جریر نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے وہ بولا
مکہ مین قریش کی عادت تھی کسی شریف عورت کو نکاح کرتا عورت اُسکی موافقت نہین کرتی تو اُس عورت
سے مفارقت کرتا اس شرط پر کہ دوسرے شوہر کو اپنے بے اذن نکاح نکرنا اس بات کی لکھا پڑھی ہوتی
اس پر گواہ رکھتے جب عورت کو کوئی منگنی کیا تو اگلے شوہر کو کچھ پیسا دیکے راضی کی تو اُس کو نکاح
کی اذن دیتا نہین تو اُسکو مانع ہوتا اس صورت مین بھی خطاب شوہرون کو ہے بعضو کہتے ہین یہہ
خطاب میت کے اولیا کو ہے ابن جریر نے عکرمہ کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ میت کے اولیا عورت کو میراث مین لیتے پھر اسکو نکاح کرنے سے مانع ہوتی مہر جو اول کے شوہر پاس سے
لی تھی اسکو پھیر دی تو اسکو اذن دیتے اس سے اللہ تعالی نے انکو منع کیا اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ
مُّبَيِّنَةٍ مگر جب کرین فاحشہ صریح اوپر کے حکم سے اس کو استثنا کیا اور بولا ان عورتون کو ضرر کے ارادہ سے
روکنا اور ان سے پیسا لیکے چھوڑنا کسی وقت مین یا کسی سبب سے حلال نہین مگر ان سے
فاحشہ صریح ہو تو اُن سے روک کے پیسا لینا حلال ہے اس فاحشہ سے زنا مراد ہے یہی قول حسن اور
ابی قلابہ اور سدی کا ہے یہہ حکم باقی ہے یا منسوخ ہوا اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وہ حکم
منسوخ نہین باقی ہے بعضے کہتے ہین وہ حکم منسوخ ہوا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر
عطاء الخراسانی سے روایت کئے ہین انہون نے کہا عورت سے فاحشہ صادر ہوا تو اس کو مہر جو دیا تھا سو

لے لیکے اس کو نکال دینا اور بولا حد و د جب نازل ہوئے تب یہہ حکم منسوخ ہوا بعضے کہتے ہین فاحشہ سے نشوز
یعنی عورت شوہر کی نافرمانی کرنا برے اخلاق سے پیش آنا اور مرد کو اور اُسکے لوگون کو ایذا پہنچانا
مراد ہے یہہ قول ابن عباس سے اور قتادہ اور ضحاک سے مروی ہے ابن عباس کہے اس سے نشوز
جب ہونے لگا تو شوہر کو اُس سے فدیہ لینا حلال ہوا معلوم کیجئے عورت سے پیسا لیکر خلع کرنیکا حکم
اگرچہ منسوخ نہین لیکن اُسکو جیسے وہی تنگ عضل کرنا اور روکنا اور ضرر پہنچانا جو اس آیت سے مفہوم ہوتا
ہے منسوخ ہوا کیا واسطے ائمہ اربعہ کے پاس اسکو ایسا روک کے پیسا لینا صحیح نہین مبینہ کو ابن کثیر
اور ابوبکر یاء مثناۃ کی فتح سے پڑہتے ہین اسم مفعول کا صیغہ اُس کی معنی ظاہر اور روشن کیا گیا باقی
قرایاء مثناۃ کی کسرہ سے پڑہتے ہین اسم فاعل کا صیغہ اسکی معنی ظاہر اور روشن کرنے والا فتح سے جو پڑہتے
ہین اسکی وجہ یہہ ہے بیان کرنا حقیقت مین فاحشہ کا فعل نہین بیان کرنا اللہ تعالی کا فعل ہے اسلیے
مفعول کا صیغہ بولا فاحشہ یعنی زنا کی ثبوت چار شاہد سے ہوتا ہے سو فاحشہ شہود کے سبب سے ظاہر
ہوئی تو صیغہ مفعول کا درست ہوا کسرہ سے جو پڑہتے ہین اُسکی وجہ یہہ ہے فاحشہ جب ثابت اور
ظاہر ہوئی تو بیان کی سبب پڑے پھر بیان کی نسبت اُسکی طرف کرنا جائز ہوا مآل دونون قراتون
واحد ہے اسی لئے اردو کے مترجم نے اسکو صریح سے ترجمہ کیا ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
اور گذران کرو اُنکے ساتھ خوبی سے اکثر لوگ عورتون کے ساتھ بدسلوکی کیا کرتے تھے اس لیے
حسن معاشرت کا حکم کیا بعضے کہتے ہین اس جملہ کی تعلق (واتوا النساء صدقاتہن نحلۃ) کے ساتھ
ہے یعنی عورتون کا مہر پہنچا دو اور انکے ساتھ خوبی سے چلو معاشرت بالمعروف سے مراد وطی
سے انکے ساتھ بات کرنا شب کو اُنکے ساتھ سونا کھانا کپڑا عادت کے موافق دینا مسلم نے
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن
بمزہ مین خطبہ جو پڑہے اس مین فرمائے عورتون کے حق مین اللہ سے ڈرو کیا واسطے تم انکو
اللہ کے امان سے لئے ہو اور اللہ کے کلمہ سے اُن کی فرج کو حلال کئے ہو ان عورتون پر
تمہارا حق یہہ ہے جس شخص کو تم مکروہ رکھتے ہو اس کو تمہارا بچھونا کھندلنے نہ دیسے

اگر ایسا کرین تو انکو مارو لیکن سخت مار نہ رہے اور اُن کے لئے تمھارے پر کھانا کپڑا ہے دستور کے موافق
فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا پھر اگر تم انکو مکروہ
جانو یعنے وے عورتین تمکو نہ بھاوین تو شاید تم مکروہ جانے ایک چیز اور اللہ نے رکھی اسمین بہت خوبی
یعنی وے عورتین تمکو نہ بھاوین اور انکی صحبت سے تم بیزار ہو تو انکی بے اعتدالی کو سہا اور ان سے فراق
ست کرو انکو طلاق نہ دو شاید اُنسے موافقت کرنے مین تمھارا بھلا ہے عسیٰ ان تکرہو کا جملہ اصل مین
جزا کی علت تھی اُسکو قائم مقام جزا کے کرکے جزا کو حذف کیا گویا تقدیر یون ہے فان کرہتموہن
فاصبروا عسیٰ ان تکرہوا اہ خیر کثیر سے فرزند مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے موافقت کرنے مین
بچا پیدا ہو جاوے تو خفگی جو تھی جاتی رہیگی عورت مرد مین محبت اور رغبت پیدا ہو گی یا خیر کثیر سے ثواب
مراد ہے کیا واسطے باوجود اس عورت سے نفرت ہونیکے ثواب ملنے کے ارادے سے اُسکے بے اعتدالیون کو
نظر نہ کیا اور اُسکی بدخلقی اور ستانے کو سہا اور اُسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا اُسکو کھانا کپڑا دستور کے
موافق دیا تو دنیا مین نیک نامی اور آخرت مین ثواب کمایا بعضے کہتے ہین آیت کی معنی یون ہین اگر
تم انکی صحبت سے بیزار ہوگے اور اُنسے فراق کرنیکی خواہش رکھوگے تو مفارقت کرو شاید اس مفارقت
مین اُس عورت کا بھلا ہے کسواسطے کہ وہ عورت اُس شوہر کے علاقہ سے نکلی بعد دوسرے شوہر کو
بیاہ کرے اور دونون مین موافقت ہوکے خیر کثیر ملے حسن اور مقاتل سے ایسا ہی مروی ہے
وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ
دوسری عورت وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا اور دے چکے ہو
اُنمین سے ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اُس مین سے کچھ قنطار سے بہت سا مال مراد ہے قنطار کسکو کہتے ہین
اسکا بیان سورۂ آل عمران مین مذکور ہوا اس آیت مین (ان اردتم) جو فرمایا اس سے خطاب قصہ مردون
کو ہے زوج سے عورت مراد ہے پہلی آیت مین عورتون سے فاحشہ صادر ہو تو اس کو روکنا جائز
رکھا تھا سو عورتون سے فاحشہ اگر نہو تو انکو ضرر پہنچانا حرام ہے کرکے اس آیت مین فرمایا اور
پہلا عورت کو طلاق دیوے تو اسکو مہر جو دئے ہین اُس سے کچھ پھیر نہ لینا اگرچہ بہت مال بھی ہو

مفسرین کہتے ہین عورت مرد مین سوء العشرت ورنا اتفاقی جو ہوتی ہے یا مرد کی کھوٹائی ہو یا عورت کی مرد کی کھوٹائی ہے تو عورت سے کچھ لیکے فراق کرنا مکروہ ہے اگر کھوٹائی عورت کی ہے تو اُس سے پیسا لیکے خلع کرنا حلال ہے عورت کی طرف سے کچھ کھوٹائی نہو مرد اُسکی طرف فاحشہ کی تہمت باندھکے پیسا لیوے تو اُسکی تہدید مین یہہ آیت نازل کیا معلوم کیجئے اس آیت مین مہر بڑا باندھنا جایز ہونے کی دلیل ہے سعید بن منصور اور ابو یعلی مسروق کی طریق سے روایت کئے ہین کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھکر فرمائے اے لوگو عورتون کے مہر کیا واسطے بڑا باندھتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب جو تھے آپس مین مہر چارسو درم یا اس سے کم باندھتے تھے مہر بڑا باندھنے مین اللہ کے پاس تقوی یا مکرمت ہوتی تو اُس مین اُنپر تم سبقت نہ لیجاتے عورت کا مہر چارسو درم سے کوئی افزود کیا سو پھر مین تم سے نہ سنو یہہ کہہ کے حضرت منبر سے اترے بعد قریش کی ایک عورت اُٹھو کے کہی یا امیر المومنین عورتون کا مہر چارسو درم پر افزود باندھنے سے آپ منع کئے تو فرمائے ہان وہ عورت کہی کیا اللہ تعالی جو فرمایا (وآتیتم احداھن قنطارا) آپ نہین سنے عمر یہہ سُنکے کہے اللھم غفرا یعنی یا اللہ مجھے بخش لوگ سب عمر سے زیادہ فقیہ ہین پھر آکے منبر پر سوار ہوئے اور کہے لوگو عورتون کا مہر چارسو درم سے افزود باندھنے سے مین تمکو منع کیا تھا جو شخص اپنے مال سے قدر دنیا دوست رکھتا ہی دیوے الجمال الزیلعی تخریج کشاف مین کہا اُسکی سند قوی ہے حافظ السیوطی نے در المنثور مین کہا اُسکی سند جید ہے بندہ عاصی کہتا ہے اُسکی سند مین محمد بن اسحق ہے اُسکی جرح و تعدیل مین محدثین کا اختلاف مشہور ہے اکثر متاخرین کے قرار داد پر اُسکی حدیث حسن ہے عبد الرزاق اور ابن المنذر ابو عبد الرحمن سُلمی کی طریق سے روایت کئے ہین اُس نے کہا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کے مہر بڑے مت باندھو تب ایک عورت کہی یا عمر یہہ حکم کرنا تمکو نہین پہنچتا اللہ تعالی فرماتا ہے وآتیتم احداھن قنطارا من ذہب عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عمر سے ایک عورت بحث کرکے غالب آئی ابو عبد الرحمن السلمی کہا کہ ابن مسعود کی قرآت مین ایسا ہی ہے یعنی قنطارا من ذہب اس کی سند متصل نہین کیا واسطے ابن ابی حاتم یحیی بن معین سے روایت کیا ہے کہ ابو عبد الرحمن السلمی نے عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا نہین زبیر بن بکار نے موفقیات مین عبد اللہ بن مصعب کی

عورت سے مہر بڑا باندھنا

کلام مہر مقرر کرنا عورت کا اور زیادہ ہونا مہر کا انصاف سے ...

طریق سے روایت کیا ہے بولا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کا مہر چالیس اوقیون سے زیادہ مت باندہو جس نے اس سے زیادہ باندھا تو اس زیادتی کو مین بیت المال مین داخل کرونگا ایک عورت کہی آپ کو یہہ نہین پہنچا کیا واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے وآتیتم احداہن قنطارا تب عمر رضی اللہ عنہ کہے عورت صواب کو پہنچی اور مرد نے خطا کی یہ سب روایتین اوپر کی روایت کو تائید کرتے ہین یہانا خطبہ جو پڑھے اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن سیرین کی طریق سو وہ ابو العجفاء ہرم بن نسیب سے روایت کیا ہی کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطبہ پڑہا لیکن عورت کا قصہ اس میں ذکر نہین ترمذی نے کہا کہ یہ حسن صحیح ہی اور اسکو ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین روایت کئے ہین حاکم نے کہا اسکی سند صحیح شیخین کی شرط پر اور بولا ابن عمر اور ابن عباس بھی اسکو روایت کئے ہین اور یہ بولا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑہا سو اسکی صحت تواتر ثابت ہوئی ہے انتہی مخلصا اور اسکو طبرانی اپنی معجم میں و امام احمد سند مین و دارمی اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین بھی روایت کئے ہین اور اسکو اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین عطاء الخراسانی کی طریق سے روایت کیا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کے مہر بڑے مت باندہو پھر خطبہ ذکر کیا اسکے آخر مین زیادہ کیا ہے کہ اسکے بعد عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو نکاح کئے سو مہر چالیس ہزار باندھے لیکن یہہ سند منقطع ہے کیا واسطے عطاء الخراسانی عمر سے نہین سنا امام رازی نے کہا میرے پاس مہر زیادہ باندھنا جایز ہونے پر آیت دلالت نہین کرتی کیا واسطے (ان آتیتم احداہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا) کو قنطار دینا جایز ہونے پر دلالت نہین جیسا یہہ قول (لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا) حصول الہہ پر دلالت نہین کرتا حاصل یہہ ہے ایک شئی کو ایک شئی کی شرط کرنے سے وہ شرط فی نفسہ جائز الوقوع ہونا لازم نہین انتہی بندہ عاصی کہتا ہے (ان اردتم استبدال زوج کا جملہ شرط ہے وآتیتم احداہن قنطارا کا جملہ شرط نہین بلکہ حال واقع ہوا ہے اور آتیتم ماضی مثبت کا صیغہ ہے حال پڑا وہان قد کا لفظ مقدر ہے یہہ حال مہر کثیر عطا کرنے پر دال ہے تو اس سے جواز زیادت مفہوم ہوئی ہم تسلیم کئے کہ وآتیتم تقدیر مین ان آتیتم کے ہے کیا واسطے جملہ شرطیہ کا حال پڑھنے سے شرطیت اس مین بھی تعلق پکڑی لیکن ان کا لفظ موضوع اس شرط کے لئے ہے جس کی وقوع یا لا وقوع

جزم نہین یہہ ممکن نہین مگر واسی شرط مین جو فی نفسہ جائز الوقوع ہے قیاس اِس کا (لو کان فیہما الہۃ
الا اللہ) پر صحیح نہین کیا واسطے استعمال لو کا مخالف ہے ان کی استعمال کو لو کی استعمال اُس مقام مین
ہے جہان شرط قطعاً منتفی ہوتا ہے سو وجود آلہہ کا قطعاً منفی ہوتا ہے اُسکا حاصل یہہ ہے جس شرط
کا وجود محال ہے وہان لو کی استعمال ہے بخلاف ان کے محال شرط مین اسکو استعمال نہین کرتے مگر مجازا
جیسی اِس آیت مین ہے (قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین) وجود ولد کا رحمن کو محال ہے باینہ
لفظ اِن کا ایک فایدہ کیو اسطے مجازاً لے آیا وہ فائیدہ ولد کی نفی ابلغ وجہہ سے کرنا بخلاف اِس جگہہ کے
مال کثیر (درہم) مہر مین دینا محال نہین بلکہ اُنکی عادت تھی تو شرط جائز الوقوع ہوئی پھر مہر بڑا باندھنا بھی جائز
اہل لسان اس سے جواز کی دلیل لینا اسکی دلالت پر بڑی دلیل ہے معلوم کیجئے عمر رضی اللہ عنہ اُس
عورت کے قول کو تسلیم جو کئے اُس سے شیعہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین طعن کرتے ہین اور کہتے ہین عمر
جب ایک عورت کے اعتراض سے بسر نہین آئے اور اسکے جواب سے عاجز ہوئے تو امامت کے قابل
کیسا ہون گے یہہ طعن بیجا اور عداوت سے ناشی ہے کیا واسطے عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے نہایت
ادب اور حتی الوسع تاویل کی طرف رجوع نہین کرتے تھے حر بن قیس اپنے چچا عیینہ بن حصن کو حضرت عمر کے
پاس ملاقات کیو اسطے لے آئے اُس نے کہا ای عمر تم ہمکو مال بہت نہین دیتے اور تقسیم برابر نہین کرتے
اُس سے عمر رضی اللہ عنہ نہایت غضب مین آئے اسکو مارنا قریب تھا کہ اس مین حر بولا یا امیر المومنین
اللہ تعالے فرماتا ہے (خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین) یعنی اختیار کر معاف کرنی
اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر جاہلون سے بمجرد اسکے پڑھنے کے عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ
جاتا رہا ہے اُسکے انتقام سے درگذرے غصہ کے وقت انسان اپنی اختیار سے نکل جاتا ہے ویسی
حالت مین باوجود اس حکومت واقتدار کے درگذرنا امر الہی سے اُنکو کمال انقیاد ہونے پر دلالت
کرتا ہے ایسا ہی اس قصہ مین بھی اُسکے قول کا رد نہین کئے حالانکہ آیت مین اور اُن کے قول مین
منافات نہین کیا واسطے آیت مین دلیل جواز کی ہے لیکن اُسکے کراہت کو مانع نہین عمر رضی اللہ عنہ
اُسکے جواز کے منکر نہین تھے بلکہ اُسکے استحباب کی طرف اشارہ کئے اور فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

لڑکیون کا اور آپکے اکثر بیبیون کا مہر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اصحاب کا مہر بہت کم مقدار تھا
تم بھی انکے مہر کی مقدار سے زیادہ مت باندھو عمر رضی اللہ عنہ یہہ حکم جو کئے اس مضمون کے احادیث
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوئے ہین امام احمد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت سکے جلانٔین یعنی برکت سے اسکے مہر کی
تیسیر ہے یعنی مہر تھوڑا رہنا حاکم نے کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی نے بھی اسکے قول کو مسلم رکھا
حافظ عراقی نے کہا کہ اسکی سند جید ہے ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے (خَیرُ الصَّدَاقِ اَیسَرُہٗ) ابو داؤد کی روایت مین
آیا ہے (خَیرُ النِّکَاحِ اَیسَرُہٗ) یعنی بہتر مہر کا وہ جو کم ہو یا بہتر نکاح کا وہ جو آسان ہو یعنی مہر کم ہو حاکم
کہا یہہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے ذہبی نے بھی اسکے قول کو مسلم رکھا امام احمد اور حاکم اور بیہقی اور
بزار عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے (اَعظَمُ النِّسَاءِ بَرَکَۃً
اَیسَرُہُنَّ صَدَاقًا) یعنی بڑی برکت والی عورت وہ جس کا مہر آسان اور کم ہو حاکم نے کہا یہہ حدیث
صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی نے بھی اسکو مسلم رکھا حافظ زین الدین عراقی نے کہا کہ اسکی سند جید ہے
اور حافظ سیوطی بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مہر تھوڑا باندھنا مستحب ہے
آیت سے جو از جو نکلتا ہے اسکے استحباب کو منافی نہین بلکہ آیت نص نہین کہ قنطار جو دیا ہے مہر ہی ہو
احتمال ہے کہ وہ مہر کے سوائے افزود بخشش رہے اسکو پھیر لینے سے منع کیا عورت کو جو دیا ہے اسکو پھیر لینا
شافعی اور حنفی دونون مذہب کے رو سے جائز نہین سو عمر رضی اللہ عنہ مومنون کو اپنے اموال کی محافظت
کیواسطے خیرخواہی سے منع کئے تا اپنے اموال کہ جس سے قوام ہے عورتون کی رضامندی مین مصروف نہ کرے
اور مناقشے کے وقت اسکو چھین بیٹھے جیسا علی رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کو کہے ای اہل کوفہ حسن کو نکاح
کرکے مت دو کیا واسطے کہ وہ عورتون کو بہت طلاق دیا کرتا ہے سو نکاح امر مستحب ہوتے پر لوگون کی
خیرخواہی کیواسطے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو نکاح کر دینے سے منع کئے ان امور کے نظر کرتے عمر رضی اللہ
عنہ تہدید کے واسطے فرمائے مہر افزود دیگا تو چھین کے بیت المال مین رکھونگا امام مصلحت اور دفع فساد کے

واسطے حکم کرے اور وہ حکم مستحب رہے اور کوئی شخص اسکو بجا نہ لاوے تو امام کو اسکی تعزیر کرنا لائق
پہنچتا ہے اسلئے تہدید کیواسطے اسکا مال چھین کے بیت المال مین رکھونگا فرمائے تعزیر مین پیسا جرمانہ
لینا مختلف فیہ مسئلہ ہے مجتہد اس کا حکم کرے تو اس پر کچھ طعن کی جگہ نہین لوگ عمر سے افقہ ہین یا عورت
صواب بولی اور مرد خطا کیا جو فرمائے تواضع اور ہضم نفس کی راہ سے تھا چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے
بھی ایسا کلام ثابت ہوا ہے ابن جریر اور ابن عبد البر محمد بن کعب سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے
علی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ اسکا جواب دئے وہ شخص بولا یا امیر المومنین اسکا جواب یہ
نہین بلکہ جواب یہہ ہے علی رضی اللہ عنہ سنکے فرمائے تونے صواب کہا اور ہم نے خطا کی أَتَأْخُذُونَهُ
بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ٥ کیا لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے ہمزہ جو (اتاخذونہ) مین ہے
انکار اور توبیخ کے واسطے ہے یعنی اسکام کی برائی تمکو معلوم ہے اور اسکی قبح شرع اور عقل کے رو سے
تمپر عیان ہے باین ہمہ کیا اسکو لیتے ہو بہتان لغت مین اسکو کہتے ہین کوئی شخص کچھ کام نہین کیا سو
کیا کرکے جھوٹھ بناکر کہنا اور باطل سخن کرنا کہ جس کو باطل کرنے سے آدمی متحیر ہوجاتا ہے اس اخیر معنی
لحاظ کرتے بہتان کی تفسیر ظلم اور ناحق سے کرتے ہین بہتانا اور اثما کو نصب جو ہوا حال کی جہت سے
اسکی تقدیر (مُبَاهِتِينَ اور آثِمِين) ہوگی یعنی کیا اسکو لیتے ہو حال یہہ کہ تم ظلم اور گناہ کرتے ہو اِن
دونون کو مفعول لہ ڈالین تو بھی صحیح ہے یعنی اسکو کیا ظلم اور گناہ کے واسطے لیتے ہو بعضے کہتے ہین اہل
جاہلیت کی عادت تھی دوسری عورت کو نکاح کرنا چاہے تو پہلی عورت زناکی کرکے اسپر بہتان کرتے
اور اسکے جرمانہ مین مہر جو دیتے تھے اسکے پاس سے چھین لیتے اسواسطے کہا کیا بہتان کرکے لیتے ہو
وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ اور کیونکر اس کو یعنی اپنے دئے ہوئے کو
لیتے ہو اور پہنچ چکے ہو ایک دوسرے تک کیف کا کلمہ تعجب و [illegible] کے واسطے ہے یعنی تم کسوجہ سے
لیتے ہو حالانکہ وہ عورت اپنی نفس کو تیرے حوالہ کی اور تو اس کا مزہ لے چکا اب عقلمند کا کام نہین
جو دئے سو پھیر لیوے افضی کا لفظ ماضی ہے افضا سے اس کی معنی لغت مین پہنچا یہان افضا
مراد کیا ہے سو اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وہ کنایہ جماع سے ہے یہی قول ابن عباس اور

مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ اسی کو اختیار کئے ہین امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے
کیا واسطے شافعی کے پاس قبل وطی کے طلاق دیا تو آدھا مہر پھیر لینا پہنچتا ہے بعضے کہتے ہین افضا سے
خلوت مراد ہے پھر وطی ہو یا نہ ہو کلبی نے کہا عورت مرد دونون ایک چادر مین ہوے تو افضا
ہوا پھر اُس سے جماع کرے یا نہ کرے فراء نے اسی کو اختیار کیا ہے ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے خلوت
صحیحہ جب ہوئی پورا مہر لازم ہو چکا وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا اور لے چکین یعنی وہ عورتین
تم سے عہد گاڑھا عہد لینے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہے یعنی اللہ تعالی نے عورتون کے واسطے یا اُن کے سبب سے تمھارے
سے عہد لیا لیکن مبالغے کے واسطے اور عہد لینے کا سبب عورتین ٹھہرین اسلئے فعل کی اسناد عورتون کی
طرف کیا غلیظ کی معنی گاڑھا اور موٹا اور سطبر اُس سے عہد مضبوط اور قوی واستعارہ مراد ہے اس عہد کی مراد مین
اس مین اختلاف ہے ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر ابن عباس سے روایت کئے ہین کہے میثاق غلیظ سے
امساک بمعروف یا تسریح باحسان مراد ہے عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر قتادہ سے روایت
کئے ہین کہ اُس نے بھی ایسا ہی کہا اور بولا نکاح کے وقت یہہ میثاق لینے کی عادت تھی شوہر کو کہتے
تو جو نکاح کرتا ہے سو تجھ سے اللہ تعالی کا عہد ہے کہ اسکو رکھنے کا ارادہ ہے تو دستور کے موافق
رکھنا نہین تو خوبی سے رخصت دینا ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ
جب نکاح کر دیتے تو کہتے امساک بمعروف یا تسریح باحسان پر مین تجھکو نکاح کر دیتا ہون ابن ابی شیبہ نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون اپنے لڑکیون کا یا کسی قرابت والی عورت کا
نکاح باندھتے تو کہتے امساک بمعروف یا تسریح باحسان پر تجھکو مین نکاح کر دیتا ہون مجاہد سے مروی ہے
کہا میثاق غلیظ نکاح کا صیغہ ہے جس سے عورتون کے فرج حلال ہوتی ہے اسکی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جو فرماے عورتون کے مقدمے مین اللہ سے ڈرو کیا واسطے تم انکو اللہ کی امانت سے لئے ہو اور اُنکے
فرج کو اللہ کے کلمہ سے حلال کئے ہو وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ اور نکاح مین نہ لاو
جن عورتون کو نکاح مین لائے تمھارے باپ اس آیت کی شان و نزول کو فریابی اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین عدی بن ثابت الانصاری سے یون روایت کئے ہین

کہ اُس نے کہا ابو قیس بن الاسلت انصاری صالح لوگوں میں تھا مرا اُس کا لڑکا قیس نے اسکی عورت کو نکاح کا پیغام کیا عورت کہی میں تجھکو اپنا لڑکا سمجھتی تھی اور تو اپنے قوم کے صالح لوگوں میں ہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جا کے پوچھتی ہوں آپ کیا فرماتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکے کہی ابو قیس مرا اور اُسکا لڑکا مجھکو نکاح کا پیغام کیا ہے اور میں اُسکو اپنا لڑکا سمجھتی تھی آپ کیا فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کا حکم ہوئے تک تو اپنے گھر میں جا کے رہ پھر یہہ آیت نازل ہوئی (ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النسآء) بیہقی نے کہا یہہ حدیث مرسل ہے سیوطی نے کہا ابن ابی حاتم نے عدی بن ثابت سے وہ انصار کے ایک مرد سے روایت کیا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے اس روایت پر بھی اُسکی سند متصل ہونا ثابت نہیں ہوتا کیا واسطے انصار کا مرد جو تھا وہ مجہول ہے وہ مجہول صحابی ہی ہونا اُسکی روایت سے ثابت نہیں ہوتا حافظ عسقلانی نے اصابہ میں کہا اس آیت کی سند میں قیس بن الربیع ہے وہ روایت کیا ہے اشعث بن سوار سے یہہ دونوں ضعیف ہیں اور یہہ سند منقطع ہے سابق مذکور ہوا کہ ابو قیس بن الاسلت کی شان میں (لا یحل لکم ان ترثوا النسآء کرہًا) کی آیت نازل ہوئی اور اُسکے لڑکے کے نام میں اختلاف تھا کسی روایت میں قیس اور کسی روایت میں حصن کر کے مذکور تھا اور کسی میں اسکا نام محصن بر تقدیر صحت دونوں میں جمع یوں کر سکتے ہیں اُسکو مثلاً دو لڑکے تھے ایک لڑکا جاہلیت کی عادت کے موافق جا در ڈال کے مالک ہوا اس کو نفقہ نہ دینے سے وہ خبر پا دہوئی تب (لا یحل لکم ان ترثوا النسآء) کی آیت نازل ہوئی بعد دوسرا لڑکا اُسکو نکاح کا پیغام کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا کہا کہ ابو قیس بن الاسلت اپنی باپ اسلت کی عورت جس کا نام عبیدہ تھا ضمرہ کی بیٹی اور اسود بن خلف نے اپنے باپ خلف کی عورت جو لڑکی تھی ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار کی اور صفوان بن اُمیہ نے اپنے باپ بن خلف کی عورت جسکا نام فاختہ تھا بیٹی الاسود بن المطلب بن اسید کی اور منظور بن رباب نے اپنے باپ رباب بن سیار کی عورت جسکا نام ملیکہ تھا بیٹی خارجہ کی نکاح کئے ان سبھوں کے مقدمے میں یہہ آیت نازل ہوئی الا ما قد سلف مگر جو آگے ہو چکا

یعنی جاہلیت مین تحریم کا حکم نازل ہونیکے قبل باپ کی عورت کو نکاح کئے ہین وہ معاف ہے اس میں کچھ گناہ نہین اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ مقرر یہہ بیحیائی ہے اور کام غضب کا اور بری راہ ہے اِنَّهُ کی ضمیر کا مرجع یا لبس نکاح کی طرف ہے جو پیش از نہی کا تھا یعنی یہہ نکاح جس کو اللہ تعالی حرام کیاہے وہ تمھارے پاس برا کام تھا اور تم اسکو حقیر سمجھتے تھے مینڈ ماں کو نکاح کرکے بیٹا جنا تو عرب اس لڑکے کو مقتی کہتے تھے کیا واسطے باپ کی عورت ماں ہوئی ماں کو نکاح کرنا عربون کے پاس نہایت قبیح تھا اسکو نکاح کرنا ماں کو نکاح کرنیکے مانند تھا اس لئے انکے پاس قبیح تھا سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہہ نکاح تحریم کے آگے بھی تمھارے پاس قبیح تھا یا ضمیر کی مرجع نکاح کرنی ہے بعد تحریم کے یعنی یہہ نکاح نہی کے بعد فاحشہ اور مقت ہے اس تقدیر پر ماضی کا صیغہ اسواسطے لایا کہ وہ نکاح اللہ تعالے کے حکم میں اور اسکے علم ازلی میں ان صفون سے متصف تھا اسکو فاحشہ کہا کیا واسطے ماں کو نکاح کرنا بہت قبیح گناہ ہے مقت کی معنی شدت بغض سو یہہ نکاح کرنا اللہ تعالی نہایت غضب میں آنیکا اور اسکے کرنے والے سے کمال بغض رکھنے کا سبب ہے اللہ تعالی کا بندے سے بغض رکھنے سے مراد اسکو سخت عذاب مین گرفتار کرنا اور اسکو رسوا کرنا مراد ہے بری راہ ہے کرکے فرمایا کیا واسطے اللہ تعالی کے غضب کا سبب ہے یہان تین چیز ذکر کیا فاحشہ اور مقت اور سبیل کیا واسطے قبیح تین قسم کی ہوتی ہے ایک عقل کے نظر کرتے دوسرا شرع کے تیسرا عادتون کے سو اس مین تینون قبح جمع ہوئی ہین فاحشہ سے عقلی قبح کی طرف اشارہ ہے مقتا سے عادی قبح کی طرف اشارہ ہے ساء سبیلا سے شرعی قبح کی طرف اشارہ ہے جب تین بات اس مین جمع ہوئین تو نہایت قبیح ہوا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اس نے کہا میرا ماموں جھنڈا لیکے جاتا تھا سو دیکھ کے مین نے پوچھا کہان جاتے ہو کہے ایک شخص اپنا باپ مرے بعد اسکی عورت کو نکاح کیاہے مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کئے ہین کہ جاکے اسکی گردن مارون اور اسکا مال لیون حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابو حنیفہ اس آیت سے دلیل لیتے ہین باپ جس عورت سے زنا کیاہے اسکو بھی نکاح کرنا جائز نہین کیا واسطے اللہ تعالے

اس آیت میں باپ کی منکوحہ کو نکاح کرنے سے منع کیا نکاح عبارت ہے وطی کرنے سے تو معلوم
ہوا باپ کی موطوءہ کو نکاح کرنا منہی عنہ ہے موطوءہ عام ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ زنا سے
نکاح سے وطی مراد ہونا جو بولے کیا واسطے بعضی آیتوں میں نکاح کا لفظ آیا ہے اس سے وطی مراد
ہے جیسی یہہ آیت (وابتلوا الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح) سو یہاں نکاح سے وطی مراد اور بعضی آیتوں میں نکاح کے لفظ سے عقد مراد
جیسی یہہ آیت (فانکحوا ما طاب لکم من النساء) نکاح سے مختلف معنی جو مراد ہوئے اس کے نظر کرتے نکاح کا لفظ
مشترک ہے کہنا یا ایک معنی میں حقیقت دوسری میں مجاز ہے بولنا خلاف اصل ہے اس لیے دونوں میں قدر مشترک جو ہے یعنی ضم
ملاپ اسکو اختیار کئے جب قدر مشترک سے نہی ہوئی تو ہر ایک قسم سے بھی نہی ہوئی تو باپ کی
منکوحہ اور موطوءہ دونوں سے نہی ہوئی شافعی کے پاس باپ کی منکوحہ کو نکاح کرنا حرام ہے
زنا سے وطی کیا سو عورت کو بیٹا نکاح کرنا حرام نہیں کیا واسطے نکاح کا لفظ عقد میں حقیقت
ہے وطی میں مجاز ہے اکثر آیات اور احادیث اور عرب کا محاورہ اسی پر دلالت
کرتا ہے وہ جو کہے ضم کی معنی جو قدر مشترک ہے اسکو اختیار کئے سو صحیح نہیں کیا واسطے ضم
جو وطی میں ہوا سو دونوں کے جسم میں ملاپ اور ملاقات سے ہوا نکاح میں ضم جو ہوا
سو ایسا نہیں بلکہ اس میں ایجاب و قبول ہے دو آوازیں کہ جن کو بقا نہیں عقد سے
جسم کی ملاپ اور ملاقات نہیں ہے تو معلوم ہوا ضم دونوں کی معنی میں قدر مشترک نہیں
اب ضرور رہا ایک معنی میں حقیقت اور ایک میں مجاز لینا سو نکاح میں حقیقت لئے
کیا واسطے کوئی شخص کہا میں نکاح کیا ہوں تو اس سے عقد متبادر ہوتا ہے وطی متبادر نہیں
ہوتی وطی کا معنی لینے احتیاج قرینے کی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ وطی میں اسکا استعمال
مجاز ہے اس مسئلے کے دلائل میں جانبین میں بہت سا کلام ہے اسکو لکھنے کی یہہ جگہ
نہیں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ حرام ہوئی ہیں تمپر تمہاری مائیں معلوم کیجئے حرمت
سے انکی ذات حرام ہونا مراد نہیں بلکہ اُن سے انکا نکاح حرام ہونا مراد ہے
اُمَّهَات جمع ام کی ہے قیاس یہہ تھا کہ اس کی جمع امات ہونا لیکن خلاف قیاس

ع ۱۵

ہا بڑہا کے اُمہات کہے اُمہات سے مراد وہ عورت جو تجھکو جنی یا تجھکو جس نے جنا ہے اُسکو جنی اگرچہ کتنا ہی اوپر ہو اُس مین جتنے دادیان اور جتنے نانیان ہین سب داخل ہین لیکن لفظ اُمہات کا اُسکو حقیقۃً شامل ہوتا ہے یا مجازاً اس مین اختلاف ہے وَبَنٰتُكُمْ اور تمہاری بیٹیان بنت سے مُراد وہ عورت ہے ولادت کی جہت سے اُسکا نسب تجھکو پہنچے اگرچہ چند مرتبے رہے اس مین نواسی اور پوتری اور انکین لڑکیان سب داخل ہوئین وَاَخَوٰتُكُمْ اور تمہاری بہنین اَخَوات جمع اخت کی ہے بہن کو کہتے ہین اُن سے تیرے اصول مین یعنی مان باپ مین جو عورت تیری شریک ہو مراد ہے خواہ سگی بہن ہو یعنی تیری اور اسکی مان باپ دونون ایک ہی ہین اُسکو اُخت اعیانی کہتے ہین خواہ سیندر بہن یعنی مان دو ہین باپ ایک ہے اُسکو اخت علاتی کہتے ہین یا مان ایک ہی ہے اور باپ علحدہ اس کو اخیافی بہن کہتے ہین۔ وَعَمّٰتُكُمْ اور تمہاری پُھپھیان عَمّات جمع عمہ کی ہے اس سے مراد وہ عورت ہے تیرے باپ کی شریک اُسکے اصل مین ہوگی اس مین باپ کی سب بہنین یعنی اعیانی اور علاتی اور اخیافی اور داداکے تینون قسم کی بہنین اور اُسکے اوپر کے داداؤن کی بہنین سب داخل ہوئین ناناکی بہن بھی اُس مین داخل ہوگی وَخٰلٰتُكُمْ اور تمہاری خالائین خالات جمع خالہ کی ہے اُس سے مراد وہ عورت ہے تیری مان کی شریک اُسکی اصل مین ہوگی اُس مین تیری مان کے تینون قسم کی بہنین اور نانی کے اور دادی کے تینون قسم کی بہنین اور اُسکے اوپر کے نانیان دادیان کی بہنین سب داخل ہوگی وَبَنٰتُ الْاَخِ اور بھائی کی بیٹیان اس سے مراد عورت تیرے تینون قسم کے بھائیون کی اولاد مین ہو اور تیرے بھائی کی طرف اُس کا نسب پہنچے اُس مین بھائی کی بیٹیان پوتیان نواسیان اگرچہ سافل ہون یعنی اُن کے اولاد کی بیٹیان سب داخل ہین وَبَنٰتُ الْاُخْتِ اور بہن کی بیٹیان اُس سے مراد عورت تیرے

تینون قسم کی بہن کی اولاد مین ہو سو بہن کی بیٹیان پوتیان نواسیان اگرچہ سافل ہو داخل ہین یہہ سات قسم کی عورتین نسب کے سبب سے حرام ہوئین انکی حرمت مؤید ہے کسی وجہ سے حلال نہین ہوتین وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ اور تمہاری مائین جو تمکو دودھ پلائین وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور تمہاری بہنین دودھ دینے سے اب اللہ تعالی بیان فرماتا ہے اُن عورتون کا جنکا نکاح رضاعت یعنی دودھ پلانے سے حرام ہے سو انمین سے دو عورت کو ذکر کیا ایک اصیل وہ دودھ پلانے والی دوسری اسکی فرع وہ دودھ پلانے والی کی لڑکی اِن دو کو ذکر کرکے اشارہ کیا رضاعت نسب کے مثل ہے نسب سے جو عورتین حرام ہین رضاعت سے بھی وہ عورتین حرام ہونگی اسی کو تائید کرتی ہے حدیث جسکو عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رضاعت حرام کرتی ہے جسکو کہ ولادت حرام کرتی ہے اور صحیحین مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کی لڑکی کو نکاح نہ کرنے کی وجہ فرمائے اگر وہ میری ربیبہ میری پرورش مین نہوتی تو بھی حلال نہوتی کیا واسطے وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے مجھکو اور ابو سلمہ کو یعنی اس لڑکی کے باپ کو ثویبہ دودھ دی ہے اس سے معلوم ہوا جو عورت نسب کے سبب سے حرام ہوتی ہے اسکی نظیر رضاعت سے حرام ہوتی ہے مرضعات کو اُمّہات جو بولا اُس سے نکاح کی حرمت ثابت ہوئی اور انکو نظر کرنا حلال ہے اور اکیلی اُن کے سات رہنا اور اُن کے سات سفر کرنا درست ہوا ماون کے دوسرے احکام اُن مین جاری نہ ہونگے جیسی میراث اور نفقہ وغیرہ معلوم کیجئے رضاعت سے حرمت ثابت ہونیکے لئے دو شرط ہین پہلی شرط بچپن مین دودھ پینا اسکی انتہا شافعی کے پاس دو سال ہین اور ابو حنیفہ کے پاس اڑائی سال ہین یہہ مدت گذرے بعد دودھ پیا تو حرمت ثابت نہوگی دوسری شرط لعرنے سے پانچ بار پینا ہے

کم پیا تو رضاعت ثابت نہو گی امام شافعی کے پاس یہہ شرط ہی اور احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہی
ابو حنیفہ اور مالک اور دوسرے ایمہ کے پاس یہہ شرط نہین مطلق پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ اور مائین تمھارے عورتون کی آب سسرال کی جہت سے
عورتین جو حرام ہین انکو ذکر کیا سو بولا ساس حرام ہے یعنی کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کیا تو
اس عورت کی مان اس لڑکی کے شوہر پر حرام ہے اُس مین عورت کے تمام نانیان اور دادیان
اگرچہ عالی ہون داخل ہوئین وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اور تمھارے
ربیب لڑکیان جو تمھاری پرورش مین ہین جن عورتون سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے
صحبت نہین کی تو تم پر گناہ نہین ربائب جمع ربیبہ کی ہے اپنی عورت
کی لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہے اُسکو ربیبہ کہتے ہین لڑکا ہو تو اس کو ربیب کہتے ہین
رب سے مشتق ہے کیا واسطے عورت کے خاطر سے اُسکے اولاد کی پرورش بہی شوہر اکثر
کرتا ہے حجور جمع ہے حجر کی گود کو کہتے ہین یہان اُس سے پرورش اور تربیت کرنی
مراد ہے پرورش اور تربیت کو حجر کہے کیا واسطے بچے کی جو شخص پرورش کرتا ہے اُسکو
اپنے گود مین بٹھاتا ہے پھر پرورش کو استعارۃً حجر کہے ابو عبیدہ کہتا ہے فی حجورکم کی
معنی فی بیوتکم کی ہے یعنی تمھارے ربیب لڑکیان جو تمھارے گھرون مین ہین دخلتم بہن
جو بولا اُس سے جماع مراد ہے عقد نکاح مراد نہین معلوم کیجئے ربیبہ کی حرمت کے واسطے
اللہ تعالیٰ دو شرط ذکر کیا ایک تو وہ اُسکی پرورش مین ہو دوسری شرط اُسکی مان سے
وطی کرنا سو عورت کو نکاح کرکے اُس سے وطی کئے بعد اُس عورت کی لڑکیان اور اُسکی نواسیان
پوتیان اگرچہ سافل ہو اُس شوہر پر حرام ہوتی ہین خواہ لڑکیان نسب کی جہت سے ہو یا رضاعت
سے اگر عورت کو پیش از جماع کرنے کے طلاق دیا یا جماع کرنے کے آگے وہ مرگئی تو اُسکی لڑکی
حلال ہے بخلاف ساس کے کہ وہ بمجرد عقد کے حرام ہوتی ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ ساس کی

حرمت کو مطلق ذکر کیا ربیبہ کی حرمت کو دخول کا قید لگایا ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا
یہی مذہب ہے بعضون نے دخول کے قید کو ساس اور ربیبہ دونون سے لگاتے تھے عبد اللہ بن
الزبیر اور مجاہد کا مذہب یہی تھا ابن ابی شیبہ اور ابن جریر علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
بھی ایسا ہی روایت کئے ہین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اول یہی قول تھا بعد اُس سے رجوع
کئے عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور بیہقی اپنی سنن مین
ابی عمرو الشیبانی سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص بنی شمخ سے ایک عورت کو نکاح کیا
ہنوز اس سے وطی نہین کیا تھا پھر اُسکی مان کو دیکھا سو اس کے دل مین چبھی اسکو طلاق
دیکے اوس کی مان کو نکاح کرنے کا فتوی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چاہا آپ جواز کا مسئلہ
دیئے اس نے لڑکی کو طلاق دیکے مان کو نکاح کیا اور اسکو اولاد بھی ہوئی بعد ابن مسعود
مدینہ کو آئے سو عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھے ایک روایت مین آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب سے پوچھے وے سب کہے کہ وہ عورت حلال نہین جب ابن مسعود کوفہ
کو مراجعت کئے اس شخص کو کہے کہ وہ لڑکی کی مان تیرے پر حرام ہے پھر وہ شخص اس سے مفارقت
کیا اس کو امام مالک مؤطا مین بھی روایت کئے ہین لیکن انکی روایت مرسل ہے ربیبہ اُس شوہر
کی پرورش مین ہونیکا قید جو آیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے ربیبہ پرورش مین نہ ہو تو اُسکی
نکاح صحیح ہے عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم بسند صحیح مالک بن اوس بن الحدثان سے روایت
کئے ہین اُس نے کہا میری ایک عورت تھی موئی اسکو میرے سے اولاد بھی تھی سو مجھکو بڑا
غم ہوا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہے تیرا یہ حال کیا واسطے ہے مین نے کہا میری عورت
مرگئی علی رضی اللہ عنہ کہے آیا اس کو کوئی لڑکی بھی ہے یعنی دوسرے شوہر سے تو مین نے کہا ہان طائف مین ہے
علی رضی اللہ عنہ کہے کیا وہ لڑکی تیرے پرورش مین تھی تو مین کہا نہین فرمائے اسکو نکاح کر مین کہا کیسا نکاح کرنا اللہ تعالے
فرماتا ہے (وربائبکم اللاتی فی حجورکم) علی رضی اللہ فرمائے وہ تیری پرورش مین نہین تیری پرورش مین ہوتی تو
حرام ہوتی داود ظاہری کا مذہب بھی یہی ہے لیکن ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا یا

وہ لڑکی اسکی پرورش مین نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہہ قید غالب عادت کے نظر
کرتے ہے کیا واسطے اکثر احوال مین یہہ لڑکیان اسی کی پرورش مین رہا کرتی ہین اس
کی پرورش نہ ہو تو بھی وہ حرام ہونے کی دلیل بعد جو اللہ تعالے نے فرمایا
(فان لم تکونوا دخلتم فلا جناح علیکم) کیا واسطے جناح مرتفع ہونے کو فقط
عدم دخول پر معلق کیا تو معلوم ہوا مجرد دخول جناح کے حصول کو مقتضی ہے
پرورش مین ہو یا نہ ہو وَحَلَائِلُ اَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور عورتین
تمھاری بیٹیون کے جو تمھارے پشت سے ہین حلائل جمع حلیلہ کی ہے عورت کو کہتے
ہین اس مین بیٹون کے عورتین اور پوتے نواسون کی عورتین اگرچہ سافل
ہو داخل ہین اُن کی حرمت نفس عقد سے ثابت ہوتی ہے اصلاب جمع صلب کی ہے
وہ اصل مین نام ہے ہڈی کا جو پشت مین شانے سے کمر کے ٹھکے تک پہنچتی ہے سو
پشت کو مجازاً صلب کہنے لگے مرد کی منی اس ہڈی مین سے ہوکے انثین مین آتی ہے
اور اس منی سے بچہ منعقد ہوتا ہے اس لئے بچہ کو اسکی صلب کی طرف نسبت کرتے ہین
یعنی اسکی منی سے پیدا ہوا سو لڑکا صلب کا لڑکا کرکے قید لگانے سے متبنیٰ لڑکا نکل گیا
متبنیٰ لڑکے کا حکم ابتداء اسلام مین صلبی لڑکے کے مثل تھا سو اللہ تعالی یہان قید کرنے
سے متبنیٰ لڑکے کی عورت نکل گئی وہ حرام نہین معلوم کیجئے اس آیت کا ظاہر رضاعی
لڑکے کی عورت حرام نہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن نسب سے جو عورتین حرام
ہین رضاع سے بھی وہی عورتین حرام ہین کرکے حدیث جو آئی ہے اس آیت کے
عموم کو خاص کردی سو رضاعی لڑکے کی عورت بھی حرام ہے وَاَنْ تَجْمَعُوْا
بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اور جمع کرنا درمیان دو بہنون کے یعنی دو بہنون کو ملاکے اپنی وطی
مین رکھنا حرام ہے پھر وہ دونون اعیانی بہن ہو یا علاتی یا اخیافی نسب سے ہو یا رضاعت
سے معلوم کیجئے دو بہنون مین جمع کرنا تین وجہ پر ہوتا ہے پہلی وجہ ایک عقد مین

دونون کو جمع کرے مثلاً کہے مین ہند کو اور اسکی بہن کو نکاح کیا یہہ عقد فاسد ہے
نکاح دونون کا منعقد نہین ہوتا اگر ایک بہن کو اول نکاح کیا بعد دوسری کو نکاح کیا
تو اس دوسری کا نکاح باطل ہے پہلی کو طلاق باین دیا بعد دوسری بہن کو نکاح کیا
تو دوسری کا نکاح صحیح ہوگا دوسری وجہ ملک یمین سے دو بہنون کے درمیان
جمع کرنا یعنی دونون کو مول لے کے ان سے وطی کرنا سو دونون کو ملا کے وطی کرنا جایز نہین ایک
سے وطی کیا تو دوسری اس پر حرام ہوئی جب تک پہلی کو بیع یا ہبہ یا عتق یا کتابت سے
اپنے پر حرام نہ کرے دوسری سے وطی جایز نہین تیسری وجہ ایک بہن نکاح مین تھی دوسری
بہن کو خرید کیا تو اس باندی سے وطی کرنا جایز نہین جب تک منکوحہ بہن کو طلاق نہ دیوے
دو بہنون مین جمع کرنا پہلی وجہ سے بالاجماع حرام ہے دوسرے دونون وجہ سے جمع کرنیکو
بعضے سلف جایز رکھے ہین ابن عباس سے ایسا ہی مروی ہوا ہے اور امام احمد سے بھی ایک
روایت ہے جمہور فقہا کے پاس ان دونون وجہ سے بھی جمع کرنا حرام ہے امام مالک اور امام
شافعی اور عبد بن حمید اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین طریق سے
ابن شہاب زہری کے روایت کئے ہین اسنے قبیصہ بن ذویب سے روایت کیا ہے کہا
ایک شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا دو بہنون کے درمیان ملک یمین سے
جمع کرنا جائز ہے یا نہین عثمان کہے ایک آیت اس کو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام
کی ہے مین اسکو نہ کرونگا پھر وہ شخص وہان سے نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے
ایک شخص سے شاید وہ علی رضی اللہ عنہ تھے ملکے پوچھا تو کہے مجھکو اختیار ہو تو ایسا کرنے والے
سزا دونگا معلوم کیجئے دو بہنون کو جیسا جمع کرنا حرام ہے عورت کو اور اسکی خالہ یا اسکی
پھپی کو جمع کرنا بھی حرام ہے صحیحین وغیرہ مین حدیثا اسکی نہی کی وارد ہوئی ہے جمہور فقہا کا
یہی مذہب ہے اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مگر جو آگے ہو چکا یعنی نہی وارد ہونیکے قبل جاہلیت کی عادت پر جو دو
بہنون کو نکاح مین جمع کرتے تھے سو معاف ہے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ٥ مقرر اللہ ہے بخشنے والا مہربان

وقف

والمحصنت

الجزء الخامس ع

والمحصنت من النساء اور شوہر والی عورتین محصنات جمع محصنہ کی ہے مشتق احصان سے
اسکی معنی لغت مین منع کرنا باز رکھنا محصنہ کی معنی منع کرنے والی باز رکھنے والی عورت بعد اسکو چند معنی
مین استعمال کئے ایک حرہ یعنی بی بی جو آزاد ہو اور کسیکی لونڈی نہ رہے دوسری عفیفہ یعنی ست سے رہنے
والی عورت اسکو محصنہ کہے کیا واسطے اُسنے اپنی فرج کو فساد سے باز رکھی بیجا کام کرنے سے اپنی
تئین منع کی تیسری مسلمان عورت چوتھی شوہر والی عورت اس آیت مین محصنہ سے یہی اخیر کی معنی یعنی
شوہر والی عورت مراد ہی کیا واسطے یہان محصنات کا عطف محرمات پر کیا تو معلوم ہوا احصان جو سبب
حرمت کا ہی مراد ہو نا حریت اور عفت اور اسلام کو حرمت مین کچھ تاثیر نہین اس سے معلوم ہوا محصنات سے
شوہر والی عورتین مراد ہین یعنی شوہر والی عورتین تمپر حرام ہین شوہر سے بن مفارقت کئے کے اسکو نکاح کرنا
کرنا حلال نہین یہہ ساتوین عورت ہی جو کسی سبب کے نظر کرتے حرام ہوئی **الا ما ملکت ایمانکم** مگر جنکے
مالک ہو جاوین تمھارے ہاتھ یہہ استثنا ہی پہلے حکم سے یعنی شوہر والے سب عورتین تمپر حرام ہین مگر شوہر والی عورت
بند مین آوے اور اُسکا شوہر دار الحرب مین ہی تو اُس عورت کی استبرا کے بعد اُسکے مالک کو اُس سے وطی کرنا
حلال ہی کیا واسطے بند مین آنے سے اُسکے نکاح کا عقد ٹوٹ گیا استبرا کی معنی پاک ہونا یہان استبرا سے
رحم پاک ہونا مراد ہے اُسکو حمل ہو تو حمل وضع ہوئے تک اُس سے وطی جائز نہین حیض آنے والی ہو تو ایک حیض آئے
تک صبر کرنا حیض نہین آنے والی ہی تو ایک مہینا گذرے تک توقف کرنا اس آیت کی شان نزول کو مسلم اور
ابو داؤد وغیرہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے دن
فوج کی ایک ٹکری اوطاس کی طرف روانہ کئے سو دشمن سے مقابلہ کرکے اُنپر فتح یاب ہوئے اور اُنکے کئی
عورتین مسلمانون کے ہاتھ لگین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُنسے وطی کرنے کو عیب جانے کیا واسطے اُن عورتون کے
شوہر موجود تھے تب اللہ تعالے نے اس آیت کو نازل کیا حنین ایک جگہ کا نام ہی طایف اور مکہ کے درمیان وہان
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین اور ہوازن مین جنگ ہوئی مسلمانون کو فتح ہوئی اوطاس الف کی فتح اور واو کی
سکون سے طاے مہملہ اور سین مہملہ کی درمیان الف ہی ایک وادی یا ایک جگہہ کا نام ہے جو ہوازن کے شہرون مین ہے معلوم کیجیے
ملک یمین کو استثنا جو کیا سبی کی ساتھ مخصوص ہے باندی کسی مسلمان کی نکاح مین ہو اور اُس باندی کو بیع سے یا ہبہ سے

مالک ہو اتو بدون طلاق کے ملک یمین سے اسکو وطی کرنا حلال نہین اکثر صحابہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور
فقہا کا یہی مذہب ہے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم کہتے ہین
مالک باندی بیچا یا ہبہ کیا تو اُسکو طلاق ہوگیا اسپر اسکے مالک وطی کرنا حلال ہے کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ
لکھا اللہ کا ہے تم پر یعنی ان تمام عورتون کی حرمت کو اللہ تعالی تمپر لکھ چکا ہے اسکا خلاف جائز نہین یا
معنی یون ہے تم اپنے پر لازم کرلو اللہ کے لکھے کو وَاُحِلَّ لَکُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمۡ اور حلال کیا گیا تمکو
جو اُنکے سوا ہین یعنی یہ عورتین جنکی حرمت مذکور ہوئی اُن کے سوا جتنے عورتین ہین اُنکی نکاح تمپر اللہ
تعالی حلال کیا اُحِلَّ کی لفظ مین دو قرأت ہین ابو جعفر حمزہ کسائی خلف حفص اُحِلَّ ہمزہ کی ضم اور
مہملہ کی کسرہ سے ماضی مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہین مذکور معنی اسی قرأت پر ہے دوسرے قرا ہمزہ اور
حا و نون کے فتح سے ماضی معروف کے صیغے سے پڑھتے ہین اُنکی قرأت پر معنی یون ہوگی اللہ تعالے
حلال کیا تمکو جو اُنکے سوائے ہین اِس آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہی حرام عورتین جو مذکور ہوئین اُنکے سوا
تمام عورتین حلال ہین لیکن دوسری دلیلون سے اُنکے سوائے بھی چند عورتین حرام ہین خالہ بھانجی ہین پھپھی بھتیجی
جمع کرنا جائز نہین جس عورت کو تین طلاق دے چکا ہی اُسکو دوسرا شوہر نکاح کرکے طلاق دے تک نکاح
کرنا صحیح نہین عورت جو عدہ بیٹھی ہے اُسکا عدہ تمام ہوئے تک نکاح کرنا حلال نہین جسکے نکاح مین حرہ عورت
ہو اُسکو کسی کی باندی نکاح کرنا جائز نہین جسکو حرہ عورت کے تئین نکاح کرنیکی طاقت ہو تو امام شافعی کے پاس اُسکے تئین
باندی کو نکاح کرنا صحیح نہین جس کے نکاح مین چار عورت ہو تو پانچوین کے تئین نکاح کرنا صحیح نہین جس عورت سے ملاعنہ کیا ہے
اُسکو نکاح کرنا صحیح نہین اِس آیت کا عموم اُنسے تخصیص پایا اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ
یون کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے طلب کرنے یا نکاح مین لانے نہ مستی نکالنے یعنی ان محرمات عورتون کے سوائے دوسرے
عورتین تمکو اللہ تعالی حلال کیا سو اس شرط پر کہ تم اپنا پیسا خرچ کرکے عورتین طلب کرنا یہ خواہش احصان یعنی عفت کے
واسطے ہونا یا نکاح واسطے ہونا سفح واسطے رہنا پیسا خرچ کرنا سو عورت کو مہر دیکے نکاح کرنا یا باندی مول لیکے

ا یعنی لفظ مین لا محصنین اور غیر مسافحین یہ دونون تبتغوا کی ضمیر کے حال پڑے ہین اس جگہ احصان سے یا عفت مراد ہے یا نکاح
مراد ہے مسافحین سفح سے مشتق ہے سفح کی اصل معنی اندیلنا یہان اُس سے زنا یعنی چھنالا مراد ہے زنا کو سفح بولے گیا واسطے

زنا کرنے والی کو غرض کچھ نہین مگر بعات سستا معلوم کیجیے مہر مین جسقدر مال ہو دیا جائز ہے تھوڑا ہو یا بہت آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے صحیحین کی حدیث مین آیا ہے کہ وہ مہر اگرچہ انگوٹھی لوہے کی ہو شافعی کا یہی قول ہے ابو حنیفہ کہتے ہین مہر دس درم سے کم نہونا ہی ابو حنیفہ کہتے ہین مہر مال کی قسم سے رہنا شرط ہے منافع ہو جیسے قرآن کی سورتون کی تعلیم کو مہر ٹھرانا صحیح نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ ابتغا کو مال سے قید کیا سورتون کی تعلیم مال نہین شافعی کہتے ہین سورتونکی تعلیم کو مہر ٹھہرانا صحیح ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورتونکی تعلیم کو مہر ٹھہرائے صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے عورت کو مال سے طلب کرنی جائز ہونے پر آیت دلالت کرتی ہے منافع سے طلب کرنا یا نہ کرنا اس پر آیت دلالت نہین کرتی

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً پھر جسکو تم ان عورتون مین سے اپنے کام مین لائے تو دو انکو انکے حق جو مقرر ہوئے استمتعتم ماضی کا صیغہ ہے استمتاع سے استمتاع کی معنی لغت مین انتفاع پانا یہان اس سے جماع کرنا یا نکاح کا عقد مراد ہے اجور سے مہر مراد ہے ما کا لفظ موصولہ ہے اس سے مراد چیز ہے یا عورتین بہ کی ضمیر ما کی طرف پھرتی ہے ما کے لفظ کی رعایت کرتے مفرد ضمیر لے آیا اور فاتوہن اور اجورہن مین معنی کی رعایت کرتے جمع کی ضمیر کے لئے آیا منہن مین من جو آیا ہے بیان کیواسطے ہے یا تبعیض کیواسطے معنی یون ہین وہ عورتین جن سے تم انتفاع لئے ہین ان منکوحات سے سو دو انکو انکے مہر یا معنی یون ہین جس چیز سے تم اس سے اپنے منکوحات سے انتفاع لئے ہین جماع سے یا عقد سے تو اس پر انکو ان کے مہر دو مہر کو اجر بولا کیا واسطے جو چیز منفعت کا بدل پڑتا ہے اسکو اجر یعنی اجرت کہتے ہین جیسے گھر کی یا جانور کی منفعت کے بدلے جو پیسا دیتے ہین اسکو اجر کہتے ہین یہہ پیسا بھی منفعت کا بدل ہے اس لئے اسکو اجر بولا مہر عین کا بدل نہین ہے کہ اسکو دوسرے لفظ سے تعبیر کرے فریضہ کا لفظ مفروضہ کی معنی سے حال ہے اجورہن کا یعنی انکے مہر دینا تمپر فرض اور لازم ہے فریضہ کو مفعول مطلق تاکید واسطے ڈال کے اس کی تقدیر فرض اللہ ذلک فریضۃ کرنا یا مقدر کی صفت ڈال کے اسکی تقدیر فاتوہن اجورہن ایتاءً مفروضا کرنا بھی صحیح ہے جمہور مفسرین آیت کی یہی تفسیر کرتے ہین بعضے مفسرین کہتے ہین اس جملے مین نکاح متعہ کا حکم ہے متعہ اسکو کہتے ہین عورت کو کچھ دیکے معین چند روز رکھنے پر عقد باندھنا اتنے دن جب منقضی ہوے بن طلاق کے وہ عورت جدا ہوئی ان معین ایام مین دونون سے کوئی مرے تو اس عورت کو یا شوہر کو میراث نہین اور شوہر کے مرنے سے عورت پر عدت بھی نہین بچہ ہوا تو اسکا نسب بھی اس شوہر سے ثابت نہین ہوتا کہتے ہین آیت کی

معنی یون ہے جس عورت سے متعہ کرتے ہین تو اسکو اسکی اُجرت دیڈالو معلوم کیجیے متعہ ابتدا از اسلام مین مباح تھا بعدہ حکم
منسوخ ہوا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اُسکی حرمت پر سب صحابہ کا اتفاق ہوا بعد ابن عباس اُسکے مطلق جواز کے یا ضرورت کے
وقت مباح ہونیکے قائل تھے ابن عباس اس بات سے باز آئے سو بھی ثابت ہوا ہی فقہاء مکہ سے ابن عباس کے بیٹے
تابعین بھی جواز کے قائل تھے بعد تمام اُمت اُسکی حرمت پر اجماع کیے اب اُسکی حرمت مین کسیکو خلاف نہین مگر
شیعہ اُسکے جواز پر ہین اور کہتے ہین اس آیت سے متعہ ہی مراد ہی کیا واسطے اوپر کی آیت مین عورتون کو پیسے سے طلب کرنیکا
حکم کیا بعد بولا تمتع کے بعد انکی اُجرت دو تو معلوم ہوا عورت کو وطی واسطے اجرت سے طلب کرے ناجائز ہی یہہ ہوگا مگر
متعہ مین کیا واسطے نکاح مطلق مین حلیت حاصل نہین ہوتی جب تک عقد نہو اور ولی اور شاہدین اُس پر نہ رہے
ہون فقط مال سے طلب کرے ناحلیت کو مفید نہین ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہی اور کہتے ہین اس آیت کو نکاح پہ
حمل کرے تو حکم کی تکرار لازم آتی ہے کیا واسطے سورت کے شروع مین کہہ دیا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی
وثلٰث وربٰع بعد کہا وآتوا النساء صدقٰتہن نحلۃ یہان بھی یہہ حکم نکاح کا لیوے تو حکم کی تکرار ہوتی ہی جب اس آیت
کو متعہ پر حمل کرے تو جدید فایدہ ہوتا ہی جدید فایدہ اولی ہی تکرار سے اور کہتے ہین اُسکو ابی بن کعب اور عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت تائید کرتی ہے انکی قرأت مین آیا ہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمّی فآتوہن
اجورہن یعنے جسکو تم ان سے اپنے کام لائے ہین کسی مقرری وعدے تک تو دو انکو انکے حق عبد بن حمید اور
ابن جریر قتادہ سے روایت کئے ہین اُسنے کہا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت مین ایسا ہی ہی اور ابو داود نے
کتاب المصاحف مین سعید بن جبیر سے روایت کیا ہی کہ ابی بن کعب کی قرأت مین ایسا ہی ہے عبد الرزاق نے عطا سے
روایت کیا ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی کر کے پڑھے اور بولے ابی کی قرأت مین
ایسا ہی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور حاکم مستدرک مین
طرق متعددہ سے ابی نضرہ سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس فما استمتعتم
بہ منہن فآتوہن اجورہن کو پڑھا ابن عباس کہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی ابو نضرہ نے کہا ہم تو ایسا نہین
پڑھتے ابن عباس کہے واللہ اسکو اللہ تعالی نے ایسا ہی نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا
مسلم کے شرط پر ہے اس قرأت سے ثابت ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہے اور کہتے ہین اس آیت مین مجرد استمتاع پر اجر

دینے کا حکم ہے استمتاع کی معنی تلذذ اور انتفاع ہی نکاح مین اجر جو دیتے ہین استمتاع پر موقوف نہین بلکہ مجرد عقد پر ہے کیا واسطے مجرد عقد سے نصف مہر لازم ہو جاتا ہی معلوم ہوا کہ نکاح کو استمتاع نہ کہینگے کیا واسطے استمتاع مین تلذذ ہونا ضرور ہے مجرد نکاح مین تلذذ نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہے اور کہتے ہین ان تبتغوا باموالکم شامل ہی اسکو جو عورت کو مال سے علی التابید طلب کرے یا بسبیل توقیت یہہ دونون قسم آیت مین جب داخل ہوئے تو یہہ آیت متعہ کی حلیت کو مقتضی ہوئی اور کہتے ہین متعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین حلال تھا اسکو حرام نہین کئے مگر عمر رضی اللہ عنہ طحاوی نے روایت کیا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین دو متعے ہوتے تھے ایک عورتون کا متعہ دوسرا حج کا متعہ اور مین ان دونون سے منع کرتا ہون کہتے ہین جو شئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین حلال ہو وہ عمر کے حرام کرنے سے حرام نہین ہوتی عبدالرزاق اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے اللہ تعالی عمر کو رحم کرے متعہ نہین تھا مگر رحمت کہ جس سے اللہ تعالی نے امت محمد پر رحم کیا تھا اگر عمر اُس سے نہی نہ کرتے تو زنا کا محتاج نہین ہوتا مگر شقی عبدالرزاق اور ابن جریر حکم سے روایت کئے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ کہے عمر متعہ سے نہی نہ کرتے تو زنا نہ کرتا مگر شقی ثعلبی اپنی تفسیر مین ابی رجاء العطاردی کی طریق سے روایت کی ہی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہے متعہ کی آیت کتاب اللہ مین نازل ہوئی اسکے بعد دوسری کوئی آیت اُسکو نسخ کرنیکی نازل نہین ہوئی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کا امر کئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہکے متعہ کئے حضرت ہمکو منع نہین کئے اُن کے بعد ایک شخص نے اپنی رای سے جو چاہا سو کیا اور کہتے ہین اول اسلام مین متعہ جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہی کسی کو اُسکے جواز مین اختلاف نہین بعد وہ حکم منسوخ ہوا یا نہین سو اُسمین اختلاف ہی اگر اس حکم کا نسخ ہوا ہی تو اسکا ناسخ تواتر سے معلوم ہوا ہوتا یا اخبار احاد سے تواتر سے معلوم ہوا ہے تو لازم آتا ہی کہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما کا منکر ہونا اُس حکم کے جس کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا بتواتر ثابت ہوا ہی ایسے حکم کا منکر کافر ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ بات قطعاً باطل ہی اسکا حکم خبر احاد سے ثابت ہے تو بھی باطل ہے کیا واسطے متعہ کی اباحت تواتر و اجماع سے ثابت ہوئی ہی اسکا ثبوت یقیناً معلوم ہوا خبر احاد سے اسکو ہم نسخ کرے تو ظنی امر سے قطعی امر کو نسخ کرنا لازم آتا ہی یہہ تو باطل ہے

اور کہتے ہین احادیث تم جو ذکر کرتے ہو انمین خیبر کے دن متعہ کی نہی کئے کرکے وارد ہے اور بعضے روایتون
مین آیا ہے فتح مکہ کے دن اسکی اجازت دیئے اور ایک روایت مین آیا ہے حجۃ الوداع مین اجازت دیئے
یہہ دونون واقعے فتح خیبر کے بعد ہوئے ہین تو معلوم ہوا خیبر کے دن متعہ کی نہی ہوئی کرکے روایت جو
وارد ہے غلط ہے کیا واسطے ناسخ اپنے منسوخ پر کیسا مقدم ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ متعے کے منع کی
احادیث جو ہین انمین تناقض ہے وے احادیث قابل حجت نہ ہے ہم اہل سنت وجماعت کہتے ہین اس آیت کو
نکاح متعہ پر حمل کرنا صحیح نہین کیا واسطے اللہ تعالی نے عورتین جنکی وطی حرام تھی پہلے ذکر کیا بعد بولا واحل لکم
ما وراء ذلکم یعنی حلال کیا ان کے سوائے سو اس حلیت کو مطلق نہین چھوڑا بلکہ اسکو ان تبتغوا باموالکم سے شرط
لگایا تا معلوم کرے انکے ورے عورتین جو حلال ہین سو مطلق حلال نہین بلکہ پیسا خرچ کرکے انکو طلب کرنا یعنی انکو
مہر سے طلب کرنا یا پیسا دیکے باندی مول لینا اس شرط سے عورت کو عاریت لیکے یا بن بیوی کیے مفت وطی کرنا
حرام ہوا بعد اس حکم کو پھر دو شرط سے مقید کیا اور فرمایا محصنین غیر مسافحین یعنی پیسا خرچ کرکے طلب کرو وے گے تو
مخصوص عفت واسطے ہونا یا مخصوص نکاح سے ہونا کہ جس سے وہ عورت اسکی وہ جورو ہوا اور غیر کی نگاہ ش
سے محفوظ رہے محض دھات نکالنے کیواسطے نہ ہووے اس شرط سے متعہ باطل ہوا کیا واسطے اسمین عفت
منظور نہین فقط دھات نکالنی غرض ہے وہ عورت ہر شب نئے یار کے گلے لگتی ہے اور ہر وقت تازے مرد کے گود مین
سوتی ہے بعد اللہ تعالی اس حلال نکاح پر تفریع کرکے فرمایا فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن اس سے غرض
یہہ نکلی مہر دیکے عورت کو جو نکاح کئے ہین اس سے تمتع حاصل کرنے سے تمپر مہر لازم ہوا اگر وطی ہوئی ہے تو
پورا مہر دینا لازم ہے پیش از وطی طلاق دیوے تو آدھا مہر دینا ضرور ہوگا اس آیت کو اسکے ماقبل سے قطع کرکے
ابتداء کلام لینا اور اسکو متعہ پر حمل کرنا عربیت کے قواعد کے رو سے باطل ہے کیا واسطے اس جملہ کے
شروع مین فا کا لفظ لایا فا کا لفظ لانا اپنے ماقبل سے قطع اور ابتداء کلام ہونے کو منع کرتا ہے
بلکہ مابعد کو ماقبل سے مربوط کرتا ہے وہ جو کہے تھے نکاح صحیح پر اسکو حمل کرنے سے فائدہ جدید حاصل
نہین ہوتا سو بات باطل ہوئی کیا واسطے فائدہ جدید یہی ہے نکاح ہونے سے مہر ادا کرنا لازم ہوا
خواہ پوری مہر لازم ہو یا آدھی مہر اوپر کے آیتون مین مہر کس وقت لازم ہوتا ہے سو ذکر نہین تھا

یہان اسکو ذکر کیا یہہ البتہ فایدۂ جدید ہے نکاح کو استمتاع نہین بولتے کرکے جو کہے سو مسلم ہے ہم یہہ نہین کہتے
استمتاع سے مراد نکاح ہے بلکہ استمتاع کی معنی انتفاع ہی کی ہے لیکن جب نکاح اُنسے انتفاع حاصل کرنے کا
سبب ہوا اور نکاح کرنے سے ایک نوع کا انتفاع اسکو مل چکا اور فلانے کی عورت ہوئی کرکے بول لگا اُس
انتفاع کیواسطے آدہا مہر گلے لگا تو معلوم ہوا کہ مجرد نکاح مین استمتاع موجود ہے اور احل لکم ما وراء ذلکم مین اگرچہ
نکاح متعہ داخل تھا لیکن پیچھے کے قیدنے اسکو نکال دیا پیچھے کے قید کو چھوڑ دیکے متعہ حلال ہے کہنا بیجا ہے
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرارت جو ذکر کئے ہین اُسکی صحت مین کلام ہے بر تقدیر ثبوت وہ شاذ
قرارت ہے قرارت شاذہ قابل حجت نہین علی الخصوص نظم قرآنی کے خلاف ہو جو لوگ قرات شاذہ
کو حجت ظنی گردانتے ہین اُن کے قول پربھی یہہ قید لگانے سے متعہ پر آیت دلالت نہین کرتی کیا
واسطے الی اجل مسمّی کی تعلق استمتاع سے ہے عقد کے ساتھ تعلق نہین متعہ مین مدت معین کی تعلق نفس عقد
کے ساتھ رہتی ہے استمتاع کے ساتھ نہین رہتی معنی یون ہین نکاحی عورتون کے ساتھ ایک مدت معین تک
تمتع پاؤگے تو اُنکا پورا مہر ادا کردو اس قید کو افزود کرنیکا فایدہ یہہ ہے کہ ایسا نہ سمجھے پورا مہر ادا
کرنا لازم ہوا اگر نکاح کی پوری مدت تمام ہووے یعنی دونون مین موت وغیرہ سے جب فراق ہوتا ہے تب مہر ادا کرنا بلکہ مجرد نکاح کے مہر لازم
ہوا اگر ہم مسلم رکھے کہ یہہ آیت متعہ کے حکم مین ہے تو بھی ہم کو کچھ خلل نہین کیا واسطے متعہ اول اسلام مین مباح تھا بعد وہ حکم کتاب سنت سے منسوخ ہوا
اسکے نسخ مین متعدد احادیث وارد ہین یہہ حکم کتاب سے منسوخ ہوا جو ہم کہے اسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
(والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ماملکت ایمانہم) اِس آیت مین وطی حلال ہونیکے
سبب کو اللہ تعالیٰ نے دو چیز مین حصر کیا ایک نکاح صحیح دوسرا ملک یمین اس حکم کو سورۃ المومنین
مین ذکر کیا پھر تاکید واسطے سورت المعارج مین بھی اسیکو ذکر کیا اُسکے بعد دونون جگہہ مین فرمایا
(فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون) متعہ کی رنڈی نہ زوجہ ہے نہ بندی کیا واسطے بندی
رہتی تو اسکو بیع وغیرہ سے مالکانہ تصرف کرنا روا ہوتا حالانکہ بالاجماع وہ تصرف جائز نہین معلوم ہوا
کہ وہ بندی نہین زوجہ بھی نہین کیا واسطے زوجہ ہوتی تو موت سے دونون مین توارث ہوتا کیا واسطے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ولکم نصف ماترک ازواجکم الآیہ اور عدت واجب ہوتی کسواسطے کہ اللہ تعالےٰ

فرماتا ہے (والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجًا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا) اور نسب ثابت ہوتا کیا واسطے حدیث مشہور مین آیا ہے الولد للفراش یعنی بچہ بچھونے کا ہے یعنی عورت کے ساتھ ملکے بچھونے پر جو شخص سوتا ہے خواہ شوہر ہو یا صاحب اُسکے ساتھ بچے کا نسب ثابت ہوتا ہے متعہ کے رنڈی مین یہ تینون بات نہین نہ اسکو میراث ہے نہ عدت اور نہ اس سے نسب ثابت ہوتا ہے شیعہ کا بھی اسبات مین اتفاق ہے تو معلوم ہوا کہ وہ زوجہ نہین جب یہہ دونون امر یعنی زوجیت اور ملکیت اس مین نہ ہوئی تو اُس سے وطی کرنیوالا (فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون) مین داخل ہوا اس سے ثابت ہوا کہ متعہ حرام ہے اُسکی حلیت کا جواز اس آیت سے منسوخ ہوا یہہ آیت از قبیل اخبار و اوصاف ہے احتمال نسخ کا اس مین ممکن نہین اسکو تاکید کرتا ہے وہ جو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابن ابی ملیکہ کہا ہے مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو متعہ سے پوچھا بی بی نے فرمایا میرے اور تمھارے درمیان کتاب اللہ ہے یعنی اُسکا حکم پوچھنے کی احتیاج نہین کیا واسطے کتاب اللہ مین اسکا حکم موجود ہے اور یہہ آیت پڑھی (والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون) سو اللہ تعالی جنکو نکاح کروا دیا یا بند مین دیا اُن کے سوائے دوسرے کو کوئی چاہا تو اُسنے حد سے تجاوز کیا یعنی اُنکے سوائے متعہ وغیرہ سے تصرف کرنا صحیح نہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی اور بولا شیخین کے شرط پر ہے امام محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنی کتاب الآثار مین امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے اُسنے حماد سے اُسنے ابراہیم نخعی سے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہے عورتون سے متعہ کرنیکی رخصت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایک جنگ مین ہوئی تھی وے اپنی مجردی کی شکایت کئے تھے بعد اسکو آیت نکاح اور میراث اور مہر کی منسوخ کی اسکی سند کے رجال سب ائمہ فقہاء ثقات ہین عبد الرزاق اور ابن المنذر اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے متعہ منسوخ ہوا طلاق اور مہر اور عدت اور میراث اسکو نسخ کئے ابن عدی اور دارقطنی اپنی سنن مین ابی ہریرہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث مرد و عورت مین جو ہوئی متعہ کو حرام کئے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند حسن ہے

اسحق بن راہویہ اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ثنیۃ الوداع پاس اُترے چراغین دیکھے اور عورتین روتین سو سُنکے پوچھے یہہ کیا ہے لوگ کہے یارسول اللہ یہہ وے عورتین ہین لوگ جن سے متعہ کئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے متعہ کو توڑا اُسکی سند بھی حسن ہو لیکن ابو ہریرہ کی ان دونون سند کے بعضے رجال مین محدثین کو کلام ہے اس حدیث کو ایک شاہد ہو اُسکو حافظ ابوبکر الحازمی نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کیواسطے نکلے شام کے قریب گھاٹہ جو ہے وہان ہم جب پہنچے عورتین آئین ہم اُن سے متعہ کرنیکی بات کئے اور کہے ہمارے منزل مین آنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتون کو دیکھکے پوچھے یہہ کون عورتین ہین ہم کہے یارسول اللہ ہم اُنسے متعہ کئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا غضب مین آئے کہ حضرت کے رخسارے سرخ ہوئے اور خطبہ پڑہنے کھڑے ہوکے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کئے اور متعہ سے نہی کئے پھر ان عورتون کو ہم رخصت کئے ہم کبھی اُسکی طرف عود نہ کئے اس گھاٹہ کا نام ثنیۃ الوداع ہوا ابو داؤد اپنی کتاب ناسخ ومنسوخ مین اور ابن المنذر اور نحاس وغیرہ نے عطا کی طریق سے اُسنے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہو انھون نے کہے (فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن) کو یہہ آیت منسوخ کی (یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن) (والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء) (واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلاثۃ اشہر) ترمذی وغیرہ محمد بن کعب القرظی کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا متعہ نہین تھا مگر ابتداء اسلام مین آدمی شہر مین آتا وہان اُسکا کوئی آشنا نہین رہتا سو وہان جتنے دن رہتا اتنے دن تک نکاح کرتا تا اسکے اسباب کی محافظت کرے اور اُسکے کامون مین چین کرے یہانتک کہ یہہ آیت نازل ہوئی الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ابن عباس کہے ان دونون کے سوائے نکاح اور ملک یمین کے سوائے جو فرج ہو سو حرام ہے اُسکی سند مین موسیٰ بن عبیدہ الربذی ہو وہ ضعیف ہے عبد الرزاق اور ابن المنذر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رمضان کا روزہ دوسرے تمام روزون کو نسخ کیا اور زکوٰۃ دوسرے صدقون کو نسخ کی اور طلاق اور عدت اور میراث متعہ کو نسخ کئے یہہ حدیث بھی ضعیف ہے ابو داؤد اپنی کتاب الناسخ مین

اور ابن المنذر اور نحاس اور بیہقی سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہے میراث کی آیتین متعہ کو نسخ کئے
معلوم کیجئے اِن احادیثون مین بعضے احادیث اگرچہ ضعیف ہین لیکن ان سب طریقون کو جمع کرنے سے متعہ
کی حُرمت ان آیتون سے ہونا معلوم ہوا ہم مسلّم رکھے کرتے ضعیف روایتین قابل حجت نہین لیکن آیت
اُسکا نسخ جب معلوم ہوا تو ان احادیث کو حجت نہ گردانے تو بھی ہمکو کچھ خلل نہین وہ جو کہتے ہین متعہ کو
عمر رضی اللہ عنہ حرام کئے سو بات غلط ہے عمر رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے حرام نہین کئے بلکہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہی کئے ہین کرکے منع کئے اسپر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت
کرتی ہے جسکو ابن ماجہ اور ابن عساکر اور تمام اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین روایت کئے ہین کہے
عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے بعد اکر وخطبہ پڑھے سو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی اجازت تین دن تک
دئیے بعد اسکو حرام کئے واللہ جو شخص متعہ کریگا سو مجھکو معلوم ہوگا اور محصن رہیگا تو مین اُسکو رجم کرونگا
مگر اُسنے چار شاہد لاوے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت کے بعد بھی اُسکو حلال کرے حافظ عسقلانی نے کہا ہے
حدیث صحیح ہے ضیاء المقدسی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ
عنہ منبر پر کھڑے ہوکر اللہ تعالی کی حمد وثنا کرکے کہے لوگونکو کیا ہے نکاح متعہ کرتے ہین حالانکہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُس سے نہی کی ہین متعہ کیا سو شخص کا مقدمہ میرے پاس آیگا تو مین اسکو رجم کرونگا یعنی بعضے روایتون
مین جو آیا ہے عمر رضی اللہ عنہ کہے متعہ کو مین حرام کیا ہون سو اُس سے غرض یہہ ہے متعہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ مین اول مباح تھا لیکن مین اُس سے نہی کرتا ہون کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے
نہی کئے سو میرے پاس اُسکی حُرمت دلیل قطعی سے ثابت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے اس خطبے مین متعہ حرام
ہونیکی بڑی دلیل ہے کیا واسطے عمر صحابہ کے مجمع مین یہہ خطبہ پڑھے صحابہ سب انکے خطبہ کو مسلّم رکھے کوئی
اُنپر انکار نہین کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی حُرمت پر سب کا اجماع ہوا کیا واسطے صحابہ جو سکوت کئے یا وے سب جانتے تھے
متعہ حرام نہین لیکن عمر کے اندیشے سے سکوت کئے یا انکو اسکی حرمت و اباحت کا علم نہین تھا اُنسکو کچھ یاد دیے وے اسکی حرمت منسوخ جانے اسلئے سکوت کئے
اوپر کے دونون بات یعنی اندیشے سے خاموش رہنا یا اُسکی حرمت و اباحت کا انکو علم نہ رہنا دونون باطل ہین
کیا واسطے متعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع مین حلال رہنا لیکن اندیشہ سے سکوت کرنا سو اس سے عمر کی اور دوسرے

تمام صحابہ کی تکفیر لازم آتی ہے کیا واسطے جو شخص جانتے شرع مین متعہ حلال ہے بدون اسکے نسخ کے مین اسکو
حرام کرتا ہون کہا تو وہ شخص کافر ہوگا اور جو شخص جانا انہون خطا کئے اور کافر ہوئے سو اسبات پر تصدیق کیا
تو وہ بھی کافر ہوا اسبات سے تمام امت کی تکفیر لازم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس)
دوسری قسم یعنی اسکی حرمت اور حلیت کا علم نہین تھا اس لئے توقف کئے سو یہہ بات بھی باطل ہے کیا واسطے متعہ اگر مباح
رہتا جیسا نکاح مباح ہے تو سب لوگ کو اسکی اباحت کا علم رہنا ضرور ہوتا ایسا حکم مخفی رہنا ممنوع ہے بلکہ اسکی حلیت
سبکے پاس معلوم رہنا واجب ہے نکاح مباح ہے منسوخ نہین سو سبکو جیسا معلوم تھا متعہ کا حال بھی ویسا ہی ہوتا
سو اس سے معلوم ہوا تمام کو اسکی اباحت یا حرمت کا علم نہونا باطل ہے اب ثابت ہوا کہ انکو اسکی حرمت
کا علم تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی اباحت کو نسخ کئے سب کو علم تھا اس لئے سکوت کئے تو اسکی حرمت
پر سب صحابہ کی اجماع ہوئی انکے اجماع کی سند حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو امام شافعی سفیان بن
عیینہ سے روایت کئے ہین اسنے زہری سے روایت کیا ہے اس نے حسن اور عبد اللہ سے جو فرزندان تھے محمد بن علی
بن ابی طالب کے روایت کیا ہے وہ دونون اپنے باپ سے یعنی محمد بن الحنفیہ سے روایت کئے ہین اسنے کہا علی رضی اللہ عنہ
ابن عباس کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح متعہ سے اور شہری گدھون کے گوشت سے نہی کئے ہین امام مالک
اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ علی بن ابیطالب رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن منع کئے اور شہری گدھون کے
گوشت سے بخاری اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
متعہ سے اور شہری گدھے کے گوشت سے خیبر کے زمانہ مین نہی کئے ہین ایک روایت مین آیا ہے علی رضی اللہ عنہ کو کہے
ابن عباس کہتے ہین عورتون سے متعہ کرنا کچھ مضایقہ نہین علی رضی اللہ عنہ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے خیبر کے
دن نہی کئے اور شہری گدھونکا گوشت کھانے سے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس عورتون سے
متعہ کرنے مین نرمی کرتے یعنی وہ جائز ہے کرکے کہتے سو علی رضی اللہ عنہ سنکے فرمائے مَهْلًا یا ابن عباس یعنی
ای ابن عباس جلدی مت کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہی کئے خیبر کے دن اور شہری گدھونکے گوشت سے
مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے علی رضی اللہ عنہ فلانے کو کہے انک رجل تائہ یعنی تو تائہ آدمی ہے یعنی

بے راہ جاتاہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے نہی کئے ہین دارقطنی کی روایت مین آیاہے کہ علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم عورتون کے متعہ مین کلام کئے علی رضی اللہ عنہ انکو کہے انک امرء تائہ یعنی تو تایہ آدمی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے ہین سعید بن منصور کے روایت مین آیاہے کہ ابن عباس عورتون متعہ کرنے مین کچھ مضایقہ نہین کرکے فتوی دئیے سو علی رضی اللہ عنہ سُنکے کہے کیا تجھکو معلوم نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہی کئے الحدیث معلوم کیجئے یہہ حدیث سب ائمہ حدیث کے پاس ثابت ہے سب ائمہ اسکو روایت کئے ہین اُسکی صحت پر سب کا اتفاق ہے اہلبیت سے جو حدیث مروی ہے اور انکا وہ مذہب ہے اُس پر عمل کرنا شیعہ پاس لازم ہے بیہقی نے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ انہون کہے نکاح متعہ وہ بعینہ زنا ہے باوجود اُسکے اسپر عمل نکرنا ان کے قواعد کا خلاف ہے عبدالرزاق اور امام احمد اور مسلم سَبَرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو متعہ کی اجازت دئیے پھر مین اور ایک شخص ملکے بنی عامر کی ایک عورت پاس گئے وہ عورت گویا اونٹنی کی سی دراز گردن تھی یعنی جوان قوی ہیکل تھی پھر ہمنے اُسکے پاس سونیکی بات کئے اُسنے کہی تو مجھکو کیا دیگا مین بولا اپنی چادر دونگا میرے ساتھ کا شخص بھی اپنی چادر دونگا کرکے کہا میری چادر سے اُسکی چادر بہتر تھی اور مین بہ نسبت اُسکے جوان تھا میرے ساتھ والے کی چادر کو دیکھی سو چادر اُسکی پسند آئی اور مجھکو دیکھی سو مین اُسکے پسند پڑا مجھکو بولی تیری چادر مجھکو بس ہے پھر مین اس عورت سے ملکے تین روز رہا بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے کسی شخص کے نزدیک متع کیا سو عورت ہو تو اُسکا خیال چھوڑ دینا مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ سبرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکے کے جنگ کو گیا وہان پندرہ روز رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتون سے متعہ کرنے کی اجازت دئیے پھر اوپر کی روایت مین قصہ جو بولا اُسکے مثل بیان کرکے بولا اس عورت کے پاس سے مین نہین نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حرام کئے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے مین دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکن اور باب کے درمیان یعنی حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے مابین کھڑے ہوکے فرمائے اے لوگو مین تمکو عورتون سے استمتاع کرنیکی اجازت دیا تھا مقرر اللہ تعالیٰ نے اسکو قیامت تک حرام کیا ہے جس شخص کے پاس متعہ کی عورت ہو تو اُسکی راہ کو مت جاو اور ان عورتون کو کچھ دئیے ہین تو اُن سے نہ لیو واپس

مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ فتح ہوے مکہ سو سال ہم مکہ مین داخل ہوئے بعد ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
متعہ کرنیکی اجازت دئے پھر ہم ہنوز مکہ سے نکلے نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے مسلم
ایک روایت مین آیا ہے کہ عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہا مجھکو ربیع بن سبرة الجہنی نے خبر دیا کہ اُنکا
والد یعنی سبرہ بن معبد جہنی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے نہی کئے اور فرمائے اَلَا اِنَّھَا حَرَامٌ مِّن
یومکم ہذا الی یوم القیامتہ یعنی خبردار بے شک متعہ آج کے دن سے قیامت کے دن تک حرام ہے اگر
کوئی شخص ان عورتون کو کچھ دیا ہے تو اُسکو نہ پھیر لیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم
سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اوطاس کے سال ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عورتون سے تین روز متعہ کرنیکی اجازت دئے بعد ہمکو اُسکے بعد متعہ سے نہی کئے بیہقی نے ابو ذر
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہے متعہ حلال نہین ہوا تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو تین روز
تک بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین سالم بن عبد اللہ سے روایت
کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص متعہ سے پوچھا تو کہے حرام ہے وہ شخص کہا فلانا
شخص اسمین کلام کرتا ہے ابن عُمر کہے واللہ مقرر وہ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کو
خیبر کے دن حرام کئے اور ہم زنا نہ کرینگے یعنی متعہ زنا ہو ہم اُسکو نہ کرینگے اِن احادیث کے سوائے
اور بھی احادیث اُسکے حُرمت مین دوسرے صحابہ سے ثابت ہین لیکن ہم اختصار واسطے اِن کو نہین لکھے
علی رضی اللہ عنہ سے جو نقل کئے ہین عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے نہی نہ کرتے تو زنا نہ کرتا مگر شقی یہہ روایت منقطع ہے
قابل حجت نہین ابن عباس سے جو مروی ہے اُسکے ثبوت مین بھی نظر ہو سند صحیح سے بھی یہہ نقل ثابت ہو تو قابل رد کرنے
ہے کیا واسطے یہہ بے معنی کلام ہے کیا واسطے اسکی نہی شارع کی طرف سے ہو یا نہین شارع کی طرف سے ہو تو اعتراض
شارع پر ہو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ اللہ تعالی متعہ سے نہی نہ کرنا مناسب تھا نہی کرنے سے لوگ زنا مین
پڑتے ہین یہہ کلام تو منجر بکفر ہوتا ہو علی مرتضی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ایسا سخن کرنا باطل ہو اگر نہی شارع
کی طرف سے نہین تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نہی کئے ہین تو عمر کی نہی کو انپر قبول کرنا لازم نہین تھا اگر
اُسکو قبول کئے ہین تو نہی نہ کرنیکی آرزو کرنا خلاف عقل ہو اگر اُنکے قول کو قبول نہین کئے ہین تو آرزو کرنا

بیجا ہے اسکی کچھ حاجت نہین علی رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات جو وارد ہین جنکو ہم ذکر کئے وے دلالت کرتے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ سے متعہ کا جواز جس نے نقل کیا ہی سو صحیح نہین ثعلبی نے اپنی تفسیر مین عمران بن حصین سے متعہ کی نسبت جو نقل کیا سو غلط کیا عمران بن حصین متعہ کی حلیت کے قائل نہین اُنسے حدیث جو آئی ہے حج کے متعہ کی ہے مسلم نے اپنی صحیح مین ابی رجا العطاردی کی طریق سے عمران کی اس حدیث کو ذکر کیا سو اسمین حج کا متعہ کہکر تصریح کیا ہی اُسکو ثعلبی نے نہ سمجھکے غلطی کیا ابن عباس سے متعہ کی حلیت جو نقل کئے ہین سو صحیح ہے لیکن اُسکے مطلق حلیت کے قائل نہین تھے بلکہ کہتے تھے ضرورت کیوقت مین متعہ مباح ہی یہہ روایت ان سے صحیح بخاری مین آئی ہے بعضے روایتون مین آیا ہی جیسا مردار اور خنزیر کا گوشت اضطرار کی حالت مین مباح ہوتا ہی ویسا ہی متعہ اضطرار کی حالت مین مباح ہے بعد ابن عباس اس قول سے باز آکے متعہ کی حرمت کے قایل ہوے کرکے ترمذی وغیرہ تصریح کئے ہین وہ جو کہتے ہین متعہ بالاتفاق حلال تھا اُسکی حرمت خبر متواتر سے ثابت ہوئی یا خبر احاد سے الی آخرہ باطل ہے کیا واسطے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسکا ناسخ قطعاً معلوم تھا اسکا علم انکو خبر متواتر اور خبر احاد سے نہین تھا بلکہ وے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی نہی سُنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اُنکو یقینی تھی اس لئے اُسکی حرمت کا حکم کئے جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنے تھے انمین بعضون کو اصلا اسکا علم نہین تھا اور بعضون کو علم تھا لیکن اخبار احاد سے حاصل تھا جب عمر رضی اللہ عنہ اُسکی تحریم پر خطبہ پڑھے اور سب اُسکو قبول کرلئے کوئی اعتراض نہ کیا تو سب کا اجماع اسکی تحریم پر ہوا اجماع کے واسطے ایک مستند ہونا ضرور ہی یہان اُسکی تحریم کی مستند وہی ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی نہی ثابت ہوئی اس نہی کا علم بعضون کو قطعی ہونا ضرر نہین دیتا کیا واسطے اجماع کی سند قطعی ہونا کچھ ضرور نہین ظنی ہو تو بھی کافی ہے اس سے ثابت ہوا یہان مقطوع کی رفع مظنون سے نہین ہوئی وہ جو کہے تھے متعہ کی نہی مین احادیث جو آئے ہین نہی کسوقت ہوئی سو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف سے ان احادیث مین تناقض ہوا پھر وہ احادیث قابل حجت نہین سو بات مقبول نہین کیا واسطے اسمین جمع یا ترجیح ممکن ہے جب یہہ ممکن ہو تو تناقض دفع ہوا متعہ کی حرمت احادیث کے ظاہر پر نظر کرنے سے سات جگہہ مین ہے خیبر۔ عمرۃ القضا۔ غزوہ فتح حنین اوطاس تبوک حجۃ الوداع ان سات مین اصح بات غزوہ فتح مین نہی ہوی عمرۃ القضا مین نہین کئے کرکے حسن بصری سے

مرسل روایت کی ہے حسن کے مرسل حدیث ضعیف ہین قابل حجت نہین حنین کا ذکر جو آیا ہے علی رضی اللہ
عنہ کی حدیث مین خیبر کے درعوض ایک راوی نے حنین کرکے کہا ہے وہ روایت شاذ ہے قابل حجت
نہین اوطاس کا ذکر سلمہ بن الاکوع کی حدیث مین آیا ہے جسکو امام احمد او رمسلم وغیرہ روایت کئے
ہین اس حدیث کا ترجمہ یہہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوطاس کے سال متعہ کی رخصت تین دن
تک دئیے بعد اسکے اس سے نہی کئے سو اس حدیث مین تصریح نہین کہ اوطاس کے جنگ کے روز یہہ حکم ہوا حکم
اس جنگ کے قبل یا بعد ہونیکو شامل ہے فتح مکہ رمضان مین ہجرت کے آٹھوین سال ہوا اسی سال کے شوال
مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کا جنگ کئے کفار ہزیمت پاکے متفرق ہوئے انکی ایک جماعت اوطاس کی طرف جو
ہوازن کے ملک مین ایک مقام کا نام ہے بھاگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی تعاقب کرنے ابو عامر اشعری کے
ساتھ فوج کی ایک ٹکری دیکے روانہ کئے پھر ابو عامر جاکے انکو ہزیمت دئیے الغرض فتح مکہ کے سال کو عام اوطاس
کہنا صحیح ہے انہون سال فتح نہ کہکے سال اوطاس کہنے کا وجہ بعد ہم بیان کرینگے تبوک کا ذکر جابر اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہما کی حدیث مین آیا ہے جنکو ہم اوپر ذکر کئے لیکن ان حدیثون کے سند ضعیف ہین با این ہمہ اسمین
ذکر نہین کہ متعہ اسی وقت حرام ہوا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتون کو دیکھ کے غصہ ہونا دلالت کرتا ہے
کہ اسکے قبل اسکی حرمت ہوچکی تھی لیکن جنکو اسکا علم نہین تھا وے متعہ کئے تھے خیبر کی روایت علی رضی اللہ عنہ
سے صحیحین وغیرہ مین ثابت ہے لیکن بعضی روایتون مین آیا ہے نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر
الاہلیۃ یعنی منع کئے عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن اور شہری گدھون کے گوشت سے اور بعضے روایتون مین
آیا ہے نہی عن نکاح المتعۃ وعن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبر یعنی منع کئے نکاح متعہ سے اور شہری گدھون کے
گوشت سے خیبر کے زمانہ مین پہلی روایت سے متعہ کی نہی خیبر مین ہو صریح ہے دوسری روایت مین اسبات
کی تصریح نہین کیا واسطے زمن خیبر کی تعلق مجموع دونون چیزون سے بھی ہوتی ہے اور فقط لحوم الحمر
الاہلیۃ سے بھی ہوتی ہے اس روایت پر نکاح متعہ کی نہی کا زمانہ حدیث مین مذکور نہین سفیان بن عیینہ
اور حمیدی وغیرہ متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت اسی روایت کو ترجیح دئیے ہین اور کہتے ہین
خیبر مین شہری گدھون کے گوشت کی حرمت ہوئی متعہ کی نہی اسمین نہین ہوئی بلکہ دوسرے وقت یعنی فتح مکہ مین

ہوئی اب دو مقام باقی رہے ایک فتح مکہ دوسرا حجۃ الوداع یہہ اختلاف راوی کا ہے سبرہ بن معبد کا فرزند ربیع جو اس حدیث کا راوی ہے اس سے اکثر لوگ فتح مکہ کرکے روایت کئے ہین اور بعضے حجۃ الوداع کرکے روایت کئے ہین فتح مکہ کی روایت ہی راجح ہو کیا واسطے وطن چھوڑکے بہت دن ہوئے تھے اور عورتون کی حاجت اسی مین تھی بخلاف حجۃ الوداع کے کہ یہان لوگون کے ساتھ انکے عورت لونڈیان تھین اور حج کی تنگی بھی نہین تھی اور عورتون سے بچھڑکے دن زاید نہین ہوے تھے کیا واسطے ذی القعدہ پانچ دن باقی تھے تب مدینہ سے نکلے ذوالحلیفہ مین آکے احرام باندھے بعد ذی الحجہ کی چوتھی کو مکہ مین داخل ہوے طواف الوداع وغیرہ مناسک سے فراغت پائے بعدہ بعضے محرم ہی رہے اور بعضون کے ساتھ ہدی نہین تھی انکو عمرکے اعمال اداکرکے حلال ہونیکا حکم کئے یہہ حلال ہوجانا انپر شاق ہوا غرض پھر یوالترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین کو حج کا احرام باندھکے منی کو نکلے اس سے معلوم ہوا حجۃ الوداع مین متعہ کی نہی نہین ہوئی بلکہ اُسکے قبل فتح مکہ مین ہوئی سب حدیثون مین جو لوگ جمع کرتے ہین وے کہتے ہین متعہ مطلق مباح نہین تھا بلکہ سفر کی حالت مین حاجت واسطے مباح ہوا تھا امام شافعی اور بخاری اور مسلم وغیرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو جاتے ہمارے ساتھ عورتین نہین تھین سو ہم اپنے تئین خصی کرنا چاہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے ہمکو منع کئے پھر عورت کو کچھ دیکے چند روز تک اسکو نکاح کرنے کا اذن دئے ابن عبدالبر نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی رخصت نہین دئے مگر مجردی سے لوگون پر شدت ہونے سے بعد اس سے نہی کئے اُن حدیثون سے معلوم ہوا رخصت نہین ہوئی تھی مگر حاجت کے واسطے حاجت جب دفع ہوئی تو اُس سے نہی کئے اجازت کے بعد پہلے بار خیبر مین اُس سے نہی کئے بعد فتح مکہ مین اذن دئے تین روز کے بعد نہی کئے اور فرمائے قیامت تک اُسکی حرمت باقی ہے اُسکی اباحت مکرر ہونے سے کچھ قباحت نہین کیا واسطے اسکی اباحت ضرورت کیواسطے ہوا کرتی تھی ضرورت دفع ہوئی تواُس سے نہی کرتے تھے خیبر کے سفر مین چندان مشقت نہین تھی اُسکے فتح سے سابق کی تنگی بھی دفع ہوئی اس لئے اس سے نہی کئے بعد فتح مکہ مین اجازت دیکے تین روز کے بعد اُسکی حرمت کو موبد کردئے فتح مکہ مین اسکی اباحت کا

اذن جو ہوا تھا شاید علی رضی اللہ عنہ کو اس سے اطلاع نہین تھی کیا واسطے یہہ اباحت فقط تین روز تک تھی بعد نہی
ہوئی اس لئے خیبر مین جو نہی ہوئی تھی اُسکو ذکر کئے یا اطلاع تھی لیکن اسکے بعد معاً حرمت کا حکم ہوا اس لئے اس
اباحت کو اعتبار نہ کرکے خیبر کی نہی کو ذکر کئے کیا واسطے اسین دو چیز سے نہی ہوئی تھی متعہ اور گوشت خر ابن
عباس رضی اللہ عنہما ان دونون کی اباحت کے قایل تھے اس لئے انکے رد مین فرمائے کہ خیبر کے دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان دونون سے نہی کئے ہین اوطاس کے سال متعہ سے نہی کئے کرکے حدیث مین جو آیا ہے
فتح مکہ مین نہی کرنے کو منافی نہین کیا واسطے فتح مکہ اور اوطاس کا جنگ ایک ہی سال مین ہوا ہے فتح مکہ کے
سال نہی ہوئی کہنا یا اوطاس کے سال نہی ہوئی کہنا دونون مین کچھ فرق نہین ہان اوطاس مین مباح ہوئے
بعد حرام ہوا کہتا تو یہہ بات صحیح نہ ہوتی لیکن سال فتح کو سال اوطاس سے تعبیر کرنے کی کچھ وجہ ہونا ضرور ہے
شاید سلمہ بن الاکوع اوطاس کو گئے بعد اسکی نہی کی خبر انکو ہوئی اس لئے نام اوطاس کہے یا اس سال کے فتحون
مین یہہ اخیر فتح تھا اس لئے اُسکو ذکر کئے تبوک مین نہی کئے سو روایت بھی اُسکو منافی نہین کیا واسطے وہان
فقط نہی کئے اور غصے مین آئے شاید نہی کی اطلاع بعضون کو نہین تھی اسلئے وے متعہ کرنا چاہے تھے انکو غصہ
سے منع کئے حجۃ الوداع کی روایت جو آئی ہے راوی کا اختلاف ہے اسمین کون سی روایت راجح ہے ہم
اوپر ذکر کئے حج الوداع مین لوگون کا بہت مجمع تھا سب کو اطلاع ہونا کرکے اس کی فقط نہی ذکر کئے ہونگے جیسے
دوسرے بہت سے احکام اس دن بیان کئے متعہ کرنے والے کے حکم مین فقہا کو اختلاف ہے شافعیہ اور مالکیہ
اور حنابلہ سے بعضے کہتے ہین اس مین زنا کی حد جاری کرینگے محصن ہو تو اُسکو رجم کرینگے محصن نہ ہو تو سو جلدے
مارکے ایک برس تک شہر بدر کرینگے عمر رضی اللہ عنہ کے خطبے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ابو حنیفہ
کے پاس اس مین حد نہین فقط تعزیر ہے ائمہ ثلاثہ کے پاس اصح قول بھی یہی ہے کہ اسمین حد نہین کیا واسطے
صحابہ کے اجماع مین ابن عباس رضی اللہ عنہما جو شریک تھے انہون نے اسکی اباحت کا فتوی دئے اس شبہہ سے
حد دفع ہوا واللہ اعلم وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ اور گناہ نہین
تمکو اسمین جو ٹھہرا لو تم دونون آپکی رضا سے مقرر ہونے پیچھے یعنی مہر ٹھہر چکے بعد عورت رضامند ہوکے
پورا مہر یا تھوڑا مہر بخش دی یا مرد پورا مہر دئے بعد پیش از دخول طلاق دیا اور پورا مہر اسکو چھوڑ دیا

آپس کی رضامندی سے مہر کے عوض کچھ بڑی قیمت یا کم قیمت کی چیز دیا تو کچھ مضایقہ نہین جو لوگ
پہلے جملہ کو متعہ پر حمل کرتے ہین وے اس جملہ کی تفسیر مین یون کہتے ہین کہ وے دونون کچھ پیسا دیکے ایک
معین مدت تک رہنے کا عقد کرین پھر وہ مدت تمام ہوئے بعد اُنکو اختیار ہے چاہیے تو اور چند روز رہیے
چاہیے تو فراق کرے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ مقرر اللہ ہے خبردار حکمت والا یعنی تمکو اللہ تعالی
جن عورتون کی وطی حرام اور جنکی وطی حلال کیا سب کچھ جانتا ہے اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین حکیم ہے اپنی
حکمت کے مطابق تمکو امر اور نہی کرتا ہے اُسکے احکام کو قبول کرنا تمکو ضرور ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ اور
جو کوئی نہ رکھتا ہو مقدور تم مین کہ نکاح مین لاوے بی بیان مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہے آپس کی تمہارے
مسلمان لونڈیون سے یعنی جس شخص کو مسلمان بی بی کے تئین نکاح کرنیکی قدرت نہین ہے تو اپنے مسلمان
بھائی کی مسلمان باندی کو نکاح کرے طول طا کی فتح سے لغت مین فضل اور زیادتی کی معنی سے ہے غنی کو
بھی طول کہے کیا واسطے آدمی غنی ہو تو اپنے مرادین حاصل کرتا ہے جسکو فقر کی حالت مین حاصل نہین
کر سکتا یہان طول سے بی بی عورت کو نکاح کئے تو اُسکو مہر اور کھانا کپڑا دینے کا مقدور رہنی مراد
ہے محصنات سے حرہ مراد ہے یعنی بی بی عورت کہ کسیکی باندی نہو فمن ما ملکت مین من تبعیض کے
واسطے اور اوسکا تعلق محذوف سے ہے تقدیر یون ہے فلیتزوج ما ملکت ایمانکم یعنی نکاح کرے کسی کو تمہارے
باندیون سے ایمانکم مین ضمیر مخاطب کی جو ہے اُس سے لوگ مراد ہین ناکح مراد نہین کیا واسطے اپنی لونڈی
سے بن نکاح کے وطی حلال ہے اسکو نکاح کرنا جائز نہین نکاح جائز ہوگا مگر غیر کی لونڈی سے وہ
غیر مسلمان ہونا ضرور نہین ملکہ کافر ہو تو بھی اُسکی لونڈی کو نکاح کرنا جائز ہے فتیات جمع فتاۃ کی ہے
فتی کا مونث ہے اسکی اصل معنی لغت مین جوان بعد اُسکو باندی غلام مین استعمال کئے باندی کو فتاۃ کہے اور
غلام کو فتی کہے اگرچہ جوان نہ رہے اس آیت سے یہہ معلوم ہوا حر یعنی کوئی صاحب غیر کی باندی کو نکاح کرنا
جائز نہین مگر دو شرط سے پہلی شرط اُس شخص کو بی بی عورت کو نکاح کرنیکی مقدور نہ ہونا دستور یہہ ہے
بی بی کو نکاح کرے تو مہر بہت دینا پڑتا ہے اور اُسکے کھائی کھلائی کے اخراجات بہت لگتے ہین جس شخص سے

اُسکے اخراجات کی عہدہ برائی ہو نہین سکتی وہ شخص باندی کو نکاح کرے تا مہر کم لگے اور کھانے کپڑے کا خرچ زیادہ نہ پڑے دوسری شرط نکاح نہ کرنے سے زنا ہونیکا اندیشہ رہنا ہے اس شرط کو اللہ تعالےٰ آیندہ ذکر کرتا ہے جابر اور ابن عباس او سعید بن جبیر اور طاؤس اور مسروق اور مکحول اور عمرو بن دینار وغیرہ کا یہی قول ہے شافعی اور مالک اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے علی اور حسن بصری اور سعید بن المسیب اُنکے سوا ایک جماعت کہتی ہے جس شخص کے نکاح مین حرہ نہ ہو تو اُسکو باندی کا نکاح جائز ہے خواہ حرہ کو نکاح کرنیکی قدرت ہو یا نہ ہو ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے یہ لوگ نکاح کی معنی وطی لیتے ہین یعنی جو شخص حرہ کو وطی کرنیکی قدرت نہین رکھتا ہے باندی کو نکاح کرے باندیون کو بن ضرورت کے نکاح کرنے سے اللہ تعالیٰ کے منع کرنیکے چند وجہ ہین پہلا وجہ یہہ ہے بچہ حریت اور رق مین اپنی مان کا تابع ہوتا ہی والدہ حرہ رہی تو بچہ بھی حر ہوتا ہے اگر رقیق ہو تو بچہ بھی رقیق ہوتا ہے حر شخص کا بچہ غیر کا رقیق ہونے مین اس شخص کو خفت اور نقصان ہے دوسرا وجہ باندی اپنے صاحب کی خدمت کرنا اور اُسکے حقوق ادا کرنا شوہر کے حق پر مقدم ہے اگر شوہر کو اُس سے ضروری کام کوئی پیدا ہووے اور صاحب اسکو اپنی خدمت سے نہ چھوڑے تو شوہر کا کچھ نہین چل سکتا تیسرا وجہ مہر صاحب کا ملک ہوتا ہی شوہر کو معاف کرنا چاہے تو اسکو اختیار نہین اور شوہر اسکو اپنی خوشی سے کچھ دیوے تو صاحب کا ہو جاتا ہے چوتھا وجہ صاحب چاہا تو اُس باندی کو دوسرے کے پاس بیچ سکتا ہے جب بیچ دیا تو دوسرا صاحب اُس باندیکو اور اُسکے بچہ کو لیکے کسی دوسرے شہر کو نکل جاوے تو جورو بھی ہاتھ سے گئی اور بچہ بھی بچھڑا اس مین نہایت ضرر ہے اور حنفیہ کے پاس باندی کو بیچنے سے طلاق ہو جاتا ہے اگرچہ شوہر کی مرضی اسکو طلاق دینے کی نہ رہے اُنکے قول پر تو شوہر کی بہت ہی سبکی ہوئی پانچوان وجہ باندی صاحب کے پاس اکثر رہا کرتی ہے اپنے کام کیواسطے بازار کو لوگون کے گھرون کو بھیجا کرتا ہے اجنبی مردون مین پھرتی رہتی ہے تو اندیشہ ہر کسی سے لگاوٹ ہو جاوے یا صاحب ہی اس سے وطی کر بیٹھے تو شوہر کا نہایت ضرر ہوا ان اندیشون پر نظر کرتے اللہ تعالیٰ باندیون کے نکاح سے منع کیا مگر حاجت کے وقت اُسکی رخصت دیا معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ محصنات کو مومنات سے جو قید لگایا اُس سے معلوم ہوتا ہے جو حر مسلمہ کے نکاح کی مقدور جسکو نہ رہے اور حرہ کتابیہ کی نکاح کی مقدور ہے تو اسکو باندی نکاح کرنا جائز ہے شافعی اور بعضے فقہا کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ اور اکثر فقہا اور شافعیہ کا اصح قول یہہ ہے کہ یہان بھی باندی کو

نکاح کرنا جائز نہین ایمان کا قید جو ہے استحباب کے واسطے ہے کیا واسطے حرہ خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ دونون
کے واسطے حرج برابر ہے تو معلوم ہوا قید استحباب کے واسطے ہے اور فتیات کو مومنات کا قید جو لگایا اس سے
معلوم ہوتا ہے باندی مسلمان ہو تو اسکو نکاح کرنا جائز ہے کتابیہ باندی کو نکاح کرنا صحیح نہین خواہ شوہر حر ہو
یا غلام شافعی اور مالک کا یہی قول ہے کیا واسطے مسلمان باندی مین رقیت کے سبب سے ایک ہی نقصان ہے
بخلاف کتابیہ کے اُس مین دو قسم کا نقصان ہے ایک کفر دوسرا رق اس لئے کتابیہ باندی کو نکاح کرنا صحیح
نہوا ابو حنیفہ کہتے ہین کتابیہ باندی کو بھی نکاح کرنا جائز ہے مومنات سے اسکو قید جو کیا ہے وہ بھی ندب کے
واسطے ہے جیسا محصنات مین تھا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمھارا ایمان یعنی ظاہر
حال سے مومن یا غیر مومن جو معلوم ہوتا ہے اُسیکو تم اعتبار کرو باطن مین وہ مومن ہے یا نہین سو اللہ
جانتا ہے باطن پر مطلع ہوکے عمل کرنیکی تکلیف تمکو نہین دیا ہے بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ بعضے تمھارے بعض سے
ہین یعنے تم آپسمین ایک ہو کیا واسطے تم سب ایک ہی آدم سے پیدا ہوے ہو ضرورت کے وقت باندی
نکاح کرنے سے ننگ نہ سمجھو یہہ کہنے کا وجہ یہہ ہے عرب اپنے نسب سے فخر کرتے تھے باندی کے بچے کو ہجین یعنی
دوغلا کہتے تھے انکو اللہ تعالیٰ معلوم کرایا کہ نسب سے تم جو فخر کرتے ہو لایق فخر کے نہین کیا واسطے سب کے
نسب کا سلسلہ آدم ہی کو پہنچتا ہے یا معنی یون ہے تم سب کا دین ایک ہی ہے ایمان لانے مین تم سب برابر
ہین ایمان سے بڑھکے کوئی فضیلت نہین جب اس بڑی فضیلت مین سب برابر ہوے تو دوسرے فضیلتین
جو اُس سے کم ہین اُنکی طرف التفات نکرنا فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ پھر انکو یعنی لونڈیون کو نکاح
کرلو اُنکے لوگون کے حکم سے اُس حکم مین سبکا اتفاق ہے کہتے ہین ایک کی باندی کو اُسکے صاحب کے
بے اذن نکاح کرنا باطل ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ باندی کی نکاح کے جواز کو اُسکے صاحب کا اذن شرط کیا
والا صاحب اذن نہ دیوے تو نکاح درست نہین اسمین حکمت یہہ ہے باندی صاحب کی ملک ہی نکاح کے بعد
صاحب کے بہت سے منفعتین جو اُس باندی سے تھے معطل ہوجاتے ہین اس لئے اُسکے نکاح کو صاحب کا
اذن شرط ہوا وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور دو انکو انکی اُجرت موافق دستور کے
اُجور جمع اجر کی ہے اس سے مہر مراد ہے یعنی اُنکا مہر دینے مین حیلے حوالے مت کرو یا ویسی باندیونکا

مہر دینے کا جو دستور ہے اُس موافق دو معلوم کیجئے مہر جو دیتا ہے وہ مہر صاحب کا ملک ہے اسکو باندیوں کی طرف نسبت کیا اسواسطے کہ وہ اُنکے بضع کی منفعت کی اُجرت ہے مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ست والیان نہ مستی نکالنیان اور نہ پکڑتیان و مگر محصنات حال پڑا ہے فانکحوھن کی مفعول کی ضمیر کا غیر مسافحات اسی ضمیر کا دوسرا حال ہے یعنے انکو نکاح کرو جس حال مین کہ دے ست والیان ہون نہ زنا کرتیان اسکے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہے چھنال باندی کو نکاح نہ کرنا فقہا کہتے ہین یہہ شرط استحباب کے واسطے ہے زانیہ کو نکاح کرنا جایز ہے اگرچہ باندی ہو لیکن ایسون کو نکاح نہ کرنا مستحب ہے اخدان جمع خدن کی ہے خاء معجمہ کی کسر اور دال مہملہ کی سکون سے یار اور دوست کو کہتے ہین اسکو عورت کی طرف اضافت کرکے عورت کا خدن جب کہے تو اس یار کو کہینگے جس کے ساتھ مخفی زنا کرے حسن بصری نے کہا ہے مسافحات وے عورتین ہین جو شخص بلوائے اُسکے پاس جاتے ہین اور اُس سے زنا کرتی ہین ذات اخدان وہ جو ایک ہی یار سے لگتے ہین دوسرے کے پاس نہین جاتے جاہلیت مین عرب سافحے کو حرام جانتے تھے خدن سے لگنا جایز سمجھتے تھے اور اسکو زنا نہین کہتے تھے ان کے پاس یہہ فرق معتبر تھا اس لئے اللہ تعالی نے دونون قسم کو ذکر کیا اور دونون کی حرمت کا نص کیا فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ پھر جب وے قید مین آچکین سو اگر کرین بے حیائی کا کام یعنی زنا کرین تو اُنپر ہے آدھی وہ مار جو بیبیون پر مقرر ہے احصن کو حمزہ اور کسائی اور خلف اور ابو بکر ہمزے کی اور صاد مہملہ کی فتح سے باب افعال کے ماضی معروف کے صیغے سے پڑھتے ہین اسکی معنی یون ہوگی جب وے اپنی فروج کی محافظت کرین باقی قراء ہمزے کے ضم اور صاد کے کسر سے ماضی مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہین اب اسکی معنی یون ہوگی جب وے نکاح مین آچکین محصنات سے اس جگہ کنواری بیبیان مُراد ہین یعنی کنواری حرہ زنا کرے تو اسکو سو جلد مارتے ہین اور شافعیہ کے پاس ایک برس تک شہر بدر بھی کرتے ہین سو باندی نکاح مین آئی بعد زنا کرے تو اسکو کنواری بی بی کا آدھا حد یعنی پچاس جلد سے مارنا اور چھے مہینے شہر بدر کرنا محصنات سے کنواری حرہ مُراد لئے گیا واسطے کہ نکاح والی حرہ کا حد رجم ہے اگر وہ مُراد ہو تو لازم آتا ہے باندی کو آدھا رجم کرنا یہہ تو باطل ہے کیا واسطے رجم تنصیف قبول

نہین کرتا اس سے معلوم ہوا محصنات سے کنواری حرہ مراد ہے معلوم کیجیے باندی محصنہ ہو یا نہو اس سے
زنا صادر ہو تو اُسکو پچاس جلد ہین آیت مین اُسکے حد کو احصان پر متعلق کیا سو احصان کو اسکے حد
مارنے کی شرط واسطے نہین ذکر کیا بلکہ اس واسطے ذکر کیا کہ نکاح سے حد مغلظ ہوتا ہے لیکن باندی
محصنہ یعنی مزوجہ ہو تو بھی نکاح کے سبب سے اسکا حد مغلظ نہین ہوتا جیسے حرہ مین مغلظ ہوتا ہے جب
نکاح کے بعد حد مغلظ نہ ہو تو پیش از نکاح کے بطریق اولی مغلظ نہ ہوگا معلوم کیجیے یہہ جملہ اوپر کے اور نیچے کے
حکم درمیان معترضہ واقع ہوا ہے غیر مسافحات و لا متخذات اخذان کے مناسبت کیواسطے اُسکا حکم ذکر
فرمایا ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ یہہ یعنے بندیون کو نکاح کرنا اُسکو ہے جو تم مین ڈر تکلیف
مین پڑنے سے ذلک کا اشارہ باندیون کے نکاح کی طرف ہے یعنی بیبیون کے نکاح کا مقدور نہ رکھنے والا
مومن باندی کو نکاح کرنا جو کہے اس وقت ہے اُسکو نکاح نہ کرنے سے اندیشہ عنت کا رہے عنت کی
معنی لغت مین محنت اور مشقت یہان اُس سے زنا مراد ہے یعنی جس شخص کو شدت شہوت سے زنا مین پڑنے
کا اندیشہ ہے تو وہ شخص لونڈی کو نکاح کرے زنا کو عنت بولا کیا واسطے وہ سبب مشقت کا ہوا کہ جسپر دنیوی
یا اُخروی سزا مترتب ہوتی ہے وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ اور صبر کرنا تمکو بہتر ہے باندی کو نکاح کرنا مباح
ہونیکے تین شرط بولا ایک تو حرہ کو نکاح کرنیکی مقدور نہ ہونا دوسری شرط باندی مومن رہنا تیسری شرط
نکاح نکرنے سے زنا کا اندیشہ ہونا ان شروط کی رعایت کے بعد بھی باندی کو نکاح نہ کرکے صبر کرے تو بہتر ہے
تا بچہ جو ہوتا ہے غلام نہ ہو وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہہ جملہ گویا اوپر کے
کلام کی تاکید واسطے ہے یعنی یہہ نکاح نہ کرنا بہتر تھا لایق تھا کہ اس سے منع کرے لیکن اللہ تعالی تمپر رحم
کیا جو اسکو تمپر مباح کیا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ
ع ۲
عَلَيْكُمْ اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمھارے واسطے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور متوجہ ہووے تمپر یعنی
تمھارے گناہ بخشے یا بتاوے تمکو وہ جو تمکو گناہون سے منع کرتا ہے یا تم اُسکے گناہ پر جو تھے اُس سے اپنی
طاعت کی طرف پھیرے یہہ علاحدہ جملہ ہے احکام اوپر جو گذرے انکو بجا لانے کیواسطے اسکو کہا یعنی
جس چیز مین تمھارے دین کی طریق اور تمھارے کامون کی مصلحت ہے اللہ اُسکو تمھارے لئے بیان کرتا ہے

تحلیل وتحریم مین اگلے پیغمبرونکی جوراہ تھی اللہ تعالی تمکو وہ راہ بتاتا ہے اگلے پیغمبرونکی راہ بتاتا ہی جو بولا
اس سے بعضے مفسرین کہتے ہین نکاح جن عورتون کا ہمپر حرام کیا اور جن کا نکاح ہمکو حلال کیا اگلے
پیغمبرونکے وقت بھی ایسا ہی حکم تھا بعضے کہتے ہین آیت سے یہہ مراد نہین بلکہ یہہ مراد ہے اگلے انبیا کو مصلحت
کے امور جیسا بتلایا تمکو بھی ویسا ہی بتلاتا ہے شریعتین اور تکالیف مین اگرچہ تمھارے اور انکے درمیان
اختلاف ہے لیکن مصلحت کی راہ کے دیکھتے سب مین اتفاق ہے ریتوب علیکم سے مراد یہہ ہے
کہ حل وحرمت بتا لیکے آگے تم سے یہہ افعال جو صادر ہوئے تھے انسے اللہ تعالی درگذرتا ہے تم معصیت کہ
جو تھے اس سے اپنی طاعت کی طرف پھیرتا ہے یا مراد یہہ ہے احکام جو گذرے ان مین تم سے
قصور ہو جاوے اور تم توبہ کرو تو اللہ تعالی تمھارے توبے کو قبول کرتا ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥
اور اللہ جانتا ہے حکمت والا یعنی تمھارے سب احوال اور دین و دنیا کی مصلحتین تمام اللہ تعالے
جانتا ہے اور تمھارے ساتھ جو معاملہ کرتا ہی اور اونکے بجالانیکا امر جو کرتا ہی اپنی حکمت کے روسے کرتا ہے

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا
عَظِيْمًا ٥ اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہووے اور جو لوگ لگے ہین اپنے مزون کے پیچھے وے چاہتے ہین تم
مڑجانا بہت دور پہلے جملہ کی تاکید واسطے اس جملہ مین بھی یتوب علیکم کو ذکر کیا یہہ لوگ جو اپنے شہوتون
کے پیچھے لگے ہین انسے یہود ونصاری مراد ہین بعضے کہتے ہین فقط یہود مراد ہین وے کہتے ہین مین دربہن کی
بیٹی کو نکاح کرنا جائز ہے بعضے کہتے ہین مجوس مراد ہین وے بہنون کو اور بھتیجون کو اور بھنجیان کو نکاح کرنا
جائز ہے کہتے تھے جب اللہ تعالی انکی حرمت نازل کیا مسلمانون کو کہنے لگے خالہ اور پھپی تمپر حرام ہین سو انکے
بیٹیون کو نکاح کرنا حلال کہتے ہو بھائی کی اور بہن کی بیٹی بھی حلال ہونا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا
بعضے کہتے ہین اس سے زانی لوگ مراد ہین وے چاہتے ہین آپ جیسے گناہ مین پھنسے ہین تم بھی ویسے ہی
پھنسے رہو يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے یعنی شرع کے
احکام تمپر سہل ہووین یہہ حکم جتنے شرعی احکام ہین سب مین عام ہے کہ جن احکام کو اللہ تعالی اپنے
فضل واحسان سے ہم پر آسان کیا اور بنی اسرائیل جیسی سختی ڈالا تھا ہمپر نہین ڈالا بعضے کہتے ہین تخفیف سے

باندیونکو ضرورت کیوقت نکاح کرنا مراد ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ بنایا گیا انسان کمزور انسان شہوتون سے اپنے کو تھام نہین سکتا اور طاعتون کی مشقت کو اُٹھا نہین سکتا یا عورتون سے اپنے کو روک نہین سکتا عورت کو دیکھتے ہی اوسکی عقل جاتی رہتی ہے اور اس سے صبر نہین ہوتا یا انسان کی خلقت ہی ضعیف ہے ابن ابی الدنیا اپنی کتاب التوبہ مین اور ابن جریر اور بیہقی شعب الایمان مین صالح مری کی طریق سے روایت کیئے ہین وہ قتادہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے سورۃ النسا مین اٹھ آیتین اتری وے آیتین اس اُمت کے لئے جس پر آفتاب طلوع اور غروب کرتا ہے بہتر ہے یعنی تمام دنیا ملنے سے انکو وے آیتین بہتر ہین پہلی آیت یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن الذین من قبلکم ویتوب علیکم واللہ علیم حکیم ہے دوسری آیت واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشہوات ان تمیلوا میلاً عظیما تیسری آیت یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا) چوتھی آیت ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلاً کریما پانچوین آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ الآیہ چھٹوین آیت ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ الآیہ ساتوین آیت اِنَّ اللّٰہَ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک الآیہ آٹھوین آیت والذین آمنوا باللّٰہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منہم اولئک سوف نوتیہم اجورہم الآیہ حافظ عسقلانی نے کہا صالح مری ضعیف ہے اور قتادہ کی روایت ابن عباس سے منقطع ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس مین ناحق معلوم کیجئے اوپر کی آیتون مین اپنی ذات مین نکاح سے جو تصرف کرتے ہین ذکر کیا اب مالون مین تصرف کرنے کو ذکر کیا یا اوپر عورتون کو مال سے طلب کرو کرکے فرمایا اب مال پیدا کرنیکی راہ بتایا سو بولا غیر کے مال کو باطل سے نہ کھانا باطل سے حرام مراد ہے جو شرع مین جائز نہین جیسے سود اور جوا او غصب اور چوری اور خیانت اور جھوٹی شاہدی سے یا جھوٹی قسم سے کسی کا مال لینا اور اُسکے مانند معلوم کیجئے غیر کے مال کو ناحق کھانا جیسا حرام ہے ویسا ہی دوسرے تصرفات بھی اُسکے مال مین حرام ہین لیکن مقصود اعظم مال سے کھانا ہے اسلئے کھانیکو ذکر کیا بعضون نے کہا اس آیت سے غیر کے مال کو ناحق کھانا جیسا حرام ہوا ہے اپنے مال کو بھی ناحق کھانا حرام ہوا ہے جیسے شراب خواری

اور رنڈی بازی وغیرہ مین مال خرچ کرنا حرام ہوا اور معاملات جو شرعًا فاسد ہین اُن معاملات سے مال حاصل کرنا بھی حرام ہوا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ مگر یہہ کہ سودا ہوا اپسکی خوشی سے اوپر کے حکم سے اُسکو خارج کیا یعنی غیر کا مال باطل سے کھانا حرام ہے لیکن تجارت مین نفع جو ملتا ہے اُسکو کھانا حلال ہے بشرطیکہ بایع مشتری دونون کی خوشی سے بیع واقع ہوئی ہو اور بیع مین شروط جو ہین اُنکی رعایت کرے معلوم کیجئے ہبہ اور صدقہ اور وصیت سے مال جو ملتا ہے اُسکا کھانا بھی جائز ہی لیکن مال کے اکثر تصرفات تجارت سے حاصل ہوتے ہین اور رزق حاصل ہونیکا غالب سبب تجارت ہی اور اُسکے کرنے مین کچھ ننگ نہین اس لئے تجارت کو ذکر کیا بخلاف ہبے سے یا صدقہ وغیرہ سے مال لینے مین اکثر ننگ ہوتا ہے اس لئے اُنکو ذکر نہین کیا ترمذی اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تاجر راست گو امانت دار انبیا اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ رہیگا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تاجر راست گو امانت دار قیامت مین شہدا کے ساتھ رہے گا اصبہانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پاکیزہ کسب تجارون کا کسب ہے وے تاجر کہ جب سخن کرے تو جھوٹھ نہین کہتے وعدہ کئے تو اسکا خلاف نہین کرتے آپ خرید کرنے تو اُس چیز کی مذمت نہین کرتے اور آپ بیچے تو اُسکی تعریف نہین کرتے اُنپر کسی کا حق ہو تو اسکو دینے کیواسطے حیلے نہین کرتے انکا حق غیر پر ہو تو لینے کیواسطے سختی نہین کرتے اور حاکم نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجار قیامت کے دن فجار یعنے فاسقون مین اُٹھینگے مگر جو اُن مین اللہ سے ڈرے اور نیک کام کرے اور راست کہے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام احمد اور حاکم عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجار وہی فجار ہین یعنی فاسق ہین صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ کیا اللہ تعالی بیچنا حلال نہین کیا فرمائے البتہ درست کیا لیکن وے قسم کھاتے ہین تو گناہ کرتے ہین یعنے جھوٹھ کھاتے ہین اور بات کرتے ہین تو جھوٹھ کرتے ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ مت مار ڈالو اپنے جانون کو یعنی آپس مین خون نکرو یعنی ایک دوسرے کا قتل نکرو ایک دوسرے کو قتل نہ کرنے کو اپنے جانون کو قتل نکرو فرمایا گیا واسطے تمام مسلمانون کا دین ایک ہی ہی سو تمام ملکے ایک جان ہوئے جب غیر کو قتل کیا تو اپنے کو قتل کیا صحیحین وغیرہ مین ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین خطبہ پڑھے سو اُس مین فرمائے لا ترجعوا بعدی کفارًا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنی تم مت ہوجاو میرے بعد کافران مارتے ہین تمہارے بعض گردنین بعضو نکے کافران مت ہو یعنی کافران آپس مین جیسے خون کرتے ہین تم ویسا مت کرو یا اپنی کو آپ قتل کرنے کی نہی بھی آیت سے ثابت ہوئی خود اپنے کو مار لینا بھی حرام ہے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص پہاڑ پر سے اپنے کو گرا کے مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آتش مین گرایا جاویگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا یعنی ہمیشہ ہمیشہ لانہایت جو شخص زہر کھاکے اپنے کو مار ڈالا تو وہ زہر اُسکے ہاتھ مین رہیگا جہنم مین اُس زہر کے گھونٹ پیتا رہیگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا جو شخص اپنے کو لوہے سے مار لیکے مرگیا تو دوزخ مین وہ لوہا اُسکے ہاتھ مین رہیگا اپنے شکم مین مار لیتا رہیگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا معلوم کیجئے ان تینون لفظ کے معنے ایک ہین تاکید واسطے لایا خلود اُسکے حق مین جو آیا ہے یا تہدید کے واسطے ہے یا حلال جانکے مارنے والے پر محمول ہے اس نہی کے بہت حدیث آئے ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ مقرر اللہ تمپر مہربان ہی یعنی اللہ اپنی مہربانی سے جس مین مشقت ہی اُس سے تمکو منع کیا بعضے کہتے ہین اللہ تعالی بنی اسرائیل کو توبہ کے واسطے اپنے جانون کو قتل کرنیکا حکم کیا تم محمدیون پر رحم کرکے ایسے تکالیف اور سختیونکا امر نہین کیا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا جو کوئی یہہ کام کرے زور اور ستم سے تو ہم ڈالینگے اُسکو آگ مین ذٰلک کا اشارہ یا قتل کی طرف ہے یا لوگونکا مال ناحق کھانا اور قتل کرنا دونون کی طرف ہے یا سورت کی شروع سے یہان تک جن چیزون سے نہی کیا ہے ان سب کی طرف اشارہ ہے عدوان اور ظلم کا قید جو کیا اس لئے کہ قتل کرنا کبھی حق پر ہوتا ہے جیسا قصاص مین قتل کرتے ہین اور مال لینا کبھی حق پر رہتا ہے جیسی دیت لینے مین اُسکو خارج کرنیکے واسطے اللہ تعالی اس وعید کو

تعدی اور ظلم سے مقید کیا عدوان اور ظلم اگرچہ دونون کی معنی قریب ہین انکو مکرر لانے سے فایدہ یہہ ہے
عدوان سے ستم مراد ہے اور ظلم سے حق سے تجاوز کرنی اور جس چیز کا کرنا سزاوار نہین اُسکے کرنے مین افراط
و زیادتی کرنا مراد ہے بعضے کہتے ہین عدوان سے غیر پر تعدی کرنا اور ظلم سے اپنی جان پر تعدی کرنا
اور اپنے کو عذاب کا مستحق کرنا نصلی مضارع کا صیغہ ہے اُسکا مصدر اصلاء ہے اصلاء کی معنی آتش مین
جھونکنا نصلیہ نارًا سے غرض یہہ ہے ہم قیامت مین اُسکو دوزخ مین ڈالکے اُسکی آتش سے جلا دینگے

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا اور یہہ اللہ پر آسان ہے معلوم کیجیے جتنے ممکنات ہین اللہ تعالے
کی قدرت کے نسبت کرتے سب برابر ہین ان مین سے اُسکے پاس کوئی مشکل اور کوئی آسان نہین یہان
آسان ہے کرکے جو اللہ تعالی فرمایا بندون کے عرف کی لحاظ سے فرمایا یا تہدید مین مبالغہ کرنیکے واسطے
یہہ فرمایا کہ کوئی شخص اُس سے بھاگنے کی قدرت اور اُسکے حکم سے سرکشی کرنیکی طاقت نہین رکھتا

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا
اگر تم بچتے رہوگے بڑے چیزون سے جو تم اُن سے منع کیے گئے ہو تو ہم نابود کردینگے تمھاری تقصیرین اور داخل
کرینگے تمکو عزت کے مقام مین تجتنبوا مضارع کا صیغہ ہے اجتناب سے اُسکی معنی کسی چیز سے دور رہنا کبائر جمع
کبیرہ کی ہے کبیرہ وہ گناہ جو بہت بڑی ہے نکفر مضارع کا صیغہ تکفیر سے ہے اُسکی معنی ستر کرنا ڈھانپ
دینا یعنی ہم اُن کے سیئات کو یعنی صغائر کو ڈھانپ دینگے گویا اُن کو نہین کیا اس سے معلوم ہوا گناہ
صغایر کو حسنات محو کرتے ہین بخلاف کبائر کے انکو محو نہین کرتا مگر توبہ مدخل کریم سے بہشت مراد ہے یعنے
تم کبائر گناہون سے پرہیز کروگے اور طاعتون کو بجا لاؤگے تو تمکو ایسی جگہہ مین رکھینگے کہ تمکو وہان عزت ہو
مدخلا مین دو قرارت ہین نافع اور ابو جعفر میم کی فتح سے پڑھتے ہین باقی کے قرا میم کی ضم سے پڑھتے ہین
دونون قرارتون پر یا وہ ظرف مکانکا صیغہ ہے اُسکی معنی داخل ہونیکی جگہہ ہم اوپر ترجمہ کیے سو اسی
معنی پر ہے یا مصدر میمی ہے لیکن فتح کی حالت مین ثلاثی مجرد کا مصدر رہوگا دخول کی معنی سے اور ضم کی
حالت مین ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہوگا ادخال کی معنی سے ثلاثی مجرد کا مصدر لیوے تو کلام کی تقدیر یون
ہوگی ندخلکم الجنۃ فتدخلون مدخلا کریما یعنی داخل کرینگے ہم تمکو جنت مین پھر تم بہشت مین جاؤگے

عزت کا جانا ثلاثی مزید فیہ کا مصدر لیوے تو مدخول فیہ محذوف ہوگا اُسکی تقدیر یون ہوگی وندخلکم الجنة مدخلاً کریما یعنی داخل کرینگے ہم تمکو جنت مین داخل کرنا عزت کا معلوم کیجیئے اِس آیت مین اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا کہ گناہ دو طور کی ہے کبیرہ اور صغیرہ عُلما کو اسمین دو قول ہین ایک جماعت کہتی ہے جتنے گناہ ہین سب کبیرہ ہین گناہ صغیرہ نہین ہوتی لیکن بعضے گناہ کو صغیرہ جو کہتے ہین اِس سے جو بڑے گناہ ہو اُسکے نظر کرتے ہی یہی قول استاد ابو اسحق اسفراینی اور قاضی ابو بکر الباقلانی اور امام الحرمین اور ابن القشیری اور سبکی وغیرہ کا ہے اُسی کو تاکید کرتی ہے وہ جو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین متعدد طریقون سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نہی کیا ہے وہ کبیرہ ہے جمہور عُلما کہتے ہین گناہ دو قسم پر ہین بعضے کبیرہ ہین بعضے صغیرہ امام نووی نے کہا آیات اور احادیث اسکو تائید کرتے ہین امام غزالی نے بسیط مین کہا کبیرہ اور صغیرہ مین فرق نہین کرکے کہنا فقہا کو لایق نہین انتہی غزالی کی غرض اس کلام سے یہہ ہے آدمی شہادت دینے کیواسطے عادل ہونا جو شرط ہے اس عدالت مین بعضے گناہ قدح کرتے ہین انکا مرتکب مردود الشہادت ہے اور بعضے گناہ عدالت مین قدح نہین کرتے انکا مرتکب مردود الشہادت نہین اسبات پر فقہا کا اتفاق ہے ایسا فرق ہوتے پر فقیہ کا اسکو انکار کرنا بیجا ہے اُسی فرق کے لحاظ کرتے بعضے کہتے ہین دونون فریق مین اختلاف فقط لفظی ہے پہلے قول والے اللہ تعالیٰ کی گناہ کو صغیرہ کہنا مناسب نہین سمجھے کیا واسطے اللہ تعالیٰ کی عظمت پر نظر کرتے اور اُسکے سخت عذاب کو دیکھتے گناہ چھوٹی ہو تو بھی بڑی ہے جمہور اسکو لحاظ نہین کئے کیا واسطے یہہ بات سبکو معلوم ہے بلکہ آیات واحادیث کے رو سے گناہون مین تفرقہ جو آیا ہے اسکے لحاظ کرتے گناہ کو کبیرہ اور صغیرہ کہے بعضے عُلما کہتے ہین یہہ اختلاف لفظی نہین بلکہ معنوی ہے کیا واسطے وے لوگ گناہ صغیرہ ہونیکے منکر ہین جمہور جو تقسیم کئے انکے قول کو وہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان) تائید کرتا ہے اسمین اللہ تعالیٰ نے گناہ کے تین مرتبے کیا ایک کفر دوسرا فسق تیسرا عصیان اس سے معلوم ہوا بعضی گناہ فسق نہین اور بھی فرمایا والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم اسمین گناہ کے دو قسم کیا ایک کبائر دوسرے لمم اور اس آیت مین کہا

(ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دو ہین ایک کبائر دوسرے سیئات
اور صحیحین وغیرہ کے کئی احادیث مین آیا ہے کہ فلانی فلانی گناہ کبائر ہے اور بھی صحیح حدیث مین آیا ہے ایک نماز دوسری
نماز تک گناہون کا کفارہ ہے جب تک کہ کبیرہ سے احتراز کرے ابن عباس سے روایت جو منقول ہوئی قرطبی نے
کہا ہے کہ وہ روایت صحیح نہین ابن حجر ہیتمی نے کہا کہ اُسکی سند منقطع ہے لیکن حافظ عسقلانی نے اسکو رد کیا
اور بولا ابن عباس کی روایت جسکو اسمٰعیل قاضی اور طبرانی روایت کیے ہین وہ سند صحیح شیخین کی شرط پر ہے
اور کہا ابن عباس جو کہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نہی کیا سو اُسکو نہی خاص پر حمل کرنا اولی ہے یعنی نہی کہ جسکے
ساتھ وعید ہو ابن عباس کی ایک روایت مین ایسا ہی آیا ہے اُسکے نظر کرتے ابن عباس سے مطلق جو
آیا ہے اُسکو اس مقید پر حمل کرنا انتہی حافظ عسقلانی دوسری روایت کو جو ذکر کیا اُسکو ابن ابی حاتم
نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس چیز
پر اللہ تعالیٰ دوزخ کا وعید بتایا ہے وہ کبیرہ ہے حافظ عسقلانی نے کہا اُسکی سند لاباس بہ ہے یعنی اسمین
کچھ مضایقہ نہین لیکن اس مین انقطاع ہے لیکن ابن ابی حاتم نے اُسکے مثل بھی دوسری روایت کہی ہے اُسکی
سند متصل ہے اور اُسکے رجال بھی لاباس بہ ہین ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے
کہ جس گناہ کی نتیجہ نار سے یا غضب یا لعنت یا عذاب سے ہے وہ کبیرہ ہے جو لوگ کبیرہ اور صغیرہ مین فرق کرتے
ہین اُنکے پاس اون دونون کی تعریف مین اختلاف ہے ہمارے فقہا کو اُسکی تعریف مین چند وجہ ہین پہلی وجہ گناہ
کبیرہ وہ جو حد کو موجب ہو دوسری وجہ جس گناہ کے کرنے سے وعید شدید نص قرآن مین یا حدیث
مین آیا ہے روضہ اور اُسکے اصل مین مذکور ہے ثانی وجہ اکثر فقہا کے کلام مین واقع ہوئی ہے اور کہے پہلی وجہ
کی ترجیح کے طرف اکثر فقہا کی میلان ہے لیکن کبائر کی تفصیل جو کئے ہین اُسکے دیکھتے ثانی وجہ بہت موافق ہے
انتہی تیسری وجہ جسکو امام الحرمین نے ارشاد مین ذکر کیا ہے یہہ ہے جس گناہ مین اُسکے مرتکب ہونے والے
کی بے پروائی دین مین معلوم ہوتی ہے اور اُسکے دینداری کے ضعف پر دلالت ہو وہ گناہ عدالت
کو ساقط کرتی ہے پہلی وجہ جو بولے اُسپر یہہ اعتراض آتا ہے صحیح حدیثون مین بہت سے چیز گناہ کبیرہ کرکے مذکور ہین
لیکن اس مین حد نہین سو تعریف جامع نہین اُسکا جواب یون کہتے ہین جسکے کبیرہ ہونے پر حدیث مین نص

نہین ہے اسمین اس تعریف کو اعتبار کرئیگے بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قید بڑھانے سے تعریف جامع نہین
کرکے جو اعتراض کیا ہے دفع نہین ہوتا پھر حد ناقص کا ناقص رہا دوسری وجہ پر یہہ اعتراض کئے ہین کہ بعضے
گناہون مین وعید شدید وارد نہین ہوا لیکن وہ گناہ کبیرہ ہونا نص سے ثابت ہے یہہ تعریف بھی جامع نہین لیکن اس
اعتراض کے جواب مین ایسا کہینگے جسکے کبیرہ ہونے پر نص نہین وارد ہوا اسکی یہہ تعریف ہی تیسری وجہ اگرچہ
کبائر کے سب اقسام کو جامع ہے لیکن بعضے گناہ صغیرہ بھی اسمین داخل ہین یہہ تعریف مانع نہین اسی واسطے
امام نے اسکو کبیرہ کی تعریف نہین ٹھہرایا بلکہ عدالت کو مسقط ہے کرکے کہا بعضون نے کبیرہ کی تعریف یون لکھی
ہے جس گناہ کے کرنے پر وعید شدید وارد ہوا ہے یا اسکے کرنے سے حد ہے یا اسکے کرنے والے پر لعن وارد
ہوا ہے یا اس گناہ کی مفسدت ان گناہون کے مثل ہے یا اس سے افزود ہے تو وہ کبیرہ ہے ابن عباس سے اوپر
جو مذکور ہوا ان کے قول کی تائید کرتی ہے ان تعریفون کے سوائے اور چند تعریف ہین لیکن یہہ سب تعریفین جسکو
اصطلاح مین حقیقی حد کہتے ہین وہ نہین بلکہ سب تقریبی تعریف ہین گناہ کبائر کے تعداد مین بھی اختلاف ہے
ابن مسعود سے آیا ہے کہ وہ تین ہین اور انکی ایک روایت مین آیا ہے چار ہین اور بعضے کہتے ہین سات ہین کیواسطے
صحیح حدیث مین آیا ہے اجتنبوا السبع الموبقات الحدیث یعنی بچتے رہو سات ہلاک کرنے والیون سے بعضے
کہتے ہین دس ہین بعضے کہتے ہین چودہ ہین بعضے کہتے ہین پندرہ بعضے کہتے ہین ستر کے قریب ہین طبرانی کی روایت
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے سات سو کے قریب ہین ابن حجر الہیتمی نے ایک بڑی کتاب جسکا نام زواجر
فی اقتراف الکبائر ہے گناہ جس مین حد یا وعید شدید یا لعن وارد ہوا ان سبکو جمع کیا تو چار سو سینسٹھ
گناہ ہوئے صحیح یا حسن حدیثون مین جن گناہون کو کبیرہ کرکے نص وارد ہوا یہہ ہین شرک اللہ تعالی کے ساتھ ناحق
مسلمان کو قتل کرنا زنا کرنا کفار کے جنگ سے بھاگنا سود کھانا یتیم کا مال ناحق کھانا محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرنا سحر کرنا
سحر سیکھنا ناحق مسلمانون کو بے آبرو کرنا جھوٹی شاہدی دینا جھوٹی قسم کھانا جسکو یمین غموس کہتے ہین چغلی لگانا غنیمت
کے مال مین چوری کرنا جھوٹھ بات کرنا شراب پینا بیت اللہ کو حلال سمجھنا یعنے وہ حرم نہین حلال ہے سمجھنا
بیت اللہ مین الحاد یعنی ستم کرنا اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا اللہ تعالی کے مکر سے امن مین آنا والدین کی نافرمانی
کرنا اپنے والدین کو کوئی شخص گالی دینے کا سبب ٹھہرنا وصیت مین غیر کو ضرر پہنچانا اللہ تعالی سے بدگمان ہونا

پتیاب سے تنزہ یعنی پاکی نکرنا وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ آرزو مت کرو جس مین بزرگی
دی اللہ نے ایک کو ایک پر تمنے اسکو کہتے ہین جس چیز کا حاصل ہونا ممکن نہین ویسی چیز ملنے کی آرزو کرنا یعنی اللہ تعالے نے
کسی کو کسی چیز کی فضیلت دی ہی تو وہ چیز اپنے تئین حاصل ہونیکی آرزو مت کرو معلوم کیجیے سعادت کے تین مرتبے ہین نفسانی اور
بدنی اور خارجی سعادت نفسانی وہ ہی جسکا تعلق قوت علمیہ اور عملیہ کے ساتھ رہے جس کا تعلق قوت علمیہ سے ہی وہ ذکاوت اور
مزاج کی چالاکی اور علوم کی معرفت ہے جسکا تعلق قوت عملیہ سے ہی وہ عفت اور شجاعت اور حکمت عملیہ کو استعمال مین لانا مجموع
کو عدالت کہتے ہین سعادت بدنی وہ ہی جسکا تعلق بدن کے ساتھ رہے وہ صحت و خوبصورتی اور عمر کی درازی ہے
سعادت خارجی وہ جسکا تعلق خارج سے رہے جیسے نیکبخت اولاد ہونا قرابت والے بہت رہنا دوست اور مددگار لوگ کثرت سے
رہنا اور مالداری اور ریاست اور اسکی بات سبکے پاس مقبول رہنا اور اسکا حکم سب پر نافذ ہونا اور سب پاس
وہ دوست رہنا اور سب اسکو بہتر شخص کہنا یہہ سب سعادت اور فضائل ہین ان فضایل سے بعضے دادالٰہی ہین اور بعضے کسب سے
حاصل ہوتے ہین لیکن عقلمند تامل کیا تو سب کا حصول محض اللہ تعالی کے فضل پر ہے انہین سعادتون سے اللہ تعالی ایک کو
دوسرے پر فضیلت دیتا ہی پھر وے سعادتین دینی رہے یا دنیوی آدمی جب دیکھتا ہی یہہ فضائل اپنے مثل کے آدمی کو حاصل ہین
اور اپنے تئین حاصل نہین اسکے دلکو برا لگتا ہے اسکی خاطر مشوش ہوتی ہے اس سے دو حالت لاحق ہوتے ہین ایک حالت
اس سے یہہ نعمت زائل ہونیکی آرزو کرنا پھر اسکے ساتھ اپنے تئین وہ نعمت حاصل ہونیکی آرزو رہے یا نرہے اسکو حسد
کہتے ہین یہہ آرزو حرام اور مذموم ہے کسواسطے عالم کا مدبر اور انکا خالق اپنے ایک بندے پر احسان کیا اور اپنے کچھ
نعمتین اسکو مرحمت کیا جب کوئی شخص وہ نعمت اس سے زایل ہونیکی آرزو کیا تو اللہ تعالے پر اعتراض کیا اور جب وہ نعمت اپنے تئین
حاصل ہونیکی آرزو کیا تو اسکے دلمین یہہ بات آئی کہ وہ شخص مستحق نہین اور آپ اس نعمت کا مستحق ہون تو گویا اللہ تعالے کے کیے
پر حرف رکھا یہہ حرف رکھنا دلکی سیاہی کا سبب ہے اکہ جس سے اندیشہ کفر کا ہی پھر حسد جیسا دین کے فساد کا سبب ہے ویسا ہی دنیا کے
فساد کا بھی سبب ہے کیا واسطے اس سے الفت اور دوستی منقطع ہوتی ہی عداوت اور دشمنی پڑجاتی ہی اسلیے اللہ تعالے
اس سے نہی کیا دوسری حالت غیر سے وہ نعمت زایل ہونیکی آرزو نہین کیا لیکن اپنے تئین وہ نعمت حاصل ہونیکی آرزو کیا
تو اسکو غبطہ اور منافسہ کہتے ہین عرب کے محاورے مین غبطہ کی جگہہ مین حسد اور حسد کی جگہہ مین غبطہ کو مجازاً استعمال کرتے ہین
یہہ آرزو جائز ہے یا نہین اسمین کلام ہے فخر الدین رازی اپنی تفسیر مین کہا کہ اسکو بعضے لوگ جائز کہتے ہین لیکن محققین کہتے ہین،

کہ یہہ بھی جائز نہین بندگہ عاصی کہتا ہی حق بات جسکو امام غزالی وغیرہ محققین اختیار کئے ہین اسمین تفصیل ہے اگر یہہ غبطہ عبادات
مین ہو تو محمود ہے قرآن مین اللہ تعالے جو فرمایا فلیتنافس المتنافسون اور صحیحین کی حدیث مین جو آیا ہی لاحسد الا فی اثنتین الحدیث
اسی قسم سے ہی اگر معصیت مین ہو تو مذموم ہے صحیحین کی حدیث مین لاتنافسوا جو آیا ہی یعنے منافست کرو اسی قسم سے ہی اگر مباح
مین ہو تو مباح ہے امام غزالی احیاء علوم الدین مین کہتا ہی نعمت غیر کو جو ہی دینی ہو واجب ہے جیسے ایمان نماز زکاۃ یہہ اپنے
حاصل ہونا کرکے غبطہ کرنا واجب ہے کیا واسطے ایسے دینی امور حاصل ہونیکی آرزو نہین کیا تو معصیت پر راضی ہوا یہہ تو
حرام ہے اگر وہ نعمت فضایل یعنی مندوبات سے ہی جیسے نیک کامون مین مال کو خرچ کرنا تو اسکا منافسہ مندوب ہے اگر وہ نعمت مباحات
چیزون سے ہی یعنے مثلاً اپنے کو بہتر گھر ہونا تو اس کا منافسہ مباح ہی لیکن مباحات مین منافسہ کرنا فضیلت کو کم کرتا
اور زہد اور رضا اور توکل کا مخالف ہوتا ہی اور عالی مقامات کا حجاب پڑتا ہی اسمین گناہ نہین لیکن وہ نعمت اسکے لئے احتی
کبھی مفسدہ ہو جاتی ہے اور گناہ مین پہنچتا ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا مردون کو حصہ ہی اپنی کمائی
سے وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ اور عورتون کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اس جملہ سے احوال وجو امور دنیوی
سے تعلق رکھتے ہین یا وے جو امور اخروی سے تعلق رکھتے ہین یا دونون کے ساتھ تعلق رکھتے ہین مراد لینا ممکن ہی پہلی وجہ پر یعنے
احوال وے جو دنیا کے امور سے تعلق رکھتے ہین مراد لیوے تو اسمین چند احتمال ہین پہلی احتمال دنیا کی نعمتون سے ہر فریق کو اپنا
حصہ ہے انسان کو چاہئے اللہ نے اپنے حصہ مین جو دیا ہے اسپر راضی ہونا دوسری احتمال اللہ تعالے نے ہر فریق کو میراث کا حصہ
مقرر کر دیا ہی اس حصہ پر راضی ہونا اور اسپر اعتراض نکرنا واجب ہے یہہ معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس احتمال پر اکتساب
اصابت یعنے پانے کی معنی سے لینا حاصل یہہ ہے اللہ تعالی مرد کو عورت کے دو برابر حصہ دینیکا امر جو کیا اسمین کوئی آرزو نہ کرکے
اپنے کو زاید حصہ رہنا تھا کسواسطے کہ یہہ حسد کی بات ہے اللہ تعالے اپنے بندون کے مصلحتون کا خبردار ہی انکے مرتبون کی تفاوت کو
نظر کرکے انکے حصہ مقرر کیا تیسری احتمال جاہلیت مین عورتون کو اور بچون کو حصہ نہین دیتے تھی اللہ تعالے اسکو باطل کیا
مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا بچہ سبکے حصے مقرر کر دیا اس مین افزود ہونیکی آرزو کرنا مفید نہین دوسری وجہ یعنی اس جملہ
سے وے امور جنکے تعلق آخرت کے احوال سے مراد لینا سو اسمین بھی چند احتمال ہین پہلی احتمال ہر شخص کو ایک مقرر
ثواب ہے کہ اسکو اللہ تعالی اپنے لطف وکرم سے عنایت کرتا ہی تم اسکے خلاف کی آرزو مت کرو دوسری
احتمال ہر شخص جسقدر نیک عمل کرتا ہے اتنی جزا اسکو ملتی ہے اسپر حسد کرکے اپنے اعمال باطل کرنا نہ چاہئے

قتادہ نے کہا ہے ثواب وعقاب مردونکو انکے اعمال پر جو ملتا ہی عورتون کو بھی ویسا ہی ملتا ہے مردون
کو ایک نیکی کو دس نیکی ایک گناہ کو ایک ہی بدی جیسی ملتی ہے عورتون کو بھی ویسا ہی ملتی ہی تیسری احتمال
مردونکو عورتونکی عہدہ برائی کرنے سے اور انکو کھانا کپڑا دینے سے یا مرد جہاد کو جانے سے ثواب جو ملتا ہی عورتونکو
بھی اپنی فروج کی محافظت کرنے سے اور مردون کی اطاعت کرنے سے اور گھر کے کام وعام کی سربراہی
دینے سے ثواب ملتا ہی۔ تیسیر فائدہ اس جملہ سے یہہ سب امور دینوی اور اخروی مراد ہین ان سب امور مین
حسد نکرنا (مما) ہین مین جو ہے دونون جگہہ سبب وعلت بیان کرنیکے واسطے ہی یعنے مردون کو بسبب انکے
کسب کے کچھ حصہ ہی اور عورتون کو بسبب انکے کسب کے کچھ حصہ ہے وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ اور مانگو اللہ سے
اسکا فضل اس جملے کا عطف ولاتتمنوا انکے جملہ پر ہے گویا یون کہا تم آرزو مت کرو ایک کا حصہ جو اللہ اسکو
اسکے کسب پر عنایت کیا ہی تم اللہ تعالی کی فضل مانگو کہ جسکے نعمتونکے خزانے خالی نہین ہوتے اسکے درگاہ کا
امیدوار محروم نہین جاتا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فضل سے رزق مراد ہی بعضے کہتے ہین فضل سے
عبادت اور اسکے سوال سے عبادت کی توفیق کا سوال کرنا مراد ہے معلوم کیجیے اللہ تعالی بندون کو
اپنا فضل مانگنے کا حکم نہین کیا مگر اتنی ہی واسطے کہ انکو اپنا فضل عنایت کرے اور اسمین اشارہ ہی کہ بندہ دعا
اور طلب کرنے مین کچھ معین چیز کو طلب نکرنا بلکہ اللہ تعالی کا فضل کہ جس مین اپنی دنیا اور آخرت کی درستی
ہو مانگنا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا مقرر اللہ ہر چیز کا دانا ہے یعنی اللہ کو ہر چیز معلوم ہے اس سے
مانگنے والون کی صلاح جس چیز مین ہے وہ اسکو عطا کریگا جو اسکے لئے مقدر نہین کیا ہے اسکی آرزو نکرنا
اس آیت کی شان نزول کو عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ترمذی اور حاکم اور سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کی طریق سے وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے عورتین عرض کین یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین ہم کیا واسطے جہاد نکرنا ہم بھی شہید ہونگے اور ہمکو
نہین ہے مگر آدھی میراث تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کی اور عورتون کے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی۔
ان المسلمین والمسلمات الآیہ ترمذی نے کہا یہہ حدیث مرسل ہی ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کی طریق سے وہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہی یا نبی اللہ مرد کو

عورت کے دو برابر حصہ ہے اور دو عورت کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیا اعمال مین بھی ایسا ہی ہے
عورت ایک نیکی کی تو اسکو آدھا ثواب ملیگا تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کی و لاتتمنوا یعنے آرزو مت کرو
کیا واسطے یہہ میرا عدل ہے اسکو مین ٹھہرایا ہون ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علی بن
ابی طلحہ کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے ولاتتمنوا ما فضل اللہ بعضکم
علی بعض کی تفسیر یہہ ہے آدمی آرزو نہ کرنا کہ کاش فلانے کا مال اور اہل مجھکو ہوتا سو اللہ تعالی نے
اس آرزو سے منع کیا لیکن اللہ تعالے سے اسکا کچھ فضل مانگنا سعید بن منصور اور ابن المنذر عکرمہ سے
روایت کئے ہین اسنے کہا عورتین جہاد کا سوال کئین اور بولین ہمکو آرزو ہے اللہ تعالی ہمپر بھی جہاد
فرض کرے مردون کو جو ثواب ملتا ہے ہمکو بھی ملے تب اللہ تعالی یہہ نازل کی ترمذی ابن مسعود رضی اللہ
عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اللہ تعالی کا کچھ فضل مانگو کیا واسطے اللہ تعالے
اپنے سے مانگنا دوست رکھتا ہے امام احمد انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے مسلمان آدمی اللہ تعالی سے جنت کا سوال تین بار کیا تو جنت کہتی ہے یا اللہ اسکو داخل
کر مسلمان آدمی دوزخ سے تین بار پناہ مانگا تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ اسکو پناہ دے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا
مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ اور ہر کسی کے ہم نے ٹھہراوئے وارث اس مین جو چھوڑ جاوین
ماں باپ اور قرابت والے ہر کسی سے مردان اور عورتان مراد ہین موالی سے عصبہ مراد ہین یعنی میت مرد ہو
یا عورت اسکو وارث عصبہ ہین وے وارث ہوتے ہین اس مال کے جو انکے ماں باپ اور قرابت والے
چھوڑکے موئے ہین اس تقدیر پر ماں باپ قرابت والے انکو وارث ہوئے بعضون نے کہا (مما ترک) مین ما معنی
من کے ہے اسکی تقدیر یون ہے مما ترکہم المیت یعنے ہر کسیکو ورثہ ہین ان لوگون سے جنکو میت چھوڑ مرا ہے وے ورثہ ماں باپ
اور قرابت والے ہین اس تقدیر پر ماں باپ قرابت والے وارث ہوے وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ
نَصِيبَهُمْ اور جس سے باندھا ہے تمہارا عہد سو انکو پہنچاؤ انکا حصہ عقدت کو عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف
عین اور قاف اور دال تینون کے فتح سے بن الف کے ثلاثی مجرد کے صیغے سے پڑھتے ہین اسکا مصدر عقد ہوگا باقی
کے قراء عاقدت عین کے بعد الف زیادہ کرکے ثلاثی مزید فیہ کے باب مفاعلہ کی ماضی کے صیغہ سے پڑھتے ہین

اُسکا مصدر معاقدت ہے معاقدت کی معنی معاہدت اور محالفت یعنی باہمدیگر عہد اور قول قرار کرنا ان دونون
قرأت پر اس فعل کا مفعول محذوف ہی اُسکی تقدیر پہلی قرأت پر عقدت حلفہم یعنی باندھا ہے انکے عہد کو دوسری
قراءت پر اُسکی تقدیر عاقدتہم یعنی باہمدیگر تم انکے ساتھ قرار کئے ہین ایمان جمع یمین کی ہے یمین کی معنی یا ہاتھ ہے
یا قسم دونون معنی پر عقد کی نسبت یمین کی طرف مجاز ہے یمین سے ہاتھ مراد لیوے تو معنی یون ہوگی اور جس سے
عقد کیے ہین تمھارے ہاتھ اسکا حقیقی معنی یون تھا جس سے تم عقد کئے ہو کیا واسطے حقیقت میں شخص عقد کرتا ہے
اُسکے ہاتھ عقد نہین کرتے لیکن عرب کی دستور تھی عقد کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے اور اُس عقد پر قایم
رہنے کا اور اُسکو نبھانیکا قول و قرار مستحکم کرتے اس لئے عقد کی نسبت ہاتھ ہی کی طرف مجاز کرتے ہین یمین سے
قسم مراد لیوے تو معنی یون ہوگی جس سے عقد کیے ہین تمھارے سوگند حقیقت مین عقد تو وے لوگ کئے ہین لیکن اسکی نسبت
سوگند کی طرف کیا کسو واسطے عقد کا سبب قسم ٹھہرا اس لئے عقد کی نسبت قسم کی طرف کیا معلوم کیجئے ان جگہہ
عقد سے کونسا عقد مراد ہی اُسمین مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین محالفے کا عقد مراد ہے محالفے کی معنی باہمدیگر
دوستی کرنا وہ مشتق حلف سے ہے حاء مہملہ کی کسرہ سے دوستی کی معنی سے جاہلیت مین عرب کا دستور تھا دو شخص ملکے
آپس مین قول و قرار اور قسم عہد کرتے کہ میرے اور تیرے درمیان کمال دوستی ہوئی میرا خون سو تیرا خون ہے
تیرا خون سو میرا خون میرا خون معاف تو تیرا خون معاف ہے تیرا خون معاف تو میرا خون معاف ہی میرے
خون کا بتنا تیرے خون کا بتنا ہے تیرے خونکا بتنا میرے خونکا بتنا ہے میری تقصیر کے بدلے مین تو پیسا دینا
تیری تقصیر کے بدلے مین پیسا دونگا اُس عقد کو محالفہ کہتے ہین اور یہہ عقد کرنے والے کو حلیف کہتے ہین اس
عقد کے سبب سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا اس وراثت کا حکم ابتداء اسلام مین بھی تھا اُسپر اللہ تعالی نے
فرمایا فآتوہم نصیبہم یعنے پہنچاؤ انکو اُن کے حصے یعنی میراث مین انکو جو حصہ دینے کا ہے وہ انکو دیو ابن جریر
طبری نے ابن عباس وغیرہ سے بھی روایت کیا ہی کہ یہہ حکم عقد محالفت کا تھا قتادہ سے روایت کیا ہی انکو مال کا
چھٹوان حصہ دیتے تھے بعضے کہتے ہین اس عقد سے عقد مواخات مراد ہے مواخات کی معنی بھائی چارا
سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو تشریف لائے بعد مہاجرین کے ایک ایک شخص کو انصار کے ایک ایک
شخص کے ساتھ بھائی چارا لگائے پھر اس مواخات کے عقد سے باہمدیگر وارث ہوتے تھے اُس عقد سے مواخات

مراد جو کہے اُسکو بخاری نے اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ابن عباس کہے والذین عاقدت ایمانکم مہاجرین مدینے کو آئے بعد مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا بھائی چارے کے سبب سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے درمیان لگائے تھے اُنکا قرابتی وارث نہین ہوتا تھا بعضے کہتے ہین اس عقد سے تبنی کا عقد مراد ہے اپنے متبنی یعنی بے بالک کو میراث دیتے تھے سعید بن المسیب سے ایسا ہی مروی ہے ان تینون قول مین مخالفت نہین کیا واسطے یہ عقد سب حلف کہلاتے ہین ان عقد کے سبب سے وارث ہوتے تھے ان سب کو بوجہ یہہ آیت منسوخ ہے اُسکی ناسخ یہہ آیت ہے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ ابن جریر طبری نے علی بن ابی طلحہ کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ ایک شخص دوسرے سے معاقدہ یعنی مخالفہ کرے بعد مرجانے کے تو دوسرا اُسکا وارث ہوتا بعدہ اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا۔ الوا لارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا یعنی یہہ آیت پہلی آیت کو نسخ کی ابن عباس کہے الا ان تفعلوا آہ سے مراد یہہ ہے کہ مگر وصیت کرے اپنے دوستون سے کہ جنکے ساتھ مخالفہ کئے ہین یعنی حلیف کو کچھ دینکی میت وصیت کیا تو اُسکی وصیت جاری کیجیگی اگر نہ اسکو کچھ حصہ نہین ابن جریر متعدد طریقون سے علما کی ایک جماعت سے ناسخ یہی آیت ہے کرکے روایت کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کہا یہی قول معتمد ہے بخاری نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حلیف کے میراث کی ناسخ آیت ولکل جعلنا موالی ہے بخاری کی روایت کا ترجمہ یہہ ہے ابن عباس کہے ولکل جعلنا موالی ہر کسی کے ہمنے ٹھہرادئیے موالی یعنی ورثہ والذین عاقدت ایمانکم ابن عباس کہے مہاجرین جب مکہ کو آئے مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا اُسکے ذو رحم یعنی قرابت والے وارث نہین ہوتے تھے بسبب بھائی چارے کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے درمیان لگائے تھے جب ولکل جعلنا موالی کی آیت نازل ہوئی وہ وارث ہونا منسوخ ہوا والذین عاقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم یعنی اُنکو اُنکا نصیب دینا ہے جو اُس سے نصرت کرنی اور رفادت یعنی پیسے سے اعانت کرنا اور خیر خواہی کرنی مراد ہے اُنکو دیتے تھے سو میراث جاچکی اُنکے لئے وصیت کرنا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم اور بیہقی سنن مین بھی روایت کئے ہین اس روایت کے نظر کرتے نسخ دو بار ہوا

معاقد کو ہی میراث دیتے تھے عصبہ کو نہین دیتے تھے یہ حکم ولکل جعلنا موالی سے منسوخ ہوا عصبہ کو بھی میراث
مین شریک کرے بعد سورت الاحزاب کی آیت یعنی واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض سے انکو میراث دینی بالکل
منسوخ ہوئی اور نصرت اور رفادت وغیرہ باقی رہی حافظ عسقلانی نے ایسا ہی کہا ہے بعضے کہتے ہین آیت منسوخ
نہین بلکہ عقد سے محالفت اور نصیب سے نصرت اور رفادت وغیرہ مراد ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے اور انکے فرزند عبد الرحمن کی شان مین نازل ہوئی عبد الرحمن ایمان نہین لایا تب ابو بکر نے
قسم کھائی کہ اسکو اپنی میراث نہ دونگا عبد الرحمن ایمان لایا بعد اللہ تعالی امر کیا کہ اسکو اسکا حصہ دیوے
اسکو ابو داود نے ام سعد بنت الربیع سے کہ جسکو ابو بکر رضی اللہ عنہ پرورش کرتے تھے روایت کیا ہے
اسنے عقدت ایمانکم پڑھی اور شان نزول ایسا بیان کیا اس قول پر بھی وہ آیت منسوخ نہین معلوم کیجیے
اس آیت سے معلوم ہوتا ہی محالفت جائز ہے بخاری وغیرہ کی حدیث جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر اور انصار کے درمیان محالفت میرے گھر مین کیے ہین اسی پر دلالت کرتا ہی لیکن
مسلم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے حلف نہین اسلام مین
جو حلف جاہلیت مین تھا اسکی شدت کو اسلام نے زیادہ کیا انس کے قول مین اور اس حدیث مین ظاہر کے
دیکھتے منافات ہی لیکن دونون حدیث مین ایسا جمع کرتے ہین منفی وہ حلف ہے جو جاہلیت مین تھا باطل
امر مین بھی اسکی نصرت کرتے تھے اور قبیلے مین کا ایک شخص قتل کیا تو اسکا بدلہ سارے قبیلے والون سے
لیتے تھے اور اس کو وارث کرتے تھے اس سے نہی کیے مثبت وہ حلف ہی جس مین مظلوم کی نصرت اور
امور دینی پر قیام ہو اور اسکے مانند چیزون مین عہد کرنا مستحب ہے معلوم کیجیے ابو حنیفہ کہتے ہین ایک
شخص ایک کے ساتھ عقد موالات کیا تو صحیح ہے پھر وہ شخص مرجاے عصبات اور ذوی الارحام سے اسکا
کوئی وارث نرہے تو وہ شخص اسکا وارث ہوگا اور اسکو مولی الموالات کہتے ہین اسیر اس آیت سے
دلیل پکڑتے ہین کیا واسطے اس آیت مین جسکے ساتھ محالفت کیا تھا اسکو حصہ دینیکا حکم تھا بعد
اولوا الارحام بعضہم اولی ببعض کی آیت سے وہ حکم منسوخ ہوا یہہ حکم منسوخ نہوگا مگر اس صورت مین کہ میت
کو اولوا الارحام موجود ہون اور اولوا الارحام موجود نہون تو محالفت کا حکم اول جو تھا وہی حکم ہوگا

شافعی اور مالک کہتے ہین مولی الموالات کو حصہ نہین آیت منسوخ ہے منسوخ کا حکم ورثہ نہونے سے عود کریگا اور ورثہ دو قسم کے ہین ایک خاص دوسرے عام خاص ورثہ نہون تو عام ورثہ کو دینا عام ورثہ جماعت مسلمین ہین اُنکے حصے کا وارث بیت المال ہے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا ۝ اہ مقرر اللہ ہے ہر چیز پر حاضر شہید یا شاہد کی معنی سے ہر یعنی حاضر کہ کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہین ہر چیز اُسکے روبرو ہے یا مخبر کی معنی سے یعنی خبر دینے والا سو قیامت کے دن مخلوقات کے سب اعمال کی خبر دیگا اس جملے مین اللہ تعالی کی اطاعت کرنے والونکو وعدہ اور اُسکی نافرمانی کرنے والون کو وعید ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ مردان حاکم ہین عورتون پر قوامون واو کی تشدید سے جمع قوّام کی ہے قوام اُسکو کہتے ہین جو اپنے کامون پر ضابطہ رہے اُنکو درستگی کے ساتھ کرے کام کرے تو تدبیر سے کرے اور ادب سکھاوے مرد عورت پر قیّم ہے یعنی اُسپر مُسلط ہی جیسا حاکم اپنے رعایا پر مُسلط رہتا ہی اس عورت کے کامونکی درستی کرتا ہے اُسکو ادب سکھلاتا ہے اُسکی محافظت کرتا ہے بُرے کام سے اُسکو روکتا ہی اس آیت کی شان نزول کو ابو داؤد اپنے مراسیل مین اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر وغیرہ باسانید متعددہ حسن بصری سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طمانچہ مارا وہ عورت آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے شوہر سے اُسکا بدلا لینا چاہے تب یہہ آیت نازل ہوئی الرجال قوامون علی النساء نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے شوہر کو بُلوا کے یہہ آیت اسکو پڑھکے سُنائے اور فرمائے مین نے ایک چیز کو چاہا اللہ تعالی نے اُسکے غیر کو چاہا ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے بھی اُسکے مانند روایت کی ہے اُسکی سند منقطع ہے اور اُسکی سند مین محمد بن محمد الاشعث الکوفی ہے وہ منکر الحدیث ہے ثعلبی اور واحدی مقاتل سے نقل کئے ہین کہ وہ انصاری سعد بن الربیع ہین جو نقبا مین تھے اور اُنکی عورت حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر ہے بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ اس سبب سے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو بعض پر بما مین باء سببیہ ہے پہلے بعض سے مردان دوسرے بعض سے عورتان مُراد ہین وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ اور اس سبب سے کہ خرچ کئے اُنہون نے اپنے مال یعنی مہر اور نفقے مین مردان عورتون پر مسلط ہونیکے دو سبب اللہ تعالی نے بیان کیا پہلا سبب

یہہ کہ اللہ تعالی نے مردون کو عورتون پر فضیلت دی مردون کو یہہ فضیلت چند وجہ سے ثابت ہے بعضے ان وجہون مین حقیقی صفات ہین اور بعضے شرعی احکام ہین حقیقی صفات مین فضیلت جو ہے اسکا بیان یہہ ہے حقیقی فضیلتون کا مرجع دو چیز کی طرف ہے ایک علم دوسری قدرت وقوت مردون کو عقل زیادہ رہنے سے انکو علم بڑکے سے محنت اور قوت کے کام مردون سے جو ہوتے ہین عورتون سے نہین ہوتے اس سے اُن کو قوّت و قدرت بڑکے ہوئی ان دونون سبب سے مردونکو عورتون پر فضیلت ہوئی عقل اور بیش اندیشی اور عزم اور قوّت اور علم اور لکھاوٹ اور گھوڑ سواری اور سپاہ گری وغیرہ فضیلتون کے کام مردون سے ہی سربراہی پاتے ہین شرعی احکام مین فضیلت جو کہے کیا واسطے انبیا اور علما انہین مین ہین امامت کبری اور صغرےٰ اور جہاد اور اذان اور خطبہ انہین سے مخصوص ہے حدود اور قصاص کی شہود ایساہی امام شافعی کے پاس نکاح کے شہود فقط مرد کا ہونا ضرور ہے اور میراث مین افزود حصہ اور عصبہ ہونا قتل خطا مین اور قسامے مین دیت کے متحمل ہونا اور نکاح کے ولی ہونا اور طلاق اور رجعت انہین کے اختیار مین ہونا اور مرد چار عورتونکو نکاح مین جمع کرنا بخلاف عورت کے کہ اسکو ایک مرد سے افزود نکاح کرنا درست نہین اور بچے کا نسب مردون کی طرف ہی ہوتا ہے یہ سب شرعی احکام ہین انہین مردون کو عورتون پر فضیلت ہے مردونکا عورتون پر قیم ہونیکا دوسرا سبب یہہ ہے فرمایا کہ مردان اپنے ہاتھ کا پیسا خرچ کرکے انکو لیتے ہین مہر دیکے نکاح مین لاتے ہین کھانا کپڑا دیتے ہین انکو پیسا دینے والا البتہ انپر اپنی حکومت چلاویگا فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ پھر نیک بختین حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین غیبانے مین اللہ کی خبرداری سے اِس آیت مین اللہ تعالی نے بھلین بُرین عورتون کو بیان کیا سو کہا بھلین عورتین وہ ہین جو قانتات ہین یعنے مرد کے فرمانبردار حافظات یعنی مردون کی غیرحاضری مین اپنی خبرداری کرتیان ہین عورت کی دو حالت بیان کیا اُسکو مرد حاضر ہے یا غیر حاضر حاضر ہے تو اسکی فرمانبرداری کرنا اُسکی خدمت بجالانا غیرحاضر ہے تو اپنی خبرداری کرنا یہہ خبرداری چند وجہ سے ہے پہلی وجہ عورت کا اپنے کو زنا سے بچانا کیا واسطے اِسکے

زنا کرنے سے شوہر کو عیب لگیگا غیر کے نطفے کا بچہ اسیکی طرف منسوب ہوگا دوسری وجہ اسکے مال کی محافظت کرنا گھر کے اسباب کو جتن کرنا تیسری وجہ گھر مین بیجا بُرا کام ہونے ندینا چوتھی وجہ شوہر کے راز کو مخفی کرنا کسی پر ظاہر ہونے ندینا بعضے مفسرین کہتے ہین قانتات سے اللہ تعالی کی اطاعت کرنے والیان اور حافظات سے مردون کے حقوق ادا کرنے والیان مُراد ہین حقوق آلہی شوہر کے حقوق پر مقدم ہین احدی کہا ہی اطاعت عام ہی خواہ اللہ تعالی کی ہو یا شوہر کی معلوم کیجیے یہہ کلام ظاہر مین اخباری لیکن اس سے عورت کو اُسکے شوہر کی اطاعت کا امر کرنا مُراد ہی عورت جبتک اپنے شوہر کی اطاعت نکریگی صالحہ نہوگی بما حفظ اللہ مین بما موصولہ ہی الذی کی معنی سے اُسکی طرف پھرنیکی ضمیر محذوف ہی اور با رجارہ مقابلے کی معنی سے ہی اُسکی تقدیر یون کریگے بما حفظ اللہ لہن اُسکی معنی یہہ ہے عورتون پر شوہرون کے حقوق کی محافظت کرنا واجب ہے مقابلے مین اُسکے جو اللہ تعالی مردون پر عورتون کے حقوق کی محافظت واجب کیا مہر دینا انپر مقرر کیا اور انکا خرچ دستور موافق دینیکا اور اُنکے درمیان عدل کرنے کا امر کیا بما مین ما مصدریہ بھی ہو سکتا ہی اب اُسکی تقدیر یون ہوگی بحفظ اللہ ایاہن مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوا ہی اُسکا مفعول محذوف ہی معنی یون ہوگی وے عورتین خبرداری کرتیان ہین غیبانے مین اُنکو اللہ تعالی محافظت کرنیکے سبب سے یعنی حفظ الغیب اُنکو میسر نہین ہوا مگر اللہ تعالی اُنکو اُسکی توفیق دینے سے امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے عورتون مین بہتر کون ہی فرماے بہتر عورت وہ ہی مرد جب حکم کیا اطاعت کرتی ہی جب دیکھا تو خوش ہوتی ہے اور اپنے نفس کی اور اُسکے مال کی خبرداری کرتی ہی بعضی روایتون مین ایا ہی عورتون مین بہتر وہ ہی جب تو اسکو دیکھا تو تجھکو خوش کرے اور جب تو اسکو امر کیا تو بجا لاوے اور جب تو اس سے پوشیدہ ہو تو تیرے مال کی اور اپنے نفس کی خبرداری کرے اُسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال قوامون علی النساء کی آیت کو قانتات حافظات للغیب تک پڑھے حاکم کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی اپنے مختصر مین اُسکے قول کو مسلم رکھا ہے بندہ عاصی کہتا ہے اُسکی سند مین محمد بن عجلان ہے مسلم اُسکی حدیث کو متابعت مین لاتے ہین اصول مین اُن سے حجت نہین لیتا حافظ عسقلانی نے نسائی کی حدیث کو

ذکر کرکے کہا کہ وہ حدیث حسن ہو ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی مجاہد کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا مین تمکو ایک بہتر گنج کی جسکو آدمی جمع
کر رکھتا ہے خبر نہ دیون کہے بہتر فرماے وہ صالحہ عورت ہے جب اُسکو دیکھتا ہے تو خوش کرتی ہو اور جب اسکو امر کرتا ہے
اطاعت کرتی ہے اور جب اس سے غائب ہو تا ہو تو خبرداری کرتی ہو ابوداؤد نے کتاب الزکاۃ مین الذین یکنزون
الذہب والفضۃ کی آیت نازل ہوئی سو حدیث مین اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے یہہ
حدیث اُسکے پاس صالح ہوئی امام نووی نے خلاصہ مین کہا اُسکی سند صحیح ہے لیکن بیہقی نے سنن مین اُسکو
روایت کیا سو سند مین ایک راوی زیادہ کیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ ابوداود کی سند مین انقطاع
واقع ہے اسی معنی کی حدیث کو ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو حافظ عسقلانی نے
کہا اُسکی سند ساقط ہو اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو حافظ ابو الحسن الہیثمی نے
کہا اُسکی سند مین زریک بن ابی زریک ہو مین اُسکو نہین جانتا باقی کے رجال ثقہ ہین بندۂ عاصی کہتا ہے
ابن حبان نے زریک بن ابی زریک کو اپنی کتاب الثقات مین ذکر کیا ہو اور طبرانی اُسکو ثوبان وغیرہ سے بھی
روایت کیا ہو اور ابن ابی شیبہ نے یحیی بن جعدہ سے روایت کیا ہو ان سب طریقون کو جمع کرکے دیکھنے سے
یہہ حدیث درجہ صحت کو پہنچتی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے اور اپنی فرج کو عصمت سے رکھے
اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو بہشت مین جس دروازہ سے چاہتی ہے جاوے اس مضمون کی حدیث عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع آئی ہے اُسکو امام احمد اور طبرانی روایت کئے ہین بزار اور ابن حبان
اپنی صحیح مین ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
شوہر کا حق اُسکی عورت پر یہہ ہے کہ اگر شوہر کے بدن پر پھوڑا رہے عورت اسکو چاٹے یا شوہر کے نتھنے سے
پیپ یا لہو بہے اور عورت اسکو نگلے تو شوہر کا حق ادا نہین کی امام احمد اور بزار نے انس بن مالک
سے ایک طویل حدیث روایت کی ہو کہ جس مین کسی انصاری کا اونٹ بھڑک جاکے لوگون پر حملہ
کرتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے سجدہ کیا اسکو دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

سجدہ کرنیکی اجازت صحابہ چاہئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک آدمی دوسرے آدمی کو سجدہ کرنیکی
صلاحیت نہین رکہتا آدمی کو آدمی کا سجدہ کرنا درست ہوتا تو مین عورت کو اپنے شوہر کو سجدہ کرنیکا امر کرتا
کیا واسطے مرد کا حق عورت پر بہت بڑا ہی اگر شوہر کو سر سے پانون تک پہوڑا رہے اور اس سے پیپ
پانی بہو عورت اُسکو چاٹے تو بھی شوہر کا پورا حق ادا نہین کی حافظ المنذری نے کہا اس حدیث کی سند
جید ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
نیک بختی کے تین چیز ہین عورت تو اسکو دیکھا تو تجھکو خوش کرتی ہے اور تو اس سے غائب ہوا تو اپنے نفس
اور تیرے مال پر اسکو امین پاتا ہے اور جانور غریب چالو تجھکو تیرے ساتھ والون مین لیجا کے پہنچاتا
ہے اور کشادہ گھر جسمین مرافق یعنی آرام کی جگہ بہت ہین بدبختی کے تین چیز ہین عورت اسکو دیکھا
تو بری دکھتی ہے اور تیرے سے زبان درازی کرتی ہے اگر اُس سے تو غائب ہووے تو اپنے نفس پر اور
تیرے مال پر اُسکو امین نہین پاتا اور جانور از یا لو اگر اُسکو مارا تو تجھکو تعب مین ڈالتا ہے نہ مارے
تو ساتھیون مین لیجا کے نہین پہنچاتا اور تنگ گھر جسکے مرافق کم ہین حاکم اور بیہقی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی پر ایمان لائی سو عورت کو اپنے
شوہر کے گھر مین جسکو شوہر مکروہ جانتا ہی بلوانا اور جہان جانیکو شوہر مکروہ جانتا ہے وہان جانا اور اُسکے امر مین
کسیکی اطاعت کرنا اور شوہر کے دلکو دکھانا اور اُسکے بچھونے کو یعنی اُسکے ساتھ ملکے سونیکو چھوڑنا اور
اسکو مارنا حلال نہین اگر زیادتی شوہر کی ہی تو اُسکے پاس آکے اُسکو راضی کرے پھر شوہر اسکی بات کو مانا
تو خوب اور اللہ اس عورت کے عذر کو قبول کریگا اور اس عورت پر کچھ گناہ نہین اسکی بات سے شوہر راضی
نہین ہوا تو عورت اپنے عذر کو اللہ تعالی تک پہنچادی حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے نسائی اور
بزار اور حاکم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے جو عورت
اپنے شوہر کی کہ جس شوہر کے بن اسکو استغنائی نہین ہے شکر گذاری نہ کرے تو اللہ تعالی اُس عورت کی
طرف نظر نہین کرتا حافظ المنذری نے کہا نسائی اور بزار اس حدیث کو دو طریق سے روایت کئے ہین اُنین
سے ایک طریق کے رجال صحیح کے رجال ہین اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

بستی یعنی اور حمام پاےخانہ وغیرہ ۱۲

سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس عورت کا شوہر حاضر ہو تو وہ عورت
روزہ نہ رکھے مگر اسکی اجازت سے اور جسکا شوہر حاضر ہو وہ عورت اُسکے گھر مین کسیکو آنیکی رخصت نہ دیوے
مگر اُسکی اجازت سے بندۂ عاصی کہتا ہے اس جگہ روزے سے سنت روزہ مُراد ہے بخلاف
رمضان کے فرض روزہ کے کہ اُسکے رکھنے کے واسطے اجازت کسی کی درکار نہین شوہر حاضر ہو تو اُسکے
بے اِذن گھر مین کسی کو آنیکی اجازت نہ دینا جو کہے اس سے یہہ غرض نہین شوہر غایب ہے تو اجازت دینا بلکہ
اس صورت مین اجازت نہ دینا متاکد ہے حدیث مین قید جو لگا ہی غالب عادت کے نظر کرتے ہی طبرانی زید بن ارقم
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت جب تک اپنے شوہر کے سب حقوق ادا نکرے
اللہ تعالی کا حق بھی وہ ادا نہین کی سو اگر اونٹ کی پشت پر بیٹھی ہے اور شوہر اسکو بلاوے یعنی وطی کی خواہش
کرے تو اپنے نفس کو اس سے باز نہ رکھے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند جید ہے ترمذی اور نسائی اور ابن
حبان اپنی صحیح مین طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر نے
اپنی عورت کے تئین اپنے کام کو بلاوے تو اُسکے پاس گیا چاہیے اگرچہ عورت تنور پر ہے یعنی روٹی پکاتی رہے ترمذی
اس حدیث کی تحسین و ابن حبان اسکی تصحیح کیے ہین بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر جب اپنی عورت کو اپنے بچھونے
پر بلاوے اور وہ نہ آوے اور شوہر غصہ سے شب کاٹا تو صبح ہوئی تک اُس عورت کو فرشتے لعنت کرتے ہین
ابن ماجہ و ابن حبان اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تین شخص ہین اُنکی نماز ایک بالشت بھی اُنکے سر پر نہین جاتی پھر انمین عورت کو ذکر کیے جو اپنے
شوہر کو ناخوش کرکے شب گذارتی ہے ابن حبان و ابن خزیمہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص کی نماز قبول نہین ہوتی اور انکی کوئی نیکی آسمان پر
نہین جاتی پھر انمین عورت کو شمار کیے کہ جسپر اسکا شوہر ناخوش ہوتا ہی یہان تک کہ شوہر راضی ہووے
طبرانی اوسط مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
عورت اپنے گھر کے باہر نکلے اور اسکا شوہر اُسکے نکلنے کو مکروہ جانتا ہی تو اس عورت پر ہر فرشتہ جو آسمان مین ہے

اور ہر چیز کہ اس پر ہیں. وہ عورت گذری ہے سوائے جن و انسان کے سب اس عورت پر لعنت کرتے ہین

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ اور جن عورتون کی بدخوئی کا تمکو ڈر ہو سو ان کو پند دو اور جدا کرو انکو سونے مین اور مارو انکو عورت اپنے شوہر کی اطاعت سے نکلنے اور اسکی نافرمانی کرنے اور اس سے نفرت اور عداوت پیدا کرنے کو نشوز کہتے ہین نشز سے ماخوذ ہے نشز مکان مرتفع کو کہتے ہین عورت اپنے مرتبے سے اپنے کو بلند سمجھی اسلئے اُسکو نشوز کہے اس آیت سے مقصود یہہ ہے عورت نشوز کرنیکا تمکو گمان ہوا اسطور سے کہ اس عورت سے علامت نشوز کے نمود ہوئے تو اُس عورت کو وعظ کرو یعنی پند و نصیحت کرو نشوز کے علامت عورت کے حال سے شوہر پر ظاہر ہو جاتے ہین خواہ قول سے ہو یا فعل سے مثلاً ہمیشہ اس سے بات ملائمت سے کرتی تھی یا جھڑک کے جواب نہین دیتی تھی اور بلوائے تو جلد آتی تھی اور کسی کام کا امر کیا تو جلد اُسکو بجا لاتی تھی اس آئین مین جب خلاف ہوا سخت بات بولی یا جھڑک کے جواب دی یا جلد نہین آئی یا حکم بجا لانے مین سستی کی تو معلوم ہوا اسکی چال بدلی اور وہ نشوز اختیار کی اس صورت مین اُسکو زبان سے نصیحت کی بات بولنا مثلاً اُسکو کہنا اللہ تعالیٰ سے ڈر میرے حقوق تجھ پر لازم ہین تو یہہ اپنی ٹیڑھی چال چھوڑ میری اطاعت کرنا تجھ پر فرض ہے ایسے باتون سے اُسکو پند دیا وعظ قبول نہین کی اور اپنی تیڑی چال پر ہٹ کی اور اُسکا نشوز متحقق ہوا تو اُسکو مضجع مین ہجر کرنا مضجع جیم کے فتح سے خوابگاہ اور سونے کی جگہہ کو کہتے ہین مضاجع اُسکی جمع ہے خوابگاہ مین ہجر کرنا یعنی اُسکے ساتھ ملکے سونے کو یا اُس سے وطی کرنیکو چھوڑنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اُسکے طرف پیٹ پھر اکے سووے اور اُس سے بات نہ کرے معلوم کیجئے سونا اُسکے پاس چھوڑا تو اُس پر یہہ بات شاق ہوگی اور نشوز ترک کریگی اگر شوہر سونا ترک کرنے کو غنیمت سمجھے اور نشوز نہین چھوڑے تو اُسکو مارے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اُسکو مسواک سے یا اُسکے مانند کی چیز سے مارے ہمارے فقہا کہتے ہین نشوز کی علامت اُس سے ظاہر ہو تو اُسکو فقط وعظ کرنا ہجر کرنا اگر نشوز متحقق ہوا لیکن متکرر نہین ہوا تو اُسکو وعظ کرنا اور ہجر کرنا اُس حالت مین مارنا جائز ہے یا نہین اسمین دو قول ہین نووی کا مختار یہہ ہے کہ مارنا جائز ہے اگر نشوز متکرر ہو تو وعظ اور ہجر کے ساتھ

مارنا بھی جائز ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہے مارنا مباح ہے لیکن نہ مارنا افضل ہے جب مارا تو
مار مبرح نہونا کیا واسطے صحیح حدیثون مین تصریح ہے کہ مار غیر مبرح ہونا اگر سمجھا بدون مبرح مار کے نشوزنہ
چھوڑیگی یا مارنا کچھ فایدہ نہ دیگا تو ایسی صورت مین مارنا جایز نہین مبرح مار وہ جو سخت اور شدت سے
ہووے یعنی اس مار کا ڈر دہشت ہووے کہ جس سے تیمم مباح ہونیکا اندیشہ رہے غیر مبرح مار کو رویانی نے
فقہا سے نقل کیا ہے کہ رومال لپیٹ کے مارنا یا ہاتھ سے مارنا کوڑے سے اور لکڑی سے نہ مارنا انکے
منہہ پر مارنا یعنے طمانچہ وغیرہ یا مار کہ جس سے ہلاک ہو یا مار مبرح مارنا جائز نہین ایسا ہی بہت لاغری نازک
ہے مار کی طاقت نہین رکھتی ہے تو اسکو مارنا جائز نہین حرّہ کو چالیس مار سے افزود اور باندی
کو بیس مار سے افزود مارنا جائز نہین ہجر کی صورت مین اس سے بات کرنا چھوڑ دیا تو تین روز سے
افزود نہ رہنا کیا واسطے تین روز سے افزود کسی سے بات ترک کرنا حرام ہے ہان گناہ سے باز
آنے اور اسکے دین کی صلاحیت واسطے بات ترک کرنا تین دن سے افزود ہو تو بھی جائز ہے بشرطیکہ بات
ترک کرنے مین اپنی نفس کی حظ کا غرض بالکل نہ رہے بلکہ عذر شرعی واسطے رہے جیسے فاسق اور بدعتی
سے کلام ترک کرنا مندوب ہے معلوم کیجئے اللہ تعالی آیت مین اول وعظ ذکر کیا بعد ہجر کو بولا بعد مار کا حکم کیا
سو اسمین اشارہ ہے کہ اخف سے غرض حاصل ہو جاوے تو اشد پر اقدام کرنا جایز نہین فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ
فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا پھر اگر وہ عورتین تمہارے حکم مین آوین تو مت تلاش کرو ان پر الزام کی راہ
یعنی وعظ وغیرہ نشوز ترک کرکے تمہاری اطاعت قبول کرین تو انکو ایذا دینے کی راہ کو مت جاو مسلم
نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے حجۃ الوداع کی مطول حدیث مین یہہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے عورتون کے حق ادا کرنے مین اللہ تعالی سے ڈرو کیا واسطے تم انکو اللہ کے امان سے لئے
اور اللہ کے کلمہ سے انکے فرج کو حلال کئے تمہارا حق انپر یہہ ہے کہ تم جسکو مکروہ جانتے ہین اسکو تمہارا
بچھونا کھندلنے نہ دیوے اگر وہ ایسا کرین تو انکو مارو مار ایسا جو مبرح نہ ہو اور انکا حق تمہارے پر یہہ
ہے کہ انکو کھانا کپڑا دستور کے موافق دینا اس حدیث مین اللہ کے کلمہ سے کر کر جو مذکور ہوا اس سے
فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیہ مراد ہے اس کلمہ سے عورتون کو نکاح کرنا حلال ہوا یا کلمے سے

نکاح کا ایجاب و قبول مراد ہے چھونا کمند لینے نہ دیوے یعنی شوہر جسکو اپنے گھر مین آنا مکروہ جانتا ہے اُسکو
گھر مین نہ بلاوے اور گھر مین بیٹھنے نہ دیوے خواہ مرد ہو یا عورت اجنبی شخص ہو یا عورت کا محرم ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
حجۃ الوداع مین حاضر تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی حمد و ثنا کیئے اور لوگونکو پند و نصیحت کیئے
پھر چند احکام ذکر کیئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنو تم عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت کو
قبول کرو وے عورتین تمھارے قید مین ہین اسکے سوا اُنسے اور کسی چیز کے تم مالک نہین مگر صریح بیحیائی
کرین تو پھر ایسا کرین تو اُنکے ساتھ ملکے سونا ترک کرو اور انکو مارو جو سخت مار نہ ہے پھر تمھاری
اطاعت کرین تو انکو ایذا دینے کا حیلہ مت ڈھونڈھو سنو تمھارا حق تمھارے عورتون پر ہے اور تمھاری
عورتون کا حق تم پر ہے تمھارا حق تمھاری عورتون پر یہہ ہے تم جسکو مکروہ رکھتے ہو اسکو تمھارا بچھونا کمند لینے
نہ دینا اور تم جسکو مکروہ رکھتے ہین اسکو تمھارے گھر مین آنے نہ دینا انکا حق تمھارے پر یہہ ہے انکو کھانا کپڑا اچھی طور سے
دینا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومنون مین اکمل وہ ہے جسکے
اخلاق نیک ہون تمھارے مین کے خوب لوگ وے ہین جو اپنی عورتون کے ساتھ خوبی سے چلتے ہین بخاری
اور مسلم وغیرہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت قبول کرو کیا واسطے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے پسلی کے
اوپر بہت کجی رہتی ہے اگر تو اُس پسلی کو سیدھی کرنا چاہا تو توڑ دیگا اگر چھوڑ دے گا تو ہمیشہ ٹیڑھی
رہیگی سو عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت کو قبول کرو مسلم کی ایک روایت مین یون
ہے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے تیرے پاس ایک ہی طور پر سیدھی نہ رہیگی اگر تجھکو اس سے
فایدہ لینا ہے تو اسکی کجی کے ساتھ فایدہ لے اگر تو اسکو سیدھی کرنے جاے گا تو توڑ دیگا
اسکو توڑنا سو اسکو طلاق دینا ہے اس حدیث مین عورت پسلی سے پیدا ہوئی جو آیا ہے اُسمین
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جسکو ابن اسحق کتاب المبتدا مین روایت کیا

کیا ہے کہتے آدم علیہ السلام کے سوتے وقت انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا حدیث
کی معنی گو یا یون ہین عورتین اپنی اصل خلقت مین ٹیڑی چیز سے پیدا ہوئین ٹیڑی چیز کو سیدھی
کرنا دشوار ہے وہ جو فرمائے پسلی کے اوپر بہت کجی ہوتی ہے سو ٹوٹنے کی معنی کی تاکید واسطے ہے کیونکہ
کسی چیز کو سیدھا کرتے مین تو اوپر کی جانب سے کرتے ہین اُسکی اوپر کی جانب ہی نہایت کج ہے سیدھا
کرے تو ٹوٹ جائیگی معلوم کیجئے عورت کو اُسکی کجی پر چھوڑنا جو اس حدیث مین آیا ہے اس سے مباح
امور مراد ہین اگر وہ واجبات کو ترک کری یا گناہونکی مرتکب ہوئی تو اُسکو پند و نصیحت وغیرہ جیسا
اوپر اللہ تعالی فرمایا ہے اسکو عمل مین لانا ابو داؤد اور ابن حبان اپنی صحیح مین معاویہ بن حیدہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین بولا مین نے کہا یا رسول اللہ ہمارے عورتون کا حق ہمپر کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے تو آپ کھانا کھاوے تو اسکو بھی کھلاوے اور تو آپ کپڑا پہنا تو اسکو بھی پہناوے اسکے مُنھہ
پر نہ مارے اور اسکو تقبیح نہ کرے اور اسکو ہجر نکرے مگر گھر ہی مین تقبیح نکرے یعنی اسکو قبحک اللہ یعنی اللہ
تیرا بُرا کرے کرکے نہ کہنا یا اسکو بُری بات نہ بولنا گالیان نہ دینا ہجر نہ کرے مگر گھر ہی مین یعنی اُسپر
خفا ہوئے تو اُسکے پاس نہ سوکے گھر ہی مین دوسری جگہ سووے گھر چھوڑکے باہر نکل نہ جاوے یہہ حکم
جو ہے ہجر کرنا گھر ہی مین سونا لازم نہین گھر مین نہ آوے تو بھی جایز ہے ابو داؤد اور نسائی اور ابن
ماجہ اور عبد الرزاق اور ابن سعد اور احمد اور ابن المنذر اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی ایاس بن عبد اللہ
بن ابی ذباب سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کے بندیون کو تم مت
مارو پھر عمر رضی اللہ عنہ آکے عرض کئے ذئر النساء علی ازواجہن یا رسول اللہ یعنی عورتین اپنے مردون
پر نشوز شروع کرین اور اُنپر چھے بازیان ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مارنیکی اجازت دیئے
بعد بہت سی عورتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل پاس آکے اپنے مردون کی شکایت کئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو کہے بہت سے عورتین ایک روایت مین آیا ہے نو عورتین محمد کے اہل
پاس آکے اپنے شوہرونکی شکایت کئین وے لوگ یعنی عورتونکو مارنے والے تمہارے مین خوب آدمی نہین
ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے اس حدیث کا راوی ایاس بن عبد اللہ جو ہے اسکو بعضون نے

صحابی کہتے ہین اور بعضے تابعین مین شمار کرتے ہین حافظ عسقلانی نے پہلے قول کو ہی ترجیح دی ہے
امام شافعی کہے اس حدیث مین عورتون کو مارنے سے نہی جو کئے سو احتمال ہے کہ افضل اور اولی کو اختیار
کئے بعد مارنیکا امر جو کئے اباحت کیواسطے کئے اور احتمال ہے کہ مارنے سے نہی کئے سو واضربوہن کی
آیت نازل ہونیکے قبل تھا آیت نازل ہوئی بعد اذن دیے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور
مسلم اور ترمذی اور نسائی عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے تمہارے بعضے لوگ اپنی عورت کو ایسا مارتے ہین غلام کو مارے سا ایک
روایت مین ہے باندی کو مارے سا پھر رات کو اسکے ساتھ ملکے سوتے ہین عبدالرزاق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا بعضے لوگونکو شرم نہین اپنے عورت کو غلام کے
تئین مارے سا مارتے ہین دن کے پہلے پہر مین مارتے ہین پچھلی پہر مین اسکے ساتھ ملکے سوتے ہین معلوم
کیجئے اس حدیث سے غرض یہہ ہے مرد اپنی عورت کے ساتھ خوبی سے رہنا پر ہاتھ نہ ڈالنا اپنی عورت کو خوب سا
مارکے پھر تھوڑے وقت کے بعد اُسکے ساتھ ہم بستر ہونا بھلے مانس کا کام نہین اور نہایت قبیح ہے
کیا واسطے ہم بستر ہونا نفس کی میلان اور عشرۃ کی رغبت کے ساتھ ہو تو مستحسن ہی مار کھائی تو اسکو
شوہر سے نفرت رہتی ہے عیش حاصل نہین ہوتا اس لئے ایسی حرکت مذموم ہونیکی طرف حدیث مین اشارہ
کئے اگر بن مارے کے راہ پر نہین آتی ہے تو تھوڑا مار کہ جس سے کمال نفرت اسکو نہو مضائقہ نہین ذرا
سے اپنا غرض نکلتا ہے تو مار کے نام کو نہ جاوے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا بے شک اللہ ہی سب سے
بلند بڑا اللہ تعالی یہان اپنے دو صفت بیان کیا ایک علی دوسری کبیر علی کی معنی بلند مرتبہ ایسا کہ واصفون
کی وصف اور عارفون کی معرفت سے برتر ہے کہ جس بلندی سے مدح کے سب صفات کا مستحق ہوا
کبیر کی معنی بڑا ایسا جو اپنی بڑپن پر سب سے مستغنی ہوا جسکی عظمت اور کبریائی کے روبرو سب چیز
چھوٹے ہو جاتے ہین ان دونون صفت کو یہان ذکر کرنا چند وجہ سے نہایت مستحسن ہوا پہلی وجہ یہ
کہ اُن کو یہان ذکر کرنے سے مردون کو عورتون پر ظلم نکرنیکی تہدید غرض ہے اسکا بیان یون
ہے کہ عورتان تمہارا ستم دفع کرنے سے عاجز ہین اور اپنا حق تمسے حاصل کرنیکی قدرت

نہین رکھتے تم اِن کے اوپر مسلط ہین کرکے مغرور ہونا اور اُن کے ایذا کے درپے نہ ہونا کیا واسطے اللہ تعالیٰ اب سب سے بلند بڑا اور سب پر قادر ہے ایک دن تم سے اُنکی ایذا کا بدلا لیگا دوسری وجہ عورتین تمہاری اطاعت قبول کئیے بعد تم اپنی قوت و قدرت پر نظر کرتے اُنکو ایذا دینے کی قابو مین مت لاؤ کیا واسطے اللہ تعالیٰ باوجود اپنے علو اور کبریائی کے کسی کو حق کے سوائے دوسری چیز کی تکلیف نہین دیتا تیسری وجہ اللہ تعالےٰ باوجود اپنے علو اور کبریائی کے تمکو تکلیف نہین دیتا مگر اسی کی جو تم طاقت رکھتے ہین تم بھی عورتون کو اپنی محبت کی تکلیف نہ دینا کیا واسطے یہہ محبت اُنکی اختیار مین نہین چوتھی وجہ اللہ تعالیٰ باوجود اس بلندی اور کبریائی کے تم توبہ کئے تو توبہ قبول کرتا ہے گناہ بخش دیتا ہے اسکی یاداش نہین کرتا عورت جب اپنا نشوز چھوڑے اور تمہارے حکم مین آوے تو تم اُنکی خطا معاف کرنا گذشتہ خطا کا کینہ دل مین نہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار تمپر جسقدر ہے تمکو اپنے زیردستون پر اتنی قدرت نہین باوجود اس قدرت کے اللہ تعالیٰ جب معاف کیا تو تم معاف کرینگے احق واولیٰ ہو پانچوین وجہ اللہ تعالیٰ باوجود اس علو و کبریائی کے احکام تمہارے ظاہر حال پر جاری کیا تمہارے دلون کا پردہ نہین توڑتا تم بھی عورت کے ظاہر حال پر اکتفا کرنا اُسکے دلمین تمہاری دوستی یا دشمنی ہے سو اُس کی جستجو نہ کرنا وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا اور اگر تم ڈروگے مخالفت کو اون دونون مین تو کھڑا کرو ایک منصف مرد کے لوگون سے اور ایک منصف عورت کے لوگون سے معلوم کیجئے عورت نشوز کی تو اُسکو سدھارنے کی راہ اللہ تعالیٰ بتایا کہ اُسکو وعظ و نصیحت کرنا اور ہجر کرنا اور مارنا اس پر بھی نشوز نہین چھوڑی تو حاکم پاس قصہ مرافعت کئیے بن صورت نہین بنتی سو اسکا حکم ذکر کیا ہمارے فقہا کہتے ہین حاکم پاس جب مرافعہ کئے تو قاضی دیکھنا کہ نشوز کس واسطے ہے شوہر اُسکا حق ادا نہین کرتا ہے مثلاً خرچ کو نہین دیتا یا اُسکے پاس رہنے کے دن نہین رہتا ہے شوہر کو اُسکا حق ادا کرنے پر جبر کرنا یا شوہر اس سے بدخلقی کرتا ہے اور بے سبب اُسکو ایذا دیتا ہے مارتا ہے تو شوہر کو اُس سے منع کرنا لیکن تعزیر نہ دینا منع کئے پر بھی نہ مانا عورت اسکو سزا دلوانا چاہی تو شوہر کے حال کے مناسب سزا دینا اگر شوہر عورت کی تعدی اور عورت شوہر کی تعدی

بیان کرے تو انکے پڑوس مین ثقہ شخص کوئی رہتا ہے تو اس سے دونون کا حال دریافت کرکے جس سے
تعدی ہوتی ہے اسکو منع کرے سزا دینا مناسب دیکھتا ہو تو سزا دیوے پڑوس مین کوئی ثقہ نہین رہتا ہے
تو ثقہ کے پڑوس مین ان دونون کو رکھکے حال دریافت کرے جس سے تعدی ہو اسکو منع کرے یا اپنی
ہمی راہ پر نہ آوے تو دونون کو جدا رکھنا بلکہ شوہر کی جرأت کو دیکھنے سے معلوم ہو کہ وہ عورت
پر زبردستی کریگا اور شدت سے ماریگا تو دونون کو جدا رکھنا جب دونون مین مخالفت بہت پڑگئی
اور شقاق ہوا تو دونون کی طرف سے دو منصف مقرر کرنا اس حکم کو بیان کرنے کو اللہ تعالے
نے فرمایا فان خفتم ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین خفتم علمتم کی معنی سے ہے یعنی جب تمکو یقین ہوا کہ عورت
مرد ایسمین ضد رکھتے ہین بعضے کہتے ہین خفتم ظننتم کی معنی سے ہے یعنی جب تمکو گمان ہوا پہلی معنی ہی اولے
ہے کیا واسطے مار توڑ ہووے بعد آپس مین مخالفت آنا یقینی ہے لیکن آیندہ وہ شقاق باقی نہ رہنے کو
منصف کھڑا کرنا ہے شقاق کی معنی مخالفت مخالفت کو شقاق کہے کیا واسطے دو شخص مین جب مخالفت
ہوتی ہے تو ہر ایک ایک شق مین یعنی ایک جانب مین ہوتا ہے اور ایک دوسرے کا خلاف کرتا ہے بینہما کی
ضمیر زوجین یعنی مرد عورت کی طرف پھرتی ہے یعنی مرد عورت مین بیر پڑا مرد نہ عورت سے ملاپ کرتا ہے
نہ اوس سے درگذرتا ہے اور نہ اُس سے فرقت کرتا ہے اور عورت بھی نہ شوہر کی فرمانبرداری کرتی
ہے نہ کچھ چھوڑتی دیکھے اُس سے جدا ہوتی ہے تو منصفون کو کھڑے کرنا اللہ تعالی جو فرمایا فابعثوا حکما
یعنی تم منصف کھڑا کردیہہ حکم کس کو ہے بعضے کہتے ہین حاکمو کو اور جو انکی طرف سے حکم روائی کرتے ہین انکو
ہے شافعیہ ایسا ہی کہتے ہین حکم کھڑا کرنا قاضی پر واجب ہے اور بعضی کہتے ہین یہہ حکم اُمت کے صلحا
لوگ پر ہے کیا واسطے فابعثوا مین خطاب جمع کو ہے اُسکو بعض پر حمل کرنا اولے ہے نہین بعضے مفسرین
حنفیہ کے ایسا ہی کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین خطاب زوجین کو ہے لیکن تامل کرنے والے پر ظاہر ہے
عورت مرد دونون منصف مزاج ہین تو حکم مقرر کرینگے اور اُنکے قول پر راضی ہونگے اگر اُنکی مزاج
مین شرارت ہے تو نہ آپس کی رضامندی سے حکم کھڑا کرینگے نہ صلحا لوگ کا کہا مانینگے اُنکی کجی کے
نظر کرتے حاکم حکم مقرر کرنا ضرور ہے حاکم جب مقرر کیا تو اُسکے ڈر سے قبول کرنا ضرور ہوتا ہے اللہ تعالے

شرط یا دو حکم رہنا ایک ہی حکم دونون کی طرف سے ہو تو کفایت نہین کرتا ہے شوہر کا حکم اُسکے لوگون سے رہنا اور عورت کا حکم اُسکے لوگون سے رہنا جو آیت مین مذکور ہے استحباب واسطے ہی نظر کرتے اس بات کے قرابت والے کو اپنے قریب کے حال سے آگہی خوب رہتی ہے اگر اجنبی کو حکم کرے تو بھی جایز ہو حکم دو رہنے سے فایدہ یہہ ہو کہ ہر ایک کا حکم تخلیہ مین اپنے بھیجنے والے سے اس کا حال دریافت کرے گا اُسکی رغبت نکاح باقی رہنے مین ہے یا فرقت مین سو معلوم کریگا یہہ بات معلوم ہوئی بعد دونون حکم بھی جمع ہوکر جو اصلح ہے اُسکو عمل مین لاوینگے دونون حکم مرد عورت کی طرف سے وکیل ہین یا قاضی کی طرف سے ان دونون کو ولایت ثابت ہوئی ہے اسمین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دو قول ہین اصح قول مین وے دونون حکم مرد عورت کی طرف سے وکیل ہین اُنکو وکیل کرنے پر دونون کی رضامندی شرط ہے شوہر اپنے حکم کو طلاق دینے کی یا کچھ پیسا لیکر خلع کرنیکی اجازت دینا اور عورت اپنے حکم کو پیسا دیکے طلاق قبول کرنیکی اجازت دینا شرط ہے اگر اجازت نہ دیوے تو اپنی راے سے طلاق وغیرہ دینا صحیح نہین طلاق کے وکیل کو خلع کرنا جایز نہین خلع کے وکیل کو مفت طلاق دینا جایز نہین ابو حنیفہ اور احمد کا بھی یہی قول ہے شافعی کے دوسرے قول مین انکو قاضی کی طرف سے ولایت ثابت ہے مرد عورت کی رضامندی شرط نہین حکم کو طلاق یا خلع کرنیکی اختیار ہے مالک اور اسحٰق کا یہی قول ہے اِنۡ یُّرِیۡدَاۤ اِصۡلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیۡنَہُمَا اگر یہہ دونون صلح چاہینگے تو اللہ ملاپ دیگا انمین یریدا اور بینہما کی تثنیہ کی ضمیر مین چار وجہ ہین پہلی وجہ دونون ضمیر کی مرجع حکمین کی طرف ہے یعنی دونون حکم کا ارادہ عورت مرد مین دوستی کر دینا اور فساد مٹا دینے کا ہے تو اللہ تعالیٰ دونون حکم مین توفیق دیگا اُنکے حق مین جو بہتر ہے اسپر دونون حکم اکٹھا ہوسگے دوسری وجہ دونون ضمیر کی مرجع زوجین ہین یعنی مرد وعورت دونون کا ارادہ اصلاح کا ہے تو اللہ تعالیٰ مرد وعورت مین ملاپ دیگا تیسری وجہ یریدا کی ضمیر کی مرجع حکمین بینہما کی ضمیر کی مرجع زوجین یعنی دونون حکم اصلاح کا ارادہ کرینگے تو اللہ تعالیٰ مرد وعورت مین ملاپ دیگا چوتھی وجہ اسکا عکس یعنی یریدا کی ضمیر کی مرجع زوجین کی طرف بینہما کی ضمیر کی مرجع حکمین کی طرف یعنی مرد وعورت اصلاح کا ارادہ کرینگے تو اللہ دونون حکم مین ملاپ دیگا تا جس مین صلاح ہو اسیکو کرے اصلاح سے

[illegible]

مراد دونون مین کا جھگڑا مٹ جانا خواہ دونون مین دوستی کروا دینے ہو یا دونون مین فرقت کر دینے سے توفیق کی معنی لغت مین کسیکو ہاتھ دینا اور مدد کرنا اُسکو اللہ تعالی کی طرف اضافت کرنے تو اللہ تعالی کی لطف مراد ہے کہ جسکے سبب سے اسکی طاعت کرنے پر مدد ہوتی ہے اسمین اشارہ ہے کوئی کام اورغرض اللہ تعالی کے بے توفیق حاصل نہین ہوتا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ مقرر اللہ جانتا ہے آگاہ ہے یعنی دونونمین ملاپ کرادیتے ہین یا دونون مین آتش افروزی کرتے ہین سب کا علم اللہ کو ہے اس جملے کو لانے سے غرض وعید ہے حکمین کو اور زوجین کو کہ وے حق سے تجاوز نہ کرین شرع کے خلاف کی راہ کو نہ جاوین وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا اور بندگی کرو اللہ کی اور مِلاؤ مت اُسکے ساتھ کسیکو معلوم کیجئے جب اللہ تعالی مرد عورت چلن کیسی اختیار کرنیکی راہ بتا دیا اور آپس کے جھگڑے کو مٹانیکی طور دکھلا دیا اب دوسرون کے ساتھ چلنے کی راہ کا بیان فرمایا سو اُسکے دس قسم ذکر کیا بعضے اُنمین حق اللہ ہین اور بعضے حق الناس ہین پہلا قسم اللہ تعالی کی عبادت کرنا اور کسی کو اُسکا ساجھی نکرنا بعضے مفسرین اعبدوا کی تفسیر وحدوا سے کرتے ہین یعنے اللہ کو ایک جانو اس معنی پر ولا تشرکوا کا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہوگا اظہر یہہ ہے عبادت کو بندگی کے معنی سے لینا اس کی توحید ولا تشرکوا بہ شیئا کے جملہ سے مستفاد ہوتی ہے اس تفسیر پر ہر ایک جملہ ایک علاحدہ فایدہ بخشتا ہے یہہ مراد لینا اولی ہے عبادت اُسکو کہتے ہین جس امر کو کرتا ہے خواہ وہ امر فعل ہو یا ترک فعل فقط اس لیے کرنا کہ اللہ تعالی کا حکم ہے اسمین دل کے اور جوارح کے اعمال سب داخل ہوین اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو ساجھا نہ کرنا یعنی اللہ تعالی کی ذات پاک کو ایک جاننا اُسکی عبادت کرنے مین دوسرے کو شریک نہ کرنا جب اُسکی عبادت مین دوسرے کو شریک کیا تو شرک ہوا عبادت خالص اللہ کیواسطے نہ رہی وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور ماں باپ سے نیکی کرو یہہ جار مجرور کا تعلق محذوف فعل سے ہے اسکی تقدیر یون ہے واحسنوا بالوالدین احسانا یعنی ماں باپ سے نیکی کرو نیکی کرنا یہہ جملہ اگرچہ لفظ مین خبریہ ہے لیکن اس سے امر مراد ہے یعنی تم ماں باپ سے احسان کرو ماں باپ سے احسان کرنا دس قسم مین کا دوسرا قسم ہے کہ اللہ تعالی جنکا امر کیا ہے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنیکو اللہ تعالی اپنی عبادت کے ساتھ یہان مقرون کیا دوسرے

ثمن

کئی آیتون مین بھی اُنکے احسان کو اپنی عبادت کے ساتھ مقرون کرکے ذکر کیا ایسا لے آنا
دلالت کرتا ہی کہ والدین کا حق فرزندون پر بہت بڑا ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ ایک شخص آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ مین کسکے
ساتھ بہت درستی سے چلنے کا احق ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے تیری مان مین پھر پوچھا
اسکے بعد کون تو فرماے تیری مان پھر پوچھا اسکے بعد کون فرماے تیری مان پھر پوچھا اسکے بعد کون
فرماے تیرا باپ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مان کے حق کو تین بار فرماے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا حق باپ سے
تین برابر بڑھکے ہی اسکی وجہ ظاہر ہے کیا واسطے حمل اور ولادت اور دودھ پلانے سے مشقتین مان جو
اُٹھاتی ہے باپ اُنکو نہین اُٹھاتا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین بار فرماے رغم انفہ یعنی ناک کٹے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ کسکی تو فرماے
اُس شخص کی جو اپنے والدین کو یا انہین سے ایک کو بڑھاپے مین پایا اور بہشت مین نہین گیا
اس حدیث کا حاصل یہہ ہے والدین کے بڑھاپے مین اُنکی خدمت کرنا بہشت مین جانے کا سبب ہے
جو شخص اس مین قصور کیا تو بہشت مین جانے سے محروم ہوا رغم انفہ کی اصل معنی ناک کو مٹی لگی اِس سے
ذلیل خوار بے آبرو بے حرمت ہونا مراد ہے اُسکا ترجمہ ناک کٹی کرکے ہم جو کیے اسکی اصطلاحی معنی بھی
وہی بے آبرو اور بے حرمت ہونی ہے مان باپ کی نافرمانی اکبر الکبائر سے ہی کرکے صحیحین وغیرہ کے متعدد
حدیثون مین وارد ہوا ہے والدین کے ساتھ احسان کرنا یہہ ہے کہ اُنکی خدمت مین حاضر رہنا اُنکے روبرو
بات پُکارکے نکرنا اُن سے بات سختی سے نہ کرنا اُنکے مطالب بر لانے مین سعی کرنا اپنی مقدور کے موافق اُنکا خرچ
چلانے مین قصور نکرنا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ اور قرابت والون سے یہہ بھی محذوف احسنوا سے متعلق ہی یعنی قرابت
والون سے نیکی کرو قرابت والون سے نیکی کرنا دس قسم مین کا تیسرا قسم ہے اس سے صلہ رحم یعنی سگاوٹ جوڑنی مراد ہے
رحم را کی فتح اور حاء مہملہ کی کسرہ سے قرابت والون کو کہتے ہین خواہ اس قرابت سے وارث ہو یا نہ ہو خواہ
محرمیت ہو یا نہو والدین بھی قرابت والون مین داخل ہین لیکن ولادت کی قرابت سب قرابتون سے
بہت نزدیک تھی دوسرے قرابتون کی بہ نسبت اُسکے خصوصیات بہت تھے اس لیے اللہ تعالی اُنکے حقوق ادا کرنیکو

مقدم کیا بعد دوسرے قرابت والون کو ذکر کیا قرابت والون سے احسان کرنا یہہ ہے اُنکے احوال
دریافت کرنا اُنکے لغزشون کو معاف کرنا جن کا خرچ چلانا واجب ہے اُن کے خرچ کو دینا انکی حاجت روائی کرنا
اور اونکو جو ضرر پہنچیا ہو تو اُسکو دفع کرنا اُنکے ساتھ کشادہ پیشانی سے بات کرنا اور اُنکو دعا کرنا حاصل اسکا
انکے حق مین جسقدر اپنے سے نیکی ہوسکتی ہے کرنا اور جسقدر اُنسے بدی کو دفع کرنی ممکن ہو دفع کرنا قرابت
نزدیک ہونیسے اور دور ہونے سے اُنکے استحقاق کے مرتبون مین بھی تفاوت ہوتا ہے بخاری
اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس شخص کو
اپنی رزق کی کشایش ہونا اور اپنی عمر دراز ہونا خوش ہو تو اپنے سگاوت کو جوڑے وَالْيَتٰمٰى
اور یتیمون سے یتیمون سے احسان کرنا انہین کا چوتھا قسم ہے یتیم یعنی بچا جسکا باپ نہین اُسکے ساتھ
احسان کرنیکا امر کیا کہ واسطے وہ دو طور کی عاجزی رکھتا ہے ایک تو بچپن دوسرا اسکا کوئی مشفق
نہین جو شخص ایسا ہو تو نہایت عاجز ہوا رحم کرنیکا بہت مستحق ہو جاتا ہے یتیم سے نرمی کرے اُسپر لطف
مہربانی بہت کرے اور اُسکے سر پر ہاتھ پھیرے اور اُس سے سلوک کرے یتیم کا نگہبان جو ہی اسکو یتیم کے
مال کی محافظت کرنے مین مبالغہ ضرور ہی امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی سہل بن سعد
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرمائے مین اور یتیم کا کافل بہشت مین
ایسا رہینگے اور اپنے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ کئے ایک روایت مین یہہ بھی زیادہ
ہے اور ان دونون انگلیون مین کشادہ کئے یتیم کے کافل سے وہ شخص مُراد ہی جو اُسکی کفالت کرتا ہی اور
اسکے کامون کی سرابرہی دیتا ہے اور اُسکا محافظ رہتا ہے انگلیون سے اشارہ جو کئے اس سے مُراد یہہ ہے کافل اس
کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے قریب ہے دونون مرتبون مین تفاوت نہین مگر اتنا ہی مقدار جو
دونون انگلیون مین کشادگی ہے امام مالک اور مسلم انہین کی طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین اور یتیم کا کفیل پھر وہ یتیم اسکا ہو یا غیر کا بہشت مین
ایسا رہینگے امام مالک نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ کئے یتیم اسکا ہو یعنی اسکی قرابت والا
ہو مثلاً پوترا ہے یا بھائی یا بھتیجا اور اُنکے مانند جو کفیل سے قرابت رکھتا ہی یا غیر کا یعنی کفیل سے کچھ قرابت

ہنین رکھتا ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص یتیم کو جو مسلمان والدین سے ہے اپنے کھانے پانی ہین شریک کریگا تو اللہ تعالی اسکو البتہ بہشت مین داخل کریگا مگر ایسی گناہ کرے کہ اللہ تعالی اس گناہ کو نہین بخشتا ہی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے احمد اور طبرانی عمرو بن مالک القشیری رضی اللہ عنہ سے اسکے مثل روایت کئے ہین ابو الحسن الہیثمی نے کہا اُسکے رجال سب محتج بہم ہین مگر علی بن زید اسکی حدیث بھی حسن ہی اللہ اُس گناہ کو نہین بخشتا جو آیا اس سے شرک مراد ہی امام احمد وغیرہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھراوے اور یہہ ہاتھ نہین پھرایا مگر اللہ کے واسطے تو جتنے بال پر ہاتھ پھیرا ہی اُن ہر ہر بال کے واسطے اُسکو ایک ایک حسنہ ہی اس حدیث کی سند مین کلام ہے وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینون سے مسکینون سے احسان کرنا پانچوان قسم ہے مسکین سے فقیر اور محتاج مراد ہین انکو یتیمون کے بعد ذکر کیا کیواسطے یتیم کو دو طور کی عاجزی تھی بخلاف مسکین کے اُسکو ایک ہی طور کی عاجزی ہے بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بیوہ عورت اور مسکین کیواسطے کوشش کرنے والا راہ خدا مین جہاد کرنے والیکے مثل ہے یا جو شخص تمام شب عبادت مین کھڑا رہتا ہی اور تمام دن روزہ رکھتا ہی اُسکے مثل ہے مسکین سے احسان کرنا یہہ ہی کہ اُسکو اپنے پاس کچھ ہو تو دیوے اگر اپنے سے کچھ دینا نہین ہوسکتا ہے تو دوسرے کے پاس سے دلانے کی کوشش کرے کچھ ہی نہین ہوسکتا ہے تو اُسکو میٹھی بات کرکے چلاوے وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ اور قریب ہمسائے سے اور بعید ہمسائے سے جار ذی القربی چھٹوین قسم ہے جار الجنب ساتوین قسم ہے جار پڑوسی کو کہتے ہین ذی صاحب کی معنی سے القربی اصل مین مصدر ہے قرب کا معنی سی قرب کے یا قرابت کے الجنب البعید کی معنی سے جمہور مفسرین کہتے ہین جار ذی القربی سے قرابت والا ہمسایہ مراد ہی اور جار الجنب سے غیر قرابت والا ہمسایہ ابن جریر طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ایسا ہی روایت کیا ہی بعضے کہتے ہین جار ذی القربی نزدیک رہنے والا پڑوسی اور جار الجنب دور رہنے والا پڑوسی مراد ہی بعضے کہتے ہین جار ذی القربی سے مسلمان پڑوسی جار الجنب سے اُسکا غیر یعنی کافر پڑوسی مراد ہے معلوم کیجئے ہمسایہ مین مسلمان کافر عابد فاسق

دوست دشمن پردیسی رہو اس نفع پہنچانے والا ضرر پہنچانے والا قرابت والا اجنبی نزدیک رہنے والا دور رہنے والا سب داخل ہین پھر ان صفات کے دیکھنے بعضون کو حق بعضون سے بڑہکے ہوتا ہے اوپر کے صفات سب جس مین جمع ہوگے اُسکا حق بہت رہیگا جس قدر یہہ صفات کم ہوگے اُسقدر حق کم ہوگا ایسا ہی نیچے کے صفات جسقدر جمع ہوگے اتنا حق گھٹتے ہوگا غرض ہر ذی حقکو اُسکے حال کے موافق کا حق ادا کیا جاتا ہے کبھی دو حق یا اُس سے زیادہ متعارض ہوجاتے ہین پھر اُن مین یا ترجیح ہوگی یا تساوی ہم حقوق مین تفاوت جو بیان کئے اُسکو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث تائید کرتی ہے جسکو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پڑوسیان تین ہین ایک پڑوسی کا ایک ہی حق ہے وہ مشرک ہے اسکو حق پڑوس کا ہے ایک پڑوسی کے دو حق ہین وہ مسلمان ہے اُسکو حق پڑوس کا ہے اور حق اسلام کا ہے ایک پڑوسی کے تین حق ہین وہ قرابت والا مسلمان ہے اُسکو حق پڑوس کا اور اسلام کا اور رحم کا ہے معلوم کیجئے ہمسایہ سے احسان یہہ ہے کہ اُسکے ساتھ خوبی سے رہنا اُسکو حصہ بانٹ بھیجنا اُسکو سلام کرنا ملاقات کے وقت کشادہ پیشانی رہنا اُسکی احوال پرسی کرنا اُسکو کسی چیز کی احتیاج ہو تو اعانت کرنا اُسکو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچانا کیا واسطے پڑوسی کو ضرر پہنچانا گناہ کبائر سے ہے پڑوسی صالح شخص ہو یا بدکار سبکے واسطے خوبی کا ارادہ رکھنا معلوم کیجئے سب اقسام کے احسانات جو مذکور ہوے صالح پڑوسی کیواسطے مخصوص ہے ہو بدکار کو نصیحت کرنا بُرے کامون کا مرتکب ہوتا ہے تو اُسکو منع کرنا امر معروف و نہی منکر کے مرتبوں کے موافق اُسکی نصیحت مین دریغ نکرنا نرمی یا گرمی جو مناسب ہے اس بموجب اُسکو وعظ کرنا اُسکے برائیون کو ڈھانپنا غیر کو اُسکے برائیون پر مطلع نکرنا نرمی کے ساتھ اُس سے منع کرنا باز آیا تو بہتر نہین تو اُسکو ادب سکھانیکے ارادے سے اُس سے ہجر کرنا یعنی بات ترک کرنا اور ہجر کا سبب اُسکو بیان کرنا شاید وہ اپنے برے کام سے باز آوے اُسکے ضرر کے روادار نہونا مگر جہان شرع اُسکے ضرر کو واجب رکھی ہے وہان قول یا فعل سے اُسکو ضرر پہنچانا واجب ہے مثلاً شراب کھاہی تو اُسکو اندمعلنا پڑوسی کافر ہو تو اُسکے حال کے مناسب اُس سے نیکی کرنا اُسکو اسلام لانیکی ترغیب دینا اسلام کے خوبیان اُسکو بتانا اپنے گھر سے کتنے تفاوت تک ہے تو وہ پڑوسی ہے اسمین اختلاف ہے علی رضی اللہ عنہ

کہے تیری اذان کا آواز جو سنا وہ تیرا پڑوسی ہے بعضے کہتے ہین تیرے ساتھ مسجد مین صبح کی نماز جو پڑھتا ہے وہ پڑوسی ہو عائشہ رضی اللہ عنہا کہے ہر جانب مین چالیس گھر تک پڑوسی ہین اوزاعی کا بھی یہی قول ہے صحیح قول شافعیہ پاس بھی یہی ہے گھر کے چارون جانب کے چالیس چالیس گھر پڑوس ہین ایک قول یہہ ہے اپنے گھر سے جس کا گھر لگا ہو وہ پڑوسی ہے بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کیواسطے ہمیشہ مجھے کہا کرتے تھے یہان تک کہ مین نے سمجھا کہ اسکو وارث ٹھہرائنگے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے وہ شخص اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دیوے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واللہ ایمان نہین لایا واللہ ایمان نہین لایا واللہ ایمان نہین لایا صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وہ کون تو فرمائے جسکی بدی سے اسکا ہمسایہ بیفکر نہین رہتا ہے طبرانی اور ابویعلی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن ایسا نہین ہوتا جو خود پیٹ بھر کے کھاوے اور اپنا پڑوسی بھوکا رہے حافظ منذری نے کہا اسکی سند کے راویان ثقہ ہین بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے کہ مین عرض کی یا رسول اللہ میرے پڑوس مین دو شخص ہین مین ہدیہ بھیجوان تو کسکو بھیجون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھ سے جس پڑوس کا دروازہ قریب ہے اسکو صحیح مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اباذر تو شوربا پکایگا تو اسمین پانی بہت رکھ اور اپنے پڑوسی کی غمخواری کر ایک روایت مین آیا ہے ابوذر کہے میرے خلیل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو وصیت کئے کہ جب تو شوربا پکائیگا تو اسمین پانی بہت رکھ اور تیرے پڑوس والون مین سے کسیکو دیکھ کے اسمین سے دستور کے موافق اسکو صحیح بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے مسلمان عورتو حقیر نہ سمجھو اپنے پڑوسی کو اگرچہ بکری کا کھر ہو یعنی اپنے پڑوسی کو ہدیہ بھیجنے کیواسطے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو بھیڑی کی کھر ہو تو بھی بھیجو وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ اور بغلی سے لگے ہوئے آشنا سے یہہ اوڑان قسم ہے جنکے ساتھ احسان کرنیکا امر کیا صاحب کا

معنی مصاحب اور آمیزش کرنے والا اور آشنا اور ہمنشین اور ساتھی اور شریک جنب کی معنی پہلو اور بیٹھنی بالجنب مین بے الصاق کے واسطے ہے یا فی کی معنی سے ہے اسکا تعلق محذوف سے تقدیر یون ہے متلبسا بالجنب یعنی ساتی جو بازو سے لگا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین اُس سے سفر کا رفیق مراد ہے سعید بن جبیر اور مجاہد سے بھی ایسا ہی مروی ہے زید بن اسلم نے کہا الصاحب بالجنب سے مراد تیرا ہمنشین حضر مین اور تیرا رفیق سفر مین اور تیری عورت جو تیرے پہلو سے لگتی ہے علی ابن ابیطالب اور ابن مسعود سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ اس سے عورت مراد ہے امام رازی نے کہا اس سے مُراد وہ جو تیری صحبت مین رہے اور تیری بازو سے بیٹھے پھر سفر مین رفیق ہو یا اُس کا گھر تیرے گھر سے لگا ہو یا علم حاصل کرنے مین یا کسی حرفے مین تیرا شریک ہو یا مسجد مین یا مجلس وغیرہ مین تیرے بازو سے بیٹھا ہو اگرچہ ایک لحظہ بھی رہے کہ ان سے تیرے اور اسکے درمیان صُحبت کا حق ثابت ہوتا ہے اس حق کی رعایت کرنا اور اُسکو فراموش نہ کرنا تجھ کو لازم ہے اور اُسکو اسکے احسان کا ذریعہ کرنا ضرور ہے انتہی امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور ترمذی اور ابن جریر اور حاکم عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اصحاب مین اللہ کے پاس خیر وہ ہے جو اپنے آشنا سے خوبی کے ساتھ رہتا ہے ترمذی نے اسکی تحسین کی ہے اور حاکم نے تصحیح کی ہے اور کہا شیخین کی شرط پر ہے ذہبی نے بھی اُسکے قول کو مسلم رکھا اس حدیث کا حاصل یہہ ہے بہتر آشنا جسکو اللہ تعالی کے پاس منزلت اور اجر ہے وہ شخص ہے جو اپنے آشنا کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے وَابْنِ السَّبِيْلِ اور راہ کے مسافر سے یہہ نوان قسم ہے ابن السبیل کی لفظی معنی راہ کا بیٹا راہ مین جو شخص اٹک پڑتا ہے اسکو ابن السبیل کہتے ہین اور جو شخص اکثر سفر مین رہا کرتا ہے اُسکو بھی ابن السبیل کہتے ہین یہان ابن السبیل سے مطلق مسافر مراد ہی بعضے کہتے ہین مسافر جو حج کے یا جہاد کیواسطے نکلا ہو راہ مین اُسکے پاس کا خرچ سر گیا یا جانور اُسکا ماندہ ہوا یا اسکے مانند کے عذر دن سے اٹک پڑا ہے وہ مراد ہی بعضے کہتے ہین ابن السبیل سے مہمان مراد ہی مہمان آوے تو اُسکو اکرام کرنا مالک اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ابی شریح العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہی تو اپنے مہمان کو
تکریم کرے مہمان کا جایزہ ایک دن رات ہے اور ضیافت تین دن ہے اُسکے بعد جو دیتا ہی صدقہ ہی مہمانکو
حلال نہین کہ اُسکے پاس رہکے اُسکو تنگ کرے اِس حدیث مین جو مذکور ہوا جایزہ ایک دن رات ہے یعنی
صلہ و بخشش اور اُسکی مہمانی مین اہتمام کرنا اور جسقدر ہوسکتا ہی اُتنا تکلف کرنا اور اُس سے لطف و
مدارا کرنا ایک دن رات ہی اُسکے بعد تین دن تک جو میسر ہو سو کھلانے عادت سے افزود نکرے مہمان
تین دن سے زیادہ رہا تو وہ ضیافت نہین بلکہ صدقہ ہے چاہے تو دیوے چاہے تو نہ دیوے مہمان کو تین روز
افزود رہکے مہمان دار کو تنگ کرنا حلال نہین ہان مہمان دار اُسکے رہنے کا باعث ہو تو مہمان کو رہنا
مضایقہ نہین یہہ تین دنمین پہلے دن کے سوا ہے یا اُسکو ملاکے تین دن ہین اسمین اختلاف ہی لیث
اور امام احمد کہتے ہین مہمان آوے تو اُسکو ایک دن رات اُسکی ضیافت کرنا واجب ہے لیکن امام احمد کہتے ہین
جنگل اور قریون مین رہنے والون پر مہمان آوے تو ایک دن رات کا کھانا کھلانا واجب ہے شہرون مین
رہنے والون پر واجب نہین امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور فقہا کہتے ہین ضیافت واجب
نہین بلکہ سنت ہے اور مسلمانون کو اسکا کرنا سنن موکدات سے ہی وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور تمہارے
ہاتھ جسکے مالک ہین یہہ دسوان قسم ہے جسکے ساتھ احسان کرنا فرمایا اس سے باندی غلام مراد ہین
ایمان جمع یمین کی ہے داہنے ہاتھ کو کہتے ہین ملک کی نسبت داہنے ہاتھ کی طرف مجازاً ہے کیا واسطے
کسی چیز کے مالک ہوتے ہین تو اکثر اُسکو داہنے ہاتھ مین پکڑتے ہین باندی غلام سے احسان یہہ ہے
اُنہون مین جس چیز کی کرنیکی طاقت نہین ویسی چیز کرنیکی تکلیف نہ دینا اور انکو سخت بات نہ کرنا
اور انکو نہ مارنا اور اُنکو کھانا کپڑا کفایت کئے اُتنا دینا معلوم کیجے باندی غلام کو کھانا سالنا اور کپڑا
دینا واجب ہے اُس بستی کے باندی غلام کو جس قسم کا قوت دینیکی غالب عادت ہے اُس قسم کا قوت دینا اور ایسا
ہی لباس اُنکو دینے کی غالب عادت جو ہی وہ لباس دینا فقط شرمگاہ چھپاوے اُتنا کپڑا دینا کفایت نہین کرتا
اُنکو اپنے ساتھ بٹھلاکے کھلانا افضل ہے اپنے ساتھ نہین بٹھلایا تو خود کھاتا سو کھانے سالن وغیرہ سے
کچھ اُسکو بھی دینا سنت ہی ایسا ہی خود پہنتا سو لباس سے اُسکو بھی کچھ پہنانا معلوم کیجے ما ملکت ایمانکم مین

جانور بھی داخل ہین کسیکے پاس جانور ہے تو اُسکو دانا چارا ڈالنا پانی پلانا مالش وغیرہ کہ جس سے جانور کی
خوبی ہے کرنا لازم ہے ریشم کے کیڑے ہو تو انکو توت کے پتے ڈالنا لازم ہے جانور کی طاقت سے
افزود لادنا اور سواری سے اُسکو آرام نہ دینا بھی جائز نہین دودھ دیتا سو جانور ہو تو اسکا دودھ
اسقدر نہ نچوڑنا کہ اُس سے جانور کو یا اُسکے بچے کو ضرر ہو جو ملک ذی روح نہین مثلاً گھر ہے یا پانی انیکا نالا
تو بے عذر اُنکی مرمت نہ کرکے ویران کرنا درخت ہین یا زراعت ہے تو اُنکو پانی نہ بندکے سُکا دینا
مکروہ ہے بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے یعنی باندی غلام تمہارے بھائیان ہین انکو اللہ تعالی تمھے زیر دست کیا سو
جسکا بھائی اسکے زیر دست ہو تو آپ جو کھاتا ہے اُس سے اُسکو بھی کھلاوے اور آپ جو پہنتا ہے اُس سے اُسکو بھی
پہناوے اور اُسکو ایسا کام کرنیکی تکلیف نہ دیوے کہ جسکے کرنے سے وہ عاجز ہو اگر ایسے کام کی تکلیف
دیا تو خود اسکی اعانت کرے مسلم اور ابوداود اور ترمذی ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہین کہے مین اپنے غلام کو کوڑے مارتا تھا میرے پیچھے سے صدا ہونے لگی ابومسعود تو سمجھ مین غصے کے مارے
آواز کسکا ہے سو نہین پہچانا جب میرے نزدیک ہوا دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین
فرماتے ہین ای ابومسعود تو اس غلام پر جتنی قدرت رکھتا ہے اللہ تعالی تجھ پر اُس سے بڑکے قدرت
رکھتا ہے مین بولا آج سے مین غلام کو کبھی نہ مارونگا ایک روایت مین یہہ بھی زیادہ کیا ہے پھر مین بولا
یا رسول اللہ وہ غلام اللہ کی ذات کیواسطے آزاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اُسکو آزاد
نکرتا تو تجھکو دوزخ کی آتش لگتی مسلم اور ابوداود ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو یعنی باندی غلام کو طمانچہ یا مار مارے تو اُسکا کفارہ اُسکو آزاد کرنا ہے
مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے جو شخص اپنے غلام کو حد مارا ایسی تقصیر پر کہ وہ غلام اُسکو نہین کیا ہے یا طمانچہ اُسکو
مارا تو اسکا کفارہ اس غلام کو آزاد کرنا طبرانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو ظلم سے مارا تو قیامت کے دن اس سے بدلا لیے جائیگا حافظ
عبدالعظیم المنذری نے کہا اُسکی سند کے رجال ثقہ ہین بخاری اور مسلم اور ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو قذف کیا تو قیامت کے دن اس شخص پر
حد قذف جاری کیا جائیگا مگر وہ مملوک ویسا بدفعل کیا رہے قذف کی معنی زنا کی گالی دینا اور زنا کی طرف نسبت
کرنا یعنی مثلاً اسکو زانی اور باندی کو قحبہ چھنال کہنا امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سیئی الملکۃ یعنی غلام باندی کے ساتھ برائی کرنے والا بہشت مین
نہ جائیگا امام احمد کی روایت مین زیادہ کیا ہی صحابہ کہے یا رسول اللہ آپ فرمائے ہین بہ نسبت دوسری امتون کے
اس امت مین مملوک اور یتیم بہت رہینگے فرمائے ہان برابر لیکن تم انپر لطف مہربانی کرو جیسی اپنی اولاد کو کرتے ہین
اور تم جو کھاتے ہین اس سے کچھ انکو کھلاؤ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے مملوک کیواسطے اسکا کھانا کپڑا دینا ہی یعنی واجب ہے اسکو تکلیف نہ دینا مگر اسکی کہ جسکی طاقت رکھتا ہی
اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین یون روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مملوک کیواسطے
اسکا کھانا پانی لباس دینا ہی اور تکلیف نہ دیا جاوے مگر اسی کی جو طاقت رکھے اگر تم تکلیف دوگے تو تم انکی اعانت
کرو اللہ کے بندے تم عذاب مت دو بندونکو جو تمہارے سر کیے ہین بخاری ادب المفرد مین اور ابو داؤد
اور ابن ماجہ اور بیہقی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہہ تھا
الصلاۃ الصلاۃ واتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم یعنی نماز پڑھنا لازم رکھو نماز پڑھنا لازم رکھو اور اپنے ہاتھ کے
مال مین اللہ سے ڈرو ابن ماجہ وغیرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس حدیث کے مثل روایت کئے ہین ابو داؤد
اور ترمذی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ
مین اپنے خادم کو یعنی باندی غلام کو کتنے بار معاف کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز ستر بار ترمذی نے
کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ایک نسخے مین ہی حسن صحیح ہی ابو یعلی نے ابن عمر سے بسند جید یون روایت کیا ہی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میرا خادم نافرمانی کرتا ہی اور ستم کرتا ہی کیا مین اسکو مارون نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز تو اسکو
ستر بار معاف کر ترمذی کی ایک روایت مین بھی ایساہی آیا ہے اس حدیث کے صحابی کا نام ابو داؤد کے بعضے نسخون مین
ابن عمر ہے عین کی ضم سے اور بعضے نسخونمین ابن عمرو ہے عین کی فتح سے امام احمد اور ترمذی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کئے ہین کہ ایک شخص آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھا اور کہا مجھکو مملوک ہین وے مجھکو جھٹلاتے ہین

چراتے ہین نافرمانی کرتے ہین مین انکو مارتا ہون اور گالیان دیتا ہون سو مین انسے کیسا ہون نبی صلی اللہ علیہ
فرماتے وے جو چراتے ہین نافرمانی کئے ہین جھٹلائے ہین اور تو جو انکو سزا دیا ہے دونوکو قیامت کے دن حساب کئے گئے تیری
سزا اگر انکی تقصیرون کے برابر ہو تو بدلا ہو گیا نہ تجھکو کچھ ہے اور نہ تجھ پر کچھ ہے تیری سزا انکی تقصیرون سے افزود ہے
تو تیرے پیسے انکا بدلا لئے جاینگا وہ شخص کنارے جاکے رونے پکارنے لگا پھر اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
کیا تو اللہ کا یہہ قول نہین پڑھا (ونضع الموازین القسط لیوم القیمة فلا تظلم نفس شیئا و ان کان مثقال حبة من
خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین) یعنی ہم رکھینگے ترازوان انصاف کے قیامت کے دن پھر ظلم نہوگا کسی جی پر
ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر رائی کے دانے کے وہ ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین حساب کرنیکو پھر وہ شخص کہا
یا رسول اللہ اب مین ان سے جدائی اختیار کئے ہین میرے واسطے کوئی چیز بہتر نہین انکو گواہ رکھتا ہون کہ وے
سب آزاد ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند کے سب رجال سے بخاری اور مسلم
حجت پکڑتے ہین مگر عبد الرحمن بن غزوان وہ بھی ثقہ ہے حافظ عسقلانی نے کہا عبد الرحمن اگرچہ ثقہ ہے لیکن اسی حدیث
کی سند جو ذکر کیا ہے اسکے سبب سے لوگ اسمین کلام کرتے ہین مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے مین کسیکے واسطے اسکا خادم گرمی مین اور دھوین مین رہکے
کھانا پکالاوے تو چاہئے اسکو اپنے ساتھ بٹھلاکے کھلاوے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اسکے ہاتھ مین لقمہ دو لقمے ڈالے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ہ مقرر اللہ دوست نہین رکھتا اسکو جو ہو اترانا بڑائی کرتا
مختال کی معنی متکبر کی متکبر وہ جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے لوگون کے حقوق ادا نہین کرتا فخور وہ جو اپنے مال متاع کی کثرت
پر نظر کرکے اپنے تئین سب سے بہتر جانتا اللہ تعالی ان دو مذموم صفت پر اس آیت کو ختم کیا کیا واسطے متکبر شخص اپنے
فقیر قرابت والے سے ننگ و عار کرتا ہے اور ضعیف ہمسائے کو حقارت سے دیکھتا ہے پھر ان کے حقوق ادا نہین
کرتا اور ان کے طرف التفات نہین کرتا سو ایسا کرنے والا درگاہ الٰہی سے دور ہے ابو یعلی اور ضیاء المقدسی کتاب
المختارہ مین ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن
اللہ تعالی لوگون کو جب ایک میدان مین جمع کریگا تو دوزخ اس کے بعض پر بعض گرتی ہوئی آئیگی اسکے رکھوال
اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی قسم میرے اور میرے یارون کے درمیان تم مت آؤ نہین تو

ہین لوگون کو ایک دوڑ مین گھیر لونگی رکھوال پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی جو متکبر اور جبار ہو پھر اپنی جیب
نکال کے لوگون مین سے انکو چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیکے پیچھے ہٹ جائیگی پھر اُسکے بعض پر بعض گرتی ہوئی آئیگی
اُسکے رکھوال اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی قسم میرے اور میرے یارون کے درمیان تم مت
آؤ نہین تو مین لوگون کو ایک دوڑ مین گھیر لونگی رکھوال پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی سرحتار کفور یعنی دغاباز اور
ناشکرگذار پھر انکو اپنی جیب سے چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیکے پیچھے ہٹ جائیگی پھر اسکے بعض پر بعض
گرتی ہوئی آئیگی اُسکے رکھوال اُسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی سوگند میرے اور میرے
یارون کے درمیان تم مت آؤ نہین تو مین لوگون کو ایک ہی دوڑ مین گھیر لونگی پوچھینگے تیرے یار کون ہین
کہیگی جو مختال فخور ہے پھر اپنی جیب سے انکو چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیکے پیچھے ہٹ جائیگی تب اللہ تعالیٰ
لوگون کے درمیان چکوتی شروع کریگا حافظ جلال الدین السیوطی نے کہا اُسکے سند کے رجال ثقہ ہین امام احمد اور
حاکم نے جابر بن سلیم الہجیمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کئے ہین اسمین مذکور ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پنڈلی پکڑ کے کہے لنگ یہان تک باندھ اسکو نہین مانا تو یہان تک باندھ اول سے
نیچے بتائے اسکو نہین مانا تو یہان تک باندھ ٹخنے کے اوپر اُسکو نہین مانا تو اللہ تعالیٰ مختال فخور کو دوست
نہین رکھتا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے لڑادے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی طرف نہ دیکھیگا
الَّذِينَ يَبْخَلُونَ جو لوگ بخل کرتے ہین وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم کرتے ہین لوگون کو
بخل کی یعنی انکو بخل سکھاتے ہین وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ اور چھپاتے ہین جو دیا
انکو اللہ نے اپنے فضل سے الذین یبخلون کا جملہ من کان مختالا فخورا کا بدل پڑا ہے معنی یون ہونگی اللہ دوست
نہین رکھتا اُن لوگون کو جو بخل کرتے ہین یا یہ جملہ ذم کی تقدیر سے منصوب یا مرفوع ہے نصب کی حالت مین
معنی یون ہوگی مین مذمت کرتا ہون ان لوگون کی جو بخل کرتے ہین رفع کی حالت پر ہُم کی تقدیر کرنا یعنی
وے مذموم لوگ وے ہین جو بخل کرتے ہین یا یہ جملہ صفت پڑا ہے من کان سے یعنی اللہ تعالیٰ دوست نہین رکھتا
مختال فخور کو ایسے جو بخل کرتے ہین یا الذین اپنے مابعد کے ساتھ مبتدا پڑا ہے اُسکی خبر محذوف ہے

خبر کی تقدیر یون ہے الذین یبخلون احقاء بکل ملامۃ یعنے جو لوگ بخل کرتے ہین ہر قسم کی رسوائی کے لایق
ہین پیچھے کے دونون جملے یعنے یامرون کا جملہ اور یکتمون کا جملہ یبخلون کے جملہ پر معطوف ہین یبخلون مین جو
تقدیر کرتے ہین ان دونون مین بھی وہی تقدیر ہوتی ہے ابن اسحٰق اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے کردم بن زید کعب بن الاشرف کا
حلیف اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحر بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن
التابوت یہہ سب یہودیان انصار کے پاس آ کے انکو بطور نصیحت کے کہتے کہ تم اپنے مال خرچ مت کرو مال
جاکے تم فقیر ہو جاؤ گے پیسا خرچ کرنے مین شتاب نہ کیجو آیندہ کیسا نقشہ ٹھہرتا ہے تمکو معلوم نہین تب اللہ تعالےٰ
الذین یبخلون کی آیت کو وکان اللہ بہم علیما تک نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ آیت خود یہود کی شان مین نازل
ہوئی بخل سے علم کا بخل مراد ہے وے بخل سے علم نہین سکھاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو ان کے کتابون
مذکور تھی اسکو پوشیدہ رکھتے تھے بعضے کہتے ہین بخل عام ہے خواہ مال کا بخل ہو یا علم کا معلوم کیجیے اس آیت
مین اللہ تعالیٰ مذموم تین صفت بیان کیا پہلی صفت انسان بخیل ہونا بد ہے اس صفت کو الذین
یبخلون کے جملہ مین ذکر کیا دوسری صفت غیر کو بخل کرنے کا امر کرنا یہہ صفت نہایت بد ہے اس صفت کو
یامرون الناس بالبخل کے جملہ مین ذکر کیا تیسری صفت اللہ اپنے فضل سے کچھ بخشش کیا ہو اسکو پوشیدہ
کرنا غنی رہتے پر اپنی فقیری نمود کرنا فراغت رہتے پر افلاس ظاہر کرنا قدرت رہتے پر بے مقدوری بیان
کرنا یہہ صفت اوپر کے دونون صفتون سے زیادہ مذموم ہے کیا واسطے اسمین اللہ تعالیٰ کی ناشکری پائی
جاتی ہے بالبخل کو حمزہ کسائی خلف باکی اور خاء معجمہ کی فتح سے قرارت کرتے ہین باقی کے قرا باکی ضم
اور خاء کی سکون سے پڑھتے ہین معنی دونون کے ایک ہی ہین وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا
مُّهِيْنًاۚ۝ اور ہمنے تیار رکھا ہے کافرون کیواسطے خوار کرنے والا عذاب یعنی ذلت کی مار قیامت کے
دن مہین کی معنی خوار اور رسوا اور ذلیل کرنے والا اس مقام مین ضمیر لانیکی جگہہ پر اسم ظاہر کو
لایا یعنی اعتدنا لہم کی جگہہ اعتدنا للکافرین کہا اسمین اسبات کی اشارت ہے کہ جس کا حال ایسا ہو
آپ بخل کرنا اور لوگونکو بخل کا امر کرنا اور اللہ کے فضل کو پوشیدہ کرنا وہ شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتون کا

کافر ہو جو شخص اللہ کی نعمتونکا کافر ہو تو اسکے کفو خار اور ذلیل کرنیکا عذاب مہیا ہو جیسا اُسنے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بخل اور پوشیدہ رکھکے خوار کیا ترمذی اور حاکم عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر نمود ہونے کو دوست رکھتا ہی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا کہ وہ صحیح ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم ابو الاحوص کی طریق سے روایت کیے ہین اُسنے اپنے باپ سے یعنی مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا دول بُرا دیکھ کے کہے کیا تیرے پاس کچھ مال نہین اُسنے کہا سب طرح کا مال مجھکو اللہ تعالیٰ دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پھر کیا اسلئے تجھ پر نہین دکھتا اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کچھ نعمت دی ہے تو وہ نعمت اُسپر نمود ہونے کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہی حاکم اسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے بندیکو کچھ نعمت نہین دیا مگر اُسکا اثر اُس بندے پر نمود ہونے کو دوست رکھتا ہی بیہقی کی روایت مین یون آیا ہے مقرر اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کچھ نعمت دیتا ہی تو اس نعمت کا اثر اُس بندے پر نمود ہونیکو دوست رکھتا ہی اور بُوس اور تباؤس کو مکروہ رکھتا ہی اور الحاح کرکے سوال کرنے والے کو مبغوض رکھتا ہی اور شرم والا اور عفیف اور متعفف کو دوست رکھتا ہی ذہبی نے کہا اسکی سند جید ہی بوس کی معنی بدحالت تباؤس کی معنی بدحالتی نمود کرنا یعنی اپنی حالت کو بُری بنانا اور اپنی بدحالتی نمود کرنیکو اللہ تعالیٰ مکروہ جانتا ہے عفیف پارسا جو حرام سے بچ رہتا ہی اور لوگون سے سوال نہین کرتا متعفف وہ جو تکلف سے پارسائی اختیار کرتا ہی معلوم کیجیے ہم یہہ بیان جو کیے اس سے معلوم ہوا کافرین سے کافر دین اور شرع کا مُراد نہین بلکہ کافر نعمت کا یعنی کفران نعمت کرنے والا اور ناشکر گذار مُراد ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو پوشیدہ کرتے تھے سو یہود کی شان مین آیت کا نزول لیوے تو کافرین سے دین و شرع کے کافر مُراد ہوتے ہین کیا واسطے یہود جب دین اور نبوت کو پوشیدہ کیے تو کافر ہوئے اور یہہ بھی احتمال ہی کہ جسکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نعمتین دیا ہی اُسکو پوشیدہ کرنے سے کبھی کافر ہوتا ہی مثلاً کسی نے اللہ تعالیٰ کی شکایت کیا اور اسکے قضا و قدر پر راضی نہین ہوا تو کافر ہوا اُس پر فرمایا کافرون کو ذلت کی مار ہے وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ اور وہ جو خرچ کرتے ہین اپنے مال لوگون کو دکھانے یعنی فخر کیواسطے اور لوگ انکو
سخی مرد کہنے کیواسطے وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ اور یقین نہین رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے
دن پر یعنی جسے لوگ مال دیتے اُس سے اللہ تعالی کی ذات کا ارادہ نہین کرتے کیا واسطے اللہ تعالی کی
توحید کا اقرار نہین کرتے اور معاد پر کہ جس مین اعمال کی جزا ملتی ہے ایمان نہین لاتے سو انکے واسطے بھی
عذاب مہین ہے اس الذین کا عطف یا اوپر کی آیت مین کے الذین پر ہے اس تقدیر پر وہان جو تقدیرین
تعین یہان بھی وہ جاری ہونگے یا للکافرین کے لام کے مجرور پر ہے اس تقدیر پر معنی یون ہونگی ہمنے مہیا کیا
ہے ان ریا والونکے واسطے عذاب مہین سدی کہتا ہے یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی ریا کا لفظ
اسی قول کی تائید کرتا ہے کیا واسطے ریا بھی نفاق کا ایک قسم ہے مجاہد کہتا ہے یہود کے شان مین نازل
ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اللہ تعالی انکو بخل اور کنجوسی سے وصف کرتا ہے
بعضے کہتے ہین مکہ کے مشرکون کی شان مین نازل ہوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین بیسا خرچ
کرتے تھے بندہ عاصی کہتا ہے آیت کے سیاق سے عداوت مین بیسا خرچ کرنا مفہوم نہین ہوتا بلکہ عرب
علی الخصوص قریش سخاوت بہت کرتے تھے لیکن اکثر کفار واد و دہش جو کرتے تھے فقط اپنی نام آوری
اور خود سخی کہلانے کے واسطے تھا سو اللہ تعالی انکا حال ذکر کیا ریاء مصدر ہے اپنی مفعول کی طرف
مضاف ہوا ہے اور حال پڑا ہے ینفقون کے فاعل سے مرائین کی تاویل سے انکو ینفقون کا مفعول لہ ڈالنے
بھی صحیح ہے وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهُ قَرِيْنًا فَسَاءَ قَرِيْنًا ہ اور جسکے واسطے ہو وے شیطان ساتھی یعنی
جس کا ساتھی شیطان ہو تو بہت برا ساتھی ہے اوپر بخل وغیرہ مذموم صفات کو ذکر کیا سو اب اُسکا سبب
بیان فرمایا کہ اُسکا سبب شیطان ہے جو اُنکے ساتھ لگا ہے پھر جس کا عمل شیطان کے کہے موافق ہو تو وہ عمل برا ہے
اس بیان سے معلوم ہوا شیطان ساتھی ہے سو دنیا مین ہے بعضے کہتے ہین یہہ آخرت مین ہوگا ہر کافر کے
ساتھ ایک شیطان کو زنجیرون مین جکڑ کے دوزخ مین ڈالینگے وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ اور اُنپر کیا تھا یعنی انکا کیا نقصان تھا اگر ایمان
لاتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور خرچ کرتے کچھ اللہ کے دئے ہوئے سے یعنی اللہ کی راہ مین ماذا کا

کلمہ استفہام کیواسطے ہیں وے لوگ جو ایمان کی منفعت سے جاہل ہین انکی توبیخ اور جھڑکنیکے واسطے اس استفہام کو لایا یعنی انکا کیا ضرر تھا انپر کیا آفت تھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانے مین ضرر تو اسمین ہے

اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لانا اور اللہ کی راہ مین میانہ خرچنا وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اور اللہ انکے سے دانا ہے یعنی اللہ کو انکی خوب خبر ہو انکے اعمال کی جزا انکو دیگا نفاق اور ریا کی بابت مخفی رہتی ہے ظاہر نہین ہوتی اُس سے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تمہارے علانیے کا جیسا اللہ کو علم ہے ویسا ہی تمہارے بطون کا

علم بھی اسکو حاصل ہے اپنے دل کوئی بات اُس سے پوشیدہ نہ کرکے تم ریا نہ کرنا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ مقرر اللہ ستم نہین کرتا ایک ذرہ کے وزن کا یعنی ایک ذرہ برابر کسی کا حق نہین رکھتا وَاِنْ

تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب اس آیت کا تعلق اوپر کے آیتون سے یون ہے کہ اللہ تعالی اول اپنی عبادت کا امر کیا بعد والدین وغیرہ کے ساتھ احسان کرنیکو ذکر کیا اس کے بعد کنجوسی کی مذمت کیا بعد ایمان نہین لانے والون کی اور اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرنیوالونکی توبیخ کیا اب نیکی کی جزا اور بدی کی سزا ذکر کرنا منظور ہوا سو اپنے عدل کی صفت بیان کیا کہ ذرہ برابر کسی پر ستم نہین کرتا اور اپنے احسان کی شان بولا کہ ذری نیکی کو دونی کرتا ہے لا یظلم کا مفعول محذوف ہے تقدیر یون ہے ان اللہ لا یظلم احدا یعنی اللہ کسی پر ستم نہین کرتا مثقال کی معنی وزن اور ذرہ باریک سرخ چونٹی کو کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہے ذرہ یعنی چونٹی اسکو اُنسے عبد بن حمید اور ابن جریر روایت کئے ہین ابن عباس سے یہہ بھی مروی ہے کہ انھون اپنی انگلی مٹی مین ڈالکے اٹھائے اور اسکو پھونکے اور کہے اُسکا ہر جز ذرہ ہے بعضے کہتے ہین آفتاب کے کرن روزن سے پڑے تو غبار کے اجزا جو دیکھتے ہین اُن اجزا کے ہر ہر جز کو ذرہ کہتے ہین غرض چھوٹی چیز کی معرفت کے واسطے اللہ تعالی ذرہ کو ذکر کیا اُس سے لوگون پر آنیالی خواہ بہت خواہ تھوڑی نہ کرنا مراد ہے لیکن لوگ جسکو نہایت چھوٹی چیز سمجھتے ہین ان کی سمجھائت کے موافق ذرہ کرکے کہا حسنۃ کو نافع اور ابو جعفر اور ابن کثیر رفع سے پڑھتے ہین اس تقدیر پر کان تامہ ہوگا معنی یون ہوگی اگر واقع ہوینگی نیکی دوسرے قرا حسنۃ کے نصب سے پڑھتے ہین انکی قرارت پر کان

ناقصه هوگا اُسکی تقدیر یون هو گی فان یک زنته الذرة حسنة یعنی اگر ذره کے وزن کے برابر نیکی هو تو یضاعفها
اس صیغه کو ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب یُضَعّفها کرکے پڑھتے هین عین کی تشدید اور بن الف کے تضعیف سے
جو باب تفعیل سے باقی کے قرا یُضَاعِفها ضاد کے بعد الف زیاده کرکے بن تشدید کے پڑھتے هین مضاعفت سے جو باب
مفاعله هے دونو نکی معنی ایک هی هے یعنی ایک کو دو کرنا یا افزود کرنا نیکی افزود کرنے سے اُسکا ثواب افزود
کرنا مراد هے یعنے ایک نیکی کو دس کا ثواب اور اُس سے افزود اجر عظیم سے جنت مراد هے امام الرازی نے
کها تضعیف مین اور اجر عظیم مین فرق یهه هے تضعیف اُس ثواب کے جنس سے هو گی اور اپنے پاس سے اجر عظیم دیگا
سو اُس ثواب کے جنس سو نهین بلکه لذتون کے جنس سے هو گی که جنکو جنت مین دونگا کرکے وعده کیا هے
سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن عمر رضی الله عنهما سے روایت
کیئے هین کهے یهه آیت من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اعرابی کے یعنی بدیون کے شان مین نازل هوئی ایک شخص
کها مهاجرین کو کتنا ثواب هو گا تب یهه آیت نازل هوئی ان الله لا یظلم مثقال ذرة الایه جسکو الله تعالی عظیم کہے سو
البته بڑی هو گی ابو داؤد طیالسی اور امام احمد اور مسلم اور ابن جریر انس رضی الله عنه سے روایت کیئے هین
رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمائے الله تعالی مومن کی کسی نیکی مین ستم نهین کرتا اُسکی نیکی کے بدلے
دنیا مین کھانا دیتا هے اور آخرت مین اُسکی جزا دیگا کافر کو اُسکی نیکی کے درعوض دنیا مین کھانا دیتا هے
قیامت کا دن جب آئیگا تو اُسکو کچھ نیکی نه رهیگی عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن ماجه اور ابن جریر اور ابن
حاتم ابو سعید الخدری رضی الله عنه سے روایت کیئے هین که رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمائے جسکے دلمین
ذره کے برابر بھی ایمان هو گا اُسکو الله تعالی دوزخ سے نکالیگا ابن ابی شیبه نے ابو عثمان النهدی سے روایت
کیا هے اُسنے کها مجھ کو خبر پهنچی که ابو هریره رضی الله عنه کهتے هین الله تعالی مومن کو ایک نیکی کے بدلے
دس لاکھ نیکی دیگا پھر مین آگے ابو هریرة رضی الله عنه سے پوچھا کهے هان مین لاکھ نیکی دیتا هے قرآن مین
اُسکو فرماتا هے ان الله لا یظلم مثقال ذرة وان تک حسنة یضاعفها الله تعالی کتنا افزود کریگا سو کون
جانتا هے ابن جریر کی روایت مین یون آیا هے ابو عثمان النهدی نے کها مین ابو هریرة رضی الله عنه سے
ملکے کها مین سنا هون که تم کهتے هو ایک نیکی کی دس لاکھ نیکی هوتی هے ابو هریره کهے اُس سے تو کیا اچنبا کرتا هے

واللہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے تھے ایک نیکی کو اللہ تعالی بیس لاکھ نیکی کرتا ہے
بعضے کہتے ہین قیامت مین خصوم کے مقدمات جو فیصل ہوکے انکے حق مین یہہ آیت نازل ہے جسکی نیکی ذرہ کے برابر
ہے تو اللہ تعالی اسکو افزود کر دیگا اسکو نابد کرتی ہے حدیث جسکو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم
ابن مسعود رضی اللہ سے روایت کئے ہین کہہ بندے کو قیامت کے دن اول سے آخر تک جتنے خلایق ہین اُن کے
روبرو لاکے پکارینگے یہہ فلانا ہے فلانے کا بیٹا ہے اُسپر کسی کا حق ہو تو آکے اپنے حق کو لیوے پھر لوگ خوش
ہونگے کیا واسطے مان پر یا باپ پر یا بچے پر یا عورت پر کچھ حق نکل آوے تو اسکو لین اگرچہ تھوڑا بھی ہو
اس سخن کی سچائی اس آیت مین ہے (فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون) پھر اس شخص کو
بولینگے اِن کے حقوق ادا کردے وہ شخص کہیگا ای رب کہان سے دون دنیا چلی گئی اللہ تعالی فرشتون کو
کہیگا اسکے نیک اعمال کو دیکھ کے اُن سے اِنکے حقوق ادا کرو پھر ذرے کے اتنی نیکی باقی رہی تو فرشتے
کہینگے ہم نے سب حقدارون کے حقوق ادا کئے اب اسکو ایک ذرے کے اتنی نیکی باقی رہ گئی ہے اللہ تعالی
فرشتون کو کہیگا میرے بندے کے لئے اس ذرے کو افزود کیجیے اور میری فضل رحمت سے اسکو بہشت مین
داخل کریے اسکی سچائی قرآن مین یہہ آیت ہے (اِن اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضعفہا ویوت
من لدنہ اجرا عظیما) اجر عظیم یعنے جنت اُسکو دیگا اگر اسکی نیکیان تمام فنا ہو گئے اور اُسکے گناہ باقی ہین تو
فرشتے کہینگے ای پروردگار اِسکے سب نیکیان فنا ہو گئے ہین اور حقدار بہت سے باقی ہین تب اللہ تعالی
کہیگا اُن کے گناہ اِسپر ڈالو اور اوسکے واسطے خط دوزخ کو لکھو اس حدیث کو بغوی نے بھی بن سند کے
ذکر کیا ہے اس تاویل پر آیت کی معنی یون ہوگی اللہ تعالی جھگڑے والے کے حق سے ذرہ کی مقدار
بھی ظلم نہ کریگا ذرہ کے مقدار ثواب اُسکے سے لئے باقی رہا تو بھی ظلم نہ کریگا بلکہ اسکو بڑا کے اُسپر ثواب
دیگا فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۞ پھر کیا حال
ہوگا جب ہم لے آوینگے ہر قوم سے گواہ کو اور لے آوینگے تجھکو اُنپر گواہ یعنی قیامت کے دن مشرک اور
منافق کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو یعنی ان قوم کے نبی کو اپنی امت کا حال کہنے واسطے
گواہ بلاوینگے کہ اُس نے اُنکو کیا امر کیا اور وے کیسے عمل کئے اور تجھکو ای محمد اُنپر گواہ لادینگے ہولا دکا

اشارہ یا انبیا کی طرف ہے اپنی ان انبیا کے حال پر گواہی دینے تجھکو بلاوینگے یا اشارہ سب امتوں کی
طرف ہے یعنی ان سب امتوں پر تجھکو گواہ لے آوینگے یا ان لوگوں کی طرف ہے جو قرآن سُننے اور اسپر
عمل کرنیکے لئے مامور ہوئے یا اشارہ مومنین کی طرف ہے کیا واسطے انبیا اپنے امتوں کو احکام پہنچانے کر کے
گواہی دینے اس اُمت کے مومنوں کو طلب کرینگے اور مومنوں کی تصدیق کی گواہی دینے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو طلب کرینگے جیسا اللہ تعالیٰ اس آیت مین فرمایا ہے (وکذلک جعلنا کم اُمّۃً وسطاً لتکونوا شہداء
علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً) اس آیت کی تفسیر بہرصورت و ردمین ہم ذکر کرگئے ابو سعید الخدری
رضی اللہ عنہ کی حدیث جسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ روایت کئے ہین اسی پر دلالت
کرتی ہے ابو سعید کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن بُلواکے پوچھینگے
کیا تم نے اپنی امت کو رسالت پہنچائی نوح کہینگے ہان پہنچایا اُنکی اُمت کو بلواکے پوچھینگے نوح نے تمکو کیا
رسالت پہنچائی وے کہینگے ہمارے پاس کوئی نذیر نہین آیا پھر نوحؑ کہینگے تم رسالت پہنچانے سو شاہد
کون ہے کہینگے محمد اور اُنکی امت شاہد ہین اللہ تعالیٰ یہہ جو فرمایا وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً اسیکی طرف
اشارہ ہے پھر تم کو بلوائینگے تم آکے اُنھون پر رسالت پہنچائی کرکے گواہی دوگے اور مین تمپر گواہی
دونگا بخاری اور ترمذی اور نسائی وغیرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مجھکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو کچھ پڑھکے سناؤ ابن مسعود کہے یا رسول اللہ قرآن آپ پر
نازل ہوا ہے آپکو مین کیسا سناؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دوسرے شخص سے
سُننا مجھکو اچھا لگتا ہے پھر سورۃ النساء پڑھنے مین شروع کیا جب اس آیت کو پہنچا فکیف اذا جئنا من
کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اب بس کر مین نے دیکھا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون آنکھ سے اشک جاری ہین ابن ابی حاتم اور بغوی اپنی معجم مین اور
طبرانی محمد بن فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
پاس بنی ظفر مین آئے حضرت کے ساتھ ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور چند شخص تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قاری کو پڑھنے کا امر کئے سو پڑھنے لگا جب اس آیت کو پہنچا فکیف اذا جئنا

لآیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے حضرت کے داڑ اور پہلو حرکت کرنے لگے اور فرمایے ای رب
ین جن مین موجود ہون اُنکی گواہی دونگا مین جنکو نہین دیکھا انکی گواہی کیسا دون حافظ سیوطی نے
کہا اُسکی سند حسن ہے ابن المبارک نے زہد مین سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی روز نہین مگر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انکی اُمت کو صبح شام نمود کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا پتا اور ان کے
عمل سب جان لیتے ہین حافظ العسقلانی نے کہا ابن فضالہ کی حدیث مین جو اشکال تھا اسکو یہہ مرسل حدیث
دفع کی انتہی اشکال وہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے مین جنکو نہین دیکھا ہون انکی گواہی کیسا دون
اسکی دفع یون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انکی اُمت کے ہر ہر شخص کا حال دو وقت صبح شام
نمود کر دینے ہین پھر اُن کے حال پر گواہی دینا سہل ہوا معلوم کیجئے اس آیت کو پڑھنے سے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ یہہ ہے کہ جب حضرت اپنے کو جو علم ہے اُسکے موافق اپنی اُمت
پر گواہی دینگے تو جو شخص مستقیم نہین تھا اسکی تعذیب کا سبب ہوگا اپنی امت پر رحم کھاکے روئے
یا قیامت کے دن کا ہول اور گواہی کے واسطے طلب کرنا اور اسوقت کی سختیون کو نظر مین لانا
سبب حضرت کے رونیکا ہوا يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ
تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ اُس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوئے تھے اور رسول کی بے
حکمی کئے تھے کاشکے ہموار کئے جاتی اُن سے زمین یعنی وے زمین کے پیوند ہو جاتے اُسدن سے
گواہی دینے بلوانے کا دن مُراد ہے یعنی قیامت کا دن منکر ہوئے سو لوگ سے مراد وے لوگ ہین
جو اللہ تعالی کی وحدانیت کو انکار کئے اور رسول کی نافرمانی کئے رسول کے حکم کو نہین ملنے یعنی
جو لوگ کفر وعصیان کو جمع کئے ہین یا کفار اور گناہ گار مراد ہین لو تسوی مین لو مصدریہ ہے اپنے مابعد کے
ساتھ ملکے یود کا مفعول پڑا ہے تسوی مین تین قرارت ہین ایک تُسوّٰی تا کی ضم اور سین کی فتح
تخفیف کے ساتھ اور واو کی تشدید سے مضارع مجہول کا صیغہ باب تفعیل سے یہہ قرارت ابن کثیر اور
ابوعمرو اور عاصم اور یعقوب کی ہے اسی قرارت کا ہم ترجمہ کئے دوسری تَسَّوّٰی تا کی فتح اور سین کی تشدید
اور واو کی تشدید سے مضارع معروف کا صیغہ باب تفعل سے اسکا اصل تتسوی تھا تا کو سین سے

بدل کر کے سین کو سین میں ادغام کئے یہہ قرارت نافع اور ابوجعفر اور ابن عامر کی ہے تیسری تسوّی
تا اور سین دونوں کی فتح سے اور سین مخفف اور واو کی تشدید مضارع معروف کا صیغہ باب تفعل سے
اُسکا اصل تتسوی تھا ایک تا کو تخفیف کیواسطے حذف کر دیئے یہہ قرارت حمزہ اور کسائی اور خلف
کی ہے اخیر کے یہہ دونوں قرارتوں پر معنی ایک ہی ہیں یعنے کاش راست اور ہموار ہوتی انسے
زمین تینوں قرارتوں کی معنی کی حاصل ایک ہی ہے زمین اُنسے ہموار ہو جانے سے مراد اُنکو زمین میں
گاڑکے مٹی برابر کر دیتے یا زمین شق ہوکے اُنکو نگل کر پھر ملجاتی یا خود زمین ہو جاتے کفار دیکھکے جانور
سب مٹی ہو جاکے عذاب سے بچے آپ بھی آرزو کرینگے کہ ہم بھی مٹی ہو جاتے وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا
اس جملہ کو بعضے کہتے ہیں مستانفہ ہے اپنے ماقبل سے متصل نہیں بعضے کہتے ہیں یہہ بھی اپنے ماقبل سے
متصل ہے جب مستانفہ لیو تو اُسکا مبتدا محذوف ہے اُسکی تقدیر ہم لا یکتمون ہے اس تاویل پر معنی
یوں ہوگی وے نہ چھپا سکینگے اللہ سے کوئی بات اس جملہ کو ماقبل سے متصل لیوتے یا یودّ کے جملہ پر
عطف ہے اس صورت میں اللہ تعالی اُنسے دو چیز کی خبر دی ایک زمین کے پیوند ہونیکی آرزو کرنا
دوسری بات چھپانیکی طاقت نہ رکھنا معنی یوں ہوگی اُس دن بات چھپانیکی طاقت نہ رکھینگے کیا
واسطے اُنکے اعضا اپنے کئے کی گواہی دیگے یا اپنے ماقبل سے حال پڑا ہے اب معنی یوں ہونگی حال
یہہ کہ وے نہیں چھپا سکتے اللہ سے کوئی بات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عطا نے یوں روایت
کیا ہے کہ کہے وے آرزو کرینگے کہ کاش زمین کے پیوند ہوتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کو نہ
چھپاتے اور اونکے منکر نہ ہوتے اور اُن سے نفاق نہ رکھتے اس قول پر چھپانے سے دنیا میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اوصاف چھپانا مراد ہے اوپر جو تاویلیں بیان کئے اس سے آخرت میں چھپانا مراد
ہے تو اُس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہاں مذکور ایسا ہوا مشرک اللہ سے بات نہیں چھپاتے
دوسری آیت میں اللہ تعالی کہا ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی قسم ہے اللہ کی اپنے رب کی ہم
مشرک نہیں تھے اس آیت میں وے اللہ سے بات چھپائے نافع بن الازرق نے جو خوارج کا سرخیل
تھا جن ایام میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا ابن عباس سے چند آیتوں کا سوال کیا

کہ جن مین تعارض پایا جاتا ہی از انجملہ یہہ اعتراض بھی کیا ہی ابن عباس اُسکے جواب مین کہے اللہ تعالی مخلصون کے گناہ بخش دیگا مشرک نے اسکو دیکھ کے کہینگے چلو آؤ ہم بھی کہینگے کہ ہم مشرک نہین تھے پھر اللہ تعالے اُنکے منہہ پر مُہر کر دیگا اور اونکے ہاتھ بات کرینگے اُسوقت مشرکون کو معلوم ہوگا اللہ سے بات چھپا نہین سکتے تب آرزو کرینگے ہم زمین کے پیوند ہوتے تو بہتر تھا اسکو بخاری نے تفسیر مین حم السجدہ کے سعید بن جبیر کی طریق سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا اسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین بھی سعید بن جبیر کی طریق سے روایت کئے ہین اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی ان کی روایت مین یون مذکور ہے ابن عباس کہے اللہ تعالی نے جو فرمایا ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین سو کفار قیامت کے دن دیکھینگے اللہ تعالی مسلمانون کے گناہ بخش دیتا ہی اور شرک نہین بخشتا اور شرک سی بڑی گناہ کوئی نہین ہے پھر آپ بھی شرک کا انکار کرینگے اس امیدپر کہ خود بھی بخشے جاوے سو کہینگے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین) پھر اللہ تعالی اُنکے منہہ پر مُہر کر دیگا اور وے جو عمل کرتے تھے اُسکو اُنکے ہاتھ پانون بول اُٹھینگے اسوقت کافر اور رسول کی نافرمانی کرنیوالے آرزو کرینگے کاش ہم زمین کے پیوند ہو جاتے اور اللہ سے بات نہ چھپاتے اسکو ابن جریر الطبری نے جویبر کی طریق سے وہ ضحاک سے روایت کیا ہی کہا نافع بن الازرق ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آکے کہا اللہ تعالی فرماتا ہی (یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثاً) بھی فرماتا ہے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی ان دونون آیتون مین تعارض پایا جاتا ہے ابن عباس اُسکو کہے مین ایسا سمجھتا ہون تو اپنی جماعت والون کے پاس تھا سو انھون کو کہہ آیا ہے کہ مین ابن عباس پاس جاکے اُنپر قرآن کے متشابہ آیتون کا اعتراض کرتا ہون سو جاکے تیری جماعت والون کو کہہ قیامت کے دن اللہ تعالی سبکو ایک جگہ جمع کریگا سو مشرک کہینگے اللہ تعالی کسی سے کچھ عمل نہین قبول کرتا مگر اُس سے جو اسکی وحدانیت کیا ہے سو آؤ ہم بھی جاکے کہینگے جب اللہ تعالی اُنسے سوال کریگا تو کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین تب اللہ تعالی انکے مونہہ پر

مُہر کردیگا اور اُنکے اعضا بات کرینگے اور وے مشرک تھے سو گواہی دینگے تب کفار آرزو کرینگے کہ وہ
زمین کے پیوند ہوتے اور اللہ سے بات نہ چھپاتے اس اشکال کا دوسرا جواب یہہ ہی قیامت کے دن بہت
سے مقام ہین ایک مقام مین بالکل بات نہ کرینگے (فلا تسمع الا ہمسًا) مین اُسکا اشارہ ہے
اور ایک مقام مین بات کرینگے اور بناکے جھوٹھ بولینگے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین) مین اور (وما کنا نعمل
من سوء) مین اسکا اشارہ ہے اور ایک مقام مین اپنے کئے کا اقرار کرلینگے (فاعترفوا بذنبہم) مین اُسکی
طرف اشارہ ہی غرض سب سے اخیر مقام مین اُنکے مونہون پر مُہر ہوگی اور اُنکے اعضا بات کرینگے اور (لا یکتمون
اللہ حدیثًا) مین اسی کی طرف اشارہ ہی یہہ جواب حسن بصری سے منقول ہی یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ع

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اے ایمان والو نزدیک
نہ ہو نماز کے جب تمکو نشا ہو یہان تک کہ سمجھنے لگو تم جو کہتے ہو یعنی نشا کی حالت سے نماز پڑھا جب تک
ہوش نہ آوے صلاۃ سے نماز مراد ہے جمہور مفسرین کا یہی قول ہے بعضے کہتے ہین اُس سے مسجد مراد ہے
اصل مین موضع الصلاۃ تھا مضاف کو حذف کئے ہین اس اختلاف کا فائدہ ہم آئندہ ذکر کرینگے سکارٰی
جمع سکران کی ہے اُسکی معنی مست متوالا دہ لفظ سکر سے ماخوذ ہے سکر کی اصل معنی راہ بند کرنا اسکو
نشا مین استعمال کئے کیا واسطے نشا کرنے سے اسکی حواس کی راہ بند ہوجاتی ہے اس جگہ سکارٰی
سے نشا کے متوالے مراد ہین جمہور مفسرین کا قول صحابہ اور تابعین سے یہی ہی ضحاک سکارٰی سے نیند کے
متوالے مُراد لیتا ہے معلوم کیجئے نیند جس پر غالب رہے تو اسکو اُس حالت سے نماز پڑھنے کی نہی
وارد ہوئی ہے لیکن آیت کا نشا کے متوالے کے شان مین نازل ہونا صحیح حدیثون سے ثابت ہوا ہے
سو معین مقدمے مین معین سبب مین آیت نازل ہو تو آیت سے اُس سبب کو مراد نہ لینا ممنوع ہے
ہان ایسا کہہ سکتے ہین نشا کے متوالے کو نماز پڑھنے سے نہی جیسی وارد ہوئی ہے نیند کے متوالے
پر کہ جسکے غلبہ سے اسکو تمیز نہ رہے نماز پڑھنا ممنوع ہوگا معلوم کیجئے نشا کی حالت سے نماز پڑھنے
یہہ نہی جو وارد ہوئی ہے شراب کا پینا حرام ہونیکے قبل تھا جب شراب کا پینا حرام ہوا یہہ حکم
منسوخ ہوا عبد بن حمید اور ابو داود اور نحاس اور نسائی اور بیہقی اپنی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت کئے ہین کہ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ کو انما الخمر والمیسر کی
آیت نسخ کی یہان ایک اعتراض ہے اسکی تقریر یون ہے نشا کرنا جب مباح تھا نشا کے بعد تو اُسکو
عقل اور فہم باقی نہین رہتی یہان نماز نہ پڑھنے کا حکم سکاریٰ کو ہے جسکو نشا ہو اسکو نہی کرنا کیا صحیح
ہوگا اسکا جواب یہہ ہے قبل پینے کے اسکی طرف نہی متوجہ ہے اُس سے نماز کے اوقات مین نشا نہ کرنا
مُراد ہے اسی واسطے صحابہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد اسکو نماز کے اوقات مین نہین پیتے تھے یہہ آیت
نازل ہونیکے سبب کو عبد بن حمید اور ابوداؤد کتاب السُّنن مین اور کتاب الناسخ والمنسوخ مین اور
ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم علی ابن ابیطالب
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص انصار سے اُنکو اور عبدالرحمن بن عوف کو دعوت کی اُس وقت
شراب حرام نہین تھی سو دونو نکو شراب پلایا مغرب کی نماز مین علی رضی اللہ عنہ امام ہوکے قل یا ایہا
الکافرون کی صورت پڑھے سو اُس مین خلط کردئے اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی لا تقربوا الصلوٰۃ
و انتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون یہہ ترجمہ ابوداؤد کی روایت کے مطابق ہے ترمذی کی روایت کا ترجمہ
ہم بیسوین ورد مین ذکر کئے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے
معلوم کیجئے یہہ حدیث عطا بن السائب کی طریق سے مروی ہے عطا سے جو لوگ روایت کئے ہین اُسکے
وصل و ارسال مین اختلاف کئے ہین سفیان ثوری اور ابوجعفر الرازی اور حماد وغیرہ عطا بن السائب
سے وہ عبدالرحمن السلمی سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے موصول روایت کئے ہین سفیان بن علینہ اور ابراہیم
بن طہمان اور داود بن الزبرقان عطا سے مرسل روایت کئے ہین جو لوگ وصل کئے ہین اُنہین کی روایت
اصح ہے کیا واسطے عطا سے جو لوگ روایت کئے ان سب مین سفیان ثوری احفظ ہے تو البتہ اُسکی
روایت راجح ہوئی اور بھی وصل اور ارسال مین اختلاف ہو تو اعتبار وصل کو ہی ہے اسکے سوائے
دعوت کون کیا تھا اور امامت کون کیا اور قرارت مین کیا خلط کیا سو بھی اسمین اختلاف ہے
ابوجعفر الرازی کی روایت مین ترمذی کے یہان اور خالد طحان کی روایت مین حاکم کے یہان مذکور ہے
کہ عبدالرحمن بن عوف نے کھانیکی دعوت کی تھی سُفیان ثوری کی روایت مین ابوداؤد کے یہان

آیا ہے کہ انصار کا ایک شخص علی اور عبد الرحمٰن کو دعوت کیا ثوری کی روایت مین امام احمد اور
حاکم کے یہان یون ہے کہ ایک شخص انصار سے ہمکو دعوت کیا ابو داوُد اور ترمذی اور حاکم وغیرہ
کی روایت مین علی رضی اللہ عنہ امامت کئے کر کے مذکور ہے احمد اور نسائی وغیرہ کی روایت مین ہے
عبد الرحمٰن بن عوف کو امام کئے مسند البزار مین ہے ایک شخص کو امام کئے ترمذی کی روایت مین ہے
کہ قرارت ایسی کئے قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون حاکم کی ایک روایت
مین ہے ایسا پڑھا قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن عابدون ما عبدتم ابو داوُد کی
روایت مین ہے کہ قل یا ایہا الکافرون کی سورت مین خلط کیا احمد کی روایت مین ہے قل یا ایہا
الکافرون کی سورت پڑھا سو اسپر التباس ہوا یعنی دھوکا کھایا ان اختلافات کے نظر کرتے بعضون
نے کہا یہہ حدیث مُضطرب ہے لیکن ابن دقیق العید نے کتاب الامام مین کہا نام مین اختلاف کرنے سے
حکم اُسکے اضطراب کا نہ کرینگے بندہ عاصی کہتا ہے سب روایات کا حاصل یہہ ہے ایک شخص دعوت کیا
اُس مین علی مرتضیٰ اور عبد الرحمٰن بن عوف تھے صاحب دعوت شراب کی تواضع کیا سو اسکو پیکے نماز
پڑھے اُن مین کوئی امام ہوا قرارت غلط پڑھا اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی اس بات مین سب روایات
متفق ہین نام وغیرہ زوائد مین اختلاف ہوا سو حدیث کی اصل مطلب مین اس سے خلل نہین ہوا اس
اختلاف مین جمع بھی ممکن ہے ایسا کہئے عبد الرحمٰن بن عوف ابتدا مین مدینہ کو جب آئے تو انصاری کے
گھر مین اُترے تھے سو شاید حقیقت مین انصاری دعوت کیا عبد الرحمٰن اُسکے گھر مین رہنے سے اُنہون بھی
کام مین شریک تھے سو اسلئے اُنکی طرف مجازاً نسبت کئے امام کون تھا آیت کیسی پڑھی سو اختلاف جو ہے
شاید علی رضی اللہ عنہ سے ہی رہے کیا واسطے وہ حالت مستی کی تھی امام کون تھا اور کیا پڑھا سو خوب
ضبط نرہا واللہ اعلم وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا اور نہ جنب مگر راہ سے گذرنے
والے جب تک کہ غسل کر لو جنب اسم ہے مذکر مؤنث مفرد جمع سب پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جنابت کی
اصل معنی دور ہونا جس شخص کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اُسکو جنب کہے کیا واسطے وہ نماز اور
مسجد وغیرہ سے دور رہتا ہے ولا جنبا کا عطف انتم سکاریٰ پر ہے معنی یون ہین نزدیک نہ ہو نماز کے

جس حال مین کہ تم جنب ہو یعنی جنابت کی حالت سے نماز مت پڑھو یہان تک کہ غسل کرلو عابری اسم فاعل کے جمع کا صیغہ ہے عبور سے اصل مین عابرین تھا اضافت کی سبب سے نون گر پڑا عبور کی معنی راہ کا ٹنا اِدھر سے ادھر جانا عابری سبیل یعنی راہ سے گذرنے والے جنب نماز نہ پڑھنے کے حکم سے عابری سبیل کو استثنا کیا اس سے مراد کیا ہے سو اُسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مسجد مین سے گذرنا کیا واسطے انصار کے بعضے لوگون کے دروازہ مسجد مین تھے انکو جنابت ہوتی اُنکے گھرون مین پانی نہین رہتا انکو گھر سے نکلنے کی راہ نہین تھی مگر مسجد کے اندر سے سو انکو مسجد سے گذرنے کی پروانگی ہوئی اس قول پر الصلوة سے مواضع الصلوة مراد ہے کہتے ہین اُس جملے کی معنی یون ہے تم جنابت کی حالت سے مسجد مین مت جاو مگر گذرتے کیواسطے یعنی مسجد مین ہوتے ہوئے باہر نکل جانا یا اندر چلے جانا یہہ قول ابن مسعود اور انس بن مالک اور حسن بصری اور سعید بن المسیب اور عکرمہ اور ضحاک اور عطاء الخراسانی اور نخعی اور زہری کا ہے اس توجیہ پر امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کو دلیل ہے جو کہتے ہین جنب کو مسجد مین سے گذرنا جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین اسکو گذرنا جائز نہین بعضے کہتے ہین عابری سبیل سے مسافر مراد ہے معنی یون ہے تم جنابت کی حالت سے نماز مت پڑھو مسافر ہوگے اور پانی نہ پاوگے تو تیمم کرو یہہ قول علی اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور قتادہ کا ہے معلوم کیجیے جنب مسجد مین ٹھہرنا اکثر فقہا کے پاس جائز نہین شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے احمد کہتے ہین ٹھہرنا جایز ہے بشرطیکہ وضو کرے مزنی شافعیہ سے بھی ایساہی کہتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

غَفُوْرًا ۝ اور اگر تم ہوگے بیمار یا سفر مین یا آیا ہے کوئی شخص تم مین جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر نپایا پانی تو ارادہ کرو پاک زمین کا پھر ملو اپنے منہہ اور ہاتھو نکو اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا

وقف ۵۰

اِس آیت کی شان نزول کو حسن بن سفیان اپنی مسند مین اور قاضی اسمعیل کتاب الاحکام مین اور طحاوی مشکل الآثار مین اور بغوی اور باوردی کتاب الصحابہ مین اور دارقطنی اور طبرانی اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین اور ضیاء المقدسی کتاب المختارة مین الاسلع

بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر پالان باندھا
کرتا تھا ایک شب نہایت سرما کی تھی مجھکو غسل کی حاجت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر پالان
باندھنے کا امر کئے مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو جنابت کی حالت سے پالان باندھنا مکروہ جانا
ٹھنڈے پانی سے نہانے سے مرجانیکا یا بیمار پڑنے کا اندیشہ کیا اور انصار کے ایک شخص کو بلوا اسکے
پالان بندھوایا اور مین پتھرون کو گرم کرکے اُس سے پانی کو گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اور حضرت کے اصحاب کو ملالیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسلع پالان آج کیا واسطے
درست نہین ہین نے عرض کیا یا رسول اللہ آج مین اُسکو نہین باندھا ایک انصاری کے ہاتھ سے بندھوایا
فرمائے تو کیا واسطے نہین باندھا مین عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو جنابت ہوئی سرما سے ڈرکے مین غسل
نہین کرسکا اور اس انصاری کو پالان باندھنے کہہ دیکے مین پتھرونکو گرم کرکے پانی کو گرم کرلیا اور
نہا کر حاضر ہوا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت (یا ایہا الذین آمنوا لاتقربوا الصلاۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا
ماتقولون ولاجنبا الا عابری سبیل) کو (ان اللہ کان عفورًا رحیما) تک نازل کیا مرضیٰ جمع مریض کی ہے
بیمار کو کہتے ہین اللہ تعالیٰ بیمار کو تیمم کرنیکی رخصت دیا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے کسی کو سیتلا نکلے یا اُسکو زخم
رہے یا پھوڑا ہو اور جنابت ہوئی نہانے سے مرنے کا اندیشہ ہے تو تیمم کرے بزار اور ابن خزیمہ اور
حاکم اور بیہقی اس حدیث کے مثل ابن عباس سے مرفوع بھی روایت کئے ہین لیکن موقوف اصح ہی بیمار
فقہا کہتے ہین پانی کے استعمال سے بیماری آتی ہے یا بیماری زیادہ ہوتی ہے یا پانی کے استعمال سے کسی
عضو کی منفعت جاتی رہتی ہے مثلاً آنکھ کی روشنی یا کان کی سماعت کم ہوتی ہے یا اُس کے استعمال سے
چنگا دیر سے ہوتا ہے یا درد زیادہ ہوتا ہے یا نمود رہتا سو عضو مین عیب نمایان پیدا ہوتا،
اسکو تیمم کرنا مباح ہے اوعلی سفر یعنی تم مسافر ہوگے اور پانی نہین ملا تو تیمم کرکے نماز پڑھو خواہ سفر
طویل ہو یا قصیر الغائط اصل مین پست زمین اور غار کو کہتے ہین عرب قضاء حاجت واسطے پست
زمین مین جایا کرتے تھے تا لوگ ننگا نہ دیکھین سو قضاء حاجت کو غائط کہنے لگے یعنی کوئی شخص بیجا تا جگہ

اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرنا او لامستم النساء مین دو قراءت ہین حمزہ اور کسائی اور خلف لمستم
بن الف کے پڑھتے ہین باقی کے قرا لامستم پڑھتے ہین لام کے بعد الف زیادہ کرکے ملامست سے لمس کی اصل
معنی چھونا یہان اس سے کیا مراد ہے سو مفسرون مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جماع مراد ہے یہہ قول
علی اور ابن عباس اور حسن مجاہد اور قتادہ کا ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہ ملامست سے جماع مراد ہے لیکن اللہ تعالی جماع کا لفظ ذکر کرکے کنایۃً لمس کو ذکر کیا اس
مضمون کی روایتین متعدد طریقون سے ابن عباس سے آئے ہین اکثر روایتون کے اسانید صحیح ہین بعضے کہتے ہین
لمس سے پوست کو پوست لگنا یعنی بدن کو چھونا مراد ہے اسمین جماع ہو یا نہ ہو یہہ قول ابن مسعود اور
ابن عمر اور شعبی اور نخعی کا ہے انکی دلیل یہہ ہے حقیقی معنی لمس کی چھونا اس سے جماع مراد لینا معنی
مجازی ہے حقیقی معنی درست ہوتے ہون تو اسکو مراد لینا اصل ہے لامستم قراءت جماع کی معنی مین نص
نہین کیونکہ ملامست کبھی چھونے کی معنی سے بھی آتا ہے دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیع ملامست
سے نہی کئے کرکے صحیح حدیث مین ثابت ہے وہان ملامست چھونے کی معنی سے ہے شافعی کا مذہب بھی
یہی ہے نامحرم عورت کو مس کرنے سے وضو شکست ہوتی ہے اسکے شکست ہونے کے قیود فقہ
کے کتب مین مذکور ہین ابو حنیفہ کے پاس چھونے سے وضو شکست نہین ہوتی اللہ تعالی یہہ جو
فرمایا فلم تجدوا ماء مرض کے سوا دوسرے تین حالتون سے متعلق ہے کیا واسطے بیمار پانی کو پاوے
یا نہ پاوے سب حالتون مین اسکو تیمم کرنا صحیح ہے پانی نہ پانے سے ظاہر کے دیکھتے پانی نہ ملنا
مراد لوگے تو اس تاویل کی احتیاج ہے اگر اس سے شرعی نہ ملنا یعنی اسکے استعمال پر شرعًا قادر
نہونا مراد لوگے تو یہہ جملہ بیمار کا قید بھی ہوگا کیا واسطے شرعًا جو ممنوع ہے وہ حسًا مفقود کے
منزلے مین ہے فتیمموا التیمم کی معنی لغت مین قصد کرنا شرع مین وضو کے درعوض مخصوص فعل جو
کرتے ہین اسکو تیمم کہتے ہین صعید کی معنی مین اختلاف ہے قتادہ کہتا ہے صعید زمین کو کہتے ہین
لیث نے کہا ہموار زمین جس مین کچھ نہ ہو فراء نے کہا صعید مٹی کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین زمین کا جانب
جو نمود ہے وہ صعید ہے زجاج نے اسکو اختیار کیا اور بولا زمین کی جانب جو نمود ہے اسکو صعید کہتے ہین

خواہ اس جگہ مٹی ہو یا نہ ہو ابو حنیفہ اور محمد کا قول یہی ہے کہتے ہین جو چیز زمین کی جنس سے ہو اس سے
تیمم صحیح ہے کہتے ہین جو چیز آتش سے جل کے راکھ ہووے جیسے جھاڑ یا آتش مین جلانے سے نرم ہو کے
گھر جانیکی صلاحیت پیدا کرے جیسے لوہا اور تانبا یہ سب زمین کی جنس سے نہین اسکے سوائے
دوسرے تمام چیز زمین کی جنس سے ہین مٹی بالو پتھر چونا گچھ سرما ہرتال گندک فیروزہ عقیق وغیرہ
اقسام کے پتھر سب پر تیمم کرنا جائز ہے امام شافعی کہتے ہین صعید نہ کہینگے مگر اسی مٹی کو جسمین غبار رہے
سنگ ریزے خواہ بڑے ہون یا چھوٹے انکو صعید نہ کہینگے اگر اس مین مٹی مخلوط رہے اور اسمین غبار ہے
تو ان سنگ ریزون مین صعید مخلوط ہوئی اور کہے چونا اور سرما اور ہرتال پر تیمم صحیح نہین انتہی معلوم
امام شافعی اہل لسان سے ہے اور لغت دانی مین امام ہے صعید کی تفسیر جو کئے اسمین انکا قول البتہ حجت ہے
اہل لغت سے فرا اور ابو عبید بھی شافعی کے قول کے مطابق کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی
ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہ صعید مٹی ہے ابو یوسف کا قول بھی شافعی کے موافق ہے طیب کی معنی
پاک اس قید سے نجس مٹی پر تیمم کرنا صحیح نہین منہہ کا مسح جو کہا سو وضو مین منہہ کا حد جو کہے ہین یہان
بھی وہی مراد ہے ہاتھون کو کسقدر مسح کرنا اسمین اختلاف ہے ابن عمر اور انکے فرزند سالم اور حسن بصری
کہتے ہین ہاتھون کا مسح کہنیون تک کرنا ہے شافعی اور ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے زہری نے کہا ہے
ہاتھون کا مسح منکب یعنی کاندھے تک کرنا علی اور ابن عباس اور شعبی اور عطا اور مکحول کہتے ہین فقط
پہنچون کا مسح منکٹ تک کرنا ہر ہر کی دلیل کتب الخلاف مین مذکور ہے اس آیت کا ختم عفواً غفوراً
پر جو کیا اسمین اشارہ ہے معاف کرنا اور بخشنا اللہ کے صفات ہین وہ عفو ہے بندون کے گناہون کو
معاف کرتا ہے اور اس سے درگذرتا ہے غفور ہے بندون کے گناہون کو پوشیدہ کرتا ہے اور بخشتا ہے
جسکی عادت گناہون کو بخشنے کی ہو تو عبادت کے کسی امر سے جسکے عاجز ہو اسکو سہل امر اور مشکل حکم کو بھی
آسان بطریق اولی کریگا گویا یہہ جملہ رخصت کے حکم کی علت پڑا ہے سورت کی ابتدا سے یہان تک
اللہ تعالے احکام ذکر کیا اب اہل کتاب کا احوال جو اللہ تعالی کے احکام کو پوشیدہ کرتے ہین اور انکا انکار کرتے ہین شروع کیا
اسمین مسلمانون کو خبردار کرتا ہے کہ انسے ڈرتے رہنا انکی صحبت اختیار نکرنا انکی پیروی نہ کرنا سو فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا

نَصِيبًا مِنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ کیا تو نے نہین دیکھا اُنکی طرف جنھین ملا ہی حصہ کتاب سے
خرید کرتے ہین گمراہی اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور
بیہقی دلایل النبوت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ رفاعہ بن زید بن التابوت
جو یہودیون کا سرخیل تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین کیا تو اپنی زبان کو موڑتا اور کہتا ارعنا سمعک یا محمد نفہمک
یعنی یا محمد ہماری بات کان دھر کے سنیئے تا ہم تمکو سمجھاوین پھر اسلام مین طعن کرنا اور عیب دھرنا شروع کیا تب
اللہ تعالے الم تر الی الذین اوتو نصیبا من الکتب کی آیت کو فلا یومنون الا قلیلا تک نازل کیا الم تر مین استفہام
کا ہمزہ جو ہے تعجب کیواسطے ہے یہود کی بری چلن سے مسلمانون کو اچنبے مین ڈالتا ہے یہہ خطاب یا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا ہر مومن کو ہے جو اُسکو دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے کیا تونے نہین دیکھا جو بولا اس سے
غرض یون ہے کیا تجھ کو یہہ بات معلوم نہین یقینی علم دیکھنے سے شبیہ ہوتا ہے اس لئے علم کے عوض رویت
کو استعارہ کر کے ذکر کیا الذین یہہ لفظ اگرچہ عام اور یہود و نصاری کو شامل ہے لیکن یہان یہود مراد ہین کیا
واسطے یہہ کام وہی کرتے تھے الکتاب سے توریت مراد ہے کتاب سے اُنکو کچھ حصہ ملنے سے اسکے احکام اور علوم مراد
ہین جو توریت مین تھے ازانجملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اسلام کی حقیقت جو اُس مین موجود تھی
توریت کے علوم کو حصہ کر کے جو فرمایا اُس مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالے نے اُنکو توریت کا علم جب دیا انکو لازم تھا
اسکی محافظت کرنا اور اسکے احکام کو لازم کر لینا جیسے اپنے حقوق کی محافظت کرتے ہین لیکن وے لوگ نہایت
بے نصیب تھے جو اپنے حق کو ضایع کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صفتون کو پوشیدہ کئے گمراہی خرید کئے یعنی
ہدایت کو چھوڑ کے اُسکے درعوض گمراہی اختیار کئے یا اپنی رشوت کا بازار سرد ہونیکے اور اپنی ریاست
جاتی رہنے کے اندیشہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو اختیار کئے اسکو شرا یعنی مول لینے سے تعبیر کیا گیا اسلئے
شرا مین بھی ایک چیز کو دیکے اُسکے بدلے مین دوسری چیز اختیار کرتے ہین تو بھی دین کے بدلے دنیا کی منفعت
کو اختیار کئے وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ چاہتے ہین کہ تم بہکو راہ سے یعنی یہود خود گمراہ جو تھے
سو بس نہین ہوا چاہتے ہین اے مومنون تمکو راہ حق سے پھیرنا اور تم بھی اُنکے مانند گمراہ ہونا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاَعْدَآئِكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنونکو یعنی ان یہود کے دلون مین تمھاری عداوت

ودشمنی جو ہے اللہ تعالیٰ اسکی حقیقت کو خوب جانتا ہے انکے مکر کی باتون پر تم فریب مت کھاؤ اپنی خوبی
کی بات سُنسے مت جاہو وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا اللہ بس ہے حمایتی اور اللہ بس ہے
مددگار ولی کی معنی کامون کا متکفل اور محافظ اس جملہ کو مسلمانون کی تسلی کیواسطے ذکر کیا یعنی وے تمھارے
دشمن ہونے سے تم اندیشہ مت کرو اللہ تعالیٰ تمھارا محافظ اور مددگار ہے ان کی دشمنی سے تمھارا کچھ نہ بگڑیگا
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ بعضے وے جو یہود ہین بدلدیتے ہین کلمونکو ان کے
ٹھکانون سے اسکا تعلق کا ہے سے ہے اُسمین چند وجہ ہین پہلی وجہ الذین اوتوا نصیبا من الکتاب کے جملہ کا
بیان پڑا ہے الذین اتوا مین احتمال تھا کہ وے یہود ہو یا انکے غیر سو اُسکے بیان کیواسطے اِسکو ذکر کیا
یعنی کتاب سے حصہ ملا سو وے یہود ہین ان دونون جملہ کے درمیان جملے جو آئے ہین جملے معترضہ ہین دوسری
وجہ اعدائکم کا بیان ہے یعنی اللہ تمھارے دشمنون کو جانتا ہے وے دشمن یہود ہین تیسری وجہ اسکا تعلق
نصیرا سے ہے یعنی اللہ مددگار بس ہے یہود سے چوتھی وجہ مُبتدا محذوف کی خبر ہے یحرفون کا جُملہ اس
محذوف کی صفت ہے اسکی تقدیر یون ہے من الذین ہادوا قوم یحرفون یعنی یہودیون مین چند لوگ ایسے
ہین بدلدیتے ہین کلمون کو موصوف کو حذف کرکے صفت کو اُسکے قایم مقام کیا تحریف کی معنی لغت مین
تغیر دینا یعنی بدلنا یہود توریت کے لفظ کو بدل کے دوسرا لفظ اُسکی جگہہ مین دھر دیتے تھے مثلاً نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی وصف توریت مین ابیض ربعۃ تھی یعنی گورا رنگ میانہ قد اسکو بدل دیکے کہے آدم طویل یعنے
گندم رنگ دراز قامت اور رجم کی آیت کو بدل کے اُسکے درعوض تحمیم اور جلد کو ثابت کئے یعنی منہہ کو
کالک لگاکے شہر مین پھراتے اور تازیانے مارتے بعضے اس پر ایسی اعتراض کرتے ہین کہ توریت کے نسخے جو
موجود تھے مشرق سے غرب تک مشہور تھے اُسکے حرف اور کلمے تواتر کو پہنچ چکے تھے اسکو تغیر دینا ممکن
نہین فخر الرازی اسکے جواب مین کہا شاید لوگ کم تھے اور علما کتاب کو جاننے والے نہایت قلیل تھے
اس لئے وے تحریف کرنے پر قادر ہوئے بندہ بندہ عاصی کہتا ہے اہل کتاب اپنے کتابون کی تبدیل کرنا بدیہی
بات ہے توریت وغیرہ کے نسخے ان کے پاس جو موجود ہین اُسکے دیکھنے سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے
اسکے بدل دینے کی صورت یہہ ہے توریت وغیرہ کتب سوائے احبار کے دوسرون کو انکا علم نہین تھا جو لوگ

پڑھتے تھے وے اُسکے حافظ نہین تھے کہ جس سے غلطی پر مطلع ہون مدینہ مین یہود جو تھے اُنہین چند معین شخص
کتب کو جانتے تھے اور آپس مین مشورت کرکے کام کیا کرتے تھے مدینہ سے شام تک اور یمن تک بلکہ تمامی
جزیرۂ عرب مین جو یہود تھے ان سب مین سلسلہ خطوط کا جاری تھا پھر مدینہ کے یہود کچھ کام کرتے تو
اُسکا عمل تمام جزیرۂ عرب مین جاری ہوجاتا تھا وے لوگ اپنی کتابون مین تغیر و تبدل کرگئے تو اسکو سمجھکے
اس تغیر و تبدل کو کون دور کرتا اُنکے بعد آئے سو لوگون سے کیسا ہوسکیگا کیا واسطے ان کتب کا حافظ
کوئی نہین مثلاً گلستان کی کتاب شرق سے غرب تک مشہور ہے لیکن ہر نسخہ دوسرے کا مخالف ہے مصنف کے
اصل نسخے مین کسطور پر ہے سو کیسا معلوم ہوگا اصل توریت کا یہ حال ہے اسکے نسخے اب عربی اور فارسی اور
ہندی وغیرہ مین ترجمہ جو ہوتے ہین ان مین تغیر تبدل ہونا بہت آسان ہے ہزار دو ہزار نسخے ترجمہ
کردیکے اشتہار دیتے ہین اسمین تحریف جو کرتے ہین اس سے اطلاع کہان ہوسکتی اشعیا کی کتاب کے
بیالیسوین باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف مذکور ہے سو قدیم ایک نسخہ مین لفظ احمد اسمہ ہے بعد سنہ اٹھارہ سو گیارہ عیسوی عربی ترجمہ
جو ہوا اُسمین اس لفظ کو بدلدیکے یتمجد اسمہ لکھا ہے بعد سنہ اٹھارہ و بائیس عیسوی ترجمہ جو لکھا اسمین اس جملہ کو نکال ہی ڈالے ایسے بہت تغیر ہین
انکے ترجمون کو رکھکے دیکھے تو اُنکی تبدیل و تغیر دینی ظاہر ہوتی ہے بعضے کہتے ہین بدل دینے سے مراد باطل
تاویل کرنا لفظ کو اُسکے معنی سے پھیر کے دوسرے معنی کرنا بعضے کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود آکے
کچھ سوال کرتے حضرت اسکا جواب دیئے بعد باہر نکل کے حضرت کے کلام کو بدل دیتے الکلم اکثر نحویان کہتے
ہین وہ اسم جنس جمعی ہے یعنی دو سے اکثر پر دلالت کرتا ہے اسکی طرف ضمیر جو پھرتی ہے اُسمین تذکیر و تانیث
دونون جائز ہین اسی واسطے عن مواضعہ کی ضمیر کو جو اُسکی طرف راجع ہے مذکر لایا بعضے اسکو اسم جمع کہتے
ہین اور بعضے اسکو کلمہ کی جمع کہتے ہین جب کلمہ کا جمع ہوئی تو جمع مونث کی طرف پھرنے مواضعہ مین ضمیر مونث
کی لانا تھا مذکر لایا گیا واسطے جس جمع کے حروف اُسکے واحد کے حروف سے کم ہوتے ہین تو اُس کی
ضمیر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین واحدی نے ایسا ہی کہا ہے امام رازی نے کہا وہ جمع مونث ہونا
امر حقیقی نہین بلکہ امر لفظی ہے اسمین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین معلوم کیجئے یہود گمراہی خرید کیئے
کرکے جو فرمایا سو اسکے چند وجہ ذکر کیا پہلی وجہ وے کلمون کو بدل دیتے ہین دوسری وجہ کی طرف

اشارہ کرکے فرمایا وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اور کہتے ہین ہمنے سُنا اور نہ مانا یعنی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان یہود کو کچھ فرمائے تو زبان سے کہتے ہین سمعنا یعنی ہمنے تیری بات سنا دلمین کہتے ہین عصینا یعنی
تیرے امر کا ہمنے خلاف کیا اور اسکو نہ مانا بعضے کہتے ہین وے عصینا دلمین نہین کہتے تھے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی مخالفت ظاہر کرنے اور استخفاف کے ارادے سے اُسکو زبان سے کہتے تھے بندہ عاصی کہتا ہے یہود سے سمعنا تحقیقی
زبان سے ایسا کہے ہوتے تو اُنکی صلح باقی نہ رہتی پہلا قول یہی قوی ہے یا اسکو کنایۃً کہتے تھے وَاسْمَعْ غَيْرَ
مُسْمَعٍ اور سن نہ سنایا جائیو یہود کی ضلالت کی یہہ تیسری وجہ ہے اسکا عطف سمعنا وعصینا پر ہے اور
یہہ بھی یقولون کا مقولہ ہے غیر مسمع حال پڑا ہے اسمع کے فاعل کا تقدیر یون ہے دیقولون اسمع وانت
غیر مسمع یعنی یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تو باتون مین کہتے اسمع غیر مسمع یعنی سن حال یہہ
کہ تو غیر مسمع ہے معلوم کیجئے یہہ یہود کی دورنگی بات ہے مدح بھی ہوتی ہے مذمت بھی تعظیم بھی ہوتی
ہے اہانت بھی مدح اور تعظیم پر حمل کرے تو معنی یون ہوگی تو ہماری بات سن حال یہہ کہ بُری بات تجھکو
نہ سنایا جاوے اس معنی پر مسمع ماخوذ ہے عرب کے قول سے جو کہتے ہین اَسْمَعَ فلانٌ فلانًا یعنی فلانا شخص
فلانے کو سُنایا یعنی گالی دیا بُری بات بولا مذمت و اہانت پر حمل کرے تو اُسکی معنی تین طرح سے
ہوتے ہین پہلی طرح کی معنی یہہ ہے اسمع یعنی ہماری بات سُن ہم تجھ کو نہ سُنا کرکے بد دعا کرتے ہین
ہماری دعا مستجاب ہوگی کوئی بات تو سُنایا نہ جایگا بہرہ ہوگا یا مرے گا یہہ جو کہے اس گھمنڈ پر کہ
اپنی دعا مستجاب ہے دوسری طرح کی معنی یہہ ہے تو سُن حال یہہ کہ تو سنایا نہ جایگا جواب وہ جو تیرے
موافق ہوگویا تو کچھ سنا ہی نہین تیسری طرح کی معنی یہہ ہے تو سُن حال یہہ کہ تو سنایا نہ جایگا سخن ایسا
کہ تو اسکو پسند کرے اس معنی پر غیر مسمع کو اسمع کا مفعول ڈالے تو بھی جائز ہے یعنی سن بات جو تجھکو
سنائی نہین جاتی ہے کیا واسطے تو اُس بات کو فہم نہین کرتا ہے غرض یہود یہہ جو کہتے تھے اُس سے
اُنکی غرض اہانت تھی وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ اور راعنا موڑکے اپنی زبان کو یہہ اُنکی ضلالت کی
چوتھی وجہ ہے اور یہہ بھی یقولون کا مقولہ ہے یعنی وے یہود اپنی زبان کو موڑکے راعنا کہتے
ہین معنی راعنا کی ہماری مراعات کر یعنی ہماری خاطر داری کر وے اسکو زبان موڑکے کہتے تھے

جس سے دوسرا لفظ جو ماخوذ رعونت سے ہے حماقت کی معنی سے یا لفظ جو انکی زبان مین گالی تھی نکلتا تھا سو
اللہ تعالی نے مومنون کو ایسا لفظ کہنے سے منع کیا جسکا بیان نوین ورد مین مذکور ہوا بعضے کہتے ہین راعنا
کی معنی ارعنا سمعک ہے یعنی تو اپنے کان ہماری بات کی طرف پھیر اور ہماری بات سننے کو خاموش رہ
یعنی ہماری بات کان رکہکے سن سو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی شان یہہ نہین جو انسے اسطور کا خطاب
کرے بلکہ اجلال وتعظیم سے انکو خطاب کرنا بعضے کہتے ہین ہنسی اور تمسخر کی راہ سے راعنا کہا کرتے تھے لیا مصدر
تو ہی یلوی کا اسکی معنی پھیرنا موڑ دینا یا ملنا راعنا کو زبان موڑکے کہتے تھے کرکے بولے تو اسکی حقیقی معنی
مراد ہوتے ہین بعضے کہتے ہین وے حق کو موڑ دیکے اسکو باطل کرتے تھے بعضے کہتے ہین زبان کو پھیرکے
موٹے الفاظ نکالتے تھے جیسی کوئی مسخری سے الفاظ نکالتے ہین وَطَعۡنًا فِی الدِّیۡنِ اور عیب دیکر دین مین
یعنی یہود ایسا جو کرتے ہین دین مین طعن کرنیکے لئے ہی وے اپنے دوستون سے کہتے تھے دیکھو ہم طعن
کرتے ہین اور محمد اسکو نہین سمجتا اگر نبی ہوتا تو البتہ اسکو اسباب سے خبر ہوتی پھر اللہ تعالی انکے تمام مکرون
کو نمود کر دیا انکے سخن کا پیچ وتاب سب بتا دیا وَلَوۡ اَنَّہُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَانۡظُرۡنَا
لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ وَاَقۡوَمَ اور اگر مقرر وے کہتے ہمنے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا
انکے حق مین اور درست یعنی وے یہود سمعنا وعصینا کے عوض سمعنا اور اطعنا کہتے یعنی ہمنے تیری بات
سنے اور اسکو مانا اور اسمع غیر مسمع کی بولنے کی جگہ فقط اسمع کہتے اور راعنا کے مقام مین انظرنا کہتے
یعنی ہماری بات سن اور نگاہ کر تا ہم تیرے قول کو فہم کرین تو اللہ تعالی کے پاس انکے حق مین بہتر اور انکی
بات راست ہوتی وَلٰکِنۡ لَّعَنَہُمُ اللّٰہُ بِکُفۡرِہِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۝ ولیکن لعنت کی
انکو اللہ نے انکے کفر سے سو ایمان نہین لاتے مگر کم یعنی انکے کفر کے سبب سے اللہ نے انپر لعنت کی یعنی اپنی
رحمت سے دور کیا اور اپنی درگاہ کی قربت سے انکو ہانکا سو ایمان نہین لاتے مگر تھوڑے قلیلا یا صفت قوم
کی ہے یعنی یہود سے ایمان نہین لاتے مگر تھوڑے لوگ جیسے عبد اللہ بن سلام اور انکے رفیقان یا وہ لوگ
جو اسکے بعد ایمان لاوینگے جسکا علم اللہ تعالی کو ہے یا صفت ایمان کی ہے اسکی تقدیر یون ہے فلا یؤمنون
الا ایمانا قلیلا یعنی ایمان نہین لاتے مگر تھوڑا ایمان وے موسی پر اور توریت پر اگرچہ ایمان لائے تھے

لیکن اسمین کے اکثر احکام پر عمل نہین کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اسمین صریح تھی اُسکا انکار

کرتے تھے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ

اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ

اے وے جو دیے گئے ہو کتاب کو یعنی اے کتاب والو ایمان لاؤ اُسپر جو ہمنے اُتارا سچ بتاتا تمھارے

پاس والی کو پہلے اِس سے کہ ہم مٹا ڈالین کتنے منہہ پھر اُلٹ دین انکو پیٹھ کی طرف یا انکو لعنت کرین

جیسا لعنت کی ہفتے والون کو معلوم کیجیے کتاب جنکو ملی وے یہود و نصاریٰ ہین لیکن اوپر یہود کا فن

فریب مکر چلکر بیان کیا اب انکو قرآن پر ایمان لانے کا امر کیا اور اُسکے ساتھ ایمان نہ لانے والو

وعید شدید سے ڈرایا ہمنے اوتارا جو فرمایا اُس سے قرآن مراد ہے یعنی اہل کتاب قرآن پر ایمان

لاؤ اُسپر ایمان لانیکے واسطے تمکو اسقدر کافی ہے کہ یہہ کتاب تمھاری کتاب کو یعنی توریت کو سچ کرتی

ہے اسطور پر تمکو توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو بتلائے تھے وہ نعت موجود ہے اور توریت

مین توحید اور لوگون مین انصاف اور گناہون سے نہی وغیرہ جو ہین یہہ کتاب بھی اُن احکام پر مشتمل ہے

ایمان نہ لانا محض دشمنی اور کھوٹائی اور دنیا کی محبت ہے معلوم کیجیے ایمان اور احکام کے وصول

جو توریت مین ہین قرآن مین بھی وہی موجود ہین مگر چند جزئی احکام جو توریت کے برخلاف قرآن مین

ہین اُنکے سبب سے دونون مین مخالفت نہین ہوتی کیا واسطے لوگون کی تفاوت اور اوقات کی مناسبت

کے واسطے اگلے احکام کو نسخ کرکے مناسب حال نازل کیا اسکو فی الحقیقت مخالفت نہ کہینگے کیا واسطے

ایسا کرنا حکمت کا مقتضا ہے طمس کی معنی محو کرنا مٹانا نشانون کو نابود کرنا یہان طمس سے حقیقۃً طمس مراد

ہے یا مجازاً اسمین اختلاف ہے جسنے کہا حقیقی معنی مراد ہے اس تقدیر پر منہہ کا طمس سے انسانی

صورت مین تغیر آنی مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے اونٹ کے تلون کی سی

ہونا یعنی ناک آنکھین وغیرہ سب جاگہے منہہ برابر ہوجانا اور بعضے کہتے ہین منہہ سے آنکھین مراد ہین یعنی

اُنکی آنکھ اندھی ہونا اور نردہا علی ادبارہا سے مراد بعضے کہتے ہین گردن کی طرف جیسی ہموار ہے

منہہ بھی ویسا ہی ہموار ہونا بعضے کہتے ہین پھیرنا اس طرح سے منہہ کی جانب کو پشت کی طرف کرنا اور

پشت کو منہہ کی طرف طمس سے حقیقی معنی جب لیوے تو یہہ طمس آخرت مین واقع ہوگا یا دنیا مین اسمین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین آخرت مین یہہ صورت ہنگی بعضے کہتے ہین دنیا مین ہی ہونا سو آیندہ
یہود مین یہہ طمس واقع ہوگی بعضے کہتے طمس دنیا مین ہی ہونا لیکن واقع نہین ہوا کیا واسطے ایسا
ہونا ایمان نہ لانے پر مشروط تھا لیکن اُنسے کئی لوگ ایمان لائے اس واسطے یہہ واقع نہین ہوا
بعضے کہتے ہین اللہ تعالی اُنکے وعید مین دو امر سے ایک امر کو کرنا اُنکے منہہ طمس کرنا یا اُنپر لعن کرنا
فرمایا سو ان مین ایک امر یعنی لعن کیا پھر طمس ہو یا نہو کعب الاحبار اس طمس کو اُسکی حقیقی معنی اور دنیا
مین ہی ہونے پر آیت کو حمل کیا ہے بندہ عاصی کہتا ہے اللہ تعالی اُنے یہود کو ایمان لانیکی تکلیف دی اس
تکلیف کا وقت نزع کی حالت پہنچے تک باقی رہتا ہے اس لئے اللہ تعالی اُنکی صورتون کو طمس نہین کرتا
جب نزع کی حالت پہنچی اور توبہ قبول ہونیکا وقت ہاتھ سے جاچکا تو اُسوقت اُنکی صورت مسخ ہوجاتی ہے
کُتّے سوٗر کی مثل بن جاتی ہے سو طمس یہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم جو لوگ اُسکو مجاز پر حمل کرتے ہین اُنکے
پاس بھی اُسکی تاویل مین کئی وجہ ہین بعضے کہتے ہین منہہ کو طمس کرنا یعنی ہدایت کی راہ اُنپر مٹا دینا منہہ کو
پشت کی طرف اُلٹ دینا یعنی گمراہی مین اُنکو گرفتار کرنا اس سے غرض اُنکو اقسام کی رسوائی اور
ضلالت کی تاریکی مین ڈالنا بعضے کہتے ہین طمس پھیرنا اور تغیر دینا وجوہ سے اُنکے سرخیل اور رئیس
مراد ہین معنی یون ہے اُنکے سردار اور سرخیل کو جو عزت اور منزلت ہے اُسکو پھیر کے اُنکو ذلت اور
ہتک ہونا بعضے کہتے ہین طمس سے اُنکے نشانات مدینے سے مٹا دینا اور اُنکے سرخیلونکی حالت بدلدینا سو
وے جلا وطن کئے گئے اذرعات اور اریحا کی طرف خواری اور ذلت سے گئے اور اُنکی عزت کی حالت جو
اول تھی وہ باقی نرہی شنبہ کے لوگونپر لعنت کیا جو کہا اُس سے مراد وے یہود ہین جو شنبہ کے دن
مچھلیان پکڑنے لگے سو اللہ تعالی نے اُنکو بندر بنا دیا اُسکا قصہ چھٹے ورد مین مذکور ہوا لعنت سے مراد
اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہونا بعضے کہتے ہین لعنت سے بندر ہونا مراد ہے نلعنہم مین غائب کی ضمیر جو
مخاطب یہود جو ہین اُنکی طرف پھیرتی ہے اس تقدیر مین یہان خطاب کی ضمیر لانا تھا لیکن غائب کی ضمیر
لایا کیا واسطے گناہ کے سبب سے گویا حضور سے نکالے گئے اسکو علم بلاغت مین التفات کہتے ہین اس آیت کی

شان نزول کو ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن حاتم اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسد وغیرہ یہود کے احبار کے روسا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای معشر یہود اللہ سے ڈرو اسلام لاؤ واللہ مین جو لایا سو حق ہے کر کے تمکو یقین ہے وے کہے واللہ اسکو ہم نہین جانتے انکے وعید مین اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا ابن جریر وغیرہ روایت کئے ہین کعب بن ماتع جسکو کعب الاحبار کہتے ہین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین یمن سے شام کو جانیکے ارادے سے نکلا مدینہ کو جب آیا عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملکے کہے کعب تو ایمان لا کعب بولا تمہاری کتاب مین مذکور ہے مثل الذین حملوا التوریت ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا سو مین توریت کو اٹھاتا ہون عمر رضی اللہ عنہ سکوت کئے پھر کعب حمص کو آیا ایک روز سنا ایک شخص یہہ آیت پڑھا یاایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا) کعب اسکو سنکے کہا اے رب مین ایمان لایا اے رب مین اسلام لایا اس اندیشے سے کہ میرا حال ایسا نہو وہان سے یمن کو آکر اپنے سب لوگون کو مسلمان کیا سب ملکے مدینہ کو آئے وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ اور اللہ کا حکم ہے کیا گیا یعنی اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا اس سے مقصود یہہ ہے اللہ تعالی کا ارادہ جو ہو خواہ نخواہ وہ ہوتا ہے اسکے حکم کو رد کرنے والا اسکے امر کو توڑنے والا کوئی نہین جس کا ہونا وہ چاہتا اسکا کرنا اسپر ممتنع نہین اسکی تعبیر کان کے لفظ سے کیا گیا واسطے اللہ تعالی انکو خبر دیتا ہے کہ امم سابقہ مین عادت الہی ایسی جاری تھی کہ اللہ تعالے انبیا سے کسی پر عذاب نازل کرنے کا وعدہ کیا تو خواہ مخواہ اسکو کرتا تھا گویا انکو کہتا ہے تمکو معلوم ہے امم سابقہ مین اللہ تعالی جس چیز کی تہدید کرتا تھا خواہ نخواہ اسکو کرتا تھا تم بھی اس وعید سے ڈرو إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ اور تحقیق اللہ نہین بخشتا ہی یہہ کہ اسکا شریک کیا جاے اور بخشتا ہی اس سے نیچے جسکو چاہے یعنی شرک کے سوائے دوسرے کوئی گناہ ہو چاہے تو بخشتا ہی معلوم رہے یہہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل کے کلام مین وعید جو مذکور ہوا اسی کو ثابت کرتا ہے اور ایمان کا امر جو کیا ہے اسکو بجالانا واجب ہونیکی تاکید ہے کیا واسطے بدون ایمان کے مغفرت ہونا محال ہے یہود اپنی

مغفرت کی طمع جو کرتے ہیں امر محال کی طمع ہے اِس آیت مین شرک سے مطلق کفر مراد ہے جسمین یہود کا کفر بھی مندرج ہے اس سے معلوم ہوا یہود کو شرع کی عرف مین مُشرک کہینگے اگرچہ لغت کی معنی کے نظر کرتے انپر اطلاق شرک کا ہو کفر کو شرک کہنے کی وجہ یہہ ہے جسنے کفر کیا وہ شخص اللہ تعالی کے امر کو انکار کی راہ سے نہ مانا اور اُسکے حکم سے اپنے تئین باہر کیا اس صورت مین وہ شخص خدا کو خدا نہین سمجھا اور اپنے پر اُسکے امر کو نافذ نہین کیا تو اپنے تئین خدائی مین شریک کیا تو ثابت ہوا جو کفر ہے سو شرک ہے اِس آیت سے ثابت ہوا کفر کے سوا گناہ جتنے ہین خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف ہین چاہے تو عذاب دیوے چاہے تو بن توبہ کے مغفرت کرے احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے قاتل نفس اور یتیم کا مال کھاجانے والا اور جھوٹی شاہدی دینے والا اور قطع رحم کرنے والا یہ سب دوزخ مین جاینگے کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شک نہین کرتے تھے جب یہہ آیت ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء نازل ہوئی ہم اُس سے باز آئے یعنی وے بہشت مین جاینگی ہمکو امید ہوئی ابن الضریس اور ابن المنذر اور ابن علی عدی بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے گناہ کبائر والون کے واسطے استغفار کرنے سے ہم توقف کرتے تھے یہان تک کہ ہم اپنے نبی سے صلی اللہ علیہ وسلم سنے ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اور فرمائے اپنی اُمت کے گناہ کبیرہ کرنے والون کے لئے مین شفاعت کرنا کرکے میری دعا کو ذخیرہ کر رکھا ہون یہہ سننے سے ہمارے دلون مین جو بات تھی اُس سے باز رہے اور ہمکو ان کی امید ہوئی ابو یعلی اور ابن ابی حاتم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ نہین جو میرے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے مگر اُسکے لئے مغفرت پہنچتی ہے اللہ تعالی چاہے تو اُسکو بخشے اور چاہے تو اُسکو عذاب دیوے کیا واسطے اللہ تعالی فرمایا اِن اللہ لایغفران یشرک بہ الآیہ امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن مردویہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت فرمائے کوئی بندہ نہین

جو بولا لا الہ الا اللہ پھر اسی پر موا مگر بہشت مین جاویگا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ زنا
کرے اور چوری کرے حضرت فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے پھر مین بولا اگرچہ زنا کرے اور
چوری کرے فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے پھر مین بولا اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے تین بار فرمائے
اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے چوتھی بار کہے علی رغم انف ابی ذر یعنی ابی ذر کے برخلاف اسباب مین
مین احادیث بکثرت وارد ہوئے ہین معتزلہ کہتے ہین گناہ کبیرہ والا بن توبہ کے مرجاوے تو اسکی گناہ
معاف نہین ہوتی اور اس آیت کے عموم کو توبہ کے قید سے خاص کرتے ہین انکا یہہ قول باطل ہے
کیا واسطے توبہ سے شرک بھی معاف ہوتا ہے کبایر سے تخصیص کرنے مین فایدہ مترتب نہین ہوتا

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا ۝ اور جسنے ٹھہرایا شریک اللہ کا اسنے بڑے
گناہ کا طوفان باندھا جھوٹھ بات بناکے بولنے کو افترا کہتے ہین یعنی شرک کی گناہ بہت بڑی
ہے جو شرک پر موا تو اسکی گناہ معاف نہین ہوتی سدا دوزخ مین رہیگا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ
یُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ کیا تونے نہین دیکھا انکی طرف جو پاکیزہ گنتے ہین آپکو یعنی اپنی ستایش آپ
کرتے ہین اور اپنے کو پاکیزہ سمجھتے ہین اس آیت کی شان نزول کو ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے یون روایت کی ہے کہ یہود کہتے تھے ہمارے بچے جو مرتے ہین وے اللہ کے پاس ہمارے وسیلہ مین
وے ہمکو پاک کرینگے اور ہماری شفاعت کرینگے اسپر اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا الم
تر الی الذین یزکون انفسہم الایہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
یہود اپنے بچون کو نماز مین مقدم کرتے انکے ساتھ نماز پڑھتے اور انکی طرف سے قربانی کرتے اور
کہتے ان پر کچھ گناہ نہین یعنی انکے واسطے سے ہماری گناہ بھی بخشے جاینگی اللہ تعالی نے انکی تکذیب کی
اور فرمایا گناہ والے کے ساتھ بے گناہ والا رہنے سے مین گناہ والے کو پاک نہین کرتا اسی پر
یہہ آیت نازل کیا عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم حسن بصری سے روایت کئے ہین کہے
یہہ آیت یہود و نصاری کی شان مین نازل ہوئی وے کہتے تھے نحن ابناء اللہ واحباءہ یعنی ہم
اللہ کے بچے اور اسکے پیارے ہین اور کہتے تھے لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاری یعنی

ہرگز بہشت مین نہ جائیگا مگر وہ جو یہودی ہو یا نصاری یعنی اس تزکیے کے واسطے یہہ آیت نازل ہوئی بعضون نے کہا چند یہودی اپنے بچون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکے کہے یا محمد آیا ان بچون پر کچھ گناہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہین وے کہے ہم بھی ان بچون کے مانند ہین دنکو ہم جو گناہ کرتے ہین راتکو معاف ہوجاتی ہے اور رات کو جو گناہ کرتے ہین دنکو معاف ہوجاتی ہے اسی پر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا یزکون مضارع کی صیغہ ہے تزکیہ سے تزکیہ اسکو کہتے ہین انسان اپنے کو صلاح تقوی دینداری سے سراہے اللہ تعالی انسان کو اس ستایش سے منع کیا اور فرمایا فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقی یعنی مت پاکی کرو اپنے نفسونکی اللہ خوب جانتاہی اسکو جو اللہ سے ڈرتاہے اس منع کا سبب یہہ ہے تزکیہ کا تعلق اور مدار تقوی پرہیزگاری پر ہے وہ باطنی صفت ہے اسکی حقیقت کو اللہ تعالی کے سوا دوسرا کوئی نہین جانتا تزکیہ کرنا تو اللہ تعالی کرنا کہ اپنے آپ کو تزکیہ کرے اپنے منہہ میان مٹھو کہلائے اپنے کو صلاح سے اور اپنے اعمال کو پاکیزگی سے وصف کرنا یا طاعت و تقوی آپ بہت کرتاہون کرکے کہنا یہ سب اسی نہی مین داخل ہین ان چیزون کو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہین جانتا پھر انکے رد مین فرمایا بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہے جسکو چاہے وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ اور ظلم نہو گا بتی برابر فتیل کی معنی مفعول کی ہے یعنی بانٹا ہوا اس سے مراد باریک بتی ہے جو خرمے کے تخم کے دونون ناکے درمیان رہتی ہے بعضے کہتے ہین دو انگلیون کو ملاکے ملنے سے میل کی باریک بتی جو نکلتی ہے اسکو فتیل کہتے ہین الحاصل کوئی حقیر چیز جسکو قیمت نہین رہتی اسکو فتیل کی مثال دیتے ہین جیسے ذرہ کی مثال دیتے ہین یعنی ذرہ ظلم بھی نہوگا اسکا حاصل کی معنی یون ہین جو لوگ اپنے نفسون کا تزکیہ کرتے تھے انکو اس ستایش پر سزا ہوگی لیکن تاگے کے برابر بھی انپر ظلم نہوگا بعضے کہتے ہین اسکی معنی یون ہے اللہ تعالی جنکو پاکیزہ کیا ہے انکے طاعتونکا ثواب بتی کے برابر بھی کم نہوگا اُنظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ دیکھ کیسا باندھتے ہین اللہ پر جھوٹھ یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد تو دیکھ یہ یہود اللہ تعالی پر کیسا جھوٹھ باندھتے ہین اور کہتے ہین ہم گناہ سے پاک ہین گویا دعوی یا موتی ہین وَكَفٰى بِهٖ اِثْمًا

مَبِيْنًا اور بس ہے یہہ گناہ صریح یہ کی ضمیر کذب کی طرف پھرتی ہے یعنی وے لوگ سخت عذابکے
مستحق ہونیکے واسطے یہہ جھوٹھ بس ہے یا معنی یون ہین فقط انکی یہہ بات انکی گناہ بڑی ہونیکے واسطے

ع ۵

بس ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ
کیا تونے نہین دیکھا انکی طرف کہ جنکو ملا ہے حصہ کچھ کتاب کا مانتے ہین بت اور طاغوت کو اس آیت کی شان
نزول کو ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین کہ جنکا خلاصہ یہہ ہے احد کے جنگ کے بعد کعب بن
الاشرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عہد کیا تھا اسکو توڑکے قریش کے ساتھ عہد و اقرار باندھنے
کے ارادے سے یہودیون کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیکے مکہ کو گیا قریش کے مالدار لوگون سے ایک ایک
شخص نے ایک ایک یہودی کو اپنے گھر مین اتارا کعب بن الاشرف ابوسفیان کے اپنے یہان اتارکر بہت
مدارا کیا اسکو بخوبی ضیافت کی غرض یہود کیسے مخالفت کرنا چاہے قریش کہے تم اہل کتاب ہو اور محمد بھی
کتاب والا ہے تم باطن مین انکے ساتھ شریک رہکے ہمکو فریب دینے آنا بعید نہین ہمکو تمہاری طرف سے
اطمینان نہین ہے اگر تم ہمارے ان دونون بت کو سجدہ کروگے تو ہمکو اطمینان ہوگا پھر یہود نے بتونکو
سجدہ کئے بعد کعب بن الاشرف نے کہا ہمارے تیس آدمی اور تمہارے تیس آدمی چلکے کعبہ سے اپنی
چھاتی لگاکے اس بیت کے رب سے عہد کرنا کہ ہم اور تم آپسکے اتفاق سے محمد سے جنگ کرنا پھر اسی
طور سے عہد و پیمان کئے بعد ابوسفیان کعب کو بولا تو کتاب پڑھا ہے عالم ہے ہم لوگ ان پڑھے
نادان ہین ہمسے سچ کہہ ہمارا طریقہ بہتر ہے یا محمد کا کعب بولا تمہارے دین کا طریقہ مجھکو بولو تا مین
معلوم کرون کہ کس کا طریقہ بہتر ہے ابوسفیان بولا ہم حاجیون کے واسطے اپنے نفیس اونٹون کو
نحر کرکے کھلاتے ہین انکو پانی پلاتے ہین مہمانون کی میزبانی کرتے ہین اسیرونکو قید سے رہا کرتے
ہین قرابتیون سے دوستی جوڑتے ہین ہمارے پروردگار کے گھر کو آباد کرتے ہین اسکا طواف کرتے
ہین اسکو چھوڑکے ہم کہین نکل نہین جاتے محمد نے اپنے آبا اجداد کے دین کو ترک کیا ہماری قرابت کو
قطع کیا حرم کو چھوڑکے نکل گیا ہمارا دین قدیم ہے محمد نے نیا دین نکالا ہے کعب بولا واللہ تم جس طریقہ پر
ہو وہ محمد کے طریقہ سے نہایت راست ہے اسی پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا الم تر الی الذین

الآیۃ یعنی اے محمدؐ کیا تو نے نہین دیکھا جنکو ملا ہے حصہ کتاب سے یعنی کعب بن الاشرف اور اُسکے ساتھ والے
یہود ایمان لاتے ہین جبت اور طاغوت پر یعنی بتون کو سجدہ کئے جبت اور طاغوت کی معنی مین اختلاف
ہے بعضے کہتے ہین جبت اور طاغوت دو بت کے نام ہین جنکو یہود سجدہ کئے بعضے کہتے ہین جبت
سحر کو اور طاغوت شیطان کو بولتے ہین عبد بن حمید وغیرہ عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ایسا ہی
روایت کئے ہین مجاہد نے کہا جبت سحر کو کہتے ہین طاغوت اُس شیطان کو کہتے ہین جو انسان کی صورت میں
آتا ہے اور اسکے پاس فیصلہ جھگڑا کے رجوع ہوتے ہین سعید بن جبیر اور ابو العالیہ کہتے ہین جبت ساحر کو
اور طاغوت کاہن کو کہتے ہین عکرمہ نے کہا جبت حبشی زبان مین شیطان کو کہتے ہین اور طاغوت کاہن کو
عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ جبت بتون کو کہتے ہین طواغیت شیاطین جو بتون کی
طرف سے جھوٹی بات بنا کے کہتے تھے بعضے کہتے ہین جبت کاہن اور طاغوت سے کعب بن الاشرف
علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ جبت سے حیی بن اخطب اور طاغوت
سے کعب بن الاشرف ہے بندۂ عاصی کہتا ہی جبت وطاغوت سے یہہ دونون شخص مراد ہین اُنکی اصل معنی
نہین عبد الرزاق اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی حاتم قبیصہ بن
مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے
ان العیافۃ والطرق والطیرۃ من الجبت یعنی عیافت اور طرق اور طیرہ اقسام سے جبت کی ہین
امام نووی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے عیافت عین کی کسر سے ابو عبید نے کہا پرندے کو ہنکارنے
اور اسکے نام سے اور آواز سے اور عمر سے شگون لینے کو عیافت کہتے ہین طرق طاء مہملہ کی فتح اور راء
مہملہ کی سکون سے اخیر مین قاف ہی نہایہ مین کہا کنکرون سے مارنے کو طرق کہتے ہین عورتین شگون اور
حال دیکھنے کیواسطے اسکو کیا کرتی تھین اور بعضے کہتے ہین رمل کے خطون کو طرق کہتے ہین طیرہ طاء
مہملہ کے کسر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کی فتح سے یعنی شگون لینا جانورون کے نامون سے اور آواز سے اور
رنگون سے اور اسکے اُڑنے کی جہت سے مثلاً عقاب اُڑا تو عقوبت کا بدشگون لینا اور غراب یعنی کوا اُڑا تو
غربت کا شگون اور ہدہد اُڑا تو ہدایت کا شگون کرنا اور مثلاً یمین کی طرف یعنی داہنی طرف

جانور اڑکے گیا تو نیک شگون لینا اور یسار یعنی بائین طرف اڑکے گیا تو بدشگون لینا یعنی یہہ
چیزین جبت کے اقسام مین ہین جبت کو سحر کی معنی سے لیوے تو حدیث کی معنی یون ہوگی یہ
چیزین سحر کے اعمال مین ہین سحر جیسا حرام ہے یہہ بھی حرام ہین جبت کو معبود من غیر اللہ کی معنی
سے لیوے تو حدیث کی معنی یون ہوگی یہ چیزین حرمت مین جبت کی عبادت کے مثل ہین ابن جریر
طبری کا مختار جبت اور طاغوت سے یہان اللہ تعالی کے سوا جن چیزون کی عبادت کرتے ہین انکی
جنس مراد ہے خواہ صنم ہو یا شیطان جن ہو یا آدمی پھر اُس مین ساحر اور کاہن بھی داخل ہوے
وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰٓؤُلَآءِ أَهْدٰى مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا سَبِيلًا اور کہتے
ہین کافرون کو کہ انہون نے زیادہ پائی مسلمانون سے راہ یعنی کعب بن الاشرف اور اُسکے ساتھ
والے یہود کفار قریش کو کہتے ہین کہ مسلمانون کے دیکھتے تم اچھی راہ پر ہو یعنی تم حق پر ہو اُولٰٓئِكَ
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یہ وے لوگ ہین جنکو لعنت کی اللہ نے اولئک کا اشارہ کعب بن الاشرف
وغیرہ یہود کی طرف ہے اللہ تعالی نے خبر دیا کہ ان یہود پر لعنت ہے یعنی وے اللہ کی رحمت سے دور ہین وَمَنْ
يَلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا جس کو لعنت کرے اللہ پھر تو نپاوے کوئی اسکا مددگار اس
جملہ مین اللہ تعالی نے خبر دی کہ جن پر اللہ تعالی نے لعنت کی انکا مددگار کوئی نہین اس مین اشارہ
ہوا کہ اللہ تعالی مومنون کو اپنی رحمت سے گھیر لیتا ہے اور انکو مدد کرتا ہے أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنَ الْمُلْكِ
فَإِذًا لَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا آیا انکا کوئی حصہ ہے سلطنت مین پھر تو نہ دیگے لوگونکو
ایک نقیر برابر ام کا کلمہ استفہام انکاری کے واسطے ہے فاذن لا یؤتون کا جملہ مقدر شرط کی جزا ہے
اسکی معنی یون ہین انکو سلطنت مین کچھ حصہ نہین اگر سلطنت مین کچھ حصہ ہوتا تو لوگون کو نقیر بھی نہ دیتے
نقیر گڑھے کو کہتے ہین جو خرمے کے تخم کے پشت پر ہوتا ہے اور اُسی جگہہ سے خرمے کے درخت کا
موڑ نکلتا ہے جو شئے نہایت حقیر ہے اور مول لینے کے لایق نہین اسکو نقیر سے تمثیل دیتے ہین
جیسے ہماری زبان مین اس شئی کو رائی کے دانہ اور تل کے دانہ سے تمثیل دیتے ہین اوپر کی
آیت مین اللہ تعالی نے یہود کے جہل کو بیان کیا یہان انکا بخل بیان کرتا ہے کہ وہ اسقدر بخیل

ہین سلطنت ہو تو کسیکو تِل کے دانے کے برابر بھی نہ دیگے ملک کو ذکر کیا گیا واسطے یہود دیکھتے تھے ملک اور نبوت کے ہم مستحق ہین ہم عربون کی تبعیت کا ہیکو قبول کرینگے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس دعوی کو باطل کیا بعضے کہتے ہین یہود کہتے تھے آخیر زمانے مین سلطنت پھر ہمارے اختیار مین ہوگی اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس دعوی کو باطل کیا اسطور پر کہ تمکو سلطنت ملنے کی صورت نہین بنتی کیا واسطے بخل اور سلطنت دونون جمع نہین ہوتے تم نہایت بخیل ہو اس ہو لوگ تمہارے مطیع ومنقاد ہرگز نہ ہونگے اور تمہارے اختیار مین ملک نہ آویگا اس پر عقلی دلیل یہہ ہے انسان کی طبعیت مین اپنے سرکے انسان کے مطیع ومنقاد ہونیکی کراہت اور نفرت ہے جس امر کو مکروہ جانتا ہے اسکو اختیار نکریگا جبتک کوئی امر کہ جس سے اسکو مکروہ امر کو قبول کرنا لازم ہے درپیش ہو ولیسا امر سواے حاجت کے کوئی نہین انسان کو ایسی حاجت پڑتی ہے کہ اسکو دفع کرنا ضرور ہوتا ہے حاجت دفع ہوگی جبتک مال تھ مین نہ ہے ہر شخص کے پاس پیسہ نہین ہے اسلیے جسکے پاس پیہہ ہے اسکی خوشامد اور اطاعت کرتے ہین تا اس سے مال حاصل کرے اور اپنی حاجت کو دفع کرے جب اس سے مال حاصل کیا تو اُسکا مطیع ومنقاد ہوا دینے لینے کی بات درمیان سے نکل جاوے تو اصلی نفرت جو ہے وہی عود کرتی ہے اس سے معلوم ہوا بخل اور سلطنت دونون جمع نہین ہوتے اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ٭ آیا حسد کرتے ہین لوگونکا اُسپر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے سو مقرر ہمنے دی ہے ابراہیم کے آل کو کتاب وحکمت اور انکو دی ہے ہمنے بڑی سلطنت یہود کی یہہ تیسری بدصفت ہے جو لوگونکا حسد کرتے ہین اور پہلی بخل کی صفت سے یہہ صفت زیادہ قبیح ہے کیا واسطے بخل مین اپنے پاس کی چیز دوسرے کو نہ دینے ہی حسد مین اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیز دوسرے کو نہ ملنا اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنی ہے اَمْ یَحْسُدُوْنَ استفہام انکاری ہے یعنی یہہ حسد کرنا لایق نہین اَلنَّاس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین واحد پر ناس کا اطلاق کیا گیا واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نیک خصلتین اسقدر جمع ہوئین جو بہہ سب موجود نہین ہوتے مگر جم غفیر مین گویا آپکی ذات اُن تمام لوگون کو جامع ہے یا ناس سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہین کیا واسطے ناس کا لفظ جمع کی معنی سے ہے جمع پر اسکو
حمل کرنا اولی ہے ناس سے عرب مراد لیوے تو بھی صحیح ہے فضل سے مراد نبوت اور کتاب اور نصرت
اور عزت اور فضیلت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت کے امت کو ملی یا نبی آخر الزمان قبیلے عرب سے
ہونیکی فضیلت مراد ہے یہود کو گھمنڈ تھا نبی آخر الزمان اپنے مین ہوگا اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کو حقیر
سمجھتے تھے یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا فقد آتینا آل ابراہیم انکے انکار کی علت ہی اور انکو الزام دیتا ہے
ایسے امر سے کہ وہ امر انکے پاس مسلم ہے اور انکے حسد کی جڑھ کو قطع کرتا ہے کیا واسطے انکا حسد
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے سبب سے تھا یہہ حسد نہایت قبیح اور باطل ہے کیا واسطے ہم ابراہیم
کی آل مین ایک جماعت کو کتاب اور نبوت اور سلطنت عطا کیے تم انکا انکار نہین کرتے اور انکا حسد
نہین کرتے ابراہیم علیہ السلام کی وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف اور بنی العم ہین پھر محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور ملک ملنے کو کیا واسطے انکار اور حسد کرتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھی آل ابراہیم علیہ السلام مین ہی ہے الکتاب سے شریعت کے ظاہر احکام اور حکمت سے حقیقت کے اسرار
اور ملک عظیم سے کمال اقتدار مراد ہے بعضے کتاب سے توریت اور حکمت سے نبوت مراد لیتے ہین ابن جریر
اور ابن ابی حاتم عوفی کی طریق سے روایت کیے ہین انسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ اہل کتاب کہنے لگے محمد کہتے ہین اپنے کو جو مرحمت ہوئی تواضع کی ساتھ ہے یعنی نبوت کے
ساتھ تواضع کرنی حالانکہ انکو نو بی بیان ہین انکا خیال عورتون پر ہے اس سے بڑکے کونسی
سلطنت ہے پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اس قول پر ملک عظیم سے کثرت نساء مراد ہے
کیا واسطے داود علیہ السلام کو سو عورت تھین اور سلیمان کو تین سو بی بی اور سات سو حرم
تھین انکے حق مین اتنے عورتان ہونا مستبعد اور نبوت مین نقصان نہ ہو تو محمد کو نو عورت ہونا
مستبعد اور نبوت مین نقصان کیا واسطے ہوگا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهٖ پھر انمین کسی نے اسکو
مانا یعنی یہود سے بعضون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ
وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ اور انمین کوئی اس سے الگ رہا یعنی ان یہود مین کوئی ایمان

نہ لایا وَ کَفٰی بِجَھَنَّمَ سَعِیْرًا ٥ اور دوزخ بس ہے جلتی آگ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایمان نہ لاوے تو اس کی سزا کو دوزخ کی آگ بس ہے بعضے کہتے ہین من آمن بہ سے گذرے انبیا مراد ہین یعنی اول کے انبیا جو گذرے انکے امتون کی عادت بھی یہی تھی کہ انپر بعضون نے ایمان لاتا اور بعضے اٹکتے اور اپنے کفر پر قایم رہتے سو تو ای محمد انکے ایمان نہ لانے سے آزردہ مت ہو گذشتہ انبیا کے ساتھ اُن کی امت ایسا ہی کرتی تھی انکی سزا کیواسطے دوزخ بس ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْھِمْ نَارًا مقرر جو لوگ منکر ہوے ہمارے آیتون سے عنقریب جلاینگے انکو ہم آگ مین جو لوگ اپنے کفر پر قایم ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل ہوا اسکی تکذیب کرتے ہین انکے واسطے یہہ وعید ہے اوپر مخصوص یہود کے حق مین وعید ذکر کیا اب علی العموم کفار کی وعید ذکر کرتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات جو ہم نازل کئے انکا انکار جو شخص کریگا اسکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے اور آتش سے جلاینگے آیات سے جو چیز اللہ تعالی کی ذات اور صفات اور اسکے اسماپر اور فرشتے اور کتب اور رسولون پر دلالت کرے مُراد ہے آیات سے کافر ہونا فقط انکے منکر ہونا نہین بلکہ اُن سے کافر ہونا کئی طرح پر ہے ایک تو وے آیات ہین کرکے منکر ہونا دوسرا ان آیتون کو سمجھا لیکن ان مین تامل نہ کرنا تیسرا ان آیتون مین شبہے شکوک ڈالنا چوتھا انکو حق سمجھا لیکن عناد اور حسد سے انکا انکار کرنا کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ جسوقت پک جاویگی یعنی جل جاویگی انکی کھال بدل کر دینگے انکو اور کھال تا چکھتے رہین عذاب اٰبن جریر اور ابن ابی حاتم نویر کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہون اس آیت کی معنی مین کہے انکے پوست جب جل جاوینگے تو تازہی پوست سفید کاغذ کی مانند بدل کر دینگے طبرانی اوسط مین اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نافع کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس آیت کو پڑھے معاذ رضی اللہ عنہ کہے اسکی تفسیر مجھکو معلوم ہے ایک ساعت مین سو بار انکی کھال بدل کر دینگے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے ایسا ہی سنا ہے حافظ السیوطی نے

کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن مردویہ اور ابونعیم حلیہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین
کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو پڑھے کعب الاحبار بولا اس آیت کی تفسیر مجھکو معلوم ہے قبل از
مسلمان ہونیکے مین اسکو پڑھا ہون عمر رضی اللہ عنہ کہے ای کعب بیان کر مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
جیسا سنا ہون ویسا ہی تو کہا تو ہم تیری تصدیق کرینگے کعب نے کہا ایک ساعت مین ایک سو
بیس بار انکا پوست بدل کر دینگے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین
ایسا ہی سنا ہون حافظ المنذری نے کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حسن بصری سے روایت کئے ہین کہے مجھکو پہنچا کہ ایک دن مین ستر
ہزار بار جل جایگا آتش جب گوشت کو جلاویگی تو کہینگے پھر عود کر سو پھر گوشت آجایگا بخاری
اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کافر کے دونون کاندھون کے درمیان دوزخ مین جلد چلنے والے سوار کی تین دن کی راہ ہوگی مسلم
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کافر کا داڑھ
احد کے برابر ہوگا اور اسکی کھال کا دل تین دنکی راہ کا ہوگا کھال اس طرح سے بدل کر دینے کا وجہ
بیان کیا کہ تا چکھے عذاب کو یعنی ہم انکو ایسا نہین کئے مگر اسنے واسطے کہ وہ عذاب کی سختی اور
شدت اور درد کو ہر وقت پاتے رہین اور کسی وقت منقطع نہو معلوم کیجئے ذوق کا استعمال تھوڑی
ادراک مین ہوا کرتا ہے مثلاً کہتے ہین ذاق الطعام یعنی کھانیکو چکھا دوزخیون تو سخت عذاب مین
گرفتار رہتے ہین انکے حق مین ذوق کو استعمال کیا گیا واسطے کہ ذوق کو ذکر کرنے سے مقصود
یہہ ہے وے لوگ عذاب کی احساس کرنی یعنی اسکی سختی بار ہر آن موجود رہیگی اور جلنے سے
اسکی ادراک کم نہوگی جیسا چکھنے والا چکھنے کی چیز کو ہر وقت احساس کرتا ہے یہان ایک اعتراض
کرتے ہین اسکا حاصل یہہ ہے گناہ گار کا پوست جل گئے بعد دوسرا پوست اسکی جگہہ مین آیا اور اس
پر عذاب ہوا تو پوست جو گناہ نہین کیا ہے اسکی تعذیب دینی لازم آتی ہے یہہ تو جائز نہین اسکے
چند جواب ہین پہلا جواب اللہ تعالی فرمایا کلما نضجت جلودہم نضج کی معنی پکنا کوئی چیز پکتی ہے تو

اسکی ماہیت یعنی اصلی ذات باطل نہین ہوتی جیسے چاول پکے تو انکی ذات معدوم نہین ہوتی
بلکہ انکی صفت بدل گئی اس سے معلوم ہوا ان کے پوست کی ماہیت مین تغیر نہوا بلکہ ذات باقی ہے
لیکن اسکی صفت متغیر ہوئی جب ذات باقی ہو تو عذاب نہین ہوا مگر گنہگار کو غیریت جو آیت
مین مذکور ہے اس صفت کی غیریت مراد ہے ذات کی غیریت مراد نہین یعنی کھال مین جب
تغیر ہوتا ہے تو بدل کے پھر اسکی اصلی حالت عود کرتی ہے دوسرا جواب عذاب نہین ہوتا
ہے مگر آدمی کو اور وہ کھال آدمی کی ماہیت کی جزء نہین تھی بلکہ کوئی افزود چیز اس سے لگی
ہوئی تھی جب اللہ تعالی پوست کی تجدید کی یہہ نیا پوست اس آدمی کو عذاب پہنچنے کا سبب
ہوا تو عذاب نہین ہوا مگر مجرم کو تیسرا جواب جلود سے قطران کے سرابیل مراد ہین اللہ تعالے
فرمایا ہے سرابیلہم من قطران لباس انکے گندھک کے ہین سو معنی یون ہے انکے لباس گل گئے
تو دوسرا لباس پہناتے ہین اس جواب پر اعتراض کرتے ہین کہ لفظ کے ظاہر معنی کو چھوڑ کے مجازی
معنی کو جو ظاہر کا خلاف ہے اختیار کرنا قواعد کا خلاف ہو اور بھی سرابیل کو احراق یعنی جلنے سے
تعبیر کرتے ہین نصیحت سے اسکی تعبیر نہ کرینگے چوتھا جواب عذاب دائم رہنے اور منقطع نہونے سے یہہ
استعارہ ہے یعنی جب انکو گمان ہوا کہ آپ گل گئے اور عذاب سے رہائی پائے انکو ہم تازی قوت دیتے
ہین جس سے وے گمان کرتے ہین کہ انکی بنا کی تجدید ہوئی پانچوان جواب اللہ تعالی انکے گوشت سے
نیا پوست کلما نضجت جلودہم جو اللہ تعالی دوزخ والون کے بدن پر پوست جو بناتا ہے اس پوست کو درد نہین
پہنچتا لیکن اس پوست سے انکی ذات کو درد پہنچتا ہے جب وہ پوست جل جاتا ہے تو نیا پوست بنایا جاتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ مقرر اللہ ہے زبردست حکمت والا عزیز اسکو کہتے ہین جو
سب پر قادر اور غالب رہے حکیم وہ جو اچھا کام کرے ان دونون وصف کو یہان ذکر کرنے سے
نہایت حسن و بلاغت پائی جاتی ہے کیا واسطے انسان آتش مین پڑنا اور اسمین جل بھنکے خاک ہونا
دلونکو اچنبے مین لاتا تھا اس خیال کے دفع کرنیکے واسطے فرمایا اللہ تعالی کو قدرت کاملہ ہے اور سب پر
اسکا امر غالب ہے آتش مین زندہ رکھہ کے جلانا اسکی قدرت کے نظر کرتے آسان ہے اور خیال بھی یہہ

ہوتا تھا اللہ تعالی کریم رحیم ہے انسان کو جو نہایت ضعیف ہی اسقدر عذاب دینا اسکی رحمت کے لایق نہین اُسکے دفع کے واسطے خبر بتلایا اللہ تعالی جیسا کریم و رحیم ہے حکیم بھی ہے اُسکی حکمت کی مقتضے یہہ ہے اسکے امر کا جنھون نے خلاف کیا اُسکو سزا دینا سو اپنی حکمت کے موافق امر کرتا ہے

وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ اور جو لوگ یقین لاے اور کرین نیکیان اُنکو عنقریب ہم داخل کرینگے باغون مین جنکے نیچے بہتی نہرین خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا رہ پڑے وہان ہمیشہ لَّهُمْ فِيهَآ أَزْوَٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ اُنکے لیے وہان عورتین ہین ستھری وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۔ اور انکو ہم داخل کرینگے چھاؤن مین بنی والی چھاؤن قرآن شریف مین اللہ تعالی اکثر وعید کے ساتھ وعدے کو اور وعدیکے ساتھ وعید کو ذکر کرتا ہے گویا دونون مین تلازم ہے یہان کفار کے وعید کو مقدم کیا کیا واسطے کفار کا احوال بیان کرتی مقصود بالذات تھا مومنین کو بالعرض ذکر کیا یون بھی کہہ سکتے ہین اوپر یہود کے حق مین فرمایا فمنہم من آمن بہ ومنہم من صد عنہ سو اول جو لوگ ایمان لانے مین استادگی کئے انکا عذاب بیان کیا بعد ایمان لانے والون کا حال ذکر کیا اہل بلاغت والون کے پاس اسکو لف نشر مشوش کہتے ہین معلوم کیجئے اس آیت مین اللہ تعالے نے خلود کے ساتھ تابید کا قید کیا کیا واسطے خلود کی معنی طول مکث یعنی دیر تک پڑے رہنا پھر وہ رہنا منقطع ہو یا نہو اسکے ساتھ ابدًا کا جب قید لگایا تو معلوم ہوا کہ اس رہنے کو انقطاع نہین اس آیت مین جہم بن صفوان پر جو جہمیہ فرقے والون مین کا سرخیل ہے اور اسکے تابعدارون کو جہمیہ کہتے ہین رد رہے اُسنے کہا جنت کی نعمتین اور دوزخ کے دردین منقطع ہوگے اللہ تعالی تو فرمایا وہ ہمیشہ رہینگے اللہ تعالے عورتونکی صفت مین مطہرۃ جو بولا حیض اور نفاس اور دوسری غلاظت جو دنیا مین انکو رہتے ہین اس سے پاک رہنے کا ارادہ کیا ظل سایہ کو کہتے ہین ظلیل وہ سایہ جو ہمیشہ رہے ظل کی تاکید کے واسطے ظلیل کو ذکر کیا جیسے لیل الیل یعنے رات نہایت تاریک اور

وقف ربع

شمس شامس یعنی آفتاب نہایت تیز کہتے ہین معلوم کیجئے عرب کے شہرون مین خصوص مکہ مین نہایت حرارت رہتی ہے اُنکے راحت کے اسباب مین سایہ بڑی راحت اور نعمت کا سبب ہے علی الخصوص باغون مین درختونکا سایہ گرمی کیوقت نہایت راحت دیتا ہی اس لئے ظلاً ظلیلا کو ذکر کیا گویا وہ کنایہ ہے کمال راحت سے اس تقریر سے بعضون نے جو اعتراض کیا اور بولا بہشت مین آفتاب نہین کہ جسکی تابش سے اذیت ہو پھر اسکو ظل ظلیل سے وصف کرنیکی کیا حاجت سو یہہ اعتراض دفع ہوا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ

تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا مقرر اللہ تمکو فرماتا ہی کہ تم پہنچا دو امانتین ان کے لوگون کو یعنی امانت والون کو اس آیت کی شان نزول کو ابن مردویہ نے کلبی کی طریق سے اُسنے ابو صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کئے بعد عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کعبہ کی کنجی درخواست کئے اُسنے کنجی حاضر کی عثمان اپنا ہاتھ دراز کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا چاہتا تھا کہ اس مین عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کے عرض کئے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہین یہہ کنجی میرے سپرد کیجئے سقایے کے ساتھ یعنی آبدارخانہ کی خدمت کے ساتھ یہہ بھی مجکو ہووے عثمان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای عثمان کنجی دے عثمان نے کنجی دینے اپنا ہاتھ دراز کیا کہ اسمین عباس ویسا ہی بھی عرض کئے عثمان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای عثمان تو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہی تو کنجی مجھکو دے عثمان نے کہا اللہ کی امانت سے لیو اور کنجی حوالے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنجی لیکے کعبہ کا دروازہ کھولے کعبہ مین گئے وہان دیکھے ابراہیم علیہ السلام کی مورت بناکے اُسکے پاس ازلام یعنی شگون لینے کے تیر رکھے ہین کہ اُنسے شگون لیتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی مشرکون کو لعنت کرے ابراہیم علیہ السلام کو اس سے کیا سروکار تھا پھر ایک قدح مین پانی منگوائے اس پانی سے مورت کو مٹا دئے بعد کعبہ کے باہر نکلے طواف کئے اس مین جبرئیل علیہ السلام وحی لائے کہ کنجی اُسکو دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کنجی اسکے حوالے کئے اور اس آیت کو ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اہلہا آخر تک پڑھکے سنائے ابن جریر اور ابن المنذر ابن جریج سے روایت کئے ہین اُسنے کہا یہہ آیت عثمان بن طلحہ کی شان مین نازل ہوئی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اسکے پاس سے کعبہ کی کنجی لیکے کعبہ کے اندر گئے وہان سے جب
نکلے تو یہہ آیت پڑھتے ہوئے نکلے اسکو ابن عایذ نے ابن جریج سے یون روایت کیا ہے کہ علی
رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے یا رسول اللہ حجابت اور سقایہ دونون ہمکو دو تب
یہہ آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کو بلواکے کہے ای بنی شیبہ تم اسکو ہمیشہ خواہ نخواہ
لیو تم سے اسکو چھین نہ لیگا مگر ظالم طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خذوہا یا بنی طلحہ خالدۃ تالدۃ لا ینزعہا منکم الا ظالم یعنی ای بنی طلحہ تم اسکو
لو ہمیشہ مدام اسکو یعنی کعبہ کی دربانی کو تم سے چھین نہ لیگا مگر ظالم قولہ خالدۃ اسکی معنی ہمیشہ اور مستمر
آخر زمان تک قولہ تالدۃ اسکی معنی قدیم اور اصالۃ یہہ لفظ معنی مین اسی خالدۃ کی تاکید کی سی ہے
بعضے شراح ایسا ہی کہتے مین بندہ عاصی کہتا ہے نشوان نے شمس العلوم مین کہا قدیم مال جسکو آدمی اپنے
آبا اجداد سے وارث ہوتا ہو اسکو تالد کہتے ہین اس معنی کے دیکھتے تالدۃ کی معنی یون ہوگی تم اسکو لو
بطن بعد بطن یعنی پیڑی بہ پیڑی بغوی نے کہا یہہ آیت شان مین عثمان بن طلحۃ الحجبی کے جو بنی عبد الدار کے
قبیلے والون سے کعبہ کا دربان تھا نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مین داخل ہوے عثمان بن
طلحہ نے کعبہ کے دروازے بند کرکے سطح پر چڑہگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنجی طلب کئے لوگ کہے کنجی عثمان بن طلحہ
کے پاس ہے پھر اس سے مانگے تو استادگی کیا اور بولا اگر اللہ کے رسول ہین سو مجھکو یقین ہوتا تو مین
کنجی دینے سے استادگی نہ کرتا علی رضی اللہ عنہ اسکا ہاتھ مروڑکے کنجی چھین لئے اور کعبہ کا دروازہ کھولے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مین داخل ہوکے دو رکعت نماز پڑھے اندر سے جب نکلے عباس رضی اللہ عنہ کنجی اپنے
کو دینا اور آبدارخانہ کی خدمت کے ساتھ کعبہ کی دربانی بھی اپنے تئین ہونیکی خواہش کئے تب اللہ تعالی نے
اس آیت کو نازل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کو حکم کئے کنجی لیجا کے عثمان کو دو اور اس سے
معذرت کیجیئے علی رضی اللہ عنہ بموجب حضرت کے حکم کنجی لیجا کے عثمان کو دئے عثمان نے کہا تم میرے
پاس سے کنجی بجبر لیگئے اب کیا واسطے ملایمت کرتے ہو علی رضی اللہ عنہ کہے اللہ تعالی نے تیری کنجی کے
مقدمہ مین آیت نازل کیا ہے عثمان نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور ایمان لایا

عثمان کا انتقال ہوئے تک کنجی اُسیکے پاس تھی پھر اُسنے کنجی کو اپنے بھائی شیبہ کے سپرد کیا کعبہ کی کنجی اور دربانی انہین کی اولاد مین قیامت تک رہیگی بغوی نے اس روایت کی سند ذکر نہین کیا ثعلبی بھی اسکو بن سند کے ذکر کیا ہے واحدی بھی ایسا ہی بن اسناد کے ذکر کیا اُسکے آخیر مین یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ فرمایے کعبہ جب تک باقی ہے کنجی اور دربانی عثمان کی اولاد مین ہے انتہی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان اسلام نہین لایا مگر فتح مکہ کے دن لیکن ابن عبد البر اور ابن منده اور ابن اثیر وغیرہ جزم کئے ہین ۔ س نے صلح حدیبیہ کے بعد سنہ آٹھ ہجری مین خالد بن ولید کے ساتھ آکے اسلام لایا حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا بغوی نے روایت جو ذکر کیا نہایت ضعیف و منکر ہے بندۂ عاصی کہتا ہے عثمان کنجی نہ دیکے سطح پر چڑھگیا جو کہا مخالف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہا کی روایت کو کہ جسکے تئین مسلم نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال اسامہ بن زید کے ناقے پر بیٹھکے تشریف لائے اور کعبہ کے پاس لاکے ناقہ کو بٹھلائے اور عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کہے کعبہ کی کنجی لاکے دے اُسنے اپنی مان کے پاس جاکے کنجی کو طلب کی اسکی مان نے کنجی دینے سے استنا کی عثمان نے کہا تو کنجی دے نہین تو واللہ مین اس تلوار کو کمر سے نکالتا ہون پھر کنجی دیدی کنجی لاکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ کھول کے اندر گئے الحدیث معلوم کیجیے مسلم کی اس روایت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید کے ناقہ پر بیٹھ کے تشریف لائے کرکے ہے لیکن بخاری وغیرہ کے روایتون مین آیا ہے کہ حضرت اپنے ناقہ قصوا پر بیٹھکے آئے تھے واللہ اعلم عبد الرزاق اور طبرانی بھی اسیکی طریق سے زہری سے مرسل روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ کو کہے کعبہ کی کنجی لے آ اُسنے گیا سو آنے کو دیر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی انتظاری کرتے تھے حضرت کی پیشانی سے عرق موتیوں کی دانون کی سی ٹپک رہا تھا اور فرمایے کیا واسطے اتنی دیر کیا پھر ایک شخص دوڑ کے اُسکو بلوانے گیا سو دیکھا عثمان کی والدہ سلافہ بنت سعید جسکے پاس کنجی تھی نہ دیکے کہتی تھی تمھارے پاس سے کنجی لئے تو پھر تمکو کبھی نہ دیگے پھر عثمان نے بجد ہوکے اسکے پاس سے کنجی لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکے دیا حضرت دروازہ کھول کے کعبہ کے اندر

گئے وہان سے نکل کے سقائے پاس جاکے تشریف رکھے علی رضی اللہ عنہ کے ہکو نبوت اور سقایہ اور حجابت ملے تو ہمارے سے زیادہ منصب الا کوئی نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی بات پسند نہ آئی اور عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کنجی اُسکے حوالے کئے ان روایتون سے ثابت ہوا کنجی کے لانے مین عثمان کی طرف سے کچھ تاخیر نہین ہوئی اسکی مانے استادگی کی تھی واللہ اعلم اس عثمان کے باپکا نام طلحہ بن بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عبد الدار بن قصی بن کلاب ہے اس گھرانے والون کو حجبی کہتے ہین کیا واسطے مکہ کی حجابت یعنی دربانی انہین مین ہے اب انکو شیبی کہتے ہین اسکی نسبت شیبہ کی طرف ہے شیبہ کے باپ کا نام عثمان الاوقص بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ ہے یہہ شیبہ عثمان بن ابی طلحہ کا چچیرا بھائی ہے اسکا فرزند نہین عثمان بن طلحہ کو اولاد نہین تھی اپنے مرتے وقت اپنی خدمت اپنے چچیرے بھائی کی تفویض کی آج تک بھی وہ خدمت اُنہین کی اولاد مین باقی ہے اس آیت کی شان نزول جو کہے اُسکے دیکھتے یا مرکم کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے بعضے کہتے ہین یہہ خطاب حکام کو ہے یعنی حکام تمکو اللہ تعالےٰ امر کرتا ہے کہ تم اپنے رعیت کے جن امور کے امین ہو ان امانتون کو ادا کرو ان کے حقوق پورے اُنکو دو بعضے کہتے ہین یہہ خطاب جتنے مکلف ہین ان سبھونکو ہی نزول اگرچہ کسی مخصوص مقدمہ مین رہے لیکن مقصود اُس سے عام ہے جتنے امانتین ہین وے سب اُسمین داخل ہین اسکی تفصیل یہہ ہے انسان کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے یا اُسکے تمام بندون کے ساتھ یا اپنی ذات کے ساتھ ان تینون کے معاملہ مین امانت کو ادا کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ کے معاملے مین امانت کی رعایت اسطور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزونکا امر کیا ہے اسکو بجا لانا اور جس سے نہی کیا ہے اُس سے باز رہنا بندون کے معاملہ مین امانت کی رعایت یہہ ہے کوئی اپنی کچھ چیز دھر رکھا تو اسکو پہنچا دینا کسی سے کچھ عاریت لیا ہو تو احتیاط سے لاکے دیڈالنا ناپ تول مین کم نکرنا سو ل تول مین امین کیا تو اُسکے ساتھ دغا نکرنا اور لوگون کے عیبون کو پوشیدہ کرنا امیر اپنی رعیت کے ساتھ عدل وانصاف سے چلنا علما عوام کو نصیحت کرنا انکو حیلے مکر نہ سکھانا تعصبات باطلہ سے ان کو منع کرنا اپنی ذات کے معاملہ مین امانت کی رعایت ایسی نہج پر ہے کہ اپنے نفس کیواسطے دین و

و دنیا مین جو چیز نفع زیادہ بخشتی ہے اسکو اختیار کرنا شہوات نفسانی اور غصہ سے ایسا کام نکرنا
کہ جس سے آخرت کا ضرر ہو اور اپنے اعضا کو جو اللہ کی طرف سے نعمت ہے جس منفعت کے
لئے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہی اسی مین استعمال کرنا زبان کی امانت اسکو جھوٹھ غیبت چغلی گالی گلوچ
سے نگاہ رکھنا آنکھ کی امانت حرام چیزون کی طرف نہ دیکھنا کان کی امانت حرام چیزین
اور فحش باتین اور غیبت وغیرہ نہ سننا اللہ تعالی بہت سے آیتون مین امانت کے مقدمہ کی
عظمت بیان کیا بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے منافق کی علامت تین ہے مسلم کی ایک روایت مین زیادہ کیا ہے
اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور بولے مین مسلمان ہون بات جب کیا تو جھوٹھ کرتا ہے
وعدہ جب کیا تو اسکا خلاف کرتا ہی امین کرے تو خیانت کرتا ہے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فرمائے چار خصلت جس مین ہو وہ خالص منافق ہے جس مین ان چار خصلتون
سے کوئی خصلت ہی تو اس مین نفاق کی خصلت ہے یہانتک کہ اسکو چھوڑے جب امین کرے تو
خیانت کرتا ہی الحدیث ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص تجکو امین
کیا تو اسکی امانت اسکو ادا کر تیرے سے کوئی خیانت کیا تو اس سے خیانت مت کر امام
احمد اور ابن حبان وغیرہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ایمان نہین جسکو امانت نہین اور دین نہین جسکو عہد نہین الغرض امانت
کی رعایت مین احادیث بہت سے آئے ہین معلوم کیجئے ودیعت یعنی دھروت بھی امانت
کے اقسام مین ہے مالک نے جب اپنی ودیعت کو طلب کیا تو اسکو دے ڈالنا واجب ہے بن تعدی
کے ودیعت ہلاک ہو تو اسکو تاوان نہین بعضے سلف سے منقول ہے کہ اسکا تاوان
دینا لازم ہے اس آیت سے شافعیہ دلیل لیتے ہین کہ عاریت یعنی مانگی ہوئی چیز تلف ہو تو

اسکا ضمان لازم ہے اگرچہ مستعیر یعنی مانگ لینے والے کی طرف سے کچھ تعدی نہو کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے امانت دینے والے کو اسکے رد کرنے کا حکم کیا امر کا ظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے جب امانت ہلاک ہوئی تو اسکی ذات کو رد کرنا متعذر ہوا لیکن اسکا تاوان دیوے تو معنی اسکا رد ہوا تو آیت ضمان دینے پر دلالت کی ہاں جس کام مین برتنے کی اجازت دیا ہے اسمین تلف ہو تو ضمان نہین ابو حنیفہ کہتے ہین عاریت تلف ہو تو اسکا ضمان نہین مگر تعدی کیا تو ضمان لازم ہوگا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اور جب جکوتی کرنے لگو لوگون مین تو جکوتی کرنا انصاف سے اذا حکمتم کا عطف ان تؤدوا پر ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمکو امر کرتا ہے یہہ کہ تم فیصلہ کرو تو عدل سے کرنا عدل کی معنی چیزون مین مساوات کرنا جس حکم مین ظلم اور زیادتی نہو اس حکم کو اسی مساوات کی جہت سے عدل کہے اِس آیت مین یہہ بیان ہے کہ حکم کرنے والے پر واجب ہے ظالم سے مظلوم کا حق پورا لینا اور حق اسکے حقدار کو پہنچانا فقہا کہتے ہین مدعی اور مدعی علیہ مین تسویہ پانچ چیزون مین کرنا قاضی پر واجب ہے اپنے پاس بلوانے مین اور دونون کو برابر بٹھلانے مین اور دونون کی طرف متوجہ ہونے مین اور دونونکا کلام سننے مین اور دونون مین حکم کرنے مین حکمتم کا خطاب حکام کے حق مین ہونا ظاہر ہے کیا واسطے کہ انصاف کرنا انہین کا کام ہے اگر خطاب مکلف کو ہے کرکے کہے تو اسوقت جکوتی سے مراد اس شخص کی جکوتی ہے کہ جس پر اس مکلف کا حکم نافذ ہوتا ہے یا وہ مکلف کہ جسکو مدعی مدعی علیہ دونون ملکے اپنے فیصلے کا اختیار دئیے ہین امام احمد اور مسلم اور نسائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان المقسطین عند اللہ یوم القیمۃ علی منابر من نور عن یمین الرحمن وکلتا یدیہ یمین الذین یعدلون فی حکمھم واھلیھم وما ولوا یعنی مقسطین یعنی عدل کرنیوالے اللہ پاس قیامت کے دن نور کے منبرونپر رحمن تبارک وتعالیٰ کے داہنے ہاتھ کی طرف ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے دونون ہاتھ داہنے ہی ہین مقسطین وہ لوگ ہین عدل کرتے ہین اپنی جکوتی میں اور اپنی لوگون مین اور اس امر مین کہ جسکے والی ہوئے ہین معلوم کیجیے اس حدیث مین یمین الرحمن یعنی اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ کی طرف

کرکے جو آیا ہے اُس سے مقسطین کا قرب اللہ تعالیٰ سے اور انکا مرتبہ بلند ہونا مراد ہے اُنکو
تشبیہ دیا ہی اس شخص سے جو بادشاہ کے داہنی بازو کو بیٹھتا ہے داہنا جب بولے تو احتمال ہوتا
تھا کہ وہان بایان بھی ہونا سو اُس احتمال کی دفع کیواسطے کلتا یدیہ یمین یعنی اسکے دونون ہاتھ
داہنے ہین کہا اس سے غرض یہہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف داہنے کی نسبت جب کرتے ہین تو اُسکے
مقابلہ مین بایان نہین ہاتھ یہان جو مذکور ہوا اُس سے مرتبہ کا قرب مراد ہے وہ جو کہا اپنے لوگون
مین یعنی اپنی جورو بچون کے حقوق ادا کرنے مین اور اُنکے امور کی سربراہی مین عدل کی رعایت
کرتے ہین ترمذی اور طبرانی اور بیہقی ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے لوگون مین دوست زیادہ اللہ کے پاس اور اللہ سے نزدیک بیٹھنے والا قیامت کے دن امام عادل ہی اور لوگون مین سخت
بغض والا اللہ کے پاس اور اللہ سے دور رہنے والا امام ظالم ہے اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ مقرر اللہ تمکو اچھی
نصیحت کرتا ہے یعنی امانت ادا کرنا اور انصاف سے حکم کرنا اچھی چیز ہے نعما اصل مین نعم ما تھا
نعم کو نحویان فعل مدح کہتے ہین وہ ماضی کا صیغہ ہے اصل مین نعم تھا نون کی فتح اور عین کی کسر سے
عین کی متابعت واسطے نون کو کسرہ دیئے اور عین کو ساکن کرکے نعم کہے نعم کی میم اور ما کی میم دونون
ایک جنس کے حرف تھے اس لئے میم کو میم مین ادغام کئے عین کا اصلی کسر جو تھا عود کیا سو نعما ہوا یہہ
ما یا نکرہ موصوفہ ہے اور یعظکم اُسکی صفت ہے اسوقت اسکی تقدیر یون ہو گی نعم شیئا یعظکم بہ
یعنی اچھی چیز ایسی کہ جسکی تمکو نصیحت کرتا ہے یا ما موصولہ ہے اور مخصوص بالمدح محذوف ہی اُسکی
تقدیر یون ہے نعم الشی الذی یعظکم اللہ بہ اداء الامانۃ والحکم بالعدل یعنی اچھی چیز کہ جسکی نصیحت تمکو
اللہ کرتا ہے وہ امانت کو ادا کرنا اور انصاف سے حکومت کرنی ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا
بَصِيْرًا ۞ بیشک اللہ ہے سنتا دیکھتا یعنی تم جو کہتے ہو اُسکو اللہ تعالیٰ سنتا ہی اور تم جو کرتے
ہو اُسکو دیکھتا ہے تم جو حکم کروگے اُسکو اللہ سنتا ہی جو امانت ادا کرتے ہین اُسکو اللہ تعالیٰ
دیکھتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ
اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین سے اُس

آیت کی شان نزول کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور بیہقی دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہہ
آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے شان مین کہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سریّہ
مین یعنی فوج کی ٹکڑی دیکے بھیجے تھے نازل ہوئی اس قصہ کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور
ابو یعلی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے
یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علقمہ بن مجزز کے ساتھ ایک ٹکڑی دیکے
روانہ کئے مین بھی ان مین تھا تھوڑی راہ طے کئے بعد فوج کی ایک جماعت کو اجازت دیے یعنی
اپنے شہر کو جانے کی اور ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر کیا عبد اللہ اہل بدر سے تھا
اسکی مزاج مین خوش طبعی تھی غرض ہم جا کے ایک جگہ اترے اور کچھ تیار کرنے آتش سلگائے
عبد اللہ بن حذافہ نے کہا میری اطاعت کرنا اور میری بات سننا تمپر لازم ہے یا نہین کہے البتہ
بولا مین تمکو جو بولونگا سو مانوگے کہے البتہ بولا مین تمکو امر کرتا ہون اِس آگ مین کود جانا پھر چند لوگ
اٹھکر کمرین باندھین عبد اللہ سمجھا کہ وے اب کودتے ہین کہا مت کودو مین ہنسی کو بولا تھا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے بعد یہہ عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو گناہ
کا امر کسی نے کیا تو اسکی اطاعت مت کرو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی
تصحیح کئے ہین معلوم کیجیے بخاری وغیرہ کی روایت مین جو آیا ہے آیت عبد اللہ بن حذافہ کے
قصے مین نازل ہوئی اس سے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ مراد ہے کیا واسطے امیر کی
اطاعت کرنا واجب تھا سو انکو معلوم تھا لیکن آتش مین کودنے کو چند لوگ راضی ہوئے اور چند
لوگ راضی نہوے سو آیت سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت مین اطاعت نکرنا بلکہ کتاب و سنت
کی طرف رجوع کرنا ہے ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ اُسنے کہا یہہ آیت خالد بن
الولید اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شان مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید
کو فوج کی ٹکڑی کا سردار کرکے روانہ کئے اس فوج مین عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے پھر فوج

دشمن کے مقام کے قریب جا کے پچھلی شب کو اُتر پڑے فوج کی خبر سُنکے کفار اُس مقام سے بھاگ گئے مگر ایک شخص
اپنا اسباب وغیرہ باندھکے ہنوز رات باقی تھی لشکر مین پہنچکر عمار بن یاسر کو ڈھونڈھتا ہوا آیا
اور اُنکو بولا یا ابا الیقظان مین اسلام لایا اللہ ایک اور محمد اُسکے رسول ہین سو گواہی دیا تمھاری
خبر سُنکے لوگ سب بھاگ گئے فقط مین رہگیا ہون اب اسلام لانا مجھکو نفع دیتا ہی تو مین اپنے گھر ہونگا
نہین تو مین بھی بھاگ جاتا ہون عمار اسکو کہے تجھکو اسلام نے نفع دیا تو اپنے مقام مین رہ جب صبح ہوئی
مسلمانان اُس مقام پر گئے دیکھے وہان سوا اس ایک شخص کے کوئی نہین تھا اُسکو اور اسکے مال کو
لیکے خالد کے پاس حاضر کئے عمار سُنکے خالد بن الولید پاس آئے اور کہے یہہ شخص اسلام لایا ہی اور مین
اسکو امان دیا ہون خالد کہے میرے امیر ہوتے پر تم کیا واسطے اسکو امان دئے اُسپر عمار
اور خالد مین تکرار چلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کے عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
عمار کے امان کو بحال رکھے اور دوسرے بار امیر کے بے اجازت امان دینے سے منع کئے تب اللہ
تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابن عساکر نے اسکو سدی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن
عباس سے روایت کی ہے اطیعوا اطاعت سے مشتق ہے اطاعت کی معنی فرمانبرداری کرنا اور
حکم ماننا اللہ تعالی کی اطاعت کرنا اور اُسکا حکم ماننا سبھون پر فرض ہی ایسا ہی رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کا حکم ماننا سب پر فرض ہے کیا واسطے اللہ تعالی نے اس آیت مین حضرت کی اطاعت کا
امر کیا ایسا ہی اولی الامر کی اطاعت کرنے کا حکم بھی اس آیت سے فرض ہوا لیکن اولی الامر کون لوگ ہین
اس مین اختلاف ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح ثابت ہوا کہ وے امرا اور حکام ہین
میمون بن مہران وغیرہ بھی ایسا ہی کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہہ ایک روایت ہے
جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین اولی الامر فقہا اور علما ہین وے جو لوگون کو دین کی تعلیم کرتے ہین حسن اور
ضحاک اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی مشہور قول یہی ہے مجاہد کا ایک قول
یہہ ہے کہ وے صحابہ ہین عکرمہ نے کہا کہ وے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہین شیعہ کہتے ہین اولی الامر سے
امام معصوم مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی قول کو ترجیح دی اور کہا قریش امارت کو

نہین جانتے تھے اور کسی امیر کے تابع نہین ہوتے تھے سو اللہ تعالی نے اُمرا کی اطاعت کرنیکا امر کیا انتھی امام نووی نے شرح مسلم مین کہا سلف اور خلف کے جمہور مفسرین اور فقہا وغیرہ کا قول یہی ہے اور بولا جسنے کہا اس سے فقط صحابہ مراد ہین سو اُسنے خطا کی انتھی امام ابن جریر طبری نے اولی الامر کو عموم پر حمل کرنیکو اختیار کیا ہی معلوم کیجئے اُمرا کی اطاعت کرنا واجب ہے سو ان اُمور مین ہی جو کتاب و سنت کے موافق ہون امیر نے کتاب و سنت کا اختلاف کیا تو اسکا امر مین اسکی اطاعت نہین امام نووی نے قاضی عیاض وغیرہ سے اس پر اجماع نقل کیا ہی ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص میری اطاعت کیا تو مقرر اللہ کی اطاعت کیا اور جو شخص میرے امیر کی اطاعت کیا تو مقرر میری اطاعت کیا جو شخص میری نافرمانی کیا مقرر اللہ کی نافرمانی کیا اور جو شخص میرے امیر کی نافرمانی کیا مقرر میری نافرمانی کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمپر حبشی کو جسکا سر کشمش کے مانند مقرر کیا جاوے یعنی خلیفہ نے تمپر کسی حبشی غلام کو جو نہایت حقیر اور بدصورت ہی امیر کیا تو اس غلام کی اطاعت تمپر واجب ہی مسلم نے ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمپر نکٹا غلام کالا امیر بنے اور کتاب اللہ کی طرف تمکو کھینچے تو اسکی بات سنو اور اطاعت کرو بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان آدمی پر سمع وطاعت یعنی امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے اپنے بھلے مین ہو یا بُرے مین جب تک کہ گناہ کا امر نکرے جب گناہ کا امر کرے تو اُسکی نہ بات سننا ہی اور نہ اسکی اطاعت کرنا امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے خطبہ مین فرمائے تم اپنے رب کی عبادت کروگے اور اپنے پانچ وقت کی نماز پڑھوگے اور اپنے مہینے کا یعنی رمضان کا روزہ رکھوگے اور اپنے مالون کی زکات دیوینگے اور اپنے اولی الامر کی اطاعت

کروگے تو اپنے رب کی بہشت مین بیٹھوگے فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ
پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو اللہ کی اور رسول کی طرف تنازع کی اصل
معنی دلیل کو نکالنا بعد تجویزون مین اختلاف جو پڑتا ہے اسکو تنازع کہے یعنی دین کے کسی امر مین آپس
کا اختلاف ہو تو اس امر کو کہ جس مین اختلاف پڑا ہے اللہ کی اور رسول کی طرف رجوع کرنا اللہ
کی طرف رجوع کرنا اس طور پر ہے کہ اُسکی کتاب مین یعنی قرآن شریف مین اسکا کیا حکم ہے اُسپر عمل
کرنا اگر قرآن مین نہین ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب تک زندہ تھے لوگ حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے حضرت کے وفات کے بعد حضرت
کی سنت کی طرف رجوع کرنا معلوم کیجیے جب قرآن مین اور سنت مین کچھ امر نہ پایا جاوے تو وہان
اجتہاد کرنا ہے بعضون نے کہا اللہ کی اور رسول کی طرف رجوع کرنے سے مراد معلوم نہین سو
چیز کو اللہ اور اُسکا رسول دانا ذکر کے کہا یہہ تاویل ضعیف ہے اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ
وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اگر تم ایقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی اگر تم اللہ پر ایمان لاتے ہو اور
اسکی اطاعت واجب ہونیکی اقرار کرتے ہو اور قیامت کے دن کو کہ جسمین اعمال کی جزا ملیگی
سچ سمجھتے ہو تو اللہ تعالی نے جو امر کیا ہے اسکو بجا لاؤ علماء کہتے ہین اس آیت سے یہہ بات ثابت ہوئی
کہ جو اللہ تعالی کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور سنت کی متابعت
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث جو ثابت ہوئے ہین اُنکے موافق حکم کرنا واجب ہونیکا اعتقاد
نہ کرے تو وہ شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہین لایا ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا
یہہ خوب ہے یعنی حکم کو اللہ کے اور رسول کیطرف رجوع کرنا خوب ہے اور نیک انجام ہے تاویل کا استعمال
دو چیز مین ہوا کرتا ہے ایک تفسیر اور بیان کرنا یہہ معنی یہان مراد نہین دوسرا مآل اور عاقبت
یعنی انجام اور پھل یہی معنی اس جگہہ مراد ہے معلوم کیجیے یہہ آیت علم اصول کے اصل پر مشتمل
ہے فقہا کہتے ہین شریعت کے اصول چار ہین کتاب سنت اجماع قیاس اس آیت مین ان چارونکی
طرف اشارہ ہے اَطِيۡعُوا اللّٰهَ مین کتاب کیطرف اشارہ ہے اطیعوا الرسول مین سنت کی طرف

اولی الامر منکم میں اجماع کی طرف فردوہ الی اللہ والرسول میں قیاس کیطرف اولی الامر میں اجماع کیطرف اشارہ ہے جو کہے اسکی وجہ یہہ ہے اللہ تعالی نے اولی الامر کی اطاعت کرو ذکر کرکے علی سبیل الجزم امر کیا جسکی اطاعت کرنا علی سبیل الجزم ہو تو وہ امر کرنے والا خطا سے معصوم ہونا ضرور ہوا کیا واسطے خطا سے معصوم نہو تو احتمال رکھتا ہے کہ اسنے امر جو کیا شاید خطا ہو جب خطا ہوا تو اسپر عمل کرنا منہی عنہ ہوا یہہ چاہتا ہے ایک ہی امر ایک ہی اعتبار سے مامور بھی اور منہی بھی ہونا یہہ تو محال ہے تو ثابت ہوا اولی الامر معصوم ہونا ضرور ہوا یہہ معصوم یا مجموع امت ہے یا احاد امت ہے یعنی تمام امت میں کوئی ایک شخص احاد امت ہونا صحیح نہیں کیا واسطے آیت میں اولی الامر کی اطاعت کو واجب کیا ہمکو اسکی اطاعت کرنی اسوقت واجب ہوگی جبکہ ہم اس معصوم شخص کو پہچانیں اور اسکی طرف اپنے کو پہنچائیں اور اس سے افادہ لیں ہمارے زمانہ میں ایسا معصوم شخص کون ہے ہمکو معلوم نہیں اور ہم اسکے پاس پہنچ نہیں سکتے اسکو پہچانیکی تکلیف امر محال کی تکلیف ہے تو معلوم ہوا کہ وہ معصوم مجموع امت ہے کہ جنکے اجماع میں خطا واقع نہیں ہوتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ اپنی امت سب ملکے ضلالت پر اکٹھا نہوگی تو معلوم ہوا مراد اس سے اجماع امت ہے اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اوپر اولی الامر سے مراد کون ہیں جو کہے اس میں یہہ قول مذکور نہیں تازہ ایک قول جسکو سلف نہیں ذکر کئے ہیں احداث کرنا باطل ہے اور یہہ بھی کہے اولی الامر سے امرا مراد ہونا راجح قول ہے یہاں اس سے اجماع مراد لینا کیسا صحیح ہوگا اس کا جواب یہہ ہے اوپر ہم ذکر کئے اولی الامر سے ایک قول پر علما مراد ہیں یہاں علما سے جمیع علما جو اہل حل وعقد ہیں مراد لینے سے نئے قول کو احداث کرنا لازم نہیں آتا اولی الامر سے راجح قول پر امرا مراد ہونا اسکو منافی نہیں کیا واسطے امرا کا حکم جو کتاب وسنت کے موافق ہو تو وہ حکم اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اسمیں امیر کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے اور جو حکم کتاب وسنت کے مخالف ہو اسمیں انکی اطاعت نہیں اب باقی رہا وہ حکم جو اجماع سے ثابت ہوا پھر اس حکم میں انکی اطاعت واجب ہے فی الحقیقت یہہ حکم علما کا ہے لیکن علما کو جمع کرنا اور ان سے حکم حاصل کرنا

اور اسکو جاری کرنا وظیفہ امراکا ہی تو اس جہت سے اس حکم کو امراکا حکم کرکے کہنا ہمارے مقصود کے مخالف نہین اولی الامر سے اہل بیت کے ائمہ جنکو شیعہ معصوم کہتے ہین مراد لینا نہایت بعید ہے کیا واسطے انکا معصوم ہونا ہمارے پاس ثابت نہین اور پھر امام معصوم کی اطاعت واجب ہونیکے واسطے اسکی معرفت اور اُس تک پہنچ ہونا شرط ہے کیا واسطے پیش از انکی معرفت کے انکی اطاعت واجب ہونا تکلیف مالایطاق ہے معرفت اُس معصوم کی حاصل ہوگی جب تک اس امر مین نص جلی قرآن یا حدیث متواتر سے وارد ہووے یا خود اپنی عصمت کا دعوی کرے اور اس دعوے کو دلیل سے ثابت کرے قرآن و حدیث مین تو اسکی تنصیص وارد نہین اور ائمہ شیعہ جنکی عصمت کے قایل ہین وے اپنی عصمت کا کبھی دعوی نہین کئے پھر بھی چند اشخاص کا معصوم ہونا کیسا ثابت ہوگا تیسری بات یہہ ہے اللہ تعالی فرمایا اُولی الامر کی اطاعت کرو اولی الامر تو جمع ہے شیعہ کے پاس زمانہ مین ایک امام سے افزود نہین ہوتا سو جمع کا صیغہ لے آنا صحیح ہوگا جمع سے فرد مُراد لینا خلاف ظاہر ہے چوتھی بات اللہ تعالی فرمایا واذا اختلفتم فی شئی فردوہ الی اللہ والی الرسول اگر اولی الامر سے امام معصوم مراد ہوتی تو اختلاف کیوقت اسیکی طرف رجوع کرنیکا حکم کرتا اس سے ثابت ہوا اولی الامر سے شیعہ کا معصوم مراد نہین تنازع کیوقت اللہ و رسول کی طرف رد کرنے سے قیاس مراد ہوا کیا واسطے جس شئی مین اختلاف پڑا ہے اُسکا حکم کتاب و سنت و اجماع سے منصوص ہے یا نہین منصوص ہے تو اوپر کے جملہ اطیعوا اللہ مین داخل ہوا فان تنازعتم کو کہنے کی حاجت نہین تو ثابت ہوا تنازع جس شئی مین ہوا ہے اُسکا حکم کتاب و سنت و اجماع سے منصوص نہ تھا اور اس حکم کو اللہ کے اور رسول کے نصوص سے طلب کرنا ممکن نہونا تو معلوم ہوا اس واقعہ کے حکم کو دوسرے وقایع کے حکم کے ساتھ جو اس سے مشابہ ہین رجوع کرنا یہہ نہین مگر قیاس اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ

یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ

یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ کیا تونے نہین دیکھا انکو جو دعوی کرتے ہین کہ مقرر وے ایمان لائے ہین اُس پر جو اُترا تیری طرف اور وہ جو اُترا تجھ سے آگے چاہتے ہین

کہ قضیہ لیجاویں طاغوت کی طرف اور حکم ہو چکا ہے اُنکو کہ اُس سے منکر ہو جاویں اس آیت کی شان نزول کو ابن ابی حاتم اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کئے ہیں کہ ابو برزۃ الاسلمی نام ایک کاہن تھا یہودیوں کے قضئے چکایا کرتا تھا چند مسلمان بھی اپنے قضئے اُسکے پاس چکوتی کرنے لیگئے تب یہہ آیت الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا احسانا و توفیقا تک نازل ہوئی حافظ السیوطی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابن اسحق اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کئے ہیں کہ الجلاس بن الصامت پیش از توبہ کرنیکے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشیر اسلام لانے کا دعا کرتے تھے انکی قوم والے چند مسلمان کسی قضئے میں جو انکے درمیان ہوا چکوتی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلوائے وے نہ مانکے جاہلیت میں جن کاہنوں کے پاس جاتے تھے وہاں بلوائے اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر اور ابن المنذر شعبی سے روایت کئے ہیں اُس نے کہا ایک یہودی کو کسی منافق کے ساتھ قضیہ تھا یہودی کہتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلکے فیصلہ کرنا کیواسطے اُسکو معلوم تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میں رشوت نہیں لیتے منافق بولتا تھا یہود پاس چل کیواسطے اسکو معلوم تھا یہود کو کچھ رشوت دیں تو اپنے خاطر خواہ فیصلہ دینگے پھر دونوں آپسمیں ایسا ٹھہرائے جہینہ کے کاہن پاس چلکے اس قضیہ کا نپٹارا کرنا تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت کئے ہیں بولا یہود کے چند لوگ ایمان لائے تھے اُن میں چند منافق بھی تھے بنی قریظہ اور بنی النضیر کے درمیان جاہلیت میں قانون یوں تھا بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی النضیر میں کے کسی شخص کا خون کیا تو اُسکے خون کے بدلے خون کرتے بنی النضیر والا کوئی شخص بنی قریظہ میں سے کسی کو قتل کیا تو اُسکے بدلے میں ساٹھ وسق یعنی سات ہزار دو سو پڑی خرما دیتا غرض بنی قریظہ اور بنی نضیر میں کے چند لوگ جو مسلمان تھے اُن میں سے ایک شخص بنی النضیر والا بنی قریظہ کے ایک شخص کا خون کیا سو اُسکی چکوتی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بنی النضیر والا بولا ہم جاہلیت میں اُنکو خون بہا جو دیتے تھے اب بھی وہ دینگے بنی قریظہ والا بولا نسکے اور دینکے دیکھنے ہم تم برابر

بھائیان ہین ہمارے اور تمہارے خونیون کا حکم ایک ہی چاہیے جاہلیت مین تم اپنے کو غلبہ دیکھکے ایسا کرتے تھے اب اسلام مین وہ بات نہین تب انکی مذمت مین اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس الآیۃ وہ دیت لوکر کے جو بولا تھا اسکی مذمت مین فرمایا افحکم الجاھلیۃ یبغون غرض بنی النضیر والے کو اُسکے خون کے بدلے خون کیئے پھر بنی النضیر اور بنی قریظہ آپس مین فخر کرنے لگے بنی النضیر کہنے لگے بزرگی ہمکو ہے بنی قریظہ کہے بزرگی ہمکو ہے پھر آپس مین اسکا جھگڑا پڑا قریظہ اور نضیر کے منافق جو تھے وے کہنے لگے انکا نپٹیرا کرنے ابو برزۃ الاسلمی کے پاس چلیئے انمین کے مسلمان کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو منافق انکا کہا نہ مانکے ابو برزہ کے پاس جاکے اُسسے اپنا مقدمہ بیان کئے اُسنے کہا اس مقدمہ کیواسطے بڑا لوالہ میرے مُنہہ مین ڈالنا ہے یعنی رشوت بہت سی دینا بولے تجھکو دس وسق خرما دینگے بولا دس وسق سے کیا ہوتا سَو وسق دینا جو پوری دیت ہوگیا واسطے بنی النضیر کی بزرگی ثابت کرون تو قریظہ مجھکو مار ڈالینگے قریظہ کی بزرگی ثابت کرون تو بنی النضیر مجھکو مار ڈالینگے یہہ لوگ دس وسق سے افزود دینے کو قبول نہین کئے اُس نے فیصلہ بھی نہین کیا اُسی پر یہہ آیت (یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت ویسلموا تسلیما) تک نازل ہوئی ثعلبی نے اپنی تفسیر مین محمد بن السائب الکلبی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ یہہ آیت الم تر الی الذین یزعمون انھم اٰمنوا منافقون سے ایک شخص کی شان مین جسکا نام بشیر تھا نازل ہوئی اُسکے اور ایک یہودی کے درمیان قصہ تھا یہودی اسکو بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلکے فیصلہ کرنا منافق بولا کعب بن الاشرف کے پاس چل غرض دونون ملکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کیطرف فیصلہ دیئے منافق نے اس فیصلہ پر راضی نہوکے کہا عمر کے پاس چلکے فیصلہ لے پھر دونون عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی عمر کو بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا فیصلہ میری جانب مین دیئے میرا مدعی نے اسپر راضی نہوکے تمہارے پاس آیا ہے عمر نے اس منافق سے پوچھا کیا یہہ سچ بولا تو کہا ہان عمر کہے تم اسی جگہ پر ٹھہرو مین آتا ہون پھر گھر مین جاکے تلوار لے آئے اور منافق کو مار ڈالے اور کہے

جو شخص اللہ تعالی کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانے تو اسکا فیصلہ میرے پاس ایسا ہی
ہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی جبرئیل علیہ السلام کہے عمر حق اور باطل کے درمیان تفرقہ کئے تب ہی
صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تو فاروق ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیرون
مین ابو الاسود سے اس قصہ کو یون روایت کیا ہے کہ دو شخص قصہ کرکے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے درمیان فیصلہ دئے قضیہ جسنے ہرا سو کہا ہمکو عمر
عمر بن الخطاب کے پاس روانہ کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر انکے پاس جاؤ پھر وے دونون عمر
رضی اللہ عنہ کے پاس آئے قضیہ چلیا سو شخص بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میری جانب مین دئے
لیکن یہہ شخص اُسپر راضی نہو کے تمہارے پاس بھیجنے کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس
جانیکی اجازت دئے عمر اُسکے خصم سے پوچھے کہ ایسا ہی چلا تو بولا ہان عمر کہے تم ٹھہر دین فیصلہ کرتا
ہون پھر گھر مین جاکے تلوار لے آئے اور جسنے عمر کے پاس بھیجو کرکے کہا تھا اُسکو قتل کئے دوسرا شخص
بھاگ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ عمر میرے مدعی کو قتل کئے مین بھاگ کے
نہ نکلتا تو مجھکو بھی قتل کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو ایسا گمان نتھا کہ عمر ایک مسلمان کے
قتل پر جرأت کر بیٹھے پھر اللہ تعالی نے نازل کیا فلا وربک لا یومنون الآیہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اُسکے خون کو ہدر یعنی باطل کئے اور عمر اُس قتل سے بری ہوئے یہہ روایت مرسل ہے اسکی سند
مین ابن لہیعہ ہے وہ ضعیف ہے اور طبرانی نے فقط اوپر کے قصہ کو ابو الاسود سے روایت کی ہے
عمر کے قصہ کو ذکر نہین کیا الم تر یہہ استفہام تعجب کے واسطے ہے یزعمون مشتق زعم سے ہے زای معجمہ
کی فتح یا ضم سے اسکا اکثر استعمال قول مین جو متحقق نہو ہوا کرتا ہے بعضے کہتے ہین جس قول مین
مظنہ جھوٹ کا ہو اُسے حکایت کرنے کو زعم کہتے ہین یہان زعم سے کذب مراد ہے کیا واسطے
آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی ہے آیت کے ظاہر سے یہہ معلوم ہوتا ہے بعضے اہل کتاب
نفاق کا ایمان جو لائے تھے انکی شان مین نازل ہوئی بما اُنزِلَ الیک سے قرآن اور احکام ہین
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترے الیک کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے وما انزل

من قبلک سے توریت مراد ہی الطاغوت مشتق طغیان سے ہی طغیان کی معنی گناہ مین یا کفر مین حد سے بڑھ جانا اور نہایت سرکشی کرنا پھر کاہن اور شیطان اور بت اور گمراہون کے سرخیل کو طاغوت کہنے لگے اس جگہہ طاغوت سے کعب بن الاشرف یا ابو برزۃ الکاہن مراد ہی اور جو شخص باطل حکم کرے تو وہ بھی اُسی طاغوت مین داخل ہوگا ان یکفروا بہ مین ضمیر بہ کی طاغوت کی طرف پھرتی ہے یعنی طاغوت سے منکر ہونیکا حکم ہوچکا ہی کیا واسطے طاغوت سے منکر ہونا وہی اللہ تعالی پر ایمان لانا ہی معلوم کیجیے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانکے اس شخص کیطرف جو باطل حکم کرتا ہی رجوع کیا تو شرع کے حکم پر راضی نہوا جو شخص شرع کے حکم پر راضی نہوا تو وہ شخص اللہ کا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوا جو شخص اللہ تعالے اور اُسکے رسول کا منکر ہوا وہ کافر ہے کیا واسطے جو شخص کافر کو اپنا منصف ٹھہرایا تو اس کافر کو مانا کافر کو ماننا اللہ تعالی سے منکر ہونا ہی جیسا کافر سے منکر ہونا اللہ کو ماننا ہی آیندہ آیتین جو مذکور ہوتی ہین وہ بھی اسی پر دلالت کرتے ہین اب ان آیتون سے ثابت ہوا اللہ تعالے کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے کسی حکم کو کوئی شخص نہ مانا تو وہ شخص دائرہ اسلام سے نکل گیا یہہ حکم نہ ماننا خواہ شک کی جہت سے ہو یا تمردی کی راہ سے وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا اور چاہتا ہی شیطان کہ ان کو بہکا کر دور ڈالے یعنی راہ ہدایت اور راہ حق سے دور کرے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جب کہا جاوے انکو یعنی منافقون کو کوئی کہے تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ آؤ اسکی طرف جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف یعنی اللہ نے جو اپنی کتاب مین جسکم کیا ہے اُسپر عمل کرنے کیو اسطے آؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرنے چلو رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا تو دیکھے منافقون کو باز رہتے ہین تیرے سے اٹک کر اوپر کی آیت مین طاغوت کو منصف کرنیکی رغبت بیان کیا اس آیت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکی نفرت کو بیان کیا یعنی منافق تیرے حکم سے نہایت روگردان ہوتے ہین اور کمال اعراض کرتے ہین کیا واسطے وے ناحق پر ہین اور عداوت دینی رکھتے ہین انکو یقین ہے تو حق بات کہیگا رشوت قبول نہ کریگا فَکَیْفَ اِذَآ

سبع القرآن الاول

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ
اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا پھر وہ کیسا کہ جب انکو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھون کے کئے سے پھر آوین تیرے
پاس قسمین کھاتے اللہ کے کہ ہمکو غرض نتھی مگر بھلائی اور ملاپ اس آیت کی اتصال اوپر کی آیت
کے ساتھ ہونے مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے فکیف اذا اصابتہم کا جملہ معترضہ ہے ثم جاؤک
کے جملہ کا عطف یصدون پر ہے گویا یون کہا یصدون عنک صدودا ثم جاؤک یحلفون باللہ
یعنی وہ منافق پہلے تو تیرے پاس آنیکے واسطے روگردان ہوتے ہین بعد آکے قسم کھاتے ہین کہ
ہمارا غرض بھلائی اور ملاپ ہے فکیف اذا اصابتہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم کا جملہ معطوف اور
معطوف علیہ کے درمیان معترضہ ہے اس جملہ معترضہ کو منافقون کی مذمت ظاہر کرنیکے واسطے ذکر کیا کہ سوا پہلے ذکر کیا
کہ طاغوت کی طرف انصاف واسطے جاتے ہین حالانکہ اس سے منکر ہونیکا حکم ہوا ہے بعد بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے
روگردان ہوتے ہین حالانکہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیکا حکم ہے سو ان بداعمال کے سبب سے دنیا اور
آخرت مین انپر سختی جو آن پڑیگی اسکو ذکر کیا اور بولا انکے برے اعمال کے سبب سے انپر سخت وقت
اور بڑی مصیبت جب آویگی اسوقت انکا کیا حال ہوگا واحدی نے اسی وجہ کو اختیار کی ہے دوسری
وجہ یہہ ہے جملہ اوپر کے جملہ پر معطوف ہے ثم جاؤک کا عطف اصابتہم پر ہے اول اللہ تعالی نے انکے
حکایت کی وہ طاغوت کے پاس انصاف کیواسطے جاتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہونے سے کمال نفرت رکھتے ہین اس سے معلوم ہوا سلامتی کیوقت انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس حاضر ہونے اسقدر نفرت ہے تو مصیبت اور سختی کیوقت جو مرتکب جنایت کے ہوئے ہین اور
تیرے پاس آنیکا اندیشہ ہے تو اسوقت انکا کیا حال ہوگا بہر حال سے عذر خواہی واسطے تیرے پاس
آوینگے اور جھوٹی قسم کھاوینگے کہ ہماری غرض خوبی اور ملاپ ہے مصیبت انکو پہنچنے سے کوئی قسم کی
مصیبت جو انکو پہنچے مراد ہے بعضے کہتے ہین مصیبت سے قتل مراد ہے جو عمر رضی اللہ عنہ اسکو قتل
کئے بعضے کہتے ہین مصیبت یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ انکو جنگون مین اپنے ساتھ لیجاوے
ان اردنا مین ان نافیہ ہے یعنی تیرے غیر کے پاس ہم قصہ کو لیجانا چاہے سو اس سے ہماری غرض نتھی

مگر احسان یعنی اسمین خصوم کی بھلائی تھی کیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو تو آواز بلند کر کے بات نہین کر سکتے اور حکم جو حضرت کرتے ہین اُسمین تردد نہین کر سکتے غیر کے پاس جائینگے تو خلاصگی سے کلام کرینگے اور آپسمین رد و بدل کرینگے اس رد و بدل مین منصف نے کوئی بات جسمین دونون کا بھلا ہو کہیگا اور اُسمین توفیق ہوگی یعنی تخاصمین مین الفت اور دوستی ہوگی اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کرنا ہماری غرض نہین تھی بعضون نے کہا ہے منافق جسکو عمر رضی اللہ عنہ قتل کئے اُسکے قرابت والے آکے عرض کئے عمر کے پاس قصد لیجانے سے ہمارا غرض نہین تھا مگر ہمارے والے کے ساتھ احسان کرینگے اور اُسکے اور اُسکے خصم کے درمیان مصالحت کر دینگے اُنھون قتل کرینگے سو ہمکو معلوم نہین تھا پھر اللہ تعالی نے اُس منافق کے خون کو ہدر کیا اور فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ یہوے لوگ ہین کہ اللہ جانتا ہے جو اُنکے دلون مین ہے یعنی اُنکے دلونمین نفاق اور دشمنی اور عداوت جو ہے اسکو اللہ جانتا ہے فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا سو تو اُن سے تغافل کر اور اُنکو نصیحت کر اور اُن سے کہہ اُنکے حق مین بات کام کی اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے ساتھ تین چیز کرنے کا امر کیا پہلا اُن سے اعراض کرنا یعنی اُن سے تغافل کرنا اور اُنکی سزا سے درگذرنا بعضے کہتے ہین اُن سے اعراض کرنا یعنی اُنکی اس عذر کو قبول نہ کرنا دوسرا اُنکو زبان سے پند و نصیحت کرنا یعنی نفاق مکر حسد کذب سے اُنکو زجر و توبیخ کرنا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانا تیسرا اُنکو قول بلیغ کہنا فی انفسہم کا تعلق یا بلیغا سے ہے اور کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہے وقل لہم قولا بلیغا فی انفسہم یعنی کہہ اُنکو بات ایسی جو اُنکے دلون مین تاثیر کرے اور اُس سے اُنکو خوف ہو یا اُسکا تعلق قل لہم سے ہے اور مضاف مقدر ہے تقدیر یون ہے قل لہم فی حق انفسہم الخبیثۃ یعنی تو کہہ اُنکے خبیث نفسون کے اور نفاق بھرے ہوے دلون کے حق مین قول بلیغ یا حال پڑا ہے قل لہم کی ضمیر کا تقدیر یون ہے قل لہم حال کونک خالیا بہم یعنی تو اُن سے کہہ حال یہہ کہ وے خالی ہین اور اُنکے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہے یعنی اُنکو پند و نصیحت خلوت مین دے علانیہ مت کہہ کیا واسطے تنہائی مین نصیحت کرنا کمال نفع دیتی ہے

دوسرون کے سامنے ... [illegible]

قول بلیغ سے مراد بات جو دلون مین تاثیر کرے اور جس غرض کے واسطے سخن کیا ہو اُس
غرض کو پورا ادا کرے یا قول بلیغ سے مراد انکو سزا کا اندیشہ بتانا مثلاً کہنا تمہارے دلون مین
دغا اور مکر جو ہے اللہ تعالی اسکو جانتا ہے تمہارے اور کافرون کے درمیان کچھ فرق نہین تم
ظاہر مین اپنے کو مسلمان نمود کرتے ہین سو اس لئے تمکو قتل نہین کرتے اگر تم اپنے دلون کے نفاق
کو نمود کروگے تو تمہارے لئے تلوار نیام سے نکلیگی بعضے کہتے ہین اعراض اور درگذر کرنیکا حکم
آیۃ السیف سے منسوخ ہوا بندہ عاصی کہتا ہے کافرون سے اعراض کا حکم جو تھا آیۃ السیف سے منسوخ ہوا
منافقون سے یہہ حکم منسوخ نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ہمیشہ درگذر کرتے تھے واللہ اعلم
وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اس واسطے
کہ اسکا حکم مانے اللہ کے فرمانے سے یعنی اللہ تعالی نے رسول کی اطاعت کرنیکا امر کیا ہو اس لئے
اسکا حکم ماننا واجب ہے بعضون نے کہا باذن اللہ کی معنی اللہ تعالی کے علم و قضا سے یا اُسکی توفیق سے پھر رسول کی
اطاعت اللہ کی اطاعت ہو اور رسول کی معصیت اللہ کی معصیت ہے اب آیت کی معنی یون ہونگی ہم کوئی
رسول کو نہین بھیجے مگر اسکی اطاعت اُن پر کہ جن کی طرف بھیجا گیا ہو فرض کئے ای محمد تیری اطاعت
بھی اُنپر کہ تو جنکی طرف مرسل ہو فرض ہو اُسمین توبیخ اور سرزنش ہو انکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم
نہ مانے اور طاغوت کے حکم پر راضی ہوے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور اگر یہہ لوگ جسوقت اپنے جی پر ستم
کئے تھے آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان
یعنی جو لوگ طاغوت کے پاس حکومتی کو جانے کے سبب سے گنہگار ہوئے اور اپنا برا کرلئے اپنے نفاق سے توبہ کرتے
اور انکے پاس جانے سے نادم ہوتے اور اللہ سے استغفار کرتے اپنے گناہ کی معافی چاہتے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ سے اُنکی بخشایش کا سوال کرتے تو اللہ اُنکے گناہ بخشتا اور اُنپر رحم کرتا معلوم
کیجئے یہان جاؤک کے دیکھئے واستغفرت لہم کہنا تھا لیکن خطاب کے صیغے کو چھوڑ کے غایب کا صیغہ لائے
اور فرمایا واستغفر لہم الرسول اسکو اہل بلاغت التفات کہتے ہین اس طور پر التفات کرنے سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اجلال اور تعظیم بوجھے گئی اور حضرت کے استغفار کی تعظیم نکلی اور وے
لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو ایسے شخص کے پاس آئے
کہ جسکو اللہ تعالی نے اپنی رسالت سے مشرف کیا ہی اور اپنے اور اپنے خلق کے درمیان انکو
شفیع یعنی سفارشی بنا کے کھڑا کیا ہے جو شخص اس منصب کا ہو تو اللہ تعالی اسکی شفاعت رد
نہین کرتا معلوم کیجیے یہان ایک سوال وارد ہوتا ہی تقریر سوال کی یہہ ہی کوئی شخص اپنے
گناہ سے توبہ کرے اور اللہ تعالی سے استغفار کرے اور توبہ کی صحت کے شروط جو ہین وے
پائے جاوین تو توبہ مقبول ہی پھر انکے استغفار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کو
ضم کرتے مین کیا فایدہ ہے امام رازی نے اُسکے تین جواب دیا ہے پہلا جواب یہہ ہے
ان لوگون کا طاغوت کے پاس حکومت کی واسطے جانا اللہ تعالی کے حکم کا خلاف تھا اور اُسمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے ادبی تھی اور حضرت کے دل کو رنج پہنچتا تھا جسکی گناہ
اس ڈھب کی ہو اس گناہ گار پر واجب ہے کہ اول اس غیر سے التجا کرے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے التجا کرنیکا حکم ہوا دوسرا جواب یہہ ہی وے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے
راضی نہین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمردی اور سرکشی کرنا انکا ظاہر ہوا یہ لوگ
جب توبہ کرین تو اس تمردی کو دفع کرنیوالی چیز اس توبہ کیواسطے واجب ہوئی وہ چیز کچھ نہین مگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کے حضرت سے اپنے لئے استغفار طلب کرنا تیسرا
جواب وے لوگ آپ ہی توبہ کرتے تو شاید اُسمین کچھ خلل ہو کہ جس سے توبہ مقبول ہووے جب اُسکے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار ضم ہووے تو توبہ قبول ہونیکا استحقاق پیدا کیا تنبیہ
اس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا سنت اور قربت ہونیکی دلیل ہی کیا واسطے
اللہ تعالی نے اس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے استغفار کرنے پر اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اُسکے لئے استغفار کرنے پر ترغیب دی ہے یہہ اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات
مین وارد ہوا ہے لیکن حضرت کی تعظیم کے دیکھنے حضرت کی وفات سے یہہ رتبہ منقطع نہین ہوتا کیا واسطے

آیت مین اللہ تعالی کو تواب رحیم پانا تین امر پر موقوف رکھا ہے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آنا دوسرا استغفار کرنا تیسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے لئے استغفار کرنا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آکے جو شخص استغفار کرے اسکو یہہ تینون چیز حاصل ہوتے ہین وہ پہلے دو امر
یعنی آنا اور استغفار کرنا بدیہی امر ہے تیسرا امر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے استغفار کرنا
یہ بھی حاصل ہے کیا واسطے اللہ تعالی نے فرمایا واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات یعنی بخشش مانگ
تیرے گناہ کیواسطے اور مومنین اور مومنات کیواسطے اس امر کے بموجب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنے
مومنین اور مومنات ہین ان سبکے واسطے استغفار کئے عاصم بن سلیمان نے جو تابعین مین تھا عبد اللہ
بن سرجس رضی اللہ عنہ کو جو صحابی تھے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے واسطے استغفار کئے
ہین تو عبد اللہ بن سرجس کہے ہان تیرے واسطے استغفار کئے اور تیرے واسطے بھی استغفار کئے بعد عبد اللہ
اس آیت کو پڑھے واستغفر لذنبک للمؤمنین والمؤمنات یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تمام مومنین
اور مومنات کیواسطے استغفار کرنے کو عبد اللہ بن سرجس اس آیت کو دلیل گردانے سو سب مومنین
اور مومنات کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا اس آیت سے ثابت ہوا پھر کوئی مومن حضرت
کی قبر کے پاس آیا اور استغفار کیا تو تینون امر جن پر اللہ تعالی نے توبہ کا قبول کرنا اور رحمت کرنا
معلق کیا تھا پائے گئے آیت سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار شخص کی استغفار کے بعد ہونا
بلکہ آیت مین اس بات کا احتمال ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے غرض جو ہے
اسکے نظر کرتے حضرت کی استغفار اسکی استغفار سے مقدم ہونا یا موخر ہونا دونون برابر ہین
کیا واسطے اسکے آنے سے اور استغفار کرنے سے وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار مین
داخل ہونا مقصود ہے اس تاویل کی احتیاج اس تقدیر پر ہے ہم استغفر لہم الرسول کا عطف استغفروا
اللہ پر کرینگے اگر استغفر لہم الرسول کا عطف جاؤک پر لیوین تو اس تاویل کی احتیاج نہین یہہ
سب تقریر اس صورت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کسی کے واسطے استغفار نہین
کرتے لیکن ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر مین زندہ رہنا اور اپنی

امت کیواسطے استغفار کرنا دلایل سمعیہ سے ہمارے پاس ثابت ہو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا
جب ثابت ہوا اور حضرت کو اپنی امت پر کمال شفقت اور رحمت کرنا بالضرورت معلوم ہی پھر
کوئی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوا حضرت کے پاس آوسے تو حضرت اُسکے واسطے استغفار کرنیکو
ترک نہ کرینگے غرض بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس استغفار کرتا ہوا کوئی شخص آوسے تو اُسکے لئے
تین امر جو آیت مین ہین وے سب اُسکو حاصل ہونگے خواہ حضرت کی حیات مین آوے یا وفات کے بعد
یہہ آیت اگرچہ معین لوگون کے حق مین جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے نازل ہوئی ہو لیکن
اُسکی علت کے عموم کے نظر کرتے جسمین یہہ وصف پایا جاوے اُسکو شامل ہوگی خواہ حضرت کی حیات
مین ہو یا وفات کے بعد اسی واسطے علما اس آیت کو عموم پر محمول کرکے کہتے ہین کہ بنی صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر کے پاس آنے والے کے حق مین اس آیت کی تلاوت کرنا اور استغفار کرنا مستحب ہے
عتبی کی حکایت جسکو ہم اب بیان کرینگے اس باب مین مشہور ہے اس حکایت کو چارون مذہب کے
علما اپنے مناسک کے کتابون مین اور مورخان اپنے تاریخون مین ذکر کئے ہین اور اسکو مستحسن رکھتے
ہین اور اسطور سے استغفار کرنیکو زیارت کے آداب مین شمار کرتے ہین وہ حکایت
اس طور پر ہے محمد بن عبداللہ العتبی نے جو سفیان بن عیینہ کا شاگرد تھا کہا مین مدینہ کو آیا اور بنی
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرکے قبر کے مقابل مین بیٹھا کہ اس مین ایک اعرابی نے آکے
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑے ہوکے عرض کیا اے خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی
کتاب نازل کی اور اس کتاب مین کہا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا مین آپکے پاس اپنے گناہونکا استغفار اپنے پروردگار سے کرتا
ہوا آیا ہون اور آپ کو شفیع کیا ہون پھر رودیا اور یہہ بیتین پڑھین ؎ يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ
بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ ؛ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ ؛ نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ ؛ فِيْهِ الْعَفَافُ
وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ؛ یعنی اے بہتر اُن مین سے جو دفن ہوئے ہین زمین مین اُسکے ہاڑ جسکی پاکی
سے زمین اور ٹیلے پاک ہوئے میری جان فدا ہے قبر پر سے کہ جسمین آپ رہتے ہو اُس مین پارسائی

اور بخشش اور کرم ہے پھر استغفار کرکے چلا گیا عتبی کہتا ہے جب مین سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سپنے مین دیکھا مجھکو فرمائے اس شخص سے ملکے خوشخبری دے کہ میری شفاعت سے اللہ تعالی نے بخشا پھر خواب مین بیدار ہوکے اسکو ڈھونڈھتا گیا لیکن اسکو نہین پایا غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کی زیارت کرنا اور اسکے واسطے سفر کرنا مستحب ہے اسپر سب کا اجماع ہے چارون مذہب کے ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے بلکہ بعضے زیارت کے وجوب کے قایل ہین اس مین کسی کو خلاف نہین تھا مگر مجد ابن تیمیہ نے اپنی شومی سے اسمین سخن کیا اور اسکو بدعتون مین شمار کیا ہے محققین جیسے تقی السبکی و ابن حجر مکی وغیرہ نے اسکی رد مین رسالے تصنیف کئے ہین اور شیخ عزالدین بن جماعہ نے کہا کہ ابن تیمیہ کو اللہ تعالی نے گمراہ کیا اور اسکو رسوائی کا لباس پھنایا پیش از چند روز کے دیار عرب مین اہل بدعت کا ایک فرقہ نجد کے شہرون سے ترقی پایا تھا جنکو وہابیہ کہتے ہین ابن تیمیہ کے قول کو تائید کئے حکام و سلطان کی کوشش سے اس فرقہ کی شوکت زایل ہوئی مگر چند روز سے ہند کے بعضے گمراہ لوگ بدعتی نیا مذہب جو اختراع کئے ہین کہتے ہین زیارت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس دعا کرنا اور اس سے تبرک کرنا شرک مین داخل ہے اور کہتے ہین کہ اسمین کچھ فرق نہین خواہ پیر ولی کی قبر ہو یا نبی کی تقی السبکی کہتا ہے انکا یہہ کلام باطل ہونا ہمارے پاس یقینی ہے دین کے معلومات سے اور سلف صالحین کی سیرت سے یہہ بات ثابت ہے بعضے صلحای اموات سے تبرک جایز ہے تو انبیا اور مرسلین سے تبرک کیونکر جایز نہوگا جو دعوی کرتا ہے انبیا کے قبور اور دوسرے مسلمانون کے قبور سب برابر ہین تو اسنے بہت برا امر کہا اس شخص کا کلام باطل اور اسکی خطا ہمارے پاس یقینی ہے اس نے نبی کے رتبہ کو گھٹاکے دوسرے مسلمانون کے برابر جو کیا ہے یقیناً کفر ہے کیا واسطے جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کو جو واجب ہے گھٹا دیا تو مقرر کافر ہوا اگر اسنے کہا اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کی گھٹاو نہین ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعظیم واجب ہے اس سے افزود تعظیم کرنے سے منع ہے تو ہم کہینگے یہہ تیری نادانی اور بے ادبی ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مین اور موت کے بعد اس سے یعنی قبر کے پاس جاکے

دعا وغیرہ کرنے سے بڑھکے تعظیم کے مستحق ہین جسکے دل مین ایمان ہے اسکو اس امر مین شک نہین انتہی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ پھر قسم ہے تیرے رب کی وے مومن نہونگے جب تک تجھی کو منصف نکرینگے جھگڑے مین جو اُٹھے آپسمین پھر نہ پاوین اپنے جی مین خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھین مان کر یعنی جو لوگ اپنے کو مومن کہلاتے ہین وے لوگ ایسے جھگڑے مین جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نہ کرینگے اور حضرت کے حکم پر دلمین کچھ شک لاوینگے اور حضرت کے حکم کو نہ مان لینگے وے مومن نہین اس آیت کی شان نزول کو عبد الرزاق اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور بیہقی زہری کی طریق سے روایت کئے ہین اس نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے وہ اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے اور ایک انصاری کے جو بدر مین حاضر ہوا تھا حرے کے شراج مین یعنی پانی کے نالے مین جو حرے کی جانب سے آتا تھا اور ہم دونو اپنے خرمابن کو اُس نالے کا پانی باندھتے تھے قضیہ ہوا انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تا میری زمین مین آوے زبیر اسکو نہ مانے پھر دونون ملکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زبیر کو کہے تم اول اپنی زمین کو پانی باندھ لو بعد تمہارے ہمسایہ والے کیواسطے چھوڑ دو انصاری غصہ ہوکے کہا زبیر آپکی پھپی کا فرزند ہے اسسے ایسا حکم کئے اس بات سے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرخ ہوا اور فرمائے ای زبیر تم اپنے جھاڑونکو پانی باندھو پھر پانی کو اٹکاکے رکھو یہان تک جذر کو یعنی آلون کی مینڈ کو پہنچے اُسکے بعد تمہارے ہمسائے والے کو پانی چھوڑ دو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبیر کو ایسا ارشاد کئے تھے کہ جس سے انصاری کو بھی فایدہ پہنچے انصاری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ مین لایا تو زبیر کو انکا پورا حق لینے کا امر کئے زبیر رضی اللہ عنہ کہے مجھکو ایسا خیال ہے کہ یہ آیت اسی مین نازل ہوئی فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم الآیہ معلوم کیجئے زبیر سے جو روایت آئی ہے اُسکے اکثر طریقون مین آیت اسی مقدمہ مین نازل ہونیکا شک ہے

ابن جریر اور طبرانی اس قصہ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کئے ہین اُنکی روایت مین یہہ
آیت اسی قصہ مین نازل ہونے پر جزم ہے بعضون نے کہا اوپر کی آیت جسکے قصہ مین نازل ہوئی ہے یہہ
آیت بھی اُنھین کے قصہ مین نازل ہوئی ہے فلا وربک مین لا کا لفظ اوپر کے کلام کو رد کرنیکے واسطے
ہے اسکی تقدیر یون ہے فلیس الامر کما یزعمون من انہم امنوا بما انزل الیک یعنی وے جو کہتے ہین
تیرے پر جو نازل ہوا ہے اُسپر ہم ایمان لائے سو بات نہین وربک کا جملہ مستانفہ ہے یہہ قول
ابن جریر طبری کا ہے بعضے کہتے ہین یہہ لا قسم کی تاکید کیواسطے ہے قسم پر نفی کو مقدم کیا اُسکے بعد
تاکید واسطے لا کو لا یؤمنون مین زیادہ کیا بعضے کہتے ہین حرف لا مین اور اسکے منفی یعنی یومنون کے
درمیان قسم کو لایا ہے اور لا یومنون کا لا زایدہ ہے تقدیر یون ہے فلا یومنون وربک بعضے کہتے ہین
پہلے لا کو قسم کی معنی کی تاکید واسطے زیادہ کیا اور لا یومنون قسم کا جواب ہے اصل مین اسطرح ہے
فوربک لا یومنون یہہ قول زمخشری کا مختار ہے غرض یہہ اللہ تعالی کی طرف سے قسم ہے کہ وے لوگ
ایمان سے متصف نہونگے جبتک تین شرط اُنمین نہون پہلی شرط حتی یحکموک فیما شجر بینہم یعنی تجھکو
منصف کرنا اس امر مین جو اُن مین چلا ہے شجر کی معنی اختلاف اور التباس اور اختلاط کی ہے یعنی
ایک مین ایک داخل ہونا درخت کے شاخ ایک دوسرے مین داخل ہونے اور اختلاط کرنے سے
اسکو شجر کہنے لگے فیما شجر بینہم سے امور ہین جو وے آپسمین اختلاف کرتے ہین یا وہ امر ہے جسکا حکم
اُن پر مشکل ہوا اس شرط سے معلوم ہوا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف کرنے پر
راضی نہو گا تو وہ مومن نہین اس سے یہہ نکلا جو شخص شرع کے حکم پر راضی نہو وہ مومن نہین دوسری
شرط ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم کئے ہین اس حکم
سے اسکے دل مین رکاوٹ نہ آنا یا اس حکم مین اسکو شک نہ آنا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حکم پر راضی ہونا امام فخر رازی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی رضامندی کبھی
ظاہر مین ہوتی ہے اور دل مین رضامندی نہین رہتی ایت سے معلوم ہوا مومن ہونیکے واسطے دل
سے ہونا ضرور ہے لیکن دل کی میلان اور نفرت آدمی کے اختیار مین نہین جب دل کی رضامندی

کو شرط لگائے تو محال کی تکلیف لازم آتی ہے اس سے معلوم ہوا آیت سے یہہ مراد نہین بلکہ آیت سے
مراد یہہ ہے اسکے دل مین جزم اور یقین حاصل ہو ناکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کئے ہین وہی حق
ہے اور فیصلہ برابر ہے انتہی تبدہ عاصی کہتا ہی فیصلہ سے دل مین رکاوٹ دو وجہ سے ہوتی ہے ایک وجہ
یہہ ہے فیصلہ اپنی طرف ہی ہوناتھا حق میرا ہی ٹھہرنا تھا دوسری وجہ یہہ ہے منصف نے فیصلہ جو کیا سو
اس نے حق کی رعایت نہین کیا رشوت سے یا طرفداری سے ناحق فیصلہ دیا پہلی وجہ سے رکاوٹ جو ہوتی
ہے وہ طاقت بشری سے خارج ہے اس پر مواخذہ نہین دوسری وجہ سے رکاوٹ جو ہوتی ہے
وہ امر اختیاری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کوئی شخص دل رشوت لیے یا خصم کی
خاطر سے فیصلہ دینے کرکے شک لایا تو کافر ہوا تیسری شرط ویسلموا تسلیما ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کے مطیع ہونا اور اس سے منہہ نہ موڑنا یا جس چیز مین جھگڑا کئے ہین اسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سپرد کرنا معلوم کیجئے دل سے جو شخص جاناکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے
سو حق ہے لیکن عناد سے یا سرکشی سے اس حکم کو قبول نہین کیا اس کے بیان کیواسطے اللہ تعالے
نے فرمایا کہ ایمان کے واسطے دل مین جیسا یقین کرنا ضرور ہے ویسا ہی ظاہر مین اس حکم کی تسلیم
کرنا ضرور ہے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اور اگر مقرر ہم لکھتے انپر کہ مار ڈالو تم اپنی جانون کو یا چھوڑ نکلو تمھارے
گھرون سے تو اسکو کوئی نکرتے مگر تھوڑے انمین سے لکھنے سے انپر فرض کرنا مراد ہے ما فعلوہ کی ضمیر مکتوب کی
طرف جو دو امرین سے یعنی قتل اور خروج مین سے ایک ہی اُسکی طرف پھرتی ہے اور علیہم کی ضمیر یا
منافقین کی طرف پھرتی ہے یہہ قول ابن عباس اور مجاہد کا ہے یعنی اگر ہم ان منافقون پر اپنے کو ہلاک
کرنا یا گھر چھوڑ کے نکلنا فرض کرتے تو چند لوگ اسکو عمل مین لاتے یعنی منافقون سے بعضے ریا اور سمعے کی
راہ سے کرتے اسوقت انپر بہت مشکل پڑتی اور انکا کفر ظاہر ہوتا اس مشکل کو چھوڑ کے آسان
چیز ہم انپر فرض کئے ہین انکو لازم ہے نفاق کو چھوڑنا اور خلوص کی راہ سے ایمان کو قبول
کرنا یا علیہم کی ضمیر مطلق لوگون کی طرف پھرتی ہے اسمین منافق اور انکے غیر سب داخل ہین

یعنی لوگون پر اگر ہم قتل اور گھر ون سے نکلنا فرض کرتے تو چند لوگ اسکو عمل مین لاتے ابن جریر
ابن ابی حاتم سدی سے روایت کئے ہین کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی
ملکے آپسمین فخر کرنے لگے یہودی نے کہا واللہ خدا تعالی نے ہمارے پر اپنے جانون کا قتل فرض کیا
سو ہم اپنے کو قتل کئے ثابت کہے واللہ اگر اللہ تعالی ہمارے پر قتل فرض کیا تو ہم بھی اپنے کو مار ڈالتے
پھر اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا بعض روایتون مین آیا ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد عمار
بن یاسر ابن مسعود اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کہے واللہ اگر اللہ تعالی ہمکو ہلاک کرنیکا حکم کیا تو
ہم اپنے کو ہلاک کر لینگے اللہ کو حمد ہے کہ اُس نے ہمکو عافیت دی یہہ بات نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو معلوم ہوئی حضرت فرمائے میری امت مین چند لوگ ایسے ہین کہ ایمان انکے دلونمین
پہاڑون سے زیادہ استوار ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ
اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۙ اور اگر وے کرین جو انکو اسکی پند دی جاتی ہے تو البتہ انکے حق مین بہتر
ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیکی اور انکے
حکم پر راضی ہونیکی تکلیف جو لوگون کو ہم دیے ہین اسکو اگر وے لوگ بجا لائینگے تو انکو دنیا اور آخرت
کی خوبی ملیگی اور انکا ایمان نہایت استوار ہوگا معلوم کیجیے اللہ تعالی نے تکلیف کو وعظ کے
لفظ سے تعبیر کیا کہ واسطے اللہ تعالی کے اوامر اور احکام وعد اور وعید ثواب اور عقاب کے ساتھ
ملے ہوئے ہین جو احکام ایسے ہون تو انکو وعظ کہتے ہین وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۙ اور اسوقت البتہ ہم دین انکو اپنے پاس سے بڑا ثواب لفظ اذًا کا جواب ہے
مقدر سوال کا جو سابق کی آیت سے مفہوم ہوتا ہے گویا کسی نے کہا اس خوبی اور ثابت ہونے سے کیا ہوگا
تو بولا انکو ہم بڑا ثواب دینگے اور راہ راست پر چلا وینگے معلوم کیجیے اللہ تعالی اس آیت مین
اس اجر کی کمال عظمت کی طرف اشارہ کیا اسکا بیان یون ہے اللہ تعالی نے اس دینے کو
تعظیم کے صیغے سے جو اٰتینا ہم ہے ذکر کیا بعد بھی من لدنا کر کے اسی تعظیم کے صیغہ سے کہا جو
جو حکیم ہو بخشش کا وعدہ کرے اور اسکو تعظیم کے صیغہ سے بیان کرے تو اس بخشش کی عظمت

و ۵۲ ر د

دلالت کرتا ہی علی الخصوص جب اسکو اپنے پاس سے دینے کا وعدہ ہو تو اسمین کمال مبالغے
پر دلالت ہی پھر اس اجر کو عظمت سے وصف کرنے مین کمال مبالغہ ہوا کیا واسطے جو کوئی سب بڑون
کا بڑا ہو اور اپنی بخشش کو بڑپن کے وصف سے ذکر کرے تو وہ اجر نہایت جلیل و بڑا ہوگا جسکے
وصف مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت مین ایسے نعمتین ملینگی کہ جنکو نہ کوئی آنکھ دیکھی
اور نہ کوئی کان سنا اور نہ کسی بشر کے دل مین خطور کیا وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا
اور البتہ چلاوین ہم انکو سیدھی راہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین صراط مستقیم سی یعنی صراط مستقیم سے
دین اسلام مراد ہی معنی یون ہے اسکو ہم دین اسلام کی راہ بتلاوینگے بعضون نے کہا صراط
مستقیم سے پل صراط مراد ہی قیامت کے دن جس پر سے چلکے بہشت مین جائینگے معنی یون ہے
اسکو نیک عمل کرنیکی ہم توفیق دینگے جن اعمال کے کرنے سے پل صراط پر گذریگا وَمَنْ يُّطِعِ
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اور جو شخص چلے حکم پر اللہ کے اور رسول کے سو وے انکے ساتھ ہین جن
پر اللہ نے اپنی نعمت دی یعنی جنکو اللہ نے نوازا پیغمبرون اور صدیقون اور شہیدون اور نیک بختون سے
اس آیت کی شان نزول کو طبرانی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم حلیہ مین اور ضیاء المقدسی صفۃ الجنہ
مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کئیے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے پاس میری جان سے زیادہ دوست ہین آپ میرے پاس میرے بچون سے
زیادہ دوست ہین مین اپنے گھر مین رہا تو آپکو یاد کرکے صبر کرتا ہون کیا واسطے آکے آپکو دیکھتا
ہون جب مجھکو میری موت کا اور آپکی موت کا یاد آتا ہی تو مین سمجھتا ہون کہ آپ جب جنت
مین جائینگے تو بالا ہونگے انبیا کے ساتھ رہینگے مین بہشت مین جاونگا تو اندیشہ ہی کہ مین آپکو نہ
دیکھون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کچھ جواب نہین دئے پھر جبرئیل علیہ السلام اس آیت کو لیکے آئے
ومن یطع اللہ والرسول الآیہ ضیاء المقدسی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے طبرانی اور ابن مردویہ
شعبی کی طریق سے وہ ابن عباس سے یون روایت کیا ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ مین آپکو دوست رکھتا ہون آپ جب یاد آتے ہین تو آکے دیکھتا ہون اگر نہ دیکھون تو میری جان نکل جائیگی جب مین بہشت مین جاؤنگا تو آپسے کم مرتبے مین رہونگا یہہ مجھ پر نہایت شاق ہوتا ہے مجھکو یہہ آرزو ہے بہشت مین آپکے درجے مین رہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کچھ جواب نہین دیئے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی سعید بن منصور اور ابن المنذر شعبی سے اس قصے کے مانند مرسل روایت کئے ہین انکی روایت مین آیا ہے وہ شخص انصار سے تھا بعضے روایتون مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور بعضے روایتون مین آیا ہے انصار کے چند لوگ تھے واحدی نے اسباب النزول مین کلبی سے اور ثعلبی بغیر سند کے نقل کئے ہین کہ ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مولی تھا حضرت سے نہایت محبت رکھتا تھا حضرت کو بن دیکھے اسکو چین نہین ہوتی ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اسکا رنگ بدل گیا چہرے سے آثار غم کے نمود ہین رسول اللہ صلی علیہ وسلم اس سے پوچھے کیا واسطے تیرا رنگ بدل گیا ہے کہا یا رسول اللہ مجھکو نہ کچھ بیماری ہے نہ کچھ درد ہے مگر آپ کو نہین دیکھا تو مجھکو نہایت غم ہوتا ہے جب دیکھا تو مجھکو تسکین ہوتی ہے جب مین آخرت کا حال یاد کرتا ہون تو مجھکو یہی اندیشہ آتا ہے کہ شاید مین آپکو نہ دیکھون کیا واسطے آپ انبیا کے ساتھ علیین مین رہینگے مین اگر بہشت مین گیا تو بھی میری جگہہ آپسے نیچے رہیگی اگر بہشت مین نہین گیا تو آپ کو بالکل نہ دیکھونگا اس سے مجھکو نہایت خوف ہوتا ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی یہہ آیت کسی کے شان مین نازل ہو لیکن غرض اس سے طاعت پر ترغیب دینی ہے اوپر کی آیت مین طاعت کرنیکی ترغیب دیا اسی کی تاکید واسطے اس آیت کو ذکر کیا جو شخص اللہ تعالی کی اور اسکے رسول کی اطاعت کریگا تو بلند مرتبون کو پہنچیگا اللہ کی اطاعت سے مراد اسکے اوامر کو بجا لانا اور منہاہی سے باز رہنا رسول کی اطاعت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنن جو مقرر کئے ہین اسی پر چلنا اس آیت کی جزا یہہ ہے کہ وہ شخص انبیا کے ساتھ رہیگا معلوم کیجیے انبیا کے ساتھ رہنے سے انکے درجہ مین ہونا اور مرتبہ دونون کا برابر ہونا مراد نہین کیا واسطے درجہ برابر ہوا تو فاضل اور مفضول مین برابری

ہونا لازم آتا ہی یہہ تو جایز نہین بلکہ مراد یہہ ہے جنت مین پردہ اٹھ جایگا اور انکو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی رویت میسر ہوگی اگرچہ مکان بعید ہو اُسکی تفصیل یہہ ہے ایک دوسرے کو دیکھنا چاہا اور اسکی ملاقات کی خواہش کیا تو اسکی رویت میسر ہوگی کیا واسطے ارواح کا تعلق کامل ارواح کے ساتھ دنیا مین نہایت محبت کے سبب سے جب کامل ہوگا اور اس عالم کو چھوڑکے عالم آخرت کو پہنچینگے تو روحانی تعلق انکا ویسا ہی باقی رہیگا ان ارواح کی صفائی آئینون کے مثال ہوگی ایک آئینہ کے مقابلہ مین دوسرا آئینہ جب ہوتا ہی تو ایک کا عکس دوسرے مین پڑتا ہی ایک کی شعاع دوسرے مین نمود ہوتی ہے اور آئینون کی روشنائی اس سے دوچند ہوجاتی ہے ایسا ہی یہہ ارواح تقوے اور مجاہدے سے یعنی اللہ تعالی کی اور رسول کی اطاعت سے صیقل اور جلا حاصل کئے تھے اور جسمانی پردہ جو حایل تھا موت سے مرتفع ہوگیا تو اللہ تعالی کے جلال کے انوار کا پرتو اُن پر پڑتا ہے ایک روح کا عکس دوسرے روح پر پڑنے سے اسکے انوار کو کمال ہوا ناقص ارواح کو اس علاقۂ روحانی کے سبب سے کمال حاصل ہوا پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگا اگرچہ دونون مین فاصلہ رہے یہہ لوگ انبیا کے ساتھ رہتے ہین سو انبیا کے ساتھ دوسرے تین قسم کو ذکر کیا پہلی قسم صدیقین ہے وہ جمع صدیق کی ہے مبالغے کا صیغہ ہے اسکی معنی نہایت راست گو اُس سے مراد وے لوگ ہین جو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی متابعت کو اختیار کئے اور انکے بعد اُنکے طریقہ پر قایم رہے بعضے کہتے ہین صدیق وہ جو دین کے سب احکام کی ایسی تصدیق کرے کہ جسمین بالکل شک نہو اس آیت مین صدیقین سے افاضل صحابہ مراد ہین جیسے ابی بکر رضی اللہ عنہ کہ اس امت مین صدیق انھین کا لقب ہے دوسری قسم شہدا ہین یہہ وے لوگ ہین جو راہ خدا مین اپنی جان دئے ہین بعضے کہتے ہین ان سے شہدای احد مراد ہین بعضے کہتے ہین شہدا وے لوگ ہین جو اللہ تعالی کے دین کی صحت پر گواہی دیتے ہین اور اسکو دلیل و بیان سے یا سیف و سنان سے قایم کرتے ہین امام رازی نے اسی کو ترجیح دی ہے تیسری قسم صالحین ہین وہ جمع صالح کی ہے صالح اسکو کہتے ہین نیکیون مین اس کا ظاہر اُسکے باطن کے مساوی ہو بعضے کہتے ہین صالح وہ جسکا عقیدہ صواب پر ہے اور سنت و طاعت پر عمل کرے بعضے کہتے ہین صالح وہ جو اللہ تعالی کے اور اُسکے بندون کے حقوق پر قایم رہے صالحین سے وہ صالح مراد ہین کہ جن مین اوپر ذکر کیا سو صفات نہ رہے ان چار قسم کو

اللہ تعالیٰ نے علی الترتیب ذکر کیا انہیں کی ہر صفت اپنے نیچے کی صفت کے دیکھتے خاص ہے علم وعمل کے جو مرتبے جو ہوتے ہیں ان مرتبوں کے مطابق ان چار قسم کو ذکر کیا انکی متابعت کرنے پر عوام کو رغبت دیا سو اول انبیا کو ذکر کیا جو کمال علم وعمل سے مراد کو پہنچے اور کمال کے حد سے بڑھکے تکمیل یعنی غیر کو کامل کرنیکے درجہ کو پہنچے انکے بعد صدیقون کو ذکر کیا جنھون کے نفس دلایل اور حجتون کو تامل کرنے سے اور ریاضت ومجاہدہ کو اختیار کرنے سے اوج عرفان کو پہنچے اور اشیا کے حقایق کو دریافت کرکے انکی سچی خبر دئے انکے بعد شہدا کو ذکر کیا جنھون نے طاعتون کو کمال حرص سے ادا کیا حق کو قایم کرنیکے واسطے نہایت کوشش کی اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنے جان عزیز کو کھو دئے سب سے اخیر صالحین کو ذکر کیا کسواسطے کمال کا مرتبہ جو تھا وہان تک پرواز کرنے سے قاصر ہوے لیکن اپنی عمر کو اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی مین صرف کئے اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے مین خرچ کئے وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ہ اور خوب ہے انکی رفاقت اولئک کا اشارہ اوپر کے چارون قسم والون کی طرف ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین رفیق ماخوذ رفق سے ہے رفق کی معنی نرمی اور مہربانی کرنا ساتھی کو رفیق کہے کیا واسطے اُسکے ساتھ نرمی اور مہربانی کیا کرتے ہین رفیق باوجود صفت جمع کی ہوتے ہوئے یہان اُس کو مفرد لایا گیا واسطے رفیق کا لفظ مفرد اور جمع دونون اطلاق کیا جاتا یا اولئک سے ان قسمون کا ہر ہر فرد مراد ہے تو رفیق کو مفرد لانے سے کچھ اشکال نہین آتا لفظ رفیقا کا تمیز ہے یا حال ہے حال ہوتیں رفیقا کو من تعالیٰ کی تاویل کرنا معلوم کیجیئے اس جملہ مین تعجب کے معنی جو ہین گو یا یون کہا ما احسن اولئک رفیقا یعنی وے انبیا وغیرہ کیا خوب رفیق ہین یعنی یہہ انبیا وغیرہ اس شخص کے ساتھ نہایت محبت اور دوستی سے رہینگے جیسا کوئی شخص اپنے رفیق کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اسکو دیکھنے سے خوش ہوتا ہے مسلم اور ابو داؤد اور نسائی ربیعۃ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین شبکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا سو حضرت کے وضو کا پانی اور ضروری چیزین لاکے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو کہے کچھ مانگ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بہشت مین آپکی رفاقت چاہتا ہون حضرت فرمائے اور کچھ چاہ مین نے کہا یہی چاہتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہو تو سجدے بہت کرکے اپنے نفس پر مجھکو اعانت کر یعنی نمازین بہت پڑھکے اپنی ذات سے میری اعانت کر امام احمد نے عمرو بن مرۃ الجہنی

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہون کہ اللہ ایک ہی اور آپ اللہ کے رسول ہین سو گواہی دی اور پانچ نماز پڑھتا ہون اور میرے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور رمضان کے روزے رکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو اس پر مریگا تو قیامت کے دن انبیا اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ رہیگا اس طور سے اور اپنے دو انگلیان اُٹھا کے بتلائے جب تک کہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ یہہ فضل ہی اللہ کی طرف سے ذلک کا اشارہ ثواب کی طرف ہی جو اوپر گذرا یعنی طاعت کرنے والون کو اللہ تعالیٰ جو بڑا ثواب دیتا ہی اور اُنکے مرتبہ بلند کرتا ہے سو اُن مرتبون کو اپنی طاعت کے سبب سے نہین پہنچے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی رحمت سے حاصل کئے کیا واسطے مطیع کو ثواب دینا اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہین ثواب دینا محض اُسکے فضل سے ٹھہرا قطع نظر اسکے اطاعت کی توفیق محض اللہ کے فضل پر موقوف ہے اس سے معلوم ہوا کہ ثواب ملنا بھی اسی کے فضل سے ہی کیا واسطے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتین بندون کو جو عطا کرتا ہی اُسکو انتہا نہین اُن نعمتون کا شکر بجالانا اور اُسکے بدلے اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنا واجب ہے جب طاعتین اُن گذشتہ نعمتون کے مقابلے مین واقع ہوئے تو آیندہ کیواسطے ان طاعتون کا کچھ ثواب باقی نہین رہا تو معلوم ہوا ثواب محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہی بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی کو اُسکا عمل بہشت مین ہرگز داخل نہین کرتا صحابہ کہے یا رسول اللہ نہ آپکو بھی تو فرمائے نہ مجھکو مگر یہہ کہ اللہ تعالیٰ مجھکو غریق اپنی رحمت اور فضل کا کرے وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ اور اللہ بس ہے خبر رکھنے والا اوپر کے مطلب کو جو طاعت پر ترغیب تھی اُسکی تاکید واسطے اس جملہ کو ذکر کیا اس کا واقع ہونا اس جگہہ نہایت حسن و بلاغت رکھتا ہی کیا واسطے اس سے اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگاہ کیا کہ حق جل شانہ بندون کی طاعت کی کیفیت اور اُنکو جزا دینا اور اُنپر تفضل کرنا سب جانتا ہی یہہ بات جب معلوم ہوئی تو مکلف کو طاعت کرنے پر ترغیب ہوگی اُسمین قصور کرنے سے احتراز کریگا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ ای ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو ٹکڑی

ٹکڑی یا کوچ کرو سب اکٹھے حذر حاء مہملہ کی کسر اور ذال معجمہ کی سکون سے مصدر ہے اسکی معنی
بچاؤ کرنا پرہیز کرنا آمادہ ہونا بیدار ہونا خذوا حذرکم کی لفظی معنی یون ہے تم اپنی بچاؤ کو لو اس سے
مراد یہہ ہے تم اپنی خبرداری کرو دشمن سے اپنے تئین بچاؤ اسکو اپنے اوپر مسلط ہونے نہ دو حذر
کو آلہ کے منزلہ مین جس سے اپنی جان کو بچاتے ہین ٹھہرا کے مبالغہ کی راہ سے اسکو کر لو کرکے فرمایا
بعضون نے کہا ہے حذر سے ہتیار مراد ہی یعنی تم اپنی ہتیار کو ساتھ لو سلاح کو حذر کہہ کیا واسطے اسکے سبب سے بچاؤ ہوتا ہے بعضے
کہتے ہین خذوا حذرکم کی معنی احذروا حذرکم یعنی اپنی دشمن سے ڈرتے رہو یہہ بھی اوپر کی معنی یعنی ہتیار کی معنی کی طرف
رجوع کرتی ہی کیا واسطے دشمن سے ڈرنا ہتیار سنگہہ رکھنے کا سبب ہوتا ہی لیکن اوپر کی معنی مین ہتیار لینے کا حکم صریح ہوتا ہی
اس قول پر کلام کا نحوی ہتیار لینے پر دلالت کرتا ہی اس جگہ ایک اشکال وارد ہوتا ہی اسکی تقریر یون
ہے بندہ کی مقدر مین جو ہی وہ اسکو نخواہ نخواہ پہنچتا ہی دشمن سے بچانیکی کچھ احتیاج نہین پھر بچاؤ کا
حکم کیا واسطے کیا اسکا جواب یہہ ہے سب چیزون کا ہونا جب اللہ تعالے کی قضا
و قدر سے ہوا تو بچاؤ کرنے کا حکم بھی قضا و قدر سے ہوا انفروا مشتق نفر سے ہے
نفر کی معنی اصل مین گھبراہٹ بعد دشمن سے جنگ کیواسطے نکلنے کو نفر کہے ثبات جمع ثبۃ کی ہی متفرق
جماعت کو کہتے ہین فانفروا ثبات او انفروا جمیعا کی معنی یون ہی تم اپنے دشمن سے جنگ کرنیکے واسطے
متفرق ٹکڑیان ہوکے نکلو ایک ٹکڑی کے بعد ایک یا تم سب اکٹھے ہوکے نکلو قتادہ نے کہا سب اکٹھے
ہوکر نکلنا اسوقت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد کے واسطے تشریف لے چلین کیا واسطے کسیکو
نہین پہنچتا کہ حضرت کے ساتھ نہ جاکے رہ جاوے بندہ عاصی کہتا ہی اوپر کی آیت مین اللہ تعالی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی اطاعت کی ترغیب اور مخالفت کی ترہیب بیان کیا اطاعت کے امور مین
جہاد کرنا نہایت شاق امر تھا کہ جسمین جان و مال کا کھونا اور تریا بال سے بچھڑنا تھا اور اسکے سبب سے
دین کی کمال تقویت اور اسلام کی پوری شوکت حاصل ہوتی تھی اسکو (یعنی عورت بچہ) ذکر کیا اسکے ضمن مین جنگ
کو نکلنے کی دو صیغہ تردید کا لفظ لاکے ذکر کیا کسواسطے کبھی مخالف کی جمعیت تھوڑی رہتی ہے
اسکے واسطے بہت لوگو نکو جانیکی احتیاج نہین رہتی یا بڑا لشکر نکلنے سے مخالف ہوشیار ہوکر

بھاگ جاتا ہی تو ویسی صورت مین مخفی ٹکڑیان روانہ کرے یا اسلام کا لشکر بہت ہی کرکے معلوم
کرانے اور دشمن پر رعب پڑنے ٹکڑی کے بعد ٹکڑی روانہ کرے کبھی دشمن کی شوکت بڑھی رہتی ہے
تو اس سے مقابلہ کرنے فوج سنگین روانہ کرنا یا اسلام کی فوج کی کثرت دیکھ کے ڈر مین لڑائی کے
عاجز ہونا منظور ہوتا ہی تو اسوقت سب اکٹھے ہوکر نکلنا غرض وقت کے مناسب اور جنگ کے مکر حیلہ کا
لحاظ کرکے جتنی فوج روانہ کرنا مناسب ہو اُتنی روانہ کرے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ آیت
محکم ہے ابو داود اپنی ناسخ ومنسوخ مین اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اپنی سنن مین عطا
کی طریق سے روایت کئے ہین اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سورت النساء
کی آیت خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا کو وماکان المومنون لینفروا کافۃ کی آیت
نسخ کی ہی واللہ اعلم وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ اور مقرر تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ البتہ دیر
لگاتا ہی لیبطئن مین لام جو ہے مقدر قسم کا جواب ہی اُسکی تقدیر یون ہی لمن واللہ لیبطئن یعنی اللہ کی
قسم کہ البتہ دیر لگاتا ہی یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی منافق حقیقت ایمان کے دیکھتے
مومنون مین داخل نہین لیکن جنسیت مین اور نسب مین اور کلمۂ اسلام کو ظاہر کرنے مین مومنون
کے ساتھ مخلوط تھے اس لئے اُنکو منکم کے لفظ سے خطاب کیا یعنی تم سے کوئی شخص ایسا ہی جہاد کے
واسطے نکلنے مین سستی کرتا ہی اور پیچھے رہ جاتا ہی یعنی جہاد کو نہین نکلتا اس شخص سے عبداللہ بن اُبَیّ
بن سلول مراد ہے جو منافقون کا سرخیل تھا فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ
اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ پھر اگر تمکو مصیبت پہنچی کہتا ہی اللہ نے مجھ پر فضل
کیا کہ مین نہوا اُن کے ساتھ حاضر یعنے مسلمانون کو جنگ مین کچھ سختی پہنچی یعنی مارے پڑے یا ہزیمت
پائے تو وہ منافق ایسا کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ نے فضل کیا مین مومنون کے ساتھ جنگ مین حاضر
نہ ہوا اگر جنگ مین شریک رہتا تو انکو مصیبت جو پہنچی مجھ کو بھی پہنچتی وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ
مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ
فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اور اگر پہنچا تمکو فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا

نھی تم مین اور اُس مین کچھ دوستی ای کاش کہ مین ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد کو پاتا لئن
مین لام قسم کا ہو اسکی تقدیر واللہ لئن اصابکم فضل ہو یعنے اللہ کی قسم ہر آئینہ اگر پہنچے تمکو یعنی
مومنون کو فضل یعنی فتح اور غنیمت تو البتہ وہ منافق کہیگا کاش کہ مین ہوتا اُنکے ساتھ یعنی اُس
جنگ مین کہ جسمین مسلمانون کو غنیمت ملی مین بھی ساتھ رہتا تو بڑی مراد کو پاتا یعنی غنیمت مین
مجھکو بھی خوب سا حصہ ملتا معلوم کیجیے کانْ لمْ تکُنْ بینکم وبینہ مودۃٌ کا جملہ لیقولنّ کے اور اس کے
مقولے مین جو یالیتنی ہو معترض واقع ہوا ہے اسکو ذکر کرنے مین منافقون کا عقیدہ سست ہونے
پر تنبیہ ہو اور وہ منافق تمھارے ساتھ ہونا کرکے جو بولتا ہو سو بات تمھارے اور اُسکے درمیان
دوستی نہ رہنے سے ہو فقط غنیمت کی طمع سے بولتا ہو۔ اس جملہ کو معترض لانے مین نہایت حسن ہے
اسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس منافق کا حال ذکر کیا کہ جب مسلمانون کو کچھ سختی پہنچتی ہے کمال
خوشی کرتا ہے اور آپ نہ رہنا غنیمت سمجھتا ہو جب مسلمانون کو فتح اور غنیمت ملتی ہے تو نہایت
غم اور غصہ کھاتا ہو غنیمت نہ ملنے سے اُسکو نہایت رنج ہوتا ہو اس طور کا معاملہ کوئی نکریگا مگر وہ
جو اپنا دشمن ہو گیا واسطے کسی کے ساتھ جب محبت ہوتی ہے تو اپنے دوست کو خوشی ہوئی تو اُسکو
بھی خوشی ہوتی ہے اپنے دوست پر غم ہوا تو اس کو بھی غم ہوتا ہے معاملہ اُسکے برعکس ہو تو وہ
دشمنی کی نشانی ہے مسلمانون کی نکبت کیوقت اُس منافق کا خوش ہونا جب اللہ تعالیٰ نے ذکر
کیا تو مسلمانون کی دولت کیوقت اُسکے غمگین ہونے کو جو غنیمت فوت ہونیکے سبب سے تھا ذکر کیا
لیکن یہہ کلام پورا ذکر کرنیکے قبل کانْ لمْ تکنْ بینکم وبینہ مودۃٌ کے جملہ کو تعجب کی راہ سے ذکر کیا اللہ تعالیٰ
نے گویا یون کہا یہہ منافق کیا کہتا ہے سو سنو اُسکی بات ایسی ہو کہ اُس مین اور تم پاک مومنون مین
اصلا محبت اور الفت نہین تھی فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
بِالْاٰخِرَۃِ پھر چاہیے کہ لڑین اللہ کی راہ مین وے لوگ جو بیچتے ہین دُنیا کی زندگی آخرت پر اس
آیت کی تاویل مین دو وجہ ہین ایک وجہ یہہ ہے یہہ خطاب مخلص مومنون کو ہے یَشْرُوْنَ کی معنی
بیچنے کی ہے یعنی مومن جو اپنی دنیا کی زندگی کو آخرت کے ثواب کے بدلے مین بیچتے ہین اُنکو چاہیے اُنکی

راہ مین لڑین دوسری وجہ خطاب منافقون کو ہے جو جنگ کو نہ نکل کے گھر ہی مین رہتے ہین
اس تاویل پر شیرون اپنی معنی پر ہے یعنی خرید کرنا ترجمہ یون ہے جو لوگ آخرت کے ثواب
کو چھوڑ کے اُسکے درعوض دنیا کی زندگی کو خرید کرتے ہین انکو چاہیئے دل سے ایمان لاوین اور
اللہ کی راہ مین لڑین ان سے نفاق کے کلمہ جو صادر ہوتے ہین انکو ترک کرینگی اور جہاد کو نکلنے کی ترغیب
دی دونون وجہ پر جملہ فلیقاتل کا مقدر شرط کا جواب ہی اور کلمہ الذین کا اپنے صلہ کے ساتھ یشرون
کا فاعل ہے وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ ثمن
اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ مین تبیر مارا جاوے یا غالب ہووے سو عنقریب ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب
اس آیت مین اللہ تعالی نے جہاد کی ترغیب اور منافق جو بولتا تھا کہ اللہ نے مجھ پر فضل کیا سو اُسکی تکذیب کی
مارے جانے سے جنگ مین شہید ہونا مراد ہے غالب ہووے یعنے کافرون پر مظفر و منصور ہووے دونون
حالت مین اُسکو ثواب عظیم ملیگا اس سے معلوم ہوا جہاد سے دوسرا کوئی عمل افضل نہین اجر ملنے کے دو امر کو
اللہ تعالی نے بیان کیا سو اسمین اشارہ ہی کہ جہاد کرنے والا اپنے دل مین انہین دو امر کا خیال رکھے
یا اپنی جان جاوے اور شہادت کہ جس سے عزت ابدی ملتی ہی حاصل ہووے یا کافرون کو عاجز اور مغلوب
کرکے اللہ کے دین کو بلند کرے اس ارادے سے جہاد کیا تو دشمن کے منہہ پر سے ہرگز بھاگنے کا قصد کریگا
اور اوسکے ساتھ مقابلہ کرنے سے بالکل نہ ہٹیگا جس کے دلمین ان دونون امر کا خیال نہ رہے بلکہ
غنیمت ملنے کے قصد سے جہاد کو نکلے تو اس سے بجز بھاگنے کے دوسری توقع نہین اس سے معلوم ہوا
جہاد مین بالذات کافرون کو مارنیکا قصد نہین بلکہ غرض اصلی جہاد سے اللہ تعالی کے کلمہ کو بلند کرنا اور دین
کو غالب کرنی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جو شخص اللہ کی راہ مین نکلے اللہ اُسکا ضامن ہے نہ نکالیگا اُسکو مگر جہاد میری راہ مین اور ایمان
لانا مجھ پر اور سچے کرنا میرے رسولون کو تو مین اُسکا ضامن ہون کہ اُسکو بہشت مین داخل کرون
یا پھیر لاؤن اُسکو اُسکے گھر کی طرف کہ جہان سے نکلا تھا اجر یا غنیمت کے ساتھ کہ جس کو حاصل کیا ہے
یہہ ترجمہ مسلم کے لفظ کا ہی وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ

الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۵

اور تمکو کیا ہی کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے اُنکے جو مغلوب ہین مردون اور عورتون اور بچون
سے جو کہتے ہین ای رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین اس کے لوگ اور ٹھہرا ہمارے واسطے
اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار معلوم کیجیے مالکم استفہام کے
واسطے ہی جہاد کو ترک کرنے سے اللہ تعالی اُنپر انکار کرتا ہی معنی یون ہین جہاد کو ترک کرنے مین تمکو
کچھ عذر نہین کیا واسطے عاجز لوگ کی کیا حالت ہوئی ہے سو اُسکو سوچو والمستضعفین کا عطف
سبیل اللہ پر ہے اور مضاف مقدر ہی تقدیر یون ہے وفی تخلیص المستضعفین یعنی کیا ہوا تمکو کہ
جہاد نہین کرتے اللہ کی راہ مین اور عاجزون کا چھٹکارا کرانے بعضے کہتے ہین اُسکا عطف لفظ اللہ
پر ہے گویا یون کہا فی سبیل اللہ وفی سبیل المستضعفین یعنی اللہ کی راہ مین اور عاجزون کو چھڑانے
کی راہ مین ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُسکی تاویل فی سبیل المستضعفین کرکے روایت کی ہی
اس تقدیر پر مغلوبون کو کفار کی اذیت سے چھڑانا اگرچہ اللہ کی راہ ہی مستضعفین کی راہ نہین لیکن
اللہ تعالی کی یہہ راہ مستضعفین کے خلاص کا سبب تھا اس لئے راہ کو اُنکی طرف اضافت کی
زین البغدادی نے خازن مین کہا ابن عباس کی روایت کے دیکھتے والمستضعفین کی معنی الا المستضعفین
ہے یعنی یہان استثنا مقدر ہی مستضعفین کو جنگ کرنے سے اللہ تعالی نے معذور رکھا ہی انتہی
بندۂ عاصی کہتا ہی حرف استثنا کی تقدیر کرنا نحو کے قانون کے خلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما
کی روایت اس جگہ مستضعفین کی تفسیر مین نہین بلکہ آئندہ الا المستضعفین جو آتا ہی وہان مذکور ہے
انکی اس روایت کو ہم چھپنویں[۵۶] ورد مین بیان کرینگے واللہ اعلم الولدان جمع ولید کی ہی یا ولد کی
ولید کی معنی چھوٹا بچہ وَلَد کی معنی بچہ اللہ تعالی نے بچون کو ذکر کیا سو انکے ظلم کا نہایت حال بیان
کرنیکے واسطے کہا یعنی اُنکا ظلم اسقدر ہی کہ نادان بچون پر جو مکلف نہین ہین ظلم کو روا رکھتے ہین
تا اُنکے ماں باپ کو برا لگے اور بھی ضعیف لوگ دعا مانگتے وقت اپنے ساتھ اپنے بچون کو بھی شریک

کرتے ہین تا انکی دعا جلد قبول ہو کیونکہ وہ ہنوز گناہ سے محفوظ ہین اس لئے ولدان کو ذکر کیا بعضے
کہتے ہین ولدان سے غلامان باندیان مراد ہین کیا واسطے غلام کو ولید اور باندی کو ولیدہ کہتے
ہین مذکر کی تغلیب کے نظر کرتے ولدان کہا باندیان بھی انھین مین مندرج ہوئین قریہ سے مراد مکہ ہے
اسکے ظالم لوگون سے کفار قریش مراد ہین وے شرک و کفر کے سبب سے اپنے نفسون پر ظلم کئے ولی سے
مراد ایک شخص جو انکے امور کا والی ہوتا ہے یعنی انپر حکمرانی کرتا ہے اور نصیر سے وہ شخص جو انکو مدد
کرتا ہے بعضے کہتے ہین ولی اور نصیر سے ولایت اور نصرت مراد ہے اب جعل لنا من لدنک ولیا
الخ کی معنی یون ہونگی ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس کی ولایت اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس
کی نصرت یعنی تو ہمارا والی اور مددگار ہو مفسرین کہتے ہین چند لوگ مکے مین اسلام لائے تھے
لیکن مکہ سے ہجرت کرنیکی انمین طاقت نہین تھی وہان کے عمدہ لوگ کفار اپنے فرزندون کو عورتون کو
قرابتیون کو غلامون کو لونڈیون کو جو ایمان لائے تھے نہ بھاگنا کرکے بیڑیان جڑکے رکھتے تھے
اور بعضے کسیکے محکوم نہین تھے لیکن اکیلے بھاگنے یا پیادہ پا نکلنے کی انمین طاقت نہین تھی عاجز ہو کے
سے اپنے وطن کو چھوڑ نہین سکتے کفار انپر ظلم یا زیادتی کرتے تھے انکو دین سے پھیرنا چاہتے تھے مکہ
مین انکا کوئی حمایتی اور مددگار نہین تھا یہہ مسلمان اللہ تعالی سے دعا مانگنے لگے کہ ہمکو ان ظالمون کے
پنجے سے چھڑا ایک مسلمان کو جو ہم پر حکمرانی کرے اور شرع کے احکام کو جاری کرے اور ہمارا
مددگار ہو اور دشمن سے ہمکو بچاوے ہمارے لئے ٹھہرا اللہ تعالی نے انکی دعا کو قبول کیا اور انکے لئے بہتر
مددگار اور والی مقرر کیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت مکہ کو فتح کئے مظلوم کو ظالم سے بچائے
اور انکی مدد کرے اور کفار کے ہاتھ سے انکو چھڑائے انپر عتاب بن اسید اموی رضی اللہ عنہ کو جنکی
عمر اٹھارہ برس کی تھی مکہ کا عامل کئے وہ مظلومون کی نصرت کرتا تھا ضعیفہ کا حق قوی سے دلاتا تھا
بخاری نے عبید اللہ کی طریق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مین اور
میری مان مستضعفین مین تھے یعنی خود بچون مین اور انکے والدہ عورتون مین اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وے جو ایمان والے ہین لڑتے ہین اللہ کی راہ مین یعنی اللہ کی طاعت

اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ کی خوشنودی کے واسطے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ اور وے جو منکر ہین لڑتے ہین شیطان کی راہ مین فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ
الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ سو لڑو تم شیطان کے حمایتون سے بے شک
فریب شیطان کا سست ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی ایت مین جہاد واجب ہونے کا بیان کیا اس آیت مین
فرمایا ظاہر مین جو جہاد کی صورت ہے اسکو اعتبار نہین بلکہ اعتبار قصد اور خواہش کو ہے مومنون کا قصد
جہاد سے دین کی نصرت وتائید ہے کافر ان شیطان کیواسطے لڑتے ہین اللہ تعالیٰ نے قتال کے دو صورت
فرمایا ایک اللہ کی راہ مین دوسرا شیطان کی راہ مین اس سے یہہ نکلا جنکی لڑائی اللہ کی راہ مین
نہ رہین وے سب شیطان کی راہ مین ہین اس سے معلوم ہوا جو مسلمان کافرون کے ساتھ ہوکے لڑتے
ہین وے گمراہ ہین شیطان کے دوستان ہین پھر اللہ تعالیٰ نے مومنون کو جو اللہ کی راہ مین جہاد کرتے ہین
امر کیا کہ شیطان کے دوستون سے لڑے اور بولا شیطان کا مکر سست ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ اپنے
دوستون کو فتح اور فیروزی بخشتا ہے اور شیطان اپنے دوستونکی مدد کرتا ہے پھر ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کی جسکو سواے اللہ اسکی حمایتی کر نہین سکتا کید
کی معنی مکر اور حیلے سے فساد کرنیکی سعی کرنا شیطان کی ضعف کی تاکید واسطے کان کا لفظ
ضعیفا پر زیادہ کیا عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کی طریق سے روایت کی
ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے تم شیطان کو دیکھو تو اس سے مت ڈرو اسپر حملہ کرو کیا واسطے
شیطان کا فریب سست ہے مجاہد نے کہا مجھکا شیطان نماز مین نمود ہوئے تو مین ابن عباس کے اس قول کو
یاد کرتا ہون اور اسپر حملہ کرتا ہون پھر میرے پاس سے چلا جاتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ ع
لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ کیا تو نے نہین دیکھا انکی
طرف جنکو کہے تھے اپنے ہاتھ بند رکھو اور قایم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اس آیت
کی شان نزول کو نسائی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی سنن مین عکرمہ
کی طریق سے یون روایت کیے گئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے عبد الرحمان بن عوف
رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھ والے چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے یا نبی اللہ

شرک کی حالت مین ہمکو عزت تھی ہم ایمان لائے بعد ذلیل ہوئے ہین یعنی لوگ ہمپر جبر کرتے ہین اور ہمکو حقیر سمجھتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو عفو کرنیکا حکم ہے تم لوگون سے جنگ مت کرو جب مدینہ کو گئے اللہ تعالیٰ جنگ کا حکم کیا تو لوگ جنگ سے باز رہے تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کی حاکم اس حدیث کی تصحیح کی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اس قصہ کو قتادہ سے یون روایت کئے ہین کہ اُسنے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ قبل ہجرت کے جن ایام مین مکہ مین تھے جنگ کرنے پر مستعد ہوکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہمکو امر کیجئے تو ہم مشرکون سے لڑکے اپنا بدلہ لین قتادہ نے کہا ہمکو پہنچا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی یہہ کہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو جنگ سے منع کئے اور فرمائے مجھکو اس بات کا امر نہین ہوا ہے جب ہجرت کئے اور جنگ کرنے کا حکم ہوا لوگ جنگ کو مکروہ جانے تم جو سنتے ہوکئے یعنی آیتون مین جو مذکور ہوا ویسا کئے تب اللہ تعالیٰ فرمایا قُل مَتاعُ الدنیا قلیلٌ والآخرة خیرٌ لمن اتقی ولا تظلمون فتیلاً معلوم کیجئے اس آیت مین مفسرون کو خلاف ہے بعضے کہتے ہین یہہ صفت مومنون کی ہے عبد الرحمٰن بن عوف اور مقداد بن الاسود اور سعد بن ابی وقاص اور قدامہ بن مظعون اور ایک جماعت صحابہ کی مکہ مین اسکو کہتے تھے اور جہاد کا اذن مانگتے تھے ہجرت کے بعد جہاد کا حکم جب ہوا بعضون نے اسکو مکروہ جانا بعضے کہتے ہین یہہ منافقون کی صفت ہے مذکور صفات منافقون کے ہی حق مین صادق آتے ہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ اسے زیادہ لوگون سے ڈرنا صفت منافق کی ہے مومن لوگون کا خوف اللہ کے خوف سے زیادہ جایز نہین اور ہم پر کیا واسطے جنگ فرض کیا ہے کہنا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا منافق کا کام ہے اور دنیا کی متاع تھوڑی ہے کہنے کا حکم رسول کو جو کیا سو یہہ کلام اُسی کو کہینگے جسکی رغبت دُنیا کی طرف بہت زیادہ رہے دنیا کی رغبت زیادہ ہونا صفت منافق کی ہے تو معلوم ہوا یہہ سب منافق کے صفات ہین پہلے قول والے اُنکا جواب یون دیتے ہین کہ زندگی کی محبت اور جنگ سے نفرت کرنا انسان کی جبلی ہے آیت مین ڈر جو مذکور ہوا اُسی جہت سے ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مکروہ جاننے کی جہت سے نہین جنگ کیا واسطے فرض کیا سو سوال انکار کی جہت سے نہین بلکہ اُسمین حکمت کیا ہے سو

سوال ہے دنیا کی متاع تھوڑی ہی کہنا انکے انکار کی جہت واسطے نہین کہا بلکہ انکو رغبت دینے کیواسطے ہے بندہ عاصی کہتا ہے ظاہر یہہ ہے مومنان مکہ مین جنگ کرنیکا حکم مانگتے تھے مدینہ کو ہجرت کئے بعد بھی ڈیڑھ سال تک جنگ کا حکم نہین ہوا مدینہ کو ہجرت کئے بعد مکہ مین کفار سے جو ایذا پہنچی تھی اگرچہ اس سے بچے لیکن یہود اور مدینہ کے لوگ جو اسلام نہین لائے تھے انکی طرف سے طعن تشنیع بولی ٹھولی ہوا کرتی تھی اسکے دفع کرنیکے واسطے مومنان قتال کی آرزو کرتے تھے مدینہ مین منافق جو تھے وے بھی ظاہر مین تو اپنے کو مسلمان کہلاتے تھے مومنون کی موافقت نمود کرنے کیواسطے وے بھی قتال کی آرزو بتانے لگے جب جہاد فرض ہوا انکی قلعی کھل گئی قتال کو مکروہ جاننا مومنون کی ہمت گھٹانا اس مین اعتراض کرنا شروع کئے تب اللہ تعالی نے ان آیتون کو نازل کیا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً پھر جب لکھی گئی انپر لڑائی یعنی انپر جہاد فرض ہوا اور انکو مشرکون سے لڑائی کا حکم ہوا اسی وقت ایک جماعت انکی ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈر ہوا اللہ کا یا اس سے زیادہ ڈر کتب سے مراد فرض ہے یعنے فرض ہوا الناس سے مراد کفار ہین کخشیۃ اللہ مفعول مطلق ہے اسکی تقدیر یون ہے یخشون الناس خشیۃ کخشیۃ اللہ او اشد کا عطف خشیۃ اللہ پر ہے اسمین او کا لفظ جو مذکور ہوا شک کیواسطے نہین بلکہ مخاطب کو ابہام مین ڈالنے کیواسطے یعنے وہ دو صفت مین سے ایک صفت پر ہین یا تو مساوات ہر یا زیادتی کیا واسطے دو خوف جب جمع ہوتے ہین تو دونون مین سے ایک خوف یا زیادہ ہوگا یا کم یا مساوی اللہ تعالی نے اس آیت مین کہا لوگون سے انکا ڈرنا اللہ کے ڈر سے کم نہین یا تو مساوی ہوگا یا زاید بعضے کہتے ہین اَوْ اس جگہ واو کی معنی سے ہے بعضے کہتے ہین بل کی معنی سے یعنی ڈرتے ہین لوگون سے جیسا اللہ سے ڈرتے ہین بلکہ اللہ کے ڈر سے زیادہ ڈر وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ اور کہنے لگے ای رب ہمارے تو کیون لکھا یعنی کیون فرض کی ہمپر لڑائی اس جملہ کا عطف یخشون پر ہے لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ٥ کیون نہ ڈھیل دی ہمکو ایک قریب وقت تک یعنی ہم کو تھوڑی سی عمر کیون نہ جینے دیا انکے مقولے کا حاصل یہہ ہے ہمپر قتال کیا واسطے فرض کیا

ہمپر جہاد فرض نہ کرتا تو بہتر تھا چند روز جی کے اپنی موت کا وقت جب پہنچتا تو ہم مرتے یہہ قول اگر منافقون کا ہے تو ظاہر ہے اگر بعضے مومنون کا ہے تو وے اُسکو محض جنگ کے اندیشہ سے کہے اُنکا اعتقاد یہہ نہین تھا لیکن اللہ تعالی اُن کو آگاہ کئے بعد اُس سے توبہ کئے قُلْ تو کہہ اے محمد مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ فایدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیز گارون کو اور ستم ہوگا تمپر بتی برابر مَتَاعُ دنیا سے مُراد وہ چیز کہ جس سے دُنیا مین فایدہ لیا جاتا ہے لَا تُظْلَمُونَ کو ابو جعفر اور ابن کثیر اور حمزہ اور کسائی اور خلف لَا يُظْلَمُونَ یاء مثناۃ تحتانیہ سے جمع مذکر غایب کے صیغہ سے پڑھتے ہین انکی قرأت پر معنے یون ہونگے ستم ہوگا اُپر یعنی مذکور لوگون پر جو اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِينَ مین ہین باقی کے قرا لَا تُظْلَمُونَ جمع مذکر حاضر کے صیغے سے پڑھتے ہین دونون قرأتون پر وَلَا تُظْلَمُونَ کے جملے کا عطف مقدر پر ہے اُسکی تقدیر یون ہے تجزون فيها ولا تظلمون یعنی تمکو آخرت مین جزا میگی اور تم پر ستم ہوگا یعنی تمھارے اعمال کے ثواب سے فتیل کے برابر بھی نقصان ہوگا فتیل بتی کو کہتے ہین جو خرمے کے تخم کے درمیان رہتی ہے اُسکا بیان اوپر مذکور ہوا معلوم کیجیے آخرت کئی وجھون سے بہتر ہوئی دنیا کی نعمتین تھوڑے ہین آخرت کی نعمتین بحساب ہین دنیا کی نعمتین منقطع ہوجاتے ہین آخرت کی نعمتین سدا رہینگے دنیا ہم اور غم کے ساتھ ملی رہتی ہے آخرت کدورتون سے صاف ہے دنیا کی نعمتون مین شک ہے کیا واسطے کسی شخص کے پاس اگرچہ تمام قسم کے نعمتین موجود رہین لیکن اسکو شک ہے کہ کل کے دن کیسی گذرتی ہے آخرت کی نعمتین یقینی ہین اُن مین شک نہین اِن سب وجھون کے دیکھتے آخرت کو دنیا پر ترجیح ہے مگر یہہ بہتری اور خوبی حاصل ہوگی مگر متقین کو اُسی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالی لِمَنِ اتَّقَى کی قید لگایا اَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ جہان تم ہوگے موت تمکو آ پکڑیگی اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین بروج جمع برج کی ہے عرب کے کلام مین برج قلعہ اور گڑھی کو کہتے ہین مشیدہ کی معنی بلند یا چونے سے باندھی اور گلابہ کئی ہوئی عکرمہ سے مروی ہے کہا بروج مشیدہ حویلیان ہین بیچ آسمان مین معلوم کیجیے جہاد فرض ہونے سے بعضے لوگون کو ڈر ہوا سو محض موت کے اندیشہ سے تھا

ورد ۵۳

تھوڑی سی عمر تک ہمکو جینے کیون نہین دیا کہے سو انکو اس خیال سے پھیرنے کو اللہ تعالی نے یہہ
فرمایا کہ موت سے تمکو بچاؤ ہرگز نہین کیسی مضبوط جگہہ مین بھی ہوگے تو موت تمکو نہ چھوڑیگی مرنا
جب ضرور ہوا بچھونے پر پڑکے مرنے سے اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرکے مرنا کہ جس موت سے
سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے افضل اور بہتر ہے بعضے مفسرون نے کہا یہہ آیت منافقون کی شان
مین نازل ہوئی احد مین لوگ جو شہید ہوئے تھے اُنکے حق مین کہتے تھے لو کانوا عندنا ما ماتوا وما
قتلوا بندہ عاصی کہتا ہے اُحد کے دن کے منافقون کے مقولے کے رد مین اللہ تعالی نے اسی
آیت مین کہدیا واللہ یحیی ویمیت اور فرمایا قل فادرءوا عن انفسکم الموت ان کنتم صادقین یہان
لوگون کا مقولہ جو مذکور ہوا اُسکے رد مین اس آیت کو حمل کرنا اولی ہے واللہ اعلم ابن جریر
اور ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ مین مجاہد سے روایت کیئے ہین اُس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبعث کے قبل ایک عورت تھی بچہ جنی اور اپنے اجیر یعنی ٹھیکے والے کو یا نوکر کو کہی تو جا کے
آگ لا اجیر گھر کے باہر نکلا سو اُسکے گھر پر دو شخص کو دیکھا کھڑے ہوکے بات چیت کرتے ہین انہین سے
ایک نے دوسرے سے پوچھا یہہ عورت کیا جنی دوسرے نے کہا لڑکی جنی پہلے نے کہا یہہ لڑکی سو بھر آدمیون سے
چھنالا کریگی آخر اُسکو اُسکا اجیر نکاح کریگا بعد مکڑی سے وہ رنڈی مریگی اجیر بولا واللہ مین تمہاری
بات جھوٹ کر دیتا ہون یہہ کہکے آتش لانے کیواسطے ٹھیکرا جو ہاتھ مین تھا پھینک دیا اور چھرا تیز کرکے
لڑکی کے پاس جا کے ایسا کہا کیا تو سو آدمیون سے چھنالا کیگی بعد مین تجھکو نکاح کرون پھر اُسکے شکم کو
چھرے سے پھاڑ دیا اور سمجھا کہ وہ مرگئی اور چھرا پھینک کے بھاگ گیا لڑکی کا چلانا سنکے اُسکی ماں
آئی دیکھی کہ اُسکا پیٹ کسی نے چیر دیا ہے اُسکو ٹانکے دیکے علاج کرنے لگی یہانتک کہ وہ لڑکی چنگی ہوئی
وہ اجیر وہان سے بھاگ کر دوسرے شہر کو گیا کئی مدت وہان رہ کر پیسے والا ہوا سو چاہا اپنے شہر کو
جانا اور دیکھنا کہ کون مرا ہے اور کون زندہ ہے پھر اپنے شہر کو آیا اور ایک بڈھیا کے گھر جا کر
اُترا اور اُسکو بولا کسی خوبصورت رنڈی کو میرے پاس بُلا لا تا اُس سے کار روائی کرون اور اسکی
اُجرت کیا ہوتی ہے اُسکو دیڈالون اس شہر مین نہایت حسین رنڈی وہی لڑکی تھی جسکے شکم کو

اجیرنے پھاڑا تھا بڑھیا جاکے اُسکو چھنالے کیواسطے بُلا لائی اور مال کی طمع بتلائی لڑکی کہی مین اوّل چھنالا
کرتی تھی اب مین اُس سے باز آئی ہون بڑھیا آکے اُسکا احوال اس اجیرسے کہی اجیر اُسکے حسن وجمال
کا حال سنکے کہا اُس سے نکاح کا پیغام کر پھر نکاح پر راضی ہوکر نکاح کی اور دونون کمال اُلفت ہوئی
سو ایک دن اجیرنے اپنا قصہ اُس عورت سے بیان کیا عورت کہی میری مان بھی یہہ قصہ مجھسے کہی تھی
اور مین وہی لڑکی ہون کہ جسکے شکم کو اجیرنے چیر دیا تھا اجیرنے کہا تو اگر وہی لڑکی ہے شکم کو دیکھنے
سے معلوم ہوجائیگا پھر شکم کو دیکھا اُس پر زخم کا نشان پایا تب بولا دونون شخص سچ کہے کہ تھے
سو آدمی سے چھنالا کرے بعد اب مین تجھکو نکاح کیا اگلی تیری بات بھی سچ ہوگی اور مکڑی سے
تو مرگی عورت کہی مین چھنالا کی لیکن سو مرد ہین یا اُس سے زیادہ یا کم مجھکو معلوم نہین اجیرنے کہا
واللہ سو مرد سے ایک بھی کم یا زیادہ نہین پھر مکڑی کے ڈرسے شہر کے کسی جانب مین جاکے ایک مکان
تیار کرکے وہان رہنے لگے اللہ تعالی جسقدر دونون ملکے رہنا چاہا تھا اتنے دن رہے جب اجل
آن پہنچی دیکھنا کیا ہے گھر کے سقف پر مکڑی ہے اور وہ عورت اُسکے متصل ہے مرد نے کہا واللہ سقف پر
مکڑی بیٹھی ہے عورت کہی تم سمجھتے ہین کہ مجھکو یہہ مکڑی مارےگی اوسکے مارنے کے آگے مین اسکو مار ڈالتی ہون
غرض مردنے اُٹھکے مکڑی کو زمین پر گرایا عورت کہی اُسکو کوئی نہ مارو مین مارونگی پھر اپنی انگلی اُس پر
رکھکے دباکر اُسکا پیٹ پھوڑی اُسکا زہر اُڑکے ناخن اور گوشت کے درمیان پڑا اُسکا پیر سیاہ ہوکر مر گئی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونے کے بعد اللہ تعالی نے حضرت پر نازل کیا اینما تکونوا یدرککم الموت
ولو کنتم فی بروج مشیدة وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور اگر پہنچے انکو
کچھ بھلائی کہین یہہ اللہ کی طرف سے ہے بغوی نے کہا یہہ آیت یہود اور منافقون کی شان مین نازل ہوئی
اُسکا بیان یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو جب تشریف لے آئے وہان کے کال نمود ہوا پھل پھلائی بہت
ہوئی اُنکے رزق مین کشایش ہوئی جب منافق نفاق ظاہر کئے اور یہود عناد کرنے لگے تو اللہ تعالی نے انمین
کچھ سختی نمود کیا تب یہود اور منافق کہنے لگے یہہ شخص یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب جب سے ہمارے
شہر مین آئے ہین تب سے ہمارے پھلون مین اور زراعتون مین نقصان شروع ہوا اُنکے حق مین اللہ تعالے نے

یہہ آیت نازل کی اور کہا اگر پہنچے انکو یعنی یہود اور منافق کو کچھ بھلائی یعنی اناج وانہ سستا ہووے پھل
بہت نکلے تو کہتے ہین یہہ اللہ کی طرف سے ہی وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ
اور اگر پہنچے انکو کچھ برائی کہین یہہ تیری طرف سے ہی یعنے اناج گران ہووے اور پھلون مین نقصان آوے تو
کہتے ہین محمد اور انکے اصحاب انکی شومی سے ہی قتادہ نے کہا حسنہ سے نعمت اور سیئہ سے مصیبت مراد ہے
بعضے کہتے ہین حسنہ سے فتح اور غنیمت سیئہ سے شکست اور ہزیمت مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
منقول ہی ہے حسنہ سے فتح اور غنیمت جو بدر کے جنگ مین ہوئی مراد ہی سیئہ سے ہزیمت اور زخم جو احد مین
پہنچے معلوم کیجیے حسنہ اور سیئہ کا لفظ عام ہی سب حسنات اور سیئات کو شامل ہی تو ہر بھلائی اور برائی
اُسکے عموم مین داخل ہوگی قُلْ تو کہہ اے محمد كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ
يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا سب اللہ کی طرف سے ہی سو کیا حال ہے اُن لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات مراد
سب سے نیکی بدی سکال خشک سالی غنیمت ہزیمت فتح قتل طاعات و معاصی سب اللہ کی طرف سے ہین لیکن جو بھلائی
اللہ کا فضل ہی اور برائیان اللہ کی طرف سے آزمایش ہی لوگون سے منافق و یہود مراد ہین جو ایسی باتین بکتے ہین
لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات یعنی انکو بات کی سمجھ نہین ہے یعنی قرآن کی معانی کو نہین سمجھتے اور خیر و شر
سب اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان نہین لاتے اللہ کے سوا جتنے چیزین ہین وے سب اللہ تعالی کی طرف
ہی نسبت کئے جاتے کچھ شبہہ نہین نہایت ظاہر وجلی ہین ایسی ظاہر چیز کو وے فہم نکرنے سے تعجب کی راہ
کرتے فمال ہٰؤلاء القوم آہ کہا مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ جو تجھکو بھلائی پہنچے سو اللہ کی
طرف سے ہے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور جو تجھکو برائی پہنچے سو تیرے
نفس کی طرف سے ہے دونون جملون مین اصابک کا خطاب مطلق انسان کو ہے کہ جس سے حسنہ اور سیئہ
صادر ہونا ممکن ہے بعضے کہتے ہین خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے اُمت کے لوگ
مراد ہین تیرے نفس کی طرف سے ہے یعنی آدم کے فرزند تیری گناہ کی عقوبت ہے معلوم کیجئے اوپر
کی آیت مین حسنہ اور سیئہ کی تفسیر مین جو کہے ہین یہان بھی وہی کہتے ہین بعضے ہین حسنہ سے نعمت
اور سیئہ سے محنت مراد ہے حسنات سے طاعات اور سیئات سے معاصی مراد نہین اکثر متاخرین اسکو

اختیار کئے ہین طیبی نے کہا ہے اولی ہے اس تاویل پر قدریہ اس آیت سے اپنے مذہب کی دلیل جو
لیتے ہین کہ اس آیت مین اللہ تعالی نے حسنہ کو اپنی طرف نسبت کیا اور سیئہ کو بندے کی طرف سو اس سے
معلوم ہوا خالق سیئہ کا بندہ ہے سو باطل ہو گیا واسطے نعمت اور محنت بندے کے افعال سے نہین عرب کا محاورہ
ایسا ہے طاعت اور معصیت مین اصابنی نہ کہینگے یعنی مجھکو پہنچی بلکہ اصبتہا کہینگے یعنی مین نے اسکو کیا
یہان اصابت کی نسبت جب غیر کی طرف کی تو معلوم ہوا کہ اس حسنہ اور سیئہ سے طاعت اور
معصیت مراد نہین بلکہ نعمت اور محنت مراد ہے کیا واسطے اُن مین اصابت کی نسبت غیر کی
طرف کرتے ہین بعضے کہتے ہین مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ سے نصرت اور ظفر ہے جو بدر کے دن ہوا سو
یہہ اللہ تعالی کا فضل ہے اور مَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ سے قتل اور ہزیمت ہے جو احد کے دن ہوئی سو
یہہ تیرے نفس کی شامت ہے جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خلاف کیا یہہ قول اوپر قول کے
بہ نسبت اخص ہے لیکن مآل دونون کا ایک ہی ہے بعضے کہتے ہین حسنہ اور سیئہ سے عموم مراد ہے حسنہ مین
طاعت اور نعمتین اور سیئہ مین معاصی اور محنتین سب داخل ہونگے امام رازی نے اسکو ترجیح دی ہے اگر
کوئی اعتراض کرے کہ پہلی آیت مین کہا سب اللہ کی طرف سے ہے اور اس آیت مین کہا برائی انسان کی نفس
کی طرف سے ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ پہلی آیت مین سب اشیا کو اللہ کی طرف جو نسبت کیا وہ نسبت حقیقت
پر ہے کیا واسطے سبکے افعال کا خالق اور موجد اللہ تعالی ہے دوسری آیت مین سیئہ کی نسبت بندے کے نفس کی
طرف کیا سو مجازا ہے اسکی تقدیر یون ہے مَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فمن اللہ بسبب نفسک عقوبۃ لک یعنی تجھکو برائی
اللہ کی طرف سے پہنچی سو تیرے نفس کی طرف سے ہے تیری عقوبت کیواسطے وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا
اور ہم نے تجھکو بھیجا سب لوگ کی طرف پیغام پہنچانے کو یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے
یعنی اے محمد ہمنے تجھکو تمامی لوگون کی طرف رسالت پہنچانیکے واسطے بھیجا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے منصب کے جلالت اور حضرت کا مرتبہ جو اللہ کے پاس ہے اسکو بتانے کیلئے اس جملہ کو ذکر کیا وَكَفٰى بِاللّٰهِ
شَهِيْدًا ۝ اور اللہ بس ہے سامنے دیکھتا یعنی تجھکو کافہ ناس کی طرف رسول کرکے جو بھیجا سو اسکا
گواہ اللہ ہے تیری اطاعت اور متابعت سے نکلنا کسیکو نہین پہنچتا بعضے کہتے ہین تو اپنی رسالت لوگون

پہنچانے کا گواہ اللہ بس ہے بعضے کہتے ہین حسنہ اور سیئہ سب اللہ کی طرف سے ہونیکا گواہ بس ہے

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ جس نے حکم مانا رسول کا پھر تحقیق اُس نے حکم مانا اللہ کا

اس آیت کی شان نزول کو بغوی نے ایسا ذکر کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو شخص میری اطاعت کیا اُس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے مجھکو دوست رکھا بعضے منافق یہہ سنکے کہنے لگے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کو جیسا رب کہتے ہین ویسا ہی یہہ شخص اپنے کو رب کہو بولتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا بغوی نے اسکو بن سند کے ذکر کیا ہی ولی عراقی اور حافظ عسقلانی کہتے ہین اس حدیث کو کون روایت کیا سو ہمکو وقفیت نہین آیت کی معنی یون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام الٰہی کا امر یا نہی جو کرتے ہین ان احکام کو جو بجالایا تو وہ اللہ کے حکم کو بجالایا رسول کا امر اللہ کا امر ہی کیا واسطے حقیقت مین اللہ تعالیٰ نے اسکا امر کیا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب الرسالہ مین کہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی تکلیفات کی تکلیف اپنی کتاب مین دی ہے جیسے وضو نماز زکواۃ روزہ حج وغیرہ جو قرآن مین مذکور ہین اور تکلیفات جنکا بیان قرآن مین نہین ہوا ہے اُن تکلیفات کو ہم ادا کرنا بدون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کئے کے ممکن نہین تھا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے بیان کا واسطہ ٹھہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہوئی انتہی معلوم کیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے پر اس آیت مین بڑی دلیل ہی جتنے اوامر نواہی کئے ہین اور جو احکام خلق کو پہنچائے ہین اُن سب مین معصوم ہین اور خطا سے محفوظ کیا واسطے ایک بات مین بھی خطا ہو تو حضرت کی اطاعت اللہ کی اطاعت نہین ہولی اور جو فعل آپ کئے ہین اُسمین بھی معصوم ہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے اُنکی متابعت کرنیکا امر کیا اور بولا فاتبعوہ متابعت اسکو کہتے ہین کہ ایک شخص جو کیا سو آپ بھی ویسا ہی کرنا اس سے ثابت ہوا حضرت کے تمامی اقوال مین اور افعال مین ہمکو متابعت کرنا لازم ہے اسمین اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے حکم کو بجالانا ہی ہان جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصیصہ ہونا دلیل سے ثابت ہوا ہے اُسمین ہم حضرت کی متابعت نکرنا اس بیان سے ثابت ہوا سواے اللہ تعالیٰ کے کسیکی اطاعت نہین رسول اللہ تعالیٰ کا

حکم لایا کرکے اسکی اطاعت کئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہوئی وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ اور جو الٹا پھرا تو ہمنے تجھکو نہین بھیجا انپر نگہبان یعنی جو شخص تیرے حکم سے منہہ پھیرا
اور تیری اطاعت سے کنارہ کشی کیا تو اُسکے لئے تو آزردہ مت ہو کیا واسطے تو انکا نگہبان نہین ہی معلوم
کیجئے رسول کے حکم سے اعراض کرنا سویا دل سے اعراض کرنا مراد ہی اس صورت مین آیت سے غرض یہہ ہے
تیرا حکم ظاہر پر ہے اُنکے بطون مین جو ہے تو اُسکے درپے مت ہو یا ظاہر مین اعراض کرنا مراد ہی اس
تقدیر پر فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا سے مقصود یہہ ہے انکی کنارہ کشی سے تو آزردہ نہونا کیا واسطے لوگون کو معاصی
سے نگہبانی کرنیکے واسطے ہم تجھکو نہین بھیجے اس تقدیر پر آیت محکم ہے منسوخ نہین اس سے غرض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے یا معنی یون ہے انکی کنارہ کشی پر تجھکو انکے زجر مین مشغول ہوتے واسطے ہم نگہبان
نہین کئے ہین اس تقدیر پر یہہ حکم آیت قتال سے منسوخ ہو گا وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ
عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ اور کہتے ہین ہم فرمانبردار ہین پھر جب
باہر گئے تیرے پاس سے تو مشورہ کرتی ہے انہین کی ایک جماعت سوا تیری بات کے یعنی تیرے خلاف
مین مشورہ کرتے ہین ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت منافقون کی
شان مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوتے تو کہتے ہم آپکے مطیع و فرمانبردار
ہین حضرت کے پاس سے باہر گئے تو حضرت کی مخالفت کرنے پر منصوبہ کرتے طَاعَةٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے
اُسکی تقدیر یون ہے اَمْرُنَا طَاعَةٌ یعنے ہمارا کام آپ کی طاعت کرنی ہے یا مبتدا ہی اُسکی خبر محذوف
ہے اُسکی تقدیر مِنَّا طَاعَةٌ یعنی ہمارے سے آپکی طاعت ہی ہوگی بَيَّتَ ماضی کا صیغہ ہے تبییت سے شبکو جو
کام کرتے ہین اُسکو تبییت کہتے ہین پھر بعد جس امر مین بہت تفکر کرے اور اُسکے مصالح اور مفاسد مین
تامل کرے تو اُسکو تبییت کہنے لگے اگرچہ شب کا وقت نہو یعنی وے لوگ تیرے پاس سے نکلے تو تیری مخالفت
کی مشورت کرتے ہین بعضے کہتے ہین تبییت کی معنی تبدیل اور تغییر ہے یعنی بدل دیتے ہین اور تغییر دیتے
ہین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے منہم کا لفظ من تبعیضیہ کے ساتھ ذکر کرکے منافقون سے بعضون کو اس
صفت سے مخصوص کیا کس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ان منافقون سے بعضے اپنے کفر اور نفاق پر

رہینگے اور بعضے نفاق کو چھوڑ دینگے اور توبہ کرینگے سو نفاق پر جو ثابت رہینگے انکو ذکر کیا بعضے
کہتے ہین منافقون کے بعضے لوگ شب کو جمع ہو کر یہہ منصوبہ کئے تھے اس لئے انکو مخصوص کیا بندۂ عاصی
کہتا ہے تبئیت کی معنی مین فکر اور تامل کا لحاظ ہے فکر اور تامل کرنا ہر کسی کا کام نہین بلکہ جو لوگ
عقلمند ہین انہین سے فکر اور تامل ہوتا ہے اس لئے انہین سے بعضون کو جو فساد کی عقل اور منصوبہ
کرنیکی لیاقت تھی انکو ذکر کیا جو لوگ منصوبے کے لایق نہین بلکہ فقط مفسدون کے کہنے پر عمل کرتے ہین انکو
ذکر نہین کیا وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ اور اللہ لکھتا ہے جو ٹھہراتے ہین یعنی منافق منصوبہ کرکے
تیرے خلاف کی بات جو ٹھہراتے ہین اسکو اللہ تعالیٰ انکے عمل نامہ مین لکھنے کا امر فرشتون کو
کرتا ہے تا قیامت کے دن انکی جزا دیوے فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ سو تو تغافل کر ان سے یعنی ای محمد تو منافقون
سے تغافل کر در گذر ان سے بدلا لینے کا خیال مت کر وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور بھروسا کر اللہ پر
یعنی منافقون کے مقدمے مین تیرے امر کو اللہ تعالیٰ کے تفویض کر اللہ تعالیٰ انکے مکر کو چلنے نہ دیگا
اور ان سے تیرا بدلا لیگا وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یعنی تجھکو انپر
مظفر و منصور کرنے والا أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ کیا غور نہین کرتے قرآن مین معلوم ہووے کہ جیسے
اللہ تعالیٰ نے منافقون کے مکر چند اقسام کے بیان کیا یہہ سب کام ان سے اسواسطے صادر ہوتے ہین
کہ وے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے دعوی مین تصدیق نہین کرتے ہین انکا گمان ایسا ہے
کہ یہہ شخص رسالت کا دعوی جو کرتا ہی اس دعوی مین کاذب ہے اس لئے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت کے دلایل مین جو آفتاب سے زیادہ روشن ہین تامل کرنیکا حکم کیا أَفَلَا مین ہمزہ استفہام
انکاری کا ہے تدبر کی اصل معنی کسی چیز کے انجام کار مین نظر کرنا اس کام کے کرنیکے پیچھے کیا ہوگا
سو سوچنا بعد اسکو تفکر اور تامل کرنے مین استعمال کئے قرآن کو تدبر کرنا یعنی اسکی معنی مین تامل کرنا
اور اسکے حکمتون مین تفکر کرنا اسمین آیتین اور معجزے جو ہین ان سے بینائی حاصل کرنا علما کہتے ہین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت کی دلیل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن اور اسمین تدبر کرنیکو ٹھہرایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر تین وجہ سے قرآن دلالت کرتا ہے پہلی وجہ اسکی فصاحت

کہ جسکے مثل کو لانے سے فصحاء عرب عاجز ہوئے دوسری وجہ غیب کے باتوں کی خبر دینا تیسری وجہ اختلاف اور تناقص سے سالم رہنا سو اللہ تعالی انکی طرف اشارہ کرکے فرمایا وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو البتہ پاتے اسمین تفاوت بہت یعنی اسمین اختلاف نہونا وہ اللہ کا کلام ہونے پر دلیل ہے کیا واسطے قرآن بڑی کتاب اور بہت سے علوم پر مشتمل ہے اللہ کے سوائے اور کسی کی تراش ہوتی تو اسمین جملے جو باہم مگر تناقص رکھتے ہین واقع ہوتے کیا واسطے جو بڑی کتاب ہوتی ہے اسمین جملے متناقض موجود ہونا ضرور ہے قرآن مین ایسے متناقض جملے نہونا دلیل ہے کہ وہ اللہ کے یہان کی کتاب ہے بعضے گمراہ لوگ کا اسکے بعضے جملون مین تناقض سمجھنا انکے فہم کا قصور ہے اور بھی منافق لوگ اقسام کے حیلے مکر فتنہ فساد برپا کرنیکے پوشیدہ تجویزین کرتے اللہ تعالی انکے کامون پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کرتا آیتین نازل کرتا حضرت وقت بوقت انکے حالتون کو بالتفصیل بیان کرتے حضرت کے فرمودے مین کچھ خلاف نہین آتا اگر اللہ کے یہان سے نہوتا تو غیب کی خبر دینے مین البتہ اختلاف ہوتا کیا واسطے غیب دانی اللہ تعالی کے سوائے کسی کو نہین کسی خبر مین تفاوت اور اختلاف نہ آنا دلیل ہے کہ وہ اللہ کے یہان سے ہے اور بھی جنکو فصاحت و بلاغت مین لاف رہتا ہے اور اپنی عمر اس علم کو حاصل کرنے مین صرف کرتے ہین یا این تھوڑی سی عبارت یا کوئی چھوٹی غزل یا قصیدہ بناتے ہین کلام ایک اسلوب پر نہین رہتا ایک بیت فصیح رہتی ہے دس بیت رکیک رہتے ہین کوئی جملہ بلیغ ہوتا ہے کوئی سخیف قرآن باوجود طویل ہونیکے اسکی فصاحت و بلاغت مین کہین اختلاف اور تفاوت نہین ہے سب یکسان بلاغت کے مرتبۂ علیا مین ہے تو معلوم ہوا وہ اللہ تعالی کا کلام ہے معلوم کیجئے اختلاف کو کثیرا سے وصف جو کیا ہے اختلاف قلیل سے احتراز کرنیکے واسطے نہین کیا واسطے قرآن مین اصلاً اختلاف نہین بلکہ اختلاف کثیر سے تناقض اسکے معانی مین اور تفاوت اسکے نظم مین مراد ہے یا ملازمے کو ثابت کرنیکے لئے اختلاف کو کثرت کی قید مبالغہ کے واسطے لگایا یعنے اگر وہ کلام اور کسی کا ہوتا تو اسمین تھوڑا اختلاف تو ایکطرف بہت سا اختلاف

ہوتا لیکن وہ اللہ کے یہان کا ہے سو اُس مین بالکل اختلاف نہین بہت تو کیا تھوڑا بھی اختلاف نہین وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ اور جب آوے انکو کوئی امر یعنی اُن پاس پہنچے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو مشہور کرتے ہین اسکو وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اور اگر پھیرتے اُسکو رسول کی طرف اور اپنے اختیار والون کی طرف تو البتہ اُسکو جانتے جو اُنمین اُسکی تحقیق کرنے والے ہین مفسرین کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجین وغیرہ جب اطراف مین روانہ کرتے تو منافق اُنکے احوال کی دریافت مین لگتے پھر فتح یا شکست کی خبر کچھ اُنکو پہنچتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی خبر دینے کے اول منافق اُسکو مشہور کر دیتے کہ جس سے مسلمانون کو ضرر ہوتا تب اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا جب منافقون کے پاس آوے کوئی امر امن سے یعنی پہنچے اُنکو خبر فتح و غنیمت کی یا خوف سے یعنی خبر شکست اور قتل کی تو اس خبر کو مشہور کر دیتے ہین کہ جسکا چرچا لوگون مین ہو جاتا ہے اگر اُس امر کو یعنی اُس خبر کو جو لوگون مین مشہور کئے ہین رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف رد کرتے یعنی اُس خبر کو کسی سے نہ کہتے تا رسول جو مناسب سمجھے سو خبر دیتا اور اولی الامر کی طرف رد کرتے تا وے جو مناسب جانتے سو اُسکی خبر دیتے اولی الامر سے عقلمند لوگ مراد ہین جیسے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بعضے کہتے ہین اولی الامر سے لشکر کے اور فوج کی ٹکری کے اُمرا مراد ہین معلوم کیجیے یہہ حکم منافقون کے حق مین ہے منہم کی ضمیر لا کی اُنکے اولی الامر جو کہا گیا واسطے کہ منافق ظاہر مین اپنے کو مسلمانون مین ہی شمار کرتے تھے سو ظاہر کے دیکھتے منہم کہا استنباط کی لفظ مشتق نبط سے ہے نبط پانی کو جو پانی کھودے بعد اول نکلتا ہے کہتے ہین وہ پانی نیدنے کو استنباط کہتے ہین بعد عالم اپنی عقل کی رسائی سے اور طبیعت کی ذکاوت سے مسائل اور مطالب جو نکالتا ہے اسکو استنباط کہنے لگے یعنی منافقین اور اخبار کا چرچا کرنے والے امن اور خوف کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اولی الامر کی طرف رد کرتے تا احوال کی حقیقت اُنکی وساطت سے معلوم ہوتی معلوم کیجیے

خوف کی خبر جب مشہور کرے تو اسمین ضعیف مسلمانون کے دلون مین ضعف آتا اور انکو پریشانی مین ڈالنا ہے اس لیئے اسکے مشہور کرنیکو بد ٹھہرایا امن کی خبر مشہور کرنے مین تو یہہ پریشانی نہین تھی اسکو بد ٹھہرانیکا سبب یہہ ہے کہ امن کی بات کی ہوائی جب اُڑا دے مثلاً لشکر کی فتح کی خبر مشہور کرے تو مسلمانون کو ایک خوشی کی دل جمعی ہوگئی اپنی فوج کی کمک کو جانے واسطے تیار جو ہوئے تھے ٹھہر گئے فی الحقیقت یہہ خبر راست نہ تھی کمک وقت پر نہ پہنچنے سے فتحیابی مین خلل ہوا اس لیئے اسکو بد ٹھہرایا اور یہہ بھی ہے کہ امن کی خبر ملکی مصلحت کے نظر کرتے اخفا کرنی منظور تھا اسکو اخفا نہ کرے وہ خبر مشہور ہو جاوے تو اخفا مین مصلحت جو تھی فوت ہو جائیگی مثلاً مسلمانون کے دو دشمن تھے مسلمان چاہے ایک دشمن سے مصالحت کرکے دوسرے سے جنگ کرنا اور دشمن صلح کرنے پر بھی راضی ہوا سو یہہ امن کی خبر کو جب مشہور کر دیوے تو احتمال ہے کہ وہ اس دشمن کو اپنے ساتھ شریک کر لیوے اور صلح سے باز رکھے غرض ایسے مصلحتون کے نظر کرتے خوف کی خبر مشہور کرنے مین جیسے مضرت ہین امن کی خبرون کو بھی مشہور کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہے اس لیئے دونون کو مشہور کرنے سے منع کیا علوم کیجیے مسائل مین قیاس کرنا صحیح اور حجت ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے کیا واسطے اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے عوام کو استنباط کرنے والون کی طرف رجوع کرنیکا امر کیا استنباط کرنے والے اس حکم کو کتاب و سنت کے نص سے بیان کرے تو اسکو استنباط نہ کہینگے معلوم ہوا استنباط نص کے سوائے ہے اس سے ثابت ہوا کہ وہ حجت ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ اور اگر ہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر تو البتہ تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے یہہ اِلَّا قَلِیْلًا کو کس چیز سے استثنا کیا اسمین مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین اذاعوا مین اذاعت جو ہے اُس سے استثنا ہے تقدیر اُسکی یون ہے اذا جاءہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ الا قلیلا یعنی جب پہنچے اُن پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو اُسکو مشہور کرین مگر تھوڑے یعنی تھوڑے منافق ان خبرونکو مشہور نہین کرتے سو بعضے منافق اور مومنون کو اس اذاعت کرنے سے استثنا کیا یہہ قول ابن عباس کا ہے فرا اور ابن جریر اسیکو اختیار کئے ہین بعضے کہتے ہین یستنبطون مین استنباط جو ہے

اُس سے استثنا ہی تقدیر یون ہے لعلمه الذین یستنبطونه منهم الا قلیلا یعنی جانتے اُسکو جوان مین استنباط کرنیوالے ہین مگر تھوڑے یہہ قول حسن اور قتادہ کا ہے ابن قتیبہ نے اسکو اختیار کیا ہے یہہ دونون قول پر آیت مین تقدیم و تاخیر ہے بعضے کہتے ہین یہہ اتباع الشیطان سے استثنا ہی یعنے تھوڑے لوگ شیطان کی پیروی نکرتے یہہ قول ضحاک کا ہے زجاج نے اُسکو اختیار کیا ہی کیا واسطے حرف استثنا جس سے متصل ہے اُسی سے استثنا کرنا بعید سے استثنا کرنے سے اولی ہے اس قول پر فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کا نازل کرنا رحمت سے ہدایت اور توفیق مراد ہے معنی یون ہوگی اگر اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے اور قرآن نازل فرماکے تمپر فضل نہ کرتا ہدایت اور توفیق سے تم پر مہر نہ کرتا تو تم شیطان کی پیروی کرتے یعنے تم اپنے کفر و ضلالت پر باقی رہتے مگر تھوڑے نادر لوگ کہ وے شیطان کی پیروی نہ کرتے ان تھوڑے لوگون سے مراد وے ہین جو پیش از بعثت کے اور قرآن نازل ہونیکے ایمان لائے تھے جیسے قس بن ساعدہ الایادی اور زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بندہ عاصی کہتا ہے فضل و رحمت سے اس مخصوص معنی کا ارادہ نہ کرکے اُسکے عموم پر باقی رکھے شیطان کی پیروی سے منافقون کی تجویز کو عمل مین لانا مراد لیوین تو بھی صحیح ہے یعنی منافق قابو کا وقت دیکھ کے اپنی قوم والون کو ورغلاتے ہین جیسے اُحد کے دن مسلمانون کی شکست دیکھ کے بعض منافق کہنے لگے ابو سفیان کے پاس جاکے ہم اپنے واسطے امان لین اور تبوک کی راہ مین عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا مدینہ کو جاکے ہم قریش کو اپنے شہر سے نکال دینگے غرض ایسی مشکل کیوقت مین اللہ تعالی تمپر فضل نکرتا تو اکثر لوگ منافقون کے تابع ہوتے مگر تھوڑے واللہ اعلم فقاتل فی سبیل اللہ پھر تو لڑ اللہ کی راہ مین یہہ جملہ مقدر شرط کا جواب ہے گویا اُسکی تقدیر یون ہے حال جب یہہ ہوا کہ منافق اطاعت نہین کرتے ہین اور لوگونکی ہمت ہارتے ہین اور ضعفا اسلام والے اُنکے فریب سے جہاد کو نکلنے مین قصور کرتے ہین ای محمد تو اپنی ذات سے جہاد کر معنی کی رو سے یہہ جملہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل کا جواب بھی ہوسکتا ہی اُسکی تقدیر یون ہوگی ان اردت الفوز فقاتل یعنی تو اگر خوبی ہونا چاہتا ہے تو جنگ کر اللہ کی راہ مین لا تکلف الا نفسک تو

تکلیف نہین دیا جاتا مگر اپنی جان سے یعنی تیرے سے مواخذہ نہین اور تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے
حاصل اسکا یہہ ہے لوگ جہاد کیواسطے نہین نکلے تو اے محمد تو تن تنہا اپنی ذات سے نکل تیرا مددگار اللہ ہے
تجھکو لشکر مدد نہین کرتا انکی مخالفت اور بیٹھ جانا تجھکو ضرر نہین دیتا اس آیت کی شان نزول کربغوی
وغیرہ یون روایت کیئے ہین کہ اُحد کی جنگ مین مشرکین کے پھر کرجاتے وقت اُنہین سے ابوسفیان نے
مسلمانون کو کہا ہم تمہارے ساتھ سال آیندہ بدر مین مقابلہ کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر وعدہ کے
دن جب قریب ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو جہاد کے واسطے نکلنے کا امر کیئے بعضے لوگ نکلنے مین سستی
کئے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا تو اللہ کی راہ مین لڑائی کر یعنی جہاد کو جو خدمت کمزور
مسلمانون کے واسطے انتصار یعنی دادخواہی کر تو اپنی ذات سے جہاد کو نکل پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر آدمی سے
بدر کی طرف روانہ ہوئے ابوسفیان بھی کفار قریش کو لیکے مکہ سے نکلا مرالظہران کے متصل مجنہ مین آکے
اُترا اللہ تعالی نے انکے دلون مین ایسا رعب ڈالا کہ پھر اُلٹ کر مکہ کو چلے گئے جنگ کو نہین آئے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ دن انکی انتظار کرکے مدینہ کو تشریف لائے جو لوگ نہین نکلے تھے اُنپر اللہ تعالی نے
اس آیت سے عتاب کیا ابن جریر طبری نے بھی اسکو ابن عباس سے روایت کی ہے اس غزوے کا نام بدر الآخر
اور بدر الموعد بھی کہتے ہین اہل سیر واقدی سے نقل کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈیڑہزار
آدمی تھے اور گھوڑے آٹھ تھے اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت شجیع ہونا اور جنگ کے داؤگھات سے
خوب آگاہ رہنا ثابت ہوا کیا واسطے شجیع اور جنگ کے امور سے عارف ہوتے تو اللہ تعالی تنہا نکلنے
کا امر نہ کرتا وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور رغبت دے مسلمانون کو یعنی تو مسلمانون کو جہاد کرنیکی ترغیب دے
اسمین اجر جو ملیگا اُسکو بتا دے تیرا کام اتنا ہی ہے نکلنے کیواسطے اُنپر سختی کرنا تجھکو نہین پہنچتا عَسَى اللّٰهُ
اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قریب ہے کہ موقوف کرے اللہ لڑائی کافرون کی معلوم کیجئے
بدر الموعد مین ایسا ہی ہوا ابوسفیان خشک سالی کا حیلہ کرکے قریش کو پھیر لیگیا جنگ کو نہین آئے
وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا اور اللہ سخت ہے لڑائی والا اور سخت سزا دینے
والا مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا جو کوئی سفارش کرے نیک سفارش

ہوگا اُسکو بھی ایک حصہ اُسمین سے وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا جو
کوئی سفارش کرے بد سفارش ہوگا اُسپر بھی ایک بوجھ اُسمین سے شفاعت شفع سے ماخوذ ہے شفع کی معنی
جفت کرنا یعنی اسکو ایک شخص اپنے تئین حاجت والیکے ساتھ جو تنہا تھا ملکر اُسکی حاجت کو مانگنے مین اُسکا جفت ہوتا ہے اسمین
استعمال کئے اس مقام مین شفاعت سے کیا چیز مراد ہے سو مفسرین کو اختلاف ہے بعضی کہتے ہین نیک شفاعت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو جہاد
کی ترغیب دینی مراد ہے کیا واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو امر معروف کرے تو اپنے تئین اُنکی غرض کے ساتھ جو جہاد سے متعلق تھے کئے جفت جہاد کی بعض
مین ذکر کیا امر رفق وتلطف کے ساتھ ہونا بسبیل تہدید نہونا اس قسم کا امر بمنزلہ شفاعت کے ہی بعضے کہتے ہین نیک
شفاعت ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے پاس تیر کے واسطے سفارش کرنا اسکو جہاد کیواسطے ہتیار وغیرہ
سے کام آوے اور بد شفاعت سے منافقون کی شفاعت تھی جہاد کو نہ نکلنا کر کے ایک دوسرے کے لئے
سفارش کرنا بعضے کہتے ہین شفاعت سے مراد وہ سفارش ہے جو لوگ آپسین کرتے ہین پھر شرع مین جو سفارش
جایز ہے تو وہ حسنہ ہی مثلاً مسلمان کے کسی حق کی رعایت ہوتی ہے یا کوئی ضرر اُس سے دفع ہوتا ہی یا کوئی
نفع اسکو پہنچتا ہے اور جو سفارش جایز نہین وہ سیئہ ہی نصیب سے شفاعت کرنیکا ثواب مراد ہی یعنی شفاعت
کرنے والیکو کامل اجر ملتا ہی خواہ سفارش اُسکی مقبول ہو یا نہو کفل کی معنی نصیب اور حصہ اور ضعف کی ہے
نصیب کا استعمال اکثر نیکیون مین ہوتا ہی اور کفل کا استعمال اکثر بدیون مین ہوتا ہے کفل کو یہان جو ذکر کیا
اس مین اشارہ ہے کہ جو سفارش حقوق کو ساقط کرتی ہے اور باطل کو قوت دیتی ہی اسکا عقاب اللہ تعالی کے
کے پاس بہت بڑا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ اور اللہ ہر چیز پر توانا یعنے ہر چیز کو
کرنیکی سکت رکھتا ہی بعضے کہتے ہین مقیت کی معنی محافظ جو ہر چیز کو بقدر حاجت دیا کرتا ہے اور اوپر کی آیت
سے اسکا تعلق یون ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا اقتدار رکھتا ہے یا ہر چیز پر محافظ ہے نیک سفارش کرنے والے
کو اُسکے موافق جزا دیتا ہے اور بد سفارش کرنے والے کو اُسکے موافق عقاب دیتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ
بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے
بہتر یا وہی کہو الٹ کر تحیت کی اصل معنے حیات بڑی ہونیکی دعا کرنا عرب کا دستور تھا ملاقات کے
وقت حیاک اللہ کہتے یعنے اللہ تعالی تجھکو حیات دیوے اسلام آئے بعد بعوض حیاک اللہ کے

السلام علیک کہنے لگے اور اس سلام کا نام تحیت کر کے رکھے جمہور مفسرین کہتے ہین اس آیت مین تحیت سے سلام ہی مراد ہے آیت کی معنی یون ہو گی جب کوئی تمکو سلام علیک کرے تو تم اُسکے جواب مین اُس سے بہتر سلام علیک کرو یا ویسا ہی کہو بعضون نے کہا تحیت سے یہان ہدیہ مراد ہے یہہ قول شاذ ہے معلوم کیجئے حیاک اللہ سے درعوض سلام علیک کو اختیار کئے اس لئے کہ سلام احسن اور اتم اور اکمل ہے کیا واسطے سلام کی معنی آفتون سے سلامت رہنا ایک آدمی دوسرے کو حیات بڑی ہونے کے لئے دعا کیا تو دعا کامل نہین ہوئی کیا واسطے کہ حیات کو سلامتی لازم نہین کبھی حیات دراز ہوتی ہے لیکن سلامتی نہین رہتی ہے وہ شخص آفت و بلا مین گرفتار رہتا ہو ایسی بے لطفی کی زندگی سے موت بھلی ہوتی ہے بخلاف سلامتی کے کہ اُسکو حیات لازم ہے اس لئے سلام کامل ہوا اور بھی سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے سلام علیک جب کہا تو گویا یون کہا تجھ پر اللہ کا نام ہے جو تجھے محافظ و معین ہے بخلاف حیاک کے کہ اسمین یہہ نہین اور بھی السلام علیک کہنے مین سلامتی کی بشارت ہوتی ہے بخلاف حیاک کے کہ اُسمین یہہ بشارت نہین معلوم کیجئے سلام علیک کا ابتدا آدم علیہ السلام سے ہے بخاری اور مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اُنکی صورت پر جسکا قد ساٹھ ۶۰ ہاتھ کا تھا پیدا کیا بعدہ اُنکو کہا اے آدم تو جا کے فرشتون کی اُس ٹکڑی پر جو بیٹھے ہین سلام کر اور کان رکھ کے سُن کہ وے تجھکو کیا جواب دیتے ہین کیا واسطے وہ تیرا اور تیری ذرّیت کا یعنی اولاد کا تحیہ ہے پھر آدم جاکے اُنکو السلام علیک کہے وے اُسکے جواب مین رحمۃ اللہ کا لفظ افزود کئے اور السلام علیک ورحمۃ اللہ کہے اس حدیث کا لفظ یون ہے خلق اللہ آدم علی صورتہٖ طولہ ستون ذراعًا اکثر محدثین کہتے ہین صورتہ کی ضمیر کی مرجع آدم ہے ہم اُسیکے موافق ترجمہ کئے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کو اُنکی صورت پر جسکا قد ساٹھ ۶۰ ہاتھ کا تھا پیدا کیا بعضون نے کہا ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا اس حدیث کے بعضی روایتون مین خلق اللہ آدم علی صورۃ الرحمان آیا ہے اس تقدیر پر صورت سے صفت لینا کیا واسطے اللہ تعالیٰ صورت و شکل سے منزہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کو اپنی صفت پر پیدا کیا جو علم اور حیات اور سمع اور بصر وغیرہ ہیں صفات اللہ تعالیٰ کے بھی اگرچہ مخلوقین کے صفات سے مشابہت نہین رکھتے لیکن اُسکے صفات کی تعبیر مجازًا انہین الفاظ سے کرتے ہین غرض اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ سلام کی ابتدا آدم علیہ السلام سے تھی لیکن بعد اُنکی اولاد میں اُس پر عمل باقی نہ رہا یہود اُنگلی سے اشارہ کرتے تھے نصارا ہتیلی سے اشارہ کرتے تھے اہل جاہلیت یعنی عرب لوگ انعم صباحًا انعم مساءً اور بعضے حیاک اللہ اور بعضے حییت مساءً اور حییت صباحًا کہا کرتے تھے اللہ تعالی نے ان تمام سے نہی کر کے آدم کی سنت کو جاری کیا اور اسکے کہنے پر ترغیب دیا بخاری اور مسلم عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ای الاسلام خیر یعنی اسلام کی خصلتون مین کونسی خصلت بہتر ہے فرمائے تو لوگون کو کھانا کھلانا اور سلام کرنا جس کو تو جانتا ہے اور جسکو نہین جانتا بخاری اور مسلم براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو سات چیزون کا امر کیئے بیمار کی عیادت کرنا اور جنازون کے ہمراہ جانا اور چھینکنے والے کی تشمیت کرنا یعنی کو چھینک کر الحمد للہ کہا تو اسکو یرحمک اللہ کہنا اور ضعیف شخص کی مدد کرنا اور مظلوم کی اعانت کرنا اور سلام کو افشا کرنا یعنی اظہار اور آشکارا اور برگمش کرنا یعنی مشہور اور قسم کو راست کرنا یعنی کوئی شخص قسم دیا تو اسکی قسم راست کرنا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم بہشت مین نہ جاؤ نگے جب تک کہ ایمان نہ لائے اور ایمان نہ لائنگے جب تک کہ آپسین دوستی نہ رکھے کیا مین تمکو نہ بتلاؤن ایک چیز کہ جب اسکو کرو گے تو آپسین دوستی ہوگی سلام کو آپسین برگمش کرو معلوم کیجیے صیغہ سلام کا السلام علیکم ہے جسپر سلام کرتا ہے وے لوگ جماعت ہو تو علیکم جمع کی ضمیر لانا اگر ایک ہی شخص رہے تو بھی علیکم جمع کی ضمیر سے کہنا افضل ہے اگر السلام علیک کہے تو بھی جایز ہے اور السلام الف و لام سے کہنا افضل ہے اگر سلام علیکم یا سلام علیک کہے تو بھی کفایت کرتا ہے جواب کا اکمل وعلیکم السلام و علیک السلام ہے جواب مین واو کے ساتھ کہنا افضل ہے اگر علیکم یا علیک السلام بن واو کے کہا تو مذہب صحیح مشہور مین شافعیہ کے کفایت کرتا ہے ہمارے بعضے فقہا کہتے ہین کہ وہ کفایت نہین کرتا لیکن یہہ قول ضعیف ہے اگر جواب مین فقط علیکم یا علیک کہے تو وہ جواب ہوا اگر واو کے ساتھ وعلیکم یا وعلیک کہے تو شافعیہ کے پاس دو وجہ ہین امام کہتا ہے کہ وہ کفایت نہین کرتا بعضے کہتے ہین کفایت کرتا ہے ان دو وجہ سے کونسی وجہ

تاج ہی سو امام نووی نے ترجیح نہین دی لیکن اسمعیل مقری اور زکریا انصاری اور ابن حجر اور رملی بیلی ترجیح
کرا صح کہتے ہین بندۂ عاصی کہتا ہو مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہا السلام علیک یا رسول اللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب مین کہے وعلیک و رحمۃ اللہ اور ایک
روایت مین آیا ہی کہ فقط علیک کہے ایسا ہی ابی جُری کی حدیث جسکو ترمذی نے روایت کی ہو اور سلام کی حدیث
جسکو ہم ذکر کرینگے اُن مین بھی ایسا ہی وارد ہوا ہو سو یہہ روایات دوسری وجہ کو ترجیح دیتے ہین واللہ
اعلم سلام کرنے والا سلام کے لفظ کو مقدم کرے اگر علیکم السلام کہے تو صحیح قول پر اُس سے سلام حاصل
ہو اور اُسکا رد واجب ہوا لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے کیا واسطے وہ اموات کی تحیت ہو امام احمد اور
ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور حاکم ابی جُری الہجیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے کہا علیک السلام یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے علیک السلام
مت کہہ کیا واسطے وہ اموات کی تحیت ہو ترمذی کی ایک روایت مین آیا ہو کہ مین نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھ کے تین بار کہا علیک السلام یا رسول اللہ علیک السلام یا رسول اللہ علیک السلام یا رسول اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے علیک السلام میت کی تحیت ہے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری
طرف پھر کے کہے آدمی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو کہے السلام علیکم و رحمۃ اللہ پھر کلمہ اسکے بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم میرے سلام کو رد کئے اور فرمائے وعلیک و رحمۃ اللہ وعلیک و رحمۃ اللہ وعلیک و رحمۃ اللہ
ترمذی اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین ابو جری جیم کے ضم سے اور راء مہملہ کی فتح سے تصغیر کا صیغہ اخیر مین یاء
مثناۃ تحتانیہ ہو تشدید کے ساتھ صحابی ہو اسکا نام جابر بن سلیم ہے سین مہملہ کی ضم سے الہجیمی ہا کی ضم سے اور جیم کی
فتح سے تصغیر کا صیغہ ہے بنی ہجیم کی طرف نسبت ہو وہ قبیلہ ہے بنی تمیم کا ترمذی کی روایت جسکو ہم ذکر کئے
اسمین ہمارے بعضے فقہا کا رد ہی جو کہتے ہین علیک السلام تسلیم کا صیغہ نہین اور وہ کہنے والا مستحق جواب کا
نہین کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اول تعلیم کر کے بعد جواب دیئے معلوم کیجئے عائشہ رضی اللہ عنہا
کی حدیث مین مذکور ہے کہ عائشہ کہے قبرستان مین آوے تو کیسا کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے السلام
علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون

ابوہریرہ اور بریدہ کی حدیث مین بھی اسی کے مانند کہا کرکے آیا ہے ان تینون حدیثون کو مسلم روایت کی ہے سو ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ موتی کی سلام بھی السلام علیکم ہے اور جو کی حدیث مین جو آیا علیک السلام اموات کی تحیت ہے سو غرض عرب کی عادت جو جاہلیت مین تھی اس سے خبر دینی ہے اسی واسطے بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مکروہ جانتے معلوم کیجئے سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اور جواب دینے والا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اکمل ہے امام نووی نے زوائد الروضہ مین اور اذکار مین ایسا ہی کہا اور بولا ابوالحسن الماوردی کتاب الحاوی مین اور ابوسعید المتولی وغیرہ ایسا ہی کہتے ہین اور بولا اس باب مین ایک حدیث حسن وارد ہوئی ہے انتہی اس حدیث کو دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا السلام علیکم حضرت اسکا جواب دیے اور وہ شخص بیٹھ گیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عشر یعنی اسکو دس نیکیان ملے بعدہ دوسرا شخص آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا جواب دئے اور فرمائے عشرون یعنی اسکو بیس نیکیان ملے پھر ایک شخص آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا جواب دئے اور بولے ثلاثون یعنی تیس نیکیان ملے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند قوی ہے بخاری ادب المفرد مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند روایت کئے ہین ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہے طبرانی نے کبیر مین اور بیہقی نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے السلام علیکم کہا تو اللہ تعالی اسکے لئے دس حسنہ لکھتا ہے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو اللہ تعالی اسکے لئے بیس حسنہ لکھتا ہے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اسکے لئے تیس حسنہ لکھتا ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے طبرانی اور ابن السکن نے اس حدیث کو مالک بن التیہان رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع روایت کی ہے اسکی سند بھی ضعیف ہے معلوم کیجئے سلام کے رد مین سلام کرنے والے کے الفاظ سے زیادہ کہنا مستحب ہے مثلا سلام کرنے والا السلام علیکم کہے تو رد کرنے والا اسپر ورحمۃ اللہ زیادہ کرنا سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کہے تو جواب دینے والا وبرکاتہ کو زیادہ کرنا اسمین فقہا کو اتفاق ہے اگر سلام کرنے والا بھی وبرکاتہ کو زیادہ کیا

اُسکے جواب مین اور کچھ زیادہ کرنا مستحب ہی یا نہین ایسا ہی سلام کرنے والا ابتدا مین برکاتہ سے کچھ زیادہ کرنا مستحب ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی ابن عباس سے اور ابن عمر کی ایک روایت مین آیا ہے کہ برکاتہ پر زیادہ نہ کرنا امام مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سلام کیا سو برکاتہ پر کچھ زیادہ کیا ابن عباس نے کہے برکاتہ پاس سلام سر گیا بیہقی نے شعب الایمان مین عبد اللہ بن بناتہ کی طریق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ابن عمر پاس آکے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ کہا ابن عمر کہے و برکاتہ تک کہنا بس ہے یعنی سلام اُسکے پاس تمام ہوا امام مالک نے موطا مین روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر پر سلام کیا سو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و الغادیات و الرائحات کہا عبد اللہ بن عمر اُسکے جواب مین کہے و علیک الفا راوی کہتا ہے گویا انھون نے اُسکو مکروہ جانا انکے قول کو تائید کرتی ہے سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جسکو امام احمد زہد مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ روایت کئے ہین کہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر السلام علیک یا رسول اللہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے جواب مین وعلیک و رحمۃ اللہ کہے بعد دوسرا شخص آیا اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وعلیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر ایک شخص آیا اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وعلیک وہ شخص کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہین فلانا شخص اور فلانا شخص آکے آپ پر سلام کیا اُنکے جواب مین آپ میرے جواب سے زیادہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو نے ہمارے لیے کچھ نہ چھوڑا اللہ تعالی فرمایا ہے وَاِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوهَا سو ہم اس تحیہ کو تیرے پر رد کئے حافظ السیوطی نے کہا کہ اسکی سند حسن ہی بعض کہتے ہین برکاتہ پر زیادہ کرنا جائز ہے ابو داؤد نے عمران بن حصین کی حدیث جسکو ہم ذکر کئے روایت کرنیکے بعد معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند ذکر کرکے کہا اسکی حدیث بھی اسی کی معنی سے ہی اور بولا یہہ بھی زیادہ کیا کہ بعدہ دوسرا شخص آیا اور کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اربعون یعنی چالیس

حسنہ ہے اور فرمائے فضایل ایسے ہی ہوتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے ابن السنی
نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص صحابہ کے اونٹون کو چراتا سو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے جب گذرتا تو کہتا السلام علیک یا رسول اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہتے وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ امام نووی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اس حدیث کو ابن
ابی لیلی نے بھی اپنی کتاب مین روایت کی ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند واہی ہے بیہقی نے
شعب الایمان مین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر سلام
کئے تو ہم کہتے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند بھی ضعیف
ہے بخاری نے ادب المفرد مین سالم سے جو مولی ابن عمر کا تھا روایت کی ہے کہا ابن عمر رضی اللہ
عنہما سلام کا جواب دیئے تو اُس مین زیادہ کرتے مین ایکبار آکے السلام علیکم کہا انھون نے
کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ دوسرے بار مین آکے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ انھون نے کہا السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایکبار مین آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انھون نے کہا السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلواتہ بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقات ہین بھی
بخاری نے ادب مین روایت کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو
خط بھیجے سو اسمین لکھے السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب
صلواتہ ابن دقیق العید نے ابی الولید بن رشد سے نقل کیا ہے اُسنے کہا مذکور آیت سے
یہہ نکلتا ہی سلام کرنے والا برکاتہ کہا تو جواب دینے والا اُس پر زیادہ کرے ناصر الدین البیضاوی
نے کہا کہ اُسکی زیادتی کی انتہا برکاتہ ہے انتہی اسکے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ برکاتہ پر زیادہ کرنا
ممنوع ہے ابن حجر ہیثمی نے تحفہ مین کہا سلام مین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہنا سنت ہے
لیکن یہہ کہنا واجب نہین اگرچہ سلام کرنے والا کہے انتہی اُس کلام سے مفہوم ہوتا ہی برکاتہ
پر زیادتی مکروہ نہین فقہاے حنفیہ کہتے ہین برکاتہ پر کچھ زیادہ نکرنا اس سے معلوم ہوتا ہے
اس پر زیادہ کرنا اُنکے پاس مکروہ ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے سلام کی سنت ادا ہونیکے لئے

آواز اسقدر بلند کرنا کہ جسکو سلام کرتا ہے وہ لوگ اُسکو سُنین اگر آواز اتنا بلند نہ کریگا تو سلام
کی سنت ادا نہوگی اور اسکا رد واجب نہین جواب دینے والا بھی اتنے بلند آواز سے جواب
دینا کہ جسکو جواب دیتا ہو وہ شخص سُنے اگر آواز اتنا بلند نہ کریگا تو فرض ادا نہوگا لوگ کوئی
سوتے ہین اور کوئی جاگتے ہین تو سلام ایسا کرنا کہ جاگنے والون کی سماعت مین آوے سونیوالون
کو بیدار نکرے معلوم کیجیے سلام کا جواب فی الفور دینا اگر تاخیر سے جواب دیا تو وہ محسوب نہوگا
اور جواب ندینے سے گنہگار ہوگا سلام کا جواب فوت ہوئے بعد اُسکی قضا نہین سلام کو زبان سے
نہ بول کے فقط ہاتھ سے یا اُنگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگر زبان سے سلام کہا اور ہاتھ سے
اشارہ کیا تو اُسمین کراہت نہین بہرے کو سلام کرے تو زبان سے تلفظ اور ہاتھ سے اشارہ کرنا
مستحب ہے تاکہ سمجھے اور جواب دیوے اگر دونون مین جمع نکرے تو مستحق جواب کا نہوگا اگر بہرہ سلام
کیا تو اُسکے جواب مین سلام کا تلفظ اور ہاتھ کا اشارہ کرنا واجب ہے گونگے کا اشارہ ابتدا مین اور
جواب مین کفایت کرتا ہے اگر گونگے کو سلام کیا گونگا اُسکو اشارہ سے سلام کیا تو گونگے کا فرض ساقط
ہوگا ایسا ہی گونگا اشارے سے کسیکو سلام کیا تو اُسکا جواب دینا واجب ہوگا معلوم کیجیے سلام کی
ابتدا سنت ہے واجب نہین اور یہہ سنت کفایہ ہے سلام کرنے والون کی ایک جماعت تھی اُنمین
سے ایک شخص سلام کیا تو کفایت کرتا ہے لیکن ہر ہر شخص کو سلام کرنا افضل ہے سلام کا رد یعنی جواب
دینا واجب ہے جسپر سلام کرتے ہین اگر وہ ایک ہی شخص ہے تو جواب دینا اسپر فرض عین ہوا جن پر
سلام کرتے ہین اگر وہ لوگ جماعت ہین تو اُنپر جواب دینا فرض کفایہ ہے اُنمین کا ایک شخص بھی
جواب دیا تو دوسرون سے تکلیف ساقط ہوئی اگر کوئی بھی جواب نہ دیوے تو سب گنہگار ہونگے
جماعت کے سب لوگونکو جواب دینا افضل ہے کوئی شخص ایک جماعت پر سلام کیا اور وے اُسکا جواب
نہین دئیے بلکہ غیر شخص اسکا جواب دیا تو جماعت کا جواب ساقط نہوگا بلکہ اُنپر جواب واجب ہے
جواب نہ دینگے تو گنہگار ہونگے معلوم کیجیے پردہ کے یا دیوار کے پیچھے سے کوئی شخص سلام کیا
یا خط مین سلام لکھ بھیجا یا کسی کی زبانی سلام کہلا بھیجا تو فی الفور اُسکا جواب دینا واجب ہے

اور سلام کا پیام جو شخص پہنچاتا ہے اُس پر بھی سلام کرنا مستحب ہے مثلاً کوئی شخص کہا فلانے نے تجھکو سلام
کہا ہے تو اُسکے جواب میں کہنا علیک و علیہ السلام تحیات پر بھی سلام کرنا مستحب ہے بچہ پر کوئی شخص سلام کرے
تو بچہ کو جواب دینا مستحب ہے واجب نہیں بچہ نے کسی بالغ کو سلام کیا تو صحیح وجہ پر اسکا جواب دینا
واجب ہے مرد بالغ نے ایک جماعت کو سلام کیا اس جماعت میں بچہ تھا سو وہ بچہ سلام کا جواب دیا اور
بالغ لوگ جواب نہیں دیئے تو اصح وجہ میں اُن سے فرض ساقط نہیں سو معلوم کیجئے سلام کے بعد
جدا ہوکے پھر ملاقات کیا تو پھر سلام کرنا مسنون ہے اگرچہ کئی بار بھی ہو بخاری و مسلم میں اور
ابو داود اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے ہیں کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کیا تو چاہئے سلام کرے پھر اگر دونوں میں درخت
یا دیوار یا پتھر آڑ ہونیکے بعد ملاقات ہوئی تو چاہئے سلام کرے سب علما نے کہا اسکی سند حسن ہے بخاری
ادب المفرد میں اور ابن السنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
مجتمع ہوکے رہتے پھر انکے روبرو درخت آجاتا کوئی اُسکے داہنے جہت کی طرف جاتے اور کوئی بائیں طرف
پھر جب آپسمیں ملاقات ہوتی تو ایک دوسرے کو سلام کرتے ابن السنی کی روایت میں یوں ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب ملکر چلتے جب انکے روبرو درخت یا ٹیلا آجاتا اور جدا ہوکے داہنے اور بائیں طرف
جاکے پھر جب ملتے تو آپس میں سلام کرتے اسکی سند کے رجال ثقہ ہیں مگر ضحاک بن نبراس میں کلام ہے
معلوم کیجئے دو شخص ملاقات کئے سو انہیں کا ہر ایک شخص دوسرے کو سلام کیا تو ہر ایک دوسرے کو جواب
دینا لازم ہے پھر دونوں کا سلام معاً واقع ہووے یا ایک کے سلام کئے بعد دوسرے کا سلام واقع ہووے
متولی اور قاضی حسین ایسا ہی کہتے ہیں امام رافعی نے بھی اسکو اختیار کیا ہے شاشی نے کہا اگر دونوں
کا سلام معاً نہ رہے بلکہ ایک کے بعد ایک سلام کیا تو وہی جواب ہوا دوسرے جواب کی احتیاج نہیں
امام نووی نے اسی کو اختیار کیا ہے معلوم کیجئے سلام قبل کلام کے رہنا مسنون ہے آپس میں ملاقات ہو تو
سلام کا ابتدا کرنا ہی اسکو فضیلت ہے معلوم کیجئے بعضے حالتوں میں سلام کرنا مکروہ ہے کوئی شخص پیشاب
کرنے میں یا جماع کرنے میں یا انکے مانند کے چیزوں میں مشغول رہے تو اُس پر سلام کرنا مکروہ ہے انہیں

سلام کیا تو جواب کا مستحق نہین ہوتا بلکہ ان لوگون کا جواب دینا مکروہ ہے ایسا ہی سوتے شخص یا اونگھے
شخص پر سلام کرنا مکروہ ہے اور جواب کا مستحق نہین ایسا ہی جو شخص حمام مین غسل کرتا ہے اسکو بھی سلام کرنا
مکروہ ہے لیکن جواب دینا اسکو مستحب ہے ایسا ہی کوئی شخص نماز پڑھتا ہو یا اذان دیتا ہو یا اقامت بولتا
ہے تو اسپر سلام کرنا مکروہ ہے اگر نماز پڑھنے والے پر سلام کیا اور اس نے نماز مین جواب دیا تو دیکھئے اگر
خطاب کے لفظ سے جواب دیا اور بولا علیک السلام تو نماز باطل ہو گی بشرطیکہ اسکو اسکی تحریم کا علم رہے
اگر جاہل ہو تو اصح وجہ پر نماز باطل نہوگی اگر غایب کے لفظ سے جواب دیا اور بولا علیہ السلام تو نماز باطل نہوگی
کیا واسطے یہہ دعا ہے خطاب نہین لیکن نماز پڑھنے والے کے حق مین مستحب یہ ہے نماز مین سلام اشارے
سے کرے اور کچھ تلفظ نکرے نماز سے فراغت یا بعد سلام کا جواب دیا تو کچھ مضایقہ نہین موذن کا بھی
اشارے سے سلام کرنا مستحب ہے اگر سلام کا جواب دیا تو بھی مکروہ نہین کیا واسطے یہہ کلام قلیل ہے
اس سے اذان باطل نہین ہوتی اور اذان مین خلل نہین آتا جو شخص کھانا کھاتا ہے لقمہ اسکے منہہ مین ہے تو اسپر
سلام کرنا مکروہ ہے اور مستحق جواب کا نہین کھانے پر بیٹھا ہے لیکن لقمہ منہہ مین نہین تو اسپر سلام کرنا
مضایقہ نہین اور جواب دینا اسپر واجب ہے ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ معاملہ کرنے والون
سلام کرنا کچھ مضایقہ نہین اور انکو جواب دینا واجب ہے ایسا ہی خطیب پر اور جمعہ کا خطبہ سننے والے
لوگون پر سلام کرنا مکروہ ہے لیکن اسکا جواب دینا واجب ہے نووی نے اذکار مین کہا ایک ہی شخص جواب دینا
اور دو لوگ جواب نہ دینا یہہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے جدید قول مین سے قدیم قول پر جواب دینا حرام ہے
بلکہ اشارے سے سلام کرنا قرآن کی تلاوت مین جو شخص مشغول ہے اسکو سلام کرنا مکروہ نہین جواب دینا
اسپر واجب ہے امام نووی نے ایسا ہی کہا ابن حجر نے کہا متعہ یہہ ہے کہ اگر قرآن کی تلاوت کرنے والے
کا دل اسکی معنی کے تدبر مین مشغول اور مستغرق ہے تو اسپر سلام کرنا مکروہ ہے اور جواب کا مستحق
نہین جو شخص دعا مین مشغول ہے اور اسمین مستغرق ہے دل اسکا دعا کی طرف متوجہ ہے اسکو بھی سلام
کرنا مکروہ ہے احرام مین تلبیہ بولنے والے پر بھی سلام کرنا مکروہ ہے لیکن جواب دینا اسکو لازم
ہے فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بلکہ جو شخص فسق علانیہ کرتا ہے یا گناہ عظیم کا مرتکب ہو کے اس سے

تو بہ نہین کیا ہے یا بدعتی مذہب رکھتا ہو تو اُنکو سلام نکرنا مسنون ہو مگر کچھ عذر ہے یا مفسدہ کا اندیشہ ہے
تو اس صورت مین اُنکو سلام کرنا امام نووی نے اذکار مین کہا ظلمہ پر یعنی ظالم اُمرا پر سلام کرنے کیواسطے
مضطر ہوا مثلاً انکے روبرو آیا اور سلام نہ کرنے سے اپنے دینی یا دنیوی اُمور مین مفسدہ ہونیکا
اندیشہ ہے تو سلام کرنا ایسا ہی متخاصمین قاضی کے روبرو جب ہوتے ہین تو ایک دوسرے کو سلام
نکرنا معلوم کیجیے متخاصمین دونون ملکے قاضی کو سلام کرین تو اُنکو جواب دینا اگر ایک خصم سلام کیا دوسرا
نہین کیا تو قاضی جواب نہ دینا جب تک دوسرا سلام نکرے اس مقام مین ضرورت کیواسطے سلام
مین اور جواب مین فاصلہ دراز ہونا معاف ہو یا جسنے سلام نہین کیا ہے اُسکو کہنا تو بھی سلام کیا تو
مین دونون کا جواب دونگا ہمارے بعضے فقہا قاضی کو سلام کا جواب مطلق نہ دینا جایز رکھے ہین لیکن
امام اور غزالی کہتے ہین کہ یہہ قول بعید ہے معلوم کیجیے عورت عورت کو سلام کرنے کا حکم مردون کی مانند
ای امام غزالی ۱۲
ہے عورت مرد اُسمین ایک دوسرے کو سلام کرنے اور جواب دینے مین تفصیل ہے عورت اُسکی بی بی ہے
یا لونڈی ہے یا محرم ہے تو ایک دوسرے کو سلام کرنے مین اور جواب دینے مین مردونکی مانند ہے اُسمین
سلام کرنا مستحب اور جواب دینا واجب ہے اگر پرائی عورت ہو خوبصورت جسپر مفتون ہونیکا اندیشہ ہو تو مرد اُسپر سلام نکرنا اگر سلام کیا
تو وہ عورت اُسکو جواب دینا جایز نہین اور وہ عورت آپ ابتدا کرکے مرد کو سلام کرنا جایز نہین اگر سلام کی تو مستحق جواب کی نہین بلکہ جواب دینا
مکروہ ہو پرائی عورت بوڑھی ہو اور وہان مفتون ہونیکا اندیشہ نہین تو اُسکو سلام کرنا جایز ہے اور اُسکا جواب دینا لازم
ہے اگر عورتون کی جماعت ہو مرد ایک ہی ہے یا مردون کی جماعت ہو عورت ایک ہی ہے اور
کسی سے فتنہ کا اندیشہ بھی نہین ہے تو ایک دوسرے پر سلام کرنا جایز ہے معلوم کیجیے کفار کو ابتدا
کرکے سلام کرنا ہمارے اکثر فقہا کے پاس حرام ہے امام نووی نے روضہ مین اس پر نص کی ہے بعضے
کہتے ہین اُنکو ابتدا کرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اہل ذمہ اگر ابتدا کرکے سلام کرین تو اُسکے
جواب مین وعلیک یا وعلیکم کہے اس علیک یا علیکم پر واو لانا اور نہ لانا دونون جایز ہین اگر کسیکو
مسلمان سمجھکر سلام کیا بعد معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو اُس سے اپنے سلام کو پھیر لینا مستحب ہے
چاہیے اُسکو کہے میرے سلام کو رد کر ذمی کو تحیہ بغیر سلام کے کرنا مثلاً کہنا ہداک اللہ یا انعم اللہ

حیاک یا کہنا صبحت بالخیر والعافیۃ یا بالسعادۃ یا بالعافیۃ یا صبحک اللہ بالسرور یا بالسعادۃ و
النعمۃ یا بالمسرۃ کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ اس ابتدا کرنے مین کچھ ضرورت رہے اگر ابتدا کرنیکی احتیاج
نہین ہے تو مختار وجہ مین اسکو کچھ نہ کہنا اور جسمین کسی وجہ سے انکا اکرام ہوتا ہے تو بالکل اسکو
نہ کرنا کیا واسطے ابتدا کرنے مین ان سے کشادہ روئی اور الفت ظاہر کرنا اور ملاطفت کرنا
اور ظاہرا انکی دوستی مودت کرنا پائی جاتی ہے ہم تو انکو کہرے باتین کرنیکے لئے مامور ہین اور انکی دوستی
سے ممنوع ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ
ورسولہ یعنی تو نہ پاویگا کوئی لوگ جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر دوستی کرین ایسون سے جو
مخالف ہو اللہ کے اور اسکے رسول کے معلوم کیجئے مسلمان اور کافر ملکے ہین تو سلام کرنا مستحب ہے
لیکن اس سلام سے مسلمان کا قصد کرنا اگر کسی کافر کو خط لکہنے کا اتفاق ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہرقل کو جیسا لکہے تہے ویسا لکہنا سلام علی من اتبع الہدی یعنی سلام ہے اس پر جو پیروی کیا سیدہی
راہ کی معلوم کیجئے سوار پیدل پر چلنے والا بیٹہے ہوئے پر اور تہوڑے لوگ بہت لوگون پر سلام
مین تقدیم کرنا مسنون ہے اسکا خلاف کرنا یعنی مثلا پیدل سوار پر سلام کرنا مکروہ نہین یہہ حکم
راہ مین دو شخص کی ملاقات ہونیکی صورت مین ہے بیٹہے سو شخص پاس کوئی آیا تو آنے والے کو
ابتدا کرنا مسنون ہے پہر چہوٹا ہو یا بڑا تہوڑے ہو یا بہت معلوم کیجئے ایک شخص ایک جماعت سے
ملا سو اس جماعت سے کسی کو سلام سے مخصوص کرنا مکروہ ہے کوئی شخص بازار مین یا شاہ راہ مین کہ جہان
لوگون کی اکثر ملاقات ہوا کرتی ہے تو ایسی جگہہ مین بعضون پر سلام کرنا کافی ہے کوئی شخص تہوڑی
جماعت پاس آکے سلام کیا تو ایک ہی سلام سبکو کفایت کرتا ہے ان سے بعضون کو دوسرا سلام
کرنا آداب سے ہے پہر ان جماعت سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے دوسرے لوگون کا بہی جواب
دینا آداب سے ہے بڑی جماعت پاس جیسے جامع مسجد ہے یا مجلس عام ہے کہ جہان ایک سلام کرنا
سب کی جماعت مین نہین آتا ہے تو آنے والا پہلے جن سے ملاقات کرتا ہے انپر سلام کرنا کافی
ہے اسکا آواز جتنے لوگ سنتے ہین ان سبہون سے جواب جو فرض کفایہ ہے تعلق پکڑا پہر انہین کے

پاس بیٹھا تو جو لوگ اُسکا سلام نہین سُنے ہین اُنپر سلام کرنیکا حق ساقط ہوا اگر اُس جماعت مین نہ بیٹھے
دوسری جماعت مین جو اُسکا سلام نہین سُنی ہے آگے بیٹھا تو جو لوگ اُسکا سلام نہین سُنے ہین اُنپر
سلام کرنے کی سنت باقی ہے اس صورت مین پہلی جماعت پر جواب جو واجب ہے دوسری جماعت کے
جواب سے ساقط نہوگا معلوم کیجئے کوئی شخص اپنے گھر مین جاوے تو سلام کرے اور کہے السلام علیکم اہل البیت
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اپنے گھر مین یا غیر کے گھر مین یا مسجد مین جاوے اور وہان کوئی نہین ہے تو بھی سلام
کرنا مستحب ہے ایسا کہنا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین معلوم کیجئے لوگون مین بیٹھے بعد تھوڑے وقت
بھی اُنپر سلام کرنا مسنون ہے اور اُنکا جواب دینا واجب ہے معلوم کیجئے سلام کرنے والے کو گمان
ہوا کہ مین نے اسکو سلام کیا تو جواب نہ دیگا سو ایسے گمان سے سلام کو ترک نہ کرنا بلکہ سلام کرنا اگر
کسی کو سلام کیا اور سلام کے شروط پائے جانے سے جواب دینا اُسکے ذمہ پر لازم آیا لیکن جواب نہین دیا
تو سلام کرنے والا اُسکو حلال کر دینا مستحب ہے یعنی یون کہنا تیرے ذمہ پر سلام کا حق جو تھا اُس سے
مین نے تجھکو معاف کر دیا یا تجھکو حل کر دیا کوئی شخص سلام کا جواب نہ دیوے تو مستحب ہے کہ اسکو ملامت
کے ساتھ کہنا کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے تجھکو جواب دینا سزاوار ہے تا فرض تیرے ذمہ سے ساقط
ہووے معلوم کیجئے عرب کا دستور ہے حمام سے نکلنے والے کو طاب حمامک کہتے ہین کسی سے ملاقات ہوتی صبحک اللہ
بالخیر یا بالسعادۃ یا قواک اللہ یا لا اوحشک اللہ کہتے ہین سو اُسکو کچھ اصل نہین ایسا کہنے والا جواب کا
مستحق نہین ہوتا دوستی کی راہ کرتے دعا کرے اور جواب مین مثلاً دام اللہ لک النعیم کہے تو مستحسن
ہے سلام نہ کرکے ایسے الفاظ کہنے کی وجہ سے اوسکو ادب سکھانیکے لحاظ کرتے ایسے الفاظ کہا کرتے اسکو
ادب سکھانیکا لحاظ کرتے کچھ نہ کہنا بھی مستحسن ہے اطال اللہ بقاءک کہنیکے تحیہ کرنا بعضون کے پاس مکروہ
ہے لیکن اذرعی نے کہا کوئی دیندار شخص یا عالم یا حاکم عادل کو اُس سے تحیہ کرنا قربت ہے اُن کے
غیر کو کہنا مکروہ یا حرام ہے یعنی مثلاً فاسق کو کہنا مکروہ ہے ظالم یا کافر کو کہنا حرام ہے ابن ابی الدم
کے کلام سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے شیخ زکریا الانصاری نے بھی اُسکو مسلم رکھا ہے معلوم کیجئے او ردّوہا
مین حرف تردید یعنی اَوْ کا لفظ جو آیا ہے اُسمین اشارہ ہے واجب دو امر مین سے ایک امر ہے

یا تو اس سے احسن جواب دینا یا اس نے جتنا کہا ہے اُتنا ہی رد کرنا حسن بصری سے منقول ہے کہا سلام
کرنیوالیکو احسن جواب دینا مسلمانون کیلئے ہے ویسا ہی رد کرنا اہل کتاب کیلئے ہے سفیان بن عیینہ
کہتا ہے تحیہ کو رد کرنے کا امر فقط سلام مین ہی نہین ہے بلکہ سب چیزون مین ہے کوئی شخص کچھ بھی احسان
کرے تو اُسکا بدلہ کرنا بدل نہین ہوسکتا ہے تو احسان کرنیوالے کو دعا دینا یا اُسکی ثنا کرنا اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ٥ مقرر اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا حسیب یا محاسب کی معنی سے ہے
یعنی اللہ تعالی تمہارے سب چیزون کا حساب لیگا اور اُس پر جزا دیگا یا کافی کی معنی سے ہے یعنی اللہ تعالی
تمہارے اعمال کی جزا دینے کو بس ہے اُسکے امر کا خلاف کرنے سے ڈرتے رہو اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اللہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہین البتہ
تمکو جمع کریگا قیامت کے دن کر جسمین شک نہین لفظ اللہ مبتدا ہی جملہ لا الہ الا ہو کا اُسکی خبر ہے لیجمعنکم مین
لام جواب ہی محذوف قسم کا اسکی تقدیر واللہ لیجمعنکم یعنی اللہ کی قسم البتہ تمکو اللہ جمع کریگا قسم کا جملہ یا تو
من الله ہے یا اُسی مبتدا کی دوسری خبر ہے یا مبتدا کی خبر یہی جملہ ہے اور لا الہ الا ہو کا جملہ معترضہ
ہے کلمہ الی کا یا فی کی معنی سے ہی یعنی اللہ تعالی تمکو قیامت مین جمع کریگا یا لیجمعنکم لیحشرنکم کی معنی کو
کو متضمن ہے اس لئے اسکو الی سے تعدیہ کیا یعنی اللہ تعالی تمکو جلا دیگا قیامت کے دن یا اللہ تعالی تمکو جمع
کریگا مرتے مین اور قبرون مین رہنے قیامت تک یعنی جسدن قبرون سے جی اُٹھینگے اور محاسبیکے واسطے
اکٹھے ہونگے قیامت مشتق قیام سے ہی قیام کی معنی کھڑے ہونا اس دن کا نام قیامت ہوا کیا واسطے
لوگ مرنیکے بعد قبرون سے اُس دن کھڑے ہونگے یا اُس دن حساب کے واسطے کھڑے ہونگے وَمَنْ
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ٥ اور اللہ سے کون زیادہ سچا ہے بات مین یہہ استفہام انکاری ہے
یعنی اللہ کی بات سے سچی کسی کی بات نہین قیامت آیگی کر کے جو بولا سچ ہے اسمین کچھ شک نہین خازن
مین کہا جو لوگ بعث کے منکر تھے انکے رد مین یہہ آیت نازل ہوئی امام رازی کے کلام سے ظاہر ہوا
کہ یہہ اوپر کی آیت کا ہی تتمہ ہی کیا واسطے سلام کرنا دلیل ایمان کی اور اسلام کی ہے جو شخص سلام کیا تو
اُسکا جواب اُس سے بہتر کہنا یہہ کہ اُسکے ساتھ بدی سے پیش آوے پھر اُسکی تاکید واسطے ان اللہ کان الآیہ

ربع

۵۴
ورد

کہا پھر اُسی تاکید کے مبالغے واسطے اس آیت کو ذکر کیا کس واسطے کہ اللہ تعالی کی توحید کو عدل کرنا لازم ہے اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مین توحید کی طرف اشارہ کیا لیجمعنکم مین عدل کی طرف اشارہ کیا یعنی اسکا حکم اور حکمت کی مقتضی ہے کہ اولین و آخرین کو ایکدن جمع کرنا ظالم سے مظلوم کا انصاف لینا اس جملے مین کمال تہدید نکلی فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ پھر تمکو کیا ہوا ہے منافقون کے واسطے دو فرقے ہو رہے ہو اِس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضون نے کہا اُحد کے دن منافق جنگ کیواسطے نہ آئے جو ٹھہر گئے اُنکے حق مین مسلمانون کے دو فرقے ہوئے بعضے کہے یا رسول اللہ اُنکو قتل کرو وے منافق ہین بعضے کہے اُنسے درگذرو وے اسلام کا کلمہ کہتے ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف نکلے سو چند لوگ حضرت کے ہمراہ نکل کے پلٹ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ دو فرقے ہوئے ایک فرقے نے کہنے لگا اُنکو قتل کرنا ایک فرقہ نے کہا قتل نہ کرنا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا فما لکم فی المنافقین فئتین الآیہ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ شہر یعنی مدینہ طیبہ ہے خبث کو یعنی پلیدون کو نکالتا ہے جیسی آتش روپے کے خبث کو یعنی پلیدی کو نکالتی ہے بعضے کہتے ہین چند لوگ مکہ مین اسلام کا کلمہ پڑھے لیکن مشرکون کی سہائی اور پشتی لیتے تھے سو کسی کام کیواسطے مکہ سے نکلے اور کہے محمد کے لوگ ہمسے ملے تو ہمکو اُنسے کچھ اندیشہ نہین پھر مسلمانون کو اُنکے نکلنے کی خبر پہنچی سو ایک جماعت کہی چلو جاکے ان خبیثون کو قتل کرین وے ہمارے دشمنون کی اعانت کرتے ہین دوسری جماعت کہی جو لوگ ہمارا کلمہ پڑتے ہین اُنکو کیسا قتل کرتے ہو کیا وے اپنے وطن کو نہین چھوڑے اور ہجرت نہین کرنے سے اُنکو قتل کرتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے کسی فریق کو کچھ نہ فرمائے پھر اللہ تعالے نے اس آیت کو نازل کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم عطیۃ العوفی کی طرف سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین بعضے کہتے ہین عرب کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کو آکر ایمان لائی مدینہ کی ہوا اُنکو موافق نہ آئی اُنکو تپ آنے لگی سو مدینے سے بھاگے راہ مین مسلمانون کی ایک جماعت اُنسے ملی اور پوچھی تم کیا واسطے نکلے ہو وے کہے ہمکو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی مسلمان

ع ۷

سکے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا تمیز نہیں تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سختیون کو سہکر وہان رہتے ہین تم بھی حضرت کی اقتدا کرکے وہان کیا واسطے نہین رہے پھر بعضے مسلمان کہنے لگے یہہ منافق ہین بعضے کہے منافق نہین بلکہ وہ مسلمان ہین تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی اسکو امام احمد نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن اسکی سند منقطع ہے اس آیت کی شان نزول مین اور بھی قول کتب تفسیر مین مذکور ہین فما لکم مین ما کا لفظ استفہام انکاری کیواسطے ہے یعنی انکے کفر مین کیا واسطے تم اختلاف کرتے ہو انکا کفر اور نفاق ظاہر ہے انکے حال مین اختلاف کرنیکی جگہہ باقی نہین وے کافر ہین اسکا قطعی یقین کیجیے وَاللّٰہُ اَرْکَسَہُمْ بِمَا کَسَبُوْا اور اللہ نے انکو الٹ دیا انکے کامون پر ارکس ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے معنی ہے رکس کے رکس کی معنی چیز کو الٹ دینا اوندھی کر دینا یہان اس سے رد کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالی نے انکو بسبب انکے کفر کے مسلمانون کے ساتھ شریک ہوکے جنگ کرنے سے رد کیا اور پھیر دیا شان نزول کی پہلی وجہ کے دیکھتے یہہ معنی مناسب ہے دوسری وجہ کے دیکھتے معنی یون ہوگی وے کفر کو ظاہر کرنیکے سبب سے اللہ تعالی نے انکو کفار کے حکم کی طرف جو ذلت و خواری اور قتل اور بندی پکڑنا ہے پھیر دیا اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ کیا تم چاہتے ہو راہ پر لانا جسکو اللہ تعالی نے بچلا دیا یہہ استفہام بھی انکار اور توبیخ کیواسطے ہے اور خطاب اس جماعت کو ہے جنھون نے انکو مومن جانا یعنی یہہ منافق جسکو اللہ تعالی نے گمراہ کر دیا گمراہ کیا ہے کیا تم انکو راہ پر لانا چاہتے ہو تو لا سکتے ہو وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا اور جسکو اللہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اسکے واسطے کہین راہ یعنی راہ کہ جس سے اسکو ہدایت ہو وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْا فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً اور چاہتے ہین کہ تم بھی کافر ہو جیسے وے کافر ہوے پھر سب برابر ہو جاوینگے یعنی وہ لوگ جو ایمان سے پھر گئے ہین اور کفر مین جا پھنسے ہین انکی یہہ آرزو ہے کہ تم مسلمان بھی کافر ہو پھر وہ اور تم کفر مین برابر ہون فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰی یُہَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سو تم انمین سے کسیکو مت پکڑو دوست یہان تک کہ وطن چھوڑ آوین اللہ کی راہ مین فلا تتخذوا کا جملہ محذوف شرط کا جواب ہے اسکی تقدیر یون ہے اذا کان حالہم ما ذکر من وداد کفرہم فلا تتولوہم یعنی انکا حال جب ایسا ہوا کہ وے اپنے کفر کو دوست رکھتے ہین تو تم ان سے دوستی مت رکھو مخاطبین جمع رہنے سے اولیاء کو جمع لایا اور اس سے

ہر ہر فرد مراد ہے یعنی تمہارے مین کا کوئی شخص انہین کے کسی کو اپنا دوست نہ کرے ہجرت سے اس جگہ جنگ کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنا مراد ہے معلوم کیجئے ہجرت تین وجہ پر ہے پہلی وجہ مکہ سے نکل کر مدینہ کو آنا یہہ ہجرت ابتداء اسلام مین فرض تھی فتح مکہ کے بعد اسکی فرضیت منسوخ ہوئی دوسری وجہ نفاق سے یہہ ہجرت ایسی ہے کہ وہ شخص کا فرون سے جنگ کرنیکے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صابر اور محتسب ہو کے نکلنا یعنی محض اللہ کے یہان ثواب ملنے نکلنا اس نکلنے سے اس شخص کو کوئی دنیوی غرض نہ رہنا اس آیت مین یہی ہجرت مراد ہے تیسری ہجرت اللہ تعالی جن چیزون سے نہی کیا ہے اُن سے باز آنا صحیح حدیث مین آیا ہے المهاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ ہے جو چھوڑتا ہے اُن چیزون کو کہ جس سے اللہ تعالی نے نہی کیا ہے امام رازی نے کہا ہجرت مین یہہ تینون امر معتبر رہنے سے اللہ تعالی نے عام لفظ کو ذکر کیا اور فرمایا حتی یہاجروا تا تینون قسم کی ہجرت کو شامل رہے پھر اس پر اختصار نہ کرکے ہجرت کو فی سبیل اللہ رہنے کا قید لگایا گیا واسطے دار کفر سے دار اسلام کی طرف اور نہیات سے مامورات کی طرف ہجرت کرنی کبھی دنیا کی غرض کے واسطے بھی رہتی ہے سو ان ہجرتون کو اعتبار نہین معتبر ہجرت وہ ہے جو امر الہی کے واسطے رہے فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ پھر اگر منہہ موڑین یعنی قبول نہ رکھین تو تم انکو پکڑو اور مار ڈالو جہان پاؤ یعنی وے منافق اسلام سے اور ہجرت کرنے سے کنارہ کشی کرین اور مسلمانون کے ساتھ خلوص دل اور خیر خواہی کی راہ سے شریک ہو کر جہاد کرنے سے منہہ موڑین تو اے مومنو تم انکو پکڑو یعنی اسیر کرو اور اُن کو جہان پاؤگے حل مین ہو یا حرم مین قتل کرو وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۵ اور نہ ٹھہراؤ ان مین کسیکو دوست اور نہ مددگار یعنی ایسی حالت مین اُن منافقون کی دوستی نہ کرو اور اپنے دشمنون پر اُن سے کمک نہ چاہو معلوم کیجئے یہہ حکم جملہ منافقون کا نہین کیا واسطے کہ وے اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے اور ظاہر مین اسلام کے احکام کو قبول کرتے تھے بلکہ حکم مخصوص منافقون کا ہے جو مرتد ہوے تھے إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ مگر وے

جو مل رہے ہین ایک قوم سے کہ تمھارے اور اُن کے درمیان عہد ہو اوپر کی آیت مین منافقون کے
اسیری اور قتل کا حکم جو کیا تھا اس سے ایک فرقہ کو استثنا کیا کہ اُن کو اسیر اور قتل نکرنا آیت کا
مضمون یہہ ہے تمھارے اور ایک قوم کے درمیان عہد جو ہوا ہے اُنکے ساتھ یہہ منافق وصل کرین
یعنی اُنکے پاس جاکے پناہ لیوین اور اُن سے عہد کرین تو اُنکو اسیر اور قتل نکرو کیا واسطے اس حالت مین
وے منافق بھی ان قوم کے شریک رہنے سے تمھارے عہد مین داخل ہوے یہہ استثناء ولیاً ونصیراً
سے نہین کس واسطے اس سے استثناء والے تو معنی یون ہوگی کافرون سے کسیکو اپنا دوست اور مددگار مت
ٹھہراؤ مگر اُنکو جو تمھارے اور اُنکے درمیان عہد ہوا ہے اُن سے دوستی کرے تو اُن سے تم دوستی
کرو یہہ بات صحیح نہین کیا واسطے اُنکی دوستی مطلق حرام ہے کسی حالت مین جائز نہین ابن جریر اور
ابن ابی حاتم عکرمہ کی طریق سے روایت کیے ہین اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہے کہ الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق کی آیت شان مین ہلال بن عویمر الاسلمی و سراقہ
بن مالک المدلجی اور بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناف کی شان مین نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل النبوۃ مین حسن بصری سے روایت کئے ہین اُسنے کہا
سراقہ بن مالک المدلجی رضی اللہ عنہ نے ہمکو کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے اور احد کے لوگون پر
غالب ہوئے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش پر غلبہ ہوا اور اطراف کے لوگ مسلمان ہوئے مجھکو خبر پہنچی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید کو بنی مدلج سے جنگ کرنے روانہ کرتے ہین سو مین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آکے کہا مین آپ سے احسان چاہتا ہون صحابہ اُسکو چپ چپ کرکے کہنے لگے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کہے اُسکو چھوڑ دو اور فرمائے کیا چاہتا ہے سراقہ نے کہا مین سنا ہون کہ آپ میری قوم پر
فوج کو روانہ کرنا چاہتے ہین میری عرض یہہ ہے آپ اُنکو قول دینا کہ جب قریش اسلام لاینگے وے
بھی اسلام لاینگے اگر قریش اسلام نہ لاوے تو آپ کی قوم کے دل اُن کی عداوت پر نہ آوین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کا ہاتھ پکڑکے کہے تم اسکے ساتھ جاکے مصالحت کرو پھر خالد
بن الولید رضی اللہ عنہ جاکر اُن سے مصالحت کیے اس شرط سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جنگ کو ادے

تم اسکی اعانت نہ کرنا قریش اسلام لائین تو تم بھی اسلام لانا تمھارے پاس کوئی لوگ آکے
تمھارے سے دوستی کرین تو تم سے جو عہد ہو اُن سے بھی وہی عہد ہو اسی پر اللہ تعالیٰ نے ودوا
لو تکفرون کما کفروا کی آیت الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق تک نازل کی سو یہی مرج کے
ساتھ جو شخص ملتا تو بنی مدلج سے جو عہد تھا اُسکے ساتھ بھی وہی عہد ہوتا معلوم کیجیے سراقہ بن مالک وہ
شخص ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار مین سے نکل کے مدینہ کی راہ لئے تو حضرت کو اسیر کرنے
آیا تھا جب اُسکے گھوڑے کے پیر زمین مین دھنس گئے تھے عاجز ہو کے حضرت سے امان مانگا حضرت اُسکو
امن کا کاغذ لکھوا دیئے بغوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بن مسند کے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ کو جانیکے وقت ہلال بن عویمر الاسلمی سے مصالحت کیئے کہ تم نہ اپنی اعانت کرنا اور
نہ اپنے سے جنگ کو کوئی آوے تو اسکی اعانت کرنا اور ہلال کے پاس اُسکی قوم اور کوئی آکے
پناہ لیوے تو اُن کے ساتھ بھی وہی عہد ہے جو ہلال کے ساتھ ہوا ہے ضحاک نے ابن عباس سے
نقل کیا ہے کہ اس قوم سے بنی بکر بن زید مناۃ مراد ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کیئے
تھے مقاتل نے کہا ہے اس قوم سے خزاعہ مراد ہین اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ
يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ یا آئے ہین تمھارے پاس خفا ہو گئے ہین اُنکے دل تمھارے ساتھ
لڑنے سے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے یعنی تمھارے سے اور اپنی قوم سے لڑنے کو کچھا کے تمھارے
پاس آئے ہین او جاؤکم کے عطف مین دو احتمال ہین ایک احتمال جاؤکم کا عطف یصلون پر ہے
اور یہہ جملہ بھی الذین کا صلہ ہے تقدیر یون ہے الا الذین جاؤکم حصرت صدورہم معنی یون ہے
اور مگر وے لوگ جو آئے تمھارے پاس جسحال مین کہ اُن کے دل تنگ ہو گئی ہین اس تقدیر پر
اوپر کے حکم سے دو فریق کو استثنا کیا ایک فریق جو معاہدین کے پاس آکے پناہ لیتے ہین دوسری
فریق جنگ سے تنگ ہو کر مسلمانون کے پاس آئے ہین سو اُنکو بھی قتل نہ کرنا دوسری احتمال او جاؤکم کا
عطف بینکم وبینہم میثاق پر ہے اور یہہ جملہ بھی قوم کی صفت ہے تقدیر یون ہے الا الذین یصلون الی
قوم بینکم وبینہم میثاق او یصلون الی قوم حصرت صدورہم فلا یقاتلونکم یعنی مگر وے جو مل رہے ہین ایک قوم سے

کہ تمہارے اور اُن کے درمیان عہد ہے یا مل رہتے ہیں ایک قوم سے کہ جنکے دل تنگ ہونے سے
لڑائی نہیں کرتے اس تقدیر پر استثنا ایک ہی فریق کی ہے لیکن انکی صفت پناہ لینے والے
کے نظر کرتے مختلف ہوتی ہے امام رازی وغیرہ اکثر مفسرین پہلی احتمال کو ہی ترجیح دیتے ہیں
جملہ حصرت صدورہم کا جاؤکی ضمیر کا حال ہے اور قد کا لفظ مقدر ہے تقدیر اُسکی قد حصرت
صدورہم ہے بعضے کہتے ہیں بن تقدیر کی بھی وہ حال ہے کیا واسطے ماضی کا جملہ بن تقدیر قد کے
اکثر حال پڑتا ہے بعضے کہتے ہیں یہہ جملہ جاؤکم کے جملہ سے بدل ہے پہلے جاؤکم سے خبر دیا بعد حصرت صدورہم سے
خبر دیا حصرت کی معنی ضاقت کی ہے یعنی اُنکے دل تنگ ہوے یعنی جنگ سے راضی نہیں نہ مسلمانون سے نہ کافرون سے
مسلمانون سے جنگ نہیں کرتے کیا واسطے مسلمانون کے اور انکے درمیان عہد ہے اپنی قوم سے جنگ نہیں
کرتے کیا واسطے انکے ساتھ قرابت اور دوستی ہے معلوم کیجئے یہہ فرقے جنکو اللہ تعالی نے استثنا کیا ہے
وے کفار ہیں اللہ تعالی کا فرون کے قتل کو واجب کیا مگر جو کافر عہد کرے یا جنگ کو ترک کرے تو
اسکو قتل نہ کرنا لیکن آیت السیف سے یہہ حکم منسوخ ہوا کافر کہ جس سے عہد نہیں ہو ہے جنگ
نہ کرنیکی صورت میں بھی اسکو قتل کرنا جائز ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ
اور اگر اللہ چاہتا تو البتہ تمپر انکو مسلط کرتا پھر البتہ تم سے لڑتے اللہ تعالی اپنی منت جو مومنوں پر
ہے اُسکو اس جملہ میں بیان کیا اور جن کفار سے جنگ نہ کرنیکا حکم کیا ہے اُنسے جنگ نہ کرنیکی ترغیب دیا
یعنی اُن سے جنگ نہ کرنیکا حکم جو ہوا ہے اُسکو تم قبول کرنا وے تمہارے سنے جنگ نہیں کرتے سو اُسکو
اللہ کا فضل سمجھنا کیا واسطے اللہ نے اُنکے دلون میں رعب ڈالا ہے اس لئے وے جنگ سے باز رہے ہیں
اللہ تعالی چاہتا تو تم پر انکو مسلط کرتا اور اُنکے دلون کو قوی کرتا رعب کو نکال دیتا تو وے تم سے
جنگ کرنے پر مستعد ہوتے فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ پھر اگر وے لوگ تم سے کنارہ پکڑیں سو تمہارے سے نہ لڑیں اور
تمہارے سے صلح ڈالیں تو اللہ نے نہیں ڈالا تم کو اُنکی طرف راہ یعنی جو لوگ کنارہ کشی کریں اور تمہارے
سے نہ لڑیں اور تمہارے مطیع اور فرمانبردار رہیں تو تمکو اُنکی طرف راہ نہیں یعنی تمکو اُنسے جنگ کرنیکا اذن نہیں

تم انکے نام کو نہ جانا اور اُنسے جنگ نہ کرنا اور انکو بندین نہ لانا بعضو مفسرین کہتے ہین یہہ آیت آیت
السیف سے منسوخ ہے یعنی اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ اس قول پر القوا الیکم السلم سے مراد صلح کا
پیغام کرنا ہے اور امان سے راضی ہونا لیکن ہنوز صلح منعقد نہین ہوئی ہے یہہ تاویل کرنا ضرور ہے کیونکہ
صلح جب منعقد ہو گئی تو اُن سے جنگ کرنا جایز نہین بعضو کہتے ہین آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے یہہ لوگ القوا الیکم
السلم سے صلح منعقد ہونا مراد لیتے ہین سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا
قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ اب تم پاوگے اَور لوگ چاہتے ہین کہ امن
مین رہین تم سے اور امن مین رہین اپنی قوم سے جس بار بلائے جاتے ہین فساد کرنیکو اُلٹ جاتے ہین اُسمین یعنی
جب کفار انکو شرک کی طرف بلاوین تو اُنکے شریک ہو جاتے ہین کلبی نے ابو صالح سے روایت کیا ہے
کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اُن لوگون سے اسد اور غطفان کا قبیلہ مراد ہے مدینہ کے اطراف مین
رہتے تھے ظاہر مین اپنے کو مسلمان بتاتے تھے دل سے ایمان نہین لائے تھے انکی قوم والے انسے کسکو پوچھتے
کس پر تونے ایمان لایا تو کہتا ہین اس بندر اور بچھو اور خنفسا پر ایمان لایا مسلمانون سے ملے تو کہتا ہین
تمھارے دین پر ہون ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہہ لوگ بنی عبدالدار سے
تھے انکی صفت ایسی ہی تھی اپنا ایمان ظاہر کرتے اس سے انکا ارادہ یہہ رہتا مسلمانون سے امن مین
رہنا تا مسلمان انکے متعرض نہوں اپنی قوم سے بھی امن مین رہنا تا قوم انکے متعرض نہو فَاِنْ لَّمْ
يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ
حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۚ پھر اگر وہ تم سے کنارہ نکرین اور تم سے صلح نہ ڈالین اور اپنے ہاتھ نہ روکین
تو انکو پکڑو یعنی اسیر کرو اور مار ڈالو جہان پاو ہاتھ نہ روکنے سے جنگ کرنا مراد ہے وَاُولٰٓئِكُمْ
جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۞ اور اُنپر تمکو دی ہمنے سند صریح یعنی اُس صفت
پر جو لوگ ہون انکو اسیر کرنے اور مارنے کیواسطے تمکو دلیل ظاہر ہے بعضو کہتے ہین صریح دلیل سے
مراد انکی عداوت ظاہر ہونا اور وے کافر ہین سو حال تمکو معلوم ہونا پھر اب تمکو ان سے جنگ کرنے
کی دلیل ظاہر ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَــًٔا اور مسلمان کا کام

خنفسا ایک کیڑا [illegible]

ع ۱۰

ہنین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر مفسرین کہتے ہین یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی کی شان
مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کرنے کے قبل عیاش آکے ایمان لایا اور اپنے
اسلام کا لوگون مین چرچا ہونیکے اندیشہ سے بھاگ کر مدینہ کو گیا وہان کی کسی گڑھی مین چھپکے رہنے لگا
عیاش کی والدہ اپنے لڑکے کے غم مین کھانا پینا چھوڑ دی اور اپنے دوسرے فرزندکو جنکا نام حارث
بن ہشام اور ابوجہل بن ہشام تھا کہی عیاش کو جب تک تم ڈھونڈکے لاؤگے مجھ پر کھانا پینا اور گھر
مین رہنا حرام ہے حارث اور ابوجہل عیاش کے اخیافی بھائی تھے سو اُسکی تلاش مین یہ دونون نکلے
حارث بن زید بن انیسہ یا نبیشہ قرشی عامری جو بنی معیص بن عامر بن لوی سے تھا اُن دونون کے
ساتھ ہوا یہہ تینون مدینہ کو آئے عیاش کسی گڑھی مین تھا اُسکو دیکھکے کہے تیری ماں کو نہایت غم
ہے قسم کھائی ہے تیرے بن آئیکے کھانا پانی کچھ نہین کھاؤنگی اب تو ہمارے ساتھ چل تیرے لیے ہم عہد کرتے ہین
تجکو اس دین سے منع نہین کرینگے اور تیرے سے ہرگز بدسلوک نہ کرینگے عیاش اپنی ماں کا احوال
سُنکے اور اونسے قول و قرار لیکے گڑھی سے اُترا اور اُنکے ہمراہ ہوا مدینہ سے باہر ہوتے ہی اُسکو
تسمون سے باندھے اور ہر ایک شخص سو سو کوڑا مارا اور اُسکو اسکی ماں کے پاس لائے ماں نے کہی تو
جب تک اس دین کو نہ چھوڑیگا مین تیرے بندن نہ کھولونگی اور اُسکو دھوپ مین ڈالی عیاش لاچار
ہوکے اُسکی بات مانا غرض ایکدن حارث بن زید عیاش سے ملکے کہا یہہ دین جسکو تونے اختیار کیا تھا
اگر حق تھا تو حق کو تونے چھوڑا اگر باطل تھا تو باطل کو تونے اختیار کیا تھا عیاش غصہ ہوکے کہا واللہ
مین تجھکو اکیلا پاؤن تو تجھکو قتل کرونگا الحاصل عیاش مدتون اسی حالت مین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اُسکو مشرکون کے ہاتھ سے نجات ہونے کیواسطے نماز مین دعا قنوت پڑھتے وقت دعا مانگا کرتے
عیاش نے قابو کے وقت ایمان لاکے مدینہ کو ہجرت کی حارث بن زید نے بھی ایمان لاکے ہجرت کی
لیکن عیاش کو اس امر کی اطلاع نہین تھی ایکدن عیاش نے قبا کے میدان مین حارث کو دیکھا سو اُسکو قتل کر دیا
لوگ دیکھے سو کہنے لگے ای عیاش تو کیا کیا وہ تو مسلمان تھا پھر عیاش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہوکے کہا یا رسول اللہ میرے اور حارث کے درمیان بیر جو تھا آپکو ظاہر ہے اُسکا اسلام لانا

مجھکو معلوم نہین تھا مین نے نہ جانکے اُسکو قتل کیا پھر یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن زید سے روایت
کی ہے کہ یہہ آیت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کسی فوج
کی ٹکری مین تھے سو قضاء حاجت واسطے پہاڑون مین گئے وہان ایک شخص مخالف کا اپنے بکریون کو ہنکے
تھا ابو الدرداء تلوار کھینچ کے اس پر حملہ کئے وہ شخص تلوار دیکھ کے لا الہ الا اللہ کہا با این ابو الدرداء
اُسکا قتل کئے اور اُسکے بکریان ہانک لائے پھر انکو اس بات کی خلش ہوئی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکا دل چیر کے تم کیون نہین دیکھا یعنی وہ شخص یہہ کلمہ دل سے
بولا تھا یا نہین سو دل چیر کے دیکھتا تو معلوم ہوتا ابو الدرداء عرض کئے یا رسول اللہ دل چیر کے دیکھنے
تو کیا معلوم ہوتا بجز خون اور پانی کے اور کچھ نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پھر وہ تو اپنی زبان سے
خبر دے چکا تھا یعنی اُس شخص کا زبان سے اقرار کرنا اُسکے ایمان کو کافی ہے پھر تو کیا واسطے اُسکی
تصدیق نہیں کی ابو الدرداء کہے کیف بی یا رسول اللہ یعنی یا رسول اللہ میرا کیا حال تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے فکیف بلا الہ الا اللہ یعنی لا الہ الا اللہ کو کیا کریگا ابو الدرداء پھر کہے کیف بی یا رسول اللہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فکیف بلا الہ الا اللہ ابو الدرداء کہے یہانتک مین نے آرزو کیا کہ مین
ابھی ایمان لاتا تھا پھر یہہ آیت نازل ہوئی رویانی اور ابن منده اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین بکر
دولابی
بن حارثۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک فوج کی ٹکری روانہ
کئے مین بھی اُسمین تھا ہمارا اور مشرکون کا مقابلہ ہوا مین نے مشرکون کے ایک شخص پر حملہ کیا اُس
اسلام لاکے میرے سے پناہ چاہا اور مین نے اُسکو مار ڈالا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم میرے پر غصہ ہوے اور مجھکو دور کئے بعد اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا سو
میرے سے راضی ہوے اور مجھکو اپنے سے نزدیک کئے بندہ عاصی کہتا ہے ان سب روایتون کی
صحت کی تقدیر مین ان سب کے مقدمون مین آیت نازل ہوئی ہو وما کان لمؤمن کی معنی مین
دو وجہ ہین ایک وجہ یہہ ہے کہ مومن کو اللہ تعالی کی طرف عہد جو ہے اور اُسکو احکام جو آئے
ہین اُس عہد مین مومن کا قتل جایز نہین کرکے ثابت ہے دوسری وجہ مومن کو کسی زمانہ مین

مومن کا قتل کرنا آیا نہین اس سے غرض یہ ہے مومن جب سے مکلف ہوا ہے اُسی وقت سے مومن
کا قتل کرنا اُسپر حرام ہے اِلَّا خَطَأً یہہ استثنا منقطع ہے معلوم کیجئے کچھ چیزا وپر ذکر کرکے اُس سے
ایک چیز کو نکالنے کو استثنا کہتے ہین اوپر کی چیز مستثنیٰ منہ اور نکلی سو چیز کو مستثنیٰ کہتے ہین سنسکرت
کے بدا کے مین استثنا کو بہن ورجیت کہتے ہین استثنا منقطع اُسکو کہتے ہین جسکا مستثنیٰ جنس مستثنیٰ منہ سے
نہو یعنی مومن کو قتل کرنا جایز نہین لیکن اگر خطا سے قتل ہوگیا تو اسکا حکم وہ ہے جو ذکر کرتا ہے بعضے
کہتے ہین یہہ استثنا متصل ہے استثنا متصل اُسکو کہتے ہین جسکا مستثنیٰ جنس مستثنیٰ منہ سے ہو اب معنی
یون ہونگے مومن اپنے مومن بھائی کو قتل کرنا البتہ جایز نہین مگر خطا کی حالت مین مثلاً مومن لباس
کفار کا پہنا تھا یا اُنکے لشکر مین تھا اور اسکو مشرک سمجھا تو اُسکا قتل جایز ہے اس حالت مین یہہ خطا کے حکم
ہے کیا واسطے اسکو کافر سمجھا تھا حالانکہ وہ کافر نہین تھا خطا کو نصب جو ہوا یا تو وہ صفت ہی مصدر محذوف
کی جو مفعول مطلق تھا اُسکی تقدیر یون ہے الا قتلا خطأً یعنی مگر قتل ایسا جو خطا سے ہو یا حال ہے اور
مصدر رفاعل کی معنی سے ہی تقدیر یون ہے لا تقتلہ البتہ الا حال کونہ مخطأً فی قتلہ یعنی اُسکو قتل نکرے
البتہ مگر جس حال مین کہ مخطی ہے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا اور جس نے مار ڈالا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی
ہے گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچانی ہے اُسکے لوگون کو مگر کہ وے خیرات کرین بن قصد کے
اور بن تعمد کے فعل جو وجود مین آتا ہے اُسکو خطا کہتے ہین خطا سے ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو
مار ڈالا تو اُس پر کفارہ اور دیت دونو لازم ہوتے ہین کفارہ ایک رقبہ مومنہ کو آزاد کرنا ہے
تحریر مصدر ہے باب تفعیل کا اُسکی معنی حر بنانا یعنی آزاد کرنا حر کی اصل معنی خالص کرنا انسان اپنی
خلقت کے نظر کرتے ہر چیز کا مالک ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے جب انسان دوسرے انسان کی
اصل
ملک اور بندہ ہوا تو انسانیت کی صفت اُس مین خالص نرہی اس صفت مین کدورت آئی یہہ بندگی
کی صفت اُس سے دور کرنیکو تحریر کہے یعنی انسانیت کی صفت مین خالص ہوا کدورت جو تھی
سو زایل ہوئی رقبہ کی اصل معنی گردن انسان کے اجزا سے گردن ایک چیز ہے کہ جسکے باقی

رہنے سے انسان باقی رہتا ہے اور جسکے زوال سے زایل ہوتا ہے سو گردن جزو اعظم ہوئی اسکو
ذکر کیا اور اس سے اسکی ذات کا ارادہ کیا اسکو مومنہ سے وصف کیا رقبۂ مومنہ سے وہ رقبہ مراد ہے
جسپر فقہاء اسلام کا اطلاق کرتے ہین دیۃ کا اصل ودیا تھا وہ ودی یودی کا مصدر ہے واو کو حذف
کرکے آخر مین تا کو عوض لاکے دیہ کہا ہے اسکی اصل معنی اپنے ذمہ پر پیسا جو ہے اسکو پھیرنا بعدہ خون کے
بدلے مین جو پیسا دیتے ہین یعنی خون بہا مین استعمال کئے اہل سے مراد وہ لوگ ہین جو میت کے مال
کے وارث ہوتے ہین یصدقوا کا اصل یتصدقوا تھا تا کو صاد سے بدل کرکے صاد کو صاد مین
ادغام کئے تصدق سے عفو کرنا مراد ہے یعنی قتیل کے ورثہ دیت معاف کر دین تو اسوقت دیت
نہین معلوم کیجیے خطا سے کوئی شخص کسیکو مارا تو وہ مقتول مومن ہو گا یا کافر معاہد مقتول مومن
ہو تو اسکے ورثہ مسلمان رہینگے یا کافر حربی یا کافر معاہد و ذمی مومن جسکے ورثہ بھی مسلمان ہین اسکے
قتل مین کفارہ اور دیت دونون لازم ہین اس آیت مین اسی کا حکم ذکر کیا مقتول مومن اور اسکے
ورثہ حربی کافر ہین تو اسکا حکم اب کہتا ہے فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پھر اگر ہو گا یعنی مقتول ایک قوم مین کہ تمہارے دشمن ہین اور وہ یعنی
مقتول آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی ہے ایک گردن مومن کی حاصل اس حکم کا یہہ ہے کوئی مسلمان
دارالحرب مین اپنے قرابتی کافرون مین ملکے رہتا ہے مسلمان نے نہ جان کے اسکو قتل کیا یا مقتول
دارالاسلام مین ہے اور اسکے ورثہ حربی کفار ہین تو دونون صورت مین قاتل پر فقط کفارہ ہے
ایک مومن رقبہ کو آزاد کرنا اسمین دیت نہین وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ
فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اور اگر ہو گا وہ یعنی مقتول ایک قوم
مین کہ تم مین اور ان مین عہد ہے تو خونبہا پہنچانا ہے اسکے لوگون کو اور آزاد کرنی ہے ایک گردن
مومن کی یہہ مقتول اہل عہد یا ذمی والون مین ہے یا مومن ہے اس مین دو قول ہین بعضو
کہتے ہین وہ مومن نہین بلکہ معاہد یا اہل ذمی سے ہے اسکے قتل مین کفارہ ہے اور اسکے ورثہ
کو جو معاہدین یا اہل ذمی ہین دیت دینا بعضے کہتے ہین وہ مقتول مومن ہے انکے قول پر اہل سے

وے اہل مراد ہین جو مسلمان ہون کیا واسطے دیت مین حق نہین مگر وضین ورثہ کو جو مسلمان ہون اسکا
حکم پہلی آیت سے معلوم ہو چکا تھا پھر اسکو جو ذکر کیا سو اس لئے ہے کہ وہ معاہدین مین ملکے رہتا
تھا یا یعنے ورثہ اُسکے معاہدین تو دیت واجب ہونے کو منع نہین کرتے کیا واسطے انمین جو مومن
ہین اُنھین مین دیت کو تقسیم کرینگے فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پھر کوئی شخص
نہ پاوے یعنی رقبہ مومنہ نہ ہو تو روزہ ہے دو مہینونکا لگاتار یعنی علی الاتصال دو مہینے روزہ رکھنا
تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ یہہ توبہ ہے اللہ کی طرف سے یعنی اللہ تعالی اس کو خطا سے قتل کرنے والے کا تو
ٹھہرایا ہے یا اللہ توبہ قبول کرنیکی یہہ شرط کی ہے وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ اور اللہ
جانتا ہے حکمت والا یعنی جس نے خطا سے خون کیا ہے اسکو اللہ تعالی جانتا ہے اس مین دیت اور کفارہ
جو مقرر کیا حکمت کے رو سے ہے فقہا کہتے ہین خون تین قسم پر ہے ایک عمد دوسرا شبہ عمد تیسرا خطا
جس چیز کے مارنے سے آدمی غالب احوال مین مرجاتا ہے اور اس سے کسی کو مارین تو اُس کو
قتل عمد کہینگے اس مین قصاص لازم ہوگا قصاص کو معاف کرکے دیت لیوے تو دیت مغلظ قاتل
کے مال سے فی الحال دینا لازم ہوگا جس چیز سے مارے تو آدمی غالب احوال مین نہین مرتا ہے
مثلاً چھوٹی لکڑی یا چھوٹے پتھر سے مارا اتفاقا اس سے مرگیا تو اُسکو شبہ عمد کہینگے اس مین قصاص
نہین لیکن اُسکے عاقلہ پر دیت مغلظ لازم ہوگی جس کو تین سال مین ادا کرنا یہہ مذہب امام
شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے ابو حنیفہ کہتے ہین جو آلہ اجزا کو جدا کرتا ہے جیسی تلوار یا تیز پتھر سے
مثلاً قتل کرین تو وہ قتل عمد ہے اسکے سوائے دوسرے چیزون سے عمداً قتل کرے تو وہ شبہ عمد ہے
آدمی مارنے کا قصد نہین کیا مثلاً شکار پر تیر لگا یا آدمی بیچ مین آجانے سے تیر اسکو لگا یا کافر
کو مارا لیکن مسلمان کو مار لگ کے مرگیا یا کسی شخص پر کافرونکا لباس یا اُن کے نشان رہنے سے
اُسکو کافر سمجھ کر مارا تحقیق قتل خطا محض ہے اسمین قصاص نہین دیت مخففہ ہے عاقلہ پر اسکو
تین سال مین ادا کرنا مسلمان حر کی دیت سو اونٹ ہین اونٹ مفقود ہوون تو شافعی کے قول
قدیم مین ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہین شافعی کا قول جدید یہہ ہے اونٹ نہون تو اُس شہر مین

اونٹوں کی قیمت کیا ہوتی ہے سو ٹھہرا کے دینا مالک کہتے ہیں دیت میں اختیار ہے سو اونٹ دیوے یا ہزار دینار
یا بارہ ہزار درہم ابوحنیفہ کے یہاں سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم ہیں ذمی اور معاہد اور مستامن
اگر یہودی یا نصرانی ہے تو اسکی دیت مسلمان کی دیت کی تہائی ہے مجوسی ہو تو اسکی دیت مسلمان کی
دیت کی دو ثلث عشر ہے یعنی چھے اونٹ اور دو ثلث اونٹ بت پرست ہو تو اسکی دیت بھی مجوسی کے
مثل ہے یہہ قول شافعی کا ہے مالک اور احمد کہتے ہیں معاہد وغیرہ کی دیت مسلمان کی دیت کی آدھی ہے ابوحنیفہ کے یہاں
اُنکی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے عورت کسی قسم کی ہو اُسکی دیت اس قسم کے مرد کی دیت میں کی
آدھی دیت ہے دیت دو طور کی ہے ایک مغلظ یعنی شدت کی دوسری مخففہ یعنی بن شدت کی
دیت مغلظ یا مخفف دونوں کے عدد میں جو سو اونٹ ہیں اختلاف نہیں مگر اونٹوں کے اوصاف میں
فرق ہونے سے مغلظ اور مخفف ہوتی ہے قتل عمد اور شبہ عمد میں دیت مغلظہ ہے سو اس طور پر کہ
تیس حقے یعنی چار سال کی عمر والے اونٹ اور تیس جذعہ یعنی پانچ سال کی عمر والے اور چالیس خلفے یعنی
گابھ اونٹنیاں یہہ قول عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا ہے عطا اور شافعی کا مذہب بھی یہی ہے
بعضے کہتے ہیں دیت مغلظہ پچیس بنت مخاض یعنی ایک سال کی عمر والے اونٹنیاں اور پچیس بنت
لبون یعنی دو سال کی عمر والے اونٹنیاں اور پچیس حقے اور پچیس جذعے ہیں یہہ قول زہری اور ربیعہ
کا ہے ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے دیت مخففہ کے بیس بنت مخاض اور بیس بنت
لبون اور بیس ابن لبون اور بیس حقے اور بیس جذعے ہیں عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان بن یسار
اور زہری اور ربیعہ کا یہی قول ہے مالک اور شافعی کا مذہب بھی یہی ہے بعضے دیت مخففہ میں
عوض بیس ابن لبون کے بیس ابن مخاض کہتے ہیں یہہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
ابوحنیفہ اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے معلوم کیجئے قتل عمد کی دیت جانی پر یعنی بانی پر ہے قتل خطا
اور شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر ہے یعنی اسکے عصبہ مردوں پر وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ

جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيمًا ٥ وزد

اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کے تو اُسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہے اُسی میں اور اللہ

اس پر غصہ ہوا اور اسکو لعنت کی اور اُسکے واسطے تیار کیا بڑا عذاب اس آیت کی شان نزول
کو ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کی ہے کہ مقیس بن صبابہ الکنانی اور اُسکا بھائی
ہشام بن صبابہ ایمان لا کے مدینہ مین رہتے تھے ایک روز دیکھتے کیا ہین ہشام بنی النجار کے گھرونکے
پاس گھایل ہو کے پڑا ہے مقیس نے آ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مقیس کے ہمراہ قریش کے ایک شخص کو جو بنی فہر مین کا تھا بنی النجار کے پاس بھیجے ان ایام مین بنی النجار
کے گھر قبا مین تھے انکو یہہ پیغام دیئے مقیس کے بھائی کو کون مارا سو تمکو معلوم ہو تو اسکو مقیس کے حوالہ
کرو قاتل معلوم نہین ہوا تو سَو اونٹ اُسکے بھائی کی دیت مقیس کے حوالہ کرو فہری نے آ کے بنی النجار کو
پیغام پہنچایا بنی النجار کہے ہم اللہ کے اور اُسکے رسول کے فرمانبردار ہین ہمکو اُسکا قاتل کون ہے سو معلوم
نہین لیکن ہم دیت دیتے ہین پھر سَو اونٹ مقیس کے حوالے کئے فہری اور مقیس دونون قبا سے مدینہ کی
طرف آئے دونون کے درمیان راہ ایک گھنٹے کی ہے مقیس نے فہری کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام
لے گیا تھا مار ڈالا اور اسلام سے مرتد ہو کے اُن اونٹون سے ایک اونٹ پر بیٹھکر باقی کے اونٹونکو
ساتھ لیکر مکے کو آیا اور اُسمین بیتین بولا اُسی پر یہہ آیت نازل ہوئی عکرمہ کی روایت مین جسکو ابن
جریر اور ابن المنذر روایت کئے ہین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہہ سُنکر فرمائے کہ ایسا کیا ہے
تو واللہ مین اُسکو امن نہ دونگا نہ حل مین نہ حرم مین نہ صلح مین نہ جنگ مین پھر فتح مکہ کے دن اُسکو
قتل کئے مقیس میم کی کسر اور قاف کی سکون سے اُسکے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ مفتوحہ ہے اخیر مین سین
مہملہ ابن صبابہ صاد مہملہ کی ضم سے اور دو باء موحدہ سے اُنکے درمیان الف اور باء اول مخفف ہے
ابن درید نے اُسکو ضبابہ ضاد معجمہ سے کہتا ہے معلوم کیجئے اِس آیت مین مسلمان کو ناحق قتل کرنے
والے کی وعید شدید ہے یہہ قتل اکبر کبائر مین ہونے پر علما کا اتفاق ہے اُسکی حرمت مین احادیث
بھی بہت وارد ہوئے ہین بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن لوگون کے خونون
کی چکوتی سب سے پہلے ہوگی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے سات موبقات سے یعنی انسان کو
ہلاک کرنے والے خصلتون سے پرہیز کرو لوگ کہے یا رسول اللہ وے کیا ہین فرمائے اللہ تعالےٰ
کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور سحر کرنا اور قتل کرنا نفس کا کہ جسکو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے واسطے
الحدیث بخاری اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے مومن اپنے دین کی وسعت و کشایش مین رہتا ہے جب تک کہ ناحق خون نکرے مسلم اور
ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے دنیا کا زایل ہونا اللہ تعالیٰ کے پاس البتہ آسان ہے مسلمان کو قتل کرنے سے اس قبیل
کے بہت سے احادیث اس باب مین وارد ہین اس آیت سے بعضون نے دلیل لیا ہے مومن کو ناحق قتل کرنے والا
دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اور قاتل کا توبہ مقبول نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہی ہے
عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی سعید بن جبیر کی طریق
سے روایت کئے ہین کہا مومن کے قتل مین اہل کوفہ اختلاف کئے پھر مین ابن عباس کے پاس سفر کرکے
گیا اور اُن سے سوال کیا انھون نے کہا یہہ آیت (ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم) نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر اخیر مین نازل ہوئی اُسکو کوئی آیت نسخ نہین کی عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر
سعید بن جبیر سے روایت کئے ہین اُس نے کہا مجھکو عبد الرحمن بن ابزی بولا (ومن یقتل مومنا متعمدا
فجزاؤہ جہنم) کی آیت کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تم سوال کرو پھر مین نے سوال کیا ابن
عباس کہے اس آیت کو کوئی آیت نسخ نہین کی اور اس آیت (والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر
الآیہ) کو کہے اہل شرک کی شان مین نازل ہوئی عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر اور حاکم و
ابن مردویہ سعید بن جبیر سے روایت کئے ہین کہا مجھکو عبد الرحمن بن ابزی نے کہا تم ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اُن دونون آیت سے پوچھو ایک تو سورہ نسا مین ہے (ومن یقتل مومنا
متعمدا فجزاؤہ جہنم الآیہ) دوسری سورہ فرقان مین ہے (ومن یفعل ذلک یلق اثاما الآیہ) پھر مین نے
اُن سے سوال کیا ابن عباس فرمائے آدمی اسلام مین داخل ہوکر اُسکے شرایع اور احکام

جاننے کے بعد عمداً مسلمان کو قتل کیا تو اُسکی جزا جہنم ہے اُسکو توبہ نہین سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی
بعد مکہ کے مشرکین کہنے لگے ہم تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا ناحق
قتل کئے اور فواحش کے مرتکب ہوئے پھر اب اسلام لاوے تو کیا نفع دیگا تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا الا من
تاب الآیہ یہہ آیت انکے واسطے ہے امام احمد اور ابن جریر اور نسائی اور ابن ماجہ سالم بن ابی الجعد سے
روایت کئے ہین کہا مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا ان ایام مین ابن عباس کی آنکھین جاچکین تھین سو
ایک شخص آکے کہا ایک شخص مومن کو عمداً قتل کیا تو اُسکے حق مین تم کیا کہتے ہو ابن عباس کہے جزاؤہ جہنم خالداً
فیہا پھر عذاباً عظیماً تک آیت پڑھے اور کہے یہہ آیت سبکے اخیر نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک
اسکو کوئی چیز نسخ نہین کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل نہین ہوئی وہ شخص بولا اگر قاتل توبہ کیا
اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا اور ہدایت کی راہ پر آیا تو اسکو کیا کہتے ہو ابن عباس کہے وانّٰی لہ التوبۃ
والہدیٰ یعنی اسکا توبہ کہان مقبول ہوتا اور وہ کہان سے راہ پر آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے
سُنا فرماتے تھے ثکلتہ امہٗ یعنی اسکی مان اس پر روئے ایک مرد نے ایک مرد کو یعنی مومن کو عمداً قتل کیا تو
قیامت کے دن وہ شخص اپنے قاتل کا ہاتھ ایک ہاتھ مین اور اپنا سر ایک ہاتھ مین پکڑا ہوا اور اسکی شاہ رگ سے
لہو بہتا ہوا عرش تک روبرو آویگا اور کہیگا اے رب اپنے بندے سے پوچھ کیا واسطے مجھکو قتل کیا اللہ تعالیٰ
قاتل کو کہیگا تو ہلاک ہوا پھر قاتل کو دوزخ کی طرف لیجا دینگے ابن جریر اور نحاس اور طبرانی سعید بن جبیر سے
روایت کئے ہین کہے مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جس نے مومن کو عمداً قتل کیا تو اسکے لئے توبہ ہے
یا نہین ابن عباس کہے نہین پھر مین سورۂ فرقان کی آیت پڑھا والذین لا یدعون مع اللہ الہاً آخر الآیہ ابن عباس کہے
یہہ آیت مکی ہے مدنی آیت اسکو نسخ کی ومن یقتل مومناً متعمداً الآیہ معلوم کیجئے ابن عباس کے بعضے روایتون سے
مفہوم ہوتا ہے کہ وہ سورۂ فرقان کی آیت اور سورۂ نساء کی آیت دونون وارد ہونیکا محل ایک ہی ٹھہراتے
ہین اور فرقان کی آیت کو منسوخ اور نساء کی آیت کو اُسکا ناسخ ڈالتے ہین بعضے روایتون سے مفہوم ہوتا ہے
دونون آیت کا محل مختلف ہے فرقان کی آیت اُس قتل مین ہے جو پیش از اسلام کے صادر ہو نساء کی
آیت اُس قتل مین ہے جو بعد اسلام کے ہے اس اختلاف کے نظر کرتے بعضے علما کہتے ہین ابن عباس کے

کلام مین تناقص ہے انکا کلام قابل حجت نہین بعضے کہتے ہین ابن عباس دعویٰ نسخ کا کرتے تھے بعد اپنے اُس قول سے پھر گئے بعضے ابن عباس کے کلام مین توفیق دیتے ہین اور کہتے ہین ابن عباس کے کلام کا حاصل یہہ ہے فرقان کی آیت مین توبہ مقبول ہونے کا عموم جو ہے اس سے مومن جو عمداً قتل کا مباشر ہے تخصیص پایا اکثر سلف تخصص پر اطلاق نسخ کا کرتے ہین ابن عباس کے قول کے مطابق حدیثین بھی آئے ہین ابو داؤد اور ابن جریر اور نحاس اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاؤہ جہنم خالداً فیہا سورہ فرقان کی آیت (والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق) کے بعد چھے مہینے کے نازل ہوئی امام احمد اور اور نسائی اور ابن المنذر اور حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے ہر گناہ کو اللہ بخشنے کی امید ہے مگر کوئی کافر مرے یا عمداً کسی مومن کو قتل کرے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ذہبی اور منذری وغیرہ اسکی تصحیح کو مسلم رکھے ہین بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین مناوی نے کہا اسکے رجال صحیح کے رجال ہین مگر ابو عون انصاری اور وہ ثقہ ہے ابن المنذر اور ابو داؤد اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مرفوع روایت کئے ہین بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حافظ المنذری وغیرہ اُسکی تصحیح کو مسلم رکھے ہین حافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا بزار نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے بھی اسکو روایت کی ہے اُسکے رجال ثقہ ہین جمہور سلف کا مذہب یہہ ہے کہ قاتل دوزخ مین سدا نہ رہیگا اور اُسکا توبہ مقبول ہے اس قول پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہوا ہے اور یہہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہوئی ہے اس لئے آیت کی تاویل کرتے ہین اور چند وجہ سے اسکا جواب دیتے ہین پہلا جواب یہہ آیت منسوخ ہے اسکی ناسخ فرقان کی آیت ہے یہہ قول ضعیف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس جواب کے رد مین کہہ چکے کہ فرقان کی آیت قبل نازل ہوئی ہے یعنی مقدم آیت موخر آیت کو نسخ نہین کرتی بعضے کہتے ہین اسکی ناسخ سورہ نساء کی مذکور ہوئی سو آیت ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر

نا دون ذلک لمن یشاء اس پر بھی سابق کے جواب پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے کیا واسطے عبد الرزاق
اور ابن جریر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ سختی کی آیت آسانی کی آیت کے
بعد چھے مہینون کے نازل ہوے بعد یعنی اول ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک
لمن یشاء نازل ہوئی اسکے بعد و من یقتل مومنا متعمدا الآیہ نازل ہوئی سمویہ نے اپنی فواید مین زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نساء کی یہہ آیت یعنی و من یقتل مومنا الآیہ یغفر ما دون
ذلک لمن یشاء کے بعد چار مہینون کے نازل ہوئی ابو عاصی کہتا ہے ان آیتون مین نسخ کا دعوی کرنا
صحیح نہین کیا واسطے نسخ واقع نہین ہوتا مگر امر اور نہی مین اگرچہ امر اور نہی کو خبر کے لفظ سے وارد
کرے اور جو خبر طلب کی معنی سے نہین ہے اسمین نسخ داخل نہین ہوتا وعدہ وعید اسی قسم سے ہین جسمین
نسخ نہین ہوتا پھر ایک آیت کو دوسری کا ناسخ ٹھہرانا صحیح نہین دوسرا جواب یہہ آیت کافر کے حق مین
نازل ہوئی ہے جو مومن کو قتل کیا تھا اس جواب کو واحدی نے پسند کیا ہے امام رازی نے کہا یہہ جواب
ضعیف ہے کیا واسطے اصولیون کے پاس لفظ کے عموم کو اعتبار ہے خصوص سبب کے اعتبار نہین تیسرا جواب
جزا اسکی جہنم ہونا زمان آیندہ مین ہے سو یہہ وعید کا خلاف کرنا کچھ مضایقہ نہین رکھتا بلکہ یہہ کرم ہے
اس جواب کو بھی واحدی نے پسند کیا ہے امام رازی نے کہا یہہ جواب فاسد ہے کیا واسطے وعید اخبار
کے اقسام سے ایک قسم ہے اسمین خلاف کرنا اللہ تعالی پر جایز رکھین تو وعید مین اللہ تعالی اسکے اوپر
کذب جایز رکھنے کے مانند ہو کیا واسطے کہ وعید کا خلاف کرم ہے اس تقدیر پر کہ وعید مین بھی خلاف کرنا جایز ہوا چوتھا جواب قتل عمد کی
جزا یہی ہے لیکن اللہ تعالی اسکو یہہ جزا دینا لازم نہین اسکی مثال جیسا صاحب اپنے غلام کو کہتا ہے تو
بیجا حرکت جو کیا اسکی سزا یہہ ہے لیکن مین تجھکو یہہ سزا نہین دیتا اس جواب کو قفال نے پسند کیا
لیکن یہہ جواب صحیح نہین کیا واسطے اس جواب سے لازم آتا ہے قتل عمد کی جزا خلود فی النار ہونا نزاع تو اسی
بات مین ہے پانچوان جواب اس آیت کا عموم علی الاطلاق باقی نہین بلکہ دو امر سے تخصیص پایا ہے
پہلی صورت مومن کو عمدا قتل کیا لیکن اس مین تعدی نہین مثلا قصاص مین قتل کیا تو اس وعید مین
بالاتفاق داخل نہین ہوتا دوسری صورت عمدا قتل کیا اور توبہ کیا تو اس وعید مین داخل

نہین ہوتا یہہ دو صورتین اس سے جب تخصیص پائے تو ہم اسکے عموم کو عفو کے ساتھ تخصیص کیے
اسکی دلیل یغفر ما دون ذلک لمن یشاء ہے امام رازی نے اسی دلیل کو پسند کیا ہے بندہ عاصی کہتا ہے
یہہ جواب بھی ضعیف ہے کیا واسطے اس لازم آتا ہے عفو نکرے تو اسکی جزا دوزخ مین سدا رہنی ہے یہہ اہل سنت کے مذہب کا خلاف ہے
جواب خلود سے مکث طویل یعنی دیر تک رہنا مراد ہے قاضی ناصر الدین البیضاوی نے یہہ جواب دیا ہے ساتوان جواب اسکی جزا ہے اگر
قتل کو حلال جانے اوپر کے جوابون کے بہ نسبت یہہ جواب قوی ہے اٹھوان جواب یہہ حکم تغلیظ کے
واسطے ہے طیبی نے کہا ان ایتون کے نظم اور بندش کو دیکھین تو یہہ ایت تغلیظ کیواسطے ہونیکو مقتضی
ہے جیسی اس ایت مین ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین
من کفر جو فرمایا اسکی معنی حج نہین کیا حج کو ترک کرنیکی تغلیظ اور تشدید کیواسطے اس پر اطلاق کفر کا کیا اور جیسا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقداد کو کہے لا تقتلہ فان قتلتہ فہو بمنزلتک قبل ان تقتلہ فانک بمنزلتہ قبل ان یقول الکلمۃ
قال اس حدیث کا قصہ یہہ ہے مقداد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے یا رسول اللہ اگر
مین نے کسی کافر کا مقابلہ کیا ہم دونون ملکے لڑے اس نے میرے ہاتھ کو تلوار سے مارکے کاٹ ڈالا بعد
پھر جاکر میرے سے جھاڑ کے آسرے مین آیا اور بولا مین مسلمان ہوا یہہ کہنے کے بعد کیا مین اسکو قتل کرون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مت قتل کر مین نے کہا یا رسول اللہ اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹے بعد یہہ
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکو مت قتل کر اگر تو اسکو قتل کریگا تو وہ شخص تو قتل کرنیکے
آگے تیرے مرتبے مین ہوا اور تو اسکے مرتبے مین ہوا جو وہ کلمہ کہنے کے قبل جس مرتبے مین تھا اسکی توضیح
یہہ ہے اللہ تعالی نے جو فرمایا وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطأ دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ مومن
کے شان سے نہین کہ دوسرے مومن کو قتل کرے ایسا قتل کرنا اس سے نہوگا اور اسکو یہہ صحیح نہین
اگر اسنے یہہ کام کیا تو مومن کہنے سے وہ نکل گیا بعد اس عام حکم سے قتل خطا کو تاکید و مبالغے کے
واسطے استثنا کیا یعنی قتل کرنا مومن سے مستقیم اور صحیح نہوگا مگر خطا کی حالت مین یہہ حالت قتل عمد کے
منافی ہے تو معلوم ہوا مومن سے البتہ قتل عمد نہوگا بھر اس مبالغے کی تغلیظ اور تشدید واسطے اسکے
ذیل مین کہا ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا الآیہ یعنی مومن کو عمداً قتل کرنا کسی مسلمان سے

سے مستقیم ہوگا کیا واسطے یہہ قتل کافرون کی شان ہے جنکی جزا دوزخ مین سدا رہنی اور اللہ کا غضب اور
اسکی لعنت اونپر اترتی ہے زمخشری نے الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ الآیہ مین اور یاایہا الذین امنوا
انفقوا مما رزقناکم سے والکافرون ہم الظالمون مین ایسی ہی معنی بیان کیا اور یہ لا زکاۃ کو ترک کرنا
کافرون کے صفات سے ٹھہرایا یعنی کافر لوگ ہی ہوتے ہین جو زکات کو ترک کرتے ہین مومن کو لازم ہے
آپ انکے صفات سے متصف نہونا زمخشری نے اپنی تفسیر مین اس اسلوب کو بہت جگہہ مین ذکر کیا ہے اس تاویل
پر توبہ کو ذکر کرنے کو کچھ دخل نہین اور مومن دوزخ سے نکلنے کیواسطے دلیل کو ذکر کرنیکی اور عام کو تخصیص
کرنیکی اور خلود کو مکث طویل سے تفسیر کرنیکی کچھ احتیاج نہین انتہی یہہ کلام نہایت متانت مین ہے
واللہ اعلم بخاری اور مسلم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیعت بہشت مین جانیکی اسپر کیے کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسیکو ہم ساجھی نہ ٹھہراوین اور زنا نکرین
اور نہ چراوین اور جس نفس کو اللہ نے حرام کیا ہے اسکو قتل نہ کرین اور بہتان نکرین اور نافرمانی
یعنی امر معروف مین نہ کرین اگر ان چیزون مین کسیکو ہم کرین تو اسکا حکم اللہ کی طرف ہے اگر چاہے
تو عذاب کرے اگر چاہے تو معاف کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توبہ قاتل کا مقبول ہے بنی اسرائیل
مین کے ایک شخص نے سو آدمی کو قتل کرنیکے بعد کسی عالم سے پوچھا کہ مین توبہ کرون تو مقبول ہے یا نہین وہ
کہا تیرے اور توبہ کے درمیان کون حایل ہوگا پھر وہ اسرائیلی مرنے کے بعد اللہ تعالی نے اسکو مغفرت
کیا سو قصہ صحیح مین آیا ہے جب امم سابقہ کی قتل کی گناہ توبہ سے مرتفع ہوئی تو اس امت پر اللہ تعالی نے تخفیف

جو مقرر کی ہے توبہ مقبول ہونا بطریق اولی ہوگا یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا ای ایمان والو جب سفر کروگے اللہ کی راہ مین تو خوب تحقیق کرو اس
آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور بخاری
اور نسائی اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے ایک شخص کے ساتھ تھوڑا
سا اسباب تھا سو اسکو مسلمانون کے چند لوگ دیکھے وہ شخص انکو دیکھ کے السلام علیکم کہا مسلمان
اسکو قتل کئے اور اسکا اسباب لے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور احمد اور ترمذی

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیے ہیں کہ ایک شخص بنی سلیم کا اپنی بکریاں لیکے جاتا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند شخص پر اسکا
گذر ہوا وہ شخص انکو سلام کیا وے کہے یہہ شخص سلام نہیں کیا مگر ہمارے سے پناہ لینے کیواسطے پھر اسکو
قتل کرکے اسکے بکریاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ترمذی اس حدیث
کی تحسین کی ہے اور عبد بن حمید اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہیں ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور
ابن المنذر اور طبرانی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور خرائطی مکارم الاخلاق میں اور ابو نعیم اور
بیہقی دونوں اپنے دلایل میں عبد اللہ بن ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہا ہمکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضم کی طرف روانہ کئے ہیں مسلمانوں کی ایک ٹکڑی کے ساتھ نکلا انمیں
ابو قتادہ الحارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے بطن اضم کو ہم جب پہنچے عامر بن الاضبط
الاشجعی اپنے اونٹ پر بیٹھکے ہمارے پرسے گذرا اسکے ساتھ اسکا کچھ اسباب تھا اور دودھ کی ایک
چھاگل تھی اس نے ہمکو مسلمانوں کے طریقے کا سلام کیا ہم اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لئے محلم بن جثامہ کو اسکے
ساتھ کچھ چشمک تھی یعنی جاہلیت کے زمانہ کی عداوت تھی سو اسکو قتل کیا اور اسکا اونٹ اور اسباب لیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئے یہہ کیفیت بیان کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس قصہ کو روایت کیا ہے یہہ بھی زیادہ
کیا ہے کہ محلم بن جثامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آکے بیٹھا اسکے بدن پر دو برد تھے (یعنی چادرے) اور اپنے لئے استغفار چاہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے لا غفر اللہ لک یعنی اللہ تعالی تجھکو نہ بخشے پھر وہ شخص وہاں سے اپنے آنسو چادر سے پونچھتا ہوا اٹھا ایک ساعت نہیں گذری
اسمیں وہ شخص موا جب اسکو دفن کئے زمین اسکو اگل دی پھر صحابہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے حضرت فرمائے اس سے زیادہ بد آدمی کو
زمین قبول کرتی ہے لیکن اللہ تعالی تمکو نصیحت کرنیکا ارادہ کیا پھر اسکو کسی پہاڑ میں پھینک کے پتھر ڈالے بزار اور دارقطنی کتاب
الافراد میں اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی ایک ٹکڑی کو کسی طرف روانہ کئے انمیں
مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ بھی تھے جب دشمن کے ٹھکان پر پہنچے دیکھے انکے سب لوگ بھاگ گئے ہیں مگر ایک شخص مالدار تھا وہ نہیں بھاگا
مسلمانوں کو دیکھکے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد ہاتھ چلاکے اسکو گھایل کئے مقداد کے ساتھ والوں سے ایک شخص انکو کہا اے مقداد
لا الہ الا اللہ بولا شخص کو کیا تو مار ڈالا واللہ میں اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرونگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور مین حاضر ہوئے عرض کئے یا رسول اللہ ایک شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دیا سو اسکو مقداد نے
قتل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقداد کو بلاؤ پھر مقداد حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اے مقداد لا الہ الا اللہ بولا سو شخص کو کیا تو مار ڈالا کل یعنی قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کو تو کیا کریگا
تب اللہ تعالی اس آیت کو یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ سے کذلک کنتم من قبل تک نازل کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مقداد کو کہے کافرون مین ایک مومن شخص تھا اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا سو اپنا ایمان ظاہر
کیا تو اسکو مار ڈالا تو بھی آگے مکہ مین ایسا ہی تھا اپنے ایمان کو چھپاتا تھا ابن ابی حاتم نے دوسری طریق سے
ابن عباس سے روایت کی ہے سو اسمین مقتول کا نام مرداس کہا ہے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت
آئی ہے سو اسمین بھی مقتول کا نام مرداس آیا ہے عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے اس قصہ کو بھی ذکر کیا ہے
سو مقتول کا نام مرداس کہا ہے اور یہہ مرد بنی غطفان مین کا تھا اور لشکر کے امیر کا نام غالب اللیثی کہا ہے اور اس
ٹکڑی کو فدک والون پر روانہ کرنے کہا ہے ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے سو اسمین لشکر کے سردار اسامہ
بن زید رضی اللہ عنہما کے کر کر ذکر کیا ہے اور بولا یہہ ٹکڑی بنی ضمرہ پر روانہ ہوئی تھی اُن مین ایک شخص تھا اسکا
نام مرداس بن نہیک مسلمانون کو اسلام کے طریقہ پر سلام کیا اور لا الہ الا اللہ بولا اپن اسامہ رضی اللہ عنہ اُسکو
قتل کئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو ملامت کئے اور یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن زید سے روایت
کی ہے سو اسمین ابوالدرداء رضی اللہ عنہ قتل کئے کر کر کہا ہے شاید اُن سبکے مقدمون مین آیت نازل ہوئی ہو
اذا ضربتم فی سبیل اللہ کی معنی جب تم سفر کروگے جہاد کیواسطے تجارت یا جہاد کیواسطے سفر کرنے کو ضرب کہتے ہین
ضرب کی اصل معنی ہاتھ سے مارنا جلدی سی جانے کا سفر جو ہے اُسمین ضرب کو کنایۃ استعمال کئے کیا واسطے ہاتھ سے
جب کسیکو مارتے ہین تو مارنیکے وقت ہاتھ کی حرکت بہت جلد ہوتی ہے پھر جس چلنے مین جلدی ہو اُسکو
ضرب کہنے لگے فتبینوا تار مثناۃ فوقانیہ سے اسکے بعد بار موحدہ ہے اُسکے بعد یار مثناۃ تحتانیہ ہے اسکے بعد
نون ہے مشتق بیان سے اُسکی معنی طلب کرو بیان کو یعنی خوب دریافت کرو یہہ قرارت ابوجعفر اور نافع
اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابن عامر اور عاصم اور یعقوب کی ہے حمزہ اور کسائی اور خلف کی قرات مین فتثبتوا ہے تار مثناۃ فوقانیہ کے بعد ثار مثلثہ
ہے اُسکے بعد با موحدہ ہے اُسکے بعد تار مثناۃ فوقانیہ مشتق ثبات سے یعنی طلب کرو ثبات کو یعنی پایداری اور قرار پکڑنے کو یعنی جلدی مت کرو آہستگی کو

کلام فرماؤ حاصل دونون قراءت کا ایک ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اور مت
کہو جو شخص تمھاری طرف سلام ڈالتا ہے کہ تو مومن نہین یعنی جو شخص تمکو سلام علیک کرے تو اسکو تم مومن
نہین کر کر قتل مت کرو اسکا اسباب مت چھین لو بلکہ اس سے ہاتھ رکھنا اور اسلام جو ظاہر کیا ہے اسکو قبول
کرنا القی ماضی کا صیغہ ہے مَن کی صلہ پڑا ہے ماضی کا صیغہ جب صلہ پڑتا ہے تو ماضی اور استقبال دونون
معنی کی صلاحیت رکھتا ہے یہان ماضی کا صیغہ استقبال کی معنی سے ہی کیا واسطے ماضی فعل سے نہی واقع نہین ہوتی
السلام لام کے بعد الف ہے یہہ قراءت ابن کثیر اور ابوعمرو اور عاصم اور کسائی اور یعقوب کی ہے ابوجعفر اور
نافع اور ابن عامر اور حمزہ اور خلف اسکو السلم سین کی اور لام کی فتح سے بن الف کے قرارت کرتے ہین
جو لوگ السلم بدون الف کے پڑھتے ہین انکی قرارت پر معنی یون ہونگے جو شخص تمھاری طرف سلم ڈالتا ہے
یعنی تمھاری انقیاد کرتا ہے یعنی تمھارا فرمانبردار اور مطیع ہوتا ہے اور زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے اسکو تم مومن
نہین کر کے مت کہو جو لوگ اسلام الف کی زیادتی سے پڑھتے ہین انکی قراءت پر دو معنی ہوتی ہے ایک وہی سلم کی
معنی جو کہے دوسری سلام کی تحیت کرنا یعنی سلام علیک کرنا یعنی جو شخص تمکو السلام علیک کا تحیہ کرے تو اسکو
تم مومن نہین کر کے مت کہو الیکم السلام کی ظاہر معنی یہی ہے فقہا کہتے ہین غازیان کسی شہر مین یا قریئے مین یا
قبیلے مین اسلام کی نشانیان پائین تو اس قوم سے ہاتھ رکھنا انکو غارت نہ کرنا لازم ہے ابو داود اور ترمذی
عصام المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرنیکے واسطے کوئی فوج
یا کوئی ٹکڑی کو روانہ کرتے تو انکو کہتے تم مسجد دیکھینگے یا اذان کا آواز سنیگے تو کسی کو قتل مت کرو تَبْتَغُوْنَ
عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگانی کا سو اللہ
کے یہان بہت غنیمتین ہین یعنی السلام علیک کیا سو شخص کو یا لا الہ الا اللہ کہا سو آدمی کو تو مومن نہین اور ڈر سے
اپنے کو بچاؤ کرتا ہے کر کر تم جو قتل کرتے ہین محض اسکے پاس کا اسباب لینے کیواسطے ہے یہہ دنیا کا اسباب
باقی رہنے والا نہین جلد سر جاتا ہے اسکی طمع کے نظر کرتے مومن کو قتل کرنا جایز نہین اللہ کے پاس بہت
سے غنیمتین ہین جنکو تمھین عطا کریگا بعضے کہتے ہین مغانم کثیرة سے ثواب مراد ہے یعنی مومن کو قتل کرنے سے
جس نے پرہیز کریگا تو اللہ تعالی اسکو بڑا ثواب دیگا كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ

فتبینوا تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ تعالی نے تمپر فضل کیا سو تحقیق کرو تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تمکو سلام کیا سو شخص کو جیسا تم مومن نہین سمجھے اور اُسکو گھا لیے گئے اور وہ شخص اپنی قوم کے اندیشے سے اپنے اسلام کو چھپا کے رکھا تھا اللہ تعالی دین کو عزت دینے کے قبل تم بھی ویسے ہی تھے اپنے دین کو لوگون سے چھپاتے تھے بعضے کہتے ہین تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تم اپنی قوم والون مین یہہ سخن کہنے والے کو امن دیتے تھے اب کیا ہوا جو اسکو امن نہین دئے اور اُسکو مار ڈالے بعضے کہتے ہین تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تم آگے مشرک ہی تھے سو اللہ نے فضل کیا تمپر یعنی تمکو اسلام کی توفیق اور ہدایت دی کلمہ گو کو قتل کیجیو بعضے کہتے ہین اللہ تعالی نے تمپر فضل کیا یعنی تم خوار و ذلیل تھے سو تمکو عزت دی دین کو علانیہ کرنیکی قوت دیا یا تم پر فضل کیا یعنی توبہ کی توفیق دی سو تحقیق کرو یعنی قتل کرنے مین جلدی مت کرو آیت کی ابتدا مین فتبینوا جو آیا ہے اسی کا یہہ فتبینوا اکا جاتا کہدہے بعضے کہتے ہین اُسکی تاکید نہین کیا واسطے اول کے فتبینوا سے جو امر تعلق ہے اس فتبینوا سے وہ امر متعلق نہین پہلے تبینوا سے قتل تعلق ہے یعنی تم جسکو قتل کرتے ہو اُسکے حال کی جستجو کرو اس تبینوا سے منت متعلق ہے یعنی اللہ کی نعمت کا حال دریافت کرو عبارت کا سیاق اسی قول پر دلالت کرتا ہے اُسکو جو قرا فتثبتوا تاء مثلثہ سے پڑھتے ہین اسکو بھی وہ ویسا ہی پڑھتے ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ مقرر اللہ تمھارے کام سے واقف ہے یعنی قتل کرنے مین احتیاط کرو اسکو سہل نہ جانو اس سے اندیشہ کرو کیا واسطے اللہ تعالی تمھارے کام سے واقف ہو تمکو سزا دیگا لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یعنی معذور مسلمانون کے سوا دوسرے جو مسلمان ہین اُنمین اللہ کی راہ مین جان و مال سے جہاد کرنے والے مسلمانون کا اور گھر مین آرام سے بیٹھنے والون کا مرتبہ برابر نہین ابن سعد اور عبد بن حمید اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور بغوی اپنا معجم مین اور بیہقی اپنی سنن مین براء بن عازب

رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ لایستوی القاعدون من المومنین جب نازل ہوئی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے فلانے کو بلاؤ ایک روایت مین ہے زید کو بلاؤ پھر انہون دوات اور تختی
اور کتف یعنی جانور کے شانے کا چوڑا ہاڑ جسکو کنگھائی کہتے ہین لیکے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے
لکھو لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن
ام مکتوم تھے سو کہے یا رسول اللہ مین ضریر یعنی نابینا ہون پھر اسی جگہہ یہہ اتری لایستوی القاعدون من
المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ ابن سعد اور احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور ابو
داؤد اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابو نعیم نے دلایل مین اور بیہقی نے اپنی سنن مین
طریق سے ابن شہاب کے وہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے مین نے مروان
بن الحکم کو دیکھا مسجد مین بیٹھا ہوا ہے مین بھی آکے اسکے بازو سے بیٹھا پھر مروان بن الحکم نے ہمکو خبر
دیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مجھکو خبر دئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو لکھنے کے واسطے
مجھے فرمائے لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ مین اسکو لکھتا تھا کہ اسمین
ابن ام مکتوم آکے کہنے یا رسول اللہ مجھکو جہاد کرنیکی قدرت ہوتی تو مین جہاد کرتا ابن ام مکتوم اندھے
تھے سو اللہ تعالی غیر اولی الضرر کو نازل کیا یہہ نازل ہونیکے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران
میری ران پر تھی مجھ پر اسقدر بوجھ پڑا کہ مجھکو اپنی ران کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہوا معلوم کیجئے اس
حدیث مین صحابی تابعی سے روایت کی ہے سہل بن سعد الساعدی صحابی ہین مروان بن الحکم سے
روایت کئے ہین وہ تابعی ہے اگرچہ مروان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے وفات کے وقت اسکی عمر چھے سات برس کی تھی لیکن وہ اپنے باپ حکم بن العاص بن امیہ کے
ساتھ طایف مین رہا کرتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہین ہوا حدیثون کی روایت مین
وہ ثقہ ہے جمہور محدثین اسکی روایت کو قبول کرتے ہین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس سے روایت
کرنا وہ ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے سعید بن منصور اور ابن سعد اور احمد اور ابو داؤد اور ابن المنذر
اور ابن الانباری اور طبرانی اور حاکم نے خارجہ بن زید بن ثابت کی طریق سے وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

روایت کی ہے کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو سے بیٹھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکینہ نے ڈھانپ لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر پڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کے بوجھ سے کسی چیز کا بوجھ مین نے زیادہ نہین پایا بعد حضرت کو افاقہ ہوا سو فرمائے لکھ پھر مین شانے پر (لایستوی القاعدون من المؤمنین والمجاہدون فی سبیل اللہ) آیت کی آخر تک لکھا ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھا سو مجاہدون کی فضیلت سنکر کہا یا رسول اللہ جو شخص مسلمانون سے جہاد کی طاقت نہین رکھتا ہے اسکا کیا حکم اس کے یہہ کہتے ہی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکینہ ڈھانکی اور حضرت کی ران میری ران پر پڑی سو پہلے بار جیسی گرانی ہوئی تھی ویسی ہی گرانی مین نے پائی بعدہ افاقہ ہوا فرمائے ای زید کیا لکھا سو پڑھا مین نے لایستوی القاعدون من المؤمنین پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ لکھ زید کہتے ہین اللہ تعالی نے اسی لفظ کو تنہا نازل کیا پھر مین نے اسکو اسی مین ملحق کیا زید کہے قسم ہے اسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے اسکو شانے کی شگاف کے پاس ملحق کر دیا سو گویا مین اب دیکھتا ہون حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے معلوم کیجئے حدیث کا لفظ غشیتہ السکینہ ہے ہم اسکا ترجمہ سکینہ ڈھانپا کئے سکینہ سے مراد سکون اور غیبت کی حالت ہے جو وحی کے وقت حضرت کو ہوتی تھی اس حالت سے پھر اپنی حالت اصلی پر آنے کو ہم افاقہ سے تعبیر کئے حدیث کا لفظ (سری عنہ) ہے بوجہ جو ہوا وہ وحی کا بوجھ تھا جس سے حضرت عرق آلود ہو جاتے تھے اور رنگ سرخ بن جاتا اونٹ پر اگر بیٹھے ہون تو اونٹ بوجھے کا متحمل نہوسکے بیٹھ جاتا تھا عبد بن حمید اور ابو یعلی اور بزار اور طبرانی اور ابن حبان فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی حضرت پر وحی جب نازل ہوتی تو حضرت کے آنکھ کھلے ہوئے رہتے اور اپنے کان کو دل کو اسی کی طرف رکھتے کہ اللہ تعالی کے یہان سے کیا حکم آتا ہے اس سے وحی آتی سو ہمکو معلوم ہوجاتا پھر حضرت کاتب کو کہے لکھ لایستوی القاعدون والمجاہدون فی سبیل اللہ نابینا شخص اٹھکے کہا یا رسول اللہ ہمارا قصور کیا ہے پھر اللہ تعالی نے وحی نازل کیا یعنی وحی نازل ہونیکی علامت نمود ہوئی ہم اس نابینا کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے وہ نابینا گھبرایا کہ اپنے حق مین کیا نازل

ہوتا ہے سو وہیں کھڑا ہوا تھا اور کہتا تھا اعوذ بغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کاتب کو کہے لکھ غیر اولی الضرر ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کی ہے ثقات ان نکلے اور لام کے
فتح سے اسکے بعد تار مثناۃ فوقیہ ہے اور اخیر کو نون ہے بخاری نے عبدالرزاق کی طریق سے روایت
کی ہے اس نے ابن جریج سے وہ عبدالکریم سے وہ مقسم سے مولی عبداللہ بن الحارث کا وہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لایستوی القاعدون من المؤمنین عن بدر والخارجون الیہا
یعنی برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان بدر کے جنگ سے اور اس جنگ کیواسطے نکلنے والے اس حدیث عبدالرزاق
اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم بھی روایت کیے ہیں حاصل اس روایت کا یہہ ہے
بدر کے جنگ کیواسطے جو لوگ نکلے انکے حق میں یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجیے اس روایت میں اور
اوپر کے روایتوں میں کچھ تغیر نہیں کیا واسطے آیت کا نزول بدر والوں کی شان میں ہی تھا عبداللہ بن ام
مکتوم رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر اسی وقت بیان کیا ترمذی کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ترمذی
نے حجاج بن محمد کی طریق سے روایت کی ہے اسنے ابن جریج سے وہ عبدالکریم سے وہ مقسم سے وہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر عن بدر والخارجون
الی بدر یعنی برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جنکو ضرر نہیں بدر کے جنگ سے اور نکلنے والے بدر کے جنگ کے
واسطے جنگ بدر کا حکم جب ہوا عبداللہ بن حجش اور ابن ام مکتوم کہے یارسول اللہ ہم اندھے ہیں ہمکو جنگ سے
رخصت ہے یا نہیں پھر یہہ آیت نازل ہوئی لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون
فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ ہؤلاء القاعدون
غیر اولی الضرر فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ علی القاعدین من المؤمنین غیر
اولی الضرر معلوم کیجیے ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
سب کلام ابن عباس کا ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ ابن عباس کا کلام علی القاعدون درجۃ تک تمام ہوا ہؤلاء
القاعدون سے آخر تک ابن جریج کا کلام ہے حدیث میں اسکو درج کیا ہے اسکی مدرج ہونیکی دلیل ابن
جریر طبری کی روایت ہے جسکو اسی حجاج بن محمد کی طریق روایت کی ہے سو اسمیں ابن عباس کی حدیث کو

درجتہ تک ہی روایت کی ہے بعد بھی اسی سند سے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا وفضل اللہ
المجاہدین علی القاعدین اجراً عظیما درجات منه قال علی القاعدین من المؤمنین غیر اولی الضرر اس روایت سے
اُسکا صریح ہونا ثابت ہوا معلوم کیجئے طبری کی روایت مین درعوض عبد اللہ بن جحش کے نام ابو احمد بن جحش
کا مذکور ہے حافظ عسقلانی نے کہا اس روایت مین ابو احمد بن جحش جو کہا وہی صواب ہے کیا واسطے نابینا
وہی تھے عبد اللہ بن جحش اُنکے بھائی ہین ابو احمد کا نام فقط عبد تھا کنیت سے مشہور رہے انتہی ابن جریج کے کلام
کا ترجمہ اور اُسکے حاصل کو ہم آیندہ ذکر کرینگے اولی الضرر کی معنی صاحبان ضرر یعنی وے لوگ جنکو ضرر ہے
ضرر کی معنی نقصان گزند لنگڑا ناتگی اس سے مراد اُنکے بدن مین نقصان رہنا مثلاً بصارت نہین یا پیر مین
لنگ ہے یا اور کچھ بیماری ہے یا اُسکے پاس جنگ کی ہتیار نہین ہے غیر کے لفظ مین دو قرأت ہین ابن کثیر
اور ابو عمرو اور حمزہ اور عاصم اور یعقوب را کی ضم سے قرأت کرتے ہین اس قرأت پر اسکو ضمہ ہونیکے
تین وجہ ہین پہلی وجہ غیر اولی الضرر بدل پڑا ہے القاعدون کا نحو کے قاعدے سے یہی وجہ اولی ہے
دوسری وجہ یہہ نعت ہی القاعدون کا اس وجہ پر یہہ اعتراض ہوتا ہے القاعدون معرفہ ہے
غیر کا لفظ اگرچہ مضاعف ہو نکرہ ہے نعت مین تو موصوف و صفت مین مطابقت ہونا ضرور ہے
معرفہ مین اور نکرہ مین مناسبت نہین پھر نعت کیسا ہوگا اس کا جواب یون دیتے ہین القاعدون
اگرچہ معرفہ ہے لیکن القاعدون سے معین لوگ مراد نہین بلکہ قاعدون کی جنس مراد ہے اس لئے نکرہ سے
مشابہت پیدا کی اور غیر اُسکی صفت ہونا درست ہوا یا یون جواب دیتے ہین کہ غیر کا لفظ حکم مین
معرفہ کے ہے کیا واسطے جسکو ایک ہی ضد ہے اُسکی طرف غیر کا لفظ مضاف ہو تو معرفہ ہوتا ہی
جسکو دو ضد یا زیادہ ہین اُسکی طرف مضاف ہو تو نکرہ ہے یہان غیر اولی الضرر کا ضد ایک ہی
چیز ہے یعنی تندرست لوگ تو اسکی طرف مضاف ہونے سے غیر کا لفظ معرفہ ہوا اور القاعدون
کا نعت پڑنا صحیح ہوا تیسری وجہ القاعدون کا بدل ہے استثنا کی معنی سے زجاج
کہتا ہے رفع کی صورت مین بھی وہ استثنا ہے اُسکی معنی یون ہے قاعدون اور مجاہدون برابر
نہین مگر اولی الضرر قاعدون مجاہدون کے برابر ہین اُسکو جب مستثنی ڈالے تو اسکو نصب کیا واسطے

نہین ہوا مستثنیٰ کو نصب ہونا ضرور ہے اُسکے جواب مین کہا ہے استثنا کو نصب ہونا اُس صورت مین
واجب ہے کلام مثبت سے استثنا ہے کلام منفی سے استثنا ہو تو اُسکو رفع واجب نہین معلوم کیجیے ہم اوپر جو
ترجمہ کئے ہین اوپر کے دونون وجہ کے نظر کرتے ہو نافع اور ابو جعفر اور ابن عامر اور کسائی اور خلف غیر کی
را کی فتح سے قرأت کرتے ہین انکی قرأت پر منصوب جو ہوا استثنا کی جہت سے ہے اخفش نے اسی وجہ کو اختیار
کی ہو اس قرأت پر معنے یون ہونگے لایستوی القاعدون من المومنین الا اولی الضرر یعنی برابر نہین بیٹھنے
والے مسلمان مگر نقصان والے بعضے کہتے ہین حال کی جہت سے منصوب ہے اُسکی تقدیر یون ہے لایستوی القاعدون
فی حال صحتہم والمجاہدون یعنی بیٹھنے والے مسلمان اپنی صحت کے حال مین مجاہدون کے برابر نہین
اس آیت کا حاصل یہہ ہے تندرست مسلمان جنگ کو نہ نکل کے گھر کی ٹھنڈی چھاؤن مین جو بیٹھتے ہین اور
اللہ کی راہ مین جہاد کیواسطے جو نکلتے ہین دونون برابر نہین قاعدین اولی الضرر ہو تو وے مجاہدین کے
برابر ہین یا نہین اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وے بھی مجاہدین کے برابر نہین کیا واسطے غیر اولی الضرر
مین غیر کے لفظ کو اگر ما قبل کی صفت ڈالینگے اور کہینگے تخصیص صفت سے جو حاصل ہوتی ہے اپنے موصوف
کے غیر سے حکم منفی ہونے پر دلالت نہین کرتی تو اُنکے قول پر اولی الضرر مجاہدین کے برابر ہونا لازم
نہین آتا اگر غیر کو استثنا ڈالے تو استثنا کلام منفی سے ہر کلام منفی سے جو استثنا ہو وہ اثبات ہے یا نہین
اصولیون کو اسمین اختلاف ہی جو لوگ کہتے ہین استثنا نفی سے اثبات نہین انکے قول پر بھی اولی الضرر
مجاہدین کے مساوی ہونا لازم نہین آتا جو لوگ کہتے ہین استثنا نفی سے اثبات ہے انکے قول پر اولی الضرر
مجاہدین کے مساوی ہوئے بندۂ عاصی کہتا ہے آیت کی شان نزول کے دیکھنے اولی الضرر اگر مساوی
نہوتے تو غیر اولی الضرر جو نازل ہوا اولی الضرر کے غرض کے مطابق نہوتا نازل ہونا اور نہونا دونون
برابر ہوتے تو معلوم ہوا وے مجاہدین کے برابر ہین ابن جریج کا قول بھی یہی ہے ترمذی کی روایت مین
فہولاء القاعدون الخ مدرج جو کیا ہے اُسکا ترجمہ یہہ ہے یہہ بیٹھ جانیوالے لوگ وے ہین جنکو ضرر نہین
اللہ تعالی نے مجاہدین کو بیٹھنے والے مومنین پر اجر عظیم جو زیادہ کیا اپنے یہان کے مرتبون مین وے
قاعدین ہین جو غیر اولی الضرر ہین ابن جریر کی روایت کا ترجمہ یہہ ہے فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین

ہے اجراً عظیماً درجات منہ سو یہہ قاعدین مومنون سے وے ہین جنکو ضرر نہین ابن جریج کے قول کا حاصل
یہہ ہے مجاہدین کو تفضیل قاعدین پر جو ہے وے قاعدین ہین جنکو ضرر نہین جنکو ضرر ہے وے اجر مین
مجاہدین کے شریک ہین بشرطیکہ اُنکی نیت خالص ہو تا سورہ توبہ کی آیت مین اللہ تعالیٰ نے اُسکو شرط
کیا اور فرمایا (لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ) اور اُسی پر دلالت کرتی ہے
حدیث جسکو امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مدینہ مین چند لوگ رہ گئے ہین سو ہم کسی شعب مین یعنی پہاڑون
کے درمیان کی راہ مین یا کسی وادی مین یعنی پانی کے بہنے کی جگہہ مین نہین چلے مگر وہ ہمارے ساتھ وہان
ہین عذر نے انکو روکا ابو داؤد کی روایت مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم مدینہ مین
چند لوگ کو چھوڑکے آئے سو تم کوئی راہ مین نہین چلے اور کوئی خرچہ نہین خرچہ اور کوئی وادی کو
تجاوز نہین کئے مگر وے تمھارے ساتھ اُسمین تھے صحابہ عرض کئے وے تو مدینہ مین ہین ہمارے ساتھ کیسا
ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عذر نے انکو روکا ہے مسلم اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابو عوانہ
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم کسی جگہہ مین نہین چلے
اور کسی وادی سے پار نہین ہوئے مگر وے تمھارے ساتھ تھے بیماری نے انکو روکی ہے ابن ماجہ اور ابن
حبان اور ابی عوانہ کی روایت مین در عوض وہ تمھارے ساتھ تھے کے یہہ لفظ واقع ہوا ہے مگر وہ اجر مین
تمھارے شریک ہین امام احمد اور بخاری اور ابن حبان ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اُسکے واسطے صحت کی اقامت کی حالت مین جتنے عمل کا اجر لکھتا تھا اتنا ہی اجر لکھتا ہے فَضَّلَ اللّٰہُ
الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً فضیلت دی اللہ نے لڑنے والون
کو اپنے مال اور جان سے بیٹھنے والون پر مرتبہ لفظ درجۃ کا منصوب جو ہے یا وہ فضّل کا مفعول مطلق
ہے لفظ درجہ کا اگرچہ فضل کے لفظ کی معنی سے نہین باوجود اُسکے مفعول مطلق ہوا کیا واسطے درجہ
مرۃ اور دفعے پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ گویا یون کہا فضلہم تفضیلۃ یا وہ حال پڑا ہے اس وجہ

اُسکی تقدیر ذوی درجۃ ہوگی یا منصوب بنزع الخافض ہے یعنی حرف جر کو حذف کیے ہین اُسکی تقدیر درجۃ
یا فی درجۃ ہے یا وہ منصوب ہے تمیز کی جہت سے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور سب کو وعدہ
دیا اللہ نے خوبی کا یعنی مجاہدین کو اور قاعدین جو غیر اولی الضرر ہین سبکو اللہ تعالی نے انکے ایمان کے
دیکھتے بہشت کا وعدہ دیا ہے امین تفاوت نہین مگر زیادہ عمل جن سے ہوا ہے اُنکو ثواب بڑھ کے
ہے کُلًّا کا لفظ مفعول اول ہے وعد کا اُسکو اُسکے فعل پر مقدم جو کیا حصر کا فایدہ حاصل ہونے اور
وعدے کی تاکید کیوا سطے ہے الحسنی کا لفظ وَعَدَ کا مفعول ثانی ہے یہہ جملہ معترضہ ہے اُسکو درمیان مین
لایا تا کسیکو گمان نہ آوے کہ مجاہدین کو قاعدین پر جو تفضیل دیا اس سے قاعدین بہشت سے محروم ہین الحسنی
اسکی اصل معنی نیکوئی اور خوبی یہان مراد اُس سے بہشت ہے وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو
بیٹھنے والون سے بڑا ثواب مرتبون مین اپنے وہان کے اور بخشش مین اور مہربانی مین اَجْرًا تمیز ہے یا حال
ہے یا مفعول مطلق ہے یا حرف جر ساقط ہے یا فَضَّلَ کا مفعول ثانی ہے دَرَجٰتٍ عطف بیان ہے
اجرًا کا یا بدل ہے یعنی اللہ تعالی نے مجاہدین کیواسطے بڑا ثواب رکھا ہے وہ ثواب درجے اور
مغفرۃ اور رحمت ہے مِنْهُ کی ضمیر کا مرجع یا اللہ تعالی کی طرف ہے یا اجر کی طرف ہی پہلی تقدیر
پر اُسکا ترجمہ یون ہے مرتبون مین اپنے وہان کے دوسری تقدیر پر ترجمہ یون ہوگا مرتبون مین
اس اجر کے معلوم کیجے اللہ تعالی نے اوپر کی آیت مین درجۃ کو مفرد ذکر کیا یہان درجات جمع
کی لفظ سے لایا سو اسکے چند وجہ ہین پہلی وجہ اوپر کی آیت مین درجۃ جو مذکور ہے اُس سے جنس
درجہ مراد ہے جنس کے تحت مین بہت سے انواع داخل ہوسکتے ہین اس لئے اس آیت مین اس جنس کے
انواع کو ذکر کیا یعنی اجر عظیم اور درجات رفیعہ اور مغفرت اور رحمت دوسری وجہ درجہ جو کہا دُنیا
مین ہے یعنی غنیمت ملنا درجات جو کہا آخرت مین تیسری وجہ گھر مین بیٹھنا عذر سے ہو تو اُسکے
نظر کرتے مجاہدون کو ایک درجہ ہے بے عذر ہے تو اُسکے نظر کرتے درجات ہین لیکن یہہ وجہ
اُنکے قول پر ہوگا جو کہتے ہین عذر کے سبب سے بیٹھنے والے کا مرتبہ مجاہدون کے برابر نہین جو لوگ کہتے ہین

انکا مرتبہ مجاہدون کے برابر ہے تو انکے قول پر یہہ وجہ تمام نہین ہوتا مگر یون کہے تو درست ہوتا ہے
آیت سے اولی الضرر اور مجاہدین کا مرتبہ ثواب مین برابر ہونا معلوم ہوا لیکن اجر کا مضاعف ہونا جہاد
کرنے سے تعلق رکھتا ہے اس مضاعف مین اولی الضرر کو مجاہدین مساوات نہین چوتھی وجہ درجے
سے مع اور تعظیم کا درجہ ہے درجات سے جنت کے درجے اور مرتبے ہین پانچوین وجہ اوپر کی آیت
مین جان ومال سے جہاد کرنے والون کو ذکر کیا اس آیت مین مطلق جہاد کرنے والون کو ذکر
کیا اس مجاہدین سے وہی جان ومال کے مجاہد لیوین تو آیت مین تکرار ہوتی ہے اسلئے یہان
بن قید کے مطلق جہاد کرنے والے لینا تا ظاہر اور باطن سے جہاد کرنے والے سب داخل ہون
ظاہر سے جہاد کرنے والے وے ہین جو کافرون سے جہاد کرتے ہین اور اپنے مال کو اور جان کو اللہ تعالے
کی راہ مین نثار کرتے ہین باطن سے جہاد کرنے والے وہ جو اپنے نفس سے جہاد کرتے ہین یہہ جہاد اس
جہاد سے نہایت سخت ہے کیا واسطے ظاہر کے جہاد مین دشمن روبرو آتا ہے اس سے مقابلہ پڑتا ہے
ایک ساعت کا صبر اُسمین کافی ہے یہان دشمن اپنا نفس ہے اُسکو مدد نے زبردست دشمن شیطان
لگا ہوا ہے ہر وقت تازہ حیلہ کرتا ہے انسان کی عمر تمام ہوئے تک اُسکا مقابلہ تمام نہین ہوتا حدیث
مین وارد ہوا ہے اعدای عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنی تیرا بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے
دونون پہلو کے درمیان ہے اس دشمن سے جہاد کرنا نہایت سخت ہے اس لئے یہہ جہاد اشرف
ہوا حدیث مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد
الاکبر یعنی ہم چھوٹے جہاد سے پھر کے بڑے جہاد کی طرف آئے صحابہ کہے یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے فرمائے
جہاد کرنا اپنے دل کے ساتھ اس جہاد کا حاصل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے غیر کی طرف التفات کرنے
سے اپنے دل کو پھیرنا اللہ تعالی کی طاعت مین اپنے کو مستغرق کرنا یہہ جہاد پہلے جہاد سے اعلی
تھا اس لئے پہلے جہاد کی فضیلت درجہ ہوئی اور اس جہاد کی فضیلت درجات ہوئے بندۂ عاصی کہتا ہے
حافظ عسقلانی نے تسدید القوس مین کہا یہہ حدیث یعنی رجعنا من الجہاد الاصغر الخ لوگون کی زبان
پر حدیث کر کے مشہور ہے لیکن وہ کلام ابراہیم بن ابی عبلہ کا ہے نسائی اپنی کتاب الکنی مین جسکی کنیت

ابو اسمعیل ہے اسمین ذکر کیا ہے کشاف کے احادیث کی تخریج مین کہا اس حدیث کو ثعلبی نے بن سند کے
ذکر کیا ہے بیہقی نے کتاب الزہد مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ کو
گئے تھے سو لوگ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے قدمتم خیر مقدم یعنی تم نیک آنا آئے اور جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی
طرف آئے کہے یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے فرمائے مجاہدۃ العبد ہواہ یعنی بندہ اپنے نفس کی خواہشون کے ساتھ جنگ
کرنا بیہقی نے کہا یہہ حدیث ضعیف ہے ابن حجر کہا اس حدیث کو عیسی بن ابراہیم یحیی بن یعلی سے وہ لیث بن ابی
سلیم سے روایت کی ہے یہہ تینون شخص ضعیف ہین سیوطی در المنثور مین کہا کہ جابر کی حدیث کو خطیب اپنی
تاریخ مین روایت کی ہے ابن محیریز اور ابی مجلز کہتے ہین درجات ستر ہین ہر درجے کے درمیان بہتر جلد
دوڑنا سو تیرہ کا گھوڑا ستر برس دوڑنے کی راہ ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور اللہ ہے بخشنے والا
مہربان اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مقرر جن لوگون کی جان فرشتے

ع ۱۱

نکالتے ہین اس حال مین کہ وے لوگ برا کر رہے ہین اپنا بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین
کہے چند مسلمان تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے مشرک لوگ آئے تو انکے ساتھ ہوکے مشرکون کا
دھاڑا بڑھاتے ان سے کسی کو تیر لگکے مرتا تھا یا مقابلے مین آکے مارا پڑتا تھا سو انکے حق مین یہہ آیت
(ازدحام بڑھانا)
نازل ہوئی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ عکرمہ سے روایت کئے ہین اس نے
کہا ابو القیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور حارث بن زمعہ بن الاسود اور قیس بن الولید بن المغیرہ اور
ابی العاص بن منبہ بن الحجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے حق مین یہہ آیت اتری ہے کفار قریش اور انکے تابعدار
ابو سفیان بن حرب کو کہ جسکے ساتھ مشرکون کے تجارت کا اسباب تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
رضی اللہ عنہم سے بچانے اور نخلہ کے جنگ مین مسلمان جو مشرکون کو قتل کر کر غنیمت لیگئے تھے اسکا بدلہ لینے
کے لئے نکلے سو چند جوان کو جو اسلام لائے تھے جبر سے اپنے ساتھ لائے اور بدر مین جمع ہوکے مسلمانون کے
پاس جنگ کرنے کی نوبت پڑیگی کرکے مقرر نہین تھا اس لئے مسلمانون کی جمعیت بہت کم تھی سو انکو
دیکھ کے مسلمانون کو جو مشرکون کے ساتھ تھے شک ہوا اور کہے غرّ ھؤلاء دینہم اور اسلام سے پھر گئے

بعد جنگ مین مارے گئے سو انکے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی یہہ وہی لوگ ہین جن کا نام مذکور ہوا توفٰہم کا صیغہ یا مضارع ہے اُسمین کا ایک تا حذف ہوا ہے اُسکی اصل تتوفٰہم دو تا سے تھا ہمارا ترجمہ اُسیکے مطابق ہے اس تقدیر پر آیت عام ہوگی اور اُس صفت پر جو مسلمان ہو اسکو شامل ہوگی یا ماضی ہے اسکا فاعل مونث رہتے پر توفٰہم نہ کہکے توفٰہم مذکر لایا کس واسطے فعل مین اور فاعل مین فاصلہ ہو تو اس فعل کو مذکر اور مونث دونون لانا جایز ہے تلحِ نظر اسکے وہ فاعل مونث حقیقی نہین جسکا فاعل مونث حقیقی نہو تو فعل کو مذکر لانا جائز ہے اس تقدیر پر ترجمہ یون ہوگا جن لوگون کی جان فرشتون نے نکالا اس وجہ پر چند لوگون کا حال جو وقوع مین آیا اس سے آیت خبر دیتی ہے ملائکہ سے ملک الموت اور اسکے معاون فرشتے مراد ہین بعضے احادیث مین آیا ہے معاون فرشتے لوگون کا روح قبض کرکے ملک الموت کے سپرد کرتے ہین بعضے کہتے ہین ملائکہ سے ملک الموت ہی مراد ہے اسکی تعظیم کیواسطے جمع لفظ سے ذکر کیا جیسے واحد کو جمع کے لفظ سے خطاب کرتے ہین لیکن یہہ ظاہر کا خلاف ہے اور ملک الموت اور اُسکے اعوان مراد لینا بھی کلام کے سیاق کے مناسب نہین عاصی کے فہم مین یہہ آتا ہے توفٰہم کو ماضی کا صیغہ لیوین تو اُن ملائکہ سے مراد وہ ملائکہ ہین جو بدر کے جنگ مین مسلمانون کی مدد کیواسطے آئے تھے اور مسلمانون کے ساتھ ہوکے کافرون کو قتل کئے یہہ ملایکہ جنکو قتل کئے اُنکا احوال بیان کیا اُنکے ارواح کو اگرچہ ملک الموت یا اُسکے اعوان ہی قبض کئے لیکن انکا قتل جنگ کی کمک کے فرشتون کے ہاتھ سے تھا اس لئے ان کافرون کے جان نکالنے کی نسبت اُن فرشتون کی طرف کی ہم جو کہے اس وجہ پر وفات کی نسبت اُن فرشتون کی طرف جو ہوئی اور (اللہ یتوفی الانفس حین موتہا) مین اللہ تعالٰی کی طرف اور (قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم) مین ملک الموت کی طرف اس مین بیر نہین کیواسطے روح قبض کرنیکی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف جو ہے وہ مالک و خالق اور حاکم ہونیکی حیثیت سے ہے ملک الموت کی طرف جو ہے یہہ کام اُسکے ذمہ مین رہنیکے سبب سے پھر مباشر قبض کا خود ملک الموت ہے یا اسکے معاون ملک اور فرشتون کی طرف جو ہے انکے قتل کے سبب ہونے سے ہے جیسا کہتے زید نے عمرو کو قتل کیا واللہ اعلم معلوم کیجیے جمہور مفسرین توفٰہم کی معنی جان نکالنے سے کرتے ہین اُس تقدیر پر یہہ فرشتے مراد ہوتے ہین بعضے توفٰہم کی معنی انکو دوزخ کی طرف لیجانا کہتے ہین اُسوقت ملائکہ سے مراد زبانیہ فرشتے ہونگے جو کافرون

عذاب دیتے ہین یہہ قول حسن بصری کا ہے ظالمی اسم فاعل کی جمع مذکر ہے اُسکا اصل ظالمین تھا ہمیشہ
مفعول کی طرف مضاف ہونے سے نون گر پڑا یہہ ظالمی انفسہم حال واقع ہوا ہے یعنی ملائکہ انکے جان نکالتے
سو اس حالت مین تھا کہ وے لوگ اپنی جانون ظلم کیئے تھے اس جگہہ ظلم سے مراد شرک ہے بعضے کہتے ہین
ظلم سے وہ لوگ دار الشرک مین رہنی مراد ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کیئے بعد
ہجرت فرض تھی اسلام مقبول نہین تھا جب تک ہجرت نکرے فتح مکہ کے بعد یہہ حکم منسوخ ہوا بعضے کہتے
ہین وے لوگ اپنی جان پر ظلم جو کیئے بدر کے جنگ مین مشرکون کے ساتھ نکلے اور اُنکا دھاڑ ابرا
پھر فرشتے اُنکے مُنھ پر اور پیچھون مارے اس جملہ کی ابتدا مین اِنّ کا لفظ جو آیا ہے اسکی خبر مین تین وجہ
ہین پہلی وجہ خبر محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے انّ الذین توفٰہم الملائکۃ ہلکوا یعنی فرشتے جن لوگون کی
جان نکالے ہین وہ لوگ ہلاک ہوئے اُسکے بعد قالوا فیم کنتم کا جملہ جو آیا ہے اس محذوف جملہ کا بیان دوسری
وجہ انّ کی خبر قالوا فیم کنتم کا جملہ ہے اُسکا اصل قالوا لہم ہے لہم کی ضمیر کو عبارت اُس پر دلالت
کرتی ہے کر کر اختصار کیواسطے حذف کیئے تیسری وجہ انّ کی خبر فاولٰئک ماوٰہم جہنم کا جملہ ہے اُسپر
فا کو زیادہ کیئے ہین اس تقدیر پر قالوا فیم کنتم کا جملہ یا ظالمی کی صفت ہے موصوف کی طرف عود کرنے
کی ضمیر محذوف ہے یا الملائکہ کا حال پڑا ہے جن نحویون کے پاس ایسی صورت مین قد کا لفظ لانا ضرور ہے
انکے مذہب پر قد کا لفظ مقدر ہے قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ کہے تم کس کام مین تھے یعنی یہہ لوگ جو مارے گئے
اُنکو فرشتون نے توبیخ اور جھڑکانے واسطے کہا تم کس کام مین تھے مسلمانون کے ساتھ جنگ کرنے آئے تھے
یا مشرکون کے ساتھ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ وے کہے ہم تھے عاجز اس زمین مین
یعنی فرشتے اُن مقتولون کو توبیخ کرنے لگے تو وہ مقتول لوگ اُنکے جواب مین کہے ہم مکہ کی زمین مین عاجز
اور کفار سے دبے ہوئے تھے مکہ چھوڑ کے ہجرت کرنیکی ہمکو طاقت نہین تھی قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ
وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا کہے کیا نہی تھی اللہ کی زمین کشادہ سو تم وطن چھوڑ جاتے وہان مقتول لوگ
اپنی عاجزی ظاہر کیئے تو فرشتے انکے عذر کو قبول نہ کر کے کہے اللہ کی زمین کچھ تنگ نہین تھی اس زمین کو
چھوڑ کے تم مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کو کوئی چیز مانع نہین تھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو آنے کی

تمکو قدرت تھی یا این تم ہجرت نہ کرکے کافرون کی زمین مین رہے تس پر ستم ہے کہ تم مشرکون کیساتھ ہوکے مسلمانون سے لڑنے آئے ہو تم عاجزی کا عذر جو کہتے ہو نہین بن آتا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔ سو ایسون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ دوزخ کیا بُری پہنچنے کی جگہہ ہے اس آیت مین ہجرت فرض ہونے پر دلیل ہے ابتدا اسلام مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کئے بعد مسلمانون پر ہجرت فرض تھی یہہ ہجرت فرض ہونیکے دو سبب تھے پہلا سبب مسلمانون کی قلت تھی مدینہ مین مسلمان جمع ہونا ضرور تھا اس لئے اُنپر ہجرت کرکے مدینہ کو آنا فرض تھا دوسرا سبب کوئی شخص اسلام لاتا تو اسکو کافر اقسام کی ایذا دیتے تا اسلام سے پھر جاوے جب مکہ فتح ہوا ہزارہا آدمی آکے اسلام لائے پہلے سبب ہجرت جو فرض تھی وہ فرضیت ساقط ہوئی اُس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا ہجرۃ بعد الفتح یعنی مکہ کے بعد ہجرت نہین دوسری سبب ہجرت جو فرض ہے اُسکا حکم باقی ہے جس جگہہ مسلمان اپنے دین کو ظاہر نہین کرسکتا ہے اور وہان رہنے سے اسکو کفار دین سے پھر لانے کا اندیشہ ہے اور اسکو ہجرت کرنیکی قدرت ہے تو اسکو ہجرت کرنا فرض ہے نسائی نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مشرک اسلام لائے بعد اللہ تعالیٰ اُسکے عمل کو قبول نہین کرتا یہانتک کہ وہ مشرکون سے مفارقت کرے ابوداؤد نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین بری ہون ہر مسلمان سے جو رہتا ہے درمیان مشرکون کے دار کفر مین رہنے سے یہہ نہی جو وارد ہے فتنہ ہونیکے اندیشہ کی صورت مین ہے ماوردی کہا مسلمان اپنے دین کو کافرون کے کسی شہر مین ظاہر کرنیکی قدرت رکھتا ہے تو اسکو وہان رہ کے اسلام ظاہر کرنا وہان سے ہجرت کرنے سے افضل ہے کیا واسطے دوسرے لوگونکے بھی اسلام مین داخل ہونیکی امید ہے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ مگر جو ہین بےبس مرد اور عورتین اور بچے نہین کرسکتے ہین تلاش اور نہ پاتے ہین کہین راہ سو ایسون کو امید ہے کہ اللہ انکو معاف کرے اوپر جو حکم کیا تھا اُس حکم سے اللہ تعالیٰ نے چند لوگون کو استثنا کیا اور فرمایا کہ چند مرد اور عورتا در بچے جنکو کسی حیلے سے نکلنے کی قدرت نہین اور

اور جنکے پاس کچھ خرچ نہین اور بیمار ہین یا انکو قید کرکے رکھنے سے مکہ سے نکلنے کی طاقت نہین اور مدینہ
کو جانیکی راہ بھی نہین جانتے ہین ایسون کو اللہ اپنے فضل و احسان سے درگذر اہجرت کرنے سے انکو
معاف کیا ولدان جمع ولید کی ہے چھوٹے بچے کو اور غلام کو اگرچہ بالغ رہے ولید کہتے ہین یہان
ولدان سے غلام اور باندی مراد ہون تو معنی ظاہر ہے اگر ولدان سے چھوٹے بچے مراد ہون
تو وہ تو مکلف نہین پھر انکو کیسا استثنا کیا اسکا جواب یہہ ہے انکو استثنا کیا تا معلوم کرے
ہجرت کرنا دین کے بڑے مہمات مین سے ہے یہانتک کہ جو مکلف نہین انکو بھی توانائی ہو تو ہجرت
کرنا لازم ہے اور انکے والیون پر واجب ہے کہ ممکن ہو تو انکو ساتھ لیکے ہجرت کرین اللہ تعالی انکو
معاف کرنیکی امید ہے جو بولا اس پر ایک سوال وارد ہوتا ہے تقریر سوال کی یہہ ہے کہ جو شخص ہجرت
سے عاجز ہو تو اس پر ہجرت کرنیکی تکلیف نہین جو ہجرت کرنیکا مکلف نہو تو اسکو ہجرت ترک کرنے
سے عقاب نہین ایسا ہو تو اللہ نے اسکو عفو کیا کہنا صحیح نہین کیا واسطے عفو کرنا نہ ہوگا مگر گناہ سے
اور بھی ایک سوال وارد ہوتا ہے اسکی تقریر یہہ ہے عسی کی لفظ طمع دکھانیکے واسطے موضوع ہے
اسکو یہان لانے سے معلوم ہوتا ہے انکو عفو کرنا یقینی امر نہین پہلے سوال کا جواب یہہ ہے آدمی جب
اپنے گھر دار کو خویش و قبایل کو چھوڑنا نہایت شاق ہوتا ہے اس سبب سے ضعف جسکے سبب کرتے ہجرت
ترک کرنیکی رخصت ہی اسکو اس ضعف سے کہ جسکے رہنے سے ہجرت ترک کرنے کی رخصت نہین تمیز
کرنا دشوار ہوتا ہے سمجھتا ہے مین ہجرت کرنے سے عاجز ہون حقیقت مین وہ عاجز نہین تھا تھوڑی
مشقت کو سہتا تو ہجرت کرنے پر قادر ہوتا لیکن اس نے مشقت کو عاجزی سمجھا اور ہجرت کو ترک
کیا تو گناہگار رہا سو اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت ترک کرنا نہایت خطر کا مقام ہے مضطر بھی اسکے
ترک کرنے سے بیفکر نہ رہا چاہیئے فرصت کی انتظار مین رہے اور اپنا دل اسی مین لگا دے اس
معنی کے لحاظ سے عفو کو ذکر کرنیکی احتیاج ہوئی دوسرے سوال کا جواب یہہ ہے عسی کا لفظ بندون
کے کلام مین آوے تو طمع پر دلالت کرتا ہے اللہ سبحانہ کے کلام مین آوے تو یقین اور وجوب
پر دلالت کرتا ہے اسکے سوا پہلے سوال کے جواب مین جو کہے تھے یہہ مقام خطر کا ہے اسی معنی کے

نظر کرتے یقین کے لفظ کو چھوڑ کے طمع کے صیغے کو استعمال کیا اس سے غرض یہہ ہے ناتوانی کے عذر سے
تم ہجرت کو ترک کئے ہین سو نفس الامر مین وہ عذر ہے تو اُس مین تمکو عفو کی امید ہے وگرنہ عفو کرینکی
امید کا خیال چھوڑنا اور اپنے کو مستحق عذاب کا سمجھنا عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر طبری اور
طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ انھون الا المستضعفین
من الرجال والنساء والولدان) کی آیت پڑھکے کہے ہین اور میری والدہ انھین مین تھے جنکو اللہ تعالےٰ
نے معذور ٹھہرایا بخاری وغیرہ کی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے ہین
اور میری والدہ مستضعفین مین تھے مستضعف بچون مین مین تھا اور مستضعف عورتون مین میری
والدہ تھی معلوم کیجیے عبد اللہ بن عباس کی والدہ کا نام ام الفضل لبابۃ بنت الحارث الہلالیہ ہے
بہن ام المومنین میمونۃ بنت الحارث کی رضی اللہ عنہا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے یا اللہ ولید کو
اور سلمۃ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور ناتوان مسلمانون کو جو نہین کر سکتے ہین
حیلہ اور نہین پاتے ہین راہ کافرون کے ہاتھ سے خلاص کر بخاری نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھتے تھے سو اُسکے اثنا مین سمع اللہ لمن حمدہ کہکے
سجدہ کرنیکے آگے کہے اللہم نج عیاش بن ابی ربیعۃ اللہم نج سلمۃ بن ہشام اللہم نج الولید بن الولید اللہم
نج المستضعفین من المومنین اللہم اشدد وطاتک علی مضر اللہم اجعلہا سنین کسنی یوسف یعنی یا اللہ
عیاش بن ابی ربیعۃ کو چھٹکارا دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھٹکارا دے یا اللہ ولید بن الولید کو
چھٹکارا دے یا اللہ ناتوان مسلمانون کو چھٹکارا دے یا اللہ مضر کو سختی سے کھندل دے یا اللہ اسکو
قحط سالی کر یوسف کے وقت کی قحط سالی کے مانند یہہ عیاش بن ربیعہ عمرو بن المغیرۃ المخزومی سابقین
مین ایمان لایا اور دونون ہجرت کئے بعد ابوجہل نے اسکو دغا دیکے مکہ کو بلوایا اور وہان قید کیا
سلمہ بن ہشام بن المغیرہ ابوجہل کا بھائی ہے سابقین مین ایمان لایا تھا ابوجہل نے اسکو قید کرکے رکھا
تھا ولید بن الولید بن المغیرۃ بھائی خالد بن الولید کا بدر کے جنگ مین مشرکون کے ساتھ تھا سو مسلمانونکا

اسیر ہوا اور جیسے دیکھے چھوٹا رہا یا بعد اسلام لایا مشرکان اُسکو قید کئے پھر ولید اور عیاش اور سلمہ
تینون شخص بایکدیگر گانٹھ لیکے قید سے بھاگ گئے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی پندرہوین کو
انکی نجات کیواسطے نماز مین دعا کرنے لگے پندرہ روز تک دعا کرتے تھے عید الفطر کے دن دعا موقوف
کئے سو وہ لوگ اس دن مدینہ مین داخل ہوئے ولید آپ گئے تھا اُنکو ساتھ لے آتا تھا ولید کے پیر کو
زخم لگا اور یہہ سب پیادہ پا تھے ولید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پہنچکے اسی وقت مرا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یہہ شہید ہے مین اسپر گواہ ہون اور اپنے بدن کے کپڑے مین انکو دفن کئے ام المومنین
ام سلمہ اُنکے مرثیہ مین بیتین کہے ہین سختی سے کھندلنے سے انکا مواخذہ سخت کرنا اور ہلاک کرنا
مراد ہے اُنپر قحط سالی ہونا اس مواخذہ کا بیان ہے مضر قبیلے کا نام ہے قیس کے اور قریش کے قبیلے سب
مضر کی اولاد مین ہین مضر سے کفار مضر مراد ہین وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُورًا اور اللہ ہے *تمن*
معاف کرنے والا بخشنے والا وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
وَّسَعَةً اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ مین پاوے زمین مین جاگہہ بہت اور کشایش آیت
مین اللہ تعالی ہجرت کرنے پر ترغیب دیتا ہے لوگ ہجرت کرنے سے جو ہٹتے تھے اُسکے دو سبب
تھے پہلا سبب آدمی کو اپنے وطن مین ایک طور کی راحت اور آرام رہتا ہے قرابت والے اور جان
پہچان لوگ رہتے ہین ضرورت کیوقت کام آتے ہین قرض دام دیتے ہین اپنا وطن چھوڑکے پر شہر
کو جاوے تو وہان صورت کیسی بنیگی کیا کیا محنت مشقت درپیش ہوگی ایسے خیال سے ہجرت
نہین کرتے تھے اللہ تعالی انکو ارشاد کرتا ہے کہ ایسے خیال سے ہجرت کو ترک نہ کرنا کیا واسطے
جو کوئی اللہ کی راہ مین ہجرت کریگا تو بہت رغم کی جگہہ دیکھیگا اور کشایش اور فراغت عیش مین
پاویگا مراغم جمع مرغم کی ہے مرغم اسم مکان کا صیغہ ہے مشتق ہے رغام سے رغام مٹی کو کہتے ہین
اسکا ماضی رغم ہے رغم زید کہے تو اُسکی معنی زید کو مٹی لگی بعد اسکو ذلت اور خواری مین استعمال
کئے رغم زید کہے تو اُسکی معنی زید کو ذلت اور خواری پہنچی کہ جسکو زید مکروہ جانتا تھا اسی معنی پر
عرب کا قول رغم انف زید ہے اُسکی اصل معنی زید کی ناک کو مٹی لگی بعد اسکو ذلت مین کنایۃً

استعمال کیئے یعنی زید ذلیل ہوا کیا واسطے آدمی کی ناک کمال عزت کا عضو ہے مٹی نہایت ذلیل چیز ہے
ناک کو مٹی جب لگی تو ذلیل ہوا رغم کو باب افعال مین لیجا کے ارغمت زیدًا کہے تو اسکی معنی مین زید کو
خاک کر دیا اور اسکو جو چیز بری لگتی ہے وہ اسکے ساتھ کیا اس مقام مین مراغم سے ہجرت کی جگہہ مراد
ہین مراغم کا لفظ یہان ذکر کرنے مین اشارہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ مین اپنا وطن چھوڑ کے دوسرے
وطن کو جاویگا تو اُس وطن مین اسکو خیر و برکت حاصل ہوگی اور نعمتین حاصل ہونگے کہ جسکے دیکھنے
اسکے دشمنون کو جو اُسکے وطن مین رہتے ہین ذلت کا سبب ہوگا کیا واسطے کوئی ذلیل شخص
اپنے جنم بھوم کو چھوڑ کے پردیس مین جاوے اور وہان اسکا کام بن پڑے اُسکو عزت حاصل ہوا اور
یہہ خبر اُسکے شہر والون کو پہنچے تو انکو انفعال ہوتا ہے اور اسکے ساتھ بدی سے جو پیش آتے تھے
اُنکی خجالت اُنکو ہوتی ہے اور انکی ناک کو مٹی لگتی ہے حاصل اس جملے کا گویا یون ہے تو ہجرت کو ترک
نہین کرتا ہے مگر اسواسطے کہ اپنے وطن کو چھوڑ کے سفر نکلنے تو اپنے کو محنت و مشقت ہوگی سو اس
خیال سے باز آ تو ہجرت کریگا تو اللہ تعالی تجھکو بہت سے نعمتین عطا کریگا تجھکو عزت اور بڑے مرتبہ مرحمت
فرماویگا کہ جس سے تیرے دشمنون کی رغم انف ہوگی اور تیرے رزق اور معیشت مین کشایش ہوگی سعتہ کی معنی کشایش
اُس سے کیا مراد ہے سو اُسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا کشایش رزق مین بعضے کہتے ہین کشایش ہدایت مین
بعضے کہتے ہین کشادگی زمین مین کہ جسکی طرف ہجرت کی ہجرت نہ کرنیکا دوسرا سبب یہہ تھا ہجرت کرنے سے
غرض جو ہے وہ غرض ہمکو حاصل ہوتا ہے یا نہین ہم وہان تک پہنچتے ہین یا راہ مین ہی مرتے ہین بالفعل
ہمکو فراغت جو حاصل ہے اسکو چھوڑ کے نکلنا عقل کی مقتضی نہین ایک تو راہ مین مرجاوے تو دھوبی
کا گدھا ہوا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا اس خیال کے رفع کرنے کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يَّخْرُجْ
مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ
اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ کی اور اُسکے رسول کی طرف پھر آ پکڑے اسکو موت تو
مقرر ٹھہر چکا اُسکا ثواب اللہ پر یعنی کوئی شخص ہجرت کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور جہان
پہنچنا اُسکا مقصود تھا وہان پہنچنے کے قبل مرجاوے تو اُسکو ہجرت کا ثواب حاصل ہو چکا اس

آیت کی شان نزول کو ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کیئے ہین کہ ضمرہ بن جندب اپنے گھر سے ہجرت کرنیکو نکلا سو اپنے لوگون کو کہا مجھکو اٹھا لیکے مشرکون کے شہر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیے چلو پھر اسکو لے چلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے کے آگے اثناء راہ مین مرا اسی پر وحی نازل ہوئی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ الآیہ حافظ السیوطی نے کہا اسکی سند کے رجال ثقہ ہین اس حدیث کو واحدی نے اسباب النزول مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مطول روایت کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الذین توفہم الملائکۃ ظالمی انفسہم کی آیت مکہ روانہ کیئے مسلمان جب اس آیت کو پڑھے جندب بن ضمرۃ اللیثی نہایت بوڑھا تھا کہا مجھکو اٹھا لیکے چلو مین مستضعفین مین نہین ہون اور مجھکو راہ معلوم ہے پھر اسکے فرزند اسکو کھاٹ پر ڈال کے مدینہ کی طرف لے چلے تنعیم کو جب پہنچا موت کا وقت آیا اسنے اپنے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر مار کر کہا یا اللہ یہہ تیرے واسطے ہے اور یہہ تیرے رسول کے واسطے ہے مین تیری بیعت کرتا ہون اس امر پر کہ جسپر تیرے رسول کے ہاتھ نے تیری بیعت کیا ہے پھر جندب مرا صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہہ خبر جب پہنچی تو کہنے لگے اگر وہ مدینہ کو پہنچتا تو اسکا اجر پورا ہوتا تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی (ومن یخرج من بیتہ الآیہ) معلوم کیجئے یہہ قصہ متعدد طریقون سے آیا ہے اسکے نام مین اختلاف کیئے ہین بعضون نے اسکا نام ضمرۃ بن جندب کہا ہے اور وہ بنی بکر مین تھا اور بعضے کہتے ہین خزاعہ مین تھا اور بعضے کہتے ہین بنی ضمرہ مین تھا بعضون نے کہا اسکا نام ضمرۃ بن العیص یا عیص بن ضمرۃ بن زنباع تھا اور وہ خزاعہ مین تھا بعضون نے کہا اسکا نام ضمرۃ بن العیص تھا بنی لیث سے بعضون کی روایت مین آیا ہے اسکا نام سبرۃ تھا بعضون نے کہا اسکا نام ابو ضمرۃ بن العیص الزرقی ہے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ وہ ایک مرد تھا بنی ضمرہ مین کا بعضے کہتے ہین اسکا نام جندب بن ضمرۃ الجندعی تھا بعضون کی روایت مین آیا ہے کہ اسکا نام جندع بن ضمرۃ الجندعی تھا بعضے روایتون مین ہے وہ نابینا تھا بعضون مین ہے نکلتے وقت وہ بہت بیمار تھا اوس کی وفات تنعیم مین ہوئی ہے وہین اوسکو دفن کیئے

ایک روایت مین ہو صحاص مین مرا ایک روایت مین ہے اضاة بنی غفار مین مرا بعضے روایتون مین آیا ہے وہ جب مرا اُسکی قوم والے اُسکا ٹھٹھا کرنے لگے اور کہے نہ وہ جہان جاتا تھا وہان پہنچا نہ اپنی قوم مین رہا تا اُسکی خدمت کرتے اور اچھی طور سے دفن کرتے ابو حاتم السجستانی نے کتاب المعمرین مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہہ آیت اکثم بن صیفی کی شان مین نازل ہوی ہے اہل اخبار کہتے ہین اکثم بن صیفی کی عمر ایک سو نود برس کی تھی - اور بعضے کہتے ہین تین سو تیس برس کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر سُنکے اپنے فرزند کو حضرت کے پاس روانہ کیا اُسکا بیٹا جب جا کے حضرت کا احوال بیان کیا اکثم بن صیفی اسلام لاکر اپنے شہر سے نکلا مدینہ سے چار منزل پہلے اسکا انتقال ہوا ابن ابی حاتم نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خالد بن حرام نے حبش کی طرف ہجرت کی راہ مین اسکو سانپ ڈسنے سے مرا اُسکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے بر تقدیر صحت ان روایتون کے امین کچھ بیر نہین کیا واسطے ان سبکی شان مین نازل ہونیکا احتمال ہے واللہ اعلم فقہا کہتے ہین جو شخص بغرض امر کو حاصل کرنیکے واسطے اپنے شہر سے نکلے مثلاً علم حاصل کرنے یا حج کرنے یا جہاد کرنے تو اُسکے حکم مین یہے داخل ہوا ابن سعد اور امام احمد اور حاکم عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے گھر سے اللہ کی راہ مین جہاد کیواسطے نکلے اور مجاہد فی سبیل اللہ کہان ہین پھر اپنے جانور پر سے گر کے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالی پر ٹھہر گیا یا اُسکو جانور ڈسنے سے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالی پر ٹھہر گیا یا اپنی حتف انف سے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالی پر ٹھہر گیا اور جو مار کے ساتھ مر گیا تو جنت کو واجب کر لیا عبداللہ بن عتیک کہتے ہین حتف انف کی معنی کے کلمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانیکے قبل مین نے کسی عرب سے سُنا نہین تھا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حتف انف کی معنی موت علی الفراش ہے یعنی بچھونے پر مرنا یعنی کسی کے مار وغیرہ سے نہ مرکے آپ موت سے مرنا حتف کی اصل معنی ہلاک ہونا جاہلیت مین عرب کا مقولہ تھا بیمار کی روح اُسکی ناک سے نکلتی ہے زخم سے کوئی شخص مرا تو اُسکی روح اسکے زخم سے نکلتی ہے اس پر بیماری سے

کوئی مرا تو کہتے مات حتف انفہ یعنی اسکی موت اسکی ناک سے روح نکل کر ہوئی اس حدیث مین جو
آیا مجاہد فی سبیل اللہ کہان ہین اس سے اشارہ ہے انکی قلت کی طرف یعنی خالص اللہ تعالی کیواسطے
جہاد کرنے والے لوگ بہت کم ہین کیا واسطے اکثر لوگ جنگ جو کرتے ہین اس سے دنیا حاصل کرنا
غرض ہوتا ہے ابو داود نے ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کی راہ مین نکلکر مریگا یا مارا جاویگا تو وہ شہید ہے یا گھوڑا یا اونٹ پر سے
گرکے مرا یا اسکو کیڑا ڈسا یا اپنے بچھونے پر کسی موت سے جو اللہ نے چاہا ہے مرا تو وہ شہید ہے اور
اوسکو بہشت ہے اسکی سند مین بقیہ بن الولید اور عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان ہے انکی حدیث سے
حجت پکڑنے مین محدثین کو خلاف ہے ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص حج کے واسطے نکلکر مر جاوے تو اسکے واسطے
قیامت تک حج کرنیوالیکا ثواب لکھا جاویگا اور جو شخص عمرہ کے واسطے نکلکر مریگا تو اسکے واسطے قیامت تک
عمرہ کرنیوالے کا ثواب لکھا جاویگا اور جو شخص اللہ کی راہ مین جنگ کرنیکے واسطے نکلکر مر جاوے اسکے واسطے
قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جاویگا وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ کے لفظی معنی یون ہین واقع ہوا اجر اسکا اللہ تعالی
پر یعنی اسکی ہجرت کا ثواب اللہ پر واجب ہوا یہہ وجوب نظر کرتے اسکے وعدے کے اور اسکے فضل و
کرم کے ہے اس سے مراد یہہ نہین وہ شخص ثواب کا مستحق ہوا اور اللہ تعالی پر اسکو اجر دینا ایسا لازم
ہوا کہ اگر نہ دیوے تو الوہیت سے نکل جاتا ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص
کسی طاعت کا قصد کرے اور اسکو اتمام کرنے سے عاجز ہووے تو اللہ تعالی اسکے واسطے پوری طاعت کا
ثواب لکھتا ہے جیسا کوئی بیمار صحت مین جو عمل کرتا تھا بیماری کے سبب سے اتنا عمل کرنے سے عاجز ہووے
تو اللہ تعالی اسکے واسطے پورے عمل کا ثواب لکھتا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی فقط اسکے
قصد کرنیکا ثواب و جسقدر عمل کیا ہے اتنا ہی ثواب لکھتا ہے پورے عمل کا ثواب نہین لکھتا پہلا قول
ہی راجح ہے آیت سے بھی وہی مفہوم ہوتا ہے کیا واسطے آیت ہجرت کرنیکی ترغیب کے مقام مین
وارد ہوئی ہے جو شخص ہجرت کی رغبت سے نکلے تو اسکے لئے ثواب ہجرت کا حاصل ہوتا ہے

ترغیب پوری نہ ہوگی مگر ایسی صورت مین کہ اجر کامل ملے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
معلوم کیجئے اس آیت سے بعضون نے دلیل لی ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد کیواسطے نکلے جنگ ہونے کے قبل
راہ مین مرجاوے تو اسکو بھی غنیمت مین سے حصہ دینا مذہب شافعی اور حنفی کا یہہ ہے کہ اسکو حصہ نہین
آیت کا لفظ اجر کے ساتھ مخصوص ہے غنیمت کو اسپر قیاس کرنا صحیح نہین وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
اور اللہ بخشنے والا مہربان وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا
مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم
پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوین تمکو کافر تقصروا قصر سے مشتق ہے قصر کی معنی
کوتاہ کرنا یعنی گھٹانا کم کرنا اس جگہ قصر سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو خلاف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین
قصر سے مراد چار رکعت والی نماز کو یعنی ظہر اور عصر اور عشا کو دو رکعت پڑھنا اس قول پر یہہ حکم مسافر
کی نماز کا ہے ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قصر سے مراد خوف کی حالت مین نماز ایک
ہی رکعت پڑھنا ہے بعضے کہتے ہین قصر سے مراد نماز کو تخفیف سے ادا کرنا یعنی رکوع سجود کو اشارے سے
ادا کرنا اس قول پر یہہ حکم خوف کی نماز کا ہے جو التحام قتال کیوقت پڑھتے ہین پہلا قول ہی اصح ہے
معلوم کیجئے اس آیت مین نماز کے قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا اس سے پوچھا جاتا ہے امن کی حالت
مین نماز کو قصر کرنا جائز نہین داود ظاہری کا یہی قول ہے اور لوا اس شرط کو جو نص سے ثابت ہوا ہے
اخبار احاد سے اٹھا دینا جائز نہین کیا اسطے قرآن کا حکم اخبار احاد سے منسوخ ہونا لازم آتا ہے یہہ جائز نہین
ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کہتے ہین نماز کی قصر خوف کی حالت پر منحصر نہین بلکہ امن کی حالت مین بھی
جائز ہے یہہ لوگ احادیث جو اسباب مین آئے ہین اس سے دلیل لیتے ہین ابن ابی شیبہ
اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی حارثہ بن وہب الخزاعی
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر اور عصر منی مین لوگون کی کثرت
اور کمال امن کی حالت مین دو دو رکعت پڑھا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن الجارود اور ابن
خزیمہ اور طحاوی اور امام احمد اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور عدنی اور دارمی

ع ۱۲

اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابی حاتم اور نحاس اور ابن حبان یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہا مین نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا (لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا) لوگون کو تو امن ہے یعنی آیت مین اللہ تعالیٰ نے قصر کے لئے خوف کی شرط لگائی ہے لوگون کو تو امن ہے قصر کیسا کرنا عمر رضی اللہ عنہ مجھکو کہے تجھکو جو اچنبا دکھا مجھکو بھی وہی اچنبا دکھا پھر مین نے اسکا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ یعنی یہہ صدقہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تمپر صدقہ کیا اسکے صدقہ کو تم قبول کرو عبد بن حمید اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی سنن مین امیہ بن عبد اللہ بن خالد سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا سفر مین نماز کو قصر کرتے ہین سو اسکی خبر مجھکو دو کتاب اللہ مین ہم اسکو نہین پاتے کتاب اللہ مین نہین ہے مگر خوف کی نماز کا ذکر ابن عمر کہے ای میرے بھائی بھیجا اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ہم کچھ نہین جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کئے سو ہم ویسا کرتے ہین نماز کو سفر مین قصر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید ابی حنظلہ سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سفر کی نماز کو پوچھا تو کہے دو رکعت ہین مین بولا اللہ تو کہتا ہے ان خفتم ان یفتنکم الذین ہمکو تو امن ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسکے سوا بہت سے احادیث امن کی حالت مین قصر کرنے کے آئے ہین مخالف بولے جو کہا شرط جو نص سے ثابت ہوا ہے اخبار احاد سے اٹھا دینا جایز نہین ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے وہ نص نہین بلکہ نص کا مفہوم مخالف ہے مفہوم مخالف حجۃ ہی نہین اسمین فقہا کو خلاف ہے ابو حنیفہ کے پاس وہ حجت نہین ہے جنھون کے پاس وہ حجۃ ہے انکے پاس وہ حجت ہونیکے واسطے شرط ہے کہ مذکور شرط غالب احوال کے دیکھتے نہ ہونا یہان شرط غالب حوال کے نظر کرتے ہی تو وہ حجۃ نہوگا امام رازی نے کہا کلمہ ان کا اور اذا کا اس بات کا فایدہ دیتے ہین شرط جب حاصل ہو تو مشروط بھی حاصل ہوتا ہے شرط معدوم ہو تو مشروط معدوم ہونا لازم ہونیکا فایدہ نہین بخشتا اس آیت مین ان خفتم جو آیا ہے اسکے مقتضی یہہ ہے خوف جب پایا جاوے تو رخصت یعنی نماز کو قصر کرنا بھی پایا جاتا ہے خوف نہو تو

رخصت بھی ہونیکو آیت مقتضی نہین تو امن کی حالت مین قصر کرنے یا نکرنے سے آیت ساکت ہے اخبار
احاد سے امن کی حالت مین قصر ثابت ہونا نص قرآنی کا مخالف ہوا اگر کہے قصر کا حکم امن کی حالت مین
اور خوف کی حالت مین جب ثابت ہوا تو آیت مین خوف کی حالت کو ذکر کرنے مین کیا فایدہ ہوا جواب
اسکا یہہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر سفر خوف سے خالی نہین تھے اسکے دیکھتے اللہ تعالی نے خوف
کو بھی ذکر کیا جو لوگ قصر سے نماز خوف مراد لیتے ہین انکے قول پر اسمین ظاہر یہ کو بالکل کچھ حجب نہین
رہتی معلوم کیجئے نماز قصر سفر مین بالاجماع جائز ہے سفر مین نماز کو تمام کرنا جایز ہے یا نہین اسمین
اختلاف ہے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے سفر مین قصر واجب ہے عمر اور علی اور ابن عمر اور جابر
اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے حسن بصری عمر بن العزیز قتادہ بھی ایسا ہی کہتے ہین امام ابو حنیفہ
اور مالک کا قول بھی یہی ہے انکی دلیل حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جسکو امام مالک اور عبد بن حمید اور
بخاری اور مسلم روایت کیئے ہین کہ پہلے نماز فرض ہوئی سو سفر ہو یا حضر دو دو رکعت سفر کی نماز باقی رہی حضر کی
نماز مین زیادتی ہوئی عبد الرزاق اور عبد بن حمید کی روایت مین عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی سو دو دو رکعت مدینہ کو جب گئے چار رکعت فرض ہو سفر کی
نمساز اپنے حال پر باقی رہی احمد اور بیہقی کی روایت مین آیا ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہے نماز فرض
ہوئی سو دو دو رکعت مگر مغرب کی نماز تین رکعت ہی فرض ہوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب سفر کرتے تو سابق کی نماز پڑھتے یعنی دو دو رکعت جب مقیم رہتے دو رکعت پر بھی دو رکعت
افزود کرتے مگر مغرب کی نماز کیا واسطے وہ وتر ہے اور صبح کیا واسطے اسمین قرات کی تطویل ہے
یعنی مغرب کی نماز کے رکعتین طاق ہونے سے اسمین کچھ کم و زیادتی نہین ہوئی صبح کی نماز مین قرات
کی تطویل ہونے سے اسکو بھی زیادہ نہین کئے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے نماز کو قصر کرنا رخصت ہے اتمام
کرنا جائز ہے یہہ قول عثمان اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے عایشہ رضی اللہ عنہا کی
بھی ایک روایت ہے شافعی اور احمد کا یہی قول ہے مالک سے بھی ایک روایت ہے آیت مین لیس
علیکم جناح ان تقصروا جو مذکور ہوا واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے حدیث عایشہ کی سفر مین قصر

واجب ہونے پر دلالت نہین کرتی معلوم کیجیے نماز کو قصر کرنے کے واسطے ضربتم فی الارض کی شرط کیا
اس سے معلوم ہوا بدون سفر کے نماز کو قصر کرنا جایز نہین سفر کے حد مین اختلاف ہے داؤد وغیرہ
اہل ظاہر کہتے ہین سفر قصیر ہو یا طویل دونون مین قصر جایز ہے یہہ قول انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی
مروی ہے جمہور فقہا کہتے ہین بدون سفر طویل کے قصر جایز نہین سفر طویل کے حد مین اختلاف ہو مالک اور شافعی
اور احمد کہتے ہین سفر طویل کی مسافت سولہ فرسخ ہین ایک فرسخ ہاشمی تین میل ایک میل ہاشمی کے
چھ ہزار ہاتھ ایک ہاتھ کے چوبیس انگل ایک انگل کے چھ درمیانہ ایک جو برزون کے یعنی ترکی
گھوڑے کے ایال کے چھ بال کے برابر ابو حنیفہ کہتے ہین تین دن کی مسافت سفر طویل ہے اسکے
تفصیل کی جگہ فقہ کے کتب ہین اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ البتہ کافر تمہارے
دشمن ہین صریح یعنی تمہارے اور کافرون کے درمیان جو عداوت ہے ظاہر ہے تمہارے اور انکے درمیان تلوار
چل رہی ہے نماز لمبی ہو تو احتمال ہے قابو پا کے تمکو ہلاک کرینگے اسلیے نماز کو قصر کرنیکی تمکو اجازت ہوئی

ع ۵۶

وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ اور جب تو انمین ہو اور کھڑا کرے انکے واسطے
نماز یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے فیہم کی ضمیر کی مرجع مسافرین ہین یا خایفین ہین یا اصحاب ہین
یعنی ای محمد جب تو ان سفر کرنیوالون مین یا خایفین مین یا اپنے اصحاب ہین ہوگا اور نماز کا وقت آن پہنچا
اور انکے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ کریگا تو اپنے ساتھ والونکے دو ٹکریان کر فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ سو چاہیے کہ ایک جماعت انکی کھڑی ہووے تیرے ساتھ یعنی ایک جماعت تیرے ساتھ نماز مین
شریک ہووین دوسری جماعت نماز شروع نکرنا بلکہ دشمن کے مقابلہ کیواسطے کھڑے ہونا وَلْیَاْخُذُوْٓا
اَسْلِحَتَهُمْ اور لیا چاہیے اپنے ساتھ اپنے ہتیار اسلحہ جمع سلاح کی ہے سلاح اسکو کہتے ہین جس سے جنگ کرتے
ہین ہتیار پکڑنے کا حکم کونسی فریق کو ہے اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جماعت جو نماز مین کھڑی ہے
انکو ہے بعضے کہتے ہین جماعت جو دشمن کے مقابلہ مین گئی ہے انکو ہے بعضے کہتے ہین دونون جماعت کو ہے
بندۂ عاصی کہتا ہے پہلا قول ہی راجح ہے کیا واسطے دشمن کے مقابلہ مین جو کھڑے ہین وہ نماز مین نہین ہین
ہتیار انکے پاس رہنا ضرور ہے انکو ہتیار لیو کہنا کچھ حاجت نہین جو لوگ نماز مین ہین وہ ہتیار رکھنا یا

بحث کا محل تھا سو اُسکو نص کیا اس جملے کو فلتقم کے جملہ پر عطف کرنا اسی بات کا قرینہ ہے
ہمارے فقہا کہتے ہین ہتیار نہ لینے سے تیمم مباح ہونیکا ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ویسی حالت مین
ہتیار رکھنا واجب ہے اگرچہ وہ نجس اور سجدیکو مانع رہے ایسا ہی التحام قتال کیوقت ہتیار لینا
واجب ہے اگر تیمم مباح ہونیکا ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہین ہے تو ہتیار لینا مندوب ہی یا واجب اسمین
دو قول ہین اصح قول پر امام احمد کا قول بھی وہی ہے ہتیار لینا سنت ہی مگر چند شرط سے
پہلی شرط وہ ہتیار نجس نرہے اگر نجس ہے مثلاً تلوار کو خون لگا ہے یا نجس زہر کا پانی اُسکو پلایا ہے
یا تیر کے پر نجس جانور کے ہین تو اٹھانا جایز نہین مگر ایسی نجس ہتیار رکھنے کی احتیاج پڑے دوسری شرط
وہ ہتیار نماز کے کسی رکن کو ادا کرنیکی مانع نہووے اگر کسی رکن کو ادا کرنیکی مانع ہے مثلاً خود ایسا
پہنا ہے کہ پیشانی زمین کو لگنے سے مانع ہے تو اُسکا رکھنا جایز نہین تیسری شرط ہتیار اُٹھانے سے
غیر کو ایذا نہ پہنچنا اگر غیر کو ایذا پہنچتی ہے مثلاً بھالا نزدیک رکھا ہے یا تیر کے بھال لگتے ہین لیکن
وہ ایذا بہت خفیف ہے جسکو تحمل ہونیکی عادت ہی تو اس حالت مین وہ ہتیار اُٹھانا مکروہ ہے اگر
اس ہتیار سے ضرر صریح ہوتا ہے تو اُسکو رکھنا حرام ہے ہتیار سے اس جگہ وہ ہتیار مراد ہے کہ جس سے
قتل کرتے ہین جیسے تلوار نیزہ خنجر تیر کمان ہتیار جس سے مار کو دفع کرتے ہین مراد نہین جیسے ڈھال بکتر
سو اس قسم کی ہتیار اُٹھانا مکروہ ہے جیسے پہلی قسم کی ہتیار کو بن عذر کے نہ اُٹھانا مکروہ ہی امام مالک
کے یہان ہتیار کا اُٹھانا اگرچہ نجس ہو جایز ہے کتب حنفیہ مین ہتیار اُٹھانیکا حکم مذکور نہین امام حافظ الدین
النسفی نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل مین کہا ہے ہتیار جسکے اُٹھانے سے دل کو نماز سے مشغول نہ کرے
جیسے تلوار اور خنجر اور انکے مانند جایز ہے فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ پھر یہہ سجدہ
کر چکے تو چاہیے تمھارے پرے ہو جاوین یعنی جو جماعت تیرے ساتھ نماز پڑھی وہ جماعت اپنی نماز سے
فراغت پائے بعد اپنی جگہ سے سرک کے دشمن کے مقابلے مین جو جماعت کھڑی تھی اُسکے مقام پر جا کر کھڑے
ہونا وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ اور چاہیے آوے دوسری جماعت
جس نے نماز نہین کی سو چاہیے وے نماز کرین تیرے ساتھ یعنی دشمن کے سامنے جو جماعت پہلی کھڑی تھی

وہ جماعت تک تیرے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھا بعد اپنی نماز کو تمام کرنا وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ اور چاہیے لیویں اپنے پاس اپنا بچاؤ اور اپنے ہتیار حذر جارحملہ کی کرسے پرہیز کرنا اور آمادہ ہونا اور ہشیار رہنا اللہ تعالیٰ نے حذر کو یعنی بچاؤ اور ہشیاری اور تیار رہنے کو بمنزلہ آلے کے کہ جس سے دشمن کو دفع کرتے ہین مقرر کرکے اُسکو اسلحہ کے ساتھ لینے کا حکم کیا آدیر فقط سلاح لینے کا حکم کیا یہان حذر اور سلاح دونون کو ذکر کیا گیا واسطے کہ مسلمان نماز جب شروع کرتے ہین دشمن کو یہ لوگ نماز مین ہین سو معلوم نہین ہوتا دشمن سمجھتا ہے کہ یہہ سب جنگ پر مستعد ہوکے کھڑے ہین جب رکوع سجود کرے اور دوسری رکعت مین کھڑے ہوے تو دشمن کو ظاہر ہوا کہ وہ نماز مین ہین دشمن فرصت کو غنیمت جانکر حملہ کریگا اندیشہ ہوا اس واسطے یہان ہشیار رہنے کا اور ہتیار لینے کا امر کیا وَدَّ

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً

آرزو کرتے ہین کافر کہ کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتیار ردن سے اور اپنے اسباب سے تو تمپر حملہ کرین ایک ہی حملہ یہہ جملہ ہتیار باندھے ہوئے رہنے کی گویا علت ہے یعنی کافرون کو آرزو ہے کہ تمھاری غفلت کیوقت تمپر حملہ کرکے تمکو مستاصل کرنا تم خبردار ہو ہتیار باندھکے جنگ کے لئے آمادہ رہیو اِس آیت کی شان نزول کو عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل اور ابو داود اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی ابی عیاش الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا ہم عسفان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ تھے مشرک ہمارے روبرو آئے اُن کا امیر خالد بن الولید تھا وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو لیکے ظہر کی نماز پڑھے مشرک کہے یہہ لوگ غفلت کی حالت مین تھے کاش ہم اُنپر حملہ کرتے تو بہتر تھا پھر مشرک کہنے لگے اب انکی اور ایک نماز آئیگی وہ نماز اُنکے پاس اُنکے بچون سے اور جانون سے بھی زیادہ دوست ہے تب حملہ کرنا جبرئیل علیہ السلام ظہر اور عصر کے مابین اس آیت کو لیکر نازل ہوئے واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة الحديث حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن جریر نے علی رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہ تاجرون کی ایک جماعت آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی

یا رسول اللہ ہم مسافرت کرتے ہین نماز کیسا پڑھا کرین تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کی واذا ضربتم فی
الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ اتنی ہی آیت نازل ہوئی ایک سال کے بعد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جنگ کو نکلے سو ظہر کی نماز پڑھی مشرک کہے محمد اور انکے اصحاب اپنے پر ہمکو قادر کئے تھے کیا واسطے
اُن پر حملہ نہین کئے انہین کا دوسرا ایک شخص نے کہا اُنکو دوسری ویسی ہی نماز اب آتی ہے تب حملہ کرنا پھر
اُن دونون نمازون کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوا
مبینا واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منہم معک عذابا مہینا تک نازل کی سو صلوٰۃ الخوف
نازل ہوئی معلوم کیجیے اس روایت سے بعضون نے دلیل پکڑی کہ اِن خفتم کا جملہ ظاہر مین اگرچہ وَاِذا ضربتم
فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ سے متصل معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین اُس سے
متصل نہین بلکہ اپنے ما بعد سے تعلق رکھتا ہے اس تاویل پر نماز کی قصر خوف کی حالت کے ساتھ مخصوص
ہونا جو بعض کہتے تھے اُنکو حجت نہین رہتی معلوم کیجیے صلوۃ خوف جو کہتے ہین اس سے خوف کیواسطے ایک
مستقل نماز رہنا جیسی عید کیواسطے نماز ہے مراد نہین یا خوف کی حالت مین نماز کی رکعتون مین یا اُسکے
اوقات مین تغیر ہونا بھی مراد نہین بلکہ صلوۃ خوف سے مراد یہہ ہے کہ فرض نماز کو جماعت سے جو پڑھتے
ہین اُسکے ادا کرنیکی صفت مین تغیر ہے اور چند امور نماز مین جایز نہین تھے سو یہان مباح ہین خوف کی
نماز کا حکم پہلے ہوا سو غزوۂ عسفان مین ہوا بعضے کہتے ہین غزوہ ذات الرقاع مین ہوا ابن القصار
المالکی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز دس بار پڑھے ہین ابن العربی نے کہا چوبیس بار پڑھے
ہین اس نماز کی کیفیت احادیث مین مختلف طور پر آئی ہے امام احمد کہے چھے یا سات وجہ سے آئی ہے
ابن المنذر نے کہا آٹھ وجہ سے آئی ہے ابن حبان نے نو وجہ ذکر کی ہے ابن حزم نے کہا چودہ وجہ سے ثابت
ہوئی ابن العربی نے کہا سولہ وجہ سے ثابت ہوئی حافظ ابو الفضل عراقی نے شرح ترمذی مین کہا
صحیح روایتون مین سترا وجہ پر آئی ہے لیکن اُنین کے بعضے وجہون کو بعضون مین داخل کرنا
ممکن ہے ابن القیم نے کتاب الہدیٰ مین کہا بعضے علما راویون کے اختلاف کو اعتبار کرکے اسکو علاحدہ
وجہ ٹھہراتے ہین لیکن حقیقت مین وہ وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہین بلکہ راوی کے اختلاف سے

پیدا ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوئی سو چھ وجہ ہی اصل ہین حافظ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری مین کہا ابن القیم کا قول ہی معتمد ہے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا مسلم نے صلاۃ خوف کے چھ وجہ ذکر کی اور ابو داؤد وغیرہ اسکے سوا اور بھی وجہین ذکر کئے ہین یہہ سب ملائین تو سولہ وجہ ہوتے ہین مختار مذہب پر یہہ سب وجہون سے انکے مناسب مواقع مین نماز پڑھنا جایز ہے خطابی نے کہا صلاۃ الخوف کئی طرح پر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مختلف شکل سے کئی بار پڑھے ہین انہین سے نماز کے لئے جس صورت مین احتیاط زیادہ ہے اور محافظت مین مبالغہ ہے اسکو اختیار کرنا انتہی ہمارے فقہا ان شکلون سے چار شکل کو اختیار کئے ہین پہلی شکل لبطن نخل کی نماز ہے امام قوم کو دو فرقے کرنا ایک فرقہ دشمن کے مقابلہ مین کھڑا رہنا دوسرے فرقہ کو لیکے پوری نماز پڑھنا سلام پھیرے بعد یہہ فرقہ جاکر دشمن کے مقابلہ مین کھڑا ہونا دوسرا فرقہ نماز کیواسطے آیا تو امام اُس فرقہ کے ساتھ اُسی نماز کو دوسرے بار پھر اکے پڑھنا ایسی نماز پڑھنے کیواسطے تین شرط ہین پہلی شرط دشمن قبلہ کی جہت مین نہونا دوسری شرط مسلمان بہت رہنا اور کافر کم رہنا تیسری شرط نماز کی حالت مین کافر حملہ کرنے کا اندیشہ ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لبطن نخل مین ایسی ہی نماز پڑھے ہین مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آئے یہانتک کہ ذات الرقاع کو پہنچے جابر کہتے ہین ہماری عادت یہہ تھی کہین اُترتے تو بہت سایہ دار درخت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے چھوڑدیتے غرض مشرکون سے ایک شخص آکر دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹکی ہے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لیکے نیام سے کھینچا اور رسول اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرسے ڈرتے ہو یا نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین تیرسے سے نہین ڈرتا مشرک بولا اب تمکو میرسے کون بچا دیگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ بچاویگا جابر کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُسکو ڈرائے سو تلوار نیام کرکے درخت سے لٹکا دیا بعد نماز کیواسطے ندا ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرقہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پھر لوگ پیچھے ہٹگئے پھر دوسرے فرقہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے جابر کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چار رکعت ہوئے

لوگون کو دو رکعت بخاری نے اسکو تعلیقا وارد کیا ہے اُس مشرک کا قصہ بخاری نے دوسری طریق سے یون روایت کیا ہی جابر رضی اللہ عنہ کہے ہین نجد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ سے پھرے مین بھی پھرا ایکدن دوپہر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی وادی مین جہان عضاۃ یعنی ایک قسم کے خاردار درخت بہت تھے اترے لوگ حضرت کے پاس سے نکل کے درختون کے سایہ مین گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمرہ کے درخت کے نیچے اُترے اور اپنی تلوار اسپر لٹکائے جابر کہے ہمکو نیند کا ایک ڈھلکا لگا کہ اسمین ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارے ہم آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ حضرت کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ہین سوتا تھا یہہ اعرابی آکے میری تلوار کھینچ لیا مین بیدار ہو گیا دیکھا تو اسکے ہاتھ مین ننگی تلوار ہے مجھکو بولا اب تجھے کون بچاویگا مین بولا اللہ تعالی بچاویگا سو وہ اعرابی بیٹھا ہے پھر اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ سزا نہین دئے ابن اسحق کی روایت مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فرماے اللہ تعالی بچاویگا جبرئیل علیہ السلام نے اس اعرابی کے سینے مین مارا شمشیر اسکے ہاتھ سے گر گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شمشیر اٹھالئے اور کہے اب تجھکو کون بچاویگا اعرابی بولا کوئی بچانے والا نہین واقدی کی روایت مین آیا ہے پھر وہ اعرابی ایمان لایا اور اوسکی قوم بھی ایمان لائی اُس اعرابی کا نام غورث بن الحارث تھا یہہ بخاری وغیرہ مین مذکور ہے اس روایت سے معلوم ہوا یہہ قصہ ذات الرقاع کے غزوہ سے پھرے بعد کسی وادی مین واقع ہوا جابر کے دوسرے روایتون سے ثابت ہوا ہے کہ اس جگہہ کا نام بطن نخل ہے شافعیہ بالمسطور کی نماز پڑھنا خوف پر ہی منحصر نہین بغیر خوف کے بھی پڑھین تو جایز ہے لیکن خوف کی حالت مین اوپر کے شروط پاے جاوین تو ایسی نماز پڑھنا مندوب ہے امام دوبار نماز جو پڑھا اُسکی پہلی نماز فرض ہوئی دوسری نماز نفل ہر مقتدی فرض نماز پڑھنے والا نفل پڑھنے والیکے ساتھ اقتدا کیا حنفیہ کے یہان فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والیکے ساتھ اقتدا کرنا صحیح نہین ہے اس لئے طحاوی نے اُسکے نسخ کا دعوی کیا امام نووی نے کہا نسخ کے دعوی پر اسکو کچھ دلیل نہین نسخ کا دعوی بغیر دلیل کے مقبول نہین ہوتا دوسری شکل عسفان کی نماز ہے امام لوگون کے دو صف کرنا سب ملکے امام کے ساتھ نماز کی نیت

تعلیقا کہتے ہین کسی حدیث کی سند بیان کرنے مین اول کے راویون کو چھوڑ دینا بعد کے راوی سے حدیث کا بیان کرنا اسلئے اسکا ایسا نام ہے جیسے کوئی کہے ابن عباس سے یہہ روایت ہے

باندھنا سب ملکے امام کے ساتھ رکوع کرنا اعتدال مین آئے بعد امام جب سجدہ مین گیا تو دوسری صف والے امام کے ساتھ سجدہ کرنا پہلی صف والے اعتدال مین ہی کھڑے رہ کے نگہبانی کرنا امام اور دوسری صف والے دونون سجدون سے فراغت پاکے قیام مین آئے بعد پہلی صف والے سجدہ مین جانا دونون سجدون سے فراغت پاکے قیام مین آکے امام سے لاحق ہونا قراءت سے فراغت ہوئی بعد سب ملکے امام کے ساتھ رکوع کرنا اعتدال مین آئے بعد پہلی صف والے امام کے ساتھ سجدہ کرنا دوسری صف والے اعتدال مین ہی کھڑا رہکے نگہبانی کرنا امام اور پہلی صف والے دونون سجدے کرکے تشہد کے واسطے بیٹھے بعد دوسری صف والے سجدہ کرکے امام سے تشہد مین لاحق ہونا اور سب ملکے تشہد سے فراغت پاکر امام کے ساتھ سلام کرنا اس کیفیت کو شافعی رضی اللہ عنہ نے مختصر مین ذکر کیا ہے شافعی کے اکثر اصحاب از انجملہ قفال اسکو اختیار کئے ہین اور کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عسفان مین ایسی ہی تھی حجۃ الاسلام وجیز مین اسی پر جاری ہوا ہے شیخ ابوحامد اور اُسکے تابعین کہتے ہین احادیث مین ترتیب جو ثابت ہوئی ہے یہہ ترتیب جو شافعی ذکر کئے اسکے خلاف ہے کیا واسطے احادیث مین یون آیا ہے امام کے ساتھ پہلی صف والے پہلی رکعت مین سجدہ کرنا دوسری صف والے دوسری رکعت مین سجدہ کرنا شافعی نے بالعکس کہا احادیث مین جو آیا ہو وہی مذہب مختار ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین میرے قول کو حدیث کے خلاف پاو تو اسکو پھینک دو امام رافعی نے کہا عسفان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھے سو اُسکی کیفیت ایسی ہی تھی امام شافعی نے نہین فرمایا بلکہ ایسا کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عسفان مین نماز جو پڑھے ہین اسیکے مانند یہہ ہے اس سے معلوم ہوا شافعی ان دونون کیفیتون کو جائز رکھتا ہی رویانی اور صاحب التہذیب اسی کی تصریح کئے ہین امام نووی نے روضے کے زیادات مین کہا مذہب صحیح مختار یہہ دونون کیفیت جائز ہین شافعی کی مراد یہی ہے کیا واسطے اُس نے حدیث کو جو صحیح مین وارد ہوئی ہے بیان کرنیکے بعد مذکور کیفیت کو ذکر کیا اسمین دونون کیفیت جائز ہونیکا اشارہ کیا انتہی یہہ کیفیت جو مذکور ہوئی احادیث مین اُسکے مطابق وارد نہین ہوا مگر ابن عباس کی حدیث کہ جسکو بیہقی نے طریق سے ابن اسحٰق کے روایت کی ہے وہ داؤد

بن الحصین سے مولی عمرو بن عثمان کا وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہے صلوۃ خوف اب تمہارے لشکری اپنے اماموں کے پیچھے جیسی پڑھتے ہیں ویسی ہی تھی مگر یہہ تھا کہ
سب ملکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے پھر اُنین کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سجدہ کرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے کھڑے ہوے بعد دوسری جماعت اپنے سجدے ادا کرتی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہتے تک سب کھڑے رہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع مین گئے توسب ملکے
رکوع کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو پہلے جو لوگ کھڑے تھے وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ساتھ سجدہ کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے بار جو لوگ سجدہ کئے تھے وہ لوگ کھڑے رہتے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ حضرت کے ساتھ سجدہ کئے اخیر نماز مین جب بیٹھے یعنی تشہد کیواسطے جب
بیٹھے کھڑے رہتے تھے سو لوگ اپنا سجدہ بجا لا کر بیٹھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کو ساتھ لیکے سلام کرتے
حافظ عسقلانی نے تخریج رافعی مین کہا کہ اسکی سند حسن ہے ہوے فہما جو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عسفان
مین یہی تھی اسمین نظر ہے رافعی نے کہا مشہور روایتون مین عسفان کی نماز ایسی نہین تھی انتہی
عسفان کی نماز کی کیفیت ابو عیاش زرقی کی حدیث مین جسکو ہم اوپر بیان کئے یون ہے قصر کی آیت ظہر اور
عصر کے مابین نازل ہوئی پھر جب عصر کی نماز حاضر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کے مستقبل ہو کھڑے ہوے
مشرک حضرت کے روبرو تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اس صف کے
پیچھے دوسری ایک صف کھڑی ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے اور سب لوگ یعنی دونون
صف والے بھی رکوع کئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کئے حضرت سے متصل صف جو تھی وہ بھی سجدہ کی
دوسری صف والے انکی نگہبانی مین کھڑے تھے پہلی صف والے دونون سجدے کرکے جب کھڑے ہوے
دوسری صف والے جو اُنکے پیچھے تھے سجدہ کئے بعدہ پہلی صف والے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
متصل تھے ہٹکے پچھلی صف والون کی جگہ پر آئے اور پچھلی صف والے بڑھکے پہلی صف والون کی جگہہ
مین آئے بعدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے حضرت کے ساتھ دونون صف والے بھی رکوع کئے بعدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ
کئے حضرت سے صف جو متصل تھی وہ بھی سجدہ کی دوسری صف والے انکا نگہبانی کھڑے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم او حضرت کے پیچھے کی صف جب بیٹھی دوسری صف والے

سجدہ کئے اور سب ملکے بیٹھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب پر سلام کئے ایسی نماز عسفان مین پڑھے اور
بنی سلیم کے دن پڑھے یہہ ترجمہ ابو داؤد کے لفظ کا ہے مسلم نے جابر سے روایت کی ہے ہوا ہمین
بھی نماز کی ایسی ہی کیفیت بیان کی ہے لیکن اُسکی روایت مین جگہہ کا تعین نہین مسلم نے اس حدیث کو دوسرے
طریق سے روایت کیا ہے عطا کی روایت مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو دو صف کئے دشمن ہمارے
اور قبلہ کے درمیان تھا ابو الزبیر کی روایت مین ہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاکے جہینہ کی
ایک قوم سے لڑے وہ ہم سے بہت سخت لڑائی کئے جب ہم ظہر کی نماز پڑھے مشرک کہے ایسے
وقت مین ہم اُنپر اگر یورش کرتے تو سبکو ہم کاٹ کاٹ ڈالتے (یعنی زخمی اور قتل کرتے ۱۲) جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو اسکی خبر دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو وہ بات بولے اور فرمائے پھر مشرک کہے اب
پھر دوسری نماز آتی ہے وہ نماز اُنکے پاس اُنکی اولاد سے زیادہ پیاری ہے جب عصر کی نماز آئی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو دو صف کئے مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے ابو عیاش زرقی کی حدیث
مین جو کیفیت مذکور ہوئی بعینہ وہی کیفیت بیان کی دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین زہری کی
طریق سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباس سے صلاۃ خوف کی یہی کیفیت بیان کی ہے ان
سب روایتون کا اتفاق اسی پر ہے کہ دوسری رکعت مین پہلی صف ہٹکے پیچھے ہوئی اور پچھلی
صف بڑھکر آگے ہوئی ان حدیثون کے نظر کرتے ہمارے فقہا کہتے ہین حفاظت کیواسطے ایسا
بڑھنا اور ہٹنا جایز ہے بشرطیکہ اس سے فعل کثیر صادر نہو سو ایسا بڑھنا کہ پچھلی صف والے دو ڈگ
بڑھنا پہلی صف والے دو ڈگ ہٹنا ایک ایک شخص دو دو آدمی کے بیچ مین سے نکل آنا اس طور سے
بڑھنا افضل ہے یا ہر شخص اپنے مقام مین ہی کھڑے رہنا افضل ہے اسمین ہمارے فقہا کو دو وجہ
ہین صیدلانی اور مسعودی اور غزالی وغیرہ کہتے ہین بڑھنا افضل ہے عراقیان کہتے ہین اپنی
جگہہ پر رہنا افضل ہے شافعی کی عبارت اسی پر دلالت کرتی ہے عسفان کی نماز پڑھنے کے
واسطے ہمارے فقہا تین شرط کرتے ہین پہلی شرط دشمن قبلہ کی جہت مین رہنا دوسری شرط
دشمن پہاڑ پر یا ہموار زمین پر ہمکو دکھتے رہنا کوئی چیز آڑ نہ ہونا تیسری شرط مسلمان اتنی کثر

جیسا کہ ایک جماعت سجدہ کرے تو دوسری جماعت انکی محافظت کرسکے تیسری شکل ذات الرقاع کی نماز ہے
یہہ نماز دو وجہ پر ہے پہلی وجہ امام لوگون کے دو ٹکریان کرنا ایک ٹکری دشمن کے مقابلے مین رکھنا دوسری
ٹکری کو دشمن کا تیر نہین پہنچتی سو انکو لیکے نماز شروع کرنا جب ایک رکعت پڑھ چکے اور امام دوسری رکعت کے
واسطے کھڑا ہوا تو مقتدیان امام سے مفارقت کی نیت کرکے جلد دوسری رکعت تمام کرنا اور تشہد پڑھکے
سلام کرنا اور دشمن کے مقابلہ چلے جانا وہان ٹکری جو کھڑی تھی آکے دوسری رکعت مین امام کی اقتدا کرنا
امام اس رکعت کے قیام کو اتنا دراز کرنا کہ یہہ لوگ آکے اُس سے لاحق ہون پھر یہہ ٹکری لاحق ہوئے
بعد اُنکے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام تشہد کے واسطے بیٹھتے ہی یہہ ٹکری اُٹھ کے اپنی دوسری
رکعت تمام کرنا امام تشہد مین انکی انتظار کرنا جب امام کے ساتھ لاحق ہون تو امام اُنکے ساتھ سلام
کرنا ہمارے فقہا اس وجہ کی نماز کو سہل بن ابی حثمہ کی روایت سے کہتے ہین اس طریق کی نماز کو امام مالک موطا
مین اور اُنہین کی طریق سے امام شافعی اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابوداود یزید بن رومان
سے وہ صالح بن خوات بن جبیر سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ذات الرقاع کے دن صلاۃ خوف پڑھا تھا سو مجھسے یون کہا کہ ایک ٹکری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ صف باندھی اور ایک ٹکری دشمن کے مقابلہ مین تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ کی ٹکری
کو لیکے ایک رکعت پڑھے بعد اسی طور سے کھڑے رہے۔ اس ٹکری نے اپنی نماز تمام کی اور جاکے
دشمن کے مقابلہ مین کھڑی ہوئی وہان جو ٹکری تھی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ساتھ باقی تھی سو رکعت
پڑھکے بیٹھے رہے یہہ ٹکری اپنی نماز تمام کی پھر اُنکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام کئے معلوم کیجے صالح
بن خوات کی روایت مین صحابی مبہم جو ہے یا صالح کا والد خوات بن جبیر ہے اُسکو تائید کرتی ہے روایت
ابن مندہ کی کہ جسکو یزید بن رومان سے جو مالک کا شیخ ہے روایت کیا سو کہا صالح بن خوات نے اپنے باپ سے
بھی روایت کیا اور بیہقی بھی عبید اللہ بن عمر یعنی العمری سے وہ قاسم بن محمد سے وہ صالح بن خوات سے
وہ اپنے باپ سے روایت کیا ہے امام نووی نے تہذیب مین اُسکو جزم کیا ہے حافظ عسقلانی نے فتح
الباری مین بھی اُسکو ترجیح دی ہے یا سہل بن ابی حثمہ ہے مالک اور بخاری اور مسلم اور ابوداود

صالح بن خوات سے وہ سہل بن ابی حثمہ سے صلاۃ خوف اسی کیفیت کی روایت کئے ہین دوسری
وجہ اس نماز کی یہہ ہے امام دو فرقہ کرکے ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر کھڑا ہونے بعد اسکے
مقتدیان اپنی نماز تمام نہ کرکے دشمن کے مقابلہ مین جاکے چپ کھڑے رہنا وہ ٹکڑی جو دشمن کے
مقابلہ مین تھی آکے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام سلام کئے بعد جاکے دشمن کے مقابلہ مین
کھڑا ہونا پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا کئے تھے سو لوگ نماز کی جگہ مین آکے اپنی نماز تمام کرکے
پھر دشمن کے مقابلہ مین جانا امام کے ساتھ دوسری رکعت جو پڑھی تھی سو ٹکڑی آکے اپنی نماز تمام
کرنا ہمارے فقہا اسی وجہ کی نماز کو ابن عمر کی روایت کہتے ہین اس طریق کی نماز کو امام احمد
اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی سالم بن عبد اللہ
کی طریق سے یون روایت کئے ہین کہا مجھکو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نجد کی طرف جنگ کو گیا پھر ہم دشمن کے مقابلہ مین آئے اور صفین باندھکے کھڑے ہوئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نماز کو کھڑے رہے سو ایک ٹکڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک ٹکڑی دشمن سے ٹلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ والون کو لیکے
رکوع کئے اور دو سجدے کئے پھر جو لوگ نماز نہین کئے تھے انکی جگہہ مین یہہ ٹکڑی گئی اور وہ ٹکڑی آئی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ایک رکعت پڑھے دو سجدے کئے پھر سلام کئے بعد ہر ایک ٹکڑی کھڑی
ہوکے اپنی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کی یہہ لفظ بخاری کا ہے امام مالک موطا مین اور
انہین کی طریق سے بخاری اور ابن ماجہ اور ابن الجارود نے روایت کی ہے کہتے نافع نے کہا ابن عمر سے
صلاۃ خوف کو پوچھے تو کہتے امام آگے ہونا اور اسکے ساتھ لوگون کی ایک ٹکڑی رہنا امام انکے
ساتھ ایک رکعت پڑھنا اور ایک ٹکڑی نماز نہ پڑھکے انکے اور دشمن کے درمیان رہنا امام کے
ساتھ جو لوگ تھے ایک رکعت پڑھے بعد سلام نکرکے پیچھے ہٹ کر نماز نہین پڑھے تھے سو لوگون
کی جگہہ مین جانا نماز نہین پڑھے تھے سو لوگ آکے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھنا بعد امام نماز
پھیرنا امام دو رکعت پڑھ چکا امام پھرے بعد یہہ دونون ٹکریان کھڑے ہوکے اپنی ایک ایک

رکعت تمام کرنا پھر انکے بھی دو رکعت ہوئے نافع نے کہا مین نہین سمجھتا مگر عبد اللہ بن عمر نے اُسکو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے امام احمد اور بیہقی نے موسی بن عقبہ کی طریق سے وہ
نافع سے روایت کیا سو اُسکے رفع مین شک نہین کیا معلوم کیجئے ابن عمر کی حدیث کے سب طریقون
مین ایسا ہی آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے بعد یعنی سلام کرکے نماز سے نکلے بعد
ہر ہر ٹکری اپنی نماز تمام کی لیکن دونون ٹکریان ملکے نماز ادا کئے یا ایک ٹکری کے بعد دوسری ٹکری نماز کی سو کچھ
مذکور نہین دونون ٹکریان ملکے نماز ادا کرنا بعید ہے کیا واسطے اس تقدیر پر نگہبانی جو مطلوب تھی فوت ہوتی ہے حراست کیے دیکھتے ایک ٹکری
نماز ادا کئے بعد دوسری ٹکری نماز ادا کرنا راجح ہے لیکن اس مین بھی دو احتمال ہین پہلی ٹکری اول نماز تمام کی بعد دوسری
ٹکری اپنی نماز تمام کی یا دوسری ٹکری اپنی نماز تمام کی بعد پہلی ٹکری ادا کی لیکن ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی حدیث مین اُسکی تفصیل مذکور ہے امام احمد اور ابو داؤد اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ خوف پڑھے سو دو صف ہوئے ایک صف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوئی ایک صف دشمن سے تلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ایک رکعت
پڑھے بعد دوسری صف آکے اُنکی جگہہ مین کھڑی ہوئی اور یہہ صف جاکے دشمن سے تلی پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُس صف کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام کئے یہہ صف والے کھڑے ہوکے اپنی ایک
رکعت پڑھکے سلام کئے بعد جاکے اُس ٹکری کی جگہہ پر دشمن کے مقابلے مین کھڑے ہوئے وہ ٹکری
اُس جگہہ آکے اپنی باقی کی ایک رکعت پڑھکے سلام کی اس حدیث کے بعضے طریقون مین آیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر باندھے اور حضرت کے ساتھ دونون صف والے ملکے تکبیر تحریمہ باندھے الحدیث
اس حدیث کو خصیف الجزری سے وہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے وہ اپنے باپ عبد اللہ بن
مسعود سے روایت کی ہے لیکن حدیث مرسل ہے کیا واسطے ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہین سنا اور
خصیف قوی نہین حافظ عسقلانی نے کہا رافعی وغیرہ ہمارے فقہا اپنے کتب مین جو ذکر کئے ہین امام
سلام کئے بعد دوسری جماعت ہٹکے دشمن کے مقابلہ مین جانا اور پہلی جماعت آکے اپنی نماز
تمام کرنا بعد دوسری جماعت آکے اپنی نماز تمام کرنا سو اُسکو مین نے ابن عمر کی حدیث کی کسی طریق مین

نہین پایا جندب عاصی کہتا ہے ابن عمر کی حدیث کی طریقون مین اگرچہ نہو لیکن انکی حدیث اسکو متمل
ہے عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کابل کے جنگ مین نماز خوف پڑھا سو اسکی ترتیب ہمارے
علماء کے قول کے برابر ہے ابو داؤد نے اسکو روایت کی ہے واللہ اعلم ان دو وجہ سے بہی وجہ
جسکو سہل بن ابی حثمہ کی روایت کہتے ہین نماز پڑھنے کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے ابن عمر کی
روایت کے موافق نماز پڑھے تو صحیح ہے یا نہین اسمین دو قول ہین مشہور قول مین نماز صحیح ہے
کیواسطے انکی حدیث بہت صحیح ہے اور اسکو کوئی حدیث معارض نہین بعضے اسکو منسوخ کہتے ہین سو
صحیح نہین نسخ کا دعوی ثابت ہونے کو دلیل ضرور ہے امام شافعی اسکو منسوخ کہا کرکے بعضو نے نقل
کیا ہے سو بات ثابت نہین اس شکل کی نماز پڑھنے کی جگہہ وہ ہے جہان دشمن قبلہ کی جہت مین
نہ رہے یا قبلہ کی جہت مین نہ رہے یا قبلہ کی جہت مین ہے لیکن اُسکے اور ہمارے درمیان کوئی
چیز آڑ ہے کہ جسکے حایل ہونے سے اگر یکبارگی مشرک ریلا کرین تو ہمکو نہ دکھینگے امام احمد کا مختار بھی
سہل کی حدیث ہے ابن عمر وغیرہ کی روایتون کے موافق پڑھے تو بھی جایز ہے امام مالک کا مختار
بھی سہل کی حدیث ہے لیکن کہتے ہین امام دوسری رکعت مین تشہد پڑھے بعد سلام کرنا جماعت آکے
سلام مین شریک ہونیکا انتظار نہ کرنا ابو حنیفہ کا مختار وجہ ثانی ہے یعنی دو ٹکریون سے ایک ٹکری
امام کے شریک رہنا اور دوسری ٹکری دشمن سے لڑنا امام اپنے ساتھ والون کے ساتھ ایک
رکعت پڑھنا پھر یہہ ٹکری دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان جو ٹکری تھی آکے امام کے ساتھ دوسری
رکعت پڑھنا امام سلام کرے بعد یہہ ٹکری دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان تھی سو ٹکری آکے اپنی
باقی کی نماز تمام پڑھنا یہہ لوگ لاحق رہنے سے اُنپر قرأت نہین سلام کرکے دشمن کے مقابلہ مین
جانا وہان تھی سو ٹکری آکے اپنی باقی کے نماز پڑھنا سو یہہ لوگ مسبوق رہنے سے اُنپر قرأت
واجب ہے اس نماز کی کیفیت کے دوسرے روایات جو وارد ہوئے ہین ویسی نماز پڑھے تو
بھی ابو حنیفہ کے یہان جایز ہے لیکن مذکور طریق اولیٰ ہے ابو حنیفہ اور مالک کے پاس دشمن قبلہ
کی جہت مین ہو یا نہو سب حالتون مین وہی ایک کیفیت ہے جسکو وہ اختیار کئے ہین معلوم کیجئے

خوف کی نماز ایک ہی امام کے ساتھ پڑھنا چار دن امام کے پاس لازم نہین دو ٹکڑیان امام کے ساتھ پڑھے یا ہر
شخص منفرد پڑھتا تو بھی جایز ہے لیکن امام سب مین افضل رہنا اور پہلی جماعت کی فضیلت زیادہ ہونے اس نماز کی احتیاج
والی چوتھی شکل شدت خوف کی نماز ہے دو لشکر آپس مین سنگم ہوے اور مسلمانون کا ٹکڑیان باندھکے نماز پڑھنا ممکن نہین ہے
یا ٹکڑیان باندھنے تک کفار چڑھ آتے ہین تو جیسی بنے ویسی نماز پڑھنا سوار رہے یا پیادہ کھڑے رہے یا چلے منھ قبلہ کی
طرف ہووے یا نہووے امام کی اور مقتدی کی جہت ایک ہی ہووے یا نہ ہووے اس حالت کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا افضل
ہے منفرد پڑھنے سے رکوع سجدہ ادا کرنا ممکن نہو تو اشارہ پر اقتصار کرے بغیر حاجت کے عمل کثیر کیا تو نماز باطل ہوگی
خون آلودہ ہتیار کو مناسب ہو تو ڈال دیوے یا نیام کرکے رکاب کے نیچے رکھے اگر ویسی ہتیار اٹھانیکی حاجت ہے
یا عمل کثیر کی احتیاج ہے تو کیا چاہئے نماز باطل نہوگی مالک اور احمد کا بھی یہی قول ہے ابوحنیفہ کہتے ہین اسوقت
منفرد منفرد نماز پڑھنا ہے جماعت صحیح نہین اور کہتے ہین چلنے سے یا سوار ہونے سے یا بہت لڑنے سے نماز باطل
ہوتی ہے معلوم کیجئے جمہور فقہا کے پاس صلاۃ خوف جیسی سفر مین جایز ہے حضر مین بھی جایز ہے اسمین ابن
الماجشون کو خلاف ہے اس نے کہا حضر مین یہہ نماز جایز نہین بعضون نے واذا کنت فیہم کے لفظ کی مفہوم کو
اعتبار کرکے فقط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو پڑھنا کہتے ہین یہہ قول ابو یوسف اور حسن بن
زیاد اللولوی اور ابراہیم بن علیہ اور مزنی سے منقول ہے طحاوی نے ابوحنیفہ سے یہ کہا ابو یوسف ایکبار
ایسا کہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل ہونیکے واسطے یہہ نماز پڑھتے تھے حضرت
کے بعد ویسی نماز پڑھنا نہین سو یہہ قول معتبر نہین انتہی آیت سے جو دلیل لیتے ہین اسکا جواب کئی وجہ پر
ہے پہلی وجہ آیت مین شرط کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ہون تو نماز خوف پڑھنا ثابت ہوا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انمین نہون تو یہہ نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا آیت کے منطوق سے نہین نکلتا دوسری وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے
بعد جنگون مین صحابہ اکثر نماز خوف پڑھے ہین اسکے پڑھنے پر صحابہ کا اتفاق ہے تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ آیت کے مفہوم کو اعتبار نہین کئے اور نماز
خوف پڑھے تیسری وجہ صحیح حدیث مین ثابت ہے صلوا کما رأیتمونی اصلی یعنی مین کیسی نماز پڑھتا ہون دیکھتے ہو تم بھی ویسی نماز پڑھو اس حدیث کا
منطوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز جیسی پڑھے ہین ہم بھی ویسی پڑھنے پر دلالت کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ رہے تو وہ نماز نہ پڑھنا آیت
کا مفہوم ہے اصول کے قاعدہ سے منطوق کا عموم اس مفہوم پر مقدم ہے چوتھی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انمین رہنے کی شرط کی جو ہے

حکم کو بیان کرنیکے واسطے ہی حضرت انمین موجود تھے کیواسطے نہین ہے گویا یون کہا صلوٰۃ خوف کو تو کر انکو تعلیم کیا واسطے بولنے کے مثلاً بہت مفید ہوتا ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ اور کچھ گناہ نہین تمپر اگر تمکو تکلیف ہو مینہہ سے یا تم بیمار ہو اتار رکھنا اپنے ہتیار اور ساتھ لینا اپنا بچاؤ یعنی ہتیار اٹھانیکا عذر ہے کیا واسطے یہ سبب بارش کے تلوار کو زنگ لگ جاتا ہے اسکی دھار کند ہوتی ہے یا کوئی ہتیار پانی مین بھیگنے سے گران ہوتی ہے یا بسبب بیماری کے آدمی ہتیار اٹھانے سے عاجز ہوتا ہے تو ایسے عذرون کیوقت ہتیار اتار کے رکھنے مین کچھ مضایقہ نہین لیکن چاہئیے ہتیار بچاؤ لکر رکھنے کیوقت دشمن سے غافل نہ رہنا اپنی احتیاط آپ کرنا تا دشمن قابو پا کے حملہ نکرے معلوم کیجئے ہتیار اٹھانیکو آیت کے ابتدا مین امر کے صیغہ سے بیان کیا امر کا صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے یہان کہا عذر کی حالت مین ہتیار نہ اوٹھاؤ تو کچھ گناہ نہین اس سے معلوم ہوتا ہے عذر نہے تو ہتیار نہ اٹھانے مین گناہ ہو اس سے ہمارے بعضے فقہا ہتیار اٹھانا واجب کہتے ہین لیکن ہم اوپر بیان کئے ہین کہ اصح قول پر اسکا اٹھانا مسنون ہو بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى شان مین عبدالرحمٰن بن عوف کے نازل ہوئی انھون زخمی تھے بعضے کہتے ہین غورث بن حارث کے قصے مین جسکو ہم اوپر ذکر کئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہتیار اتار کے جو آرام کئے تھے اس مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجئے دشمن سے اپنے کو بچانا واجب ہونے پر یہہ آیت دلالت کرتی ہے اس سے معلوم ہوا ضرر کے اندیشے کی جگھہ مین ڈرنے سے اپنے کو بچانا واجب ہے اس رو سے بیمار معالجہ کرنے پر خواہ علاج دوا سے ہو یا ہاتھ سے ہو اقدام کرنا اور روبا سے

یعنی مثلاً نشتر وغیرہ کرنا اور زونک لگانا وغیرہ ۱۲ منہ

اور جھکی ہوئی دیوار کے نیچے بیٹھنے سے احتراز کرنا واجب ہے اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا مقرر اللہ نے مہیا رکھے ہین منکرون کے واسطے ذلت کی مار اللہ تعالیٰ نے کفار سے حذر کرنیکا حکم جب کیا تو کفار کو قوت اور شدت دینیکا اندیشہ ہوا اسوسے اندیشہ کو دفع کرنے اس حکم کو تاکید کے لفظ سے بیان کیا اور انکو ذلت رسوائی اور ہزیمت ہونیکی خبر دیا تا مسلمانون کے دل قوی ہون اور سمجھین ان سے حذر کرنے امر جو ہوا ہے انکو قوت اور ہیبت رکھنے سے نہین بلکہ مسلمانون کے دل مین ایک خوف ہونا کہ جسکے ہونے سے وہ اللہ کی طرف تضرع کرین اس سے نصرت اور توفیق مانگین اس تقریر سے معلوم ہوا عذاب مہین سے انکی مغلوبیت مراد ہے فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

فرض ایسا ہی اور بیماری کا علاج کرنا واجب ہے ۱۲

فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم پھر جب تم نماز ادا کر چکے تو یاد کرو
اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر یعنی نماز خوف سے فراغت پا کے بعد اللہ کو یاد کرو یعنی اسکو تسبیح اور
تحمید اور تہلیل اور تکبیر سے یاد کرو اپنے سب حالتون مین تم اسکی ثنا کرتے رہو خواہ کھڑے ہو یا بیٹھے
یا پہلو پر پڑے ہو کیا واسطے خوف جو تم پر پکڑا ہے اسکے لیے اللہ کو یاد کرنا اور اسکی طرف التجا کرنی ضرور ہے
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین انھونے فاذکروا
اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم کی تفسیر مین کہا اللہ کو یاد کرو رات کے دن کو خشکی بر دریا پر سفر مین حضر مین غنا مین
فقر مین بیماری مین صحت مین پوشیدگی مین علانیہ مین ہر حال مین بعضے کہتے ہین فاذکروا اللہ سے نماز مراد ہے
یعنی نماز کھڑے ہو کے پڑھو صحت کی حالت مین اور بیٹھ کر پڑھو بیماری کی حالت مین اور پہلو پر پڑ کے پڑھو عاجزی
کی حالت مین ابن مسعود سے ایسا ہی مروی ہے ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کو خبر پہنچی کہ چند لوگ کھڑے ہو کے اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہین پھر آپ انکے پاس آکے ان سے پوچھے تو
وہ کہے اللہ تعالی فرماتا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم ابن مسعود کہے یہہ حکم نہین ہے مگر اس حالت
مین کہ کوئی شخص کھڑے ہو کے نماز نہین پڑھ سکتا ہے تو بیٹھ کے پڑھنا بعضے کہتے ہین معنی یون ہے نماز کھڑے
ہو کے پڑھو یعنی جنگ کی دوا دوی کیوقت اور بیٹھکے پڑھو یعنی جب تیرین مارنے مین مشغول ہوتے
ہین اور لیٹ کے پڑھو یعنی تم زخمی ہو کے زمین پر گر جاتے ہین جب جنگ سے فراغت ہوئی تو
دوا دوی کی حالت مین جو نماز پڑھے تھے اسکو قضا کرو ان دونون قولون پر فاذا قضیتم الصلوۃ
سے نماز پڑھنے کا ارادہ مراد لینا یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کروگے تو نماز پڑھو کھڑے ہو کر الی آخرہ
فاذا اطمانتتم فاقیموا الصلوۃ پھر جب تم خاطر جمع ہوئے تو قایم کرو نماز کو آیت کی ابتدا
مین دو حالت مین پڑھنے کی نماز کا حکم مذکور ہوا ایک قصر کا بیان جو مسافر کی نماز ہے دوسرا خوف کی
نماز کا بیان سو اس جملہ مین ان دونون حالت کے خلاف کا احتمال ہے اس جملہ کو اگر قصر کی حالت کا
خلاف لیوے تو اطمینان سے سفر کی تشویش رفع ہونی مراد ہوگی یعنی جب تم مقیم ہوگے نماز کو قایم
کرو پورے چار رکعت پڑھو اگر اس جملہ کو خوف کی حالت کا خلاف لیوین تو اطمینان سے جنگ کی تشویش اور اسکا

اندیشہ رفع ہوئی مراد ہوگی یعنی دشمن کا اندیشہ اور خوف جاتا رہا اور تمھارے دلوں کو تسکین ہوئی تو نماز
کو قایم کرو معمول کے موافق رکوع سجدے سب لاؤ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھو اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ
عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا مقرر نماز ہے مومنوں پر وقت باندھا لکھا کتاب اس جگہ مکتوب کے
معنی سے ہے یعنی نماز پڑھنا ان پر لکھا گیا ہے یعنی فرض ہے موقوتاً یعنی معین وقت پر کہ کسی حال میں
خوف ہو یا امن اُس وقت سے تجاوز کرنا جایز نہیں عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابوداود اور
ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جبرئیل نے بیت اللہ پاس میری امامت دو بار کیا سو مجھکو لیکر آفتاب ڈھلے کے سایہ نعل کی دوال کے برابر
جب ہوا تو ظہر کی نماز پڑھا اور جب سایہ ہر چیز کا اُسکی مثل ہوا تو عصر کی نماز پڑھا اور روزہ افطار کرنیکا
وقت جب ہوا تو مغرب کی نماز پڑھا اور جب شفق غروب ہو گئی تو عشا کی نماز پڑھا اور کھانا پینا روزہ دار پر
جب حرام ہوتا ہے تو صبح کی نماز پڑھا دوسرے روز مجھکو لیکر نماز پڑھا سو سایہ ہر چیز کا جب اُسکے مثل ہوا
تو ظہر کی نماز پڑھا اور جب سایہ ہر چیز کا اُسکے دوبرابر ہوا تو عصر کی نماز پڑھا اور روزہ دار افطار کرتا ہے جس وقت جب ہوا تو مغرب کی نماز
پڑھا اور جب تہائی رات ہوئی تو عشا کی نماز پڑھا اور جب اسفار یعنی خوب روشنی ہوئی تو صبح کی نماز پڑھا بعد میری طرف پھر کر کہا اے محمد
تیرے آگے کے انبیا کا وقت یہی ہے اور ان دو وقتوں کے بیچ میں وقت ہے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے ابن خزیمہ اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہیں وَلَا
تَهِنُوْا فِی ابْتِغَاۗءِ الْقَوْمِ اور سستی مت کرو قوم کو طلب کرنے میں یعنی مشرکوں کا پیچھا کرنے میں مت ہارو
اس آیت کی شان نزول کو بغوی نے بغیر سند کے یوں ذکر کی ہے کہ ابو سفیان اور اُسکے ساتھ والے اُحد کے
جنگ سے پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا پیچھا کرنیکے واسطے لوگوں کو امر کئے تو مسلمان زخموں کے درد کی
شکایت کرنے لگے اللہ تعالی نے فرمایا قوم یعنی ابو سفیان اور اسکی ساتھ والوں کے پیچھا کرنے میں ضعف اور
سستی مت اختیار کرو اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ اگر تم کو درد
ہوتا ہے مقرر انکو بھی درد ہوتا ہے جیسا تمکو درد ہوتا ہے سستی اختیار کرنے سے نہی جو کیا اُسکی علت میں
اس جملہ کو ذکر کیا تا انکی ہمت اور شجاعت بڑھے یعنی زخموں کا درد اور بے آرامی ہونا مخصوص تمہیں کو نہیں
بلکہ اس بے آرامی میں تم اور وہ مشرک برابر ہیں بے آرامی مشرکوں کو تمھارے جنگ سے جب ہی پہنچی

تمکو انکے قتال سے کیسا ہی رنج ہوتی ہے وہ بے آرامی پر جیسا صبر کرتے ہین تم بھی ویسا ہی صبر کرنا بلکہ تم اس
امر کے احق ہو کیا واسطے تم حشر و نشر کے ثواب و عقاب کے مقر ہو مشرک اُن امور کے منکر ہین تم اللہ کی راہ
مین جہاد کرنیکے واسطے سستی نکرنا وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ اور تم امید رکھتے ہو اللہ سے
وہ جو انکو اُسکی امید نہین یعنی تم مسلمانون کو آخرت کا ثواب ملنیکی اللہ تعالی سے امید ہے مشرکون کو
اُسکی امید نہین یا تمکو نصرت و ظفر دنیا مین ہونیکی اور تمہارا دین سب دینون پر غالب ہونیکی امید
ہے مشرکون کو یہہ امید نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ ہے سب جانتا حکمت والا یعنی
اللہ تمکو امر نہ کریگا مگر اُسی کا کہ جسمین مصلحت ہو اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ مقرر ہمنے اُتاری تجھکو کتاب سچی تا تو انصاف کرے لوگون مین
اُس سے جو سمجھایا ہے تجھکو اللہ نے اس آیت کی شان نزول کو کلبی نے ابی صالح وہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے یون روایت کی ہے کہ ایک مرد انصار کے قبیلے کا بنی ظفر بن الحارث سے جسکا نام طعمہ بن
ابیرق تھا اپنے پڑوسی کا جسکا نام قتادہ بن النعمان تھا بکتر چرایا وہ بکتر آٹے کی خرجی مین تھا سو اُس
کا آٹا خرجی کے سوراخون مین سے جھڑتا تھا غرض اسکو اپنے گھر لیجا کر زید السمین یہودی کے پاس رکھا بکتر والے لوگ
آٹے کے نشان پر جا کے طعمہ کو پکڑے طعمہ نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتا پھر آٹے کے نشانون کو دیکھنے سے
یہودی کے گھر کا پتا لگا یہودی کو پکڑے تو یہودی بولا طعمہ بن ابیرق نے اسکو لاکے میرے یہان امانت رکھا ہے
طعمہ کی قوم بنی ظفر آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہماری قوم والے کی آپ بالائش کرنا نہین تو وہ رسوا
ہو جاتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کو سزا دینے کا ارادہ کئے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا
یہہ حدیث کلبی کی روایت سے ہے کلبی ضعیف ہے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کی طریق سے وہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ انصار کے چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ
مین تھے ایک شخص کا بکتر چوری گیا سو انصار کے ایک شخص کو اس چوری سے متہم کئے بکتر کا مالک آکے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ طعمہ بن ابیرق نے میرے بکتر چرایا چور نے یہہ سنکے بکتر کو دوسرے
شخص کے گھر مین ڈال کے چھپایا اور اپنے قوم کے چند لوگون کو بولا مین نے بکتر فلانے کے گھر مین چھپا دیا

۱۳ ع

اُسکے گھر کی چوری لیدین تو بکثر ملجاتا ہے اب تم جاکے رسول اللہ علیہ وسلم سے ایسا عرض کیجئے یا نبی اللہ
ہماری قسم والا آدمی بہی ہے اور ہمکو خوب یقین ہے کہ بکثر فلانا شخص نے چرایا ہے ہمارے والے کی برأت آپ
علانیہ کیجئیگے اور اُسکی بالایش نہ کرینگے تو وہ ہلاک ہوگا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے لوگون مین
اُسکی برأت کئے غرض کا طریق بھی ضعیف ہے اس قصہ کو ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم
اور ابو الشیخ نے طریق سے محمد بن اسحٰق کے عاصم بن عمر بن قتادہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے
یون روایت کی ہی کہا ہمارے قبیلے مین ایک گھر والے تھے انکو بنی ابیرق کہتے تھے انکے نام بشر اور بشیر اور مبشر تھے بشیر
منافق تھا شعر بولتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ہجو کرتا اور اس شعر کو بعضے عربون کی طرف نسبت کرتا اور
بولتا فلانا یہہ بیتین بولا فلانا یہہ بیتین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان بیتون کو سُنتے تو کہتے واللہ یہہ
بیتین کوئی نہین بنایا مگر یہی خبیث بنایا ہے یہہ سنکے کہتا شعر اوکلما قال الرجال قصیدۃ ضموا فقالوا
ابن الابیرق قالہا - یعنی آیا یون ہوتا ہے کہ کوئی مرد بولے قصیدہ تو حسد سے کہتے ہین اسکو ابیرق کا لڑکا
کہا اسکے گھر والے ہمیشہ جاہلیت اور اسلام مین محتاج ہی رہتے تھے مدینہ کے لوگون کی قوت نہین تھا مگر خرما
اور جو اور شام کے ملک سے جب قافلہ درمک یعنی گیہون کا سفید آٹا لے آتا تو تیسر مند آدمی فقط اپنی ذات
کیواسطے اُسکو خرید کرتا اور اپنے متعلقون کو خرما او جو کھلاتا ایکبار شام سے قافلہ آیا میرے چچا رفاعہ بن زید نے
ایک اونٹ درمک خرید کیا اور اُسکو اپنے بنگلے مین رکھا اُسی بنگلے مین رفاعہ کے ہتیار دو بکتر اور
دو تلوار اور انکے ساتھ کا اسباب تھا سو کسی نے بنگلے کے نیچے سے نقب لگاکر آٹا اور ہتیار چرالیا صبح
ہوتے چچا رفاعہ نے میرے پاس آکے کہا ای ابن اخی کیا تجھکو معلوم نہین شب کو کسی نے میرے بنگلے کو نقب لگاکر کھانا اور
ہتیار سب چرالے گیا قتادہ نے کہا پھر ہم کوٹھے مین دھونڈھنے لگے اور وہان کے لوگون سے دریافت کرنے لگے وہان
کے بعضے لوگ کہنے لگے تب کہ ابیرق کی اولاد چولھا سلگائی تھی شاید تمہارے یہان کے آٹے کو کھانیکے واسطے تھا لوگون
سے انکی دریافت کرنیکے وقت بنی ابیرق آکے کہے واللہ لبید بن سہل جو ہمارے قبیلے والا ہی وہی یہہ کام کیا ہوگا
لبید مرد مسلمان صالح تھا یہہ سنکے اپنی تلوار ننگی کرکے آیا اور بنی الابیرق کو بولا مین چرایا کرکے تم
جو بولے اسکو صحیح کرو نہین تو تلوار سے مین تمکو گھایل کرتا ہون بنی الابیرق اُسکو کہے تو اسکو

اپنے اوپر کا ہمکو کھینچ لیتا ہے تو نے یہہ کام نہین کیا دوسرے شخص نے کیا ہے پھر ٹولے والون سے دریافت کرنے
سے ہمکو یقین ہوا کہ بنی الابیرق ہی یہہ کام کئے ہین تب میرا چچا مجھکو بولا اے ابن اخی تو جا اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ ماجرا بیان کر مین نے جا کے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ٹولے کے چند مفسد لوگ
میرے چچا رفاعہ بن زید کے بنگلے کو نقب لگا کے اُسکے ہتیار اور کھانا چرا لے گئے ہمکو آنے کی احتیاج نہین
ہمارے ہتیار دیڈ لنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سانظر فی ذلک یعنی اسکو اندیشہ کر جواب دونگا
بنی الابیرق کو یہہ خبر پہنچی سو اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس جسکا نام اسیر بن عروہ تھا جا کر کہے پھر
اُسکے قبیلے والے لوگ جمع ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ قتادہ
بن النعمان اور اُسکا چچا ہمکے ہمارے ایک گھر والون کو جو مسلمان اور اہل صلاح ہین بغیر گواہ اور بے دریافت
چوری کی تہمت کرتے ہین قتادہ کہتے ہین مین نے جا کے پھر اس مقدمہ کی گفتگو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک گھر والے لوگ جو مسلمان اور اہل صلاح ہین بے گواہ اور بے دریافت
تو کیسا اُنپر چوری کی تہمت کرتا ہے قتادہ کہے مین پھر کے آیا اور اپنے دلمین بولا کاش مین اتنا کچھ مال
اللہ کی راہ مین دیتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ مقدمہ نہ بولتا تو بہتر تھا میرا چچا آ کے کہا اے
ابن اخی وہ مقدمہ کیا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائے اُسکو مین نے کہا میرے چچا نے یہہ سنکے
کہا واللہ المستعان یعنی اللہ سے مدد مانگتا ہون اس عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی انا انزلنا الیک
الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اریک اللہ ولاتکن للخائنین خصیما ان خائنین سے بنی ابیرق مراد ہین
واستغفر اللہ یعنی اس بات سے جو تو نے قتادہ کو کہا ان اللہ کان غفورا رحیما ولاتجادل عن الذین
یختانون انفسہم سے ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما تک یعنی وہ لوگ اللہ سے مغفرت مانگے تو اللہ
اُنکو بخشیگا ومن یکسب اثما سے فقد احتمل بہتانا مبینا تک یعنی لبید کو جو وہ بولے ولولا فضل اللہ علیک
ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک یعنی اسیر بن عروہ اور اسکے ساتھ والے اس آیت تک فسوف
یوتیہ اجرا عظیما جب قرآن نازل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتیار لاکے دیا قتادہ
کہتے ہین میرا چچا بہت بوڈھا تھا اُسکے اسلام لانے مین مجھکو شبہ تھا جب مین ہتیار لاکے اسکو دیا تو

کہا ای ابن اخی اس ہتیار کو اللہ کی راہ مین دے مجھکو تب یقین ہوا کہ اسکا اسلام صحیح ہے قرآن نازل ہوئے بعد بشیر نے شہر کو نہین جا سکے مل گیا یعنی مشرک ہو کے مکہ کو گیا اور سلافہ بنت سعد کے یہان جا کر اترا پھر اس پر اللہ تعالیٰ نے یہہ نازل کیا ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ضلالا بعیدا تک اُس نے جا کے جب سلافہ کے یہان اترا حسان رضی اللہ عنہ سلافہ کی مذمت مین بیتین بولا سلافہ نے بشیر کا اسباب اپنے سر پر اٹھا لیکر ابطح مین لیجا پھینک دی اور بولی تو حسان کی بیتین میرے واسطے ہدیہ لائے تیرا آنا میرے حق مین خوب ہوا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا یہہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے لیکن ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے محمد بن سلمۃ الحرانی کے سوا کوئی اسکو مسند روایت نہین کیا ہے یونس نے بن بکیر اور چند لوگ اس حدیث کو محمد بن اسحاق سے وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مرسل روایت کیے ہین طبرانی نے اپنی معجم مین اس حدیث کو روایت کیا سو انکے اخیر مین یہہ بھی زیادہ کی ہے بعدہ اُس نے یعنی بشیر کسیکے گھر کو نقب لگا کے اُسکا اسباب چرانے آیا سو اللہ تعالیٰ اُسپر پتھر ڈالا وہین مر گیا طعمہ طا مہملہ کے فتح سے اور عین مہملہ کے سکون سے بعضون نے عین کی کسر سے بھی روایت کی ہے اور بعضے اسکے ضم سے بھی روایت کرتے ہین بشیر با موحدہ کی ضم سے اور شین معجمہ کی فتح سے تصغیر کے صیغے سے حافظ عسقلانی نے ایسا ہی ضبط کیا ہے بشر با موحدہ کی کسر سے اور شین معجمہ کی سکون سے مبشر شین معجمہ کی سکون ابیرق ہمزہ کی ضم اور با موحدہ کی فتح اور یائی مثناۃ تحتانیہ کی سکون اور را مہملہ کی کسر سے اخیر مین قاف ہے معلوم کیجیے چور کے نام مین یہہ اختلاف جو ہے شاید طعمہ اور بشیر ایک ہی شخص ہے ایک اسکا نام ہے دوسرا اُسکا لقب ہے یا ابیرق کے دو فرزند تھے ایک طعمہ دوسرا بشیر دونون ملکے چوری کئے تھے اُسپر کوئی چور کا نام طعمہ کہا کوئی بشیر یہہ دونون شخص نفاق سے مشہور تھے دوسرے دو فرزند بشر اور مبشر کا منافق ہونا کسی روایت مین نہین آیا واللہ اعلم معلوم کیجیے انا انزلنا الیک الکتٰب کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد ہمنے اتاری تیری طرف کتاب یعنے تیرے پر کتاب اتاری یعنی قرآن نازل کیا بالحق سچی یعنی وہ کتاب اللہ کا کلام ہونے مین کچھ شک نہین اس کتاب کو

لہ بعضا صورت لہا یون ہے قالت اہدیت لی شعر حسان مکن تاتینی بخیر سبحتے ہان مل بیتی کی ترجمہ کی ہے

اس لئے اتاری تا تو لوگون مین انصاف کرے بما ارٰىك الله یعنی اس چیز سے جو تجھکو دکھایا اللہ نے یعنی سکھایا اور سمجھایا اور وحی کیا اللہ اراى اس جگہ علم کی معنی سے ہے علم کو رویت کے لفظ سے تعبیر کیا کیا واسطے یقینی علم کہ جسمین کسی وجہ کا شبہہ نہو تو قوت اور ظہور مین آنکھ سے دیکھنے کے قایم ہوتا ہے سو یہہ علم ایسا ہی ہے وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ اور تومت ہو دغابازون کے واسطے جھگڑنے والا یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد تومت ہو دغابازون کی طرف سے یعنی بنی الابیرق کی طرف سے جھگڑنے والا یعنی انپر چوری کا بہتان آیا ہے سو اسکو آپ سے دفع کرنے اور انکی اعانت کرنے وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهِ اور بخشوا اللہ سے یعنی قتادہ کو جو تو جھڑکتا تھا یا یہودی کو سزا دینے کا ارادہ جو کیا تھا اللہ تعالی سے اسکو بخشوا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ بے شک اللہ بخشنے والا ہے مہربان معلوم کیجئے انبیا سے گناہ صادر ہونا جایز ہونے پر بعضون نے اس آیت سے دلیل لی ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ نہوتی تو استغفار کرنیکا حکم کیون کرتا جمہور کہتے ہین انبیا سے گناہ صادر نہین ہوتی اور آیت سے چند جواب دیتے ہین پہلا جواب سارق ظاہر مین مسلمان تھا اور اسکی قوم اسکی صلاحیت پر گواہی دی اس پر چوری لادنے والون کے پاس گواہ نہین تھی ان اسباب کے دیکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور کی برأت ظاہر ہوئی سو اس سے چوری کا عیب دفع ہونے کا کلمہ کہے اور اسکے مقدمہ مین وحی کے منتظر رہے تب اللہ تعالی نے آیت اتاری اور فرمایا طعمہ یا بشیر جھوٹا ہے چور وہی ہے ظاہر کے دیکھتے اسکی بالائش جو کئے اس سے استغفار کا حکم کیا دوسرا جواب چور کی قوم اسکی برأت کی شہادت دیئے انکی شہادت کو رد کرنیکا کوئی امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر نہین ہوا یہودی کے گھر سے اسباب نکلنا اسی کی چوری پر دلالت کرتا تھا حضرت کو یہودی کے چور اتنیکا مظنہ ہوا بنی الابیرق کی جب اللہ تعالی نے تکذیب کی تو معلوم ہوا کہ اگر یہودی کو سزا دیتے تو ظاہر کے دیکھتے اگرچہ کچھ مواخذہ نہین تھا لیکن حقیقت مین جو امر تھا اسکا خلاف ہوتا اس لئے اللہ تعالی نے استغفار کا حکم کیا تیسرا جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا کبھی اس گناہ کے واسطے ہوتا ہے جو پیش از نبوت کے صادر ہوا اور کبھی امت کے گناہون کے واسطے ہوتا ہے یہان استغفار کا حکم جو ہوا چور کی قوم والون کی

گنا ہ کیو اسطے تھا جو تھا جواب نبوت کا مرتبہ بہت اعلی اور اُسکا منصب بہت اشرف ہو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بہت اعلی اور منصب بہت اشرف اور اللہ تعالے کی معرفت بہت اکمل ہو جسمین سے
کوئی امر تاویل کے سبب سے یا سہو سے یا دنیوی کسی امر کے دیکھنے صادر ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب
اور شرف کے نظر کرتے وہ بمنزلہ گناہ کے ہے اس لئے اس سے استغفار کا امر ہوا حسنات اور سیئات مراتب کے
منازل کے دیکھنے مختلف ہوتے ہین اسی پر یہہ قول مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے ابرار کی نیکیان
مقربین کے سیئات ہین وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ اور مت جھگڑا کر
محمد اُن کی طرف سے جو اپنی جانون سے دغا کرتے ہین خیانت کرنے والون سے طعمہ اور اُسکو تائید کئے سو
لوگ مراد ہین طعمہ وغیرہ کی خیانت غیر کے مال مین تھی اُنکو اپنی جانون سے خیانت کرتے ہین بولا
کیا واسطے جو شخص گناہ پر پیش قدمی کیا تو اپنے نفس کو ثواب سے محروم کیا اور اُسکو اللہ تعالی
کے عذاب مین ڈالا فی الحقیقت وہ شخص اپنی جان پر خیانت کیا اسی واسطے کوئی شخص کسی پر
ظلم کیا تو وہ اپنی جان پر ظلم کیا کہتے ہین معلوم کیجیے اس آیت مین کمال تہدید ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم طعمہ کی قوم والون کے قول کو سچ سمجھ کے اُسکی بالائش کی بات کئے علم الہی مین اُسکی خیانت
متحقق تھی اللہ تعالی نے اُسکی اعانت پر اپنے رسول کو عتاب کیا پھر جو شخص ظالم کا ظلم جان کر اُسکی اعانت
کرے اور اُسکو ظلم کرنے پر ترغیب دیوے تو اسکا کیا حال ہوگا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ
خَوَّانًا أَثِيمًا مقرر اللہ دوست نہین رکھتا اُسکو جو ہو بڑا دغاباز گناہ گار اللہ تعالی نے طعمہ کو خائن
کہا کیا واسطے اُس نے بکثرت برائی گناہ گار کہا گیا واسطے چوری کی تہمت دوسرے شخص پر جو بری تھا کیا
معلوم کیجیے طعمہ سے ایک ہی خیانت صادر ہوئی باوجود اسکے اللہ تعالی نے اسکو خوان کرکے مبالغے
صیغے سے ذکر کیا کیا واسطے اُسکی طبیعت مین خیانت کی میلان تھی اس لئے مبالغہ کا صیغہ ذکر کیا احتمال ہے
کہ اول سے چوری کرتا تھا لیکن اسکو بیوت سے کوئی نہین پکڑا تھا اس لئے اُسکی چوری مشہور نہین ہوتی تھی اس
دفعہ مشہور ہوئی وہ ہمیشہ کا دغاباز تھا کرکے آیت نازل ہوئی بعد مشرکون مین جا کے بسا آخر وہان بھی چورانے
گیا سو پتھر گر کے مر گیا یہہ فعل اُس سے صادر ہونا وہ بڑا دغاباز ہونے کی علامت ہے بعضے بزرگون سے

منقول ہے کہا کسی شخص کی ایک بدی نمود ہوئی تو سمجھ لے کہ اسکے پاس اور بھی بدیان ہین عمر رضی اللہ
عنہ سے منقول ہے کہ آپنے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا امر کیے چور کی مان عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روتی
ہوئی آئی اور کہی یا امیر المومنین یہہ اسکی پہلی چوری ہے آپ اسکو معاف کرنا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے
تو جھوٹھ بولتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پہلے گناہ پر مواخذہ نہین کرتا اس اثر کو مفسرین ذکر کئے
ہین جمال الدین الزیلعی اور حافظ عسقلانی تخریج احادیث کشاف مین کہتے ہین اس اثر کی سند کو
ہم نہین پائے یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ
یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ چھپتے ہین لوگون سے اور نہین چھپتے اللہ سے اور وہ یعنی
اللہ انکے ساتھ ہے جب راتکو ٹھہراتے ہین جس بات کو وہ یعنی اللہ راضی نہین یعنی طعمہ کی قوم بنی
ظفر بن الحارث لوگون سے شرماکے چھپتے ہین اللہ سے شرماکے نہین چھپتے اللہ تعالیٰ تو انکے ساتھ
ہے یعنی اسکا علم اور قدرت انکو محیط ہے انکا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہین یُبَیِّتُوْنَ مضارع
تبییت کا ہے تبیت کی اصل معنی شب کو کسی بات کا منصوبہ اور تجویز کرنا یہان مطلق جھوٹھ بات
بنانیکا منصوبہ اور طعمہ کو بری کرنیکی تجویز جو کئے مراد ہے اللہ تعالیٰ راضی نہین سو بات یہہ ہے
طعمہ کو چوری سے بری کرنا بری شخص کو چور ٹھہرانا ہے وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ہ اور اللہ
ان کے کامون کو احاطہ کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی تمہارے کامون سب
پر مطلع ہے اس جملہ کو ۔ عید کیو اسطے ذکر کیا یعنی تم مکر و فریب سے اپنی چوری دغابازی کو لوگون سے
اگرچہ چھپاتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کو ان سب کامون کی اطلاع ہے اسکا علم ان سبکو احاطہ کیا ہے
گھیر لیا ہے ایکدن اسکی جزا دیگا ۔ ھٰاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا
فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰہَ عَنْھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَمْ مَّنْ یَّکُوْنُ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا ہ خبردار ہو
تم لوگ جھگڑے انکی طرف سے دنیا کی زندگی مین پھر کون جھگڑیگا انکی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا
انکا کام بنانے والا ہا کا لفظ انتم پر اور اولا پر جو آیا ہے دونون جگہ حرف تنبیہ ہے اسکی معنی
رہو خبردار ہو سنتے ہو انتم کا لفظ مبتدا ہے اولآء اسکی خبر ہے جادلتم کا جملہ اولاء کا بیان ہے

اولاء کو اسم موصول اور جادلتم کو اسکی صلہ ڈالے تو بھی جائز ہے اب معنی یون ہونگی تم وہ لوگ ہین
جو جھگڑا کرے انکی طرف سے انتم سے مراد بنی ابیرق کی قوم ہین جو اسکی پشتی لئے اور جھگڑے جادلتم جدل سے
مشتق ہی جدل کی اصل معنی لغت مین رسی کو مضبوط باندھنا بعد اسکو جھگڑے مین استعمال کئے کیا واسطے جھگڑنے
والا اپنا مخالف جس امر پر ہے وہان سے اسکو پھیرتا ہے اور اسکو اسکی بات سے پھیرتا ہی جیسے رسی کو پھیرتے ہین
اسکو باندھا علاء مین لیجانے سے بڑے جھگڑے کا فایدہ بخشتا ہی فمن یجادل اللہ استفہام ہے بمعنی توبیخ اور تقریع کی یعنی
ام من یکون کا عطف فمن یجادل پر ہے وکیل اسکو کہتے ہین جسکو پیشے امر کی حفاظت ورجما کیواسطے مقرر کرتے ہین آیت کی حاصل معنی یون ہین تم
لوگ بنی الابیرق کی طرف سے دنیا مین تو جھگڑے وے پشتی لی قیامت کے دن لوگ اللہ کے عذاب مین گرفتار ہونگے تو انکی طرف سے کون جھگڑیگا اور انکا حامی اور
وکیل بنکے کون آویگا ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا
رحیما ۔ اور جو کوئی برا کرے یا ستم کرے اپنی جان پر پھر اللہ سے بخشاوے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا
مہربان معلوم کیجئے بنی ابیرق کی چوری وغیرہ کے باب مین اللہ تعالی نے وعید ذکر کیا بعد انکو توبہ کرنیکی
دعوت کیا اور فرمایا گناہ سے جو شخص استغفار کرے تو اللہ اسکو بخشتا ہے سوء سے قبیح اور برا کام ہے
کہ جس سے غیر کا برا ہوتا ہے جیسے چوری کی تہمت غیر پر باندھنا اور یظلم نفسہ سے گناہ ہی کہ جسکی برائی
اپنی جان پر ہوتی ہے جیسی جھوٹی قسم کرنا غیر کی مضرت مین سوء کے لفظ کو لایا گیا واسطے جو مضرت غیر کو
پہنچتی ہے اسکا ضرر فی الفور نمود ہوتا ہے جس گناہ کی مضرت غیر کو نہین پہنچتی بلکہ اپنی جان پر
ہی ہوتی ہے تو غالب احوال مین اسکا ضرر فی الفور نہین کیا واسطے انسان اپنی جان کو ضرر نہین
پہنچاتا بعضے کہتے ہین سوء سے وہ امر کہ جس سے آدمی اللہ تعالی کا گناہگار ہوتا ہے اور ظلم سے
شرک مراد ہے معلوم کیجئے اس آیت مین امر کی دلیل ہے ایک وہ جتنے گناہ ہین خواہ کبیرہ ہون
یا صغیرہ توبہ سے سب عفو ہوتے ہین شرک اور قتل اور لوگون کا مال غصب کرنا وغیرہ سب اسمین داخل
ہوئے کیا واسطے من یعمل سوءا کا صیغہ عموم پر دلالت کرتا ہے آیت اگرچہ مخصوص مقدمہ مین یعنی
بنی ابیرق کے مقدمہ مین نازل ہوئی لیکن تمام کے گناہون کو شامل ہے کیا واسطے عموم لفظ کو اعتبار ہے
خصوص سبب کے اعتبار نہین ابن جریر اور ابن المنذر طریق سے علی ابن ابی طلحہ کے روایت کئے ہین

اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ اس آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ
کہے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اپنے حلم اور عفو اور کرم اور وسعت رحمت اور مغفرت سے خبر دی ہی جو کوئی
گناہ کریگا پھر صغیرہ ہو یا کبیرہ اسکے بعد بخشش مانگے اللہ سے تو پاوے اللہ کو غفور رحیم اگرچہ اسکے
گناہ آسمان اور زمین اور پہاڑوں سے بڑے ہوں دوسرا امر وہ ظاہر آیت چاہتی ہے مجرد استغفار
گناہ کے عفو کو کافی ہے بعضے کہتے ہیں استغفار کے ساتھ توبہ بھی شرط ہے کیا واسطے جو کوئی استغفار کرے
اور گناہ پر اصرار کرے تو استغفار فایدہ نہ دیویگا ابن ابی حاتم اور ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں
اور ابن مردویہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہے میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمائے کوئی بندہ نہیں جو گناہ کریگا بعد اٹھ کر وضو اچھی
بناوے اسکے بعد کھڑا ہوکر نماز پڑھے اور اپنے گناہ سے استغفار کرے مگر اللہ تعالی پر حق ہوگا
کہ اسکے گناہ بخشے کیا واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ
غفورا رحیما عبد بن حمید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہے جو کوئی سورہ نساء کے یہ دو
آیت پڑھیگا بعد اللہ تعالی سے استغفار کریگا تو اللہ تعالی اسکو بخشیگا دو آیت یہ ہیں ومن
یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما ۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ
واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ۔ وَمَنْ یَّکْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَکْسِبُہٗ عَلٰی
نَفْسِہٖ اور جو کوئی کماوے گناہ سو نہیں کماتا ہے مگر اپنی جان پر یعنی جو کوئی عمل ایسا کیا کہ جس سے
اللہ تعالی کا گناہگار ہوا تو اس گناہ کا وبال اسکی جان پر ہوا اور اپنے حق میں ہی برائی کیا کسب
اسکو کہتے ہیں کہ جس سے اپنے کو فایدہ پہنچے یا اپنے سے مضرت دفع ہووے اسکی معنی ایسی رہنے سے
اللہ تعالی کو کسب کی صفت سے وصف کرنا جایز نہیں اس آیت سے بنی ابیرق اور انکی قوم
کو اور جو گناہگار ہو اسکو استغفار کرنیکی ترغیب دینی مقصود ہے گویا یوں فرماتا ہے ای انسان
تو نے جو گناہ کی اسکی مضرت تجھی کو پہنچی میرا کچھ نہیں بگڑا میں نفع نقصان سے پاک ہوں توبہ قبول
کرنے سے اور مغفرت کرنے سے مجھ پر کچھ بار نہیں تو مغفرت مانگ اور توبہ قبول ہونیکی امید

ہ مین توبہ کرنے والون کو بخشتا ہون وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ اور اللہ سب جانتا حکمت
والا یعنی ہکتر جس نے چرائی اسکو اللہ جانتا ہے اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم جو کیا حکمت کے روسے ہے یا توبہ کرنے والے
کے دل مین جو ہے اسکو اللہ جانتا ہے حکمت والا ہے اسکی حکمت اس بات کو چاہتی ہے کہ جو کوئی توبہ کرے
اسکے توبہ کو قبول کرنا اسکے گناہ کو معاف کرنا وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ
بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر تہمت لگاوے
اسکی بےگناہ کو سو مقرر اس نے اٹھایا طوفان (بہتان) اور گناہ صریح یعنی آپ گناہ کرکے بےگناہ پر اسکی تہمت
کو ڈالا تو بڑا گناہ کیا خطیہ اور اثم کی معنی مین اختلاف ہے بعضون نے کہا خطیئت گناہ صغیرہ
اثم سے گناہ کبیرہ مراد ہے بعضون نے کہا خطیہ وہ گناہ جسکی مضرت کرنے والے سے مخصوص ہے اثم
وہ گناہ جسکی مضرت غیر کو پہنچے بعضون نے کہا خطیہ وہ گناہ جسکا کرنا بالکل لائق نہین خواہ جان بوجھ کے
ہو یا خطا سے اثم وہ گناہ جس کا کرنا جان بوجھ کے ہو و بعضون نے کہا خطیہ کبتر برانا اور اثم اسکو نہین
چرا یا کرکے جھوٹی قسم کرنا ثم یرم بہ، بہ کی ضمیر کی مرجع مین چند وجہ مین پہلی وجہ احد مذکورین کی
طرف ہے یعنی خطیہ اور اثم جو دونون مذکور ہے ان دونون مین ایک کی طرف پھرتی ہے دوسری
وجہ اثم کی طرف ہے کیا واسطے وہی قریب ہے ضمیر قریب کی طرف پھیرنے کا قاعدہ ہے تیسری وجہ یکسب کی
مصدر جو کسب ہے اسکی طرف پھرتی ہے یعنی پھر تہمت لگاوے اس کسب کی یعنی کمائی کی یعنی گناہ کی بری شخص
سے مراد بعید جو نہ رہی کہ بن پڑے بنا تہمت باندھے سے بہتان مستحق ہے بہت کی معنی چھوٹ
کہ جس کے ... سے آدمی متحیر ہو جاوے اور اس سے اپنے کو خلاص نہین کرسکتا معلوم کیجیے بہتان
کرنے والا دنیا مین نہایت مذموم اور برا ہے اور آخرت مین سخت عذاب کا مستحق ہے جو شخص آپ گناہ
کرکے بری شخص پر اسکی تہمت لگایا تو وہ دو مذموم امر کا مرتکب ہوا پھر وہ دنیا مین بڑی مذمت کا
اور آخرت مین سخت عذاب کا مستحق ہوا اللہ تعالی نے بہتانا کہکر دنیا مین مذموم ہونیکی طرف اشارہ کی
اثما مبینا کہکر آخرت مین معاقب ہونیکی طرف اشارہ کیا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ
لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اسکی مہر تو

ع

قصد کیا ہی تھا ائین کی ایک جماعت نے کہ تجھکو بہکاوے یہہ آیت بھی بنی ابیرق اور انکی قوم والوں کے
قصے سے متعلق ہے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد اگر تجھ پر ہوتا اللہ تعالی کا
فضل نبوت سے اور اسکی رحمت یعنی گناہوں سے معصوم رہنا اور انکی مخفی باتیں تجھکو وحی سے ظاہر ہوجانا تو
ائین کی ایک جماعت یعنی بنی ظفر کی ایک جماعت جو بنی ابیرق کی قوم تھی تجھکو بہکانے کا یعنی حق
فیصلہ نہ دینے کا قصد کرچکی تھی یا بنی ابیرق کی صلاحیت نمود کرکے چوری کی پاکی ظاہر کرکے تجھکو حکم
میں دھوکا دینا چور سے چوری کو دفع کرنا چاہی تھی کیونکہ واسطے انکی قوم اس چور کی چوری معلوم ہوتے
پر چوری اسکو بری کرکے بری شخص کو چور ٹھہرانا چاہتے تھے وَمَا يُضِلُّونَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور بہکانے
مگر آپکو یعنی بنی ابیرق کی قوم گناہگار کی اعانت کرنے سے اور جھوٹی شہادت دینے سے پڑیگا اُس گناہ وبال ۱۲
کا انھیں کی جان پر ہے وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ اور تیرا کچھ نہیں بگاڑتے یعنی وہ قوم اگرچہ تو
باطل ناحق فیصلہ کرنیکی سعی کئے لیکن تو انکے باطل میں نہیں پڑا کیونکہ واسطے انکے ظاہر حال کے
نظر کرتے تو نے فیصلہ دی اسکا ناحق رہنا تیرے دل میں خطور نہیں کیا بعضے کہتے ہیں اسکی معنی یوں ہے
وہ لوگ زمانہ آئندہ میں تیرا کچھ نہ بگاڑینگے سو اسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت دایم رہنے کی
اور کسی سے کچھ ضرر نہیں پہنچنے کا اللہ تعالی نے وعدہ کیا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ اور نازل کی اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت کتاب سے قرآن مراد ہے اور حکمت سے چیز دین کے
کنہ کو پہنچنا معلوم کیجئے اوپر کے جملے کے ہم دو معنی بیان کئے ہیں پہلی معنی کا حاصل یہہ تھا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو ظاہر پر امر کرنیکا حکم تھا سو اس لئے اس امر میں معذور تھے اس تقدیر پر اس جملہ کی معنی
یوں ہونگے اللہ تعالی تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی سو شرعی احکام کی بنا ظاہر پر کرنا کرکرائیے
تجھ پر واجب کیا جب تو نے ظاہر پر حکم کیا تو وہ لوگ تجھکو شبہہ میں ڈالنا ضرر نہیں دیتا دوسری
معنے کا حاصل یہہ تھا اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ آئندہ تجھکو معلوم رکھنا اس تقدیر پر اس جملہ کی معنی
یوں ہوگی ہم تیری عصمت کا وعدہ جو کئے کتاب اور حکمت تیرے پر نازل کرنا اسکو تایید کرتے ہیں
کیا واسطے کتاب اور حکمت نازل کرنے سے خلق کو شرعی احکام پہنچانا مقصود ہے اللہ تعالی کی

حکمت کی مقتضی یہہ ہے کہ تجھکو شبہون سے اور فریب کھانے سے معصوم اور محفوظ رکھے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور سکھایا تجھکو جو تو نہین جان سکتا تھا یعنی دینی امور اور شرعی احکام تجھکو سکھایا کتاب اور حکمت کے اسرار پر تجھکو مطلع کیا انکے حقیقتون سے تجھکو آگاہ کیا اُسکے پیش از تو کچھ نہین جانتا تھا ایسے ہی ہم تیرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرینگے تا کسی منافق کو تجھے فریب دینے کی طاقت نہ رہے یا اُس سے یہہ مراد غیب کے امور تجھکو سکھایا اُنکے مخفی کامون پر اور دل کے بھیدون پر تجھکو مطلع کیا منافقون کے حال سے انکے مکر سے تجھکو آگاہ کیا جن امور کو کہ تو نہین جانتا تھا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۵ اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے یعنی ای محمد تجھ پر اللہ کا بڑا فضل ہے تیرے ساتھ بہت احسانات کیا نبوت سے تجھکو سرفراز کیا علم وحکمت کی تعلیم کی منافقون کے فریب سے محفوظ رکھا سو تو اسکا شکر ادا کر اس جملہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے الطاف اور احسانات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہین سو انکی آگاہی کی تا اللہ تعالیٰ کے افضال کا حق بجالاوین اُسکا شکر ادا کرین لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ

ثالث ادباع

اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ کچھ خوبی نہین اُنکی بہت خلوت کرنے مین مگر جو کوئی فرمادے خیرات کرنے کو یا نیک بات کو یا صلح کروانے کو لوگون مین نجویٰ یا مناجیت کا مصدر ہے اُسکی معنی بھید اور راز کی بات کرنا یا اسم ہے معنی سے متناجی کے یعنی بھید کی بات کرنے والا یہان نجویٰ سے آپس مین مطلق بات کرنا یا بات کرنے والے مراد ہین پھر وہ دو شخص رہین یا اُن سے زیادہ پوشیدہ بات کرین یا ظاہر نجویٰ کو مصدر لینگے تو الا سے استثنا جو کیا سو استثنا منقطع ہوگا بعضون نے کہا یہان مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر الا فی نجویٰ من امر بصدقۃ یعنی مگر خلوت مین اسکے جو امر کیا صدقہ کا اگر نجویٰ متناجی کے معنی سے لیوین تو استثنا متصل ہوگا معنی یون ہوگی خوبی نہین بہت خلوت کرنے والون مین مگر خوبی اُنمین ہے جو امر کرتے ہین صدقہ کا بنی ابیرق کی قوم جھوٹھ بات بناکے کہنے کے واسطے تخلیہ مین جو منصوبہ اور تجویز کرتے تھے اسکی طرف اشارہ کیا سیاق آیت اگرچہ بنی ابیرق کی قوم کی خلوت کرنے مین ہے لیکن معنی کے نظر کرتے اُسکا حکم علی العموم لوگون پر ہے جو آپس کے تخلیے مین باتین کرتے ہین یعنے لوگ اپنے خلوت مین جو باتین کرتے ہین اُسمین انکا بھلا نہین مگر ان تین امر کی بات ہو تو

اسمین انکا بھلا ہے ایک صدقہ دینے کے واسطے ترغیب دینا دوسرا امر معروف کرنا یعنی اللہ تعالے کی طاعت اور شرع جس چیز کو کرنیکی اجازت دیتی ہے انکا امر کرنا نیکی کے جتنے کام ہین اُن سب کو معروف کہتے ہین بعضے یہان امر معروف سے قرض دینا مراد لیتے ہین بعضے مظلوم کی داد کو پہنچنا کہتے ہین بعضے صدقہ تطوع دینا مقصود ہے کہتے ہین تیسرا لوگون کے درمیان صلح کردانیکی بات کرنا یعنی مثلاً دو شخص مین مخالفت تھی سو اُن مین دوستی لگانا یا دوستون مین نا اتفاقی ہو گئی تھی سو انکو ملا دینا معلوم کیجئے اللہ تعالے نے یہان اعمال خیر سے فقط ان تین نوع کو ذکر کیا صدقہ امر معروف صلاح بین الناس کیا واسطے اعمال خیر یا کسیکو نفع پہنچانے سے ہوتے ہین یا مضرت دفع کرنے سے نفع پہنچانے سے جو خیر ہوتا ہے وہ یا خیرات جسمانی ہے یا خیرات روحانی خیرات جسمانی مال خرچ کرنے سے حاصل ہوتے ہین من امر بصدقۃ مین اسی کی طرف اشارہ ہے خیرات روحانی علوم سے اپنی قوت نظریہ کو اور نیک افعال سے اپنی قوت عملیہ کو کامل کرنا ان دونون کے مجموع کو امر معروف کہتے ہین او معروف مین اسی کی طرف اشارہ ہے مضرت کو دفع کرنے سے جو خیر حاصل ہوتا ہے او اصلاح بین الناس مین اسی کی طرف اشارہ ہے اسی سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین مجامع خیر کو ذکر کیا ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور عبد اللہ بن احمد زوائد زہد مین اور ابن ابی الدنیا کتاب الصمت مین اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور حکیم الترمذی نوادر الاصول مین اور طبرانی اپنی معجم مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی شعب الایمان مین طریق سے محمد بن یزید بن خنیس کی روایت کئے ہین اس نے کہا ہم سفیان ثوری کی عیادت کے واسطے گئے ہمارے ساتھ سعید بن حسان مخزومی بھی تھا سفیان ثوری نے سعید کو کہا تو ام صالح سے حدیث جو روایت کی تھی اُسکا اعادہ کر سعید نے کہا مجھکو ام صالح بنت صالح نے خبر دی اُس نے صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے اُس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کلام ابن ادم کلہ علیہ لا لہ الا امر بالمعروف او نہیا عن منکر او ذکر اللہ عزوجل یعنی فرزند آدم کے جتنے سخن ہین وہ سب اسپر وبال ہین اسمین اسکا نفع نہین مگر معروف چیز کا امر ہے یا منہی چیز کو نہی ہو یا اللہ عزوجل کا ذکر ہے محمد بن یزید نے کہا یہہ کیا سخت حدیث ہے سفیان نے کہا اس مین کچھ سختی نہین ایک بی بی اسکو ایک بی بی سے روایت

کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے کتاب جو نازل کیا اس مین موجود ہے کیا تو نے نہین سُنا
اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا لا خیر فی کثیر من نجوٰیہم الّا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین النّاس سو یہہ آیت
بعینہ وہ حدیث ہے اور کیا تو نہین سنا اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا یوم یقوم الرّوح والملائکۃ صفًّا لا یتکلّمون
الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابًا سو یہہ آیت بعینہ وہ حدیث ہے اور کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالیٰ نے
جو فرمایا والعصر انّ الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
سو یہہ آیت بعینہ وہ حدیث ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلیٰ اور حکیم ترمذی نے فقط حدیث کو یہی آیت
کئے ہین حاکم وغیرہ سفیان کا مقولہ بھی زیادہ کئے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے محمد بن یزید بن
خنیس کے سوائے دوسرا کوئی شخص اسکو روایت کیا سو ہمکو معلوم نہین جمال الزیلعی نے ابن طاہر سے نقل کی کہا
کہ اسکی سند شاذ ہے حافظ عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب مین کہا اس حدیث کی روات ثقہ ہین مگر
محمد بن یزید مین کچھ کلام ہے کہ وہ کلام اسکی قدح کو موجب نہین وہ شیخ صالح ہے بندہ عاصی کہتا ہے محمد بن
یزید بن خنیس خاء معجمہ کی ضم ہے اسکے بعد نون اُسکے بعد یاء مثناۃ تحتانیہ ساکنہ اخیر مین سین مہملہ تصغیر کے لفظ سے
ابو حاتم نے کہا وہ شیخ صالح ہے ہم لکھے مین اسکی حدیث لکھے ہین حدیث روایت نہین کرتا تھا اُسکے فرزند کے
ساتھ مین اسکے یہان کیا حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ مقبول ہے اسکا داخلہ عباد مین ہے مسلم
اور بیہقی ابی شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو
اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اسکو لازم ہے اچھی بات بولے یا خاموش رہے بخاری اور بیہقی
سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے دونون ڈاڑھون کے
درمیان کا اور پاؤن کے درمیان کا میرے پاس ضامن ہوگا تو مین اسکے لئے جنت کا ضامن ہونگا حاصل حدیث
کا یہہ ہے جو شخص اپنی زبان کی محافظت کریگا اور اپنے فرج کو حرام سے بچاویگا تو بہشت مین جاویگا امام احمد
اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین اسنے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو ایسی چیز کا امر کرو کہ مین اسکو اسلام مین مضبوط پکڑون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قل اٰمنت باللہ ثم استقم یعنی تو کہہ مین نے ایمان لایا اللہ پر پھر سیدھا

مستقیم رہ پھر مین نے کہا یا رسول اللہ میری کونسی چیز سے مجھ پر بہت خوف ہونیکا اندیشہ آپکو ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کی نوک کو پکڑکے کہے اسکا یعنی تیری زبان سے تجھ پر بڑا اندیشہ ہے ترمذی اور ابن ابی الدنیا
اور بیہقی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین انہون نے کہا مین عرض کیا یا رسول اللہ نجات کس چیز مین ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اپنی زبان کا تو مالک رہ اور چاہیے کہ تیرا گھر تجھکو سماوے اور تو اپنے گناہون پر رو
ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن ہے زبان کا مالک رہ یعنی زبان سے کچھ خرابات نہ بولے اور یہہ دو کلمہ کہنا گھر سمانا یعنی اپنے
گھر مین رہا کرنا بد لوگون سے اختلاط نہ کرنا بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تین بار فرمائے رحم اللہ امرأ تکلم فغنم او سکت فسلم یعنی اللہ تعالی رحم کرے اس آدمی کو بات
بکیا تو فائدہ حاصل کرتا ہے یا خاموش رہا تو سلامت رہتا ہے بیہقی نے اسکو حسن البصری سے مرسل بھی روایت
کی ہے حافظ العراقی نے کہا مرسل حدیث کے رجال ثقہ ہین مسند حدیث کی سند ضعیف ہے کیا واسطے اس کو اسمعیل
بن عیاش نے حجازیین سے روایت کی ہے ابو الشیخ بن حیان ابی امامہ سے اور ابن المبارک اپنی کتاب الزہد مین اور خرائطی
مکارم الاخلاق مین خالد بن ابی عمران سے اسیکے مانند مرسل روایت کیے ہین مسلم اور ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ ابی سعید
الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص تمہارے مین کا منکر امر کو دیکھا تو چاہیے
اسکو اپنے ہاتھ سے تغیر دیوے اگر اسکی طاقت نہین رکھتا ہے تو اپنی زبان سے تغیر دیوے اگر اسکی بھی طاقت نہین رکھتا ہے تو اپنے دل سے
تغیر دیوے یہہ ضعف ایمان ہے زبان سے تغیر دینا یعنی وہ بد امر ہے سو زبان سے کہنا دل سے تغیر دینا یعنی وہ بد امر ہے اسکو تغیر دینے کی قدرت
مجھکو ہوتی تو مین اسکو تغیر دیتا کرکے اپنے دل مین کا ٹھنا بخاری اور مسلم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس پہ کیے کہ حضرت کی بات سننا اور اطاعت کرنا سختی مین اور آسانی مین خوشی مین
اور ناخوشی مین اور ہمارے پر دوسرے کو اختیار کرنے مین اور اہل کار سے ہم نہ جھگڑین مگر صریح کفر دیکھین تو اوسکا ہمارے پاس اس امر
مین اللہ تعالی کی طرف سے دلیل ہو اور جہان ہو حق بات کہنا اللہ کے حق مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنا
ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انسان کو
اسکے ہر ایک جوڑ کیواسطے ہر روز نماز ہے لوگون مین سے ایک شخص نے کہا یہہ بہت سخت بات تو ہم سے ہے جواب ہمکو آپ
نہین دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے معروف چیز کا تو امر کرنا اور منکر چیز کو تو نہی کرنا نماز ہے ضعیف شخص کو

اسکا بوجھا اٹھا دینا نماز ہے نجاست کو راہ مین سے سرکانا نماز ہے نماز کو جانیکے واسطے تو ڈگین جو ڈالتا ہے ہر ڈگ نماز ہے مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مالدار لوگ اجر کو لیگئے کرکے حدیث جو روایت کی ہے اس مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے امر معروف کرنا صدقہ ہے اور نہی منکر کرنا صدقہ ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز آفتاب جو طلوع کرتا ہے اسین انسان پر اسکے ہر ہر جوڑ کی طرف سے یا مفصل کے صدقہ دینا ہے صلح کرا دینا دو کے درمیان صدقہ ہے الحدیث امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی الدردا رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا روزہ اور نماز اور صدقہ سے افضل چیز کی خبر مین تمکو نہ دون صحابہ عرض کیئے یا رسول اللہ فرمائے اصلاح ذات البین فان فساد ذات البین ہی الحالقۃ یعنے درست کرا دینا آپس کے احوال کو یعنی لوگون مین باہم محبت والفت کرا دینا کیا واسطے دو کے درمیان فساد ڈالنا ایسی خصلت ہے جو دین کو تباہ کرتی ہے ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابو داود نے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دو شخص کے درمیان صلح کرانیکے واسطے بات بناکے بولا تو وہ شخص جھوٹھ نہین بولا یعنی صلح کروانے کے واسطے جھوٹھ بات بناکے کہنا جائز ہے وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ

مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ‎ اور جو کوئی کیئے یہہ چیزین اللہ کی مرضی چاہکر تو عنقریب ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب یعنی یہہ تینون قسم کی طاعتین اگرچہ بڑا مرتبہ اور نہایت شرف و جلال رکھتے ہین لیکن انکے کرنے سے نفع ہوگا جب تک انکو خالص اللہ تعالے کے واسطے نکرے اور انکے کرنے سے اللہ تعالے کی خوشنودی کا ارادہ نہ رکھے اگر انکو ریا اور سمعہ کے واسطے کیا تو اسکو ثواب نہین بلکہ عذاب ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا ظاہری اعمال مین دل کی رعایت مطلوب ہے وہ عمل خالص اللہ تعالے کے واسطے ہونیکی دل مین نیت رکھنا اللہ تعالی کی خوشنودی کے سوائے دوسر کسی غرض کی طرف اُسکی التفات نہ ہونا بخاری اور مسلم وغیرہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انما الاعمال بالنیات الحدیث یعنی کوئی اعمال مقبول نہین مگر نیتون سے معلوم کیجیے اوپر کے جملہ مین مَنْ اَمَرَ کہا سو وہان امر سے تعبیر کیا یہان اسکی تعبیر فعل سے کیا گیا واسطے امر بھی فعل کے اقسام مین ہے دوسری وجہ یہہ ہے نیک کام کا امر کرنا خوبی

جب دلالت کیا تو اسکو عمل مین لے آنا بطریق اولی خوبی پر دلالت کرتا ہے نؤتیہ کے لفظ مین دو قرأت ہین
اکثر قرا اسکو نون سے پڑھتے ہین ہمارا ترجمہ اُسی قرأت کے مطابق ہے ابو عمرو اور حمزہ اسکو یوتیہ یای مثناة تحتانیہ سے
پڑھتے ہین واحد مذکر غائب کے صیغہ سے اس قرأت پر معنی یون ہونگے عنقریب اللہ اسکو دیگا بڑا ثواب معلوم کیجیے اللہ
تعالی نے اجر کو عظیم کی وصف سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی عظمت کی انتہا نہین جب انتہا نہو تو اُسکی مقدار اللہ تعالی
کے سوا کسی کو معلوم نہین وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى اور جو کوئی مخالفت
کرے پیغمبر کی بعد کھل جانے کے اُس پر راہ کی بات مفسرین کہتے ہین یہ آیت بھی بنی الابیرق کی شان مین ہے جب طعمہ
کی چوری ثابت ہوئی اسکو اپنا ہاتھ کاٹنے کا اندیشہ ہوا مرتد ہوکے بھاگا مکہ کے مشرکون مین جاکے بسا اُس پر اللہ
تعالی نے اس آیت کو نازل کی اس آیت کا حاصل یہہ ہے جس شخص کی توحید اور حدود الٰہی معلوم ہوے اور دین اسلام کی
صحت اسکو ظاہر ہوئی یہ توحید اور ایمان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ظاہر کرے اور بت پرستی اختیار
کرے تو اسکو دوزخ مین جانیگے طعمہ کو ہدایت ظاہر ہوئی تھی سو اُسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالی اسکے مقدمہ مین مذکور
اپنی سب نازل کیا جو مذکور ہوا ہے کہ کہکے پکڑ دیا تو دین اسلام حق ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبر دینا اسکے پاس
ثابت ہوئی باوجود اسکے وہ بدبخت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت نہ کیا اور کفر کو اختیار کیا وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور چلے سب مسلمانون کی راہ کے سوائے یعنی مسلمانون کا طریقہ جو اسلام اور
توحید ہے اس طریقے کو چھوڑ کے دوسرا طریقہ جو کفر اور بت پرستی ہے اختیار کرے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى
ہم اسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اُسنے پکڑی ہند کے مترجم نے اس جملہ کا ایسا ہی ترجمہ کیا امام
رازی اس جملہ کی معنی یون کی ہے نترکہ وما اختار لنفسہ ونکلہ الی ما توکل علیہ یعنی اُس نے اپنے نفس کے واسطے
جس چیز کو اختیار کیا ہے اُسی پر اسکو ہم چھوڑ دینگے اور جس کام کو کرتا تھا اُسی کام پر اسکو رکھینگے
قاضی بیضاوی نے اُسکی معنی یون لکھا ہے نجعلہ والیا لما تولی من الضلال ونخلی بینہ وبین ما اختارہ یعنی
گمراہی سے جس کام کا وہ والی اور متکفل ہوا ہے اُسیکا اسکو والی اور متکفل کرینگے اور جس چیز کو
اختیار کیا ہے اُسی پر اسکو چھوڑ دینگے ان ترجمون کا حاصل یہہ ہے کہ وہ شخص دنیا مین جس امر کو اختیار
کیا تھا یعنی کفر کو آخرت مین بھی ہم اسکو اُسی کفر پر چھوڑ دینگے کافرون کے زمرے مین اسکو داخل

کرینگے ونصلہ جہنم اور ڈالینگے اُسکو دوزخ میں نصلی اصل مین مشتق صلی سے ہے اُسکی معنی آتش پر
ہونا وساءت مصیرا ۵ اور دوزخ بہت بری پہنچنے کی جگہہ ہے معلوم کیجئے اجماع اُمت کا
حجت قطعی ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے اجماع امت اُسکو کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات
کے بعد حضرت کی امت کے جتنے مجتہد علما ہین کسی ایک امر پر اتفاق کرنا پھر یہہ اتفاق کسی عصر مین
یہہ اجماع دلیل قطعی ہو جاتی ہے اسکا خلاف کرنا جایز نہین اس حکم کو اس آیت سے امام شافعی رضی اللہ
عنہ نے استنباط کیا ہے حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب مناقب الشافعی مین ابو سعید محمد بن عقیل الفاریابی کی
طریق سے روایت کی ہے اُسنے کہا مجھکو مزنی یا ربیع نے خبر دی کہ ظہر اور عصر کے مابین ہم شافعی کے پاس
تھے شافعی ستون کو ٹیکا لگا بیٹھے تھے ایک بوڈھا صوف کا جبہ اور صوف کی پگڑی اور صوف کی لنگ
باندھا ہوا ہاتھ مین عصا لیکے آیا شافعی اُٹھ اپنے کپڑے درست کئے اور سیدھے ہو کے بیٹھے وہ بوڈھا سلام کرکے بیٹھا امام شافعی
اس بوڈھے کو بزرگ جانکے اُسکی طرف دیکھنے لگے بوڈھے نے کہا مین کچھہ سوال کرتا ہون شافعی کہے سوال
کیجئے بوڈھے نے کہا اللہ تعالی کے دین مین کونسی چیز حجت ہے شافعی کہے کتاب اللہ بوڈھے نے کہا اور
کیا چیز شافعی کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بوڈھا کہا اور کیا شافعی کہے امت کی اتفاق یعنی اجماع امت
بوڈھے نے کہا امت کے اتفاق کو تم حجت جو بولے کہان سے بولے شافعی کہے کتاب اللہ سے بوڈھا کہا وہ کتاب اللہ
کی کونسی آیت مین ہے شافعی ایک ساعت تک تامل کئے شافعی کو وہ بوڈھے نے کہا مین تمکو تین رات
دن کی مہلت دیا ہون ان تین دن مین تم کتاب اللہ کی آیت بیان کئے تو بہتر نہین تو اپنے قول سے توبہ
کرو شافعی کا رنگ متغیر ہو گیا گھر کو چلے گئے تین دن تک باہر نہین نکلے جب تین رات دن تمام ہوئے
ظہر عصر کے مابین اتنے ہی وقت مین نکلے خوشی سے انکا چہرہ پھولا تھا اور تبسم کرتے ہوئے آکے بیٹھے اتنے
مین وہ بوڈھا بھی آکے سلام کرکر بیٹھا اور بولا میرا جواب دو شافعی کہے بہتر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالی فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم مومنین کے خلاف پر اسکو آتش مین داخل نہین کیا مگر اتنے ہی
واسطے کہ انکی اتباع فرض ہے بوڈھے نے کہا تم سچ کہے اور چلا گیا وہ شخص گئے بعد شافعی کہے مین نے

اجماع امت حجت قطعی ہے

گئے بعد ہر روز رات دن مین قرآن کے تین تین ختم کرتا تھا آخر اِس آیت پر مین مطلع ہوا اجماع حجت
ہونے پر اسمین دلیل جو ہے اُسکی تقریر یون ہے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت پر اور
مومنین کی طریق کے سوا دوسری طریق کی اتباع پر وعید ہو کر گیا سو اُن دونون مین کی ہر ہر چیز
حرام ہونے کے واسطے ہے یا ان دونون مین کی ایک ہی چیز حرام ہونے کے واسطے ہے یا دونون ملکے حرام
ہونیکے واسطے ہے دونون مین کی ایک چیز حرام ہونے کے واسطے وعید ہے کر کر کہنا باطل ہے کیا واسطے
اُسمین حرمت اور اباحت دونون کو جمع کرنا لازم آتا ہے مثلاً کہے جو شخص شراب پیوے یا روٹی کھاوے
تو حد اسپر لازم آتا ہے یہ تو باطل ہے دونون ملکے حرام ہے کہنا بھی باطل ہے کیا واسطے فقط رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت حرام ہے خواہ اُسکے ساتھ دوسرا امر ضم ہو یا نہ ہو اس تقدیر پر اتباع
کو اُسکے ساتھ ضم کرنا لغو ہوا یہ دونون احتمال جب باطل ہوئے تو پہلا احتمال ثابت ہوا یعنی اُن دونون مین
ہر ہر چیز حرام ہے جب اتباع غیر سبیل المومنین حرام ہوئی تو اُنکی اتباع واجب ہوئی کیا واسطے مومنین کی سبیل کو چھوڑنا اور اسکو ترک کرکے اُنکے غیر
کا تابع ہوا جو شخص اُنکی متابعت سے نکل گیا اس دلیل پر کے اعتراضات اور اُنکے جوابات اصول فقہ کی کتابون مین مذکور ہین ابن حاتم نے مالک
سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے بعد کے لوگ جو امر کے
والی ہوئے سنن مقرر کئے اُنکو پکڑنا یہ مین کتاب اللہ کی تکمیل اور اللہ تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنی ہے اور اللہ
تعالیٰ کے دین کی قوت ہے اُنکو تغیر اور تبدل کرنا اور اونکے قول کے خلاف مین نظر کرنا کسیکو نہین پہنچتا اُن
سُنن کی اقتدا جسنے کیا وہ ہدایت پایا اور اُن سے جو مدد لیا تو وہ منصور ہے جسنے انکا خلاف کیا وہ
مومنین کے طریقہ کے غیر کی اتباع کیا اللہ تعالیٰ اُسکے حوالہ کریگا وہی طرف جو اُس نے پکڑی اور اسکو دوزخ
مین ڈالیگا دوزخ بہت بُری پہنچنے کی جگہہ ہے ترمذی اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی
ضلالت پر جمع نہ کریگا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص جماعت سے بھاگا تو دوزخ کی طرف
بھاگا ترمذی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین . اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ
یُّشْرَکَ بِہٖ مقرر اللہ نہین بخشتا یہہ کہ اُسکا شریک ٹھہرائے یعنی جسنے اللہ تعالیٰ کا شریک کسیکو

۱۵ ع

ٹھہرائے تو اللہ تعالی اُسکی یہ گناہ نہیں بخشتا بعضے مفسرین کہتے ہیں یہہ آیت بھی بنی الابیرق کی شان میں ہے جو طعمہ کافر ہو کے مرا ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہہ آیت اعراب سے ایک بوڈھے کی شان میں نازل ہوئی اور وہ بوڈھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ میں بوڈھا گناہوں میں غرق ہوں لیکن جب سے میں نے اللہ کو جانا اور اسپر ایمان لایا پھر اُسکا شریک نہیں ٹھہرایا اور اُسکے سوا کسیکو اپنا دوست نہیں پکڑا اور اللہ تعالی سے دلیری کرکے گناہ نہیں کیا اور اللہ سے بھاگ کر اُسکو عاجز کرنیکا خیال ایک پل بھی مجھکو نہیں آیا اور میں اپنے گناہوں سے نادم ہوں توبہ استغفار کرتا ہوں اللہ تعالی کے پاس پھر کیا حال ہوگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا اُسکی سند منقطع ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے کیا واسطے کہ ضحاک ابن عباس سے نہیں سُنا اور خود ثعلبی ضعیف ہے معلوم کیجئے شرک سے توبہ نکرکے کوئی شخص شرک پر مرا تو اُسکو مغفرت نہونے میں یہہ نص صریح ہے توبہ نکرکے مرنا جو ہم کہے اُسواسطے کہ مشرک اپنے شرک سے توبہ کیا تو اُسکا توبہ مقبول ہونا اور ایمان صحیح ہونا اور شرک کی حالت میں جتنے گناہ کیا ہے وہ سب بخشا جانا دوسرے نصوص سے ثابت ہوا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخشتا ہے اُس سے نیچے جسکو چاہے یعنی شرک کے سوائے اہل توحید کے جتنے گناہ ہیں اُن سب کو اگر اللہ چاہے تو بخشتا ہے علما کہتے ہیں اللہ تعالی مشرک کو ایمان اور توبہ سے بخشتا ہے تو اُس سے معلوم ہوا شرک کے سوائے دوسرے گناہوں کو بھی توبہ سے بخشتا ہے یہہ مسئلہ اُس شخص کے حق میں جو اہل توحید سے ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ نکرکے بغیر توبہ کے مرے پھر گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ وہ شخص اللہ تعالی کی مشیت میں ہے اللہ تعالی اگر چاہے تو اُسکو بخشے اپنے فضل و رحمت سے اُسکو بہشت میں داخل کرے اگر چاہے تو اُسکو گناہ پر مواخذہ کرے دوزخ میں ڈالے بعد عذاب کے اُسکو بخشے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ٥ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو پھر مقرر وہ دور پڑا گمراہ ہو کر یعنے اللہ تعالی کا شریک ٹھہرانے والا بڑا گمراہ ہے ہدایت کی راہ سے بہت دور پڑا اور آخرت کے تمام خوبیوں سے محروم رہا معلوم کیجئے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ کی آیت کو اللہ تعالی اس سورۃ میں دو جگہہ مکرر لایا یکا قرین وردہ میں اور اس ورد میں اُسکی تکرار میں دو فایدے ہیں پہلا فایدہ یہہ ہے قرآن شریف میں

وعید کے عمومات اور وعد کے عمومات باہمدگر معارض ہین اللہ تعالیٰ وعید کے آیتون سے کسی آیت کو ایک ہی لفظ سے دو جگہہ مکرر نہین لایا مگر اس آیت کو جو عفو اور مغفرت پر مشتمل ہی ایک ہی لفظ سے ایک ہی سورت مین اور ایک ہی جزو مین دوبار لایا اہل بلاغت کو اتفاق ہی کہ مکرر لانے مین سوائے تاکید کے دوسرا کچھ فایدہ نہین اسکو مکرر لانے کا فایدہ تاکید ہوئی اس تاکید سے یہہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وعد اور رحمت کی جانب کو مزید تاکید سے خاص کیا اسکی مقتضی یہہ ہی وعد کی جانب وعید کی جانب پر راجح ہی دوسرا فایدہ یہہ ہی اوپر کی آیتین کہ جو چوری کے مقدمہ مین نازل ہوئین ومن یشاقق الرسول کی آیت طعمہ کی ارتداد مین نازل ہوئی اس آیت کی اتصال اوپر کی آیت کے ساتھ مستحسن ہوگی مگر مرادیون ہی ناکہ وہ جو مرتد ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہوتا لیکن وہ مرتد ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ساجھی ٹھہرایا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قطعًا یقینًا محروم ہوا اس پر شرک کی گناہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑی ہونیکی تاکید واسطے دوسرے جملہ کو اسکے بعد ذکر کیا اور فرمایا ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالًا بعیدًا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہ لاوے تو اسکو ضلال بعید نہین کہینگے البتہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہوگا ان مناسبات کے نظر کرتے شرک کے سوائے دوسرے گناہ بخشے جانے پر خواہ ان سے توبہ کرے یا نکرے اس آیت مین قطعی دلالت ہوئی امام رازی نے ایسی ہی تقریر کی ہے معلوم کیجئے مذکور ورد کی آیت مین اللہ تعالیٰ ومن یشرک باللہ فقد افترٰی اثمًا عظیمًا فرمایا اور اس جگہہ فقد ضل ضلالًا بعیدًا فرمایا کیا واسطے مذکور مقام مین اہل کتاب کے قصے کے ساتھ آیت متصل تھی انکی شرک کا منشا ایک نوع کا افترا تھا کیا واسطے انکے پاس کتاب تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت انکے پاس انکی کتاب سے ثابت تھی اور حضرت کی شریعت تمام شریعتون کو ناسخ ہونیکا علم انکو حاصل تھا باوجود اسکے وہ جب حضرت کی نبوت کا انکار کئے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکابرہ کئے اور اس پر افترا کئے اس لئے وہان افترٰی کے جملہ کو ذکر کیا یہہ آیت جنکے قصہ مین اتری وہ مشرک تھے انکے پاس اول سے کتاب نہین تھی اور انکو نبوت کا علم نہین تھا تو انکی طرف ضلالت کی نسبت کرنا مناسب ہوا اور بھی یہان آیت کی ابتدا مین

ہدایت کا ذکر مذکور ہوا آیت کی اخیر مین ضلالت کو ذکر کرنا مناسب ہوا اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلَّآ اِنٰثًا نہین پکارتے ہین یعنی وہ مشرک اسکے سوائے مگر عورتون کو یعنی مشرک اللہ کی عبادت ترک کرکے

عبادت نہین کرتے مگر بتون کی معلوم کیجئے اوپر کی آیت مین شرک ضلالت ہی کہا اس آیت مین اُسکی
ضلالت کا سبب بیان کیا وہ ضلالت بتون کی پرستش ہی اِنْ یَّدْعُوْنَ مین اِن حرف نفی ہی ما کی معنی سے
یدعون کی معنی پکارتے ہین اس سے عبادت کرنی مراد ہے کیا واسطے جو شخص کسیکی پرستش کیا تو اپنی حاجت
کیوا سطے اُسکو پکارا اَنَاثاً سے بتان مراد ہین بتون کو اناث یعنی عورتین جو بولا اسکے تین وجہ ہین پہلی
وجہ اُنکے نام عورتونکے نام تھے جیسے لات لفظ اللہ کی تانیث ہی عزی لفظ عزیز کی تانیث ہی منات لفظ منان
کی تانیث ہے حسن بصری رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ جاہلیت مین عرب کا کوئی قبیلہ نہین تھا مگر اُنکے
لئے ایک بت ہوتا اُسکی عبادت کرتے لوگ اس بُت کو اُنثی بنی فلان کہتے یعنی فلانے قبیلہ کی عورت اس
بُت کو عورتون کا لباس و زیور پہناکے سنوارتے دوسری جہ اناث سے اموات یعنی بے روح چیز مراد ہی جس چیز مین روح نہو جیسے لکڑی پتھر سب ان
عرب کے محاورہ مین اناث کہتے ہین بُت بیجان تھے اسلئے اُنکو اناث کہا تیسری وجہ یہ کہ بعضے مشرک فرشتونکی پرستش کرتے تھے اُنکو بنات اللہ یعنی اللہ کی
بیٹیان کہتے تھے اسلئے اناث بولا آیت سے مقصود یہہ ہے مشرک سے زیادہ جاہل کون آسمان و زمین
وغیرہ کے خالق کا ساجھی ایک بُت کو ٹھہراکے اسکو عورت کا نام رکھتے ہین اور اُسکی پرستش کرتے ہین
وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَعَنَہُ اللّٰہُ اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو
کہ جسکو لعنت کی اللہ نے یہہ اِن بھی نافیہ ہے پکارنے سے اُسکی عبادت کرنی مُراد ہی مرید اسکو
کہتے ہین کہ جسکا شر اور فساد نہایت مرتبہ کو پہنچے اور اللہ تعالی کی طاعت سے بہت دور پڑے شیطان
سے مراد وہ شیطان ہین جو بتونکے پاس رہتے تھے اور بتونکے اندر سے باتین کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما
مروی ہے کہ ہر بت کے پاس ایک شیطان تھا اُس بُت کے پیٹ مین جاتا اور پجاریون کو نمود ہوتا اور
ان سے باتین کرتا بعضے کہتے ہین شیطان سے ابلیس مُراد ہے کیا واسطے اسی کی اغوا اور فریب سے لوگ بتون کی
عبادت کرنی اختیار کئے لعنہ اللہ کا جملہ یا شیطانا کی صفت ہی یا جملہ مستانفہ ہے اس تقدیر پر یہہ جملہ
یا اخبار ہی یعنے شیطان ملعون ہونیکی خبر دیتا ہے یا اسکو بد دعا کرتا ہی لعنت کی معنی اللہ تعالی کی رحمت
سے دور پڑنا اُسکی درگاہ سے ہانکے جانا وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا
اور بولا یعنی شیطان بولا کہ مین البتہ لونگا تیرے بندون سے حصہ ٹھہرایا ہوا یہہ جملہ بھی شیطانا کی دوسری

لعنت ہی یا حال ہی قد کی تقدیر سے یا مستانفہ ہی لاتخذن کا جملہ محذوف قسم کا جواب ہے فرض کی معنی
لغت مین قطع اور معین کرنا بعد اسکو استعمال کئے اُس چیز مین کہ جسکا کرنا اسپر لازم اور ضروری ہے
حاصل یہہ ہی ابلیس قسم کھا کے بولا کہ تیرے بندون سے ایک معین حصہ مین لونگا سو لوگ جب امر مین ابلیس کی اطاعت کرتے
ہین اور اسکے خطرون کی پیروی کرتے ہین اور اسکے وسواس کو قبول کرتے ہین سو وہ سب شیطان کا حصہ ہی ابن المنذر
نے ربیع بن انس سے روایت کی ہی اُسنے کہا نصیبا مفروضا ہزار آدمی مین نوسو نود پر نو آدمی شیطان کا حصہ ہے
یعنی دوزخ مین جائینگے اس قول کو تائید کرتی ہی حدیث بخاری و مسلم کی کہ اللہ تعالی آدم علیہ السلام کو قیامت کے
دن کہیگا اے آدم تیری اولاد مین سے دوزخ کو جانیکا حصہ نکال آدم کہینگے دوزخ کو جانیکا حصہ کسقدر ہی اللہ تعالی
کہیگا فی ہزار نوسو نود پر نو آدمی الحدیث وَلَاُضِلَّنَّهُمْ اور البتہ انکو بہکاؤنگا یعنی تیری راہ پر چلنے سے
انکو پھیر دونگا معلوم کیجئے کہ گمراہ کرنے سے مراد انکو وسوسے مین ڈالنا اور انکے پاس گناہون کو آراستہ
کرکے بتانا ورنہ حقیقت مین گمراہ کرنا شیطان کے اختیار مین نہین وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور البتہ انکو تعین
دونگا یعنی باطل آرزون مین انکو ڈالونگا کس امر کی آرزون مین ڈالیگا سو اسمین اختلاف ہی ابن عباس نے
کہے توبہ کرنیکی تاخیر بتلانا کلبی نے کہا آرزو ایسی کہ نہ جنت ہی نہ دوزخ نہ بعث ہی نہ حساب بعضے کہے بد اعمال
کے ساتھ بہشت مین جانیکی آرزو بعضے کہے نفس کی خواہش اور گناہ کی طرف بلانیکے احوال کی آرزو بعضے
کہے دنیا مین بہت دن رہنیکی اور اسکے نعمتون کو آخرت کے نعمتون پر اختیار کرنیکی آرزو امام رازی نے
کہا شیطان نے اول دعوی کیا کہ انکو گمراہ کرونگا بعد اسکے انکو آرزون مین ڈالونگا اس سے معلوم ہوا
شیطان کو گمراہ کرنے مین آرزون سے قوی حیلہ کوئی نہین کیا واسطے لوگون کے دلونمین جب آرزو آئی
تو اُس سے دو چیز پیدا ہوتے ہین ایک حرص دوسرا طول امل یعنی آس بڑی ہونا یہہ دو چیزین جب دلمین
ٹھہرے تو ان سے بہت بد اخلاق آدمی مین پیدا ہوجاتے ہین اور انسان کے جوہر مین یہہ دونو امر گویا لازم
ہوگئے ہین صحیح حدیث مین آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرزند آدم بوڑھا ہوتا ہی تو اسمین
دو چیز جوان ہوتے ہین حرص و طول امل حرص کے سبب سے آدمی ایسے کام کا مرتکب ہوتا ہی کہ جنمین دنیا اور دین کا اندیشہ کر کبھی کسی چیز کی حرص بہت سخت
ہوجاتی ہی بدون معصیت اور لوگون کی ایذا دینے کے اسکو حاصل کرنا ممکن نہین ہوتا اس شئ کی ہوس کی تو آخرت کو بھول جاتا ہی دنیا کو حاصل کرنے کے واسطے مستغرق

ہو جاتا ہی توبہ کرنے سے غافل رہتا ہے اسکو نصیحت تاثیر نہین کرتی اُسکا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے
انتہی وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ اور البتہ انکو حکم کرونگا کہ البتہ چیرین جانورکے
کان بتک کی معنی چیرنا اور کاٹنا انعام جمع نعم کی ہے اصل لغت مین چارپاؤن کا جو جانور ہو اسکو
نعم کہتے ہین بعد اسکو مخصوص بکرا اور گائی اور اونٹ مین استعمال کئے جانور وکے کان چیرنے سے بحیرہ
مراد ہے جاہلیت مین عرب کا دستور تھا اونٹنی چار جھول دیئے بعد پانچوان جھول نر بچہ دی تو اس اونٹنی
کے کان چیر کے بتونکے نام پر چھوڑ دیتے اس سے نفع لینا حرام ٹھہراتے وہ جہان جاکر چری اور پانی پی تو
اسکو منع نہین کرتے یہہ فعل قربت ہی کرکے شیطان نے انکو اغوا دیا تھا وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
اور البتہ انکو حکم کرونگا کہ بدلین صورت بنائی اللہ کی معلوم کیجیئے خلق اللہ کی تفسیر مین دو قول ہین
پہلا قول خلق اللہ سے دین اللہ مراد ہے یہہ قول ابن عباس اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر اور حسن بصری
اور ضحاک اور مجاہد اور نخعی اور قتادہ اور سدی سے منقول ہی انکے قول کی تقریر دو وجہ پر ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالے
کے دین کو تغیر دینے سے اللہ تعالے نے لوگون کو فطرت اسلام پر جو پیدا کیا اُس سے تغیر دینی مراد ہے کیا واسطے
اللہ تعالی نے آدم کی ذریّت کو انکی پشت سے جب نکالا تو سب کو فطرت اسلام پر نکالا اور یہی وحدانیت اور ربوبیت
کا اقرار انسے لیا پھر اب جو کافر ہو تو اُس نے اللہ تعالی کی فطرت تغیر دی صحیحین کی حدیث مین جو آیا ہی ما من
مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ الحدیث یعنی کوئی بچہ نہین مگر فطرت پر یعنے
دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسکے اسکو یہودی کرتے ہین یا نصرانی کرتے ہین یا مجوسی کرتے ہین بعضے
کہتے ہین اللہ کے دین کو تغیر دینے سے حلال کو حرام کرنا اور حرام کو حلال کرنا مراد ہے دوسرا قول عادت
اور ہیئت کی تغیر سے جو ظاہر کی صورت سے تعلق رکہتا ہی اسکے بیان مین کئی وجہ ہین پہلی وجہ صورت کو بچے وغیرہ
سے تغیر دینا یہہ قول حسن سے مروی ہے اسکو تائید کرتی ہے حدیث امام احمد اور بخاری اور مسلم اور چار دن
سنن والون کی جسکو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ یعنی لعنت کی اللہ نے
واشمات اور مستوشمات اور متنمصات اور متفلجات کو جو حسن کے واسطے تغیر دیتی ہین اللہ کی بنائی صورت کو معلوم کیجیے واشمات

سیاد ، وہ عورتین ہین جو وشم کرتین ہین مستوشمات وہ عورتین جو وشم کرواتیان ہین وشم اسکو کہتے
ہین کسی عضو مین سوئی وغیرہ کو چبھو کے خون نکالنا اور اسمین چونا یا سرما وغیرہ بھر دینا تا عضو نیلگون
ہو جائے جسکو ہمارے محاورہ مین پچا کہتے ہین کفار مین یہہ عادت بہت جاری ہی پچا ڈالنا حرام ہی خواہ مرد
یا عورت وہ جگہہ نجس ہو جاتی ہی پچھے والے کی نماز صحیح نہین اسکو کسی طرح سے زایل کرنا لازم ہی مگر اس جگہہ
کو زخمی کرکے پچا نکال لینے سے تلف ہونیکا یا عضو کی منفعت زایل ہونیکا یا ظاہری عضو معیوب ہونیکا اندیشہ
ہے کہ جس سے تیمم مباح ہوتا ہی تو اسکو زایل نکرنا تب یہہ گناہ ساقط ہونیکے واسطے توبہ کافی ہی متنمصات
وہ عورتین ہین جو اپنے بھون کے اور پیشانی کے بال کو منماص سے یعنی چمٹے سے نکالتی ہین اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ ان بالون کا ازالہ حرام ہے ہان عورت کو اگر داڑھی یا مونچھ پھوٹے تو انکو نکالنا
حرام نہین بلکہ مستحب ہے متفلجات وہ عورتین ہین جو اپنے دانتون کو سوہان سے ریتکے برے کرتی ہین یہہ فعل
حرام ہے اسیکے حکم مین ہے دانت بڑے رہے تو ریتکے چھوٹے بنانا یا دانت افزود ہون تو اسکو اکھیڑ دینا
یا انگلی زاید ہو تو اسکو کاٹ دینا للحسن حدیث مین جو آیا اس سے مفہوم ہوتا ہی ان چیزون کا کرنا
مذموم جو ہی وہ حسن کے واسطے ہے اگر حسن کے واسطے نہین بلکہ علاج واسطے ہے مثلا دانت بڑ کر آنے سے ایذا
ہوتی ہے تو اسکو زایل کرنا حرام نہین المغیرات خلق اللہ یہہ صفت لعن کرنیکی علت ہی یعنی اللہ
نے انکو لعنت کی کیا واسطے وہ عورتین اللہ تعالی کی بنائی صورت کو بدل دین معلوم کیجیے ابن عمر وغیرہ
رضی اللہ عنہم کے روایتون مین وشم وغیرہ کے ساتھ یہہ بھی مذکور ہے لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ
یعنی لعنت کی اللہ نے واصلہ اور مستوصلہ کو واصلہ اس عورت کو کہتے ہین جو سر کے بالون مین دوسرے کے
بال یا ریشم وغیرہ وصل کرتی ہی تا بال بہت دکھین مستوصلہ وہ عورت ہی جو وصل کرواتی ہے
اس کی حرمت کی علت بھی وہی خلقت کی تغیر ہے بندہ عاصی کہتا ہی مرد کو داڑھی منڈھوانا یا
کترکے خشخشی رکھنا بھی تغیر خلقت مین داخل ہوگا اسکی نہی احادیث مین وارد ہوئی دوسری
وجہ تغیر خلقت سے خصی کرنا یا کان کاٹنا مراد ہے یہہ قول انس اور شہر بن حوشب اور عکرمہ اور ابو صالح
سے منقول ہی ابن عباس سے بھی وارد ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ بکرے کو خصی کرنا مکروہ جانتے تھے

جاہلیت میں عرب کا دستور تھا جسکے اونٹ ہزار کو پہنچتے تو اس سانڈ میں سے نر کی ایک آنکھ پھوڑتے
عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر انس بن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہیں کہ انھوں خصی کرنا مکروہ جانے اور کہے ولامرنہم فلیغیرن خلق اللہ اسی میں نازل
ہوئی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی
روایت کئے ہیں ابن المنذر اور بزار اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صبر روح اور خصا بہایم سے نہی کئے ہیثمی نے کہا اسکی سند کے رجال ثقہ ہیں
صبر روح سے مراد ذی روح جانور کو باندھکے اسپر تیر وغیرہ کا نشان مارنا تھا بہایم چارپائی جانور
کو کہتے ہیں یعنی گائی گوسپند ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہیں کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں کو اور بہایم کو خصی کرنے سے نہی کئے اس حدیث کی
سند میں عبد اللہ بن نافع ہے وہ ضعیف ہے معلوم کیجئے ہند میں بعضے جوگیان بتوں کی عبادت کے
اپنے تئیں خصی کرتے ہیں یہہ فعل بالاتفاق حرام ہے تغیر خلقت میں داخل ہے جانور کو خصی کرکے
بتوں کے نام پر چھوڑنا شاید ایسے کافروں کا مذہب ہے سو یہہ بھی تغیر خلقت میں داخل ہے جانور
موٹا ہونے کے واسطے یا اور کسی غرض کے واسطے خصی کرنا ممنوع ہے یا نہیں اسمیں دو قول ہیں مذکور
لوگوں سے منع وارد ہوئی ہے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منع آیا ہے عروہ بن الزبیر اور طاؤس
اور ابن سیرین اور حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز سے اسکا جواز وارد ہوا ہے عطا کہا نر جانور کاٹنے
لگے یا بدخلقی اختیار کرے تو اسکو خصی کرنا جایز ہے ہمارے فقہا کہتے ہیں ماکول جانور چھوٹا بچہ ہو تو
اسکو خصی کرنا جایز ہے اگر ماکول جانور بڑا ہے یا جانور غیر ماکول ہے تو اسکو خصی کرنا جایز نہیں
امام نووی نے شرح مسلم کی کتاب النکاح میں کہا آدمی کو بچہ ہو یا بڑا خصی کرنا حرام ہے بغوی نے
کہا جو جانور غیر ماکول ہے اسکو خصی کرنا حرام ہے ماکول جانور کو بچپن میں خصی کرنا جایز ہے بڑا ہو تو
خصی کرنا حرام ہے انتہی حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا قرطبی مالکی نے کہا ہے جانور کو خصی کرنا
ممنوع ہے مگر اسمیں مصلحت رہے مثلاً گوشت مزہ دار ہونے یا اس کے ضرر کو دفع کرنیکے واسطے

جانوروں کا خصی کرنا

ہو تو جایز ہے عسقلانی نے کہا قرطبی یہہ جو بولا حیوان کبیر کے ضرر کو دفع کرنیکے واسطے خصی کرنا مباح ہے اسکو نووی کا قول دفع نہین کرتا انتہی ابن حجر اور رملی منہاج کے شروح کی کتاب قسم الصدقات مین کہتے ہین جانور صغیر ہے یا کبیر ہے سو پہچاننیکے مرجع عرف ہے یعنی عرف مین جسکو چھوٹا کہتے ہین وہ صغیر ہے جسکو بڑا کہتے ہین وہ کبیر ہے یا جلد چنگا ہونا اور درد کم ہونا ہے یعنی جس جانور کو خصی کرنے سے درد کم ہوتا ہے اور جلد چنگا ہوتا ہے وہ صغیر ہے نہین تو کبیر ہے کبھی اسکے قبول کرنیکی طرف رجوع کرتے ہین یعنی جو جانور خصی کرنا قبول کرتا ہے اس سے اُسکو کچھ ضرر نہین ہوتا ہے تو وہ صغیر ہے وگرنہ کبیر ہے فقہاء حنفیہ کہتے ہین جانورونکو خصی کرنا جایز ہے یہان تک کہ بلا دشہ تو اور مرغ کو خصی کرنا بھی جایز ہے آدمی کو خصی کرنا حرام ہے شیخ الاسلام نے کہا گھوڑے کو خصی کرنا بھی حرام ہے لیکن شمس الائمہ الحلوائی نے کہا گھوڑے کو خصی کرنا ہمارے اصحاب کے پاس لاباس بہ ہے اور کہتے ہین جانور کو خصی کرنا جایز ہو اس صورت مین ہے کہ خصی کرنے مین کچھ نفع رہے اگر خصی کرنے مین نہ نفع ہے نہ جانور کے ضرر کو دفع کرنا ہے تو اسوقت خصی کرنا حرام ہے تیسری وجہ تغیر خلقت سے تخنث مراد ہے یہہ قول ابن زید کا ہے تخنث کی معنی چال چلن بول چال مین مرد اپنے تئین عورتون کی شبہ کرنا بندہ عاصی کہتا ہے مرد عورت کی تشبیہ کرنا جیسا حرام ہے عورت بھی مرد کی تشبہ کرنا حرام ہے امام احمد اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کئے عورتون سے مشابہت کرنے والے مردون کو اور مردون سے مشابہت کرنے والی عورتون کو یہہ لفظ بخاری کا ہے دوسرون کے لفظ مین لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء آیا ہے بخاری کی ایک روایت مین ہے لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء اسکی معنی بھی وہی ہین جو اوپر کہے معلوم کیجئے بات اور چال اور زینت اور لباس جو عورتون سے مخصوص ہے مرد ویسا ہی کرنا یا جو مردون سے مخصوص ہے عورت ویسا کرنا حرام ہے بعضی مرد علی الخصوص ہجڑے اپنے تئین عورتون کے لباس سے جو آراستہ کرتے ہین حرام ہے ایسا ہی بعضی نادان

عورتین جو فقیر بنکے مردون کا لباس اختیار کرتی ہین سر پر پگڑی باندھتی ہین منھ پر برقع نہ ڈالکے علانیہ
پھرتے ہین حرام ہے مرد زنانی لباس کے ساتھ لواطت کراتا ہے اور عورت مردانی لباس کے چپٹ بازی
کرتی ہے انکی عقوبت نہایت سخت ہے اور حرمت بہت اشد ہے معلوم کیجئے لباس مین تشبہ جو حرام ہے
اس صورت مین ہے کہ اس بستی مین مرد اور عورت کے لباس مین فرق رہے جس بستی مین مرد وعورت
کے لباس مین فرق نہو تو وہان ویسا لباس پہننا حرام نہین لیکن وہان فرق پردہ سے ہے عورت گوشہ
پردہ مین رہنا بات اور چال اور حرکات مین حرمت اسوقت ہوگی اگر عمدا کرے کسی شخص کی خلقت مین
ویسی بات یا چلن ہے تو مستحق مذمت کا نہین لیکن اسکو لازم ہے اس حرکت کو بتدریج دفع کرے
پھر دفع کرنا اگرچہ بتدریج ہو ممکن تھا اور اسکو دفع نہین کیا تو مستحق مذمت کا ہوگا معلوم کیجئے مشابہت
سے زجر جو حدیث مین آیا ہے ہر چیز مین مشابہت ممنوع ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن دوسری دلیلون سے
معلوم ہوا مشابہت سے تشبہ لباس مین اور بعضے صفات و حرکات وغیرہ مین مراد ہے امور خیر مین تشبہ
کرنا ممنوع نہین چوتھی وجہ خلق اللہ کی تغییر سے مراد اللہ تعالی جس چیز کو جس کام کے واسطے پیدا کیا
ہے اسکے خلاف مین برتنا اللہ تعالی بہایم اور انعام کو سوار ہونے اور کھانے کے واسطے پیدا کیا ہے
اسکو اپنے پر حرام کرنا جیسے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور اللہ تعالی سورج اور چاند اور تارے اور
پتھر کو بندون کی منفعت کیواسطے پیدا کیا ہے سو انکی پرستش کرنا بندہ عاصی کہتا ہے تغییر سے علی العموم
تغییر مراد ہونیکو کوئی چیز مانع نہین کیواسطے تغییر یا باطنی ہوگی یا ظاہری تغییر باطنی مین فطرت
الاسلام کا تغیر اور جوارح اور قوی کو ایسے کام مین استعمال کرنا کہ جس سے نفس کو کمال حاصل نہو
اور اللہ تعالی کی تقرب کا موجب نہ ہے داخل ہین تغیر ظاہری مین یا صورت کی تغیر ہے یا صفت کی
صورت کی تغیر مین جانور کی آنکھ پھوڑنا اور آدمی وغیرہ کو خصی کرنا اور ہیجڑا ڈالنا اور دانت ریتنا
وغیرہ داخل ہین صفت کی تغیر مین بالونکو وصل کرنا اور لباس کو تغیر دینا اور لواطت اور چپٹ بازی
اور بت وغیرہ کی پرستش کرنا موجب مذکور تفصیل کے مندرج ہوتے ہین واللہ اعلم معلوم کیجئے
شیطان نے جو بولا سو یا حقیقت مین اسکا مقولہ ہے یا اسکے حال کے دیکھتے اللہ تعالی نے فرمایا

یہی وجہ ظاہر ہے شیطان نے اسکو جو کہا یا تو انسان کی حالت کو دیکھ کے قیاس و گمان سے بولا یا فرشتون کو ان بات
کی وحی ہوئی تھی سو اسکو سنکے کہا وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُّبِیْنًا ۔ اور جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کے پھر مقرر وہ ٹوٹا پایا صریح ٹوٹا معلوم کیجیے کوئی شخص
اللہ کو چھوڑ کے شیطان کو اپنا دوست اور رفیق نہین پکڑتا لیکن جو شخص اللہ تعالی کے احکام کو چھوڑ کے شیطان جو
فریب دیتا ہی اسکو اختیار کیا تو گویا شیطان کو اپنے نفس کا دوست ٹھہرایا اور اللہ تعالی کی دوستی کو ترک
کیا جو شخص شیطان کو دوست ٹھہرایا تو اسکو بڑا خسارہ ہو گیا واسطے اللہ تعالی کی اطاعت سے اخروی بہت سے
منافع علی الدوام کرحسین ضرر کی بو باس نہین اسکو ملتے ہین شیطان کی اطاعت سے بعضے منافع دنیوی جنکو بقا نہین
کبھی ملتے ہین لیکن وہ بھی غمون مین اور دردون مین بھرے ہوئے رہتے ہین یہہ دونون منافع جمع ہونا عقل کی رو سے
محال ہے جو کوئی شیطان کی دوستی کا راغب ہوا تو ہلکے خسیس منافع کیواسطے بڑے منفعتون کو اور اشرف
مطلبون کو ترک کیا پھر اس سے بڑکے کوئی خسارہ نہین یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ انکو وعدہ دیتا ہی اور انکو آرزو مین
ڈالتا ہے یعنی شیطان اپنے دوستون کو اور پیچھے والون (اتباعون) کو وعدے دیتا ہی اور توقعین بتاتا ہے وعدے اور توقعین جو
بتاتا ہی اسطور پر ہوتا ہی انسان کے دلمین ڈالتا ہی تیری عمر ابھی بہت بڑی ہوگی تو دنیا کے لذتون کی اور
نعمتون کی جو خواہش رکھتا ہے تجھکو حاصل ہوگی یہہ سب شیطان کے فریب ہین عاقل پر واجب ہے ان آرزوں
کی طرف نہ جھکے (میل و رغبت نہ کرے) شاید عمر دراز نہووے یا عمر دراز ہووے لیکن نعمتین حاصل نہووین اگر عمر دراز بھی ہوئی اور لذتین اور
نعمتین بھی حاصل ہوئین لیکن موت تو ساتھ لگی ہے اسکے چنگل سے چھٹکارا ممکن نہین پھر ان سب چیزون کی حسرت
مین مرتا ہی بعضے کہتے ہین وعدے اور توقعین اسطور پر بتاتا ہی کہ نہ جنت ہی نہ دوزخ نہ حشر ہے نہ حساب سب ڈھکوسلے
کی باتین ہین تو اپنے دنیا کی لذتین حاصل کرلے وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔ اور وعدے
نہین کرتا انسے شیطان مگر دغا کے یعنی شیطان کے وعدے سب باطل اور فریب دینے کے ہین اُولٰٓئِكَ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا ۔ ایسون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاوینگے وہان سے بھاگنے کو
جگہ یعنی دوزخ سے بھاگ کے اور کہین جانکو راہ نہین کیا واسطے سب کی گذر دوزخ پرسے ہی ہے جو لوگ شیطان
کا حصہ ہین وہ کفار ہین انکو دوزخ مین سدا رہنا ہے اللہ تعالی کفار کے واسطے وعید ذکر کیا سو اسکے ساتھ

مومنوں کے وعدے کو ذکر کیا اور فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے نیک عنقریب ہم
انکو داخل کرینگے باغوں میں کہ جنکے نیچے بہتی نہریں ہیں رہیں وہاں ہمیشہ نہریں باغوں کے نیچے بہنے سے
باغوں میں حویلیوں کے نیچے سے نہریں بہنا مراد ہے فیہا کی ضمیر کی مرجع جنات ہے یعنی جنت میں ہمیشہ رہینگے ابدا کی
معنی ہمیشگی کہ جسکو انتہا نہیں ابد ایک زمانہ دراز کو کہتے ہیں کہ جسکو انقطاع اور تجزی نہیں معلوم کیجیے اللہ تعالے
وعدے کے اکثر آیتوں میں خالدین فیہا ابدا کر کے فرماتا ہے خلود کا لفظ اگر مدام اور ہمیشہ رہنے کا فائدہ دیتا
تو ابدا ذکر کرنا تکرار ہوتا اصل تو اسکا خلاف ہے اس سے معلوم ہوا خلود کی معنی مکث طویل ہے یعنی دیر تک رہنا
علی الدوام رہنا نہیں خلود کے ساتھ ابدا کو جب ضم کیا تو معلوم ہوا اس سے مراد دوام ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا
وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وعدہ ہے اللہ کا سچا وعدہ کا لفظ مصدر ہے اوپر کے جملہ کی تاکید کے واسطے اسکو ذکر کیا گویا
تقدیر یوں ہے وعدہم اللہ ذلک وعدا یعنی وعدہ دیا انکو اللہ نے اسبات کا وعدہ، یا حقا بھی مصدر ہے تاکید
کیواسطے اسکی تقدیر حق ذلک حقا یعنی سچ کیا اسکو سچ کرنا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا اور
کون ہے اللہ سے بہت سچا بات میں مَن یہ من موصول ہے استفہام کی معنی کو متضمن ہے اسکی تقدیر لا احد
اصدق من اللہ ہے یعنی اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں قیلا مصدر قال کا ہے جیسے قولا اور قالا اسکے مصدر ہیں
ابن سکیت نے کہا القیل اور القال اسم ہیں مصدر نہیں اس قول پر قیلا کا نصب تمیز کی جہت سے ہے یہ جملہ بھی
اوپر کے جملہ کی تیسری تاکید بلیغ ہے شیطان اپنی متابعت کرنے والوں کو جھوٹے وعدے اور باطل آرزوئیں جو بتلاتا
اسکو رد کرنے اور شیطان کے فریب سے کہ جس سے زیادہ کوئی جھوٹا نہیں اپنے کو بچانے اور اللہ تعالی کا وعدہ
قبول کرنے اور اسکی تصدیق کرنی آوے اور احق ہونے پر آگاہ کرنے کے لئے ان تاکیدات کو ذکر کیا ابن
ابی حاتم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے اصدق الحدیث کتاب اللہ یعنی
بہت سچی بات قرآن ہے ابن مسعود کے اس قول کو بخاری نے بھی روایت کی ہے لیکن انکی روایت میں
احسن الحدیث کتاب اللہ کر کے آیا ہے لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ
نہیں ہے وہ تمہارے آرزوؤں پر اور نہ اہل کتاب کے آرزوؤں پر امانی جمع امنیہ کی ہے امنیہ وزن پر

افسوس کے ہیں یا خود ہے تمنی سے تمنی دلمین کسی چیز کو ٹھہرانے اور اسکے تصور اور ارادہ کرنیکو کہتے ہین یا ہین ٹھہرانے اور تصور کرنے سے دلمین صورت جو حاصل ہوتی ہے اسکو امنیہ کہتے ہین لیس کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع امر ہے یعنی ثواب کا وعدہ جو اوپر کی آیت مین مذکور ہوا یعنی یہہ کام یعنی ثواب کا وعدہ جو کیا وہ نہ تمہاری آرزون پر معلق ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزون پر بلکہ ایمان اور عمل صالح پر معلق ہے بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع ایمان اور دین کی وضع ہے جو اوپر کی آیت سے مفہوم ہوتا ہے یعنی ایمان اور دین کی وضع وہ آرزون پر نہین بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع ثواب و عقاب کی طرف ہے یعنی نیک کام کا ثواب ملنا اور بدکام پر عقاب ہونا آرزون پر نہین اہل کتاب سے یہود اور نصاری مراد ہین امانیکم کا خطاب کسکو ہے اسمین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مکہ کے مشرکون کو خطاب ہے وہ کہتے تھے ہمکو بعث ہے نہ حساب یہود و نصاری کہتے تھے بہشت مین نہ جائیگا مگر یہودی یا نصرانی اور کہتے تھے ہم آتش مین نہ رہینگے مگر گنتی کے دن بعضے کہتے ہین خطاب مسلمانون کو ہے اور اسکے نازل ہونیکا سبب یہہ کہتے ہین کہ یہود اور نصاری اور مسلمان آپسمین اپنا اپنا فخر بیان کئے اہل کتاب کہے ہمارے پیغمبر تمہارے پیغمبر سے قبل ہین ہماری کتاب تمہاری کتاب کے آگے ہے ہمارا مرتبہ اللہ کے پاس بڑکے ہے مسلمان کہے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا ہین ہماری کتاب تمہاری کتابون پر حکم کرتی ہے اور ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائے ہین تم ہماری کتاب پر ایمان نہین لائے ہمارا مرتبہ اللہ کے پاس بڑہکے ہے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب من یعمل سوءا یجز بہ اسکے بعد اللہ تعالی نے دین اسلام کی فضیلت بیان کیا اور بولا ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ الایہ یہہ بات مسروق اور قتادہ اور سدی اور ضحاک سے مروی ہے

ابن جریر نے عوفی کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے من یعمل سوء یجز بہ جو کوئی برا کام کریگا اسکی سزا دی جائیگی بعضے کہتے ہین سوء اسمے مراد شرک و کفر ہے جو شخص کفر پر مریگا تو اسکو اسکے تمامی گناہون کی خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ سزا ملیگی اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ حکم عام ہے مومن اور کافر سکو شامل ہے لیکن یہہ سزا عام ہے آخرت مین ہو یا دنیا مین آخرت کی سزا کافرون کیلئے لازم ہے مومن کی سزا دنیا مین ہوتی ہے کہ صحیح حدیثون سے

ثابت ہوا ہی سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور بیہقی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے جب یہہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءا یجز بہ مسلمانون پر بہت سخت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قاربوا وسددوا یعنی میانہ روی اختیار کرو اچھی راہ چلو مسلمان کو جو کچھ سختی پہونچتی ہے اسکے واسطے وہ کفارہ ہی یہان تک کہ نکبت اوسکو ہوتی ہی کانٹا اسکو چبتا ہی نکبت کی معنی اوندھا ہونا یہان نکبت سے ٹھوکر وغیرہ لگنا مراد ہی امام احمد اور عدنی اور ہناد اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی اور ابن اور ابو یعلی اور ابن المنذر اور ابن حبان اور ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور ضیاء المقدسی کتاب المختارۃ مین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے یا رسول اللہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد ہمکو کیا بہبودی ہوگی لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب من یعمل سوءا یجز بہ ہمارے جو بدی ہوگی اوسکی سزا ہمکو ملیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابوبکر اللہ تمکو بخشے تم بیمار نہین ہوتے تمکو تعب نہین ہوتا تمکو غم نہین ہوتا تمکو سختیان نہین پہنچتین ابوبکر کہے درست نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان بدیون کی یہی سزا ہے ابن حبان اور حاکم اور ضیاء وغیرہ اس حدیث کی تصحیح کیے ہین عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن المنذر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیے ہین کہے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا حضرت پر یہہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءا یجز بہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابوبکر مجھ پر نازل ہوئی سو آیت کو تمہین نہ پڑھون ابوبکر کہے بہتر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس آیت کو پڑھے سو مجھکو معلوم ہوا کہ میری پشت ٹوٹ لی یعنی میری کمر بھنگئی یہان تک کہ مین اُسکے واسطے دراز ہوا یعنی مین انگڑائی لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا ابا بکر تمکو کیا ہے مین نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہین ہمارے مین ایسا کون ہے جس نے بدعمل نہین کیا اور ہم سب جو بدعمل کرتے ہین ہمکو اُسکی سزا ملیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابوبکر تم اور تمہارے اصحاب جو مومن ہین انکو سزا دنیا مین ہی ہوگی اللہ تعالی سے جب ملاقات کروگے تو تمپر گناہ نرہیگی و دوسرے لوگون پر یعنی جو مومن نہین یہہ سب جمع رہ کے قیامت کے دن سزا ہوگی ترمذی نے کہا

قولہ مسلم کا اور ... ما نزلت من یعمل سوءا یجز بہ بلغت من المسلمین مبلغا شدیدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاربوا وسددوا ففی کل ما یصاب بہ المسلم کفارۃ حتی النکبۃ ینکبہا والشوکۃ یشاکہا

قولہ حضرت کا ... یون ہو فقال اعلم الا انی ... اقرأ ... فی ظہری حتی تمطیت لہا ... [illegible]

یہہ حدیث غریب ہے اسکی سند مین مقال ہے اور یہہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بہت طریقون سے آئی ہے
لیکن کوئی صحیح نہین بندۂ عاصی کہتا ہے ترمذی نے ایسا ہی کہا لیکن اوپر کی طریق کو ابن حبان وغیرہ تصحیح کئے ہین
سعید بن منصور اور امام احمد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور ابن جریر اور ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان
مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ کسی نے من یعمل سوءا یجزبہ کی آیت کو پڑھکے کہا ہم جو بدعمل
کرتے ہین اسکی سزا ہمکو جب ملے تو ہم سب ہلاک ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ بات پہنچی سو فرمائے درست
مومن کو اسکے نفس مین اور جسد مین جو ایذا ہوتی ہے اس سے اسکی سزا دنیا مین ہو جاتی ہے حافظ العبد علی
نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابن راہویہ اپنی مسند مین اور عبد حمید اور ابن جریر اور حاکم ابی المہاب سے
روایت کئے ہین اُس نے کہا من یعمل سوءا یجزبہ کی آیت کو پوچھنے مین نے عایشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سفر
کرکر گیا بی بی نے کہا دنیا مین ہمکو جو پہنچتا ہے وہی سزا ہے ابن جریر نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابو داؤد طیالسی
اور امام احمد اور ترمذی اور بیہقی علی بن زید بن جدعان سے روایت کئے مین وہ امیہ بنت عبد اللہ سے روایت کیا ہے
اُس نے کہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے من یعمل سوءا یجزبہ کی آیت کا سوال کی عایشہ کہے تو جو سوال کی وہ سوال
مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تب سے کوئی مجھ سے سوال نہین کیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تو فرمائے
ای عایشہ ہذا معاتبۃ اللہ عبدہ یعنی یہہ اللہ تعالی کا عتاب ہے جو بندہ سے کرتا ہے بسبب چیزون کے جو اُس
بندہ کو پہنچتے ہین جیسی تپ اور غم اور نکبت یہان تک کچھ پونجی اپنی آستین مین رکھتا ہے اور وہ اسکو نہ دیکھنے سے
گھبراتا ہے پھر دیکھا تو اپنے بغل مین ہی پاتا ہے یہانتک کہ اپنے گناہون سے نکل جاتا ہے جیسا سونا مس مین خالص
ہوکے نکلتا ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے لفظ معاتبۃ اللہ کا عتاب سے ہے ہم اسکا ترجمہ کئے بعضے
نسخون مین متابعۃ اللہ واقع ہوا ہے اُسکا ترجمہ معاہدہ اور معاملہ ہوگا یعنی یہہ اللہ تعالی کا معاملہ ہے
اپنے بندہ کے ساتھ عایشہ سے روایت کی سو عورت کا نام اُمیہ الف کی ضم اور میم کی فتح اور یا کی تشدید سے
بعضے اسکو یا ساکن سے اور اُسکے بعد نون زیادہ کرکے امینہ کہتے ہین اُسکی کنیت ام محمد ہے وہ علی
بن زید کی مینڈ ماں ہے حافظ المنذری نے اپنی اطراف مین کہا ترمذی کے قدیم صحیح نسخون مین ایسا
ہی عن امیہ آیا ہے بعضے جدید نسخون مین عن امہ جو آیا ہے خطا ہے انھین حدیثون کے مانند ابن عمر

اور ابی بن کعب اور انس وغیرہ سے بھی مروی ہے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم ابی ہریرہ اور ابی سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہین فرمائے مسلمان کو کوئی بیماری اور کوئی تعب اور کوئی آزار اور کوئی غم یہان تک کہ کوئی اداسی نہین پہنچتی ہے مگر اللہ تعالی اس مومن کے گناہون کا کفارہ اسکو کرتا ہے امام احمد اور سعید اور ابن ابی الدنیا کتاب الکفارات مین اور ابو یعلی اور طبرانی اوسط مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم اور بیہقی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو بیماریان جو ہوتے ہین انمین ہمکو کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ بیماریان گناہونکا کفارہ ہین ابو سعید کہتے ہین ابی یعنی ابن کعب کہے اگرچہ وہ کم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگرچہ ایک کانٹا اور اسکے فوق ہے ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کو کوئی مصیبت نہین پہنچتی مگر اسکو اللہ تعالی اس مومن کا کفارہ کرتا ہے یہان تک کہ ایک کانٹا بھی چبھے ابن ابی شیبہ امام احمد اور مسلم اور حکیم ترمذی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن کو ایک کانٹا اور اس سے افزود چیز کی ایذا نہین پہنچتی مگر اس سے اللہ تعالی اس مومن کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ اتارتا ہے وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اور نہ پائیگا اللہ کے سوائے اپنا حمایتی اور نہ مددگار معتزلہ اس آیت سے قیامت مین شفاعت نہونیکی دلیل لیتے ہین اسکا جواب امام رازی اور زین البغدادی کہتے ہین جو لوگ کہتے ہین یہہ آیت کفار کے حق مین نازل ہوئی ہے تو انکے قول پر معتزلہ کی دلیل تمام نہین ہوتی اور جس نے آیت کو عموم پر حمل کیا ہو وہ کہتا ہے قیامت کے دن کوئی کسیکا حمایتی اور مددگار نہین جو اللہ سے بچاوے لیکن انبیا کی اور ملائکہ وغیرہ کی شفاعت جو ہوگی اللہ تعالی کے اذن سے ہی ہوگی تو یہہ آیت شفاعت کو منافی نہین بندہ عاصی کہتا ہے اس کلام کی توضیح یہہ ہے قدرت والا آدمی ایک بے قدرت کو کچھ کرنا چاہتا ہے اور بے قدرت والیکا کوئی حمایتی اور مددگار ہوتا ہے تو بے قدرت والے کو اسکے پنجے سے بچاتا ہے یہہ حمایتی ہوگا

مگر وہ شخص جو اُس قدرت والیکا ہمسر اور مقابلہ والا رہے یا قدرت والا کسی وجہ سے اس حمایتی کا
مطیع اور محکوم یا محتاج رہے اللہ تعالی کا کوئی ہمسر اور مقابلہ والا نہین اور اللہ تعالی کسیکا مطیع یا
محکوم یا محتاج نہین انبیا وغیرہ سب اُسیکے مطیع اور محکوم اور محتاج ہین کسیکو یہہ قدرت نہین جو اللہ تعالے
سے مقابلہ کرین اور گناہ گار کے حمایتی نہین شفاعت جو کرینگے تو انکا اسی فارمولق سے کرینگے اسی کے
جناب کبریائی مین دعا مانگینگے اللہ تعالی اُنکی التجا کو قبول کریگا گناہ گار مومن کی گناہ بخشیگا اس سفارش
سے انبیا وغیرہ اُسکے حمایتی نہین ٹھہرے تو آیت شفاعت کی منافی نہین ہوئی وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ
مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝
اور جو کوئی نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور ایمان رکھتا ہوگا سو وہ لوگ پیٹھینگے بہشت مین اور ستم
نکیے جاینگے تل بھر مسروق نے کہا اوپر کی آیت جب اُتری اہل کتاب کہنے لگے ہم اور تم برابر ہین
تب یہہ آیت نازل ہوئی یدخلون کو ابو جعفر اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابو بکر یا کی ضم سے اور خا معجمہ
کو فتح سے مبنی للمفعول کے صیغے سے قرات کیے ہین باقی کے قرا یا کی فتح اور خا کی ضم سے مبنی للفاعل کے
صیغے سے قرأت کیے ہین اور ترجمہ اسی قرأت پر ہے پہلی قرأت پر ترجمہ یون ہوگا وہ لوگ پیٹھیا یا جاوینگے
بہشت مین حاصل دونون معنی کا ایک ہی ہے نقیر خرمے کے تخم پر ایک غدہ رہتا ہے کہ جہان سے ہو نکلتا ہے
اس نقطے کو نقیر کہتے ہین وہ نقطہ نہایت چھوٹائی کے برابر ہتاہی سو مبالغہ کی طریق پر اس سے تمثیل دی
انکے اعمال کے ثواب سے ایک ذرہ بھی کم نہوگا مفسرین کہتے ہین مومن کو اُسکے غیر پر جو فضیلت ہے اُسکو
اللہ تعالی نے اس آیت مین بیان کیا اُسکا بیان یون ہے من الصالحات مین من جو ہے تبعیض کیواسطے
ہے یعنی جو شخص بعضے صالحات کریگا من کو تبعیضیہ کہے کیا واسطے جمیع صالحات کرنیکی قدرت کسیکو نہین اس سے
معلوم ہوا کہ اس سے بعضے صالحات مُراد ہین جب کوئی مومن رہ کے بعضے صالحات کریگا تو مستحق ثواب کا
ہوگا مومن جو مرتکب کبیرہ کا ہے نماز پڑھے اور روزہ رہے اور دوسرے نیک عمل کرے تو دوزخ مین
سدا نہ رہنے پر اس آیت مین بڑی دلیل ہے کیا واسطے اس آیت سے ثابت ہوا بعضے صالحات کرنے والے
بہشت مین جاینگے فساق کے وعید مین آیتین جو آئے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوزخ مین جاینگے

اِن دونوں آیتوں کے نظر کرتے فساق کے دو مقام ٹھہرے ایک جنت دوسری دوزخ سو اول بہشت مین جا کے بعد دوزخ مین جانا بالاجماع باطل ہے معلوم ہوا کہ اول دوزخ مین جا کے بعد بہشت مین جاوینگے

حق بات یہی ہوئی وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا اور کون بہتر ہے دین مین اس سے جو دھرا اپنا منھ اللہ کو اسطے اور نیکی مین لگا ہوا ہے اور چلا ابراہیم کے دین پر جو ایک طرف کا تھا یعنی جو شخص اللہ تعالی کا مطیع رہے اور نیک کام کرے اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق پر چلے تو اسکے دین سے کسیکا دین بہتر نہین اللہ تعالی نے اوگلی آیت مین نجات حاصل ہونے اور جنت مین پہنچنے کو اسطے ایمان کا اور اعمال کا شرط لگایا اور اس آیت مین ایمان کی شرح کیا اور اسکی فضیلت دو وجہ سے بیان کی پہلی وجہ دین کی معنی لغت مین نرم ہونا گردن رکھنا مطیع و فرمانبردار ہونا اور شرع مین اللہ کے احکام ماننا اور اسکے فرمانبردار ہونا سو اسلام وہ دین ہے جس مین اللہ تعالی کی کمال عبودیت اور خضوع اور فرمانبرداری ہے دوسری وجہ اسلام وہ دین ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام تھے یہہ دونون وجہ دین اسلام کی فضیلت اور اسکی ترغیب کے سبب ہوئے پہلی وجہ کا بیان یہہ ہے دین اسلام کی بنا دو امر پر ہے ایک اعتقاد دوسرا عمل اعتقاد کی طرف اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ سے اشارہ کیا کیا واسطے منھ اللہ کے واسطے دھرنے سے مراد ظاہر و باطن سے اللہ تعالی کے مطیع اور فرمانبردار ہونا اور طاعت نری اللہ کو کرنا اور اپنے امور کو اللہ کے تفویض کرنا سو انسان اپنے دل سے جب اللہ کو جانا اور اللہ کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا اقرار کیا تو اپنے کو اللہ تعالی کا مطیع کیا خالص ہوا اس مطیع ہونیکو منھ دھرنے سے تعبیر کیا کیا واسطے انسان کے اعضا مین منھ احسن اور اعلی ہے جب اسکو دھرا تو گویا سب اعضا کو دھرا عمل کی طرف وہو محسن سے اشارہ کیا احسان کی معنی اللہ تعالی کی عبادت ایسی کرنا کہ گویا اسکو دیکھتے ہین یا اللہ اسکو دیکھتا ہے اسمین سارے حسنات کا کرنا اور گناہون سے باز رہنا داخل ہوا اللہ اکبر قرآن شریف کی کیا فصاحت و بلاغت ہے ایک مختصر لفظ تمامی مقاصد اور اغراض پر حاوی ہے معلوم کیجئے اسلم وجھہ للہ کا جملہ حصر کا فایدہ بخشتا ہے کیا واسطے اسکی معنی یون ہے اپنے نفس کو مخصوص اللہ پر ہی سونپا دوسرے کے تفویض نہین کیا اس سے یہہ نکلا کہ کمال ایمان میں نہوگا

مگر اسوقت کہ اپنے سب امور کو اپنے خالق کے تفویض کرے دوسروں سے بری ہووے اس سے معلوم ہوا جو شخص اللہ تعالےٰ
کے غیر سے استعانت کیا تو اسکا طریقہ فاسد ہے مشرک اپنے معبود سے اعانت طلب کرتے ہین اور کہتے ہین ہؤلاء شفعاؤنا
عند اللہ دہریہ اور طبیعیہ افلاک اور طبایع وغیرہ سے اعانت طلب کرتے ہین یہود کہتے ہین ہم انبیا کی اولاد ہین
ہمکو انکے سبب سے آخرت مین عذاب نہو گا نصاریٰ کہتے ہین اللہ تین مین کا تیسرا ہے مجوس کہتے ہین نیکیوں کا خالق
یزدان ہے برائیون کا خالق اہرمن ہے سو یہہ سب فرقے اللہ تعالیٰ کے غیر سے اعانت طلب کرتے ہین معتزلہ
حقیقت مین اپنے تئین اللہ تعالیٰ کے مطیع ہی نہین کرتے ہین کیا واسطے انکا اعتقاد یہہ ہے طاعت جس سے
ثواب واجب ہے اور معصیت جس سے عذاب لازم ہے اپنے نفوس سے ہی ہے یہہ فرقے حقیقت مین
اپنے نفوس سے امید رکھا اور اپنے نفوس سے ڈرا اللہ تعالیٰ کو بیکار سمجھا اہل سنت تکوین تدبیر خلق اور ابداع
سبکو حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہین موجد اور موثر اللہ تعالیٰ ہی ہے کر کر اعتقاد رکھتے ہین تو
اپنے منہہ کو اللہ تعالیٰ کیو اسطے رکھنے والے لوگ اور اللہ کے فضل پر اعتماد کرنے والے اہل سنت ہی ہوئے
انکی نظر اللہ تعالےٰ کے غیر سے منقطع ہوئی تنبیہہ یہہ جو کہا اہل سنت اللہ تعالیٰ کے غیر سے استعانت نہین کرتے
سو اُس سے استغاثہ اور توسل اور تشفع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا جائز ہو نیکی دلیل نہین ہوتی جیسا
ابن تیمیہ ور اُسکے تابعین کہتے ہین بلکہ ان مین استعانت نہین ہے مگر اللہ تعالیٰ سے اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقط واسطہ ہین محققین ایسا ہی کہتے ہین اس بحث کو ہم تنبیہ الاغبیا فی حیات الانبیا مین بسط سے
لکھے ہین دوسری وجہ کا بیان یون ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف دعوت
کیئے ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اور افلاک کی عبادت سے اور ستارون کی اطاعت سے اور
بتون کی پرستش سے منع کرنا اسوقت کے سب لوگونکو معلوم تھا اور سبھون کے پاس مشہور تھا ابراہیم علیہ السلام
کا دین نہین تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اسکے ماسوی سے اعراض کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
بھی ایسی ہی تھی اور ختنہ کرنے مین اور کعبہ کے متعلق اعمال مین جیسے کعبہ کی طرف متوجہ ہونا اور اُسکا طواف
کرنا اور صفا مروہ کی سعی کرنا اور جمرون کی رمی کرنا اور عرفات مین وقوف کرنا اسکے سوائے دوسرے بہت سے
اعمال مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع سے قریب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع سے قریب ہونا جب ثابت ہوا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع سبکے پاس
مقبول ہونا لازم ہوا کیا واسطے اکثر عرب ان کے نسب کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پہنچنے سے انکو
کمال فخر تھا اور یہود و نصاری بھی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دین رہنے سے فخر کرتے تھے تو اس سے لازم آیا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع سبکے پاس مقبول ہونا یہان ایک اشکال ہے اسکی تقریر یون ہے تم جو کہتے ہو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مطابق ہے تو اس سے لازم آتا ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شرع مستقل نہو حالانکہ ایسا نہین تم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو مستقل کہتے ہین اسکا
جواب یہہ ہے ابراہیم علیہ السلام کی شرع و ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع و ملت مین داخل ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بہت سے
زیادات سے مخصوص کیا کہ جس سے شرع محمدی کا کمال وحسن زیادہ ہوا جو شخص اس شریعت کا تابع ہوا تو وہ
ابراہیم کی شرع کا بھی تابع ہوا کیا واسطے انکی شریعت اس شریعت مین داخل ہے انکی شریعت گویا جز
ہوئی اور یہہ شریعت اسکی کل عمل کل پر کیا تو جز پر بھی عمل ہوا حنیفا کا لفظ حال ہے ابراہیم کا یا اتبع
کے فاعل کا جو متبوع ہے دونون کا حال ڈالنا بھی صحیح ہے اور ملۃ کو شرع کی یا دین کی معنی سے لیکے اسکا
حال ڈالے تو بھی صحیح ہے حنیف کی معنی میل کرنے والا ابراہیم حنیف تھا یعنی باطل دینون سے منہ
موڑتا تھا حق دین پر جو اسلام ہے قایم تھا اسلام کے سوائے جتنے ہین سو سب باطل ہین معلوم کیجئے ایک
باطل دوسرے باطل سے جو اسکا ضد ہے اگرچہ بعید ہے لیکن بطلان کی صفت کے نظر کرتے ایک
دوسرے سے قریب ہے حق جو ہے وہ ایک ہی ہے تو سب باطلون سے بعید ہوا جیسے مرکز ایک ہی
رہتا ہے دایرہ کے سب اجزا سے نہایت بعد مین ہوتا ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ۝
اور اللہ نے پکڑا ابراہیم کو دوست خالص خلیل فعیل کی وزن پر ہے فاعل کی معنی سے مشتق خلت سے
ہے خا کی ضمہ سے اسکی معنی یارانہ اور محبت جو دل مین بیٹھ جاتی ہے یعنی خالص دوستی کہ جس مین کدورت
نہو خلیل کو اس معنی سے لیوے تو اسکی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف صحیح ہوئی کیا واسطے انکے دل
مین اللہ تعالی کی محبت ایسی ہی تھی ایسی محبت جب ہو تو انکو اللہ کے خلیل کہنا ثابت ہوا لیکن اس معنی
سے خلیل کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنا صحیح نہین ہوتا اس لئے اس سے توفیق وغیرہ دینے کا

ف خلت کی معنی

زیادہ کرنا اور اس لفظ کو بسبیل مقابلہ اور مشاکلہ کے لینا ایسا ہی اکثر وجہین جو مذکور ہوتے ہین انمین بھی خلت کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہے سو وہ مشاکلہ کی جہت سے ہے بعضون نے کہا خلت کی معنی افتقار اور انقطاع یعنی محتاج ہونا اور کاٹے جانا خلیل اللہ کی معنی اللہ کی طرف محتاج اور اُسکی طرف منقطع ہونے والا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہے گیا واسطے اُس نے اپنی سب حالتون مین اللہ تعالی کی طرف منقطع ہوا بعضے کہتے ہین خلیل وہ جسکی محبت مین خلل نہ آوے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہے گیا واسطے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ کامل محبت رکھتا تھا کہ جسمین نقصان اور خلل نہین تھا بعضون نے کہا خلیل ماخوذ خلت سے ہے خا کی فتح سے حاجت کی معنی سے حاجت کو خلت کہے گیا واسطے انسان کے کامون مین حاجت کے سبب سے خلل آتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہے گیا واسطے حضرت نے اپنے فقر و فاقہ اور حاجت کو اللہ تعالی کی طرف رکھے اللہ تعالی بندہ کو اپنا خلیل کرنیکی معنی بندہ کو اپنی طاعت کرنیکی اقتدار دینا اور اسکو گناہون سے باز رکھنا اور اسکو توفیق دینا اور اُسکے خلق کو پوشیدہ کرنا اور اسکو نصرت دینا اور اُسکی ثنا کرنا سو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی ثنا کی اور انکو لوگونکا پیشوا کیا تا لوگ انکی اقتدا کرین اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو کس جہت سے خلیل کیا سو اسمین اختلاف ہے کلبی نے ابو صالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مہمانون کے باپ تھے حضرت کا گھر سر راہ تھا جو شخص راہ سے گذر کرتا تو اُسکی ضیافت کرتے ایکبار قحط سالی ہوئی لوگ کھانے کے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے گھر پر جمع ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو ملک مصر مین ایک دوست تھا ہر سال اناج روانہ کرتا سو حضرت اپنے غلامون کے ساتھ اونٹ دیکے اناج کے واسطے اس دوست کے پاس روانہ کئے حضرت کا وہ دوست کہا ابراہیم اپنی ذات کے واسطے منگواتے تو ہم انکو دیتے لیکن لوگون کو دینے کیواسطے منگوائے ہین لوگون پر جو سختی ہے ہمپر بھی وہی سختی موجود ہے ہم لوگون کی کمک کر نہین سکتے ابراہیم علیہ السلام کے غلام خالی اونٹو کو لیکے وہان سے پھرے سو انکا گذر ایک سنگ ریزون پر سے ہوا وہ آپسمین کہنے لگے اونٹون کو خالی لیجانے سے شرمندگی ہوتی ہے یہانکی بالو خرجیون مین بھر لینا تا لوگ سمجھین ہم اناج لائے ہین

پھر بالو خرجیون مین بھر لیکے چلے اور ابراہیم علیہ السلام کو آکر خبر دیتے اُسوقت سارہ یعنی ابراہیم
علیہ السلام کی بی بی سوتے تھے حضرت کے دروازہ پر لوگ جمع تھے اور اناج نہ آنے سے حضرت کو بہت فکر ہوگئی اسی
مین حضرت آرام کیے بی بی سارہ نیند سے ہشیار ہوکے دیکھے دن بہت چڑھ گیا ہے سبحان اللہ کہے اور پوچھے غلام کہین
تو کہے گونیان بھر کے کچھ لائے ہین پھر بی بی جاکے گونیون کو کھولے تو اسمین بہتر گیہون کی سوجی ہے پھر آٹا نکالکر دیئے
بھوننا اور لوگون کو کھلانا شروع کیے ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوکے روٹیان بھوننے کی بو سونگھکر کہے
اے سارہ یہہ آٹا کہان سے آیا بی بی نے کہا تمھارا خلیل یعنی دوست نے مصر سے بھیجا ابراہیم علیہ السلام کہے یہہ میرا
خلیل اللہ تعالی بھیجا ہے اس روز سے اللہ تعالی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا کلبی ضعیف ہے حافظ سیوطی نے
کہا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اپنے تفسیرون مین اس قصہ کو زید بن اسلم سے یون روایت
کیئے ہین کہ زمین پر اول جبار ظالم حاکم ہوا سو نمرود تھا لوگ اُسکے پاس آتے تھے اناج خرید کر لیجاتے ابراہیم علیہ السلام
بھی اُسکے پاس سے اناج خرید کرنے آئے اُسکی عادت تھی لوگ آئے تو اُن سے پوچھتا تمھارا پروردگار کون ہے وہ
کہتے تو ہے ابراہیم علیہ السلام کو پوچھا تمھارا پروردگار کون ہے حضرت فرمائے میرا پروردگار وہ ہے جو لوگون کو جلاتا ہے اور
مارتا ہے نمرود نے کہا مین بھی جلاتا اور مارتا ہون ابراہیم علیہ السلام فرمائے اللہ تعالی سورج کو پورب سے نکالتا ہے تو اسکو
پچھم سے نکال کافر نے جواب سے عاجز ہوا اور اناج نہین دیا ابراہیم علیہ السلام وہان سے پھر کے چلے سو حضرت کا
گذر بالو کے سرخ یا سفید ٹیلے پر سے ہوا ابراہیم علیہ السلام کہے یہہ بالو لیکے جانا گھر کے لوگ اسکو دیکھے تو
اناج ہے کرکے انکے دل خوش ہونگے پھر اسکو بھر لیکے آئے اور گھر مین اتار کے سو گئے انکی بی بی اسکو کھولے
کیا دیکھتے ہین کہ اسمین بہت بہتر اناج کہ کوئی ویسا نہین دیکھا تھا موجود ہے پھر اُسکا کھانا تیار کرکے
ابراہیم علیہ السلام کے روبرو لاکے رکھے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے گھر مین اناج نہین تھا سو معلوم تھا پوچھے
یہہ اناج کہان سے آیا انکی بی بی نے کہا تم اناج جو لے آئے ہین اسی مین کا ہے ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ اللہ تعالی نے
انکو رزق دیا سو اللہ تعالی کا حمد کیئے ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابی صالح سے یون روایت کیا ہے
ابراہیم علیہ السلام اپنے لوگون کے واسطے اناج لینے آئے حضرت کو اناج میسر نہین ہوا حضرت کا گذر
سرخ بالو پر سے ہوا سو اسکو لیکے گھر کو آئے لوگ پوچھے یہہ کیا ہے کہے سرخ گیہون ہین اسکو کھولے تو اسمین

سرخ گیہون تھے اُسکو زمین مین بوئے تو خوشہ نکلتا سو جڑ سے آئی تک اُسمین دانے رہتے انتہی ابن ابی حاتم نے روایت کی ہی خلیل اللہ ہونیکا یہ سبب نا معلوم نہین ہوتا بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام جب آسمان زمین ملکوت کو دیکھے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی قوم سے بحث کئے اور انکو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت کئے اور انکو ستارون کی اور آفتاب مہتاب کی اور بتون کی پرستش سے منع کئے اور اپنے کو آتش مین ڈالنا قبول کئے اور اپنے فرزند کو قربانی کیواسطے پکڑے اور اپنا مال مہمانون مین صرف کئے تو اسواسطے اللہ تعالیٰ نے انکو اپنا خلیل اور لوگون کا پیشوا کیا اور نبوت اُنمین اور اُنکی اولاد مین مقرر کیا بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام بتون کو توڑے اور اپنی قوم کی عداوت مول لئے اسلئے انکو اللہ تعالیٰ نے خلیل کیا بعضے کہتے ہین فرشتے اُنکے یہان جب آئے مہمان سمجھکر گائی کا بچھڑا بھون کر لائے انکو کہے کھاؤ اس شرط پر کہ شروع مین اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور آخر مین اللہ تعالیٰ کا حمد کرنا جبرئیل کہے تم اللہ کے خلیل ہو اُس دن سے انکا نام خلیل اللہ ہوا ابن المنذر نے ابن ابزی سے روایت کی ہی کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتے سے پوچھے کیا واسطے مجھکو اللہ تعالیٰ نے خلیل کر لیا فرشتے کہا تو بخشش کرنیکو اور آپ لینے کو دوست رکھتا ہی بیہقی نے شعب الایمان مین عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو کہے ای جبرئیل کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل کر لیا تو کہے یا محمد اُسکے لوگون کو کھانا کھلانے سے معلوم کیجیے واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کا جملہ استینافیہ یا تذئیل ہی اسکو ابراہیم علیہ السلام کے شرف اور انکی پیروی کرنا لایق ہونے پر آگاہ کرنے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اُنکے دین کی پیروی کریگا بڑے منصبون کو پایگا اس سے ہمارے دین کی پیروی کرنیکی ترغیب حاصل ہوئی کیا واسطے ہمارا دین ابراہیم علیہ السلام کے دین پر حاوی ہی تنبیہ بخاری اور مسلم ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے رب کے سوا مین کسیکو خلیل کر لیتا تو البتہ ابوبکر کو خلیل کر لیتا مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگر کسیکو مین اپنا خلیل کر لیتا تو ابوبکر کو خلیل کر لیتا لیکن ابوبکر میرے بھائی اور مصاحب ہین تمہارا صاحب کہ یعنی اپنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل کر لیا ہی ترمذی اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے چند شخص حضرت کی انتظار مین بیٹھے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[حاشیہ: ایک جملہ ... ایک جملہ ... بعد دوسرا ...]

نکل کے اُنکے نزدیک پہنچے سو سُنے وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلوقات میں سے
کسیکو خلیل کر لیتا ہی سو ابراہیم خلیل اللہ ہیں دوسرا کہتا ہے اِن سے زیادہ اچنبا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے
کلام کیا ایک کہتا ہے عیسیٰ روح اللہ اور اسکا کلمہ ہیں ایک کہتا ہے آدم کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے نزدیک آکے اُنکو سلام کئے اور فرمائے میں نے تمھاری باتیں اور تمھارے اچنبا
کرنیکو سُنا مقرر ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور آدم
کو ربنے پسند کیا سو یہ سب ایسے ہی ہیں سنو مقرر میں حبیب اللہ ہوں فخر سے نہیں کہتا اول شافع یعنی
شفاعت کرنیوالا اور مشفع یعنی شفاعت قبول کئے جانے والا میں ہوں فخر سے نہیں کہتا اور جنت کے حلقہ کو اول
ہلانے والا میں ہوں پھر اللہ تعالیٰ جنت کو کھول کے مجھکو اسمیں داخل کریگا میرے ساتھ مومنوں میں کے فقرا
رہینگے فخر سے نہیں کہتا ہوں اور قیامت کے دن سب اولین و آخرین سے میں اکرم ہوں فخر کیواسطے نہیں
کہتا حافظ ابو القاسم حمزہ بن یوسف السہمی نے کتاب فضائل العباس میں واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم میں ابراہیم
کو پسند کیا اور ابراہیم کی اولاد میں اسمٰعیل کو پسند کیا بعد اسمٰعیل کی اولاد میں نزار کو پسند کیا نزار کی اولاد
میں مضر کو پسند کیا مضر کی اولاد میں کنانہ کو پسند کیا کنانہ کی اولاد میں قریش کو پسند کیا قریش میں بنی ہاشم کو
پسند کیا بنی ہاشم میں عبد المطلب کی اولاد کو پسند کیا عبد المطلب کی اولاد میں مجھکو پسند کیا اس حدیث کو
مسلم نے بھی روایت کی ہے لیکن اُسکی روایت میں اختصار ہے معلوم کیجئے حدیث میں اصطفےٰ کا لفظ وارد ہوا ہے
اُسکا ترجمہ پسند کرنا اور چن لینا منتخب کرنا برگزیدہ کرنا غرض ابراہیم جیسے اللہ کے خلیل اور مصطفےٰ ہیں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بھی خلیل اور مصطفےٰ اور حبیب ہیں ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ خلت کا ہوا تو حضرت کو خلت اور محبت دونوں
کا مرتبہ ہوا خلت کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابراہیم علیہ السلام کو جو ہوا اسمیں بھی فرق ہے مسلم حذیفہ
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے شفاعت کی حدیث طویل جو روایت کئے ہیں اُس میں آیا ہی لوگ ابراہیم
علیہ السلام سے شفاعت چاہینگے تو ابراہیم علیہ السلام کہینگے انما کنت خلیلا من وراء وراء یعنی میں اللہ کا خلیل جو
تھا وراء وراء سے تھا یعنی حجاب کے آڑ سے تھا تم دوسرے کے پاس جاؤ الحدیث بعد لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آئیگے تو حضرت کہینگے مین شفاعت کرتا ہون تو اُس سے یہہ نکلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلت مین جناب
مرتفع تھا اگر ابراہیم کے مانند ورا اور اُ خلیل رہتے تو حضرت بھی شفاعت کرنے سے عذر کرتے وَلِلّٰهِ مَا
فِي السَّمٰوٰاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اللہ تعالی نے
اوپر کی آیت مین بندون کو اپنی طاعت اور عبادت کی طرف بلوایا اور اپنے مطیع اور فرمانبردار رہنے کا
حکم کیا سو اب اپنی مملکت کی وسعت بیان کیا وہ اتنی بڑی ہے احاطہ سے باہر تا لوگون کو اُسکی طاعت کرنے پر ترغیب ہو
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ اور اللہ ہے ہر چیز کو گھیرنے والا یعنی اللہ تعالی کا علم اور اُسکی قدرت
ہر چیز کو گھیری ہے کسی چیز کا علم اُس سے پوشیدہ نہین اور کوئی اُسکی قدرت سے خارج نہین وَيَسْتَفْتُوْنَكَ
فِي النِّسَآءِ اور تجھ سے فتوی چاہتے ہین عورتون مین استفتا کی معنی فتوی چاہنا فتوی کی اصل معنی بیان
کرنا بعد اسکو شرع کے احکام جو مشکل ہین بیان کرنے مین استعمال کئے معنی آیت کی یون ہے ای محمد لوگ تیر
سے عورتون کی شان اور اُنکا حال پوچھتے ہین عورتون کے کون سے حال سے سوال کئے سو اسمین دو قول
ہین پہلا قول اُنکی میراث سے سوال کئے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہے جاہلیت مین بچا بڑا ہونے تک اُسکو میراث نہین دیتے تھے اور
عورت کو بھی میراث نہین دیتے تھے جب اسلام ہوا سو فتوی چاہے حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہے دوسرا قول اُنکے
نکاح سے سوال کئے یہہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اُنکی حدیث کا لفظ اس سورے کی ابتدا مین ہم ذکر کئے
بندہ عاصی کہتا ہے بعضے روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال دونون امر سے تھا ابن جریر اور ابن المنذر
سعید بن جبیر سے یون روایت کئے ہین کہے جاہلیت مین وارث نہین ہوتا مگر وہی مرد جو بالغ رہے اور
مال کی خبرداری اور اُس مین تجارت کرسکے چھوٹے بچون کو اور عورتون کو ترکے مین حصہ نہین تھا میراث کی
آیت جو اس سورے مین نازل ہوئی اُس سے اُنکو شاق ہوا کہنے لگے لڑکا جو مال کی خبرداری نہین کرسکتا
اور عورت جو وہ بھی ایسی ہی ہے بالغ مرد کی سی کیسی وارث ہوتے اُنکو آرزو تھی کہ آسمان سے کچھ حکم آوے سو
اُسکی انتظار مین تھے دیکھے کچھ حکم نہین آتا کہے یہہ حکم ایسا ہی واجب ہو تو اسکو عدول کرنیکی طاقت
نہین چاہئے اسکا سوال کرنا پھر جب اُنکا سوال کئے تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَا

۵۸ وڑد ۱۶ ع

قل اللہ یفتیکم فیہن وما یتلی علیکم فی الکتاب میں سورے کی ابتدا میں فی یتامی النساء اللاتی لا تؤتونہن ما کتب
لہن وترغبون ان تنکحوہن سعید بن جبیر نے کہا لڑکی جب خوبصورت اور مالدار رہتی تو والی اسکا مال بھی کھاتا
اور آپ اسکو نکاح کرتا اگر بدصورت اور مفلس رہتی تو خود نکاح نہیں کرتا غیر کو نکاح کر دیتا ابن
جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ جاہلیت میں کسیکے پاس یتیم لڑکی
رہتی اور وہ اس لڑکی پر اپنا کپڑا ڈالتا تو اس لڑکی کو کوئی نکاح کرنیکی طاقت نہیں رکھتا پھر وہ لڑکی خوبصورت
ہوتی اور اس ولی کو بھاتی تو آپ اسکو بیاہ کرتا اور اسکا مال کھاتا اگر بدصورت ہوتی تو کسی مرد سے اسکو
بیاہ کرنے نہیں دیتا جب وہ مرجاتی تو اسکا آپ وارث ہوتا اللہ تعالی نے اسکو حرام کیا اور اس سے
نہی کیا اور بھی لڑکے چھوٹے اور لڑکیاں کو وارث نہیں کرتے سو اس سے بھی منع کیا اور ہر ایک کو اسکا
کیا حصہ ہے سو بیان قُلِ اللّٰہُ یُفتِیکُم فِیہِنَّ تو کہہ ای محمد اللہ فتوی دیتا ہے تمکو انمیں یعنی ان
عورتوں کی شان میں اور انکے حال میں وَمَا یُتلٰی عَلَیکُم فِی الکِتٰبِ فِی یَتٰمَی النِّسَاءِ
الّٰتِی لَا تُؤتُونَہُنَّ مَا کُتِبَ لَہُنَّ اور وہ جو پڑھا جاتا ہے تمپر کتاب میں شان میں یتیم
عورتوں کے جنکو تم نہیں دیتے ہیں وہ جو انکے لئے لکھا گیا ہے معلوم کیجیے عورتوں کی ذات سے استفتا نہیں
ہوسکتا استفتا ہوگا مگر عورتوں کی حالت اور صفت سے انکی کونسی حالت اور صفت سے سوال ہوتا
تھا سو وہ حالت صفت آیت میں مذکور نہیں اس صورت میں آیت مجمل ہوئی وما یتلی علیکم کا جملہ
معطوف ہے لفظ اللہ پر یا یفتیکم کی ضمیر مستتر پر جو اللہ تعالی کی طرف پھرتی ہے گویا آیت کی معنی
یوں ہے عورتوں کے حال میں تمکو اللہ اور کتاب فتوی دیتے ہیں یعنی آیتیں جو اسکی کتاب میں نازل
ہیں وہ بھی فتوی دیتے ہیں اس کلام کا حاصل یہہ ہے وہ لوگ عورتوں کے کئی حالتوں سے سوال کئے
انمیں سے جن حالتوں کا بیان نہیں ہوا ہے ان حالتوں میں تمکو اللہ تعالی فتوی دیتا ہے اور جن
سوالوں کا جواب قرآن میں مذکور ہوچکا ہے اسمیں مذکور آیتیں فتوی دیتے ہیں اس بیان سے
معلوم ہوا الکتاب سے مراد قرآن ہے اسمیں پڑھی جاتی ہے سو آیت سے میراث کی آیتیں مراد ہیں ابن عباس
کا قول بھی ہے ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہا ما یتلی علیکم فی الکتاب سے مراد

وہ آیت ہی جو سورے کی ابتدا مین میراث کے مقدمہ مین نازل ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر ما یتلی علیکم فی الکتاب سے وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی کی آیت ہی جو سورے کی ابتدا مین مذکور ہوئی بعضے کہتے ہین ما یتلی علیکم مبتدا ہی فی الکتب اسکی خبر یہہ جملہ معترضہ ہے اور کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اس جملہ کو ذکر کرنیکا فایدہ اس آیت کی تعظیم بیان کرنا ہی تا معلوم کرین یتیمون کے حق مین عدل وانصاف کرنا اللہ تعالی کے پاس بہت عظیم امر ہے اسکی رعایت کرنا اور اسکی محافظت کرنا واجب وردین کے مہلت مین ہے اسمین خلل کرنے والا ظالم ہی اللہ تعالی نے جسکی تعظیم کی ہے اسکو حقیر سمجھتا ہے یتامی النساء مین یتامی کی اضافت نساء کی طرف جو ہوئی اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہی اسکا اصل النساء الیتامی تھا یعنی عورتین جو یتیم ہین یہہ مذہب کوفیکے نحویونکا ہی بصریکے نحویونکے مذہب پر وہ موصوف وصفت نہین بلکہ یہان مضاف کی تقدیر ہی اسکا اصل یتامی اولاد النساء ہی یعنی یتیم لڑکیان عورتونکے میراث کی آیت ام کجہ کی شان مین نازل ہوئی جو کہتے ہین انکا قول اس تقدیر کو تائید کرتا ہی اللاتی لا تؤتونہن آ یہہ موصول اپنی صلہ کے ساتھ یتامی کی نعت ہی معلوم کیجئے جو لوگ کہتے ہین یہہ آیت میراث کے مقدمہ مین نازل ہوئی انکے قول پر لا تؤتونہن ما کتب لہن سے مراد ترکہ ہی یعنی تم انکو نہین دیتے میراث جو انکے لئے اللہ تعالی نے فرض کیا ہی جو لوگ کہتے ہین آیت نکاح کے مقدمہ مین ہے انکے قول پر اس سے مہر مراد ہی یعنی تم انکو نہین دیتے مہر جو ویسی عورت کے واسطے ہی آیت دونون مقدمون مین نازل ہوئی کہے تو انکے قول پر بھی یہہ جملہ میراث کے مقدمہ مین ہوتا ہی وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ معلوم کیجئے رغب کا لفظ خواہش کی معنی اور نفرت کی معنی سے آیا ہی جو لوگ خواہش کی معنی سے لیتے ہین تو یہان بعضے فی کی تقدیر کرتے ہین اسکا اصل وترغبون فی نکاحہن کہتے ہین اس تقدیر پر معنی یون ہوگی تم لالچ کرتے ہین انکے نکاح مین یعنی انکے مال کو اور جمال کو دیکھکے کم مہر سے نکاح کرنا چاہتے ہین جو لوگ نفرت کی معنی سے لیتے ہین تو عن کی تقدیر کرتے ہین اسکا اصل وترغبون عن نکاحہن کہتے ہین اس تقدیر پر معنی یون ہوگی تم نفرت کرتے ہین انکے نکاح سے یعنی انکی صورت بری رہنے سے اور انکو جمال نہ ہونے سے انکے نکاح سے نفرت کرتے ہین اور مال کی طمع سے انکو کسی سے بیاہ بھی نہین کر دیتے وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ اور بے بس لڑکون سے اسکے عطف مین تین وجہ ہین پہلی وجہ یتامی النساء پر

معطوف ہی یعنی وہ جو پڑھا جاتا ہی تمپر کتاب مین بے بس لڑکون کی شان مین اسوجہ پر کتاب مین پڑھی جاتی
سو جسیے مراد یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت ہے جاہلیت مین چھوٹے لڑکون کو بھی میراث نہین دیتے
تھے دوسری وجہ فیہن کی ضمیر پر عطف ہی یہہ مذہب کوفیون کا ہی تیسری وجہ یہ ہی کی محل پر معطوف ہی یہہ مذہب
بصریون کا ہی ان دونون وجہ پر معنی یون ہوگی اللہ تمکو فتوی دیتا ہی بے بس لڑکون کے کہ انکا حق انکو دیا کرنا
وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ اور یہہ کہ قایم رہو یتیمون کے حق مین انصاف سے والمستضعفین کے
عطف مین تین وجہ جو ذکر ہوئے اُسمین بھی وہ وجہین جاری ہوتے ہین پہلی وجہ پر مستضعفین کے حق مین
پڑھی جاتی سو آیت ہے ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم وغیرہ آیتین ہین جو مذکور ہوئین اس جملہ کو محذوف
فعل کا مفعول ڈالے تو بھی جایز ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی و یامرکم ان تقوموا آہ یعنی اللہ امر کرتا ہی تمکو
یتیمون کے حق مین انصاف سے قایم رہنا انکی میراث اور مہر پورا ادا کرنا وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ
کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا ۝ اور جو کروگے کچھ بھلائی سو مقرر اللہ اُسکو جانتا ہی یعنی تم نیکی ذری بھی کرو اللہ اُسکو
جانتا ہی تمکو اُسکی جزا دیگا اور تمھاری نیکی باطل نہ کریگا وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِہَا نُشُوْزًا
اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَہُمَا صُلْحًا اور اگر ایک عورت ڈرے اپنے
خاوند سے کیٹ کو یا کنارہ کشی کو تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلیوین آپسمین کچھ صلح ابو داود طیالسی اور ترمذی
کینہ بغض ۱۲
اور ابن المنذر اور طبرانی اور بیہقی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے سودہ یعنی بنت زمعہ
ام المومنین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دینے کا اندیشہ ہوا سو کہے یا رسول اللہ مجھکو طلاق مت دو میری
باری کا دن بھی عایشہ کو دو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی وان امراۃ
خافت من بعلہا نشوزا الآیہ ابن عباس کہے پھر عورت مرد آپسمین جو صلح کرتے ہین وہ جایز ہے ترمذی نے
کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ابن سعد اور ابو داود اور حاکم اور بیہقی سنن مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بی بیون کے پاس رہنے مین ایک کو دوسری پر فضیلت
نہین دیتے تھے اور نادر دن تھا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بی بیون کے پاس نہین آئے سو مگر ہر روز سب
بی بیون کے پاس گشت پھرتے اور ہر ایک بی بی کے نزدیک آتے مگر اُسکو مسیس نہین کرتے آخر جسکے پاس رہنے کا دن

سے اسکے پاس رہتے سودہ بنت زمعہ کی عمر جب بڑی ہو گئی اور انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دینے
کا اندیشہ ہوا تو عرض کئے یا رسول اللہ میرا دن مین نے عایشہ کو دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو قبول
کئے عایشہ کہتے ہین اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا الآیۃ حاکم نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے اس قصہ کا اصل صحیحین مین بھی آیا ہے لیکن آیت اس مقدمہ مین نازل ہوئی
کر کر ذکر نہین حاکم نے زہری کی طریق سے وہ سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے
کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو ایک عورت تھی اُسکی جب عمر بڑی ہوئی دوسری ایک جوان عورت
کو اوسپر نکاح کر کے لے آئے اسکو زیادہ چاہنے لگے اول کی عورت کو اسکا حرص ہوا رافع اسکو ایک طلاق
دیئے عدت کے ایام جب تھوڑے رہے رافع اُس بڑی عورت کو کہے تیری مرضی ہو تو مین رجعت کرتا ہون
لیکن تو اپنے نہ چاہنے پر صبر کرنا نہین تو مین تجھکو چھوڑ ڈالتا ہون بڑی جورو کہی رجعت کر پھر اُس سے
رجعت کئے اُس نے صبر نہ کی پھر دوسرا طلاق دیئے اور جوان عورت کو چاہنے لگے یہہ وہی صلح ہے
جو ہمکو پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسمین نازل کی ہے وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا
حاکم کہا یہہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر مستدرک مین حدیث یون ہی وارد ہوئی ہے سیوطی نے اس حدیث
کو مالک اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر سے بھی روایت کئے ہین کرکے کہا ہے لیکن مالک
موطا مین زہری سے وہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہا رافع بن خدیج کے پاس
عورت تھی سو اسکی عمر بڑی ہوئی اُسکے اوپر دوسری جوان عورت کو نکاح کر کے لے آئے اور جوان عورت
کو چاہنے لگا بڑی عورت اپنے کو طلاق دو کرکے قسمین دینے لگی پھر اسکو ایک طلاق دئے جب عدت کے
دن تمام ہونیکے قریب پہنچے اس سے رجعت کئے لیکن جوان عورت کو ہی چاہتے تھے پھر طلاق دو کرکے
قسمین دینے لگی تب دوسرا طلاق دئے بعد اُسکو کہے تیری مرضی ہو تو اسکے چاہنے پر نظر نہ کر گی
تو اپنے حال پر رہنا نہین تو مین تیرے لیے فرقت کرتا ہون پھر اُس نے اُسکے چاہنے کو اختیار کی سو
بڑی عورت کو وہین رکھے وہ عورت کو اس حال پر رہنے کو رافع گناہ نہین سمجھے امام شافعی اور
سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی

لڑکی رافع بن خدیج کے نکاح مین تھی اُسکی عمر بڑی رہنے سے یا اور کوئی بات رافع کو پسند نہ پڑی
اُسکے طلاق دینے کا ارادہ کئے اُس لئے کہی مجھکو طلاق دو تمھاری مرضی میرے پاس جسطرح رہنے کی ہو دین
رہہ پھر وہ دونون ملکے آپس مین صلح کرلئے اسی پر سنت جاری ہوئی اور قرآن نازل ہوا وان امراۃ
خافت من بعلہا الایہ ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہا یہہ آیت ابوالسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ
کی شان مین نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور بخاری اور ابن جریر اور ابن المنذر وان امرأۃ خافت من
بعلہا نشوزا الایہ کی تفسیر مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کئے ہین کہ کہے کسی مرد کے پاس عورت
رہتی ہے اُس سے استکثار نہین کرتا ہے یعنی اس سے محبت اور معاشرت اور ملازمت نہین رکھتا ہے
اُسکے فراق کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عورت کہتی ہے میرا امر مین نے تجھکو حلال کردی اُس پر یہہ آیت نازل
ہوئی طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور ابن راہویہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی روایت کئے
ہین کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا سوال کئے علی رضی اللہ عنہ فرمائے ایک مرد کے پاس
دو عورت ہوتے ہین امین کی ایک عورت عاجز ہوجاتی ہے یا بدصورت ہوتی ہے مرد اُس سے فراق
کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بھی وہ عورت اپنے مرد سے صلح کرتی ہو کر اپنے پاس ایک شب رہے دوسری کے
پاس چند شب رہا کرے اور اپنے سے فراق نہ کرے عورت اپنی خوشی سے جو کہتی ہے اُسکے موافق کرنے
مین کچھہ مضایقہ نہین اس بات سے مل جاوے تو مرد دونون مین مساوات کرنا ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہم
سے بھی اُسکے مانند آیا ہے معلوم کیجئے عبارت کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھی جواب ہے
فتوی کا جو عورتون کے باب مین کئے تھے خافت کو بعضے علمت کی معنی سے لیتے ہین یعنی اگر عورت جانے
بعضے ظنت کی معنی سے کہتے ہین یعنی اگر عورت گمان کرے بعضے کہتے ہین خوف کو علم کی یا ظن کی معنی
لینے کی حاجت نہین بلکہ اس لفظ کی اصل معنی لینا درست ہے یعنی ڈری اور اسکو اندیشہ ہوا لیکن
یہہ ڈر نہو گا مگر جبکہ اُسکے پاس قراین اور علامات سے ظاہر ہو بعل کی اصل معنی سید یعنی صاحب اور خاوند
ہے بعد اسکو شوہر کی معنی مین استعمال کئے گیا واسطے مرد اپنی عورت کے صاحب کی سی ہوتا ہے نشوز
نشز سے مشتق ہے نشز بلند زمین کو کہتے ہین بعد اسکو مرد عورت کی ناموافقت مین استعمال کئے

اور کہیں عورت نشوز کی یعنی اپنے شوہر کی نافرمانی کی اور اس سے کپٹ رکھی مرد اپنی عورت سے نشوز کیا یعنی
اسکو مارا اور اسپر ستم کیا اور دوستی کو توڑا اعراض کی معنی منہ موڑنا کنارہ کشی کرنا حاصل دونون لفظ کا یہہ ہے
مرد اپنی عورت سے نفرت کرنا اسکو تیور چڑھا کے دیکھنا اس سے ہم بستر ہونیکو ترک کرنا اس سے اینائی کرنا دوسری
بے پرواہی ۱۲
عورت کی محبت مین لگنا بعضی کہتے ہین نشوز سے مراد اس سے بات چیت مین سختی کرنا اعراض سے مراد
اس سے منہ موڑنا اسکے بھلے برے سے خاموشی اختیار کرنا یا دوسری عورت کے دھندے مین لگنا فلا جناح علیہما

نہین ہے جناح دونون پر یعنی مرد اور عورت پر گناہ نہین أن یصلحا اسمین دو قراءت ہین عاصم اور حمزہ
اور کسائی اور خلف یصلحا پڑھتے ہین یا کی ضم سے اور صاد کی سکون سے اور لام کی کسر سے باب افعال کا مضارع
اصلاح سے اصلاح کی معنی سدھارنا ٹھیک کرنا اس قراءت پر معنی یون ہوگی گناہ نہین اُن دونون پر یہہ کہ
ٹھہراوے آپس مین کچھ صلح باقی کے قرا یصالحا پڑھتے ہین یا کی فتح سے صاد کی تشدید سے اسکے بعد الف سے
باب تفاعل کا مضارع تصالح سے یعنی آپسمین صلح کرنا اسکا اصل یتصالحا تھا تا افتعال کو صاد سے بدل کرکے
اور صاد کو صاد مین ادغام کئے یعنی گناہ نہین دونون پر کہ ملاپ کرے آپسمین کچھ ملاپ حاصل دونون
قراتون کا ایک ہی ہے معلوم کیجئے صلح ہوگا مگر اسی مین جو اپنے حق سے کسی چیز کو چھوڑ دیوے
عورت کا حق اسکے شوہر پر تین امر مین ہے مہر اور نفقہ اور قسم یعنی متعدد عورتین اسکے نکاح مین ہوتی
باری سے ہر ایک کے پاس ایک شب رہنا ان تینون چیزون مین سے کسی چیز کو مرد ادا نکرے تو عورت کو اُنکا
طلب کرنا پہنچتا ہے مرد کو اُنکے ادا کرنیکے واسطے جبر کرینگے عورت اپنے حقوق سے کوئی حق کو چھوڑ دی
مثلاً مہر معاف کر دی یا نفقہ یعنی خوراکی وغیرہ معاف کر دی یا قسم کو یعنی باری سے اسکے پاس رہنا جو ہے
اسکو چھوڑ دی تو جایز ہے اسمین کچھ گناہ نہین معلوم کیجئے اس صلح مین شوہر پر گناہ نہین ہے کرکے
فرمایا گیا واسطے مرد عورت کا کچھ حق لیا تو گمان تھا کہ یہہ لینا رشوت کی قسم سے ہو اُسکے لینے مین
گناہ ہے سو اُسکی گناہ کی نفی کیا عورت پر گناہ نہین کرکے فرمایا حالانکہ وہ کچھ لیتی نہین ہے بلکہ اپنا حق
غیر کو دیتی ہے کیا واسطے تا معلوم ہو کہ یہہ صلح رشوت کی قسم سے نہین ہے کہ جسکا لینا اور دینا دونون حرام
ہین اگر عورت صلح کرنیکے بعد پھر اپنے نفقہ کا یا قسم کا دعوی کرے یا صلح پر راضی نہووے تو شوہر پر لازم ہے

اُسکا حق ادا کرنا یا اُس سے فراق کرنا وَالصُّلْحُ خَیْرٌ اور صلح خوب چیز ہے یہہ جملہ معترضہ ان امرأۃ
مین اور وان تحسنوا مین جو معطوف علیہ او معطوف ہین واقع ہوا ہے اس جملہ کو ذکر کرنیکا فایدہ یہہ ہے
لاجناح علیہما کہنے سے وہم ہوتا تھا کہ یہہ صلح مرغوب نہین کیا واسطے صلح رخصت ہی غایت امر اسمین گناہ نہین
اس وہم کو دور کرنے فرمایا کہ صلح خیر ہے اس صلح مین جیسے جناح اور گناہ نہین ویساہی اسمین بہت سے خوبیان
اور بڑی نفع ہے معلوم کیجیے الصلح مین لام تعریف جو ہی اُسکو بعضے استغراق پر حمل کرتے ہین یعنی جتنے صلح ہین
وہ سب خوب چیز ہین بعضے اُسکو عہد ذکری کا کہتے ہین یعنے مذکور صلح جو عورت مرد مین ہوتا ہی خوب چیز ہے
اس اختلاف کا منشاء اصولیون کا قول ہے مفرد پر الف ولام تعریف کا داخل ہوکے تو عموم کا فایدہ
بخشتا ہی یا نہین اکثر فقہا کہتے ہین فایدہ عموم کا بخشتا ہی امام رازی کہتا ہے عموم کا فایدہ نہین بخشتا جو لوگ
عموم پر حمل کرتے ہین اُنکے یہان اگر اوپر ایک معہود مذکور ہو تو وہان عموم پر حمل کرنا اولی ہے یا معہود سابق
پر حمل کرنا اولی ہے اوس مین اختلاف ہے اصح قول پر معہود سابق پر حمل کرنا اولی ہے یہان الصلح کا لفظ
مفرد لام تعریف کے ساتھ آیا ہی لیکن وہ ان یصلحا بینہما صلح کے بعد واقع ہوا ہے اصح قول پر الصلح سے مراد وہی صلح
ہوگا جو مرد عورت مین ٹھہرا مطلق صلح مراد نہ ہوگا اس جملہ سے بعضے انکار پر صلح کرنا جایز ہونیکی دلیل جو لیتے ہین
سو بات ہماری تقریر سے ساقط ہوئی خیر کا لفظ احتمال رکھتا ہی تفضیل کیواسطے رہی اُسکا مفضل علیہ محذوف
ہے اُسکی تقدیر یون ہے اخیر من النشوز والاعراض یا یون ہی اخیر من الفرقۃ یعنی صلح نشوز و اعراض کے دیکھے
یا فرقت کے دیکھتے بہت خوب ہے احتمال رکھتا ہے خیر کا لفظ تفضیل کیواسطے نہین بلکہ مجرد صفت ہی یعنی صلح کرنا
ازجملہ خوبیون کے ایک خوبی ہے جیسے خصومت کرنا ازجملہ بدیون کے ایک بدی ہے ابوداود اور ابن ماجہ اور
حاکم اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابغض الحلال
الی اللہ الطلاق یعنی حلال چیزون مین کا ابغض چیز اللہ کے پاس طلاق ہے ایک روایت مین آیا ہی ما احل اللہ
شیئاً ابغض الیہ من الطلاق یعنی اللہ تعالی کسی چیز کو حلال نہین کیا جو وہ مبغوض ہو اللہ کے پاس طلاق سے
ابوداود کی سند کے رجال ثقات ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ذہبی اسکی تصحیح کو مسلم رکھا اور
بولا اُسکی سند مسلم کی شرط پر ہے ذہبی اور حافظ السیوطی احمد ذکریا انصاری وغیرہ اس حدیث کو صحیح کہتے ہین

لیکن اُسکے وصل وارسال مین اختلاف ہے ابو داؤد اس حدیث کو دونون وجہ سے یعنی مرسل اور موقوف روایت
کی ہے ابو حاتم اور بیہقی اُسکے ارسال کو ترجیح دیتے ہیں دارقطنی نے کہا اسکا ارسال اشبہ ہے حافظ المنذری نے
کہا مشہور ارسال ہی ہے ابن ماجہ نے دوسری طریق سے اس حدیث کو موصول روایت کی ہے لیکن اسکی
سند مین عبید اللہ بن الولید الوصافی ہے وہ ضعیف ہے ابن الجوزی نے اس حدیث کو اپنی علل المتناہیہ مین ابن ماجہ
کی طریق سے روایت کرکے وصافی کی جہت سے اسکو ضعیف کہا ہے حافظ عسقلانی نے کہا وصافی اسکی روایت سے
منفرد نہین ہوا بلکہ معروف بن واصل بھی اُسکی متابعت کی ہے انتہی معلوم کیجیے اس حدیث مین طلاق
کی وصف حلیت اور مبغوضیت سے جو وارد ہوئی اُس سے معلوم ہوا اسمین دو جہت ہین ایک جہت سے وہ حلال ہے
دوسری جہت سے مبغوض ہے حلیت کی جہت اسکی ذات کے نظر کرتے ہے طلاق فی نفسہ نہ حرام ہے نہ مکروہ
مبغوضیت کی جہت امر عارض کے لحاظ کرتے ہے وہ دونون کی دوستی مین خلل آنا محبت جاکے عداوت ہونا
ہونا رشتہ اتفاق کا منقطع ہونا یہہ اُسکے مبغوض ہونے کا سبب ہوا اس جہت سے مبغوض ہوا اسی واسطے شیطان مرد
عورت مین مفارقت ہونیکو نہایت دوست رکھتا ہے کیا واسطے عورت اپنے مرد کے نقید مین رہنے سے
دونون بہت سی منہیات سے محفوظ رہتے ہین رشتہ دوستی کا مضبوط رہتا ہے جب طلاق سے یہہ رشتہ ٹوٹ جاوے تو
شیطان کا مقصود حاصل ہوا اس جہت سے اللہ نے اسکو مبغوض رکھا خطابی نے کہا طلاق کی کراہت طلاق
دینے کے سبب کی طرف رجوع کرتی ہے جو بدمعاشرت اور قلت موافقت ہے نفس طلاق کی طرف رجوع نہین کرتی
بعضے کہتے ہین مبغوض طلاق وہ بطریق نامشروع رہے ہے اُسکے نظر کرتے ہمارے فقہا کہتے ہین طلاق پانچ قسم پر ہوتا ہے
حرام مکروہ واجب مندوب مباح طلاق حرام جیسے حیض مین بے عوض یا عورت کے بن خواہش کے طلاق
دینا یا اسکے پاس مثلاً چار عورت تھین تین کے پاس رہ کے چوتھی کی باری کا دن آیا تو اُسکے پاس رہ کے
اسکو طلاق دیا سو یہہ طلاق حرام ہے ۔ طلاق مکروہ جیسے عورت اُسکی اطاعت مین ہے اس سے بیجا امر کوئی
صادر نہین ہوا بے سبب اسکو طلاق دیا سو یہہ طلاق مکروہ ہے طلاق واجب مثلاً عورت سے ایلا کیا چار
مہینے گذرے بعد عورت اپنا حق طلب کی تو شوہر پر اسکی طرف رجوع کرنا یا اسکو طلاق دینا واجب ہے
اگر دونون امر سے کسیکو نہ کرے تو قاضی اسکو ایک طلاق رجعی دیا یا عورت مرد مین نا اتفاقی ہونے سے

قاضی نے حکمین کو مقرر کیا حکمین طلاق ہی مصلحت ٹھہرائے تو طلاق دینا واجب ہوا مندوب طلاق مثلاً عورت
عصمت والی نہیں ہے یا حدود الٰہی پر قایم نہ رہنے کا اندیشہ ہے تو طلاق دینا مندوب ہے مباح طلاق
یعنی اسکے دونون جانب مساوی رہے سو امام نووی نے کہا یہہ اسکی صورت نہیں پائی جاتی ابن الرفعہ وغیرہ
اسکی مثال ایسی کہتے ہین کہ مرد کو اس عورت کی خواہش نہین اسکو جیب ٹھلا کے خرچ چلانیکے واسطے شوہر
کا جی راضی نہین سو ایسی کا طلاق دینا مباح ہے وَاُحۡضِرَتِ الۡاَنۡفُسُ الشُّحَّ اور دھری گئی ہے
نفسون کے سامنے کنجوسی شح شدت بخل کو کہتے ہین اسکی حقیقت نیکیون کی منع پر حرص کرنا اس جملہ کا حاصل معنی
یہہ ہے کنجوسی انسان کے نفس کے روبرو حاضر ہے اس سے پوشیدہ نہین ہوتی یعنی اسکے نفس کو لازم ہے اور اسکی
جبلی ہے اس سے بالکل جدا نہین ہوتی عورت اپنا حق شوہر کو چھوڑنے سے بخل کرتی ہے اور شوہر اپنی عمر اسکے
ساتھ گذران کرنے سے بخل کرتا ہے وَاِنۡ تُحۡسِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۝
اور اگر تم نیکی کروگے اور پرہیزگاری کروگے تو اللہ تمہارے سب کامون کا دانا ہے اس جملہ کا خطاب شرع ہر دون کو ہے یعنی
تم شوہرین اپنی عورتون کے ساتھ خوبی سے چلینگے اور انکے قصور سے درگذر کرینگے اور انکے حق کو تلف کرنے سے اللہ کا
خوف کرینگے تو اللہ اسکو جانتا ہے تمکو نیکی کی جزا دیگا بعضے کہتے ہین اس جملہ کی معنی یون ہے عورت تمہارے پاس باوجود ناپسند
ناپسند رہنے کے تم اسکے پاس بود وباش کرینگے اور اسپر ظلم وستم کرنے سے اللہ کو ڈروگے تو اللہ کو تمہارے سب کامون
کی خبر ہے تمکو نیکیون کی جزا دیگا بعضے کہتے ہین اس جملہ کا خطاب مرد عورت دونون کو ہے یعنی آپسمین مصالحت کرنیکو تم اختیار
کروگے اور ایک ہی کی طرف میل کرنیکو ڈروگے تو اللہ تعالیٰ تمکو جزا دیگا وَلَنۡ تَسۡتَطِيۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا
بَيۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ ۝ اور تم ہرگز عورتون کو برابر رکھنا نہ سکوگے اگرچہ اسکا شوق کرو یعنی محبت
اور دل کی میلان اپنے سب عورتون سے برابر رکھنے کو چاہوگے تو تم سے ہو سکیگا اگرچہ تم اسکی رغبت کروگے کیا واسطے
یہہ امر تمہارے اختیار مین نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین عورتون کو برابر رکھنا یعنی محبت اور جماع کرنے مین
نہ سکوگے فَلَا تَمِيۡلُوۡا كُلَّ الۡمَيۡلِ فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ۝ سو کبھی نہ کرو پوری کبھی یہان تک کہ ڈال
ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتے یعنی دل کی میلان ایک عورت کی طرف بہت رہتی اور ایک کی طرف کم رہتی ہے سو
اس نے تمکو ممانعت نہین کیا واسطے یہہ امر تمہارے اختیار مین نہین لیکن اس تفاوت کو اپنے اقوال اور افعال مین نمود کر

سے اور ایک ہی کی محبت مین تنگ جا کے دوسرے کا خرچ دینے مین اور اسکے پاس باری سے رہنے مین قصور کرنے سے اور اسکو ادھر چھوڑنے سے منع کرتا ہی معلقہ اس عورت کو کہتے ہین کہ وہ بیوہ سے نہ اسکا شوہر اسکے پاس ہے جیسے کوئی چیز معلق یعنی ادھر رہتی ہے نہ آسمان پر ہے نہ زمین پر وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۰ اور اگر اصلاح کروگے اور پرہیزگاری کروگے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی یعنی عورتون کے پاس باری سے رہنے مین اور انکو خرچ دینے مین برابر رہوگے اور اُن پر ظلم کرنے سے ڈروگے تو دل کی میلان ایک کی طرف جو ہوتی ہے اسکو اللہ بخشیگا اللہ مہربان ہے تمکو تکلیف نہین دیتا اُس امر کا جو تمہارے اختیار مین نہین بعضے کہتے ہین مراد یہہ ہے عورتون کے حق مین بیجا امور جو تمہارے سے ہو چکے ہین اسکو اب اصلاح کروگے یعنی توبہ سے اُسکا تدارک کروگے اور آئندہ کرنے سے ڈروگے تو اللہ تمکو بخشیگا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن ابی ملیکہ سے روایت کیے ہین اُس نے کہا یہہ آیت ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان مین نازل ہوئی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر دوسری بیبیون سے زیادہ پیار رکھتے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن المنذر عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیون کے یہان رہنے کی باری مین برابری کرتے اور فرماتے یا اللہ مین جس امر کا اختیار رکھتا ہون اُسکی یہہ قسمت ہے جس امر کا اختیار تجھکو ہے مجھکو نہین اسمین مجھ پر کچھ ملامت مت کر یعنی دل کی محبت کسی پر زیادہ اور کسی پر کم ہے سو وہ اپنے اختیار مین نہین ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو دو عورت رہینگے اور وہ شخص اُن دونون مین سے ایک کی طرف میلان کریگا تو قیامت کے دن اُسکے دو جانب مین سے ایک جانب گرا ہو آئیگا حاکم اور ابن حبان اس حدیث کی تصحیح کیے ہین فقہا کہتے ہین جسکو دو عورت یا دو سے زیادہ عورتین ہون تو ہر ایک کے پاس برابر باری سے رہنا واجب ہے اگر اُس باری مین قصور کیا تو اللہ کا گنہگار ہوا جسکی باری مین قصور کیا سو اُسکی قضا

کرنا واجب ہے یہہ برابری اُسکے پاس رہنے مین ہی واجب ہے جماع کرنے مین برابری واجب نہین لیکن
چار دن مین ایکبار وطی کرنا مستحب ہے جسکے نکاح مین حرہ اور باندی ہے تو حرہ کے پاس دو دن ہنا باندی کے پاس ایکدن ہنا عورتین نکاح مین
رہتے پر نئی عورت کو نکاح کیا تو اگر کنواری ہے تو اُسکے پاس سات دن رہنا ثیبہ ہو تو اُسکے پاس تین دن رہنا واجب ہے اُسکے بعد نئے سر سے
تقسیم کرنا اگر حاجت کا سفر نکلتا ہو اور کسی عورت کو ہمراہ لیجاتا ہے تو قرعہ ڈالنا قرعہ جسکے نام سے نکلے اوسکو لیجانا وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ
اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ اور اگر دونون یعنی شوہر اور عورت جدے ہو جاوین تو اللہ تعالیٰ ہر ایک
کو تو انگر کریگا اپنی کشایش سے یعنی اپنے فضل سے یا رزق سے اُوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے صلح کرنیکی
ترغیب دی اور مردون کو عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کا امر کیا اُس پر بھی عورت مرد کا سازگار
نہین ہوتا ہے تو اُنکو فرقت کرنا جایز ہونیکو اس آیت مین بیان کیا اور اُنکی تسلی کیواسطے اُنکو غنا
کا وعدہ دیا اس طور سے کہ طلاق کے بعد ایک کو دوسرے سے غنی کردیگا یہہ غنی کرنا یا مال کے سبب ہوگا
مثلاً عورت مفلس تھی تو نگر شوہر کو نکاح کرنے سے دھنونت ہوئی یا مرد مفلس تھا تو نگر عورت کو
نکاح کرنے سے دھنی ہوا یا ایک کو دوسرے کے ساتھ الفت جو تھی اُس سے استغنائی دیگا وَکَانَ
اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا ہ اور اللہ کشایش والا ہے تدبیر جانتا واسع ہے یعنی فضل ورحمت
مین بعضے کہتے ہین واسع ہے یعنی قدرت اور علم اور رزق مین امام رازی نے کہا اوپر کی آیت
مین اللہ تعالیٰ دونون کو اپنی وسعت سے غنی کردینے کا جب وعدہ کیا تو اس آیت مین اپنی ذات کو واسع
کی صفت سے متصف کیا اللہ تعالیٰ اس صفت سے متصف ہونا جایز ہوا کیا واسطے رزق مین اور فضل مین
اور رحمت مین اور قدرت مین اور علم مین اللہ تعالیٰ واسع ہے اگر یہان فلانی صفت مین واسع ہے
کرکے اضافہ مذکور ہوتی تو وسعت اسی امر کے ساتھ مخصوص ہوتی لیکن مطلق واسع ہون کہا اُسکو
کسی شئی معین کی طرف مضاف نہین کیا تو معلوم ہوا جمیع کمالات مین جو اُسکی ذات اُن کمالات سے
متصف ہے واسع ہے اُسکا بیان یون ہے جو موجود ہے وہ اپنی ذات کے دیکھتے یا واجب ہوگا یا ممکن
واجب لذاتہ وہ ایک ہی ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے اُسکے سوائے جتنے مخلوقات ہین سب ممکن لذاتہ
ہین اللہ تعالیٰ اُنکو موجود کرنے سے وجود مین آئے جب اللہ تعالیٰ پیدا ہوا سب موجودات اُسکے

ایجاد اور تکوین سے موجود ہوئے تو اُس سے لازم ہوا اللہ تعالیٰ قدرت در علم اور حکمت اور رحمت اور فضل
اور جود اور کرم اور سائر صفات مین واسع ہی حکیم ہی یعنی جو حکم کرتا ہی حکمت سے خالی نہین یہان عورت کو
رکھے تو اچھی طور سے رکھنا نہین تو اسکو خوبی سے چلا دینا جو حکم کیا اسی حکمت کے رو سے ہی وَ لِلّٰہِ مَا فِی
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور اللہ کا ہی جو کچھ ہے آسمانون مین اور جو کچھ ہی زمین مین اوپر کی آیت
مین اللہ جو غنی کرنے کا وعدہ دیا تھا اُس کی طرف رغبت دینے اس جملہ کو ذکر کیا یعنی جتنے مخلوق
ہین وہ سب اللہ کے بندے اور اُسکی ملک ہین یہہ سب جسکی ملک ہو تو البتہ اُسکی قدرت وغیرہ واسع ہوگی
اُسکے خزنہ فنا نہ ہونگے اور اسکے ذکر کرنے مین یہہ بھی اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے عدل و احسان کو
اوپر کے جملون مین جو ذکر کیا وہ اللہ تعالیٰ بندون کے اعمال کا محتاج ہی کرکے نہین ہے کیا واسطے وہ آسمان
و زمین اور جو اُن مین ہین اُن سب کا مالک ہے سب کا جو مالک ہے اُسکو انسان کے اعمال کی جو نہایت
ضعیف و قاصر ہے احتیاج نہین انسان کو اُن چیزون کا امر جو کیا محض اُسکے نفع کے واسطے ہی
وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ
اور ہر آئینہ تحقیق ہمنے کہہ رکھا ہی انکو جو دئے گئے ہین کتاب تمھارے آگے اور تمکو کہ ڈرتے رہنا اللہ سے
یعنی اللہ تعالیٰ تمکو اور اگلے اہل کتاب والون کو اپنے سے ڈرنیکا حکم کر رکھا ہی حاصل یہہ ہے اللہ تعالیٰ کے
ڈرنے کا حکم قدیم شریعت ہی یہود اور نصاریٰ وغیرہ جتنے اہل کتاب ہین ان سبھون کی کتابون مین یہہ حکم
وارد ہوا ہے اس حکم مین کچھ تغیر تبدیل نہین محمدی لوگون کو بھی وہی حکم ہے اللہ تعالیٰ کو ڈرنے سے مراد اُسکی
توحید اُسکی اطاعت کرنے کے امر کو بجا لانا مناہی سے باز رہنا وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ اور اگر تم منکر ہوگے تو مقرر اللہ کا ہی جو کچھ ہے آسمانون مین اور جو کچھ ہے زمین مین
اِنْ تَکْفُرُوْا کا جملہ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ کے جملہ پر معطوف ہی اِنْ تَکْفُرُوْا کی جزا محذوف ہی اُسکی تقدیر فلا یضرہ
کفرکم ہے فَاِنَّ لِلّٰہِ کا جملہ اس محذوف جملہ کی علت ہے معنی یون ہین ہم تمکو اور اگلے امتون کو اللہ سے
ڈرنے کا امر کئے انکو اور تمکو کہے کہ اگر تم ہماری وصیت سے منکر ہوگے تو تمھاری انکار اللہ کا کچھ نہ
بگاڑیگی کیا واسطے آسمان و زمین مین جو کچھ ہے سب اسی کی ملک ہے سب کا خالق اور مالک وہی ہے اقسام کے

نعمتون سے ذرا بھی تمھارے کفر سے اسکی مملکت مین کچھ خلل نہین آتا وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝
اور اللہ بے پرواہے سب خوبیون سے سراہا یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بے پرواہے کسی مخلوق کا محتاج نہین اُسکو
کیفیلی طرح سے احتیاج نہین سب خوبیون کی کثرت کے نظر کرتے تم اُسکو سراہنے کے مستحق ہین وہ اپنی ذات سے سراہا
ہوا ہے پھر تم اسکو سراہو یا نہ سراہو وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ۝ اور اللہ کا ہی ہے جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ ہے زمین مین اور اللہ بس ہے کام بنانے والا
یہہ جملہ اوپر کے قول کی حکایت نہین بلکہ دوسرے کلام کی ابتدا ہے جملہ شرطیہ جو اُسکے بعد مذکور ہوتا ہے
اُسکی تمہید اور توطیہ ہے وللہ ما فی السموات ما فی الارض کے جملہ کو یہان تین بار مکرر لایا سو ہر جگہ نئے
فایدے پر تنبیہ کیا اور اس سے تین امر کو ثابت کیا پہلے بار جو کہا اُسسے آگاہ کیا کہ آسمان وزمین مین جو
کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اللہ تمکو اپنے تقوے کی وصیت کرتا ہے ایسے خاوند کی وصیت تمکو قبول کرنا
لازم ہے اور بھی فرقت کی حالت مین ہر ایک کو غنی کر دینے کا وعدہ دیا اُس پر بیان کیا آسمان
زمین مین جو کچھ ہے سو اللہ ہی کا ہے سب اُسیکے محتاج ہین وہ جسکو چاہے اسکو غنی کر دیتا ہے اُسکو
کسی طرف احتیاج نہین اس سے اللہ تعالیٰ کا جود و کرم وسیع ہونا ثابت ہوا دوسری آیت مین اس جملہ
کو ذکر کیا اُس سے آگاہ کیا کہ مطیعون کی طاعت اور مذنبون کی گناہ سے اللہ تعالیٰ منزہ ہے مطیعون کی
طاعت سے اسکی عزت وجلال نہین بڑھتی گناہ گارون کے گناہ سے کم نہین ہوتی اور جب فرمایا کہ آسمان و
زمین مین جو کچھ ہے سو اللہ ہی کا ہے بعد کہا اللہ غنی حمید ہے تو اُس سے آگاہ کیا کہ غنی وہی ہے ملک
اُسیکا ہے تمکو جو مطلوب ہے اُسی سے طلب کرو وہ آسمان وزمین کا مالک ہے تمکو دینے والا وہی ہے اس سے
اللہ تعالیٰ سب سے غنی ہونا ثابت ہوا تیسری آیت مین جو ذکر کیا سو اُس سے آگاہ کیا کہ بھروسا اللہ ہی پر
کرنا اسکے غیر پر تکیہ نہ کرنا کیا واسطے مالک آسمان وزمین کا وہی ہے تمکو باقی رکھنا ستیا ناس کرنا
سب اُسیکے اختیار مین ہے اگر چاہا تو تمکو فنا کر دیگا تمھاری جگہہ مین دوسرون کو مقرر کریگا اس سے
اللہ تعالیٰ کا تمامی مقدورات پر قادر ہونا ثابت ہوا ایک دلیل چند مدلولات پر جب دلالت کرے
تو اس دلیل کو مکرر ذکر کرنا بلاغت کے قاعدے سے مستحسن ہے کیا واسطے دلیل کا اعادہ کرے تو ذہن مین

اسکے مدلول کا علم علم حاضر ہونیکو لازم کرتا ہے اس مدلول کا علم جو حاصل ہوتا ہے نہایت قوی اور واضح
رہتا ہے اس سے ثابت ہوا اُسکو مکرر لانا نہایت حسن و کمال مین ہے اور بھی جب اسکو تین بار مکرر لایا اور ہر جگہ
اپنے جلال کے صفات سے ایک علاحدہ صفت کو اُس پر تفریع کیا تو آسمان و زمین کی پیدائیش مین شریف
اسرار اور جلیل مطالب ہونے پر ذہن کو تنبیہ ہوتی ہے اُسمین فکر کرنیکو اور اسکے احوال سے استدلال پکڑنیکو
آدمی کوشش اور سعی کرتا ہے اور اس سے خالق سبحانہ و تعالی کے صفات کی وصف کرتا ہے اور بھی قرآن شریف
کو نازل کرنیکا اصل غرض یہہ ہے اللہ تعالی کے غیر کی طرف جو چیز مشغول کرتی ہے اُس سے اپنی عقل
کو اور ہمت کو پھیرنا معرفت الٰہی مین اپنے تئین مستغرق کرنا اس جملہ کو مکرر لانے سے یہہ غرض حاصل
ہوتا ہے اور اسکی تاکید ہوتی ہے اس لئے مکرر لانا مستحسن ہوا اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ
وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ اگر اللہ چاہے تو تمکو لیجاوے ای لوگو اور لے آوے دوسرے لوگ یہہ خطاب
مشرک اور منافق کو ہے ای لوگو یعنی ای مشرک اور ای منافق اللہ قادر ہے اسپر کہ اگر چاہے تو تمکو
نیست و نابود کرے تمہارے بدل دوسرے لوگ جو وہ اللہ تعالی کے مطیع اور تم سے بہتر ہین لے آوے اس
جملہ مین کفار اور منافق کی تہدید ہے اُسکے معنی یون ہین اگلے لوگ جب اللہ سے کفر کئے اور اسکے
رسولون کی تکذیب کئے تو اللہ تعالی انکو جیسا ستیاناس کیا تمکو بھی کفر پر قایم رہے تو ہلاک کریگا بعضون
نے کہا اُسکے معنی یون ہین اللہ تعالی اگر چاہے تو ایکبارگی تم سب کو فنا کر دیگا دوسرون کو تمہاری جگہہ
مین دفعۃً پیدا کر دیگا پھر یہہ انسان ہو یا انسان کے سوائے اور کوئی خلقت معلوم کیجئے ان یشاء کا مفعول محذوف
ہے اسکے حذف ہونے پر جزا کا مضمون دلالت کرتا تھا اسکی تقدیر یون ہے ان یشاء فناءکم و ایجاد آخرین
یذہبکم یعنی تمھین فنا کرنا اور دوسرون کو ایجاد کرنا اگر اللہ چاہتا ہے تو تمکو دور کر لیجاوے اصل معنے یون ہین
باوجود تمہارے نافرمانیون کے اور کمال سرکشی و گناہون کے تمکو جو باقی رکھا ہے محض اسکی استغنائی اور
تمہاری عبادت سے بالکل بے پروائی کا سبب سے اور اُسکی مشیت کے جسکی بنا حکمتہاے بالغہ پر ہے تمکو فنا کرنے
سے تعلق نہین پکڑی ہے ورنہ آسمان و زمین کے مالک کو تمھین فنا کرنا اور دوسرون کو پیدا کرنا کچھ بڑی
بات نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِیْرًا ۵ اور اللہ اسپر توانا ہے یعنی تمکو ہلاک کرنے

اور غیر کو پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے جو ارادہ کرے تو وہ وقوع مین آتا ہو لم یزل اور لایزال

مین کلمیتہ قدرت کے ساتھ متصف ہو مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةِ جو کوئی چاہتا ہو اُجورہ دنیا کا سو اللہ کے یہان ہے اُجورہ دنیا کا اور آخرت کا بعضون نے

کہا یہہ آیت عرب کے مشرکون کے شان مین نازل ہوئی وہ لوگ اللہ تعالیٰ اپنا خالق ہے کرکر اقرار کرتے تھے

لیکن قیامت مین جی اوٹھنے کا اقرار نہین کرتے تھے اور دنیا کے خوبیان اپنے کو ملنا اور اُسکے برائیان اپنے

سے دُور ہونا کرکر اللہ تعالیٰ سے تقرب چاہتے سو اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی بعضے کہتے ہین منافقون کی

شان مین نازل ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلتے سو دُنیا کی منفعت یعنی غنیمت کی خواہش

واسطے نکلتے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی من کان کا جملہ شرطیہ ہے توبیخ اور انکار کو متضمن ہے اُسکی جزا فعند اللہ

ثواب الدنیا والاخرۃ کا جملہ ہے اس صورت مین جزا کے جملہ مین شرط کی اسم کی طرف پھیرنے ضمیر ہونا ضرور

ہے تا شرط وجزا مین ربط ہو سو وہ ضمیر محذوف ہو اُسکی تقدیر یون ہے فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ لہ ان

ارادہ یعنی اگر وہ چاہے تو اسکے لئے اللہ کے پاس دُنیا وآخرت دونون کا اجورہ ہے پھر کیا واسطے دنیا کی

اُجرت کو جو خسیس ہے طلب کرتا ہو دونون کے اُجورے کو کیون نہین طلب کرتا بعضے نحوی کہتے ہین شرط

کی جواب محذوف ہے اسکی تقدیر من کان یرید ثواب الدنیا فلا یقتصر علیہ ولیطلب الثوابین فعند اللہ

ثواب الدنیا والاخرۃ یعنے جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا تو اسی پر اقتصار نہ کرے دونون ثواب

کو طلب کیا چاہیے کیا واسطے اللہ کے پاس دنیا اور آخرت کا ثواب ہے آیت کا حاصل معنی یہہ ہے یہہ لوگ

اپنے اعمال سے اور جہاد سے دنیا کا فایدہ اور غنیمت جو طلب کرتے ہین نادان ہین خطا کرتے ہین اللہ تعالیٰ

کے پاس دنیا کا ثواب اور آخرت کا ثواب دونون ہین کیا واسطے فقط دُنیا کا ثواب مانگتے ہین حالانکہ

آخرت کے ثواب کے نظر کرتے دنیا کا ثواب کچھ نہین اگر وہ عاقل ہوتے تو آخرت کا ثواب مانگتے تا انکو اللہ

تعالیٰ وہ ثواب عطا کرتا اُسکے طفیل مین دُنیا کا ثواب بھی انکو ملتا خلاصہ اُسکا یہہ ہے جو شخص اپنے اعمال

سے دنیا کے حاصل ہونیکا ارادہ کیا تو اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ کے موافق اسکو کچھ دُنیا دیگا اور دُنیا

کی مضرت کو اُس سے دفع کریگا لیکن آخرت مین کچھ ثواب ہو کہ جسکی جزا ملے سو نہین جسنے اپنے عمل سے

اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کیا اور آخرت مین ثواب لینے کی خواہش کیا تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا
و آخرت دونون کا ثواب ہے دنیا مین جسقدر اللہ نے مقدر کیا ہے اتنا ہی ثواب ملیگا آخرت مین کامل جزا
ملیگی وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اور اللہ ہے سب سنتا دیکھتا یعنی اللہ تعالیٰ اُنکے باتون کو سنتا
ہے اور دنیا مین ثواب طلب کر کے اپنے دلونمین جو مخفی رکھتے ہین اسکو دیکھتا ہے بعضون نے کہا اپنے عمل سے
دنیا طلب کرتا ہے یا آخرت طلب کرتا ہے سو سب اللہ دیکھتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ
بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ - ای ایمان والو
قایم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے واسطے اگرچہ اپنے ہی پر ہو یا اپنے مان باپ پر یا قرابت والون پر
قوامین جمع قوام کی ہے قوام مبالغہ ہے قایم کا اُسکی معنی کھڑے ہونے والا اس سے ثابت رہنا مراد ہے مبالغہ کے
صیغہ مین ذکر کیا تا دوام پر دلالت کرے قسط کی معنی عدل و انصاف یعنی تم ہمیشہ انصاف پر قایم رہو شہداء
جمع شاہد کی ہے یا شہید کی اُسکی معنی گواہ کونوا کی خبر بعد خبر ہے یا حال ہے قوامین کی یا اُسکی صفت ہے یعنے
تم اپنی گواہی کو خالص اللہ کی ذات کیواسطے ادا کرو اسمین کسی کی پاس مروت نہ کیجو اگرچہ اپنے ہی پر ہو
یا اپنے مان باپ پر اور اپنے قرابت والون پر یعنی گواہی جو دیتے ہین اسمین اگرچہ اپنا نقصان ہو اللہ
تعالیٰ اس آیت مین اپنی ذات پر سچی گواہی دینے کا امر کیا اپنی ذات پر سچی گواہی دینے سے مراد حق بات
کا اقرار کرنا اقرار کو شہادت کہا گیا واسطے شہادت جیسی حق کو لازم کرتی ہے اقرار بھی ویسا ہی لازم
کرتا ہے یا مراد گواہی ہے کہ جس گواہی سے اپنا ضرر ہوتا ہے مثلاً ظالم سلطان پر یا اور کسی پر گواہی دیا
کہ جس پر گواہی دینے سے اپنی مضرت کا اندیشہ ہو اور اگرچہ اُس شہادت مین اپنے مان باپ کا اور اپنے
قرابت والون کا نقصان ہو إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا اگر کوئی تونگر ہے
یا محتاج ہے تو اللہ اُنکا زیادہ خیرخواہ ہے جملہ ان یکن غنیاً او فقیراً کا شرطیہ ہے جواب شرط محذوف ہے
فاللہ اولی بہما جواب شرط کی علت ہے اُسکی تقدیر یون ہے ان یکن غنیاً او فقیراً فلا تمتنعوا من الشہادۃ
علیہ فان اللہ اولی بہما منکم یعنی مشہود علیہ یعنی جسپر تم گواہی دیتے ہین وہ غنی یا فقیر ہے تو غنی کی خوشامدی
کیا فقیر پر ترس کھا کے شہادت ادا کرنے سے باز نہ رہیو کیا واسطے اللہ تم سے زیادہ اُنپر مہربان ہے

ثمن
ع ۱۷

اُنکے حال سے تمھارے سے بہتر واقف ہے اُنپر گواہی دینے مین مصلحت ہوتی تو گواہی کو مشروع نہ کرتا
معلوم کیجیئے اَوْ کی لفظ سے جب عطف کرتے ہین تو معطوفات خواہ دو رہین یا زیادہ سبکو واحد ٹھہرا
کے انکی طرف ضمیر مفرد کی پھیرتے ہین انکی خبر اور صفت وغیرہ بھی واحد ہی لاتے ہین یہان غنیًا اور فقیرًا
کو اَو کی لفظ سے عطف کیا اولیٰ بہما کی ضمیر جو انکی طرف پھرتی ہے اسکو مفرد نہ لاکے تثنیہ لے آیا اسکے کئی
وجہ ہین بعضون نے کہا اَو یہان جو آیا ہے واو کی معنی سے جب واو کی معنی سے ہو تو تثنیہ کی ضمیر دونون معطوف
کی طرف پھیرنا صحیح ہوا لیکن یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اَو کی حقیقی معنی جو تردید ہے صحیح ہوتے ہوئے
واو کی معنی سے جو مجاز ہے لینا صحیح نہین بعضون نے کہا ضمیر بہما کی غنی اور فقیر کی طرف جو مذکور ہوئے
نہین پھرتی بلکہ جنس غنی اور جنس فقیر کی طرف جن پر مذکور غنی فقیر دلالت کرتے ہین پھرتی ہے اور پر ہم جو کہے
تھے جواب شرط محذوف ہے اُسیکے لحاظ سے تھا گویا یون کہا ان یکن المشہود علیہ غنیًا او فقیرًا فلیشہد علیہ
فاللہ اولیٰ بجنس الغنی والفقیر یعنی مشہود علیہ غنی ہو یا فقیر چاہیئے اُس پر بھی گواہی دیوے کیا واسطے
جنس فقیر اور غنی کا اللہ خیر خواہ ہے ابو البقاء النحوی وغیرہ کہتے ہین اَو کا کلمہ یہان جو آیا ہے
تفصیل واسطے آیا ہے اسکی توضیح یون ہے مشہود لہ اور مشہود علیہ دونون غنی ہونگے یا دونون فقیر
ہونگے یا مشہود لہ غنی ہوگا اور مشہود علیہ فقیر ہوگا یا مشہود لہ فقیر ہوگا مشہود علیہ غنی ہوگا سو تفصیل
مین اقسام چار تھے انکو ذکر نہ کر کے اُنپر دلالت کرنے اَو کا لفظ لایا اِس تقدیر پر بہما کی ضمیر مشہود لہ
اور مشہود علیہ کی طرف پھرتی ہے پھر وہ دونون کسی صفت پر ہین فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰىٓ اَنْ
تَعْدِلُوْا سو تم جی کی خواہش کی پیروی مت کرو انصاف کرنے مین تعدلوا یا مشتق عدل سے ہے
انصاف کی معنی سے اِس تاویل پر مضاف محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی فلا تتبعوا کراہتہ ان
تعدلوا بین الناس یعنی لوگون مین انصاف کرنا مکروہ جانکے اپنے جی کی چاہ نہ مانو بعضے اُسکی معنی
یون کرتے ہین اپنے نفس کی خواہش کو ترک کرو تا تم متصف ہو عدل وانصاف کی صفت سے
یا تعدلوا مشتق عدول کے ہے میل کی معنی سے اس تاویل پر ان تعدلوا کا جملہ مصدر کی تاویل مین
ہوکے مفعول لاجلہ ہوگا اس تاویل پر ان تعدلوا آیا علت نہی کی ہوگی اور لا کا لفظ مقدر ہے تقدیر

یون ہے ولا تتبعوا الھویٰ لان لاتمیلوا عن الحق یعنی ہوا کی متابعت مت کرو تا حق سے میل نکرے
یعنے ہوا کی متابعت نکروگے تو حق سے میل نکرینگے یا علت منہی عنہ کی ہے اس تاویل پر لا کی تقدیر کرنیکی
حاجت نہین یعنی یون ہوگی ہوا کی متابعت مت کرو کیا واسطے ہوا کی متابعت کروگے تو حق سے میل
کرینگے یعنی حق سے تجاوز کروگے وَاِنْ تَلْوٗا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا
اور اگر تم زبان کو پھیروگے یا کنارہ کشی کروگے تو مقرر اللہ تمھارے کام سے آگاہ ہے تلوا مین دو قرأت
ہین اکثر قرا تلوا لام کے سکون سے اُسکے بعد دو واو پہلا واو مضموم ہے لیکن قرآن کے رسم الخط مین
ایک واو کو حذف کرکے ایک ہی واو سے لکھا کرتے ہین اس قرأت پر تلوا مشتق لیّ سے ہے لی کی اصل
معنی پھیرنا اور پیچ دینا یعنے شہادت ادا کرنے مین اگر تم زبان پھیروگے زبان پھیرنے سے مراد حق کو دفع اور
باطل کرنا یا تحریف وتبدیل کرنا یعنی شہادت ادا کرنے مین زبان کو پھیر کے برخلاف شہادت ادا کروگے
اور حق کو باطل کروگے یا شہادت ادا کرنے مین تحریف وتبدیل کروگے ہمارا اوپر کا ترجمہ اسی قرأت پر ہے
ابن عامر اور حمزہ اسکو تلوا لام کی ضم اور واو کی سکون سے قرأت کرتے ہین اُنکی قرأت پر تلوا ایک ہی واو سے
ہوگا مشتق ولایت سے ولایت کی معنی کسی چیز پر اقبال اور متوجہ اور اوسمین مشغول ہونا یعنی شہادت ادا کرنے پر
تم متوجہ ہونگے اور پوری ادا کرینگے بعضے کہتے ہین اس قرأت پر بھی وہ مشتق لیّ سے ہے اعلال کئے بعد تلووا ہوا
واو کے ضم کو نقل کرکے خلاف قیاس لام کو دئے اور واو کو حذف کئے لیکن یہہ وجہ بہت ضعیف ہے تعرضوا
سے مشتق ہے اعراض کی اصل معنی منہ پھیرنا یہان مراد شہادت ادا کرنے سے کنارہ کشی کرنا اور اسکو ادا نہ کرنا
معلوم کیجئے تلووا اور تعرضوا دونون کی لغوی معنی قریب قریب ہین لیکن یہان تلووا سے شہادت جیسی تھی ویسی
ادا نکرکے اُسمین تغیر اور تبدل کرنا اور تعرضوا سے شہادت بالکل ادا نہ کرنا مراد ہے وَاِنْ تَلْوٗا اور تعرضوا
کا جملہ شرطیہ ہے اسکی جزا محذوف ہے فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ آہ کا جملہ محذوف جزا کی دلیل ہے اسکی تقدیر یعاقبکم
ہے یعنی اگر تم زبان کو پھیروگے یا کنارہ کشی کروگے تو اللہ تعالی تمکو سزا دیگا کیا واسطے اللہ تعالی تمھارے
کامون سے واقف ہے بعضون نے یجازیکم کی تقدیر کرتے ہین یعنی اللہ تمکو جزا دیگا نیکی کرنے والون کو نیکی کی جزا دیگا
اور بدی کرنے والونکو بدی کی جزا دیگا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ

نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور کتاب پر جسکو نازل کی جو اپنے
رسول پر اور کتاب پر جو نازل کی ہے پہلے کلبی نے اپنی تفسیر میں ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن سلام اور اسد اور اسید دونوں فرزندان کعب کے اور ثعلبہ بن قیس اور سلام بھانجا عبد اللہ بن سلام کا
اور سلمہ بھتیجا عبد اللہ بن سلام کا اور یامین بن یامین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ ہم آپ پر اور
آپکی کتاب پر اور موسیٰ پر اور توریت پر اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں انکے سوائے جتنے کتب اور جو رسول ہیں انکے
منکر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا نہیں بلکہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول محمد پر اور اسکی کتاب قرآن
پر اور سارے کتابوں پر جو قرآن کے آگے ہوئے ہیں پھر وہ کہے ہم ایسا نہ کرینگے پھر یہ آیت نازل ہوئی پھر وہ سب کے سب اسپر
ایمان لائے ثعلبی نے کلبی کی طریق سے ایسا ہی سند روایت کی ہے واحدی نے اسکو کلبی سے جو روایت کی سو اسکو
کلبی سے نقل کی ہے اس قول پر آیت کی معنی یوں ہونگے اے لوگ جو ایمان لائے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت پر ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اس قول پر رسول سے مراد جنس رسول ہے
یعنی جتنے پیغمبر ہوئے ان سب پر ایمان لاؤ بعضوں نے کہا یہ خطاب سب اہل کتاب کو ہے اس قول پر رسول سے مراد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آیت کے معنی یوں ہیں اے لوگ جو ایمان لائے ہیں موسیٰ اور توریت پر اور عیسیٰ اور
انجیل پر ایمان لاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر بعضے کہتے ہیں یہ خطاب منافقون کو ہے اب معنی یوں ہونگی
اے لوگ جو ایمان لائے ہیں زبان سے نہ دل سے اپنے دلون سے ایمان لاؤ تا وہ ایمان تمکو نفع دیوے کیا واسطے زبان
سے ایمان لاویں دل اسکے موافق نہو تو وہ ایمان نفع نہیں دیتا بعضوں کا قول ہو کہ یہ خطاب مومنون کو ہے
انکے قول پر امنوا کو جو میم کی کسر سے ہے دوموا علی الایمان کی معنی سے لینا معنی یوں ہے ای لوگ جو ایمان لائے
ہیں ماضی اور حال میں ایمان لاؤ استقبال میں اور اسپر دایم رہو اور ثابت رہو دوموا کی تقدیر کرے کیا واسطے
اسکی تقدیر نکرے تو تحصیل حاصل لازم آتی ہے ان سب اقوال پر الکتاب الذی نزل علی رسولہ سے قرآن اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں الکتاب الذی انزل من قبل سے جنس کتاب مراد ہے یعنی ایمان لاؤ قرآن
پر اور سارے کتابوں پر جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولون پر قرآن کے آگے نازل کی ہے نزل نون اور زا سے
معجمہ کی فتح سے تشدید کے ساتھ ماضی معروف کا صیغہ ہے باب تفعیل سے اور انزل ہمزہ اور زا کی فتح

ماضی معروف ۔ کا صیغہ ہے باب افعال سے یہہ قرأت نافع اور عاصم اور حمزہ اور کسائی اور ابوجعفر اور خلف اور یعقوب کی ہے ترجمہ ہمارا اسیکے موافق ہے اس قرارت پر دونون فعل کا فاعل ضمیر ہے اللہ تعالی کی طرف راجع ہے ابن کثیر اور ابوعمرو اور ابن عامر نزل کو نون کی ضم اور زاے معجمہ مشددہ کی کسرسے ماضی مبنی للمفعول کا صیغہ باب تفعیل سے اور انزل کو ہمزہ کی ضم اور زاے معجمہ کی کسر سے ماضی مجہول کا صیغہ باب افعال سے قرارت کرتے ہین اس قرأت پر معنی یون ہوگی کتاب پر جو اُتاری گئی ہے اپنے رسول پر اور کتاب پر جو اُتارے گئی ہے پہلے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۤئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اور جو کوئی کافر ہووے اللہ سے اور اُسکے فرشتون سے اور اُسکے کتابون سے اور اُسکے پیغامبرون سے اور پچھلے دن سے تو وہ مقرر گمراہ ہوا دور پڑا راہ بھول کر معلوم کیجے اللہ تعالی نے ایمان کے مرتبون سے تین چیز کو ذکر کیا ایمان لانا اللہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر کفر کے مرتبون مین پانچ چیزون کو ذکر کیا کفر اللہ سے فرشتون سے کتابون سے پیغمبرون سے یوم الآخر یعنی قیامت کے دن سے کیا واسطے ایمان کے مرتبہ مین جب اللہ پر اور کتاب پر اور رسول پر ایمان لاوے تو کتاب جن پر ایمان لانے کا حکم کیا ہے اور رسول نے جو باتین کہا ہے اُن سب پر ایمان لانا لازم ہوا اس لئے ملائکہ اور یوم الآخر کو ذکر نہین کیا کفر کی جانب مین دو چیز کو افزود کیا کیا واسطے اس جانب مین پانچون چیزون سے ایک چیز بھی متحقق نہو تو اُسکا ایمان متحقق نہوگا بلکہ اسکا کفر ثابت ہوگا بعضے لوگ اللہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر ایمان لاتے تھے لیکن فرشتون سے یا قیامت سے منکر ہین سو اُنکے کفر پر نص کیا معلوم کیجے معطوفات جو واو سے معطوف ہوتے ہین اُنکا حکم کبھی ہر ہر واحد کی طرف رجوع کرتا ہے کبھی مجموع کی طرف اسکا مدار قراین پر ہے یہان قراین پر نظر کرتے کفر کا حکم اُنکے ہر ہر فرد کے ساتھ تعلق پکڑا ہے فقط مجموع کے ساتھ تعلق نہین پکڑا کیا واسطے اُن سب پر ایمان لانا واجب ہے اُن سے ایک چیز بھی منتفی ہوگی تو ایمان منتفی ہوگا کیا واسطے بعض منتفی ہونے سے کل بھی منتفی ہوتا ہے اس تقریر سے واو کو او کی معنی سے لینے کی احتیاج نہین ملایک اور کتب اور رسل کو جمع کے لفظ سے ذکر کیا کیا واسطے اُن سے ایک کے ساتھ بھی کافر ہو تو کل کے ساتھ کافر ہوا ضلّ ضلالاً بعیدا یعنی راہ یعنی راہ حق سے نہایت دُور پڑا پھر اسکو سیدھی راہ پر آنا دشوار ہوتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

۵۹ ورد

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ؕ

مقرر جو لوگ ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر بڑھتے گئے انکار مین تو اللہ انکو ہرگز بخشنے والا نہین اور نہ بتاویگا انکو راہ بعضے مفسرون نے کہا یہہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی ہے موسیٰ علیہ السلام پر پہلے ایمان لائے بعد بچھڑے کی پرستش کرکے کافر ہوئے بعد ایمان لائے پھر عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کے منکر ہوئے بعدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن سے کافر ہونے سے انکا کفر بڑھ گیا بعضے کہتے ہین منافقون کی شان مین نازل ہوئی ہے وہ ایمان لائے بعد کافر ہوئے پھر ایمان لائے یعنی زبان سے اس طور پر کہ ایمان ظاہر کئے تا اُنپر احکام مسلمانون کے جاری ہون ذلت سے کفر کے یا قتل سے بچین پھر وہ کفر کی حالت پر مرنے سے انکا کفر بڑھ گیا یا کفر کی حالت مین گناہ کے مرتکب ہونے سے کفر بڑھگیا منافق اول ایمان لاکے بعد منکر ہوئے جو بولا شاید اس ایمان سے مراد وہ ہے جو اہل یہود سے سنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے بعد جب حضرت مدینہ کو تشریف لیگئے تو منکر ہوئے بعد ابی بن سلول وغیرہ ظاہر مین ایمان لاکے دل مین کفر پر رہے پھر اُسی پر موئے بعضون نے کہا یہہ چند شخص تھے ایمان لائے بعد مرتد ہوئے پھر ایمان لائے پھر مرتد ہوئے کفر انکا زیادہ ہوا اسواسطے پر موئے کفر زیادہ ہوا کیا واسطے جس سے ایمان لانا مرتد ہونا مکرر ہو تو اُسکے حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکے دلمین ایمان کو کچھ جگہ اور مرتبہ نہین کیا واسطے اُسکے دلمین ایمان کو جگہ اور کچھ مرتبہ رہتا تو ذرری بات سے ایمان کو ترک نہ کرتا جسکے دلمین ایمان کی جگہ نہ رہے تو اُسکے ظاہر حال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص صحیح ایمان دل کے خلوص سے نہین لایا کفر کی زیادتی جو ہوئی کیا واسطے اُس نے ایمان کو کھیل مقرر کیا اسی پر نظر کرکے فرمایا اللہ انکو مغفرت نہین کرتا یعنی ایسا شخص صحیح ایمان لانا دل سے توبہ کرنا بہت نادر ہے جب ایمان صحیح نہوا تو مغفرت بھی اُسکو نہوگی ایسا ہی گناہ سے مرتکب ہونے والا گناہ سے توبہ کرے پھر مرتکب ہوتے جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا توبہ صحیح نہین غالب ہے کہ ویسا شخص اپنے فسق پر ہی مریگا مغفرت نہین کرنے سے مراد یہہ نہین کہ اگر وہ شخص ایمان صحیح لاوے اور دل سے توبہ کرے تو اسکا ایمان صحیح نہین اور اسکو مغفرت نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ خبر دیچکا ہے

کفر سے توبہ کرے تو اسکا توبہ مقبول ہے اس تقریر سے لم یکن اللہ لیغفر لھم پر اشکال جو وارد ہوتا تھا دفع ہوا
اشکال کی تقریر یون ہے کفر کو نہ بخشنے کا حکم اس آیت مین مذکور ہوا مطلق ہے خواہ پیش از توبہ کے ہو یا
بعد از توبہ کے مراد ہو تو صحیح نہین کیا واسطے کفر بالکل معاف نہین ہوتا خواہ ردت کی تکرار ہو یا نہ ہو
بعد از توبہ کے مراد ہو تو باطل ہے کیا واسطے کفر کا اگرچہ تکرار ہو لیکن توبہ سے ساقط ہونا آیات و احادیث
اور اجماع سے ثابت ہے اس اشکال کے جواب کا خلاصہ یہہ ہے یہہ کلام لوگ کے غالب احوال اور عادتون
کے نظر کرتے نکلا ہے جو کوئی اسلام سے کفر اور کفر سے اسلام کی طرف پھرتا رہے تو اُسکے دلمین ایمان کو کچھ مرتبہ
نہین رہتا ایسے شخص کے ظاہر پر دیکھئے وہ کفر پر ہی مرتا ہے اس اشکال کا دوسرا جواب یہہ ہے الذین کا
لفظ اس آیت کے شروع مین استغراق کیو اسطے نہین بلکہ اس سے چند معلوم اشخاص مراد ہین جنکا توبہ نہ کرنا اور
کفر پر مرنا اللہ تعالی کے علم مین متحقق تھا سو انکو کفر پر مرنیکی خبر دی تیسرا جواب یہہ ہے انکو نہ بخشنا منوط
ہے اُنکے توبہ نہ کرنے پر گویا تقدیر یون ہے اللہ انکو نہ بخشیگا جب تک کفر پر باقی رہے اور بن توبہ کے مرے
اگر معترض کہے اس تقدیر پر معطوفات جو مذکور ہوئین انکو ذکر کرنے سے فایدہ کچھ حاصل نہین ہم جواب دینگے
ذکور صفت کے آدمی کا کفر نہایت قبیح اور اسکی خیانت بہت عظیم اور دوزخ مین اوسکو کمال سزا ہے اسلئے
اُسکو ذکر کیا انکو راہ نہ بتائیگا جو فرمایا یعنے اللہ انکو ہدایت کی راہ نہ بتائیگا یا کفر کے سبب سے انکو مہتدین
یعنی ہدایت پانیوالے نہ کریگا بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ خبر دے منافقون کو کہ مقرر
انکو ہے دکھ کی مار بشر کی معنی خوشی سنانا بشارت سے مشتق ہے بشارت کی معنی خوشخبری دینا اُسکے مقابل
انذار ہے یعنی برائی کی خبر سنانا یہان بشر کو اخبر کی معنی مین یا انذر کی معنی مین استعمال کیا یعنی خبر دے
یا ڈرا اے محمد بشر کو مثلاً انذر کی جگہہ مین استعمال کرنے کو اہل بلاغت تہکم کہتے ہین یعنی ٹھٹول کرنا یہہ تہکم فصاحت کے
اقسام مین ہے معلوم کیجئے اوپر کی آیت کو جس نے منافقون کے شانمین نیا وہ یون کہتا ہے اللہ تعالے
نے منافقون کو مغفرت نہ کرنیکی اور جنت کی طرف جانیکی راہ نہ بتانیکی خبر دیا بعد یہہ خبر دیا انکو بہشت مین
داخل نکرنا بس نہین بلکہ اسکے ساتھ سخت عذاب کی مزہ چکنی ہے الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ؕ

وہ جو پکڑتے ہین کافرون کو رفیق مومنونکو چھوڑکر کیا ڈھونڈھتے ہین اُنکے پاس عزت سو بیشک عزت ساری اللہ کی ہے الذین المنافقین کا یا بدل ہے یا اُسکی نعت ہی یا منصوب علی الذم ہے یعنی مذمت کرتا ہون انکی جو پکڑتے ہین یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اسکی تقدیر ہم الذین یعنی وہی منافق وہ ہین جو پکڑتے ہین اس الذین سے منافق اور کافرین سے یہود مراد ہین ایبتغون مین کا ہمزہ استفہام انکاری ہے یہہ انکار منافقون کی رای باطل اور انکی آس کی نراس ہونیکا فایدہ بخشتا ہے اس کی علت کو بیان کرنیکے واسطے فان العزۃ کے جملہ پر فاء تعلیلیہ لایے بولا عزت کی اصل معنی شدت بعد اسکو قوت مین استعمال کئے منافق کہا کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام ہوگا چند روز مین انکے تابعدار خوار و ذلیل ہو جاوینگے بہتر یہہ ہے کہ ہم یہود سے دوستی لگا رکھنا وقت پڑا تو ان سے ہمکو عزت اور قوت ہوگی سو منافقون کے اس گھمنڈ کو اللہ تعالی نے رد کیا اور بولا تم مسلمانونکی دوستی چھوڑکر یہودیون کو اپنا دوست ٹھہراے ہین انکی سازش مین رہا کرتے ہین جا جا انسے مشورت کرتے ہین مسلمانونکے راز پر انکو آگاہ کرتے ہین ان سے اعانت کا دم مارتے ہین سو کیا یہود سے عزت اور قوت اور مدد چاہتے ہین یہہ تمہارا خیال خام ہی کیا واسطے سب طرح کی قوت اور غلبہ اللہ کو ہے اور عزت کے جتنے افراد ہین اتنے سب اللہ تعالی سے جناب مین منحصر ہین وہ سب عزتین حاصل نہونگے مگر اللہ تعالی کے دوستون کو کہ جنکے واسطے قوت و غلبہ مقرر کیا ہی اور فرمایا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یہہ اللہ تعالی کے غیر سے کو باطل کرتا ہی کافرون کو ایک طور کی عزت بالفعل ہو تو اُسکو اعتبار نہ کیجیے وہ ایسی ہی کی اللہ تعالی نے جسکو چاہی ہین ہی عزی بزہ سے عوض نے کہا فان العزۃ کا جملہ محذوف شرط کی جواب ہے اسکی تقدیر گویا یون ہے ان یبتغوا عزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنی اگر انکا فرون سے عزت منا تو ساری عزتین اللہ ہی کو ہین جمیعا حال پڑا ہے ضمیر مستکن سے جو اللہ کے متعلق مین ہے معلوم کیجیے اس آیت مین اللہ تعالی نے عزت کو اپنی ذات مین حصر کیا دوسری آیت مین فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین سو اسمین کچھ تناقض نہین کیا واسطے عزت اور قدرت کا مدار اللہ تعالی کی ذات مین منحصر ہے اُسکے سوا دوسرون کو وہ سبحانہ عزت دینے سے عزیز ہوتا ہے وہ سبحانہ قدرت دینے سے قادر ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو عزت جو حاصل ہے وہ حاصل نہین ہوئی مگر اللہ تعالی کی طرف سے صورت جب ایسی ہو تو عزت سب اللہ کو ہی متحقق ہوئی۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۔ اور تحقیق اتار چکا ہے تمپر کتاب مین کہ

جب سنو اللہ کی آیتون پر انکار ہوتی ہے اور ہنسی ہوتی ہے تو نہ بیٹھو اُنکے ساتھ یہان تک کہ وہ بیٹھین اور بات مین
اسکے سوا مفسرین کہتے ہین کفار قریش اپنی مجلسون مین قرآن شریف کی آیتون کی ٹھٹھی کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ سورہ
انعام کی آیت واذا رایت الذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ نازل کی یہہ آیت
مکہ مین نازل ہوئی مدینہ کو جب ہجرت کیئے مدینہ کے یہود مشرکون کی اقتدا کرکے آیتون پر ٹھٹھی کرنا شروع کئے
منافق جاکے انکے پاس بیٹھتے ٹھٹھی مین انکے ساتھ شریک ہوتے سو اللہ تعالیٰ منافقون کو خطاب کرکے فرماتا ہی اللہ
تعالیٰ اپنی کتاب مین نازل کرچکا ہی کہ جہان اللہ کے آیتون کی انکار اور اسکی ٹھٹھی ہوتی ہے تو وہان تم مت
بیٹھو جب تک کہ وہ کفر و استہزا کی بات چھوڑکے دوسرا بات شروع کرین نزّل کو نون کی اور زا کی فتح سے نافع
اور ابوجعفر اور عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف اور یعقوب قرأت کرتے ہین ترجمہ ہمارا اسی قراءت
پر ہے اس قراءت پر نزّل کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے جملہ ان اذا سمعتم آہ مفعول بہ ہے دوسرے
قرا نون کی ضم اور زا کی کسر سے مجہول کے صیغہ پر قرأت کئے ہین انکی قرأت پر ان اذا سمعتم کا جملہ نائب
فاعل ہوگا اب ترجمہ یون ہوگا کفر اور استہزا کے وقت انکے ساتھ بیٹھنے سے تمپر منع نازل کی گئی ہے اِنَّکُم
اِذاً مِّثلُہُم مقرر تم اسوقت اُنکے برابر ہین یعنی تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہین اور اللہ کی آیتون سے کفر اور
استہزا کرنے والونکے ساتھ بیٹھتے ہین تو تم بھی کفر مین انکے برابر ہین کیا واسطے تم کفار کے اس فعل پر راضی
ہین اُنکے پاس خوشی سے جاکے بیٹھتے ہین علما کہتے ہین اس سے ثابت ہوا جو شخص کفر پر راضی ہوا تو وہ بھی
کافر ہے ایسا ہی جو شخص منکر امر پر راضی ہوا اُسکے کرنے والون کے ساتھ مخالطت کیا تو اُن پر جو گناہ ہے
اُس پر بھی وہی گناہ ہوگی اگرچہ وہ شخص اس منکر کا مباشر ہوے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے اسکو مثل کے لفظ
سے ذکر کی ہے یہہ اسوقت ہے انکے ساتھ رضامندی سے بیٹھے منافق یہود کے پاس جو بیٹھتے تھے اسی قبیل سے
تھا اگر کوئی شخص امر منکر کا مباشر نہین ہوا اُس امر کو کرنے سے راضی نہین تھا بلکہ اس سے ناخوش تھا محض اندیشے
سے انکے ساتھ بیٹھا ہی تو اسمین اثم نہین مسلمان مکہ مین کفار قریش کے پاس جو بیٹھتے تھے اسی قبیل سے تھا اِنَّ اللہَ
جَامِعُ المُنٰفِقِینَ وَالکٰفِرِینَ فِی جَہَنَّمَ جَمِیعاً ۟ مقرر اللہ یکجا کرنے والا ہی سب منافقون کو اور کافرونکو
دوزخ مین یعنی منافق کافرون کے ساتھ جمع ہوکے اللہ کے آیات سے کفر و استہزا جیسی کرتے ہین ویسا ہی اللہ تعالیٰ قیامت مین

منافقون کو اور کافرون کو دوزخ مین یکسان کرکے عذاب دیگا الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ
كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللَّهِ قَالُوا أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وہ لوگ جو تکا کرتے ہین تمکو پھر اگر ہووے تمکو کوئی
فتح اللہ کی طرف سے تو کہین کیا ہم نتھے تمہارے ساتھ یہہ الذین اوپر کے الذین کی بدل ہے یا المنافقین کی نعت ہے تربص کی معنی
انتظار کرنا یعنی منافق تمکو خرابی یا خرابی پہنچنے کی انتظار مین رہتے ہین تمکو یعنی مسلمانون کو کچھ نصرت یا فتوح ہوتا ہے
غنیمت ملتی ہے تو منافق کہتے ہین کیا ہم تمہارے ساتھ نہین تھے یعنی ہم بھی تمہارے ساتھ شریک تھے ہمکو بھی اسمین حصہ دیجیے

ہے وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ
اور اگر ہووے کافرون کو کچھ نصیب کہین کیا ہمنے گھیر لیا تھا تمکو اور بچا دیا مسلمانون سے کافرونکو کچھ نصیب ہونے سے مراد انکو
کچھ غلبہ اور فتوح ہونا یعنی کافرون کو فتح ہووے اور انکو غنیمت ملے تو منافق کہتے ہین کیا ہمنے گھیر نہ لیا تھا تمکو استحوذ کی معنی
استیلا اور غلبہ یعنی دستیاب ہونا یا غالب ہونا اور رسائی کرنا استحوذ علیہ یعنی غلب علیہ یعنی اسپر غالب آیا اور رسائی کیا
نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین کی معنی مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین ہم تمپر غالب ہوگئے تھے اور تمکو اسیر اور قتل
کرنے پر قادر تھے لیکن تمہاری دوستی مین ہم رہنے سے تمکو اسیر اور قتل کرنے سے مانع ہوے اور مسلمانون سے
تمکو بچا دیے امور جنگ مین ہم کنارہ کشی کیے اور انکے بھیدون پر تمکو اطلاع کیے بعضے کہتے ہین کفار اور یہود اسلام مین داخل
ہو جانیکا قصد کیے تھے لیکن منافق انکو اس قصد سے باز رکھے اور انکو اسلام سے نفرت ہونیکی راے دیے اور کہے تھے
کہ ہمکو اسلام لاتے ہین چند روز مین مسلمانونکا امر سست ہو جاتا ہے تمکو غلبہ حاصل ہوگا سو اس امر کی طرف نظر کرکے کہے الم نستحوذ
علیکم ونمنعکم من المؤمنین یعنی تم جو تجویز کیے تھے اس تجویز سے ہم تمکو پھیرے اور تمہاری تجویز پر ہماری تجویز غالب ہوئی
مسلمانون کے دین مین داخل ہونے سے ہم تمکو منع کیے تمکو لابد حصہ دینا یعنی مال غنیمت اسکو تم اور ہم بانٹ کھانا اسکا حاصل یہہ ہے منافق کفار اپنی
منت دہرکے ان سے کچھ لینا چاہتے ہین معلوم کیجیے مسلمانون کو ظفر ہوکے جو فتح حاصل ہوتی ہے اسکا نام فتح رکھا کافرونکو ظفر ہوکے فتوح جو
حاصل ہوئی اسکو نصیب کہا سو مسلمانون کی تعظیم اور کافرون کے حصہ کی تحقیر کیواسطے کیا ہے مومنون کا بہت بڑا امر ہے جسکے واسطے
آسمانون کے دروازے کشادہ ہوتے ہین اللہ تعالیٰ کے اولیا ملائکہ فتوحات لیکے اترتے ہین کافرون کی ظفر جو ہوئی انکو حاصل
ہوا اگر دنیا جو نہایت حقیر ہے جسکو پایداری نہین انکے لئے اس سے کچھ باقی نہین رہا مگر یہہ رہا سو انکے گردنون
پر دنیا مین خون اور آخرت مین عذاب عظیم فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سو اللہ حکم کریگا تمہارے بیچ قیامت

دن یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے اور منافقوں کے درمیان فیصلہ کریگا اس سے مقصود یہہ ہے منافق دنیا میں ایمان ظاہر کرنے سے اللہ تعالیٰ ان سے ہاتھ رکھینگا اور انپر قوارنہ چلا کا حکم کیا ہو قیامت پر انکی سزا رکھی ہے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۰ اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافروں کو مومنوں پر راہ یعنی کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہ دیگا کافروں کو مومنوں پر کچھ راہ نہیں جو بولا اسمین دو قول ہین علی ابن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین یہہ قیامت سے ہے اُس روز اللہ تعالیٰ مومنوں کو غالب کریگا بہشت میں داخل کریگا کافروں کو رسوا کریگا دوزخ میں ڈالیگا اس جملہ کو فاللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ کے جملہ پر عطف کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے عبد الرزاق اور فریابی اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم روایت کیے ہین کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا حالانکہ کافر ہمسے جنگ کرتے ہین اور ہم پر غالب پڑتے ہین اور ہمکو قتل کرتے ہین علی رضی اللہ عنہ اُس شخص کو کہے تو بیکر نزدیک نزدیک آ جب نزدیک ہوا تو فرمائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ کریگا کافروں کو مسلمانوں پر راہ نہ دیگا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن جریر علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر راہ نہ دیگا سو یہہ قیامت کے دن ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر ابی مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین سدی وغیرہ کہتے ہین کافروں کو مومنوں پر راہ نہیں سو دنیا مین ہے راہ سے مراد حجۃ اور دلیل ہے یعنی مومنوں کی حجت اور دلیل دنیا مین کافروں کی غالب ہے دلیل کے رو سے کافر مومن پر غالب نہوگا بعضے کہتے ہین کافروں کو مومنوں پر راہ نہیں سو اسکی معنی یہہ ہے مومنوں کی دولت پوری دنیا مین سے محو ہو جانا یا سب کے سب مجانا کہ کوئی مومن باقی نہ رہنا بعضے کہتے ہین انکو مومنوں پر راہ نہیں شرع کی رو سے اور شرع کے نظر کرتے شریعت اسلام سب شریعتوں پر قیامت تک غالب رہیگی اس حکم پر شرعی چند مسئلے متفرع ہوتے ہین نہ اپنے قرابتی مسلمان کا وارث ہوگا کافر مسلمان کے مال پر دست پائے تو اسکا مالک نہیں کافر کا مسلمان غلام خرید کرنا جائز نہیں مسلمان ذمی کو قتل کرنے سے مسلمان کو قتل نہ کرینگے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ بیشک منافق دغا کرتے ہین اللہ سے اور وہی انکو دغا دیگا خدع کی اصل معنی دل مین ایک برائی کا ارادہ رکھکے ظاہر میں اسکی بھلائی نمود کرنا تا وہ شخص اپنے ارادہ سے باز رہے یہہ معنی یہان بن نہیں سکتی کیا واسطے اللہ تعالیٰ پر تو کوئی چیز مخفی نہیں ہتی اسکے ساتھ خدع کرنا ممکن نہیں اسلیے خدع سے خدع کی صورت لیا یعنی منافق اللہ سے معاملہ جو کرتے ہین دغا کے معاملہ کے مانند کرتے ہین

ع ۱۸

بعضون نے کہا اللہ سے دغا کرتے ہین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دغا کرتے ہین ایمان ظاہر کرتے ہین دلمین کفر
رکھتے ہین رسول اللہ علیہ وسلم سے خدع کرنا حقیقت مین اللہ سے خدع ہے اس لیے اسکی نسبت اللہ کی طرف کی خادع اسم فاعل کا
صیغہ ہے خادعت کا عربی مین خادعہ کہا تو اسکی معنی خدع مین اسپر غالب آیا اسکی خدع سے بڑھکے خدع کیا اللہ خدع کرنے سے مراد انکی دغا
کی جزا دینا عذاب سزا کو مجازاً خدع سے تعبیر کیا اسکو اہل بلاغت مشاکلہ کہتے ہین حسن بصری اور سعید بن جبیر اور سدی کہتے ہین
اللہ ان سے خدع کریگا سو قیامت کے دن ہے مومنون کے ساتھ جیسا نور ہے انکو بھی روشنی نمود کریگا مسلمانون کے ساتھ اس روشنی مین
چلینگے جب اوپر پہنچینگے تو مومن اپنے نور کی روشنی مین صراط پر سے گذر جائینگے اور منافقون کی روشنی بجھ جائیگی اندھیرے مین
ٹٹولنا شروع کرینگے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى اور جب کھڑے ہوتے نماز کو تو کھڑے ہوتے جی ہارے
یعنی سستی سے کسالیٰ جمع کسلان کی ہے مشتق کسل کی معنی کاہلی سستی سبب اس سستی کا یہہ ہے منافق نماز جو پڑھتے ہین یا
اس سے وہ ثواب ملنے کی امید نہین رکھتے اسکو چھوڑنے سے عذاب ہونیکا اندیشہ نہین کرتے نماز کو ترک کرینگا یا انکے پاس عیش
قوی ہے نماز پڑھنے کو انکے پاس کچھ وجہ نہین مگر لوگونکا اندیشہ ہے جسکو نماز پڑھنے کی وجہ یہہ ہی تھی اس سے نماز نہ ہوگی مگر سستی [illegible]
کے لئے يُرَآءُوْنَ النَّاسَ دکھانیکو لوگون کے یعنی منافق نماز جو پڑھتے ہین محض لوگونکو دکھانیکے واسطے ریا اور سمعہ کی نماز پڑھتے ہین
نماز اپنے پر واجب ہونے کا اعتقاد نہین رکھتے یراؤن مضارع ہے باب مفاعلہ کا مشتق رویت سے معلوم کیجیے فعل جو دو کے درمیان ہوتا ہے اسکے
واسطے باب مفاعلہ آتا ہے یہان رویت دو کے درمیان نہین اسکے واسطے یہہ صیغہ ذکر کیا سو وجہ یہہ ہے ریا کیلئے نماز پڑھنے والا اپنی نماز دوسرونکو
دکھاتا ہے دیکھنے والے اسکی نماز مستحسن دیکھتے ہین اس جہت سے یہہ فعل دو کے درمیان ہوا وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا
اور یاد نہین کرتے اللہ کا مگر تھوڑا ذکر اللہ سے نماز مراد ہے نماز کو ذکر بولا کیا واسطے نماز ذکر پر مشتمل ہے یعنی وہ لوگ نماز نہین پڑھتے
مگر تھوڑی اپنی معرفت اور ہم جنس والے لوگ مین رہے تو نماز بالکل نہین پڑھتے غیر لوگ ہون تو حتی المقدور اپنے کو روپوش کرنیکی
سعی کرتے ہین جو روپوش ہونا بن نہ پڑے تو لاچار نماز مین داخل ہوتے ہین اگرچہ طہارت نہو بعضون نے کہا ذکر نہین کرتے یعنی سو نماز مین
جو ذکر اسکو پکارکے کہنا ہے اسکو کرتے ہین جو ذکر آہستہ کرنا ہے جیسے قرأت اور تسبیحات وغیرہ انکو چھوڑ دیتے ہین پھر وہ اللہ کو
یاد نہین کیئے مگر تھوڑی مسلم اور ابوداؤد اور بیہقی اپنی سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
وہ منافق کی نماز ہے یعنی عصر کی نماز کو تاخیر کرکے پڑھنا منافق کی نماز ہے آفتاب کو تکتا بیٹھتا ہے یہان تک کہ سورج شیطان کے دونون
قرن کے درمیان ہوتا ہے تو کھڑا ہوکے چار ٹھونگ مارتا ہے انمین اللہ کو یاد نہین کرتا مگر کم آفتاب کو تکتا بیٹھتا ہے یعنی آفتاب کے بلند ہے تک نماز

نہین پڑھکے اپنے کامون مین مشغول رہتا ہی یہانتک کہ سورج غروب ہونیکے قریب پہنچتا ہے تو جلد جلد چار رکعت پڑھتا ہی قرن شیطان کہتے ہین کہ درحقیقت شیطان کی سینگ ہین اور غروب کے وقت سورج کے مقابلہ مین آکے بیٹھتا ہی تا اسوقت سجدہ کرنے والے اسکو سجدہ کیئے سا ہو اسی قول کو امام نووی نے ترجیح دی ہے یا قرن سے اُسکی علو اور رفعت مجازاً مراد ہے یا وہ تمثیل ہو اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی ذکر نہ کرنے سے مراد نماز مین قرأت اور تسبیحات مسنونہ وغیرہ کم کرنا ہی بعضے کہتے ہین اللہ کا یاد دیگر اوقات مین نہین کرتے پھر وقت نماز کا ہو تو ہو مگر تھوڑا اور اوقات مین زمخشری نے کشاف مین کہا اکثر لوگ جو اسلام ظاہر کرتے ہین اگر انکی صحبت مین تو رہیگا تو دیکھیگا ہفتے گذر جاتے ہین لیکن ایک تسبیح یا ایک تہلیل یا ایک تکبیر انکی زبان سے نہین نکلتی دنیا کے معاملون کی بات چیت مین گپ شپ مین رات دن کاٹتے ہین ذرہ بھی دم نہین لیتے بعضے کہتے ہین ذکر تھوڑا جو بولا اس سے اللہ تعالیٰ انکے ذکر کو قبول نہ کرنا مراد ہے جس فکر کو اللہ تعالیٰ مردود کرے بہت ہو تو بھی وہ قلیل ہے جس کو کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے تھوڑا ہو تو بھی کثیر ہی یہ قول قتادہ سے منقول ہے مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ادھر مین لٹکتے ہین دونون کے بیچ نہ انکی طرف مین اور نہ انکی طرف یعنی منافق کفر و ایمان کے درمیان متحیر اور متردد ہین نہ انکی طرف مین یعنی نہ مخلص مومنون مین ہین تا مومنون کیلئے جو چیز واجب ہے انکے واسطے بھی واجب ہو اور نہ انکی طرف مین یعنی نہ صاف کافرون مین ہین تا کافرون سے جو معاملہ کرتے ہین انکے ساتھ بھی ہی معاملہ کرین وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ اور جسکو بھٹکاوے اللہ پھر ہرگز تو نہ پاوے اُسکے واسطے کہین راہ یعنی اللہ جسکو گمراہ کرے اُسکو ہدایت کی راہ نہین ملتی ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مثال مومن کی اور منافق کی اور کافر کی تین شخص کے مانند ہی جو ایک ندی کے پاس پہنچے ایک ندی مین اُتر کے پار نکلا دوسرا اُتر کے بیچ ندی مین آیا ندی مین اتر کے کنارہ پر ٹھہر اتھا وہ شخص اسکو کہتا تیرا برا ہو ہلاک ہونے کا ہیکو جاتا ہی پھر آ اور ندی پار ہوا شخص نکل کے کہا میرے پاس آ جا بچ جاویگا پھر وہ شخص ایک بار اسکی طرف دیکھنے لگا ایک بار اسکی طرف دیکھنے لگا اسمین لہر آکے غرق کی ندی پار ہوا شخص مسلمان ہے غرق ہوا سو منافق ہی وہ متردد تھا نہ اسکی طرف نکل گیا نہ اسکی طرف آیا ٹھہر گیا سو وہ کافر ہے عبد بن حمید اور امام احمد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور مسلم اور ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ہذہ مرۃ والی ہذہ مرۃ یعنی مثال منافق کی مانند ایک بکری کی ہے جو دو ریوڑ کے درمیان متحیر رہتی ہی جاتی ہی اسکی طرف ایک بار اور اسکی طرف ایکبار یہہ لفظ مسلم کا ہی منافق کی یہہ مثال ہے کیا واسطے کہ وہ کبھی مومنون کے ساتھ ہوتا ہی کبھی کافرون کے ساتھ یا ظاہر مین مومنون کے ساتھ باطن مین کافرون کے ساتھ طیبی نے کہا منافق

اپنی خواہش نفس کی متابعت سے اور اپنی غرض فاسد کے قصد سے جو مسلمانون مین اور کافرون مین متردد رہتا ہے تو اسکے
تردد کو تشبیہ دی بھیڑ کی تردد سے جو دونون گلون کی طرف تردد کرتی ہے اور ایک حال پر باقی نہین رہتی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ ای ایمان والو نہ پکڑو کافرونکو رفیق مومنونکو چھوڑکر
پہلے اللہ تعالی نے کافرونکی مذمت کی بعد منافقون کا حال بیان فرمایا کہ متحیر ہین اب خالص مومنونکو منافقون کے طریقہ سے نہی کیا
فرمایا مومن جو تمہارے دین وملت والے ہین انکی دوستی چھوڑکے کافرون کی دوستی اختیار مت کرو تا تم بھی انکے ساتھ دوزخ مین نہ جاؤ
نہی کا سبب یہ ہے انصار کو بنی قریظہ کے ساتھ دوستی اور بھائی چارہ اور دودھ پلائی کا رشتہ تھا اسکے باعث انصار مین اور یہود مین
دوستی تھی انصار نے کہا یا رسول اللہ ہم کس سے دوستی رکھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجرون سے یہہ دوستی کرو اسی پر یہہ آیت
نازل ہوئی بعضے کہتے ہین یہہ نہی منافقون کی دوستی سے ہے یعنی منافقون کے اخلاق اور انکی طریقت تمپر ظاہر ہوئی وہ حقیقت
مین کافر ہین تم انکی دوستی مت اختیار کرو اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝ کیا چاہتے ہو
ٹھہرانا اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح یعنی کافرون سے دوستی کرکے اپنے اوپر اللہ کا الزام لیا چاہتے ہو تریدون کا جملہ استفہام
انکاری نفی کی معنی ہے اس سے اسکا انکار ارادہ کی طرف متوجہ ہے ارادہ کے متعلق کی طرف متوجہ نہین یعنی یہہ ارادہ عاقل سے
صادر ہونا سزاوار نہین چہ جائیکہ نفس فعل صادر ہووے انکار مین مبالغہ کرنے اور یہہ ارادہ نہایت خوف و خطر کا ہے سو بیان کرنے اس
اسلوب پر ذکر کیا سلطان کی معنی برہان اور حجت ہے اسکو ہم الزام سے تعبیر کرے معلوم کیجیو اوپر کی آیت کو کفار کی موالات اور انکی
دوستی سے نہی ہونے پر حمل کرین تو اس آیت کی معنی یون ہونگی لوگو تم جو کافرونکی دوستی کرتے ہو سو کیا اللہ کی حجت کو اپنے پر ثابت کر لینے
ہو کیا واسطے مومنون سے دوستی نکرکے کافرون سے دوستی کرنا تمہارے نفاق پر صاف دلیل ہے اس دوستی سے تم مستحق عذاب کے ہوگے
اس تاویل پر للہ سے اہل دین اللہ مراد ہے یعنی اللہ کے دین والے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنان ہین اوپر کی آیت کو منافقون
کی دوستی کی نہی پر حمل کرین تو معنے یون ہونگے کیا منافقون سے دوستی کرکے تمکو اللہ عذاب دینیکی حجت ثابت کرتے ہو اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ
فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ مقرر منافق ہین نیچے کے طبقہ مین آگ کے درک اسفل دوزخ کا آخیر طبقہ ہے جہان دوزخ کی
ڈونگائی آخیر ہوتی ہے دوزخ کے سات طبقے ہین ایک کے اوپر ایک ان طبقون کو درکات کہتے ہین الدرک مین دو لغت ہین رای کی سکون اور فتح
حمزہ اور کسائی اور حفص رای کی سکون سے قراءت کرتے ہین باقی کے قرا رای کی فتح سے پڑھتے ہین ان دونون قراءت پر وہ لفظ مفرد ہے
یا جمع درکۃ کی ہے اسکی اصل معنی متابعت ہے یعنی ایک کے پیچھے ایک ہونا دوزخ کے منازل ایک کے پیچھے ایک ہین اس سبب سے انکو درکات

کہ بہشت کے طبقے ایک کے نیچے ایک ہین سو انکو درجات کہتے ہین فریابی اور ابن ابی شیبہ اور ہناد اور عبد بن حمید اور ابن
ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کتاب صفۃ النار مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین وہ اس آیت
کی تفسیر مین کہے منافق لوہے کے مقفل تابوتون مین ہین عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
درک اسفل لوہے کے گھر ہین اُنکے دروازے بند ہین اُنکے اوپر نیچے آتش بھڑکتی رہتی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب صفۃ النار
مین ابو الاحوص سے روایت کی ہے اُس نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پوچھے دوزخ مین کسکو سخت عذاب ہوگا ایک شخص نے
کہا منافقون کو ابن مسعود کہے تو نے سچ کہا لیکن کیسا عذاب ہوگا سو تجھکو معلوم ہے کہا نہین ابن مسعود کہے انکو
لوہے کے تابوتون مین ڈالینگے اُنکے منہ بند کر دینگے دوزخ کے پاتال مین تنورون مین جو نہایت تنگ ہین رکھینگے
اُس جگہ کو جب الحزن کہتے ہین لوگون کو اُنکے اعمال کے سبب سے سدا آتش گھیری رہیگی معلوم کیجئے منافق کا عذاب
کافر کے عذاب سے سخت ہے کیا واسطے منافق مین کفر کے ساتھ دوسری ایک خباثت افزود ہے وہ مسلمانون کی سخری
کرنا اور اُنکے اسرار کو کافرون سے کہدینا اور مسلمانون کے راز پر انکو مطلع کرنا اس لئے انکا عذاب کافرون سے بڑھکر
ہوا منافق اُسکو کہتے ہین ایمان کو ظاہر کرے دل مین کافر ہے بعضون نے کہا منافق وہ ہے اسلام کو زبان سے
وصف کرے لیکن شریعت پر عمل نکرے شریعت کے جو قیود ہین انکو قبول نکرے اُسکے احکام کے تحت مین داخل
ہووے فسق و فجور کرنے والے کو منافق جو کہتے ہین تغلیظ اور تہدید کی جہت سے ہے وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾
اور ہرگز نہ پاوے تو اُنکے واسطے کوئی مددگار یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد تو ان منافقون کے
واسطے کوئی مددگار نہ پاویگا جو انکو مدد کرے اور اللہ تعالی کے عذاب سے بچاوے اس جملہ کو تہدید کیواسطے ذکر کیا معلوم کیجئے
اس آیت سے مومن منافق نہین اسکے واسطے شفاعت ثابت ہونیکی دلیل ہے کیا واسطے اللہ تعالی اس جملہ کو نفاق سے زجر کرنیکے
مقام مین ذکر کیا نفاق نہین سو شخص کیواسطے بھی یہہ بات ہو تو اسمین منافق کو زجر نہین ہوتا معلوم ہوا کہ غیر منافق کے
واسطے شفاعت ہے ہم نے جو تقریر کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہہ استدلال خطاب خاص سے نہین جو خصم اسکو انکار کرے اللہ تعالی نے
توبہ کئے سو منافق کو اس حکم سے استثنا کرکے فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جنھون نے توبہ کی یعنی مگر وہ منافق جو اپنے
نفاق سے توبہ کی وَاَصْلَحُوْا اور سنوارا یعنی اچھا عمل کیا اللہ تعالی جو امر کیا ہے اسکو بجا لایا اُسکے فرایض کو ادا کیا
مناہی سے باز آیا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور مضبوط پکڑا اللہ کو یعنی اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑا اور اُس پر اعتماد کیا وَاَخْلَصُوْا

وَ دِیْنَہُمْ لِلّٰہِ اور خالص کیا اپنے دین کو اللہ کیواسطے یعنی نرے اللہ کے حکم بردار ہوگئے اور اپنے اعمال اور طاعتون میں اسکے
واسطے بجا لائے انمین ریا اور سمعہ کو دخل نہین دیئے۔ ابن ابی الدنیا کتاب الاخلاص مین اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو جب یمن کی طرف روانہ کیئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہے مجھکو وصیت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اخلص دینک للہ یکفک القلیل من العمل یعنی تو اپنے دین کو خالص اللہ
کے واسطے کر تجھکو تھوڑا عمل کرنا کفایت کریگا یعنی شہوات نفسانی سے دین کو خالص کریگا یا ریا وغیرہ سے اپنے طاعتونکو بچائیگا یا عبادت
اللہ کی تمثال امر واسطے اور اسکے ربوبیت کے حقوق ادا کرنے کے واسطے کریگا تو تھوڑا عمل کفایت کریگا کیا واسطے ارواح
جب نفس کی شہوتین اور اسکے قیدون سے مخلصی پاوینا اور اعضا عبادت مین قایم ہوویں نفس اور قلب اور روح اُن سے جنگ اور
مقابلہ نہ کرین تو وہ عبادت سچی ہوئی پھر اللہ تعالی اسکو قبول کریگا تھوڑا عمل مقبول ہونا بہت عمل سے جو مردود ہو بہتر اثر
تعلق رکھتا ہے سیوطی نے کہا حاکم نے اس حدیث کو تصحیح کی ہے لیکن عبد الرؤف المناوی نے کہا ذہبی نے اسکو مسلم نہین رکھا
حافظ عراقی نے کہا اسکی سند منقطع ہے۔ ابن ابی الدنیا کتاب الاخلاص مین اور بیہقی شعب الایمان مین ثوبان
رضی اللہ عنہ روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خوشی ہے مخلصون کو وہی لوگ ہدایت کے چراغ ہین فتنہ
جو تاریک ہے انہین سے دفع ہوا کرتا ہے بزار نے ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حجۃ الوداع مین فرمائے نضر اللہ امرأ سمع مقالتی فوعاہا فرب حامل فقہ لیس بفقیہ ثلاث لا یغل علیہن
قلب امرء مومن اخلاص العمل للہ والمناصحۃ لائمۃ المسلمین ولزوم جماعتہم فان دعاءہم تحیط من ورائہم
یعنی رونق دیوے اللہ تعالی منہہ کو اُس آدمی کے جو میری بات سنکے اسکو یاد رکھا کیا واسطے بہت لوگ فقہ کے حامل
ہین لیکن فقیہ نہین تین چیز ہین اُن سے مومن کے دل مین کینہ نہین آتا عمل کو خالص اللہ کیواسطے کرنا اور ائمہ مسلمین کیواسطے
خیر خواہی چاہنا اور مسلمانون کی جماعت کو لازم پکڑنا کیا واسطے انکی دعا مسلمانون کے گرد احاطہ کرتی ہے حافظ سیوطی نے
کہا اسکی سند حسن ہے نضر نون کی اور ضاد معجمہ کی فتح سے ضاد مین تشدید اور تخفیف دو نون مروی ہین اور رونق
نضارت اور خوشی کی معنی سے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخن سنکے حضرت جیسا فرمائے ہین ویسا ہی ادا کرے اس ادا کرنے
والے کو دعا دئے کہ اللہ تعالی اسکے چہرے کو رونق دیوے دعا کی معنی یاد رکھنا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو الفاظ
فرمائے ہین اسکو یاد رکھا اور ویسی ہی الفاظ سے اسکو ادا کیا یہہ جو فرمائے فرب حامل فقہ لیس بفقیہ یعنی بہت فقہ کے

عامل یعنی یاد رکھنے والے فقیہ نہین سو یہہ جملہ گویا پہلے جملہ کی علت ہے اسکا حاصل یہہ ہے کہ الفاظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہو حدیث کو اسی الفاظ سے نقل کرنا کیا واسطے کہ سنا ہو شخص اگر عالم ہنو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ جو کئی معانی کو جامع ہے
نہین سمجھکے اسکو تغیر دیا تو غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تھا فوت ہوگا اسلئے تغیر نہ دیکے جیسا لفظ فرماتے تھے اسی لفظ کو
ادا کرے سننے والا شخص جو عالم ہے اس سے احکام کو استنباط کرتا ہے اس جملہ کو تمہید کیواسطے ذکر کئے بعد جو فرمائے ثلاث سو مقصود حدیث کا
وہی ہے لا یغل یا کی ضم اور غین کے کسرہ سے اور لام کی تشدید سے اغلال کی مضارع ہے اسکی معنی خیانت کرنا یعنی تین چیز ہین اُن سے مومن
کے دلمین خیانت نہین آتی بعضے اسکو یا کی فتح اور غین کی ضمہ سے روایت کئے ہین مصدر غل کا اسکی معنی حقد یعنی کینہ اور عداوت یعنی تین چیز ہین
اُنکے سبب سے مومن کے دلمین کینہ جو حق سے اسکو زائل کرے نہین ہوتا بعضے یغل لام کی تخفیف سے روایت کئے ہین مضارع دغول کا یعنی کسی چیز
مین داخل ہونیکی معنی حاصل معنی یہہ ہے کہ ان تینون خصلتون سے دل درست ہوتے ہین ان خصلتون کو جو شخص اختیار کریگا تو اُسکا دل خیانت اور
کینہ اور بدی سے پاک ہوگا علیہن حال پڑا ہے اسکی تقدیر لا یغل کائنا علیہن قلب المومن یعنے خیانت نہین کرتا حال وہ کہ ان خصلتون پر
دل مومن کا ہے یعنی فان دعوتہم تحیط من ورائہم کی یہہ ہے ان جماعت کی دعا احاطہ کرتی ہے اُنکے پیچھے سے یعنی اُنکی دعا سب کو کافی
اور انکی حفاظت ہے اسواسطے نسائی نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے اُس نے اپنے باپ سے یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ انکو گمان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اپنے کو فضیلت ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالے اس امت کو
نصرت نہین دیتا مگر انکے ضعیف لوگون کی دعا اور نماز اور اخلاص سے سعد رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اپنے فضیلت
ہونیکا گمان جو تھا اسلئے کہ سعد صحابہ کے اغنیا لوگون مین تھے صدقہ وغیرہ نیک کامون مین اپنا پیسا خرچ کرتے تھے ان اعمال کے
سبب سے صحابہ پر اپنے تئین فضیلت ہے سمجھتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرا کی فضیلت بیان کئے ابن ابی شیبہ اور مروزی زوائد
الزہد مین اور ابو الشیخ بن حبان مکحول سے روایت کئے ہین اُس نے کہا مجھکو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ چالیس
صبح خالص عمل اللہ کیواسطے نہین کریگا مگر چشمے حکمت کے اسکے دل سے زبان پر ظاہر ہونگے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
سو وہ ہین ایمان والون کے ساتھ یعنی وہ توبہ کرنے والے منافق مذکور امور کے عمل سے خالص مومنون کے ساتھ بہشت مین
رہینگے وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور آگے دیگا اللہ ایمان والون کو بڑا ثواب آخرت مین
منافقون کے واسطے بہت سخت شرطین مذکور ہوئین کیا واسطے اللہ تعالی ان سے عذاب ساقط ہونیکے چار امر بیان کیا پہلا امر توبہ کرنا
دوسرا امر عمل صالح کرنا امر قبیح سے توبہ کرنا اور عمل صالح کرنا عبارت ہے نیک چیز پر اقدام کرنے سے تیسرا امر اللہ تعالے کے

عہد کو مضبوط پکڑنا جسکو واعتصموا باللہ سے تعبیر کیا اعتصام باللہ سے مراد یہہ ہے توبہ اور عمل صالح کرنے سے
اُسکا غرض اللہ تعالے کی رضامندی رہنا مصلحت وقت مطلوب رہنا کیا واسطے توبہ اور عمل صالح سے منفعت حاصل کرنی اور مضرت دفع کرنی
غرض ہو تو توبہ اور عمل صالح سے جلد پھر جایگا اللہ تعالے کی خوشنودی اور آخرت کی سعادت اور اللہ تعالے کے دین کو مضبوط پکڑنا
غرض ہو تو اسی نیک طور نعمت پر باقی رہیگا اُس سے نہ پھریگا چوتھا اپنا عمل خالص اللہ کیواسطے کرنا اُسکے ساتھ اور کچھ
غرض متعلق نہ رہنا جب یہہ چاروں شرط حاصل ہونگی تو اُس وقت وہ منافق مومنوں کے ساتھ جنکو اللہ تعالے اجر عظیم دیتا
ہوگا ان قراین سے معلوم ہوا منافقوں کا حال اللہ تعالے کے پاس بہت شدید ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ
شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ کیا کریگا اللہ تمکو عذاب کرکر اگر تم حق مانو اور
یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا مَا يَفْعَلُ میں ما استفہام تقریری کیواسطے ہے اُس سے غرض یہہ ہے اللہ تعالی مومن شاکر کو عذاب
نہیں دیتا کیا واسطے عذاب دینے سے اُسکے ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی عذاب نہ دینے سے اُسکی سلطنت میں کچھ نقصان نہیں آتا
وہ غنی ہے کسی چیز کا محتاج نہیں کسیکو عذاب دیتا تو نہیں دیتا مگر اسواسطے کہ اُسکا عدل اور اُسکی حکمت اُسکے عذاب کو مقتضی ہوئی جب
اُسکے نعمتوں کا شکر ادا کرینگے اور اُسپر ایمان لاینگے تو اپنے نفسوں کو اُسکے عذاب سے بچایا معلوم کیجے شکر کو ایمان پر مقدم کیا
اُسمیں دو وجہ ہیں بعضے کہتے ہیں اسمیں تقدیم و تاخیر ہے اُسکا اصل یوں ہے اِنْ اٰمَنْتُمْ وَشَكَرْتُمْ یعنی اگر ایمان لاؤگے اور شکر کروگے اسکو
تقدیم و تاخیر پر حمل کرنے کیا واسطے ایمان دوسرے سب طاعتوں پر مقدم ہے اور بدون ایمان کے شکر نفع نہیں دیگا اور پھر اسکو واو سے عطف کیا
واو مطلق جمع کا فایدہ بخشتا ہے ترتیب کا فایدہ نہیں دیتا تلفظ میں شکر مقدم کرنے سے حقیقت میں اُسکی تقدیم لازم نہیں آتی بعضوں نے کہا اسمیں تقدیم و تاخیر
نہیں بلکہ شکر مقدم ہے کیا واسطے عاقل اپنے دل کی روشنائی سے جب اشیا میں تامل کرتا ہے اول نعمتوں کی عظمت کو جو اُسکی پیدایش میں ہیں بالاجمال نظر
کرتا ہے میں کمال شکر ادا کرتا ہے بعدہ دوسرے بار جب تامل کرتا ہے تو یہہ نعمتیں کس منعم کی طرف سے ہیں اسکو ظاہر ہوتے ہیں تب اپنے منعم حقیقی پر ایمان لاتا ہے
پھر اس منعم حقیقی کے شکر تفصیل ادا کرتا ہے سو یہہ مجمل شکر جسکو اول ادا کیا تھا ایمان پر مقدم ہے اسلیے ذکر میں شکر کو مقدم کیا بعدہ فرمایا وکان اللہ شاکرا
اور اللہ شکر کرنے والا ہے یعنی مومن بندوں کو اُنکے شکر پر ثواب دیتا ہے اور اُنکو پورا اجر مرحمت کرتا ہے اللہ کے شکر کرنے سے مراد بندوں کے تھوڑے عمل سے
راضی ہونا اور اُسکا ثواب مضاعف دینا بعضوں نے کہا جب اللہ تعالے نے بندوں کو شکر کرنیکا امر کیا اُسکی جزا کو استعارہ کی طریق سے شکر کہا اللہ تعالی کے صفات میں
شاکر جو ہے اُس سے شکر پر ثواب دینا مراد ہے اُسکے بعد علیما کرکے دوسری صفت بیان کی یعنی تم اُسکا شکر جو کرتے ہو اور اُسپر ایمان لاتے ہو اُسکا علم اللہ تعالے کو ہے تمکو اُسکی جزا
دیگا اس سے معلوم ہوا اللہ تعالے کو سارے جزئیات کا علم ہے عفلت کوئی اُسکے پاس نہیں خواہ نخواہ شاکر کو ثواب مشکل کو عقاب دیگا قتادہ سے منقول ہے کہا اللہ تعالے شاکر کو اور مومن کو عذاب نہیں دیتا

ورد ٦٠
سدس القرآن
نصف التسع الثانی
اربعة قراریط

الجزء السادس
ع
وسدس القرآن فی ونصف التسع الثانی واربعة قراریط

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ دوست نہین رکھتا اللہ بری بات کا پکار
کر مگر جس پر ظلم کیا گیا ہے اس آیت کے نظم مین مفسرون کو دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے اللہ تعالی منافقون کے ستر کو توڑا
اور انکی فضیحت کی اس سے لوگون کو وہم ہوتا ہے کہ ستر توڑنا فضیحت کرنا رب رحیم کریم کو لایق نہین سو اسکے
دفع کرنے کو یہہ کلام جاری مجری عذر کرکے فرمایا اور کہا لایحب اللہ الجہر آہ یعنی لوگون کا عیب اور انکے برے کام
ظاہر کرنا اللہ کو خوش نہین آتا مگر جب کا ضرر عظیم ہو اور دغا مکر بہت بڑھ جاوین تو اسکا عیب بیان کرنا اسکے
برے کام ظاہر کرنا جایز ہے ان منافقون کا مکر و فریب اور مومنون پر ظلم کرنا نہایت مرتبہ کو پہنچ چکا تھا اس لیے انکا
حال ظاہر کیا دوسرے وجہ یہہ ہے اوپر کی آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا تھا منافق توبہ اور اخلاص وغیرہ کرین تو وہ
مومنون کے ساتھ ہین سو کوئی منافق توبہ اور اخلاص وغیرہ کرتے پر شاید بعضے مسلمان اسکی مذمت اور سابق کی
صورت کا مذاکرہ آپس مین نکالنے لگے سو اللہ تعالی انکو اس مذاکرے سے منع کیا اس آیت کی شان نزول مجاہد سے
یون مروی ہے کہا کہ ایک شخص ایک کے یہان مہمان ہوا اس نے اسکی ضیافت نہ کی سو اس پر یہہ آیت نازل ہوئی
مقاتل نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق مین زبان درازی کرنے لگا
ابوبکر رضی اللہ عنہ چند بار اس سے خاموش رہے بعد اسکو جواب دینے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے
ہوے ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کیے یا رسول اللہ وہ شخص مجھکو بد بولا تو آپ اسکو کچھ نہین فرمائے جب مین اسکو جواب دینے
لگا تو آپ برخاست ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرشتہ تمہاری طرف سے اسکو جواب دیتا تھا جب
تم اسکے جواب مین آئے فرشتہ چلا گیا اور شیطان موجود ہوا اس لیے مین اٹھ گیا اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی
اس حدیث کو ابوداود نے سعید بن المسیب سے مرسل روایت کی ہو اور دوسری طریق سے سعید ابن ابی سعید سے
وہ ابی ہریرہ سے موصول روایت کی ہے لیکن اس نے اس موصول حدیث کا لفظ ذکر نہین کیا امام احمد نے
ابوہریرہ کی حدیث کو سعید بن ابی سعید کی طریق سے مطول روایت کی ہے بیہقی اسکو ابوسعید الخدری رضی اللہ
عنہ سے بھی روایت کی ہے لیکن یہہ آیت اس قصہ مین نازل ہوئی کرکے ان روایتون مین مذکور نہین معلوم
کیجیے اللہ دوست نہین رکھتا کرکے جو فرمایا ہے سو محبت کی معنی دل کو محبوب چیز کی طرف میل دینا محبوب نہین
رکھتا کرکے جب کہے تو غیر محبوب چیز کی طرف دل کو میل نہ دینا ہوا لیکن اطلاق اس معنی کا اللہ تعالی پر محال ہے

اس لئے یہاں عدم محبت کو عقاب سے کنایہ لیتے ہین یعنی اللہ عذاب دیتا ہے بری بات کے پکارنے والے کو جہر کی
معنی بات بلند آواز سے کرنا یعنی بری بات پکار کے کرنا اللہ کو خوش نہین آتا معلوم کیجئے بری بات کو پکار کے کرنا
اللہ تعالی کو جیسا خوش نہین آتا ویسا ہی بری بات آہستہ کرنا بھی اللہ کو خوش نہین آتا اور جیسی بری بات ناپسند
ہے برا فعل بھی اسکے ناپسند ہے لیکن یہاں اس جہر اور قول سے جو قید لگایا اس کی وجہ یہہ ہے یہہ آیت جس مقدمہ مین نازل
ہوئی تھی وہان قول کی جہر کی صورت تھی اس لئے اسکے ساتھ قید کیا الا من ظلم یہہ استثنا کونسی قسم ہے اسمین اختلاف ہے
بعضون نے کہا یہہ استثنا متصل ہے اسوجہ پر مستثنی مین مضاف کی تقدیر کرنا اس طور پر لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول
الا جہر من ظلم یعنی مگر پکارنا اس کا کہ جسپر ظلم ہوا ہے سو مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکے قایم مقام کیا یا مستثنی
منہ مین تاویل کرنا اس تاویل مین دو وجہ ہین پہلی وجہ الجہر جو مصدر ہے اسم فاعل کے قایم مقام ہے اس کی تقدیر
لایحب اللہ الجاہر یعنی اللہ دوست نہین رکھتا بری بات پکار کے کرنیوالے کو دوسری وجہ الجہر مصدر [illegible]
لیکن اسکا فاعل محذوف ہے تقدیر یوں ہے لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول من احد الا من ظلم یعنی اللہ دوست نہین رکھتا
بری بات پکار کے کرنا کسی سے مگر مظلوم سے سو اسوجہ پر بالسوء مفعول ہوگا الجہر کا من القول حال پڑا ہے بالسوء کا
من احد فاعل ہے الجہر کا مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جایز ہے اور الا من ظلم اسی فاعل سے استثنا ہے اسوجہ پر اسکو
مستثنی مفرغ نہ کہینگے کیا واسطے مصدر کا فاعل جایز الحذف ہے سو وہ محذوف حکم مین مذکور کے ہوا یہہ ترکیب سیبویہ
وغیرہ کے قول پر ہوگی جو کہتے ہین مصدر معرف باللام ہو تو عمل کرتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ استثنا منقطع ہے
الا من ظلم کی معنی لکن المظلوم له ان یجہر بظلامته یعنی لیکن مظلوم کو اپنے مظلمے پر پکارنا پہنچتا ہے مظلوم جہر کرنا جو فرمایا
اس سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو اختلاف ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین انھون نے لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول کی تفسیر مین کہا ایک شخص کا ایک کو بد دعا کرنیکو اللہ تعالی دوست
نہین رکھتا مگر مظلوم کو اللہ تعالی نے رخصت دی کہ اپنے ظالم کو بد دعا کرے اگر صبر کیا تو بہتر ہے حسن بصری کہے
ایک شخص ایک پر ظلم کیا اسکو بد دعا مکرنا لیکن ایسا کہنا یا اللہ اس پر مجھکو اعانت کر میرا حق اس سے دلوا دے اسکے اور اسکے
کام کے درمیان تو آڑا ہو یا اور کچھ اسکے مانند کہے مجاہد نے کہا وہ ایک شخص ہے کہ ایک کے یہاں مہمان آتا ہے میزبان اسکی
ضیافت اچھی نہین کرتا ہے وہان سے نکلے بعد میزبان میری ضیافت اچھی نہین کیا کرکے کہنا مہمان کو پہنچتا ہے فقہا کہتے ہین گو نکی

بُری بات کرنا اُنکے پوشیدہ احوال اور اُنکے عیب کو ظاہر کرنا جایز نہین لیکن مظلوم اپنے پر بیتا سو ظلم ظاہر کرنا
اور فلانا میری چیز چرایا یا میرا اسباب اُٹھا کر کے کہنا اور حاکم کے پاس فریاد کرنا جایز ہے اگر کوئی گالی دیا تو پھر اُسکے
گالی دینا جایز ہے اس سے بڑھکے بولنا مثلاً اُسکے باپ دادا کو گالی دینا جایز نہین اُسکے ظلم کی مقدار اسکو بد دعا کرنا
یعنی پہنچتا ہے اس سے بڑھکے بد دعا کرنا مثلاً اسکا گھرانہ ویران ہو کر کے بد دعا کرنا جایز نہین کچھ نہ کہکے سکوت کرنا اور اُسکے
ظلم کو سہنا افضل ہو امام احمد اور ابو داود اور نسائی عطاء بن ابی رباح سے روایت کئے ہین کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کی میری
کوئی چیز چوری گئی سو چور کو مین بد دعا دینے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا تُسَبِّخِی عنہ یعنی بد دعا کر کے
اُسکی گناہ کی تخفیف مت کر احمد کی روایت مین ہو کہ اُنکا کپڑا چوری گیا تھا کر کے آیا ہو نسائی کی روایت مین ہو ملحفہ یعنی
چادر چوری گئی تھی احمد کی ایک روایت مین جسکو ابراہیم النخعی سے روایت کی ہو آیا ہو کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہی میرا مقنعہ
چوری گیا اور لا تسبخی عنہ کے بعد یہہ بھی زیادہ کی ہو دعہ بذنبہ یعنی اسکو اُسکے گناہ پر ہی چھوڑ دے اسکی سند منقطع
ہے کیا واسطے ابراہیم النخعی عایشہ رضی اللہ عنہا سے نہین سنا مخففہ خا معجمہ سے نونکے بعد فا ہو کتان کا موٹا کپڑا ہوتا
ہو تسبخی سین مہملہ سے اسکے بعد باء موحدہ ہو اسکے بعد خاء معجمہ ہے واحد مونث حاضر کے مضارع کا صیغہ ہو باب تفعیل سے
اسکی معنی تخفیف کی ہو ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے
اپنے پر ظلم کرنے والیکو بد دعا کی تو اُس نے اپنا بدلا لیا ترمذی نے کہا اسکی سند مین میمون الاعور ہو لوگ اسمین کلام کرتے
ہین یعنی وہ ضعیف ہو وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيعًا عَلِيمًا اور اللہ ہے سنتا جانتا یعنی ظالم اور مظلوم جو کہتے ہین وہ سب اللہ
سنتا ہو اور دل کے بھیدون کو جانتا ہو ہر ایک کو اُسکے لایق کی جزا دیگا اس جملہ مین وعدہ اور وعید دونون ہین
إِنْ تُبْدُوا خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ۝ اگر تم ظاہر کرو
کچھ بھلائی یا اسکو چھپاؤ یا معاف کرو برائی کو تو مقرر اللہ بھی ہے معاف کرنے والا مقدور رکھتا خیر سے طاعتین اور
نیک اعمال جیسے روزہ صدقہ ضیافت صلہ رحم وغیرہ مراد ہین اُسکو ظاہر کرو یعنی علانیہ کرو یا اخفا کرو یعنی
پوشیدہ کرو یا برائی کو معاف کرو یعنی برا کام کہ جسکے کرنے سے تمکو اُسکا مواخذہ پہنچتا ہو درگذر کرو بعضون نے یون کہا معنی
ہین اگر تم برائی کے بدلے بھلائی ظاہر کروگے یا بھلائی ظاہر نہ کر کے اسکو مخفی رکھینگے بعضے کہتے ہین خیر کو ظاہر کرنے سے
حسنہ کو عمل مین لانا اسکو مخفی کرنے سے اسکا قصد کرنا لیکن عمل مین نہ لانا مراد ہو بعضے کہتے ہین خیر سے مال مراد ہے

معنی یون ہو اگر تم صدقہ علانیہ فقرا کو دینگے یا اخفا کرینگے یعنی مخفی خیرات کروگے یا مظالم کو عفو کروگے امام رازی
نے کہا خیرات کے مقاصد باوجود کثرت کے دو امر مین محصور ہین ایک حق تعالی کے ساتھ نیت صادق رکھنا دوسرا
خلق کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا خلق سے جو امر تعلق رکھتا ہو وہ بھی دو امر مین محصور ہے ایک تو انکو نفع پہنچانا
یا اون سے ضرر کو دفع کرنا ان تبدوا خیرا او تخفوہ مین نفع پہنچانیکی طرف اشارہ ہو او تعفوا عن سوء مین ضرر دفع
کرنیکی طرف اشارہ ہو ان دونون جملون مین خیر کے تمام اقسام داخل ہو گئے انتہی پھر اللہ تعالی نے اسی شرط کا مرتب
کر کے فرمایا فان اللہ کان عفوا قدیرا یعنی اللہ تعالی انتقام لینے کی باوجود قدرت کاملہ رکھنیکے گناہگارون کے
گناہ سے ہمیشہ درگذرتا ہو سو تم بھی اسی کے آئین پر چلنا لوگون کی تقصیرون سے درگذرنا اولی اور افضل ہے
تا اللہ تعالی تمہارے تقصیرون سے قیامت کے دن درگذرے اوپر کی آیت مین مظلوم کو داد چاہنے کی اجازت دی
اس آیت مین مکارم اخلاق پر کار فرما کے ظالم سے درگذرنے اور عفو کرنے کی ترغیب دی بعضون نے اس جملہ
کی تفسیر مین یون کہا اللہ تعالی عفو کرتا ہو یعنے جو لوگ تقصیرون کو معاف کرتے ہین انکو ثواب پہنچانے کی
قدرت اللہ تعالی رکھتا ہے معلوم کیجئے شرط کا جملہ تین امر پر مشتمل ہے ایک نیکی علانیہ کرنا دوسرا نیکی پوشیدہ
کرنا تیسرا برائی کو معاف کرنا اسکے جواب مین جملہ جو مذکور ہوا اسمین فقط تیسرے امر کی جزا بیان کیا اوپر کے
دو امر کی جزا کو ذکر نہین کیا کیا واسطے یہان مقصود بالذات یہہ امر تھا اوپر کے دو امر جو تھے فقط توطیہ اور
تمہید کیواسطے تھے اسلئے انکو ذکر نہین کیا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ مقرر جو لوگ
منکر ہوتے ہین اللہ سے اور اسکے پیغمبرون سے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی وہ موسی علیہ السلام
اور توریت پر ایمان لائے عیسی علیہ السلام اور انجیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے منکر ہوئے قتادہ نے کہا یہہ آیت یہود
اور نصاری دونون کی شان مین نازل ہوئی یہود موسی علیہ السلام پر ایمان لائے عیسی اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام سے
منکر ہوئے نصاری موسی اور عیسی علیہما الصلوۃ والسلام پر ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر ہوئے وَیُرِیْدُوْنَ

اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اور چاہتے ہین کہ تفرقہ کرین اللہ مین اور اسکے رسولون مین یعنی وہ لوگ
اللہ پر ایمان لاتے ہین اور پیغمبرون پر ایمان لانے مین فرق نکالتے ہین اللہ پر ایمان لاتے ہین اور اسکے رسولون
پر ایمان نہین لاتے ہین وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو

اور نہین مانتے بعضون کو وَ يُرِيدُونَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اور چاہتے ہین کہ پکڑین اسکے بیچمین ایک راہ یعنی وہ اپنے لئے ایک دین اور مذہب ٹھہرانا چاہتے ہین جو واسطہ ہو ایمان اور کفر کے درمیان یہہ دین وہی جو بعضے پیغمبرون پر ایمان لانا اور بعضون سے منکر ہونا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ایسے لوگ وہی ہین کافر سچے یعنی یہہ صفت جس مین ہو اوسکا کافر ہونا یقینی ہے اُنکے کفر کی تاکید کیلئے اسکو بولا تو کوئی یہہ نہ سمجھے کہ بعضے پیغمبرون پر ایمان لاتے والیکو کافر نہ کہینگے معلوم کیجئے بعضے پیغمبرون سے منکر ہوا تو سارے پیغمبرون سے منکر ہو گیا واسطے بعضے پیغمبرون کی نبوت پر دلالت کرنے والی چیز معجزہ ہے نبوت کی دلیل جب معجزہ ہو تو لازم آیا کہ معجزہ جس سے صادر ہو وہ نبی ہے سارے انبیا سے معجزے صادر ہوے وہ سب نبی ہوے تو اُن سب پر ایمان لانا لازم ہوا جب کوئی شخص معجزہ دیکھا اور نبوت کی تصدیق نہین کیا تو اسکے پاس معجزہ دلیل نرہا جب معجزات دلیل نرہے تو سارے انبیا سے کافر ہونا لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ ایک نبی کی بھی نبوت کو قبول نکرے تو سارے انبیا سے کافر ہونا اسکو لازم ہوتا ہی حقًّا مفعول مطلق ہے اوپر جملہ کے مضمون کو تاکید کرتا ہے اُسکا فعل محذوف ہے اُسکی تقدیر مثلاً احقّ ذلک حقا ہے اسکو مصدر محذوف کی نعت ڈالین تو بھی صحیح ہے اُسکی تقدیر ہم الکٰفرون کفرا حقا یا اخبر بذالک اخبارًا حقا ہو گی لیکن واحدی نے کہا یہہ تقدیر صحیح نہین کیا واسطے کفر کسی وجہ سے حق نہو گا اس اعتراض کا جواب یون کہے ہین حق سے یہان وہ حق جو مقابلے مین باطل کے ہے مراد نہین بلکہ اسکی معنی کامل اور ثابت کی ہے یعنی وہ کفر مین کامل و ثابت ہین یعنی اُنکے کفر مین کچھ شک نہین ہم نے اسی لحاظ سے حقًّا کا ترجمہ سچے سے کیا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ اور ہمنے تیار رکھی ہے منکرون کیلئے واسطے ذلت کی مار وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ یقین لاے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت کی تصدیق کئے اور سارے پیغمبرون کی رسالت کو قبول کئے اور وہ اللہ تعالی کے یہان سے جو جو لائے سو حق کر کے مانے وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اور تفرقہ نہ کیا کسیکو اُنمین یعنی پیغمبرونپر ایمان لانے مین کسیکو جدا نکیا بلکہ جتنے پیغمبر ہین سب پر ایمان لایا معلوم کیجئے بین کا لفظ مضاف نہین ہوتا مگر اُسی کی طرف جسمین تعدد ہو اور تفریق بھی پاے نہین جاتی مگر دو مین یا دو سے زیادہ مین یہان بَیْنَ کے لفظ کو اَحَدٍ کی طرف مضاف کیا سو اسکی توجیہ یہہ ہے اَحَدٍ کا لفظ نکرہ ہے نفی کی سیاق مین آیا ہے نکرہ سیاق نفی مین جب آتا ہے تو عموم پر دلالت کرتا ہی اَحَدٍ کا لفظ

عموم پر دلالت کرنے سے بین کی اضافت اسکی طرف صحیح ہوئی زمخشری اور بیضاوی نے ایسا ہی کہا ہے امام رازی نے
کہا احد کے لفظ مین واحد اور جمع مذکر اور مونث سب برابر ہین کیواسطے احد سے استثنا کرنا صحیح ہے اور اللہ تعالے
نے فرمایا ہے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ سو یہان سے معلوم ہوا کہ احد مین تعدد بھی ہوتا ہے تو اضافت صحیح ہوئی تفریق
پائے گئی دونون توجیہ پر ولم یفرقوا بین احد کی تقدیر یون ہوگی لم یفرقوا بین اثنین منہم او بین جماعۃ یعنی تفرقہ نہین
کئے اُن دو مین یا جماعت مین أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وہ لوگ کو دیگا اُنکو اُنکے ثواب یعنی جنکی
یہہ صفت ہو اُنکو اللہ تعالے قیامت مین ثواب دیگا سوف کے لفظ کو یوتیہم پر جو لایا سو وعدے کی تاکید اور تحقیق کیواسطے
ہے یعنی انکو اجر دینا یقینی ہے اگرچہ اُسکے وقوع مین کچھ ڈھیل ہو یوتیہم کو عاصم نے حفص کی روایت مین اور یعقوب قالون
کی روایت مین یاء تحتانیہ سے غائب کے صیغہ پر قرأت کئے ہین اسکی ضمیر لفظ اللہ کی طرف پھرتی ہے ہمارا ترجمہ اسی
قرأت پر ہے باقی کے قرا اسکو نوتیہم نون سے تعظیم کے لئے متکلم کے صیغہ پر قرأت کئے ہین اس قرأت پر ترجمہ یون ہوگا عنقریب
ہم دینگے انکو انکی مزدوری وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اس جملہ مین یہود و نصاری
کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی ترغیب ہے کیواسطے اللہ تعالی ایمان لانے والے کو ثواب دینے کا وعدہ کیا بعدہ خبر دیا کہ اللہ
تعالی غفور ہے گناہون سے درگذرتا ہے اور بخشتا ہے اور بندون پر رحم کرتا ہے سو یہود و نصاری تم بھی اُن پر ایمان لاؤ تو کفر کی حالت مین
گناہ جو تم سے صادر ہوئے ہین بخشیگا معلوم کیجئے اللہ تعالے کے مومن کو بخشنے اور اُسکے ایمان کو احباط نکرنے پر اس آیت مین
دلیل ہے کیواسطے اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لانے والیکو اس آیت مین اجر دینیکا وعدہ ہے یا یہہ اجر دینا مجرد ایمان پر ہے
یا اُسکے ساتھ اعمال بھی ضم ہو جاتے ہین اگر اعمال بھی ضم ہونا درکار ہو تو اس آیت مین ایمان لانیکی ترغیب نہین ہوتی
معلوم ہوا کہ اجر دینا مجرد ایمان پر ہے تو ثابت ہوا ایمان کو احباط نہین کرتا یا تو گناہون کو عفو کریگا یا گناہ کے
بدل دوزخ مین داخل کرکے بعدہ وہانسے نکال کر بہشت مین داخل کریگا يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ
تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ تجھ سے درخواست کرتے ہین
کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہین موسی سے اس سے بڑی چیز یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہے یعنی ای محمد اہل کتاب یعنے یہود آسمان سے کتاب اتار لانیکی درخواست تجھ سے کرتے ہین مفسرین کہتے ہین
یہودیون سے کعب بن الاشرف اور فنحاص بن عازورا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے اگر تم نبی ہو تو موسی علیہ السلام توریت کے

ف مومن کی بخشش ہوگی

تختیون کو لکھا جیسے لائے تھے تم بھی ویسی ہی کتاب لکھا آسمان سے لاؤ بعضے کہتے ہین آسمان سے اپنے نامون کے خطوط
آنیکا سوال کئے بعضون نے کہا ہے مخصوص کتاب اپنے لئے آنیکی درخواست کئے فقد سألوا مین فا جو ہے یا شرط مقدر کی جواب ہے
گویا تقدیر یون ہے ان استکبرت ما سألوہ منک فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک یعنی وہ تیرے سے یہہ سوال جو کئے ہین اگر تو اسکو
بڑا سمجھتا ہے تو وہ یہود موسیٰ سے اس سے بڑی بات کی درخواست کئے ہین یا عاطفہ ہے ایک محذوف جملہ پر اسکی تقدیر گویا
یون ہے لا تبال یا محمد بسؤالہم فانہا عادتہم فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک یعنی ای محمد انکے سوال سے تو کچھ پرواہ مت کر کیا واسطے
ایسے باتون کی درخواست کرنا یہود کی عادت ہے سو وہ موسیٰ سے اس سے بڑی بات کا سوال کئے ہین آخر آیت مین اللہ تعالیٰ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے یہود کو توبیخ کرتا ہے کہ انکا سوال اللہ تعالیٰ کے رسول سے عناد کی راہ سے ہے فقالوا
أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً پھر کہے ہمین دکھا دے اللہ کو سامنے مفسرین کہتے ہین بنی اسرائیل کے ستر شخص جو موسیٰ علیہ السلام کے
ساتھ طور سینا کو گئے تھے وہ موسیٰ سے وہان یہہ سوال کئے اس کا قصہ جو تھے درود مین مذکور ہوا بعضون نے کہا بنی اسرائیل
کے دس ہزار شخص یہہ سوال کئے پہلا قول ہی صحیح ہے معلوم کیجئے اللہ کو دکھانیکا سوال یہہ یہود جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین تھے نہین کئے بلکہ انکے اسلاف جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین تھے کئے پھر اس سوال کے اسناد ان
یہود کی طرف کی کیا واسطے یہہ یہود عناد اور سرکشی مین اپنے بزرگون کے طریقہ پر تھے انکا یہہ سوال انکے پسند تھا سو گویا
یہی لوگ وہ سوال کئے جہرۃ کا لفظ اصل مین جہرت کا مصدر ہے اسکی معنی بات پکار کے کرنا بعد اسکو معاینہ مین
اور رو برو دیکھنے کی معنی مین استعارہ کی طور پر استعمال کئے اسکو ذکر کیا سو تاکید کیو اسطے ہے تا یہہ نہ سمجھین کہ رویت
سے علم مراد ہے فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ پھر پکڑا انکو بجلی نے انکے گناہ پر یعنی وہ لوگ بیجا سوال کرنے
سے انکو گاج مارا صاعقہ کی معنی لغت مین موت اور ہلاک کرنے والا عذاب اور عذاب کا ہولناک آواز اور ابر کو چلانے
فرشتے کے ہاتھ مین کا تازیانہ کہ جسکو لگے اسکو جلا دیتا ہے اور آتش جو گرجات ہو کے آسمان سے گرتی ہے یہہ سب معانی یہان
مربوط ہوتے ہین لیکن یہان کونسی معنی مراد ہے اسمین مفسرون کو اختلاف ہے بعضون نے کہا صاعقہ سے موت مراد ہے
ابن الخازن الزین البغدادی نے کہا یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے سورہ بقرہ مین فرمایا ہے فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون
سو انتم تنظرون کا جملہ صاعقہ سے موت کا ارادہ نہ کرنیکا قرینہ ہے کیا واسطے موت کی طرف نظر کرنا غیر متصور ہے
بندہ عاصی کہتا ہے یہہ اعتراض ضعیف ہے کیا واسطے موت کو دیکھنے سے مراد ایک دوسرے کی موت کی حالت دیکھنی اور

اُنکی سوت سے واقف ہو نا مراد ہے بعضون نے کہا اُنکی موت کا سبب صاعقہ تھا یعنی آتش تھی آسمان پر سے آکے انکو جلادی یا بجلی کی کڑ کڑاہٹ سے وہ موئے بندہ عاصی کہتا ہے ان دو قول مین جمع ممکن ہے کیا واسطے اُن پر بجلی کڑکڑا کر گری اُسکی آگ سے ایک کے بعد ایک موا معلوم کیجئے وہ لوگ تعنت اور عناد کی راہ سے محال چیز کی طلب کیئے اور موسیٰ علیہ السلام سے انکا سوال کئے وہ ایسا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے اجسام کے مانند ہے اجسام کو جس صفت سے دیکھتے ہین ایسا اُس سبحانہ و تعالیٰ کو دیکھنا چاہے اور اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے موسیٰ علیہ السلام کے قول کو نہ ماننیگے کرکے ہٹ کئے سو ان ہٹ کے دیکھنے وہ عذاب کے مستحق ہو اس لیے اللہ تعالیٰ اُنپر عذاب نازل کیا پھر ایک رات اور ایک دن تمام انکی لاش مرتے پڑے تھے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے الحاح و زاری کرنے سے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کیا معلوم کیجئے اس آیت سے مومنان اللہ تعالیٰ کو دار الآخرت مین نہ دیکھنے پر معتزلہ دلیل جو لیتے ہین تمام نہین ہوتی کیا واسطے یہہ دنیوی احکام ہین آخرت کے احوال کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہین یاد رکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اول ہی معجزہ بتلا دیئے تھے حضرت کی نبوت بہت سی چیزون سے یہود کے پاس ثابت ہو چکی تھی اس پر آسمان سے کتاب اترنیکا سوال وہ جو کئے محض تعنت اور عناد کی راہ سے تھا استرشاد اور انقیاد کیواسطے نہین تھا پھر جو شخص تعنت اور عناد کی راہ سے معجزہ طلب کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسکو معجزہ نہین بتلاتا استرشاد کیواسطے سوال کرتا ہی تو اسکی خواہش کے موافق معجزہ بتلاتا ہی تعنت کے ارادے سے سوال کرنے والیکو معجزہ نہ بتلانا نبوت مین قدح نہین کرتا یہود و نصاریٰ اُنکی خواہش کے مطابق معجزہ نہ بتلانے سے نبوت مین قدح کرین اور کہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ بتلانے کی قدرت نہین تھی تو اُنکے اس اعتراض کے جواب کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اشارہ کیا جواب کا حاصل یہہ ہے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت یہود و نصاریٰ کے پاس ثابت ہے لیکن قوم نے اللہ کو سامھنے بتانے سوال کیا تو موسیٰ علیہ السلام نہین بتلائے یہہ نہ بتلانا نبوت مین قدح کرتا ہے تو چاہیئے تم موسیٰ علیہ السلام کی نبوت مین بھی قدح کرو اُنکی نبوت مین اس سے قدح نہ کرکر دوسرونکی نبوت مین قدح کرنا بیجا ہی عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہود تعنت کی راہ سے معجزہ بتلاؤ کر کر سوال کئے ہین تو عیسیٰ کا انکو معجزہ نہ بتلانا نصاریٰ کی کتب مقدسہ سے ثابت ہوا ہی متی کی انجیل کے ستائیسوین باب کے ۲۹ وین سطر مین جسکو ہنری مارٹین قسیس نے زبان ریختہ مین ترجمہ کی ہی ۱۸۱۹ عیسوی مین وہ ترجمہ چھاپا گیا سو اسمین مرقوم ہے اور وہ جو اُدھر سے گذرتے تھے اپنے دُھن کے لئے سے یعنی عیسیٰ کو ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تو جو ہیکل کا ڈھانے والا اور تین دن مین پھر

بنا کر نے والا ہے اپنے تئیں بچا اہے وین سطر مین مرقوم ہے کہ اسی طرح سے سردار کاہنون نے کاہنون اور مشایخ کے ساتھ ملکے تمسخر سے کہا کہ اورون کو بچایا اپنے تئیں بچا نہین سکتا اگر وہ اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آوے اور ہم اُسکے معتقد ہونگے انتہی معلوم کیجئے یہہ لوگ عیسی کو صلیب پر سے اتر آنیکا معجزہ طلب کئے تو عیسی نے انکو وہ معجزہ نہ بتلایا مرقس کی انجیل کے آٹھوین باب کی ۱۱ وین سطر مین ہے تب فریسی نکلے اور اُسکے امتحان کیلئے کوئی آسمانی معجزہ طلب کرکے اُس سے مباحثہ کرنے لگے اُسنے یعنی عیسی نے آہ سرد بھر کے کہا اس عہد کے لوگ معجزہ طلب کرتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اِس عصر کے لوگون کو معجزہ دکھایا نہ جائیگا انتہی الغرض نصاری جسکو انجیل کہتے ہین اُسمین بھی معجزہ طلب کرنے والون کو عیسی علیہ السلام کا معجزہ نہ بتلانا ثابت ہے اُسکے نہ بتلانے سے نبوت مین خلل ہو تو مسیح کے منکر ہونا انکو ضرور ہے ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ پھر پکڑے بچھڑے کو نشانیان پہنچے پیچھے یہہ بھی یہود کی جہالت اور شرارت کا بیان ہے وہ یہہ معجزہ جو طلب کرتے ہین محض شرارت کی راہ سے ہے کتاب آسمان پر سے اُتری تو بھی ایمان نہ لاوینگے موسی علیہ السلام کے معجزے دیکھتے پر جب موسی اللہ تعالی کے وعدہ پر گئے تو یہہ لوگ گائی کے بچھڑے کو معبود بنا اُسکا پوجا کرنا پکڑے یہہ قصہ بھی چوتھے ورد مین مذکور ہوا ثُمَّ کا لفظ اکثر اصولیون اور نحویون کے پاس حکم کی شرکت اور ترتیب اور مہلت کیواسطے موضوع ہے لیکن کبھی حکم کی ترتیب کے واسطے نہین آتا بلکہ اخبار کی ترتیب کے واسطے آتا ہے یہان ثم کا لفظ جو آیا ہے اخبار کی ترتیب کے واسطے ہے کیا واسطے یہود کا گوسالہ کو معبود ٹھہرانا اللہ تعالے کے معاینہ کے سوال کے آگے تھا البینات یعنی واضح دلایل اور معجزے جو موسی علیہ السلام کی نبوت اور سچائی پر دلالت کرتے ہین جیسے عصا اور ید بیضا اور دریا چیرے جانا اِسکے سوا اور بھی معجزے جو دیکھے بینات سے توریت مراد نہین کیا واسطے گوسالہ کی پرستش کرتے وقت توریت نازل نہین ہوئی تھی فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ سو ہم درگذرے اُس سے یعنے یہہ گناہ بھی معاف کیا کیا واسطے بچھڑے کو معبود بنانا بہت بھاری گناہ تھی اُسکے بدلے مین اُن سبکو ستیاناس کرنیکا اور انکی بیخ و بنیاد باقی نہ رکھنے کا تھا لیکن وہ تقصیر ہم معاف کئے انکا توبہ قبول کئے معلوم کیجئے اس جملہ مین اللہ تعالے یہود کو توبہ کرنیکی ترغیب دیتا ہے اور فرماتا ہے تمہارے بزرگ گوسالے کی پرستش کئے بعد جب توبہ کئے تو اللہ تعالی اُنکے توبہ کو قبول کیا تم بھی توبہ کرو تمہاری گناہ بھی معاف ہوگی وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝ اور دینے دیا موسی کو غلبہ ظاہر یعنی گوسالہ کی پرستش کرنے والون پر موسی کو ہم تسلط کئے اور کمال غلبہ دئے کہ جسکے سبب سے اُنکو

موسیٰ مار لینے کا امر کئے تو قوم نے اس کو مان لی انکے ستر ہزار آدمی ایک دن مین مارے گئے یا اس جملہ کی معنی
یون ہے موسیٰ کی قوم نے اگرچہ موسیٰ کے ساتھ عناد اور تعنت کرنے مین مبالغہ کی لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو نصرت
اور تقویت دیا کہ جس سے موسیٰ کا کام نمود مین آیا انکے دشمن اور اُن سے فساد کرنے والے پامال ہوئے سو اس جملہ
مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہے کہ یہود وغیرہ جو تیرے سے عناد رکھتے ہین اُس سے تو دلگیر مت ہو عنقریب
ہم تجھکو اُنپر غلبہ دینگے اُنکو خوار و ذلیل کرینگے اب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے دوسرے اعتدائیون کا بیان
شروع کیا اور فرمایا وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ اور ہم نے اٹھایا اُنپر طور اُن سے عہد لینے مین اسکی
تفسیر مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے توریت نازل ہوئی بعد بنی اسرائیل اسکے احکام کو قبول کرنے سے
اڑے تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو اٹھا کر اُنکے سر اُوپر کھڑا کیا اور بولا توریت کے شرایع اور احکام کو قبول کرتے
ہین تو خوب ہے نہین تو اس پہاڑ کو تم پر ڈال کے سب کو کچلا چور کرتا ہون پھر بنی اسرائیل گھبرا کے احکام
کو قبول کئے اس وجہ پر آیت کی معنی یون ہونگی ہمنے اُنپر پہاڑ کو اٹھایا تا وہ قول قرار کرین اور دین کے احکام
کو مانین دوسری وجہ یہہ ہے کہ وہ لوگ عہد کئے تھے کہ اگر ہم دین سے پھر جانیکا قصد کرین تو اللہ تعالیٰ جس قسم کا
چاہے اُس قسم کا عذاب دیوے بعد دین کے احکام کو ترک کرنیکا ارادہ کئے تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ لاکے اُنپر کھڑا کرنیکا
حکم کیا اس وجہ پر معنے یون ہونگے ہم اُنپر پہاڑ کو اٹھا لائے بسبب انکے میثاق کے جو کئے تھے اُنپر پہاڑ لانے کا قصہ
پانچوین ورد مین مذکور ہوا معلوم کیجئے طور مطلق پہاڑ کو کہتے ہین اور مخصوص چند پہاڑ کا نام بھی طور ہے
ازانجملہ ایک پہاڑ ایلہ کے نزدیک ہے اسکا نام طور ہے اسی پہاڑ کو طور سینا اور طور سینین کہتے ہین اور شام
کے ملک مین بھی ایک پہاڑ ہے اسکا نام بھی طور ہے بعضون نے کہا طور سینا اسی پہاڑ کا نام ہے اور قدس کے مسجد کے
داہنے طرف ایک پہاڑ ہے اُس کا نام بھی طور سینا ہے اور اُس مسجد کے قبلہ کی جہت مین ایک پہاڑ ہے اسکو بھی طور
کہتے ہین بعضون نے کہا ہارون علیہ السلام کی قبر اسی پہاڑ پر ہے اس جگہہ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے کہ جسکے دامن مین
بنی اسرائیل اُترے تھے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ وہ فلسطین کا پہاڑ تھا وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ
سُجَّدًا اور ہمنے کہا اُنکو پیٹھو دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے یعنی سر جھکائے ہوئے عاجزی کے ساتھ سو وہ
اُسکا خلاف کئے بیٹھ کے سرین پہ گھستے گئے اُس دروازہ سے شہر کا دروازہ مراد ہے وہ شہر بیت المقدس تھا

یا اریحا سو اختلاف پانچوین ورد مین مذکور ہوا اس شہر سے بعضے بلقا اور بعضے رملہ اور بعضے اردن اور بعضے فلسطین اور بعضے تدمر کہتے ہین مقاتل نے کہا وہ ایلیا ہے ابن کیسان نے کہا وہ شام ہے ابن الخازن نے تفسیر بقرہ مین کہا جو لوگ کہتے ہین اس سے اریحا کا دروازہ مراد ہے تو انکے قول پر یہہ حکم یوشع علیہ السلام کے واسطے سے ہوگا کیا واسطے اریحا کا فتح یوشع علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوا جو لوگ بیت المقدس کا دروازہ مراد لیتے ہین تو انکے قول پر یہہ حکم موسی علیہ السلام کیواسطے ہوا یعنی چالیس برس کے بعد تیہ سے نکلکے بیت المقدس مین تم داخل ہوگے تو اس حالت سے داخل ہو حافظ السیوطی نے جلالین مین کہا ہے پہاڑ ان کے سرون پر آکے جب کھڑا ہوا اسی حالت مین یہہ حکم انکو کہے شیخ سلیمان جمل نے حاشیہ مین کہا ہے یہہ قید یعنی پہاڑ اوپر آکے کھڑا اسوقت مین یہہ کہے سو سہو قلم ہے کیا واسطے قریہ کا فتح تیہ سے نکلے بعد ہوا ہے پہاڑ کو انکے سرون پر لاکے کھڑے کرنیکا قصہ تیہ مین داخل ہونے کے قبل تورات نازل ہوئی بعد تھا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے سیوطی کا یہہ قول سہو قلم نہین بلکہ ناصر الدین بیضاوی اور ابن الخازن اور خطیب الشربینی اور ابو السعود اپنے تفسیرون مین بھی سیوطی کے قول کے مطابق کہے ہین یہہ عہد بھی ان سے اسی حالت مین لینے کو کوئی چیز مانع نہین شاید تورات کے احکام قبول کرنیکا عہد جب لئے اسی وقت یہہ بات بھی انکو سنا دئے واللہ اعلم وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ اور ہمنے کہا انکو زیادتی نکرو ہفتہ کے دن یعنی بنی اسرائیل کو شنبہ کے دن کچھ ظلم و تعدی یا دنیا کے معاملہ وغیرہ نکرنیکا حکم تھا سو وہ اس دن تعدی کئے اور گڑھے کھودکے مچھلیون کا شکار کئے اس کا قصہ چھٹوین ورد مین مذکور ہوا ناصر الدین البیضاوی نے کہا ان کا یہہ شکار کرنا داود علیہ السلام کے زمانہ مین تھا اور احتمال ہے کہ یہہ بھی داود علیہ السلام کیوقت ہوئی تھی یا موسی علیہ السلام کے وقت پہاڑ سر پر کھڑی کئے تھے تب ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے ثانی قول ہی راجح ہے کیا واسطے شنبہ کی تعطیل موسی علیہ السلام کیوقت ہی ہوئی ہے واللہ اعلم تعدوا تا کی فتح اور عین کی سکون اور دال مخففہ کی ضم سے مضارع کا صیغہ عدو ان سے یہہ قرأت اہل کوفہ وغیرہ کی ہے اہل مدینہ تعدوا دال کی تشدید سے قرأت کرتے ہین کہتے ہین باب افتعال کے مضارع کا صیغہ ہے اعتدا سے اسکا اصل تعتدوا تھا تا کو جو عین کلمہ تھا دال سے بدل کرکے دال کو دال مین ادغام کئے لیکن اہل مدینہ سے ورش تا کی حرکت عین کی طرف نقل کرکے عین کی فتح سے قرادت کرتا ہے قالون اور ابو جعفر تا کی

حرکت کو عین کی طرف نقل نہیں کرتے بلکہ ساکن ہی رکھتے ہیں معنی دونوں قراءت کی ایک ہی ہے کیا واسطے عدوا اور
اور اعتدا دونوں کی معنی ستم کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہے وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۔ اور ہمنے لیا
ان سے عہد محکم یعنی توریت کے اوامر اور نواہی کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہود سے نہایت مضبوط گاڑھا عہد لیا فَبِمَا
نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ پھر بسبب انکے عہد توڑنیکے فبما میں ما کو تاکید کیواسطے زیادہ کی ہے اور باسببیہ ہے اُس کا
تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف یا لعناہم ہے یا سخطنا علیہم ہے یا فعلنا بہم ما فعلنا اس کی تقدیر یوں ہے فبنقضهم
میثاقہم لعناہم او سخطنا علیہم او فعلنا بہم ما فعلنا یعنی بسبب انکے عہد توڑنے کے ہم نے انکو لعنت کی یا انپر ناخوش ہوا
یا کیا ہمنے جو کیا معلوم کیجئے تقدیر لعنا کی اولیٰ ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں لعناہم مصرح ذکر کیا ہے اور
فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم زجاج کہتا ہے اس با کا تعلق حرمنا علیہم طیبات احلت لہم سے ہے جو آیندہ مذکور
ہوتا ہے اور فبظلم من الذین ہادوا کا جملہ فبما نقضہم کا بدل ہے امام رازی نے کہا پہلا وجہ ہی اولیٰ ہے کیا واسطے
فبما نقضہم کی آیت سے فبظلم کی آیت بہت دور پڑی ہے اس کو اسکا بدل ڈالنا بعید ہے اور بھی نقض عہد اور
اللہ کے آیات سے منکر ہونا اور انبیا کو قتل کرنا وغیرہ جو اسکے سیاق میں مذکور ہیں نہایت سنگین گناہ ہیں
انکے بدل سزا جو ملیگی سو بڑی سزا چاہئے عقوبت کیواسطے بعضے طیبات حرام ہونا خفیف سزا ہے ان کبایر
کی سزا کو خفیف چیز سے متعلق کرنا مستحسن نہیں انتہی وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور انکے منکر ہونے پر اللہ
کی آیتوں سے آیات سے انبیا علیہم السلام کے معجزے ہیں جو انبیا کی تصدیق پر دال ہیں آیات اللہ سے
قرآن مراد لیویں تو بھی صحیح ہے کیا واسطے اوپر مذکور ہوا کہ جو شخص ایک نبی کے معجزے کا منکر ہوا تو
وہ سارے انبیا کا منکر ہوا وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور انکے خون کرنے پر پیغمبروں کو ناحق
یعنی وہ انبیا اس قتل کے مستحق نہیں تھے اور انکی نبوت انکے پاس دلایل سے ثابت ہو چکی تھی جیسے ذکریا
یحییٰ عیسیٰ وغیرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا سامان بھی مہیا کر چکے تھے سحر
کر کے زہر دیئے پتھر اوپر سے ڈالنے کی تجویز کئے جنگ کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکے مکر سے اپنے حبیب صلے اللہ
علیہ وسلم کو بچایا وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور بسبب کہنے انکے ہمارے دل غلف ہیں غلف یا جمع غلاف کی ہے
اصل غُلُفٌ تھا غین کے اور لام کے ضم سے لیکن تخفیف کیواسطے لام کو ساکن کئے غلاف پوشش کو کہتے ہیں

جو شمشیر اور آئینہ وغیرہ پر ہوتی ہے شیشے کے ڈھکنے کو بھی غلاف کہتے ہین اپنے دلون کو شیشے سے کہ جس مین کچھ چیز بیگانہ ڈھکنا لگاتے ہین تشبیہ دے اسوجہ پر معنی یون ہوگی ہمارے دل علم کے ظروف اور برتن ہین ہمکو جو علم حاصل ہے اسکے سوائے اور دوسرون سے علم حاصل کرنیکی ہمکو احتیاج نہین پھر اس گھمنڈ پر دوسرے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کیے یا جمع اغلف کی ہے اسکی معنی غلاف سے پوشیدہ کیا ہوا یعنی ہمارے دلون پر پردہ ہے محمد جو کہتے ہین ہماری سمجھ مین نہین آتا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنکے دلون پر سو یقین نہین لاتے مگر کم بل ایک کلمہ ہے کلام سابق سے اضراب کے واسطے اسکو لاتے ہین یعنی پہلے کلام سے منہ پھیرنا اور دوسرے کلام کو ذکر کرنا یعنی وہ جو کہتے ہین ہمارے دل غلف ہین سو امر ایسا نہین بلکہ اُنکے کفر کے سبب سے اللہ نے اُنکے دلون پر مہر کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنکے دلون پر ایک حالت پیدا کی ہے کہ وہ اُنکو حق و باطل مین تمیز کرنیکو مانع ہوئی ہے بکفرہم مین باء سببیہ ہے یا استعانت کا ہے قلیلا نعت ہے مصدر محذوف کا اسکی تقدیر فلا یومنون الا ایمانا قلیلا ہے یعنی ایمان نہین لاتے مگر ایمان تھوڑا یا زمان محذوف کی نعت ہے اسکی تقدیر الا زمانا قلیلا ہے یعنی مگر تھوڑا زمانہ یا استثنا ہے علیہا کی ضمیر سے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن سبکے دلون پر مہر کی ہے مگر تھوڑے لوگ کہ جنکے دلون پر مہر نہین ہے وہ ایمان لائے ان تقدیرون کے اختلاف کے نظر کرتے قلیلا سے کیا مراد ہے سو اُسمین مفسرون کو اختلاف ہے بعضون نے کہا تھوڑا ایمان لاتے ہین یعنی موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر ایمان لاتے ہین دوسرے انبیا اور اُنکے کتب پر ایمان نہین لاتے بعضون نے کہا اُن سے تھوڑے لوگ ایمان لاتے ہین جیسے عبداللہ بن سلام وَ بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ اور بسبب اُنکے کفر کے اور مریم پر بڑا بہتان بولنے کے بکفرہم کا عطف یا فبما نقضہم پر ہے اس صورت مین بما نقضہم کے با کا تعلق جس سے ہے بکفرہم کے با کا تعلق بھی اُسی سے ہے یا اسکا عطف اوپر کے بکفرہم پر ہے اُسپر عطف لینے سے شی کو اُسکے نفس پر عطف کرنا لازم نہین آتا کیا واسطے اُس کفر کا سبب ایک امر ہے اور اس کفر کا سبب ایک دوسرا امر ہے یہہ کفر اللہ کی قدرت کو انکار کرنے کی جہت سے ہے جو بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنیکی قدرت اللہ تعالیٰ کو نہین ہے کر کرانکا عقیدہ تھا جس کا یہہ عقیدہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہوا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہوا تو

کافر ہے یا یہہ بکفرہم اور اسکے معطوفات سب مجموع کا عطف ما قبل کے مجموع پر ہے سو کفر کو مکرر ذکر کیا
کفر کا تکرار مکرر ہونیکی آگہی کے واسطے ہو کیا واسطے کہ وہ اول تو اللہ کے آیتون کے منکر ہوے بعد عیسیٰ اور محمد
علیہما الصلوۃ والسلام کے منکر ہوے مریم پر طوفان بولے سو اُس عصمت والی پاک بی بی کو زنا کی طرف نسبت کیئے اُسکو بہتان
عظیم کہا کیا واسطے عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کیوقت معجزہ اور روشن آیتون سے اُس بی بی کا دامن چھنالے سے
پاک ہونا ثابت ہوا وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور یہ سبب اس کہنے
کہ مقرر ہمنے مار ا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا یہود کا یہہ قول اُنکے کمال کفر پر دلالت کرتا ہے
کیا واسطے یہود عیسیٰ کو مارنے کا جب اقرار کیئے تو وہ اُنکے قتل کے راغب تھے نا اور قتل کے سامان پر کوشش کرنا ثابت
ہوا اللہ تعالےٰ کے رسول کو قتل کرنے کا راغب جو ہو وہ کافر ہے اسی نکتے کیواسطے اللہ تعالیٰ نے مسیح کا وصف رسول اللہ
سے کیا یہان ایک اشکال ہے اُسکی تقریر یون ہے کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے منکر تھے اُنکو ولد الزنا ساحر اور کاہن
کہتے تھے پھر رسول اللہ اُنکا مقولہ کیسا ہوگا اس کا جواب یہہ ہے وہ لوگ تمسخر کی راہ سے رسول اللہ کہے یا وہ
لوگ بد الفاظ اُنکے جناب مین بکے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بدل کے اُنکے نیک اوصاف کو ذکر کیا تا معلوم کرین
کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بہت بلند ہے اور اللہ کے خاص بندون مین ہے اس تاویل پر اُنکا مقولہ عیسیٰ ابن مریم
تک ہی ہوا وصف جو ذکر کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
اور نہ اسکو یعنی عیسیٰ کو مارے اور نہ سولی پر چڑھائے ولیکن اُنپر مشتبہ ہوا یعنی وہی صورت اُنکے آگے
بن گئی عیسیٰ کی شباہت دوسرے شخص پر پڑ گئی سو اس شخص کو مارا اور سولی پر چڑھایا عبد بن حمید اور نسائی
اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہے اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام
کو آسمان پر لیجانے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ گھر مین سے اپنے اصحاب کے پاس آئے اُنکے سر کے بالون سے پانی کے قطرے
ٹپکتے تھے اُس گھر مین عیسیٰ کے بارہ حواری بیٹھے تھے سو عیسیٰ اُنکو فرمائے تمہارے بین کا ایک شخص میرے پر ایمان لایا
سو بارہ دفعہ میرے سے منکر ہوگا بعد کہے تمہارے بین کون شخص چاہتا ہے کہ میرا شبیہ ہووے اور میرے در عوض مارا جاوے
اور میرے ساتھ میرے مرتبہ مین رہے اُنمین کا ایک کم عمر جوان تھا تھا اور بولا مین ہوتا ہون عیسیٰ اُسکو
کہے بیٹھ اور اُس کلام کا اعادہ کیئے وہی جوان اُٹھ کے کہا مین ہون عیسیٰ اسکو کہے بیٹھ اور اُس کلام کا

اعادہ کئے پھر وہی جوان کھڑے ہوکے کہا مین ہون عیسیٰ کہے وہ تو ہی ہے پھر وہ شخص عیسیٰ کا شبیہ ہوا عیسیٰ
علیہ السلام کھڑے ہوکر ایک جھروکے مین سے نکل کے آسمان پر چلے گئے یہودیان عیسیٰ کو ڈھونڈتے آئے عیسیٰ
کا شبیہ جو ہوا تھا اُسکو قتل کئے اور سولی پر چڑہائے ان حواریون مین سے کسی نے عیسیٰ پر جو ایمان لایا تھا
بارہ دفعہ ان مین سے منکر ہوا عیسیٰ علیہ السلام کے تابعدار تین فرقہ ہوئے ایک فرقہ نے کہنے لگا خدا ہمارے پاس اپنا دل
بہلایا ہے تک تھا بعد آسمان پر چلا گیا اس فرقہ کو یعقوبیہ کہتے ہین ایک فرقہ نے کہا خدا کا بیٹا اپنا دل جہانے
تک ہمارے پاس رہا بعد اللہ نے اُسکو اپنے پاس بلا لیا اس فرقہ کو نسطوریہ کہتے ہین ایک فرقہ نے کہا اللہ
کا بندہ اور اسکا رسول ہمارے پاس تھا اللہ تعالیٰ اسکو بلا لیا یہہ فرقہ مسلمان تھا سو دونون کافر فرقہ مسلمان
فرقہ پر غالب ہوئے مسلمان فرقہ کو قتل کئے اسلام آمین نابود تھا یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا فامنت طایفۃ من بنی اسرائیل الآیہ پھر ایمان لائے
ایک جماعت بنی اسرائیل کی یعنی وہ جماعت جو عیسیٰ کے زمانہ مین ایمان لائی تھی اور ایک جماعت کافر
ہوئی یعنی وہ جماعت جو عیسیٰ کے زمانہ مین کافر تھے فایدنا الذین آمنوا ہمنے تائید کیا انکو جو ایمان لائے تھے
یعنی عیسیٰ کے زمانہ مین جو ایمان لائے تھے انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تائید کئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو
کافرون کے دین پر غالب کیا عبد بن حمید اور ابن جریر وہب بن منبہ سے روایت کئے ہین کہا اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ کو دنیا سے اُٹھ جانیکی جب اطلاع کی عیسیٰ علیہ السلام پر شاق ہوا اور موت سے گھبرائے پھر کھانا تیار کرکے
حواریون کو کہلا بھیجے مجھے تم سے کچھ کام ہے آج کی شب میرے پاس حاضر ہو جب سب حاضر ہوئے انکے واسطے رات کا
کھانا حاضر کئے اور خود اُن سے باتین کرتے ہوئے کھڑے رہے جب وہ کھانے سے فراغت پائے خود آپنے ہاتھ
سے انکے ہاتھین دھلائے اور اپنے کپڑے سے اُنکے ہاتھ پونچھنے لگے حواریون نے اسکو امر عظیم سمجھکے چاہا کہ
عیسیٰ کو اس فعل سے منع کرین عیسیٰ علیہ السلام کہے مین یہہ جو کرتا ہون اسکو آج کی شب کسی نے رد کریگا
تو وہ میرا نہین اور مین اسکا نہین پھر لوگ اُنکے اکرام کو قبول کئے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اس کام سے
فراغت ہوئی تو فرمائے آج کی شب مینے تمہاری خدمت جو کیا اس سے ایک دوسرے پر فخر نہ کرنا بلکہ مینے
تمہاری خدمت جیسی کیا تم بھی خدمت ایک دوسرے کی کرو اور مین تمکو دعوت دیا سو اس کام کیواسطے ہے

کہ میرے واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس دعا کرنا کہ میری موت کیوقت مین تاخیر ہو اب چاہیئے کہ تم دعا کرنے مین بہت جہد و کوشش کرو جب وے لوگ دعا کرنے کھڑے ہوئے اور کوشش سے دعا مانگنا چاہے نیند اُنپر غالب ہوئی دعا مانگنے کی اُنمین سُدھ نہ رہی عیسیٰ علیہ السلام انکو ہشیار کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان اللہ تم ایک شب میری اعانت کیواسطے بیدار رہنے پر صبر نہین کرسکتے وہ کہے ہمیشہ ہم باتین کرتے ہوئے بہت رات تک بیٹھ جاتے تھے واللہ آج کی شب ہمکو کیا ہوا ہے کہ بات کرنے کی طاقت ہم مین نہین اور جب دعا کرنا چاہتے ہین تو نیند آکے مانع ہوتی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہے چرواہے کو لیجاتے ہین بھیڑ بکھر جاتے ہین اس قبیل کے بہت سے باتین کہے کہ جسمین انکے فوت ہونیکے خبر تھی بعد فرمائے مین حق بولتا ہون مرغ بانگ دینے کے آگے تمہارے مین کا کوئی شخص میرے سے منکر ہوگا اور کوئی تھوڑے پیسون کو مجھے بیچ کے وہ پیسے کھائیگا پھر وہ لوگ سب نکل کر متفرق ہوئے یہود عیسیٰ کو ڈھونڈتے تھے سو شمعون حواری کو پکڑے اور کہے یہہ عیسیٰ کا رفیق ہے شمعون نے انکار کیا اور بولا مین عیسیٰ کا رفیق نہین پھر لوگ اُسکو چھوڑ دیئے بعد یہود کی دوسری تیسری جماعت اُسکو پکڑی انکو بھی یہی جواب دیا بعد مرغ کی بانگ سُنکے رو دیا اور نہایت غمگین ہوا جب صبح ہوئی حواریون مین کا ایک شخص یہود کے پاس جاکے کہا اگر مین مسیح کو پکڑ دون تو مجھکو کیا دیتے ہو کہے تیس درم پھر اُس نے تیس درم لیکے عیسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا اُنکے آنیکے قبل شبیہ عیسیٰ کا جو شخص ہوگیا تھا سو یہود اُسی کو پکڑے اُسکے مشکیان باندھکے لے چلے پھر اس پر تھوکتے تھے اُس پر کانٹے ڈالتے تھے اور کہتے تھے تو مردون کو زندہ کرتا تھا اور شیطان کو اُتارتا تھا سو کیا اپنے کو بچا نہین سکتا پھر اسکو جس لکڑی پر سولی دینا چاہتے تھے اُس پر اُس شبیہ کو سولی دیئے عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر چڑھا دیا وہ شخص سولی پر سات روز تک تھا بعد عیسیٰ کی والدہ اور دوسری ایک عورت کہ جسپر کے شیطان کو عیسیٰ اُتارے تھے دونون سولی پاس آکے رونے لگے عیسیٰ آکے کہے تم کیون روتے ہو اللہ تعالیٰ نے مجھکو آسمان پر لے گیا وہان مجھکو خوبیان حاصل ہوئے اور یہہ جسکو سولی دیئے وہ صورت انکی آنکھون مین بنی ابن المنذر نے وہب بن منبہ سے یون روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی گھر مین تھے انکے پاس ستائیس حواری تھے سو یہود آکے گھر کو گھیر لئے اور اور گھر مین گھس کر آئے دیکھے سب کی صورت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت کی شبیہ ہے یہود کہے تم ہمکو سحر کئے ہو

عیسی کون ہے سو آوے نہین تو ہم تم سبکو قتل کرینگے عیسی علیہ السلام اپنے اصحاب کو کہے تم مین کون ہے جو اپنی
جان کو درعوض جنت کے میرے پاس بیچتا ہے انہین کا ایک شخص کہا مین بیچتا ہون پھر وہ شخص نکل کے کہا مین عیسی
ہون سو اسکو پکڑکے قتل کئے اور سولی پر چڑھائے اسی سے انپر اشتباہ ہوا اور کہے ہم عیسی کو قتل کئے نصاری
کو بھی یہی گمان ہوا اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اٹھالیا بعضون نے کہا عیسی علیہ السلام کا
بتایا شخص دیا تھا اسی کی صورت عیسی کی شبیہ ہوئی سو یہود اسکو قتل کئے بعضے کہتے ہین یہود عیسی کو کسی گھر مین
مقید کئے انکی نگہبانی کیواسطے ایک شخص کو رکھے اللہ تعالی نے اس نگہبان کو عیسی علیہ السلام کا شبیہ کیا یہود اسی کو
قتل کئے اور سولی دئے اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو اٹھالیا امام ابوجعفر طبری نے کہا ان قولون مین
اولی اصواب قول وہ ہے جسکو ہم نے وہب بن منبہ سے روایت کئے ہین کہ عیسی علیہ السلام جس گھر مین تھے
اس گھر کو جب یہود آکے گھیرلئے عیسی علیہ السلام کے بن سوال کے انکی شباہت انکے تمام اصحاب پر
پڑی اللہ تعالی نے اپنے نبی کو انکے ہاتھ سے چھڑاتے اور انکو بلا مین ڈالکر ایسا کیا اور عیسی کو آسمان پر
لے گیا یہہ بھی احتمال ہے کہ عیسی علیہ السلام کے اصحاب انکے پاس سے جدا ہوئے بعد کسی صحابی کو انکی شبیہ کردیا
عیسی علیہ السلام کو اٹھالیا یہود نے اس شبیہ کو قتل کیا حقیقت اس امر کی اللہ تعالی کو ہی معلوم تھی اس لئے
فرمایا عیسی کو قتل نہین کئے وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ اور مقرر وہ لوگ جو اختلاف
کئے اس مین البتہ اسکے شک مین ہین الذین سے مراد ہین یعنی یہود عیسی کے قتل مین اختلاف کئے سو
انکو عیسی کے قتل مین شک ہی کیا واسطے عیسی علیہ السلام کی شبیہ وہ جو قتل کئے تھے عیسی علیہ السلام کی شباہت
فقط اسکے چہرے مین تھی اسکا جسد شبیہ نہین ہوا تھا قتل کے بعد تامل کرکے دیکھے تو چہرہ عیسی علیہ السلام کا ہے
جسد ویسا نہین ہے سو کہنے لگے چہرہ تو عیسی کا ہے لیکن جسد انکا نہین اختلاف سے مراد یہی ہے بعضون نے
کہا عیسی علیہ السلام کو یہود پکڑنے آئے سو اپنے مین کے ایک شخص کو عیسی کو پکڑنے کیواسطے گھر مین بھیجے وہی شخص
عیسی علیہ السلام کا شبیہ ہوا عیسی علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اس شبیہ کو یہود قتل کئے بعد اپنے شخص کو ڈھونڈے
تو نہین پائے تب کہنے لگے ہم اگر مسیح کو قتل کئے ہین تو ہمارا آدمی گھر مین گیا کیا ہوا اگر ہمارے آدمی کو قتل کئے ہین تو
مسیح کہان ہے سو اختلاف سے یہی مراد ہے بعضے مفسرین کہتے ہین الذین سے نصاری مراد ہین انکا اختلاف یہہ ہے

نسطوریہ کہتے ہین قتل وصلب عیسی کے ناسوت پر ہوا لاہوت پر نہین ہوا یعنی عیسی اسکے ہیکل کو قتل وصلب کیے انکا نفس جو حقیقت مین عیسی وہی ہے اسکا قتل وصلب نہین ہوا ملکانیہ کہتے ہین قتل وصلب کا اثر عیسی اسکے لاہوت کو پہنچا یعنی لاہوت کو اُس کا حس وشعور ہوا لیکن وہ اثر لاہوت کو مباشر نہین ہوا یعقوبیہ کہتے ہین قتل وصلب مسیح کو ہوا جو وہ جوہر ہے متولد دو جوہر سے مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ کچھ نہین ہے انکو اُسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا یعنی یہود جس کو قتل کیے سو انکو شک ہے مقتول عیسی تھا یا اُسکا غیر حقیقت اس مقتول کی انکو معلوم نہین لیکن عیسی کو مار کرکے جو گھمنڈ ہے اسی کی پیروی کرتے ہین بہ کی ضمیر کا مرجع قتل کی طرف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین اِلَّا اتباع الظن استثنا منقطع ہے کیا واسطے اتباع ظن علم کی جنس سے نہین علم اعتقاد جازم کو کہتے ہین ظن مین اعتقاد جازم نہین بلکہ طرف راجح کو ظن کہتے ہین بعضون نے اسکو استثنا متصل کہا ہے اُس نے مطلق ادراک کو علم کہا اس تقدیر پر علم اور ظن دونون ایک جنس سے ہوئے یہان ایک اعتراض کرتے ہین حاصل اسکا یہہ ہے شک اُسکو کہتے ہین جسکے دونون جانب مساوی رہین ظن وہ ہے جسکی ایک جانب راجح اور ایک جانب مرجوح رہے پھر پہلے انکو شک ہی کہنا بعد ظن ہے بولنا کیسا ہوگا اُسکا جواب یہہ ہے شک جیسا مساوی الطرفین کو کہتے ہین اور ظن کا مقابل پڑتا ہے ویسا ہی کبھی اس کو مطلق تردد مین استعمال کرتے ہین خواہ احد جانبین راجح رہے یا نہ رہے اس وقت علم کا مقابل ہوتا ہے یہان شک سے تردد مراد ہے جو مقابل علم کا ہے سو اُن سب کو اس قتل کی حقیقت کا علم نہین بلکہ شک ہے اور جو لوگ قتل کے قایل ہین سو انکے دلون مین قتل کا گمان راجح ہونے سے اُسکا اعتقاد کیے انکے دلون مین اُسکا شبہ ہوا اس جواب سے اور ایک اعتراض ہوتا تھا سو بھی ساقط ہوا حاصل اس اشکال کا یہہ ہے اوپر کے قول سے یہہ معلوم ہوا تمامی یہود کا یہی اعتقاد ہے کہ ہم مسیح کو قتل کیے بعد جو فرمایا ان الذین اختلفوا فیہ دلالت کرتا ہے کہ انکے امر قتل مین بعضون کو تردد ہے اور بعضے قتل کا جزم کرتے ہین پھر انکو شک ہی کہنا کیسا صحیح ہوگا بندۂ عاصی کہتا ہے اس اشکال کا بھی ایک جواب ہے اس کی تقریر یہہ ہے اختلاف کی معنی لغت مین ناموافقی کرنا اور کسی کے پاس آیا جایا کرنا سو اس جگہہ اختلاف سے دوسری معنی مراد لینا یہہ جب مراد لیوین تو اس اشکال کا جواب نفس نظم سے نکل آیا حاصل یہہ ہے یہود جو کہتے ہین ہم مسیح کو قتل کیے سو

یہہ دعوی باطل ہے کیا واسطے سارے یہود اسکا قتل اپنے آنکھون سے نہین دیکھے قتل کرنا ثابت نہین ہوا مگر کہنے سے اُنکے جو قتل کی گواہی دی جو لوگ قتل کے کام مین شریک تھے اور مسیح کے پاس آئے اور گئے سو انکو تو قتل مین شبہہ ہی پھر تمکو مسیح کے قتل کا علم کیسا حاصل ہوا قراین پر نظر کرکے تم کہتے ہو ہم مسیح کو قتل کر گئے سو یہہ نہین مگر اٹکل کی بات ہی عاصی کی عقل ناقص مین یہہ جواب آتا ہے لیکن بالفعل تفاسیر جو عاصی کے پاس موجود ہین انہین کوئی اختلاف کی معنی آیا جایا کرنے کی سے نہین لکھا یہہ تامل کی جگہہ ہے واللہ اعلم وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور نہین مارا اُسکو بے شک بلکہ اسکو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف یقینا یا صفت ہی محذوف مصدر کی قتل کی نفی کی تاکید کیواسطے اُسکو ذکر کیا گویا تقدیر اسکی یون ہے انتفی قتلہم لہ انتفاء یقینا یعنی منتفی ہوا انکا قتل اس مسیح کو ایسا انتفا جو یقینی ہے یا قتلوا کے جمع کی ضمیر کا حال ہی یعنی وہ لوگ مسیح کے قتل کو یقین کرنے والے نہین تھے یعنی عیسی ہی کو قتل کرتے ہین کر کر انکو یقین نہین تھا بلکہ انکو شک تھا بل رفعہ اللہ الیہ جو کہا سو انکے دعوی رد کرنے کیواسطے ہے الیہ جو کہا یعنی اپنی طرف اٹھا لیا سو اس سے ایسی جگہہ لے گیا کہ جہان اللہ تعالے کے سوا غیر کا حکم جاری نہین یہہ جگہہ تیسرا آسمان کر کر ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے جسکو ابن مردویہ نے روایت کی ہے عبد الرؤف المناوی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے معراج کی حدیث جو صحیحین وغیرہ مین ثابت ہے سو اُسکے بعضے طریقون مین آیا ہے کہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام تیسرے آسمان پر تھے اور بعضے طریقون مین آیا ہے دوسرے آسمان پر تھے وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا عزت سے غلبہ اور کمال قدرت مراد ہی اور حکمت سے دانائی او کمال علم مراد ہی اس آیت کا ختم ان دو صفت پر جو کیا اس سے اگاہ کیا بشر کی طاقت کے لحاظ سے نظر کرتے آسمان پر جانا اگرچہ متعذر دکھتا ہے لیکن اللہ تعالی کی قدرت کے نظر کرتے متعذر نہین عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کو آسمان پر جو لے گیا اور یہود سے نجات دیا اُسکی حکمت کی مقتضی تھی بعضے کہتے ہین اللہ عزیز ہے عیسی کے دشمنون سے انتقام لیا اُنپر طیطوس رومی کو مسلط کیا سو بہت سے یہود اسکے ہاتھون سے ہلاک ہوئے حکیم ہے حکمت سے یہود پر لعنت کی معلوم کیجئے اس آیت مین قرآن شریف اللہ کا کلام ہونے پر قوی دلیل ہے کیا واسطے اسوقت کتاب والے لوگ جو یہود و نصاری تھے کہتے تھے ہم مسیح کو قتل کئے بے علم شخص جو لوگون سے سیکھ کر کچھ کہتا ہے تو ہرگز اُنکے برخلاف نہ کہیگا کیا واسطے اسکو اندیشہ رہتا ہے کہ مین خلاف کہون تو

٦١ ورد

جھوٹا نہ پڑے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود و نصاریٰ کا خلاف کہے اور انکے جھٹلانے کا اندیشہ نہین
کیئے تو معلوم ہوا کہ یہہ اللہ تعالی کی ہی تعلیم ہے بشر کا کام نہین قسیس اعتراض کرتے ہین دو امت عظیم
یعنی یہود و نصاریٰ تمامی دنیا مین بھرے ہوئے ہین خبر دیتے ہین کہ مسیح کو قتل کیئے اور سولی دیئے اتنے تمام
لوگونکا کذب پر اتفاق کرنا محال ہے اور انجیل جسکا تواتر ہمارے پاس ثابت ہے وہ بھی مسیح کے قتل کی خبر دیتی
ہے امور متواترکا انکار کرنا بدیہی چیز کا انکار ہے بدیہی کو انکار کرنا سفسطہ ہے تو ثابت ہوا قتل مسیح کا حق ہے
اس اعتراض کے کئی جواب ہین لیکن اس اعتراض کا جواب موقوف ہے تواتر اور اُسکے شروط جاننے پر اسلیئے

فصل تواتر کی معنی

ہم تواتر کا بیان اول کہکر بعد اعتراض کا جواب کہینگے تواتر ایک خبر کو کہتے ہین کہ جسکا ثبوت اتنے لوگونکی
زبان سے ہوگا کہ وہ سب اتفاق کرکے جھوٹھ بنانے کو عقل تجویز نکرے ویسی چیز کا علم الیقینی کو مفید ہے
لیکن اُسکے لئے چند شروط ہین پہلی شرط وہ حکم جو تواتر سے ثابت ہوا ہے امر محسوس ہونا یعنی اُسکا
ادراک حواس ظاہری سے ہونا مثلاً آنکھ سے دیکھنا کان سے سننا جو امر محسوس نہین بلکہ عقلی ہے اور ایک
جماعت کثیرہ اسکو کہے تو علم الیقینی کی مفید نہین ہوتی بلکہ باطل رہتی ہے جیسے معطل صانع کے منکر ہین
اور مجسمہ اللہ تعالی کو جسم ثابت کرتے ہین سو یہہ خبر باطل ہے کیا واسطے ان خبرون کو عقلی مقدمات سے
ثابت کرتے ہین عقلی مقدمات جو ہین انمین اکثر خطا ہوتی ہے سو ان مقدمات پر اعتماد نہین رہا بخلاف محسوسات کے
انمین خطا ہونا نادر ہے لیکن چند شخص اتفاق کرکے جھوٹھ بناکے کہنے کا احتمال ہے جب جھوٹھ بنانے کا احتمال نرہے
تو اُس خبر کی صحت قطعی ہوگی دوسری شرط اس خبر کے راوی جو ہین ہر طبقہ مین اسقدر ہونا جنکا اتفاق جھوٹھ بنانے پر ممکن نہین
جو لوگ امر محسوس کو آپ دیکھکے ہمکو خبر دئے ہین اور اُنکا اتفاق جھوٹھ بنانے پر ممکن نہین ہے تو ہمکو اس چیز کا علم الیقینی حاصل ہوگا
جو لوگ ہمکو خبر دئے ہین وہ خود اس امر محسوس کو معاینہ نہین کیئے بلکہ نقل کئے ہین اُن سے جو مشاہدہ کیئے ہین تو یہان دو نون طبقے کے لوگ اسقدر ہونا
جنکا اتفاق جھوٹھ بنانے پر ممکن نہین پھر جسقدر طبقے بڑتے جاوینگے تو ہر طبقے مین اُسکو لحاظ کرینگے تیسری شرط خبر دینے والے
اپنے تیقن سے خبر دینا خبر دینے والونکو تیقن نہین ہے بلکہ ظن سے یا شک سے خبر دیتے ہین تو اُنکی خبر یقین کو مفید نہوگی
جب تواتر کے شروط معلوم ہوئے تو یہود و نصاریٰ کی خبر مسیح علیہ السلام کے قتل کی ان شرطون پر نظر کرتے متواتر
نہونا ثابت ہوا اُسکا بیان کئی وجہ پر ہے پہلا وجہ یہہ ہے اس خبر مین تو انکی پہلی شرط جو امر محسوس ہونا ہے مفقود ہے انکے

انکے تواتر سے اتنی بات یقین ہوئی کہ ایک شخص کو قتل کئے سولی پر چڑھائے یہہ امر حسی ہے لیکن وہ مقتول عیسیٰ ہی کی ذات ہونا امر محسوس نہین کیا واسطے حس متماثلات مین فرق نہین کر سکتی مثلاً کسی ظرف مین پانی یا تیل اکلے ایک شخص کو بتائین بعد اسکو نکال کے بعینہ ویسا ہی پانی یا تیل ڈال کر اس شخص کو دکھائین تو اتنا کہیگا یہہ پانی ہے یا تیل ہے لیکن اول جو پانی یا تیل تھا اب بھی وہی ہے یا اُسکا غیر ہے نہ کہہ سکیگا کیا واسطے حس اسکو احاطہ کر نہین سکتی ایسا ہی درختون کے پتے اور انج اور اکثر جانور جو باہمدیگر شبیہ اور متماثل ہین حس کو انمین تمیز کرنے پر قدرت نہین ہے ایسا ہی ایک شخص کی دو تصویر کھینچے اور ایک تصویر کے بعد ایک تصویر کسیکو بتلا دین تو اسکو یہہ بات حاصل ہوگی کہ یہہ فلانے کی تصویر ہے لیکن یہہ تصویر وہی ہے جو اول دیکھا سو اسکا علم حس کو حاصل نہین ہوتا غرض جو چیزین باہمدیگر تماثل و تشابہ رکھتے ہین انمین کا احدہما آخر کا غیر ہے سو حس سے معلوم نہین ہوتا اسکے لئے قرینہ خارجی ہونا ضرور ہے دیکھئے انگریز ہمارے شہرون مین جو ہین سب ریش و بروت صاف کر دیتے ہین اور سب کا لباس ایک ہی ہوتا ہے اکثر لوگ ہمارے شہر کے باشندے جنکو انکے ساتھ معرفت تامہ نہین رہتی ہے سمجھ نہین سکتے وہ طامس ہے یا موتس وہ لوگ بھی جنکو ہمارے ساتھ معرفت نہین رہتی ہے سمجھ نہین سکتے کہ زید ہے یا عمرو دو شخص مین تماثل کلی نہ رہنے کے وقت حس کو تفرقہ کرنا دشوار ہوتا ہے تو تماثل کلی جب ہو جاوے تو احدہما آخر کا غیر ہے سو سمجھنا حس کا کام نہین اس سے ثابت ہوا مقتول اور مصلوب ایک شخص تھا جو عیسیٰ علیہ السلام سے شبیہ تھا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ذات تھی یا کوئی دوسرا انکی شبیہ تھا سو حس سے معلوم نہین ہوا اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنون کے ہاتھ مین ذلیل نہونے کے واسطے خرق عادت کرکے دوسرے کو انکا شبیہ کرنا ممکن ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق کے واسطے سے کہ جنکی رسالت معجزات قطعی سے ثابت ہو چکی ہے خبر دیا کہ مقتول اور مصلوب عیسیٰ نہین تھا بلکہ اور شخص تھا تو یقین ہوا کہ وہ مسیح نہین اور انکا تواتر قابل حجت اور اسکا معارض نہ رہا دوسرا وجہ تواتر کی شرط سب طبقون مین خبر دینے والا برابر رہنا یہان پہلے طبقہ مین تواتر نہین ہے کیا واسطے امتی اور مرقس اور لوقا کی انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودا اسخریوطی نے جو بارہ حواریون مین کا تھا یہود سے تیس درم رشوت لیکے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ دینے کا اقرار کیا شب کے وقت یہودیون کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے آیا اور انکو بتا دیا تھا کہ مین جسکا بوسہ لون وہی مسیح ہے پھر اسنے مسیح کو بوسہ دیتے ہی یہود آکے مسیح کو پکڑ لئے اور حواریان وہان سے بھاگ نکلے سو

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہی مسیح کو پکڑنے یہود جو آئے تھے انکو مسیح کون ہے سو معلوم نہین تھا فقط
یہوذا اسخریوطی کے کہنے سے ایک شخص کو مسیح کرکے پکڑے بعد اسکو قتل کئے سولی پر چڑھائے ایک شخص کے
کہنے سے تو اتر ثابت نہین ہوتا شاید یہوذا نے اپنے آقا کو بچانے کیواسطے دوسرے کو پکڑوا دیا ہوگا اس سے
معلوم ہوا پہلے طبقہ مین تواتر کا شرط مفقود ہے پھر یہہ انکی خبر متواتر نہ رہی مروج انجیل مین جو نصاری
کے پاس موجود ہے مسیح کے قتل کا بیان جو آیا ہی مقبول نہین کیواسطے یہہ انجیلون کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ وہ کتب سماوی نہین بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا احوال اور اُنکے احادیث حواریون نے جو آپ سے دیکھا تھا یا سنا تھا
سو جمع کیا ہی ایسے قسم کی کتاب کو ہمارے علما سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین سو یہہ انجیل عیسیٰ علیہ السلام کے
سیر کی کتاب ہے اور صحابی سے جو حدیث سند صحیح سے ثابت ہوتی ہے اسکو ہم مقبول
رکھتے ہین اور جو سند صحیح سے ثابت نہو اسکو مقبول نہین جانتے اور اُس مین جو حدیث
مقبول ہے وہ حجت قطعی نہوگی جب تک صحابہ کی ایک جماعت سے بطریق تواتر ثابت
نہووے یہہ انجیل جسکو فقط چار حواری جمع کئے ہین ان چارون کے قول سے انکا تواتر ثابت نہین ہوتا جب تواتر ثابت
نہوا حجت قطعی بھی نہ ہوئی ہم جو کہے یہہ موجود انجیل کتاب سماوی یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام نہین اس پر دلیل
لوقا کا قول ہے جو اپنی انجیل کی ابتدا مین کہتا ہے ای تاوفلس فاضل از بسکہ بہتون نے کمر باندھی کہ ہمارے یقینیات کو
ترتیب سے تحریر کرین جیسا کہ انہون نے جو ابتدا سے سخن کے دیکھنے والے اور خدمتگذار تھے ہم سے بیان کیا مناسب
جانا گیا کہ مین بھی سر سے اُن سب کی تقلید کلی کرکے کمال درستی سے تیرے لئے قلم بند کرون انتہی اس قول
مین واضح دلیل ہے کہ ان کتب مین عیسیٰ علیہ السلام کی سیر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے احوال جو چارون انجیل
مین ہے چار شخص کی خبر دینے سے درجۂ تواتر کو نہین پہنچتے جب تواتر ان کا ثابت نہوا تو وہ کلام القطعیات
سے بھی نہوا لیکن حواری سے بہ سند صحیح اگر ثابت ہو تو البتہ وہ مقبول ہے حواریون سے ان انجیلون کو کون
کون شخص روایت کئے ہین اور وہ لوگ ثقہ معتبر تھے یا نہین سو اسکا حال کچھ قسیسون کو معلوم نہین ہان
یہہ کہتے ہین انجیل کا نسخہ فلانے کے خط کا فلانی جگہہ تھا سو قسیس نے اسکی نقل کی مجرد نقل قابل حجت نہین
کیواسطے ایک کے خط سے دوسرے کا خط مشابہت رکھتا ہی کوئی شخص اُس نسخے کو آپ لکھکے حواری کا نام

ف اردو انجیل کتاب سماوی نہین ہے

دھر دینے کا احتمال ہی جب احتمال ثابت ہوا تو اُس سے استدلال لینا ساقط ہوا جو انجیل قابل حجت نہ رہی اُسکے حجت
ہونے کی اور بھی ایک دلیل ہی کہ تین انجیل مین آیا ہی یہوذا نے پتا دیا تھا کہ مین جسکو بوسہ لون وہی مسیح ہی پھر آکر بوسہ لیتے ہی
پیادے وغیرہ آکے مسیح کو پکڑ لئے یوحنا کی انجیل کے اٹھارویں باب مین ہی کہ یہوذا سپاہیون کی ایک جماعت لیکے مشعلون سے
وہان آیا عیسی کو جو اُنپر ہونے والا تھا سو عیان تھا باہر نکل کے اُن سے کہے تم کسی ڈھونڈتے ہو وہ کہے عیسی ناصری کو عیسی
انکو کہے وہ مین ہون تب لشکری اور جمعدار اور پیادون نے عیسی کو پکڑا الخ دیکھو انجیلون مین کسقدر تفاوت ہے پھر انجیل
کی ایسی خبر یقینیات مین کیسے شمار کی جائیگی قسیس کہتے ہین عیسی کی شباہت دوسرے شخص پر پڑی جو کہتے ہین یہہ
سفسطے کی قبیل سے ہی کیا واسطے ایک شخص دوسرے کا شبیہ بن جانا جب جایز ہو تو نکاح اور طلاق اور ملک وغیرہ پر اعتماد
نہ رہیگا زید جو عمرو کا بیٹا ہی وہ زید نہ رہے بلکہ وہ دوسرا شخص رہے اُس پر زید کی شباہت پڑی ہی گھر ہم جسمین
تھے وہ ہمارا گھر نہین بلکہ اُسکا شبیہ ہی زید کی عورت اُسکی عورت نہ رہی بلکہ اُسکی شبیہ رہی اور بھی ہم اسکو
اگر جایز رکھے تو تواتر مین بھی قدح ہوتا ہی کیا واسطے تواتر سے علم جو حاصل ہوتا ہی اسکی انتہا محسوسات پہ رہتی ہے
جب محسوس مین یہہ شبیہ ہو تو تواتر مین بھی شبہ ہوا خبر متواتر قابل اعتماد نہ رہی اس سے ثابت ہوا عیسی کا شبیہ
مقتول ہونا بدیہی بات کا خلاف ہے اسکا جواب یہہ ہے ایک شخص دوسرے کا شبیہ بن جانا محال نہین موسی علیہ الصلوة والسلام
کا عصا اژدہا ہونا توریت سے ثابت ہی لکڑی حیوان کی صورت لینا جب جایز ہو تو ایک انسان دوسرے انسان کا
شبیہ ہونا بطریق اولی جایز ہوا یہہ امر بطریق معجزے کے ظاہر ہوا ہی سو اس سے ہر محسوس مین یہہ شبہ ہونا لازم نہین
آتا کیا واسطے یہہ امور عادی ہین یعنی عادت الہی انکے کرنے پر جاری ہی انکے نقیض ممکن اور جایز ہونا یہہ عادی امور مطابق
نفس الامر کے جزماً واقع ہونیکو منافی نہین محسوس جنپر کو عقل جو جزم کرتی ہی مجرد حس سے جزم نہین کرتی بلکہ حسکے
ساتھ اور بھی امور منضم ہونا ضرور ہے کہ جن امور کے ہونے سے عقل اس محسوس کو جزم کرنے کی طرف مضطر ہوتی ہے
لیکن وہ یہہ کیا امور ہین سو اس کا علم ہمکو حاصل نہین جب یہہ امور کسی محسوس مین نہون تو عقل اس محسوس کو جزم
نہین کرسکتی بلکہ احتمال خطا کا وہان قایم ہوتا ہی جیسے آتش دور سے اندھیرے مین دکھی تو بڑی دکھتی ہی بڑی چیز
دور سے دیکھے تو چھوٹی دکھتی ہی چکی کے مرکز سے محیط تک نزدیک نزدیک مختلف رنگون سے خطوط کھینچ کے چکی کو جلد پھرانے
لگے تو سب رنگ مل کے ایک ہی مرکب رنگ دکھتا ہی کشتی پر بیٹھ کے جانے والا کشتی کو ساکن سمجھتا ہے کنارے کو حرکت

معلوم ہوتی ہے اس قبیل کے بہت چیزین ہین جس کو حس خلاف واقع ادراک کرتی ہے اس بیان سے ثابت ہوا محسوسات پر عقل جن احکام کا جزم کرتی ہے وہ احکام یقینی ہوتے ہین نہ یہہ کہ ان محسوسات پر وثوق نہ ہے یا اگلے وثوق مین تردد رہے امام فخر رازی اس شبہہ کے جواب مین کہتا ہے یہہ شبہہ جو قیس کی اس سے تواتر مین طعن ہوتا ہے تواتر مین طعن کرنے سے تو انبیا کی نبوت مین بھی طعن ہوتا ہے سو یہہ فرع وصول مین طعن ہونیکو موجب ہے تو وہ مردود ہے انتہی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور کوئی نہین اہل کتاب سے مگر البتہ اسپر ایمان لاتا ہے اسکی موت کے آگے اِنْ یہہ نافیہ ہے ما کی معنی سے من اہل الکتاب محذوف مبتدا کی صفت ہے اس کی تقدیر یون ہے ما احد من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اہل الکتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ اہل کتاب سے مخصوص یہود مراد ہین بِہٖ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہے یعنی عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے یعنی عیسیٰ اللہ کا بندہ و اسکا رسول اور اسکا کلمہ اور روح ہے کرکے اقرار کرتا ہے عکرمہ سے مروی ہے کہا اس ضمیر کا مرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین لیکن یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اوپر کی آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کچھ نہین آیا کہ جسکی طرف ضمیر کو پھیرین بلکہ عیسیٰ ہی مذکور ہین ضمیر انہین کی طرف پھیرنا اولیٰ ہے قبل موتہ کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین ضمیر کی مرجع کتابی ہے یعنی کوئی نہین اہل کتاب سے مگر البتہ اپنی موت کے قبل عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے لیکن یہہ ایمان مقبول نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے ابو داود طیالسی و سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیئے ہین کہے قَبْلَ مَوْتِهٖ کا لفظ اُبَی رضی اللہ عنہ کی قرأت مین قبل موتہم ہے کہے کبھی کوئی یہودی نہین مرتا یہان تک کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے کسی نے ابن عباس کو کہا گھر پر سے گرکے مرا تو کیسا ایمان لائیگا ابن عباس کہے ہوا مین کہیگا پھر وہ شخص کہا اگر کسی کی گردن مارین تو کیسا کہیگا ابن عباس کہے اسکی زبان ایمان سے حرکت کریگی ایک روایت مین آیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے یہودی کو اگر حویلی پر سے پھینکے تو زمین پر پہنچنے کے قبل عیسیٰ پر ایمان لائیگا اور کہیگا عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے ابن المنذر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہا حجاج بن یوسف نے مجھکو کہا ای شہر قرآن مین ایک آیت ہے اسکو جب مین پڑھتا ہون تو میرے دل مین خلش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ میرے پاس قیدیان یعنی یہود و نصاریٰ آتے ہین اور مین انکی گردن

مارتا ہوں وہ کچھ کہتے سو میں نہیں سنتا شہر بولا میں نے اسکو کہا تو اس آیت کو برخلاف تاویل کی مقرر
نصرانی کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اُسکو سامنے پیچھے مارتے ہیں اور کہتے ہیں ای خبیث مسیح کو تو اللہ
یا اللہ کا بیٹا اور تین میں کا تیسرا سمجھتا تھا سو وہ مسیح اللہ کا بندہ اور اسکا رسول اور اُسکا کلمہ ہے پھر وہ
نصرانی ایمان لاتا ہے ایسے وقت کہ وہ ایمان اسکو نفع نہیں دیتا اور یہودی کی روح جب نکلتی ہے تو
فرشتے اُسکے سامنے اور پیچھے مارتے ہیں ای خبیث مسیح کو قتل کئے کرکے تو جو کہتا تھا وہ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول تھا پھر
وہ یہودی ایمان لاتا ہے ایسے وقت کہ وہ ایمان اسکو نفع نہیں دیتا جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اترینگے تو اہل کتاب
کے زندہ لوگ ایمان لاینگے جیسے اُنکے مردے ایمان لائے حجاج نے یہہ سُنکے کہا یہہ بات تو کس سے سنی شہر نے کہا محمد بن علی
سے یعنی محمد بن الحنفیہ سے حجاج نے کہا تو نے علم کو اُسکے معدن سے لیا شہر کہتا ہے واللہ مجھکو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
خبر دی تھی لیکن میں نے حجاج کو جلانے کیواسطے محمد بن علی کا نام لیا مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے ضمیر کا مرجع عیسیٰ
ہے یعنی اہل کتاب کا کوئی شخص نہیں مگر ایمان عیسیٰ پر لائیگا عیسیٰ کے مرنے کے آگے یعنی عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے
میں آسمان پر سے جب اُترینگے تو اہل کتاب سے کوئی شخص باقی نہ رہیگا مگر عیسیٰ پر ایمان لائیگا زجاج نے اس قول پر
اعتراض کیا اور بولا یہہ قول بعید ہے کیواسطے وان من اہل الکتاب کی آیت عموم پر دلالت کرتی ہے
عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت باقی نرہیگی مگر اہل کتاب کی تھوڑی جماعت یہہ قلیل جماعت مراد ہونا
آیت کے عموم کو منافی ہے پھر اُسکا ارادہ کرنا صحیح نہوا وہ قول والے اس اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں آیت کے عموم کا
ہم انکار نہیں کرتے لیکن اس عموم سے وہی اہل کتاب مراد ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھینگے اور اُنکے زمانے کو
پائینگے امام ابو جعفر طبری نے اسی قول کو ترجیح دی ہے یہہ قول قتادہ اور حسن بصری اور عطا وغیرہ سے مروی ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے جو اسی کو تائید کرتی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی
روایت بھی اسکو تائید کرتی ہے کہ جسکو ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہیں کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے
البتہ عنقریب مریم کا پوت حاکم عادل ہوکے تم میں اُتریگا سو صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ
اٹھا دیگا اور مال بہت ہوگا یہاں تک کہ کوئی اسکو قبول نہیں کریگا یہاں تک کہ ایک سجدہ کرنا

دنیا اور جو کچھ اسمین ہے اُسکے ملنے سے بہتر ہوگا بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہے اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا ابن مردویہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عنقریب مریم کا پوت حاکم عادل ہوکے تمہارے بین اتریگا دجال کو قتل کریگا خنزیر کو ماریگا صلیب کو توڑیگا جزیے کو اٹھادیگا اور مال بہت ہوگا اور سجدہ اللہ رب العالمین کیواسطے ایک ہی ہوگا ابو ہریرہ کہے تم چاہتے ہو تو اسکو پڑھو وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ بولے عیسی بن مریم کی موت کے آگے پھر اُسکو ابو ہریرہ تین بار اعادہ کرتے معلوم کیجیئے بخاری کی روایت مین جو گذرا ایک سجدہ کرنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا سو اس سے مراد یہہ ہے اللہ تعالی کی راہ مین صدقہ دینے سے نماز پڑھنا افضل ہوگا کیونکہ مال کی احتیاج کسی کو نہ رہیگی اللہ تعالی کا تقرب نہ ہوگا مگر عبادت سے ابن مردویہ کی روایت مین جو آیا ہے سجدہ اللہ رب العالمین کو ہوگا یعنی سب اللہ تعالی کی عبادت کرنیوالے رہینگے مشرک کوئی باقی نہ رہیگا امام احمد اور ابن جریر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسی بن مریم اتریگا سو خنزیر کو قتل کریگا اور صلیب کو محو کریگا اور اُسکے لیئے نماز جمع کی جائیگی اور مال دیگا یہانتک کہ اُسکو کوئی قبول نکریگا اور خراج اٹھادیگا اور روحا مین اُترکے وہان سے حج کریگا یا عمرہ کریگا یا حج و عمرہ کریگا پھر ابو ہریرہ اس آیت کی تلاوت کیئے وان من اہل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدا ابو ہریرہ کہے عیسی پر ایمان لائیگا سو عیسی کی موت سے آگے قولہ اسکے لیئے نماز جمع کی جائیگی حدیث کا لفظ یون ہے وتجمع لہ الصلوۃ شاید اس سے عیسی کا جماعت سے نماز پڑھنا مراد ہے روحا را رائے مہملہ کی فتح سے اور واو کے سکون سے اسکے بعد حائے مہملہ ہے آخیر مین ہمزہ ممدودہ ہے نام ایک جگہہ کا ہے مدینہ سے چھتیس ۳۶ میل ہے بقولے چالیس میل بقولے تیس میل روحا مین اُترکے وہان سے حج کریگا سو اس سے مراد مدینہ سے حج کیواسطے نکلکے روحا کی راہ سے جو آنحضرت کے حج کو جانیکی راہ تھی اُس راہ سے حج کو آئیگا حج یا عمرہ یا حج و عمرہ کرکے تردید جو آئی ہے شاید شک ہے راوی سے اور احتمال ہے کہ یہہ تردید نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہو یہان ہم چند احادیث جن مین عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اُترنا اور دجال کو قتل کرنا اور ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا مذکور ہے بیان کرتے ہین امام احمد اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسی بن مریم روحا کی راہ مین حج کا یا عمرے کا یا دونون کا

احرام باندھیگا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم یعنی تم کیسے رہوگے جبکہ مریم کا پوت تم مین اُتریگا اور تمھارا امام تمھارے مین کا ہی ہوگا مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم یعنی تم کیسے رہوگے جبکہ مریم کا پوت تم مین اُتریگا سو تمھاری امامت کریگا مسلم کی ایک روایت مین ہے فامکم منکم یعنی تمھاری امامت کریگا تمھارے مین کا اس لفظ کا راوی ابن ابی ذئب نے فامکم منکم کی معنی مین یون کہا فامکم بکتاب ربکم وسنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تمھاری امامت کریگا تمھارے رب کی کتاب کے اور تمھارے نبی کی سُنت کے موافق ابن ابی شیبہ ور احمد اور ابو داؤد اور ابن جریر اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انبیا سوتیلے بھائی ہین ماوین انھون کے علاحدہ ہین اور دین انکا ایک ہی ہے اور لوگون سے مین عیسی بن مریم سے اولی یعنی احق اور اقرب ہون کیا واسطے میرے اور اُنکے درمیان کوئی نبی نہین ہے اور وہ عیسی میری امت پر میرے خلیفہ ہونگے اور مقرر اُنہون اُترینگے تم انھون کو دیکھے تو پہچانو کہ وہ میانہ قد ہین سرخ سفید اپر مُصر دو کپڑے رہینگے یعنی تھوڑی زردی ملی ہوئی گویا انکے سر کے بالون سے پانی ٹپکتا ہے اگرچہ پانی کی تراوت نہ پہنچے پھر صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو مار ڈالینگے اور جزیہ کو اٹھا دینگے اور لوگون کو اسلام کی طرف بلواینگے انکے زمانہ مین سوائے اسلام کے دوسرے سب ملتون کو اللہ تعالی نابود کریگا اور اللہ تعالی مسیح الدجال کو انکے زمانہ مین ہلاک کریگا پھر زمین پر امن ہو جائیگا شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتا گائی کے ساتھ اور بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ ملکے چرینگے اور آدمی کے بچے سانپون کے ساتھ ملکے کھیلینگے تو سانپ انکو ایذا نہ دینگے سو عیسی چالیس برس رہینگے بعد مرینگے مسلمان اُنپر نماز پڑھکر دفن کرینگے امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو امید ہے کہ اگر میری عمر دراز ہو تو عیسی بن مریم کی ملاقات کردن اگر میری موت جلدی ہو تو جو شخص عیسی کی ملاقات کریگا تو میری طرف سے اُنکو سلام کہے بندۂ عاصی کہتا ہے اس حدیث کی سند شیخین کی شرط پر ہے واللہ اعلم طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنیو مقرر عیسی بن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول ہے سنیو میرے بعد میری امت پر عیسی خلیفہ ہے

سنیو مقرر ہے کہ دجال کو قتل کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور جزیہ اٹھا دیگا اور جنگ اپنا بوجھ رکھدیگا سنیو تمھارے سے
جو شخص عیسی کو پاوے تو میری طرف سے اسکو سلام کہے جنگ اپنا بوجھ رکھدیگا یعنی جنگ موقوف ہوگا لوگ جنگ کی ہتیار
رکھدینگے حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مریم کا پوت حاکم عادل
اور امام منصف ہوکے البتہ اتریگا اور حج یا عمرہ کے واسطے راہ منیٰ چلیگا اور البتہ میری قبر پاس آکے مجھکو سلام کریگا
اور البتہ مین اُسکے سلام کا جواب دونگا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ای بہرے بھائیون کے بچے تم اگر عیسی علیہ السلام
کو دیکھوگے تو کہیو ابوہریرہ نے آپکو سلام کہا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص تمھارے سے عیسی بن مریم کو پائیگا تو چاہئے اسکو میرا سلام کہنا حاکم نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ السیوطی نے جمع الجوامع مین اُس کی تصحیح کو مسلم رکھا ہے یاد رکھئے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی امت کو عیسی علیہ السلام کو سلام پہنچانے کے باب مین وصیت کئے ہین اور ایسا ہی ابوہریرہ بھی
وصیت کئے ہین جسنے عیسی علیہ السلام کو پائیگا تو سلام پہنچانا اور اپنے پر کا بوجھل اتارنا طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسی بن مریم اُتریگا سو لوگون مین چالیس سال
رہیگا امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مریم کا پوت
امام عادل اور حاکم مقسط ہوکے اُتریگا پھر صلیب کو توڑیگا خنزیر کو قتل کریگا سلامتی پھر آئیگی اور تلوارون کے
مناجل یعنی ہنسوتے (درانتی) بنائینگے اور ہر زہردار جانور کا زہر جاتا رہیگا آسمان اپنا رزق اتاریگا اور زمین اپنی
برکت نکالیگی یہان تک کہ بچہ اژدہے کو لیکے کھیلا تو اژدہا اسکو ایذا نہ دیگا اور بھیڑ یا بھیڑ کے ساتھ چریگا تو
اسکو ایذا نہ دیگا اور شیر بیل کے ساتھ چریگا تو اسکو ایذا نہ دیگا امام احمد اور طبرانی سمرہ بن جندب رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقرر دجال نکلیگا اُسکی بائین آنکھ کانی ہے اسپر
موٹا ناخنہ ہے اور بے مان باپ کے اندھے کو اور کوڑہی کو چنگا کریگا اور مردے کو زندہ کریگا اور بولیگا
انا ربکم یعنی مین تمھارا پروردگار ہون جو کوئی اسکو بولے تو میرا رب ہے تو بیشک وہ شخص فتنہ مین پڑا اور جو
کوئی اپنے مرنے تک بولتا رہا کہ میرا رب اللہ ہے تو وہ شخص اُسکے فتنہ سے بچا اس پر نہ کچھ فتنہ ہے نہ کچھ
عذاب ہے پھر اللہ تعالی جتنے دن چاہا ہے اتنے دن دجال زمین پر رہیگا بعدہ عیسی بن مریم مغرب کی طرف سے

کیجے طبرانی کی روایت میں ہے مشرق کی طرف سے آئینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعریف کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر پھر دجال
کو قتل کرینگے اسکے بعد کچھ نہیں مگر قیامت قایم ہوگی ابن ابی شیبہ اور امام احمد عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہیں کہے
ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں روتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے تو روتی
ہے میں کہی یا رسول اللہ آپ دجال کا ذکر کئے اسلئے میں روئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال اگر نکلے اور میں
زندہ رہوں تو تم کو میں بس ہوں اگر میرے بعد نکلا تو تم پہچانو کہ مقرر تمہارا پروردگار کانا نہیں بیشک دجال اصبہان
کے یہودیہ سے نکلیگا اور مدینہ کو آکے اسکی ایک جانب میں اتریگا اسوقت مدینہ کو سات دروازہ رہینگے اسکے
ہر راستے پر دو فرشتے رہینگے تین بد لوگ جو ہیں سب نکل کے اس دجال کے پاس جاینگے بعد فلسطین کے
علاقہ میں شام کا شہر جو ہے وہاں جاویگا باب لد پاس اتریگا پھر عیسی بن مریم اترکے اسکو قتل کرینگے اور عیسی زمین
پر چالیس برس تک امام عادل اور حاکم عادل اور حکم مقسط ہو رہینگے یہودیہ نام ہے ایک قریئے کا اصفہان کے علاقہ میں
امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دین کے اضطراب اور علم کے ادبار کے
وقت دجال نکلیگا وہ چالیس روز زمین میں پھرتا رہیگا اسکا ایکدن مقدار ایک سال کے ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے
اتنا اور ایک دن ایک جمعہ کے اتنا یعنی ایک ہفتے کے برابر باقی کے دن تمہارے اندنوں کے برابر رہینگے اسکی سواری میں
ایک گدھا رہیگا اس گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان کی چوڑائی چالیس ہاتھ کی رہیگی پھر دجال لوگوں کو کہیگا
میں تمہارا رب ہوں وہ کانا رہیگا تمہارا پروردگار کانا نہیں اسکے دونوں آنکھوں کے مابین ان حرفوں کا نقش رہیگا یعنی
ک ف ر یعنی کافر جو مومن لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہو اسکو پڑھیگا ہر ندی چشمے کے پاس اتریگا مگر مدینہ اور مکے
کو اللہ تعالی اس پر حرام کیا ہے کہ انکے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہیں دجال کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ رہینگے اور
لوگ سب نہایت سختی میں رہینگے مگر جو شخص اسکا تابع رہے اور اسکے ساتھ دو نہر رہینگے ان نہروں کا علم دجال سے
زیادہ مجھکو ہے ایک نہر کو بہشت اور ایک نہر کو دوزخ کہیگا وہ جس کو بہشت کہتا ہے اسمیں جو جایگا سو وہ دوزخ
ہے اور وہ جسکو دوزخ کہتا ہے اسمیں جو جایگا سو وہ بہشت ہے اسکے ساتھ شیاطین رہینگے لوگوں سے بات کرینگے
اسکے ساتھ بہت بڑا فتنہ ہے آسمان کو حکم کرے تو لوگوں کے دیکھنے میں مینہ برسیگا اور ایک آدمی کو لوگوں کے
دیکھنے میں قتل کرکے پھر اسکو زندہ کریگا اس شخص کے سوائے دوسروں پر مسلط نہوگا پھر لوگوں کو کہیگا اے لوگو

یہہ چیزین سوا اسکے کوئی کیا کرسکتا ہی پھر مسلمان شام مین جبل الدخان پر بھاگ کے جا رہینگے دجال آکے انپر
محاصرہ کریگا پھر محاصرہ سخت ہوگا لوگون پر بڑی مشقت ہوگی بعد عیسیٰ اترکے سحر کے وقت ندا کرینگے ای لوگو
کذاب خبیث کی طرف نکلو تمکو کونسی چیز مانع ہے لوگ کہینگے یہہ زندہ مرد ہے سو جاکے دیکھین تو عیسیٰ ہی پھر نماز
کی اقامت کہینگے عیسیٰ کو بولینگے یا روح اللہ آگے ہو عیسیٰ کہینگے تمہارا امام ہے مقدم ہوکے نماز پڑھے پھر
صبح کی نماز سے فراغت پاکے دجال کی طرف نکلینگے عیسیٰ کو دیکھتے ہی وہ کذاب یعنی دجال گھل جائیگا جیسا نمک
پانی مین گھل جاتا ہے عیسیٰ جاکے اسکو قتل کرینگے یہان تک کہ درخت پکار کر کہیگا کہ یا روح اللہ یہہ یہودی ہے
پھر دجال کے ساتھ جتنے یہودی ہین ان سب کو قتل کرینگے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور طبرانی اور حاکم
عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمانون کے لیے تین
شہر ہونگے ملتقی البحرین مین یعنی دونون دریا سنگم ہونے کی جگہہ مین ایک شہر جزیرہ مین ایک شہر شام مین
ایک شہر لوگون کو تین بار فزع ہوگی پھر دجال بڑا لشکر لیکے نکلیگا مشرق کی جانب ہین جو لوگ ہین ہزیمت
پائینگے پھر دجال آکے اول شہر مین جو ملتقی البحرین کے پاس ہے اتریگا وہان کے لوگ تین فرقہ ہونگے ایک فرقہ وہین
رہیگا یہہ فرقہ یون کہیگا ہم اسکا حال دریافت کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ کیا ہی اور ایک فرقہ جاکے اعراب یعنی بدویون سے
لاحق ہوگا اور ایک فرقہ یہان سے نکل کے دوسرے شہر کو جو اس سے نزدیک ہی جائیگا دجال کے ہمراہ ستر ہزار آدمی
رہینگے سیجان یعنی سبز طیلسان اوڑھے ہوے دجال کے ساتھ جو لوگ رہینگے سو انمین اکثر یہود اور عورتین ہونگے
دجال وہان سے دوسرے شہر کو جو اس سے متصل ہے آئیگا وہان کے لوگ بھی تین فرقہ ہونگے ایک فرقہ کہیگا ہم اسکا حال
دریافت کرتے ہین اور ایک فرقہ جاکے اعراب کے ساتھ لاحق ہوگا اور ایک فرقہ نکل کے دوسرے شہر کو جو اس سے
متصل ہے جائیگا بعد دجال شام کے ملک کو آئیگا وہان کے لوگ نکل کے عقبہ افیق پر جائینگے اور اپنے جانورون
کو چرائی کے واسطے بھیجینگے پھر انکے جانورونکو غنیم پکڑ لیگا لوگون کو بہت شاق ہوگا فاقہ کی نوبت آئیگی اور
نہایت سختی مین پڑینگے یہان تک کہ اپنے کمان کی وتر یعنی چلا جو پٹے کا ہوتا ہے بھونکے کھائینگے اسی حالت
مین رہینگے کہ یکایک سحر کے وقت منادی تین بار ندا کریگا اے لوگو تمہارا غوث یعنی فریادرس آیا
لوگ ایک دوسرے سے کہینگے یہہ بھرے آدمی کا آواز ہے عیسیٰ صبح کی نماز کیوقت اترینگے لوگون کا امیر

جزیرہ

عقبہ افیق

جو تھا عیسیٰ کو کہیگا یا روح اللہ آپ مقدم ہو کے ہمارے ساتھ نماز پڑھیو عیسیٰ کہینگے تم ای معشر امت بعضے بعضون
کے امیر ہو تمھین مقدم ہونا پھر وہ امیر مقدم ہو کے نماز پڑھیگا نماز سے فراغت ہوتے ہی عیسیٰ اپنا حربہ
لیکے دجال کی طرف جائینگے دجال اُنکو دیکھ کے گھل جائیگا جیسا رانگا پگل جاتا ہے عیسیٰ کا حربہ جا کے دجال کے ثندوے
پر یعنی پستان کے گوشت پر لگیگا دجال مر کر گریگا اُسکے ساتھ والے بھاگینگے انکو پناہ کیواسطے کچھ چیز نہ ملیگی
یہان تک کہ پتھر بولیگا ای مومن یہان کافر چھپا ہے تو اسکو قتل کر جھاڑ بولیگا ای مومن یہان کافر چھپا ہے
تو اسکو قتل کر حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے سیجان سین مہملہ کی کسر اُسکے بعد یار مثناۃ تحتانیہ ہے اُسکے بعد
جیم ہے آخیر مین نون ہے جمع ساج کی ہے سبز طیلسان کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین چادر ہوتی ہے اسمین ثوب رہتا ہے
وہ ثوب پہنے تو چادر کھاندون پہ پڑتی ہے اُسکی ہوت مین ہی ثوب رہتا ہے آفیق ہمزہ کی فتح اور فا کی
کسر سے امیر کے وزن پر ایک قریہ ہے حوران اور غور کے مابین وہان ایک گھاٹ ہے اسکو ثنیۂ افیق کہتے ہین
حاکم نے ابی الطفیل سے روایت کی ہے کہا مین کوفے مین تھا سو دجال نکلا کر کے ہوائی اُٹھی ہم حذیفہ بن اسید
رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہین اُنکو بولا دجال نکل چکا حذیفہ بولے بیٹھ مین بیٹھا اسمین منادی ہوئی کہ اِنہا کذبۃ
صباغ یعنی وہ رنگریز کی گپ ہے حذیفہ کہے اب دجال تمھارے زمانہ مین نکلا تو اسکو بچے ٹھیکریون سے مار کے ڈال دینگے
لیکن وہ لوگو نکے گھمنڈ اور دین کی خفت اور معاملات کی بدی کے وقت نکلیگا اور جہان پانی کا چشمہ ہے وہان
اتریگا بکرے کا چمڑا جیسا لپیٹا جاتا ہے زمین اسکے لئے ویسی ہی لپیٹی جائیگی یہان تک کہ مدینہ کو آئیگا --
اُسکے باہر مسلط ہوگا اندر نہ جا سکیگا اُسکے بعد ایلیا کے پہاڑ کو آئیگا اور مسلمانون کی ایک جماعت کو محاصرہ کریگا
ان لوگون کا والی کہیگا تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو اس سے لڑائی کرو یا تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروگے
یا تمکو فتح ہوگی پھر صبح کو اس سے جنگ کرنیکی مشورت کرینگے جب صبح ہوئی تو دیکھتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام اُنکے ساتھ
ہین سو دجال کو قتل کرینگے اور اُسکے ساتھ والے ہزیمت پائینگے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے قولہ کذبۃ صباغ
یعنی رنگریز کی گپ ہے شاید اس سے یہی مگر یہی بات مراد ہے امام احمد اور مسلم اور حاکم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ
عنہما سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال نکلیگا اللہ تعالیٰ جتنے دن چاہا، اتنے دن
میری امت مین رہیگا چالیس دن رہیگا یا چالیس مہینے یا چالیس سال سو مین نہین جانتا اُسکے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو

بھیجیگا اُنکی صورت عروہ بن مسعود الثقفی کی صورت کے مثل ہے پھر دجال کو جاکر قتل کرینگے اسکے بعد سات برس
تک لوگ ایسے رہینگے کہ دو آدمی کے درمیان عداوت نہ رہیگی اسکے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک
ٹھنڈا باد بھیجیگا سو جس کے دل مین ذرا بھی ایمان ہو اُسکی روح قبض کریگا یہان تک کہ کوئی پہاڑ کے کلیجے مین
بھی جاوے تو وہان جا کے اُس کی روح قبض کریگا بد لوگ باقی رہینگے امر معروف کو نہ جانینگے امر منکر کا انکار
نہ کرینگے انکو پرندے کی سبکی اور درندے کی عقل رہیگی پھر شیطان آکے انکو کہیگا کیا تم کو شرم نہین تو کہینگے تو
کس بات پر امر کرتا ہے پھر بتون کی عبادت کرنیکا حکم کریگا بتون کا پوجا کرینگے اس پر بھی انکو رزق ملیگا فراغت سے
عیش کرینگے یہان تک صور پھونکا جاویگا پہاڑ کے کلیجے سے پہاڑ کا اندر مراد ہے پرندے کی سبکی یعنی برے کام
کرنے واسطے جلدی کرینگے جیسا پرندہ اڑتا ہے درندے کی عقل رہیگی یعنی ظلم و تعدی کرنیکے واسطے درندیکے مثل
لوگون پر پڑینگے مسلم نے النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکدن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم دجال کا ذکر کئے اُس مین اسکو اتارے اور چڑھائے یہان تک ہم گمان کئے کہ وہ خرمہ کے درختون
کے کسی بن مین ہے پھر ہم جب دوپہر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو ہمارے مین اسکو پایعنی اسکا
احوال سننے سے ہم پر جو خوف و دہشت ہوئی تھی اسکو سمجھکے فرمائے تمہارا کیا حال ہے ہم کہے یا رسول اللہ
آپ صبح کو دجال کا ذکر کئے سو اسمین اتارے اور چڑھائے یہان تک کہ وہ خرمے کے درختون کے کسی بن
مین ہونیکا ہکو گمان ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے پر دجال کے غیر کا خوف مجھکو زیادہ ہے
اگر دجال نکلے اور مین تمہارے مین رہون تو اسکا حجیج مین ہون تم نہین یعنی دلیل گو اور اسکو جھٹلانے والا
مین ہون تم ہکو جھٹلانے کی احتیاج نہین اگر وہ نکلے اور مین تمہارے مین نہ رہون تو ہر شخص اپنے نفس کا آپ
حجیج ہے تیرا اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے یعنی تمہارا نگہبان اللہ ہے مقرر دجال جوان ہے اُسکے
بال بہت اُکھڑے ہو ہین اسکی آنکھ طافیہ ہے یعنی نکل آئی ہے اُسکو مین عبد العزی بن قطن سے تشبیہ دیتا ہون
یعنی دجال عبد العزی سے مشابہ ہے تمہارے سے جو کوئی اسکو پاوے تو سورہ کہف کے شروع کی آیتین پڑھین
اُسپے شام و عراق کے درمیان مین کی راہ سے نکلیگا سو داہنی طرف اور بائین طرف فساد کریگا یا عباد اللہ
فاثبتوا یعنی اے اللہ کے بندو تم ثابت رہو ہم کہے یا رسول اللہ وہ دجال زمین پر کتنے دن رہیگا

فرمائے چالیس دن اُنکا ایک دن ایک برس کے مانند ہے اور ایک دن ایک مہینے کے مانند اور ایک
دن ایک جمعہ کے مانند ہے یعنی ایک ہفتے کے اتنا ہے اور باقی کے دن تمھارے دنون کے مانند ہین ہم کہے یا رسول اللہ
وہ دن جو ایک برس کے اتنا ہوگا اسمین ایک دن کی نماز پڑھنا ہمکو کفایت کریگا یا نہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کفایت نکریگا اقدروا له قدره یعنی اندازہ کرو نماز کیواسطے ایک دن کا اندازہ ہم کہے یا
رسول اللہ اسکی جلدی زمین پر کیسی ہے فرمائے غیث کے مانند ہے یعنی مینہ کے مانند یا ابر کے مانند ہے کہ جسکے
پیچھے باؤ ہے سو ایک قوم کے پاس آیگا اور انکو اپنی طرف دعوت کریگا پھر وہ اسپر ایمان لاینگے اور اُسکی
دعوت قبول کرینگے تو آسمان کو حکم کریگا سو مینہ برسیگا اور زمین کو حکم کریگا وہ اگیگی پھر اُن قوم کے مواشی
جو صبح کو چرنے گئے تھے شام کو آئینگے سو اُنکے کوہان نہایت بلند رہینگے یعنی انکے مواشی نہایت فربہ رہینگے
اور انکے تھن بہت بھرے ہوئے رہینگے انکے پٹھے بہت ہی دراز رہینگے پھر دجال دوسری قوم کے
پاس آکے انکو دعوت کریگا وہ اسکی دعوت کو رد کرینگے تو انکے پاس سے چلا جاویگا صبح کو دیکھے تو یہ
لوگ قحط زدہ ہونگے انکے ہاتھ مین انکا کچھ مال باقی نہ رہیگا دجال ویرانے پر گذریگا اور اسکو بولیگا اپنے
خزانے کو نکال تو اس ویرانے کے خزانے اُسکے پیچھے چلینگے جیسے شہد کے مکھیون کی ٹکڑی ہے بعدہ دجال
ایک شخص کو بلاویگا جو بھری جوانی مین ہے اور اُسکو تلوار سے مار کے دو ٹکڑے کریگا تیر کے نشانے کی مقدار
فاصلے سے ڈالیگا پھر اس جوان کو پکاریگا تو زندہ ہو کے آئیگا اس کا منہہ جھلکتا ہوا اور ہنستا ہوا ہے دجال
اسی مین ہوگا کہ یکایک اللہ تعالی مسیح ابن مریم کو بھیجیگا سو سفید منارے پاس جو دمشق کے شرقی جانب مین
ہے اُترینگے دو مہرودے پہنے ہوئے اور اپنے ہاتھون کو دو فرشتون کے بازؤن پر دھرے ہوئے جب اپنے سر کو
جھکاوے تو سر سے عرق ٹپکیگا اور جب سر کو اٹھاوے تو عرق کے قطرے موتی کے دانون کے سے سر پر سے اُترینگے
سو حلال نہین یعنی ممکن نہین کسی کافر کو جو پاوے اُنکے دم کے باؤ کو مگر یہہ کہ مرجاویگا اُنکی نگاہ جتنی دور
جاتی ہے انکا دم اتنی دور جاویگا پھر عیسی دجال کو طلب کرینگے یہان تک کہ لُد کے دروازے پاس اسکو پاکے
اسکو قتل کرینگے بعدہ عیسی علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئیگی کہ جن کو اللہ تعالی نے دجال سے نگاہ رکھا تھا
سو انکے منہہ پونچینگے اور انکو انکے مرتبون سے جو بہشت مین ہین خبر دینگے ایسے مین اللہ تعالی عیسی کو

طرف وحی بھیجیگا کہ مقرر مین نے اپنے کوئی بندون کو نکالا ہون کہ کسی کو اُن سے جنگ کرنیکی طاقت نہین
میرے بندون کو یعنی مومنون کو محافظت کرنیکے لیئے کوہ طور پر جا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالیگا پھر وے
ہر بلند و سخت زمین سے شتاب آئینگے سو امین پیش رو لوگ طبریہ کے بحیرے پر یعنی تالاب پر گذرینگے سو سبکا
سب پانی پی جائینگے امنین کے پیچھے آتے ہوے سو لوگ اس پر گذرینگے سو کہینگے اس بحیرے مین کبھی وقت
پانی تھا نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور اُنکے اصحاب محصور و محبوس رہینگے یہانتک کہ آجکے دن تمھین کی گائ
سو دینار ہونے سے ایک بیل کا سر اُنکے پاس بہتر ہوگا پھر عیسیٰ علیہ السلام اور انکے اصحاب اللہ کے پاس
رغبت کرینگے یعنی یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونیکی دعا کرینگے تب اللہ تعالیٰ انکی گردنون مین نغف یعنی
کیڑونکو بھیجیگا سو سب ایکبارگی مرجائینگے بعدہ نبی اللہ عیسیٰ اور انکے اصحاب مین پر اُترینگے سو زمین پر
ایک بالش کی جگہ نہ رہیگی مگر اُنکی چربی اور بدبوئی سے بھر جائیگی پھر نبی اللہ عیسیٰ اور انکے اصحاب اللہ
کے پاس رغبت کرینگے تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹون کی گردنون کے مانند پرندون کو بھیجیگا سو انکے لاشون
کو اُٹھاکے اللہ تعالیٰ جہان چاہا ہے وہان ڈالینگے پھر اللہ تعالیٰ مینہ برسائیگا کہ جس مینہ کو مٹی کے گھر اور
بالو کے گھر مانع نہونگے اور ساری زمین کو ایسا دھوئیگا کہ زلفے کے مانند ہوگی پھر زمین کو کہا جائیگا تیرے
پھلون کو اُگا اور اپنی برکت کو پھر لے آ تب ایک انار ایک عصابہ یعنی ایک جماعت کھائیگی اور اسکے قحف سے یعنی پوست
کے دُپتے سے سایہ کرینگے اور دودھ مین برکت ہوگی یہانتک کہ اونٹ کے ایک لقحے کا دودھ ایک جماعت کو کفایت کریگا اور گائی کے ایک
لقحے کا دودھ ایک قبیلہ کے لوگونکو کفایت کریگا اور بکری کے ایک لقحے کا دودھ لوگونکی ایک فخذ کو کفایت کریگا اسی حال مین ہونگے کہ اللہ تعالیٰ
ایک خوشبو باو بھیجیگا سو انکے بغلون کے نیچے پکڑیگا سو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کریگا اور بدلوگ باقی رہینگے
گدھے جیسے مختلط ہوتے ہین ویسی اختلاط کرینگے اُنھین پر قیامت قایم ہوگی اس حدیث کو امام احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی مطول روایت کیے ہین ابوداؤد اور نسائی اس کو مختصر روایت کیے ہین
قولہ النواس واو کی تشدید اور نون کی فتح سے قولہ ابن سمعان اسکی سین مین فتح اور کسرہ دونون
جایز ہین قولہ اسمین اسکو اُتارے اور چڑھائے حدیث کا لفظ یون ہے فخفض فیہ و رفع سو خفض اور
رفع ہردونون باب تفعیل کے ماضی کے صیغے ہین دونونکے فا مشدد ہین اس سے کیا مراد ہے سو اسمین

دو قول ہین پہلا قول یہہ خفض سے اُسکی تحقیر مراد ہے یعنی اُسکی بہت حقارت کئے یعنی وہ کانا ہے اُسکی پیشانی
پر کافر کا نقش ہے اور اللہ تعالی کے پاس اُسکو کچھ رتبہ نہین اور ایک شخص کے قتل کے سوائے دوسرے کے قتل پر
قادر نہوگا اور اُس شخص کو قتل کرکے زندہ کئے بعد پھر اُسکے قتل پر قادر نہوگا اور وہ اور اُسکے تابعدار سب
مسلمانون کے ہاتھ سے مارے جائینگے اور اُسکے مانند رفع سے اُسکا فتنہ نہایت عظیم ہونا مراد ہے کیا واسطے
خرق عادت بتلا کے لوگون کو گمراہ کریگا دوسرا قول یہہ ہے خفض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آواز
پست کرنا اور رفع سے آواز کو بلند کرنا مراد ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا بہت سا احوال بیان
کرکے تعب سے آرام لینے آواز کو پست کئے بعد لوگون کو سنانے پھر آواز بلند کئے قولہ خرمے کے درختون
کے کسی بن مین ہے حدیث کا لفظ یون ہے فی طائفۃ من النخل طائفہ ٹکڑی اور جماعت کو کہتے ہین بعضون نے
کہا آدمی یا درخت ہزار سے کم ہو تو اسکو طایفہ کہتے ہین ہم نے ترجمہ مین اُسکے حاصل معنی کو لکھے قولہ اُسکی
آنکھ طافیہ ہے معلوم کیجئے طافیہ کے لفظ کو بعضے راوی فا کے بعد یا سے تلفظ کرتے ہین اسکی معنی آنکھ بلند ہونا
اور نکل آنا بعضے ہمزہ سے تلفظ کرتے ہین اُسکی معنی آنکھ بے نور رہنا یعنی آنکھ کو کچھ نہ دکھنا یہہ دونون
روایت صحیح ہین قولہ شام و عراق کے درمیان مین کی راہ سے نکلیگا حدیث کا لفظ یون ہے اِنَّہٗ خَارِجٌ
خلۃ بین الشام والعراق معلوم کیجئے خلۃ کے ضبط مین راویون کو اختلاف ہے مشہور روایت مین خاء
معجمہ کی فتح اور لام کی تشدید و فتح سے اور تاء تانیث کی تنوین سے ہے دو شہر کے درمیان مین
راہ جو رہتی ہے اُسکو کہتے ہین بعضے روایتون مین حلۃ حاء مہملہ کی فتح اور لام کی تشدید و فتح اور
تاء تانیث کی تنوین سے ہے اُسکی معنی سمت و جانب کی ہے اس روایت پر ترجمہ یون ہوگا شام
و عراق کی جہت کے درمیان نکلیگا بعضے روایتون مین حلّہ حاء مہملہ کی فتح اور لام مشدد کی ضم اور اخیر
مین ہاء ضمیر ہے اس روایت پر ترجمہ یون ہوگا وہ نکلیگا اُسکے اترنیکی جگہہ شام و عراق کے درمیان
ہوگی قولہ اقدروا لہ قدرہ یعنی اندازہ کرو ایک دن کے واسطے اُسکا اندازہ معلوم کیجئے اندازہ کرنے
سے مراد یہہ ہے صبح صادق نکلے بعد ظہر کی نماز کا وقت آنے ہمیشہ جتنے ساعت رہتے ہین اُسدین بھی
اُتنے ساعت توقف کرکے ظہر کی نماز پڑھنا ظہر کے بعد جتنے ساعت کو عصر پڑھتے تھے اُتنی دیر کرکے

عصر کی نماز پڑھنا ایسا ہی غروب کتنے ساعت کو ہوتا تھا اور غروب کے بعد کتنے ساعت کو عشا کی نماز پڑھتے
تھے اتنے ساعت کے بعد نمازین پڑھنا پھر دوسرے نمازین اسی شمار سے پڑھنا سو اس ایک دن مین برس کے
سارے نمازین پڑھنا زوال اور سایہ اور طلوع و غروب کی رعایت نہ کرنا امام نووی نے شرح مسلم مین کہا
جو دن مہینے کے برابر اور ہفتے کے برابر ہوگا اسکو بھی اسی پر قیاس کرنا قولہ جیسے شہد کی مکھیان
آہ حدیث کا لفظ یون ہے فتتبعہ کنوزہا کیعاسیب النحل یعسوب شہد کی مکھی کے سردار کو کہتے ہین وہ جب کسی جگہ
پر بیٹھتا ہے تو سب مکھیان اسکے ساتھ بیٹھتے ہین اور شہد کی پوٹلی باندھتے ہین جب اڑجاتا ہے تو اسکے
ساتھ سب اڑجاتے ہین یہان یعاسیب سے اُنکی جماعت مراد ہے ہم اُسکے حاصل معنی کا ترجمہ کئے قولہ مارکے
دو ٹکڑے کریگا آہ لفظ حدیث کا یون ہے فیضربہ بالسیف فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض جزلتین تثنیہ جزلۃ کا ہے جیم کی
فتح سے مشہور یہی ہے بعضون نے جیم کی کسرہ بھی کہا ہے قطعہ کو کہتے ہین غرض تیر مارنے سو نشانے کو کہتے ہین
یعنی اُس بتے اسکو تلوار سے مار کے دو ٹکڑے کریگا دونون ٹکڑون کو اتنے فاصلہ سے ڈالیگا کہ تیر کو
نشانہ پر مارنے جتنے فاصلے سے کھڑے ہوتے ہین اکثر علما ایسا ہی کہے ہین قاضی عیاض نے کہا اس عبارت مین
تقدیم و تاخیر ہے اُسکی تقدیر یون ہے فیصیبہ اصابۃ رمیۃ الغرض فیقطعہ جزلتین یعنی تیر نشانہ پر جیسا لگتا ہے
ویسا اسکو تلوار لگیگی اور اُسکو دو ٹکڑے کریگی امام نووی نے کہا پہلا قول ہی صحیح ہے قولہ دو مہرودہ
پہنا ہوا حدیث کا لفظ یون ہے بین مہرودتین سو وہ تثنیہ مہرودۃ کا میم کی فتح اور ہا کی سکون سے
اُسکے بعد را مہملہ مضمومہ ہے اسکے بعد واو ہے اُسکے بعد دال مہملہ ہے اُسکے بعد ہا تانیث ہی مشہور یہی ہے
اُسکو ذال معجمہ سے بھی روایت کئے ہین اہل لغت پاس اُسمین دو نو وجہ مشہور ہین لیکن اکثر دال مہملہ سے ہی کپڑے
کو کہتے ہین کہ جس کو ورس کے رنگ مین رنگ کے بعد زعفران کے رنگ مین رنگتے ہین بعضے کہتے ہین ملائے
کے آدھے ٹکڑے کو مہرودہ کہتے ہین سو ویسے دو ٹکڑے پہنکے اتریگے قولہ لُد کے دروازہ پاس آہ لد لام کی ضم
اور دال مہملہ کی تشدید سے جوہری صحاح مین کہا وہ شام مین ایک جگہہ کا نام ہے ابن الاثیر نے بھی ایسا
ہی کہا بعد بولا بعضے کہتے ہین کہ وہ فلسطین مین ایک جگہہ کا نام ہے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا وہ
بیت المقدس کے نزدیک ایک شہر ہے مجد الفیروزآبادی بولا فلسطین کے پاس ایک قریہ ہے قاضی عیاض نے

مشارق مین کہا بعضے کہتے ہین کہ وہ شام مین ایک پہاڑ کا نام ہے اور یہ لا اہل کتاب کے کتابون مین جو آیا ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو جبل زیتون کے پاس قتل کرینگے سو اسی قول کو تائید کرتی ہے قولہ طبریہ کے بحیرہ
پر بحیرہ تصغیر بحر کی ہے یعنی چھوٹی دریا ہمارے محاورے مین اسکو تالاب کہتے ہین سب سے بڑا تالاب ہے طبریہ مین اسکا
طول دس میل کا ہے اسکا پانی شیرین ہے اس تالاب کی کورکا ایک ندی ہے طبریہ مشہور شہر کا نام ہے ارض مقدس مین داخل
ہے اردن کی جانب مین اسمین اور بیت المقدس مین دو مرحلے ہین قولہ نغف نون اور غین معجمہ دونون کی
فتح سے اسکے بعد فا ہے کیڑون کو کہتے ہین جو بکری اور اونٹ کی ناک مین ہوتے ہین قولہ زلقہ کی مانند ہو گی زلقہ
زاء معجمہ اور لام کی فتح سے اور لام کی سکون سے بھی آیا ہے اسکے بعد قاف ہے بعضے روایتون مین درعوض
قاف کے فا ہے آئینے کو کہتے ہین یعنی زمین آئینہ کی مانند مصفا ہو گی اکثر اہل لغت کا قول یہی ہے بعضون نے
کہا مینہ کا پانی جمع ہونے کی جگہ یعنی حوض کے مثل جو بناتے ہین اسکو زلقہ کہتے ہین اور بعضے کہے سبزہ زار
کو کہتے ہین بعضے کہے باغ کو کہتے ہین یعنی زمین پانی سے سرسبز ہو کے باغ کی مانند ہو گی قولہ ایک لقحے کا دودھ لقحے کے لام مین فتح
اور کسر دونون ہین جن کے تھوڑے دن ہوئے سو جانور کو لقحہ کہتے ہین قولہ ایک فخذ کو آہ قرابتی لوگون کی
جماعت کو فخذ کہتے ہین فا کی فتح اور خاء معجمہ کی کسر سے یاد رکھئے قرابت والون کی بڑی جماعت کو
قبیلہ کہتے ہین اس سے کم جماعت ہو تو اسکو بطن کہتے ہین اس سے کم ہو تو فخذ کہتے ہین قولہ گدہے جیسے
مختلط ہوتے ہین آہ حدیث کا لفظ یون ہے یتہارجون تہارج الحمر ہم ترجمہ جو کئے لفظی معنی کا ترجمہ ہے اس سے
مراد یہہ ہے لوگ روبرو علانیہ جماع کرینگے جیسے گدہے کرتے ہین انکو کسی بات کا لحاظ نہ رہیگا ابن ماجہ نے
ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہے سو
اسمین اکثر باتین دجال کے بولے اور ہمکو اس سے ڈرائے از جملہ سخنان یہہ فرمائے کہ اللہ تعالیٰ آدم کی اولاد
کو جب سے پیدا کیا ہے تب سے دجال کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا زمین پر نہین ہوا اور اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہین
بھیجا مگر وہ نبی دجال سے ڈرایا مین نبیون کا آخر ہون اور تم اخیر امت ہو دجال ناگزیر تمہارے مین ہی
نکلیگا پھر اگر وہ نکلے اور مین تمہارے مین موجود رہون تو مین ہر مسلمان کی طرف حجیج ہون یعنی دلیل گو
ہون اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنی دلیل آپ ہی کہیگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہو گا اور وہ دجال

ایک خلہ سے یعنی راہ سے جو شام وعراق کے درمیان ہے نکلیگا پھرد اہنے اور بائین طرف فساد کرتا پھریگا اے اللہ کے بندو تم ثابت قدم رہو دجال کی صفت مین تمکو ایسی بیان کرتا ہون کہ کوئی نبی میرے آگے اسکو بیان نہین کیا

ابتدا مین تو دجال کہیگا مین نبی ہون حال تو یہہ ہے میرے بعد کوئی نبی نہین بعد کہیگا مین تمہارا رب ہون حال تو یہہ ہے تم اپنے پروردگار کو نہین دیکھینگے یہان تک کہ تم مروگے اور وہ دجال کانا ہے تمہارا پروردگار

کانڑا نہین اور اسکے دونون آنکھون کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جو مومن ہے اسکو پڑھیگا خواہ لکھنا پڑھنا جانے یا نجانے اسکے ازجملہ فتنون کے یہہ ہے اسکے ساتھ بہشت اور دوزخ رہینگے اسکی دوزخ بہشت ہے اور

بہشت ہے دوزخ ہے اسکی دوزخ کی بلا مین کوئی تمہارے کا پڑا تو اللہ تعالی سے استعانت مانگے اور سورہ کہف کے شروع کی آیتین پڑھے تو وہ دوزخ اسپر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جائیگی جیسے ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر ہوئی

تھی اسکے ازجملہ فتنون کے ہے اعرابی کو بولیگا تیرے مان باپ کو اگر مین زندہ کرون میرے رب ہونے کا تو اقرار کریگا وہ بولیگا ہان پھر دو شیطان اسکی مان اور باپ کی صورت سے آئینگے اور کہینگے بیٹا تو اسکا تابعدار ہو کیا واسطے

وہ تیرا رب ہے اسکے ازجملہ فتنون کے ہے ایک شخص پر مسلط ہوکے اسکو آرے سے کاٹ کے دو پھانک کریگا لوگون کو بولیگا دیکھو میرے اس بندے کو اب مین جلاتا ہون وہ زندہ ہوکے بولیگا میرا رب تو نہین دوسرا کوئی ہے پھر

اسکو زندہ کرکے وہ خبیث کہیگا تیرا رب کون ہے وہ شخص بولیگا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے تیرے حال سے واللہ مجھکو آگے سے زیادہ اب یقین حاصل ہوا اسکے ازجملہ فتنون کے یہہ ہے آسمان کو حکم کیا تو مینہ

برسایگا زمین کو حکم کیا تو جھاڑ اوگائیگی اسکے ازجملہ فتنون کے ہے کسی قبیلہ پر گذرا اور وہ لوگ اسکی تکذیب کرین تو انکے جانور جسقدر ہین وہ سب مرجائینگے اسکے ازجملہ فتنون کے ہے کسی قبیلہ پر گذرا اور وہ لوگ اسپر ایمان لائین

تو مینہ کو حکم کریگا کہ انپر برسے تو مینہ برسیگا زمین کو حکم کریگا اگا دے تو اگا یگی پھر اسی دن انکے جانور نہایت فربہ اور پرشکم اور کاس دودھ سے بھرے ہوئے ہو جائینگے اور کوئی زمین نہ چھیگی مگر اسکے کھندلات مین

آگیگی مگر مکہ اور مدینہ مین نہ آئیگا انکے راہون پر فرشتے تلوار لئے ہوئے تکتے ہین اسکو دفع کرینگے پھر سرخ پہاڑ پاس جہان جوڑ کی زمین منقطع ہوتی ہے آکے اتریگا مدینہ کو تین بار زلزلہ ہوگا پھر کوئی منافق مرد یا عورت مدینہ مین

باقی نرہیگا مگر نکل کے دجال پاس چلا جائیگا سو مدینہ اپنے اندر کی نجاست کو نکالدیگا جیسا کیر یعنی مس یا

بھٹی لوہے کے گوہ کو نکالتا ہے اُس دن کا نام یوم الخلاص ہے ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے کہا
یا رسول اللہ اُس دن عرب کہاں رہینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ تھوڑے رہینگے اور اکثر انکے بیت المقدس میں
رہینگے انکا امام ایک صالح مرد ہوگا سو ایک دن امام صبح کی نماز کیواسطے آگے ہوگا کہ اسمین عیسیٰ بن مریم اترینگے
وہ امام پچھلے پاؤں ہٹتا ہوا آئیگا تا عیسیٰ امامت کریں عیسیٰ انکے دونوں شانوں میں اپنا ہاتھ رکھکے
کہینگے اقامت تمھارے واسطے کہی ہیں تمھیں امام ہوکے نماز پڑھو پھر وہی صالح مرد امام ہوکر نماز پڑھینگے
نماز سے جب پھریں تو عیسیٰ کہینگے دروازہ کھولو پھر دروازہ کھولے تو اُسکے روبرو دجال رہیگا اُسکے
ساتھ ستر ہزار یہود رہینگے اُنکے پاس تلواریں آرائش کی ہوئیں یعنی سونے کا کام کئے ہوئے رہینگے اور اُنپر
سبز طیلسان رہینگے دجال عیسیٰ کو دیکھتے ہی گھل جائیگا جیسا نمک پانی میں گھلتا ہے پھر وہاں سے بھاگیگا عیسیٰ
کہینگے میں تجھکو مارنا ہی ہوں تو میرے سے بچکے نہ جائیگا پھر اُسکا پیچھا کرکے لد کے دروازہ کے پاس جو شرقی جہت میں
ہے قتل کرینگے اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ یہودیوں کو شکست دیگا اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کیا ہے اُسکے پاس
یہود جاکے پوشیدہ ہونا چاہینگے پتھر ہو یا درخت یا جانور یا دیوار اللہ تعالیٰ اسکو زبان دیگا وہ پکار اٹھیگا
اے اللہ کے مسلمان بندے یہاں یہودی ہے تو آکے اُسکو قتل کر مگر غرقد نہ بولیگا کیا واسطے وہ یہود کا جھاڑ ہے
اور اس دجال کے ایام چالیس سال ہیں السنۃ کنصف السنۃ والسنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ وآخر ایامہ
کالشررۃ یعنی سال آدھے سال کے برابر اور سال ایک مہینہ کے برابر اور مہینے ہفتے کے برابر اُسکے آخر کے دن
چنگاریوں کے مانند ہونگے صبح کو مدینہ کے دروازہ پر ہو تو دوسرے دروازہ کو نہیں پہنچے تک شام ہو جائیگی کسی نے کہا
یا رسول اللہ ان اقصر ایام میں یعنی کوتاہ دنوں میں ہم نماز کیسا پڑھنا فرمائے اُن دراز ایام میں جیسا
اندازہ کرتے ہیں ان ایام میں بھی اُسی اندازے سے نماز پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم
میری امت میں حاکم منصف اور امام عادل البتہ ہوکے صلیب کو توڑینگے خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ اُٹھا دینگے صدقہ کو ترک کرینگے بکری اونٹ کو حاصل
کرنے عامل نہ جائیگا دلوں سے کینہ اور عداوت نکل جائیگی زہر والے جانوروں کے زہر جاتے رہینگے یہاں تک کہ
آدمی کا چھوٹا بچہ سانپ کے منہہ میں ہاتھ ڈالا تو سانپ اُسکو نہ ڈسیگا اور شیر کا منہہ کھولکے دیکھا تو
شیر اُسکو ایذا نہ دیگا اور بھیڑیا بھیڑ میں اگر کتے کے مانند رہیگا زمین عدل سے بھرپور ہوگی جیسا برتن پانی سے

بھر جاتا ہے اور کلمہ ایک ہی ہو جاویگا اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہوگی اور جنگ اپنا بوجھ دھریگا اور قریش
اپنا ملک لے لینگے اور زمین روپے کے فاثور کے موافق ہوگی آدم کے ایام مین اُسکے گیاہ جیسے اُگتے تھے
ویسے اُگینگے یہان تک انگور کے ایک خوشہ کو ایک جماعت کھا کے سیر ہو جاویگی اور ایک انار کو ایک جماعت
کھا کے سیر ہو جاویگی اور بیل کی قیمت بڑی ہوگی گھوڑے کی قیمت کم ہوگی کسی نے کہا یا رسول اللہ گھوڑا کیا واسطے
ارزان ہوگا فرمائے جنگ کے کام کے واسطے اُسپر سوار نہونگے بیل کیا واسطے گران ہوگا فرمائے
تمام زمین کی کھیتی ہونیکے سبب سے گران قیمت ہوگا اور دجال نکلنے کے تین سال کے آگے بڑی قحط سالی
ہوگی لوگ بھوکھ اور سختی مین رہینگے پہلے سال اللہ تعالی آسمان کو امر کریگا کہ تہائی مینہ مت برسا اور
زمین کو امر کریگا کہ تہائی گیاہ مت اُگا دوسرے سال آسمان کو امر کریگا سو دو تہائی مینہ برسیگا اور زمین کو
امر کریگا سو دو تہائی گیاہ نہ اُگائیگی بعد تیسرے سال آسمان کو حکم کریگا تو مینہ بند ہو جائیگا اُس سال مینہ
کا ایک قطرہ نہ برسیگا زمین کو حکم کریگا تو اُسکے گیاہ بند ہو جائینگے زمین پر کچھ ہریالی نہ اُگیگی ذی ظلف
جانور یعنے شگافتہ سم والے جانور جتنے ہین سب مرجائینگے مگر جس کا نہ مرنا اللہ تعالی چاہے کسی نے
کہا یا رسول اللہ اُسوقت لوگون کو کیا چیز جلائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تہلیل اور تکبیر
اور تسبیح اور تحمید کرنا لوگون کو قایم مقام کھانیکے ہوگا ابن ماجہ نے اس حدیث کو علی بن محمد سے وہ
عبد الرحمن بن محمد المحاربی سے وہ ابی رافع اسمعیل بن رافع سے وہ ابی عمرو الشیبانی زرعہ سے وہ ابو
امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اکثر نسخون مین ابن ماجہ کے ایسا ہی ہے حفاظ کہے ہین یہہ
وہم ہے لیکن ابن ماجہ کے بعضے نسخون مین ہے ابو زرعۃ الشیبانی بن ابی عمرو سے وہ عمرو بن عبد اللہ الحضرمی
سے وہ ابی امامہ سے یہی نسخہ صواب ہے طبرانی نے اپنے احادیث الطوال کے جز مین بکر بن سہل سے
وہ نعیم بن حماد المروزی سے وہ ضمرہ بن ربیعہ سے وہ یحیی بن ابی عمرو الشیبانی سے وہ عمرو بن عبد اللہ الحضرمی
وہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو بطولہ روایت کی ہے ابو داؤد نے بھی اپنی سنن مین
اسکو عیسی بن محمد سے وہ ضمرہ بن ربیعہ سے اسی سند سے روایت کی ہے لیکن تمام حدیث کو ذکر نہین کیا
اور یہ لا تو اس حدیث کی مثل ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین حافظ السیوطی نے جمع الجوامع مین ابو امامہ کی

؎ حدیث کا لفظ یوکل ویکون التحمید بجزا وکونہ من الطعام ویکون التسبیح ایمات ہم سو حاصل معنی کا ترجمہ کیا ہے منہ کان اللہ ١٢

اس حدیث کو ابن ماجہ اور نعیم بن حماد کی کتاب الفتن اور رویانی اور ابن خزیمہ اور ابو عوانہ اور حاکم اور تمام کے فواید اور ضیاء المقدسی کے رموز سے ذکر کی ہو سیوطی کی رای پر یہہ حدیث صحیح ہو اس حدیث کے اکثر غریب اللغات کی معنی تو اس کی حدیث مین ہم ذکر کئے لیکن چند الفاظ جو اس مین مذکور نہین انکو ہم یہان بیان کرتے ہین قولہ مگر غرقداہ غین معجمہ اور قاف کی فتح سے دو نون کے بیچ مین را مہملہ ہو اور اخیر مین دال مہملہ ہے نام ہو ایک درخت کا وہ عوسج کے اقسام مین ہو اسکا درخت انار کے درخت کے اتنا بڑا ہوتا ہو اسکو کانٹے رہتے ہین قولہ کالشررۃ وہ شرارے کی جمع ہو شرارہ شین معجمہ کی کسر سے آتش کی چنگاری کو کہتے ہین دنون کی کوتاہی کو آتش کی چنگاری سے تشبیہ دیئے یعنی چنگاری آتش سے جدا ہو کے کسقدر جلد بجھ جاتی ہو اور اسکی بقا نہایت قلیل ہے دن بھی ویسا ہی کم ہو جایگا پھر دن کی کوتاہی کے بیان مین فرمائے کہ مدینہ کے ایک دروازہ سے نکل کے دوسرے دروازہ کو نہین پہنچے تک شام ہو جایگی معلوم کیجئے مدینہ مطلق شہر کو کہتے ہین اور مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ علم ہو گیا ہے حدیث مین المدینۃ الف و لام کے ساتھ جو مذکور ہوا اس سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہونا ظاہر ہے قولہ فاتور کے معنی ہوگی فاتور فا اور تا مثلثہ سے اسکے اخیر مین رای مہملہ ہے خوان کو کہتے ہین خوان کی معنی سفرہ اور طبق اور دسترخوان کی ہے یہہ سب معنی یہان پھبتے ہین مطلب یہہ فاتور روپے کے یا سونے کے طشت کو یا پیالے کو کہتے ہین وہ زمین نہایت قوت دار اور بہتر ہونے سے کنایہ ہے معلوم کیجئے نواس بن سمعان کی حدیث مین اور ابو امامۃ کی حدیث مین مذکور ہوا کہ دجال شام اور عراق کے مابین نکلیگا سو شام ایک مشہور اقلیم ہے عراق بھی ایک مشہور اقلیم ہے عراق اصل مین دریا کے کنارہ کو کہتے ہین اس اقلیم کے آبادیان دجلہ اور فرات کے کنارہ پر رہنے سے اسکو عراق کہے بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ دجال خراسان سے نکلیگا اور بعضے روایتون مین آیا ہو اصفہان مین یہودیہ کر کے ایک قریہ ہے وہان سے نکلیگا سو اسین تعارض نہین کیا واسطے خراسان نام اقلیم کا ہے اور اصفہان اسکا صوبہ ہے سو اسکا ابتداء ظہور یہودیہ سے ہوگا یہودیہ قریہ ہے اصفہان کا اصفہان اقلیم خراسان مین داخل ہے شام و عراق کے مابین نکلیگا کر کے اس روایت مین جو آیا ہے اس سے حجاز مین داخل ہونیکی جگہہ مراد ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے

نواس بن سمعان کی مذکور حدیث مین ایسا آیا ہی کہ دجال زمین پر چالیس دن رہیگا امام احمد کی روایت
مین جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی آیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کی سند جید ہی امام
احمد نے جنادہ بن ابی امیہ سے وہ ایک صحابی انصاری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کی حدیث
کو روایت کی ہے سو دجال چالیس دن رہیگا کر کر مذکور ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند بھی جید ہے
مسلم نے فاطمہ بنت قیس سے جساسہ کی حدیث جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمیم داری سے روایت کئے ہین اسمین
بھی دجال چالیس دن رہیگا کر کے وارد ہوا ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور حدیث مین جسکو
مسلم نے روایت کی ہے شک سے آیا ہے چالیس دن ہین یا چالیس مہینے یا چالیس سال حافظ العسقلانی
نے فتح الباری مین کہا جو چالیس دن کر کر جزم کرتا ہی اسکی روایت مقدم ہے اُس روایت پر جسنے
شک سے کہا بندہ عاصی کہتا ہی طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی اس حدیث کو دوسری وجہ سے روایت کیا
ہے سو اسمین دجال چالیس دن رہیگا کر کر جزم سے روایت کیا ہی یہہ بھی احتمال ہے اسکے دنون کی تعین
کی وحی نہین ہوئی تھی اس لئے تردید سے بیان کئے بعد جب وحی ہوئی تو چالیس دن کا جزم کئے
واللہ اعلم ابی امامہ کی حدیث جو ابو رافع کی روایت سے مذکور ہوئی اسمین دجال چالیس سال رہیگا
کر کر جزم سے آیا ہے اُن سالون کے ایام کی تفصیل بھی ذکر کیا ہے سو بعضون نے اس اختلاف کو یون
جمع کی ہے کہ چالیس دن سے دجال لوگون کو گمراہ کرنیکے ایام مراد ہین اور چالیس سال سے اوس کا
دنیا مین رہنے کے ایام مُراد ہین اور بعضے اس اختلاف کو ایام کی کمیت اور کیفیت پر حمل کرتے
ہین اور بعضے لوگون کے احوال کے بہ نسبت ایسا اختلاف ہوگا کر کر کہتے ہین بندہ عاصی کہتا ہی
اس حدیث کا راوی وہم کیا کر کے کہنا بعید نہین کیا واسطے ابن ماجہ کی روایت کا راوی
اسمعیل بن رافع ابو رافع جو ہے ضعیف ہے امام احمد اور یحیی بن معین اور ایک جماعت
محدثین کی اسکی تضعیف کئے ہین دارقطنی اور اُسکا غیر کہتے ہین وہ متروک الحدیث ہی حافظ
العسقلانی نے تقریب مین کہا وہ سیئ الحفظ ہے سو شاید اُسی نے وہم کیا ہو ابو داؤد نے اس
حدیث کو جو روایت کی ہے اُسکے رجال ثقہ ہین اگرچہ اُس نے پوری حدیث کو ذکر نہین کیا

لیکن موضع وہم کی طرف اشارہ کیا اور بولا وَ ذکر الصلوٰۃ مثل معناہ یعنی نمازون کو تو اس کی حدیث
کی معنی کی مثل روایت کیا طبرانی نے احادیث الطوال مین یون روایت کی ہے وَ انّ ایّامہ اربعون
یومًا یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ ویوم کالایام وآخر ایامہ کالسراب یصبح الرجل عند باب المدینۃ
فیمسی قبل ان یبلغ بابہا الآخر قالوا کیف نصلی یا رسول اللہ فی تلک الایام القصار قال تقدرون فیہا کما
تقدرون فی الایام الطوال یعنی اس دجال کے ایام سب چالیس دن ہین ایک دن ایک برس کے اتنا اور ایک
دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور ایک دن ہمیشہ کے دنون کے برابر اسکے
آخر کے دن سراب کے مانند صبح کے وقت آدمی مدینہ کے دروازہ کے پاس تھا سو اسکے دوسرے دروازہ
تک نہین پہنچے تک شام ہو جائیگی صحابہ کہے یا رسول اللہ ان چھوٹے دنون مین ہم نماز کیسا پڑھنا چاہیے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے طویل ایام مین اندازہ کرکے جیسا نماز پڑھتے تھے چھوٹے دنون مین
اسی اندازہ پر نماز پڑھنا یہہ روایت بھی ابو رافع کے وہم کی دلیل ہے معلوم کیجیے دن کو تاہ ہونیکا
ذکر نواس وغیرہ کی حدیث مین مذکور نہین ابن ماجہ اور طبرانی دونون کی روایت مین ثابت ہوا ہے
ابو داود کے کلام کا مقتضی یہہ ہے کہ ابو امامہ کی حدیث مین اُسکا ذکر نہین دیکھ لیجیے ابن خزیمہ غیرہ
کے پاس اس حدیث مین اسکا ذکر ہے تو وہ ثقہ کی زیادتی ہے اسکو قبول کرینگے وگرنہ طبرانی کا شیخ بکر
بن سہل جو ہے اُسکے وہم پر حمل کرنا ذہبی نے کہا بکر بن سہل سے لوگ روایت کرتے ہین وہ مقارب الحال ہے
نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے امام احمد اور طبرانی اور بغوی اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال زمین پر چالیس سال رہیگا اس کا ایک سال ایک مہینے
کے برابر ہوگا اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر اور اُسکے
باقی کے ایام کا ضطرام السعفۃ فی النار یعنی خرما کا خشک پتا آتش مین جلنے کی مقدار اس حدیث
کی سند مین شہر بن حوشب ہے اُس سے حجت پکڑنے مین محدثین کو اختلاف ہے معلوم کیجیے دجال کے تین
دن لمبے ہونگے جو آیا ہی بعضے اُسکو مجاز پر حمل کرتے ہین اور کہتے ہین پہلے دن مومنون پر نہایت درد و غم
ہوگا اور دجال کا ظلم و ستم بغایت رہیگا سو وہ دن برس کے مانند دکھیگا دوسرے دن اُسکا کرم کم ہوگا

اور اُسکے کام مین سستی ہوگی سو مہینے کے مانند دکھیگا اور تیسرے دن اُس سے بھی کم ہوگا سو ہفتہ کے مانند دکھیگا یا یہہ کہ لوگ اسکو تول لینے سے اور ایک طرح کی عادت ہو جانے سے دوسرا دن چھوٹا دکھیگا اور تیسرا دن اس سے چھوٹا معلوم ہوگا بندہ عاصی کہتا ہے یہہ بات خلاف قیاس ہے کیا واسطے پہلے دن سے دوسرے دن اُسکی شوکت بڑھ جائیگی اور بہت لوگ اُسکے شریک ہونگے اور اس سے مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہیگا تو اُسکا جور و ظلم زیادہ ہو جائیگا قیاس مقتضی ہے کہ پہلے دن سے دوسرا دن بڑا دکھنا خود حدیث مین نماز مین اندازہ سے پڑھنا جو آیا ہے اس قول کو رد کرتا ہے کیا واسطے حقیقت مین دن نہ بڑھتا تو صحابہ اُسدن نماز کس طرح پڑھنے کا سوال نکرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو نمازین اندازے پر پڑھنے کا حکم نکرتے بلکہ فرماتے کہ فی الحقیقت دن دراز نہین ہوگا بعضون نے کہا شیاطین اُسکے مددمعاون رہنے سے اور اُسکی بات سے یہہ برسنا زراعت ہونا اور دوسرے اشیا جو احادیث مین مذکور ہین ہونا اُسکے کمال سحر پر دلالت کرتا ہے سو لوگونکو سحر کرنے سے اُنکو رات سے دن ہوکے مفقود ہوگا آفتاب کا غروب ہونا اُنکو محسوس نہین ہوگا اس لئے نمازون کو اندازہ سے پڑھنے کا حکم ہوا بندہ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل بھی ضعیف ہے کیا واسطے اُسکے سحر کا زور ہوتا تو دوسرے دن بھی ایک ایک سال کے برابر ہوتے معلوم ہوا پہلا دن بہت طویل ہونا دوسرا دن اس سے کم تیسرا دن اُس سے کم اُسکے سحر کی تاثیر سے نہین ہے بلکہ اللہ تعالی امتحان کے واسطے حقیقت مین دن کو دراز کریگا امام نووی نے شرح مسلم مین کہا علما اس حدیث کو اُسکے ظاہر پر ہی حمل کرتے ہین اور دن حقیقۃً دراز ہوگا کہتے ہین وہ دن دراز ہوا تو اُس مین نماز اندازہ پر پڑھنے کا حکم کئے قاضی عیاض سے نقل کی ہے کہا اگر یہہ حکم نہ فرماتے اور ہمارے ہی اجتہاد پر چھوڑ دیتے تو اُس دن ہم پانچ نمازون سے افزود نہ پڑھتے بلکہ اب جو وقت ہے اُسی وقت پر نماز پڑھتے انتہی ملخصاً معلوم کیجئے ابن ماجہ کی مذکور روایت مین عیسی علیہ السلام بیت المقدس مین اترینگے آیا ہے طبرانی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسی بن مریم دمشق کے منارۂ بیضا یعنی سفید منارہ پاس اُترینگے مسلم وغیرہ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے حدیث جو روایت کئے ہین اس مین بھی عیسی دمشق کی شرقی جانب مین منارۂ بیضا پاس اُترینگے

آیا ہے منارہ میم کی فتح سے مینار کو کہتے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین کہا دمشق کے شرقی جانب مین اب وہ منارہ موجود ہے دمشق مشہور قول پر دال کی کسر اور میم کی فتح سے ہے بعضے میم کی کسر کی حکایت کئے ہین ایک مشہور شہر کا نام ہے شام کے ملک مین بنی امیہ کے سلاطین کا پایہ تخت تھا حافظ عماد الدین بن کثیر نے کہا عیسیٰ دمشق مین اُترینگے جو آیا ہے اشہر قول وہی ہے اور بولا دمشق کے مینار کو نصارٰی نے جلا دئیے سو ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس مین سفید پتھرون سے تازہ مینار انھین کے پیسون سے تیار کئے شاید کہ یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر معجزون مین رہے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونیکے واسطے یہہ مینار بنا اور بولا بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ عیسیٰ بیت المقدس مین اُترینگے ایک روایت مین آیا ہے اُردن مین نازل ہونگے اور ایک روایت مین آیا ہے مسلمانون کے معسکر مین اُترینگے حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا عیسیٰ بیت المقدس مین اُترینگے سو ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہے اور بولا عیسیٰ بیت المقدس مین اُترنا میرے پاس راجح ہے اسکو راجح بولنا دوسرے روایتون کو منافی نہین کیا واسطے بیت المقدس دمشق کی شرقی جانب مین ہے ان ایام مین مسلمانون کا معسکر یعنی لشکرگاہ وہی رہیگا اور اُردن اُسکے کورے کا نام ہے یعنی نگری اور شہر کی پوری آبادانی کا نام ہے بیت المقدس اُسی اُردن کے نگر مین داخل ہے اور بولا بیت المقدس مین اب منارہ بعینا موجود نہ رہنے سے کچھ خلل نہین عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قبل وہان البتہ بنایا جائیگا انتہی معلوم کیجئے عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہینگے کر کر متعدد احادیث مین جنکی سند صحیح ہی آیا ہے اور اُنمین کے بعضے حدیثون کو ہم اوپر ذکر کئے لیکن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث مین جسکو مسلم وغیرہ روایت کئے ہین عیسیٰ علیہ السلام سات برس رہینگے آیا ہے اس اختلاف کے جمع مین حافظ عماد الدین بن کثیر یون بولا جس مین سات سال آیا ہے سو شاید عیسیٰ دجال کو قتل کئے بعد رہینگے دنون کا بیان ہے چالیس سال جو آیا اُس سے اُنکی مجموع اقامت جو آسمان پر جانیکے قبل اور اُترے بعد ہے سو بیان ہے عیسیٰ علیہ السلام کی عمر آسمان پر جاتے وقت تینتیس ۳۳ سال کی تھی اُن سالون کے ساتھ ان سات برس کو ملائے تو چالیس سال ہوتے ہین بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل

ضعیف ہے حدیثون کا ظاہر لفظ اس کو مساعد نہین کیا واسطے ابو داؤد کا لفظ ابی ہریرہ سے جو مروی
ہے اور اسکی سند صحیح ہی یون ہی فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ
ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام و یہلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی
فیصلی علیہ المسلمون اسکے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہی چالیس سال جو مکث کرینگے سو دجال کے قتل کے بعد ہے
طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی سو اسکا لفظ یون ہے ینزل عیسی بن مریم فیمکث
فی الناس اربعین سنۃ اور امام احمد نے کتاب الزہد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کیا ہی
اُسکا لفظ یون ہے یلبث عیسی بن مریم فی الارض اربعین سنۃ لو یقول للبطحاء سیلی عسلا لسالت
اور امام احمد نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت کی ہے اُسکا لفظ یون ہے فینزل عیسی بن مریم فیقتلہ ثم
یمکث عیسی فی الارض اربعین سنۃ اماما عادلا وحکما مقسطا اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی
اسی کے مثل روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمرو سے جو روایت کی اُسکا لفظ یون ہی ثم یبعث اللہ
عیسی بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی فیطلبہ حتی یہلکہ ثم یبقی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ
ثم یبعث اللہ ریحا باردۃ الحدیث امام احمد کا لفظ یون ہے فیبعث اللہ عزوجل عیسی بن مریم
کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی فیطلبہ فیہلکہ ثم یلبث الناس بعدہ سنین سبعا لیس بین اثنین عداوۃ سوان
دونون لفظون سے عیسی علیہ السلام سات برس رہنے کی تصریح بوجھی نہین جاتی احتمال ہے کہ سات برس
تک لوگ اس طور سے جو رہینگے سو عیسی علیہ السلام کے وفات کے بعد ہے عیسی علیہ السلام آسمان پر جاتے
وقت اُنکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی کرکے بھی آیا ہے بعد عاصی نے دیکھا کہ حافظ السیوطی نے مرقات
الصعود مین کہا ابن کثیر نے جو جمع کی اُسی پر مین کئی مدت تک تھا بعد مین نے بیہقی کو دیکھا کتاب البعث
والنشور مین کہا ہے اس حدیث مین ایسا ہی ہے کہ عیسی علیہ السلام زمین پر چالیس برس تک رہینگے صحیح
مسلم مین ہے ثم یلبث الناس بعدہ سبع سنین سو احتمال ہے کہ ثم یلبث بعدہ سے مراد عیسی علیہ السلام
کی موت کے بعد پھر یہہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف نہین بیہقی کا کلام تمام ہوا سیوطی نے کہا یہہ تاویل
میرے پاس چند وجہ سے راجح ہے پہلی وجہ عیسی علیہ السلام اتنی مدت رہنے پر مسلم کی حدیث مین نص نہین

اور اُس حدیث مین نص ہے دوسری وجہ ثم کا لفظ جو آیا ہی اسی تاویل کی تائید کرتا ہی کیا واسطے
ثم تراخی پر دلالت کرتا ہے تیسری وجہ یلبث الناس بعدہ کی ضمیر کی مرجع علیسیٰ کی طرف کرنا متجہ ہے
کیا واسطے علیسیٰ اقرب مذکور ہے یعنی قریب تر لفظ جو مذکور رہتا ہی ضمیر کو اُسکی طرف پھیرتے ہین علیسیٰ کا
لفظ ضمیر سے قریب ہے چاہئے ضمیر علیسیٰ کی طرف ہی پھیرنا چوتھی وجہ علیسیٰ علیہ السلام سات برس تک رہنے
ہین اس محتمل حدیث کے سوائے دوسری کوئی حدیث نہین آئی اور علیسیٰ علیہ السلام چالیس برس رہینگے سو
مختلف طریقون سے کئی حدیث مین آیا ہے سیوطی نے مذکور حدیثون کو ذکر کر کر کہا یہہ متعدد حدیثین جنمین
تصریح ہے ایک محتمل حدیث سے اولیٰ ہے انتہی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہے توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور علیسیٰ بن مریم حضرت کے پاس مدفون ہونگے
کر کر ہے بخاری اپنی تاریخ مین طبرانی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور انکے دونو صاحبین کے پاس علیسیٰ بن مریم علیہ السلام مدفون ہونگے علیسیٰ کی قبر چوتھی قبر ہوگی
امام احمد اور مسلم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت تک میری
امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑائی کرتی غالب رہیگی پھر علیسیٰ بن مریم اُترینگے سو مومنون کا امیر کہیگا
آپ آؤ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھو علیسیٰ علیہ السلام کہینگے ایسا نہین تمھارے مین کا شخص تمھارا امیر ہے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے اس امت کو یہہ کرمت ہوگی اس روایت مین قیامت تک جو آیا ہی اُس سے قیامت کی علامت
مراد ہے جو علیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے مذکور احادیث مین علیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑینگے جو آیا ہے
اُس سے حقیقۃً صلیب توڑنی مراد ہی نصاریٰ اس کی تعظیم جو کرتے ہین سو باطل ہوا اسین امر منکر کو تغیر دینے
اور باطل آلات کو توڑنے کی دلیل ہے خنزیر کو قتل کرنا جو آیا اُس مین شافعیہ کے مختار مذہب کی دلیل ہے
دار الکفر مین یا اور کہین خنزیر دکھے اور اُسکو مار ڈالنے کی ہمکو قدرت ہو تو مار ڈالنا جمہور علما کا
بھی یہی مذہب ہے بعضے فقہا کہتے ہین اُسکے رہنے سے کچھ ضرر نہین پہنچتا ہے تو اُسکو نہ مارنا یہہ قول
باطل ہے علیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوکے اُترینگے جو آیا ہے اُس سے ہماری شریعت کے حاکم
اُترنا مراد ہی مستقل شریعت سے اُترنا اور ہماری شرع کو نسخ کرنا مراد نہین جزیہ اٹھا دینگے جو مذکور ہوا

اُس کا لفظ حدیث مین یون ہے ویضع الجزیۃ یعنی جزیہ کو رکھینگے علما اس لفظ کے دو تاویل کرتے
ہین ایک تاویل یہہ ہے جزیہ مقرر کرینگے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے بعد کسی سے جنگ باقی نہ رہیگا
دُنیا کے تمام لوگ عیسیٰ کے تابع ہونگے یا تو اسلام لاینگے یا کافر رہکے اُنکے مطیع و منقاد رہینگے عیسیٰ
علیہ السلام اُن کافرون پر جزیہ مقرر کردینگے اُنکے وقت مال بہت ہوگا جو آیا ہے جزیہ کی کثرت کے سبب سے
ہے دوسری تاویل یہہ ہے جزیہ کو رکھنے سے مراد جزیہ کو قبول نکرنا کافرون سے بجز اسلام لانے کے دوسری
کوئی بات قبول نکرنا وہ اسلام لانا نہین تو انکو قتل کرنا اگر کوئی جزیہ دینا قبول کیا تو اُس پر اکتفا نکرنا
خطابی وغیرہ یہی دوسری تاویل کو اختیار کئے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین اسی تاویل کو صواب
کہا ہے اور بولا پہلی تاویل مقبول نہین اس تاویل پر بعضون نے اعتراض کی اور بولا یہہ حکم ہماری شرع
کا خلاف ہے کیا واسطے ہماری شرع مین کتابی جزیہ دینا جب قبول کیا تو اس کو قبول کرنا واجب ہے
اُسکو قتل کرنا یا اسلام لانے پر جبر کرنا جایز نہین اس اعتراض کا جواب یہہ ہے معترض جزیہ کا حکم جو بولا
سو وہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک کا ہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئی بعد وہ حکم منسوخ ہوا اس حکم کے
ناسخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین عیسیٰ علیہ السلام نہین صحیح حدیثون مین خبر دے چکے ہین کہ جزیہ لینے
کا حکم عیسیٰ اُترے بعد منسوخ ہی عیسیٰ علیہ السلام ہماری شرع کے حکم پر عمل کرینگے سو عیسیٰ علیہ السلام اس حکم کو منسوخ نہین کئے ہین جانے مذکور روایتون
مین جو آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے امام کی اقتدا نماز مین کرینگے سو اس سے امام مہدی مراد ہین چنانچہ ابو نعیم ابو سعید الخدری
اور ابو امامہ سے اور نعیم بن حماد عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور ابو عمرو الدانی اپنی سنن مین حذیفہ اور جابر بن عبد اللہ سے مرفوع روایت کئے
ہین ابن ابی شیبہ مصنف مین محمد بن سیرین سے اور نعیم بن حماد کعب الاحبار سے بھی ایسا ہی نقل کئے
ہین حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین شیخ ابو الحسین الابری سے نقل کی ہے کہ اس نے مناقب الشافعی مین
کہا مہدی اسی امت مین ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام اُنکے پیچھے نماز پڑھنا اخبار متواترہ سے ثابت ہوا ہے
انتہیٰ مہدویہ فرقہ جو کہتے ہین مہدی آمد گذشت سو احادیث سے اُنکو جہل ہونیکا سبب ہے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۵ اور قیامت کے دن ہوگا اُنپر گواہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام
قیامت کے دن یہود پر گواہی دینگے کہ وہ اُنکی تکذیب اور اُنپر طعن کئے اور نصاریٰ پر گواہی دینگے

کہ وہ انکو الٰہ اور ابن اللہ کہے اور جو لوگ عیسیٰ کی تصدیق کئے اور انکو عبد اللہ و رسولہ کہے انکی تصدیق کی
گواہی دینگے قتادہ نے کہا اس کی معنی یہہ ہے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رسالت انکو پہنچانیکی
اور آپ اللہ کا بندہ ہونے کی اقرار کرنیکی گواہی دینگے فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَیۡهِمۡ
طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ پھر یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کئین انپر کتنے پاک چیزین جو انکو حلال تھین
ظلم سے گناہ مراد ہے اور انپر با کا لفظ جو ہے سببیہ ہے تعلق اسکا حرمنا سے ہے اور اسکی تنوین تعظیم کیواسطے ہے من الذین
صفت ہے بظلم کی اسکی تقدیر یون ہے فبظلم صادر من الذین ہادوا یعنے بہ سبب بڑے گناہون کے جو یہود صادر ہوے ہم انپر
چیزین حرام کئین پاک چیزین جو انپر حرام ہوئین اسکا بیان سورہ مائدہ کی اس آیت مین مذکور ہے وعلی الذین ہادوا
حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما الآیہ انکے گناہ وہی ہین جو بچھڑے کی عبادت کئے اور اللہ تعالےٰ
کو سامھنے بتادو کر کر ہٹ کئے اور ہمارے واسطے ایک الٰہ ٹھہرا دو کر کر بولے وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ کَثِیۡرًا
اور انکے روکنے سے لوگون کو اللہ کی راہ سے روکنا ہے وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ
اور انکے سود لینے پر حالانکہ مقرر اس سے انکو منع ہو چکا ہے وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ
اور وہ لوگون کا مال کھانے پر ناحق وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِیۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا اور تیار کئے
ہمنے انہین کے منکرون کیواسطے دکھ کی مار معلوم کیجئے بصدہم مین با جو ہے وہ بھی سببیہ ہے اسکا
تعلق بھی حرمنا سے ہے واخذہم واکلہم یہہ دونون کا عطف اسی بصدہم پر ہے بصدہم پر با جارہ کو لائے
اخذہم اور اکلہم پر نہین لایا کیا واسطے وہان معطوف اور معطوف علیہ مین فاصلہ ایسے جملہ سے ہوا جو معطوف
علیہ کا معمول نہین تھا بلکہ اسکا عامل تھا اس لئے حرف جر کا اعادہ کیا بخلاف اخذہم اور اکلہم کے کہ
یہان اس طور کا فاصلہ نہین ہے وقد نہوا جملہ حالیہ ہے بالباطل کی تعلق اکلہم سے ہے یا محذوف سے ہے
اسکی تقدیر یون ہے ملتبسین بالباطل ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر مین ایسا بیان کیا ہے کہ یہود اللہ
مضبوط عہد جو کئے تھے اسکو توڑنے سے اور اللہ کی آیتون سے منکر ہونے سے اور انبیا کو قتل کرنے سے
اور مریم پر بہتان کرنے سے اور دوسرے چیزین جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز مین بیان فرمایا ہے
مرتکب ہونیکے سبب سے ماکول وغیرہ طیبات جو انپر حلال تھین انکے ظلم کی عقوبت مین انپر حرام کیا قتادہ

روایت ہے کہا وہ قوم ظلم اور بغاوت کرنے سے اُسکی پاداش مین اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزین اُنپر حرام
کیا واحدی اور ابن الجوزی مقاتل سے نقل کئے ہین کہا اللہ تعالیٰ نے اہل توریت پر سود حرام کیا اور
لوگون کا مال ظلم سے لینے کو منع کیا پھر وہ سود کھائے اور لوگون کا مال ظلم سے لئے اور اللہ تعالیٰ کے دین
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مانع ہوئے اُسکی عقوبت مین اللہ تعالیٰ نے کئی چیزون کو حرام کیا
جن کا مذکور وعلی الذین ھادوا حرمنا کی آیت مین ہے واحدی نے کہا طیبات اُنپر کس طور سے حرام ہوئے اور
کب حرام ہوئے اور کونسے نبی کی زبان پر اُنکی حرمت نازل ہوئی سو اُسکا بیان کچھ مجھکو معلوم نہوا زین البغدادی
نے کہا واحدی یہہ جو بولا سو بہت خوب کہا کیا واسطے آیت نہایت مشکل ہے کیونکہ گناہ وقوع مین آنیکے
قبل اللہ تعالیٰ اُس گناہ پر عقاب نہین کرتا مفسرین مذکور ظلم کی معنی جو بیان کئے ہین وہ گناہ زمان مستقبل مین
اُن سے صادر ہوئے اگر یون کہے اُن سے یہہ گناہ صادر ہونگے کرکر اللہ تعالیٰ کو جو علم حاصل تھا اس علم پر ان چیزون
کو حرام کیا سو یہہ صحیح نہین کیا واسطے ہم اوپر کہے گناہ صادر ہونیکے قبل اللہ تعالیٰ عقاب نہین کرتا
اسی لئے امام رازی نے اپنے تفسیر مین مفسرین جو ذکر کئے ہین اسکو ذکر نہین کیا بلکہ مجمل تفسیر کی ہے بولا
گناہ کے انواع دو نوع مین منحصر ہین ایک خلق اللہ پر ظلم کرنا دوسرا دین حق سے اعراض کرنا خلق اللہ پر
ظلم کرنے کا اشارہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین کیا فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم اور دین حق سے اعراض
کرنیکی اشارت اس آیت مین کیا وبصدھم عن سبیل اللہ کثیرا سو یہود باوجود اس ہنی کے مال حاصل
کرنیکی نہایت حرص رکھتے ہین کبھی تو سود لیا کرتے ہین حالانکہ سود کھانے سے اُنکو ہنی ہے اور کبھی رشوت
کھاتے ہین اسی کی طرف اس آیت مین اشارہ کیا واکلھم اموال الناس بالباطل یہہ چار گناہ اُنپر دنیا
اور آخرت مین سختیان ہونیکے سبب ہوئے دنیا کی سختیون کا اشارہ حرمنا علیھم طیبات مین ہے آخرت کے
سختیون کا اشارہ واعتدنا للکافرین مین ہے انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے آیت کے سیاق سے معلوم
ہوتا ہے اُنپر طیبات کی حُرمت جو نازل ہوئی اُسکا سبب چند گناہ تھے جو اُن سے صادر ہوئے تھے اُسکے بعد
اُن سے گناہ جو سرزد ہوئے اُس سے طیبات کی حرمت نہین ہوئی بلکہ مستحق عذاب اُخروی کے ہوئے
اس آیت مین فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات احلت لھم ذکر کرکے بعد بصدھم عن سبیل اللہ

الّا پہ کو ذکر کرنا اس پر دلالت کرتا ہے سو ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے لعنّٰہم اور اُسکے معطوفات کا تعلق حرمت سے نہین بلکہ اس کا تعلق محذوف سے ہے اس کی تقدیر مثلاً عاقبناہم ہے اور واعتدنا کا عطف اسی محذوف پر ہے عقاب اخروی دو طرح کا ہے ایک تو منقطع ہونا یہہ عذاب کفر کے سوا جو گناہ ہین اُمنین ہے دوسرا عذاب دایمی یہہ عذاب فقط کفر مین ہے سو اللہ تعالیٰ کفر کے عذاب کی تصریح کیا اور کافرون کو منہم کا قید لگایا کیا واسطے جو کافر نہین ہین اُنکے لئے یہہ عذاب دایمی نہین طیبات کی حرمت جن گناہون پر ہوئی ہے اُن گناہون کا بدلہ طیبات کی حرمت سے ہو گیا اور گناہ معاف ہوئے آخرت مین اسکا مواخذہ نہین رہا بچھڑے کا پوجا بہت بڑا گناہ تھا اُنکے جانون کے قتل سے معاف ہوئی آخرت مین اُسکی سزا نہین اس تقریر سے زین البغدادی کا مشکل حل ہوا پیش از گناہ کے عقوبت نہین ہوئی واللہ اعلم لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ لیکن جو ثابت ہین علم پر اُمنین یعنی اہل کتاب مین اور ایمان والے ہین ایمان لاتے ہین اس پر جو اُترا تجھکو اور جو اُترا تجھ سے پہلے اور آفرین نماز قایم کرنے والون کو اور زکوٰۃ دینے والون کو اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو عنقریب ہم دینگے بڑا ثواب معلوم کیجئے اس جملہ کے ابتدا مین لٰکن کا لفظ لے آیا کیا واسطے یہان ذکر کفار اور مومنون کا ہے ان دونون مین تناقض ہے اس سئے لٰکن کا لفظ ذکر کیا اوپر کی آیت مین اہل کتاب کے کفار اور جہال کا حال بیان کیا تھا اُن سے جو مومن ہین اور علم پر ثابت قدم ہین اُنکو استثنا کر کر اُنکا حال بیان کرتا ہے راسخون سے مراد وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر ثابت قدم ہین اور علم کے نور سے اُنکے دل روشن ہین عقل کی صفائی اور دل کی روشنائی سے حق کو پہچان کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم لفظ راسخون کا مبتدا ہے اسکی خبر یؤمنون ہے اظہر یہی ہے اولئک سنؤتیہم کا جملہ اسکی خبر ہونا بھی محتمل ہے اولئک کو خبر ڈالے تو جملہ یؤمنون کا المومنون کا حال پڑیگا منہم کا تعلق محذوف سے ہے وہ حال ہے الراسخون کی ضمیر کا منہم کی ضمیر کی مرجع اہل کتاب ہین والمومنون کا عطف

الراسخون پر ہے اس المومنون سے بعضون کے پاس اہل کتاب کے مومن مراد ہین جو اللہ پر اور اسکے رسول محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین پہلے انکو علم کی رسوخیت سے وصف کیا بعد ایمان کی صفت سے ذکر کیا
کیا واسطے رسوخیت موجب انکے ایمان کی ہے عنوان کے اختلاف کو ذات کے اختلاف کے منزلے مین نازل
کرکر مومنون کو راسخون پر عطف کیا بعضون نے کہا اس المومنون سے مہاجرین اور انصار مراد ہین اس تاویل
معطوف معطوف علیہ مین اختلاف ذاتی ہے یومنون بما انزل الیک سے قرآن اور احکام ہین جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوئے وما انزل من قبلک سے دوسری کتب مراد ہین جو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر نازل
ہوئین یعنی وہ ایمان لاتے ہین سارے کتابون پر جو تیرے آگے دوسرے انبیا پر نازل ہوئین معلوم کیجئے
والمقیمین کے نصب کے وجہ مین اختلاف ہے بعضون نے کہا منصوب ہے مدح کے واسطے نماز کی مدح کرتا ہے اسکی تقدیر
یون ہے امدح المقیمین الصلوۃ وہم المؤتون الزکوۃ جیسے اس مثال مین مررت بزید الکریم سو کریم
کو زید کی نعت ڈال کے جر دیتے ہین اعنی یا امدح کی تقدیر کرکے نصب دیتے ہین یا ہو کے لفظ کی تقدیر
کرکے رفع دیتے ہین یہہ قول بصریین کا ہے زجاج نے اسی قول کو اختیار کیا ہے امام رازی نے کہا یہی قول
معتمد ہے اس قول پر المقیمین الصلوۃ سے وہی راسخین مراد ہین کسائی نے اس کو رد کیا اور بولا منصوب
علی المدح نہو گا مگر کلام تمام ہوئے بعد یہان کلام ہنوز تمام نہین ہوا کیا واسطے لکن الراسخون مبتدا ہے خبر کی
انتظار کرتا ہے اولئک سنوتیہم اسکی خبر ہے فخر رازی نے اسکے جواب مین کہا معترض جو بولا کلام نہین ہوتا
مگر اولئک کے پاس سو ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے مبتدا کی خبر یومنون ہے بر تقدیر تسلیم کے اور
اولئک کو خبر ڈالینگے ہم کہینگے مبتدا کے اور خبر کے درمیان مدح کا جملہ معترض آنے مین کیا خلل ہے
اور اسکے امتناع پر کیا دلیل ہے زمخشری نے کشاف مین کہا اسکی نصب مدح کی جہت سے ہے مدح کی جہت سے
نصب دینے کا باب بہت وسیع ہے سیبویہ نے اسکے امثلے اور شواہد مین ایک باب ہی ذکر کیا ہے بعضون نے
کہا المقیمین مجرور ہے اس کا عطف ما پر ہے جو بما انزل الیک مین ہے تقدیر یومنون بالمقیمین الصلوۃ اس
قول کو کسائی نے اختیار کیا ہے امام طبری نے اسکو ترجیح دی ہے اس قول پر معنی یون ہو گی اور یومنون
ایمان لاتے ہین اس پر جو نازل ہوا تجھ پر اور اس پر جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور ایمان لاتے ہین

نماز قایم کرنے والون پر اس قول پر المقیمین سے یا انبیا علیہم الصلوۃ والسلام مراد ہین کیا واسطے کسی
نبی کی شرع نماز سے خالی نہین تھی نماز سب پر واجب تھی اگرچہ ارکان اور شروط مین اختلاف ہو یا ملایکہ مراد
ہین کہ جنکی وصف مین اللہ تعالی نے فرمایا یسبحون الیل والنہار لا یفترون اس وجہ پر بما انزل سے کتب مراد
ہوئے والمقیمین سے ملایکہ یعنی ایمان لاتے ہین ملایکہ پر کہ جنکی صفت نماز قایم کرنی ہے بعضے تقدیر یون کرتے ہین
یومنون بدین المقیمین اس تقدیر پر مقیمین سے مسلمان مراد ہونگے بعضون نے کہا یہہ معطوف ہے قبل پر تقدیر یون ہے
من قبل المقیمین مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکے قایم مقام کئے بعضے کہتے ہین من قبلک کے کاف پر
معطوف ہے بعضے کہتے ہین الیک کے کاف پر معطوف ہے بعضے کہتے ہین منہم کی ضمیر پر معطوف ہے بعضے کہتے ہین
المقیمین یا سے جو لکھا گیا ہے خطا ہے المقیمون واو سے رہنا قرأت ابن مسعود کی والمقیمون واو ہی سے ہے ابو عبید نے
فضایل القرآن مین حجاج سے وہ ہارون بن موسی سے وہ زبیر بن الحریث سے روایت کی ہے بولا عکرمہ نے کہا مصحف
لکھے گئے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائے عثمان انہین دیکھے اسکے چند حرفون مین لحن ہے یعنے اعراب کی خطا ہے
عثمان نے کہے لا تغیروہا فان العرب ستغیرہا او قال ستعربہا بالسنتہا یعنی اس کو تغیر مت دو عرب اسکو تغیر
دینگے یا کہے عرب اپنی زبان کے موافق اسکو اعراب دینگے اور فرمائے کاتب ثقیف کا اور ملی یعنی بول کر
لکھانے والا ہذیل کا ہوتا تو ایسے حروف نہ ہوتے اس اثر کو ابن الانباری اپنی کتاب الرد علی من خالف
مصحف عثمان مین اور ابن اشتہ اسی طریق سے روایت کئے ہین اور اسکو ابن الانباری عبد الاعلی بن عبد اللہ
بن عامر کی طریق سے اور ابن اشتہ یحیی بن یعمر کی طریق سے اسی کی مثل روایت کئے ہین ابن الانباری نے ابی بشر کی
طریق سے وہ سعید بن جبیر سے روایت کی ہے وہ والمقیمین الصلوۃ پڑھتا تھا اور بولا والمقیمون لحن من الکاتب
یعنی کاتب کا لحن ہے ابو عبید نے فضایل القرآن مین ابو معاویہ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد عروہ سے
روایت کی ہے اس نے کہا مین نے عایشہ رضی اللہ عنہا کو والمقیمین الصلوۃ کے لحن سے پوچھا عایشہ کہے یا
ابن اختی یہہ کاتبون کی خطا ہے لکھنے مین خطا کئے سیوطی نے کہا اسکی سند صحیح شیخین کی شرط پر ہے بندہ
عاصی کہتا ہے اسکو جس نے لحن کہا اسکا قول بغایت ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے اور آثار جن سے حجت لیا ہے
قابل اعتبار نہین کیا واسطے سات بلکہ دس قاریان جنکی قرأت کا ثبوت متواتر ہے اس لفظ کو یا سے

قرات من لحن سہو ہے

تلفظ کرتے ہین سب کا اتفاق ہے اور نحو کے قواعد بھی اسکو منافی نہین سو اسکو خطا کہنا مردود اور
ساقط الاعتبار ہے امام رازی نے کہا قرآن مین لحن رہنا بعید بات ہے کیا واسطے قرآن نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے بتواتر منقول ہے جو چیز تواتر سے منقول ہو تو اسمین لحن موجود رہنا غیر ممکن ہے زمخشری نے
کشاف مین نصب کا وجہ جسکو ہم اوپر نقل کئے ہین کہہ کے بعد بولا جو شخص گھمنڈ کرتا ہے کہ یہہ لفظ خط مصحف
مین لحن واقع ہوا ہے سو اسکی بات کی طرف تو التفات مت کر بعضے لوگ جو سیبویہ کی کتاب کو نہین
دیکھے ہین اور عرب اختصاص کی رو سے نصب دینے کی طرق مین تفنن جو ہے اُسکو نہین جانتے ہین سو انکی بات
کی طرف التفات کرتے ہین سابقین اولین جنکی مثال توریت مین ہے جنکی مثال انجیل مین ہے اسلام
مین طعن ہونے کیواسطے اپنی ہمت مصروف کرتے تھے سو اپنے بعد کے لوگ باندھنے کے لئے کتاب
اللہ مین ایک سوراخ چھوڑنا اور پچھلے لوگ آکے رفو کرنے کے اعتماد پر اسمین ایک چاک رکھنا
نہایت بعید ہے زین البغدادی نے کہا قرآن مین لحن ہے بولنا نہایت بعید ہے کیا واسطے قرآن
جمع کئے سو لوگ زبان دان اور کمال فصاحت والے تھے دوسرے لوگ آکے لحن کو اصلاح کرنے کے لئے
کتاب اللہ لحن کو کیسا باقی رکھینگے حافظ جلال الدین سیوطی نے مذکور آثار کو ذکر کرکے کہا یہہ آثار
نہایت مشکل ہین صحابہ لحن کئے کرکے گمان کرنا کئی وجہ سے غیر معقول ہے پہلی وجہ قطع نظر قرآن
کے صحابہ اپنے محاورے مین لحن کئے کرکر کیسا کہینگے حالانکہ وہ نہایت فصیح تھے دوسری وجہ قرآن
جیسا اُترا ہے ویسا ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے اسکو زبانی حفظ کئے اور اسکا ضبط و اتقان کئے جسکو
اتنی تحقیق سے ضبط کئے ہین اُسمین لحن کیسا ہوگا تیسری وجہ سب مل کے خطا مین کیسا اتفاق کئے
اور کیسا اُسکو لکھے ـــ چوتھی وجہ خطا جب ہوئی تو اس پر کیسا متنبہ نہ ہوئے اور کیون
اسکی اصلاح نکئے پانچوین وجہ عثمان رضی اللہ عنہ خطا ہوئی سو سمجھ کر بھی اسکو تغیر دینے سے کیسا منع کئے
چھٹوین وجہ اس خطا کی قرأت کیسی باقی رہی حالانکہ خلف سلف سے بتواتر اس کو نقل کئے ہین
سو اس لفظ مین لحن ہے کہنا عقلاً اور شرعاً اور عادۃً محال معلوم ہوتا ہے علما اُسکے تین جواب دئے ہین پہلا جواب
یہہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے یہہ جو مروی ہے صحیح نہین اسکی سند ضعیف ہے اور سند مین اضطراب ہے اور سند منقطع ہے اور بھی عثمان

رضی اللہ عنہ اپنے مصحف کو امام کئے تا لوگ اُسکی اقتدا کریں سو اسمین لحن دیکھ کر چھوڑ دینا اور عرب
اپنی زبان سے اُسکو مستقیم کرینگے کہہ کر اُسکو چھوڑ دینا کیسا ہوگا اور اخیار لوگ جو قرآن کو جمع کرنے
اور لکھنے کیواسطے مقرر ہوئے تھے وہ اس لحن کو درست نکریں تو دوسرے لوگ اسکو کیسا درست کرینگے
اور بھی ایک ہی مصحف نہین لکھے بلکہ چند مصحف لکھے اگر کہین لحن سب مین تھا تو لحن مین سب متفق رہنا
بعید ہے یا لحن بعضون مین تھا کر کہے تو بعضون کی صحت کے معترف ہوئے لیکن بعضے مصحفون مین لحن تھا
اور بعضون مین لحن نہین تھا کوئی نہ بولا اور اون مصحفون مین ہرگز اختلاف نہین تھا ہان قرأت کے
وجوہ کے نظر کرتے اختلاف تھا تو اُسکو لحن نہ بولینگے دوسرا جواب یہہ ہے روایت صحیح ہو کر کر ہم
قبول کرین تو مراد اُس سے رمز و اشارہ اور حذف کے مواقع ہین جیسے الکتب اور الصٰبرین اور اُسکے
مثل تیسرا جواب یہہ ہے اس سے مراد وہ لفظین ہین جنکے رسم تلفظ کے مخالف ہین جیسے ولا اوضعوا
اولا اذبحنہ کہ ان مین لا کے بعد الف زیادہ لکھے ہین اور جزاء و الظالمین مین واو اور الف زیادہ
کئے ہین اور بائیید کو دو یا سے لکھے ہین رسم جیسا ہو ویسی ہی قرأت کرینگے تو لحن ہوگا ابن
اشتہ نے اپنی کتاب المصاحف مین اس جواب کو اور اسکے قبل کے جواب کو جزم کی ہے بندۂ عاصی
کہتا ہے اس اثر مین جو مذکور ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ فرمائے کاتب ثقیف سے اور مملی ہذیل سے
ہوتا تو ایسے حروف نہوتے سو یہہ بات مخالف ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو جو بخاری مین وارد ہوا
کہ عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد الرحمان بن الحارث بن ہشام
کو مصحفین لکھنے کے لئے ایما کئے اور قریش کے یہہ تینوں شخص کو کہے اگر تمھارے اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن کے کسی لفظ
مین اختلاف آوے تو قریش کی زبان جو ہو اُسکے موافق لکھو کیواسطے قرآن نازل نہین ہوا مگر قریش کی زبان کے موافق عثمان
رضی اللہ عنہ ایسا کہتے ہین کاتب ثقیف سے اور مملی ہذیل سے ہونا کر کے کیسا کہینگے حالانکہ ہذیل کے اور قریش کے
محاورے مین اختلاف ہی معلوم کیجئے مصحفین لکھنے یہی چار شخص کو مقرر کئے کر کر بخاری کی روایت مین پایا ہے ابن ابی داود
نے کتاب المصاحف مین محمد بن سیرین کی طریق سے روایت کی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ قریش اور انصار کے
بارا شخص کو جمع کئے حافظ عسقلانی نے کہا متفرق روایتون سے اِن بارا شخصون سے نو آدمی کا نام معلوم ہوا زید بن ثابت عبد اللہ بن زبیر

سعید بن العاص عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام ان کے نام بخاری کی روایت مین ثابت ہین دوسرے لوگ اُبی بن کعب مالک بن ابی عامر امام مالک کے دادا کثیر بن افلح انس بن مالک عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم معلوم کیجیے روایتون سے ایسا ثابت ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت کو مقرر کیے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین کاتب الوحی زید ہی تھے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن کو جمع کرنیکا حکم انھون کو کیئے تھے انھونے قرآن کو جمع کیئے جب عثمان رضی اللہ عنہ مصحف لکھنے لگے کس کو مقرر کرنا تجویز کیئے تو سب کا اتفاق ہوا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کرنا کیا واسطے اُن سے بڑھ کے لکھنے والا دوسرا کوئی نہین تھا پھر لکھنے اُنھین کو مقرر کیئے الفاظ کو املا کرنے سعید بن العاص بن امیہ بن عبد الشمس الاموی القرشی کو مقرر کیئے کیا واسطے سب مین افصح وہی تھے اور اُنکا لہجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجے سے بہت شبیہ تھا ایسا ہوتے پر عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ کہنا بعید معلوم ہوتا ہو واللہ اعلم ابن الانباری نے کتاب الرد نہین خالف مصحف عثمان مین لکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے آثار اس باب مین جو مروی ہین حجت پکڑنیکے قابل نہین کیا واسطے وہ سب منقطع ہین انکی سند متصل نہین عثمان رضی اللہ عنہ امت کے امام اور اپنے زمانے مین سب کے مقتدا تھے مصحف مین جو سب مصحفون کا امام ہے خلل دیکھنا اور اُسکی کتابت مین لغزش پانا پھر اُسکو درست نہ کرکے چھوڑ دینا اور بعد کے لوگ اسکو درست کرنے پر بیکار رکھنا اسکو عقل نہین قبولتی واللہ کوئی منصف تمیز والا آدمی عثمان رضی اللہ عنہ پر اس بات کا خیال نہ کریگا لوگ درست کرنیکے خیال پر کیسا چھوڑتے حالانکہ بعد آنے والون کی بنا انھین کے رسم پر اور اُنکے حکم پر موقوف تھی اگر کوئی کہے عثمان رضی اللہ عنہ جو فرمائے ہین اس مین لحن پاتا ہون سو اُس سے مراد اسکی نوشت مین لحن ہے ہم اپنی زبانون کے موافق اسکو درست کرلینگے سو خط کی لحن معنی کی مفسد نہین لفظ کی تحریف اور اعراب کے افساد سے اسمین تحریف نہین سو یہہ تاویل باطل ہو ایسا کہنے والا اخطا کیا کیا واسطے خط کی بنا تلفظ پر ہے نوشت مین جب کوئی لحن کرے تو تلفظ مین بھی لحن کریگا عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کے الفاظ کی خطا کو نوشت مین ہرگز نہ چھوڑتے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرنا اور ملکون مین مصحفون کو جو روانہ کیئے اُنکے

رسم کے موافق قرآن کو ضبط کرنے کا امر کرنا سب پر عیان ہے ابن الانباری نے اس قول کی تائید پر ابو
عبید نے جو روایت کی ہے ذکر کیا اور بولا ابو عبید نے کہا مجھکو عبد الرحمن بن مہدی نے عبد اللہ بن مبارک سے خبر دی
ہے وہ ابو وائل سے جو ایک شخص تھا اہل یمن سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا مولی جسکا نام ہانی البربری تھا کہا مین
عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تب مصحفون کو لا کے انکو بتاتے تھے سو میرے پاس بکری کے شانہ پر ان الفاظ
کو لکھکر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اُس مین یہ الفاظ تھے لم یتسن لا تبدیل للخلق فامہل الکافرین
پھر دوات منگائے ایک لام کو مٹا کر لخلق اللہ لکھے اور فامہل کو مٹا کے فمہل لکھے اور لم یتسنہ مین ہا بڑہا دیئے
گئے ابن الانباری نے کہا ایسا ہوتے پر عثمان رضی اللہ عنہ غلطی دیکھ کے اسکو درست نہین کیے کہنا باطل دعوی ہے
عثمان رضی تو انکی کتابت پر ہر وقت نظر کرتے تھے کاتبون مین کچھ بھی خلاف آتا تو عثمان کے پاس مرافعہ کرتے
تھے تا عرض کیا ہے سو بیان کرین اور صواب کیا ہے سو دکھا دین حافظ السیوطی نے کہا اسی کو تائید کرتی ہے یہ
روایت کہ جسکو ابن اشتہ نے کتاب المصاحف مین حسن بن عثمان سے روایت کیا ہے وہ ربیع بن بدر سے وہ سوار
بن شبیب سے کہا مین نے ابن الزبیر سے مصاحف کا حال پوچھا انھون نے کہا ایک شخص کھڑا ہو کر عمر رضی اللہ عنہ کو
کہا یا امیر المومنین لوگ قرآن مین اختلاف کرتے ہین پھر عمر رضی اللہ عنہ قرآن کو ایک ہی قرات پر جمع
کرنا چاہے سو اُسمین زخم کھا کے وفات پائے عثمان کی خلافت مین وہی شخص نے پھر کھڑا ہو کر کہا عثمان رضی اللہ
عنہ مصحفون کو جمع کیے بعد مجھکو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیے مین صحیفون کو لایا پھر ہم انکو عثمان کو
عرض کیے یہان تک سب کو راست اور درست کیے بعد سب کو تقسیم کرنیکا امر کیے سو یہہ اثر دلالت کرتا ہے وہ
لوگ مصحفون کو جیسا چاہیے ویسا ضبط و اتقان کیے جو چیز قابل اصلاح کے اور درست کرنیکے تھی اُسکو
درست کیے اس مین کچھ خلل باقی نہین رکھے ابن اشتہ نے کہا مجھکو محمد بن یعقوب نے خبر دی اسنے ابو داؤد
سلیمان بن الاشعث سے وہ حمید بن مسعدہ سے وہ اسمٰعیل سے وہ حارث بن عبد الرحمن سے وہ عبد الاعلی
بن عبد اللہ بن عامر سے کہا مصحف سے فراغت ہولی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے عثمان اُسکو دیکھ کر
کہے تم اچھا کیے مین کچھ دیکھتا ہون اب ہم اُسکو اپنی لسان پر راست کرینگے سو اس اثر مین کچھ اشکال
نہین اوپر اثر جو مذکور رہوا اُسکا مقصود اُس سے واضح ہوتا ہے مقصود گویا یہہ ہے مصحف کی

نوشت سے فراغت ہوئی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائے سو قریش کے محاورہ کے موافق نہین تھے
سو کچھ الفاظ دیکھے جیسا التابوہ التابوت مین اختلاف ہوا تھا یعنی التابوت کے اخیر مین تاہے یا ہا ہے
سو عثمان رضی اللہ عنہ ایسے لفظون کو قریش کی زبان کے موافق کرنے کا وعدہ کئے بعد دیکھ کے اسکو
درست کیئے کچھ خوف باقی نہین رکھے سو شاید اوپر کے آثار کو عثمان سے روایت کئے سو لوگ روایت کو تحقیق
نہ کرکے اور عثمان رضی اللہ عنہ درست کئے سو اس پر خیال نہ کرکے روایت کئے اسلیئے ان کے قول پر اشکال
آیا حافظ السیوطی نے کہا اشکال کے جوابون میں یہہ قوی جواب ہے سیوطی بعدہ بولا عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت جو مذکور ہوئی اسکے اشکال کو ان جوابون میں سے کوئی جواب دفع نہین کرتا حدیث ضعیف ہے
یہ کہنا درست نہین کیا واسطے اسکے اسناد صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے دوسرے جوابون میں بھی بیہتے کیا واسطے
سوال عروہ کا چند معین لفظون مین ہے اس اشکال کا جواب ابن سعد نے یون کہا ہے اور ابن جبارہ
نے شرح رائیہ مین بھی اسکی متابعت کی ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا جو فرمائے کاتبون کی خطا ہے
اس سے مراد یہہ ہے قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہے اُن سات حرفون مین سے جو حرف اولی تھا
اسکو اختیار نہ کرکے غیر اولی کو اختیار کئے عایشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہہ نہین کہ وہ جو لکھے ہین
سو خطا ہے اسکا پڑھنا جایز نہین اور بولا اس پر دلیل یہہ ہے جو چیز جایز ہو بالاجماع مردود ہے
پھر کچھ ہی ہو اگرچہ اسکے وقوع کی مدت دراز ہو یعنی جس لفظ مین خطا ہے تو اُس لفظ کو لکھنا جایز نہین
اسکی خطا کو دور کرنا لازم ہے اگرچہ خطا سے لفظ کو لکھ بہت دن گذرے بعدہ بولا سعید بن جبیر لحن
من الکاتب جو بولا سو اُس نے لحن سے قرات اور لغت کا ارادہ کیا یعنی قرآن جو لکھا سو اسکی لغت اور
اسکی قرات ہے اور اُسمین دوسری قرات بھی ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے حافظ جلال الدین السیوطی
نے عایشہ رضی اللہ عنہا کا اثر صحیح شیخین کی شرط پر ہے جو بولا اگرچہ ظاہر کے دیکھنے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
لیکن اسکی صحت مین نظر ہے کیا واسطے اس اثر کو ہشام سے کوئی روایت نہین کیا سوائے ابو معاویہ
کے ابو معاویہ کا نام محمد بن خازم ہے خا معجمہ اور زا معجمہ سے الضریر الکوفی التمیمی السعدی مولی سعد
بن زید مناۃ بن تمیم کا اُس سے حجت پکڑنے مین اختلاف ہے نسائی وغیرہ کہتے ہین وہ ثقہ ہے

یحییٰ بن معین نے کہا اعمش کے اصحاب مین شعبہ اور سفیان کے بعد اثبت وہی ہے ابو حاتم نے کہا اعمش کی روایت مین اثبت الناس سفیان ہے اسکے بعد ابو معاویہ ہے مرجیہ کی رائے پر رہنے سے لوگ اسمین کلام کرتے ہین یعقوب بن شیبہ اور ابن سعد کہتے ہین وہ ثقہ ہے لیکن کبھی تدلیس کرتا ہے اور اہل ارجا کی رائے پر تھا ابو داؤد نے کہا وہ مرجی تھا ابن خراش وغیرہ کہے وہ ثقہ ہے لیکن اعمش کے غیر سے جو روایت کرتا ہے اُس مین اضطراب ہے امام احمد کہے اعمش کے غیر کی حدیث مین وہ مضطرب ہے اُسکا حفظ اسکو جید نہین اور احمد کہے ہشام بن عروہ سے جو روایت کرتا ہے اسمین اضطراب ہے ابن ابی حاتم نے کہا عبید اللہ بن عمر منکر احادیث روایت کرتا ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ ثقہ ہے اعمش کی حدیث کو احفظ الناس ہے دوسرون کی حدیث مین کبھی وہم کرتا ہے اسکو ارجا کا عیب لگا ہے معلوم کیجیے اسکی حدیث جو اعمش سے ہے اُس سے بخاری و مسلم حجت لیتے ہین ہشام بن عروہ سے جو احادیث روایت کیا ہے اُسکے چند حدیث بخاری و مسلم روایت کئے ہین لیکن ان حدیثون کی روایت مین ابو معاویہ منفرد نہین ہوا ہے بلکہ اسکا غیر بھی اسمین اُسکی متابعت کی ہے بخلاف اس حدیث کے کہ اسکی روایت مین کوئی اُسکو متابع نہین سو یہہ روایت غریب ہے جسکی روایت مین اضطراب ہوا اور روایت مین وہی مضطرب شخص منفرد ہو تو اسکی روایت مین البتہ علت موجود ہوئی اور بھی اُسکو بعضون نے مدلس کہا ہے یہہ اثر کو اُس ہشام سے جو روایت کی ہے عن کے لفظ سے روایت کئے ہین سو عنعنہ مدلس کا مقبول نہین شیخین مدلس کی روایت کو عن کے لفظ سے جہان وارد کرتے ہین انکے شروط پر نظر کرتے وہ عنعنہ سماع پر محمول ہے بخلاف دوسرے لوگون کے کہ انکے عنعنہ کو سماع پر حمل نہین کرسکتے جب تک دوسری طریق سے ثابت ہو اور بھی ابو معاویہ ارجا سے متہم ہوا ہے؛ ارجا کے دو قسم ہین اُسکا ایک قسم یہہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو صحابہ رضی اللہ عنہم مین جنگ ہوا ہے انمین کے دو نو جماعت والون مین کی کسی جماعت کو صواب اور حق پر نہین کہتے اہل بدعت کی حدیث مقبول ہونیکے واسطے یہہ شرط ہے وہ حدیث اُسکے مذہب کی مؤید نہ رہنا یہہ اثر جو ہے اُسکے بدعت کو مؤید ہے اسوجہ سے کہ بعضے صحابہ مثل عبد اللہ بن الزبیر وغیرہ جو قتال مین شریک تھے قابل اعتماد نہین کیا واسطے قرآن کی نوشت مین عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے اور قرآن کی کتابت مین خطا کئے جب قرآن کی کتابت مین خطا کئے تو دوسرے چیزون مین بطریق اولیٰ خطا کرینگے چاہئے ایسے لوگون کی جنگ مین کسی کی تصویب نہ کرنا اس جہت سے وہ اثر مرجیہ کے مذہب کا مؤید

ہونیکا احتمال رکھتا ہی جو حدیث اُسکے مذہب کو موئد ہو مقبول نہین ان اُمور کے نظر کرتے اس اثر کی صحت مین
نظر ہے قابل حجت نہین واللہ اعلم والموتون الزکوٰۃ اس کا عطف والمومنون پر ہے والمومنون باللہ اللہ پر
ایمان لانے والے یعنے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے والیوم الآخر یعنی مرے بعد جی اُٹھنا اور ثواب
وعقاب ملاحق سے اقرار کرنے والے سنؤتیہم پر سین جو لایا وعدہ کی تاکید واسطے ہی اُسکو حمزہ اور
خلف سیوتیہم یا سے قرارت کئے ہین اُسکا ترجمہ یون ہوگا عنقریب اُنکو دیگا یعنی اللہ تعالیٰ دیگا دوسرے قرات مین
پڑھتے ہین ہمارا ترجمہ اسی کے مطابق ہے اجرعظیم سے بہشت اور آخرت کے دوسرے نعمتین مراد ہین تفخیم کیواسطے
اجرا کو نکرہ لایا إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ معنے ہم نے وحی
بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح اور نبیون کو اسکے بعد یعنی نوح کے بعد ابن اسحاق اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے سکین اور عدی
بن زید کہے یا محمد موسیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ بشر پر کچھ نازل کیا سو ہم نہین جانتے تب اللہ تعالیٰ نے ان ایتون کو
نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ جواب ہے یہود کے سوال کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے کہ ہمارے
اوپر آسمان پر سے اکھٹا ایک کتاب لے آو سو اللہ تعالیٰ نے اول یہود کے بے اعتدالیونکو ذکر کیا اور انکا
سوال حق کی راہ کو طلب کرنے کے واسطے نہین ہے محض عناد اور جھگڑے کیواسطے ہے سو اُنکے رسوائی
کو بیان کیا پھر اُنکے شبہے کے جواب مین فرمایا انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیہ تقریر جواب کی
یون ہے ای یہود تم تو نوح اور ابراہیم وغیرہ انبیا کی نبوت کا اقرار کرتے ہین اللہ تعالیٰ اُنکی طرف وحی
بھیجا کیتے ہین وہ لوگ رسل اور انبیا ہین علم حاصل نہین ہوا مگر اُنکے معجزے سے کہ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے
ایک معجزہ عطا کیا تھا اُن مین سے کسی پر اللہ تعالیٰ نے کتاب اکھٹا نازل نہین کیا سوائے موسیٰ کے جب کتاب
اکھٹا نازل نکرنا ان پیغمبرون کی نبوت مین قدح نہین کیا بلکہ معجزے سے اونکی رسالت ثابت ہوئی تو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کو اکھٹا نازل نکرنا قدح نہین کرتا بلکہ معجزہ کسی نوع سے ہو نبوت کے
اثبات کو کافی ہی اس سے ثابت ہوا کہ اُنکا شبہہ قابل اعتبار نہین ہوکا اُس معجزہ کو طلب کیے باطل ہی اس کلام کی تحقیق
یون ہی مدلول یعنی نبوت ثابت ہونا دلیل پر یعنی معجزہ ثابت ہونے پر موقوف ہی جب دلیل ثابت ہوئی مدلول بھی

ع ۳

ثابت ہوا اور حجت تمام ہوئی اس پر دوسری دلیل طلب کرنا زیادتی ہے کہ جس سے تعنت اور عناد
ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالی جو چاہے سو کرے اور اپنا جو ارادہ ہے سو اُسکے موافق حکم کرے فلانے کو یہ معجزہ
کیا واسطے دیا فلانے کو وہ معجزہ کیا واسطے دیا ایسا اعتراض کرنا کسیکو نہیں پہنچتا معلوم کیجئے یہاں انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالی نے جو ذکر
کیا انمیں موسی علیہ السلام کو نہیں ذکر کیا کیا واسطے یہود کا اعتراض یہی تھا موسی علیہ السلام جیسی کتاب اکٹھا
لائے تھے تم بھی ویسی ہی کتاب اکٹھا لانا اس شبہے کا جواب یہہ دیا دوسرے انبیا جو مذکور ہیں تم انکی نبوت
کا اقرار کرتے ہو وہ کتاب اکٹھی نہیں لائے جب مقصود یہہ ہوا تو موسی کو اُنکے ساتھ ذکر کرنا جایز نہوا مفسرین
کہتے ہیں نوح علیہ السلام کو ابتدا میں ذکر کیا کیا واسطے نوح پہلے رسول ہیں جو شریعت لیکے مبعوث ہوئے اور شرک
سے منع کرنے کے پہلے نذیر ہیں اللہ تعالی نے انپر دس صحیفے نازل کیا اور پہلے نبی ہیں جنکی دعوت کو رد کرنے سے
انکی اُمت ہلاک ہوئی انکی دعا سے زمین پر کے سب لوگ ہلاک ہوئے آدم علیہ السلام جیسے ابو البشر تھے وہ بھی
ابو البشر ثانی ہیں سب انبیا سے انکی عمر دراز ہوئی ہزار برس جئے انکی قوت نہیں گھٹی بڈھاپا نہیں آیا
منہہ میں کے دانت نہیں گرے جب عمر چالیس برس کی ہوئی قوم کی طرف مبعوث ہوئے پچاس کم ہزار برس
تک امت کو دعوت کئے انکی اقسام کی اذیت کو سہے طوفان کے بعد ساٹھ برس جئے اُنکے باپ کا نام لمک
لام کی فتح اور میم کی سکون سے اُسکے بعد کاف ہے اسکے باپ کا نام متوشلخ میم کی فتح اور تا مثناۃ فوقانیہ کی
تشدید اور ضم سے اُسکے بعد واو ساکن ہے اُسکے بعد شین معجمہ اور لام ہے دونوں کی فتح سے اخیر میں
خا معجمہ ہے اُسکے باپ کا نام اخنوق ہمزہ اور خا معجمہ کی فتح سے اُسکے بعد نون مضموم اور واو ساکن
اخیر میں قاف ہے آدم کے اور نوح کے درمیان دس پشت ہیں معلوم کیجئے اللہ تعالی نے اول نوح کا نام
ذکر کیا بعد انبیا کر کر مجمل بولا بعد چند انبیا کا نام انکی فضیلت اور شرف کے دیکھتے بالتفصیل بیان کیا

اور فرمایا وَاَوْحَيْنَا اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى
وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ اور ہم وحی بھیجے ابراہیم کو اور اسمعیل کو اور اسحاق
کو اور یعقوب کو اور اسباط کو اور عیسی کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو
ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تا مثناۃ فوقیہ سے اور را مہملہ کی فتح سے اخیر میں حا مہملہ ہے

تارخ کا لقب آذر ہے بعضون نے کہا آذر باپ نہین بلکہ ابراہیم کا چچا ہے ابن ناحور نون سے اور حاء
مہملہ کی ضم سے اخیر مین راء مہملہ ہے ابن شارخ شین معجمہ اور راء مہملہ مضمومہ سے اخیر مین خاء معجمہ ہے
ابن راعو راء مہملہ اور عین مہملہ اور عین معجمہ سے ابن فالخ فا سے اور لام کی فتح سے اخیر مین خاء
معجمہ ہے بن عابر عین مہملہ اور باء موحدہ سے بن شالخ شین معجمہ اور خاء معجمہ سے بن ارفخشد بن سام
بن نوح واقدی نے کہا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد دو ہزار برس کے ابراہیم پیدا ہوئے بعضے کہتے ہین
نوح کی طوفان کے بعد ایکہزار دو سو ترسٹ برس کو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے آدم کی خلقت مین
اور انکی ولادت مین تین ہزار تین سو سینتیس برس ہین ابراہیم علیہ السلام کی عمر دو سو برس کی ہوئی
بعضے کہتے ہین ایک سو پچہتر برس کی بعضے کہتے ہین دو سو چہیانوے برس کی اسماعیل بڑے فرزند ابراہیم کے
ہین ہاجرہ قبطیہ کے شکم سے پیدا ہوئی کہتے ہین انکی عمر ایک سو سینتیس برس کی ہوئی اسحاق بہی ابراہیم کے
فرزند ہین سارہ کے شکم سے پیدا ہوئے اُسوقت سارہ کی عمر نود برس کی تہی اور ابراہیم کی عمر ایک سو تیس برس
کی اسماعیل کے بعد چودہ برس کے پیدا ہوئے اُنکی عمر ایک سو اسّی برس کی ہوئی یعقوب اسحاق کے فرزند ہین
انکا لقب اسرائیل ہے اُنکی عمر ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی الاسباط جمع سبط کی ہے سبط پوتے کو
کہتے ہین اور بعضے فرزند کو کہتے ہین اسرائیل علیہ السلام کو بارا فرزند تہے انکو اور اُنکی اولاد کو اسباط کہتے
ہین بنی اسرائیل مین اسباط بمنزلہ قبیلے کے ہین عرب مین اسرائیل کے فرزندون مین یوسف بالاتفاق
نبی تہے انکی نبوت نص قرآنی سے ثابت ہی دوسرے فرزندون کی نبوت مین علما کو اختلاف ہی بنی اسرائیل مین
جتنے انبیا ہوئے وہ سب اسباط مین داخل ہین اسرائیل کے سب فرزند انبیا تہے کرکرجو کہتے ہین اونکو
اس آیت مین کچھ حجت نہین کیا واسطے یہہ لفظ عام ہے عیسیٰ فرزند مریم کے ہین مریم بیٹی ہے عمران کی
عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا اُنکے حمل کی مدت ایک ساعت تہی بعضے کہتے ہین تین ساعت بعضے
کہتے ہین چھے مہینے بعضے کہتے ہین آٹھ مہینے بعضے کہتے ہین نو مہینے مریم کی عمر اُسوقت دس برس کی تہی
بعضے کہتے ہین پندرہ برس کی آسمان پر جاتے وقت عیسیٰ کی عمر کتنی تہی سو اوپر ذکر کئے ایوب علیہ السلام کو
ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بنی اسرائیل کے انبیا مین تہے اُنکے باپ کا نام ابیض تہا ابن جریر نے کہا کہ

باپ کا نام عوص بن روح بن عیص بن اسحق بعضے کہتے ہین انکی والدہ لوط کی بیٹی ہے اُسکا شوہر ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا وہ موسیٰ کے آگے ہوئے ہین ابن جریر نے کہا شعیب کے بعد ہین بعضے کہتے ہین سلیمان کے بعد ہین اللہ تعالیٰ انکو بلا مین ڈالتے وقت انکی عمر نود برس کی تھی سات برس بلا مین رہے بعضے کہتے ہین تیرا برس بعضے کہتے ہین تین برس انکی عمر ترانوے برس کی تھی یونس علیہ السلام انکے باپ کا نام متی ہے فارس سکے ملوک الطوایف کے ایام مین ہوئے مچھلی کے شکم مین چالیس دن رہے بعضے کہے ہین سات دن بعضے کہتے ہین تین روز ہارون فرزند ہین عمران کے بن یصہر بن قاہت بن لاوی بن یعقوب یہہ موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی ہین موسیٰ سے ایک سال کے بڑے تھے موسیٰ کے قبل مرے سلیمان فرزند ہین داؤد کے ابن ایشا بن عوبد بن باعر بن سلمون بن نحشون بن عمینا بن یارب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا بن یعقوب سلطنت پر بیٹھے سو وقت تیرہ برس کے تھے مرتے وقت ترپن برس کی عمر تھی ابن حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ آدم اور نوح کے درمیان ہزار برس ہین اور نوح اور ابراہیم کے درمیان ہزار برس ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان ہزار برس ہین موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان چار سو برس ہین عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھے سو برس ہین حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر ہزار برس کی تھی آدم اور نوح کے درمیان ہزار برس ہین نوح اور ابراہیم کے درمیان ہزار برس ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان سات سو برس ہین موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار پانسو برس ہین عیسیٰ مین اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین چھے سو برس ہین وَاٰتَیۡنَا دَاوٗدَ

زَبُوۡرًا ۚ اور ہمنے دی داؤد کو زبور معلوم کیجیے زبور کتاب کا نام ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام پر نازل کی اُسکے ایک سو پچاس سورے ہین اُسمین فقط اللہ کی تسبیح اور تقدیس اور تمجید اور ثنا اللہ تعالیٰ کی اور مواعظ ہین اُسمین احکام اور حلال و حرام کا کچھ بیان نہین حمزہ نے زبور زا معجمہ کی ضم سے قرأت کیا ہے دوسرے قرا سب فتح سے پڑھتے ہین امام رازی نے کہا اللہ تعالیٰ نے انبیا کو ذکر کیا سو داود علیہ السلام پر ختم کیا اور اُنپر زبور اُتارا فرمایا سو اُسمین اشارہ ہے اس پر کہ ای یہود زبور اللہ کی کتاب ہے کہ تم اعتراف کرتے ہو حالانکہ توریت کو موسیٰ پر دفعۃً جیسی نازل کیا ویسا زبور کو دفعۃً نازل نہین کیا اس سے معلوم ہوا

قدرت کو تختیون پر دفعۃً جیسا نازل کیا ویسی نازل نکرنے سے وہ کتاب اللہ کے یہان کی رہنے مین کچھ قدح نہین وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ اور کتنے رسول ہین مقرر جنکا احوال سُنایا ہمنے تجھکو آگے رسلاً مفعول ہے محذوف فعل کی اس فعل کا عطف اوحینا پر ہے گویا تقدیر یون ہے وارسلنا رسلاً اس جملہ کا حاصل معنی یہہ ہے تھوڑے رسول ہین انکے نام قرآن مین ہم ذکر کئے ہین انکے احوال اس آیت کے نازل ہونے کے آگے ہی تجھکو بیان کئے ہین اِس آیت کی شان نزول کو بعضے مفسرین ایسا کہتے ہین کہ اوپر کی آیت جب نازل ہوئی تو یہود کہنے لگے موسیٰ کا ذکر کیا واسطے نہین ہوا تب یہہ آیت نازل ہوئی وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ اور کتنے رسول ہین جنکا احوال تجھکو ہمنے نہین سنایا یعنے بہت رسولون کا احوال ہم قرآن مین بیان نہین کئے حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو بھیجا جو وہ عبد حبشی تھا اُسکا احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان نہین کیا ایک روایت مین ہے حبش سے ایک نبی مبعوث ہوا ابن عساکر نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر انبیا رمرسلین کے شمار پر عصیٰ نازل کی بعد آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث کی طرف متوجہ ہوکر کہے ای لڑکے میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے اس خلافت کو تو تقویٰ کی عمارۃ اور عروۃ الوثقیٰ سے لے اور تو جب اللہ کا ذکر کریگا تو اُسکے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا کر کیا واسطے عرش کے پایے پر انکا نام لکھا ہے سو مین نے دیکھا اُسوقت جبکہ مین روح اور مٹی مین تھا پھر بعد مین آسمانون پر پھرا سو امین کوئی جگہہ نہین پایا مگر اُس پر محمد کا نام لکھا ہوا ہے اور مجھکو میرے رب نے بہشت مین رکھا سو اسمین کوئی حویلی اور کوئی بنگلہ نہین دیکھا مگر اُس پر محمد کا نام لکھا ہوا ہے اور حورون کے سینون پر اور بہشت کے درختون کے پتون پر اور طوبیٰ کے درخت کے پتون پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کے پتون پر اور حجابون کے اطراف پر اور فرشتون کے آنکھین سب مین محمد کا نام لکھا ہوا ہے تو انکا ذکر کثرت سے کر کیا واسطے فرشتے ہر وقت انکا ذکر کرتے ہین معلوم کیجئے بعضے علما کہتے ہین اس آیت کا ظاہر اس بات کو مقتضی ہے کہ عدد انبیا علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہین تھا لیکن جایز ہے کہ اُسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے عدد پر مطلع کیا ہو علما کو اِس امر مین اختلاف ہے بعضون نے تعداد نہ کرنے کو اختیار

کیا ہے بعضے تعداد کرتے ہین تعداد کرنے والون کے پاس اُنکے شمار مین اختلاف ہے انتہی یہہ اختیار شدہ
نہین جاتی کیا واسطے ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کتنے رسولون کا قصہ نہین بیان کیا اُنکا
قصہ بیان کرنے سے تعداد بیان نہ کرنا لازم نہین آتا اور بھی اُنکا قصہ بیان نہ کرنے سے ظاہر یہہ ہے کہ قرآن
مین بیان نہ کرنا اس سے اُنکے قصون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلا علم نہ ہونا لازم نہین آتا وہ جو
انکے تعداد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہونا جایز ہے سو جایز کیا بلکہ ثابت ہے کیا واسطے صحیح
حدیثون سے ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان و ما یکون کا دیا ہے اس
انبیا کا تعداد اور اُنکے احوال بھی معلوم ہونا ضرور ہے احادیث مین اُنکی تعداد وارد ہوئی ہے لیکن صحیح
سند کہ جسکی صحت کو جمہور قبول کرین سو نہین اُسکے نظر کرنے اکثر متکلمین کہتے ہین انبیا پر ایمان لانے مین
انکی تعداد ذکر نا کیا واسطے اُنکے حصر پر کوئی قطعی دلیل نہین احادیث جو وارد ہین اُنمین جو ضعیف ہین سو
قابل حجت نہین اور جو صحیح ہین اُنکی صحت مین اختلاف ہے بر تقدیر صحت کے فایدہ نہین بخشتا مگر ظن کا
اسپر اعتقاد رکھکے حصر کرین تو حقیقت مین اُنکا شمار اس سے زیادہ ہوا تو زاید اس کے اعتقاد سے نکل جاتے ہین
اگر حقیقت مین انکا شمار کم ہو تو نبی جو نہین سو اُنمین داخل ہوتا ہے اُنکا عدد آٹھ ہزار ہے کہ کر انس رضی اللہ
عنہ سے حدیث وارد ہوئی ابو ذر اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُن مین
رسول تین سو پر کتنے ہین سعد الدین تفتازانی شرح عقاید نسفی مین اور شیخ ابراہیم لقانی ہدایت المرید
شرح جوہرۃ التوحید مین کہتے ہین کہ ابو ذر کی ایک روایت مین انبیا کا عدد دو لاکھ چوبیس ہزار آیا ہے
بندہ عاصی نے دو لاکھ کی روایت کو کون نکالا سو حدیث کے کتب مین نہین پایا ابو یعلی اور ابو نعیم
حلیہ مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے
آٹھ ہزار نبی کو بھیجا چار ہزار بنی اسرائیل کی طرف اور چار ہزار دوسرے لوگون کی طرف حافظ جلال الدین
السیوطی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے بندہ عاصی کہتا ہے ابو یعلی نے اسکو ابو عبد اللہ احمد بن اسحق
جوہری بصری سے وہ مکی بن ابراہیم سے وہ موسی بن عبیدۃ الربذی سے وہ یزید الرقاشی سے وہ
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اُسکی سند مین موسی بن عبیدۃ الربذی ہے امام احمد کہے اُس سے

ف انبیا کی تعداد

روایت کرنا میرے پاس حلال نہین اور ایکبار کہے وہ منکر الحدیث ہے یحیی بن معین
نے کہا وہ کچھ شے نہین ایکبار کہا اسکی حدیث سے حجت نہین پکڑتے ایکبار کہا وہ کذوب
نہین لیکن منکر احادیث روایت کی ہے ابوحاتم الرازی نے کہا وہ منکر الحدیث ہے
علی بن الجنید نے کہا وہ متروک ہے ترمذی اور نسائی اور دارقطنی کہے وہ ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے بھی تقریب
مین اسکو ضعیف کہا ہے حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
میرے بھائی انبیا سے جو گذر چکے ہین آٹھ ہزار نبی ہین انکے بعد عیسی بن مریم ہوا اُسکے بعد مین ہوا سیوطی نے
جمع الجوامع مین کہا کہ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن لوگ اسپر تعقب کئے ہین در المنثور مین کہا اسکی
سند ضعیف ہے مخفی نرہے سیوطی جمع الجوامع مین اس حدیث کو نکالنے کی نسبت فقط مستدرک حاکم کی طرف
کی ہے تفسیر در المنثور مین حاکم کے ساتھ ابویعلی کو بھی ضم کیا ہے لیکن ابویعلی کی مسند کا نسخہ جو ہماسے پاس
ہے اُسمین یہہ روایت موجود نہین واللہ اعلم حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم آٹھ ہزار نبی کے بعد مبعوث ہوئے انمین چار ہزار نبی اسرائیل سے ہین سیوطی نے در المنثور مین کہا
اسکی سند ضعیف ہے بدر الدین العینی نے شرح البخاری مین حافظ ابوبکر الاسماعیلی کی طرف نسبت کرکے
انس رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین آٹھ ہزار نبی
کے بعد مبعوث ہوا انمین چار ہزار نبی اسرائیل مین ہین اسکی سند کو نظر کرنا ہے اگر ضعیف ہے تو قابل حجت
نہین اگر صحیح ہے تو دوسرے حدیثون کو معارض ہے بہرحال قابل حجت نرہی عبد بن حمید اور حکیم الترمذی
نوادر الاصول مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین اور ابن عساکر اپنی تاریخ مین
ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کتنے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار مینے کہا یا رسول اللہ انمین رسول کتنے ہین فرمائے
تین سو تیرا جم غفیر ہین بعد فرمائے یا اباذر سریانی چار ہین آدم اور شیث اور نوح اور خنوق وہ
ادریس ہے اول خط لکھا سو وہی تھا اور چار عرب ہین ہود اور صالح اور شعیب اور تیرا نبی بنی
اسرائیل کے انبیا مین پہلے نبی موسی ہین اور اُن مین آخر نبی عیسی ہین اور پہلا نبی آدم ہے آخر نبی

تیر اپنی ہو ابن حبان اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین حافظ عسقلانی اور حافظ سیوطی انکی تصحیح کو نقل کئے اور اسپر کچھ
جرح نہین کئے بندہ عاصی کہتا ہو اس حدیث کو ابراہیم بن ہشام بن یحیی الغسانی نے اپنے والد سے وہ اپنے والد
یحیی بن یحیی سے وہ عائذ اللہ ابو ادریس الخولانی سے وہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو حافظ المنذری نے
کتاب الترغیب والترہیب مین کہا ابراہیم بن ہشام کو طبرانی نے توثیق کی ہے اور ابن حبان اسکو ثقات مین
ذکر کیا ہو اپنی صحیح مین اسکے احادیث کو ذکر کرتا ہے ابو زرعہ وغیرہ ابراہیم کی تکذیب کئے ہین ذہبی نے میزان
مین کہا یہ ابراہیم ابوذر کی طویل حدیث کا راوی ہو اس حدیث کو اپنے والد سے وہ اسکے جد سے
روایت کرنے مین منفرد ہوا ہے اور ابو لا طبرانی نے کہا یحیی سے اسکے فرزند کے سوا اس حدیث کو کوئی روایت نہین
کیا وہ تینوں یعنی ابراہیم اور ہشام اور یحیی ثقہ ہین ابو حاتم نے کہا ابراہیم کذاب ہے علی بن الحسین بن الجنید نے کہا ابو حاتم
نے راست کہا ابراہیم سے روایت نکرنا سزاوار ہے ابن الجوزی نے ابو زرعہ سے نقل کیا کہ وہ کذاب ہے
انتہی مخفی نرہے اس حدیث کو جن اصول سے ہم نقل کئے ہین انکا ناقل سیوطی ہے اپنی تفسیر الدر المنثور مین ان سے
نقل کیا ہے حکیم الترمذی کی نوادر الاصول کی طرف جو نسبت کیا ہو سو نوادر الاصول کا نسخہ جو عاصی کے پاس موجود ہے
اسکے چھبیسوین اصل مین عمر بن ابی عمر سے وہ ابراہیم بن ہشام بن یحیی الغسانی سے وہ اپنے باپ سے وہ ابراہیم
کے جد سے وہ ابو ادریس الخولانی سے وہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اول رسل آدم ہین الحدیث لیکن اس حدیث مین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی تعداد نہین لیکن ہمارے
نسخے مین اس بیان کے بعد کے دو ورق مفقود ہین شاید ان مین وہ حدیث مذکور رہے حکیم الترمذی کا شیخ
عمر بن ابی عمر ہے اسکو جوزقانی نے کہا مجہول ہے حافظ العسقلانی نے لسان المیزان مین کہا وہ معروف ہے
لیکن ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
انبیا کتنے ہین فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار ان مین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر پوشیدہ نرہے
حافظ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در المنثور مین اس حدیث کو نکالنے کی نسبت فقط ابن حاتم کی طرف کی ہے
جمع الجوامع مین اسکی نسبت امام احمد اور ابن حبان اور طبرانی کی معجم کبیر اور حاکم کی مستدرک اور ابن مردویہ
اور بیہقی کی کتاب الاسما کی طرف کی ہے ابن حبان اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین سیوطی نے انکی تصحیح کو قبول کیا

بندہ کہ عاصی کہتا ہے امام احمد نے اس حدیث کو علی بن یزید کی طریق سے وہ قاسم ابی عبد الرحمن سے وہ ابی
امامہ رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف رکھتے تھے لوگون کو
گمان ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے سو حضرت سے کنارہ ہوئے کہ اسمین ابو ذر آئے
سو گھس کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے
اے ابا ذر آج تو نماز پڑھا ابو ذر کہے نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اٹھ نماز پڑھ جب ابو ذر اٹھکے
چار رکعت نماز پڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے یا ابا ذر جن اور انسان کے
شیطانون سے اللہ کی پناہ مانگ ابو ذر کہے یا نبی اللہ کیا انسانون مین بھی شیطان ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے ہان شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا یعنی شیطانان انسان کے
اور جن کے سکھاتے ہین ایک دوسرے کو ملمع باتین فریب کی اسکے بعد فرمائے یا ابا ذر کیا جنت کے خزانہ مین کا
ایک کلمہ تجھکو نہ سکھاؤن ابو ذر کہے اللہ مجھکو آپ پر سے فدا کرے سکھاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہہ لاحول
ولا قوۃ الا باللہ ابو ذر کہے پھر مین نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا ابو ذر کہتے ہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ساکت ہوئے میرے سے بات نہین کرتے سو دیکھ کر مین نے کہا یا نبی اللہ ہم جاہل لوگ تھے بت پرستی کرتے تھے اللہ
تعالی نے آپکو عالمین کی رحمت کیواسطے بھیجا نماز کیا ہے سو مجھکو خبر دو فرمائے خیر موضوع ہے یعنی بہتر چیز ہے
جن نے چاہا تھوڑی کی جن نے چاہی بہت کی ابو ذر کہے مین بولا یا رسول اللہ روزہ کیا ہے سو خبر دو فرمائے فرض
جزا دیا گیا ابو ذر کہے مین نے کہا یا نبی اللہ صدقہ کیا ہے سو خبر دو فرمائے اضعافا مضاعفۃ اور اللہ پاس زیادتی ہے ابو ذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ کونسا صدقہ
افضل ہے فرمائے فقیر کو پوشیدہ دینا اور کم پونجی والا کوشش کرنا ابو ذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ آپ پر اتری
سو اعظم آیت کونسی ہے فرمائے آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ابو ذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ
شہیدون مین کون افضل ہے فرمائے جسکا خون بہایا جاوے اور اسکا گھوڑا مارا جاوے ابو ذر بولے مین بولا
یا نبی اللہ کونسا رقبہ یعنی بردہ افضل ہے فرمائے بڑی قیمت والا اور مالکون کے پاس بہت نفیس ابو ذر بولے
مین نے کہا یا نبی اللہ پہلا نبی کون ہوا فرمائے آدم علیہ السلام ابو ذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ آدم کیا نبی تھے
فرمائے نبی مکلم تھے اللہ تعالی نے انکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا بعد اسمین اپنا روح پھونکا بعد اسکو مقابل ہوکے

یا آدم کہا ابو ذر بولے مین نے کہا یا نبی اللہ انبیا کا شمار کتنا ہوا فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار انہین رسول
تین سو پندرہ ہین جم غفیر حدیث تمام ہوئی پوشیدہ نرہے اس حدیث کو امام احمد ابو امامہ کی مسند احادیث
مین وارد کئے ہین حدیث کی ابتدا اس بات پر دلالت کرتی ہے لیکن ابو امامہ چند جملون کو ابو ذر سے
روایت کئے ہین شاید ابو امامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور بیٹھے سو جو آپ معاینہ کئے اور سنے اسکو آپ روایت کئے
چند باتین جو آپ نہین سنے تھے انکو ابو ذر سے روایت کئے جس جملہ کا ہم یہان بحث کرتے ہین وہ ابو ذر کی
سند ہے معلوم کیجے اس حدیث کا راوی علی بن یزید ہے اسکو بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے ابو حاتم الرازی نے
کہا ضعیف الحدیث ہے ابو زرعہ نے کہا وہ قوی نہین نسائی اور آزادی اور دارقطنی کہے وہ متروک الحدیث ہے
حافظ عسقلانی نے تقریب مین فقط اسکے ضعف کو اختیار کی ہے اور اسکی سند مین قاسم ابو عبد الرحمن جو ہے
ابن معین اور جوزجانی اور ترمذی اسکی توثیق کئے ہین امام احمد کہے علی بن یزید قاسم سے اعاجیب
روایت کرتا ہے مین نہین سمجھتا مگر وہ قاسم کی طرف سے ہے اور ان دونون شخص مین کلام کئے ابن حبان نے
کہا قاسم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے معضلات روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ
صدوق ہے اکثر غرائب روایت کرتا ہے ان جرحون کے نظر کرتے یہہ حدیث ضعیف ہے قولہ جم غفیر موصوف
صفت ہین جم کی معنی کثرت اور جمع ہونا غفیر مشتق ہے غفر سے اسکی معنی ڈھانپنا جم غفیر کی معنی جماعت
اور کثرت جو زمین کو پوشیدہ کرتی ہے بعد اسکو بڑی جماعت کی معنی مین استعمال کرنے لگے قولہ مکلم اسم
مفعول کا صیغہ ہے یعنی سخن کیا گیا یعنی آدم علیہ السلام فقط نبی نہین بلکہ اللہ تعالی نے ان سے کلام کیا ہے اور ایسے
صحیفہ نازل کی ہے یعنی وہ نبی مرسل ہے واللہ اعلم شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن ابی شریف نے
جو شاگرد ابن الہمام کا ہے مسایرہ کی شرح مین کہا حدیث کہ جسمین عدد انبیا کا واقع ہے ابو ذر رضی اللہ
عنہ کی حدیث سے ہے وہ ایک طویل حدیث ہے جسمین ابو ذر رضی اللہ عنہ نے چند چیزون کا سوال نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے ازانجملہ انبیا کا شمار احمد کی مسند مین اس کا لفظ یون ہے قلت یا نبی اللہ کم عدد
الانبیاء قال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الرسل من ذلک ثلاث مائۃ وخمسۃ عشر جما غفیرا یعنی مین نے
کہا شمار انبیا کا کتنا ہے فرمائے ایک لاکھ چوبیس ان مین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر طبرانی نے معجم کبیر مین

اس کو روایت کی سو کہا واربعۃ وعشرون الفاً یعنی چوبیس ہزار احمد کی روایت مین مبہم جو آیا ہے اس
حدیث مین اُسکی تصریح ہے یعنی احمد کی حدیث مین ایک لاکھ چوبیس ہزار جو کہا سو معلوم نہین ہوتا فقط وہ
چوبیس ہین یا چوبیس ہزار ہین اس حدیث مین چوبیس ہزار کر کر تصریح ہوئی اور بولا اس حدیث کا مدار علی
بن یزید پر ہے وہ ضعیف ہے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری طریق سے اسی کے مانند روایت کی
ہے اسمین یون ہے قلت یا رسول اللہ کم المرسلون قال ثلاث مأتہ و بضعۃ عشر جماً غفیراً یعنی تین سو اور
دس پر کتنے اسکو طبرانی اوسط مین اور بزار بھی روایت کیے ہین اُسکی سند مین مسعودی ہے وہ ثقہ
ہے لیکن حدیثون مین خلط کرتا ہے طبرانی اوسط مین ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے
کہا ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا الحدیث اُسمین ہے کہا یا رسول اللہ رسول کتنے تھے
فرمائے تین سو پندرہ اس حدیث مین انبیا کے عدد کا سوال نہین اور بولا حافظ ابو الحسن الہیثمی نے اپنی کتاب
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مین کہا اسکے رجال صحیح کے رجال ہین مگر احمد بن خلیل الحلبی وہ ثقہ ہے انتہی
بندۂ عاصی کہتا ہے مسند احمد کا نسخہ جو عاصی پاس موجود ہے اور شیخ سالم بن عبد اللہ البصری کے نسخے کی نقل
ہے سو اسمین اربعۃ وعشرین الفاً کر کر صحیح ہے شاید شریف کے نسخے سے لفظ الفاً کا ساقط ہے یا ہمارے
نسخے مین لفظ الفاً کا زاید ہے امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دو وجہ سے روایت کی ہے ایک
وکیع سے دوسری یزید بن ہارون سے وہ دونون مسعودی سے روایت کیے ہین وہ ابو عمر الدمشقی الشامی سے وہ عبید
بن الخشخاش سے وہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے ابو امامہ کی حدیث کی مانند روایت کی ہین لیکن اس حدیث مین
انبیا کا عدد مذکور نہین فقط رسولون کا عدد مذکور ہے وکیع کی روایت مین ایکبار ثلاث مأتہ وبضعۃ عشر کہا
یعنی تین سو دس پر کتنے اور ایکبار تین سو پندرہ کہا یزید کی روایت مین تین سو پندرہ کر کر جزم کیا ہے
معلوم کیجیے مسعودی سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی المسعودی الکوفی مراد ہے اخیر کو
اسکی عقل مین خلل ہوا سو احادیث مین اختلاط کرنے لگا اس لیے اسکی توثیق مین اختلاف ہے امام احمد اور
یحیی بن معین اسکی توثیق کیے ہین احمد کہے ابو النضر اور عاصم بن علی اس سے جو روایت کرتے ہین بعد اختلاط
کے ہے نسائی نے کہا لیس بہ باس یعنے اسمین کچھ مضایقہ نہین شعبہ نے کہا صدوق ہے علی بن المدینی نے کہا

ثقہ ہے آخر عمر مین اختلاط کرتا تھا ابن حبان نے کہا حدیث مین خلط کرنے لگا سو اُسکی حدیث مین تمیز نہین
رہی اس لئے اُسکو ترک کئے ابو الحسن بن القطان نے کہا اسکو اختلاط ہوا سو کچھ سمجھتا نہین تھا اس لئے اُسکی حدیث ضعیف
ہوئی اختلاط کے قبل جو روایت کیا تھا اسمین اور اختلاط کے بعد جو روایت کرتا تھا اسمین اغلب احوال مین
تمیز نہین کرتا تھا عقیلی نے کہا اخیر عمر مین اسکو اختلاط ہوا اُسکی حدیث مین اضطراب ہے حافظ عسقلانی نے کہا
وہ صدوق ہے موت کے پیش از چند روز کے روایت مین خلط کرنے لگا اُسکے خلط کو پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے
بغداد کے لوگ اس سے جو روایت کرتے ہین بعد اختلاط کے ہے اسکے قبل جو روایت کرتے ہین وہ قبل اختلاط
کے ہے ابو عمر الدمشقی کو حافظ عسقلانی نے کہا ضعیف ہے عبید بن الخشخاش کو ابن حبان نے ثقات تابعین مین شمار کیا ہے
حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا اُسمین لین ہے شیخ ابن حجر الہیثمی نے المنح المکیہ شرح الہمزیہ مین کہا ہے انبیا کے
عدد مین اختلاف ہے اس باب مین مشہور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت
کیا ہے یہ ابو ذر کی مذکور حدیث جسکی تخریج کی نسبت ہم عبد بن حمید وغیرہ کی طرف کئے ہین ذکر کیا اور بولا
اس حدیث کو حافظ ابو حاتم بن حبان نے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم مین بطولہ وارد کیا ہے اور اس
حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن ابن الجوزی نے اسکا خلاف کیا اور اس حدیث کو اپنی کتاب الموضوعات مین ذکر کیا
اور اس حدیث کا راوی جو ابراہیم بن ہشام ہے اسکو وضع سے متہم کیا حافظ ابن الکثیر نے کہا جرح و تعدیل کے
اکثر ائمہ اسی حدیث کے سبب سے ابراہیم مین کلام کئے ہین انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہونیکی حدیث اور رسول
تین سو پندرہ رہنے کی حدیث دونون صحیح ہین کر کر مین منہاج کی شرح کے خطبہ مین ذکر کیا ہون اسکو جان
رکھئے اور انبیا آٹھ ہزار ہین کر کے ابو یعلی نے روایت کی ہے انتہی منہاج کے شرح تحفہ مین کہا انبیا کا عدد ایک لاکھ
چوبیس ہزار ہونیکی حدیث اور رسول تین سو پندرہ ہونیکی حدیث صحیح ہے اور حدیث جو دونون کے عدد پر مشتمل ہے اگرچہ اُنہین کی ایک حدیث کی
سند مین ضعیف راوی ہے اور دوسری کی سند مین مختلط ہے لیکن اُسکے تعدد کے سبب سے جبر و نقصان ہوا امام احمد کا اسکو اپنی مسند مین
ذکر لانا اسکو موید ہے کیا واسطے کہ احمد تین ہین کہے ہین مسند احمد کی ضعیف حدیث حسن حدیث کے مرتبہ مین ہے انتہی شمس الدین الرملی نے منہاج کی
شرح مین کہا انبیا کا شمار ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے رسولون کے شمار مین اختلاف ہے تین سو چودہ ہین یا تیرہ انتہی بندہ عاصی کہتا ہے ابن حجر ہیثمی نے
انس کی حدیث کا حال جسمین انبیا کا عدد آٹھ ہزار ہے بیان نہین کیا ہم اسکی ضعف کا حال اوپر ذکر کئے

برا فقد بر صحت کے دوسرے احادیث کو معارض ہوتی ہے ابو ذر کی حدیث کو جسکی صحت کا ابن حجر نے جزم کیا ہے اور ابو ذر
کی حدیث جسکو ابن مردویہ وغیرہ روایت کیے ہین اُسکے راوی کی توثیق مین خلاف ہے سو ہم بیان کئے اسکو جرح کرنے
والے کذب کی تہمت کا جرح کرتے ہین قواعد اصول کے نظر کرتے جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اس روایت مین رسولون
کا عدد تین سو تیرہ ہے اگر ابن حجر ہیثمی اس حدیث کی صحت کا قایل ہے تو اسکو ضرور ہے رسولون کے عدد کو تیرہ کہنا
پندرہ نہ کہنا اور احمد کی ایک حدیث کی سند مین ضعیف راوی ہے سو اُس سے ابو امامہ کی حدیث مراد ہے
جسکا راوی علی بن یزید ہے اور دوسری کی سند مین مختلط ہے سو اُس سے ابو ذر کی حدیث مراد ہے جسکا راوی
مسعودی ہے لیکن انبیا کا عدد فقط ابو امامہ کی حدیث مین مذکور ہے ابو ذر کی حدیث مین مذکور نہین پھر اُسکے
راوی کا جبر ابو ذر کی حدیث سے نہین ہوتا رسولون کا عدد امامہ کی حدیث مین تین سو پندرہ ہے ابو ذر کی
روایت مین راوی اضطراب کیا ہے کبھی تین سو پندرہ کہا کبھی تین سو بضعۃ عشر کہا تعداد رسولون کا جو این
حدیثون سے مقصود وہی ہے متعین نہ ہوا اس اضطراب سے اُسکا قول قابل حجت نرہا اور ایک روایت دوسری
روایت کو مؤید نہوئی اور احمد کی ایک روایت کی سند مین فقط ایک ہی شخص ضعیف نہین بلکہ دوسرے شخص مین
بھی کلام ہے اور احمد کی دوسری روایت مین مختلط شخص فقط نہین بلکہ اُسکا شیخ بھی ضعیف ہے اور اسکے شیخ کا شیخ
لین الحدیث ہے احمد کی ضعیف حدیث بمرتبہ حسن کے ہونا یہہ قول تغلیبا ہے اگر وہ حکم کلی ہوتا تو مسند کے تمام احادیث
کو صحیح یا حسن کہنا اور قابل حجت ہونا لازم آتا حالانکہ ایسا نہین زین العراقی نے کہا ہے مسند احمد مین ضعیف حدیث
موجود رہنا امر یقینی ہے ان شبہون کے نظر کرتے انبیا پر ایمان لانے مجمل کو اختیار کرنا بہتر ہوا واللہ اعلم۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا ۝ اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے باتین یعنی اللہ تعالی موسیٰ سے
مخاطب ہوا اور حجاب کو مرتفع کیا یہان تک کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے کلام کو جو اُسکی ذات سے قایم ہے سنے
کلّم کو تکلیما سے جو تاکید لایا ہے اسی پر دلالت کرتی ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ اللہ تعالی آواز کو کسی چیز
مین حادث کیا اور موسیٰ اُسکو سنے کیا واسطے اس تاویل پر کلّم اپنی حقیقی معنی پر باقی نہین رہتا بلکہ مجازی معنی
ہوگا مجازی معنی کو مصدر سے تاکید نہین لاتے طبرانی نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالی موسیٰ کے بھاکے سے [زبان ١٢]
کلام کرنے کے قبل دوسرے سب بھاکون سے کلام کیا موسیٰ کہنے لگے یا رب مین نے کوئی بات نہین سمجھی پھر اخیر کو

موسیٰ کے بھا کھنے سے سخن کیا موسیٰ کہے یارب تیرا کلام ایساہی ہے اللہ تعالی نے کہا تو میرے سخن کو یعنی جو اسکی
حقیقت ہے سنیگا تو تو کچھ نہ رہیگا موسیٰ کہے یارب تیرے مخلوقات مین ایسی کوئی چیز ہے جو تیرے کلام کی
شباہت رکھے اللہ تعالی نے کہا نہین لیکن گاج کا نہایت سخت آوازجو ہوتا ہے میرے کلام کی کچھ شباہت رکھتا ہے
بعضے لوگ جو کلام الٰہی کے منکر ہین کلم کو زخم کی معنی سے لیتے ہین اور ترجمہ یون کرتے ہین کہ زخمی کیا اللہ تعالی نے
موسیٰ کو زخمین یعنی محنت ومشقت کے ناخن سے موسیٰ کو زخمی کیا امام رازی نے کہا یہہ تفسیر باطل ہے بندۂ عاصی
کہتا ہے کیا واسطے کہ یہہ معنی آیات واحادیث کے او تمام مفسرون کے اقوال کے مخالف ہے واللہ اعلم بعضے
کہتے ہین یہہ جملہ یعنی یہود کے اعتراض کا جواب ہے اسکی تقریر یون ہے اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام سے سخن کیا اور
اسکو اس سے بزرگی دی سو یہہ کلام کرنا دوسرون کی نبوت مین قدح نہین کرتا ایساہی توریت موسیٰ پر
لکھا نازل کرنا دوسرون کی نبوت مین قدح نہین کرتا رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ
لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ کتنے رسول خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے تا نرہے لوگون کو اللہ پر جگہہ
الزام کی رسولون کے بعد یہہ رُسُلًا اوپر کے رُسلا کا بدل ہے اوپر کا رسلًا محذوف فعل کا مفعول تھا یہہ بھی محذوف فعل
کا مفعول ہے اسکی تقدیر ارسلنا رسلًا ہے زمخشری نے کہا منصوب ہے مدح پر یعنی مدح کرتا ہون رسولون کی بعضے
کہتے ہین منصوب ہے حال کی جہت سے تقدیر یون ہے اوحینا الیہم رسلًا یعنی وحی بھیجی ہم نے انکی طرف جس حال مین کہ مرسل وہ
ہین اسکے مابعد کی تمہید اور توطیہ کے واسطے اسکو ذکر کیا لِئَلَّا مین لام جارہ ہے اسکے بعد کی کا لفظ مقدر ہے
اس لام کو نحوین لام کے کہتے ہین اس لام کا تعلق بصریون کے قول پر مبشرین سے ہے کوفیون کے قول پر منذرین سے ہے
بعضے کہتے ہین اسکا تعلق محذوف فعل سے ہے جو ارسلنا ہے حُجَّۃ یکون کا اسم ہے یکون کی خبر یا علی اللہ یا علی الناس
ہے جب علی الناس کو یکون کی خبر ڈالین تو کلمہ علی اللہ کا حال واقع ہوگا حجۃ کی سنی معذرت بعد الرسل
حجۃ سے متعلق ہے اسکو محذوف سے متعلق لیکے اس محذوف کو حجۃ کی صفت ڈالنا بھی جایز ہے بعد الرسل مین
مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر بعد ارسال الرسل ہے آیت کی حاصل معنے یون ہین ہم رسولون کو خوشخبری
سنانے اور ڈرانے جو بھیجے سو لوگون کو معذرت کرنے کی جگہہ نہ رہنے واسطے بھیجے کیا واسطے اگر رسولون
کو نہ بھیجتے تو ہمکو سیدھی راہ بتانے کے واسطے رسولون کو تو نے نہین بھیجا کر کر وہ لوگ معذرت کرتے

جب رسول بھیجا تو معذرت کی جگہ باقی نہ رہی تعلق بعد الرسل کا منتفی سے نہین بلکہ نفی سے ہے یعنے رسولون
کو بھیجنے سے انکی معذرت اور حجت منتفی ہو گئی خوشخبری سنانا سو اس امر کی کہ جسنے اللہ تعالی کی اطاعت
کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اسکو بہت ثواب ملیگا اور بہشت مین آرام سے سدا
رہیگا ڈرانا سو اس سے کہ جو کوئی اللہ کے حکم کی نافرمانی کریگا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کریگا
تو اسکو بڑی سزا ہوگی دوزخ مین جلا کریگا اقسام کے عذابون مین گرفتار رہیگا بعضون نے کہا یہہ جملہ بھی ہونے
اعتراض کا جواب ہے تقریر اسکی یون ہے رسولون کے بھیجنے سے مقصود خلق کو اللہ تعالی کی معرفت کی اور اسکی
توحید کی اور اوسپر ایمان لانے کی اور اسکی عبادت مین مشغول ہونیکی راہ بتانا پھر کتاب ایکہی دفعہ نازل کرے یا بدفعات نازل کرے دونون
سی یہہ مقصود حاصل ہوتا ہے لیکن سب احکام ایک ہی دفعہ نازل کرنے سے اکثر لوگ جو اپنے خواہشون کے مطابق کام کرتے ہین انپر شرعی تکالیف
شاق ہوتے ہین انکو قبول کرنے سے متنفر ہوتے ہین جیسے کہ یہود توریت کے احکام کو قبول کرنے سے ابا کئے جب پہاڑ انکے اوپر
ڈالنے کیواسطے لاکر کھڑے کئے تب ڈر کے ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھیجے اور انپر قرآن نازل کئے
سو عالم پر رحمت کرنی منظور تھی اس لیئے تھوڑی تھوڑی آیتین اور کچھ کچھ احکام تفریق سے نازل کئے تا آیتون
کو یاد کرنے مین اور احکام کو بجالانے مین لوگون پر مشقت نہوے دفعۃً نازل کرنے سے اس طور پر نازل کرنا
اولی ہوا معلوم کیجئے اس آیت سے ثابت ہوا رسول بھیجنے کے قبل اللہ تعالے بندون کو عذاب نہین دیتا اور
یہہ بھی ثابت ہوا کہ معرفت اللہ تعالی کی ثابت نہین ہوتی مگر رسول کیواسطے سے کیا واسطے آیت دلالت
کرتی ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجنے کے آگے لوگون کو طاعت و عبادت ترک کرنے مین
حجت ہے جب رسول کو بھیجا تو حجت باقی نہین رہی تو معلوم ہوا کہ معرفت رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے
واسطے سے ثابت ہوئی اگرچہ عالم کا نظام بدیع اور اسلوب منیع بلکہ ہر ہر ذرہ اس خالق کی وحدانیت
پر دال ہے لیکن لوگ غفلت کے پردون مین پڑے رہنے سے اور شہوتون کے کیچڑ مین پھنسے رہنے
انکو ان دلایل سے مقصد حاصل کرنا صورت نہین بنتا اگر کسی کو وحدانیت اس خالق کی معلوم ہووے تو
بھی اسکی توحید اور عبادت کس نہج کی ہے سو انکو معلوم نہین ہوتا اس لیئے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا
واسطہ انکو حاصل کرنا ضرور ہوا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا اور اللہ ہے زبردست حکمت والا

یعنی جو لوگ اللہ کے امر کا خلاف کرتے ہین اور اُسکے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں اُن سے انتقام لینے
مین اللہ تعالی غالب ہے رسول کے بھیجنے مین اور اُسپر بتفریق کتاب نازل کرنے مین حکمت رکھی ہے اوپر کی آیت
کا ختم اس جملے پر کرنے مین یہہ اشارہ ہے کہ تم کتاب کو لکھی نازل کرنیکا سوال جو کرتے ہو اسکو نازل کرنا کچھ
مشکل امر نہین اللہ تعالی کی قدرت کے نظر کرتے نہایت سہل ہے لیکن تم اسکو جو طلب کرتے ہو تعنت کی راہ
سے ہے اللہ تعالی عزیز ہے اُسکی عزت نہین چاہتی کہ تمھارے قول کو قبول کرے اور اسکی حکمت کی مقتضا بھی
ایسی ہی ہے کہ ایسا نکرے کیا واسطے اُسکا کرنا تم معاندین کو نفع نہ دیگا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی
اور نسائی اور ابن المنذر اور ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نکئے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ سے زیادہ غیور کوئی نہین اس لئے فواحش کو یعنی بدکامون کو علانیہ اور
پوشیدہ کرنا حرام کیا اور اپنی مدح یعنی اپنی تعریف کرنا اللہ سے زیادہ دوست کسی کو نہین اسی لئے اللہ نے
اپنے کو آپ سراہا یا اور عذر کو قبول کرنا اللہ سے زیادہ کسی کو دوست نہین اسی لئے انبیا کو بشارت
دینے اور ڈرانے بھیجا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور حکیم الترمذی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عذر قبول کرنا اللہ سے زیادہ کسی کو دوست نہین
اسی واسطے رسولون کو خوشی سنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجا اور مدح کرنا اللہ تعالی سے زیادہ کسی
کو دوست نہین اسی واسطے جنت کا وعدہ کیا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ
بِعِلْمِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُونَ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُس پر جو تیری طرف اُتارا
اتارا اسکو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہین معلوم کیجئے لکن کا کلمہ استدراک کیواسطے آتا ہے
استدراک کی معنی یہہ ہے اوپر کے کلام سے توہم و ترنگ جو پیدا ہوتی ہے اسکو دور کرنا لکن کی معنی
جب یہہ ہوئی تو اسکے لئے ایک جملہ جسمین یہہ ترنگ ہو اوپر مذکور ہونا ضرور ہوا یہان کونسا
جملہ ہے جسکی ترنگ کو یہہ جملہ دور کیا سو بعضے کہتے ہین یہہ جملہ مذکور آیات ہین کیا واسطے یہود جو سوال کئے
تھے اُسکے یہہ آیتین جواب ہین اُنکا سوال یہہ تھا کہ آسمان پر سے لکھی کتاب لانا یہہ سوال محض تعنت
کی راہ سے تھا اُنکے جواب مین کہا انا اوحینا الیک الآیہ اس سے ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے ان جوابو نکو

اہل نعمت قبول نہ کرینگے قرآن اللہ کی کتاب ہونے کی گواہی نہ دینگے وہ گواہی نہ دے تو کیا ہوتا
لیکن اللہ گواہی دیتا ہے بعضے کہتے ہین تزنگ کا جملہ محذوف ہے وہ جملہ یہود کا قول ہے جو بولے اللہ اس
کتاب کو نازل کیا کرکے ہم گواہی نہین دیتے اس قول کی تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن اسحق اور ابن
جریر اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ یہود کی ایک
جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے مین اللہ کا رسول ہون سو
تمکو یقینا معلوم رہیگا۔ اللہ مجھکو یقین ہے وہ کہے ہم نہین جانتے اسی پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی لکن اللہ
یشہد الایہ حاصل معنی یہہ ہے یہہ یہود تیری نبوت کا انکار کرنے سے اور قرآن اللہ کا کلام ہونیکی گواہی
نہ دینے سے ای محمد تو رنجیدہ مت ہو کیا واسطے اللہ گواہی دیتا ہے اور اُسکے فرشتے گواہی دیتے ہین
کہ تجھ پر کتاب جو نازل کی ہے سچ ہے اللہ کی گواہی دینے کا بیان یون ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو جو نہایت
فصاحت اور نہایت بلاغت پر مشتمل ہے تجھ سے اُمّی پر نازل کی کہ جسکے معارضہ سے اولین آخرین
سب عاجز ہوئے اُسکے چھوٹے سورے کے مانند بولنے پر قادر نہین ہوئے بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کلام
کرتے تھے علی الخصوص خطبون مین اگرچہ غایت فصاحت مین رہتا تھا لیکن اس کلام کا پایہ آیتون کے
پایہ کو نہین پہنچتا تھا اس سے معلوم ہوا قرآن معجزہ ہے معجزہ ظاہر ہونا گواہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کہ اس معجزے کو بتانے والا صادق ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای محمد اس قرآن کیواسطے
کہ جسکو اللہ تیرے پر نازل کیا ہے اللہ تجھکو گواہی دیتا ہے انزلہ بعلمہ جو فرمایا سو اُس سے انزال کی صفت
بیان کیا اس طور پر کہ قرآن کو جو نازل کیا سو اپنے علم تامہ اور حکمت بالغہ سے نازل کیا سو اُس سے
قرآن کا حسن اور وہ نہایت کمال مین رہنا ثابت ہوا بعضے کہتے ہین اس کی معنی یون ہے اسکو نازل
کیا سو تو اُسکے نازل کرنیکا اہل اور لایق ہے اور بندون کو احکام پہنچائیگا جانکر نازل کیا بعضے
کہتے ہین اُسکی معنی یون ہے نازل کیا سو اسکے نازل کرنے مین بندون کی مصلحتین ہین جانکر نازل کیا ملائکہ
گواہی دیتے ہین سو انکی گواہی بھی قرآن کے اعجاز کے سبب گے تے معلوم ہوئی کیا واسطے معجزہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے کہ حضرت کی نبوت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دیا اللہ تعالیٰ کی نسبت

نبوت کی گواہی دیا تو فرشتے بھی اسکی گواہی دیتا ضرور ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ٥ اور اللہ بس ہے
گواہی کو یعنی ای محمد تو نبی ہے سو اسکا گواہ اللہ ہے اللہ کی گواہی تجھکو بس ہے ان کمینے یہود کی گواہی
نہ دینے سے تیرا کچھ نقصان نہین سو اس سے اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کرتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ٥ مقرر جو لوگ منکر ہو
اور روکے اللہ کی راہ سے وہ بتحقیق گمراہ ہوئے گمراہی دور یعنی جو لوگ اللہ تعالی سے منکر ہین اور اللہ کی
راہ چلنے والون کو اس راہ سے باز رکھتے ہین سو وہ لوگ اللہ کی راہ بھول کے بہت دور پڑے ہین اللہ
تعالی نے اس آیت مین مذکور یہود کے صفات بیان کیا فرمایا کہ وہ لوگ قرآن کا
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تورات مین جو مذکور تھی
اسکو چھپائے لوگون کے دلون مین شبہہ ڈالتے تھے انکے یہہ تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول رہتے تو موسی
پر تورات اکٹھا جیسی اتری تھی انپر بھی اترتی اور کہتے کہ تورات مین موسی علیہ السلام کی شریعت قیامت تک
باقی رہیگی کر کر ثابت ہے اور کہتے کہ نبی نہو گا مگر ہارون کی یا داؤد کی اولاد مین پھر ایسے شبہوں سے لوگون
کو ایمان لانے سے باز رکھے اللہ تعالی نے اور وہ نہایت گمراہ ہین فرمایا کیا واسطے وہ آپ گمراہ ہوئے اور دوسرونکو
بھی گمراہی مین ڈالے دوسری بات یہہ ہے کہ غیر کو گمراہ کرنے والا گمراہی مین نہایت مستغرق رہتا ہے
اسکا نکلنا اس گمراہی سے نہایت بعید رہتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ
لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ٥ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا بیشک جو
لوگ منکر ہوئے اور ستم کئے ہرگز اللہ انکو بخشنے والا نہین اور نہ انکو بتاوے راہ مگر راہ دوزخ کی
پڑے رہین اسمین ہمیشہ اوپر کی آیت مین اللہ تعالی نے یہود کی ضلالت بیان کیا اب اس آیت مین
انکی وعید کو ذکر کیا کہ جو لوگ اللہ سے کافر ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت چھپا کے ستم کئے اور
دوسرونکے دلون مین شبہہ ڈال کے ایمان سے انکو باز رکھ کے ان پر ظلم کئے سو ایسون کو اللہ نہ بخشیگا اور
نہ انکو حق کی راہ بتاویگا کیا واسطے کفر پر انکا مرنا علم الہی مین مقرر ہو چکا ہے انکو بتائیگا تو دوزخ مین
جانیکی راہ ہی بتائیگا جسمین ہمیشہ چلے رہینگے بعضے یغفر کی معنی ستر کی کرتے ہین یعنے اللہ تعالی انکے

بُرے کامون کو نہ چھپائیگا بلکہ دنیا مین انکو رسوا کریگا قتل اور جلای وطن اور اسیر کر کر عتاب دیگا آخرت
مین انکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا معلوم کیجئے الذین سے متعین یہود ہم مراد لینگے کہ علم الٰہی مین جنکی موت کفر پر
مقرر ہے تو اس صورت مین یہان کچھ شرط کی تقدیر لینے کی حاجت نہین اگر الذین کو عموم پر حمل کرین تو
اس صورت مین شرط کی تقدیر ضرور ہے وہ شرط یہہ ہے کہ بغیر توبہ کے کفر پر انکا مرنا وَكَانَ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اور یہہ اللہ پر آسان ہے یعنی انکو دوزخ مین ہمیشہ رکھنا اور آتش مین جلانے
فنا نہونا اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ متعذر نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ ہے اسکے مطابق
واقع ہوتا ہی ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا
خَيْرًا لَّكُمْ ای لوگو تحقیق آیا تم پاس رسول ٹھیک بات لیکر تمھارے پروردگار کی طرف سے
سو ایمان لاؤ اسپر کہ بھلا ہو تمھارا الرسول مین الف لام عہد کا ہی اس رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہین حق سے دین اسلام مراد ہے یا قرآن حاصل معنی یہہ ہے اللہ کی طرف سے محمد حق بات لایا ہی تم
اسکی بات مانوگے تو تمھارا بھلا ہوگا معلوم کیجئے مفسرین کہتے ہین قرآن مین یا ایها الناس جہان آتا ہی
تو وہ خطاب اہل مکہ کو ہے اور جہان یا ایها الذین آمنوا آتا ہی تو وہ خطاب اہل مدینہ کو ہے سو یہہ حکم
غالب احوال کے نظر کرتے ہی کبھی ایسی مراد نہین ہوتی جیسا اس آیت مین ہے سو یہان ایها الناس
کا خطاب علی العموم ہے کیا واسطے اعتبار عموم لفظ کو ہے لفظ ناس کا عام ہے اوپر کی آیتون مین یہود کے
اعتراض کو اور انکا طریقہ برا ہونیکو بیان کیا آب یہود وغیرہ سب کو علی العموم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین مین داخل ہونیکا امر کرتا ہی کیا واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق دین جو اسلام ہے لائے
ہین اسلام کا مدار اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اسکے غیر سے منہہ موڑنا اس بات کے حق ہونے
پر عقل دلالت کرتی ہے تو محمدؐ کا حق بات لانا اس دلیل سے لازم ہوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن لائے ہین وہ معجزہ ہے انکی حقیقت پر دلالت کرتا ہی تو اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق بات
لانا لازم ہوا بالحق کی تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف حال پڑا ہے تقدیر اسکی متلبسًا بالحق ہے یعنی
جس حال مین کہ وہ حق سے ملا ہوا یا تقدیر متکلمًا بالحق ہے یعنی جس حال مین کہ حق بات کرنے والا ہے

بعضے بالحق کو جاءکم کا متعلق لیتے ہین اس تقدیر پر با سببیہ ہو تا ہے مضاف کو تقدیر کرنیکی حاجت ہے گویا تقدیر یون ہے جاءکم بسبب اقامته الحق یعنی حق کو ثابت کرنیکے واسطے آیا ہے من ربکم کا تعلق محذوف سے ہے وہ بالحق کا حال ہے یعنی حال یہہ کہ وہ حق تمھارے رب کی طرف سے ہے یا اس کا تعلق جاء سے ہے یعنی محمد تمھارے رب کی طرف سے آیا ہے ڈھونگ نہین کرتا فامنوا مین فا سببیہ ہے امنوا کے بعد مجرور ضمیر محذوف ہے اسکی تقدیر امنوا بہ ہے وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اگر تم منکر ہوگے تو مقرر اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے یعنے تم محمد کی رسالت کو نہ مانو گے حق بات جو لایا ہے اُسکے منکر ہوگے تو اللہ کا کچھ نہ بگاڑو گے کیا واسطے اللہ تعالی غنی ہے تمھارے ایمان کی اُسکو کچھ پروا نہین جو کچھ آسمان اور زمین مین ہے سب اسی کی ملک ہے اور سب اُسی کے بندے ہین وہ کسی کا محتاج نہین جو جاہے سو کرے تمھارا کفر اُسکا کچھ بگاڑتا نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا یعنی اللہ تعالی پر بندون کا کوئی کام مخفی نہین ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا دیگا وہ حکمت والا ہے تمکو جو تکلیف دی ہے اپنی حکمت کے نظر کرتے ہے يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اے کتاب والو تم حد سے مت بڑھو اپنے دین مین معلوم کیجئے اللہ تعالی نے اوپر کی آیتون مین یہود کے شبہون کا جواب دیا اب نصارا کے باطل اعتقاد کا رد شروع کیا بعضے کہتے ہین یہہ خطاب یہود اور نصارا دونون کو ہے یہود عیسی علیہ السلام کی توہین اور منقصت مین نہایت مبالغہ کئے نصارا اُنکی تعظیم مین نہایت غلو کئے یہان تک کہ اُسی کو اللہ کہے سو ان دونون فریق کو اللہ تعالی نے کہا تم اپنے دین مین غلو مت کرو تغلوا مضارع کا صیغہ ہے غلو کا غلو کی معنی حد سے تجاوز کرنا دین مین غلو اور مبالغہ حرام ہے سو اے نصارا تم عیسی کے حق مین مبالغہ مت کرو وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اور مت کہو اللہ پر مگر سچی بات یعنے اللہ کا کوئی شریک ہے اور اُسکو بچہ ہے یا اللہ کسی مین حلول کرتا ہے ہرگز مت کہو کیا واسطے اللہ تعالی ایک ہی ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا اسکے وجود واجب ہے اور اُسکا عدم ممتنع ہے اُسکے سوائے دوسرا کوئی خالق نہین کمال کے صفتون سے متصف ہے نقصان کے عیبون سے منزہ ہے تمامی معلومات

ورد ۶۲

عالم ہے تمامی ممکنات پر قادر ہے سب کائنات اُسکے ارادہ سے ظہور مین آتے ہین کلام کرتا ہی حی ہے یعنی
زندہ ہے سمیع ہے یعنی سنتا ہی بصیر ہے یعنی دیکھتا ہی نقص کے صفتون سے منزہ ہے کوئی چیز اُس سے
شباہت نہین رکھتی اُسکا کوئی ند اور ضد اور مثل نہین اور اُسکا کوئی ساجھی نہین اور کوئی اُسکا
معین اور پشتیبان نہین اور کسی مین حلول نہین کرتا اُسکی ذات سے کوئی حادث قایم نہین ہوتا اور اپنے
غیر سے متحد نہین ہوتا اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے نہ جسم ہے اور وہ کسی حیز اور جہت مین نہین
اور وہ یہان ہے یا وہان ہے اسکا اشارہ نہین کیا جاتا اُسپر حرکت اور نقل کرنا صحیح نہین اور
اس پر جہل اور کذب روا نہین جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جو نہین چاہتا سو نہین کرتا اپنی ذات اور
صفات مین غنی ہے کسی کا محتاج نہین اُسپر کوئی حکومت کرنے والا نہین اور اُسپر کوئی چیز واجب نہین
جو حکم کرتا ہے اور جو کام کرتا ہے اُس مین ظلم اور ستم کی نسبت اُسکی طرف نہین اسکو نہ حد ہے نہ نہایت
ہے نہ اجزا ہین اللہ تعالی کی ذات ایسی ہے اسکا خلاف مت کرو جب اللہ تعالی نے نصاری کو دین مین
غلو کرنے سے منع کیا تو اب انکو عیسی علیہ السلام کی صفت کی طرف اشارہ کرکر فرمایا اِنَّمَا الْمَسِيحُ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ مسیح نہین ہے مگر عیسی مریم کا پوت اللہ کا رسول یعنی عیسی کا
نسب نہین مگر یہی کہ وہ مریم کا بیٹا ہے اور اللہ کا رسول ہے اُسکے برخلاف کوئی بولے تو وہ کافر اور
مشرک ہے وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ اور اُسکا کلام ہے جو ڈالدیا اس کلام کو مریم کی طرف
یعنی اللہ تعالی مسیح کو اپنے کلمہ سے جو کن ہے پیدا کیا یعنی ہوجا بولنے سے وہ موجود ہوا اُسکی ایجاد
کا واسطہ باپ اور نطفہ نہین تھا مفسرین القاہا کی تفسیر اوصلہا سے کرتے ہین یعنی اُس کلمہ کو مریم کی
طرف پہنچایا اس طور پر کہ جبرئیل علیہ السلام اُسکی پیراہن کے گریبان مین پھونکے وہ ہوا اُنکے رحم مین
پہنچی اس سے حمل ٹھہرا وَرُوحٌ مِنْهُ اور روح ہے اُسکے یہان سے معلوم کیجیے اللہ تعالی نے عیسی
علیہ السلام کو روح کہا سو اُسکے چند تاویل ہین پہلی یہہ کہ لوگ کسی چیز کو غایت طہارت اور نظافت سے
وصف کرتے ہین تو اُسکو روح کہتے ہین عیسی علیہ السلام کی پیدایش باپ کے نطفہ سے نہین تھی اس جہت سے
اُسکو روح بولا اور لفظ منہ کہکے اُس روح کو اپنی طرف نسبت کیا سو اُسکی تشریف اور تعظیم کیواسطے کیا

جیسے کوئی نعمت کامل اور نہایت شریف ہو تو اسکو نعمۃ من اللہ کے یہان کی نعمت کہتے ہین اور جیسے بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر اور ناقۃ اللہ یعنی اللہ کا ناقہ کہتے ہین دوسری تاویل یہہ ہے عیسیٰ علیہ السلام خلق اللہ کو زندہ کرتے تھے یعنی مردہ دل والون کو زندہ کئے یا حقیقی مردون کو زندہ کئے ایسے کو روح سے وصف کرتے ہین جیسا اللہ تعالیٰ اسنے قرآن کی وصف مین کہا وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا تیسری تاویل رحمت کو روح سے تعبیر کرتے ہین عیسیٰ علیہ السلام کا آنا خلق اللہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی خلق اللہ کو انکے دینی مصلحتون کی تعلیم کرتے تھے دنیا کے مصلحتون کا ارشاد نہین کرتے تھے اس ہیت انکو روح سے وصف کیا چوتھی تاویل روح کی اصل معنی دم یعنے ہوا جو پھونکنے سے نکلتی ہے سو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش جبرئیل کے پھونکنے سے ہوئی اسلئے انکو روح سے وصف کیا یہہ جو کہا اللہ تعالیٰ کے طرف تھا اسلئے اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا پانچوین تاویل روح کو نکرہ لایا سو یہہ لفظ تعظیم پر دلالت کرتا ہے گویا اُسکی معنی یون ہے عیسیٰ ایک روح ہے اُن ارواح سے جو نہایت مقدس اور شریف اور عالی ہین پھر اسنے اسکی تشریف اور تعظیم کی چھٹوین تاویل اللہ تعالیٰ نے آدمیون کے ارواح کو جب پیدا کیا تو سبکو آدم علیہ السلام کے صلب مین رکھا اُنمین سے ہر انسان کا روح اپنے باپکے صلب مین آکر اُسکے واسطے سے صورت بشری لیا عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آدم علیہ السلام کے صلب مین ودیعت نہ رکھکے اپنے پاس رکھا عیسیٰ کی خلقت کا جب ارادہ کیا تو اس روح کو جبرئیل کے واسطے سے مریم عذرا بتول کے شکم مین ڈالا اس وجہ سے عیسیٰ کو روح سے وصف کیا معلوم کیجئے انما کا کلمہ حصر کا ہے المسیح مبتدا ہے عیسیٰ اسکا بدل ہے یا عطف بیان ابن مریم صفت ہے عیسیٰ کی رسول اللہ خبر ہے مبتدا کی وکلمتہ کا عطف رسول اللہ پر ہے القاھا کا جملہ حال کی جگہ مین ہے قد کا لفظ وہان مقدر ہے حال کا عامل کلمتہ ہے کیا واسطے کلمتہ کی معنی المکون بکلمۃ کی ہے یعنی اسکی ولادت کی منشاء اور سببکے ابتداع کلمہ سے ہے روح کا عطف کلمتہ پر ہے منہ صفت ہے روح کی من کا کلمہ ابتدا غایت کے واسطے ہے من کو تبعیض لینا صحیح نہین فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سو تم ایمان لاؤ اللہ سے اور اُسکے رسولون سے یعنی مانو اللہ کو اور اُسکے رسولون کو یہہ خطاب اگرچہ علی العموم ہے لیکن ماسبق کے خطاب پر نظر کرتے یہہ خطاب بھی اہل کتاب کو ہے یعنی ای اہل کتاب تم اللہ کی وحدانیت کو مانو اللہ کا کوئی فرزند نہین اور اُسکے رسولون کی

تصدیق کرو اور عیسیٰ بھی اللہ کا رسول ہے اسکو رسول اللہ کر کر ایمان لاؤ اسکو الہ مت ٹھہراؤ عبد بن حمید
اور حاکم اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نجاشی نے جعفر کو کہا تمھارے
صاحب یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مریم کے پوت کے حق مین کیا کہتے ہین جعفر کہے اللہ نے جو کہا سو کہتے ہین
اللہ کا روح ہے اور اسکا کلمہ ہے عذرا بتول سے نکالا کہ جس بی بی سے کوئی بشر قربت نہ کیا نجاشی نے
زمین پرسے ایک تنکا اٹھاکے کہا ای قسیس و رہبان یہہ لوگ ابن مریم کے حق مین جو کہتے ہین اس سے
اس تنکے کے برابر بھی کچھ زیادہ نہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے بیہقی نے دلایل النبوۃ مین ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی کے پاس بھیجے ہم اسّی مرد تھے
اور ہمارے ساتھ جعفر بن ابی طالب تھے اور قریش بھی عمارہ اور عمرو بن العاص کے ساتھ تحفے دیکر نجاشی
کے پاس بھیجے جب یہہ دونون نجاشی کے پاس گئے تو اسکو سجدہ کئے اور تحفے گذرانے اور کہے ہماری قوم کے
چند اشخاص ہمارا دین چھوڑ دئے ہین اور تمھارے ملک مین آکر اترے ہین نجاشی نے مسلمانون کو طلب کیا
سو نجاشی کے پاس گئے اور اسکو سجدہ نہین کئے انسے پوچھے تم بادشاہ کو کیا واسطے سجدہ نہین کئے جعفر کہے
اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنے نبی کو بھیجا ہے اوس نبی نے ہمکو امر کیا ہے کہ سوائے اللہ کے کسیکو سجدہ نکرنا عمرو
بن العاص نے کہا یہہ لوگ عیسیٰ مین اور اسکی مان مین تمھارا خلاف کرتے ہین نجاشی نے کہا عیسیٰ اور اسکے والدہ کے
حق مین تم کیا کہتے ہو جعفر کہے اللہ تعالیٰ نے جیسا فرمایا ہے ہم ویسا کہتے ہین اللہ کا روح اور اسکا کلمہ ہے
جو ڈالا اسکو عذرا بتول مین جسکو کوئی بشر نہین چھیا نجاشی نے ایک تنکا اٹھاکے کہا ای قسیس و رہبان یہہ
جو کہتے ہین اس پر اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہین اور مسلمانون کی طرف پھر کر کہا مرحبا تمکو اور تم جسکے
پاس سے آئے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ وہ نبی ہین مجھکو آرزو ہے کہ مین انکے پاس رہ کر انکی جوتیان
برداری کرون میرے ملک مین تمھارا دل جہان چاہتا ہے وہان رہیو معلوم کیجئے نجاشی حبش کا بادشاہ تھا
مذہب نصرانی رکھتا تھا جعفر کے ساتھ اسکو یہہ گفتگو جو ہوئی متعدد طریقون سے آئی ہے اسکا مطول قصہ
بھی ہے جعفر آیت جو پڑھے اسکی تفسیر مین انشاء اللہ وہ حدیث مذکور ہوگی امام مالک اور ابو داود
طیالسی اور حمیدی اور امام احمد اور دارمی اور عدنی اور بخاری اور ترمذی شمایل مین اور ابویعلی

اور ابن حبان عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا تطرونی کما
اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم یعنی میری مدح میں تم مبالغہ مت کرو جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی مدح میں
مبالغہ کئے سو میں نہیں ہوں مگر بندہ تم مجھکو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہیو امام احمد اور بخاری اور مسلم
عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے
گواہی دیگا کہ کوئی الٰہ نہیں ہے سوائے اللہ کے جو ایک ہے اور اسکا کوئی ساجھی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اسکا بندہ اور رسول ہے اور عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے جسکو پہنچایا مریم
کی طرف اور روح ہے اسکے یہاں سے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ اسکو بہشت کے آٹھ دروازے
میں جس دروازے سے جانا چاہتا ہے اس دروازہ سے داخل کریگا کیسا ہی عمل کیا ہو یہہ لفظ مسلم کا ہے

وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ اور مت کہو نہیں یعنی الٰہ تین ہیں مت کہو معلوم کیجئے نصاریٰ کے فرقہ بہت ہیں لیکن
انمیں مشہور چار فرقہ ہیں ایک یعقوبیہ تابعین یعقوب البرذعی کے اسکو برادعی کہتے ہیں انکا عقیدہ
یہہ ہے مسیح اللہ ہے یعنی اللہ اور مسیح دونوں ملکے ایک ہی طبیعت اور ایک ہی اقنوم ہوئے دوسرا
ملکانیہ انکے عقیدہ میں اختلاف ہے انمیں کے بعضوں کا عقیدہ وہی ہے جو یعقوبیہ کا عقیدہ ہے بعضے کہتے ہیں
الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر ہیں لیکن انکا اقنوم ایک ہی ہے مسیح میں لاہوت کی طبیعت کے نظر کرتے
باپ کی شباہت ہے اور ناسوت کی طبیعت کے نظر کرتے ابراہیم اور داؤد علیہما الصلوۃ والسلام کی شباہت
ہے اور انکا شخص واحد ہی ہے الٰہ اور مسیح دونوں شخص واحد ہیں تیسرا فرقہ نسطوریہ ہے نسطور کی طرف
نسبت ہے انکے عقیدے میں بھی اختلاف ہے بعضوں کا عقیدہ یہہ ہے کہ مسیح ابن اللہ ہے بعضوں کا عقیدہ یہہ ہے
الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر اور دو اقنوم ہیں وہ دونوں اپنی طبیعت پر باقی ہیں چوتھا فرقہ مرقوسیہ ہے
انکے عقیدہ میں ناقلین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں انکا یہہ عقیدہ ہے کہ الٰہ ثالث ثلثہ ہے یعنی تین میں کا تیسرا
بعضے کہتے ہیں انکا یہہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ جوہر واحد ہے اسکے تین اقنوم ہیں باپ کا ایک اقنوم اور بیٹے کا
ایک اقنوم اور ہولی گشت یعنی روح القدس کا ایک اقنوم لیکن سب نصاریٰ تثلیث کے یعنی الٰہ تین ماننے
کے قایل ہیں کہتے ہیں الٰہ باپ ہے اور بیٹا ہے اور ہولی گشت یعنی روح القدس ہے باپ سے ذات کا اور بیٹے سے

نصاریٰ کا عقیدہ اور انکے فرقے

نطق کا جو کلام نفسانی ہے اور روح القدس سے حیات کا ارادہ کرتے ہین اور باپ جوہر ہونے مین انکو اقانیم
ہے لیکن کلام اور حیات یہہ دونون باپ کے صفت ہین یا اسکا خاصہ ہین یا دونون اپنے نفسون کی نسبت مین
سو اسمین انکو اختلاف ہے اقنوم ہمزہ کی ضم اور قاف کی سکون سے اور نون کی ضم سے رومی کلمہ ہے اصل
کی معنی سے جیسے عنصر اور اسطقس ہین لیکن لیعدہ نصاری نے اپنی اصطلاح مین اسکو شخص کی معنی مین استعمال کرنے
لگے معلوم کیجئے معرفت الہ کی جسکا جاننا ضروریات سے ہے بداہت عقل اسکی وحدانیت مین جب انکے نزدیک
مین اختلاف ہوا تو ثابت ہوا کہ انکو ہنوز الہ کی ذات سے خبر نہین انکے مذاہب مختلف ہین اسکے ضبط کے واسطے
ہم ایسا کہتے ہین کہ انکے پاس الہ کی ذات اور مسیح کی ذات متحد ہے یا الہ کی ذات مسیح مین حلول کی ہو یا الہ کی
صفت مسیح مین حلول کی ہے پھر اسکا حلول یا مسیح کے جسم مین یا انکے نفس مین ہے سو چھے احتمال ہوے پھر نصاری
ان احتمالون سے کسی ایک احتمال کو اپنا عقیدہ ٹھہراتے ہین یا نہین درصورتیکہ ان احتمالون سے کسی احتمال کو اپنا
عقیدہ نہ ٹھہرایا تو کیا ایسا کہتے ہین اللہ تعالی نے مسیح کو خلق وایجاد کی قدرت دی تھی یا قدرت نہین دی لیکن انکو
معجزہ دیا تھا انکی تشریف واکرام کیلئے واسطے انکو ابن یعنی فرزند نام رکھا جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ
نام رکھا سو جملہ آٹھ احتمال ہوئے انمین سے اول کے چھے احتمال جنمین دعوی اتحاد اور حلول کا ذکر کرتے
ہین باطل ہے کیا واسطے برہان سے ثابت ہوا اللہ تعالی کی ذات اسکے غیر سے متحد نہین ہوتی اس دلیل کی تفصیل
یہہ ہے اتحاد کے تین معنی ہین پہلی معنی یہہ ہے کہ ایک شئ سے کچھ چیز زائل ہو کے یا کوئی چیز اسکی طرف منضم
ہو کے دوسری شی ہو جانا اتحاد کی یہہ حقیقی معنی ہے یہہ معنی دو نہج سے متصور ہوتی ہے ایک یہہ ہے کہ وہ دو شئے
مثلا زید اور عمرو تھے دونون متحد ہو کر ایک ہی شئے ہوئے زید تھا سو عمرو ہوا یا عمرو تھا سو زید ہوا اس
نہج کی اتحاد مین قبل اتحاد کے جو دو شئے تھے بعد اتحاد کے دونون ایک ہی شئے حاصل ہوئی دوسری نہج یہہ ہے وہان
ایک ہی شئے مثلا زید تھا سو بعینہ دوسرا شخص جو زید کا غیر ہے ہوا اس نہج کے اتحاد مین قبل اتحاد کے جو ایک ہی
امر تھا بعد اتحاد کے دوسرا امر ہوا جو قبل اتحاد کے وہ امر حاصل نہ تھا بلکہ بعد اتحاد کے حاصل ہوا ایسے دونون
نہج کے اتحاد بداہتہ باطل ہین اور مطلق محال ہین خواہ واجب تعالی مین ہو یا اسکے غیر مین کیا واسطے
دو ماہیت مین یا دو ہویت مین یا ایک ماہیت اور ایک ہویت مین تغایر و اختلاف جو ہے بالذات ہے

یعنی دو امر جو فرض کئے اُنکی ذات چاہتی ہے کہ اُنمین اختلاف ہونا ذات جس چیز کو چاہتی ہو اُسکا زوال ممکن نہین
جیسے ذاتیکے دوسرے لوازم مختلف نہین ہوتے اس کلام کی توضیح یہہ ہے اتحاد کے بعد دونون کی ہویت معدوم
ہوکے دوسرا ایک امر موجود ہوا تو دونون مین اتحاد نہوا کیا واسطے دونون معدوم ہوکے ایک امر ثالث پیدا ہوا
جو دونون کا غیر ہے وہ معدوم مین تو اتحاد نہین اگر دونون امر سے ایک امر فقط معدوم ہو دوسرا باقی رہا تو
وہان بھی اتحاد نہین کیا واسطے معدوم موجود کے ساتھ متحد نہین ہوتا وگرنہ ایک شئی معدوم و موجود دونوں ہونا
لازم آتا ہے یہہ باطل ہے اگر اتحاد کے بعد دونون امر باقی رہے تو ہنوز اُنکی تغایر اور دوئی جیسی تھی ویسی
ہی باقی رہی اتحاد نہوا اتحاد کی دوسری معنی یہہ ہے ایک شئے دوسری شئی کے ساتھ منضم و مرکب ہوکے شئی ثالث
پیدا ہونا در حقیقت تھے سو جمع ہو کے شخص واحد بنے جیسے سرکہ اور شہد ملکے سکنجبین بنی پانی اور مٹی ملکے
کیچڑ ہوا اتحاد کی تیسری معنی یہہ ہے کہ ایک شئے کا جوہر یا عرض استحالہ یعنی تغیر پاکے دوسری شئی ہونا
جیسا پانی ہوا ہوا پانی کی صورت نوعی جو تھی اپنے ہیولے سے زایل ہوگئی پھر اس ہیولے کی طرف ہوا کی
صورت نوعی جو تھی منضم ہوئی سو ہوا کی حقیقت حاصل ہوئی پانی کی حقیقت اُس سے زایل ہوئی اور جیسا سیاہ
تھا سو سفید ہوا سیاہی کی صفت اپنے موصوف سے زایل ہوئی سفیدی کی صفت سے اُسکا موصوف متصف ہوا اتحاد
کے یہہ دونون مجازی معنی ہین ان تینون معنی کا اتحاد بھی اللہ تعالی کے حق مین محال ہے دوسری معنی کا اتحاد اللہ تعالی کی ذات مین
ممتنع ہونیکی دلیل کو ہم حلول کی امتناع کی دلیل ذکر کرکے بیان کرینگے تیسری معنی کا اتحاد بھی اللہ تعالی کی ذات میں محال ہے
کیا واسطے اللہ تعالی کی ذات مین اور اُسکے صفات مین حقیقۃ تغیر و تبدل ہونا جایز نہین اللہ تعالی کی ذات قدیم ازلی ہے اُسمین تغیر کو دخل نہین اُسکے
صفات بھی ازلی ہین اُسکی ذات سے قایم ہین اُنمین جب تغیر ہو تو باری تعالی کی ذات اپنے کمال سے
خالی ہوتا اور اللہ تعالی حوادث کا محل ہونا لازم آتا ہے وہ تو جایز نہین اتحاد کا مذکور معنی اللہ تعالی
کے صفات مین جایز ہو تو اُسکے صفات مین تغیر و تبدل ہونا لازم آتا ہے تو یہہ محال ہے اللہ تعالی کسی
مین حلول نہین کرتا سو اُسکی دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کا وجود واجب لذاتہ ہے اور اُسکا عدم ممتنع لذاتہ
ہے اُسکی دلیل یہہ ہے اجسام سارے حادث ہین اُنکے لئے ایک صانع ضرور ہے وہ صانع اگر واجب
الوجود ہے تو مطلب حاصل ہوا اگر ممکن ہے تو اُسکے لئے بھی ایک مؤثر ضرور ہے اُس مؤثر مین بھی بات

عود کریگی آخر دور یا تسلسل ہونا لازم آیگا یا آخر کو ایک مؤثر کی طرف جو واجب الوجود لذاتہ ہو منتہی ہوگا
اول کے دونون قسم باطل ہوئے تو ثانی متعین ہوا حکما اس پر دلیل یون قایم کرتے ہین کہ موجودات کے
خصوصیات اور انکے احوال سے قطع نظر کرتے واقع مین ایک موجود ہونا ضرور ہے یہہ موجود اگر واجب لذاتہ
ہے تو مطلب حاصل ہوا اگر ممکن ہے تو مؤثر کی طرف محتاج ہوگا آخر ایک واجب کی طرف منتہی ہونا ضرور ہے
وگرنہ دور یا تسلسل لازم آیگا یہہ تو باطل ہے جب اللہ تعالی واجب الوجود لذاتہ ہونا ثابت ہوا تو اللہ
تعالی کا غیر مین حلول کرنا جایز نہوا کیا واسطے حلول کی معنی ایک شی دوسری شے مین بر سبیل تبعیت
داخل ہونا واجب لذاتہ دوسرے کا جب تابع ہوا تو اسکی طرف محتاج ہوا جب محتاج ہوا تو واجب لذاتہ
نرہا اور بھی واجب لذاتہ اگر کسی محل مین حلول کرے تو واجب تعالی اس محل سے لذاتہ غنی ہے یا نہین
اگر غنی ہے تو اس محل مین حلول نکریگا کیا واسطے جو چیز غیر مین حلول کرے تو محل کی محتاج ہوئی غنی لذاتہ
کو محل کی احتیاج عارض ہونا محال ہے کیا واسطے جو بالذات ہے بالغیر سے زایل نہین ہوتا اگر محل سے
غنی لذاتہ نہین ہے غیر کا لذاتہ محتاج ہوا غنی کی معنی یہی ہے کہ غیر کا محتاج نہونا جب غیر کا محتاج ہوا تو
دو امر محال لازم آئے ایک تو غیر کی احتیاج دوسرا محل قدیم ہونا یہہ دونون باطل ہین اور بھی
واجب لذاتہ کسی شئ مین حلول کیا تو وہ محل انقسام کے قابل ہے یا نہین اگر قابل انقسام ہے تو واجب
کی انقسام اور اسکا ترکب اور اجزا کی احتیاج لازم آئی یہہ تو باطل ہے اگر وہ محل انقسام کو
قبول نہین کرتا ہے مثلاً جوہر فرد ہے تو واجب سب سے حقیر رہنا لازم آتا ہے اور بھی واجب کسی
جسم مین حلول کیا تو اسکی ذات جسم مین حلول کرنیکے قابل ہوئی قبول کرنے مین تو سب اجسام مساوی
ہین کیا واسطے متکلمین کے پاس سب اجسام جوہر فرد مماثل سے مرکب ہین اور حکما کے پاس ہیولے
اور صورت سے مرکب ہین اب فاعل مختار کو اختیار ہے کہ بعضے اجسام مین حلول کرے اور بعضون مین
حلول نکرے ممکن ہوا کہ مچھر مین اور خرمے کی گٹھلی مین بھی حلول کرے مدعی کہتا ہے کہ انمین
حلول کرنا ممکن نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ بات بدیہی البطلان ہے اور بھی کسی شے مین حلول کیا تو
حلول بر سبیل وجوب ہے یا بر سبیل جواز اگر حلول بر سبیل وجوب ہے تو وہ باطل ہے کیا واسطے حال یعنے

جو شے حلول کی ہے حادث ہوگی اور محل قدیم ہوگا یا حال قدیم ہوگا اور محل حادث ہوگا یہہ دونون باطل ہین
اور بھی یہہ حال جب واجب ہوا تو اسکی ذات اس محل کی محتاج ہوئی جو محتاج الی المحل ہے واجب نہین
بلکہ ممکن بالذات ہے اگر حلول برسبیل جواز ہے حلول سے یہہ معنی معقول ہوتی ہے کہ حال محل کی محتاج ہونا جب
اسمین یہہ معنی نہو تو حلول بھی متحقق نہوا اگر خصم کہے حلول سے حلول برسبیل وجوب ہے تم جو کہتے تھے اس سے
قدم محل کا یا حدوث حال کا لازم آتا ہے سو ہم اُسکو مسلم نہین رکھتے کیونکہ ہم کہینگے واجب تعالی کی
ذات محل مین برسبیل وجوب حلول کرنیکی موجب ہے بشرطیکہ محل موجود رہے محل موجود ہونیکے قبل اس
اقتضا کی شرط حاصل نہین ہوئی تھی اسلئے حلول حادث نہوا جب محل موجود ہوا تو اقتضا کی شرط حاصل
ہوئی پھر خواہ مخواہ حلول حاصل ہوا اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ واجب تعالی حلول کرنیکو محل واجب
کرتا ہے جب محل موجود ہوا تو حلول واجب ہوا وہ محل موجود ہونیکے قبل یہہ حلول واجب نہین اُسکا
جواب ہم یون کہینگے کہ حال اور محل مین فرق ظاہر نہین ہوتا مگر اس حیثیت سے کہ حال محتاج محل کی ہے
اور محل اُس سے غنی ہے یہہ معنی جب حاصل ہوئی تو واجب الوجود غیر کا محتاج ہوا اس صورت مین
واجب لذاتہ جو تھا ممکن لذاتہ ہوا یہہ تو باطل ہے اگر یہہ معنی حاصل نہ ہو تو حلول جسکو کہتے ہین وہ
بھی متحقق نہوا معلوم کیجئے واجب تعالی کی ذات غیر مین حلول کرنا جیسا جایز نہین ویسا اُسکے
صفات بھی غیر مین حلول کرنا جایز نہین کیا واسطے صفات مین انتقال متصور نہین ہوتا بلکہ انتقال
اجسام کی خواص سے ہے معلوم کیجئے واجب تعالی غیر مین حلول کرنا جب باطل ہوا تو اتحاد جو معنی
ثانی سے ہے یعنی ایک شئے دوسری شئے مین منضم ہو دونون سے ایک حقیقت واحدہ پیدا ہونا اس
حیثیت سے کہ مجموع ملکے دوسرا ایک شخص ہونا سو بھی باطل ہوا اس کی دلیل کی تقریر یون ہے
یہان دو شخص جو تھے انمین کا ایک شخص دوسرے مین جب تک حلول نکریگا دونون سے ملکے ایک
حقیقت ہونا ممکن نہین یہہ بات بدیہی ہے جب ایک نے دوسرے مین حلول کیا تو دو حال سے خالی
نہین یا تو واجب تعالی دوسری شئے مین حلول کیا یا وہ دوسری شئے واجب تعالی مین حلول کی واجب تعالی
دوسری شئے مین حلول کرنا محال ہے کیا واسطے واجب مستغنی ہو مستغنی غیر مین حلول کرنا ممتنع ہے چنانچہ

اس امتناع کے دلایل ہم بیان کئے دوسری شے واجب تعالیٰ مین حلول کرنا بھی محال ہے کیا واسطے اس تقدیر پر اللہ تعالیٰ محل ہونا لازم آتا ہے واجب تعالیٰ محل حوادث کا ہونا محال ہے اور بھی واجب تعالےٰ جب محل ہوا تو حال سے مستغنی ہوا کیونکہ محتاج ہونا اُسکے وجوب کو منافی ہے پھر اس تقدیر پر حلول کی شئے عرض ہوگی صورت نہوگی جب حال عرض ہوا تو دونون سے حقیقت واحدہ متصلہ بنا صحیح نہین اس دلیل پر اعتراض جو کئے ہین کہ لیا اوقات واجب بالغیر جزء صوری کا مخبر ہوتا ہے جیسے عناصر جو امتزاج پائے ہین اُنکے محل مو الید کے صور ہین اور موضوع اور عرض سے ماہیت حقیقۃ حاصل نہین ہوتی جو کہ اسکو ہم مسلم نہین رکھتے سو یہہ اعتراضات متوجہ نہین ہوئے کیا واسطے ہمارا کلام واجب بالذات مین ہے نصاریٰ کے مذہب کا ساتھوان احتمال یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کو خلق کی قدرت دی ہے سو یہہ بھی باطل ہے کیا واسطے وجود مین مؤثر اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہین آٹھوان احتمال اللہ تعالےٰ نے مسیح کو رسول بنایا تھا اور معجزون سے اُسکی تائید کی تھی یہہ احتمال حق ہے ہم بھی اسکے قایل ہین لیکن خصم کا وہ مذہب نہین معلوم کیجیے یہہ تقریر نصاریٰ کے مختلف عقیدے جو ہین اُن سبھون کو باطل کرنے کافی ہے لیکن ہم ہر فرقے کے عقیدے پر جو اعتراض ہوتا ہے اسکو اب بتصریح ذکر کرتے ہین جو فرقہ کہتا ہے کہ مسیح اور الٰہ متحد ہوکے ایک ہی طبیعت اور ایک ہی اقنوم ہوئے سو ہم اونکو پوچھتے ہین کہ حقیقت لاہوت اور ناسوت کی اتحاد کے بعد اپنے حال پر ہی باقی رہی یا نہ رہی اگر باقی رہی تو دونون ملکے ایک ہی طبیعت ہوئے تم جو کہتے ہو باطل ہے کیا واسطے دونون کی طبیعت اپنے حال پر باقی ہے پھر اتحاد کہان ہے اگر دونون کی حقیقت اپنے حال پر باقی نہ رہی بلکہ متغیر ہوئی تو یہہ دوسری حقیقت ہوئی یہہ حقیقت نہ لاہوت ہے نہ ناسوت پھر مسیح کو الٰہ ہے اور انسان ہے جو کہتے ہین باطل ہوا اور قدیم کا محدث ہونا اور محدث کا قدیم ہونا لازم آیا اور بھی ہم کہتے ہین اتحاد کے بعد لاہوت اور ناسوت کے لوازم خاصہ اپنے حال پر باقی ہین یا نہین اگر باقی ہین تو وہ دو حقیقت ہی ہین ایک حقیقت نہین ہوئی اگر دونون کے لوازم خاصہ اپنے حال پر باقی نہین بلکہ زایل ہوئے ہین تو دونون بھی زایل ہوئے کیا واسطے عدم لازم کا ملزوم کے

عدم کو مستلزم ہے جب دونون کی حقیقت معدوم ہوئی تو اتحاد بالضرورت باطل ہوی کیا واسطے
ذات کی اتحاد انکے وجود کی فرع ہو عدم جو ہو نفی محض ہو عدم جب ہوا تو اتحاد بھی نہوا پھر بالضرورت
اتحاد باطل ہوا جنکا عقیدہ یہہ ہے کہ الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر ہین اور انکا اقنوم ایک ہی ہے اور مسیح مین
شباہت لاہوت اور ناسوت دونون کی ہو اور دونون شخص واحد ہی ہین سو یہہ کلام غیر معقول ہو کیا واسطے
اتحاد سے امتزاج کا ارادہ کرتے ہین تو دونون کی حقیقت ایک ہی ہوئی سو انکا عقیدہ یعقوبیہ کے عقیدہ کے
موافق ہوا اُسپر جو اعتراض ہوتا ہو اِن پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہو اگر اتحاد سے دونون حقیقت
امتزاج پاکے ایک ہی شکل بننے کا ارادہ کرتے ہین تو وہ حلول ہوا اتحاد نہوا واجب تعالیٰ غیر مین حلول کرنا
یا اس سے متحد ہونا دونون کی بطلان ہم بیان کئے اُس کے سوائے اتحاد کے کچھ علاحدہ معنے ہین تو انکو بیان کرین
تاہم انکا جواب دینگے جنکا عقیدہ یہہ ہے کہ دونون بعد اتحاد کے دو جوہر اور دو اقنوم ہین اور ہر ایک
اپنی طبیعت پر باقی ہے تو یہہ عقیدہ بداہتہً باطل ہے حس اُسکی تکذیب کرتی ہے کیا واسطے عیسیٰ شخص واحد
تھا دو شخص نہین تھے پوشیدہ نرہے انگریز اور دوسرے نصاریٰ بہت سے کتب اپنے باطل عقیدون مین تصنیف کئے
ہین لیکن ہم کو اُنکی زبان دانی نہ رہنے سے اُنکا حاصل معلوم نہین ہوتا جو آدسا باطن ابراہیم ساباطی
انگریزی زبان کا ماہر ہوکے ایک مدت تک اُنکے اسقف اور قسیس پاس رہا اور اُنکے مذہب کے رد مین
ایک کتاب براہین الساباطیہ فی ابطال مذہب العیسویہ تصنیف کی ہے انگریزون کا عقیدہ اسمین بیان
کیا ہو ہم اُس سے انگریزون کا عقیدہ نقل کرکے اُس کے بطلان کو بیان کرتے ہین اُس نے نصاریٰ کے
فرقون کے نام کو عرب کے محاورے کے مطابق معرب کرکے ذکر کی ہے ہم کو انگریزی زبان کی وقفیت نہ رہنے
سے اُنکے فرقون کے نام اُس نے جیسا لکھا ہو بعینہ اوسکو نقل کرتے ہین اس نے نقل کی ہے کہ نصاریٰ کہتے
ہین نجات ابدی حاصل ہونے اعتقاد اجماعی کے متمسک ہونا ضرور ہے اُسکو اجماع ایمانی اسانیقی
کہتے ہین اس اعتقاد پر کاتلکیان اور سریانیان اور یونانیان اور رومنیان اور جروج اور انکتاریان اور فرنقیان
اور اصطباغیان اور مشدستیان سب کا اتفاق ہے وہ اعتقاد یہہ ہے اللہ واحد کو تثلیث مین یعنی
تین حصے کرنے مین اور تثلیث کو توحید مین اعتقاد کرنا اور ہم اشخاص کی تمیز اور اجناس کی تقسیم

نہ کرنا کیا واسطے ذات باپ کی اور ذات بیٹے کی اور ذات روح القدس کی موجود رہنا واجب ہے اور لاہوت باپ کی اور لاہوت بیٹے کی اور لاہوت روح القدس کی ایک ہی ہے اور جلال متساوی ہے اور مجد ابدی ہے کیا واسطے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہے اور روح القدس کی ماہیت بھی ایسی ہی ہے باپ غیر معلول ہے اور بیٹا غیر معلول ہے اور روح القدس غیر معلول ہے اور باپ غیر محدود ہے اور بیٹا غیر محدود ہے اور روح القدس غیر محدود ہے اور باپ ازلی ہے اور ابن ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے ازلی تین نہین اور غیر محدود بھی تین نہین اور غیر معلولان بھی تین نہین بلکہ غیر معلول ایک ہے اور غیر محدود ایک ہے اور باپ سب پر قدرت رکھتا ہے اور بیٹا سب پر قدرت رکھتا ہے اور روح القدس سب پر قدرت رکھتا ہے قدرت رکھنے والے تین نہین بلکہ قدرت رکھنے والا ایک ہے اور باپ الٰہ ہے اور بیٹا الٰہ ہے اور روح القدس الٰہ ہے الٰہ تین نہین بلکہ الٰہ ایک ہے اور باپ رب ہے اور ابن رب ہے اور روح القدس رب ہے ارباب تین نہین بلکہ ایک ہی رب ہے اور جیسا ہم اعتقاد مسیحی کے موافق کہ ہر ذات الٰہ ہے اور رب ہے اعتراف کرنے کے مکلف ہین مذہب اجماعی کے نظر کرتے ہم تین الٰہ اور تین رب موجود ہین اعتراف کرنے سے ممنوع ہین کیا واسطے باپ کسی سے صادر نہین ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً اور بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً بلکہ ولادۃً اور روح القدس باپ سے اور بیٹے سے صادر ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً بلکہ ایجاداً سو باپ ایک ہے تین نہین اور ابن ایک ہے تین نہین اور روح القدس ایک ہے تین نہین اور اس تثلیث مین نہ متقدم ہے اور نہ متاخر ہے نہ کبیر ہے نہ صغیر ہے بلکہ تینون ازلیت مین اور مماثلت مین برابر ہین سو توحید کو تثلیث مین اور تثلیث کو توحید مین عبادت کرنا سو جو نجات کا ارادہ کرے اُسکو یہہ لایق ہے کہ اُسکو تثلیث مین اعتقاد کرے اور ہمارا رب عیسی المسیح نے نجات ابدی کے واسطے جسد لیا کر اپنے اعتقاد کو کامل کرنا لایق ہے کیا واسطے ہمارا رب عیسی المسیح اللہ کا بیٹا الٰہ ہے اور انسان ہے سو اعتقاد اور اعتراف کرنا دین حق ہے اُسکی الوہیت باپ کی ذات کی طرف سے ہے عالم کے وجود کے قبل پیدا ہوا اور اُسکی انسانیت ماں کی ذات کی طرف سے ہے عالم ناسوت مین پیدا ہوا اور وہ مسیح الٰہ کامل ہے اور انسان کامل ہے لنفس ناطق

اور جسم حیوانی سے متقسم ہے اور اپنی لاہوتیت سے باپ کا مماثل ہے اور اپنی ناسوتیت سے باپ سے
مفعول ہے اور وہ الٰہ اور انسان ہو دو نہین بلکہ ایک ہی مسیح ہے اور مسیح ایک ہے لیکن لاہوت
جسم مین حلول نہین کی ہے بلکہ جسم کو لاہوتیت مین استعمال کرنے سے اور کل واحد ہین یعنی تین الٰہ
ایک ہی ہین لیکن اجسام کی تفریق سے نہین بلکہ اشخاص کی اتحاد سے سو جیسا نفس ناطقہ اور جسد
ملکے انسان ہوتے ہین ایسا ہی الٰہ اور انسان مسیح واحد ہین انتہی معلوم کیجے اس اعتقاد اجماعی کا تتمہ
بھی کچھ باقی ہے لیکن ہمارا مقصود اس سے تعلق نہین رکھنے سے اسکو ہم نقل نہین کئے اور یہہ اعتقاد
اجماعی سراسر مہمل اور نامعقول ہے اور ایک جملہ دوسرے جملہ کا نقیض ہے دلیل جو مذکور ہے دعوی پر
دلالت نہین کرتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احمقون کو شیطان نے چند باطل مقدمات جمع کرکے فریب دیا
قولہم الٰہ واحد کو تثلیث مین اور تثلیث کو توحید مین اعتقاد کرنا اور ہم اشخاص کی تمیز اور اجناس کی
تقسیم نہ کرنا معلوم کیجے انکی مراد اشخاص سے افراد و ہمیہ ہین جو تثلیث مین مفروض ہوتے ہین اور اجناس
سے افراد کے اجناس مراد ہین اسکو جنس کہے جسم نہین کہے کیا واسطے جنس سے تین الٰہ مراد لیتے
ہین الٰہ تو کلی ہے اس لئے اسکو جنس سے تعبیر کئے جس کو ادنی شعور ہو اس پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ عقیدہ
بدیہی البطلان ہے اسکی آگاہی کے واسطے ہم وحدت اور کثرت کیا ہے سو بیان کرتے ہین متکلمین کے پاس
وحدت اور کثرت اعتبارات عقلیہ سے ہین جن کو اعیان مین وجود نہین حکما انکو امور موجودہ کہتے
ہین غرض وحدت وہ ہے جو اس مین انقسام نہ ہونا کثرت وہ کہ جسمین انقسام رہنا اس سے ثابت ہوا
ایک شئے مین ایک ہی جہت سے وحدت اور کثرت پایا جانا ممتنع ہے لیکن انکے معروض کے دیکھتے
دونون مین اتحاد پایا جاتا ہے لیکن وحدت کی جہت علاحدہ ہے اور کثرت کی جہت علاحدہ اسکا
بیان یون ہے واحد کا نفس تصور اس کو کثیرین پر حمل کرنے سے مانع ہے یا نہین اگر مانع ہے تو وہ
واحد بالشخص ہے یا نفس تصور کثیرین پر حمل کرنے سے مانع نہین تو وہ واحد لا بالشخص ہے پھر واحد
بالشخص اگر اصلاً اجزا کی طرف منقسم نہین ہے تو وہ واحد حقیقی ہے پھر اس واحد حقیقی کو عدم
انقسام کے مفہوم کے سوائے دوسرا کوئی مفہوم نہین تو وہ وحدت شخصی ہے اگر اسکو دوسرا بھی

مفہوم ہے تو وہ یا ذو وضع ہے یعنی اشارۂ حسی کا قایل ہے تو اسکو نقطہ کہتے ہین ذو وضع نہین ہے
تو وہ مفارق ہے اگر وہ واحد بالشخص اجزاء مقداریہ کی طرف حقیقت مین متشابہین منقسم ہوتا ہے تو اسکو واحد بالاتصال
کہتے ہین جیسا ایک پانی اگر اجزاء مقداریہ کی طرف جنکی حقیقت مختلف ہین منقسم ہو تو وہ واحد بالاجتماع ہے جیسا پانی جو وہ بالاتصال
ہو بقیمت کے واحد بالنوع ہوگا حکما کے قول سے جو مادے کے قایل ہین وہ اسے بالمحل ہوگا جو واحد لا بالشخص ہے اسمین وحدت
کی جہت کثرت کے ذاتیات سے ہے خارج کے نظر کرتے نہین ہے تو یا کثرت کی تمام ماہیت ہے تو وہ واحد
بالنوع ہے جیسا انسان اپنے افراد کے نظر کرتے یا ماہیت کی جز ہے پھر وہ جز اس کثرت مین اور
اسکے غیر مین تمام مشترک ہے تو وہ واحد بالجنس ہے جیسا حیوان نظر کرتے انسان اور فرس اور
بقر وغیرہ کے اگر وہ جیز تمام مشترک نہین ہے تو وہ واحد بالفصل ہے جیسا ناطق اسکے افراد کے
نظر کرتے اگر وحدت کی جہت ایک امر ہے جو کثرت کو عارض ہوئی ہے یعنی کثرت کی ماہیت سے خارج
ہے لیکن اسپر محمول ہوتی ہے تو وہ واحد بالعرض ہے پھر جہت وحدت کی اس کثرت کو بالطبع
موضوع ہے تو وہ واحد بالموضوع ہے جیسے ضاحک اور کاتب انسانیت مین واحد ہین اگر
جہت واحد کی اس کثرت پر بالطبع محمول ہے تو وہ واحد بالمحمول ہے جیسا کہتے ہین روئی اور
برف بیاض مین واحد ہین اگر جہت وحدت وکثرت کی نہ ذاتی ہے نہ عرضی ہے یعنی اس پر
اصلا محمول نہین ہوتی جیسا کہتے ہین نفس کی نسبت بدن کی طرف جیسے بادشاہ کی نسبت شہر کی
طرف ہے تو اسکو واحد بالنسبۃ کہتے ہین اتحاد فی النوع کو مماثلت کہتے ہین اور اتحاد فی الجنس کو
مجانست کہتے ہین اتحاد فی الکیف کو مشابہت کہتے ہین اتحاد فی الکم کو مساوات کہتے ہین اتحاد
فی الوضع کو مطابقت کہتے ہین اتحاد فی الاضافت کو مناسبت کہتے ہین وحدت ان اقسام سے
خارج نہین ہوتی ہے اسکو جب معلوم کیا تو نصاریٰ کی مراد واحد سے واحد بالشخص ہے تو صحیح نہین
کیونکہ اسکا نفس تصور کثیرین پر حمل کرنے سے مانع ہے علی الخصوص وحدت حقیقی کثرت کے
ساتھ شئے واحد مین جمع نہین ہوتی پھر الہ واحد کو تثلیث مین اور تثلیث کو الہ واحد مین اعتقاد
کرنا محال ہے اگر واحد سے واحد لا بالشخص مراد ہے تو وہان وحدت اور کثرت مین

جمع ہونا دو جہت کے نظر کرتے ممکن ہوتا ہے جب واحد کو تثلیث مین اعتقاد کرین تو وہان فصل مقیم یا مقوم ضروری ہے لیکن نصاری فصل سے اسکی تقسیم یا تشخیص کو منع کرتے ہین تو توحید تثلیث مین اور تثلیث توحید مین اعتقاد کرنا صحیح ہونا عمر کو ضروری ہے واحد سے کیا مراد ہے سو بیان کرین تا اُس پر ہم کلام کرین تو کہیں کیا واسطے ذات باپ کی اور ذات ابن کی اور ذات روح القدس کی موجود رہنا واجب ہے معلوم کیجیے واجب الوجود کے تین ذات کو اُس سے نصاری ثابت کرتے یہہ مقدمہ بدیہی البطلان ہے واجب الوجود کی وحدت کو متکلمین اور فلاسفہ متعدد دلیلون سے ثابت کرتے ہین فلاسفہ کے دلایل کو خصم مسلم رکھتا ہے اس لئے ہم اُنکے طریقہ پر ایک دلیل ذکر کرتے ہین وہ کہتے ہین دو موجود کو جنکا وجود واجب ہے ہم فرض کرین تو وجوب الوجود مین جو نفس ماہیت ہے دونون مشترک رہنا اور کسی ایک امر سے متغایر رہنا ضروری ہے کیا واسطے دونون مین تغایر نہو تو ماہیت مین دونون بھی نہین پھر مابہ الامتیاز یعنی جس امر سے امتیاز ہوا ہے وہ امر واجب کی تمام حقیقت ہوگی یا تمام حقیقت نہوگی بلکہ جز حقیقت ہوگی پہلی شق یعنی مابہ الامتیاز واجب کی تمام حقیقت ہونیکی صورت نہین بنتی کیا واسطے دونون کی امتیاز تمام حقیقت سے ہوئی تو واجب الوجود دونون ماہیت مین مشترک ہے ہر ایک کی حقیقت سے خارج ہوتا یا دونون سے ایک کی حقیقت سے خارج ہونا واجب الوجود واجب بالذات کی حقیقت سے خارج ہونا محال ہے کیا واسطے وجوب الوجود واجب الوجود بالذات کی نفس حقیقت ہے یعنی واجب الوجود کی ذات بنفسہ اس حکم کی مصداق ہے وجوب الوجود واجب بالذات کی نفس حقیقت ہے کیا واسطے وجوب الوجود کی حقیقت پر زاید ہوتا تو وہ واجب الوجود کی ذات کو عارض ہوتا پھر وہ اپنی ذات کا معلول ہوتا کیا واسطے وہ مؤثر کا محتاج ہوتا علت کا وجود جب تک واجب نہو معلول کو پیدا کرنا محال ہے یہہ وجوب وہی وجوب بالذات ہے کیا واسطے جو واجب بالغیر ہے وہ ممکن لذاتہ ہے اُس سے لازم آیا وجوب الوجود بالذات ذات کے قبل ہونا یہہ تو محال ہے دوسری شق یعنی مابہ الامتیاز واجب کی تمام حقیقت نہونا سو اُسکی طرف جانے کو بھی راہ نہین کیا واسطے اس صورت مین ہر ایک واجب مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے یعنی جس امر سے دونون مین اشتراک ہے اور جس امر سے دونون مین امتیاز ہے مرکب ہونا لازم آتا ہے جو مرکب ہے وہ اپنے غیر کی طرف محتاج ہے جو اپنے غیر کا محتاج ہے وہ واجب نہین بلکہ ممکن ہے تو اس صورت مین

دونون واجب ممکن لذاتہ ہونا یا ایک واجب ممکن لذاتہ ہونا یہہ تو خلاف ہے اگر خصم اعتراض کرے اور
بولے ایسا کیون نہو کہ بیان دو بسیط ہویت ہین اور ان دونون ہویت کی کنہ مجہول ہے اور اُنکی تمام ماہیت
مختلف ہے ان مین سے ہر ایک واجب بالذات ہے اور واجب الوجود کا مفہوم ان دونون سے منتزع ہے اور
بالعرض اُنپر معقول ہوتا ہے اُسکا جواب یہہ ہے اس صورت مین واجب الوجود کا مفہوم جو نفس ذات سے
ہر ایک کے منتزع ہوا ہے اسکے ساتھ کوئی حیثیت جو نفس ذات سے خارج ہے پھر کسی قسم کی حیثیت ہو اسکو
اعتبار ہے یا دیسی حیثیت کا اعتبار نہین یہہ دونون شق محال ہین پہلی شق محال ہے کیا واسطے جس ذات
مین انتزاع الوجوب کی مجرد حیثیت نہ رہے تو وہ ممکن لذاتہ ہے دوسری شق محال ہے کیا واسطے مفہوم
واحد کے حمل کا مصداق اور اسکے صدق کا مطابق کہ جس سے حیثیات کی نظر کو قطع کرینگے تو ویسی
ذاتکے مختلف حقیقتین جو متباین بالذات ہین اور کسی ذاتی مین اصلا مشترک نہین ہین موجود ہونا ممکن
نہین معلوم کیجئے اقل مرتبہ اشتراک کا دو مین ہوتا ہے دو الٰہ واجب الوجود رہنا جب باطل ہوا تو
تین الٰہ واجب الوجود موجود رہنا بطریق اولی باطل ہوا تو لہم لاہوت باپ کی اور لاہوت بیٹے کی اور
لاہوت روح القدس کی ایک ہی ہے معلوم کیجئے اس مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے الٰہ کا مفہوم جو کلی ہے
اسکے تین فرد ہین باپ و بیٹا اور روح القدس یہہ تینون کی ماہیت لاہوتیت ہے اُپر کے مقدمہ سے جو تینون
کو وجوب الوجود لازم کرتے ہین وجوب الوجود الخاعرض ٹھہرتا ہے اس سے لازم آیا الٰہ مرکب ہونا
برہان تو اسکی بساطت پر دلالت کرتی ہے کیا واسطے واجب تعالی جب مرکب ہوا تو اسکے اجزا خواہ
ذہنی ہون یا خارجی یا ممکنات ہونگے یا واجبات اگر ممکنات ہین تو واجب واجب نرہا یا ایک جزو واجب
اور ایک جز ممکن ہے تو جو جز ممکن ہے وہ معلول پڑیگا اُس جز کا جو واجب ہے پھر یہہ جز اُس جز سے مؤخر
ہوا اس تقدیر پر واجب وہی جز ہوا مجموع کہ جسکو واجب ٹھہراتے تھے واجب نرہا یا اُس واجب کے اجزا
سب واجبات رہینگے جب واجب ہوئے تو دونون مین بغیر امتیاز ہونا ضرور ہے کیا واسطے جب دونون
تشخیص نہو آپنین امتیاز بھی نہین پھر یہہ اجزا جبتک جزئی ذہنی ہونگے اور ہر ایک دوسرے سے مستغنی ہونگے
آپنین اتحاد ہونا ممکن نہین سو ایسے اجزا سے ماہیت نہ بنے گی اور بھی وہ دونون واجب جب وجود

ہوئے تو دونون کے درمیان ایک امر واحد جس سے اشتراک ہے موجود ہونا ضرور ہے یا مفہوم واجب واحد کا جو مشترک ہو اسکے انتزاع کا منشا پڑے کیا واسطے کثرت محضہ سے واحد کا انتزاع بداہۃً صحیح نہین پھر دونون کی ماہیت مین امتیاز ہونیکے واسطے کسی مقوم ضرور ہوا تو واجب بنفسہ ممتاز نہوا یہہ تو خلاف ہے قولہم جلال متشابہ ہے اور مجد ابدی ہے الخ معلوم کیجئے تین الہ کا لاہوت واحد ہونا اور انکا مجد ابدی رہنا اور جلال متشابہ رہنا تینون مین اتحاد ہونے پر بداہۃً دلالت کرتا ہے انکا قول جو ہر کیا واسطے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہونا مدعا کو مفید نہین کیا واسطے مدعا یہہ تھا تینون کی ماہیت ایک ہی ہے دلیل اسکا کہتا ہے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہو مانند سے دونون کی ماہیت بعینہ ایک ہی ہونا مراد ہو تو دلیل اور مدلول مین کچھ فرق نہوا اگر مانند سے اعراض کی اختلاف مراد لیتا ہو تو اتحاد کا دعوی باطل ہو قولہم باپ غیر معلول ہے بیٹا غیر معلول ہو روح القدس غیر معلول ہو اس مقدمہ کی بطلان کی دلیل بیان کرنے کی ہمکو احتیاج نہین کیا واسطے خود وہی لوگ اسکے بعد اپنے قول کو آپ ہی باطل کئے ہین جیسا کہ ہم بیان کرینگے قولہم باپ غیر محدود ہو الخ معلوم کیجئے تینون غیر محدود ہونا اور تینون ازلی ہونا مجرد دعوی ہے اسکے اثبات کے لئے دلیل چاہئے دعوی بے دلیل باطل ہے بلکہ قول انکا ازلی تین نہین اور غیر محدود تین نہین اور غیر معلول تین نہین سو اوپر کے دعوی کو باطل کرتا ہے کیا واسطے ان دونون قول مین جمع بین النقیضین ہے قولہم اب مقتدر ہو بیٹا مقتدر ہو روح القدس مقتدر ہے معلوم کیجئے مقتدر تین جو ٹھہرائے ہین سو ان تینون مین سے ہر واحد کی قدرت عالم کے ایجاد کیواسطے کافی ہے یا تینون کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی نہین یا تینون مین سے فقط ایک ہی کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی ہو جب ایک کی قدرت کافی ہوئی تو دوسرے دونون کی احتیاج نہ رہی جب دوسرے نے اس شئے کی ایجاد مین دخل دیا تو دو مؤثر کا ایک معلول پر جمع ہونا لازم آتا ہو یہہ تو باطل ہے اگر تینون کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی نہین تو تینون عاجز ہونا لازم آتا ہے کیا واسطے تینون کو تاثیر کرنیکا امکان نہین مگر دوسرون کی شرکت سے جب شرکت ہوئی تو تینون مین ہر ایک کا مقتدر نہونا لازم آیا تینون مین سے ایک ہی کی قدرت کافی ہو تو دوسرے دونون مقتدر نہین ہوے جب مقتدر نہین ہوے تو وہ دونون الہ بھی نہین ہوے اگر خصم اس پر اشکال کرے کہ عجز اس صورت مین لازم آیگا کہ تینون کو ایجاد کی قدرت بالاستقلال نہ رہے جب ایک کو

ایجاد کی قدرت بالاستقلال ہے لیکن ایجاد مین تینون شریک ہو کر اتفاق سے ایجاد کرتے ہین تو عجز
نہین لازم آتا جیسے تین شخص ہین ہر ایک شخص ایک ناٹ (شہتیر) اوٹھانیکی طاقت رکھتا ہے لیکن تینون شریک
ہوکے اُس ناٹ کو اُٹھاوے تو تینون کا عجز لازم نہین آتا کیا واسطے تینون کا ارادہ شریک ہونے پر تعلق پکڑا
عجز اسوقت لازم آئیگا ایک ہی شخص نے بالاستقلال دوسرے کی بلا شرکت ناٹ اٹھانیکا ارادہ کیا اور وہ
ارادہ حاصل نہوا ہم اس اشکال کے جواب مین کہینگے کہ ارادہ ہر واحد کا عالم کی ایجاد کیواسطے تعلق
پکڑنا کافی ہے تو پہلا محذور یعنے تین موثر تام کا ایک معلول مین اثر کرنا لازم آتا ہے اگر ایک کا ارادہ
ایجاد کیواسطے کافی نہین ہے تو دوسرا محذور یعنی تینون کی عاجزی یا تینون مین سے دو کی عاجزی یا ایک
کی عاجزی لازم آتی ہے کہ یہہ دونون بلا زمہ مثبت ہین تم نے انھون کو منع کیا تو ہم منع کو قبول نہین
کرتے تم انکو منع جو کئے ہین مناظرے کے قانون کے خلاف ہے سو وہ منع مقبول نہین اور اسکی سند مین ناٹ
کی مثال جو تم دئے ہین سند ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی کیا واسطے اس مثال مین ہر ایک شخص جسقدر بوجھا اُٹھانے
مین مستقل تھا اُس نے اپنے بوجھل کے میل سے جسقدر دوسرے اشخاص متحمل ہوئے اتنا میل کم کر دیا پھر تینون
کے میل سے ناٹ اٹھی تو تینون شخص اُسقدر میل اُٹھانے کے فاعل مستقل نہوئے ہم جو بحث کرتے ہین اُس
مین مؤثر نہین ہے مگر تعلق قدرت و ارادہ اس مین زیادت و نقصان ہونا ممکن نہین کیا واسطے ہر ایک
کا قدرت و ارادہ ایک ہی امر ہے تجزیے کے قابل نہین نہ بذاتہ نہ باعتبار محل پھر اُن مین زیادت
و نقصان جو اجزا کی زیادتی اور نقصان سے ہوتی ہے متصور نہین ہوتی بخلاف مثال مذکور کے کہ اُس مین قوت
جسمانیہ جسم مین حلول کی ہے اور جسم کے اقسام سے منقسم ہوتی ہے تو اُسمین زیادت و نقصان متصور ہوتا
ہے پھر اسکو اُسپر قیاس کرنا صحیح نہوا قولہم باپ الہ ہے الخ یہہ مقدمات بھی سب سفسطہ ہین اور دعوی بے دلیل
ہے متقدمین ہو چکے مین قباحتین جو لازم آتی ہین یہان بھی وہی قباحتین لازم آتے ہین الہ تین ہین یا رب تین
ہین بولنا پھر الہ تین نہین بلکہ الہ ایک ہی ہے رب تین نہین بلکہ رب ایک ہے اعتراف کرنا اور ہر ایک
اپنی ذات سے قایم ہے بولنا پھر تثلیث کو منع کرکے دعوی توحید کا کرنا بدیہی البطلان ہے قولہم کیا واسطے
باپ کسی سے صادر نہین ہوا نہ عملا نہ خلقۃ اور بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا نہ عملا اور نہ خلقۃ بلکہ ولادۃ

اگر معلوم کیجیے ایک شی اپنے وجود مین دوسرے کی محتاج ہو تو محتاج الیہ کو یعنی جس شئے کی طرف محتاج ہوتا ہے
اُس کو علت کہتے ہین اور جو شے محتاج ہے اُسکو معلول کہتے ہین حکماء علۃ کی تعریف دو وجہ کئے ہین پہلی وجہ
یہہ ہے علت وہ ایک شی ہے کہ اُسکے وجود سے من حیث ہو وجود شئے آخر موجود ہوتا اور اُسکے عدم سے یہہ شئے
آخر معدوم ہونا علت کا اطلاق اس معنی سے علت تامہ پر ہی ہوگا دوسری وجہ یہہ ہے علت وہ ایک
شئے ہو کہ اسکے دوسرے شے کا وجود موقوف ہو سو شئے اول کے عدم سے یہہ شئے ثانی ممتنع ہوتی ہے اور
اُسکے وجود سے اُسکا وجود واجب نہیں علت اس معنی سے دو قسم پر ہوتی ہے ایک علت تامہ دوسری علت
غیر تامہ غرض بیٹا جب باپ سے صادر ہوا خواہ ولادۃ ہو یا عقلاً یا خلقۃ باپ کا معلول ہوا باپ اسکے وجود کی علت
ہوا جسکا وجود غیر کے وجود کے سبب تو وہ محدث ہے پھر مسیح کا معلول اور محدث ہونا ثابت ہوا اس سے انکا
اعتقاد جو اوپر گذرا ابن ازلی ہے اور غیر معلول ہے باطل ہوا وہ جو کہے بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا سو ولادۃً
ہے عقلاً اور خلقۃً نہین اور روح القدس باپ اور بیٹے دونوں سے صادر ہوا سو عقلاً اور خلقۃً نہین بلکہ ایجاداً
ہے سو دعوی بے دلیل ہے دونوں کا صدور باپ سے ہے ایجاداً کیون نہو یا باپ سے فقط روح القدس کا صادر ہونا ہے
اور روح القدس سے بیٹا صادر ہونا کیون نہو بلکہ فلاسفہ کے دلایل کے نظر کرتے یہی بات ثابت ہوتی
کہ عیسی المسیح کی ولادت مریم کے شکم سے بیلاطوس نبطی کی حکومت مین ہوئی پھر روح القدس اس سے کب صادر
ہوا حالانکہ تم اوپر کہے ہین کہ ابن ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے انکا ازلی ہونا منافی ہے صدور کو فلاسفہ
کے دلیلوں سے مسیح کا صدور الہ سے جایز نہین کیا واسطے مبدأ اول واحد بسیط ہے بسیط سے صادر ہوگا مگر امر
واحد یہہ امر واحد یا ہیولی ہوگا یا صورت ہوگی یا عرض ہوگا یا نفس ہوگی یا عقل ہوگی ہیولی ہونا جایز
نہین کیا واسطے ہیولی کو بدون صورت کے قیام نہین اگر ہیولی بالذات صورت پر مقدم ہوگا تو صورت
کا علت ہوگا ہیولے مین فاعلیت کی یا اقتضا کی جہت نہین جو اپنے مابعد کی علت ہو سو ہیولی کا صورت کی
علت ہونا محال ہے صادر اول علت ہونا ضرور ہے وہ صادر صورت نوعیہ یا جسمیہ بھی نہین ہوتی کیا واسطے
صورت کو ہیولے پر تقدم بالعلیۃ نہین وہ صادر عرض بھی نہین ہوتا کیا واسطے عرض کا وجود قبل جوہر کے
وجود کے محال ہے وہ صادر اول نفس بھی نہین ہوتا کیا واسطے نفس ہوگا تو اپنے جسد کا علت ہونا

ضرور ہے نفس کا بدون جسم کے فاعل ہونا محال ہے کیا واسطے نفس فعل نہین کرتا مگر جسم کیواسطے سے سو نفس
علت نہین ہوتی یہہ شقین جب باطل ہوئین تو صادر اول عقل کا ہونا ضرور ہوا مسیح تو مرکب ہیولی وصورت سے ہے
پہر وہ کیونکر صادر اول ہونا صحیح تہا اگر خصم روح القدس کو ہی عقل کہتا ہے تو مبداء اول سے روح القدس کا صادر ہونا
فلاسفہ کے قول سے صحیح ہوگا پہر اُس عقل سے دوسرے عقول صادر ہونگے اُنکے واسطے سے عالم عناصر صادر
ہونگے مسیح تو ذو جسم ہے پہر صادر نہو گا مگر عقول کے واسطے سے خصم روح القدس کی الوہیت اور ازلیت اور مقدس
ہونیکی اقرار کرتا ہے لیکن اُسکی حقیقت مین فقط یہی اعتقاد کرتا ہے کہ وہ روح مقدس ہے امور خیر کی طلب پہ
حث کرتا ہے اور نفس کے تزکیے مین مساعدت کرتا ہے شر کو کروہ رکھتا ہے روح القدس کی حقیقت جب یہہ
ہوئی تو اُسکو الوہیت مین کچھ دخل نہ تہا قولہم باپ ایک ہے تین نہین بیٹا ایک ہے تین نہین روح القدس
ایک ہے تین نہین معلوم کیجئے یہہ تینون متباین قضایا ہین دلیل کی اثبات مین اُنکو کچھ دخل نہین اور ما قبل
سے بہی اُنکو کچھ تعلق نہین اُنکو ذکر کرنا حشو اور بے فایدہ ہے قولہم اس تثلیث مین نہ متقدم ہے نہ متاخر
الخ معلوم کیجئے تثلیث کو توحید مین اور توحید کو تثلیث مین اعتقاد کرنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا اُس مقدمہ
کو ذکر کرنا فاسد کو فاسد پر بنا کرنا ہے اور یہہ بہی مجرد دعوی ہے اُسکے اثبات پر کچھ برہان نہین بلکہ
اوپر کے مقدمات اُسکے فساد پر پکار اُٹھتے ہین وہ جو کہے اس تثلیث مین نہ متقدم ہے نہ متاخر ہے سو باطل
ہے کیا واسطے صدور بیٹے کا باپ سے ہونا بیٹے پر باپ کے تقدم کو ضرورۃً دلالت کرتا ہے اور روح القدس کا صدور
ان دونون سے ہونا بداہۃً اُسکی تاخیر پر دلالت کرتا ہے حکما کہتے ہین متقدم اور متاخر کے پانچ قسم ہین ایک
متقدم بالزمان اُسی سے مراد یہہ ہے کہ متقدم متاخر کے ساتھ زمان مین مجتمع نہووے جیسا تقدم زمانے کے بعضے
اجزا کا اُسکے بعض پر اور جیسا تقدم نوح علیہ السلام کا ابراہیم علیہ السلام پر صدور بیٹا کا باپ سے بیٹے کی تاخیر پر زمان مین
دلالت کرتا ہے دوسرا متقدم بالطبع ہے اُس سے مراد یہہ ہے متاخر کا موجود ہونا ممکن نہین مگر متقدم
اُسکے ساتھ موجود رہتا اُسمین کہ متقدم موجود رہنا اور متاخر موجود نہونا ممکن ہے بعضے اسکی تعریف
یون کرتے ہین کہ متقدم بالطبع وہ ہے اس متقدم کی طرف وہ متاخر محتاج رہے لیکن علت تامہ نرہے
جیسا تقدم ایک کا دو پر اس تقدیم و تاخر کے لحاظ سے بہی باپ اور بیٹے مین تقدم و تاخر موجود ہے

کیا واسطے بیٹا اپنے وجود مین باپ کی طرف محتاج ہوا تیسرا تقدم بالشرف ہو اس سے مراد یہہ ہو کہ
ایک شئے دوسری شئے سے مرتبہ مین اشرف رہنا جیسا تقدم موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام پر
اس جہت سے بھی باپ اور بیٹے مین مساوات نہین بیٹا روح القدس سے اشرف ہو کیا واسطے بیٹے کے
صدور سے اسکا صدور ہوا اور باپ دونون سے اشرف ہو کیا واسطے ان دونون کا شرف باپ کے سبب سے
ہے چوتھا متقدم بالرتبہ ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ ایک شئے مبدا محدود سے بہ نسبت دوسری شئے کے قریب رہنا
جیسے فوج کی پہلی صف سپہ سالار سے قریب سے متقدم ہے دوسری صف پر جو اس سے متاخر ہو اس جہت سے
بھی مساوات نہین کیا واسطے روح القدس کے نسبت کرتے بیٹا باپ سے جو مبدا ہے قریب ہے پانچوان متقدم
بالعلیۃ ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ موثر ہیں جو شرایط تاثیر کو مستجمع ہے اور اسکے معلول مین علاقہ کی جہت
جو ہے وہ جہت متقدم رہنا جیسا انگلیون کی حرکت کو قلم کی حرکت پر کتابت مین تقدم ہے سو اس جہت سے
بھی مساوات نہین کیا واسطے باپ علت ہے بیٹے کے وجود کا بیٹا معلول ہوا اور روح القدس باپ اور بیٹے
کا معلول ہوا دونون مین مساوات نہین رہی ان پانچون قسم کے سوا اسکا اور ایک قسم بعضون نے کہی ہے
وہ تقدم بحسب الماہیۃ ہے جیسے ماہیت کے مقومات کا تقدم اس ماہیت پر مع قطع نظر اسکے وجود اور
عدم کو اعتبار کرنے سے بلکہ بحسب اصل بجوہر ذات اور ذاتی کے اس جہت سے بھی باپ اور بیٹے مین
مساوات نہین کیا واسطے باپ کی ماہیت جنسیہ حاصل تھی اس مرتبہ مین جہان بیٹے کی ماہیت نوعیہ
حاصل نہین تھی معلوم کیجئے متقدم اور متاخر کے جتنے اقسام ہین ان سبھون کے نظر کرتے باپ مین اور بیٹے
مین اور روح القدس مین متقدم اور متاخر ہونا لازم آیا پھر تینون مین متقدم اور متاخر نہین بلکہ
تینون کا ازلیت مین اور مماثلت مین برابر ہونا باطل ہوا متقدم سے قدیم جو حادث کا مباین ہے
انکی مراد ہو تو بھی دونون مین مساوات نہین کیا واسطے قدم اور حدوث فلاسفہ کے پاس
دو وجہ سے ہے ایک قدیم بالذات ہے وہ اسکو کہتے ہین کہ اسکا وجود اسکے غیر سے ہووے اسکا
مقابل محدث بالذات ہے وہ اسکو کہتے ہین کہ اسکا وجود اسکے غیر سے رہے بیٹے کا اور روح القدس کا
وجود باپ سے ہوا تو دونون حادث بالذات ہوئے قدیم بالذات ہوئے دوسرا قدیم بالزمان

وہ اسکو کہتے ہین کہ اسکے وجود کے زمانہ کو ابتدا نہ ہے اسکا مقابل حدث بالزمان ہے وہ اسکو
کہتے ہین کہ اسکے زمانے کو ابتدا ہے ایک وقت تھا کہ اسوقت مین وہ موجود نہین پھر وہ وقت جاکر
دوسرا وقت آیا اسوقت مین وہ موجود ہوا باپ کے زمانہ کو ابتدا نہین ہے وہ قدیم بالزمان ہوا بیٹے اور روح القدس کے
زمانہ کو ابتدا ہو وہ انکے صدور کا وقت جس وقت صادر ہوئے پھر قدم مین دونون کی مساوات آئی نہی ذات کا قول باطل ہوا
قولہم نہ کبیر ہے نہ صغیر معلوم کیجئے کبر و صغر کا اطلاق کبھی عمر کے نظر کرتے ہوتا ہے عمر مین جو بڑا ہوا اسکو کبیر کہتے ہین عمر مین جو کم
ہو اسکو صغیر کہتے ہین باپ بیٹے سے عمر مین بڑا ہوتا ہے یہی بات باپ کبیر ہوگا بیٹا صغیر ہوگا اس سمجھ کر کی مساوات باطل
ہوئی کبھی انکا اطلاق جسد کے نظر کرتے ہوتا ہے جیسا ہاتی بلی سے بڑا ہے اس کبر و صغر کی دریافت جسم [illegible] ہے
مسیح کو لوگ مشاہدہ کئے ہین اسکا طول وعرض مشاہدہ کرنے والون کو معلوم ہے لیکن باپ کو اور
روح القدس کو کوئی مشاہدہ نہین کئے پھر طول وعرض مین مساوات ہونا مجہول مطلق ہوا جو مجہول مطلق
ہے معلوم کا مساوی ہونا باطل ہے قولہم مسیح نے نجات ابدی کے واسطے جسد بنا الخ معلوم کیجئے خصم نے
اقرار کیا کہ مسیح الہ ہے وہ جسد بنا باطل ہے کیا واسطے جو الہ ہو اسکو جسد نہ ہونا واجب ہے کیا واسطے
الہ کو جب جسد ہوا تو الہ کا مرکب ہونا اور حادث ہونا لازم ہوا کیا واسطے جو جسم ہے سو مرکب [illegible]
حادث ہے الہ تو بسیط اور قدیم ہے اور بھی الہ جب جسم ہوا تو [illegible] جسم کے صفات کا موجود ہونا
ضرور ہوا پھر جتنے جسم ہین انکے سارے صفات اس مین مجتمع ہونگے تو اجتماع ضدین کا لازم آتا ہے
یا بعض صفات ہونگے تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے یا اپنی ذات کے غیر کی طرف محتاج ہونا لازم ہوتا ہے
اور بھی الہ واجب الوجود ہے انسان ممکن الوجود ہے وجوب اور امکان مین تباین ذاتی ہے دونون
کا مجتمع ہونا محال ہے اور بھی الہ کا مفہوم من حیث ہو الہ انسان کے مفہوم کے ساتھ من حیث ہو انسان
جمع ہونا ممکن نہین کیا واسطے وجوب باین ہے حدوث کا اور بھی مسیح جب الہ سے پیدا ہوا اور قدیم ہے
عالم کے وجود کے قبل اسکا وجود ہے تو ہیرودیس کے زمانہ مین پیدا ہونا ممکن نہین کیا واسطے قدیم بالذات
اور ممکن دونون کا مجتمع ہونا محال ہے غرض اسکے سوا اور بھی قبایح لازم آتے ہین قولہم وہ مسیح الہ کامل
ہے الخ یہہ جملہ معروف ہے اور انکے جملے پر کہ ہمارا رب عیسی المسیح الہ کا بیٹا ہے معلوم کیجئے انسان کامل

جو ہوگا سو اُسکو نفس ناطقہ اور جسم حیوانی جو قابل انقسام ہو رہنا ضرور ہے پھر یہہ قید لگانا بے فایدہ ہے
مسیح اپنے لاہوتیت کے دیکھتے باپ کا مماثل ہے جو کہتے ہین وہ جملہ مسیح کی ذات غیر اور الہ کی ذات
غیر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اُس سے دو ذات ثابت ہوئے ایک الہ دوسرا اُسکا مماثل اُس سے
الہ کا تعدد لازم آیا اور دو نہین سمجھنا باطل ہوا جب باپ کا مماثل ہوا تو ناسوتیت سے باپ کا معلول
نہ ہونا ضرور ہوا اور جو کہتے ہین کہ لاہوتیت جسم مین حلول نہین کی بلکہ جسم لاہوتیت مین مستعمل ہوا
سو دونون مین کچھ فرق معلوم نہین ہوتا بلکہ دونون جملہ مترادف ہونا ظاہر ہے وہ استعمال سے کیا
مراد لیتے ہین سو ظاہر ہو تو اسمین ہم کلام کرینگے استعمال سے تعلق پکڑنا مراد لیتے ہین جیسی نفس ناطقہ
بدن سے تعلق رکھتا ہے مثیل نفس ناطقہ کی ذکر کرنا بھی اُسی کی طرف اشارہ کرتا ہے سو یہہ فاسد ہے
کیا واسطے نفس ناطقہ کی تعلق بدن کے ساتھ تعلق تدبیر و تصرف کی ہے لاہوتیت کی تعلق مسیح کے
جسد کے ساتھ ایسی ہی ہو تو انکے دعوی کو جو کہتے ہین کہ مسیح اللہ کا مثل ہے منافی ہوئی اور
بھی لاہوتیت مسیح کے جسد کے ساتھ تعلق پکڑی تو ازل مین پکڑنا جایز ہے لازم تو باطل ہے ملزوم
بھی باطل ہوا ملازمہ کی دلیل یہہ ہے کہ قابلیت جو ہے ذات کے لوازمات سے ہے اگر ذات
کے لوازمات سے نہو تو امتناع ذاتی جو تھا منقلب ہوکے امکان ذاتی ہو جاتا کیا واسطے قابلیت
جب لازم نہووے بلکہ عارضی رہے تو ذات فی حد نفسہا پیش از عروض قابلیت کے مقبول حادث
کو ممتنعۃ القبول ہوگی پھر قابلیت عارض ہونیکے بعد اس عارض کی ذات ممکنۃ القبول ہوگئی تو
ذات مین انقلاب ہونا لازم آتا ہے جب قابلیت ذات کے لوازمات سے ہوئی تو اس قابلیت کا انفکاک
ذات سے ممتنع ہوا سو قابلیت کا دایم ہونا ثابت ہوا ذات تو ازلی ہے تو قابل بھی ازلی ہوا پھر
قابلیت کی ازلیت مقتضی اُس بات کی ہوئی کہ ذات حادث سے ازل مین متصف ہونا اور لازم
باطل ہے سو اس واسطے ہے کہ قابلیت نسبت ہے قابل و مقبول دونون کو چاہتی ہے پھر قابلیت
کا ازل مین صحیح ہونا قابل و مقبول دونون ازل مین صحیح ہونے کو مستلزم ہوا اس سے حادث
ازل مین موجود ہونا صحیح ہوا یہہ تو باطل ہے اور بھی لاہوتیت کی نسبت سب اجسام کی طرف

علی السویہ ہے لاہوتیت یا روح عیسیٰ کو ذہب کے جسد سے تعلق پکڑ کر مسیح بن مریم کے جسد کے تعلق پکڑے تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اگر کہے عیسیٰ کا تکون بغیر باپ کے ہونے سے لاہوتیت اُسکے جسد مین مستقل ہونے کو اختیار کی تو ہم کہینگے کہ آدم کا تکون ماں باپ دونوں سے نہین اور حوا کا تکون ماں سے نہین ہے آدم کو الٰہ اور ابن اللہ اور حوا کو الٰہ اور بنت اللہ کہنا ضرور ہوا بلکہ آم کی گٹھلی مین کیڑا جو پیدا ہوتا ہے اُسکو بھی الٰہ اور ابن اللہ کہنا اگر کہے کیڑے سے احیاء موتیٰ اور ابراء اکمہ اور ابرص وغیرہ خوارق ظاہر نہین ہوتے اس لئے ہم اسکو الٰہ اور ابن اللہ نہین کہتے تو ہم کہینگے احیاء موتیٰ اسکی الوہیت کے جب دلیل ہوئے تو انتفاء دلیل سے مدلول کا انتفاء لازم نہین آتا چاہئے کہ کیڑا بھی تھا الٰہ اور یہی لاہوتیت ابن کے جسد مین استعمال کرنا اور روح القدس مین استعمال نہ کرنے کو کچھ وجہ نہین بلکہ اُسکا استعمال روح مین اولیٰ تھا کیا واسطے وہ بسیط ہے بخلاف مسیح کے جسد کے وہ مرکب ہے قولہم اور کل واحد ہین لیکن اجسام کی تفریق سے نہین بلکہ اشخاص کی اتحاد سے سو اس اتحاد کا فساد ہم اوپر ذکر کئے اب یہان اُسکو اعادہ کرنیکی احتیاج نہین نصاریٰ کے دوسرے اعتقاد جو اری ہے اس اعتقاد سے ہمکو یہان کچھ غرض متعلق نہین تھا اس لئے ہم اسکو ترک کئے تیسرے اعتقاد کا نام اعتقاد نیقیدنی ہے وہ یہہ ہے کہ مین ایمان لایا اللہ پر جو باپ ہے مقتدر خالق آسمان و زمین کا اور جو چیز دیکھتے ہین اور جو نہین دیکھتے سب کا خالق ہے اور ایمان لایا ہون اپنے رب عیسیٰ المسیح پر جو الٰہ کا ایک لوتا بیٹا ہے اور وہ سب عالم کے اول پیدا ہوا اور وہ مسیح الٰہ ہے الٰہ سے بنی وہ نور ہے نور سے اور رب حق ہے رب حق سے مولود ہے مصنوع نہین اور مسیح اور اُسکا باپ دونون ایک ہی جوہر سے ہین اُسی سے سب اشیاء بنے ہماری نجات کے واسطے آسمان پر سے اُترا اُسکا حمل روح القدس سے ہوا اور انسان بنا بیلاطوس نبطی کے زمانے مین سولی پر چڑھا الخ اور ایمان لایا روح القدس پر جس نے باپ سے اور بیٹے سے حیات جو صادر ہوتی ہے اُسکو بخشتا ہے اور وہ باپ اور بیٹے کے ساتھ تمجید اور عبادت کرتے ہے اور وہ انبیا کی زبانون پر کلام کرتا ہے الخ اس اعتقاد کا بطلان اوپر کے دلیلون سے ظاہر ہوتا ہے معلوم کیجئے نصاریٰ سب اول پاپا کے جو روم کا

اُسقف تھا نا بع تھے اُنہین اختلاف ہوا سو اُنکے چند فرقے ہوئے ازانجملہ کاتلکیون اور یونانیون اور مثدستیون اور اُسکاصیون اور سریانیون اور ارمنیون اور اصبطاضیون اور ارشیون اور قرتیقیریون ہین اہل برٹن مین اختلاف سنہ ایکہزار پانسو چھبیس عیسوی مین پڑا ہنری ہشتم کی حکومت مین اُنکے سب اُسقف اور قسیس لندن مین سنہ ایکہزار پانسو باسٹ عیسوی مین جمع ہوکر عقیدے کے چند مقدمے ٹھہرائے ازانجملہ یہہ عقیدہ ہے کہ الہ واحد ہے وہ ازلی ہے اُسکو جسم نہین منقسم اور متجزی نہین ہوتا اُسکی قدرت اور حکمت اور لطف کو انتہا نہین رکھتی اور نہین رکھتی سو سب چیزون کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا وہی ہے اس لاہوت کی وحدانیت مین تین شخص ہین ایک ہی جوہر اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی ابدیت والے وہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ہین بیٹا وہ اللہ کا کلمہ ہے ازل مین باپ سے پیدا ہوا انسان کی ولادت کو رحم اور جسد سے کنواری مبارک کے استعمال کیا اور تولید الٰہی اور انسانی دونون کے واسطے الہ اور انسان ہوا اور روح القدس باپ اور بیٹے سے متکون ہوا باپ اور بیٹا اور روح القدس ایک ہی جنس سے ہین اور ایک ہی جلال کے اور ایک ہی مجد کے وہ روح الحق ہے انتہی غرض بطلان اس عقیدے کا جو یہی ہر بیان کی احتیاج نہین رکھتا اور پر ہم جو کہے اُسکو دیکھنے سے اُسکا بُطلان ظاہر ہوتا ہے [انتھوا خیرًا]

لکم باز رہو کر بھلا ہو تمھارا یعنی الہ تین ہین کہنے کو یا مسیح ابن اللہ ہے بولنے کو چھوڑ دو یہہ چھوڑنا تمھارے حق مین بہتر ہے معلوم کیجئے ثلاثۃ کا لفظ جو اس آیت مین خبر محذوف مُبتدا کی ہے مبتدا و خبر کا جملہ مقولہ ہے تقولوا کا تقدیر اُسکی یون ہے لاتقولوا الالہ واحد بالجوہر ثلاثۃ بالاقانیم یعنے مت کہو الہ جوہر کے دیکھتے ایک ہے اور اقنوم کے دیکھنے تین ہین یا تقدیر یون ہے لاتقولوا الاقانیم ثلاثۃ یعنے مت کہو اقنوم تین ہین خیرًا منصوب ہے سو محذوف کان کی خبر ہے تقدیر گویا یون ہے یکن الانتہاء خیرًا لکم یعنے باز رہنا تمہارے واسطے بہتر ہوگا یا مفعول ہے محذوف فعل کی اُسکی تقدیر وأتوا خیرًا یعنے لے آؤ بہتر کو یعنے بہتر اعتقاد اختیار کرو پھر خیر کا لفظ جو افعل التفضیل ہے اُسکو اُسکے باب پر باقی رکھین تو خیرًا کے بعد منہ کی تقدیر کرنا یعنی

تمہارا اعتقاد ہی بہتر سمجھتے ہیں تو اس سے بہتر اعتقاد کو اختیار کرو اگر اُسکو تفضیل پر باقی نہ رکھے
تو خیر سے مراد توحید لینا پھر نصاری تثلیث کے جو قائل ہیں اُس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو
منزہ کرکے فرمایا اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اللہ نہیں ہے مگر الٰہ ایک ہے نصاری مسیح کو
اللہ کا بیٹا ہے جو کہتے ہیں اُس سے اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو منزہ کرکے کہتا ہے سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ پاک ہے اُسکو کہ اُسکو فرزند ہو یعنی الٰہ اس لایق نہیں کہ اُسکو فرزند ہو
کیونکہ ولد جز ہوگا اپنے والد کا اللہ تعالیٰ تجزی سے منزہ ہے اور بھی ولد ہونا حدوث کی
علامت ہے اللہ تعالیٰ تو قدیم ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اُسی کا ہے جو کچھ
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس جملے کو اللہ تعالیٰ نے آپ منزہ ہونیکے بیان میں
فرمایا اُسکی تفصیل یہہ ہے اللہ تعالیٰ آسمان زمین کا مالک ہے جو کچھ اُن میں ہے سب اُسکی ملک اور
سب بندے ہیں عیسیٰ اور مریم بھی اُسی کے بندے ہیں جو اللہ کا بندہ ہے اللہ کا فرزند اور اُس کا
جز کیسا ہوگا تجزیہ قبول کرنا اجسام کی خواص سے ہے اللہ تعالیٰ اجسام اور اعراض کے صفات
سے منزہ ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۰ اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یعنی جمیع مخلوقات
کے امور کی تدبیر اور محدثات کی محافظت واسطے اللہ تعالیٰ بس ہے دوسرا الٰہ ہونیکی احتیاج
نہیں پس مسیح کو الٰہ ٹھہرانا بے فایدہ ہوا کیا واسطے جتنے معلومات ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب کا عالم ہے
جتنے مقدورات ہیں اُن تمام پر قادر ہے جو ایسا ہو وہ اُلوہیت کے واسطے کافی ہے پھر
اُسکے ساتھ دوسرے کو الٰہ ٹھہرائے تو یہہ الٰہ معطل ہوا اُسکے ٹھہرانے سے کچھ فایدہ نہیں
جو معطل ہے وہ ناقص ہے جو ناقص ہے وہ اُلوہیت کی لیاقت نہیں رکھتا لَنْ يَّسْتَنْكِفَ
الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ مسیح ہرگز ننگ نہیں کرتا
اللہ کا بندہ ہونے سے اور مقرب فرشتے یستنکف مضارع ہے الاستنکاف کا نکفت الدمع سے ماخوذ
ہے اُسکی معنی رخسارے پرسے آنسو کو اُنگلی سے پوچھنا بعد اُسکو انفت اور ننگ اور کنایہ میں
استعمال کئے مقرب فرشتوں سے حاملان عرش اور افضل فرشتے جیسے جبرئیل میکائیل اسرافیل

ع ۴

وغیرہ مراد ہین معلوم کیجئے مسیح علیہ السلام کے معجزے اور خوارق جیسے مردون کو زندہ کرنا اور
مان پیٹ کے اندھے اور کوڑھی اور گنگے کو درست کرنا اور غیب کے باتون کی خبر دینا دیکھکر نصاریٰ دعویٰ
کرنے لگے کہ مسیح الہ اور ابن اللہ ہے سو اللہ تعالی اُنکے شبہہ کو رفع کرنیکے واسطے اس جملہ کو فرمایا
مسیح مان کے رحم مین خون حیض سے پرورش پایا بچپن مین دودھ پیتا تھا اُسکو چلنے پھرنے کی طاقت
نہین تھی غیر اُسکی خدمت کرنیکا محتاج تھا کوئی کھانا دے تو کھاتا تھا پلا دے تو پیتا تھا جب بڑا ہوا
اور معجزہ بتلانے لگا تو بھی جسم کی کثافتون سے نیارا نہین تھا کھانے پینے ہگنے موتنے کا محتاج تھا اور
غیب کے اکثر چیزون کہ جنکو اللہ تعالی کی طرف سے اسکو اطلاع نہو خبردار نہین تھا ایسا شخص اللہ کا بندہ
ہونے کا ننگ نہین رکھتا ہے اللہ کا بندہ ہونا اُسکو شرف ہے جسکے سبب سے اسکو معجزہ بتلانے
کی قدرت ہوئی ایسا محتاج شخص غیب کی کچھ خبرین دینے سے اور معجزون کو بتلانے کی قوت و قدرت
ہونے سے الہ اور ابن اللہ نہین ہو تا مقرب فرشتے باوجودیکہ نورانی جسم رکھتے ہین اور اللہ
تعالی کی درگاہ کے نہایت مقرب ہین لوح محفوظ کے اسرار سے اطلاع رکھتے ہین اور کمال قوت
اور قدرت رکھتے ہین قوت اور قدرت مین اور غیب دانی مین مسیح سے بمراتب تفوق رکھتے ہین یہ لوگ
اللہ کے بندہ ہونے کا ننگ نہین رکھتے تو مسیح تھوڑا علم اور تھوڑی قدرت جو رکھتا ہے کیا اللہ
کی بندگی سے ننگ کریگا اگر ننگ کیا تو مسیح نہوا بلکہ فرعون ہوا محی السنہ ابو محمد البغوی وغیرہ
کہتے ہین نجران کے نصاریٰ کی وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو آئی تھی سو کہنے لگی ہمارے صاحب کو
تم کیا واسطے عیب لگاتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارا صاحب کون ہے کہے مسیح ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے مین کس بات کا عیب لگایا تو کہے تم کہتے ہو عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول
ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ کو اللہ کا بندہ ہونا عار نہین اسی پر یہ آیت نازل ہوئی
اس آیت سے بعضون نے فرشتے بشر سے افضل ہونے کی دلیل لی ہے معلوم کیجئے بشر افضل
ہین یا ملائکہ اس مین اختلاف ہے ابن بطال نے کہا ہے جمہور اہل العلم کا مذہب یہہ ہے
ملائکہ بنی آدم سے افضل ہین حافظ عسقلانی نے اُسکے قول کو رد کیا ہے اور بولا جمہور اہل السنة کا

مذہب یہہ ہے کہ بنی آدم کے صلحا تمامی اجناس سے افضل ہین ملائکہ کی تفضیل کی طرف بہت گئے ہین مگر فلاسفہ اور معتزلہ اور اہل سنت کے بعضے اہل تصوف اور بعضے اہل ظاہر پھر بعضے آپین کے نوع ملک اور نوع بشر مین تفضیل دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ملک کی حقیقت افضل ہے انسان کی حقیقت سے اور بعضے اس خلاف کو خاص کرتے ہین صلحا و بشر اور صلحاء ملایکہ کے ساتھ اور اسکو خاص کرتے ہین انبیا کے ساتھ اور بعضے ملائکہ کو انبیا کے غیر پر تفضیل دیتے ہین اور بعضے ملک کو سب انبیا پر تفضیل دیتے ہین سوائے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہی امام رازی نے تفسیر مین سورۂ بقر کے کہا اکثر اہل سنت کہتے ہین انبیا علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہین معتزلہ کہتے ہین ملائکہ افضل ہین انبیا سے اسی قول کو قاضی ابو بکر الباقلانی ہمارے متکلمین سے اور ابو عبد اللہ الحلیمی ہمارے فقہا سے اختیار کئے ہین اربعین فی اصول الدین مین کہا ہمارے اصحاب اور شیعہ کا مذہب یہہ ہے انبیا ملائکہ سے افضل ہین معتزلہ اور فلاسفہ کہتے ہین ملائکہ سماویہ بشر سے افضل ہین ہمارے اصحاب سے قاضی ابو بکر الباقلانی اور ابی عبد اللہ الحلیمی اسی کو اختیار کئے ہین انتہی امام نووی نے شرح مسلم مین کہا معتزلہ کہتے ہین ملائکہ افضل ہین انبیا سے ہمارے فقہا وغیرہ کا مذہب یہہ ہے انبیا افضل ہین ملائکہ سے انتہی تاج الدین السبکی نے جمع الجوامع مین کہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب عالمین سے یعنی انبیا و ملائکہ وغیرہم سے افضل ہین حضرت کے بعد افضل باقی انبیا ہین انبیا کے بعد ملائکہ افضل ہین شیخ ابن حجر مکی نے شرح اربعین نووی مین کہا معتزلہ ملائکہ کو انبیا پر تفضیل دئے ہین باقلانی اور حلیمی بھی انکی متابعت کئے ہین یہہ قول مردود ہے بلکہ بشر کو ملک پر فضیلت ہے اس سے مراد یہہ ہے خواص بشر یعنے انبیا فقط خواص ملائکہ سے افضل ہین خواص ملائکہ سے جبرئیل اسرافیل میکائیل عزرائیل حاملان عرش مقربین کروبین روحانیین مراد ہین خواص ملائکہ عوام بشر سے بالاجماع بلکہ بالضرورۃ افضل ہین اور عوام بشر افضل ہین عوام بشر سے صلحاء مراد ہین نہ فسقا جیسا کہ بیہقی وغیرہ کہے ہین انتہی

تفضیل ملائکہ و بشر

ملخصاً اس سے معلوم ہوا اشعری کے دو قول ہین ایک قول یہہ ہے انبیا کے بعد فضیلت مین بعد مرتبہ ملائکہ کا ہے اور ملائکہ اگرچہ رسول نہون بشر کے انبیا کے غیر سے اگرچہ ولی ہون جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما افضل ہین اشعری کا ظاہر طریقہ یہی ہے سبکی اور سیوطی وغیرہ اسی کو اختیار کیئے ہین شیخ ابراہیم اللقانی نے جوہرہ کی شرح مین کہا یہہ طریقہ مرجوح ہے دوسرا طریقہ یہہ ہے انبیا بشر کے افضل ہین ملائکہ کے رسولون سے اور رسول اور خواص ملائکہ افضل ہین عامہ بشر سے اور عامہ بشر یعنے اولیا افضل ہین عامہ ملائکہ سے ماتریدیہ کا طریقہ جسکو امام صفار اور نجم الدین النسفی اختیار کیئے ہین یہہ ہے کہ رسول بشر کے افضل ہین رسول ملائکہ سے اور رسول ملائکہ افضل ہین عامہ بشر سے سراج البلقینی نے منہج الاصلین مین کہا مذہب مختار حنفیہ کا یہہ ہے کہ خواص بشر یعنے رسولان بشر کے سب ملائکہ سے افضل ہین خواص ملائکہ افضل ہین انبیا سے جو رسول نہین انبیا جو رسول نہین افضل ہین اُن ملائکہ سے جو غیر خواص ہین ان دونون طریق مین فرق یہہ ہے انبیا جو غیر رسل ہین پہلی طریق مین مسکوت عنہم ہین ثانی طریق مین اُن پر نص ہے صلحاء بشر جو انبیا نہین منصوص علیہم ہین پہلی طریق مین مسکوت عنہم ہین دوسرے طریق مین شیخ ابراہیم اللقانی نے کہا ثانی طریقہ جسکو بلقینی نے نقل کیا ہے حنفیہ کے پاس مشہور نہین حق انکے پاس خواص بشر یعنے انبیا خواہ رسول ہون یا غیر رسول سب ملائکہ سے افضل ہین اور خواص ملائکہ افضل ہین عوام بشر سے اور عوام بشر افضل ہین عوام ملائکہ سے انتہی محقق ابن ہمام نے مسائرہ مین اسی قول کو اختیار کیا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے پہلے طریقہ والے رسل بشر جو کہے احتمال رکھتا ہے کہ اُنکی مراد رسل سے عام ہو جو انبیا کو بھی شامل ہے استعمال رسول کا نبی مین شایع ہے نبی کا لفظ ذکر نہ کرکر رسول کے لفظ کو بولے سو مشاکلے کی صنعت کے واسطے شاید ہے اس تقریر پر اُنکے طریقہ مین انبیا مسکوت عنہم نہین واللہ اعلم ابو المظفر السمعانی یعنے علماء مالکیہ سے کہا مومنون کے عصاۃ اور سوقی لوگ انبیا اور ملائکہ سے کم رتبہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے مطیع اور صلحاء لوگ ملائکہ سے افضل ہین یا نہین اُنہین

دو قول ہین ابن یونس نے مالکیہ سے کہا ہمارے علماء کہتے ہین مومن مطیع ملائکہ سے افضل ہے
شیخ ابراہیم اللقانی مالکی نے کہا ماتریدیہ کا طریقہ جسکو ہم حق کہے اُسی پر اکثر مالکیہ ہین انتہی
معتزلہ کے استدلال کی وجہ اس آیت سے یون ہے نصاری مسیح کی رفعت مین غلو تھے
اور اسکو عبودیت سے باہر کئے سو اُنکے رد مین یہہ کلام جاری ہوا ہے سو اللہ تعالی نے
فرمایا مسیح اللہ کی عبودیت سے ننگ نہین کرتا مسیح تو کیا بلکہ ملائکہ مقربین جو مسیح سے قدر و
منزلت مین بالا ہین اللہ تعالی کی عبودیت سے ننگ نہین کرنے عیسی سے ترقی کرکے
فرشتون کو ذکر کیا سو بلاغت کا قاعدہ ہے کہ ترقی نہین ہوتی مگر ادنی سے اعلی کی
طرف عیسی سے ترقی کر کر ملائکہ کو جب ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ ملائکہ بشر سے افضل ہین زمخشری
نے کہا آیت کی دلالت اس مطلب پر علم معانی کی نسبت کرتے قطعی ہے اشاعرہ
کہتے ہین یہہ استدلال صحیح نہین ہوتا مگر اس تقدیر پر کہ یہہ آیت فقط نصاری کے رد
کے واسطے نازل ہوئی کرکے ہم مسلم رکھین اور نصاری ملائکہ کی تفضیل کا اعتقاد رکھتے
ہین کرکر ثابت کرین تو اُس تقدیر پر مسیح عبودیت سے ننگ نہین کرتا اور ملائکہ جو مسیح
سے اعلی ہین وہ بھی ننگ نہین کرتے یہ کہنا صحیح ہوگا لیکن نصاری کا تو یہہ اعتقاد
نہین بلکہ وہ مسیح کی الوہیت کا اعتقاد رکھتے ہین الہ اور ابن اور روح القدس تینون
متحد ہین متفق ہین کہتے ہین پھر معتزلہ وغیرہ کا استدلال صحیح نہوا اور فقط نصاری اُنکے
رد کے واسطے نازل ہوئی اور اسمین ادنی سے اعلی کی طرف ترقی ہے سو ہم اُسکو
مسلم نہین رکھتے کیون نہو آیت مسیح کی اور ملائکہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھنے والے دونون کی
شان مین نازل ہوئی ہو اور آیت کی سیاق تتمیم اور مبالغہ کے اسلوب پر ہے کیا واسطے
اللہ تعالی نے اول فرمایا انما اللہ الہ ولہ ما فی السموات سو اس آیت مین اپنی وحدانیت اور
مالکیت اور قدرت تامہ کی تقریر کی ہین امنوا یا دہ عبادت سے نہ مسیح ننگ کرتا ہے
نہ ملائکہ تقدیر کلام کی یون ہے مذکور اوصاف سے جو ذات کہ متصف ہو اُسکی عبادت سے

ننگ کرنیکا نہ مسیح کو حق ہے جسکو تم نصاریٰ الٰہ ٹھہراتے ہو اور اسمین کمال ہے کہ کرا عتقاد کرتے ہین اور نہ
ملائکہ جنکو بعضے نادان الٰہ ٹھہراتے ہین اور انہین کمال ہے کہ کرا عتقاد کرتے ہین امام رازی نے معتزلہ کی
استدلال کی رد مین یون کہاہے کہ ملائکہ کی اطلاع غیب کے باتون پر بشر سے افزود رہنا اور ملائکہ کی قوت
اور اس عالم مین تصرف کرنیکی قدرت بشر کی قوت اور قدرت سے زیادہ ہونا ہمارے پاس مسلم ہے
ہمکو اُس مین نزاع نہین نزاع جو ہے طاعتون کے ثواب مین ہے طاعتون کے ثواب کے نظر کرتے
بشر افضل ہین یا ملائکہ سو محل نزاع جو فضیلت ہے اُس پر اس آیت مین دلالت نہین ہے کیا واسطے
نصاریٰ عیسیٰ کی الوہیت ثابت نہین کئے مگر اس ہیلے کہ اُس نے غیب کی خبرین دین اور خرق
عادات بتائین اس شبہہ کی ابطال کے واسطے ملائکہ کو ذکر کرنا تمام ہوگا کہ ملائکہ اُس غیب دانی
مین اور اُس قوت و قدرت مین بشر سے بڑھکر رہین سو ہم اس بات کے قایل ہین آیت سے
طاعتون کی کثرت ثواب کے نظر کرتے ملائکہ کو بشر پر فضیلت ہونا اس مقام کو مناسب نہین
ملائکہ کی فضیلت پر استدلال جو کئے محل نزاع کو تامل نہین کئے اُنکے اس استدلال کے اور
بھی جوابین ہین انکو ذکر کرنے کی جگہ کتب عقاید ہین وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ
وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝ اور جو کوئی کنیاوے اُسکی بندگی سے اور تکبر کرے
سو وہ اُن سبکو اُٹھائیگا اپنے پاس اکٹھا یعنی جو کوئی اللہ کی عبادت کرنے سے ننگ کرتاہے
اور اُسکے پاس ذلیل و عاجز ہونے سے سرکشی کرتاہے تو اللہ تعالیٰ اُن سبھون کو قیامت
کے دن جمع کریگا اُس دن سب اُسکے روبرو ذلیل اور اُسکے عاجز ہوکر رہینگے معلوم کیجے
حشر عام ہے مومنون کو جو اسکی عبادت سے ننگ نہین کرتے ہین اور کافرون کو جو اسکی عبادت
سے سر پھیرتے ہین سو یہان مستنکفین کے غیر کو اقتصار کے واسطے ذکر نہین کیا گیا واسطے
بعد کی تفصیل اُسپر دلالت کرتی ہے فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم پھر جو لوگ ایمان لائے ہین اور نیک
عمل کئے ہین سو انکو پورا دیوے گا اُن کا ثواب اور بڑتی دیگا انکو اپنے فضل سے یعنی

انکے اعمال کا ثواب جو دیاہے وہ ہونگے اُس سے بڑھکر ثواب دیگا کہ جس کو نہ آنکھوں نے دیکھی اور
نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل مین اُسکا خطرہ گذرا وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا
وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اور جنھون نے کنیا یا اور تکبر کیا یعنے اللہ کی عبادت
سے سو اُنکو عذاب دیگا دکھ کی مار وَلَا یَجِدُوْنَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا
اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار یعنی مستکبرون کا کوئی والی نہین
جو اُنکے اُمور کو دُرست کرے اور اُنکے مصلحتون کی تدبیر کرے اور نہ کوئی نصیر جو انکو اللہ سے
بچاوے اور اُسکے عذاب سے چھڑا وسے مومنون کے ثواب کو مستنکفین کے عذاب پر مقدم کیا
گیا واسطے مستنکفین جب مومنون کے ثواب کو ملاحظہ کرینگے بعدہ اپنے عذاب کو دیکھین گے
تو انکی حسرت زیادہ ہوگی معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے مذکور آیتون مین منافق کفار یہود نصاریٰ کی
حجت ذکر کیا بعد اُنکے شبہون کا جواب دیا سو اب تمام انسانون کے سارے فرقون
کو علی العموم خطاب کر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے جو فرمایا کہ یٰاَیُّہَا النَّاسُ
قَدْ جَآءَکُمْ بُرْہَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ای لوگو تحقیق آچکی تم پاس تمھارے رب کی
طرف سے دلیل یہان برہان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین حضرت کو برہان یعنی دلیل
نام رکھا گیا واسطے حضرت کے ہاتھ پر معجزات باہرہ اور بینات ظاہرہ نمود کیا جن سے
حضرت کی سچوائی معلوم ہوئی نبوت کے دعوے مین صادق ہونا ظاہر ہوا وَاَنْزَلْنَا
اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ہ اور اتاری ہمنے تمپر روشنی واضح نور سے قرآن مراد ہے
اُسکو نور بولا گیا واسطے تاریکی مین سب چیز پوشیدہ رہتے ہین جب روشنی ہوئی تو سب
چیز ظاہر ہوتے ہین ویسا ہی قرآن سے احکام ظاہر ہوتے ہین اللہ کی وحدانیت اور
رسول کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور قرآن کے سبب سے دلون مین ایمان کا نور بڑھتا ہے
اسلئے اسکو نور کہا فَاَمَّا الَّذِیْنَ پھر جو لوگ ایمان لائے اللہ پر
یعنے اُسکی توحید کئے اور اُسکے صفات اور احکام اور اسمار کی اور اُسکے رسولون کی

اور کتاب کی تصدیق کئے وَاعْتَصَمُوا بِهٖ اور اسکو مضبوط پکڑے بِہٖ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یعنی ایمان پر ثابت رکھنے اور شیطان کے فریب سے نگاہ رکھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہے یا بہ کی ضمیر نور کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی قرآن جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسکو اپنا تمسک کئے فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ سو جلد انکو اللہ تعالیٰ داخل کریگا اپنی رحمت مین اور فضل مین رحمت سے جنت مراد ہے یا دنیا کے عذاب سے نجات ہونا فضل سے احسان مراد ہے جنت مین گئے بعد جسکو عطا کرے گا۔ وَیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ اور دکھائیگا انکو اپنی طرف سیدھی راہ یعنی اپنا فضل جو انپر اُسکی تفضل کی ہے اُسکو حاصل کرنیکی راہ کی انکو توفیق دیگا اور دین اسلام کہ جسکو اپنے بندونکے واسطے پسند کیا ہے اُسکی راہ اُنکو بتائیگا معلوم کیجیے اس آیت مین تین چیز عطا کرنیکا وعدہ دیا ہے رحمت اور فضل اور ہدایت اس ہدایت کا وجود خارج مین فضل ورحمت پر مقدم ہے لیکن بلاغت کے قاعدے پر خوشی ومسرت جلد حاصل ہونیکے واسطے رحمت وفضل کو مقدم کیا یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ تو ہی طلب کرتے ہین تجھسے تو کہہ اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ مین یعنے تجھسے حکم پوچھتے ہین کلالہ کا تو کہہ اے محمد اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کا حکم بتاتا ہے اور اُس سوال کا جواب آپ دیتا ہے معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ نے اس سورے کی ابتدا مین چند واقعات کے احکام بیان کیا بعد مخالفون کے ساتھ مباحثے کی آیتین ذکر کیا پھر سورہ کے آخر کو ایک واقعے کے حکم پر ختم کیا تا سورہ کی آخر اُسکے اول کے ساتھ مشاکل اور ہمرنگ ہو معلوم کیجیے کلالہ کی میراث مین دو آیتین نازل ہوئین ایک آیت جو سورے کی ابتدا مین ہے وہ آیت شتا مین یعنی جاڑے کے موسم مین نازل ہوئی دوسری آیت جو سورے کے اخیر مین ہے یہہ آیت صیف مین یعنے دھوپ کالے کے موسم مین نازل ہوئی اسی واسطے اس آیت کو آیت الصیف کہتے ہین یعنی گرما کے موسم مین نازل ہوئی

معلوم کیجئے ہم اوپر ذکر کئے کہ کلالہ کا اطلاق وارث اور مورث دونون پر ہوتا ہے کلالہ کا
اطلاق جب وارث پر کرین تو اُس سے مراد وہ وارث ہے جو پدر نہو مورث پر اطلاق کرین
تو اُس سے مراد وہ شخص ہے جو مر جاوے اور اُسکو والدین اور اولاد نرہے لفظ کلالہ کا
مشتق کل سے ہے عرب کہتے ہین کلت الرحم بین فلان و فلان یعنے فلانے اور فلانے کے درمیان
قرابت بعید ہوئی اور یون بھی کہتے ہین فلان تشعت فلان ثم کل عنہ یعنے فلانا فلانے پر حمل کیا بعد
اُس سے بعید ہوا میت کے والد کو اور ولد کو میت سے جو قرب ہے اُسکے بہ نسبت سروان
کی قرابت بعید رہنے سے انکو کلالہ کہے اور کبھی کل کی معنی غشی ہونی اور قوت جانے کی ہے
سو یہہ قرابت ولادت کی جہت سے نہ رہنے سے اُسمین ضعف آیا اس لئے اس قرابت کو
بطریق استعارہ کے کلالہ کہے معلوم کیجئے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیمار تھے سو انکی عیادت
کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جابر نے اپنی میراث کی تقسیم کیسی کرنا سوال کرنے
سے یہہ آیت نازل ہوئی لیکن اس حدیث کے بعضے رُوات جابر کے قصے مین کونسی آیت
نازل ہوئی سو اُس مین اختلاف کئے ہین اُس کا بیان ہم سینتالیسوین ورد مین ذکر کئے
اب چند احادیث جو اِس آیت سے تعلق رکھتے ہین انکو ہم یہان بیان کرتے ہین ابن سعد اور
ابن ابی حاتم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ
کی آیت میری شان مین نازل ہوئی امام مالک اور مسلم اور ابن جریر اور بیہقی عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے کلالہ کا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کیا اُتنی
کثرت سے کسی چیز کا سوال نہین کیا یہان تک کہ اپنی اُنگلی سے میرے سینے مین مارے
اور فرمائے آیۃ الصیف جو سورۂ نساء کی اخیر مین ہے تجھکو کافی ہے امام احمد اور ابو داود
اور ترمذی اور بیہقی براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کلالہ کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
صیف کی آیت تجھکو کافی ہے عدی اور بزار اپنے مسندون مین اور ابو الشیخ اپنی کتاب

الفرایض مین سند صحیح سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کسی سفر مین تھے کلالہ کی آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جاکر دیکھے تو حذیفہ موجود
ہے سو وہ آیت اُسکو تلقین کئے حذیفہ دیکھے تو عمر رضی اللہ عنہ موجود مین پھر حذیفہ نے
اُنکو اس آیت کی تلقین کی عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت مین اُس آیت مین تامل کئے اور حذیفہ
کو بلوا کر اُن سے اس آیت کا سوال کئے حذیفہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو جیسی تلقین کئے
مین نے بھی تمکو ویسی ہی تلقین کیا واللہ مین اُس سے کچھ افزود تمکو کبھی نہ کہونگا عبدالرزاق
اور بخاری اور مسلم اور ابن جریر اور ابن المنذر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے
مجھکو آرزو رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تین چیز کا عہد کرتے کہ جسکی طرف ہم ٹھہرتے
جد اور کلالہ اور ربا کے چند ابواب جد یعنے دادا کی میراث ربا یعنی سود کن چیزون مین
ہوتا ہے عبدالرزاق اور عدنی اور ابن المنذر اور حاکم عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے
تین چیز کا سوال مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوتا تو میرے پاس حمر النعم یعنی سرخ اونٹون سے زیادہ دوست
ہوتا ایک تو حضرت کے بعد خلیفہ کون ہے دوسرا لوگ اپنے مالون مین زکاۃ کا اقرار کرتے
ہین اور ہمکو نہ دینگے کہتے ہین کیا اُنکو قتل کرنا جایز ہے یا نہین تیسرا کلالہ ابو داود طیالسی
اور عبدالرزاق اور عدنی اور ابن ماجہ اور شاشی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چیز کو بیان کئے ہوتے تو دُنیا
اور جو اُس مین ہے ملنے سے میرے پاس احب ہوتا خلافت اور کلالہ اور ربا ابن
جریر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ نے کتف یعنے
اونٹ کا شانہ لیکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جمع کئے اور کہے مین کلالہ
مین ایک حکم کرتا ہون کہ جسکی خبر عورتین اپنے پردون مین دین اُسوقت گھر مین
ایک سانپ نکلا کہ جس سے لوگ سب متفرق ہوئے عمر کہے یہہ امر تمام ہونے کا اللہ تعالے
ارادہ کرتا تو البتہ اسکو پورا کرتا معلوم کیجئے مذکور حدیثون سے عمر رضی اللہ عنہ کی

فضیلت اور علم کا تجر معلوم ہوا کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھکو صیف
کی آیت کفایت کرتی ہے سو حضرت اسکی تفصیل کو انکے فہم پر چھوڑ دیئے اس لیئے
کہ انکو مسائل فہم کرنے کی اور جزئیات کو استنباط کرنے کی قوت اجتہادیہ ہے البتہ
اجتہاد کر کر فتوی دینگے ورنہ انکا بیان کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا عمر
رضی اللہ عنہ نے اسکو معلوم کرنے کی کوشش نا کر تا کہ نبی سے تفصیل معلوم ہو جاوے اجتہاد کا
بار اپنے پر نہووے ہم جو لکھ رہے ہیں اسسے ظاہر ہوا ایسے قصہ عمر رضی اللہ عنہ کی عدم
معرفت علوم میں اس قصے سے دلیل جو لیتے ہیں باطل ہے إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ
لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ اگر ایک مرد مر گیا کہ اسکو
فرزند نہیں اور اسکو ایک بہن ہے تو اسس بہن کو آدھا اس کا جو وہ
چھوڑ مرا هلک کی معنی مرنا موت کو ہلاک کے لفظ سے تعبیر کیا اسواسطے کہ موت فی الحقیقت
انعدام ہے معلوم کیجیئے بہن نصف کی وارث ہونیکے واسطے میت کو والد بھی نہونا ضرور
ہے اس پر سب کا اجماع ہے سو آیت میں ولد پر اکتفا کیا گیا واسطے اسپر سوال دلالت
کرتا ہے سوال تو کلالہ کا تھا کلالہ وہی ہے جسکو ولد اور والد نہو اخت بہن کو کہتے
ہیں بہن کا لفظ عام ہے اعیانی بہن پر یعنے حقیقی باپ اور ماں ایک ہی ہیں اور علاتی
بہن پر یعنے باپ ایک ہی ہے ماں علحدہ ہے اور اخیافی بہن پر یعنے ماں ایک ہی
ہے اور باپ مختلف ہے اطلاق کیا جاتا ہے لیکن اخیافی بہن کا حکم سورے کے
شروع میں مذکور ہوا سو یہہ حکم اعیانی اور علاتی بہن کا ہے فلها نصف ما ترک
یعنے میت کی بہن کو اسس میت کے متروکے سے آدھا ترکہ ہے میت کو بہن ایک
ہی منفرد ہو تو اسکا فرض نصف ترکہ ہے پھر میت کو عصبہ نہو تو باقی مال بیت
المال کو ہے یہہ زید بن ثابت کا مذہب ہے شافعی نے بھی اسی کو اخذ کی ہے ابو
حنیفہ کے پاس باقی کا نصف بھی بہن کو بطریق رد کے دینگے میت کو ایک لڑکی

اور ایک بہن ہو تو بیٹی کو نصف دیکے فرضًا باقی کا نصف بہن لیگی سو فرضًا نہین بلکہ عصوبۃً لیگی وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ اور وہ وارث ہوگا اُسکا اگر نہے اُسکو فرزند یعنے بہن مرجاوے اور اُسکا بھائی رہے اعیانی ہو یا علاتی تو وہ بھائی اُس بہن کے سارے ترکہ کا وارث ہوگا اگر اُس مری سو بہن کو فرزند نرہے بھائی اعیانی یا علاتی ہونا کہے کیا واسطے اخیافی بھائی ہو تو وہ ذوی الفروض مین ہے پورا ترکہ نہ لے گا فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ پھر اگر بہن دو ہون تو اُنکو ہے دو تہائی اُس سے جو چھوڑ مرا ہے دو بہن کا حکم بیان کیا دو سے افزود ہون تو اُنکو بھی وہی دو ثلث ہین وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ اور اگر ہونگے کئی شخص بھائی مرد اور عورتین تو مرد کو ہے دو عورت کے حصہ برابر یعنے میت کو بھائی اور بہن دونون ہون تو بھائی کو دو حصے ہین اور بہن کو ایک حصہ اخوۃ جمع اخ کی ہے آیت کی سیاق مقتضی تھی اخوۃ اور اخوات کہنا یعنے اُس میت کو بھائی اور بہن ہین لیکن ذکور کو اناث پر تغلیب دیکے اخوۃ بولا یا اخوۃ کے بعد رجالا ونساء جو بولا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ کر ایک ہی پر اکتفا کیا يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اس واسطے کہ گمراہ نہ ہون معلوم کیجے اس آیت مین تین وجہ ہین بصریون مین کہتے ہین یہان مضاف محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے یبین اللہ لکم کراہۃ ان تضلوا یعنے اللہ تعالی نے اُن احکام اور فرایض کا بیان کیا سو تمہارے بہک جانے کو مکروہ جان کے کوفیون ... کہتے ہین ... ہے اُسکی تقدیر یون ہے یبین اللہ لکم لئلا تضلوا یعنے تم گمراہ نہو تا کہ ... جرجانی نے کہا ہے معنی یون ہے اللہ تعالی ضلالت کو بیان ... اُس سے پرہیز کرین۔ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ہے یعنے اللہ تعالی بندون کا